عشق مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡم وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ آل عمران سے اکتیسویں آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آج کی اس نشست میں آپ کے سامنے جان ایمان محبت رسول ﷺ کے عنوان پر بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا تا کہ ہمارے دلوں میں جو نبی پاک ﷺ کی محبت ہے، وہ مزید بڑھے اور عشق رسول ﷺ میں سب کچھ لٹانے کا سچا جذبہ بیدار ہو۔

☆ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔ (بخاری شریف)

☆ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی سرکار ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوا۔ جب اس نے رخ روشن سے پھوٹنے والی نورانی شعاعوں کو دیکھا تو پکار اٹھا۔

یارسول اللہ! مجھے آپ، والدین حتیٰ کہ خود اپنی جان وذات سے بھی زیادہ محبوب ہیں بلکہ میرے ظاہر و باطن پر بھی آپ ہی کی حکمرانی ہے۔ (تاریخ ابن کثیر جلد 2،ص 149)

چاند سے ان کے چہرے پر زلفیں ہیں مشک وفام دو
دن ہے کھلا ہوا مگر وقت سحر ہے شام دو

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار ﷺ نے فرمایا۔ تین ایسی باتیں ہیں جو کسی شخص میں پائی جائیں، اس نے ایمان کی حلاوت کو پالیا۔

1۔ اسلام لانے کے بعد کفر کی طرف لوٹ کر جانے کو ایسا ناپسند کرے جیسا کہ آگ میں پڑ جانے کو کرتا ہے۔

2۔ جس سے محبت کرے اللہ تعالیٰ کی خاطر کرے۔

3۔ اللہ اور اس کے رسول اس کو ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہوں۔

(بحوالہ بخاری شریف)

سوکھی لکڑی کا عشق رسول میں رونا

☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مسجد نبوی پر کھجور کی لکڑیوں کی چھت ڈالی ہوئی تھی تو حضور ﷺ ایک سوکھی لکڑی کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے، جب منبر تیار کیا گیا تو ہم نے اس سوکھی لکڑی کے تنے سے محبوب کی جدائی میں رونے کی آواز سنی جیسے بچہ جننے والی اونٹنی واویلا کرتی ہے۔ اس کی آواز سن کر تمام حاضرین بھی رونے لگے: صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ اس پر دست رحمت نہ رکھتے تو ہمارے دل پھٹ جاتے۔

حضرت بریدہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے خشک تنے کو تڑپتے اور بلکتے ہوئے دیکھ کر اس سے فرمایا۔ اگر تو چاہے تو میں تجھے اسی بلوغ میں لوٹا دوں؟ جس میں تو پہلے تھا وہاں تجھ میں شاخیں نکل آئیں اور مکمل درخت بن جائے اور تیرے پھل پھول آئیں اور اگر تو چاہے تو میں تجھے جنت میں لگا دوں؟ اور اولیاء اللہ تیرے پھل کھائیں پھر آقا ﷺ نے اس کی جانب کان لگائے کہ کیا جواب دیتا ہے۔ (تنے نے) عرض کی مجھے جنت میں لگا دیجئے تا کہ اولیاء اللہ میرے پھل کھائیں اور پرانا ہونے سے بچ جاؤں۔ آقا ﷺ نے فرمایا۔ جا میں نے تجھے جنت میں لگا دیا۔ تو نے فانی گھر چھوڑ کر باقی رہنے والے گھر کو پسند کیا ہے۔ (بخاری و مسلم، کتاب الشفاء، جلد اول، صفحہ نمبر 471)

☆ امام قاضی عیاض کتاب الشفاء ص 473 پر فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری جب اس حدیث کو بیان کرتے تو زار و قطار رونے لگتے اور کہتے......

خدا کے بندو! جب خشک لکڑی آقا ﷺ کی عظمت کو مدنظر رکھتے ہوئے آقا ﷺ کی جدائی میں روتی ہے تو ہمیں آقا ﷺ کی زیارت میں کس قدر رونا چاہیئے۔

رونے والی آنکھیں مانگو رونا سب کا کام نہیں
ذکر محبت عام ہے لیکن سوز محبت نام نہیں

یاد نبی پاک میں روئے جو عمر بھر
مولا مجھے تلاش اسی چشم تر کی ہے

☆ مواہب اللدنیہ جلد اول ص 284 پر امام احمد قسطلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد میں لب مصطفی ﷺ زخمی ہوئے۔ خون بہنے لگا۔ حضرت مالک بن سنان سے شدت جذبات سے رہا نہ گیا۔ فرط محبت میں اپنا منہ سرکار ﷺ کے ہونٹوں پر رکھ کر خون مبارک کو چوسنا شروع کر دیا اور اتنا چوسا کہ ہونٹ مبارک سفید ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے مالک چھوڑ دو، ایسا نہ کرو، عرض کی آقا ﷺ اس نعمت کو کیسے چھوڑ دوں۔ سرکار ﷺ نے دیکھا کہ اس نے یہ عمل فقط میرے عشق و محبت میں کیا ہے تو خوش ہو کر فرمانے لگے۔ ’’جو شخص چاہتا ہے کہ کسی جنتی کو دیکھے، وہ اس نوجوان کو دیکھ لے‘‘

☆ حضرت سواد انصاری رضی اللہ عنہ کا عشق

☆ غزوۂ بدر میں صف بندی کے وقت سرکار ﷺ نے ان کے شکم پر عصا مار کر ترتیب درست کی۔ حضرت سواد رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ میں بدلہ لوں گا۔ نبی پاک ﷺ نے خود کو پیش کر دیا۔ حضرت سواد رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے۔ یارسول اللہ ﷺ جب آپ میرے شکم پر عصاء لگایا تھا اس وقت میرے شکم

سے کپڑا ہٹ گیا تھالہذا آپ بھی اپنا شکم برہنہ کردیجئے۔ صحابہ کرام علیھم الرضوان حیران ہیں کہ آج حضرت سواد انصاری رضی اللہ عنہ کو کیا ہوگیا ہے؟ نبی پاک ﷺ نے اپنے شکم سے کپڑا ہٹایا۔ حضرت سواد رضی اللہ عنہ شکم مصطفیٰ سے چمٹ گئے۔ بوسہ لیتے ہوئے عرض کرنے لگے۔ یارسول اللہ جہاد کی تیاری ہے۔ شہادت کی آرزو ہے، ہوسکتا ہے زندگی وفا نہ کرے۔ بس چاہا کہ آخری وقت میرے جسم کو آپ کے جسم اقدس سے مس ہونے کا شرف حاصل ہوجائے۔ (البدایہ والنہایہ)

میدان بدر میں عشق مصطفیٰ ﷺ

کیسا عجب منظر تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے ان کا بیٹا عبدالرحمن، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ان کا باپ عتبہ، بھائی کے سامنے بھائی، چچا کے سامنے بھتیجا ماموں کے سامنے بھانجہ۔

اسلام لانے کے بعد ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اپنے والد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے عرض کرنے لگے کہ ابا جان غزوۂ بدر میں آپ کئی مرتبہ میری تلوار کی زد میں آئے مگر میں نے باپ سمجھ کر آپ پر حملہ نہیں کیا۔

یہ سن کر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ اگر اس وقت میری تلوار

کی زد میں تو ایک مرتبہ بھی آ تا تو میں تجھے اپنے مولا ﷺ کے دشمنوں کے گروہ میں ہونے کی وجہ سے نہیں چھوڑتا۔ تیری گردن تن سے جدا کر دیتا۔

میدان بدر میں ماموں کے سامنے بھانجا تلوار لئے کھڑا تھا۔ چچا کے سامنے بھتیجا تلوار لئے کھڑا تھا۔ باپ کے سامنے بیٹا تلوار لئے کھڑا تھا۔ آخر کیا وجہ تھی آج خونی رشتوں کو کیا ہو گیا تھا۔ حفیظ جالندھری اس کو یوں قلمبند کرتا ہے۔

محمد ﷺ کی محبت خون کے رشتوں سے بالاتر ہے
یہ رشتہ دنیاوی قانون کے رشتوں سے بالاتر ہے
محمد ﷺ ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر، مادر، برادر مال و جان اولاد سے پیارا
سما سکتی ہے کیوں کر حب دنیا کی ہوا دل میں
بسا ہو جبکہ نقش حب محبوب خدا دل میں

محمد ﷺ کی محبت آن ملت شان ملت ہے
محمد ﷺ کی محبت روح ملت جان ملت ہے
محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

محمد ﷺ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا فراق رسول میں رونا

☆ جب سرکار ﷺ کا وصال ہوا تو حضرت انس کی دنیا اندھیری ہوگئی۔ یاد محبوب ہر گھڑی ہر آن ان کو تڑپاتی۔ کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی جہاں وہ پیارے محبوب کا ذکر نہ کرتے ہوں۔ عہد رسالت کا کوئی واقعہ کسی سے سنتے، یا خود بیان کرتے تو عشق مصطفی ﷺ سے آنکھیں نم ہوجاتیں اور شدت تاثر سے آواز بھر جاتی۔ کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ اپنے آپ پر قابو نہ رہتا اور سخت بے چینی کے عالم میں مجلس سے اٹھ کھڑے ہوتے، جب تک گھر پہنچ کر تبرکات رسول کی زیارت نہ کر لیتے، چین نہ آتا تھا۔

ایک دن بیان کررہے تھے کہ میں نے کبھی کوئی ریشم سرکار ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہیں چھوا، نہ کوئی خوشبو سرکار ﷺ کے بدن سے زیادہ خوشبودار سونگھی۔

اسی طرح بیان کرتے کرتے فرط محبت مصطفی سے اتنے بے قرار ہوگئے کہ

گر یہ طاری ہوگیا۔ روتے روتے جب عشق مصطفیٰ ﷺ نے جوش مارا تو زبان پر بے اختیار یہ الفاظ آ گئے۔

قیامت کے دن جب حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوگی تو عرض کروں گا یا رسول اللہ اے میرے آقا آپ کا ادنیٰ غلام انس حاضر ہے۔ کرم کر دیجئے، نگاہ فرمایئے دامن میں چھپا لیجئے۔

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی، وہ آگ لگائی ہے

☆ جو جس سے محبت کرے گا، انہی میں شمار ہوگا

(ادب المفرد باب الرجل یحب قوما ولما یلحق بھم حدیث 335، ص188، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

☆ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! اگر آدمی لوگوں سے محبت کرے جن کے اعمال اپنانے کی قوت نہیں رکھتا تو نتیجہ کیا ہوگا؟

آپ نے فرمایا اے ابوذر رضی اللہ عنہ! تیرا شمار بھی انہی میں ہوگا جن سے محبت کرتے ہو۔ میں نے فوراً عرض کی۔ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے

محبت کرتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو تیرا شمار انہی میں ہوگا جو اللہ و رسول ﷺ سے محبت رکھتے ہیں۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول پاک ﷺ سے سوال کیا کہ اے اللہ کے نبی! قیامت کب قائم ہوگی؟ آپ نے فرمایا تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کیا میں نے کوئی بڑی تیاری تو نہیں کی مگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوں گے جس کے ساتھ دنیا میں محبت رکھتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسلام لانے کے بعد مسلمانوں کو اتنا خوش کبھی نہیں دیکھا تھا جتنا اس بشارت پر خوش ہوئے۔

بحیثیت مسلمان
ہماری پہلی ذمہ داری
حسن اخلاق

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۝

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید انتیسواں پارہ سورۂ قلم کی چوتھی آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ دعا ہے رب تعالٰی سے کہ وہ مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم تمام مسلمانوں کو حق سن کر حق کو قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آج سے ہم ایک سلسلہ شروع کر رہے ہیں جس کا عنوان ہے ''بحیثیت مسلمان ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں''۔ ترتیب وار اس موضوع کو بیان کیا جائے گا۔ آج ہم سب سے پہلی ذمہ داری کا ذکر کریں گے۔ بحیثیت مسلمان ہماری

پہلی ذمہ داری حسن اخلاق ہے۔حسن اخلاق کو اسلام میں بہت بلند مقام حاصل ہے۔اسے اپنا کر ایک عام مسلمان کائنات کے ہر شخص کے دلوں پر حکومت کر سکتا ہے۔حسنِ اخلاق بہت بڑی نعمت ہے۔اس کائنات میں سب سے اعلیٰ اخلاق ہمارے آقا ﷺ کے ہیں جن کے اخلاق کے متعلق قرآن مجید کی آیت نازل ہوئی ہو،ان کے اعلیٰ اخلاق کے کیا کہنے۔چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ○

ترجمہ:اور بے شک تمہاری خُو بُو(خُلق) بڑی شان کی ہے۔

اسی کو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ اپنے نعتیہ کلام میں کچھ اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

ترے خلق کو حق نے عظیم کہا تیری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالق حسن و ادا کی قسم
میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

آج معاشرے میں لڑائی جھگڑے،نفرتیں،حسد،جھوٹ،فریب اور بے راہ روی کا بنیادی سبب برے اخلاق ہیں۔اگر ہمارے اخلاق درست ہو جائیں تو معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ بن جائے گا۔احادیث میں اچھے اخلاق کے مالک

کے لئے جو بشارتیں اور فضیلت وارد ہوئی ہیں۔ ان کو پڑھ کر اچھے اخلاق کی ترغیب ملتی ہے۔ آیئے آپ کی خدمت میں احادیث وواقعات کی روشنی میں اچھے اخلاق کے فضائل بیان کرتے ہیں۔

☆ بخاری فی ادب المفرد حدیث نمبر 238 راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: نبی پاک ﷺ نے فرمایا: مومن اپنے بھائی کا آئینہ ہے، جب وہ اس میں کوئی برائی دیکھتا ہے تو اس برائی کی اصلاح کر دیتا ہے۔

☆ ترمذی کتاب الایمان حدیث نمبر 2612 راوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: سرکار کریم ﷺ نے فرمایا: مومنوں میں سے کامل ترین مومن وہ ہے جو بہترین اخلاق کا مالک ہے اور اپنے اہل وعیال کے ساتھ انتہائی نرم ہے۔

☆ ترمذی حدیث نمبر 1162 راوی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: سرکار اعظم ﷺ نے فرمایا: مومنوں میں سے کامل ترین ایمان اس کا ہے جو ان میں سے بہترین اخلاق کا مالک ہے اور تم میں بہترین اشخاص وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے ہیں۔

☆ ترمذی حدیث نمبر 2018 راوی حضرت جابر رضی اللہ عنہ: پیارے آقا ﷺ نے فرمایا' تم میں سب سے زیادہ پیارے اور قیامت کے دن میرے نزدیک وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق سب سے اچھے ہوں گے۔

☆ ابوداؤد کتاب الادب حدیث نمبر 4798 راوی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سرورکونین ﷺ کوفرماتے ہوئے سنا یقینا مومن حسن اخلاق کے ذریعہ دن کوروزہ رکھنے والے اورراتوں کوقیام کرنے والوں کا درجہ حاصل کرلیتا ہے۔

☆ ترمذی باب ماجاء فی حسن الخلق حدیث 2002 راوی حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ: نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔حسن اخلاق سے بڑھ کر میزان میں بھاری چیز کوئی نہ ہوگی۔

☆ حدیث=مسند امام احمد ابن حنبل حدیث 3938 جلد 1 ص 415 پر حدیث پاک ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اس شخص پر آگ حرام کردی گئی جونرم خو،خوش اخلاق اور(نیک مجالس میں)لوگوں کے قریب ہے۔

☆ ترمذی حدیث 1956 راوی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ: سید عالم ﷺ نے فرمایا۔تمہارا اپنے مسلمان بھائی کے لئے مسکرانا بھی صدقہ ہے۔

☆ ابن ماجہ کتاب الزہد حدیث 4218 راوی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ......رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔تدبیر کے برابر کوئی عقل مندی نہیں۔ حرام سے اجتناب کرنے سے بڑھ کر کوئی پرہیزگاری نہیں اور عمدہ اخلاق سے اعلیٰ کوئی حسب ونسب نہیں۔

حسن اخلاق میں سے یہ بھی ہے کہ بندہ اپنے مسلمان بھائی کا ادب کرے اور اس کی مدد کرے۔

☆ مستدرک حدیث 6542 حضرت انس بن مالک، حضرت سلمان رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔کوئی مسلمان اپنے بھائی کے پاس جائے اور وہ اس کے اکرام اور تعظیم میں اسے (لیٹنے اور ٹیک لگانے کے لئے) تکیہ پیش کرے (یعنی اس کے ساتھ اچھا سلوک کرے) تو اللہ تعالیٰ اسی وقت اس کی مغفرت فرما دیتا ہے

☆ حدیث: جامع الصغیر راوی ابن عمر رضی اللہ عنہما: رسول پاک ﷺ نے فرمایا مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو اپنے مال سے تو غلاموں کو خریدتا ہے پھر ان کو آزاد کرتا ہے۔ وہ بھلائی کا معاملہ کرکے لوگوں کو کیوں نہیں خریدتا جبکہ اس کا ثواب بہت زیادہ ہے؟ یعنی جب وہ لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرے گا تو لوگ اس کے غلام بن جائیں گے۔

☆ بخاری کتاب المظالم حدیث 2310 راوی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما: سرکار کریم ﷺ نے فرمایا: ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے بے یارومددگار چھوڑتا ہے جو شخص اپنے کسی (مسلمان) بھائی کی حاجت روائی کرتا ہے، اللہ اس کی حاجت روائی فرماتا ہے

اور جو شخص کسی مسلمان کی دنیاوی مشکل حل کرتا ہے، اللہ اس کی قیامت کی مشکلات میں سے کوئی مشکل حل فرمائے گا اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

☆ طبرانی معجم الکبیر حدیث 4801 راوی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کے کام میں (مدد کرتا) رہتا ہے، جب تک بندہ اپنے (مسلمان) بھائی کے کام میں (مدد کرتا) رہتا ہے۔

☆ طبرانی معجم الکبیر حدیث 13334 راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہا: سرکار اعظم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی مخلوق ہے جنہیں اس نے لوگوں کی حاجت روائی کے لئے پیدا فرمایا ہے، لوگ اپنی حاجات (کے سلسلے) میں دوڑے دوڑے ان کے پاس آتے ہیں، یہ (وہ لوگ ہیں جو) اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

☆ شعب الایمان حدیث 7669 ابن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کے کام کے سلسلے میں چل پڑا، حتیٰ کہ اسے پورا کردے۔ اللہ اس پر پانچ ہزار، اور ایک روایت میں ہے 75000 فرشتوں کا سایہ فرما دیتا ہے اور وہ اس کے لئے

اگر دن ہوتو رات ہونے تک اور رات ہوتو دن ہونے تک دعائیں کرتے رہتے ہیں اور اس پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں اور اس کے اٹھنے والے ہر قدم کے بدلے نیکی لکھ دی جاتی ہے اور ہر قدم کے بدلے اللہ اس کا ہر گناہ مٹا دیتا ہے۔

☆حسن اخلاق کی علامات کیا کیا ہیں؟

امام غزالی فرماتے ہیں آدمی جب نیکی کے راستے پر گامزن ہوتا ہے تو ہر لمحہ اس بات کا خطرہ رہتا ہے کہ اس کے اندر تکبر اور بڑائی نہ پیدا ہو جائے اور وہ سمجھنے لگے کہ اب تو میں نیک ہو گیا ہوں۔ اب مجھے مجاہدے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اس لئے نیک اور با اخلاق لوگوں کی کچھ علامتیں ذکر کی گئی ہیں کہ ایسے لوگ اپنی خواہشات پر پوری طرح قابو رکھتے ہیں۔ امانت کی حفاظت کرتے ہیں، جو عہد کرتے ہیں، اسے پورا کرتے ہیں، اپنی عبادت میں دل لگاتے ہیں، لوگوں سے نرمی کا معاملہ کرتے ہیں۔ ایک اچھے مسلمان کی نشانی یہ بتائی گئی ہے کہ وہ جو کچھ اپنے لئے پسند کرتا ہے، وہ اپنے دوسرے بھائی کے لئے بھی پسند کرے۔ اچھی بات کرے یا خاموش رہے، گالی بکنے والا اور جھوٹ بولنے والا نہ ہو، غیبت کرنے والا نہ ہو، حسد کرنے والا نہ ہو، تکلیف دینے والوں کو بھی، گالیاں دینے والوں کو بھی دعائیں دے۔

☆ حضرت مالک بن دینار کو ایک شخص گالیاں دیتا تھا، آپ حلوہ بھیجا کرتے تھے۔ کسی کے پوچھنے پر بتایا کہ اس کے پاس جو ہے وہ ہمیں بھیجتا ہے اور جو ہمارے پاس ہے ہم اسے بھیجتے ہیں۔

☆ ایک بار ایک بزرگ کو کسی نے کھانے پر بلایا، گھر پہنچے تو معذرت کر لی کہ ابھی کھانے کو کچھ نہیں ہے۔ تین بار بلایا، ان بزرگ نے اف تک نہ کیا۔ تیسری مرتبہ وہ شخص قدموں میں گر پڑا اور معافی مانگتے ہوئے کہنے لگا کہ میں نے تو آپ کا امتحان لیا تھا۔ یہ سن کر وہ بزرگ کہنے لگے کہ اس میں معافی مانگنے کی کیا بات ہے۔ یہ معاملہ تو کتے جیسا ہے، بلاؤ تو چلا آتا ہے۔ دھتکارو تو چلا جاتا ہے۔

☆ یہی بزرگ ایک مرتبہ راستے سے جا رہے تھے کہ کسی نے اوپر سے راکھ پھینکی۔ آپ نے اسے کچھ نہ کہا بلکہ یہ جملہ کہنے لگے، واہ جناب! میں تو آگ کا مستحق تھا، شکر ہے، راکھ پھینکی گئی ہے۔

ایک انسان کے لئے اس سے بڑھ کر کچھ نہیں کہ وہ عام انسانوں میں اخلاق ومحبت، ہردلعزیزی کے ساتھ اور ان میں گھل مل کر شگفتہ روئی کے ساتھ زندگی گزارے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ دوست دشمن سب سے کشادہ دل ہو کر ملے۔ عام آدمیوں میں وقار کے ساتھ رہنا بہتر ہے مگر ایسا نہیں کہ تکبر تک پہنچ جائے۔ چلتے ہوئے دائیں بائیں زیادہ مت دیکھو، نہ بار بار مڑ کر کسی کو دیکھو۔

کسی مجمع کے پاس کھڑے مت ہو، اچھی بات پر کان لگاؤ، بری بات سے غافل ہو جاؤ، جو دوست صرف تندرستی کا دوست ہے، اس سے بچو، وہ دشمن سے زیادہ برا ہے۔ مجمع میں آدمیوں کے اوپر سے پھلانگ کر مت جاؤ، جہاں جگہ ملے، بیٹھ جاؤ۔ کسی راہ گیر کو گھور گھور کر مت دیکھو۔ اس میں خود تمہاری ذلت ہے۔ کسی پر آواز مت کسو، مظلوم کی مدد کرو۔ فریادی کا ساتھ دو۔ ضعیف، محتاج، بچوں اور معذوروں کو سڑک پار کروادو۔ راستہ میں پتھر، کانٹا اور کانچ ہو تو سائیڈ پر رکھ دو۔ زیادہ مت ہنسو، اس سے وقار کم ہوتا ہے۔ مسلمان باہم دوستی اور محبت میں ایک جسم کی طرح ہیں۔ بہترین مسلمان وہ ہے، جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے۔

حدیث: بخاری کتاب المظالم حدیث 2314 راوی ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ: رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ ایک مومن دوسرے مومن کے لئے ایک (مضبوط) دیوار کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے اور (اس بات کی وضاحت کے طور پر) آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں ڈالیں۔

☆ بخاری کتاب الادب حدیث 5665 راوی حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ: سرور کائنات ﷺ نے فرمایا۔ مومنین کی مثال ایک دوسرے پر رحم

کرنے، دوستی رکھنے اور شفقت کا مظاہرہ کرنے میں ایک جسم کی طرح ہے۔ چنانچہ جب جسم کے کسی بھی حصے کو تکلیف پہنچتی ہے تو سارا جسم بے خوابی اور بخار میں اس کا شریک ہوتا ہے۔

حدیث: ترمذی حدیث 2510

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا۔تم میں سے پہلی امتوں کی بیماری تمہارے اندر سرایت کرگئی۔ وہ بیماری حسد اور بغض ہے جو مونڈ دینے والی ہے۔میں یہ نہیں کہتا کہ بالوں کو مونڈنے والی ہے بلکہ یہ دین کا صفایا کردیتی ہے(کہ اس بیماری کی وجہ سے انسان کے اخلاق تباہ ہوجاتے ہیں)

حدیث 2509 ترمذی راوی حضرت ابودرداء: سید عالم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تم کو روزہ، نماز اور صدقہ، خیرات سے افضل درجہ والی چیز نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا۔ضرور ارشاد فرمایئے: ارشاد فرمایا باہمی اتفاق سب سے افضل ہے کیونکہ آپس کی نااتفاقی (دین کو) مونڈنے والی ہے یعنی جیسے استرے سے سر کے بال ایک دم صاف ہوجاتے ہیں۔ایسے ہی آپس کی لڑائی سے دین ختم ہوجاتا ہے۔

حدیث ابوداؤد 4914 راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ: سید

عالم ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی کرے۔جس شخص نے تین دن سے زیادہ قطع تعلق رکھا اور مر گیا تو جہنم میں جائے گا۔

حدیث ابوداؤد 4915 سرکار ﷺ نے فرمایا جس شخص نے (ناراضگی کی وجہ سے) اپنے مسلمان بھائی سے ایک سال تک ملنا جلنا چھوڑے رکھا۔اس نے گویا اس کا خون کیا (یعنی سال بھر قطع تعلقی کا گناہ اور ناحق قتل کرنے کا گناہ قریب قریب ہے۔)

☆مسلم حدیث 7103 حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا۔شیطان اس بات سے تو مایوس ہو گیا ہے کہ جزیرہ عرب میں مسلمان اس کی پرستش کریں یعنی کفر وشرک کریں لیکن اس بات سے مایوس نہیں ہوا کہ ان کے درمیان فتنہ وفساد پھیلائے اور نفرتیں بھڑکائے۔

☆بخاری کتاب الادب حدیث 5628 راوی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما: نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔کبیرہ گناہوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے والدین پر لعنت کرے۔عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ کوئی آدمی اپنے والدین پر کس طرح لعنت کرتا ہے؟ فرمایا ایک آدمی دوسرے آدمی کے والد کو گالی دیتا ہے تو وہ (جواباً) اس کے والد کو گالی دیتا ہے اور جب کوئی کسی کی ماں کو

گالی دیتا ہے تو وہ (جواباً) اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔

☆ مسلم کتاب البر والصلۃ حدیث 2564 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور ایک دوسرے کو دھوکہ نہ دو اور ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے رخ نہ موڑو اور تم میں سے کوئی شخص دوسرے کے سودے پر اپنا سودا نہ کرے۔ اے اللہ کے بندو! باہم بھائی بھائی ہو جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ نہ تو اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے ذلیل کرتا ہے اور نہ اسے حقیر سمجھتا ہے۔ تقویٰ اور پرہیزگاری یہاں سے ہے (اور آپ نے تین مرتبہ اپنے سینۂ اقدس کی طرف اشارہ کیا) کسی مسلمان کے لئے اتنی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ایک مسلمان پر دوسرے کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت حرام ہے۔

☆ صلہ رحمی کی برکت

(ادب المفرد باب من وصل رحمہ، فی الجاہلیۃ ثم اسلم، حدیث 70، ص 80، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ مجھے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ سے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ

آپ جانتے ہیں کہ میں (حالت کفر میں) صلہ رحمی کرتا، غلام آزاد کرتا اور صدقہ وغیرہ کے کام کرتا رہا ہوں تو کیا آج مجھے ان کا کوئی اجر ملے گا؟ حکیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میری یہ درخواست سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا اسلام لے آنا انہی کی برکت سے ہے۔

☆حضور ﷺ کے حسن اخلاق

علامہ نور بخش توکلی علیہ الرحمہ سیرت رسول (عربی) میں اس واقعہ کو نقل کرتے ہیں: حضرت زید بن سعنہ یہودی عالم تھے۔ اپنے اسلام لانے کا قصہ یوں بیان کرتے ہیں کہ میں نے تورات میں نبی آخر الزماں کی نبوت کی جو علامات پڑھی تھیں۔ وہ سب میں نے روئے محمد ﷺ کو دیکھتے ہی پہچان لیں۔ صرف دو خصلتیں ایسی تھیں۔ جن کا آزمانا باقی تھا اور وہ یہ تھیں کہ آپ کا حلم آپ کے غضب پر سبقت لے جاتا ہے اور دوسرے کی جہالت و تکلیف آپ ﷺ کی شفقت و رحمت کو اور زیادہ بڑھاتی ہے۔ ان دو نشانیوں کی آزمائش کے لئے میں موقع کا منتظر تھا۔

ایک روز رسول اللہ ﷺ اپنے حجرے سے نکلے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے۔ ایک دیہاتی آپ ﷺ کی خدمت میں آیا اور یوں عرض کرنے لگا۔ فلاں قبیلے کے لوگ ایمان لائے ہیں میں ان سے کہا کرتا تھا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو تمہیں رزق بکثرت ملے گا۔ اب ان کے ہاں

قحط سالی ہے، مجھے خدشہ ہے کہ تنگی کے سبب وہ اسلام سے برگشتہ نہ ہوجائیں لہذا آپ کچھ عطا فرمائیے۔ یہ سن کر سرورِ کونین ﷺ نے حضرت علی کی طرف دیکھا۔ انہوں نے عرض کیا کچھ بھی نہیں ہے۔

یہ منظر دیکھ کر میں آگے بڑھا اور آپ ﷺ سے کھجوروں کی میعاد معین میعاد معلوم پر خرید کی اور اس کی قیمت 80 مثقال سونا آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضور ﷺ نے وہ 80 مثقال سونا اس دیہاتی کو دے دیا کہ اس قبیلے کے لوگوں میں اسے تقسیم کر دو۔

جب مدت ختم ہونے میں تین دن باقی رہ گئے تو میں آپ ﷺ کے پاس جاکر آپ کی قمیض اور چادر کے دامن کو پکڑ کر گھور گھور کر دیکھ کر یوں کہنے لگا اے محمد ﷺ! کیا تو میرا حق ادا نہیں کرتا۔ اے عبدالمطلب کے خاندان والو! تم ہمیشہ دوسروں کا حق ادا کرنے میں ٹال مٹول کرتے ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر جلال میں آ گئے لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چہرۂ محبوب ﷺ کو دیکھا تو محبوب ﷺ مسکرا رہے تھے۔ نبی پاک ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اس کو لے جاؤ اور اس کا حق ادا کرو اور اسے مزید بیس صاع کھجوریں اور دے دینا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے اپنے ساتھ لے گئے اور میرا حق ادا کر دیا اور بیس صاع کھجوریں اور دے دیں۔

میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا۔کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ فرمایا نہیں۔ میں نے کہا میں زید بن سعنہ ہوں۔فرمایا وہی زید جو یہودیوں کا عالم ہے؟ میں نے کہا ہاں۔پھر پوچھا کہ تو نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا؟ میں نے کہا: اے عمر......جس وقت میں نے چہرۂ محمد ﷺ کو دیکھا۔ وہ تمام علامات جو میں تورات میں پڑھا کرتا تھا،موجود پائیں۔ان میں سے صرف دو علامتیں باقی تھیں جو میں نے اب آزمالیں۔

اے عمر! میں تجھ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں اللہ کو اپنا پروردگار اور اسلام کو اپنا دین اور محمد ﷺ کو پیغمبر ماننے پر راضی ہو گیا۔

اور اے عمر! میں بہت مالدار ہوں، میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنا آدھا مال امت محمدیہ پر صدقہ کر دیا پھر حضرت زید اور حضرت عمر دونوں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور حضرت زید بن سعنہ پیارے محبوب کے قدموں میں گر کر کہنے لگے۔میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

اسلام لانے کے بعد حضرت زید بن سعنہ رضی اللہ عنہ بہت سے غزوات میں سرکار ﷺ کے ہمراہ رہے اور غزوۂ تبوک میں دشمن کی طرف بڑھتے ہوئے شہید ہوئے۔

محترم حضرات! آپ نے بحیثیت مسلمان ہماری سب سے پہلی ذمہ داری حسن اخلاق پر مفصل وعظ سنا جسے سننے کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ موجودہ معاشرے کے بگاڑ کی اہم وجہ اخلاق کی خرابی ہے۔ اگر ہمارے اخلاق درست ہو جائیں تو پورا معاشرہ درست ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حسن اخلاق کی دولت سے مالا مال فرمائے اور قیامت کے دن اپنے محبوب ﷺ کا قرب خاص عطا فرمائے۔

امین ثم آمین

وما علینا الا البلغ المبین

بحیثیت مسلمان ہماری
دوسری ذمہ داری
ماں باپ کے ساتھ
حسن سلوک

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَوَصَّیۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَیۡہِ حُسۡنًا ۝

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡم وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡم وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ عنکبوت سے آٹھویں آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آج کی اس نشست میں آپ کے سامنے بحیثیت مسلمان ہماری دوسری ذمہ داری ''والدین کے ساتھ اچھا سلوک'' کے عنوان پر بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہوا

اور ہم نے آدمی کو تاکید کی اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کی۔(سورۂ عنکبوت8)

حَمَلَتۡهُ اُمُّهٗ وَهۡنًا عَلٰى وَهۡنٍ (سورۂ لقمان آیت14)

اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا، کمزوری پر کمزوری جھیلتی ہوئی۔

☆ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی پاک ﷺ سے پوچھا ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے؟

فرمایا ماں باپ ہی تمہاری جنت ہیں اور ماں باپ ہی تمہاری دوزخ (ابن ماجہ)

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ تم دوسروں کی عورتوں سے پرہیز کرکے پاک دامن رہو۔ ایسا کرنے سے تمہاری عورتیں پاک دامن رہیں گی اور اپنے والدین سے حسن سلوک کرو، ایسا کرنے سے تمہارے بیٹے تمہارے ساتھ حسن سلوک کریں گے اور جس شخص کے پاس اس کا بھائی معذرت کے لئے آئے تو اس کی معذرت قبول کرلے۔ خواہ حق پر ہو یا نہ ہو۔ اگر ایسا نہ کیا (معذرت قبول نہ کی) تو میرے حوض کوثر پر نہ آئے۔(مستدرک للحاکم)

☆ اگرچہ ماں باپ دونوں کی اطاعت لازم ہے لیکن چونکہ ماں نے بچے کو اپنا خون پلا کر پالا ہے اور باپ نے زر پلا کر، اس لئے ماں کی خدمت کا حق باپ کے مقابلے میں سات گنا ہے۔

ماں باپ کے ساتھ احسان کی تین قسمیں ہیں۔

1۔ اپنے قول و فعل سے ان کو تکلیف نہ پہنچائے۔

2۔ اپنے مال اور اپنی جان سے ان کی خدمت کرے۔

3۔ جب بھی وہ بلائیں تو فورا حاضر ہو جائے۔

ان سے دلی محبت کرے، بات چیت اور اٹھنے بیٹھنے میں ان کا ادب کرے۔ والدین نیچے بیٹھے ہوں تو اوپر نہ بیٹھے۔ راستے میں ان سے آگے نہ چلے۔ ان کا نام لے کر نہ پکارے۔ مغفرت کی دعا کرے۔ ہفتہ میں ایک دن ان کی قبر کی زیارت کرے۔ والدین کے دوستوں اور قرابت داروں سے محبت اور حسن سلوک کرے۔

☆ **بیھقی: کنزالعمال:** سرکار علیہ وسلم ﷺ نے فرمایا جو لڑکا اپنے والدین کو ایک بار نظر رحمت سے دیکھے گا تو اللہ اس کے لئے اس نظر کے عوض ایک مقبول حج لکھتا ہے۔ عرض کیا گیا اگر دن میں سو بار دیکھے۔ فرمایا ہاں اللہ بہت بڑا اور پاک ہے۔

☆ **بیھقی، کنزالعمال:** جس نے اپنی ماں کی آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا تو یہ اس کے لئے دوزخ سے آڑ ہے۔

حکایت = حضرت ابواسحق علیہ الرحمہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ آپ کی داڑھی میں جوہر و یاقوت ہیں۔ آپ نے فرمایا تیرا خواب سچا ہے اس لئے کہ میں نے کل اپنی داڑھی والدہ کے قدموں کے تلوؤں کو لگائی تھی۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ والدین کے ساتھ ایسے زندگی بسر کرے جیسے ایک ذلیل خطا کار غلام اپنے ترش رو اور سخت گیر آقا کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے یعنی جیسے غلام اپنے آقا کے سامنے چاپلوسی اور خوشامد کر کے وقت بسر کرتا ہے ایسے ہی اولاد کو ماں باپ کے سامنے زندگی بسر کرنی چاہئے۔

☆: ماں باپ کی طرف محبت وشفقت کی نظر سے دیکھے غصے سے نہ دیکھے۔

☆: ماں باپ کی خدمت خود کرے، کسی دوسرے کے سپرد نہ کرے۔

☆: ماں باپ نیچے بیٹھے ہوں تو خود اوپر نہ بیٹھے۔

☆: ماں باپ اگر بلائیں تو سب کام چھوڑ کر چلا آئے۔

☆ بیہقی شریف میں حدیث پاک ہے: نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اگر

میں والدین یا ان میں سے کسی ایک کو پاتا اور میں عشاء کی نماز شروع کر چکا ہوتا اور میں سورۃ الفاتحہ پڑھتا کہ میری ماں مجھے بلاتی، اے محمد ﷺ! تو میں ان کی پکار پر لبیک کہتا۔

☆ کنزالعمال میں حدیث ہے نبی پاک ﷺ نے فرمایا: تمہارے سے پہلے امتوں میں ایک بہت زیادہ عبادت گزار تھا، اس کا نام جریج تھا۔ کلیسا میں رہتا تھا، اس کی ماں تھی جو اس کے پاس آتی اور اسے آواز دے کر بلاتی تو وہ اپنی ماں کے پاس آ کر بات چیت کرتا۔ ایک دن جب اس کی ماں آئی تو وہ حالت نماز میں تھا۔ اس کی ماں نے اسے پکارا یا جریج یا جریج یا جریج۔ جریج ہر بار کہتا اے رب میری ماں یا میری نماز! ماں کو جواب نہ دیا، ماں ناراض ہو کر اللہ کی بارگاہ میں عرض کرنے لگی۔ اے اللہ! جریج کو اس وقت تک موت نہ دے، جب تک یہ بدکار عورت کا منہ نہ دیکھ لے۔

ماں یہ کہہ کر چلی گئی۔ کچھ دنوں کے بعد اس علاقے کے سردار کی بیٹی چرواہے سے بدکاری کر کے حاملہ ہوئی اور اس نے بچہ جنا۔ لوگوں نے بدکار عورت سے پوچھا تیرا ساتھی کون؟ وہ کلیسا والا جریج۔ کلیسا پر کہلاڑے چلنے کی آواز سنی تو جریج ان لوگوں سے پوچھنے لگا۔ تمہاری بربادی ہو تمہیں کیا ہوا؟ لوگ اسے ذلیل کرنے لگے اور اسے مارنے لگے اور کہنے لگے تو لوگوں کو اپنے عمل سے

دھوکا دیتا ہے۔ یہ سن کر جریج نے کہا۔تمہاری بربادی ہو تمہیں کیا ہوا؟ لوگ بولے تو نے بدکاری کر کے لڑکا پیدا کیا ہے؟

مسلم کی حدیث میں ہے۔ جریج نے کہا میں جانتا ہوں کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے لیکن یہ میری ماں کی بددعا تھی جس کا وبال مجھ پر ہے۔ ماں سے معافی مانگنے کے بعد پوچھا کہ وہ بچہ میرے پاس لاؤ۔ جریج نے دو رکعت نماز پڑھی۔ نماز کے بعد درخت کی طرف چلا۔ وہاں سے ایک ٹہنی لے کر اس بچے کے پاس آیا۔ بچے کو ٹہنی مار کر کہا۔ اے نافرمان عورت کے لڑکے بتا تیرا باپ کون ہے؟ بچے نے کہا میرا باپ فلاں چرواہا ہے۔ لوگوں نے جریج سے معافی مانگی اور کہا کہ آپ چاہیں، ہم آپ کا کلیسا سونے یا چاندی کا بنا دیں؟ اس نے کہا بس جیسا تھا ویسا ہی تعمیر کر دو۔ بیہقی اور کنز العمال کی حدیث میں ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا۔ اگر جریج راہب سمجھدار عالم ہوتا تو اسے یہ بات معلوم ہوتی کہ ماں کے بلاوے کا جواب دینا، رب تعالیٰ کی نفل عبادت کرنے سے بہتر ہے۔

☆ مسند الفردوس: راوی انس بن مالک، فرمایا آقا ﷺ نے، باپ کا اپنی اولاد کے لئے دعا کرنا ایسے ہے جیسے نبی کا اپنی امت کے لئے دعا کرنا۔

☆ احسن الوعاء لآداب دعا میں مولانا نقی علی خان علیہ الرحمہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ اللہ والد کی دعا اولاد کے حق میں جلد قبول فرماتا ہے۔

☆ مسند الفردوس: فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرش کے نیچے ایک شخص کو دیکھا۔ عرض کیا مولا یہ کون ہے؟ ارشاد ہوا۔ میں تجھے اس کا نام نہیں بتاؤں گا لیکن اس کی تین صفات سے باخبر کرتا ہوں۔ چغل خوری نہیں کرتا تھا۔ میری عطا پر حسد نہیں کرتا تھا اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرتا تھا۔

☆ کنزالعمال: راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ، سرور کائنات ﷺ نے فرمایا۔ جب بندہ اپنے ماں باپ کے لئے دعا چھوڑ دیتا ہے تو اس کا رزق رک جاتا ہے۔

☆ کنزالعمال: سرکار ﷺ نے فرمایا جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے ان کی طرف سے حج ادا ہو جائے گا اور اسے دس حج کا ثواب زیادہ ملے گا۔

☆ کنزالعمال: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ راوی: فرمایا سرکار ﷺ نے جو شخص روز جمعہ اپنے والدین یا ایک کی قبر کی زیارت کرے اور اس کے پاس سورۂ یٰسین پڑھے، وہ بخش دیا جائے گا۔

☆ کنزالعمال/ نوادر الاصول: راوی عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ: فرمایا سرور کونین ﷺ نے: جو بہ نیت ثواب اپنے والدین یا ایک کی قبر کی زیارت

کرے، وہ حج مقبول کا ثواب پائے گا اور جو شخص کثرت سے ان کی قبر کی زیارت کرے گا، فرشتے اس کی قبر کی زیارت کے لئے آئیں گے۔

☆ کنزالعمال: حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صحابی بارگاہ رسالت میں آ کر عرض کرنے لگے۔ ایک راہ میں ایسے پتھر تھے کہ اگر گوشت ان پر ڈالا جاتا تو کباب ہو جاتا۔ میں چھ میل تک اپنی ماں کو اپنی گردن پر سوار کر کے لے گیا ہوں۔ کیا میں نے اس کا حق ادا کر دیا؟ فرمایا تیرے پیدا ہونے میں جس قدر جھٹکے اس نے اٹھائے ہیں، شاید ان میں سے ایک جھٹکے کا بدلہ ہو۔

سچی حکایات میں علامہ ابوالنور بشیر علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں: ایک شخص نے اپنی ماں کو کندھے پر سوار کر کے سات حج کرائے۔ ساتویں حج پر خیال آیا کہ شاید میں نے ماں کا حق ادا کر دیا۔ رات خواب میں کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا تو بچہ تھا سخت سردی تھی تو ماں کے پاس سو رہا تھا۔ تو نے بستر پر پاخانہ کر دیا۔ تیری ماں نے بستر دھویا۔ غربت کی وجہ سے دوسرا بستر نہ تھا۔ گیلے بستر پر تیری ماں لیٹ گئی۔ تجھے اپنے بستر پر سلایا۔ ارے نادان! تو نے تو اس رات بھی حق نہیں ادا کیا۔

☆اویس قرنی علیہ الرحمہ اور ماں کی خدمت

ملک یمن کی ایک بستی قرن میں ایک عاشق رسول تھے جو زیارت محبوب کے لئے ہر آن بے تاب رہا کرتے تھے۔ان کے دل میں دیدار کی آرزو بار بار مچلتی کہ کاش کسی دن سلطان مدینہ ﷺ کا دیدار وصحبت حاصل ہو جائے۔انہوں نے کئی بار دیدار کا قصد کیا، مگر ماں کی خدمت میں مشغول ہونے کی وجہ سے ان کی یہ آرزو پوری نہ ہوسکی۔آپ اپنی والدہ کے بہت فرمانبردار، اطاعت گزار اور خدمت گزار تھے۔جب بھی ملاقات رسول ﷺ کے لئے سفر کا قصد کرتے، بوڑھی ماں رونے لگتیں اور غمزدہ ہو جاتیں۔اس وجہ سے آپ اپنا ارادہ بدل دیتے۔یہاں تک کونین کے والی ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو چکے اور آپ کی آرزو آپ کے سینے میں ہی رہ گئی۔

مگر ان کی یہ قربانی رائیگاں نہ گئی بلکہ اس کے صلہ میں رب نے انہیں ایسے فضائل خاص سے نوازا کہ اس پر دنیا جتنا بھی رشک کرے، کم ہے۔

☆مشکوٰۃ کی حدیث راوی فاروق اعظم: میں نے سرکار ﷺ کو فرماتے سنا۔تابعین میں سب سے افضل و بزرگ اویس ہے، اس کی ایک ماں ہے اس کے بدن پر سفید داغ ہیں (ملاقات ہو تو) اس سے گزارش کرو کہ وہ تمہارے لئے

مغفرت کی دعا کرے۔

مسلم کی حدیث میں ہے اس کے بدن میں سفید داغ تھا جو درہم بھر جگہ کے سوا سب کچھ ٹھیک ہو گیا۔ وہ اپنی ماں کا اطاعت وشعار و خدمت گزار ہے۔ اگر وہ کسی بات پر قسم کھالے تو رب کریم اس کی قسم کو پورا کرتا ہے۔

☆ والدین کی نافرمانی کی سزا دنیا میں

مشکاۃ المصابیح، بیہقی: سید عالم ﷺ نے فرمایا تمام گناہوں میں سے اللہ جو چاہے گا، بخش دے گا۔ سوائے والدین کی نافرمانی کے، کیونکہ اللہ اس شخص کو موت سے پہلے زندگی ہی میں سزا دینے میں جلدی فرماتا ہے۔

☆ کنز العمال کی حدیث میں ہے۔ دو کام ایسے ہیں جس کی سزا اللہ دنیا ہی میں جلد دیتا ہے۔ بغاوت اور والدین کی نافرمانی۔

☆ فیوض الرحمن اردو ترجمہ روح البیان میں ہے۔ ایک بزرگ عارف کامل نے فرمایا کہ میں نے اپنے بیٹے کو تیس سال سے کوئی کام کا نہیں کہا۔ اس خطرہ سے کہ شاید وہ میری نافرمانی کرے اور اس نحوست سے اس پر عذاب الٰہی نازل ہو جائے۔

☆ قلیوبی شریف کی حکایت: اوس یمانی کا بیان ہے کہ ایک شخص کے چار

لڑکے تھے، وہ بیمار ہوا تو ایک لڑکے نے اپنے بھائیوں سے کہا یا تو آپ چاروں والد کی تیمارداری کریں یا میں کروں۔

شرط یہ ہے کہ جو تیمارداری کرے گا، اس کو ابا کی وراثت میں سے کچھ نہ ملے گا۔ دوسرے بھائی اس کے لئے آمادہ نہ ہوئے تو آخراسی فرزند نے یہ خدمت لی (اس کے خیال میں باپ کی خدمت بہت بڑی دولت ونعمت تھی۔)

ایک رات خواب میں اسے بتایا گیا کہ فلاں جگہ جاؤں اور وہاں سے سو اشرفیاں حاصل کرلو مگر ان میں برکت نہیں ہے۔ صبح ہوئی تو اس نے اپنی بیوی سے اس خواب کا ذکر کیا۔ بیوی نے کہا لے لیجیئے مگر اس نے انکار کردیا۔ دوسری رات اسے خواب میں کسی جگہ سے دس اشرفیاں لینے کی لالچ دی گئی اور ساتھ ہی بتایا گیا کہ اس میں بھی برکت نہیں ہے۔ آج صبح بھی اس کی بیوی نے اسے لے لینے کا مشورہ دیا مگر اس نے اس مرتبہ بھی بے برکت مال کی نحوست سے اپنے دامن کو داغدار نہیں ہونے دیا۔

تیسری رات اسے خواب میں کہیں سے صرف ایک اشرفی مگر بابرکت لینے کی رہنمائی کی گئی۔ اس نے خوشی خوشی جاکر وہ حاصل کرلی۔ اب اس کی برکت کا کرشمہ دیکھیئے کہ......

واپسی میں اسے ایک شخص ملا جس کے پاس دو مچھلیاں تھیں۔ وہ انہیں ایک

دینار میں بیچ رہا تھا۔ اس نے اسی برکت والے دینار کے بدلے دونوں مچھلیاں خریدلیں۔ گھر لاکران کا پیٹ چاک کیا تو دیکھ کراس حیرت کی انتہا نہ رہی کہ ہر مچھلی کے پیٹ میں ایک ایک ''نایاب موتی'' نکلا۔ وہ ایک موتی لے کر بادشاہ کے یہاں گیا تو اس نے موتی کے بدلے۔ اسے بہت زیادہ مال عطا کیا۔ بادشاہ نے کہا یہ ایک موتی کوئی زیادہ بھلا معلوم نہیں ہوتا۔ اس کا جوڑا بھی دے دو۔ میں تمہیں مالا مال کردوں گا چنانچہ اس نے دوسرا موتی بھی دے دیا جس کے بدلے بادشاہ نے اسے مالا مال کردیا اور باپ کی سچی خدمت کی برکت سے خوب مالا مال ہوگیا۔

☆ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کوئی سوداگر تھا۔ ایک روز اس کی ماں اپنے خرچے کے لئے اس کے پاس کچھ مانگنے آئی۔ اس کی بیوی نے کہا آپ کی ماں ہم سے ہر روز یونہی مانگ مانگ کر ہمیں محتاج بنا دینا چاہتی ہے۔ غریب ماں یہ سن کرروتے ہوتے چلی گئی اور بیٹے نے ماں کو کچھ نہ دیا۔

ایک دفعہ یہ لڑکا تجارت کا مال لے کر سفر میں جارہا تھا۔ راستے میں ڈاکوؤں نے اس کا سارا مال واسباب لوٹ لیا اور اس کا ہاتھ کاٹ کر اسی کی گردن میں لٹکا دیا اور راستے پر خون میں لت پت چھوڑ کر چلے گئے۔ کچھ لوگ اس کے پاس سے گزرے تو اسے اس کے گھر پہنچا دیا جب اس کے رشتہ دار اسے دیکھنے آئے تو

اس نے برملا اپنے جرم کا اعتراف کرلیا کہ مجھے اپنی ماں کو تکلیف دینے کی سزا ملی ہے۔ اگر میں نے اپنے ہاتھ سے والدہ کو ایک روپیہ بھی دے دیا ہوتا تو نہ میرا ہاتھ کاٹا جاتا اور نہ ہی میرا مال چھینا جاتا۔

پھر سوداگر کے پاس اس کی ماں آئی تو اس نے کہا۔ اے پیارے بیٹے! تیرے دشمنوں کے اس سلوک سے مجھے بہت افسوس ہے بیٹے نے عرض کی۔ امی جان! میرے ساتھ یہ سب کچھ آپ کو تکلیف دینے کی وجہ سے ہوا ہے۔ آپ مجھ سے خوش ہو جائیں۔ ماں نے کہا۔ اے پیارے بیٹے میں تجھ سے خوش ہوں جب رات آئی تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے دوبارہ اس کا ہاتھ پہلے کی طرح اچھا ہوگیا۔

(عظمت والدین، مفتی نظام الدین)

بحیثیت مسلمان
ہماری تیسری ذمہ داری
بیوی کے حقوق

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ بقرہ آیت سے ایک سو ستاسی کا کچھ حصہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بحیثیت مسلمان ہماری تیسری ذمہ داری بیوی کے حقوق ہیں۔ یہ ایک ایسی

ذمہ داری ہے جسے بہت کم لوگ صحیح طریقے سے نبھاتے ہیں۔آج کے پرفتن دور میں اکثر مرد بیویوں کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں۔احادیث میں جگہ جگہ اپنی عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی گئی ہے۔

☆ نبی پاک ﷺ نے فرمایا عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلیوں میں سب سے زیادہ اوپر کا حصہ ٹیڑھا ہے۔اس کو سیدھا کروگے تو ٹوٹ جائے گا اور اگر اس کو چھوڑے رہو تو ٹیڑھی ہی رہے گی۔پس عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔(بخاری و مسلم)

☆ راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ: نبی پاک ﷺ نے فرمایا ایمان والوں میں کامل ترین مومن وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں اور تم میں سے وہ لوگ سب سے بہتر ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ (برتاؤ میں) سب سے اچھے ہوں (مسند احمد)

☆ کیمیائے سعادت میں ہے کہ حضرت سلیمان دارانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ عورتوں پر صبر کرنا اس سے بہتر ہے کہ ان کی حرکت پر صبر کیا جائے اور ان کی حرکت پر صبر کرنا آگ پر صبر کرنے سے بہتر ہے۔

معلوم ہوا کہ اگر بیوی تلخ مجاز ہے تو اس کی حرکتوں پر صبر کیا جائے۔اگر ہمیں اس سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو دوسری طرف ہمارے لئے راحت وسکون کا

سامان بھی ہے۔ ہمارا گھر سنبھالتی ہے۔ ہمارے کھانے پینے کا خیال رکھتی ہے۔ ہمارے بچوں کا بھی خیال رکھتی ہے۔ ہمارے کپڑے بھی دھوتی ہے۔ الغرض کہ ہمیں اپنی بیوی سے کچھ تکلیف پہنچ جائے تو ماحول خراب نہیں کرنا چاہئے بلکہ درگزر کرتے ہوئے اس کی اچھائیوں پر نظر رکھتے ہوئے زندگی گزارتے رہیں۔ ہمارے اسلاف کی بھی یہی تعلیمات ہیں چنانچہ اس ضمن میں حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کا واقعہ پیش خدمت ہے

☆ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کو ایک مرتبہ کسی مجلس میں دیر تک ٹھہرنا پڑا۔ مجلس کے اختتام پر رات ہو چکی تھی۔ آپ گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ مریدین کہنے لگے کہ پہلے ہم آپ کو آپ کے گھر چھوڑ دیتے ہیں پھر ہم اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں گے چنانچہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ نے اپنے مریدین کے ہمراہ جیسے ہی اپنے گھر پہنچ کر دستک دی۔ اندر سے نہایت ہی سخت لہجہ میں آواز آئی کون؟ آپ نے جواب دیا بایزید......

بس یہ سننا تھا کہ تلخ مزاج بیوی نے اندر سے ہی شور مچانا شروع کر دیا کہ بڑے پیر بنے پھرتے ہیں۔ گھر کا خیال نہیں وغیرہ وغیرہ۔ آپ خاموشی سے سنتے رہے مگر مریدین سے برداشت نہ ہوا۔ ایک مرید آگے بڑھ کر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ آپ نے اسے روک لیا اور اس سے فرمانے لگے تو کیا سمجھتا ہے کہ اس کو سبق

سکھانا میرے لئے مشکل ہے؟ نہیں بلکہ صرف چند منٹ میں اس سے چھٹکارا حاصل کرسکتا ہوں مگر میں ایسا نہیں کرتا اس لئے کہ یہ مجھے برا بھلا کہتی رہے۔ میں صبر کرتا رہوں اور اپنے رب سے اجر پاتا رہوں۔

سبحان اللہ! کیا سوچ تھی ہمارے اسلاف کی کہ عالی مرتبت ہونے کے باوجود بھی جوابی کارروائی نہ کی بلکہ صبر واستقامت کا دامن تھامے رہے۔ ان کی سیرت ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ اگر آج ہم سب ان خاصان خدا کی سیرت کو اپنالیں تو معاشرے سے طلاق کی کثرت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ہر گھر امن وسکون کا گہوارا بن جائے گا۔

اچھے شوہر کی نشانیاں

1۔ بیوی کے تمام حقوق ادا کرے۔

2۔ کسی اجنبی عورت پر نگاہ نہ ڈالے فقط اپنی بیوی کا ہو کر رہے۔

3۔ بیوی پر ظلم وزیادتی نہ کرے۔

4۔ بیوی کے عیب اور خامیوں پر پردہ رکھے۔

5۔ بیوی کے میکے والوں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔

6۔ بیوی اور بچوں کو حلال طیب کمائی کھلائے۔

7۔بیوی کے آرام کا ہر طرح سے خیال رکھے۔

8۔بیوی کی تند مزاجی اور بداخلاقی پر صبر کرے۔

9۔بیوی کو ذلت ورسوائی سے بچائے رکھے۔

10۔بیوی کو نیکی کا حکم دیتا رہے اور برائی سے منع کرتا رہے۔

11۔بیوی کی اخراجات میں کنجوسی نہ کرے۔

12۔بیوی کی خوبیوں پر نظر رکھے اور معمولی غلطیوں کو نظر انداز کرے۔

بحیثیت مسلمان

ہماری چوتھی ذمہ داری

اپنے گھر والوں کو

نیکی پر گامزن کرنا

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَہْلِیْکُمْ نَارًا

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۃ احزاب سے ایک آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بحیثیت مسلمان ہماری چوتھی ذمہ داری اپنے گھر والوں کو نیکی کی راہ پر گامزن کرنا ہے۔ یہ اس وقت ممکن ہوگا جب ہم خود بھی فرائض و واجبات کی پابندی کریں اور گھر والوں کو بھی فرائض وواجبات کا پابند بنائیں۔ خود بھی گناہوں سے بچیں اور گھر والوں کو بھی گناہوں سے بچائیں تاکہ وہ جہنم کی آگ

سے محفوظ رہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

القرآن: يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا

ترجمہ= اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ

☆ تفسیر دُرِّ منثور جلد آٹھویں ص 225 پر ہے۔ سید عالم ﷺ سے عرض کی گئی۔ ہم انہیں کیسے اس آگ سے بچائیں؟ ارشاد فرمایا: اپنے اہل وعیال کو ان چیزوں کا حکم دو جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں اور ان سے روکو جو رب کو ناپسند ہیں۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا

(سورۂ طٰہٰ آیت 132' پارہ 16)

ترجمہ: اور اپنے گھر والوں کو نماز کی تاکید کرو اور خود بھی اس کے پابند رہو۔

☆ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ رات میں اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے عبادت کرتے رہتے تھے جب پھر جب سحر کا وقت آتا تو اپنی زوجہ کو جگاتے اور کہتے اٹھو نماز پڑھو اور پھر یہ آیت پڑھتے: وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا

☆ حدیث شریف = بخاری شریف کی حدیث نمبر 2554 ہے۔ سرکار کائنات ﷺ نے فرمایا۔ تم سب نگران ہو اور تم میں سے ہر ایک سے ایک

ماتحت افراد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔آدمی اپنے اہل وعیال کا نگران ہے۔اس سے اس کے اہل وعیال کے بارے میں پوچھا جائے گا۔عورت اپنے خاوند کے گھر اور اولاد کی نگراں ہے۔اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

☆شوہر کو چاہیے کہ......

1۔اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود بھی پابندی سے نماز پڑھے۔

2۔گھر والوں کو مال حلال کھلائے اور لقمۂ حرام سے بھی رُکے اور گھر والوں کو بھی بچائے۔

3۔گھر والوں کو فلموں،ڈراموں اور موسیقی جیسے گناہوں سے روکے۔

4۔گھر والوں کی لحہ بہ لحہ تربیت کرتا رہے۔

5۔اپنی بیوی اور بیٹی کو بے پردگی سے بچائے،ہو سکے تو سختی بھی کرے۔

6۔اپنے بیٹے کو بری صحبت سے روکے خصوصا بدعقیدہ لوگوں کی صحبت سے روکے۔

7۔شادی بیاہ کے مواقع پر خلاف شرع کام سے خود بھی بچے اور گھر والوں کو بھی بچائے۔

بحیثیت مسلمان
ہماری پانچویں
ذمہ داری
اولاد کے حقوق

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ احزاب سے ایک آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بحیثیت مسلمان ہماری پانچویں ذمہ داری اولاد کے حقوق ہیں۔ یہ اس وقت ممکن ہوگا جب ہم خود بھی فرائض و واجبات کی پابندی کریں اور گھر والوں کو بھی فرائض و واجبات کا پابند بنائیں، خود بھی گناہوں سے بچیں اور گھر والوں کو بھی

گناہوں سے بچائیں تا کہ وہ جہنم کی آگ سے محفوظ رہیں۔

اس ذمے داری سے قبل ایک اہم بات وہ یہ ہے کہ حاملہ عورت اپنے آپ کو گناہوں سے بچائے مثلاً فلمیں، ڈرامے اور موسیقی سے پرہیز کرے اور اپنے اوقات نماز، تلاوت اور درود وسلام میں گزارے۔ اس سے بھی اولاد پر بہت اثر پڑتا ہے۔

☆ سرکار بغداد حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی والدہ چودہ پاروں کی حافظہ تھیں۔ سرکار بغداد حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ جب شکم مادر میں تھے تو والدہ چودہ پاروں کی تلاوت فرمایا کرتی تھیں۔ آپ نے اپنی والدہ کے پیٹ میں چودہ پارے حفظ کر لئے۔

☆ حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کی والدہ سترہ پاروں کی حافظہ تھیں۔ جب حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ شکم مادر میں تھے۔ تو والدہ سترہ پاروں کی تلاوت فرمایا کرتی تھیں۔ آپ نے سترہ پارے شکم مادر میں حفظ کر لئے جو کہ چار برس چار ماہ کی عمر میں سنا دیئے۔

☆ حضرت سلطان بایزید بسطامی علیہ الرحمہ اپنی والدہ کے شکم میں تھے۔ والدہ نے ایک مرتبہ مشتبہ چیز کھالی۔ والدہ کے پیٹ میں شدید درد شروع ہو گیا۔

☆ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ اپنی والدہ کے شکم میں تھے۔ والدہ نے

بغیر اجازت پڑوسی کی چیز کھالی۔ پیٹ میں شدید درد شروع ہو گیا۔

☆ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے شکم میں تھے ۔والدہ جب بھی بت خانے جانے کا ارادہ کرتیں۔ پیٹ میں شدید درد شروع ہو جاتا۔ والدہ فرماتی ہیں۔ایسا لگتا کہ میرا بیٹا مجھے بت خانے جانے سے روک رہا ہے۔

اب آپ کی خدمت میں اولاد کے حقوق بیان کئے جائیں گے۔

1۔ **پیدائش کے فورا بعد اذان کھنا:** پیدائش کے بعد سیدھے کان میں اذان اور دوسرے میں اقامت کہے۔(ترمذی)

2۔ **تحنیک کرنا:** کھجور چبا کر اس کا کچھ حصہ تالو پر لگا دیا جائے یا میٹھی چیز، مصری، شہد یا شیرہ لگا دینا چاہئے تا کہ سنت پر عمل ہو۔(مسلم)

3☆...... **اچھا نام تجویز کرنا:** نبی پاک ﷺ نے فرمایا' قیامت کے دن تمہیں اپنے ناموں سے پکارا جائے گا۔اس لئے بہتر نام رکھا کرو۔(ابوداوٗد)

مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ لاعلمی میں برا نام رکھا تو بدل دے۔

وہ نام رکھے جائیں جن کا اچھا معنی ہو۔ سیدنا فاروق اعظم فرماتے ہیں۔ اچھے ناموں کا اثر انسان کی شخصیت پر پڑتا ہے۔

سرکار ﷺ کے نام پر نام رکھو۔

☆ طبرانی میں حدیث پاک ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: بعض فرشتے زمین پر سیاحت کرتے ہیں جس گھر میں محمد نام کا کوئی شخص ہو اس گھر کا پہرہ دیتے ہیں۔

☆ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جس کے ہاں لڑکا پیدا ہو، پس وہ میری محبت اور میرے نام سے برکت حاصل کرنے کے لئے اس کا نام محمد رکھے۔ وہ اور اس کا لڑکا دونوں جنت میں جائیں گے۔ (کنزالعمال' کتاب النکاح' حدیث نمبر 45215)

☆ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جس نے میرے نام سے برکت کی امید کرتے ہوئے میرے نام پر نام رکھا، قیامت تک صبح وشام اس پر برکت نازل ہوتی رہے گی۔

(کنزالعمال' کتاب النکاح' حدیث نمبر 45213)

☆ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے دن دو شخص اللہ کی حضور کھڑے کئے جائیں گے۔ حکم ہوگا انہیں جنت میں لے جاؤ۔ عرض کریں گے۔ اے اللہ! ہم کس عمل کے سبب جنت کے قابل ہوئے حالانکہ ہم نے تو جنت کا کوئی کام نہیں

کیا؟ رب تعالیٰ فرمائیگا۔ جنت میں جاؤ، میں نے حلف کیا ہے کہ جس کا نام محمد یا احمد ہوگا، دوزخ میں نہ جائے گا۔

(فردوس الاخبار حدیث نمبر 8515)

☆ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔کوئی دسترخوان بچھا یا نہیں کہ اس پر ایسا شخص تشریف لائے جس کا نام احمد یا محمد ہو تو ہر روز دو بار اس گھر کو تقدس بخشا جاتا ہے۔ (یعنی پاک کیا جاتا ہے)

☆ فتاویٰ رضویہ جلد 24 ص 690 امام اہلسنت شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جو چاہے کہ اس کی بیوی کے حمل میں لڑکا ہو تو اسے چاہئے کہ اپنا ہاتھ عورت کے پیٹ پر رکھ کر کہے

ان کان ذکرا فقدس سمیتہ محمدا

اگر لڑکا ہے تو میں نے اس کا نام محمد رکھا، ان شاء اللہ لڑکا ہی ہوگا۔

اگر اپنے بچوں کے نام محمد یا احمد رکھیں تو عزت وتکریم بھی کیجئے۔ حدیث پاک میں ہے۔

☆ جامع الصغیر میں حدیث پاک ہے کہ جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اس کی عزت کرو اور مجلس میں اس کے لئے جگہ کشادہ کرو اور اسے برائی کی طرف نسبت نہ کرو۔

(جامع الصغیر حدیث نمبر 706)

☆سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ اور نام محمد کا ادب:

حضرت سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ کا وفادار وزیر جس کا نام ایاز تھا۔ ایاز کا بیٹا جس کا نام محمد تھا۔ دونوں باپ بیٹے سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔ جب بھی سلطان کو کوئی کام ہوتا' ایاز کو یا اس کے بیٹے محمد کو نام سے پکارتا۔

ایک مرتبہ سلطان کو کسی کام کی حاجت ہوئی تو ایاز کے بیٹے محمد کو نام لے کر نہیں بلکہ ایاز کے بیٹے کہہ کر پکارا۔ ایاز نے جب یہ سنا کہ آج سلطان میرے بیٹے کا نام لے کر نہیں پکار رہے تو پریشان ہو گیا کہ کہیں سلطان ہم سے ناراض تو نہیں ہو گئے ۔ یہ سوچتے ہوئے فورا سلطان کے پاس حاضر اور پوچھنے لگا کہ عالیجاہ! کہیں خادم سے خطا تو نہیں ہو گئی جو آپ نے آج میرے بیٹے محمد کو اس کا نام لے کر نہیں پکارا۔ یہ سن کر سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ کہنے لگے کہ بات دراصل یہ ہے کہ جب بھی میں تمہارے بیٹے محمد کا نام لیتا یا نام لے کر اسے بلاتا۔ میرا وضو ہوتا تھا مگر آج میرا وضو نہیں تھا لہذا میں نے بغیر وضو محمد نام لینا گوارا نہ کیا۔ اس لئے ایاز کے بیٹے کہہ کر پکارا۔ (بحوالہ: تفسیر روح البیان' سورۂ احزاب'

آیت 40)

☆ نام محمد رکھے پکارنے کے لئے کوئی اور رکھ لے۔ مثلاً نام محمد ہو مگر پکارنے کے لئے یاسر، جواد، شفیع، ناصر وغیرہ رکھ لے۔

4: بیٹی پیدا ہونے پر غم نہ کرنا

☆ مجمع الزوائد حدیث 13484 جلد 8: حضرت نبیط بن شریط رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آقا ﷺ نے فرمایا۔ جب کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ اس کے گھر فرشتوں کو بھیجتا ہے جو آ کر کہتے ہیں۔ اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو۔ پھر فرشتے اس بچی کو اپنے پروں کے سائے میں لے لیتے ہیں اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ ایک ناتواں و کمزور جان ہے جو ایک ناتواں سے پیدا ہوئی ہے جو شخص اس ناتواں جان کی پرورش کی ذمہ داری لے گا تو قیامت تک اللہ کی مدد اس کے ساتھ شامل رہے گی۔

☆ مسند الفردوس للدیلمی حدیث 7556 حضرت نبیط بن شریط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ سرور کونین ﷺ نے فرمایا۔ بیٹیوں کو برا مت کہو۔ میں بھی بیٹیوں والا ہوں۔ بے شک بیٹیاں تو بہت محبت کرنے والیاں، غمگسار اور بہت زیادہ مہربان ہوتی ہیں۔

5: دودھ پلانا

ماں دو برس تک اولاد کو دودھ پلائے۔

کنز العمال: سید عالم ﷺ نے فرمایا۔ جب کوئی عورت اپنے بچے کو دودھ

پلاتی ہے تو ہر گھونٹ پلانے پر ایسا اجر ملتا ہے کہ جیسے کسی جاندار کو زندہ کر دیا ہو۔ پھر جب وہ اس کو دودھ چھڑاتی ہے تو ایک فرشتہ اس کے کاندھے پر تھپکی دیتا ہے اور کہتا ہے اپنا عمل دوبارہ شروع کر (یعنی تیرے گناہ بخش دیئے گئے اب دوبارہ اپنے اعمال کا آغاز کرے)

ہمارا تو ایک مشورہ ہماری بہنوں کے لئے ہوتا ہے کہ وہ جب بھی اپنی اولاد کو دودھ پلانے کا ارادہ کریں۔ وضو کر کے درود پاک پڑھتے ہوئے پلائیں۔ اس سے ان کی اولاد عاشق رسول بنے گی۔ والدین کی فرمانبردار بنے گی۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ ہماری بہنیں اپنے بچوں کو دودھ پلاتے وقت فلمیں اور ڈرامے دیکھ رہی ہوتی ہیں۔ موسیقی سن رہی ہوتی ہیں، غیبتیں کر رہی ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا برا اثر ان کی اولاد پر پڑتا ہے۔

مستدرک للحاکم: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ جس کے ہاں بیٹی پیدا ہو اور وہ اسے ایذا نہ دے اور نہ ہی برا جانے اور نہ بیٹے کو بیٹی پر فضیلت دے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل کریگا۔

6۔ بولنے لگے تو کلمہ سکھاؤ

شریعت کا حکم ہمیں یہ ہے کہ جب تمہاری اولاد بولنے لگے تو اس کو کلمہ سکھاؤ پہلا کلمہ ''اللہ'' سکھاؤ۔ ہم ماما، پاپا، ٹاٹا، بابا سکھاتے ہیں (پینٹ شرٹ اور تصاویر والا لباس نہ پہنائیں، لڑکے کو لڑکی اور لڑکی کو لڑکے کا لباس نہ پہنائیں)

7۔ اولاد کے درمیان محبت میں برابری کرنا

اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو۔

8۔ اچھی تربیت

(اولاد کی اخلاقی خرابی کے اسباب پر نظر)

9۔ اولاد کے دین کی فکر کرنا، صحیح العقیدہ بنانا۔

10۔ بالغ ہوتے ہی نکاح کر دے۔

بحیثیت مسلمان ہماری چھٹی ذمہ داری پڑوسیوں کے حقوق

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

وَّبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا وَّبِذِی الۡقُرۡبٰی وَالۡیَتٰمٰی وَالۡمَسٰکِیۡنِ وَالۡجَارِ ذِی الۡقُرۡبٰی وَالۡجَارِ الۡجُنُبِ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ نساء سے چھتیسویں آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

شریعت نے جہاں ہر کسی کے حقوق بیان کئے ہیں' وہیں پڑوسیوں کے

حقوق کا بھی سختی سے خیال رکھنے کی تاکید فرمائی ہے۔بحیثیت مسلمان ہماری چھٹی ذمہ داری پڑوسیوں کے حقوق ہیں۔مختصر وقت میں احادیث کی روشنی میں پڑوسیوں کے حقوق بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

☆ راوی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ: نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، وہ پڑوسی کو (کسی بھی قسم) کی تکلیف نہ پہنچائے۔(بخاری و مسلم)

☆ راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ: نبی پاک ﷺ نے فرمایا کسی بندہ کا ایمان اس وقت تک درست نہیں ہوسکتا۔جب تک اس کا دل درست نہ ہو اور اس کا دل اس وقت تک درست نہیں ہوسکتا جب تک زبان درست نہ ہو اور وہ آدمی جنت میں داخل نہ ہوگا جس کی شرارتوں اور ایذا رسانیوں سے اس کے پڑوسی محفوظ اور بے خوف نہ ہوں۔(امام ابن ابی الدنیا)

☆ راوی حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ: رسول اللہ ﷺ فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے (اللہ کی عدالت میں جن کا مقدمہ پیش ہوگا) وہ دو پڑوسی ہوں گے۔

☆ المطالب العالیہ، کتاب الادب حدیث 2604: رسول پاک ﷺ نے فرمایا جو اپنے پڑوسی کا حق تلف کرے، وہ ہم سے نہیں۔

☆مراۃ المناجیح جلد 6ص 52 پر مفتی احمد یار خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

سرکار ﷺ نے فرمایا: پڑوسی کے گیارہ حقوق ہیں۔

1۔جب اسے تمہاری مدد کی ضرورت ہو، اس کی مدد کرو۔

2۔اگر معمولی قرض مانگے دے دو۔

3۔اگر وہ غریب ہو تو اس کا خیال رکھو۔

4۔وہ بیمار ہو تو مزاج پرسی بلکہ ضرورت ہو تیمار داری کرو۔

5۔مر جائے تو جنازہ کے ساتھ جاؤ۔

6۔اس کی خوشی میں خوشی کے ساتھ شرکت کرو۔

7۔اس کے غم و مصیبت میں ہمدردی کے ساتھ شریک رہو۔

8۔اپنا مکان اتنا اونچا نہ بناؤ کہ اس کی ہوا روک دو مگر اس کی اجازت سے۔

9۔گھر میں پھل فروٹ آئے تو پڑوسی کو ہدیہ بھیجتے رہو، نہ بھیج سکو تو خفیہ رکھو، اس پر ظاہر نہ ہونے دو۔تمہارے بچے اس کے بچوں کے سامنے نہ کھائیں۔

10۔اپنے گھر کے دھوئیں سے اسے تکلیف نہ دو۔

11۔اپنے گھر کی چھت پر ایسے نہ چڑھو کہ اس کی بے پردگی ہو۔

قسم اس رب کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، پڑوسی کے حقوق وہی ادا کرسکتا ہے جس پر اللہ رحم فرمائے۔

☆امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کا شرابی پڑوسی

مسلمانوں کے امام، امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے مکان کے برابر میں ایک شرابی رہتا تھا۔ رات کے وقت جب امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ محوِ عبادت ہوتے تو یہ شرابی شراب کے نشے میں دھت اپنے مکان میں آتا اور مچھلی پکاتا، کھاتا اور خوب شور مچاتا، امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی عبادت میں خلل واقع ہوتا مگر آپ کبھی اس شرابی کو کچھ نہ کہتے، یہ شور شرابا روزانہ کا معمول تھا۔

ایک رات امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے اس کے شور کی آواز نہ سنی۔ آپ کو تشویش ہوئی۔ معلومات کرنے پر پتہ چلا کہ شرابی کو پولیس پکڑ کر لے گئی ہے۔ ہم جیسا کوئی شخص ہوتا تو بڑا خوش ہوتا کہ چلو اچھا ہوا۔ ہمیں خوب تنگ کرتا تھا۔ اب جیل میں چکی پیسے گا تو پتہ چلے گا کہ دوسروں کو تنگ کرنے کا کیا انجام ہوتا ہے۔

لیکن وہ امام اعظم علیہ الرحمہ تھے، فوراً تھانے گئے اور پوچھا کہ کیا تم نے فلاں شرابی کو پکڑا ہے؟ پولیس والے کہنے لگے کہ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ بس آپ کا یہ فرمانا تھا کہ پولیس نے اس شرابی کو رہا کر دیا۔

شرابی کو جب یہ بتایا گیا کہ تجھے وقت کے امام نے چھڑوایا ہے تو بہت حیران ہوا اور نہایت پشیمانی کے عالم میں امام اعظم علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگا حضور! میرے شوروغل سے آپ کو تکلیف نہیں ہوتی تھی؟ یہ سن کر امام صاحب فرمانے لگے۔ہاں تکلیف تو ہوتی تھی مگر صبر کر لیتا تھا۔

یہ سن کر وہ شرابی آپ کے قدموں میں گرا اور اپنے گناہوں سے تائب ہوگیا۔

محترم حضرات! یہ ہمارے امام تھے جن کے ہم مقلد ہیں مگر ہمارا رویہ اپنے امام سے بالکل مختلف ہے۔ہم اینٹ کا جواب پتھر سے دینے والے لوگ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اب تک پڑوسیوں کے حقوق سمجھے ہی نہیں۔اس سے بڑھ کر پڑوسیوں کے حقوق اور کیا ہوں گے کہ اگر پڑوسی غیر مسلم بھی ہے تو اس کا بھی ہم پر حق ہے لیکن افسوس ہم غافل ہیں۔ہم نفس کے پیروکار ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو پڑوسیوں کے حقوق صحیح معنوں میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

وقت کی اہمیت
علماء کی نظر میں

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَظَلُوۡمٌ کَفَّارٌ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ ابراہیم سے چونتیسویں آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اللہ نے اپنے بندوں پر کثیر نعمتیں نازل فرمائیں جن کا شمار واحاطہ نہیں کیا جاسکتا۔ کوئی بشری طاقت وقوت نہ اس کا شمار کرسکتی ہے اور نہ ہی اس کی حقیقت کا ادراک کرسکتی ہے۔ رب تعالیٰ کی یہ بے شمار نعمتیں مسلسل اس کے بندوں کو حاصل ہوتی رہتی ہے۔

وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَظَلُوۡمٌ كَفَّارٌ

(سورۂ ابراہیم، آیت 34)

اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کر سکو گے، بے شک آدمی بڑا ناشکرا ہے۔

انہی بے شمار نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت ''وقت'' ہے۔ وقت کی قدر و منزلت بہت ہے۔ ہمارے اکابرین اسے کبھی ضائع نہ کرتے تھے۔ آیئے اب آپ کے سامنے وقت ''وقت کی اہمیت علماء کی نظر میں'' بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

☆ امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ میں نے صوفیہ کی صحبت اختیار کی تو ان کے دو جملوں سے بہت فائدہ حاصل کیا۔ ایک یہ کہ وقت تلوار ہے، اگر تم اس سے نہ کاٹو گے تو وہ تمہیں کاٹے گا۔ (یعنی وقت کو کام کر کے گزارو تا کہ وہ تمہیں چھوڑ کر نہ چلا جائے اور تم کف افسوس ملتے رہو) اپنے نفس کو حق کے ساتھ مشغول کرو ورنہ وہ تمہیں باطل کے ساتھ مشغول کر دے گا۔

☆ حضرت عامر بن قیس علیہ الرحمہ سے ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور! آپ مجھ سے بات کیجئے۔ آپ نے اس سے فرمایا۔ سورج کو میرے لئے ٹھہرا دو تا کہ میں تم سے بات چیت کرلوں کیونکہ وقت گزرتا چلا جا رہا ہے۔ اس کے گزرنے کے بعد کوئی اسے واپس نہیں کر سکتا۔ وقت کا گنوانا ایک عظیم خسارہ ہے

کہ اس کا بدل ناممکن ہے۔ وقت کی قدر یہ ہے کہ اسے اچھے عمل سے ملادیا جائے۔

☆ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں کسی چیز پر اتنا شرمندہ نہیں ہوتا، جتنا کہ جس دن سورج غروب ہوجاتا ہے اور میں کوئی نمایاں کام انجام نہیں دے پاتا اور میرے عمل میں اضافہ نہیں ہو پاتا۔

☆ حضرت محدث کبیر عبید بن یعیش علیہ الرحمہ حدیث نبوی لکھنے میں اتنے مصروف اور منہمک رہتے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے تیس سال تک رات کو اپنے ہاتھ سے کھانا نہیں کھایا۔ میری ہمشیرہ میرے منہ میں لقمے ڈالتی اور میں حدیث لکھتا۔

☆ امام نووی علیہ الرحمہ روزانہ گیارہ درس لیتے۔ آپ دن رات میں عشاء کے بعد صرف ایک بار کھاتے تھے اور سحر کے وقت صرف ایک بار پیتے تھے۔ میوے اور ککڑی سے پرہیز کرتے، فرماتے تھے۔ جسم کے بوجھل اور نیند کے خمار سے ڈرتا ہوں۔ آپ نے شادی نہیں کی۔ تجرد کی زندگی بسر کی۔

☆ حضرت امام شمس الدین اصبہانی علیہ الرحمہ نے اپنا کھانا اس لئے کم کردیا تھا تا کہ کھانے اور رفع حاجت میں وقت ضائع نہ ہو۔

☆ حضرت حافظ عبدالغنی مقدسی علیہ الرحمہ اپنا وقت بالکل ضائع نہیں کرتے

تھے۔ان کا یہ معمول تھا کہ نماز فجر ادا کرنے کے بعد قرآن کریم اور بسا اوقات حدیث شریف کا درس دیتے۔ پھر وضوفرماتے اور ظہر سے کچھ پہلے تک فاتحہ اور معوذتین کے ساتھ تین سو رکعات نماز ادا کرتے۔

پھر تھوڑا سو جاتے اور پھر نماز ظہر ادا فرماتے۔ اس کے بعد مغرب تک سماعت حدیث اور کتابوں کی نقل میں مشغول رہتے۔ اگر روزے سے ہوتے تو افطار کرتے۔ نمازِ عشاء ادا کرنے کے بعد آدھی رات یا اور تھوڑی دیر تک سوتے، پھر وضو کر کے نماز ادا کرتے، پھر تازہ وضو کر کے قریب الفجر تک نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ بسا اوقات سات مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ وضو کرتے اور فرماتے، نماز میرے دل کو خوش رکھتی ہے، جب تک میرے اعضاء تر و تازہ رہتے ہیں، پھر نماز فجر سے پہلے تھوڑا سا سوجایا کرتے۔ یہ آپ کی عبادت و ریاضت اور جانفشانی تھی۔

☆ حضرت ثعلب نحوی علیہ الرحمہ کی وفات کا سبب یہ ہوا کہ آپ جمعہ کے دن عصر کے بعد نکلے۔ ان کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی جسے وہ راستہ میں دیکھتے ہوئے چلے جا رہے تھے۔ ایک گھوڑا ان سے ٹکرا گیا جس کی وجہ سے وہ گر پڑے۔ سر میں کافی چوٹ آئی۔ اسی حالت میں انہیں گھر لے جایا گیا اور دوسرے دن ان کا انتقال ہو گیا۔

☆ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے شاگرد حضرت قاضی ابراہیم بن جراح کوفی ثم مصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف بیمار ہوئے تو میں ان کی خدمت میں عیادت کے لئے حاضر ہوا تو اس وقت بے ہوشی کے عالم میں تھے۔ جب انہیں کچھ افاقہ ہوا اور ہوش آیا تو مجھ سے فرمایا۔ ''ابراہیم! اس مسئلہ میں کیا کہتے ہو؟ میں نے تعجب سے کہا ایسی حالت میں بھی'' انہوں نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے۔ ہم یہ درس و مباحثہ جاری رکھے ہوئے ہیں تا کہ اس کے باعث نجات دینے والا ہمیں نجات دے دے۔

☆ موسیٰ بن اسماعیل علیہ الرحمہ نے کہا ''اگر میں یہ کہوں کہ میں نے حضرت حماد بن سلم علیہ الرحمہ کو کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا تو یقیناً میں نے سچ کہا۔

وہ حدیث یا تلاوت قرآن یا تسبیح یا نماز میں ہمیشہ مشغول رہتے۔ دن رات کو انہوں نے انہیں عبادتوں کے لئے تقسیم کر رکھا تھا۔ یونس مودب نے کہا۔ حضرت حماد بن سلم کا حالت نماز میں انتقال ہوا۔

☆ حضرت خلیل بن احمد فراہیدی بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ سب سے مشکل اور گراں ساعت میرے لئے وہ ہوتی جس میں کھانا کھاتا ہوں۔ اللہ اکبر! علم میں اس قدر فنا رہتے کہ کھانے کا وقت بھی ان کے لئے گراں بار ہوتا۔

☆ حضرت احمد بن سلم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام مسلم قشیری علیہ

الرحمہ کو مجلس مذاکرہ کا رئیس بنایا گیا۔ان کے سامنے ایک ایسی حدیث ذکر کی گئی جسے وہ نہیں جانتے تھے۔ وہ اپنے گھر واپس آئے۔رات کا وقت تھا۔ان کے لئے کھجوروں کی ایک ٹوکری پیش کی گئی۔حدیث تلاش کرتے جارہے تھے اور اس میں سے ایک ایک کھجور لئے جارہے تھے۔اسی طرح صبح ہوگئی۔کھجور کا پورا ٹوکرا خالی ہوگیا۔حدیث تو مل گئی مگر خالی ٹوکرا دیکھ کر حیرت کے باعث آپ کا وصال ہوگیا۔

☆ حضرت داؤد طائی علیہ الرحمہ روٹی پانی میں ڈبو کر کھایا کرتے تھے۔کسی کے استفسار پر فرمایا کہ روٹی چبا کر کھانے میں جتنا وقت لگتا ہے، اس وقت میں قرآن مجید کی چالیس آیات تلاوت کرلیتا ہوں۔

☆ علامہ امام ابن عقیل علیہ الرحمہ کیک کو روٹی کی بہ نسبت اس لئے زیادہ پسند فرماتے کہ روٹی کے چبانے میں زیادہ وقت صرف ہوتا ہے۔آپ نے ''الفنون'' کے نام سے کتاب لکھی۔

امام ذہبی علیہ الرحمہ نے کہا دنیا میں ''الفنون'' سے بڑی کسی نے کوئی کتاب نہیں لکھی۔امام ابن رجب اور بعض لوگوں نے کہا کہ الفنون کی 800 جلدیں ہیں۔

امام ابن عقیل حنبلی علیہ الرحمہ کی مناظرہ اور مذاکرہ سے زبان معطل ہوگئی،

مطالعہ اور تحریر سے آنکھ بھی معذور ہوگئی، اس کے باوجود علم حاصل کرنے کا جذبہ بیس سال کے جوان جیسا تھا۔

☆ صاحب نورالانوار نے اپنی پوری زندگی درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں صرف کی۔ اصول فقہ میں نورالانوار شرح المنار آپ کی زندگی کی یادگار ہے جس سے دنیائے علم کا بچہ بچہ واقف ہے۔ یہ کتاب آپ نے مدینۂ پاک کے قیام کے دوران صرف دو ماہ کے اندر لکھی۔

☆ ابن کثیر البدایہ والنہایہ جلد 11 ص 31 پر لکھتے ہیں کہ امام بخاری علیہ الرحمہ کی عادت تھی کہ رات کو سونے سے پہلے چراغ جلاتے اور جو فوائد (نوٹس) ذہن میں آتے انہیں قید تحریر میں لاتے اور پھر چراغ بجھا کر سو جاتے پھر کوئی بات ذہن میں آتی تو پھر لکھنے کے لئے اٹھتے، اس طرح کبھی کبھی اٹھنے کی تعداد بیس کے قریب پہنچ جاتی۔

☆ حضرت عبدالرحمن قصری علیہ الرحمہ قیروان کے رہنے والے اور بہت بڑے فقیہ تھے۔ آپ خود فرماتے ہیں۔ میرے چند سال ایسے گزرے کہ جن میں رات دن لکھنے کی وجہ سے کبھی قلم خشک ہونے کی نوبت نہیں آئی، بسا اوقات کاغذ ختم ہو جاتے تو اپنے کسی لباس کو بیچ کر کاغذ خرید کر لکھتا تھا۔

☆ امام ابن جوزی علیہ الرحمہ مشہور محدث ہیں۔ تین سال کی عمر میں والد

گرامی وصال فرما گئے۔یتیمی کی حالت میں پرورش پائی،لیکن تصنیفی کارناموں کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ برسرمنبر فرمایا کہ میں نے اپنی ان انگلیوں سے دو ہزار جلدیں لکھی ہیں۔کوئی وقت ضائع نہیں کرتے،چار جزء روزانہ لکھنے کا معمول تھا۔ لکھتے وقت قلم کے تراشے (برادہ) جمع کرتے رہتے اور وصیت کی کہ میرے غسل کا پانی اسی سے گرم کیا جائے،چنانچہ آپ کی وصیت پر عمل کیا گیا۔ پانی گرم کرنے کے بعد بھی تراشے بچ گئے۔

☆ صاحب ہدایہ علیہ الرحمہ نے ماہ ذوالقعدہ 573ھ بروز جمعرات بعد نماز ظہر ہدایہ کی تصنیف شروع کی اور پوری عرق ریزی کے ساتھ مسلسل تیرہ سال تک اس طرح مصروف رہے کہ ہمیشہ روزہ رکھتے اور اس کی بھی کوشش کرتے کہ کسی کو روزہ کی اطلاع نہ ہو۔ خادم کھانا رکھ کر چلا جاتا،آپ طلباء کو کھلا دیتے، خادم سمجھتا کہ آپ نے کھانا کھالیا ہے۔

☆ شمس الائمہ علامہ امام محمد بن احمد سرخسی علیہ الرحمہ کو خاقان نے ایک کنویں میں قید کردیا۔ پندرہ برس تک محبوس رہے،اس کنویں میں بغیر کسی کتاب کے مطالعہ اور تعاون کے مبسوط جیسی ضخیم کتاب (جو تیس جلدوں میں ہے) طلباء کو املا کروادی' تلامذہ کنویں کے چاروں طرف بیٹھ کر لکھتے تھے۔

کیا شان ہے ہمارے اکابرین کی جو ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرتے تھے۔ ہر ہر

لمحہ خدمت دین اور خدمت حدیث میں مشغول رہتے تھے۔ واقعی یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی زندگی کے صحیح مقصد کو پہچانا۔

مگر افسوس کہ ہم اپنی زندگی کے قیمتی لمحات کو فضولیات میں ضائع کر دیتے ہیں۔ وقت کی قدر اور اہمیت ہمارے نزدیک کچھ بھی نہیں ہے۔ یاد رہے جو وقت گزر گیا۔ وہ دوبارہ نہیں آتا۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم وقت جیسی نعمت کی حفاظت کریں۔ جب تک سانسیں چل رہی ہیں۔ اس وقت تک ہم جو نیک عمل کر سکتے ہیں، کر لیں۔ جب موت آ گئی اس کے بعد ایک مرتبہ سبحان اللہ پڑھنے کی مہلت نہیں ملے گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو وقت جیسی نعمت کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

علم حاصل کرنے کی فضیلت اور اساتذہ کا ادب

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ فاطر سے آٹھویں آیت کا کچھ حصہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ہر مسلمان یہ کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں مگر دیکھنا کہ مخلوق میں

سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا کون ہے؟ قرآن مجید فرقان حمید کسے سب سے زیادہ ڈرنے والا بتا رہا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

ترجمہ: اللہ سے اس کے بندوں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں

اس آیت سے معلوم ہوا کہ علم والے اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ ڈرنے والے ہیں۔

علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے

☆ سرکار اعظم ﷺ نے فرمایا علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد وعورت) پر فرض ہے۔(ابن ماجہ، حدیث 224)

☆ بنیادی عقائد کا علم، عبادات کا علم مثلا نماز، روزہ اور روزمرہ درپیش آنے والے مسائل، حلال وحرام اور جائز وناجائز کا علم حاصل کرنا فرض ہے۔

☆ ابوداؤد حدیث 3641: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو شخص علم دین کرنے کے لئے کسی راستہ پر چلتا ہے تو اللہ اس کی وجہ سے اسے جنت کے راستوں میں سے ایک راستے پر چلا دیتا ہے۔ یعنی علم حاصل کرنا اس کے لئے جنت میں داخلہ

کا ایک سبب بن جاتا ہے۔فرشتے طالب علم کی خوشنودی کے لئے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں۔عالم کے لئے آسمان وزمین کی ساری مخلوقات اور مچھلیاں جو پانی کے اندر ہیں،سب کی سب دعائے مغفرت کرتی ہیں۔بلاشبہ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کو سارے ستاروں پر فضیلت ہے۔ بلاشبہ علماء، انبیاء کے وارث ہیں لہذا جس شخص نے علم دین حاصل کیا، اس نے (اس میراث میں سے) بھرپور حصہ لیا۔

☆ طبرانی فی الکبیر، مجمع الزوائد: حضرت صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ اس وقت اپنی سرخ دھاریوں والی چادر پر ٹیک لگائے تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں علم حاصل کرنے آیا ہوں۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ طالب علم کو خوش آمدید ہو! طالب علم کو فرشتے اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں اور پھر اس کثرت سے آکر اوپر تلے جمع ہوتے رہتے ہیں کہ آسمان تک پہنچ جاتے ہیں اور وہ اس علم کی محبت کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں جس کو یہ طالب علم حاصل کر رہا ہے۔

☆ طبرانی فی الکبیر، مجمع الزوائد میں حدیث ہے۔حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ راوی ہیں: پیارے آقا ﷺ نے فرمایا جو شخص علم کی تلاش میں لگے

پھراس کو حاصل کرلے تو اللہ اس کے لئے دو اجر لکھ دیتا ہے۔جو شخص علم کا طالب ہو لیکن حاصل نہ کر سکے تو اللہ اس کے لئے ایک اجر لکھ دیتا ہے۔

☆ (بخاری حدیث 71 میں ہے۔حضرت راوی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور کائنات ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔رب عطا کرنے والا ہے۔

☆ (ترمذی حدیث 2686: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔مومن علم سے کبھی سیر نہیں ہوتا۔ وہ علم کی باتوں کو سن کر سیکھتا رہتا ہے۔(یہاں تک کہ اسے موت آجاتی ہے)اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

☆ (ابن ماجہ حدیث 219 :حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار ﷺ نے مجھ سے فرمایا ابو ذر! اگر تم صبح جا کر ایک آیت کلام الہی کی سیکھ لو تو نوافل کی سو رکعات سے افضل ہے اور اگر ایک باب علم کا سیکھ لو، خواہ وہ اس وقت کا عمل ہو یا نہ ہو تو ہزار رکعات نوافل پڑھنے سے افضل ہے۔

☆ طبرانی فی الکبیر، مجمع الزوائد، حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا جو شخص خیر کی بات سیکھنے یا سکھانے ہی کے

لئے مسجد جائے تو اس کا ثواب اس حاجی کے ثواب کی طرح ہے جس کا حج کامل ہو۔

☆ (مسند امام احمد جلد اول ص 283، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا لوگوں کو (دین) سکھاؤ، ان کے ساتھ آسانی کا برتاؤ کرو اور سختی کا برتاؤ نہ کرو۔

☆ بیہقی فی شعب الایمان: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور کائنات ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ عالم کی موت ایسی مصیبت ہے جس کی تلافی نہیں ہوسکتی اور ایسا نقصان ہے جو پورا نہیں ہوسکتا اور عالم ایسا ستارہ ہے جو (موت کی وجہ سے) بے نور ہوگیا۔ ایک پورے قبیلے کی موت ایک عالم کی موت سے کم درجہ کی ہے۔

☆ طبرانی، مسند بزار، مجمع الزوائد میں حدیث ہے۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ تم یا تو عالم بنو، یا طالب علم بنو، یا علم توجہ سے سننے والے بنو، یا علم اور علم والوں سے محبت کرنے والے بنو (ان چار کے علاوہ) پانچویں قسم کے مت بنو ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے۔ پانچویں قسم یہ ہے کہ تم علم اور علم والوں سے بغض رکھو۔

☆ الترغیب والترہیب میں حدیث ہے: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: علم دو طرح کا ہوتا ہے۔ایک وہ علم ہے جو دل میں اتر جائے وہی علم نافع ہے اور دوسرا وہ علم ہے جو صرف زبان پر ہو یعنی عمل اور اخلاص سے خالی ہو تو اللہ کی طرف سے انسان کے خلاف (اس کے مجرم ہونے کی) دلیل ہے یعنی یہ علم الزام دے گا کہ جاننے کے باوجود عمل کیوں نہیں کیا۔

☆ابن ماجہ حدیث 227 میں ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو میری اس مسجد یعنی مسجد نبوی میں صرف کسی خیر کی بات کو سیکھنے یا سکھانے کے لئے آئے تو وہ (ثواب میں) اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کے درجہ میں ہے اور جو اس کے علاوہ کسی اور غرض سے آئے تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو دوسروں کے ساز و سامان کو دیکھ رہا ہو (اور ظاہر ہے کہ دوسرے کی چیزوں کو دیکھنے سے اپنا کوئی فائدہ نہیں)

طلب علم دین میں اکابرین کے سفر

آج ہم سے علم دین حاصل کرنے کے لئے ایک گھنٹے کا سفر نہیں ہوتا۔ ہم علم دین سے اتنے دور ہو گئے کہ ہمارے پاس ہر کام کے لئے وقت ہے مگر علم دین حاصل کرنے کے لئے چوبیس گھنٹے میں صرف دو گھنٹے بھی نہیں ہیں۔ آج گلی گلی، محلہ محلہ مدارس، ادارے، اکیڈمی اور جامعات موجود ہیں مگر ہم طلب دنیا میں طلب علم دین کا جذبہ کھو بیٹھے۔ ہمارے اسلاف کے اندر علم دین حاصل کرنے کا جذبہ تھا، وہ ایک حدیث سننے کے لئے کس قدر طویل سفر اور وہ بھی گھوڑوں اور اونٹوں پر کیا کرتے تھے۔

☆ حضرت کثیر بن قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس دمشق کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک شخص ان کی خدمت میں آئے اور کہا کہ میں مدینۃ الرسول سے صرف ایک حدیث سننے کی وجہ سے آیا ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ وہ آپ نے حضور ﷺ سے سنی ہے۔ حضرت ابودرداء نے پوچھا کوئی اور تجارتی کام نہیں تھا؟ انہوں نے کہا نہیں......کوئی دوسری غرض تو نہ تھی؟ کہا نہیں۔ صرف حدیث رسول سننے کے لئے آیا ہوں۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں نے آقا کریم ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص کوئی راستہ علم حاصل کرنے کے لئے چلتا ہے۔ حق تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کردے گا اور فرشتے طالب علم کی خوشنودی کے لئے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں اور طالب علم کے لئے آسمان وزمین کے رہنے والے استغفار کرتے ہیں حتیٰ کہ مچھلیاں جو پانی میں رہتی ہیں، وہ بھی استغفار کرتی ہیں۔ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسا کہ چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر۔ (بحوالہ=ابوداؤد)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اتنی کثرت سے حدیثیں نقل کی ہیں کہ کسی دوسرے صحابی سے اتنی زیادہ نقل کی ہوئی حدیثیں نہیں، اس پر لوگوں کو تعجب ہوتا ہے کہ 7ھ میں آپ نے اسلام قبول کیا اور 11ھ میں سرکار ﷺ کا وصال ہوا۔ ان چار برس کی قلیل مدت میں آپ نے خوب علم حاصل کیا۔ آپ اصحاب صفہ میں سے تھے۔ تن پر دو چادریں ہوتیں، بسا اوقات کئی کئی دن فاقہ میں گزر جاتے، بھوک کی وجہ سے جنون کی سی حالت ہوجاتی تھی۔ اس کے باوجود علم کی طلب میں لگے رہنا یہ ان کا مشغلہ تھا۔

ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جنازہ کے متعلق ایک حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص جنازہ پڑھ کر واپس آجائے، اس کو ایک

قیراط ثواب ملتا ہے اور جو دفن تک شریک رہے، اس کو دو قیراط ثواب ملتا ہے اور ایک قیراط کی مقدار احد پہاڑ سے بھی زیادہ ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اس حدیث کے بارے میں تردد ہوا۔ انہوں نے فرمایا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سوچ کر کہو۔ ان کو جلال آ گیا۔ سیدھے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور جا کر عرض کیا کہ میں آپ کو قسم دیکر پوچھتا ہوں۔ یہ قیراط والی حدیث آپ نے حضور ﷺ سے سنی؟ انہوں نے فرمایا ہاں سنی ہے......

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ مجھے سرکار ﷺ کے زمانے میں نہ تو باغ میں کوئی درخت لگانا تھا، نہ بازار میں مال بیچنا تھا۔ میں تو سرکار ﷺ کے دربار میں پڑا رہتا تھا اور صرف یہ کام تھا کہ کوئی بات یاد کرنے کو مل جائے یا کچھ کھانے کو مل جائے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ بے شک تم ہم لوگوں سے زیادہ حاضر باش تھے اور احادیث کو زیادہ جاننے والے۔

☆ حضرت عبداللہ ابن عدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک حدیث رسول ہے۔ مجھے خوف ہوا کہ اگر مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا تو وہ حدیث مجھے کسی اور سے نہ ملے گی لہذا میں سفر کر کے عراق کے شہر، کوفہ پہنچا تا کہ وہ حدیث سن لوں۔

☆ حضرت ابوسعید اعمیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری نے مدینہ سے مصر کا سفر محض اس لئے کیا کہ حضرت عقبیٰ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث جا کر سنیں۔ چنانچہ وہاں پہنچے، حضرت عقبیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کا استقبال کیا۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ حدیث رسول سنادو جو تمہارے سوا کوئی نہیں جانتا۔

حضرت عقبیٰ رضی اللہ عنہ نے حدیث سنائی۔ سرکار ﷺ نے فرمایا جس نے کسی مسلمان (بھائی) کی ایک برائی چھپائی۔ قیامت کے دن اللہ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ حدیث سن کر ایک لمحہ بھی نہ رکے۔ اپنے اونٹ کی طرف بڑھے اور اس پر سوار ہو کر سیدھے مدینۃ الرسول تشریف لے گئے۔

☆ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں ایک حدیث کے لئے کئی دن اور کئی رات سفر کرتا تھا۔

☆ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو کوئی طلب علم کے لئے سفر کو جہاد نہیں سمجھتا، اس کی عقل میں نقص ہے۔

☆ حضرت علی ابن الحسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات سخت سردی

تھی۔ میں اور حضرت عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ مسجد سے عشاء کے بعد نکلے ۔دروازہ پر ایک حدیث پر گفتگو شروع ہوگئی۔ میں بھی کہتا رہا۔ وہ بھی کہتے رہے، وہیں کھڑے کھڑے فجر کی اذان ہوگئی۔

☆ امام شافعی علیہ الرحمہ کا مصر میں قیام تھا۔ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کو انہوں نے خط لکھا کہ بہت عرصہ ہوا ملاقات کئے ہوئے، مصر آؤ۔ یہاں کے علماء بھی منتظر ہیں۔ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے لکھا کہ میں حاضر ہو رہا ہوں اور تاریخ معین کردی کہ فلاں تاریخ کو پہنچوں گا۔

امام شافعی علیہ الرحمہ سمیت مصر کے حاکم، وزرائ، امراء اور علماء سمیت پورا مصر استقبال کے لئے نکل آیا۔ امام شافعی علیہ الرحمہ کے مکان پر عید کا سماں تھا۔ پورا گھر خوشی سے جھوم رہا تھا کہ وقت کے امام ہمارے گھر آ رہے ہیں۔ جب کھانے کا وقت ہوا تو امام شافعی نے دسترخوان بچھایا۔ امام کو بھی بٹھایا اور بھی لوگ گھر والے بھی بیٹھے۔ امام نے کھانا شروع کیا تو اس طرح کھایا اور جلدی جلدی کھایا جیسے کوئی حریص اور کئی دنوں کا بھوکا کھاتا ہے۔ امام شافعی کے گھر والوں کو ناگوار گزرا۔ گھر والے امام شافعی علیہ الرحمہ سے کہنے لگے۔ یہ کیسا امام وقت ہے جو اس طرح کھانا کھاتا ہے۔

امام شافعی علیہ الرحمہ سے جواب نہیں بن پڑا۔ امام شافعی علیہ الرحمہ فرمانے

لگے کہ محسوس تو میں نے کیا مگر میں میزبان ہوں، کیا کروں؟

رات کو گھر والوں نے بستر بچھایا اور پانی کا لوٹا وضو کے لئے بھر کر رکھ دیا تا کہ تہجد میں دشواری نہ ہو۔ امام احمد صبح اٹھے جب گھر والے بستر اٹھانے آئے تو لوٹا یوں ہی بھرا دیکھا تو سخت غصہ آیا کہ یہ کیسا امام ہے۔ پیٹ بھر کر یہ کھانا کھالے، رات کا کوئی وقت عبادت کا اسے نصیب نہ ہو، نہ تہجد نہ وضو، یہ خواہ مخواہ ہی دنیا میں غلط شہرت ہوگئی کہ اپنے وقت کا امام ہے۔ یہ سب باتیں گھر والوں نے امام شافعی علیہ الرحمہ سے کہیں امام شافعی علیہ الرحمہ سے رہا نہ گیا اور سوالات و اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی۔

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ مسکرائے اور کہا کہ جب تمہارے دسترخوان پر کھانا رکھا گیا تو میں نے دنیا میں اتنی حلال کمائی نہیں دیکھی۔ اس کھانے کے اوپر آسمانوں سے انوار و برکات کی اتنی بارش تھی کہ مکان منور تھا اور کھانے پر نظر ڈال کر قلب میں ذکر اللہ کی کیفیت پیدا ہوتی تھی۔

اتنی حلال اور پاک کمائی میں نے آج تک نہیں دیکھی تو میں نے ارادہ کیا کہ جتنا کھا سکوں، کھالوں، چاہے بعد میں مجھے سات دن تک فاقہ کرنا پڑے۔ مجھے پھر یہ نورانی کھانا کہاں نصیب ہوگا۔ اس واسطے میں نے زیادہ کھایا۔

اس کھانے کی دو برکتیں نمایاں ہوئیں۔ ایک علمی برکت اور دوسری عملی

برکت، برکت تو یہ ہوئی کہ عشاء کے وضو سے تہجد اور فجر کی نماز پڑھی لہذا وضو کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔

علمی برکت یہ ہوئی کہ چار پائی پر لیٹ کر قرآن مجید سے فقہ کے سو مسائل کا حل نکالا جواب تک مجھے سمجھ میں نہیں آئے تھے۔علم کے دروازے میرے دل پر کھل گئے۔ یہ سن کر امام شافعی علیہ الرحمہ کی داڑھی کے بال بال خوشی سے کھل گئے اور بچیوں کو بھی تسلی ہوئی۔

☆ امام دارقطنی علیہ الرحمہ نے حدیث حاصل کرنے کے لئے بغداد، بصرہ، کوفہ، واسط، مصر اور شام کا سفر کیا۔ایک مرتبہ استاذ کی مجلس میں بیٹھے تھے۔استاذ حدیث پڑھا رہے تھے۔آپ کوئی کتاب نقل کررہے تھے۔ایک ساتھی نے اعتراض کیا کہ تم دوسری طرف متوجہ ہو۔میری اور تمہاری توجہ میں فرق ہے۔اچھا بتاؤ استاذ نے کتنی حدیثیں سنائیں۔ساتھی سوچنے لگے۔امام دارقطنی علیہ الرحمہ نے کہا کہ استاذ نے اٹھارہ حدیثیں سنائیں۔پہلی یہ تھی، دوسری یہ تھی، تیسری یہ تھی۔حتی کہ تمام احادیث ترتیب وار سند کے ساتھ سنادیں۔

☆ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے اساتذہ کی تعداد 300 سے زیادہ تھی جن سے مختلف مقامات میں جاجا کر استفادہ کیا۔

☆ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد امام محمد علیہ الرحمہ نے مکہ،

مدینہ، بصرہ، واسط، شام، خراسان اور یمامہ وغیرہ جا کر سینکڑوں اساتذہ سے علم حاصل کیا۔

☆ حافظ حدیث امام ابن حاتم رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابا جان (ابوحاتم رازی) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں طلب حدیث میں سب سے پہلے باہر نکلا تو سفر کرتے کرتے سات سال کا عرصہ ہو گیا تھا۔ میں نے ان پیروں سے جو مسافت طے کی، وہ فرسخ (5000 کلومیٹر) سے زیادہ ہے۔ میں ہزار فرسخ تک تو گنتا رہا لیکن جب مسافت اس سے بھی بڑھ گئی تو پھر گننا چھوڑ دیا۔

میں نے کوفہ سے بغداد بے شمار مرتبہ پیدل سفر کیا۔ پیدل ہی مکہ سے مدینہ جاتا ہوا مصر پیدل پہنچا ہوں اور پیدل ہی مصر سے رملہ اور رملہ سے بیت المقدس اور پھر رملہ سے عسقلان اور رملہ سے طبریہ اور طبریہ سے دمشق اور دمشق سے حمص اور حمص سے انطاکیہ سے طرطوس پہنچا ہوں۔ اس کے بعد طرطوس سے پھر دوبارہ حمص کی طرف لوٹا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ابوالیمان کی حدیث کا کچھ حصہ سننے سے رہ گیا تھا۔ وہاں آ کر اسے سنا پھر حمص سے بیستان اور بیستان سے رقہ اور رقہ سے فرات پار کرتا ہوا بغداد پہنچا۔ ملک شام جانے سے پہلے واسط سے دریائے نیل اور وہاں سے کوفہ پہنچا اور یہ سب سفر پیدل ہی تھا۔ اس پہلے سفر میں میری عمر بیس سال تھی۔ سات سال مجھے اس سفر میں لگے۔

☆ امام ذہبی علیہ الرحمہ جب طلب علم کے لئے نکلے تو سات سال تک سفر ہی میں رہے۔ بحرین سے مصر کا سفر پیدل کیا۔ پھر رملہ سے طرطوس کا سفر بھی پیدل ہی کیا۔اس وقت ان کی عمر بیس برس تھی۔

☆ امام مالک علیہ الرحمہ نے حضرت سعید ابن مسیب تابعی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں ایک حدیث کی خاطر کئی کئی رات دن پیدل چلا ہوں۔ یہ لوگ تھے جنہوں نے علم دین کی قدر کو سمجھا۔اپنی پوری زندگی طلب علم دین میں لگا دیں۔علم دین حاصل کرنے کے لئے ایک ایک حدیث کو سننے کے لئے زندگی بھر سفر کرتے رہے۔ان کا عمل ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔یہ ہمیں سکھا گئے کہ یہی علم آخرت میں ذریعہ نجات بنے گا۔

ہم بھی نیت کریں کہ اپنی تمام اولاد کو عالم دین بنائیں دنیاوی تعلیم بھی دلوائیں مگر ساتھ ساتھ عالم دین بھی بنائیں۔تمام اولاد کو نہ بنا سکیں تو ایک بیٹے کو ضرور عالم اور مفتی بنائیں تاکہ وہ آپ کے پورے خاندان کی شفاعت کرے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم دین حاصل کرنے کا جذبہ اور لگن عطا فرمائے۔آمین

علم دین اور استاد کا ادب و احترام

علامہ حلوانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہم کو جو علم حاصل ہوا، اس میں علم کی تعظیم کا بڑا دخل ہے۔ میرا یہ حال تھا کہ کبھی کسی کتاب کو بلا وضو نہیں چھوتا تھا۔

☆ علامہ سرخسی علیہ الرحمہ کا یہ عالم تھا کہ باوجود ریاحی امراض (ہوا خارج ہونے کا مرض) ہونے کے بغیر وضو کے ہاتھ میں کتاب نہ اٹھاتے تھے۔ ایک بار مطالعہ کے درمیان میں ان کو سترہ مرتبہ وضو کرنا پڑا۔

☆ امام مالک علیہ الرحمہ علم دین کی بے حد تعظیم وتوقیر فرمایا کرتے تھے۔ جب کوئی حدیث بیان کرنے کا ارادہ کرتے تو پہلے وضو فرماتے۔ مجلس درس کے صدر مقام پر تشریف رکھتے۔ داڑھی کے بالوں میں کنگھی کرتے، خوشبو لگاتے، پروقار طریقے پر بیٹھتے پھر حدیث بیان کرتے۔ لوگوں نے اس اہتمام حدیث سے متعلق استفسار کیا تو فرمایا کہ حدیث رسول کی تعظیم کرتا ہوں۔

☆ حضرت ابو ایوب سلیمان بن داؤد علیہ الرحمہ کے انتقال کے بعد کسی بزرگ نے آپ کو دیکھا اور پوچھا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے کہا بخش دیا۔ پوچھا کس بات پر؟ کہا میں ایک دفعہ اصبہان جا رہا تھا۔ راستے

میں اچانک بارش نے گھیر لیا۔ میرے پاس کتابیں تھیں اور وہاں کوئی چھت یا سایہ دار جگہ نہ تھی۔ میں اپنی کتابوں کو بچانے کے لئے ان پر لیٹ گیا۔ اور پوری رات اسی طرح گزار دی۔ صبح ہوئی تو بارش ہلکی ہو چکی تھی۔ اسی بات پر مجھے اللہ نے بخش دیا۔ (فتح المغیث ،بشرح الفیۃ الحدیث)

☆ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ ایک روز بیت الخلاء میں تشریف لے گئے اور اندر جا کر نظر پڑی کہ انگوٹھے پر روشنائی کا نقطہ لگا ہوا ہے جو عموماً لکھتے وقت قلم کی روانی دیکھنے کے لئے لگایا جاتا ہے، فوراً گھبرا کر باہر آ گئے اور دھونے کے بعد تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اس نقطہ کو علم کے ساتھ نسبت ہے۔ اس لئے بے ادبی معلوم ہوئی کہ اس کو بیت الخلاء لے جاؤں۔

استاد کا ادب واحترام

☆ راوی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ: نبی پاک ﷺ نے فرمایا علم حاصل کرو، علم کے لئے متانت اور وقار پیدا کرو، جس سے تعلیم حاصل کرو، اس سے خاکساری برتو۔

☆ امام ابن وہاب علیہ الرحمہ کہا کرتے تھے کہ امام مالک علیہ الرحمہ کے ادب سے مجھے جو کچھ ملا، علم سے اتنا نہیں ملا۔

☆ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں دو برس تک ارادہ کرتا رہا کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث کے متعلق پوچھوں مگر ادب کی وجہ سے ہمت نہیں ہوتی تھی۔

☆ امام ربیع علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے استاد امام شافعی علیہ الرحمہ کے سامنے پانی پینے کی جرأت نہ ہوئی۔

☆ امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں امام مالک علیہ الرحمہ کے سامنے ورق بھی آہستہ الٹتا تھا کہ اس کی آواز سنائی نہ دے۔

☆ امام احمد ابن حنبل علیہ الرحمہ ادب کی وجہ سے اپنے استاذ کا نام نہ لیتے تھے، بلکہ ان کا ذکر کنیت کے ساتھ کرتے تھے۔

☆ حضرت شعبی علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ نماز سے فراغت کے بعد لوگوں نے سواری کے لئے خچر پیش کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور خچر کی لگام ہاتھ میں لے کر چلنے لگے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی! آپ لگام چھوڑ دیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اپنے بڑوں اور علماء کی تعظیم کریں۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ

پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ ہمیں بھی اہلبیت کے ساتھ اسی طرح معاملہ کرنے کا حکم ہوا ہے۔(احیاء العلوم،جلد اول،ص 126)

☆ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز علیہ الرحمہ مسجد سے گھر واپس جا رہے تھے۔ راستے میں ایک لڑکا ان کے ساتھ چلنے لگا۔عبداللہ بن عامر علیہ الرحمہ نے کہا۔ تجھے مجھ سے کوئی کام ہے۔اس نے عرض کیا۔نہیں بلکہ میں نے دیکھا کہ آپ تنہا جا رہے ہیں۔اس خیال سے آپ کے ساتھ ہو لیا کہ خدانخواستہ آپ کو کوئی بری بات پیش آئے تو میں اسے اپنی او پر لوں اور آپ کی حفاظت کروں۔

حضرت عبداللہ بن عامر علیہ الرحمہ اس لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے اور اسے توصیفی کلمات کے ساتھ ایک ہزار دینار عطا کئے کہ تیرے بڑوں نے تجھے حسن ادب کے زیور سے آراستہ کیا۔(احیاء العلوم،جلد 3،ص 623)

☆ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ ہمیشہ اساتذہ کے لئے دعائے مغفرت کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں نے جب بھی کوئی نفل یا فرض پڑھے تو اساتذہ کے لئے دعا ضرور کی۔

☆ امام احمد ابن حنبل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے چالیس برس سے ایسی کوئی نماز نہیں پڑھی جس کے بعد امام شافعی علیہ الرحمہ کے لئے دعا نہ مانگی ہو۔

☆ خلیفہ ہارون رشید نے اپنے بیٹے کو حضرت اصمعی علیہ الرحمہ کے پاس علم حاصل کرنے بھیجا۔ ایک مرتبہ اس نے دیکھا کہ شہزادہ اپنے استاذ حضرت اصمعی علیہ الرحمہ کو ایک ہاتھ سے وضو کروا رہا تھا۔ ہارون رشید ناراض ہوا' اور غصہ میں اپنے بیٹے سے کہا۔ بے ادب ایک ہاتھ سے وضو کرواتا ہے؟ ایک سے وضو کروا اور دوسرے سے پیر دھلوا۔

☆ حضرت اسماعیل بن حماد علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ جب امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے صاحبزادے حضرت حماد علیہ الرحمہ، استاذ کے پاس سورۂ فاتحہ پڑھنے کے لائق ہو گئے تو امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے ان کے استاذ کو پانچ سو درہم یا ایک ہزار درہم بھیجے تو استاذ حیرت میں پڑ گئے اور کہنے لگے کہ میں نے کون سا ایسا کام کیا ہے کہ مجھے اتنا زیادہ انعام دیا گیا۔

امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ خود استاذ صاحب کی خدمت میں تشریف لے گئے اور کہا کہ جناب! آپ نے میرے بچے کو جو سکھایا ہے، اسے معمولی نہ سمجھیں۔ اللہ کی قسم! اس وقت ہمارے پاس اور زیادہ ہوتا تو ہم قرآن کی تعظیم میں اسے بھی آپ کی خدمت میں پیش کر دیتے۔

تھے وہ بھی دن کہ خدمت استاذ کے عوض
دل چاہتا تھا ہدیۂ دل پیش کیجئے

بدلا زمانہ ایسا کہ لڑکا پس از سبق
کہتا ہے ماسٹر سے کہ ''بل'' پیش کیجئے

☆استاذ کے متفرق آداب

1۔استاذ کے آگے نہ چلے۔

2۔استاذ کی جگہ نہ بیٹھے۔

3۔اس کے سامنے بلند آواز سے نہ بولے۔

4۔استاذ کو دستک دے کر دروازہ کھٹکھٹا کر نہ بلائے بلکہ ان کے باہر آنے کا انتظار کرے۔

5۔انگلیاں نہ چٹخائے۔

6۔زیادہ بات نہ کرے۔

7۔صفحات آہستہ گھمائے۔

8۔سوال کرنے سے پہلے اجازت طلب کرے۔

9۔زور سے نہ ہنسے، نہ فضول بات کرے۔

10۔استاذ کے ساتھ حسن ظن رکھے۔

11۔استاذ کی روک ٹوک کو برا نہ سمجھے۔

ہماری حالت

آج ہم نے کتب احادیث و کتب دینیہ کا ادب و احترام بھی چھوڑ دیا اور اساتذہ کا ادب و احترام کرنا بھی ہم نے چھوڑ رکھا ہے۔ہم اوپر ٹھاٹھ سے بیٹھتے ہیں اور کتب دینیہ نیچے رکھی ہوتی ہیں۔بعض اوقات تو کتب زمین پر رکھی ہوتی ہیں۔

اساتذہ کا ادب تو کوسوں دور ہوگیا۔ ہم اپنے اساتذہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گفتگو کرتے ہیں۔ ان سے اونچی آواز میں گفتگو کرتے ہیں۔ بعض اپنے ہی استاذ کی جگہ پر قبضہ کرنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔

جنھوں نے اساتذہ اور کتب دینیہ کا ادب کیا، انھوں نے بہت کچھ پایا۔ اے کاش کہ ہم بھی دینی کتابوں اور اساتذہ کا ادب واحترام کرنے والے بن جائیں۔آمین ثم آمین

ویلنٹائن ڈے

کیا ہے؟

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِیۡعَ الۡفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ وَاللّٰہُ یَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡم وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن

صدق الله مولانا العظيم و بلغنا رسوله الكريم و نحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين والحمدلله رب العالمين

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ نور سے انیسویں آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بے حیائی اور فحاشی کے نت نئے انداز معاشرے میں جنم لے رہے ہیں۔ جن کی وجہ سے ماحول تباہی کی طرف جارہا ہے۔انہی معاشرتی برائیوں میں سے ایک بیماری ویلنٹائن ڈے ہے۔ویلنٹائن ڈے کیا ہے۔یہ کہاں سے آیا؟

مغرب زدہ، ہواس باختہ ٹولہ اس کو محبت کرنے والوں کا عالمی دن کہتا ہے جبکہ باشعور، سنجیدہ اور مذہبی طبقہ اس کو اوباشوں اور بے حیاؤں کا عالمی دن کہتا ہے۔

بے حیائی کی تشہیر منافق کا کام ہے۔ مدینۂ پاک جیسے مقدس شہر میں بے حیائی اور فحاشی کی تشہیر کا آرزومند منافقوں کا سردار عبداللہ ابن ابی تھا۔معاشرے میں برائی پھیلانے والوں کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

ترجمہ: وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں برا چرچا پھیلے، ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔دنیا اور آخرت میں۔اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

(سورۂ نور آیت 19)

ویلنٹائن ڈے کی تاریخی حیثیت

اس دن کا تعلق ویلنٹائن نامی پادری سے ہے جس کو ایک راہبہ سے عشق

ہوگیا۔اب مشکل یہ درپیش تھی کہ عیسائیت میں راہب اور راہبہ دونوں کا نکاح ممنوع ہے۔

ایک دن ویلنٹائن پادری نے اپنی محبوبہ (راہبہ) کو بتایا کہ اسے خواب میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ اگر 14 فروری کو کوئی راہب اور راہبہ ایک دوسرے سے ملاپ کر لیتے ہیں تو کوئی حرج نہیں۔

لہذا دونوں نے کلیسا کی تمام روایات کو بالائے طاق رکھ کر وہ سب کچھ کیا جو ہمیشہ نام نہاد عشق میں ہوتا ہے۔اس جرم کی پاداش میں دونوں کو قتل کر دیا گیا۔ تب سے بعض عشق مجازی کے شکار نوجوانوں نے اس دن کو ویلنٹائن ڈے کے نام سے منانا شروع کر دیا۔

☆اس دن کو کیسے منایا جاتا ہے

لڑکے لڑکیوں کو اور لڑکیاں لڑکوں کو عید کارڈ ارسال کرتی ہیں۔نوجوان لڑکا، لڑکی کو پھولوں کا گفٹ دیتا ہے (14 فروری کو پھول اتنی کثرت سے فروخت ہوتے ہیں کہ بازار میں پھولوں کی قلت ہوجاتی ہے)

ٹیلی فون، انٹرنیٹ، واٹس اپ، فیس بک اور موبائل کے ذریعہ ویلنٹائن ڈے کی مبارکباد دی جاتی ہے۔

☆ بے حیا ہو جائے تو جو چاہے کر

بخاری، کتاب الادب، حدیث 6120، ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

اذالم تستحی فاصنع ماشئت

جب تو بے شرم ہو جائے تو جو چاہے کر۔

من تشبہ بقوم فھو منھم (ابوداؤد، حدیث 4031)

جس نے کسی قوم کے مشابہت کی، وہ انہی میں سے ہے۔

☆ مومن بے ہودہ کام کرنے والا نہیں ہوتا۔ (ترمذی حدیث 1977)

مومن طعن و تشنیع کرنے والا، لعنت کرنے والا، فحاشی پھیلانے والا اور بے ہودگی سے کام لینے والا نہیں ہوتا۔

☆ ایک نظر معاف ہے

نبی پاک ﷺ نے فرمایا اے علی! نظر کو نظر کے پیچھے نہ لگاؤ۔ (غیر محرم عورت کو نہ دیکھو) پس تیرے لئے پہلی (نظر معاف) جبکہ دوسری (معاف) نہیں ہوگی۔

(ترمذی شریف حدیث نمبر 2777)

☆غیر محرم کے ساتھ تنہائی میں نہ ملے

نبی پاک ﷺ نے فرمایا کوئی بھی کسی (نامحرم) عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ ملے (ورنہ) ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوگا۔(ترمذی شریف حدیث نمبر 2165)

ہمارے نوجوانوں اورنئی نسل کو یہ باتیں دقیانوسی معلوم ہوتی ہیں،وہ آزادی مانگتے ہیں۔

دیں ہاتھ سے دیکر گر آزاد ہو ملت
ہے ایسی تجارت میں مسلمان کا خسارہ
دنیا کو ہے پھر معرکۂ روح و بدن پیش
تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو ابھارا

☆انیس الواعظین میں حدیث نقل ہے کہ: جوان کی توبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہزار بوڑھوں سے زیادہ عزیز ہے۔

☆جوان کی توبہ اللہ کے نزدیک بہت محبوب ہے۔(انیس الواعظین)

☆انیس الواعظین (حدیث قدسی) رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے جوان

میں نے تجھے جوانی دی تا کہ تو (اچھے) کام اور توبہ کرے۔

افسوس ہے کہ تو بیکار رہتا ہے، کفران نعمت کرتا ہے۔ آ گاہ ہو جا کہ میں تجھے دوزخ میں الٹا لٹکاؤں گا۔ (انیس الواعظین)

☆ انیس الواعظین میں ہے ہر روز ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے کہ اے جوانو! اپنی جوانی ضائع نہ کرو ورنہ پچھتاؤ گے۔

☆جوانی کی توبہ پر انعام

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں ایک کفن چور توبہ کی غرض سے حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں نے اپنی زندگی میں ساٹھ ہزار کفن چرائے ہیں۔ اب سچے دل سے توبہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ علیہ الرحمہ نے اس سے پوچھا۔ کبھی تو نے کفن چوری کرتے ہوئے کوئی منظر دیکھا جو تجھے آج تک یاد ہو۔ اس نے عرض کی میں نے کئی مناظر دیکھے۔ آپ نے فرمایا ان میں سے کچھ مناظر مجھے سنا۔

کفن چور نے جو مناظر حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کو سنائے۔ ان میں ایک منظر بیان کرتا ہوں۔

کفن چور کہنے لگا کہ ہمارے علاقے میں ایک شخص کا انتقال ہوا۔ رات کے وقت جب میں نے کفن چوری کرنے کی غرض سے قبر کی مٹی ہٹائی تو حیران رہ گیا

کہ قبر میں میت نہیں تھی۔ میں سوچنے لگا کہ آج دن میں ہی تدفین ہوئی ہے۔ میت کہاں چلی گئی۔ یہ سوچتے ہوئے میں قبر کے اندر داخل ہوگیا۔ کیا دیکھا کہ قبر حدنگاہ تک وسیع ہے اور ہر طرف باغات نظر آرہے ہیں۔ میں آگے بڑھتا گیا۔ کیا دیکھا کہ ایک شاندار تخت بچھا ہوا ہے اور ہر طرف خدام ہیں۔ میں نے اس شاندار تخت پر ایک حسین وجمیل نوجوان کو دیکھا۔ میں حیرت زدہ ہوکر پوچھنے لگا۔ تجھے یہ مقام ومرتبہ کیسے حاصل ہوا؟ یہ سن کر وہ نوجوان بولا۔ دو کاموں کی وجہ سے مجھے یہ مقام ملا۔ پہلا کام میں پنج گانہ نماز باجماعت ادا کرتا تھا اور دوسرا کام یہ کہ میں نے جوانی میں توبہ کرلی تھی۔

سبحان اللہ! کیا ہی شان ہے جوانی کی توبہ کی۔ رب تعالیٰ کتنا خوش ہوتا ہے مگر افسوس ہم غافل ہوگئے۔ ہم نے جوانی عشق مجازی کی بھینٹ چڑھادی۔

(اے نوجوان! تو کس عشق مجازی میں کھوگیا۔ تیری منزل یہ نہیں ہے......تو کس نام نہاد تہوار ویلنٹائن میں کھوگیا، تو کس بے ہودہ رسموں کا شکار ہوگیا۔ تو فحاشی کی کس روایت کو زندہ کررہا ہے، تو کس بے ہودہ رسم پر اپنے مال کو برباد کررہا ہے، تیرا یہ مال تو محبوب خدا ﷺ کے نعلین پر قربان کرنے کے لئے ہے۔ تیری نگاہیں کس نامحرم کو دیکھنے میں مشغول ہوگئیں۔ ارے تیری یہ نگاہیں تو محبوب رب العزت کے نورانی چہرے کو دیکھنے کے لئے ہیں۔ یہ تیری جوانی تو کس چکر میں

برباد کررہا ہے۔ ارے تیری جوانی تو ناموس رسالت ﷺ کی خاطر، ناموس صحابہ واہلبیت پرقربان کرنے کے لئے ہے)

ارے دیکھ! تُو کس ہستی کا غلام ہے

مولانا روم علیہ الرحمہ اس کو اس طرح سمجھاتے ہیں کہ جنگل میں ایک شیر رہا کرتا تھا۔ جب بھی باہر نکلتا، ساری بکریاں شیر کو دیکھ کر خوف کے مارے بھاگ جایا کرتی تھیں۔ ان بکریوں میں ایک شیر کا بچہ بھی تھا جو بکریوں کی صحبت میں رہ کر بھول گیا تھا کہ میں شیر کا بچہ ہوں۔ وہ بھی شیر کو دیکھ کر بکریوں کے ساتھ بھاگ جایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ شیر نے اپنے بچے کو دیکھ لیا اور روک کر اپنے ساتھ لے گیا اور کہنے لگا کہ تو مجھے دیکھ کر کیوں بھاگتا ہے تو تو شیر کا بچہ ہے۔ چل میرے ساتھ، میں تجھے تیری حقیقت سے آگاہ کروں۔ شیر اس بچے کو ایک تالاب کے قریب لے گیا اور دونوں نے تالاب کے کنارے کھڑے ہو کر اپنا چہرہ دیکھا تو بچہ حیران رہ گیا کہ واقعی میں تو شیر کا بچہ ہوں۔

مولانا روم علیہ الرحمہ اس واقعہ کو بیان کر کے فرماتے ہیں کہ اے مسلمان! تو بھی اس شیر کے بچے کی طرح اپنی حقیقت پہچان...... ارے اپنا چہرہ دیکھ تو کس عظمت والی ہستی کا غلام ہے، تو کس ہستی کا امتی ہے۔ اس ہستی کا، جن کے بارے

میں ستر انبیاء کرام علیہم السلام یہ خواہش کرتے تھے کہ مولا! تو ہمیں نبی نہ بناتا، اپنے محبوب ﷺ کا امتی بناتا۔

ارے تو دیکھ تجھے کس ہستی سے نسبت ہے۔تو کس ذات کا غلام ہے۔ تیرا دل تو محبت رسول کا امین ہے مگر تو کن کفار کی رسومات کو دل میں سمائے ہوئے ہے۔اپنی حقیقت پہچان اور اٹھ تو مصطفوی ہے تو مصطفوی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو پیارے محبوب ﷺ کا عاشق صادق بنائے۔انہی کی غلامی میں زندہ رکھے اور انہی کی غلامی میں موت عطا فرمائے۔آمین ثم آمین

اپریل فول
ایک باطل رسم

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یَا اَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَ بَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ توبہ سے آیت نمبر 119 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کوسن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جیسے جیسے زمانہ ترقی کررہا ہے' لوگ جاہلانہ رسومات کی طرف بڑھتے جارہے ہیں۔ روز بروز ایک نئی رسم معاشرے میں رواج پارہی ہے جوکہ

مسلمانوں کو گناہوں کی جانب دھکیل رہی ہے' انہی رسومات میں سے ایک رسم ''اپریل فول'' ہے۔اپریل فول کیا ہے؟

☆اپریل فول جھوٹ بولنے کا انوکھا طریقہ ہے۔

☆اپریل فول منانا شرعی اعتبار سے بالکل ناجائز اور باطل ہے۔

☆اپریل فول مسلمان بھائی کو دھوکہ دینے کا نام ہے جو ایک مسلمان کو روا نہیں ہے۔

☆مسلمان کبھی بھی غلط بیانی نہیں کرتا۔

☆جھوٹ جہنم کا راستہ ہے جسے مسلمان کسی صورت اختیار نہیں کرسکتا۔

☆امن وسکون کی تباہی

اپریل فول اسلامی معاشرہ کے سکون اور امن کو برباد کرنے کا سبب ہے مثلاً چندسال پہلے اخبارات میں ایک معروف شخصیت کے فوت ہوجانے کی خبر سے لوگ پریشان ہوگئے۔ بعد میں پتہ چلا کہ یہ تو اپریل فول کے لئے خبر اڑائی گئی تھی۔بعض کے اپریل فول لڑائیوں کا سبب بن گئے۔بعض نے اس مذاق سے کمزوردل افراد کی جان تک لے لی۔

اب احادیث کی روشنی میں
جھوٹ کی مذمت ملاحظہ فرمایئے

☆ (ابو داؤد کتاب الادب حدیث نمبر 4971) رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ کتنی بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے مسلمان بھائی سے کوئی بات کہو۔ جس میں وہ تمہیں سچا سمجھ رہا ہو حالانکہ تم اس سے جھوٹ بول رہے ہو۔

☆ (بخاری کتاب الادب حدیث نمبر 6094) رسول پاک ﷺ فرماتے ہیں۔ بندہ جھوٹ بولتا رہتا ہے اور اس میں خوب کوشش کرتا رہتا ہے حتی کہ اللہ کے ہاں اسے کذاب (بہت بڑا جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے۔

☆ (مساویٔ الاخلاق للخرائطی حدیث نمبر 117) نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جھوٹ رزق کو تنگ کر دیتا ہے۔

☆ (ترمذی کتاب البر والصلۃ حدیث نمبر 1979) سرور کائنات ﷺ نے فرمایا۔ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو کے سبب فرشتے اس سے ایک میل دور چلے جاتے ہیں۔

☆ (مساویٔ الاخلاق للخرائطی حدیث نمبر 131) رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ میں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا۔ چلئے

میں اس کے ساتھ چل دیا۔ میں نے دو آدمیوں کو دیکھا۔ ان میں سے ایک کھڑا تھا۔ دوسرا بیٹھا تھا۔ کھڑے ہوئے شخص کے ہاتھ میں لوہے کا زنبور تھا جسے وہ بیٹھے شخص کے ایک جبڑے میں ڈال کر اسے اتنا کھینچا حتی کہ گدی تک پہنچا دیتا پھر اسے نکالتا اور اسے دوسرے جبڑے میں ڈال کر کھینچتا۔ اتنے میں پہلے والا اپنی پہلی حالت پر لوٹ آتا۔ میں نے لانے والے شخص سے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ جھوٹا شخص ہے۔ اسے قیامت تک قبر میں عذاب دیا جاتا رہے گا۔

☆ (ابوداؤد کتاب الادب حدیث 4990) پیارے آقا ﷺ نے فرمایا ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے تاکہ اس کے ذریعہ لوگوں کو ہنسائے۔ اس کے لئے ہلاکت ہے، اس کے لئے ہلاکت ہے۔

اس حدیث شریف سے ان لوگوں کو درس عبرت حاصل کرنا چاہئے جو جھوٹ بول کر فوراً یہ کہہ دیتے ہیں کہ بھائی! ہم تو مذاق کر رہے تھے۔ ایسے لوگوں کے لئے نبی کریم ﷺ نے ہلاکت ارشاد فرمائی۔ ہم سب غور کریں کہ دن میں کتنی مرتبہ مذاق میں جھوٹ بولتے ہیں اور اس کو جھوٹ بھی نہیں مانتے۔ ایسی ہلاکت سے رب تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھے۔

جھوٹ حق تعالیٰ کی نافرمانی ہے

حضرت اوسط بن اسماعیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو وصال مصطفی ﷺ کے بعد خطبہ دیتے سنا آپ فرما رہے تھے۔ پچھلے سال رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان اسی طرح قیام فرما تھے جس طرح میں کھڑا ہوں۔ اتنا کہہ کر آپ رونے لگے پھر ارشاد فرمایا۔ جھوٹ سے بچو۔ کیونکہ جھوٹ حق تعالیٰ کی نافرمانی کے ساتھ ہے اور یہ دونوں (یعنی جھوٹ اور حق کی نافرمانی) جہنم میں (لے جاتے) ہیں۔

(ابن ماجہ کتاب الدعاء حدیث 3849)

محترم حضرات! ہمیں غور کرنا چاہیے کہ ہم جھوٹ بول کر دوزخ کے راستے کی طرف جا رہے ہیں۔ بعض اوقات گھر پر کوئی دستک دیتا ہے اور آپ سے ملنا چاہتا ہے تو آپ گھر والوں سے کہہ دیتے ہیں اسے کہہ دو کہ میں گھر میں نہیں ہوں۔ یہ بھی جھوٹ ہے۔

اسی طرح اپنے بچے کو آواز دے کر بلاتے ہیں۔ اگر وہ نہیں آتا تو کہتے ہیں بیٹا ادھر آؤ۔ چیز دوں گی یا دوں گا۔ وہ بچہ دوڑتے ہوئے آتا ہے مگر ہم اس کو کچھ نہیں دیتے۔

زمانہ رسالت میں ایک عورت نے اسی طرح اپنے بچے کو بلالیا۔ بیٹا ادھر آؤ۔ میں آپ کو چیز دوں گی۔ یہ سن کر اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے اس عورت سے پوچھا۔ کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے؟ عورت نے جواب میں عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ میرے پاس کھجور ہے جو میں اپنے بیٹے کو دوں گی۔ یہ سن کر سید عالم ﷺ فرمانے لگے کہ اے عورت! اگر تیرے پاس کچھ نہ ہوتا تو تیرا یہ کہنا کہ میں چیز دوں گی، جھوٹ کہلاتا۔

محترم حضرات! آج ہم کتنی مرتبہ اپنی اولاد کو اس طرح جھوٹ بول کر بلاتے ہیں اور حق تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں۔ آخر ہمارا کیا ہوگا۔ ہم کس قدر غافل ہو گئے۔

☆ کیا مومن بھی جھوٹ بول سکتا ہے؟

حضرت اورنگزیب عالمگیر علیہ الرحمہ کے استاذ حضرت علامہ مولانا ملا جیون علیہ الرحمہ ایک محفل میں جلوہ گر تھے کہ محفل میں سے ایک شخص آپ سے کہنے لگا کہ حضور! آپ کی زوجہ بیوہ ہوگئی۔ یہ سن کر آپ گہری سوچ میں پڑ گئے۔ کچھ دیر بعد وہ شخص ہنستا ہوا کہنے لگا حضور! گہری سوچ میں کیوں کھو گئے۔ آپ کی بیوی کیسے بیوہ ہوسکتی ہے جبکہ آپ زندہ ہیں۔ یہ سن کر آپ فرمانے لگے کہ میں تو اس سوچ میں گم تھا کہ کیا کوئی مسلمان بھی جھوٹ بول سکتا ہے؟

☆سچ بولنے کی برکت

ایک مرتبہ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کا تعاقب کرنے کی غرض سے سپاہی آپ کے پیچھے پیچھے دوڑنے لگے۔ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ آگے آگے سپاہی پیچھے پیچھے۔ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ دوڑتے ہوئے حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ کے گھر کے ایک کمرے میں جا کر چھپ گئے۔ سپاہی پیچھا کرتے ہوئے حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ کے گھر تک پہنچ گئے اور دروازے پر کھڑے ہو کر حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ سے پوچھنے لگے کہ کیا تمہارے گھر میں حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ آئے ہیں؟ حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ نے سچ بولتے ہوئے سپاہیوں سے کہا۔ اندر کمرے میں چھپے ہوئے ہیں۔ یہ سن کر سارے سپاہی گھر کے اندر داخل ہوئے۔ خوب تلاش کیا مگر حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کسی کو نظر نہ آئے۔ سپاہی واپس آ کر کہنے لگے۔ اے حبیب عجمی گھر میں کوئی شخص ہمیں نظر نہیں آیا۔ سپاہی یہ کہہ کر چلے گئے۔

سپاہیوں کے جانے کے بعد حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ ناراض ہو کر حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ سے کہنے لگے۔ تم نے کیا اچھی دوستی نبھائی۔ سپاہی پوچھنے آئے تو سچ سچ بتا دیا کہ حسن بصری کمرے میں چھپے ہوئے ہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ میں سپاہیوں کو نظر نہیں آیا۔ یہ سن کر حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ نے بڑا شاندار جواب دیا۔ فرمانے لگے اے حسن بصری (علیہ الرحمہ) آپ کمرے میں موجود تھے مگر سپاہیوں کو نظر نہ آئے۔ یہ میرے سچ بولنے کی

برکت ہے۔

محترم حضرات! کیا ہی کامل ایمان تھا، حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ کا۔ اپنی دوستی پر حق و سچ کو فضیلت دی۔ وہ جانتے تھے کہ سچ ایک ایسا راستہ ہے جو انسان کو برکتوں کی طرف لے جاتا ہے۔ مگر ہم ان برکتوں سے محروم ہیں۔ بات بات پر جھوٹ بولنا ہمارا شیوہ بن چکا ہے۔ پھر اس سے بھی بڑھ کر افسوس کی بات یہ ہے کہ جھوٹ بولنے کے بعد ہمیں کوئی پشیمانی نہیں ہوتی کہ اب ہم اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔

مسلمانو! آؤ سچائی کی طرف، جنت کی طرف، حق کی طرف اور جھوٹ کے خلاف، اپریل فول کے خلاف اعلان جنگ کرو اور عہد کرو کہ ہم ہمیشہ سچ بولیں گے اور سچوں کے ساتھ رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے صدیقین بندوں میں شامل فرمائے اور ہر قسم کی باطل رسومات سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین ثم آمین

نکاح کی
فضیلت واہمیت

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَاَنۡکِحُوا الۡاَیَامٰی مِنۡکُمۡ وَالصّٰلِحِیۡنَ مِنۡ عِبَادِکُمۡ وَاِمَآئِکُمۡ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ نور سے آیت 32 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مادّیت کے اس دور میں بے حیائی کا ہر طرف دور دورہ ہے۔ ہر شخص پریشان ہے کہ کیا کریں؟ اپنی نگاہوں کی حفاظت کیسے کریں؟ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کیسے

کریں؟ اپنے آپ کو گناہوں سے کیسے بچائیں۔

ان سب چیزوں سے بچاؤ کا واحد راستہ نکاح ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ نے ہمیں دیا ہے۔

☆حدیث شریف= النکاح سنتی فمن احب فطرتی فلیستن بسنتی

نکاح میری سنت ہے پس جو شخص میری فطرت (اسلام) سے محبت کرتا ہے وہ میری سنت کو اپنائے۔

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں ان انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر ہے جو نکاح والے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نکاح نہ کیا مگر وہ قرب قیامت میں دوبارہ تشریف لا کر نکاح فرمائیں گے۔

نکاح کے معنیٰ

☆لغت میں نکاح کا معنیٰ ملانا، جمع کرنا

☆ شریعت میں نکاح اس عقد کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ سے کسی عورت کے جسم سے فائدہ اٹھانے کا مالک بنا دیا جائے۔

نکاح کے احکام

☆شہوت معتدل ہوتو نکاح کرنا سنت ہے۔

☆شہوت غالب ہوتو نکاح کرنا واجب ہے اور جب اس کو اپنے نفس پر ظلم کا خدشہ ہو (یعنی وہ سخت گیر آدمی ہے اور بیوی پر ظلم کرے گا) تو پھر اس کا نکاح کرنا مکروہ ہے۔

☆جماع کرنے پر قادر نہ ہوتو نکاح کرنا حرام ہے۔

☆ایمان اور نکاح کے سوا کوئی اور ایسی عبادت نہیں ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے عہد سے لے کر اب تک مشروع رہی ہو۔

☆(راوی ابن مسعود رضی اللہ عنہ) نبی پاک ﷺ: فرمایا: اے نوجوانو! تم میں سے جو شخص گھر بسانے کی طاقت رکھتا ہے۔ وہ نکاح کرلے، کیونکہ نکاح نظر کو نیچے رکھتا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے۔ جو نکاح کی طاقت نہیں رکھتا، وہ روزے رکھے کہ روزہ شہوت کم کرتا ہے۔ (مسلم شریف حدیث نمبر 1467)

☆(راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ) رسول پاک ﷺ نے فرمایا: جب بندہ نے نکاح کرلیا، اس کا آدھا ایمان کامل ہوگیا۔ اب اس کو چاہئے کہ باقی نصف میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے۔ (شعب الایمان' حدیث نمبر 5486)

☆راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ: رسول پاک ﷺ نے فرمایا: جو شخص

کسی عورت سے اس کی عزت کی وجہ سے نکاح کرے گا، اللہ اس شخص کی ذلت میں اضافہ کرے گا، جو شخص کسی عورت سے اس کے مال کی وجہ سے نکاح کرے گا، اللہ اس کے فقر میں اضافہ کرے گا اور جو شخص کسی عورت سے اس کے نسب کی وجہ سے نکاح کرے گا، اللہ اس کی ذلت میں اضافہ کرے گا اور جو شخص کسی عورت سے اس وجہ سے نکاح کرے گا کہ اس کی نظر نیچی رہے یا اس کی شرمگاہ، گناہ سے بچی رہے، یا رشتہ جوڑنے کے لئے نکاح کرے گا، اللہ اس شخص کو اس نکاح میں برکت دے گا اور اس عورت کو بھی اس نکاح میں برکت دے گا۔

(طبرانی المعجم الاوسط' حدیث نمبر 2527)

راوی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ: رسول پاک ﷺ نے فرمایا: عورت سے اس کے جمال، اس کے مال، اس کے اخلاق اور اس کی دینداری کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے، تم اس کی دین داری اور اس کے اخلاق کے سبب نکاح کرو۔ (صحیح ابن حبان' حدیث نمبر 4026)

راوی حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ: نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرنے کے بعد مومن کی سب سے بڑی خیر یہ ہے کہ اس کی نیک بیوی ہو، اگر وہ اس کو کوئی حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے۔ اگر وہ اس کی طرف دیکھے تو وہ اس کو خوش کرے اور اگر وہ اس کے اوپر کوئی قسم کھائے تو وہ اس

کو پورا کرے اور اگر وہ کہیں چلا جائے تو وہ اپنی ذات اور اس کے مال کی حفاظت کرے۔(مسلم حدیث نمبر 1467 ' ابن ماجہ حدیث نمبر 1855)

نکاح کے فوائد

☆ شہوت کا ختم ہونا

☆ نیک اولاد کا ہونا

☆ گھر کی دیکھ بھال اور قبیلے کا بڑھنا

☆ نان نفقہ کا بندوبست کر کے مجاہدہ کا ثواب پانا

☆ بیٹا یا بیٹی نیک ہو تو تجھے اس کی دعا کی برکات ملنا

☆ بعد انتقال اولاد کی طرف سے ایصالِ ثواب کا سلسلہ جاری ہونا

☆ حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم میں بزرگان دین کے اقوال نقل فرماتے ہیں

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عابد کی عبادت کامل نہیں ہوتی جب تک کہ نکاح نہ کرلے۔

☆ ایک وقت میں دو بزرگ تھے۔ حضرت ابو نصر علیہ الرحمہ اور حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ' حضرت ابو نصر نکاح والے تھے اور حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ

نکاح والے نہ تھے۔حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ کو انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا۔آپ نے فرمایا: رب تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔پھر حضرت ابونصر علیہ الرحمہ کے متعلق پوچھا کہ ان کا کیا مرتبہ ہے؟ فرمایا حضرت ابونصر علیہ الرحمہ کو نکاح کی بدولت مجھ سے ستر درجے بلند مقام عطا ہوا۔

☆ حضرت ابراہیم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔نکاح والے کی فضیلت غیر شادی شدہ پر ایسی ہے جیسی جہاد کرنے والے کی، جہاد نہ کرنے والے پر، شادی شدہ کی ایک رکعت غیر شادی شدہ کی ستر رکعتوں سے بہتر ہے۔

☆ حضرت سلیمان دارانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔عورتوں پر صبر کرنا اس سے بہتر ہے کہ ان کی حرکت پر صبر کیا جائے اور ان کی حرکت پر صبر کرنا آگ پر صبر کرنے سے بہتر ہے۔

☆ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کی تیز وطرار بیوی

حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کسی محفل میں تشریف لے گئے، محفل رات دیر تک ختم ہوئی۔جب گھر جانے لگے تو مریدین عرض کرنے لگے۔حضور! ہم بھی آپ کے ساتھ چلتے ہیں۔آپ کو گھر چھوڑ کر ہم اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں

گے۔

آپ اپنے مریدین کے ہمراہ اپنے گھر پہنچے جیسے ہی دروازے پر دستک دی۔اندر سے آواز آئی کون؟ آپ نے جواب میں کہا بایزید......

بس نام سننا تھا کہ آپ کی زوجہ اندر سے ہی برسنا شروع ہوگئی۔بڑے پیر بنے پھرتے ہیں،چنیں ہیں چناں ہیں؟ وغیرہ وغیرہ آپ بالکل خاموش کھڑے سنتے رہے۔

محترم حضرات! آپ جانتے ہیں پیر کی شان میں گستاخی مریدین کبھی برداشت نہیں کرتے۔اتنے میں ایک مرید آگے بڑھا،آپ نے اسے روک لیا اورفرمانے لگے تو کیا سمجھتا ہے کہ اس عورت سے جان چھڑانا میرے لئے مشکل ہے؟نہیں صرف چندمنٹ کا کام ہے مگر میں نے اس کو اپنے نکاح میں اس لئے کررکھا ہے کہ یہ مجھے تکلیفیں دیتی رہے اور میں صبر کرکے اللہ تعالیٰ سے اجر پاتا رہوں۔

یہ ہمارے اکابرین کی شان ہے اتنی تکالیف کے باوجود بھی صبر کیا کرتے تھے۔وہ جانتے تھے کہ اگر بیوی سے تکلیف پہنچتی ہے تو یہ ہماری تسکین کا بھی ذریعہ ہے۔ہماری دیکھ بھال بھی کرتی ہے،ہمارے کھانے پینے کا بھی خیال رکھتی ہے۔ہمارے بچوں کی بھی دیکھ بھال کرتی ہے۔ہمارے کپڑے دھوتی ہے اور

اس کے علاوہ کئی فوائد ہمیں پہنچاتی ہے۔

اگر بیوی تھوڑی تیز طرار ہے تو ہمیں اس کی خوبیوں پر نظر رکھ کر اس کی خامیوں کو نظر انداز کرنا چاہئے۔ نکاح ایک سمجھوتے کا نام ہے۔ تھوڑی اونچ نیچ چلتی رہتی ہے۔ ایک دوسرے کو برداشت کرتے ہوئے پیار و محبت سے زندگی گزارنی چاہئے۔ اگر ہم سب نے یہ سوچ اپنا لی تو ان شاء اللہ معاشرے سے طلاق کی کثرت کا خاتمہ ہوگا۔

لڑکی کے گھر والوں سے گزارش

اگر آپ کی بیٹی کو سسرال میں کوئی تکلیف ہے اور وہ آپ کے گھر آ کر شکایت کرے کہ میرے ساتھ زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ ایسی صورت میں آپ کبھی بھی اپنی بیٹی سے یہ نہ کہیں کہ بیٹی تو فکر مت کر ان لوگوں کو ہم سیدھا کر دیں گے۔ ہم ان کو سبق سکھائیں گے۔ ابھی ہم زندہ ہیں۔ تو ہمارے اوپر بوجھ نہیں ہے بیٹھی رہ۔ اس سے آپ کی بیٹی مضبوط ہو جائے گی اور گھر ٹوٹنے کے لئے راہ ہموار ہوگی۔

اور اگر آپ نے یہ کہا کہ بیٹی! سسرال میں تو تکلیفیں آتی ہیں۔ اگر تیرے خاوند نے کچھ کہہ دیا تو کیا ہو گیا؟ تیری ساس بھی تیری ماں ہے۔ اگر اس نے کچھ

کہہ دیا تو کیا ہوگیا؟ تیری نند تیری بہن ہے۔اگر اس نے کچھ کہہ دیا تو کیا ہوگیا؟ اس طرح کی تکلیفیں تو آتی رہتی ہیں بیٹی !اب تیرا اصل گھر تیرا سسرال ہے۔ تجھے اب وہیں رہنا ہے یہ باتیں اگرچہ آپ کی بیٹی کو اس وقت کڑوی لگیں گی مگر کچھ عرصے کے بعد آپ کی بیٹی آپ کو خود کہے گی کہ آج میرا گھر سلامت ہے تو صرف اور صرف آپ کی بدولت ہے۔اگر اس وقت آپ نے میرا حوصلہ بڑھایا ہوتا اور میکے میں بٹھا لیا ہوتا تو آج میں اپنے گھر پر نہ ہوتی۔

اگر ہم خوف خدا رکھ کر فیصلے کریں، انا کو ختم کر دیں اور صرف یہ سوچ ہو کہ ہمیں کسی سے بگاڑ نا نہیں، صرف جوڑنا ہے تو ان شاء اللہ معاشرے میں امن و سکون کی فضا قائم ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عاجزی وانکساری کا پیکر بنائے۔آمین ثم آمین

جمعۃ المبارک
کی فضیلت واہمیت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ جمعہ سے آیت نمبر 9 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مختلف مذاہب میں مختلف ایام کو خصوصیت حاصل ہے۔ وہ اس دن اپنی خاص عبادات کرتے ہیں جبکہ اسلام میں جمعہ کے دن کو فضیلت حاصل ہے۔

مسلمانانِ عالم جمعہ کے دن کو خاص اہتمام کرتے ہیں یہ وہ دن ہے جس کی اہمیت قرآن مجید سورۂ جمعہ میں بیان کی گئی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہوا

ترجمہ: اے ایمان والو! جب نماز کی اذان ہو جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ واور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔

(سورۂ جمعہ، پارہ28، آیت9)

پہلا جمعہ:

حضور ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو 12 ربیع الاول 622ء پیر کو چاشت کے وقت مقام قباء میں قیام فرمایا۔ پیر، منگل، بدھ، جمعرات یہاں قیام فرمایا اور مسجد کی بنیاد رکھی۔ روز جمعہ مدینہ کا عزم فرمایا۔ بنی سالم ابن عوف کے بطن وادی میں جمعہ کا وقت آیا۔ اس مقام پر پہلا جمعہ آپ ﷺ نے ادا فرمایا (جہاں آج مسجد جمعہ ہے) (تفسیر خزائن العرفان)

جمعہ کے معنی

اس دن میں تمام مخلوقات وجود میں مجتمع (یعنی اکٹھی) ہوئی کہ تکمیل خلق اسی دن ہوئی۔ نیز حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی اسی دن جمع ہوئی۔ نیز اس دن میں لوگ جمع ہو کر نماز جمعہ ادا کرتے ہیں۔ ان وجوہ سے اسے جمعہ کہتے ہیں۔ اسلام

سے پہلے اہل عرب اسے عروبہ کہتے تھے(مراۃ المناجیح جلد2،ص317)

سید عالم ﷺ نے تقریبا پانچ سو جمعہ ادا فرمائے۔(مراۃ جلد دوم،ص 346،اشعۃ للمعات،جلد چہارم،ص190)

دل پر مہر

حضور ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص تین جمعہ (کی نماز) سستی کے سبب چھوڑ دے، اللہ کریم اس کے دل پر مہر کردے گا۔(سنن ترمذی، جلد دوم، حدیث 500،ص38)

مسئلہ: جمعہ فرض عین ہے اور اس کی فرضیت ظہر سے زیادہ موکد (یعنی تاکیدی) ہے اور اس کا منکر (یعنی انکار کرنے والا) کافر ہے۔(درمختار، جلد سوم،ص5)

(بہار شریعت،جلداول،ص762)

جمعہ کے دن ناخن ترشوانا

حضرت حمید بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص جمعہ کے دن اپنے ناخن کاٹتا ہے، اللہ اس سے بیماری نکال دیتا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ،جلددوم،ص65)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ اپنی کتاب میں حدیث نقل

فرماتے ہیں کہ جو جمعہ کے دن ناخن ترشوائے، اللہ تعالیٰ اس کو دوسرے جمعے تک بلاؤں سے محفوظ رکھے گا اور تین دن زائد یعنی دس دن تک۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جو جمعہ کے دن ناخن ترشوائے تو رحمت آے گی، گناہ معاف ہوجائیں گے۔ (بہار شریعت، حصہ 16، ص 226، درمختار و رد المحتار، جلد 9، ص 669,668)

پہلی صدی میں جمعہ کی ادائیگی کا جذبہ

امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ پہلی صدی میں سحری کے وقت اور فجر کے بعد راستے لوگوں سے بھرے ہوئے دیکھے جاتے تھے۔ وہ چراغ لئے ہوئے (نماز جمعہ کے لئے) جامع مسجد کی طرف جاتے، گویا عید کا دن ہوتی کہ یہ (یعنی نماز جمعہ کے لئے جلدی جانے کا) سلسلہ ختم ہوگیا۔ پس کہا گیا کہ اسلام میں جو پہلی بدعت ظاہر ہوئی، وہ جامع مسجد کی طرف جلدی جانا چھوڑنا ہے۔

افسوس! مسلمانوں کو کسی طرح یہودیوں سے حیا نہیں آتی کہ وہ لوگ اپنی عبادت گاہوں کی طرف ہفتے اور اتوار کے دن صبح سویرے جاتے ہیں۔ نیز طلب گاران دنیا خرید و فروخت اور حصول نفع دنیاوی کے لئے سویرے سویرے بازاروں کی طرف چل پڑتے ہیں تو آخرت طلب کرنے والے ان سے مقابلہ کیوں نہیں کرتے۔

(احیاء العلوم، جلد اول، ص 246)

حدیث: حضور ﷺ نے فرمایا۔ جمعہ کی نماز مساکین کا حج ہے۔ دوسری روایت ہے جمعہ کی نماز غریبوں کا حج ہے۔

(جمع الجوامع للسیوطی جلد 4، ص 84، حدیث 11108, 11109)

جمعہ کے دن جلدی نکلنا

حضور ﷺ نے فرمایا۔ بلاشبہ تمہارے لئے ہر جمعہ کے دن میں ایک حج اور ایک عمرہ موجود ہے لہذا جمعہ کی نماز کے لئے جلدی نکلنا حج ہے اور جمعہ کی نماز کے بعد عصر کی نماز کے لئے انتظار کرنا عمرہ ہے (السنن الکبریٰ للبیہقی، جلد سوم، ص 342، حدیث 5950)

سب دنوں کا سردار

حدیث: حضور ﷺ نے فرمایا۔ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے۔ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا ہے اور وہ اللہ کے نزدیک عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر سے بڑا ہے، اس میں پانچ خصلتیں ہیں۔

1۔ اللہ نے اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔

2۔ اسی میں زمین پر انہیں اتارا

3۔ اسی میں حضرت آدم علیہ السلام کا وصال ہوا۔

4۔ اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ بندہ اس وقت جو رب سے مانگے دیا جاتا ہے، جب تک حرام کا سوال نہ کرے۔

5۔اسی دن قیامت قائم ہوگی۔کوئی مقرب فرشتہ وآسمان وزمین اور ہوا و پہاڑ اور دریا ایسا نہیں کہ جمعہ کے دن سے ڈرتا نہ ہو(سنن ابن ماجہ جلد2،ص8، حدیث1084)

خوف قیامت

حدیث: حضور علیہ وسلم نے فرمایا: کہ کوئی جانور ایسا نہیں کہ جمعہ کے دن صبح کے وقت آفتاب نکلنے تک قیامت کے ڈر سے چیختا نہ ہو، سوائے آدمی اور جن کے(موطاامام مالک،جلداول،ص115،حدیث246)

درج ذیل شرائط جس شخص میں پائی جائیں ان پر جمعہ فرض ہے

☆شہر میں مقیم ہونا

☆صحت یعنی مریض پر جمعہ فرض نہیں مریض سے مراد وہ ہے کہ مسجد جمعہ تک نہ جاسکتا ہو یا چلا تو جائے گا مگر مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہوگا۔شیخ فانی مریض کے حکم میں ہے۔

☆آزاد ہونا، غلام پر جمعہ فرض نہیں اور اس کا آقا منع کرسکتا ہے۔

☆مرد ہونا

☆ بالغ ہونا

☆ عاقل ہونا۔

یہ دونوں شرطیں خاص جمعہ کے لئے نہیں بلکہ ہر عبادت کے وجوب میں عقل وبلوغ شرط ہے۔

☆ انکھیارا ہونا

☆ چلنے پر قادر ہونا

☆ قید میں نہ ہونا

☆ بادشاہ یا چور وغیرہ کسی ظالم کا خوف نہ ہونا

☆ مینہ یا آندھی یا اولے یا سردی کا نہ ہونا یعنی اس قدر کہ ان سے نقصان کا خوف صحیح ہو (بہار شریعت جلد اول، ص776)

جمعہ کی سنتیں

نماز جمعہ کے لئے اول وقت میں جانا، مسواک کرنا، اچھے اور سفید کپڑے پہننا، تیل اور خوشبو لگانا اور پہلی صف میں بیٹھنا مستحب ہے اور غسل سنت ہے۔ (عالمگیری جلد اول، ص149، غنیّہ ص559)

خطبے کے اہم مسائل

☆ خطبہ جمعہ کے علاوہ اور خطبوں کا سننا بھی واجب ہے مثلاً خطبہ عیدین و نکاح وغیرہما (درمختار جلد سوم، ص 40)

☆ حدیث پاک میں ہے جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں، اس نے جہنم کی طرف پل بنایا (ترمذی جلد دوم، حدیث 513، ص 48)

اس کے ایک معنی یہ ہیں کہ اس پر چڑھ چڑھ کر لوگ جہنم میں داخل ہوں گے۔ (حاشیہ بہارِ شریعت، جلد اول، ص 761, 766)

☆ (دوران خطبہ) خطیب کی طرف منہ کر کے بیٹھنا سنت صحابہ ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

☆ بزرگانِ دین رحمہم اللہ فرماتے ہیں دوزانو بیٹھ کر خطبہ سنے، پہلے خطبے میں ہاتھ باندھے، دوسرے میں زانو پر ہاتھ رکھے تو دو رکعت کا ثواب ملے گا۔

(مراۃ المناجیح، جلد دوم، ص 338)

☆ امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ خطبے میں سرور کونین ﷺ کا نام پاک سن کر دل میں درود پڑھیں کہ زبان سے سکوت (یعنی خاموشی) فرض ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، (جدید) جلد 8، ص 365)

☆ درمختار میں ہے خطبے میں کھانا پینا، کلام کرنا اگرچہ "سبحان اللہ" کہنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کی بات بتانا حرام ہے۔ (درمختار، جلد سوم، ص 39)

☆ امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ بحالت خطبہ چلنا حرام ہے۔ یہاں تک علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر ایسے وقت آیا کہ خطبہ شروع ہوگیا تو مسجد میں جہاں تک پہنچا وہیں رک جائے، آگے نہ بڑھے کہ یہ عمل ہوگا اور حالتِ خطبہ میں کوئی عمل روا (یعنی جائز) نہیں (فتاویٰ رضویہ، (جدید) جلد 8، ص 333)

☆ امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں خطبے میں کسی طرف گردن پھیر کر دیکھنا حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ' جلد 8' ص 334' رضا فاؤنڈیشن' لاہور)

محترم حضرات! آپ نے جمعۃ المبارک کی فضیلت واہمیت اور اہم مسائل ملاحظہ فرمائے مگر افسوس کہ ہم غافل ہیں۔ ہم نے فضولیات کو پکڑ لیا اور جمعہ کی قدردانی دل سے نکال دی۔ ہم نماز جمعہ میں بھی آتے ہیں تو اس وقت آتے ہیں جب امام آدھا خطبہ دے چکا ہوتا ہے یا پھر پہلی رکعت کے رکوع میں ہوتا ہے اور اس کے بعد تسلی سے بقیہ رکعات اور وظائف کا پڑھنا تو درکنار امام کے سلام پھیرتے ہی بغل میں جوتیاں دبائے بھاگنا شروع کر دیتے ہیں۔

یاد رہے! سب یہیں رہ جائے گا- اگر کام آئیں گی تو صرف اور صرف نیکیاں کام آئیں گی، یہ دنیاداری، یہ کاروبار، یہ مصروفیات، یہ سب کچھ تو چلتا رہتا ہے۔

ہمیں اپنی آخرت کے لئے سرمایہ اکھٹا کرنا ہے اور وہ صرف اور صرف عبادت الٰہی سے ہی ممکن ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو جمعۃ المبارک کی فضیلت کو سمجھتے ہوئے اس دن کی تعظیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین

توبہ کی
فضیلت واہمیت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۃ بقرہ سے آیت نمبر 222 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آج ہر شے میں برکت ختم ہو چکی ہے۔ ہماری محبتوں میں برکت ختم،

ہمارے رزق میں برکت ختم، ہمارے وقت میں برکت ختم اور ہمارے گھروں میں برکتیں ختم ہوگئیں۔کبھی ہم نے غور کیا کہ آخر ایسی کون سی وجہ ہے کہ یہ ساری برکتیں ہم سے رخصت ہوگئیں؟

ان برکات کے رخصت ہونے کی بنیادی وجہ ہمارے گناہ ہیں۔اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ برکتیں دوبارہ لوٹ آئیں تو ہمیں اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرنی ہوگی اور آئندہ گناہوں سے بچنا ہوگا۔توبہ ایک ایسی نعمت ہے جو بندے کو رب تعالیٰ سے قریب کردیتی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ توبہ کرنے والوں سے رب تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور انہیں پسند فرماتا ہے چنانچہ سورۂ بقرہ کی آیت 222 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ

ترجمہ: بے شک اللہ پسند فرماتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو۔

اللہ تعالیٰ کی شان رحیمی کتنی بلند وبالا ہے کہ گناہ اور نافرمانی رب تعالیٰ کی کریں اور پھر اس سے توبہ کریں تو وہ ہمیں اپنا محبوب بندہ بنالیتا ہے۔ایک دوسرے مقام پر توبہ کرنے والوں کو کامیاب وکامران فرمایا گیا چنانچہ سورۂ نور آیت نمبر 31 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن:

تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

ترجمہ:اوراللہ کے دربار میں توبہ کرتے رہو تا کہ تم کامیاب ہو۔

اب آپ کے سامنے احادیث کی روشنی میں توبہ کی فضیلت بیان کی جائے گی تا کہ ہمیں اندازہ ہو کہ توبہ کتنی بڑی نعمت ہے۔اوراگر یہ نعمت نہ ہوتی تو ہم گنہ گار، بدکار، سیاہ کار کہاں جاتے؟

توبہ کی فضیلت احادیث کی روشنی میں

☆ حدیث شریف: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول پاک ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔آدم کے بیٹے! بے شک تو جب تک مجھ سے دعا مانگتا رہے گا اور (مغفرت کی) امید رکھے گا، میں تجھ کو معاف کرتا رہوں گا، چاہے کتنے ہی گناہ کیوں نہ ہوں اور مجھ کو اس کی پرواہ نہ ہوگی۔ (یعنی تو چاہے کتنا ہی بڑا گنہ گار ہو، تجھے معاف کرنا میرے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں ہے۔) آدم کے بیٹے! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں تک بھی پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے بخشش چاہے تو میں تجھ کو بخش دوں گا اور مجھ کو اس کی پرواہ نہیں ہوگی۔ (ترمذی حدیث نمبر 3540)

☆ حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار ﷺ نے فرمایا۔ کوئی بندہ جب گناہ کر لیتا ہے پھر (نادم ہوکر) کہتا ہے میرے رب! میں تو گناہ کر بیٹھا۔ اب تو مجھے معاف فرمادے۔ تو رب تعالیٰ (فرشتوں کے سامنے) فرماتا ہے کہ کیا میرا بندہ یہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہوں کو معاف کرتا ہے اور ان پر پکڑ بھی کر سکتا ہے (سن لو) میں نے اپنے بندے کی مغفرت کر دی۔

پھر وہ بندہ جب تک رب تعالیٰ چاہے گناہ سے رکا رہتا ہے، پھر کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے تو (نادم ہوکر) کہتا ہے میرے رب! میں تو ایک اور گناہ کر بیٹھا تو اس کو بھی معاف کر دے تو رب تعالیٰ (فرشتوں سے) فرماتا ہے۔ کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور اس پر پکڑ بھی کر سکتا ہے؟ (سن لو) میں نے اپنے بندے کی مغفرت کر دی۔

پھر وہ بندہ جب تک اللہ چاہے گناہ سے رکا رہتا ہے۔ اس کے بعد پھر کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے تو (نادم ہوکر) کہتا ہے: میرے رب! میں تو ایک اور گناہ کر بیٹھا تو اس کو معاف کر دے تو رب تعالیٰ (فرشتوں سے) فرماتا ہے کیا میرا بندہ یہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور اس پر پکڑ بھی کر سکتا ہے؟ (سن لو) میں نے اپنے بندے کی مغفرت کر دی۔ بندہ جو چاہے کرے

یعنی ہر گناہ کے بعد توبہ کرتا رہے، میں اس کی توبہ قبول کرتا رہوں گا۔ (بخاری شریف' حدیث نمبر 7507)

(ابوداؤد حدیث 1518 راوی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ) رسول پاک ﷺ نے فرمایا جو شخص پابندی سے استغفار کرتا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے۔ ہر غم سے اسے نجات عطا فرماتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے روزی عطا فرماتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔

☆ حدیث شریف = حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا: جو شخص یہ چاہے کہ (قیامت کے دن) اس کا نامہ اعمال اس کو خوش کردے تو اسے کثرت سے استغفار کرتے رہنا چاہیے۔ (طبرانی فی الاوسط' مجمع الزوائد)

☆ حدیث شریف: عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا جو شخص مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے استغفار کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر مومن مرد اور ہر مومن عورت کے بدلے ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔ (طبرانی فی الاوسط' مجمع الزوائد)

☆ حدیث شریف = حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا یقیناً بائیں طرف کا فرشتہ گنہ گار مسلمان کے لئے چھ

گھڑیاں (کچھ دیر) قلم کو (گناہ کے) لکھنے سے اٹھائے رکھتا ہی، یعنی نہیں لکھتا۔ پھر اگر یہ گنہ گار بندہ نادم ہوجاتا ہے اور رب تعالیٰ سے گناہ کی معافی مانگ لیتا ہے تو فرشتہ اس گناہ کو نہیں لکھتا ورنہ ایک گناہ لکھ دیا جاتا ہے۔ (طبرانی فی الاوسط، مجمع الزوائد)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حدیث شریف = سرکار اعظم ﷺ نے فرمایا: بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے پھر اگر اس نے اس گناہ کو چھوڑ دیا اور اللہ سے معافی مانگ لی اور توبہ کرلی تو (وہ سیاہ نقطہ ختم ہوکر) دل صاف ہوجاتا ہے اور اگر اس نے گناہ کے بعد توبہ و استغفار کے بجائے مزید گناہ کئے تو دل کی سیاہی اور بڑھ جاتی ہے، یہاں تک کہ پورا دل سیاہ ہوجاتا ہے۔ (ترمذی شریف حدیث نمبر 3334)

☆ (ابوداؤد حدیث 5211: راوی حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ)

سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا: جب دو مسلمان ملاقات کے وقت مصافحہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ (مثلاً الحمدللہ یغفر اللہ لنا ولکم کہتے ہیں) تو ان کی مغفرت کردی جاتی ہے۔

☆ (مسلم حدیث 6959 راوی حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ)

رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔تم اس شخص کی خوشی کے بارے میں کیا کہتے ہو جس کی اونٹنی کسی سنسان جنگل میں اپنی نکیل کی رسی گھسیٹتی ہوئی نکل جائے۔ جہاں نہ کھانا نہ پانی، اوراس اونٹنی پراس شخص کا کھانا اور پانی رکھا ہوا ہے اور وہ اس اونٹنی کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک جائے پھر وہ اونٹنی ایک درخت کے تنے کے پاس سے گزرے تو اس کی نکیل درخت کے تنے میں اٹک جائے اوراس شخص کو وہ اونٹنی اس تنے میں اٹکی ہوئی مل جائے؟ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ!اس کو بہت ہی زیادہ خوشی ہوگی۔اس پررسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:سنو!اللہ کی قسم!اللہ کو اپنے بندے کی توبہ پر اس شخص سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے جتنی اس شخص کو (ایسے سخت حال میں مایوس ہونے کے بعد) سواری کے مل جانے سے ہوتی ہے)

☆ (حدیث: مسلم 6989 راوی حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ) نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا۔اللہ تعالیٰ رات بھر اپنا دست رحمت بڑھائے رکھتا ہے تا کہ دن کا گنہ گار رات کوتوبہ کرلے...... اوردن بھر اپنا دست رحمت بڑھائے،رکھتا ہے تا کہ رات کا گنہ گار دن کوتوبہ کرلے......(اور یہ سلسلہ جاری رہےگا) یہاں تک کہ سورج مغرب سے نکلے(اس کے بعدتوبہ قبول نہیں ہوگی)

☆ ترمذی حدیث 3536 راوی صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ: نبی

پاک ﷺ نے فرمایا اللہ نے مغرب کی جانب ایک دروازہ توبہ کے لئے بنایا ہے۔اس کی چوڑائی ستر سال کی مسافت ہے جو کبھی بند نہ ہوگا، یہاں تک کہ سورج مغرب کی طرف سے نکلے۔

☆ حدیث ترمذی 3537 راوی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ: سرکار اعظم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک غرغرہ یعنی نزع کی کیفیت شروع نہ ہو جائے۔

(روح نکلتے وقت حلق کی نالی میں ایک آواز پیدا ہوتی ہے جسے غرغرہ کہتے ہیں، اس کے بعد زندگی کی کوئی امید نہیں رہتی)

☆ (حدیث ابوداؤد 1517 راوی حضرت زید رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ مین نے سرکار اعظم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو شخص

اَسْتَغْفِرُ اللہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلاَّ ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ کہے اس کی مغفرت کردی جاتی ہے اگرچہ میدان جہاد سے بھاگا ہو۔

☆ سچی توبہ کی برکت سے شراب دودھ میں بدل دی گئی

دور فاروقی میں ایک شرابی بغل میں شراب کی بوتل دبائے مدینے کی گلی سے گزر رہا تھا۔ یکا یک اس کی نظر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر پڑی جو کہ سامنے سے تشریف لا رہے تھے۔ اس پر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو دیکھتے ہی

کپکپی شروع ہوگئی جوں جوں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ قریب ہوتے گئے۔ اس شرابی کی حالت غیر ہوتی چلی گئی اور دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے سچی توبہ کرنے لگا۔ جیسے ہی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ قریب آئے اس کی بوتل دیکھ کر پوچھنے لگے کہ اس میں کیا ہے؟ اس کے منہ سے نکل گیا۔ اس بوتل میں سے دودھ ہے، یہ سن کر اور اس کی حالت دیکھ کر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یقین نہ آیا۔ اس کے ہاتھ بوتل لے کر جیسے ہی آپ نے بوتل انڈیلی تو اس میں سے دودھ نکلنے لگا۔ آپ نے بوتل اس کے حوالے کی اور خود تشریف لے گئے۔

سارا راستہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سوچتے رہے کہ اگر اس بوتل میں دودھ تھا تو وہ کانپ کیوں رہا تھا؟ سوچتے سوچتے اپنے بستر پر تشریف لے گئے جب آنکھ لگی تو غیب سے یہ آواز سنی۔

اے عمر ابن خطاب! اس بوتل میں تھی تو شراب۔ مگر اس کی سچی توبہ کی وجہ سے اس کی شراب کو دودھ میں بدل دیا۔

سبحان اللہ! کیا شان ہے سچی توبہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک پل میں ہی اس کی برکتیں ظاہر فرما دیں۔

☆ کنزالعمال حدیث 2104 جلد اول ص 481، نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جس نے ہر نماز کے بعد ستر مرتبہ استغفار کیا۔ اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے

جائیں گے اور وہ دنیا سے نہ جائے گا جب تک اپنی جنتی حور وقصور (یعنی محلات) کو نہ دیکھ لے۔

یہی وہ توبہ ہے جس نے بڑے بڑے گنہ گاروں کو کیا سے کیا بنا دیا۔ لوگوں کی تقدیریں توبہ سے بدل گئیں۔ اب آپ کے سامنے اکابرین کی توبہ کے ایمان افروز واقعات پیش کرتا ہوں۔

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض علیہ الرحمہ کی توبہ

ایک تاجر اپنے تجارت کے قافلے کو لے کر سفر تجارت پر جانے لگا۔ تو اس کو احباب نے مشورہ دیا کہ حفاظت کے لئے کچھ مسلح افراد بھی ساتھ لے لو تا کہ فضیل ڈاکو کی راہزنی سے محفوظ رہ سکو، تاجر نے مسلح افراد ساتھ لینے کی بجائے ایک خوش الحان قاری کو ساتھ لے لیا جو سارے راستے بڑی عمدگی سے تلاوت قرآن کرتا جا رہا تھا۔ یہ قافلہ تجارت کرتا ہوا ایک ایسے مقام پر جا پہنچا جہاں فضیل بن عیاض گھات لگائے بیٹھے تھے۔ اس وقت قاری یہ آیت تلاوت کر رہا تھا۔

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ (سورۂ حدید آیت 16)

ترجمہ: کیا مومنوں کے لئے ابھی تک وہ وقت نہیں آیا کہ وہ ذکر الٰہی اور حق کی طرف سے نازل کئے ہوئے احکام کے آگے اپنے دلوں کو جھکا دیں۔

یہ آیت سن کر حضرت فضیل پر رقت طاری ہوگئی۔ خوف خدا سے رونے لگے۔ سچے دل سے توبہ کی۔ سب کا مال واپس کیا اور امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں بیٹھنے لگے۔

حضرت سیدنا عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ کی توبہ

آپ ایک عورت پر اس قدر فریفتہ ہوگئے کہ کسی پل چین ہی نہ آتا تھا۔ ایک مرتبہ سردیوں کی ایک طویل رات میں صبح اس کے مکان کے سامنے انتظار میں کھڑے رہے حتی کہ فجر کا وقت ہوگیا تو آپ کو شدید ندامت ہوئی کہ میں خواہ مخواہ ایک مخلوق کی خاطر اتنا انتظار کرتا رہا۔ اگر میں یہ رات عبادت میں گزارتا تو اس سے لاکھ درجے اچھا تھا۔ ضمیر نے ملامت کی۔ آپ نے اسی وقت سچی توبہ کی اور امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں علم حاصل کرنے بیٹھ گئے۔

حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ کی توبہ

☆ ابتدائی دور میں حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ اہل بصرہ کو سود پر قرضہ دیا کرتے تھے۔ جب مقروض سے قرض کا تقاضا کرنے جاتے تو اس وقت نہ ٹلتے

جب تک کہ قرض وصول نہ ہوجاتا اور اگر کسی مجبوری کی وجہ سے قرض وصول نہ ہوتا تو مقروض سے اپنا وقت ضائع ہونے کا ہرجانہ وصول کرتے اور اس رقم سے زندگی بسر کرتے۔

ایک دن کسی کے یہاں وصولیابی کے لئے پہنچے تو وہ گھر پر موجود نہ تھا۔اس کی بیوی نے کہا کہ ''نہ تو شوہر گھر پر ہے اور نہ میرے پاس تمہارے دینے کے لئے کوئی چیز ہے البتہ میں نے آج ایک بھیڑ ذبح کی ہے جس کا تمام گوشت تو ختم ہو چکا ہے البتہ سر باقی رہ گیا ہے۔اگر تم چاہو تو وہ میں تم کو دے سکتی ہوں۔

چنانچہ آپ اس سے سر لے کر گھر پہنچے اور بیوی سے کہا کہ یہ سر سود میں ملا ہے۔اسے پکا ڈالو۔بیوی نے کہا'' گھر میں نہ لکڑی ہے اور نہ آٹا، بھلا میں کھانا کس طرح تیار کروں؟ آپ نے کہا ان دونوں چیزوں کا بھی انتظام مقروض لوگوں سے سود لے کر کرتا ہوں اور سود ہی میں یہ دونوں چیزیں لے کر آئے۔

جب کھانا تیار ہو چکا تو ایک سائل نے آکر سوال کیا۔آپ نے کہا کہ تیرے دینے کے لئے ہمارے پاس کچھ نہیں ہے اور تجھے کچھ دے بھی دیں تو اس سے دولت مند نہ ہوجائے گا۔لیکن ہم غریب ہو جائیں گے چنانچہ سائل مایوس ہو کر واپس چلا گیا۔

جب بیوی نے سالن نکالنا چاہا تو وہ ہنڈیا سالن کی بجائے خون سے لبریز

تھی۔اس نے شوہر کو آواز دے کر کہا" دیکھ آج تیرے سود کی نحوستیں تیرے گھر میں داخل ہوگئی ہیں۔وہ وقت کب آئے گا جب تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کرے گا۔بیوی کے یہ الفاظ حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ کے دل میں تاثیر کا تیر بن کر پیوست ہونے لگے۔

اس کے بعد حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کی خدمت میں توبہ کے ارادے سے نکلے راستہ میں کچھ لڑکے کھیل رہے تھے۔ان میں سے ایک لڑکا حضرت حبیب عجمی کو دیکھ کر پکارا' دور ہٹ جاؤ۔حبیب سود خور آرہا ہے، کہیں اس کے قدموں کی خاک ہم پر نہ پڑ جائے اور ہم اس جیسے بدبخت نہ بن جائیں۔یہ سن کر آپ بہت رنجیدہ ہوئے اور حسن بصری علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے آپ کو ایسی نصیحت فرمائی کہ بے چین ہو کر رہ گئے۔دوبارہ توبہ کی۔ واپسی میں جب ایک مقروض شخص آپ کو دیکھ کر بھاگنے لگا۔تو فرمایا تم مجھ سے مت بھاگو۔اب تو مجھ کو تم سے بھاگنا چاہیئے تاکہ ایک گنہ گار کا سایہ تم نہ پڑ جائے۔

جب آگے بڑھے تو وہی لڑکے کھیل رہے تھے۔آپ کو دیکھ کر ان میں سے ایک لڑکے نے پکارا کہ راستہ دے دو اب حبیب توبہ کر کے آرہا ہے۔کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے پیروں کی گرد اس پر پڑ جائے اور اللہ ہمارا نام گنہ گاروں میں درج

کر لے۔

آپ نے جب یہ سنا تو بارگاہ الٰہی میں عرض کی ''مولا تیری قدرت بھی عجیب ہے کہ آج ہی میں نے توبہ کی اور آج ہی تو نے لوگوں کی زبان سے میری نیک نامی اعلان کر دیا۔

گلوکار کی توبہ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک دن مضافات کوفہ سے گزر رہے تھے۔ ان کا گزر فاسقین کے ایک گروہ پر ہوا۔ جو شراب پی رہے تھے۔ زاذان نامی ایک گانا گانے والا ڈھول پر ہاتھ مار مار کر انتہائی خوبصورت آواز میں گا رہا تھا۔ آپ نے سن کر کہا ''کتنی خوبصورت آواز ہے۔ کاش! کہ یہ قرآن کی تلاوت میں استعمال ہوتی'' اور سر پر چادر ڈال کر وہاں سے روانہ ہو گئے۔

زاذان نے جب آپ کو دیکھا تو لوگوں سے پوچھا۔ یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا صحابی رسول حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔

اس نے پوچھا۔ انہوں نے کیا کہا۔ بتایا گیا کہ انہوں نے کہا کہ ''کتنی میٹھی آواز ہے، کاش یہ تلاوت کے لئے ہوتی'' یہ بات سنتے ہی اس کے دل پر رعب سا چھا گیا۔ اپنے گانا بجانے کے آلے کو زمین پر پٹخ کر توڑ دیا۔ کھڑا ہوا اور جلدی

سے ان کے پاس پہنچا۔اپنی گردن میں رومال ڈالا اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے سامنے رونے لگ گیا۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے گلے سے لگایا اور دونوں رونا شروع ہوگئے اور آپ نے فرمایا۔میں ایسے شخص کو کیوں نہ محبوب سمجھوں جسے اللہ نے محبوب بنالیا ہو۔زاذان نے توبہ کی، آپ کی صحبت اختیار کی اور وقت کے امام بنے

(تنبیہ الغافلین ص63)

قصاب کی توبہ

شیخ ابوبکر بن عبداللہ حزنی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ ایک قصاب اپنے پڑوسی کی لونڈی پر عاشق تھا۔ایک دن وہ لونڈی کسی کام سے دوسرے گاؤں کو جارہی تھی۔ قصاب نے موقع غنیمت جان کر اس کا پیچھا کیا اور کچھ دور جا کر اسے پکڑلیا۔تب کنیز نے کہا کہ اے نوجوان! میرا دل بھی تیری طرف مائل ہے لیکن میں اپنے رب سے ڈرتی ہوں ۔جب اس قصاب نے یہ سنا تو بولا ''جب تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہے تو کیا میں اس ذات پاک سے نہ ڈروں؟'' یہ کہہ کر اس نے توبہ کرلی اور وہاں سے پلٹ پڑا۔

راستے میں پیاس کے مارے دم لبوں پر آ گیا۔ اتفاقاً اس کی ملاقات ایک شخص سے ہوگئی جو کہ کسی نبی کا قاصد تھا۔ اس مرد قاصد نے پوچھا: اے جوان کیا حال ہے؟

قصاب نے جواب دیا پیاس سے نڈھال ہوں۔ قاصد نے کہا کہ آ ؤ ہم دونوں مل کر خدا سے دعا کریں۔ تا کہ اللہ کسی فرشتے کو بھیج دے اور وہ شہر پہنچنے تک ہم پر اپنا سایہ کئے رکھے۔ نوجوان نے کہا کہ میں نے خدا کی کوئی قابل ذکر عبادت بھی نہیں کی ہے۔ میں کس طرح دعا کروں؟ تم دعا کرو، میں آمین کہوں گا۔

قاصد نے دعا کی بادل کا ایک ٹکڑا ان کے سروں پر سایہ فگن ہوگیا۔ جب یہ دونوں راستہ طے کرتے ہوئے ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو وہ بادل قصاب کے سر پر آ گیا اور قاصد دھوپ میں ہوگیا۔

قاصد نے کہا اے جوان! تو نے تو کہا تھا کہ تو نے اللہ کی کچھ بھی عبادت نہیں کی تو مجھے اپنا حال سنا۔ نوجوان نے کہا اور تو مجھے کچھ معلوم نہیں۔ لیکن ایک کنیز سے خوف خدا کی بات سن کر میں نے توبہ ضرور کی تھی۔ قاصد بولا تو نے سچ کہا۔ اللہ کے حضور میں جو مرتبہ و درجہ توبہ کرنے والے کا ہے، وہ کسی دوسرے کا نہیں۔ (بحوالہ: کتاب التوابین ص 75)

شرابی کی توبہ

حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ نے ایک شرابی کو دیکھا جو مدہوش زمین پر گرا ہوا تھا اور اپنے شراب آلودہ منہ سے ''اللہ اللہ'' کہہ رہا تھا۔ آپ نے وہیں بیٹھ کر اس کا منہ پانی سے دھویا اور فرمایا: اس بے خبر کو کیا خبر کہ ناپاک منہ سے کس پاک ذات کا نام لے رہا ہے'' منہ دھو کر آپ چلے گئے۔

جب شرابی کو ہوش آیا تو لوگوں نے اسے بتایا کہ تمہاری بے ہوشی کے عالم میں حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ یہاں آئے تھے اور تمہارا منہ دھو کر گئے ہیں۔ شرابی یہ سن کر بڑا پشیمان و نادم ہوا، رونے لگا اور نفس کو مخاطب کر کے بولا۔ بے شرم! اب تو حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ بھی تجھے اس حال میں دیکھ گئے ہیں۔ خدا سے ڈر، آئندہ کے لئے توبہ کر۔

رات کو سری سقطی علیہ الرحمہ نے خواب میں کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا۔ اے سری سقطی! تم نے شرابی کا ہماری خاطر منہ دھویا۔ ہم نے تمہاری خاطر اس کا دل دھو دیا۔ سری سقطی علیہ الرحمہ تہجد کے وقت مسجد میں گئے تو اسی شرابی کو تہجد پڑھتے ہوئے پایا۔ آپ نے اس سے پوچھا تم میں یہ انقلاب کیسے آیا؟ تو وہ بولا آپ مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتا دیا۔

بنی اسرائیل کےنوجوان کی توبہ

بنی اسرائیل میں ایک جوان تھا جس نے بیس سال تک اللہ کی عبادت کی پھر بیس سال تک نافرمانی کی پھر آئینہ دیکھا تو داڑھی میں بال سفید نظر آئے۔ وہ غم زدہ ہوگیا اور کہنے لگا۔ اے میرے خدا! میں نے بیس سال تک تیری عبادت کی اور بیس سال تک تیری نافرمانی کی۔ اگر میں تیری طرف آؤں تو کیا میری توبہ قبول ہوگی؟ اس نے کسی کہنے والے کی آواز سنی ''تم نے ہم سے محبت کی، ہم نے تم سے محبت کی، پھر تو نے ہمیں چھوڑ دیا، اور ہم نے بھی تجھے چھوڑ دیا۔ تو نے ہماری نافرمانی کی اور ہم نے تجھے مہلت دی اور اگر تو توبہ کر کے ہماری طرف آئے گا تو ہم تیری توبہ قبول کریں گے'' (مکاشفۃ القلوب، ص62)

توبہ پر قائم نہ رہنے والے کی توبہ

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک آدمی توبہ پر قائم نہ رہتا تھا۔ جب بھی توبہ کرتا، توڑ ڈالتا۔ بیس سال تک اس کی یہی حالت رہی۔ اللہ نے حضرت موسیٰ سیدنا علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میرے بندے سے کہو کہ میں اس پر غضبناک ہوں۔ حضرت موسیٰ نے اس آدمی تک یہ پیغام پہنچا دیا۔

وہ بڑا غمگین ہوا اور صحرا کی طرف چل پڑا۔ وہ کہہ رہا تھا ''اے میرے خدا!

کیا تیری رحمت ختم ہوگئی یا تجھے میری نافرمانی نے نقصان دیا، یا تیری معافی کے خزانے ختم ہو گئے؟ کون سا گناہ تیری قدیم صفات عفووکرم سے بڑا ہے؟ جب تو اپنے بندوں پر رحمت بند کر دے گا تو وہ کس سے امید رکھیں گے؟ اگر تو نے انہیں رد کر دیا تو وہ کس کے پاس جائیں گے؟ اگر تیری رحمت ختم ہوگئی اور مجھے عذاب دینا لازم ہو گیا تو پھر اپنے تمام بندوں کا عذاب مجھ پر کر دے۔ میں اپنی جان ان کے بدلے میں پیش کرتا ہوں''

رب کریم نے فرمایا اے موسیٰ! اس کی طرف جاؤ اور کہو کہ اگر تیرے گناہ زمین بھر کے برابر ہوں۔ تب بھی تجھے بخش دوں گا کہ تو نے میرے کمال قدرت اور کمال عفوورحمت کو جان لیا (مکاشفۃ القلوب، ص 63/62)

نافرمان کی توبہ

حضرت ربیعہ بن عثمان علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ کی بہت نافرمانی کرتا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے بھلائی اور توبہ کی توفیق دی۔ اس نے اپنی بیوی کو کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے شفاعت کرنے والے کو تلاش کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ صحرا میں نکل گیا اور وہاں جا کر آہ وزاری شروع کر دی ''اے آسمان میری شفاعت کر دے، اے پہاڑ میری شفاعت کر دے، اے فرشتوں میری

سفارش کردو۔حتی کہ یہ تھک گیا اور بے ہوش ہوکر زمین پر گر گیا۔اللہ تعالیٰ نے اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجا اور اس نے اسے اٹھالیا اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ خوشخبری ہو۔اللہ تعالیٰ نے تیری توبہ قبول فرمالی ہے۔تو اس شخص نے کہا اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے۔اللہ تعالیٰ سے میری سفارش کس نے کی؟

اس نے کہا میں تیرے بارے میں خوف زدہ ہوگیا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے تیری سفارش کر دی(کتاب التوابین،ص84)

کفن چور کی توبہ

حضرت حاتم اصم علیہ الرحمہ نے بلخ میں دوران وعظ فرمایا کہ اے خدا!اس مجلس میں جو سب سے زیادہ گنہ گار ہو، اس کی مغفرت فرمادے۔اتفاق سے وہاں ایک کفن چور بھی موجود تھا۔جب رات کو اس نے کفن چوری کرنے کے لئے ایک قبر کو کھولا تو ندا آئی کہ آج ہی تو حاتم کے صدقہ میں تیری مغفرت ہوئی تھی اور آج ہی تو گناہ کا ارتکاب کرنے پہنچا۔یہ سن کر وہ ہمیشہ کے لئے تائب ہوگیا۔(تذکرۃ الاولیاء،ص222)

نوجوان کی توبہ

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک بار آدھی رات گزر جانے کے بعد میں جنگل

کی طرف نکل کھڑا ہوا۔ راستے میں، میں نے دیکھا کہ چار آدمی ایک جنازہ اٹھائے جارہے تھے۔ میں سمجھا کہ شاید انہوں نے اسے قتل کیا ہے اور لاش ٹھکانے لگانے کے لئے کہیں جارہے ہیں۔ جب وہ میرے نزدیک آئے تو میں نے ہمت کر کے پوچھا۔ اللہ کا جو حق تم پر ہے اس کو سامنے رکھتے ہوئے میرے سوال کا جواب دو۔ کیا تم نے خود اسے قتل کیا ہے یا کسی اور نے۔ اب تم اسے ٹھکانے لگانے کے لئے کہاں لے جارہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا۔ ہم نے نہ تو اسے قتل کیا ہے اور نہ ہی یہ مقتول ہے بلکہ ہم مزدور ہیں اور اس کی ماں نے ہمیں مزدوری دینی ہے۔ وہ اس کی قبر کے پاس ہمارا انتظار کررہی ہے۔ آؤ تم بھی ہمارے ساتھ آجاؤ۔ میں تجسس کی وجہ سے ان کے ساتھ ہولیا۔ ہم قبرستان میں پہنچے تو دیکھا کہ واقعی ایک تازہ کھدی ہوئی قبر کے پاس ایک بوڑھی عورت کھڑی تھی۔

میں ان کے قریب گیا اور پوچھا اماں جان آپ اپنے بیٹے کے جنازے کو دن کے وقت یہاں کیوں نہیں لائیں تا کہ لوگ اس کے کفن و دفن میں شریک ہوجاتے۔ انہوں نے کہا کہ یہ جنازہ میرے لخت جگر کا ہے۔ میرا یہ بیٹا بڑا شرابی اور گناہ گار تھا۔ ہر وقت شراب کے نشے میں اور گناہ کے دلدل میں غرق رہتا تھا جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے مجھے بلا کر تین چیزوں کی وصیت

کی۔

1۔ جب میں مرجاؤں تو میری گردن میں رسی ڈال کر گھر کے اردگرد گھسیٹنا اور لوگوں کو کہنا کہ گناہ گاروں اور نافرمانوں کی یہی سزا ہوتی ہے۔

2۔ مجھے رات کے وقت دفن کرنا کیونکہ دن کے وقت جو بھی میرے جنازے کو دیکھے گا، مجھے لعن طعن کرے گا۔

3۔ جب مجھے قبر میں رکھنے لگو تو میرے ساتھ اپنا ایک سفید بال بھی رکھ دینا کیونکہ اللہ تعالیٰ سفید بالوں سے حیا فرماتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ مجھے اس کی وجہ سے عذاب سے بچالے۔

جب یہ فوت ہوگیا تو میں نے اس کی پہلی وصیت کے مطابق جب میں نے اس کے گلے میں رسی ڈالی اور اسے گھسیٹنے لگی تو ہاتف غیبی سے آواز آئی۔ اے بڑھیا! اسے یوں مت گھسیٹو، اللہ نے اسے اپنے گناہوں پر شرمندگی (یعنی توبہ) کی وجہ سے معاف فرمادیا ہے۔

جب میں نے اس بوڑھی عورت کی یہ بات سنی تو میں اس جنازہ کے پاس گیا۔ اس پر نماز جنازہ پڑھی پھر اسے قبر میں دفن کردیا۔ میں نے اس کی بوڑھی ماں کے سر کا ایک سفید بال بھی اس کے ساتھ قبر میں رکھ دیا۔ اس کام سے فارغ ہوکر جب ہم اس کی قبر کو بند کرنے لگے تو اس کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور اس

نے اپنا ہاتھ کفن سے باہر نکال کر بلند کیا اور آنکھیں کھول دیں۔ میں یہ دیکھ کر گھبرا گیا لیکن اس نے ہمیں مخاطب کر کے مسکراتے ہوئے کہا۔ اے شیخ! ہمارا رب بڑا غفور و رحیم ہے۔ وہ احسان کرنے والوں کو بھی بخش دیتا ہے۔ اور گنہ گاروں کو بھی معاف فرما دیتا ہے۔ یہ کہہ کر اس نے ہمیشہ کے لئے آنکھیں بند کر لیں۔ ہم سب نے مل کر اس کی قبر کو بند کر دیا اور اس پر مٹی درست کر کے واپس آ گئے۔ (حکایات الصالحین، ص 78)

یہ اہل اللہ کی توبہ تھی کہ جب وہ توبہ کر لیتے تو دوبارہ گناہ کی طرف نہ جاتے اور حقیقت میں یہی سچی توبہ ہے جبکہ ہمارا حال یہ ہوتا ہے کہ ہم گناہ کرنے کے بعد تسلی کے لئے کانوں کو پکڑ کر توبہ توبہ کرتے ہیں مگر دل یہ آواز دے رہا ہوتا ہے کہ دوبارہ گناہ کا موقع ملے گا تو نہیں چھوڑیں گے۔

محترم حضرات! یہ سچی توبہ نہیں ہے سچی توبہ کی مثال سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یوں دیتے ہیں جس طرح بکری کے تھن میں سے دودھ نکال کر واپس نہیں جا سکتا۔ اسی طرح توبہ کرنے کے بعد گناہ کی طرف لوٹنا ناممکن ہو جائے اور اسی کو رب تعالیٰ قرآن مجید میں یوں بیان فرماتا ہے۔

القرآن: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا

(سورۂ تحریم آیت 8)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی جانب ایسی توبہ کرو جو آئندہ کے لئے نصیحت ہو جائے۔

ایک اور بات زیرِ غور رہے وہ یہ ہے کہ کبھی بھی اس نیت سے گناہ نہ کریں کہ ابھی گناہ کر لیتے ہیں، بعد میں توبہ کر لیں گے' نہیں، ہرگز نہیں۔

ہمارے علماء نے یہ لکھا کہ اس نیت سے گناہ کرنے والا کہ بعد میں توبہ کر لیں گے۔ایسا شخص اپنے رب سے مذاق کر رہا ہے۔

جب بھی توبہ کریں، اس نیت سے کریں کہ اے اللہ تعالیٰ! مجھ سے گناہ ہو گیا اپنی رحمت کے صدقے معاف فرمادے اور آئندہ گناہوں سے بچنے کی طاقت عطا فرما۔

محترم حضرات! زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔نہ جانے کس وقت ہماری روح قبض ہو جائے لہذا دانشمند وہی ہے جو چلتے پھرتے، اٹھتے، بیٹھتے،سونے سے قبل، اٹھنے کے بعد، نماز کے بعد، ہر وقت اور ہر آن توبہ کرتا رہے تا کہ ہماری یہ توبہ نجات کا ذریعہ بن جائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رب کریم ہم سب کو سچی توبہ کی توفیق نصیب فرمائے اور توبہ پر استقامت عطا فرمائے۔آمین ثم آمین

ماہ رجب کی فضیلت و اہمیت

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم
اَمَّابَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوۡرِ عِنۡدَ اللّٰهِ اثۡنَا عَشَرَ شَهۡرًا فِىۡ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوۡمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ مِنۡهَاۤ اَرۡبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيۡنُ الۡقَيِّمُ فَلَا تَظۡلِمُوۡا فِيۡهِنَّ اَنۡفُسَكُمۡ وَقَاتِلُوا الۡمُشۡرِكِيۡنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوۡنَكُمۡ كَآفَّةً وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الۡمُتَّقِيۡنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

صدق اللہ مولانا العظیم و بلغنا رسولہ الکریم و نحن علی ذلك لمن الشاھدین والشاکرین والحمد للہ رب العالمین

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ توبہ سے آیت نمبر 36 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے

صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ہر اسلامی مہینے کی الگ الگ برکتیں ہیں مگر حرمت والے مہینوں کی برکت بے شمار ہیں۔ حرمت والے مہینوں کو ایک خاص فضیلت حاصل ہے۔ حرمت والے مہینوں کی تعداد اور اس کے فضائل اللہ تعالیٰ قرآن میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے۔

القران: اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ

ترجمہ: بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہے۔ اللہ کی کتاب میں جب سے اس نے آسمان وزمین بنائے۔ ان میں چار حرمت والے ہیں۔ یہ سیدھا دین ہے تو ان مہینوں میں اپنی جان پر ظلم نہ کرو اور مشرکوں سے ہر وقت لڑو جیسا وہ تم سے ہر وقت لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

(سورۂ توبہ، پارہ 10، آیت 36)

حضرت صدر الا فاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ (چار حرمت والے مہینوں سے مراد) رجب المرجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم الحرام ہیں۔عرب لوگ زمانۂ جاہلیت میں بھی ان میں قتال حرام جانتے تھے۔ اسلام میں ان مہینوں کی حرمت اور زیادہ کی گئی لیکن یہ بھی فرمایا کہ کفار اگر ان مہینوں کی حرمت کا احترام نہ کریں اور تم سے جنگ کریں تو تم بھی مل کر کفار سے لڑو کہ اللہ کی مدد تو پرہیز گاروں کے ساتھ ہے۔

رجب کیا ہے؟

امام غزالی علیہ الرحمہ مکاشفۃ القلوب میں فرماتے ہیں رجب جنت میں ایک نہر کا نام ہے جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے۔ اس کا پانی اس کا مقدر ہوگا جو رجب میں روزے رکھے گا۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ رجب میں تین حروف ہیں ''ر، ج، اور ب''

''را'' سے رحمت الٰہی' جیم سے بندے کے جرم

''ب'' سے مراد بر یعنی بھلائی ہے۔ پس اللہ فرماتا ہے میرے بندے کے جرم کو میری رحمت اور بھلائی کے درمیان کردو۔

(مکاشفۃ القلوب' ص 630' باب 100 ' مطبوعہ مکتبۃ المدینۃ کراچی)

ماہ رجب کے اہم واقعات

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ سنو! رجب حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے۔ اسی مہینے میں رب کریم نے حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی میں سوار کرایا۔ انہوں نے اور ان کے تمام ساتھیوں نے کشتی میں روزہ رکھا اور اللہ نے انہیں نجات بخشی اور غرق ہونے سے محفوظ رکھا۔ چھ ماہ کشتی چلتی رہی۔ عاشورہ کے دن جودی پہاڑ پر رکی۔ (ماثبت من السنہ، صفحہ نمبر 148، مطبوعہ فرید بک لاہور)

ماہ رجب احادیث کی روشنی میں

ماثبت من السنہ ص 171 پر حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ حدیث نقل کرتے ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول پاک ﷺ نے ماہ رجب کے پہلے جمعہ کو خطبہ کے دوران فرمایا۔ لوگو! اللہ کا ایک بزرگ مہینہ ماہ رجب تم پر سایہ فگن ہے جو اللہ کا بہرہ مہینہ ہے (بہرا اس لئے کہتے ہیں کہ روز محشر یہ خود بہرا بن جائے گا اور لوگوں کے جرائم و عیوب پر گواہی نہیں دے گا اور کہے گا میں تو بہرا ہوں۔ میں کوئی چیز سنتا ہی نہیں ہوں۔ اسے اللہ کا مہینہ اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ کی صفت ستر پوشی کی طرح یہ مہینہ بھی لوگوں کی عیب پوشی کرتا ہے)

اس ماہ میں نیکیاں دگنی ملتی ہیں۔ اس میں لوگوں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔غم والم دور ہوجاتے ہیں۔اس میں کسی مسلمان کی دعا اللہ ردنہیں کرتا۔اس ماہ میں جو شخص نیکیاں کرتا ہے،اس کو ثواب کئی گنا زیادہ دیا جاتا ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے دگنی نیکیاں وثواب عنایت فرماتا ہے۔لوگو! اس ماہ میں شب بیداری کرو،روزے رکھو،جس نے ماہ رجب کے اندر کسی دن پچاس رکعتیں اس طرح پڑھیں کہ جس قدر ممکن ہوا' ہر رکعت میں قرآن پڑھا۔اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو بعدد طاق و جفت اور انسانوں اور جانوروں کے بالوں کی تعداد کے برابر نیکیاں عنایت فرماتا ہے۔

☆ جس نے ماہ رجب میں ایک روزہ رکھا۔اللہ اس کو سال بھر کے روزوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔

☆ جس نے ماہ رجب میں اپنی زبان کو لغویات سے محفوظ رکھا تو منکر نکیر کے سوال کے وقت اللہ خود اس شخص کو جواب تلقین کرے گا جس نے ماہ رجب میں خیرات کی،اس کی گردن عذاب جہنم سے چھٹکارا پائے گی۔

☆ جس نے اس ماہ میں صلہ رحمی کی۔اللہ دنیا وآخرت میں اس کے ساتھ صلح رحمی فرمائے گا اور زندگی بھر اس کے دشمنوں پر اسے فتح مند و غالب رکھے گا۔

(ماثبت من السنہ)

☆ جس نے اس ماہ کسی کی عیادت و تیمارداری کی، اللہ اپنے فرشتوں کو اس سے ملنے اور دعائے سلامتی دینے کا حکم دیتا ہے۔

☆ جس نے اس ماہ نماز جنازہ پڑھی، گویا اس نے ایک مردہ میں جان ڈالی۔ جس نے کسی مسلمان کو اس ماہ کھانا کھلایا، اس کے عوض اللہ اس کو حضرت ابراہیم اور اپنے محبوب ﷺ کے دستر خوان پر کھلائے گا۔

☆ جس نے اس ماہ کسی کو پانی پلایا۔ اللہ اسے سربند شربت پلائے گا۔

(ما ثبت من السنہ' صفحہ نمبر 155 ' مطبوعہ فرید بک)

حدیث: بے شک رجب عظمت والا مہینہ ہے۔ اس میں نیکیوں کا ثواب دگنا ہوتا ہے جو شخص رجب کا ایک دن روزہ رکھے، گویا اس نے سال بھر کے روزے رکھے۔

(ما ثبت من السنہ' ص 155 ' مطبوعہ فرید بک لاہور)

رجب کا روزہ اور بخشش

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ رجب کی پہلی جمعرات کا تیسرا حصہ گزر جاتا ہے تو زمین و آسمان کے سارے فرشتے کعبۃ اللہ میں جمع ہو جاتے ہیں اللہ ان کی طرف نظر رحمت فرماتا

ہے اور ارشاد فرماتا ہے اے میرے فرشتو! مانگو جو کچھ مانگنا چاہتے ہو۔ پس وہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہماری حاجت یہ ہے کہ تو ہر اس شخص کی بخشش فرما جو رجب میں روزہ رکھے۔ رب ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے ان کو بخش دیا (درۃ الناصحین)

پورے ماہ کے روزوں کا اجر

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

1۔ پس جس نے رجب میں ایک دن کا روزہ رکھا' اسے فردوس اعلیٰ میں ٹھہرایا جائے گا۔

2۔ جس نے رجب کے دو روزے رکھے' اس نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اپنے اوپر واجب کر لی' اسے دوگنا اجر دیا جائے گا۔

3۔ جس نے رجب کے تین روزے رکھے' اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک خندق حائل کر دے گا جس کی مسافت ایک سال کی مسافت کے بقدر لمبی ہوگی۔

4۔ جس کے رجب کے چار روزے رکھے' اس کو جذام، جنون اور برص کے امراض اور دجال کے فتنوں سے رب محفوظ رکھے گا۔

5۔جس نے رجب کے پانچ روزے رکھے اسے قبر کے عذاب سے بچایا جائے گا۔

6۔جس نے رجب کے چھ دن کے روزے رکھے وہ اپنی قبر سے اس طرح اٹھے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔

7۔جس نے رجب کے سات دن کے روزے رکھے اس کے لئے دوزخ کے ساتوں دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔

8۔جس نے رجب کے آٹھ روزے رکھے جنت کے آٹھوں دروازے اس کے لئے کھول دیئے۔

9۔جس نے رجب کے 9 روزے رکھے وہ اپنی قبر سے اشہد ان لا الہ الا اللہ کہتا ہوا اٹھے گا اور اس کا چہرہ جنت کی جانب ہوگا۔

10۔جس نے رجب کے 10 روزے رکھے اس کے لئے رب تعالیٰ پل صراط کے ہر میل پر ایک بستر آرام کے لئے مہیا فرمادے گا۔

11۔جس نے رجب کے 11 روزے رکھے قیامت کے دن اس سے افضل اور کوئی امتی نظر نہ آئے گا، سوائے اس شخص کے جس نے اس کے برابر یا اس سے زیادہ رجب کے روزے رکھے ہوں گے۔

12۔جس نے رجب کے 12 روزے رکھے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن

ایسے دو جوڑے پہنائے گا کہ اس کا ایک جوڑا دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے افضل اور بہتر ہوگا۔

13۔جس نے رجب کے 13 روزے رکھے' قیامت کے دن عرش کے سایہ میں اس کے لئے دستر خوان بچھا دیا جائے گا اور وہ جو چاہے، کھائے گا جبکہ دوسرے لوگ سخت تکالیف میں مبتلا ہوں گے۔

14۔جس نے رجب کے 14 روزے رکھے' قیامت کے دن اللہ اسے وہ چیز عنایت کرے گا جو نہ کبھی کسی نے دیکھی ہوگی اور نہ کبھی کسی نے اس کے بارے میں سنا ہوگا اور نہ کسی دل میں اس کا خیال گزرا ہوگا۔

15۔ جس نے رجب کے 15 روزے رکھے' اللہ تعالیٰ حشر میں اسے اس کے ساتھ کھڑے ہونے والوں میں شامل کر دے گا، جہاں جب کسی مقرب فرشتے کا گزر ہوگا یا کسی نبی یا رسول کا تو اس سے کہا جائے گا، مبارک ہو تو امن والوں میں سے ہے۔

16۔ جس نے رجب کے 16 روزے رکھے' اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنے اور کلام کرنے والوں کی پہلی صف میں ہوگا۔

17۔ جس نے رجب کے 17 روزے رکھے' اللہ تعالیٰ اس کے لئے پل صراط کے ہر میل پر ایک آرام گاہ مقرر کر دے گا، جس میں وہ آرام کرے گا۔

18۔ جس نے رجب کے 18 روزے رکھے‘وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قبہ میں قیام کرے گا۔

19۔ جس نے رجب کے 19 روزے رکھے‘اللہ تعالیٰ ایک ایسا محل عطا فرمائے گا جو حضرت آدم وابراہیم علیہم السلام کے محلات کے روبرو ہوگا اور وہ ان دونوں انبیاء کو سلام و نیاز پیش کرے گا، وہ دونوں انبیاء اس کو جواب دیں گے۔

20۔ جس نے رجب کے 20 روزے رکھے تو آسمان سے ایک منادی ندا کرے گا کہ اے اللہ کے بندے! تیرے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے، تو بخش دیا گیا اب جس قدر تیری عمر باقی ہے۔ ان میں نیک اعمال کر۔ (غنیۃ الطالبین‘ص نمبر 351‘مطبوعہ پروگیسو لاہور)

ماہ رجب میں صدقہ کی فضیلت

صدقہ کی فضیلت:

حضرت عقبہ بن سلامہ علیہ الرحمہ نے مرفوعاً روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ماہ رجب میں صدقہ دیا تو اللہ اس کو آگ سے اتنا دور کردے گا جتنا کوا (کوے کی عمر پانچ سوسال ہوتی ہے) ہوا میں پرواز کر کے اپنے آشیانے سے اتنا دور ہو جائے کہ اڑتے اڑتے بوڑھا ہو کر مر جائے۔ مدعا یہ

کہ کوا پانچ سو برس میں جتنا فاصلہ آشیانہ سے طے کرے گا اور اس سے دور ہوگا، بقدر اس فاصلہ کے بندہ دوزخ سے دور ہو جائے گا۔

(غنیۃ الطالبین، ص نمبر 355، مطبوعہ پروگیسو بکس، لاہور)

ماہ رجب میں اپنے مسلمان بھائی کی پریشانی دور کرنے کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: جس نے اپنے مسلمان بھائی سے رجب کے مہینے میں غم دور کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو فردوس میں نگاہ کی رسائی کے بقدر وسیع محل عطا فرمائے گا، خوب سن لو! تم ماہ رجب کی عزت کرو گے، اللہ تعالیٰ تمہیں ہزار درجہ بزرگی عطا فرمائے گا۔

(غنیۃ الطالبین، ص نمبر 355، مطبوعہ پروگیسو بکس لاہور)

معراجِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَی الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ بنی اسرائیل سے ایک آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر حق کو قبول کرنے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

آج کی یہ بابرکت محفل کو نبی پاک ﷺ کے عظیم الشان معجزے واقعۂ معراج سے نسبت ہے۔ واقعۂ معراج مقام مصطفی ﷺ کو مزید بلند کرتا ہے۔ ہمارے آقا ﷺ کی شان وعظمت تو اتنی بلند و بالا ہے کہ ہر نبی معجزہ لے کر آیا

ہمارے آقا ﷺ سراپا معجزہ بن کر آئے۔ اس لئے آپ کو جامع المعجزات، جامع کمالات اور جامع الصفات کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جو معجزات تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو عطا فرمائے، وہ تمام معجزات ہمارے آقا و مولا ﷺ کو عطا فرمائے۔ آپ ﷺ نے چاند کے دو ٹکڑے کئے معجزہ ہے۔ مگر ہمارے آقا ﷺ کے شایانِ شان نہیں، سورج کو پھیرنا، انگلیوں سے چشمے جاری کر دینا، مریضوں کو صحت یابی عطا فرمانا، کنکریوں سے کلمہ پڑھوانا، مردوں کو زندہ کر دینا، درختوں سے جانوروں سے اپنی رسالت کا اقرار کروانا، غیب کی باتیں بتانا اور لعاب دہن ڈال کر کھارے پانی کے کنویں کو میٹھا کر دینا بھی معجزہ ہے مگر محبوب خدا ﷺ کے شایان شان نہیں ہے۔ صرف دو معجزات ایسے ہیں جو تاجدار کائنات ﷺ کے شایان شان ہیں۔ پہلا معجزہ قرآن مجید اور دوسرا معجزہ دیدار باری تعالیٰ۔

اب آپ کے سامنے جو میں نے خطبہ میں آیت تلاوت کی ہے۔ اس سے متعلق تفصیل سے عرض کروں گا۔

☆ نبی پاک ﷺ نے ہجرت سے دو سال قبل 27 رجب کی پرنور و پرکیف شب میں سفر معراج فرمایا جس کی ابتداء آپ کی پھوپھی حضرت ام ہانی کے مکان سے ہوئی۔ جہاں آپ آرام فرما تھے کہ جبریل نے حاضر بارگاہ ہو کر

آپ کو حطیم کعبہ میں لٹا دیا۔

قربان میں شان وعظمت کے سوئے ہیں چین سے بستر پر
جبریل امین حاضر ہوکر معراج کا مژدہ سناتے ہیں

صحیح بخاری حدیث 3887 حضرت مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: میں حطیم میں اور کبھی فرمایا۔ حطیم کی جگہ حجر میں لیٹا تھا کہ ایک آنے والا میرے پاس آیا تو اس نے (میرا سینہ) حلقوم سے زیر ناف تک چاک کر ڈالا۔ پھر ایمان سے لبریز سونے کا ایک طشت میرے پاس لایا گیا۔

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب ماثبت من السنہ میں فرماتے ہیں کہ سرکار ﷺ کے سینۂ مبارک کے شق ہونے اور قلب اطہر کے دھونے کا واقعہ چار مرتبہ ہوا۔

1۔ پہلی مرتبہ اس وقت جبکہ آپ قبیلہ بنو سعد میں اپنے رضاعی بھائی کے مکان کے پچھواڑے میں تھے اور کم سن تھے۔ اچانک آپ کا رضاعی بھائی دوڑتا ہوا آیا اور کہا۔ میرے ان قریشی بھائی کے پاس دو سفید پوش آئے اور انہوں نے آپ کا سینہ چاک کیا۔

خوف کی وجہ سے بی بی حلیمہ، بی بی آمنہ کے پاس آ کر ماجرا بیان کیا تو سیدہ آمنہ نے فرمایا۔ شاید تمہیں ان پر شیطان کے قابو پانے کا خوف ہے۔ اللہ کی

قسم! آپ پر شیطان کا ہرگز ہرگز کوئی اثر نہیں ہوسکتا اور میرے بیٹے کی تو شان ہی انوکھی ہے۔

2۔ دوسری مرتبہ اس وقت جبکہ آپ کی عمر دس سال تھی اور آپ جنگل میں تھے۔ خود آپ کا ارشاد کہ یہ واقعہ احکام نبوت کی ابتدائی منزل تھی۔

3۔ تیسری مرتبہ جبکہ آپ کی بعثت ہوئی اور آپ نے اعلان نبوت فرمایا۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے کہ آپ نے اور سیدہ خدیجہ نے ایک ساتھ ایک ماہ تک اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی۔

4۔ چوتھی مرتبہ آپ کا شق صدر شب معراج میں ہوا۔ آپ کے قلب اطہر کو سونے کے طشت میں رکھ کر آب زم زم سے غسل دیا گیا۔ جنت کے پانی کی بہ نسبت زم زم زیادہ افضل و پاکیزہ ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی پاک ہے وہ ذات جو لے گیا

☆ رب تعالیٰ نے "سُبْحٰنَ" فرما کر اعتراض کرنے والوں کی زبانوں کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیا۔ مثلاً ایک شخص آپ کے محلے میں رہتا ہو، ایک ماہ بعد آپ کو ملے۔ آپ اس سے پوچھیں کہ آپ کہاں گئے تھے؟ ایک ماہ بالکل غائب رہے۔ یہ سن کر اس شخص نے کہا میں امریکہ، لندن، اسپین اور کئی ممالک گھوم کر آیا

ہوں۔آپ سوچنے لگے۔یہ کیسے جاسکتا ہے؟اس کے پاس تو اتنا مال ہی نہیں ہے پھر یہ کیسے جاسکتا ہے۔آپ سوچ ہی رہے تھے کہ اتنے میں اس شخص نے کہا۔ مجھے صدر پاکستان لے گئے تھے۔یہ سن کر آپ کے کان فوراً کھڑے ہوجائیں گے کہ اگر اسے صدر پاکستان لے گیا تو یہ ضرور جاسکتا ہے۔

بلاتشبیہ ومثال رب تعالیٰ کے علم میں یہ تھا کہ میرے محبوب ﷺ کے سفر معراج پر لوگ اعتراض کریں گے کہ کیسے جاسکتے ہیں؟ کیسے گئے؟

''سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی'' فرما کر قیامت کے لئے رب تعالیٰ نے دنیا پر واضح کردیا کہ میرے محبوب ﷺ کے سفر معراج پر اعتراض کرنے والو! میرا محبوب ﷺ خود نہیں گیا۔انہیں ان کا رب لے گیا۔ وہ رب جس نے بغیر ستونوں کے آسمانوں کو قائم رکھے ہوئے ہے۔وہ لے گیا۔وہ رب لے گیا جیسے بغیر ماں باپ کے حضرت آدم علیہ السلام کو اور بغیر باپ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔تم جانے والے کو مت دیکھو، لے جانے والے کو دیکھو۔

☆ ''بِعَبْدِہٖ'' اپنے بندے کو۔ساری دنیا اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا بندہ کہتی ہے لیکن قربان جایئے عظمت مصطفی ﷺ پر کہ رب تعالیٰ انہیں اپنا بندہ ارشاد فرما رہا ہے۔اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا بندہ کہنا کمال نہیں بلکہ کمال تو یہ ہے کہ رب یہ فرمائے کہ یہ میرا بندہ ہے۔

☆ ''بِعَبْدِہٖ'' ثابت کررہا ہے کہ معراج روحانی نہ تھی جسمانی تھی۔ امام قرطبی علیہ الرحمہ الجامع لاحکام القرآن میں فرماتے ہیں: اگر معراج روحانی ہوتی تو ''بروح عبدہ'' آتا۔

امام جریر طبری علیہ الرحمہ جامع البیان میں فرماتے ہیں کہ معراج روح و جسم کے ساتھ تھی کیونکہ روح براق پر سوار نہیں ہوتی۔

امام قرطبی علیہ الرحمہ الجامع لاحکام القرآن میں فرماتے ہیں کہ معراج اگر خواب ہوتا تو اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی نشانی اور معجزہ نہ ہوتا۔ کفار کبھی معراج پر اعتراض نہ اٹھاتے، کفار کا اعتراض بھی ثابت کرتا ہے کہ معراج خواب نہ تھا کیونکہ خواب کا کوئی انکار نہیں کرتا مثلاً اگر کوئی شخص آپ کے علاقے کا رہنے والا ایک دن صبح سویرے آپ کے پاس آ کر کہے۔ جناب آج رات میں امریکہ، لندن، جرمنی، اسپین، سوئزرلینڈ حتیٰ کہ آدھی سے زیادہ دنیا گھوم آیا۔ آپ دل ہی دل میں سوچ رہے ہوں گے کہ پہلے اس کو کسی پاگل خانے میں داخل کروا کر اس کے دماغ کا علاج کروانا پڑے گا۔ یہ راتوں رات آدھی سے زیادہ دنیا گھوم کر کیسے آ سکتا ہے۔ ابھی آپ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ اس شخص نے آپ سے کہا خواب میں آدھی سے زیادہ دنیا گھوم کر آیا ہوں۔

اب آپ کہیں گے کہ اگر تو خواب میں گیا ہے تو پھر آدھی سے زیادہ کیا پوری

دنیا بھی گھوم کر آ سکتا ہے۔معلوم ہوا کہ خواب پر کسی کو اعتراض نہیں ہوتا۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تصدیق کی فضیلت نہ ہوتی کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کو معراج روحانی وجسمانی کی تصدیق کرنے پر ''صدیق'' کا لقب عطا فرمایا گیا۔

☆معراج خواب میں نہ ہوئی تھی

علامہ محمد بن احمد مالکی قرطبی علیہ الرحمہ الجامع لاحکام القرآن جز 10 ص 189 (مطبوعہ دارالفکر بیروت) پر فرماتے ہیں کہ اگر واقعہ معراج خواب ہوتا ہے۔سورۂ نجم میں یہ ارشاد نہ ہوتا۔

القرآن: مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی (سورۃ النجم، آیت 17)

ترجمہ: نہ نظر ایک طرف مائل ہوئی اور نہ حد سے بڑھی

یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ یہ بیداری کا واقعہ تھا۔

☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے شب معراج آقا ﷺ کے جسم کو گم نہیں پایا۔

تفسیر روح المعانی میں علامہ سید محمود آلوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ واقعہ معراج کے وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر بہت کم تھی۔(تقریباً ساڑھے

سال کی) اس وقت آپ باقاعدہ حضور ﷺ کی زوجیت میں بھی نہیں تھیں لہذا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت صحیح نقل نہیں کی گئی۔

معراج مکۃ المکرمہ میں ہوئی جبکہ رسول پاک ﷺ کا نکاح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مدینہ میں ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مدینے کی بات کر رہی ہیں۔

☆ ''بعبدہٖ'' اپنے بندے کو۔ اپنے رسول کو لے گیا۔ رسول کیوں نہیں کہا بندہ کیوں کہا۔ رسول وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس سے بندوں کی طرف آئے اور ''عبد'' بندہ وہ ہوتا ہے جو بندوں کی جانب سے اللہ تعالیٰ کے پاس جائے۔

☆ ''لیلا'' رات کے قلیل حصے میں

حضرت امام آلوسی علیہ الرحمہ تفسیر روح المعانی جلد 8 ص نمبر 13 پر فرماتے ہیں کہ معراج شریف رات کے بعض حصے میں واقع ہوئی اور سرور کونین ﷺ جس وقت تشریف لے کر گئے۔ اسی لمحہ واپس تشریف لے آئے۔ اس بعض کی بھی کوئی مقدار معین نہیں کی گئی۔ بعض آثار میں وارد ہوا ہے کہ آپ جب واپس تشریف لائے تو بستر نیند کے اثر سے ٹھنڈا نہیں ہوا تھا اور کہا گیا کہ جاتے ہوئے درخت کی جس ٹہنی سے آپ کا عمامہ ٹکرایا تھا۔ جب آپ واپس آئے تو اس ٹہنی کو

ہلتا پایا۔

☆ تفسیر روح البیان جلد 5 ص نمبر 125 پر علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو آپ کے کوزہ سے جو پانی بوقت وضو گرا تھا۔ واپس تشریف لائے تو یہ حال تھا کہ وہ وضو کا پانی پوری طرح بہا بھی نہ تھا۔

☆ محبوب خدا ﷺ کے استقبال کے لئے پورا نظام روک لیا گیا

جب کوئی دوسرے ملک کا سربراہ مملکت ہمارے ملک میں آئے تو پورے علاقے کا ٹریفک اور نظام روک لیا جاتا ہے، جب تک وہ وہاں سے گزر نہ جائے۔ اس وقت تک نظام معطل رہتا ہے۔ بلا تشبیہ و مثلاً میرے آقا ﷺ اللہ تعالیٰ کے مہمان بن کر جب اس کائنات سے اس جہان میں تشریف لے گئے تو آپ کی آمد کی وجہ سے کائنات میں موجود ہر شے حتیٰ کہ وقت بھی ٹھہر گیا۔

☆ جان کائنات ﷺ کے تشریف لے جانے سے کائنات کا جسم رک گیا

میں آپ کو ایک گھڑی کی مثال دیتا ہوں۔ ایک گھڑی میں مثال کے طور پر

رات کے گیارہ بجے ہیں۔ میں اس گھڑی سے اس کی جان جو پینسل سیل ہیں، وہ نکال دوں اور ایک ماہ بعد اس گھڑی کو دیکھوں تو وہی گیارہ بج رہے ہوں گے۔ مطلب یہ کہ گھڑی میں سے میں نے اس کی جان سیل کو نکال لیا تو گھڑی رک گئی۔ بلا تشبیہ بلا تشبیہ محبوب خدا ﷺ جان کائنات ہیں جب جان کائنات محبوب خدا ﷺ اس کائنات سے تشریف لے گئے تو کائنات بے جان ہوگئی۔ وقت بھی رک گیا، زمانہ بھی رک گیا، کائنات کی حرکت رک گئی، بستر واپسی تک گرم ہی تھا اور وضو کا پانی بھی بالکل وہی تھا اور جب محبوب ﷺ تشریف لے آئے، پوری کائنات کا نظام دوبارہ چلنا شروع ہو گیا۔

☆"مسجد الحرام الی المسجد الاقصی" مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک

سنن نسائی حدیث 446، انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی، نبی پاک ﷺ نے فرمایا میرے پاس ایک جانور لایا گیا جو کہ گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا۔ جس کا قدم تا حد نگاہ پڑتا۔ (براق کے بھیجنے میں حکمت، آپ کی تعظیم و تکریم مقصود تھی جس طرح محبین اپنے محبوبوں کے پاس گھوڑا بھیجتے تھے۔ رب نے براق کو بھیجا۔

(مدارج النبوت،ص214)

جبریل براق سجا کر کہ فردوس بریں سے لے آئے
کیا خوب سہانا ہے منظر مہمان خدا کے آتے ہیں

جب آپ براق کی رکاب میں پائے اقدس رکھنے لگے تو براق نے شوخی کی۔اس وقت جبریل نے براق سے کہا تجھے کیا ہو گیا ہے۔کیوں شوخی کرتا ہے تجھ پر سرکار ﷺ سے زیادہ بزرگ تر سوار نہیں ہوا پھر براق زمین پر بیٹھ گیا۔اس کے بعد آپ نے اس کی پشت پر سواری فرمائی۔(مدارج النبوت،ص214)

براق کا جھومنا ناز وفخر کی وجہ سے تھا کہ آج مجھ پر محبوب خدا سوار ہو رہے ہیں،جیسا کہ جبل ثبیر جھومنے لگا تھا۔

میں اس جانور پر سوار ہوا۔میرے ساتھ جبریل تھے۔میں روانہ ہوا تو جبریل نے عرض کی۔اتر کر نماز ادا فرمائیں تو میں نے نماز ادا کی۔

جبریل نے عرض کیا۔آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے کس جگہ نماز ادا فرمائی (پھر معاً خود جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں) آپ نے طیبہ(مدینہ منورہ) میں نماز ادا فرمائی۔اسی جانب آپ کی ہجرت ہوگی۔

پھر جبریل نے (ایک اور جگہ) اتر کر نماز ادا کرنے کو کہا۔آپ نے طور سینا پر نماز ادا فرمائی ہے جہاں اللہ نے حضرت موسیٰ کو ہمکلامی سے مشرف فرمایا تھا۔

پھر (ایک اور جگہ) اتر کر نماز ادا کرنے کو کہا۔ آپ نے بیت اللحم میں نماز ادا فرمائی جو حضرت عیسیٰ کی جائے ولادت ہے۔

نمازیں ادا فرمانے کے بعد آپ بیت المقدس کی طرف رواں دواں تھے کہ راستے کے کنارے ایک بوڑھی عورت کھڑی تھی۔ آپ نے جبریل سے فرمایا۔ یہ کون ہے؟ عرض گزار ہوئے۔ آپ آگے بڑھتے چلیں تو آپ آگے بڑھتے چلے گئے۔ پھر کسی نے راستے کے کنارے سے آپ کو پکارتے ہوئے کہا اے محمد ﷺ ادھر آئیں۔

لیکن پھر جبریل عرض گزار ہوئے آپ بڑھتے چلیں تو آپ آگے بڑھتے چلے گئے۔

دلائل نبوۃ للبیہقی جلد 2 ص 326 راوی انس بن مالک پھر ایک جماعت سے آپ کا سامنا ہوا۔ انہوں نے آپ کو سلام عرض کرتے ہوئے کہا۔ اے اول آپ پر سلامتی۔ اے آخر اے حاشر آپ پر سلامتی ہو۔ پھر جبریل نے عرض کیا۔ اے محمد ﷺ آپ (ان کے) سلام کا جواب عطا فرمائیں تو آپ نے جواب سے نوازا۔

صحیح مسلم حدیث 4379 راوی انس: فرمایا میں معراج کی رات حضرت موسیٰ کی قبر کے پاس سے گزرا جو ریت کے سرخ ٹیلے کے پاس واقع ہے۔

یُصَلِّیْ فِیْ قَبْرَہٖ موسیٰ اپنی قبر میں نماز ادا کر رہے تھے۔ نبی پاک ﷺ کو دیکھ کر کہنے لگے۔ (**اَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ** میں شہادت دیتا ہوں آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں)

یہاں تک سفر طے کرنے کے بعد آپ کو ندا دینے والی بڑھیا، نامعلوم شخص اور آپ کی بارگاہ میں سلام کا نذرانہ پیش کرنے والی جماعتیں کون تھیں، تعارف پیش کرتے ہوئے جبریل عرض گزار ہوتے ہیں۔

☆ دلائل النبوۃ للبیہقی: جس بڑھیا کو آپ نے راستے کے کنارے دیکھا تھا، وہ دنیا تھی جس کی عمر صرف اتنی ہی باقی رہ گئی ہے، جتنی عمر اس بڑھیا کی، جس نے آپ کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا، وہ دشمن خدا ابلیس تھا کہ جو چاہتا تھا کہ آپ اس کی طرف مائل ہوجائیں اور جنہوں نے آپ پر سلام کا ہدیہ پیش کیا۔ وہ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام تھے۔

☆ اس کے بعد آپ بیت المقدس میں داخل ہوتے ہیں جہاں تمام انبیاء تشریف فرما تھے تو حضرت جبریل نے (امامت کے لئے) آپ کو آگے بڑھا دیا تو آپ نے انبیاء کی امامت فرمائی۔ (انبیاء کو سرکار ﷺ کے مقتدی بننے کا شرف حاصل ہوا۔)

نماز سے فراغت کے بعد چند انبیاء نے حمد الٰہی اور اظہار انعام الٰہی سے

لبریز خطبے فرمائے اور آخر میں آپ نے بھی خطبہ دیا۔ دلائل النبوت للبیہقی۔ خطبہ کے الفاظ:

تمام تعریفیں اس ذات کے لئے جس نے مجھے تمام جہان کے لئے رحمت اور تمام لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا اور مجھ پر فرقان (حق و باطل میں خط امتیاز کھینچنے والی کتاب) کا نزول فرمایا۔ جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ظاہر ہونے والی تمام امتوں میں میری امت کو خیر امت، وسط امت اور اولین و آخرین بنایا۔ میرا سینہ کشادہ، میرا بوجھ ہلکا اور میرا ذکر بلند فرمایا اور مجھے فاتح و خاتم بنا کر بھیجا۔ (اس پر ابراہیم نے کہا اے محمد ﷺ اس بناء پر حق نے آپ کو نسب سے افضل فرمایا ہے۔) (سنن نسائی حدیث 446)

مسجد اقصیٰ کیوں لے جایا گیا

نبی پاک ﷺ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کیوں لے جایا گیا؟ اللہ وحدہ لاشریک چاہتا تو مسجد حرام سے ہی آسمانوں پر بلا لیتا، مسجد اقصیٰ کیوں لے جایا گیا؟ چند وجوہات کی وجہ سے نبی پاک ﷺ کو مسجد اقصیٰ لے جایا گیا۔

پہلی حکمت ہر ستون دعا کرتا تھا

تفسیر روح المعانی جلد 8 ص 14 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت میں

ہے۔مسجد اقصیٰ کے تمام ستونوں نے دعا کی۔ہمیں ہر نبی کی برکت سے حصہ ملا ہے۔ہمیں محمد مصطفی ﷺ کی زیارت کا شوق ہے۔اے اللہ! ہمیں ان کی زیارت سے مشرف فرما۔ان ستونوں کی دعا کی قبولیت میں تعجیل کی وجہ سے معراج کا آغاز مسجد اقصیٰ سے ہوا۔

دوسری حکمت مسجد اقصیٰ میں نماز،
سنت رسول ﷺ بن جائے

تیسری حکمت علامہ آلوسی علیہ الرحمہ تفسیر روح المعانی میں بیان کرتے ہیں ظاہر ہوجائے کہ آپ ﷺ سب کے امام ہیں۔

چوتھی حکمت علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی آٹھویں جلد صفحہ نمبر 14 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت میں فرماتے ہیں۔آسمان کا وہ دروازہ مصعد الملائکہ ہے۔ یہ بیت المقدس کے عین اوپر ہے، کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔بے شک اللہ تعالیٰ نے آسمان دنیا سے ایک دروازہ بیت المقدس پر کھولا ہے جس سے ہر دن ستر ہزار ملائکہ اترتے ہیں جو کہ اس شخص کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو بیت المقدس آئے اور وہاں نماز پڑھے، پس رسول اللہ ﷺ کو اولا اسی طرف معراج کروائی گئی پھر آسمان کی طرف تاکہ سیدھا اوپر چڑھا جائے۔

تیسری حکمت آمدِ محبوب خدا ﷺ کے بعد

مسجد اقصیٰ میں نماز کا ثواب بڑھا دیا گیا

حدیث شریف=سنن ابن ماجہ کی حدیث 1473 ہے۔رسول پاک ﷺ نے فرمایا جو اپنے گھر میں نماز پڑھے، اسے ایک نماز کا، جو محلے کی مسجد میں نماز پڑھے، اسے پچیس نمازوں کا، جو جامع مسجد میں نماز پڑھے، اسے پانچ سو نمازوں کا، جو مسجد اقصیٰ اور میری مسجد میں نماز پڑھے، اسے پچاس ہزار کا اور جو مسجد حرام میں نماز پڑھے، اسے ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔

☆ الَّذِی بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ کے گرداگرد برکت سے مراد مزارات انبیاء علیہم السلام ہیں۔معلوم ہوا کہ اہل اللہ کے مزارات برکتوں کا مرکز ہیں وہاں ہمہ وقت رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔اسی لئے ہم اہل اللہ کے مزارات پر حاضری دیتے ہیں تا کہ وہاں جو رحمتیں برستی ہیں، ان میں سے کچھ حصہ ہمیں بھی مل جائے اور ہماری بھی بگڑی بن جائے۔الغرض کہ ہم مزارات پر برکتیں لینے جاتے ہیں مگر میرے آقا ﷺ برکتیں دینے تشریف لے گئے۔

(جب سرکار ﷺ مسجد سے باہر تشریف لائے تو جبریل نے ایک پیالہ

شراب اور ایک دودھ کا پیش کیا اور عرض کیا۔ آپ کو اختیار ہے جو پیالہ چاہیں، نوش فرما سکتے ہیں۔ آپ نے دودھ پسند فرمایا۔ آپ نے فطرت کو اختیار فرمایا۔ اس جگہ فطرت سے مراد اسلام اور استقامت ہے۔ (مدارج النبوت ص 215) (اگر آپ شراب کو اختیار فرماتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی، اس کے پینے میں پڑ جاتی جو کہ مادہ فساد اور خباثت ہے) (مدارج النبوت ص 216)

اس کے بعد جنت الفردوس سے ایک سیڑھی لائی گئی جس کے دائیں بائیں فرشتے تھے، آپ اس سے آسمانوں پر پہنچے۔ (مدارج النبوت)

خدا ہی دے صبر جان پرغم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم
جب ان کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولہا بنا رہے تھے
بچا جو تلووں کا ان کے دھوون بنا وہ جنت کا رنگ و روغن
جنہوں نے دولہا کی پائی اترن وہ پھول گلزار نور کے تھے
جھلک سی اک قدسیوں پر آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی
سواری دولہا کی دور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے

☆معراج کے پانچ مرحلے

1۔ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک براق پر سواری

2۔مسجد اقصیٰ سے پہلے آسمان پر سیڑھی کے ذریعے جو جنت الفردوس سے لائی گئی۔(مدارج النبوت)

3۔فرشتوں کے پروں پر سوار ہو کر ساتویں آسمان پر تشریف لے گئے۔

4۔ جبریل امین علیہ السلام کے پروں پر سوار ہو کر سدرۃ المنتہیٰ جلوہ گر ہوئے۔

5۔پھر رفرف پر سوار ہو کر قاب قوسین تشریف لے گئے۔

☆اب سیڑھی کے ذریعے پہلے آسمان پر

سات آسمان بھی اللہ تعالیٰ کی شان قدرت کی زندہ مثال ہیں۔ایک تحقیق یہ بھی ہے کہ رب تعالیٰ نے سات آسمان کس چیز کے پیدا فرمائے ہیں۔

کتاب العظمۃ ص نمبر 557 پر ہے کہ حضرت ربیع بن انس علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ پہلا آسمان تھمی ہوئی موج ہے۔دوسرا آسمان چٹان ہے، تیسرا آسمان لوہے کا ہے، چوتھا آسمان تانبے کا ہے، پانچواں آسمان چاندی کا ہے، چھٹا آسمان سونے کا ہے اور ساتواں آسمان یاقوت کا ہے۔

☆آسمان اور عرش کے درمیان فاصلہ

کتاب العظمۃ صفحہ نمبر 281 پر ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں کہ پہلے آسمان سے دوسرے آسمان کا فاصلہ پانچ سوسال کا ہے۔ تیسرے آسمان کا فاصلہ اس کے نیچے والے آسمان سے اوپر والے آسمان سے پانچ سوسال کا فاصلہ ہے۔ ہر آسمان کے درمیان فاصلہ پانچ سوسال کا ہے۔

ساتویں آسمان اور کرسی کے درمیان فاصلہ پانچ سوسال ہے اور عرش پانی پر ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاص تجلی عرش پر ہے۔ اس کو معلوم ہے کہ تم کس حالت میں ہو۔

کیا شان ہے محبوب پروردگار شفیع روز شمار ﷺ کی کہ اتنی بڑی مسافت ہزاروں برس کا فاصلہ پلک جھپکنے سے پہلے طے فرمالیا۔

☆ آسمان کا دروازہ کھلوایا

دلائل النبوۃ جلد 2 ص 393 پر ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے آسمان کا دروازہ کھلوایا: پوچھا گیا کون؟ کہا جبریل، پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ کہا محمد ﷺ! پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں۔ (اس کے بعد آسمان کا دروازہ کھولا گیا)

آسمان کا دروازہ تاجدار کائنات ﷺ کی بدولت جبریل علیہ السلام کے لئے کھلا۔ معلوم ہوا کہ عزت وعظمت کا دروازہ، اسلام کا دروازہ، قبولیت کا

دروازہ، روشنی کا دروازہ، شفاعت کا دروازہ، جنت کا دروازہ بھی تاجدار کائنات ﷺ کی بدولت کھلے گا۔

سنن نسائی حدیث 453 میں ہے۔ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ دوسرے آسمان پر دونوں خالہ زاد بھائی حضرت عیسیٰ و یحییٰ علیہم السلام سے ملاقات ہوئی۔ تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ چوتھے آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ پانچویں آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ (مدارج النبوت، ص 217) پر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام، میرے مولا ﷺ کو دیکھ کر رونے لگے اور کہنے لگے کہ ایک ہستی میرے بعد تشریف لائی۔ انہیں ایسا برگزیدہ بنایا گیا کہ ان کی اُمّت میری اُمّت سے پہلے جنت میں داخل ہوگی) یہ حسد کی وجہ سے نہ تھا، اس عالم میں حسد کہاں)

ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ادریس و حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے علاوہ دیگر انبیاء کو تو اپنی قبور میں ہونا چاہئے جبکہ یہ تو مسجد اقصیٰ میں بھی موجود تھے، آسمانوں پر موجود ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو اپنی قبر انور میں نماز پڑھ رہے

تھے، اس کے بعد مسجد اقصیٰ میں بھی موجود تھے اور چھٹے آسمان پر بھی جلوہ گر ہیں، معاملہ کیا ہے؟

یہ شان وعظمت ہے انبیاء کرام علیہم السلام کی کہ ان کو ان کے رب نے بعداز وصال بھی ایسی طاقت وقوت عطا فرمائی کہ جب چاہیں جہاں چاہیں جسم و جسمانیت کے ساتھ تشریف لے جاسکتے ہیں۔

☆ آسمانوں کی معراج

درۃ الناصحین ص118

علامہ عثمان بن حسن بن احمد الخوبری:

زمین وآسمان میں مناظرہ

زمین وآسمان سے بولی میں تجھ سے افضل ہوں۔ اس لئے کہ رب نے شہروں، دریاؤں، نہروں، درختوں، پہاڑوں سے مجھے زینت عطا کی۔

آسمان نے جواب دیا میں تجھ سے بہتر ہوں اس لئے کہ سورج، چاند، ستارے، آسمان، عرش وکرسی اور جنت مجھ میں ہے۔

زمین نے کہا: مجھ میں کعبہ ہے جس کی زیارت اور طواف انبیاء ومرسلین، اولیاء اور عام مومنین کرتے ہیں۔

آسمان نے جواب دیا: مجھ پر بیت المعمور ہے اس کا طواف ملائکہ کرتے ہیں اور مجھ میں جنت ہے جو تمام انبیاء ومرسلین، تمام اولیاء وصالحین کی مقدس روحوں کا ٹھکانا ہے۔۔

زمین نے کہا محبوب خدا نے مجھ میں اقامت فرمائی اور آپ نے شریعت مجھ پر جاری فرمائی ہے۔

جب آسمان نے یہ سنا تو جواب دینے سے عاجز آ گیا، چپ ہو گیا۔

پھر آسمان نے عرض کی۔ اے اللہ تو ہی مضطر کی مدد فرماتا ہے، جب وہ تجھے پکارے: تو اپنے محبوب کو میری طرف بلا کہ میں ان سے شرف حاصل کروں جس طرح تو نے زمین کو ان کے جمال سے شرف بخشا ہے۔ اللہ نے اس کی دعا قبول کی اور معراج کی رات آسمان کو یہ شرف عطا فرمایا۔

ملائکہ کی معراج

☆ معارج النبوۃ میں ہے: جب اللہ نے فرشتوں سے فرمایا۔ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں: تو فرشتوں نے عرض کی: بولے کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے اور خونریزیاں کرے۔ اللہ نے فرمایا مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے۔

یعنی میں آدم کی اولاد سے اپنا محبوب پیدا کروں گا، فرشتو! تمہاری نظر فسادیوں پر ہے اور میری نظر محبوب کی آمد پر ہے۔ جن کے صدقے، میں نے تمام کائنات بنائی ہے۔ جب فرشتوں نے یہ سنا تو دیدار کے مشتاق ہو گئے اور اللہ کی بارگاہ میں عرض کی۔ اے مالک و مولا! ایک بار تو اپنے محبوب کو آسمانوں پر بلا تاکہ ہم ان کی زیارت سے مشرف ہو سکیں۔ رب تعالیٰ نے فرشتوں کی التجا قبول فرمائی اور معراج کی رات اپنے محبوب کو آسمانوں پر بلا کر فرشتوں کو زیارت کروائی۔

☆ اب پیارے محبوب رسول اعظم ﷺ حضرت جبریل علیہ السلام کے نورانی پروں پر سوار ہو کر سدرۃ المنتہیٰ تشریف لے گئے۔

☆ سدرہ المنتہیٰ کیا ہے؟

امام قرطبی الجامع لاحکام القرآن جز 17 ص 89 میں فرماتے ہیں۔ سدرۃ المنتہیٰ کی وجہ تسمیہ میں نو اقوال:

1۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ نیچے کی تمام چیزوں کی انتہا اس درخت پر ہوتی ہے اور اوپر کی تمام چیزوں کی انتہا بھی اس درخت پر ہوتی ہے۔

2۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ تمام نبیوں کے علوم کی انتہا سدرہ پر

ہوجاتی ہے اور اس کے پار کی چیزوں کا علم اس سے غائب ہے۔

3۔ضحاک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اعمال کے اوپر چڑھنے کی انتہا سدرہ پر ہوتی ہے اور یہاں سے ان کو وصول کرلیا جاتا ہے۔

4۔کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ملائکہ اور عام انبیاء کی انتہا سدرہ ہے۔

5۔ربیع بن انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ارواح شہداء کی انتہا سدرہ پر ہے۔

6۔قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ارواح مومنین کی انتہا سدرہ پر ہے۔

7۔مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: سرکار ﷺ کی سنت اور آپ کے منہاج کے موافق چلنے والے ہر شخص کی انتہا سدرہ ہے۔

8۔حضرت کعب کا دوسرا قول ہے کہ اس درخت کی بلند شاخوں کی انتہا حاملین عرش کے سروں کے اوپر ہے اور وہیں مخلوق کے علوم کی انتہا ہوئی ہے، اس درخت کی جڑیں چھٹے آسمان میں ہیں اور اس کا تنا ساتویں آسمان میں ہے۔

9۔جو سدرہ تک پہنچ گیا، وہ اپنے کمالات کی انتہا تک پہنچ گیا۔

☆سدرہ بیری کا ایک درخت ہے اور اس کی جڑیں چھٹے آسمان میں ہیں اور سدرہ ساتویں آسمان اور اس سے اوپر والوں کے درمیان برزخ ہے۔ نیچے سے جو چیزیں اوپر چڑھتی ہیں، وہ سدرہ سے اوپر نہیں جاسکتیں۔ اوپر سے جو چیزیں نیچے اترتی ہیں، وہ سدرہ سے نیچے نہیں جاسکتیں اور ہمارے آقا ﷺ شب

معراج جاتے ہوئے سدرہ سے اوپر گئے اور واپسی میں سدرہ سے نیچے بھی آئے۔اس سے معلوم ہوا کہ ہر مخلوق کی ایک حد ہے اور تمام مخلوق میں صرف سرکار ﷺ ایسے ہیں جن کی کوئی حد نہیں، آپ جب نیچے سے اوپر گئے تو نیچے والوں کی حد توڑ دی اور جب اوپر سے نیچے آئے تو اوپر والوں کی حد توڑ دی۔امام بوصیری بول اٹھے۔ (تبیان القرآن،جلد 11،ص499)

فان رسول الله ليس له

حد فيعرب عنه ناطق بفم

بے شک رسول اللہ ﷺ کے کمالات کی

کوئی ایسی حد نہیں ہے کہ جس کو کوئی بتانے والا اپنے منہ سے

بتا سکے

☆ بخاری باب المعراج حدیث نمبر 3887 پر ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: مجھے سدرۃ المنتہیٰ لایا گیا جس کے پھل مقام ہجر کے مٹکوں جیسے (بڑے بڑے) اور پتے ہاتھی کے کانوں جیسے تھے۔آپ ﷺ نے چار نہریں دو ظاہر اور دو باطن ملاحظہ فرمائیں۔ میں نے کہا اے جبریل! یہ کیا ہیں؟ تو عرض گزار ہوئے، خفیہ نہریں تو یہ جنت کی ہیں اور ظاہری نہریں تو یہ نہر نیل اور نہر فرات ہیں۔

پھر مجھے بیت المعمور لایا گیا جہاں کا ہر وقت فرشتے طواف کرتے ہیں۔

بیت المعمور، بیت اللہ کے عین اوپر کی سیدھ میں ہے۔خصائص الکبریٰ میں ہے کہ بیت المعمور میں نبی پاک ﷺ نے ملائکہ کی امامت فرمائی۔

صحیح بخاری حدیث 349 ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا پھر مجھے مقام مستویٰ لایا گیا جہاں میں نے قلم (چلنے) کی چر چراہٹ سنی۔

یہی مقام مستویٰ ہے جس سے پہلے حضرت جبریل امین علیہ السلام آپ ﷺ کے راہی بھی رہے اور ساتھی بھی رہے لیکن مقام مستویٰ سے نہ کوئی راہی نہ ساتھی۔

تفسیر روح البیان میں علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مقام مستویٰ پر پہنچ کر حضرت جبریل علیہ السلام عرض گزار ہوئے۔ اے میرے آقا ﷺ! یہاں تک میری حد ہے۔اس سے آگے میں ایک انچ بھی نہیں بڑھ سکتا۔اگر آگے بڑھا تو جل جاؤں گا۔

اس مقام پر علمائے اسلام نے قلم اٹھایا اور لکھا کہ اے مسلمانو! جان لو جہاں پر جبریل علیہ السلام کے مقام کی انتہا ہوتی ہے، وہاں سے مقام مصطفی ﷺ شروع ہوتا ہے۔

☆حضرت جبریل علیہ السلام کی خواہش

حضرت جبریل علیہ السلام نے ایک عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! میری ایک آرزو ہے جو آپ پوری فرمادیں یہ سن کر رسول پاک ﷺ نے فرمایا، کہو کیا آرزو ہے؟ عرض کی جب روز محشر آپ ﷺ کی اُمّت پل صراط سے گزرے تو مجھے ان کے پاؤں کے نیچے اپنے پر بچھانے کی اجازت مل جائے۔

سبحان اللہ! حضور ﷺ کے صدقے آپ کی اُمّت کو بھی کس قدر شان سے نوازا گیا کہ ملائکۃ الرسول حضرت جبریل علیہ السلام روز محشر ان کے پاؤں کے نیچے اپنے نورانی پروں کو بچھانے کی تمنا کر رہے ہیں۔

سرکار ﷺ! اللہ کی بڑی بڑی نشانیوں کو ملاحظہ فرما چکے تو اب قرب خاص میں باریابی اور حضوری کا وقت آیا اور آپ آخر تک پہنچے اور تمام سے انقطاع تام ہوگیا۔ آپ تنہا رہ گئے۔ کوئی فرشتہ اور انسان آپ کے ساتھ نہ رہا۔

ہنوز ستر نورانی حجاب ایسے ہیں، کہ ایک حجاب دوسرے حجاب کے ہم مثل نہ تھا۔ روایت میں آیا ہے کہ حجاب کی تہہ (موٹائی) پانچ سو برس کی راہ تھی۔

☆ کتاب العظمۃ ص 265: عبداللہ بن عمر العاص اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اللہ کے اردگرد نور اور تاریکی

کے ستر ہزار پردے ہیں جو کوئی بھی ان پردوں کی آواز سن لے، اس کی جان نکل جائے۔

اس وقت خاص قسم کی حیرت و دہشت اور حق تعالیٰ کی جلالت وعظمت پیش آئی۔ منادی نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہم آوازی میں ندادی کہ **قِفْ یَا مُحَمَّدُ فَاِنَّ رَبَّکَ یُصَلِّیْ** (اے محمد ٹھہریئے بے شک آپ کا رب صلوٰۃ بھیجتا ہے)

آپ متفکر ہوئے کہ ابوبکر کی آواز کہاں سے آئی۔ آپ کو اس آواز سے ایک انس معلوم ہوا اور اس وحشت سے باہر نکلے جو درپیش تھی۔ پھر حضرت حق جل جلالہ سے ندا آئی۔ **اُدْنُ یَا خَیْرَ الْبَرِیَّۃِ اُدْنُ یَا اَحْمَدُ اُدْنُ یَا مُحَمَّدُ** (اے ساری مخلوق سے افضل قریب ہوجایئے، اے احمد قریب ہوجایئے، پھر میرے رب نے مجھے اپنے سے اتنا قریب فرمالیا اور میں اتنا نزدیک ہوگیا کہ جیسے کہ خود فرمایا **ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی** (پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا۔ پھر خوب اتر آیا تو اس جلوہ اور محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم) پھر میرے رب نے مجھ سے کچھ دریافت فرمایا تو مجھ میں اتنی تاب نہ تھی کہ جواب دے سکتا۔ اس وقت اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان بے کیف وحد بڑھایا۔ میں

نے اس کی ٹھنڈک کو اپنے سینہ گنجینہ میں محسوس کی۔اس وقت مجھے اولین وآخرین کا علم عطا فرمایا اور طرح طرح کے علوم تعلیم فرمائے جن میں سے ایک علم ایسا تھا جس کے ظاہر نہ کرنے کا عہد مجھ سے لیا گیا کہ اسے کسی سے نہ کہوں اور ہر کوئی اس کے برداشت کی طاقت بھی نہیں رکھتا سوائے میرے۔(ترمذی)

☆نمازوں کا تحفہ

بخاری: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری اُمّت پر پچاس نمازیں فرض فرمائیں، میں اس حکم کے ساتھ واپس آیا، یہاں تک کہ میں موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس پہنچا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اُمّت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا پچاس نمازیں: کہا: اپنے رب کی بارگاہ میں واپس جایئے کہ آپ کی اُمّت اتنی نمازیں پڑھنے کی طاقت نہیں رکھے گی، میں بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے کچھ حصہ کم فرما دیا پھر واپس آ کر موسیٰ (علیہ السلام) کو بتایا کہ اللہ نے کچھ کم کر دی ہیں۔انہوں نے کہا آپ پھر جائیں کہ آپ کی اُمّت اس کی طاقت نہ رکھ سکے گی، میں پھر گیا تو اللہ نے ان میں سے کچھ اور کم کر دیا۔میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔انہوں نے پھر کہا کہ آپ واپس جائیں کہ آپ کی اُمّت اتنی نمازوں کی طاقت نہ رکھ سکے گی، میں پھر

بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوا تو اللہ نے فرمایا، یہ نمازیں پانچ ہیں لیکن ان کا ثواب پچاس کے برابر ہوگا کہ میرا قول نہیں بدلتا۔ میں پھر جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر کہا کہ واپس جایئے، میں نے کہا اب مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی التجا

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتے رہے حتیٰ کہ ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک ہی حجاب رہ گیا۔ جب انہوں نے اپنے اس مقام کو دیکھا اور قلم کے چلنے کی آواز کو سنا تو اس وقت عرض کیا (اے میرے پروردگار! اپنا دیدار مجھے کروادے، میں ایک نظر دیکھ لوں) (تفسیر درمنثور جلد 4، ص373، کتاب العظمۃ)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اصرار پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔یتیم کا حق مارنا کیسا ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، ظلم ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا بلا حجاب دیدار عرب کے دریتیم کا حق ہے جو میرا محبوب ہے اور خاتم المرسلین ہے اگر وہ نہ ہوتا تو اے موسیٰ تم بھی نہ ہوتے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ کاش میں ان کی اُمّت میں ہوتا تو ان کی زیارت کا شرف پاتا۔رب کریم نے

فرمایا ایک شب میں انہیں معراج پر بلواؤں گا، اس وقت تم ان کا دیدار کرنا اور ان کی آنکھوں کی زیارت کر کے میرے جلوے دیکھنا (معارج النبوت، بحار الانوار)

حضرت موسیٰ علیہ السلام بار بار نبی پاک ﷺ کو بارگاہ رب العزت میں بھیج کر ان کی آنکھوں میں رب تعالیٰ کے جلوے دیکھ رہے تھے۔

☆ نبی پاک ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا

1۔ مسند امام احمد ابن حنبل میں حدیث پاک ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے رب کو دیکھا۔

امام سیوطی علیہ الرحمہ اپنی کتاب خصائص کبریٰ اور علامہ عبدالرؤف مناوی علیہ الرحمہ شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

2۔ ترمذی شریف ابواب تفسیر القرآن حدیث 1602: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا ہے، یہ حدیث حسن ہے۔

3۔ ابن عساکر حدیث نقل کرتے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دولت کلام بخشی اور مجھے اپنا دیدار عطا فرمایا اور شفاعت کبریٰ وحوض کوثر سے فضلیت بخشی۔

☆معراج سے واپسی کا منظر

قرآن مجید فرقان حمید اس کو یوں بیان کرتا ہے۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝ تمہارے صاحب نہ بھکے نہ بے راہ چلے

☆تفسیر کبیر میں امام رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔اس کا معنیٰ مطلق ستارہ لیں تو ستارے دو قسم کے ہیں۔ایک وہ جو آسمان پر ہیں جن سے ہدایت اور رہنمائی لی جاتی ہے اور دوسرے وہ جن سے شیطان کو مارا جاتا ہے اور ان کے سبب شیطان آسمانوں سے دور ہوتا ہے۔

سرکار ﷺ سے بھی ہدایت لی جاتی ہے اور آپ کے سبب شیطان زمین سے دور ہوتا ہے۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝

آنکھ کی طرف نہ پھری نہ حد سے بڑھی

فرق مطلوب و طالب میں دیکھے کوئی

قصۂ طور و معراج سمجھے کوئی
کوئی بے ہوش، جلوؤں میں گم ہے کوئی
کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

☆المعجم الصغیرللطبرانی جلد 1 ص 65 / شفا شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکار ﷺ نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ سے کلام کیا (اور تجلی دیکھی) تو وہ اندھیری رات میں سیاہ چیونٹی کو دس فرسخ (تیس میل) کے فاصلے سے صفا پر دیکھ لیتے۔

ایک تجلی کو جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا تو ان کی نگاہوں کا یہ عالم ہو گیا کہ اندھیری رات میں سیاہ چیونٹی کو دس فرسخ (تیس میل) کے فاصلہ سے صفا کی پہاڑی پر دیکھ لیتے۔

تو جس آقا کریم ﷺ نے بلاحجاب سر کی آنکھوں سے رب تعالیٰ کا دیدار کیا ہو، ان کی نگاہوں کا کیا عالم ہو گا۔

سر عرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شئے نہیں وہ جو تجھ پر عیاں نہیں

☆ واقعہ معراج قصیدہ بردہ شریف کے اشعار میں

سَرَيْتَ مِنْ حَرَمٍ لَّيْلاً اِلٰى حَرَمٍ
كَمَا سَرَى الْبَدْرُ فِي دَاجٍ مِّنَ الظُّلَمِ

آپ رات کو حرم مکہ سے حرم مسجد اقصیٰ تک اس طرح تشریف لے گئے۔
جس طرح چاند، رات کو تاریکی شب میں چلتا ہے۔

وَقَدَّمَتْكَ جَمِيْعُ الْاَنْبِيَاءِ بِهَا
وَالرُّسْلِ تَقْدِيْمَ مَخْدُوْمٍ عَلٰى خَدَمِ

تمام انبیاء و رسل نے وہاں آپ کو اپنا پیشوا بنایا، جس طرح آقا اپنے
خادموں کا پیشوا بنایا جاتا ہے

حَتّٰى اِذَا لَمْ تَدَعْ شَاْوًا لِّمُسْتَبِقٍ
مِنَ الدُّنُوِّ وَلَا مَرْقًى لِّمُسْتَنِمِ

آپ کو شب معراج وہ اعلیٰ درجات عطا ہوئے جو اس سے پہلے کسی کو نہیں
دیئے گئے اور نہ کسی کا وہاں تک پہنچنا ممکن ہے۔

وَبِتَّ تَرْقٰى اِلٰى اَنْ نِّلْتَ مَنْزِلَةً
مِنْ قَابِ قَوْسَيْنِ لَمْ تُدْرَكْ وَلَمْ تُرَمِ

آپ بڑھتے بڑھتے منزل قاب قوسین پر پہنچے (یعنی آپ اور خدا کے درمیان دو گوشہ کمان کا فرق تھا)

یہ منزل ایسی ہے جو نہ قبل ازیں حاصل کی گئی اور نہ طلب کی گئی۔ یعنی اس سے پہلے نہ کبھی کوئی وہاں تک پہنچا اور نہ اس کا طلب گار رہوا۔

☆معراج سے واپسی پر شہادتیں

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں جب حضور علیہ وسلم کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی سیر کرائی گئی تو آپ علیہ وسلم نے دوسری صبح لوگوں کے سامنے اس مکمل واقعہ کو بیان فرمایا: مشرکین وغیرہ دوڑتے ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے۔ کیا آپ اس بات کی تصدیق کر سکتے ہیں جو آپ کے دوست (محمد علیہ وسلم) نے کہی ہے کہ انہوں نے راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی سیر کی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ علیہ وسلم نے واقعی یہ بیان فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اگر آپ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے تو یقیناً سچ فرمایا ہے اور میں ان کی اس بات کی بلا جھجک تصدیق کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا کیا آپ اس حیران کن بات کی بھی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ آج رات بیت المقدس گئے اور صبح

ہونے سے پہلے واپس بھی آ گئے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جی ہاں! میں تو آپ ﷺ کی آسمانی خبروں کی بھی صبح وشام تصدیق کرتا ہوں۔اور یقیناوہ تواس بات سے بھی زیادہ حیران کن اور تعجب والی بات ہے۔پس اس واقعہ کے بعد آپ صدیق مشہور ہو گئے۔(المستدرک،کتاب معرفۃ الصحابہ،حدیث 4515، جلد 4،ص 25)

☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: جب قریش نے مجھے جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہو گیا۔اللہ تعالیٰ نے میرے لئے بیت المقدس ظاہر کر دیا تو میں بیت المقدس کی طرف دیکھ دیکھ کران کی اس کی نشانیاں بتارہا تھا۔(بخاری،حدیث 4710، مسلم حدیث 170)

☆ سفر معراج سے تشریف لارہے تھے تو قریش کا ایک قافلہ غلہ لاد کر لا رہا تھا۔اس قافلے میں دو غرارے تھے۔ایک سیاہ ایک سفید جب اٹھا کر اونٹ کے سامنے لائے تو اونٹ بھاگ گیا۔ ان میں سے ایک اسے گھیر کر لے آیا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا۔ میں نے ان لوگوں کو سلام کیا۔ وہ کہنے لگے یہ آواز تو محمد ﷺ کی ہے جو آ رہا ہے۔

پھر حضور ﷺ قبل از صبح تشریف لائے اور اس قوم کو اس کی خبر دی۔ انہوں

نے کہا کہ یہ قافلہ کس دن پہنچے گا۔سرکار ﷺ نے خبر دی کہ قافلہ بدھ کے دن آئے گا۔سورج غروب ہونے سے پہلے،اب سورج ٹھہرا رہا۔ادھر قافلہ پہنچا۔ اس کے بعد سورج غروب ہوا۔(مدارج النبوت،جلد اول،صفحہ نمبر 226)

☆تفسیر ابن کثیر جلد 3 ص 28 پر ہے: سرکار ﷺ نے حضرت دحیہ بن خلیفہ کو قیصر روم کے بھیجا پھر ان کے وہاں جانے اور قیصر روم کے سوالات کے جوابات دینے کا ذکر کیا پھر بیان کیا کہ شام کے تاجروں کو بلایا گیا تو ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے آنے کا ذکر کیا پھر ہرقل نے ابوسفیان سے سوالات کئے اور ابوسفیان نے جوابات دیئے جن کا تفصیلی ذکر صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے۔ابو سفیان نے پوری کوشش کی کہ قیصر روم کی نگاہوں میں نبی ﷺ کا مرتبہ کم کردے۔ان ہی باتوں کے دوران واقعہ معراج آیا۔اس نے قیصر روم سے کہا۔اے بادشاہ! کیا میں تم کو ایسی بات نہ سناؤں جس سے اس شخص کا جھوٹ تم پر واضح ہوجائے۔اس نے پوچھا وہ کیا بات ہے۔اس نے کہا وہ کہتے ہیں کہ وہ ایک رات ہماری زمین ارض حرم سے نکل کر تمہاری اس مسجد، بیت المقدس میں پہنچے اور اسی طرح صبح سے پہلے ہمارے پاس حرم میں واپس پہنچ گئے۔ بیت المقدس کا بڑا عابد جو بادشاہ کے سرہانے کھڑا ہوا تھا۔وہ کہنے لگا مجھے اس رات کا علم ہے،قیصر نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا اور پوچھا تمہیں اس رات کا علم کیسے

ہے؟ اس نے کہا میں ہر رات سونے سے پہلے مسجد کے تمام دروازے بند کر دیا کرتا تھا، اس رات کو میں نے ایک دروازہ کے علاوہ سارے دروازے بند کر دیئے، وہ دروازہ بند نہیں ہوا۔ اس وقت سب کی کوششوں کے باوجود دروازہ بند نہ ہوا۔ ہم نے سوچا صبح بڑھئی کو دکھا کر نقص دور کروالیں گے اور اس رات یونہی دروازہ کھلا چھوڑ دیا۔ صبح کو ہم نے دیکھا کہ مسجد کے ایک گوشہ میں جو پتھر تھا، اس میں سوراخ تھا اور پتھر میں سواریوں کے باندھنے کے نشانات تھے۔ میں نے اپنے اصحاب سے کہا کہ گزشتہ رات کو وہ دروازہ اس لئے بند نہیں ہو سکا تھا کہ اس دروازہ سے ایک نبی کو آنا تھا اور اس رات ہماری اس مسجد میں انبیاء نے نماز پڑھی ہے۔

معراج کی رات سید عالم ﷺ نے بہت سے مناظر دیکھے

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ہم ایسی قوم کے پاس پہنچے جو ایک دن فصل بوتی تھی اور دوسرے دن وہ فصل کاٹ لیتی تھی اور جس قدر وہ فصل کاٹتے، اتنی ہی فصل بڑھ جاتی تھی۔ آپ نے کہا جبریل! یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والے

ہیں۔ان کی نیکیوں کو سات سو گنا تک بڑھا دیا گیا ہے اور تم جو چیز بھی خرچ کرتے ہو، اللہ اس کے بدلہ میں اور چیز لے آتا ہے اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

☆ پھر ایک ایسی قوم کے پاس آئے جن کے سروں کو پتھروں سے کچلا جارہا تھا اور جب سر کچل دیا جاتا تو وہ سر پھر درست ہو جاتا اور ان کی مہلت نہ ملتی (کہ سر پھر کچل دیا جاتا) میں نے کہا اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر (فرض) نماز کے وقت بھاری ہو جاتے تھے (تفسیر روح البیان، جلد 5، ص 109)

☆ پھر ایک ایسی قوم کے پاس گئے جن کے آگے اور پیچھے کپڑے کی دھجیاں تھیں اور وہ جہنم کے کانٹے دار درخت زقوم کو جانوروں کی طرح چر چک رہے تھے اور جہنم کے پتھر اور انگارے کھا رہے تھے، میں نے کہا جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے۔ اللہ نے ان پر بالکل ظلم نہیں کیا اور نہ اللہ اپنے بندوں پر ظلم کرتا ہے۔ (تفسیر روح البیان)

پھر آپ ﷺ ایسی قوم کے پاس آئے جن کے سامنے دیگچیوں میں پاکیزہ گوشت پکا ہوا رکھا تھا اور دوسری جانب سڑا ہوا خبیث گوشت رکھا ہوا تھا۔ وہ

سڑے ہوئے خبیث گوشت کو کھا رہے تھے اور پاکیزہ گوشت کو چھوڑ رہے تھے۔

آپ ﷺ نے کہا جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس حلال اور طیب بیوی تھی اور وہ اس کو چھوڑ کر رات بھر بدکار عورت کے پاس رہتے تھے۔

☆ پھر آپ ﷺ نے دیکھا کہ راستے میں ایک لکڑی ہے جو ہر کپڑے کو پھاڑ دیتی ہے کہ اور ہر چیز کو زخمی کر دیتی ہے (اللہ فرماتا ہے: اور ہر راستہ میں اس لئے نہ بیٹھو کہ مسلمانوں کو ڈراؤ)

آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ آپ کی اُمّت کے ان لوگوں کی مثال ہے جو لوگوں کا راستہ روک کر بیٹھ جاتے ہیں۔

☆سنن ابن ماجہ میں ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: معراج کی رات میں ایک ایسی قوم کے پاس آیا جن کے پیٹ کوٹھوں (کمروں) کی مانند تھے اور ان میں سانپ تھے جو کہ باہر سے دکھائی دیتے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ فرمایا: یہ سود خور ہیں۔

☆تفسیر ابن کثیر جلد 1 ص 709 پر ہے کہ نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں: ہم چلتے چلتے خون کی مثل ایک سرخ نہر پر پہنچے۔ اس میں ایک شخص تیر رہا تھا اور نہر کے کنارے پر بھی ایک شخص کھڑا تھا، جس کے سامنے پتھر پڑے ہوئے

تھے۔نہر میں موجود شخص باہر نکلنے کی کوشش کرتا تو باہر کھڑا شخص اس کے منہ پر ایک پتھر مارتا اور اسے اس کی جگہ واپس پہنچا دیتا۔فرمایا: یہ سود خور ہیں۔

☆ روح البیان جلد 5 ص 110 پر ہے: غیبت کرنے والوں کا حال آپ ﷺ کو یوں دکھایا گیا کہ آپ کا ایک ایسی قوم پر گزر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے جن سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔آپ سے عرض کی گئی: وہ لوگ میں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی عزتوں کو خراب کرتے تھے۔

☆ تفسیر روح البیان میں ہے کہ آپ ﷺ ایک سوراخ پر تشریف لائے جس سے ایک کافی بڑا بیل نکلا، پھر اس بیل نے واپس اس سوراخ میں جانے کا ارادہ کیا لیکن نہ جاسکا، سرکار ﷺ نے پوچھا۔اے جبریل! یہ کیا ماجرا ہے؟ عرض کی: یہ آپ کی اُمّت کا وہ آدمی ہے جو اپنی زبان سے سخت بری بات نکالتا ہے پھر نادم ہوکر چاہتا ہے کہ اسے واپس کر لے لیکن وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا۔

☆ پھر آپ ﷺ کا گزر ایک ایسی وادی سے ہوا جہاں سے بہت خوشگوار، ٹھنڈی اور خوشبودار ہوا آرہی تھی، جس میں مشک کی خوشبو تھی اور وہاں سے آواز آرہی تھی۔آپ نے پوچھا اے جبریل! یہ مشک کی خوشبو والی پاکیزہ ہوا کیسی ہے اور یہ آواز کیسی ہے؟ انہوں نے کہا یہ جنت کی آواز ہے جو یہ کہہ رہی ہے کہ

اے اللہ! مجھ سے کیا ہوا اپنا وعدہ پورا کر اور مجھے میرے اہل عطا فرما، کیونکہ میری خوشبو، میرا ریشم، میرا سندس اور استبرق، میرے موتی، میرے مرجان، میرے مونگے، میرا سونا اور چاندی، میرے کوزے اور کٹورے، میرا شہد، میرا دودھ اور میری شراب بہت زیادہ ہو گئے ہیں۔ پس تو اپنے وعدہ کے مطابق مجھے اہل جنت عطا فرما، اللہ نے فرمایا: تیرے لئے ہر مسلم اور ہر مسلمہ ہے اور ہر مومن اور مومنہ ہے جو مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لائیں اور اعمال صالحہ کریں اور میرے ساتھ بالکل شرک نہ کریں اور جو مجھ سے ڈریں گے۔ میں ان کو امان دوں گا اور جو مجھ سے مانگیں گے، عطا کروں گا اور جو مجھے قرض دیں گے، میں ان کو جزا دوں گا اور مجھ پر توکل کریں گے، میں ان کے لئے کافی ہوں اور میں اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں، میں وعدہ کے خلاف نہیں کرتا، جنت نے کہا میں راضی ہو گئی۔

☆ پھر ایک ایسی وادی میں آئے جہاں سے نہایت بری، بھیانک اور مکروہ آوازیں آ رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا اے جبریل! یہ کیسی آوازیں ہیں۔ انہوں نے کہا۔ یہ جہنم کی آواز ہے جو کہہ رہی ہے مجھے اہل دوزخ عطا کر جن کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے؟ کیونکہ میرے طوق، میری زنجیریں، میرے شعلے، اور میری گرمی، میرا تھور، میرا لہو، پیپ اور میرے عذاب اور سزا کے اسباب بہت وافر ہو گئے ہیں۔ میری گہرائی بہت زیادہ ہے اور میری آگ بہت تیز ہے۔ مجھے وہ

لوگ دے جن کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے۔ اللہ نے فرمایا ہر مشرک اور کافر، خبیث اور منکر، بے ایمان مرد اور عورت تیرے لئے ہے۔ یہ سن کر جہنم نے کہا میں راضی ہوگئی۔

شب معراج کی عبادت کا ثواب

☆ کتاب ماثبت من السنہ میں شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں۔ امام بیہقی نے شعب الایمان میں لکھا ہے کہ ماہ رجب میں ایک دن اور ایک رات بہت ہی افضل اور برتر ہے جس نے اس دن روزہ اور رات عبادت کی تو گویا اس نے سو سال کے روزے رکھے اور سو سال کی عبادت کی۔ یہ افضل رات رجب کی ستائیسویں شب ہے۔

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اشعۃ للمعات میں فرماتے ہیں کہ یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے لیکن فضائل اعمال میں ضعیف روایت مقبول ہوتی ہے۔

☆ احیاء العلوم میں امام غزالی علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا۔ رجب کی ستائیسویں رات عبادت کرنے والوں کو سو سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت اور اس کے محافظین

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ○

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ احزاب سے 23 ویں آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر حق کو قبول کرنے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

قرآن کریم اور احادیث متواترہ کی بناء پر اُمّت مسلمہ کا قطعی اور متواتر عقیدہ چلا آ رہا ہے کہ سید عالم ﷺ خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہیں۔ آپ کے

بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا، وہ آپ کے ارشاد کے مطابق دجال و کذاب ہے۔

جب انگریزی استعمار اپنے تمام تر مظالم اور جبر کے باوجود ہندوستانی مسلمانوں کے دل سے جذبۂ جہاد ختم نہ کرسکا تو 1869ء کے اوائل میں برٹش گورنمنٹ نے ممبران برٹش پارلیمنٹ، برطانوی اخبارات کے ایڈیٹرز اور چرچ آف انگلینڈ کے نمائندوں پر مشتمل ایک وفد سر ولیم کی قیادت میں ہندوستان بھیجا تاکہ ہندوستانی مسلمانوں کو رام کرنے کا کوئی طریقہ دریافت کیا جاسکے۔ برطانوی وفد ایک سال تک برصغیر میں رہ کر مختلف زاویوں سے تحقیقات کرتا رہا۔ 1870ء میں وائٹ ہال لندن میں اس وفد کا اجلاس ہوا۔ جس میں مسلمانوں کے دلوں سے جذبۂ جہاد نکالنے کا پروگرام بنایا گیا۔

بالآخر مسلمانوں کے عقائد و نظریات کو خراب کرنے، دلوں سے عشق مصطفی ﷺ اور جذبۂ جہاد نکالنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کا انتخاب کیا گیا۔ سب سے پہلے مولوی، مبلغ اور مناظر کے روپ میں سامنے آیا۔ تقابل ادیان پر مہارت حاصل کر کے عیسائیوں اور آریوں کو شکست دیتا رہا۔ یوں خوب شہرت حاصل کی۔

پھر اس نے اعلان کیا کہ اے لوگو! جہاد منسوخ ہوگیا ہے۔ اپنی کتاب دُر

ثمین میں کہتا ہے

چھوڑ دو دوستو جہاد کا خیال

حرام ہے دین کے لئے اب جنگ وقتال

میرے آقا ﷺ نے ایسے شخص کی پیش گوئی 1400 سال پہلے فرمائی۔

☆ کنزالعمال کی حدیث پاک ہے۔ نبی پاک ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

جہاد ہمیشہ میٹھا اور سرسبز رہے گا۔ جب تک آسمان بارش برساتا رہے گا اور زمین سبزے اگاتی رہے گی۔ عنقریب ایک فرقہ مشرق کی طرف سے نکلے گا جو کہے گا کہ نہ جہاد ہے اور نہ ہی اللہ کی راہ میں خیمہ لگانا ہے۔ وہ آگ کا ایندھن ہوں گے۔

اللہ کی راہ میں ایک دن دشمن کے مقابلہ میں خیمہ لگانا ہزار غلام آزاد کرنے اور تمام اہلیان روئے زمین کے صدقہ دینے سے بہتر ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا تعارف

☆ 1840ء میں قادیان ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب انڈیا میں پیدا ہوا۔

☆ 1864ء میں ضلع کچہری روڈ سیالکوٹ میں بحیثیت محرر (منشی/کلرک) ملازمت اختیار کی۔

☆ 1868ء میں مختاری کے امتحان میں فیل ہوا اور اس کے ساتھ ہی ملازمت چھوڑ دی۔

☆ اب اس نے مذہب کا تقابلی مطالعہ شروع کیا نیز عیسائیوں اور آریوں سے مباحثے اور مناظرے شروع کئے۔ اس طرح سے مولوی، مبلغ و مناظر کہلایا اور یوں شہرت حاصل کی۔

☆ اسی دوران میں ولی، ملہم، صاحب وحی، محدث، کلیم، صاحب کرامت، امام الزماں، مصلح اُمّت، مہدی دوراں، مسیح زماں اور مثیل مسیح ابن مریم ہونے کے دعوے کئے۔

☆ 1885ء کے آغاز میں مرزا نے ایک اشتہار کے ذریعہ کھلم کھلا اعلان کردیا کہ وہ اللہ کی طرف سے مجدد مقرر کردیا گیا ہے۔ تمام اہل اسلام پر اس کی اطاعت ضروری ہے۔

☆ 1888ء میں باقاعدہ بیعت لینے کا سلسلہ شروع کر کے مرید سازی کی گئی۔

☆ 1890ء میں پوری اُمّت کے متفقہ عقیدہ ''حیات مسیح'' کا کھلا انکار کیا اور ''وفات مسیح'' کے موضوع پر ایک مستقل کتاب ''فتح الاسلام'' تصنیف کرڈالی۔

☆ 1891ء کے آغاز میں ''مہدی موعود اور مسیح موعود'' ہونے کا اشتہار شائع کیا۔

☆ 1901ء میں مرزا نے کھلم کھلا نبی اور رسول ہونے کا اعلان کر دیا۔

☆1901ء میں فرقۂ احمدیہ کی بنیاد رکھی۔

عقیدۂ ختم نبوت قرآن مجید سے ثابت ہے۔سورۂ احزاب آیت نمبر 23 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

القرآن=مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ٥

ترجمہ=محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ تعالیٰ سب چیزوں کا جاننے والا ہے۔

(سورۂ احزاب آیت 23)

قادیانی اعتراض کرتے ہیں کہ اس آیت میں لفظ خَاتَمِ آیا لیکن تم ترجمہ لفظ خَاتِم کا کیوں کرتے ہو؟

علامہ عبداللہ نسفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔تفسیر مدارک تیسری جلد ص 306 پر ہے۔خاتم زبر کے ساتھ حضرت عاصم کی قرأت خاتم زیر کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت ہے۔معنی دونوں کے ایک ہیں یعنی رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا ختم ہونا ثابت ہوتا ہے۔

تاریخ انبیاء شاہد ہے جب کوئی نیا دین آیا۔ اسے کوئی نیا نبی لے کر آیا۔ اب تکمیل دین کی وجہ سے کوئی نیا دین نہیں آنا تو نیا نبی بھی نہیں آئے گا۔ اس لئے تکمیل نبوت کے ساتھ تکمیل دین بھی ہوگئی۔ لہذا نبوت ورسالت آقا پر ختم، دین حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل، شریعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل، سلسلہ وحی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم، آسمانی کتاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم اور آپ خاتم النبیین۔

ختم نبوت کے متعلق احادیث

1= حدیث شریف: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری اور دوسرے انبیاء کی مثال اس عمارت کی سی ہے جو نہایت خوبصورت اور دیدہ زیب ہو لیکن اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو۔ لوگ اس کے ارد گرد گھومتے ہوں اور عمارت کی خوبصورتی اور حسن پر خوش ہوتے ہوں لیکن ایک اینٹ کی جگہ خالی دیکھ کر حیرت زدہ ہوں تو میں اس اینٹ کی جگہ پوری کرنے والا ہوں اور اس عمارت (نبوت کی عمارت) کو مکمل کرنے والا ہوں اور میں ہی آخری نبی ہوں۔ (بخاری شریف)

2= حدیث شریف: سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بہت سے نام ہیں۔ میں محمد ہوں، احمد ہوں، ماحی ہوں یعنی مجھ سے خدا تعالیٰ کفر کو مٹاتا ہے۔

میں حاشر ہوں یعنی قیامت کے دن لوگ میرے قدموں میں جمع کیے جائیں گے۔ میں عاقب ہوں اور عاقب وہ نبی جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

3= حدیث شریف: نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاء فرمایا کرتے تھے۔ جب کسی نبی کا وصال ہو جاتا تو دوسرا نبی اس کا خلیفہ ہوتا لیکن میرے بعد نبی نہیں البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ (بخاری شریف)

☆ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ دوسرے انبیاء پر مجھے چھ چیزوں پر فضیلت دی گئی۔ مجھے جوامع الکلم دیا گیا۔ لوگوں کے دلوں میں رعب ڈال کر میری مدد کی گئی۔ مال غنیمت میرے لئے حلال کیا گیا۔ ساری زمین میرے لئے مسجد اور پاک بنائی گئی۔ جمیع مخلوقات کے لئے مبعوث کیا گیا۔ انبیاء کا سلسلہ مجھ پر ختم کیا گیا۔ (مسلم شریف)

5= حدیث شریف: نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ بے شک رسالت اور نبوت ختم ہو چکی تو میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا نہ نبی۔ (جامع الصغیر، جلد اول، ص 67)

6= حدیث شریف: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور

کونین ﷺ نے فرمایا اور یہ کہ میری اُمّت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میں خاتم النبین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔(ابوداؤد)

☆امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کا فتوی:

امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا ''مجھے موقع دو کہ میں اپنی نبوت کی علامات پیش کروں'' اس پر امام اعظم نے فرمایا کہ جو شخص اس سے نبوت کی کوئی علامت طلب کرے وہ بھی کافر ہوجائے گا کیونکہ نبی پاک ﷺ فرما چکے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(مناقب امام اعظم، لا ابن احمد المالکی، جلد 1، ص 161)

نبوت ختم تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیوں آئیں گے؟

☆حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم سمیت آسمان پر اٹھایا جانا اور قیامت کی نشانی کے طور پر آسمان سے دوبارہ نازل ہونا قطعی دلائل سے ثابت ہے۔ تفسیر مدارک، خازن، بیضاوی، احمدیہ اور مظہری میں اس مسئلہ کو تفصیل سے بیان کردیا گیا ہے۔

تفسیر مدارک میں ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی بنایا نہیں جائے گا جبکہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان میں سے ہیں جو آپ سے پہلے نبی بنا دیئے گئے۔

تفسیر بیضاوی میں ہے کہ نزول عیسیٰ ختم نبوت کے منافی نہیں اس لئے کہ وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمدی پر عمل کریں گے۔اس کے علاوہ آخری نبی ہونے سے مراد یہ ہے کہ سرکار ﷺ سب سے آخر میں نبی بنائے گئے۔ہاں البتہ جس طرح مرزا غلام قادیانی کسی ایک نئی شخصیت نے کھڑے ہو کر نبوت اور مسیحیت کا دعویٰ کر دیا ہے۔یہ ضرور ختم نبوت کے تمام اعلانات کے منافی ہے۔

حضرت عیسیٰ کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا

قرآن سے ثابت

وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا

اور بے شک انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔کوئی کتابی ایسا نہیں جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوگا۔(سورۂ نساء آیت 159/158/157)

قادیانی اعتراض= آیت میں لفظ آسمان نہیں۔

جواب: اللہ نے اسے اپنی طرف اُٹھالیا سے مراد آسمان پر اٹھانا ہی ہے۔ ویسے اللہ ہر جگہ شاہد وموجود ہے لیکن اس کی سلطنت کا ظہور کامل آسمانوں میں ہونے کی وجہ سے اللہ خود کا آسمانوں میں ہونا بیان فرماتا ہے۔ (تفسیر جامع البیان، ص52)

حضرت عیسٰی علیہ السلام کو موت نہیں آئی

تفسیر ابن جریر، درمنثور، ابن کثیر میں ہے: سرکار ﷺ نے فرمایا۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو موت نہیں آئی بلکہ وہ قیامت سے پہلے پہلے تمہاری طرف واپس آنے والے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن کثیر، ابن جریر نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب اللہ نے عیسٰی علیہ السلام کو آسمان پر اٹھانے کا ارادہ فرمایا تو عیسٰی علیہ السلام اپنے گھر کے چشمے پر نہا کر گھر سے نکلے۔ آپ کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ باہر بارہ حواری موجود تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کون چاہتا ہے کہ میری جگہ قتل کیا جائے اور درجہ میں ساتھ رہے؟ اس پر ایک نوجوان کھڑا ہوگیا اور خود کو اس کام کے لئے پیش کردیا۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور پھر حضرت عیسٰی علیہ السلام نے دوبارہ وہی فرمایا۔ پھر وہی نوجوان کھڑا ہوگیا اور عرض کیا کہ میں حاضر ہوں۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا پھر تُو وہی شخص ہے۔

اس کے فوراً بعد اس پر حضرت عیسٰی علیہ السلام کی صورت ڈال دی گئی اور حضرت عیسٰی علیہ السلام اپنے مکان کے روشن دان سے آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ یہودی حضرت عیسٰی علیہ السلام کی گرفتاری کے لئے گھر میں داخل ہوئے اور اس حواری کو حضرت عیسٰی علیہ السلام سمجھ کر گرفتار کرلیا اور قتل کرکے صلیب پر لٹکا دیا۔

☆ کنز العمال اور مجمع الزوائد میں حدیث پاک ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: میرا بھائی ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔

☆ مسلم، ترمذی، ابن ماجہ میں حدیث شریف ہے کہ اللہ تعالیٰ ابن مریم کو بھیجے گا، وہ دمشق کے مشرقی سفید مینار کے پاس نازل ہوں گے۔ انہوں نے دو زرد چادریں اوڑھی ہوں گی۔ دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوں گے۔ جب اپنے سر کو جھکائیں گے تو اس میں سے قطرے ٹپکیں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو جواہرات جیسے موتی گریں گے۔

مسیح موعود اور مسیح کذاب

مرزا قادیانی کے تمام دعوؤں کا دارومدار اس بات پر ہے کہ وہ اس امر کا دعویدار ہے کہ احادیث میں جس عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے آخر زمانے میں نزول کا ذکر ہے۔ وہ مسیح موعود میں ہی ہوں اور گزشتہ اسرائیلی مسیح وفات پا چکے ہیں۔

اب احادیث کی روشنی میں تقابل پیش کرتے ہیں کہ جو نشانیاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بیان کی گئی ہیں' کیا وہ مرزا میں موجود تھیں؟

1۔حدیث شریف میں ہے۔مسیح موعود ابن مریم ہوگا یعنی ان کا نام عیسیٰ ہے اور ان کی والدہ کا نام مریم ہے۔

1۔حاشیہ کتاب البریہ ص 134 پر مرزا نے خود کہا کہ میرا نام غلام احمد اور میرے باپ کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا کا نام عطاء محمد ہے۔مرزا کی والدہ کا نام مریم نہیں بلکہ چراغ بی بی تھا۔اس سے پتہ چلا کہ پہلی نشانی میں ہی ناکام ہوگیا۔ نام اور والدہ کے نام میں فرق ہے۔

2۔کنز العمال شریف کی حدیث 3015 میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔

2۔جبکہ مرزا آسمان سے نازل نہیں بلکہ مشرقی پنجاب میں پیدا ہوا اور وہیں مرا۔اس نے اپنی زندگی میں کبھی دمشق دیکھا ہی نہیں۔ دوسری نشانی میں بھی

ناکام ہوگیا۔

3۔مسلم، ابوداؤد اور ترمذی کی حدیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق (شام) کے مشرقی جانب آسمان سے منارہ بیضا پر اتریں گے اور نزول کے وقت دو زرد چادروں میں ملبوس ہوں گے اور فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے۔

3۔مرزا نے دو زرد چادروں کی تاویل بیماریوں سے کی۔ چنانچہ ضمیمہ براہین احمدیہ جلد 5،ص 201 پر لکھا ہے کہ میں نے بھی جب مسیح موعود کا دعویٰ کیا تو مرض بول اور مرض دوران سر میں مبتلا تھا۔ میں پیشاب کا ایسا مریض ہوں کہ بعض اوقات ایک دن میں سو دفعہ پیشاب کرتا ہوں اور دوران درِ سر کی شدت کی وجہ سے کبھی کبھی زمین پر گر جاتا ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ساری زندگی لوگوں کا علاج کرتے رہے مگر یہ کذاب اپنا علاج بھی نہ کرسکا۔ لہٰذا تیسری نشانی میں بھی ناکام ہوگیا۔

4۔رسول پاک ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اہم ترین علامات میں سے ایک علامت یہ بتائی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے وقت حاکم عادل ہوں گے،کسی کے محکوم نہیں ہوں گے۔

4۔لیکن مرزا صرف محکوم بلکہ ذلیل، خائن اور خائف تھا۔ اپنی کتاب،

کتاب البریہ ص 3 تا 5 پر لکھتا ہے کہ میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو حکومت برطانیہ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا، جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور 1857ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریز کی مدد کی تھی۔

پھر میرے والد کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا اور جب تموں کے محاذ پر مفسدوں کا انگریز سرکار کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ انگریز سرکار کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔

☆ مرزا غلام قادیانی تریاق القلوب ص 28/27 پر لکھتا ہے کہ میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریز کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریز سرکار کی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات شائع کئے کہ اگر وہ اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔

☆ مرزا اپنی کتاب اشتہارات القرآن ص 84 پر لکھتا ہے کہ بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا

عین فرض اور واجب ہے۔اس سے جہاد کیسا؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔

☆ مرزا اپنی کتاب مجموعہ اشتہارات جلد 3 ص 584 پر لکھتا ہے کہ سو یہی انگریز ہیں جن کو لوگ کافر کہتے ہیں جو تمہیں ان خونخوار دشمنوں سے بچاتے ہیں اور ان کی تلوار کے خوف سے تم قتل کئے جانے سے بچے ہوئے ہو۔ ذرا کسی اور سلطنت کے زیر سایہ رہ کر دیکھ لو۔ کہ تم سے کیا سلوک کیا جاتا ہے۔سو انگریز سرکار تمہارے لئے ایک رحمت ہے۔تمہارے لئے ایک برکت ہے اور خدا کی طرف سے تمہاری وہ سپر ہے۔پس تم دل وجان سے سپر کی قدر کرو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام حاکم عادل ہوں گے اور یہ پکا انگریزوں کا وفادار رہا۔معلوم ہوا کہ چوتھی نشانی میں بھی ناکام ہوا۔

5۔حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول کے بعد حج کریں گے۔

5۔جبکہ مرزا قادیانی نے نہ حج کیا اور نہ عمرہ کیا یہاں تک کہ اسے بلاد مقدسہ کی زیارت نہ ہوئی۔پانچویں نشانی میں بھی ناکام ہو گیا۔

6۔حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس سال رہیں گے پھر ان کا وصال ہو گا۔

6۔جبکہ مرزا 1839ء یا 1840ء میں پیدا ہوا اور 1908ء میں مرا۔اس بناء پر اس کی عمر 68 یا 69 سال ہوئی لیکن اس نے تاویل کی کہ حدیث میں عمر سے مقصود عمر بعثت ہے۔

جبکہ سیرت المہدی جلد اول ص 31 پر مرزا بشیر احمد لکھتا ہے کہ مرزا نے دعویٰ مسیحیت 1891ء میں کیا۔اس بناء پر بھی مرزا کو دعویٰ مسیحیت پر سترہ سال سے زیادہ عرصہ نہیں گزرا اور دعویٰ کے بعد چالیس سال زندہ نہیں رہا۔لہٰذا معلوم ہوا کہ یہاں بھی جھوٹا ثابت ہوا۔

7۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام روضہ رسول میں دفن کئے جائیں گے جس کا اقرار خود مرزا قادیانی نے اپنی کتاب کشتیٔ نوح ص 85 پر کیا۔

7۔جبکہ مرزا کا روضہ رسول میں دفن ہونا تو درکنار اس کو تو کبھی روضہ رسول کی زیارت بھی نصیب نہیں ہوئی۔وہ لاہور میں مرا اور اس کی نعش قادیان منتقل کی گئی اور وہیں دفن کیا گیا۔

معلوم ہوا کہ مرزا غلام قادیانی کا دعویٰ مسیح موعود من گھڑت ہے جو نشانیاں احادیث میں حضور ﷺ نے مسیح موعود کی بیان فرمائی ہیں۔ان میں سے ایک بھی نشانی مرزا غلام قادیانی میں نہیں پائی جاتی۔

قادیانی فتنہ کے خلاف علماء اہلسنت کا کردار

غلام احمد قادیانی کے خلاف سب سے پہلے علمائے اہلسنت میدان میں آئے۔ 1882ء میں مرزا کی کتاب براہین احمدیہ کا تیسرا حصہ شائع ہوا تو علمائے اہلسنت میں سب سے پہلے مفتی غلام دستگیر ہاشمی قصوری علیہ الرحمہ نے اس فتنہ کو بھانپتے ہوئے 1883ء میں مرزا کے رد میں ایک کتاب ''تحقیقات دستگیریہ فی رد ہفوات براہینیہ'' لکھی اور مرزا سے توبہ کا مطالبہ کیا۔ (لیکن مرزا غلام قادیانی نے آخر تک توبہ نہیں کی)

مرزا پر پہلا کفر کا فتویٰ امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ نے لگایا اور یہ کتابیں لکھیں۔

1۔ جَزَاءُ اللّٰہِ عَدُوَّہٗ بِاَبَائِہٖ خَتْمِ النُّبُوَّۃِ (1899ء)

(دشمن خدا کے ختم نبوت سے انکار پر خدائی جزاء)

2۔ اَلسُّوْءُ وَالْعِقَابُ عَلَی الْمَسِیْحِ الْکَذَّابِ (1902ء)

(جھوٹے مسیح پر عذاب وعتاب)

3۔ حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین (1904ء)

(اہل حرم کی تلوار)

4-خلاصہ فوائد فتاویٰ (1914ء)

5-قَهرُ الدَّیَّانِ عَلٰی مُرتَدٍّ بِقَادِیَان (1913ء)
(قادیانی مرتد پر خدائی تلوار)

6-اَلْمُبِیْن خَاتَمُ النَّبِیِّین(1916ء)

7-رسالہ باب العقائد والکلام

8-امام کے صاحبزادے حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان علیہ الرحمہ نے اَلصَّارِمُ الرَّبَّانِیْ عَلٰی اِسْرَافِ الْقَادْیَانِیْ کے نام سے کتاب لکھی۔

9-امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ کے چھوٹے بیٹے مفتی اعظم ہند مولانا مصطفی رضا خان علیہ الرحمہ نے فتاویٰ مصطفویہ کے ذریعہ، قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ کیا۔

10-امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ کے خلیفہ پروفیسر الیاس برنی علیہ الرحمہ نے ''قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ'' کے نام سے شاندار کتاب لکھی۔

پیر مہر علی شاہ اور مرزا قادیانی

پیر مہر علی شاہ گولڑوی صاحب علیہ الرحمہ نے مرزا کے مسیح موعود ہونے کے

دعوے کے جواب میں 1899ء میں ایک کتاب شمس الہدایہ لکھی اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کی حیات پر زبردست دلائل قائم کئے۔ اس کتاب نے قادیانیوں میں تہلکہ مچادیا۔

مرزا نے پیر صاحب کو تفسیر نویسی کے تحریری مناظرے کی دعوت دی جسے آپ نے نہ صرف فوراً قبول کیا بلکہ فرمایا ممکن ہے اس طرح مناظرے میں فیصلہ نہ ہوسکے۔ لہذا کاغذ پر اپنے اپنے قلم رکھ دیئے جائیں جس کا قلم خود بخود تفسیر لکھے، وہ سچا ہوگا۔

مقررہ دن 25 جولائی 1900ء کو آپ بادشاہی مسجد لاہور پہنچ گئے مگر مرزا شکست کے خوف سے نہیں آیا۔ مناظرہ سے فرار کے بعد مرزا نے دو کتابیں لکھیں جن کے جواب میں پیر صاحب نے 1902ء میں سیف چشتیائی تصنیف فرمائی۔ آپ کے دلائل براہین نے قادیانی قلعہ مسمار کرکے رکھ دیا۔

☆ کسی نے پیر صاحب سے پوچھا کہ اگر مرزا مناظرے کے لئے پہنچ جاتا تو کیا ہوتا؟

پیر صاحب فرماتے ہیں کہ اس وقت مواجہ اقدس سے نبی پاک ﷺ کی خاص توجہ مجھ پر تھی اور اس وقت مواجہہ اقدس سے نور کی شعاعیں مجھ پر ایسی برس رہی تھیں کہ اگر میں اس سے بھی بڑا دعویٰ کرتا تو رب تعالیٰ مجھے سرخرو فرماتا۔

(ضیائے مہر، ص 238)

امیر ملت پیر جماعت علی شاہ علیہ الرحمہ کی پیش گوئی سے ہلاکت

25 مئی 1908ء کی شب امیر ملت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمہ نے ہزاروں کے مجمع میں فرمایا۔ ہم کئی روز سے مرزا کے مقابلہ میں آئے ہوئے ہیں۔ 5000 کا انعام مقرر کیا ہوا ہے کہ جس طرح چاہے وہ ہم سے مناظرے کرے یا مباہلہ کرے مگر وہ مقابلہ میں نہیں آیا اور نہ آئے گا۔ کیونکہ میرا نبی سچا ہے اور میں صدق دل سے ان کا غلام ہوں۔ پیش گوئی کرنا میری عادت نہیں لیکن آج میں مجبوراً کہتا ہوں۔ آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ چوبیس گھنٹوں میں اپنے حبیب ﷺ کے صدقے ہمیں اس جھوٹے سے نجات عطا فرمائے گا۔

اسی رات مرزا ہیضہ سے بیمار ہوا اور اگلے دن صبح دس بجے بیت الخلاء میں مر گیا۔ گویا اللہ کے ولی کی بات سچی ہوئی۔ مفتی عبداللہ پروفیسر اورینٹل کالج لاہور کا تاریخی جملہ آج بھی کتابوں میں موجود ہے۔ انہوں نے کہا ہم پہلے تو امیر ملّت کی اس پیش گوئی کو معمولی سمجھتے تھے۔ آخر وہ بات سب سے بڑھ کر نکلی۔ یعنی سچی

ثابت ہوئی۔

(الکاویہ علی الغاویہ، جلد 2، ص358)

قادیانیوں کی تحریک پاکستان کی مخالفت

مسلمانوں اور مسلم لیگ کی جانب سے جب یہ نعرہ لگ رہا تھا کہ بٹ کے رہے گا ہندوستان، لے کے رہیں گے پاکستان۔

اس وقت 15 اپریل 1947ء کو قادیانیوں کے ترجمان "الفضل" نے اپنا موقف دہرایا۔ بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں باہم شیر وشکر ہو کر رہیں۔

قادیانیوں کی جانب سے بھرپور مخالفت کے باوجود جب تقسیم ہند ناگزیر ہوگئی اور پاکستان کا قیام ممکن نظر آنے لگا تو قادیانیوں نے پاکستان کی جغرافیائی صورت کو نقصان پہنچانے کی بھیانک کوشش کی اور گورداسپور پاکستان کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اور بھارت کو کشمیر تک پہنچنے کا آسان راستہ میسر آ گیا۔

تحریک ختم نبوت 1953ء میں علمائے اہلسنت کا کردار

اورنگزیب پارک صدر کراچی میں قادیانیوں نے جلسہ کیا۔ جس میں وزیر خارجہ ظفر اللہ قادیانی نے بھی تقریر کی۔ جلسہ کے بعد قادیانیوں نے مسلمانوں کو

مارا پیٹا۔یوں 1953ء میں قیام پاکستان کے بعد تحریک ختم نبوت کا آغاز ہوا۔

تحریک کے دوران مسلمانوں کے تین مطالبات تھے۔

1۔قادیانیوں کو قانونی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

2۔ظفر اللہ قادیانی کو وزیر خارجہ کے منصب سے ہٹایا جائے۔

3۔ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔

اس تحریک میں تمام مکاتب فکر کے علماء شامل تھے اور سب نے متفقہ طور پر تحریک کی قیادت اہلسنت کی جید عالم علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری علیہ الرحمہ کے سپرد تھی۔تحریک کے دوران مرکزی قائدین کو گرفتار کر کے سکھر جیل میں نظر بند کر دیا گیا۔ مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل اعظم خان اور میجر جنرل احیاء الدین قادیانی نے مسلمانوں پر بے پناہ ظلم وستم کیا۔نہتے مسلمانوں پر گولیاں چلائی گئیں۔حتیٰ کہ ارض پاک کی سڑکیں مجاہدین ختم نبوت کے خون سے رنگین کر دی گئیں۔پورے ملک میں دس ہزار سے زائد مسلمانوں کو قادیانیوں کی خاطر شہید کر دیا گیا۔

علامہ ابوالحسنات علیہ الرحمہ کے صاحبزادے علامہ سید خلیل احمد قادری علیہ الرحمہ جو جامع مسجد وزیر خان لاہور کے خطیب تھے۔ وہ بھی اس تحریک کے سرگرم کارکن تھے۔فوج نے انہیں مسجد وزیر خان سے گرفتار کیا۔وہ فرماتے ہیں

کہ جب مجھے ہتھکڑیاں لگا کر جیل لے جا رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ کئی پولیس والے اپنی بیرک سے مجھے حیرت سے دیکھ رہے ہیں۔ میں نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر کئے اور ہتھکڑی کو چوم کر آنکھوں سے لگالیا۔ میرے ساتھ چلنے والے سپاہیوں نے اس کی وجہ پوچھی تو میں نے کہا: خدا کا شکر ہے کہ مجھے یہ ہتھکڑیاں کسی اخلاقی جرم کی وجہ سے نہیں لگیں۔ مجھے فخر ہے کہ میں نے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس اور ختم نبوت کے تحفظ کی خاطر یہ زیور پہنا ہے۔

یہ سن کر وہ سپاہی خاصے متاثر ہوئے اور کہنے لگے۔ دل تو ہمارے بھی آپ کے ساتھ ہیں لیکن ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ ملازمت کا معاملہ ہے۔ میں نے کہا یزیدی فوج بھی یہی کہتی تھی۔ اگر تم مجھے حق پر سمجھتے ہو تو اسوۂ حضرت حُر پر عمل کرو۔ یہ سن کر وہ شرمندہ ہو گئے۔

قید کے دوران مجھے بارہا معافی مانگنے کے لئے کہا گیا مگر میں نے ہر بار انکار کیا پھر فوجی عدالت نے مجھے موت کی سزا سنادی۔ حوصلے کا یہ عالم تھا کہ جام شہادت نوش کرنے کے لئے طبیعت مچلنے لگی۔ میں اپنی قسمت پر ناز کرنے لگا کہ ختم نبوت کے تحفظ کی خاطر جان کی قربانی پیش کرنے کی سعادت ملنے والی ہے۔

ادھر سکھر جیل میں علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری علیہ الرحمہ کو یہ اطلاع ملی کہ ان کے اکلوتے بیٹے سید خلیل احمد علیہ الرحمہ کو سزائے موت سنادی گئی ہے۔

آپ نے نہایت صبر وسکون کے ساتھ یہ خبر سنی اور فرمایا: الحمدللہ! رب نے میرا یہ معمولی ہدیہ قبول فرمالیا ہے۔

تقریبا ایک ماہ بعد سزائے موت مؤخر کردی گئی۔ علامہ ابوالحسنات کو جب حقیقت معلوم ہوئی تو اپنے بیٹے کو خط لکھا ''مجھے یہ جان کر بہت افسوس ہوا کہ تم رتبۂ شہادت حاصل نہ کر سکے، لیکن بہر حال یہ جان کر دل کو اطمینان ہوا کہ تم تحفظ ختم نبوت کی خاطر لڑ رہے ہو''

علامہ عبدالستار خان نیازی علیہ الرحمہ

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں ایک اہم نام علامہ عبدالستار خان نیازی ہے جو قائدین کی گرفتاری کے بعد تحریک کے مرکز مسجد وزیر خان میں مسلمانوں کی قیادت کرتے رہے۔ آخر کار علامہ نیازی کو بھی گرفتار کر کے پھانسی کی سزا سنادی گئی جو بعد ازاں عمر قید میں تبدیل کر دی گئی۔ علامہ نیازی فرماتے ہیں

جب تحریک ختم نبوت کے بعد میری رہائی ہوئی تو ایک موقع پر کسی صحافی نے میری عمر پوچھی۔ میں نے جواب میں کہا۔ میری عمر دو دن اور دو راتیں ہیں۔ یہ سن کر صحافی مسکرانے لگے، جو میں نے ختم نبوت کے تحفظ کی خاطر پھانسی کی کال کوٹھڑی میں گزاری ہیں کیونکہ یہی میری قابل فخر زندگی ہے اور باقی شرمندگی۔

اس تحریک میں علامہ سید احمد سعید کاظمی، علامہ عبدالحامد بدایونی، محدث اعظم پاکستان، علامہ سردار احمد صاحب' علامہ محمد بخش مسلم، مفتی محمد حسین نعیمی، پیر محمد قاسم مشوری، مفتی محمد حسین قادری، مفتی صاحبداد خان، پیر صاحب گولڑہ شریف، پیر صاحب سیال شریف، پیر صاحب زکوری شریف، پیر صاحب بھر چونڈی شریف، پیر صاحب مانکی شریف اور دیگر کثیر علماء و مشائخ رحمہم اللہ نے حصہ لیا۔

تحریک ختم نبوت 1974ء میں علمائے اہلسنت کا کردار

29 مئی 1974ء کو ربوہ ریلوے اسٹیشن پر نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء پر جو چناب ایکسپریس کے ذریعے سفر کر رہے تھے، قادیانی غنڈوں نے حملہ کر کے بہیمانہ تشدد کیا۔ اس پر پورے ملک میں احتجاج شروع ہو گیا۔ عوام کا ایک ہی مطالبہ تھا کہ طلباء پر ظلم کرنے والوں کو انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے۔ اس وقت پیپلز پارٹی کی حکومت تھی۔ حکومت کے کسی عہدیدار نے احتجاج پر توجہ نہیں دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ احتجاجی جلسے اور جلوس بالآخر ایک تحریک کی شکل اختیار کر گئے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مسلمان مطالبہ کرنے لگے کہ قادیانیوں کی غیر قانونی اور غیر آئینی سرگرمیوں کو لگام دی جائے۔

ختم نبوت کی اس تحریک میں بھی تمام مکاتب فکر کے علماء و عوام شامل تھے۔

البتہ علماء ومشائخ اہلسنت اورختم نبوت کے شیدائیوں کا جوش وجذبہ اپنی مثال آپ تھا۔مجلس عمل کے جنرل سیکریٹری بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی علیہ الرحمہ تھے۔

علماء اہلسنت نے خصوصا علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری، علامہ شاہ احمد نورانی، علامہ سید محمد علی رضوی، علامہ سید شاہ تراب الحق قادری صاحب اورعلامہ عبدالستار خان نیازی نے اس تحریک میں بھرپور کردار ادا کیا۔حکومت کی جانب سے جب بہت زیادہ سختی کی گئی، بڑے پیمانے پر گرفتاریاں ہورہی تھیں۔ اس وقت حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ مختلف مساجد اور جلسوں میں تقاریر کے ذریعے نوجوانوں میں جوش وولولہ پیدا کرتے۔کئی دفعہ پولیس نے آپ کو گرفتار کرنے کی کوشش کی مگر گرفتار نہ کرسکی۔ 28 فروری 1974ء کو علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ نے اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار سے ملاقات میں جنرل کو قادیانی اوراسرائیلی گٹھ جوڑ سے آگاہ کیا۔15 اپریل 1974ء میں قادیانیوں کوغیر مسلم قرار دینے کا مطالبہ کیا گیا۔

30 جون 1974ء کو علامہ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ نے قومی اسمبلی میں قرارداد پیش کی۔ 5 اگست 1974ء سے 14 اگست اور 14 سے 24 اگست تک مرزا ناصر احمد قادیانی پر ایوان کی اسپشل کمیٹی کی کارروائی اسمبلی چیمبر میں

ہوئی جس کے چیئرمین اسپیکر قومی اسمبلی صاحبزادہ فاروق علی خان تھے۔

قرارداد کی تائید میں 22 ارکان نے دستخط کیئے۔ بعد میں ان کی تعداد 37 ہوگئی۔ افسوس ناک بات یہ ہے کہ دیوبندی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے دو مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحکیم نے دستخط نہیں کیئے۔

مرزائیوں کے لاہوری گروپ نے علامہ نورانی کو بہت بڑی رقم کی پیشکش کی اور کہا کہ قرارداد سے ہمارا نام نکال دیں۔ جسے علامہ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ نے پائے حقارت سے ٹھکرا دیا۔

مرزا ناصر نے قومی اسمبلی میں اپنا موقف پیش کرتے ہوئے مولوی قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس پیش کی۔ اس پر کئی لوگوں کے سر شرم سے جھک گئے۔ مگر علامہ نورانی نے واشگاف الفاظ میں کہا: ہم ایسی عبارت کو نہیں مانتے اور نہ ہی اس کے قائلین کو مسلمان نہیں جانتے۔

اسی دوران علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری علیہ الرحمہ سے بعض اراکین نے کہا کہ یہ لوگ (قادیانی) ہماری طرح نمازیں پڑھتے ہیں۔ روزے بھی رکھتے ہیں۔ اس کے باوجود آپ انہیں غیر مسلم کیوں کہتے ہیں؟ ان اراکین کو سمجھانے کے لئے علامہ ازہری نے مرزا ناصر سے پوچھا یہ بتاؤ! جو شخص مرزا کو نہ مانے، وہ تمہارے نزدیک کون ہے؟ مرزا ناصر نے برجستہ کہا وہ ہمارے نزدیک کافر

ہے۔

اس طرح علامہ ازہری علیہ الرحمہ نے حکمت و دانائی سے یہ سوال کر کے لوگوں کو سمجھا دیا کہ قادیانی اپنے علاوہ تمام مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔

جب قرارداد دستخط کے لئے بھٹو کے پاس پیش ہوئی تو اس وقت بھٹو نے کہا تھا ''تم قادیانیوں کو کافر قرار دلوا رہے ہو، لگتا ہے تم مجھے پھانسی پر لٹکواؤ گے۔''

بالآخر 7 ستمبر 1974ء کے دن قومی اسمبلی میں متفقہ طور پر قادیانیوں' احمدی گروپ اور لاہوری گروپ کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔

7 ستمبر اللہ اور اس کے حبیب کی رضا کا دن ہے۔

7 ستمبر تحفظ ختم نبوت کا دن ہے۔

7 ستمبر صدیق اکبر کی للکار کا دن ہے۔

7 ستمبر پیر مہر علی اور امیر ملت کی آرزوؤں کا دن ہے۔

7 ستمبر شہدائے ختم نبوت کے ثمرات کا دن ہے۔

7 ستمبر قادیانیت کی شکست کا دن ہے۔

7 ستمبر قادیانی، اسرائیلی گٹھ جوڑ بے نقاب کرنے کا دن ہے۔

7 ستمبر علمائے اہلسنت کی جدوجہد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کا دن ہے۔

7 ستمبر مرزا کے دعویٰ نبوت کے تابوت میں آخری کیل ٹھوکنے کا دن ہے۔

فتح بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختم دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

قادیانی عبادت گاہ کو مسجد کہنا

☆26اپریل 1984ءکوحکومت وقت نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا جس کی رو سے قادیانیوں کو خود کو مسلمان کہنے، اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہنے اور دیگر اسلامی شعائر استعمال کرنے سے روک دیا گیا۔

☆10 اگست 1992ءکولاہور ہائی کورٹ کے جناب جسٹس میاں نذیر اختر نے تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298ب کے تحت امیر المومنین، خلیفۃ المسلمین، صحابی یا اہلبیت جیسے مخصوص الفاظ قادیانی یا مرزا کے پیروکار استعمال نہیں کر سکتے اور یہ کہ ان الفاظ کے استعمال کی ممانعت قادیانیوں کے دوسرے القاب یا شعائر اسلام استعمال کرنے کا لائسنس نہیں دیتی، جن سے وہ خود کو مسلمان ظاہر کریں کیونکہ انہیں غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی ہر فتنہ سے حفاظت فرمائے اور تحریک ختم نبوت کے تمام شہداء اور علمائے اہلسنت کی قربانیوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے' ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین ثم آمین

تحریک آزادی ہند
میں علمائے اہلسنت
کا کردار

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ اَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَ بَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۃ والضحیٰ کی آخری آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر حق کو قبول کرنے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے شمار نعمتوں سے نوازا۔ انہی نعمتوں میں سے ایک نعمت آزادی ہے۔ یہ ایک ایسی نعمت ہے جسے حاصل کرنے کے لئے قربانیاں دینی پڑتی ہیں مگر جب یہ نعمت نصیب ہوتی ہے تو پورے خطے میں بہار آجاتی

ہے۔

آج ہم ''آزادی ہند'' کا ذکر کریں گے جسے حاصل کرنے کے لئے ہمارے علماء، مشائخ، قائدین اور عوام اہلسنت نے بھرپور قربانیاں دیں۔ گوری چمڑی والے کو ہند سے نکالنے کے لئے ہمارے اکابرین نے بڑی کوششیں کیں۔ وہ کسی صورت اپنے مشن سے پیچھے نہ ہٹے حتیٰ کہ اپنی جانوں تک کے نذرانے پیش کردیئے۔

میں آپ کو حضرت سلطان ٹیپو علیہ الرحمہ کے دور میں لے جاتا ہوں اور اصل تاریخ آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں تا کہ ان کی قربانیاں اجاگر ہوں۔

☆حضرت سلطان ٹیپو شہید علیہ الرحمہ

حضرت سلطان ٹیپو کی پیدائش 13 صفر 1168ھ بمطابق 31 دسمبر 1751ء میں بنگلور سے تقریباً 22 میل دور ایک قصبے دیون ہلی میں ہوئی۔ آپ کا اصل نام فتح علی ہے۔ آپ کے والد کا نام حیدر علی ہے۔ ان کے والد مشہور بزرگ ٹیپو مستان ولی کی عقیدت میں آپ کے نام میں ٹیپو سلطان کا اضافہ کیا۔

والد نے آپ کی تعلیم و تربیت کا اعلیٰ انتظام کیا۔ آپ کو قرآن، حدیث، فقہ، عربی، فارسی، فرانسیسی، انگریزی اور مقامی زبان کی تعلیم دی۔ آپ نے جس

دور میں ہوش سنبھالا، برصغیر پاک و ہند کی عظیم اسلامی مملکت سیاسی خلفشار کا شکار تھی۔ اورنگزیب عالمگیر کے وصال کے بعد جگہ جگہ خودمختار ریاستیں وجود میں آ چکی تھیں۔ اس صورت حال سے فائدہ اٹھا کر انگریز ایسٹ انڈیا کمپنی کے بھیس میں جال بچھا چکے تھے۔ 1774ء میں بنگال سے اودھ تک انگریزوں کی حکومت قائم ہو چکی تھی۔

انگریز حیدر علی کی بڑھتی ہوئی طاقت سے خائف تھے۔ انگریزوں اور حیدر علی کے مابین پہلی جنگ کا آغاز 1780ء میں ہوا۔ 20 محرم 1197ھ بمطابق 1782ء کو سلطان ٹیپو کی تخت نشینی عمل میں آئی۔ سلطان نے انگریزوں کو ناکوں چنے چبوا دیئے۔

انگریز کی توسیع پسندی کی راہ میں اگر کوئی موثر قوت حائل تھی، تو وہ سلطان کی ریاست میسور تھی۔

بالآخر 3 مئی 1799ء آپ کے وفادار افسر سید عبدالغفار کو انگریز نے شہید کر دیا جس کے بعد سلطان خود میدان میں آئے۔ میر صادق کو انگریز نے خرید کر سلطان پر حملہ کر دیا۔ آپ مردانہ وار لڑتے رہے، یہاں تک کہ جام شہادت نوش فرمایا۔

آپ کا یہ تاریخی جملہ کتابوں میں موجود ہے: شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ

کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے۔

امیر کاروان جنگ آزادی، بطل حریت، مجاہد ملت علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمہ (حنفی ماتریدی چشتی)

1212ھ بمطابق 1797ء میں اپنے آبائی وطن خیرالبلاد خیرآباد میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد علامہ فضل امام خیرآبادی علماء عصر میں ممتاز اور علوم عقلیہ کے اعلیٰ درجہ پر سرفراز تھے۔

آپ نے تمام علوم اپنے والد سے حاصل کئے۔ آپ نے تیرہ سال کی عمر میں تمام علوم کی تکمیل کی۔ چار ماہ اور کچھ دن میں حفظ کیا۔

آپ نے آزادی کا سب سے پہلے سنگ بنیاد رکھا۔ آپ دہلی تشریف لے آئے۔ بہادر شاہ ظفر سے بھی آپ کی ملاقات ثابت ہے۔ آپ نے جب یہ دیکھا کہ انگریز ہمارے ذہنوں پر چھا جائے گا، مسلمانوں کی نسل کشی کرے گا، ہمارے مذہبی تشخص کو تباہ و برباد کر دے گا، آپ نے دہلی میں بیٹھ کر 1857ء میں انگریز کے خلاف سب سے پہلے جہاد کا فتویٰ دیا جس پر مفتی صدر الدین خان، مولوی عبدالقادر، قاضی فیض اللہ، مولانا فیض اللہ، علامہ فیض احمد بدایونی، وزیر خان اکبرآبادی، سید مبارک حسین رامپوری نے دستخط کئے۔ بس فتویٰ جاری

ہونے کی دیر تھی کہ جذبہ جہاد کی ایک لہر مسلمانوں میں دوڑ گئی، گلی گلی، محلہ محلہ، قریہ قریہ، بستی بستی، شہر شہر جو قتال ہوا، انگریز حکومت کی چولہیں ہل گئیں۔ مگر آپ جانتے ہیں کہ انگریز بڑا مکار ہے۔ اس نے اپنی تدبیریں لڑا کر لوگوں کو خرید کر اس تحریک کو بظاہر کچل دیا۔

اس وقت بریلی شریف میں مجاہدین کا جو کیمپ تھا، اس میں مجاہدین کی تربیت کرنے والے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ کے والد مفتی نقی علی خان اور اعلیٰ حضرت کے دادا علامہ رضا علی خان تھے اور علامہ رضا علی، جنرل بخت خان کے خصوصی معاون تھے۔

علامہ فضل حق علی گڑھ تشریف لے گئے وہاں مجاہدین کی مدد کرتے رہے۔ ملکہ وکٹوریہ نے یہ اعلان کر دیا کہ جتنے باغی ہیں، ہم نے سب کو معاف کر دیا۔ پس یہ اعلان ہونا تھا، علامہ خیر آبادی پہنچ گئے۔ مخبری کے ذریعہ آپ کو گرفتار کر لیا گیا اور دہلی یا لکھنؤ میں مقدمہ چلا۔ گواہی دینے والے نے پہچاننے سے انکار کر دیا۔ جج چاہتا تھا کہ آپ کی رہائی کا کوئی بہانہ بن جائے۔

کارروائی سے پہلے جج نے کہا کہ آپ کٹہرے میں صرف اتنا کہہ دیجئے گا کہ میں نے انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ نہیں دیا۔ میں آپ کو رہا کروا دوں گا۔ اب جج مطمئن ہو کر اپنی نشست پر بیٹھ گیا کہ اب مولانا انکار کر دیں گے۔ چنانچہ

جیسے ہی کارروائی کا آغاز ہوا۔ جج نے آپ سے پوچھا تو آپ نے گرج دار لہجہ میں کہا۔ ہاں میں ہی وہ فضل حق خیرآبادی ہوں جنہوں نے انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا تھا۔

آپ کو عمر قید سنائی گئی، جزائر انڈمان بھیج دیا۔ آپ کے دونوں صاحبزادے علامہ عبدالحق، علامہ شمس الحق آپ کی رہائی کی کوشش میں لگے رہے۔ یہاں تک کہ 1861ء صفر کے مہینے میں ساڑھے تین چار برس کے بعد جج نے علامہ کی رہائی کا حکم جاری کیا۔

آپ کے صاحبزادے علامہ شمس الحق نے رہائی کا آرڈر لے کر جزائر انڈمان کا سفر کیا۔ خدا کا کرنا دیکھئے کہ جب علامہ شمس الحق جزائر انڈمان پہنچے اور خوش تھے کہ آج والد کی رہائی ہو جائے گی، مگر جیسے ہی وہ جزائر انڈمان پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک جنازہ تیار ہے۔ لوگ جنازہ پڑھنے کے لئے تیار ہیں۔ پوچھا یہ جنازہ کس کا ہے؟ لوگوں نے کہا تحریک آزادی کے ہیرو علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمہ آج صبح وصال فرما گئے۔ علامہ شمس الحق نے والد کے جنازہ میں شرکت کی۔ وہیں آپ کا مزار ہے۔ یوں کہئے کہ علامہ وہ مرد مجاہد ہیں کہ اللہ نے ان کے اخلاص کا بدلہ یہ دیا کہ انگریز کے آزاد کرنے سے پہلے اپنے بندے کو آزاد کر دیا تاکہ انگریز کی آزادی کا دھبہ ان پر نہ لگے اور انگریز کے آزاد کرنے سے پہلے

آزاد کردیا۔

☆ دوقومی نظریہ کیا ہے؟

پاکستان بنانے کا بنیادی مقصد ''دوقومی نظریہ کا احیاء'' پاک و ہند کی تاریخ میں خاص طور پر دو ایسے ادوار آئے جب اس تصور کے احیاء کی کوشش کی گئی۔ یہ اس وقت ہوا جب اسلام کے شعائر و نشانات کو مٹانے کی بھرپور کوشش کی گئی۔

پہلی مرتبہ دسویں صدی ہجری میں اکبر بادشاہ کے عہد میں یہ کوشش کی گئی کہ شعائر اسلام کو مٹایا جائے۔

1۔اکبر کے محل میں کوئی داخل ہوتا تو سجدہ کرتا۔

2۔گائے کی قربانی پر پابندی لگادی گئی۔

3۔کئی مساجدوں کو شہید کردیا گیا۔

4۔تمام مذاہب میں شادیاں کی جانے لگیں۔

5۔شرعی احکامات کے مطابق فیصلے نہ ہونے لگے۔

اس وقت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ نے اکبر بادشاہ کے سامنے دوقومی نظریہ پیش کیا۔

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

آپ علیہ الرحمہ فورا دلی تشریف لے آئے اور اکبر کے لئے ننگی تلوار بن کر

جلوہ گر ہوئے۔اس کے بعد اکبر کے مقربین کو بلا کر کہا۔

اکبر! اللہ اور اس کے رسول کا باغی ہو گیا ہے۔میری طرف سے اس کو کہہ دو کہ اس کی بادشاہی، اس کی طاقت، اس کی فوج، اس کی ہر ہر شے نیست و نابود ہو جائے گی۔وہ توبہ کر کے اللہ و رسول کا فرمانبردار ہو جائے، ورنہ اللہ کے غضب کا انتظار کرے۔

☆ دوسرا دور وہ ہے جب چودھویں صدی ہجری کے نصف اول میں مسٹر گاندھی نے شعائر اسلام کو مٹانے اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی بھرپور سازشیں کیں۔

1۔مسٹر گاندھی کی ایماء پر ترک گاؤ کشی کی تحریک چلی تا کہ بزور قوت اسلامی شعائر چھڑوا کر مذہبی اور فکری طور پر انہیں مرغوب و مفلوج کر دیا جائے۔

2۔تحریک ترک حیوانات چلائی تا کہ سارے مسلمان قصاب اپنی روزی سے محروم ہو جائیں۔

3۔تحریک کھدر چلائی تا کہ ڈھاکہ، ٹھٹھہ، بنارس وغیرہ کے نفیس کپڑا بُننے والے مسلمان پارچہ ساز بے روزگار ہو جائیں۔

4۔پھر تحریک ہجرت چلائی تا کہ مسلمان اپنی جائیدادیں اور زمینیں بیچ کر ملک سے چلے جائیں اور سارا مال ہندوؤں کے ہاتھ آ جائے۔اس تحریک سے

سندھ کے مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچا۔ پہلے ہی کون سی جائیدادیں وزمینیں ان کے پاس تھیں جو کچھ تھا، وہ اس بہانے سے لے لیا گیا۔

5۔ پھر تحریک ترک موالات چلائی تاکہ مسلمان سرکاری ملازمتوں اور سرکاری اعزازت سے محروم ہوجائیں اور انگریزوں کی نگاہ میں آجائیں۔

6۔ تحریک شدھی سنگھٹن چلائی، مسلمانوں کو بالجبر مرتد بنایا گیا۔ ان کی تہذیب وتمدن کو پامال کرنے کی کوشش کی گئی۔

انہی حالات واقعات کی وجہ سے دوقومی نظریہ کا خیال ہمارے بزرگوں کے ذہن میں ابھرا۔

☆ 1897ء میں امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ اپنی جوانی کے عالم میں تھے، جب دیکھا کہ ہندو مسلمان ایک ہوتے جارہے ہیں۔ نکاح، شادی بیاہ ہورہے ہیں۔ آپ نے اپنا دینی فریضہ انجام دیتے ہوئے پٹنہ میں سنی کانفرنس کرنے کے بعد دوقومی نظریہ سب سے پہلے پیش کیا۔

میرے عزیز مسلمانو! ہندو الگ قوم ہے اور مسلمان الگ قوم ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔ **الكفر ملة واحدة** کفر ملت واحدہ ہے، کفر اگر برطانیہ کا ہو کفر ہے، امریکہ کا ہو کفر ہے، ہندوستان کا ہو کفر ہے۔ یہ مت سمجھنا کہ

امریکا کا کفر اور ہے، نہیں بلکہ کفر ایک ملت ہے۔ یہ تمام باطل قوتیں اسلام اور مسلمانوں کی دشمن ہیں۔

غور کیجئے کہ سب سے پہلے 1897ء میں امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ نے دوقومی نظریہ پیش کیا۔ جبکہ 1921ء کے اجلاس میں مسلم لیگ نے دوقومی نظریہ پیش کیا۔ کہاں 1897ء اور کہاں 1921ء کا اجلاس۔

☆ علماء ان پالیٹکس صفحہ نمبر 12 پر ڈاکٹر اشتیاق قریشی لکھتے ہیں کہ تحریک آزادی کے دوران مولانا محمد علی جوہر، امام اہلسنت مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلی علیہ الرحمہ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ ہمارا ساتھ دیں۔

امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ مولانا! آپ کی اور ہماری سیاست میں فرق ہے؟ آپ ہندو اور مسلمان کی آزادی کی بات کرتے ہیں جبکہ ہم صرف مسلمانوں کے لئے الگ مملکت کی بات کرتے ہیں۔ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے مولانا محمد علی جوہر کو بہت سمجھایا۔ بالاخر یہ بات ان کی سمجھ میں آ گئی کہ ہمیں انگریزوں کے ساتھ ساتھ ہندوؤں سے بھی جان چھڑانی ہوگی۔ اب امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے اپنی جیب سے پچاس روپے نکال کر مولانا محمد علی جوہر کو دیئے اور کہا کہ میری طرف سے یہ حصہ اپنی تحریک میں شامل کرلو۔

اس کے بعد مسلمانوں کی متحدہ مسلم لیگ بنی اور اس کے قائد بغیر کسی اختلاف کے محمد علی جناح قرار پائے۔اس پاک سرزمین کو حاصل کرنے کے لئے بھرپور تحریک چلی۔

پاکستان (ایک الگ ملک بنانے کا مقصد)

ہم یہ چاہتے تھے کہ ایسی مملکت بنے کہ جس میں مسلمان اپنے عقیدے کے مطابق حکومت بنائیں۔سیاسی نظام تشکیل دیں، اسلامی حکومت ہو، ہماری نسلیں تباہی سے بچ جائیں۔

اس پاک سرزمین کو حاصل کرنے کے لئے بھرپور تحریک چلی۔اس تحریک کو کامیاب بنانے میں سنی مشائخ وعلماء کا بڑا اہم کردار تھا۔

شہر شہر سنی کانفرنسیں ہونے لگیں۔

☆سنی کانفرنس 1935ء میں بدایوں میں ہوئی (صدارت: امیر ملت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمہ)

☆اس کے بعد پھپوند ایک مقام ہے، وہاں ہوئی (صدارت: محدث اعظم ہند مولانا سید محمد کچھوچھوی علیہ الرحمہ)

☆ 1946ء میں اجمیر شریف میں ہوئی۔ (صدارت: حضرت سید آل

رسول دیوان علیہ الرحمہ)

☆1946ء میں مئی میں ہوئی۔

☆ 12/13 اکتوبر 1946ء میں عیدگاہ بندر روڈ کراچی میں ہوئی۔

(صدارت: علامہ غلام رسول قادری علیہ الرحمہ)

تحریک پاکستان میں کن علماء نے حصہ لیا

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان، مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ، صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ، شاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ، امیر ملت پیر جماعت علی شاہ علیہ الرحمہ، علامہ عبدالحامد بدایونی، محدث اعظم ہند علامہ سید محمد کچھوچھوی' علامہ ابو البرکات، علامہ ابوالحسنات، خواجہ قمرالدین سیالوی، پیر صاحب بھرچونڈی شریف، علامہ شائستہ گل، صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ، علامہ عبدالسلام جبل پوری، برہان الحق جبل پوری، پیر صاحب مانکی شریف، پیر صاحب زکوری شریف' مفتی تقدس علی خان اور علامہ الازہری رحمہم اللہ۔

☆امیر ملت پیر جماعت علی شاہ

فتنۂ ارتداد، شدھی تحریک، تحریک ہجرت، تحریک آزادی کشمیر، تحریک علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، انجمن حیات اسلام لاہور، برصغیر کی تمام تحریکوں میں مجاہدانہ

اور قائدانہ کردار ادا کیا۔

تحریک پاکستان میں آپ کا کردار تاریخ کا ایک سنہری باب ہے۔ 1936ء میں جب جناح صاحب نے مسلم لیگ کی تنظیم نو کا بیڑا اٹھایا تو سب سے پہلے امیر ملت ہی نے اپنے مکمل اور بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔ آپ اس وقت حیدرآباد دکن میں مقیم تھے۔ وہاں سے جناح صاحب کے نام ایک ہمدردانہ و ہمت افزاء پرخلوص خط مع تبرکات بمبئی کے پتے پر ارسال کرتے ہوئے فرمایا کہ قوم نے مجھے امیر ملت مقرر کیا ہے اور پاکستان کے لئے جو کوششیں آپ کر رہے ہیں، وہ میرا کام تھا لیکن میں سو سال کے قریب عمر کا ضعیف وناتواں ہوں۔ یہ بوجھ آپ پر آن پڑا ہے۔ میں آپ کی مدد کرنا فرض تصور کرتا ہوں۔ میں اور میرے متوسلین آپ کے معاون و مددگار رہیں گے۔ آپ مطمئن رہیں۔ اس کے بعد امیر ملت نے اپنے تبلیغی اور روحانی دوروں کے دوران پشاور سے راس کماری تک مسلم لیگ کا پیغام گھر گھر پہنچایا۔

☆ امیر ملت نے جناح صاحب کو تسبیح، جاءنماز اور قرآن مجید تحفہ میں بھیجا۔ جواب میں جناح صاحب نے لکھا کہ پیر صاحب! تحفہ بھیجنے کا بہت بہت شکریہ۔ میں سمجھ گیا کہ جاءنماز آپ نے اس لئے بھیجی ہے کہ میں اس پر پنجگانہ نماز پڑھوں' تسبیح آپ نے اس لئے بھیجی ہے کہ میں اس سے درود پڑھتا رہوں اور قرآن اس

لئے بھیجا ہے کہ پاکستان بننے کے بعد اس میں قرآن مجید کا نظام ہوگا۔

☆ اواخر جون 1945ء میں امیر ملت نے تحریک پاکستان کی حمایت میں ایک زبردست بیان جاری فرمایا۔ جس کا عنوان ''تحریک پاکستان اور صوفیاء کرام'' تھا۔ اس بیان کا مرکزی نکتہ یہ تھا کہ جناح ہمارا بہترین وکیل ہے اور مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے لہذا سب مسلمان قیام پاکستان کی جدوجہد میں شریک ہوں۔

☆ 14 اگست 1947ء کو جب آزادی کی صبح طلوع ہوئی تو امیر ملت نے جناح اور دوسرے زعماء کو مبارکباد کے تار بھیجے اور لکھا کہ ملک گیری آسان ہے، ملک داری مشکل ہے۔

☆ علامہ عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمہ (سفیر اسلام)

23 مارچ 1940ء کو لاہور منٹو پارک میں مسلم لیگ کا تاریخ ساز اجلاس منعقد ہوا جس میں علامہ عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمہ نے سنی کانفرنس کے مشائخ و علماء کے ہمراہ شرکت کی اور تقریر بھی کی۔

☆ 1945ء میں قائد اور امیر حیدرآباد دکن میر عثمان علی خان کے درمیان اختلافات شدید ہوگئے تو شہید ملت لیاقت علی خان نے علامہ عبدالحامد بدایونی

علیہ الرحمہ کو صلح کروانے کے لئے بھیجا۔

☆ قیام پاکستان کے بعد جشن میلاد کی سرکاری تعطیل کا نوٹیفکیشن آپ ہی کی کوششوں سے جاری ہوا۔

☆ پہلی کابینہ میں ظفر اللہ خان قادیانی کو وزیر خارجہ بنایا گیا تو علامہ نے 1948ء میں شاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ کی قیادت میں قائداعظم سے ملاقات کی اور پاکستان کا دستور کتاب وسنت کی روشنی میں تیار کرنے کے لئے وزارت مذہبی امور قائم کرنے کی یادداشت پیش کی۔

☆8 جون 1946ء کو سنی کانفرنس اجمیر شریف میں محدث اعظم ہند علامہ سید محمد کچھوچھوی علیہ الرحمہ کا صدارتی خطبہ

اے سنی بھائیو! اے مصطفی علیہ التحیۃ والثناء کے لشکریو! اے خواجہ کے مستو! اب تم کیوں سوچو کہ سوچنے والے مہربان آ گئے اور تم کیوں رکو کہ چلانے والی طاقت آ گئی۔ اب بحث کی لعنت چھوڑ و، اب غفلت کے جرم سے باز آ جاؤ، آ ؤ اٹھ پڑو، کھڑے ہو جاؤ۔ چلے چلو، ایک منٹ بھی نہ رکو، پاکستان بنالو تو جا کر دم لو کہ یہ کام اے سنیو! سن لو کہ صرف تمہارا ہے۔(ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، اگست 1997ء)

☆ علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری علیہ الرحمہ

تحریک پاکستان میں آپ کی گراں قدر خدمات تاریخ کا ایک حصہ ہے جن کا اپنے اور پرائے سب ہی اعتراف کرتے ہیں۔ تحریک پاکستان کی حمایت و نصرت کا مرحلہ آیا تو آپ نے دوقومی نظریہ اور قرارداد پاکستان کی حمایت کی۔ 1946ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں بھرپور حصہ لیا اور پاکستان کی حمایت میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے تاریخی فتوے پر دستخط ثبت فرمائے۔

☆ قادیانیوں کی تحریک پاکستان کی مخالفت

مسلمانوں اور مسلم لیگ کی جانب سے جب یہ نعرہ لگ رہا تھا کہ ''بٹ کے رہے گا ہندوستان، لے کے رہیں گے پاکستان''

اس وقت 15 اپریل 1947ء کو قادیانیوں کے ترجمان ''الفضل'' نے اپنا موقف دہرایا۔ بہرحال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں باہم شیر وشکر ہوکر رہیں۔

قادیانیوں کی جانب سے بھرپور مخالفت کے باوجود جب تقسیم ہند ناگزیر ہوگئی اور پاکستان کا قیام ممکن نظر آنے لگا تو قادیانیوں نے پاکستان کی جغرافیائی صورت کو نقصان پہنچانے کی بھیانک کوشش کی اور گورداسپور پاکستان کے ہاتھ

سے نکل گیا اور بھارت کو کشمیر تک پہنچنے کا آسان راستہ میسر آ گیا۔

الغرض کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ملک پاکستان ہمیں رمضان کی ستائیسویں شب یعنی شب قدر کو عطا فرمایا۔ اس ملک کو حاصل کرنے کے لئے علماء اہلسنت سمیت بیس لاکھ مسلمانوں نے قربانیاں دیں۔ مگر افسوس جس وطن کو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا، اس ملک میں ایک سیکنڈ کے لئے بھی اسلامی نظام نافذ نہیں کیا گیا۔ اس ملک میں اسلام کا مذاق اڑایا گیا۔ تقریباً حکمرانوں نے اس ملک کو لوٹا، اس ملک میں رہ کر اس ملک سے مال اور شہرت حاصل کر کے حکمرانوں نے اس ملک کو پوری دنیا میں بدنام کیا۔ باہر بیٹھ کر اس ملک کے خلاف بیان دیئے جاتے ہیں، اس ملک میں قوم پرستی کی بنیاد رکھی گئی۔ مہاجروں اور پنجابیوں کو لڑایا گیا۔ سندھیوں کے دلوں میں مہاجروں اور مہاجروں کے دلوں میں سندھیوں کا تعصب ڈالا گیا، پنجابیوں کو مہاجروں کے خلاف اکسایا گیا، بلوچوں کو ان کے حق سے محروم رکھا گیا۔ قبائلیوں کو پاکستان کا دشمن سمجھا جانے لگا۔ اسی ملک میں جناح صاحب کے مزار کے باہر پاکستان کا پرچم جلایا گیا۔ اسی ملک میں ''پاکستان مردہ باد'' کے نعرے لگے۔ ان تمام سیاہ کارناموں سے شہداء کی روح تڑپ گئی ہوگی۔

☆ یہ سب صورتحال دیکھ کر ہم یہ کہہ دیتے ہیں کہ پاکستان بنانے کی کیا

ضرورت تھی؟ ہم ہندوستان میں ہی اچھے تھے۔اس ملک نے ہمیں کیا دیا؟اس ملک سے کب ہماری جان چھوٹے گی؟

یہ الفاظ بظاہر زبان پر بہت ہلکے ہیں مگر یہ نہیں سوچتے کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں۔آج ہم پاکستان میں مکمل آزادی کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں۔کسی ہندو، کسی عیسائی اور کسی یہودی سے یہ خطرہ نہیں کہ وہ رات کو آ کر ہمیں خود اپنے گھر میں محصور کر کے جلا دے گا یا گھر میں گھس کر ہماری عورتوں کی عزت کو پامال کرے گا۔

آزادی کی قدر کشمیر کے مظلوم مسلمانوں سے پوچھئے جس کے ہر گھر کی خاتون نے ایک بھائی، ایک باپ اور ایک شوہر کی قربانی پیش کی ہے اور اب تک بھارتی مظالم سے شہید ہونے والے مرد و خواتین کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہے۔آزادی کی قدر فلسطین کے مظلوم مسلمانوں سے پوچھئے جن کے مکانات پر جب چاہے' اسرائیل بمباری کر کے مٹی کا ڈھیر بنا دیتا ہے اور گھر والے شہید ہو جاتے ہیں۔آزادی کی قدر گجرات واحمد آباد کے مسلمانوں سے پوچھئے جن کے گھر والوں کو زندہ جلا دیا گیا اور املاک کو بھی آگ لگا دی گئی۔آزادی کی قدر بوسنیا' برما اور افغانستان کے مسلمانوں سے پوچھئے جن کی خواتین کی عزتیں پامال کی گئیں اور خوب قتل عام کیا گیا۔

ہائے افسوس کہ ہم کتنی آسانی سے کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں اس ملک نے کیا دیا؟ کبھی ہم اپنے ضمیر سے پوچھیں کہ ہم نے اس ملک کو کیا دیا...... پاکستان نے ہمیں پہچان دی، عزت دی، نام دیا، آزادی کے ساتھ زندگی گزارنے کا قرینہ دیا، مگر ہم نے پاکستان کو کیا دیا؟

آج الحمدللہ یہی واحد اسلامی ملک ہے جو ایٹمی طاقت ہے جسے لوگ اسلام کا قلعہ کہتے ہیں۔ دنیا میں کہیں بھی ظلم ہو تو پاکستان کی عوام آواز اٹھاتی ہے۔ عالم یہودیت کو یہ ملک ایک آنکھ نہیں بھاتا، ہمیں متحد ہو کر اس ملک کو مضبوط کرنا ہوگا۔

اور اگر ہم نے اپنی غلط روش نہ بدلی تو یہ ملک یہ نعمت ہم سے چھینی جا سکتی ہے۔ قبلۂ اول بیت المقدس جیسی نعمت جب رخصت ہو سکتی ہے تو پھر پاکستان کیا ہے؟ خدارا ہمیں اپنے آپ کو بدلنا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ اس ملک کی حفاظت فرمائے اور ہم سب کو اس کی تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس ملک میں نظام مصطفیٰ ﷺ کا نفاذ ہو جائے۔

آمین ثم آمین

کفر و اسلام کا
عظیم الشان معرکہ
غزوہ بدر

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَاِذۡ یَعِدُکُمُ اللّٰهُ اِحۡدَی الطَّآئِفَتَیۡنِ اَنَّهَا لَکُمۡ وَتَوَدُّوۡنَ اَنَّ غَیۡرَ ذَاتِ الشَّوۡکَةِ تَکُوۡنُ لَکُمۡ وَیُرِیۡدُ اللّٰهُ اَنۡ یُّحِقَّ الۡحَقَّ بِکَلِمٰتِهٖ وَیَقۡطَعَ دَابِرَ الۡکٰفِرِیۡنَ لِیُحِقَّ الۡحَقَّ وَیُبۡطِلَ الۡبَاطِلَ وَلَوۡ کَرِهَ الۡمُجۡرِمُوۡنَ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ انفال سے دو آیات تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر حق کو قبول کرنے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

ماہ رمضان کی بابرکت گھڑیاں جاری وساری ہیں۔رحمتوں اور برکتوں کا ہر طرف نزول ہے۔اللہ تعالیٰ کا کروڑہا کروڑ احسان کہ اس نے ہمیں زندگی میں ایک مرتبہ پھر ماہ رمضان جیسا بابرکت مہینہ عطا فرمایا اور اس محفل میں شرکت کی توفیق عطا فرمائی۔

ماہ رمضان سے کئی یادیں وابستہ ہیں۔ان میں ایک یاد اس ماہ مبارک کی سترہ تاریخ ہے جس دن کفر واسلام کا عظیم الشان معرکہ پیش آیا۔تین سو تیرہ مجاہدین نے قیامت تک آنے والے مسلمانوں کی تقدیروں کو بدل دیا۔

آج کی اس محفل میں غزوۂ بدر کے متعلق کچھ عرض کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے۔

القرآن: وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ

ترجمہ:اور یاد کرو جب وعدہ فرمایا تم سے اللہ نے دو گروہوں میں سے ایک کا کہ وہ تمہارے لئے ہے اور تم پسند کرتے تھے کہ نہتا گروہ تمہارے حصہ میں آئے اور اللہ چاہتا تھا کہ حق کو حق کر دے۔اپنے ارشادات سے اور کافروں کی

جڑ کاٹ دے تا کہ ثابت کر دے حق کو اور مٹا دے باطل کو، اگر چہ ناپسند کریں عادی مجرم۔(سورۂ انفال،آیت 7-8)

☆سرکار کریم ﷺ اور آپ کے ہمرائیوں نے جب ہجرت فرمائی تو قریش نے ہجرت کے ساتھ ساتھ ہی مدینہ پر حملے کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔اسی اثناء میں یہ غلط خبر مکہ میں پھیل گئی تھی کہ مسلمان قافلہ لوٹنے آ رہے ہیں۔بالآخر ان تمام حالات کی خبر جب نبی پاک ﷺ کو ہوئی تو آپ نے صحابہ کرام کو جمع کیا اور امر واقع کا اظہار کیا۔سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب میں جانثارانہ تقریر کی۔

بخاری شریف کتاب المغازی میں ہے کہ حضرت مقدار بن اسود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔یارسول اللہ ﷺ!ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نہیں جو یہ کہیں گے تم اور تمہارا خدا لڑو، ہم تماشا دیکھیں گے۔اے میرے آقا ﷺ ہم آپ کے آگے، پیچھے، دائیں، بائیں جانوں کے ایسے نذرانے پیش کریں گے کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔

حفیظ جالندھری ان الفاظ کو یوں قلمبند کرتا ہے۔

تعالیٰ اللہ یہ شیوہ ہی نہیں ہے باوفاؤں کا
پیا ہے دودھ ہم نے اپنی غیرت والی ماؤں کا

نبی کا حکم ہو تو کود جائیں ہم سمندر میں
جہاں کو محو کردیں نعرۂ اللہ اکبر میں

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت مقدار رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر سرکار ﷺ کا چہرہ چمکنے لگا۔ نبی پاک ﷺ نے اپنے غلاموں سے وہی کچھ سنا جس کی آپ کو امید تھی۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: چلو خدا تعالیٰ کی برکت سے خوش ہو کر اللہ نے مجھ کو دو گروہوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا ہے۔ خدا تعالیٰ کی قسم! دشمنوں کے ہلاک ہونے کی جگہیں اس وقت بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔

☆ مسلم شریف حدیث 4506: نبی پاک ﷺ میدان میں تشریف لے گئے اور فرمایا۔ یہ فلاں شخص کے قتل ہونے کی جگہ ہے۔ (جنگ کے بعد) ہر ایک کافر اسی جگہ پر مارا گیا جہاں سرکار ﷺ نے نشان لگائے تھے۔

☆ 12 رمضان المبارک 2ھ کو نبی پاک ﷺ 86 مہاجرین اور 227 انصار کم وبیش 313 جانثاروں کے ساتھ مدینے سے نکلے۔ 17 رمضان کو بدر کے قریب پہنچے۔

بدر ایک گاؤں کا نام ہے جہاں ہر سال میلہ ہوتا ہے۔ یہ میدان مدینہ سے 80 میل کے فاصلے پر ہے۔ اس مقام پر کیسے پہنچے، حفیظ جالندھری اس کو یوں

قلمبند کرتا ہے۔

زمین بدر تک جب آ گیا سیل سیہ کاری
مدینے سے اٹھا نور خدا بھر ضیاء باری
مبارک جمعہ کا دن سترہویں تھی ماہ رمضان کی
شہادت گاہ میں فوج آ ہی پہنچی اہل ایمان کی
عجب انداز سے آئے خدا کے چاہنے والے
زبانیں خشک، پوشاکیں دریدہ، پاؤں میں چھالے
یہ اس قربان گہ میں آج پیدل چل کے آئے تھے
نہا کر اوس میں اور دھوپ میں جل جل کے آئے تھے
نہ ان کے پاس تلواریں نہ ان کے پاس ڈھالیں تھیں
نہ غلہ ان کے اونٹوں پر نہ پانی کی پکھالیں تھیں
مئے وحدت سے قلب مطمئن سرشار تھا ان کا
کہ سردارِ دوعالم قافلہ سالار تھا ان کا
نہیں تھا تین سو تیرہ سے آگے تک شمار ان کا
سنا یہ ہے کہ ان کے ساتھ تھا پروردگار ان کا

چونکہ قریش پہلے پہنچ گئے تھے۔انہوں نے مناسب جگہوں پر قبضہ کرلیا تھا۔

بخلاف اس کے مسلمانوں کی طرف کنواں تک نہ تھا، زمین ایسی ریتیلی تھی کہ اونٹوں کے پاؤں دھنس جاتے تھے۔

یہ اس میدان کا خشک اور ریتیلا کنارا تھا
نگاہ ابر رحمت کا اسی جانب اشارہ تھا
قدم ٹکنے نہ دیتی تھی زمیں پر دھوپ کی گرمی
قدم آگے بڑھانے میں تھی مانع ریت کی گرمی
ہوا سیماب، مٹی ماہی بے آب تھی گویا
فضا باران رحمت کے لئے بیتاب تھی گویا

فضا بیتاب تھی کہ سرکار ﷺ نے اپنا رحمت والا چہرہ آسمان کی طرف اٹھایا۔ رحمت کی بارش برسنے لگی جو کہ دشمنوں کے لئے زحمت اور غلامان مصطفی کے لئے رحمت بن گئی۔

☆ دونوں لشکر ایک دوسرے کے قریب ہوئے۔ تاریخ اسلام میں، حق و باطل کے سامنے یہ پہلا موقع اور عجب منظر تھا۔ مسلمان خدا کا شکر ادا کر رہے تھے کہ پندرہ سال کی قلیل مدت میں رب تعالیٰ نے ان کو اتنی ہمت و جرأت عطا فرمادی کہ آج وہ ظالموں سے آنکھیں ملائیں۔ ان کا سر کچلنے کے لئے تیار کھڑے ہیں۔

جالندھری کہتا ہے۔

صفیں باندھے کھڑے تھے سامنے ایمان والے بھی
خدا والے، محمد ﷺ والے بھی قرآن والے بھی
نماز عجز کے سجدے تڑپتے تھے جبینوں میں
چٹانوں کی طرح مضبوط دل رکھتے تھے سینوں میں
تھے ان کے پاس دو گھوڑے، چھ زرہیں آٹھ شمشیریں
پلٹنے آئے تھے یہ لوگ دنیا بھر کی تقدیریں

☆میدان بدر میں صف مجاہدین

ہوئی جب روشنی تو آسمان والوں نے کیا دیکھا
زمین پر نور و ظلمت کا نرالا معرکہ دیکھا
کھڑی تھی ایک مٹھی بھر جماعت حق پسندوں کی
بھری دنیا سے منہ موڑے ہوئے دیں دار بندوں کی
نہتے بے سروساماں بھوکے اور تھکے ہارے
کہ مل کر تین سو تیرہ جوان و پیر تھے سارے
کٹی تھی زندگی جن کی ریاضت میں عبادت میں

شہادت کے لئے آئے تھے میدان شہادت میں
یہ پہلا جیش تھا دنیا میں افواج الٰہی کا
جسے اعلان کرنا تھا خدا کی بادشاہی کا
یہ لشکر ساری دنیا سے انوکھا تھا نرالا تھا
کہ اس لشکر کا افسر ایک کالی کملی والا تھا

☆ البدایہ والنہایہ میں ہے کہ مجاہدین کی صف بندی کے دوران نبی پاک ﷺ نے اپنا عصاء حضرت سواد انصاری رضی اللہ عنہ کے پیٹ پر مارکر مجاہدین کی صف کو درست فرمایا۔ حضرت سواد انصاری رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے۔ یارسول اللہ ﷺ! مجھے آپ نے عصا مارا ہے۔ میں آپ سے بدلہ لوں گا۔ سارے صحابہ کرام علیہم الرضوان حیران ہیں کہ حضرت سواد انصاری رضی اللہ عنہ کو کیا ہو گیا ہے۔ محبوب خدا ﷺ سے بدلہ لینے کی بات کر رہے ہیں۔

اُمّت پر رؤف اور رحیم آقا ﷺ نے اپنا شکم آگے کر دیا کہ اے سواد بدلہ لے لو۔ حضرت سواد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ جب آپ نے مجھے عصاء مارا تو میرے شکم سے کپڑا ہٹا ہوا تھا لہذا آپ ﷺ بھی اپنے شکم سے کپڑا ہٹائیں ۔صحابہ کرام علیہم الرضوان اور بھی زیادہ حیران رہ گئے کہ آج آخر حضرت سواد رضی اللہ عنہ کو کیا ہو گیا ہے۔ مہربان اور کریم آقا ﷺ نے اپنے شکم سے کپڑا

ہٹایا۔بس کپڑا اٹھنا تھا کہ حضرت سواد رضی اللہ عنہ شکم اقدس کے بوسے لینے لگے اورعرض کرنے لگے کہ اے میرے آقا ﷺ! ابھی میدان جنگ لگے گا۔میری زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ آج میرا آخری دن ہو۔ دل میں شہادت کی آرزو بھی ہے۔بس چاہا کہ آخروقت میں میرے جسم کوآپ کے جسم سے مس ہونے کا شرف حاصل ہوجائے۔

مجاہدین کی صفیں درست کرنے کے بعد نبی کریم ﷺ کے لئے عریش بنایا گیا جس کے نیچے جلوہ گرہوکر نبی کریم ﷺ اپنے غلاموں کی رہنمائی فرماتے۔ اب حضور ﷺ کی ظاہری حفاظت کا ذمہ آیا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔کون ہے جومیری حفاظت کا ذمہ لے گا؟

اب جماعت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سناٹا چھا گیا۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی خاموش،حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ بھی خاموش ہیں۔ کیوں خاموش ہیں؟ کیا ڈرتے تھے؟نہیں نہیں،ڈرتے توکبھی میدان جنگ میں نہ آتے پھر کیا وجہ تھی کہ سب خاموش ہیں۔اس لئے کہ انہیں خوف تھا کہ اگر ہماری موجودگی میں نبی پاک ﷺ کوکوئی صدمہ پہنچ گیا تو مورخ ہمیں اس کا ذمہ دار لکھے گا۔

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک شخص

جماعت صحابہ میں سے نکل کر حضور ﷺ کی حفاظت کے لئے آگے بڑھے۔ وہ ہستی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں سمجھ گیا کہ اُمّت میں سب سے بڑے بہادر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

☆ اب جنگ کا آغاز ہوا۔ کیسا عجب منظر تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبدالرحمن کو دیکھا تو تلوار تان کر آگے بڑھے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ عتبہ کو دیکھا تو سر قلم کرنے کے لئے تیار کھڑے ہیں۔

بھائی بھائی کو قتل کرنے کے لئے تیار، چچا، بھتیجے کو قتل کرنے کے لئے تیار، ماموں بھانجے کو قتل کرنے کے لئے تیار کھڑا ہے۔ کیا وجہ تھی؟ یہ خون کے رشتے کہاں چلے گئے؟ اس جواب کو حفیظ جالندھری یوں قلمبند کرتا ہے۔

محمد ﷺ کی محبت خون کے رشتوں سے بالاتر ہے
یہ رشتہ دنیاوی قانون کے رشتوں سے بالاتر ہے
محمد ﷺ ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر، مادر، برادر مال جان اولاد سے پیارا
سما سکتی ہے کیونکر حب دنیا کی ہوا دل میں
بسا ہو جبکہ نقش حب محبوب خدا دل میں

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اس کو حضور تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں یوں بیان کرتے ہیں۔

نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کر دے
پدر، مادر، برادر جان و مال ان پر فدا کر دے

☆ کہاں تین سو تیرہ نہتے بے سروسامان مسلمان اور کہاں ایک ہزار کفار و مشرکین کا طاقتور اسلحہ سے لیس لشکر، نبی پاک ﷺ نے جب یہ منظر دیکھا تو عریش میں تشریف لا کر دعا کی۔ اے مالک و مولا! آج اگر یہ مٹھی بھر جماعت شکست کھا گئی تو قیامت تک تیرا نام لیوا کوئی نہ ہوگا۔ اس کی مدد فرما۔

حضور ﷺ سجدے میں تشریف لے گئے اور زار و قطار روتے رہے۔ اس قدر روئے کہ آپ کی چادر کاندھے سے نیچے تشریف لے آئی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ فکر نہ کریں۔ رب تعالیٰ اپنا وعدہ ضرور پورا فرمائے گا۔

☆ نبی پاک ﷺ کا دعا مانگنا تھا کہ رب تعالیٰ نے فرشتوں کے لشکر کو مسلمانوں کی مدد کے لئے بھیجا۔ مسلمانوں کے ہاتھوں میں درخت کی ٹہنیاں تھیں جس سے لڑ رہے تھے۔ اس وقت ملائکہ کو یہ حکم تھا کہ جب تک میرے

محبوب ﷺ کے صحابہ ٹہنی نہ چلائیں، اس وقت تک تم تلوار نہ چلانا۔

☆ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ ٹہنی سے لڑتے رہے

جنگ بدر میں حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی تو سرورکونین ﷺ نے ان کو ایک درخت کی ٹہنی دے کر فرمایا۔تم اس سے جنگ کرو۔ وہ ٹہنی ان کے ہاتھ میں آتے ہی ایک نہایت نفیس اور بہترین تلوار بن گئی جس سے وہ عمر بھر تمام جنگوں میں لڑتے رہے۔ یہاں تک کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وہ شہادت سے سرفراز ہوئے۔ یہ تلوار آپ کی شہادت تک آپ کے پاس رہی (مدارج النبوت، جلد 2، ص 123، خصائص الکبری، جلد اول، ص 205)

☆ جنگ بدر کے ہیرو

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عین لڑائی کے وقت دو بچے حضرت معاذ ومعوذ میرے پاس آ کر کہنے لگے۔ چچا جان! ابوجہل کہاں ہے؟ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حیرت کرنے لگا کہ کہاں وہ کافروں کا سردار سینکڑوں کفار کے پہرہ میں بیٹھا ہے اور یہ چھوٹے چھوٹے بچے اس کا پتہ پوچھ رہے ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے

ہیں کہ میں نے اشارہ کر کے ابوجہل کا پتہ انہیں بتایا۔

وہی بوجہل ہے جو پے درپے بازو ہلاتا ہے
یہ اپنے بھاگنے والوں کو پھر واپس بلاتا ہے

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔

حفاظت کر رہا ہے، گرد اس کے فوج کا دستہ

بچے کہنے لگے چچا جان!

یہ دستہ کب تلک روکے گا عزرائیل کا رستہ

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ اے بچوں! آخر تم ابوجہل کے قتل کے درپے کیوں ہو؟ بچے کہنے لگے۔

قسم کھائی ہے مر جائیں گے یا ماریں گے اس ناری کو
سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوب باری کو

چچا جان! آج ہم تہیہ کر کے آئے ہیں کہ اس گستاخ رسول کو قتل کر کے ہی دم لیں گے۔ یہ کہتے ہی دونوں بچے ابوجہل کے قریب پہنچ گئے اور قریب پہنچتے ہی تلوار اتنی زور سے ابوجہل کی ٹانگ پر ماری کہ راوی کہتے ہیں کہ اگر کھجور کی گٹھلی زمین پر رکھ کر اس پر زور سے پتھر مارا جائے تو وہ کھجور کی گٹھلی کتنی تیزی سے اڑتی ہے۔ اس سے بھی تیز ابوجہل کی ٹانگ کٹ کر اڑتی ہوئی زمین پر گری۔

حضرت معوذ رضی اللہ عنہ جام شہادت نوش کر گئے اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ پر ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے ایسا حملہ کیا کہ ان کا الٹا بازو لٹک گیا۔ مگر جذبہ جہاد ایسا تھا کہ لٹکتے ہوئے بازو کے ساتھ لڑتے رہے' لڑتے رہے۔ کچھ دیر بعد محسوس کیا کہ لٹکتا بازو لڑنے میں رکاوٹ پیدا کر رہا ہے۔ اب انہوں نے اپنا لٹکتا ہوا بازو زمین پر رکھا اور اپنا پاؤں اس پر رکھ کر زور سے کھڑے ہوئے کہ وہ لٹکتا ہوا بازو جسم سے جدا ہو کر زمین پر رہ گیا۔ اس کے بعد جواں مردی کے ساتھ دشمنوں سے لڑنا شروع کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور تک حیات رہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں ابوجہل کا سرتن سے جدا کرنے پہنچا تو ابوجہل مجھ سے کہنے لگا کہ اے ابن مسعود! مجھے افسوس ہے کہ مجھے کسی بہت بڑے بہادر نے نہیں بلکہ دو چھوٹے بچوں نے مارا ہے۔ اے ابن مسعود! میری گردن ذرا بڑی کاٹنا تا کہ میرا سر دوسروں سے اونچا نظر آئے۔

محترم حضرات! یہ ابوجہل کا غرور و تکبر تھا جو مرتے وقت بھی نہیں ٹوٹا۔ اسے کہتے ہیں ''رسی جل گئی مگر بل نہ گیا'' یہی وہ غرور و تکبر ہے جس نے ابوجہل کو دونوں جہاں میں تباہ و برباد کر دیا۔

البدایہ والنہایہ تیسری جلد میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ابوجہل کا سرتن سے جدا کر کے جب بارگاہ رسالت ﷺ میں لائے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ یہ (میری) اُمّت کا فرعون تھا۔

☆ سینکڑوں کفار قتل اور ستر قید ہو گئے۔

☆ چودہ صحابہ کرام علیہم الرضوان شہید ہو گئے۔

☆ فتح ونصرت کا اعلان ہو گیا۔

☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھی غنیمت میں سے حصہ لیا

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنی زوجہ اور نبی کریم ﷺ کی پیاری بیٹی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کی وجہ سے غزوۂ بدر میں شرکت نہ کر سکے۔ جب مال غنیمت تقسیم ہوا تو نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا بھی حصہ رکھا جائے (چونکہ وہ ہماری بیٹی کی تیمارداری میں لگے ہوئے تھے۔ ہم نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کو بدر بنا دیا۔)

☆ قیدیوں سے فدیہ لیا گیا

نبی پاک ﷺ نے اپنے اصحاب سے مشورہ کرنے کے بعد یہ طے کیا کہ جو

کفار قید ہوئے ہیں' ان سے فدیہ وصول کیا جائے چنانچہ حضور ﷺ کے چچا عباس جو ابھی ایمان نہیں لائے تھے، وہ بھی جنگ بدر میں قید ہو گئے۔ ان سے فدیہ طلب کیا گیا تو کہنے لگے کہ مجھ سے جو سونا لیا گیا ہے، وہ فدیہ میں شمار کر لیا جائے۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ وہ تو مال غنیمت ہے فدیہ میں کیسے شمار ہو سکتا ہے؟

چچا عباس کہنے لگے۔ اگر آپ نے مجھ پر اتنا بوجھ ڈالا تو مجھے قریش کے سامنے ہاتھ پھیلانا پڑے گا اور میں بالکل بھکاری ہو جاؤں گا۔ یہ سن کر نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ اس مال کا کیا ہو گا جو آپ نے مکہ سے روانگی سے قبل اپنی بیوی ام الفضل کے پاس رکھوایا تھا۔ حضرت عباس حیرت میں پڑ گئے کہ میں نے رات کی تاریکی میں اپنی بیوی کو دیا تھا۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ مجھے میرے رب نے بتایا اور سب کچھ مجھے وہی بتاتا ہے۔ یہ سن کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ سرکار ﷺ کے حکم پر آپ مکہ میں رہے۔ اپنا ایمان لانا پوشیدہ رکھا۔ فتح مکہ کے دن آپ نے اپنے اسلام کا اعلان کیا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اظہار اسلام کے بعد سے رب

تعالیٰ نے مجھے فدیہ میں دیئے ہوئے اور مالِ غنیمت میں چھنے ہوئے سونے سے کئی گنا زیادہ دولت عطا فرمائی۔ سب سے عظیم مرتبہ یہ ملا کہ زم زم پلانے کی خدمت مل گئی جو سارے عرب کی دولت سے بہتر ہے۔

☆ اہل بدر مغفرت یافتہ ہیں

جو لوگ اسلام کی سربلندی اور نبی پاک ﷺ کے ایک اشارے پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے بال برابر بھی پیچھے نہ ہٹے‘ ان کو بارگاہ رب العزت سے خوشخبری ملی۔

حدیث شریف = نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بدری صحابہ کو مطلع فرمادیا تھا کہ جو چاہو عمل کرو‘ میں نے تمہاری مغفرت کردی (ابوداؤد شریف‘ حدیث نمبر 1228)

جانثاران بدر و احد پر درود
حق گزاران بیعت پہ لاکھوں سلام

اللہ تعالیٰ اصحاب بدر کے درجات بلند فرمائے۔ ان کے مزارات پر اپنی رحمت کی بارش فرمائے اور انکے صدقے ہمارے حال پر بھی رحم فرمائے۔ آمین ثم آمین

وسوسے اور ان کا علاج

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لِلۡاِنۡسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ
صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَ بَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ یوسف سے آیت نمبر 5 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے حبیب لبیب طبیبوں کے طبیب ﷺ کے صدقے مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم تمام مسلمانوں کو حق سن کر حق کو قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محترم حضرات! موجودہ دور فتنوں کا دور ہے۔ ہر طرف بے حیائی، عریانیت

عام ہے۔ایسے ماحول میں اپنے آپ کو ان گناہوں سے بچانا بہت مشکل ہے۔ گناہوں بھرے بازار کو دیکھ کر ہر مرد وعورت یہ شکوہ کرتے ہیں کہ بیٹھے ہوں تو وسوسے، چلتے ہوئے وسوسے، دوستوں میں بیٹھے ہوں تو وسوسے، بستر پر لیٹے ہوں تو وسوسے، نماز پڑھیں تو وسوسے، وضو کریں تو وسوسے، صبح وسوسے، شام وسوسے، قرآن پڑھیں تو وسوسے، درود پڑھیں تو وسوسے آخر ایسا کون سا دشمن ہے جو ہمارے پیچھے سائے کی طرح لگا ہوا ہے۔

قرآن مجید نے اس دشمن کی نشاندہی یوں فرمائی۔

القرآن: اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لِلۡاِنۡسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ

(ترجمہ: بے شک شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے۔

معلوم ہوا کہ وسوسے میں مبتلا کر کے ہمیں پریشان کرنے والا ہمارا سب سے بڑا دشمن شیطان ہے۔ یہ ہم پر کس طرح حملہ آور ہوتا ہے، اس کا طریقہ واردات کس طرح کا ہے۔احادیث کی روشنی میں آپ کے سامنے بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

☆ بخاری ومسلم دونوں میں یہ حدیث ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا۔تم میں سے کسی کے پاس شیطان آتا ہے تو اس سے کہتا ہے کہ فلاں چیز کس نے پیدا کی اور فلاں کس نے؟ یہاں

تک کہتا ہے تمہارے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب (شیطان) اس حد تک پہنچے تو تعوذ پڑھ لو اور اس سے باز رہو۔

☆ مسلم و بخاری میں ہے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ:

سرکار کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ یقیناً رب تعالیٰ نے میری اُمّت سے تمام وسوسوں کو معاف کر دیا۔ جب تک اس پر بات اور عمل نہ کریں۔

☆ ابو داؤد میں ہے راوی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما: سرور کونین ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ میں اپنے دل میں ایسے خیالات محسوس کرتا ہوں کہ وہ بیان کرنا مجھے جل کر کوئلہ ہو جانا زیادہ پسند ہے۔ فرمایا خدا کا شکر ہے جس نے ان خیالات کو (میرے غلاموں کے لئے) وسوسہ بنا دیا۔

☆ مسلم شریف میں ہے: حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ شیطان مجھ میں اور میری نماز اور تلاوت میں حائل ہو گیا۔ نماز مشتبہ کر دی۔ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا۔ اس شیطان کو خنزب کہا جاتا ہے۔ جب کبھی تم اسے محسوس کرو تو اس سے اللہ کی پناہ مانگو اور بائیں طرف تین بار تھتکار دو...... میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ نے اسے دفع فرما دیا۔

☆ مؤطا امام مالک میں ہے حضرت قاسم ابن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے کسی شخص نے پوچھا۔ میں اپنی نماز میں وہم کیا کرتا ہوں اور یہ واردات مجھ پر بہت ہوتی ہے۔ فرمایا اپنی نماز پڑھ گزرو کیونکہ یہ وہم تو جاری رہے گا حتیٰ کہ تم یہ کہتے ہوئے نماز ختم کروگے کہ میری نماز مکمل نہ ہوئی۔

☆ نماز کے دوران رکعتوں کی تعداد میں وسوسہ

دوران نماز یہ وسوسہ آتا ہے کہ دو رکعتیں ہوئی ہیں یا تین رکعتیں؟ تین ہوئیں ہیں یا چار رکعتیں ہوئی ہیں؟ ایسی صورت حال میں کم کی طرف جائے، یعنی یہ وسوسہ آئے چار ہوئیں ہیں یا تین؟ تو تین کی طرف جائے۔ دو ہوئیں ہیں یا تین ہوئیں ہیں؟ تو دو رکعت کی طرف جائے۔

☆ وضو ہے یا نہیں، وسوسہ آئے تو کیا کریں؟

اگر کوئی شخص مغرب کی نماز کے لئے آیا۔ اب یاد نہیں کہ وضو ہے یا نہیں تو ایسی صورت میں یقین کی طرف جائے۔ مطلب یہ کہ یقین کو اختیار کرے یعنی اس بات کا اس کو یقین ہے کہ میں نے عصر کی نماز کے لئے وضو کیا تھا۔ اب اس چیز میں شک ہے کہ وضو ہے یا نہیں۔ لہذا یقین کو تھام کر اسی وضو سے نماز مغرب پڑھ لے، وسوسے کی طرف نہ جائے۔

☆ وضو میں اگر وسوسے آتے ہوں تو وضو سے پہلے دس مرتبہ تعوذ (اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم) پڑھ لے تو ان شاءاللہ وسوسے نہیں آئیں گے۔

☆ اگر نماز میں وسوسے آتے ہوں تو نماز شروع کرنے سے قبل دس مرتبہ تعوذ (اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم) پڑھ لے تو ان شاءاللہ نماز میں وسوسے سے محفوظ رہے گا۔

☆ جو شخص صبح دس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ لے تو شیطان پورے لشکر سمیت بھی اس پر حملہ کرے تو بھی کامیاب نہیں ہوگا۔

☆ سورۂ ناس پڑھنے سے بھی وسوسے دور ہوتے ہیں۔

☆ شیطان کہاں وسوسے ڈالتا ہے؟

☆ مسلم شریف میں ہے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ: صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کچھ حضرات سرکار دو جہاں ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے پوچھنے لگے کہ ہم اپنے دلوں میں ایسے خیالات محسوس کرتے ہیں کہ انہیں بیان کرنا بہت بڑا گناہ معلوم ہوتا ہے۔فرمایا کیا تم نے یہ بات پائی ہے عرض کیا ہاں......فرمایا یہ کھلا ہوا ایمان ہے۔

☆ معلوم ہوا کہ برے خیالات اور وسوسوں کا آنا یہ ایمان والا ہونے کی

دلیل ہے۔ ایک شخص پہلے سنی صحیح العقیدہ تھا۔ بعد میں وہ بدمذہب ہوگیا۔ بدمذہب ہونے کے بعد وہ ایک سنی صحیح العقیدہ عالم دین کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ جب میں آپ کے مسلک پر تھا۔ نمازوں میں بہت وسوسے آتے تھے مگر جب سے میں نے آپ کا مسلک چھوڑا ہے، میری نماز میں کوئی وسوسہ نہیں آتا، بہت سکون سے نماز پڑھتا ہوں۔

ان عالم دین نے جواب دیا۔ چور وہاں چوری کرتا ہے، جہاں مال ہوتا ہے۔ اسی طرح شیطان وہاں وسوسے ڈالتا ہے جہاں ایمان ہوتا ہے۔ جب تو سنی صحیح العقیدہ تھا۔ تیرے پاس ایمان کی دولت تھی۔ شیطان وسوسے ڈالتا ہے اور تیری نماز خراب کرتا تھا۔ اب جبکہ تیرے پاس ایمان کی دولت نہیں تو بدعقیدہ ہوگیا۔ اس لئے شیطان تجھ پر حملہ ہی نہیں کرتا۔

☆ بخاری و مسلم میں ہے راوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ: سرکار اعظم ﷺ نے فرمایا۔ شیطان انسان کے خون کے ٹھکانوں میں گردش کرتا ہے۔

☆ مسلم میں ہے راوی حضرت جابر رضی اللہ عنہ: سرکار کریم ﷺ نے فرمایا۔ شیطان پانی پر اپنا تخت بچھاتا ہے۔ پھر اپنے مختلف لشکر کو لوگوں میں فتنہ ڈالنے کے لئے بھیجتا ہے۔ ان میں قریب تر درجے والا وہ ہوتا ہے جو بڑا فتنہ گر ہو۔ ان میں سے آکر ایک کہتا ہے کہ میں نے فلاں فلاں فتنہ پھیلایا۔ ابلیس کہتا

ہے کچھ نہیں۔ پھر اور دوسرا آ کر کہتا ہے کہ میں نے فلاں کو اس وقت تک نہ چھوڑا، جب تک کہ اس میں اور اس کی بیوی میں جدائی نہ ڈال دی۔ ابلیس اسے اپنے پاس بٹھاتا ہے اور کہتا ہے تو نے بہت اچھا کام کیا۔ حضرت اعمش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ مجھے خیال ہے کہ فرمایا اسے چمٹا لیتا ہے۔

☆ وسوسہ اور الہام میں فرق

وسوسہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور الہام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ یاد رہے الہام خیر والی بات کو کہا جاتا ہے۔ جب بھی کوئی خیال خیر کی بات کا آئے۔ یہ رب تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ حضور داتا گنج بخش لاہوری علیہ الرحمہ نے وسوسے اور الہام کے فرق کو بہت ہی خوبصورت انداز میں سمجھایا چنانچہ کشف المحجوب سے ایک خوبصورت واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

☆ داتا صاحب علیہ الرحمہ اور ان کا مرید

ایک مرتبہ حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ اپنے کسی مرید کے ساتھ راستے سے گزر رہے تھے۔ راستے میں داتا صاحب علیہ الرحمہ کو ٹھوکر لگی جس سے ان کا پاؤں زخمی ہو گیا اور پاؤں سے خون نکلنا شروع ہو گیا۔ مرید کے پاس ایک قیمتی رومال تھا۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ مرشد کے پاؤں میں اس رومال کو باندھ

دوں تا کہ خون رک جائے۔

پھر اس کے بعد فوراً مرید کے دل میں دوسرا خیال آیا کہ اگر میں نے مرشد کے پاؤں میں رومال باندھ دیا تو اتنا قیمتی رومال ضائع ہو جائے گا چنانچہ اس نے رومال اپنے پاس ہی رکھا۔ مرشد کے پاؤں میں نہیں باندھا۔

تھوڑا آگے جب پہنچے تو مرید نے داتا صاحب علیہ الرحمہ سے پوچھا حضور! وسوسہ اور الہام میں کیا فرق ہے؟ داتا صاحب فرمانے لگے کہ کچھ دیر قبل ہم راستے سے گزر رہے تھے۔ میرا پاؤں ٹھوکر لگنے سے زخمی ہوا۔ اس سے جو پہلا خیال جو تمہارے دل میں آیا۔ وہ الہام تھا اور جو بعد میں دوسرا خیال آیا، وہ وسوسہ تھا۔

سبحان اللہ! کیا شان ہے اللہ والوں کی کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے دلوں کا حال بھی جان لیتے ہیں۔ الغرض کہ داتا صاحب کے اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ خیر کا خیال رب تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور برا خیال یعنی وسوسہ یہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔

☆ برے خیالات سے بچاؤ کا واحد راستہ

محترم حضرات! اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ برے خیالات سے نجات ملے تو ہمیں اپنی نگاہوں کی حفاظت کرنا ہوگی۔ کیونکہ سارا نظام آنکھوں سے چلتا ہے،

بدنگاہی سے دل و دماغ میں گندگی پیدا ہوتی ہے۔کتنی پیاری بات امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ نے ملفوظات میں فرمائی کہ سب سے پہلے آنکھ بہکتی ہے پھر دل بہکتا ہے،اس کے بعد ستر بہکتا ہے۔

واقعی سارا فساد بدنگاہی کی وجہ سے کھڑا ہوتا ہے۔موجودہ معاشرے میں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں بدنگاہی کے ذرائع فلمیں،ڈرامے،انٹرنیٹ اور عریاں اور نیم عریاں تصاویر کی وجہ سے مختلف قسم کے گناہوں اور وسوسوں میں مبتلا ہو رہے ہیں۔اسی بدنگاہی نے ہمارے ذہنوں کو اور ہمارے تصورات کو گندا کر دیا ہے۔آیئے ہم اگر اپنے دل و دماغ کو پاکیزہ بنانا چاہتے ہیں تو اپنی نگاہوں کی حفاظت کرنا ہوگی۔

اگر ہم اس کو عادت بنانے میں کامیاب ہو گئے تو ان شاء اللہ ہمارے اندر روحانیت کی دولت پیدا ہوگی۔آنکھیں اگر حرام سے پاک ہوئیں تو حضور ﷺ کی زیارت بھی ہمیں نصیب ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیچی نگاہیں رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے۔آمین ثم آمین

تعمیرِ کعبہ

اور

خلیل اللہ علیہ السلام

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

القرآن: اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّةَ مُبٰرَکًا وَّهُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ (سورۂ آل عمران آیت 96)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ آل عمران کی آیت نمبر 96 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ماہ ذوالحجہ اسلامی سال کا آخری مہینہ ہے۔ اس ماہ مبارک سے حضرت

ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہم السلام کی یادوابستہ ہے۔آج کی اس نشست میں کعبۃ اللہ کی تعمیر کے حوالے سے کچھ عرض کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشادفرماتا ہے۔

ترجمہ: سب سے پہلا گھر جولوگوں کی عبادت کے لئے بنایا گیا، وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا ہےاور سارے جہان والوں کے لئے ہدایت ہے۔

امام خازن علیہ الرحمہ تفسیر خازن میں فرماتے ہیں کہ یہودیوں نے کہا تھا کہ ''ہمارا قبلہ یعنی بیت المقدس'' کعبہ سے افضل ہے کیونکہ یہ گزشتہ انبیاء کا قبلہ رہا ہے، نیز خانہ کعبہ سے پرانا ہے۔

☆ بخاری کی حدیث نمبر 3366 پر ہے کہ کعبہ معظّمہ ''بیت المقدس سے چالیس سال پہلے بنایا گیا)

☆ کنز العمال کی حدیث نمبر 38081 پر ہے کہ فرشتوں کا قبلہ بیت المعمور ہے جو آسمان میں ہےاور خانۂ کعبہ کے بالکل اوپر ہے۔

خصوصیات

☆سب سے پہلی عبادت گاہ،حضرت آدم علیہ السلام نے اس کی طرف نماز پڑھی۔

☆ تمام لوگوں کی عبادت کے لئے بنایا گیا جبکہ بیت المقدس مخصوص وقت میں خاص لوگوں کا قبلہ رہا۔

☆ کعبۃ اللہ مکہ میں واقع ہے جہاں ایک نیکی کا ثواب لاکھ ہے۔

☆ اس کا حج فرض کیا گیا۔ (بیت المقدس کا حج کبھی نہ ہوا)

☆ اسے امن کا مقام قرار دیا۔

☆ اس میں بہت سی نشانیاں رکھی گئیں جن میں مقام ابراہیم۔

القرآن: فِيهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ

ترجمہ: اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ

(سورۂ آل عمران آیت 97)

☆ پرندے کعبہ شریف کے اوپر نہیں بیٹھے' اوپر سے پرواز نہیں کرتے بلکہ پرواز کرتے وقت ادھر ادھر ہٹ جاتے ہیں، جو پرندے بیمار ہو جاتے ہیں وہ اپنا علاج یہی کرتے ہیں کہ ہوائے کعبہ میں ہوکر گزر جائیں۔ اسی سے انہیں شفا ہوتی ہے، وحشی جانور ایک دوسرے کو حرم کی حدود میں ایذا نہیں دیتے، حتیٰ کہ اس سرزمین میں کتے ہرن کے شکار کے لئے نہیں دوڑتے اور وہاں شکار نہیں کرتے۔ نیز لوگوں کے دل کعبہ معظّمہ کی طرف کھنچتے ہیں اور اس کی طرف نظر کرنے سے آنسو جاری ہوتے ہیں اور ہر شب جمعہ کو ارواح اولیاء اس کے اردگرد حاضر ہوتی

ہیں، جو بے حرمتی و بے ادبی کا ارادہ کرتا ہے، تباہ ہو جاتا ہے۔

(تفسیر خازن)

☆ رب کریم نے ایک بادل کا ٹکڑا بھیج کر کعبہ کی حد کو واضح کیا اور جبرائیل نے خط کھینچ دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے کی بنیادوں پر ہی عمارت تعمیر فرمائی۔

☆ کعبہ کی بلندی 9 ہاتھ، رکن اسود سے رکن شامی تک 33 ہاتھ، رکن غربی سے رکن یمانی تک 31 ہاتھ، رکن یمانی سے رکن اسود تک 20 ہاتھ، رکن شامی سے رکن غربی تک 22 ہاتھ یعنی کعبہ اس وقت مستطیل تھا لیکن طول اور عرض کی ایک ایک دیوار معمولی چھوٹی تھی دروازے دو بنائے گئے جو زمین سے ملے ہوئے تھے، کواڑ اور زنجیر وغیرہ نہیں تھے۔

کعبۃ اللہ شریف کی تعمیر کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا

القرآن: وَاَذِّنۡ فِی النَّاسِ بِالۡحَجِّ یَاۡتُوۡكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاۡتِیۡنَ مِنۡ كُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ

ترجمہ: اور لوگوں میں حج کا اعلان عام کردے وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر کہ ہر دور کی راہ سے آئی ہیں۔ (سورۂ حج، آیت نمبر

(27

آپ کے اپنے قدموں کے نشان والا پتھر جبل ابوقیس پر رکھ کر اس کے اوپر کھڑے ہو کر آواز دی: اے اللہ کے بندو! حج کے لئے آؤ۔ (تفسیر کبیر جلد 3)

آپ کے اس اعلان کے بعد ان لوگوں نے لبیک کہا جنھوں نے بھی حج کرنا تھا، ماؤں کے رحموں میں باپوں کی پشتوں میں سے تا قیامت آنے والوں نے لبیک کہا۔ (تفسیر نعیمی جلد 1)

سرکار ﷺ نے جب مقام ابراہیم کی عظمت کو بیان کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ کیا ہم مقام ابراہیم کو مصلیٰ نہ بنالیں؟ وحی کا انتظار کیا، ارشاد باری ہوا:

القرآن: وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى

ترجمہ: اور ابراہیم کے کھڑے رہنے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔

(سورۂ بقرہ' آیت 125)

مفسرین فرماتے ہیں کہ مقام ابراہیم کو نماز کا مقام بنانے کا حکم اس لئے دیا گیا کہ اس مقام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نسبت ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے نسبت ہو جائے' وہ لائق تعظیم اور بابرکت ہو جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نسبتوں کی تعظیم کرنے والا بنائے اور بار بار حج بیت اللہ نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

فلسفۂ قربانی

اور فضائل قربانی

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

رَبِّ ھَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ○ فَبَشَّرْنٰہُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سے ایک مشہور و معروف آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لوگوں کا پیشوا بنانے کا ارادہ فرمایا تو آپ علیہ السلام سے سخت امتحانات لئے۔ ان سے ایک بہت کڑا امتحان ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے متعلق لیا گیا۔

یہ وہی اسماعیل علیہ السلام ہیں جن کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رب تعالیٰ کی بارگاہ دعا کی۔ اپنے رب سے پیارا سا بردبار بیٹا مانگا۔ قرآن مجید میں اس دعا کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ

الٰہی! مجھے نیک لائق اولاد دے، تو ہم نے اسے خوشخبری سنائی ایک بردبار لڑکے کی۔

آپ کو بیٹا بھی حلیم عطا فرمایا تاکہ بیٹا بھی باپ کی طرح شرف وفضیلت والا ہو اور جلیل القدر نبی ہو۔ صلاح یعنی نیکی اور اللہ کا قرب بہت ہی اچھی صفت ہے۔

امام رازی تفسیر کبیر جلد 26 ص 12 پر فرماتے ہیں: حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلے خواب دیکھتے رہے، حکم ہوا: اے ابراہیم اپنی پسندیدہ چیز ہماری راہ میں قربان کرو۔

ذوالحجہ کے سات دن گزر جانے پر رات کو خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے بے شک اللہ تمہیں بیٹا ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے۔ آپ نے صبح اس پر تفکر کیا کہ یہ اللہ کا حکم ہی ہے یا خیال۔ اسی لئے 8 ذوالحجہ کا نام ''یوم ترویہ'' رکھا گیا۔ (سوچ بچار کا دن)

8 تاریخ کا دن گزر جانے پر رات پھر خواب دیکھا، صبح یقین کر لیا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہی حکم ہے۔اسی لئے 9 ذوالحجہ کو یوم عرفہ یعنی پہچاننے کا دن کہا جاتا ہے۔

یوم عرفہ کی فضیلت

☆ ترمذی حدیث (758) نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو عشرہ ذوالحجہ سے زیادہ کسی دن میں اپنی عبادت کیا جانا پسند نہیں۔ اس کے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں اور ہر شب کا قیام شب قدر کے برابر ہے۔

☆ مسلم حدیث 196: نبی پاک ﷺ نے فرمایا یوم عرفہ (9 ذوالحجہ) کا (ایک) روزہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

☆ مسلم حدیث 3178: نبی پاک ﷺ نے فرمایا، بندوں کو آتش (آگ) سے آزادی دینے کا عرفہ سے زیادہ کوئی دن نہیں۔

☆ المؤطا حدیث 261: نبی پاک ﷺ نے فرمایا: شیطان کو عرفہ کے زیادہ کوئی ذلیل اور حقیر کرنے والا نہیں اور نہ زیادہ غصہ دلانے والا دن ہے۔اس کی وجہ یہی ہے کہ اس روز وہ رحمت اور معافی دیکھتا ہے۔

دسویں شب خواب دیکھا

اس کے بعد آنے والی رات کو پھر خواب دیکھنے پر صبح اس پر عمل کرنے کا

مصمم ارادہ کرلینے پر ہی دس ذوالحجہ کو یوم نحر (ذبح کا دن) کہا جاتا ہے۔

☆امام خازن تفسیر خازن چوتھی جلد ص 22 پر لکھتے ہیں۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنے والد سے مزید عرض کی: ابو جان! ذبح کرنے سے پہلے مجھے رسیوں سے مضبوط باندھ دیجئے گا تاکہ میں ہل نہ سکوں کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں میرے ثواب میں کمی نہ ہو جائے اور میرے خون کے چھینٹوں سے اپنے کپڑے بچا کر رکھئے تاکہ انہیں دیکھ کر میری اُمّی غمگین نہ ہوں۔ چھری خوب تیز کر لیجئے تاکہ میرے گلے پر اچھی طرح چل جائے کیونکہ موت بہت سخت ہوتی ہے، آپ مجھے ذبح کرنے کے لئے پیشانی کے بل لٹائیے تاکہ آپ کی نظر میرے چہرے پر نہ پڑے اور اگر آپ مناسب سمجھیں تو میری قمیص انہیں دے دیجئے۔ اس سے ان کو تسلی ہوگی اور صبر آ جائے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ اے میرے بیٹے! تم اللہ کے حکم پر عمل کرنے میں میرے کیسے عمدہ مددگار ثابت ہو رہے ہو پھر جس طرح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا تھا۔ ان کو اسی طرح باندھ دیا۔ اپنی چھری تیز کی، پیشانی کے بل لٹایا، چہرے سے نظر ہٹالی اور ان کے گلے پر چھری چلا دی، لیکن چھری نے اپنا کام نہ کیا یعنی گلا نہ کٹا۔ اس وقت آپ پر وحی نازل ہوئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

القرآن: وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰۤاِبْرَاهِيْمُ O قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ

ترجمہ: اور ہم نے اسے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم بے شک تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔(سورۃ الصّٰفّٰت آیت 105-104)

☆ بنایہ شرح ہدایہ جلد 3 ص 387 پر ہے:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کے لئے زمین پر لٹایا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرئیل بطور فدیہ جنت سے ایک مینڈھا (یعنی دنبہ) لئے تشریف لائے اور دور سے اونچی آواز سے فرمایا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر! جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ آواز سنی تو اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور جان گئے کہ اللہ کی طرف سے آنے والی آزمائش کا وقت گزر چکا ہے اور بیٹے کی جگہ فدیے میں مینڈھا بھیجا گیا ہے لہٰذا خوش ہو کر فرمایا۔ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر، جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے یہ سنا تو فرمایا اللہ اکبر وللہ الحمد، اس کے بعد سے ان تینوں پاک حضرات کے ان الفاظ کی ادائیگی کی یہ سنت قیامت تک کے لئے جاری وساری ہوگئی۔

تفسیر جمل جلد چوتھی ص 349 پر ہے۔ وہ مینڈھا جنت سے آیا تھا اور یہ وہی

مینڈھا تھا جس کو حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے حضرت ہابیل نے قربانی میں پیش کیا تھا (اس مینڈھے کا گوشت پکایا نہیں گیا بلکہ اسے درندوں (یعنی پھاڑ کھانے والے جانوروں) اور پرندوں نے کھالیا۔

☆حضرت ابراہیم علیہ السلام کے 10 مخصوص فضائل

1۔سرکار ﷺ کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام سب سے افضل ہیں۔

2۔حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی اپنے بعد آنے والے تمام انبیاء کے والد۔

3۔ہر آسمانی دین میں آپ ہی کی پیروی اوراطاعت ہے۔

4۔ہر دین والے آپ کی تعظیم کرتے ہیں۔

5۔آپ ہی کی یادقربانی ہے۔

6۔حج کے ارکان آپ کی یادہیں۔

7۔آپ ہی کعبۃ کی گھر کی شکل میں تعمیر کرنے والے ہیں۔

8۔جس مقام پر آپ کے قدم لگے،وہ قیام وسجدہ گاہ ہوگئی۔

9قیامت کے دن سب سے پہلے آپ ہی کوعمدہ لباس عطا ہوگا۔

10۔مسلمانوں میں فوت شدہ بچوں اور بچیوں کی آپ اور حضرت سارہ

عالم برزخ میں پرورش کرتے ہیں۔(تفسیر نعیمی، جلد اول)

سب سے پہلے یہ کام حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کئے

☆سب سے پہلے آپ ہی کے بال سفید ہوئے۔

☆سب سے پہلے آپ ہی نے (سفید بالوں) میں مہندی اور کتم (یعنی نیل کے پتوں) کا خضاب لگایا۔

☆سب سے پہلے آپ ہی نے سلا ہوا پاجامہ پہنا۔

☆سب سے پہلے آپ ہی نے منبر پر خطبہ پڑھا۔

☆سب سے پہلے آپ ہی نے راہ خدا میں جہاد کیا۔

☆سب سے پہلے آپ ہی نے مہمان نوازی فرمائی۔

☆سب سے پہلے آپ ہی ملاقات کے وقت لوگوں سے گلے ملے۔

☆سب سے پہلے آپ ہی نے ثرید تیار کیا (شوربے میں بھگوئی روٹی)

(مرقاۃ جلد 8،ص 264)

قربانی کے فضائل

☆بخاری جلد 3 حدیث 507: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز عید سے قبل ذبح کیا۔

اس نے صرف اپنے لئے ذبح کیا اور جس نے نماز عید کے بعد ذبح کیا۔ اس کی قربانی ہوگئی اور اس نے مسلمانوں کے طریقے کو پالیا۔

☆ بخاری جلد 3 حدیث 519: حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے سیاہ اور سفید رنگ والے دو مینڈھوں کی قربانی فرمائی اور میں نے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ آپ نے ان کے پہلو پر اپنا پاؤں مبارک رکھ کر بسم اللہ، اللہ اکبر کہا اور ان دونوں کو اپنے دست مبارک سے ذبح فرمایا۔

☆ ترمذی: نبی پاک ﷺ نے فرمایا یوم النحر میں ابن آدم کا کوئی عمل خدا کے نزدیک خون بہانے سے زیادہ پیارا نہیں اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگ، بال اور کھروں کی ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے قبل اللہ کے نزدیک مقبول ہو جاتا ہے، لہذا اس کو خوش دلی سے کرو۔

☆ ابن ماجہ: صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: قربانی میں ہمارے لئے کیا ثواب ہے؟ فرمایا ہر بال کے مقابل نیکی ہے، عرض کی: اون کا کیا حکم ہے؟ اون کے ہر بال کے بدلے میں نیکی ہے۔

☆ بخاری جلد 3 حدیث 530: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت، انہوں نے کہا سید عالم ﷺ نے فرمایا۔ تم میں سے جو کوئی قربانی

کرے، وہ تین دن کے بعد اس حال میں صبح کرے کہ ان کے گھر میں قربانی کی کوئی چیز نہ ہو اور جب آئندہ سال آیا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ ہم اس سال بھی اسی طرح کریں یعنی ذخیرہ نہ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کھاؤ اور لوگوں کو کھلاؤ اور ذخیرہ بھی کرلو، کیونکہ اس سال لوگ قحط میں مبتلا تھے تو میں نے ارادہ کیا کہ تم ان میں فقراء کی مدد کرو۔

☆ معلوم ہوا کہ افضل یہ ہے کہ قربانی کے تین حصے کرے۔ ایک اپنے لئے دوسرا رشتہ داروں کے لئے اور تیسرا حصہ غریبوں میں تقسیم کرے اور اگر کوئی شخص ایسا نہ کرے اور پورا گوشت جمع کرلے تو بھی حرج نہیں۔

☆ اُمّت کی جانب سے قربانی

حدیث شریف = امام زین العابدین، حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار ﷺ عیدالاضحیٰ کے لئے دو موٹے تازے بڑے سینگوں والے چتکبرے مینڈھے خریدتے تھے اور عید کی نماز اور خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد ایک مینڈھا اپنی تمام اُمّت کی طرف سے اور ایک اپنی اور اپنی آل کی طرف سے قربان کرتے تھے۔ (طبرانی معجم الکبیر، حدیث 920)

☆ حدیث شریف: حضرت جنش رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو دو دنبے قربان کرتے دیکھا تو عرض گزار ہوا۔ یہ کیا بات ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ رسول پاک ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی تھی، اپنی طرف سے قربانی کرنے کی۔ چنانچہ (ارشاد عالیٰ کی تحت) ایک قربانی میں سرکار ﷺ کی طرف سے پیش کر رہا ہوں۔

(ابوداؤد حدیث نمبر 1017)

قربانی کے مسائل

☆ مسلمان، مقیم، بالغ، صاحب نصاب (ساڑھے سات تولہ، ساڑھے باون تولہ چاندی یا اتنی رقم پر قربانی واجب ہے۔

☆ گھر کا ہر وہ فرد جو صاحب نصاب ہو، قربانی واجب ہے۔

☆ قربانی کا وقت دس ذوالحجہ کی طلوع آفتاب سے بارہ ذوالحجہ کے غروب آفتاب تک ہے۔

☆ ابتداء میں فقیر تھا' بارہ ذوالحجہ کے غروب آفتاب سے قبل مالک نصاب ہو گیا' اب اس پر قربانی لازم ہے۔

☆ دوسرے کی طرف سے قربانی ادا کرنے میں ضروری ہے کہ اس سے اجازت لے لی جائے، اگر بلا اجازت قربانی کی گئی تو دوسرے کا واجب ادا نہیں ہوگا۔ البتہ اگر کسی گھر میں یہ طریقہ رائج ہو کہ ہر سال صراحتاً اجازت تو نہیں لی

جاتی لیکن علم میں ہے تو ہو جائے گی۔

☆ اونٹ پانچ سال، گائے دو سال، بکری ایک سال، دنبہ یا بھیڑ کا چھ ماہ کا بچہ اگر اتنا بڑا ہو کہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔

☆ غنی نے جانور خریدا، بعد میں عیب دار ہو گیا، اس کی قربانی جائز نہیں (اس کے بدلے دوسرا بے عیب جانور قربان کرنا ضروری ہے۔)

☆ ہاں اگر فقیر کے ساتھ ایسا ہوا تو وہ اسی جانور کی قربانی کرے۔

☆ ذبح کرنے والے نے جان بوجھ کر (بسم اللہ، اللہ اکبر) نہ پڑھا تو ذبیحہ حلال نہیں ہوگا۔

☆ اگر کسی شخص کا تسمیہ پڑھنے کا ارادہ ہو لیکن بھول گیا تو حلال ہوگا۔

☆ اگر کسی نے فقط بسم اللہ کہا اور اللہ اکبر نہ کہا تو یہ ذبیحہ حلال شمار کیا جائے گا، البتہ سنت بسم اللہ، اللہ اکبر کہنا ہے۔

☆ دو لوگوں نے ذبح کیا، دونوں کا ہاتھ چھری پر تھا، دونوں پر تسمیہ پڑھنا واجب، اگر کسی ایک نے بھی قصداً (جان بوجھ کر) نہ پڑھی یا یہ خیال کیا کہ دوسرے نے پڑھ لی ہے، مجھے پڑھنے کی ضرورت نہیں تو ذبیحہ حلال نہیں ہوگا۔ ہاں اگر قصاب نے ٹانگیں پکڑی یا چھری پر ہاتھ نہیں، مسئلہ نہیں۔

☆ اگر کسی کو مسئلہ شرعی معلوم نہ تھا، نہ ہی کبھی جانور ذبح کرتے وقت اس نے تسمیہ پڑھی تو اس کے ذبح کئے ہوئے تمام جانور مردار ہوں گے، نیز اس

کا گوشت کھانا بھی حلال نہیں۔

☆ قربانی کی کھالیں اور گوشت بدمذہب اور کافروں کو نہ دیں۔

☆ چھری پھیرنے کے بعد جانور کو چھوڑ دیں' جب جانور ٹھنڈا ہو جائے' اس کے بعد اس کی کھال اتاریں اور جس مقام پر قربانی کے جانور کو لٹائیں' اس زمین کو صاف کرلیں تاکہ کوئی کنکر' پتھر وغیرہ سے جانور کو تکلیف نہ پہنچے۔

☆ قربانی کے گوشت کے کباب اور بوٹی باہر سے بنوانے والے حضرات اس کام سے بچیں کیونکہ دکاندار سیزن کے موقع پر تمام لوگوں کا گوشت ایک جگہ اکھٹا کرکے ملا دیتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ اس میں بدعقیدہ لوگوں کا بھی گوشت ہو' ان لوگوں کا بھی گوشت ہوسکتا ہے جس نے ذبح کرنے سے پہلے جان بوجھ کر بسم اللہ نہ پڑھی ہو لہٰذا باہر سے بوٹیاں اور کباب بنوانے سے بچیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص کے ساتھ قربانی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ریاکاری کی تباہ کاری سے محفوظ فرمائے اور اسی قربانی کو ہمارے لئے پل صراط کی سواری بنائے۔

آمین ثم آمین

فضائل سیدنا
صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ فتح سے انتیسویں آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آج کی اس نشست میں آپ کے سامنے امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سیرت کے مختلف گوشے بیان کرنے کی سعادت

حاصل کروں گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہوا

محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اوران کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں رحم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے۔ اللہ کا فضل ورضا چاہتے۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اوران کے ساتھ والے۔ سے مراد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات ہے۔

ہوسکتا ہے کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ ہر صحابی حضور ﷺ کے ساتھ والے ہیں تو وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ سے مراد خاص طور پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیوں؟

مفسرین فرماتے ہیں کہ یوں تو ہر صحابی حضور ﷺ کے ساتھ رہے مگر جتنی قربت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نصیب ہوئی، کسی اور صحابی کو یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی۔

شاعر آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا خوب لکھتا ہے۔

رسالت کی صداقت کے نشان اولیں تم ہو
یہی اک حرف حق ہے صاحب حق الیقین تم ہو
جہاں ارشاد فرماتے رسول اللہ وہاں تم ہو

جہاں آرام فرما ہیں رسول اللہ وہیں تم ہو
سعادت سے مشرف آج بھی صدیق اکبر ہے
میسر جس کو بعد مرگ بھی قرب پیمبر ﷺ ہے
شناسائے حق، زار دار نبوت، صداقت کا معیار صدیق اکبر ہیں
صحابی ہے ہر کوئی، مگر سالار امت وصحابہ صدیق اکبر ہیں

حدیث شریف: ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا۔ میری تمام اُمّت پر حضرت ابوبکر سے محبت رکھنا اور اس کا شکریہ ادا کرنا واجب ہے۔ (صواعق المحرقہ، ص 197)

☆ نام عبداللہ، والد کا نام ''عثمان'' کنیت ابوقحافہ

☆ القابات صدیق، عتیق، قریش کے قبیلہ بنو تمیم بن مرہ سے ہے۔

☆ پیشہ: آپ جوان ہوئے تو قریش کی طرح تجارت شروع کی اور کپڑے کے کاروبار سے تجارت شروع کی۔ خوب فائدہ حاصل کیا۔ بہت جلد آپ کا شمار مکہ کے کامیاب تاجروں میں ہونے لگا۔

خصوصیات: بے نظیر اخلاق، رحم دل، نرم خو، عقل و دانش، بلندیٔ فکر، کبھی بت کی پوجا نہیں کی۔ قوم کے گمراہ کن اعتقادات اور رسومات و عادات سے بالکل الگ تھلگ رہتے۔ کبھی شراب کا قطرہ نہ چکھا، ملنسار اور ایماندار تاجر تھے۔ علم

الانساب کے بڑے ماہر، قریش مکہ کے تمام خاندانوں کے نسب انہیں زبانی یاد تھے۔

قبول اسلام

(خصائص الکبریٰ، ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں حضرت کعب سے نقل کیا کہ حضرت ابوبکر کا اسلام قبول کرنا بذریعہ وحی تھا۔ وہ اس طرح کہ آپ بغرض تجارت شام گئے۔ وہاں آپ نے ایک خواب دیکھا اور بحیرہ راہب سے بیان کیا۔ بحیرہ نے پوچھا۔ تم کہاں کے رہنے والے ہو؟

انہوں نے جواب دیا تہامہ کے شہر مکہ کا۔

☆ تمہارا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟

جواب ملا' قبیلہ قریش سے۔

☆ آپ کا ذریعہ معاش کیا ہے؟

کہا' تجارت

بحیرہ راہب نے اپنے سوالات کے جواب پانے کے بعد خواب کی۔ یہ تعبیر کی کہ "اللہ تمہارے خواب کو حقیقت بنا کر مشاہدہ میں اس طرح لائے گا کہ تمہاری قوم میں سے ایک نبی کو مبعوث فرمائے گا اور تم اس نبی کے صاحب معتمد، مشیر اعلیٰ اور وصال کے بعد خلیفہ ہوں گے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس تعبیر کو پوشیدہ رکھا۔ یہاں تک کہ نبی

آخرالزماں ﷺ مبعوث ہوئے۔ اس وقت آپ ﷺ بارگاہ میں حاضر ہوکر دعویٰ نبوت کی دلیل مانگی۔

سرکار ﷺ نے فرمایا۔ وہ خواب جس کو تم نے شام میں دیکھا تھا۔ وہی میری نبوت کی دلیل ہے۔ آپ یہ جواب سن کر سرکار ﷺ سے چمٹ گئے۔ پیشانی پر بوسہ دیا اور سمع وطاعت کے ملے جلے جذبات کے ساتھ کلمہ شہادت پڑھا۔ (خصائص الکبریٰ، ص 80، شبیر برادرز، لاہور)

سب سے پہلے جنت میں کون داخل ہوگا؟

☆ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا کر مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس میں سے میری امت داخل ہوگی۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا۔ میں آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں تاکہ اسے دیکھ سکوں۔ فرمایا اے ابوبکر! میری اُمّت میں سب سے پہلے آپ جنت میں داخل ہوں گے۔ (ابوداؤد، حاکم)

تین سو ساٹھ اچھی خصلتیں

☆ نبی پاک ﷺ نے فرمایا! اچھے خصائل تین سو ساٹھ ہیں جب اللہ تعالیٰ کو کسی بندے کی بھلائی مطلوب ہوتی ہے تو ان خصائل میں سے کوئی خصلت اس

میں رکھ دیتا ہے اس سے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ آقا ﷺ! ان خصائل میں سے کوئی خصلت مجھ میں ہے؟ فرمایا۔ ہاں وہ سب خصلتیں آپ میں موجود ہیں۔ (امام ابن ابی الدنیا، ابن عساکر)

☆ تین چیزیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پسند ہیں

1۔ سرکار ﷺ کے چہرۂ انور کا دیدار کرتے رہنا۔

2۔ سرکار ﷺ پر اپنا مال خرچ کرنا

3۔ سرکار ﷺ کی خدمت میں حاضر رہنا۔

آپ کی یہ تینوں تمنائیں پوری ہوئیں (تفسیر روح البیان، جلد 6، ص 264)

☆ مقام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول پاک ﷺ مولا علی کے ساتھ کھڑے تھے۔ اتنے میں صدیق اکبر تشریف لے آئے تو سرکار ﷺ نے آگے بڑھ کر ان سے مصافحہ فرمایا۔ پھر گلے لگا کر آپ کو چوم لیا اور مولا علی سے فرمایا۔ اے ابوالحسن! میرے نزدیک ابوبکر کا وہی مقام

ہے جو اللہ کے ہاں میرا مقام ہے۔(الریاض النضرۃ‘ جلد اول‘ ص185)

☆ دنیا و آخرت میں سب سے بہتر کون؟

ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ مجھے سرکار ﷺ نے ابوبکر کے آگے چلتے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا۔اے ابو درداء! تم اس شخص کے آگے چلتے ہو جو دنیا و آخرت میں تم سے بہتر ہے۔انبیاء و مرسلین کے بعد کسی انسان پر آفتاب طلوع نہ ہوا، نہ غروب ہوا کہ جو ابوبکر سے افضل ہو۔(حلیۃ الاولیاء‘ جلد 3‘ صفحہ نمبر 373)

☆ ساتوں آسمانوں پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نام

سرکار ﷺ نے فرمایا۔ مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی۔پس میرا جس آسمان سے گزر ہوا میں نے وہاں اپنا نام لکھا ہوا پایا اور اپنے بعد ابوبکر کا نام بھی لکھا ہوا پایا۔(مجمع الزوائد حدیث 14296)

اُمّت کا بہترین آدمی

☆ امام طبرانی نے اسعد بن زراہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا روح القدس نے مجھے خبر دی ہے کہ آپ کے بعد آپ کی اُمّت کا بہترین آدمی ابوبکر ہے۔

☆ مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ایک دن مشرکین نے سید عالم ﷺ کو اپنے نرغہ میں لے لیا۔ وہ آپ کو گھسیٹ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ تم وہی ہو جو کہتا ہے کہ ایک خدا ہے۔ خدا کی قسم! کسی کو ان مشرکین سے مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں ہوئی، سوائے ابوبکر کے۔ وہ آگے بڑھے اور مشرکین کو مار مار کر اور دھکے دے دے کر ہٹاتے جاتے اور فرماتے جاتے، تم پر افسوس ہے کہ تم ایسے شخص کو تکلیف پہنچا رہے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب صرف اللہ ہے۔ یہ فرما کر مولا علی اتنا روئے کہ آپ کی داڑھی تر ہوگئی، پھر فرمایا۔ اے لوگو! یہ بتاؤ کہ آل فرعون کا مومن اچھا تھا یا ابوبکر اچھے تھے؟ لوگ یہ سن کر خاموش رہے تو مولا علی نے پھر فرمایا لوگو! جواب کیوں نہیں دیتے؟ خدا کی قسم! ابوبکر کی زندگی کا ایک لمحہ آل فرعون کے مومن کی ہزار ساعتوں سے بہتر اور برتر ہے۔

کیونکہ وہ لوگ اپنا ایمان ڈر کی وجہ سے چھپاتے تھے اور ابوبکر نے اپنے ایمان کا اظہار علی الاعلان کیا۔ (تاریخ الخلفاء ص 100 ' مطبوعہ پروگریسیو لاہور)

☆ وصال کے وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کمال

☆ ابن ابی حاتم اور ابونعیم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان

کیا ہے، وہ کہتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے یہ آیت یا ایتھا النفس المطمئنہ سنی تو ابوبکر نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا۔موت کے قریب فرشتہ آپ سے یہ الفاظ کہے گا (صواعق المحرقہ، ص195)

☆خلفائے راشدین رضی اللہ عنہما کا مقام

☆حدیث: حافظ عمر بن محمد بن خضر نے اپنی سیرت میں بیان کیا ہے کہ امام شافعی نے اپنی مسند سے روایت کی ہے کہ سرکار ﷺ نے فرمایا کہ میں، ابوبکر، عمر، عثمان اور علی، تخلیق آدم سے ایک ہزار سال قبل، عرش کی دائیں جانب انوار بکھیر رہے تھے۔ جب حضرت آدم کی تخلیق ہوئی تو ہم نے اس کی پشت کو سکون دیا اور ہم ہمیشہ ہی پاک اصلاب میں منتقل ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ نے مجھے حضرت عبداللہ کی صلب میں اور ابوبکر، عمر، عثمان و علی کو بالترتیب ابو قحافہ، خطاب، عفان اور ابوطالب کی اصلاب میں منتقل کردیا پھر انہیں میرا اصحاب منتخب کیا اور ابوبکر کو صدیق، عمر کو فاروق، عثمان کو ذوالنورین اور علی کو وصی بنایا۔ پس جو شخص میرے اصحاب کو برا کہتا ہے، وہ مجھے برا کہتا ہے اور جو مجھے برا کہتا ہے، گویا وہ اللہ کو برا کہتا ہے اور جو اللہ کو برا کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے نتھنوں کے بل اوندھا

کردے گا۔(صواعق المحرقہ، ص 221)

☆صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ: نبی ﷺ مختار ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ سرکار ﷺ نے فرمایا: اللہ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میری اُمّت میں سے ایک لاکھ افراد جنت میں داخل کرے گا۔ یہ ارشاد سن کر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! اور زیادہ کیجئے۔ سرکار ﷺ نے پھر اپنے ہاتھ مبارک کی لپ بنا کر فرمادیا کہ اے صدیق اور اتنے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ اور زیادہ کیجئے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ اے ابوبکر! رہنے بھی دو، اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ ایک ہی لپ سے دنیا کو جنت میں داخل کردے (یہ سن کر) مختار نبی ﷺ نے فرمایا۔ عمر نے سچ کہا۔(مسند امام احمد جلد 3، ص 193)

☆صدیق اکبر رضی اللہ کا ایمان تھا کہ حضور ﷺ جیسا چاہتے ہیں ویسا ہی ہوجاتا ہے۔

☆میں بھی آپ کا، میرا مال بھی آپ کا

☆صواعق المحرقہ میں امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ

حضرت احمد علیہ الرحمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ابوبکر مال نے جو فائدہ پہنچایا، کسی اور کے مال نے نہیں پہنچایا۔ یہ بات سن کر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اشک بار ہوگئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں بھی آپ کا ہوں اور میرا مال بھی آپ کا ہے۔

☆صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ادبِ رسول

☆امام طبرانی علیہ الرحمہ نے اوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں جسے امام سیوطی علیہ الرحمہ نے تاریخ الخلفاء میں نقل فرماتے ہیں کہ خلیفہ بننے کے بعد آپ منبر رسول کی اس سیڑھی پر کبھی نہ بیٹھے، جہاں محبوب کبریا ﷺ جلوہ گر ہوتے تھے، یہ ادب رسول ﷺ کی وجہ سے تھا۔

☆تنخواہ کا معاملہ

☆امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں فرماتے ہیں کہ خلیفہ بننے کے بعد آپ کی تنخواہ کا معاملہ زیر بحث آیا، آپ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمانے لگے جو مدینے میں ایک مزدور کی تنخواہ ہے وہی میری تنخواہ مقرر کردو۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خطبہ

☆اے لوگو! خوف الٰہی سے تم میں سے جو روسکے، وہ روئے کہ وہ دن

آنے والا ہے کہ تم رلائے جاؤ گے۔(تاریخ الخلفاء)

☆ایک دن باغ میں تشریف لے گئے وہاں آپ نے درخت کے سایہ میں ایک چھوٹی چڑیا دیکھی۔آپ نے ایک سرد آہ بھری اور فرمایا۔اے چڑیا تو بڑی خوش نصیب ہے کہ تو درختوں سے اپنی غذا حاصل کرتی ہے اور ان کے سایہ میں آرام کرتی ہے اور جہاں چاہتی ہے اڑتی پھرتی ہے (اس پر کوئی حساب و کتاب نہیں) کاش ابوبکر بھی تجھ سا ہوتا (تاریخ الخلفاء)

☆مجھے یہ پسند تھا کہ میں بندۂ مومن کے سینے کا ایک بال ہوتا (تاریخ الخلفاء)

☆اے لوگو! جس نے پانچوں وقت کی نماز ادا کی اور صبح سے شام تک اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آ گیا اور اس کو کون مار سکتا ہے؟ اور جس نے اللہ تعالیٰ کی اس ذمہ داری سے عہد شکنی کی، اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں اوندھے منہ ڈال دے گا۔ (تاریخ الخلفاء)

وصال کا سبب

☆سیف اور حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول پاک ﷺ کے وصال کا غم، آپ کے وصال کا سبب بنا، فرقت

مصطفیٰ ﷺ کے باعث آپ کا جسم کمزور سے کمزور ہوتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ آپ کا وصال ہوگیا۔(صواعق المحرقہ‘صفحہ نمبر 234)

غمِ مصطفیٰ ﷺ میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اشعار

1۔ جب میں نے اپنے نبی کو وفات یافتہ دیکھا تو مکانات اپنی وسعت کے باوجود مجھ پر تنگ ہوگئے۔

2۔ اس وقت آپ ﷺ کے وصال سے میرا دل لرز اٹھا اور زندگی بھر میری ہڈی شکستہ (ٹوٹی ہوئی) رہیں گی۔

3۔ کاش! میں اپنے آقا ﷺ کے انتقال سے پہلے چٹانوں پر قبر میں دفن کردیا گیا ہوتا۔(مواہب اللدنیہ‘جلد 3،ص394)

☆ امام جامی! شواہد النبوت میں نقل فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ رات کے آخری حصے میں مجھے خواب میں سرکار ﷺ کا دیدار ہوا۔ آپ ﷺ نے دوسفید کپڑے زیب تن فرما رکھے تھے اور میں ان کپڑوں کے دونوں کناروں کو ملا رہا تھا۔ اچانک وہ دونوں کپڑے سبز ہونا اور چمکنا شروع ہوگئے۔ ان کی درخشانی و تابانی (چمک دمک) آنکھوں کو خیرہ (چکاچوند) کرنے والی تھی۔ سرکار ﷺ نے مجھے السلام علیکم فرما کر مصافحہ سے مشرف فرمایا اور اپنا دست مبارک میرے سینے

پر رکھا جس سے میرے بے قرار دل کو قرار آ گیا۔

فرمایا اے ابوبکر! مجھے تم سے ملنے کا بہت اشتیاق ہے۔ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم میرے پاس آ جاؤ۔ میں خواب میں بہت رویا۔ میرے اہل خانہ کو بھی میرے رونے کی خبر ہو گئی انہوں نے بیدار ہونے کے بعد مجھے بتایا۔

☆مرض وصال

آپ نے مرض وصال میں پوچھا۔ آج کون سا دن ہے؟ عرض کیا! آج پیر کا دن ہے۔ آپ نے بحر عشق میں غوطہ زن ہوتے ہوئے فرمایا۔ میں چاہتا ہوں۔ آج رات تک اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں (تاکہ میری وفات کے دن اور سرکار ﷺ کے یوم وصال میں موافقت ہو جائے) نیز آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر میں آج رات فوت ہو جاؤں تو میری تدفین میں کل کا انتظار نہ کرنا، کیونکہ میرے نزدیک پسندیدہ وہ دن اور وہ راتیں ہیں جو میرے محبوب آقا ﷺ کی قربت میں گزریں۔ (مسند امام احمد حدیث 45)

وہ جھلک دکھا کر چلے گئے، مرے دل کا چین بھی لے گئے
میری روح ساتھ کیوں نہ گئی، مجھے اب تو زندگی بار ہے

وصال:

☆ علامہ واقدی اور امام حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ جمادی الاخریٰ کے سات دن گزر چکے تھے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پیر کو غسل کیا جس سے مرض کا آغاز ہوا۔ یہ دن نہایت سرد تھا۔ پندرہ روز تک بخار آتا رہا۔ نماز کے لئے مسجد بھی نہیں جا سکتے تھے۔ 22 جمادی الاخریٰ 13ھ منگل کے روز تریسٹھ سال کی عمر میں آپ نے وصال فرمایا۔

☆ آخری وصیت

جب میرا انتقال ہو تو میرے جنازے کو پیارے محبوب ﷺ کے حجرۂ اقدس کے باہر رکھ دینا اور عرض کرنا یا رسول اللہ ﷺ! آپ پر سلام ہو۔ آپ کا ابوبکر حاضر ہے...... اگر بارگاہ سے اجازت ملے تو قدموں میں دفن کر دینا ورنہ جنت البقیع میں دفن کر دینا۔

جس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے جنازے کو بارگاہ خیر الانام میں رکھ دیا گیا اور ندا دی گئی۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ پر سلام ہو۔ آپ کا ابوبکر دروازہ پر حاضر ہے۔

دروازہ خود بخود کھل گیا اور قبر انور سے آواز آئی۔ ملا دو حبیب کو حبیب سے۔

(تفسیر کبیر، جلد 7، ص 433، بیروت)

اللہ تعالیٰ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے درجات بلند فرمائے اور ان کے مزار پر انوار پر اپنی رحمت و رضوان کی بارش فرمائے۔ آمین ثم آمین

فضائل
سیدنا فاروق اعظم
رضی اللہ عنہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

القرآن: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا

(سورۂ فتح، آیت 29)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْم وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ فتح سے انتیسویں آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آج کی اس نشست میں آپ کے سامنے امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سیدنا

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت کے مختلف گوشے بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہوا

ترجمہ: محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں رحم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے۔ اللہ کا فضل ورضا چاہتے۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ کافروں پر سخت کا مصداق سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔

☆ امام ذہبی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبوت کے چھٹے سال میں اسلام قبول کیا۔ اس وقت آپ کی عمر 27 سال تھی۔

☆ آپ اشراف قریش میں سے تھے۔ سفارت کے فرائض بھی انجام دیتے، جنگ کے مواقع پر قریش آپ ہی کو سفیر بنا کر بھیجتے۔ جب کوئی قریش پر اظہار مفاخرت کرتا تو آپ ہی کو مقابلہ کے لئے بھجوایا جاتا۔

☆ آپ انتالیس مردوں اور تیئس عورتوں کے بعد اسلام لائے۔

☆ ترمذی میں ہے: نبی پاک ﷺ نے فرمایا اے اللہ! عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام دونوں میں سے جو شخص تجھے زیادہ محبوب ہو، اس کے ذریعہ اسلام کو

عزت دے۔

☆ طبرانی شریف میں ہے، نبی پاک ﷺ نے فرمایا اے اللہ! عمر ابن خطاب کے ذریعہ خاص طور پر دین کو عزت دے۔

☆ امام حاکم علیہ الرحمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو جبریل علیہ السلام نے آ کر کہا۔ اے محمد ﷺ آسمان والوں کو عمر کے اسلام لانے سے خوشی ہوئی۔

☆ بزار اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو مشرکوں نے کہا کہ آج ہم نصف رہ گئے ہیں۔

آپ کی اعلانیہ ہجرت

☆ ابن عساکر نے مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سوا سب لوگوں نے خفیہ ہجرت کی۔ آپ نے جب ہجرت کا ارادہ کیا تو تلوار گلے میں لٹکائی۔ کمان کاندھے پر رکھی اور ہاتھ میں تیر لئے کعبہ تشریف لائے۔ اشراف قریش صحن میں بیٹھے تھے۔ آپ نے کعبہ کے سات چکر لگائے اور دو رکعت مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھی۔

پھر آپ ان کے ایک ایک حلقہ کے پاس آئے اور کہا تم پر پھٹکار ہو۔ جو چاہتا ہے کہ اس کی ماں اسے ضائع کردے اور اس کے بچے یتیم ہوجائیں اور اس کی بیوی بیوہ ہوجائے وہ مجھے اس وادی کے پیچھے مل لے، مگر کوئی آدمی آپ کے پیچھے نہ گیا۔

(صواعق المحرقہ، ص248)

حدیث = شیخین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے نیند کی حالت میں اپنے آپ کو جنت میں دیکھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت ایک محل کی جانب وضو کررہی ہے۔ میں نے پوچھا یہ محل کس کے لئے ہے؟ لوگوں نے کہا عمر کے لئے۔ تو مجھے آپ کی غیرت یاد آ گئی اور میں مڑکر واپس آ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو کر کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ! میں آپ پر غیرت کھاؤں گا۔

(صواعق المحرقہ ص250)

حدیث = سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلی اُمتوں میں محدّث ہوتے تھے' میری اُمّت کا محدّث عمر ہے۔

(صواعق المحرقہ ص253)

حدیث= احمد اور ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ابوداؤد اور حاکم نے حضرت ابوذر سے اور ابویعلیٰ اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کے دل و زبان پر حق جاری کیا ہے۔

(صواعق المحرقہ ص253)

حدیث= ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: میں جن وانس کے شیطانوں کو عمر سے بھاگتے دیکھ رہا ہوں۔

(صواعق المحرقہ ص253)

حدیث= ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ عمر پہلے شخص ہیں جن سے حق مصافحہ کرے گا اور انہیں سلام کہے گا اور انہیں ہاتھ سے پکڑ کر جنت میں داخل کرے گا۔(صواعق المحرقہ ص254)

یہاں مصافحہ سے مراد مزید انعام واقبال ہے۔

حدیث= بزار نے حضرت ابن عمر اور ابونعیم نے حلیہ میں حضرت ابوہریرہ

سے اور ابن عساکر نے صعب بن جثامہ سے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔عمر اہل جنت کا چراغ ہے(صواعق المحرقہ ص255)

حدیث=طبرانی نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ سرکار ﷺ نے فرمایا کہ جبریل نے مجھے کہا کہ اسلام کو عمر کی وفات پر رونا چاہئے۔

(صواعق المحرقہ ص257)

حدیث=طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو عمر سے بغض رکھے، وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے اور جو عمر سے محبت رکھے، وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے اور اللہ نے عرفہ کی شام لوگوں پر عموما اور عمر پر خصوصا فخر کیا اور اللہ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس کی امت میں مُحَدَّث نہ ہوں۔ اگر میری امت میں کوئی مُحَدَّث ہے تو عمر ہے۔صحابہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! مُحَدَّث کس طرح کا ہوتا ہے؟ فرمایا اس کی زبان سے فرشتے بولتے ہیں۔(صواعق المحرقہ ص257)

حدیث= ابن سعد نے ایوب بن موسیٰ سے مرسل روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عمر کے قلب وزبان پر حق جاری کردیا ہے اور وہ فاروق ہے جس کے ذریعہ اللہ نے حق اور باطل کے درمیان فرق کردیا ہے

(صواعق المحرقہ ص 259)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی زبان سے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تعریف

☆ امام ابن عساکر نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مجھے زمین پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی آدمی محبوب نہیں اور ابن سعد نے آپ سے بیان کیا ہے کہ آپ سے مرض الموت میں کہا گیا کہ آپ حضرت عمر کو خلیفہ بنانے کے بارے میں رب کو کیا جواب دیں گے؟ آپ نے فرمایا میں اسے کہوں گا کہ میں نے ان کے بہترین آدمی کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔

☆ طبرانی نے مولیٰ علی سے بیان کیا ہے کہ جب صالحین کا ذکر ہو تو عمر کا ذکر جلدی کیا کرو اور ہم اس بات میں شک نہ کرتے تھے کہ سکنیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر بولتی ہے یعنی ان کی گفتگو سے اطمینان اور سکون ملتا ہے۔

☆ طبرانی اور حاکم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علم کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور روئے زمین کے لوگوں کا علم دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علم ان کے علم سے بڑھ جائے گا۔ لوگوں کی رائے ہے کہ علم کے نو حصے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ہیں۔

☆سرکار ﷺ کی غلامی پرناز

بحر العلوم شرح مثنوی میں ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنا کپڑا سی رہے تھے، دن کا وقت تھا۔سورج نے اپنا تپش والا رخ آپ کی طرف کر دیا۔جس سے آپ کی آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔آپ نے سورج کو مخاطب کر کے فرمایا۔اے سورج رسول اللہ ﷺ کے غلام کو گرمی دکھاتا ہے۔بس آپ کا یہ فرمانا تھا کہ سورج نے اپنا تپش والا رخ پھیر لیا۔

☆حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مومنانہ فراست

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ازالۃ الخفاء میں نقل فرماتے ہیں۔دور فاروقی میں ایک رات مولا علی رضی اللہ عنہ اپنے بستر پر محو استراحت تھے۔آپ نے ایک خواب دیکھا کہ مسجد نبوی میں آپ نماز فجر کے لئے پہنچے، جماعت قائم ہو چکی تھی۔سرور کائنات ﷺ امامت فرما رہے تھے۔مولا علی رضی اللہ عنہ پیچھے نماز کے کھڑے ہو گئے۔سلام پھیرتے ہی نبی پاک ﷺ نے اپنا چہرۂ انور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی طرف کر دیا۔اتنے میں ایک شخص کھجور کا ایک ٹوکرا لایا اور حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

نبی پاک ﷺ نے کھجوروں کو تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان باری باری آتے کھجوریں لے جاتے۔ مولاعلیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی قطار میں لگ گیا۔ جب میری باری آئی تو سرورِ کونین ﷺ نے مجھے دو کھجوریں عطا فرمائیں۔ جسے کھا کر مجھے بہت لطف محسوس ہوا۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ بیدار ہونے کے بعد میں ان کھجوروں کا مزہ محسوس کرنے لگا۔

آنکھ کھلی تو فجر کی اذان ہو رہی تھی۔ مولاعلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے خواب کا کسی سے ذکر کئے بغیر فجر کی نماز کے لئے مسجد نبوی میں جب میں گیا تو کیا دیکھا، جماعت قائم ہو چکی ہے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ امامت فرما رہے ہیں۔ میں بھی نماز میں شامل ہو گیا۔ نماز کے بعد سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مقتدیوں کی طرف چہرہ کر لیا۔ اتنے میں ایک شخص کھجور کا ٹوکرا لے کر بارگاہ فاروقی میں حاضر ہوا۔ آپ نے کھجوریں تقسیم فرمانا شروع کیں۔ مولاعلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میری باری آئی تو آپ نے مجھے دو کھجوریں عطا فرمائیں۔ میں نے جب کھجوریں تناول کیں تو بہت مزہ آیا۔ میں نے دوبارہ طلب کیں۔ یہ دیکھ کر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ اے علی رضی اللہ عنہ! اگر خواب میں رسالت مآب ﷺ دو کھجوروں سے زیادہ دیتے تو میں بھی زیادہ دیتا۔

یہ سن کر مولا علی رضی اللہ عنہ حیران رہ گئے اور حیران ہوکر پوچھنے لگے۔ اے امیر المومنین! آپ کو میرے خواب کے بارے میں کس نے بتایا پھر خود ہی کہنے لگے۔ رب تعالیٰ نے بتایا ہوگا؟

یہ سن کر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ اے علی! کیا تم نے سید عالم ﷺ کی حدیث نہیں سنی۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں مومن کی فراست سے بچو۔ مومن جب بھی دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔

اے علی رضی اللہ عنہ! میں نے اللہ تعالیٰ کے نور سے تیرے خواب کو ملاحظہ کرلیا۔ یہ سن کر مولا علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔ یا امیر المومنین! خواب میں سرکار ﷺ نے بھی کھجوریں عطا فرمائیں، بیداری میں آپ نے کھجوریں عطا فرمائیں جو مزہ سرکار ﷺ کی عطا کی ہوئی کھجوروں میں تھا، وہی مزہ آپ کی عطا کی ہوئی کھجوروں میں ہے۔

سبحان اللہ! اس واقعہ سے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت کے ساتھ ساتھ عقیدۂ اہلسنت کی حقانیت بھی ظاہر ہوئی اور ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو غیب کی خبروں پر آگاہ فرمادیتا ہے۔

جانور پر رحم دلی

☆ تاریخ الخلفاء ص 297، حضرت اسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر

رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تازہ مچھلی کھانے کو دل چاہتا ہے۔ چنانچہ آپ کے غلام یرفا نے اونٹ دوڑایا اور ایک مچھلی خرید کر لائے۔ واپسی میں اونٹ کو نہلایا۔ آپ نے فرمایا۔ مچھلی ابھی رکھ دو۔ میں پہلے اونٹ کو دیکھ لوں، اونٹ کو دیکھا تو کان کے نیچے پسینہ بہتا ہوا دیکھ لیا۔ غلام سے فرمایا۔ تم اس کو دھونا بھول گئے۔ افسوس میں نے اپنی خواہش کے لئے غریب جانور کو تکلیف دی۔ اس صورت میں بخدا میں اس مچھلی کو چکھ بھی نہیں سکتا۔

سادگی اور خوف خدا

☆ آپ کے کرتے میں شانے کے قریب چار پیوند لگے دیکھے (تاریخ الخلفاء ص298)

☆ آپ کے پائجامے میں چمڑے کا پیوند لگا ہوا تھا۔ (تاریخ الخلفاء ص 298)

☆ آپ دوران سفر منزل پر خیمہ یا شامیانہ نہ لگاتے۔ درخت کی چھاؤں میں لیٹ جاتے۔ (تاریخ الخلفاء ص298)

☆ خوف خدا میں رونے کی وجہ سے چہرے پر دو سیاہ لکیریں پڑ گئی تھیں۔ (تاریخ الخلفاء ص298)

☆ تنہائی میں کہتے عمر، خطاب کا بیٹا، امیر المومنین کا منصب! واہ کیا خوب! اے عمر اللہ سے ڈرتے رہو، ورنہ تم کو سخت عذاب دے گا۔ (تاریخ الخلفاء ص 298)

☆ زمین سے تنکا اٹھا کر کہتے! کہ کاش میں کچھ نہ ہوتا۔ کاش میں کچھ نہ ہوتا۔ کاش میں پیدا نہ ہوا ہوتا۔ (تاریخ الخلفاء ص 298)

☆ اپنی پیٹھ پر پانی کی مشک لادے جا رہے تھے۔ دریافت کرنے پر جواب دیا۔ میرے نفس میں غرور پیدا ہو گیا تھا۔ میں اس کو اس طرح ذلیل کر رہا ہوں۔ (تاریخ الخلفاء ص 298)

☆ شہادت سے قبل دعا مانگی

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منیٰ سے ابطح واپس آتے ہوئے اپنے اونٹ کو راستے میں بٹھایا اور اس کی پشت سے تکیہ لگا کر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور اس طرح دعا مانگی۔ الٰہی جل جلالہ! میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ میرے حافظے میں کمزوری آ گئی ہے۔ اس سے پہلے کہ مجھ سے غلط فیصلے ہو جائیں، مجھے اپنے پاس طلب فرما لے! (حاکم، تاریخ الخلفاء، صفحہ نمبر 304، مطبوعہ پروگیسو بکس لاہور)

☆ حضرت اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ الٰہی! مجھے اپنی راہ میں شہادت عطا فرما اور اپنے محبوب ﷺ کے شہر میں موت عطا فرما۔ (بخاری‘ تاریخ الخلفاء‘ صفحہ نمبر 304‘ مطبوعہ پروگیسو بکس لاہور)

آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت

☆ مجوسی غلام ابولولو فیروز دو دھاری خنجر آستین میں چھپا کر مسجد میں ایک گوشہ میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ ابھی پَو نہیں پھٹی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز کے لئے جگاتے ہوئے گشت کر رہے تھے‘ جب مسجد میں اس کے قریب سے گزرے تو اس نے آپ کے جسم پر پے در پے تین وار کئے۔

(ابن سعد‘ تاریخ الخلفاء‘ صفحہ نمبر 307‘ مطبوعہ پروگیسو بکس لاہور)

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ آپ تکبیر سے پہلے فرمایا کرتے تھے۔ صفیں سیدھی کرلو! یہ سن کر ابولولو فیروز صف میں آپ کے مقابل کھڑا ہوگیا اور فوراً ہی آپ کے شانے اور پہلو پر خنجر سے دو وار کئے‘ جس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ زمین پر تشریف لے آئے۔ اس کے بعد اس نے اور نمازیوں پر حملہ کیا اور تیرہ افراد کو زخمی کر دیا (جن سے بعد میں چھ حضرات وفات ہوگئے) چونکہ

آفتاب طلوع ہوا چاہتا تھا' اس لئے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے دو بہت ہی چھوٹی سورتوں کے ساتھ نماز پڑھائی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ کے مکان پر لائے اور آپ کو نبیذ پلائی لیکن وہ آپ کے زخموں کے راستے باہر نکل گئی' پھر آپ کو دودھ پلایا گیا' وہ بھی زخموں سے باہر نکل گیا۔ (تاریخ الخلفاء' صفحہ نمبر 306' مطبوعہ پروگیسو بکس لاہور)

شہادت

☆ ذوالحجہ کے آخری ایام میں آپ پر خنجر کا وار ابولولو فیروز (مجوسی غلام) نے کیا۔ 30 یا یکم محرم کو آپ نے شہادت کا جام پیا۔

☆ مدینے میں اندھیرا چھا گیا۔ حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت پر جنات نے غم کیا۔

☆ جب آپ شہید ہو گئے تو یمن کے پہاڑوں کی طرف سے یہ اشعار سنائی دیئے گئے۔ جو شخص اسلام پر رونے والا ہو، وہ رولے کیونکہ وہ بے ہوش ہیں اور اب ان کا زمانہ ختم ہو گیا۔ گویا دنیا ہی الٹ گئی اور اس کا بہترین شخص چل بسا۔ وہ شخص جو وعدوں پر یقین کئے بیٹھا تھا، غمزدہ ہوگا۔ (تاریخ الخلفاء ص 328)

☆ طاقت کا راز

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی جرأت و بہادری دیکھ کر اغیار پوچھنے لگے کہ آپ کے پاس ایسی کون سی طاقت ہے کہ سب کو للکار رہے ہیں؟ (آپ کے دور خلافت میں فتوحات کا سلسلہ اتنا بڑھا کہ آپ کی شہادت کے وقت سلطنت اسلامیہ بائیس لاکھ مربع میل تک پہنچ چکی تھی)

آپ نے جواب میں فرمایا سنو ہماری طاقت کا راز کیا ہے؟ تم کو تمہارے بادشاہوں نے زندگی سے محبت کرنا سکھایا ہے اور ہمیں ہمارے آقا ﷺ نے موت سے محبت کرنا سکھایا ہے اور جسے موت سے محبت ہو جائے، وہ ناقابل تسخیر انسان بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے درجات بلند فرمائے اور ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

فضائل
حضرت عثمان غنی
رضی اللہ عنہ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

القرآن: مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ وَالَّذِیۡنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الۡکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیۡنَهُمۡ تَرٰىهُمۡ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضۡوَانًا

(سورۂ فتح، آیت 29)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ فتح سے انتیسویں آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آج کی اس نشست میں آپ کے سامنے امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سیدنا

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سیرت کے مختلف گوشے بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہوا:

ترجمہ: محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں رحم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے، سجدے میں گرتے۔ اللہ کا فضل و رضا چاہتے۔

☆ مفسرین فرماتے ہیں کہ ''رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ '' آپس میں رحم دل اس کا مصداق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ذات ہے۔ یوں تو ہر صحابی آپس میں رحم دل ہیں مگر اس میں شہرت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پائی۔

☆ واقعہ فیل کے چھ سال بعد آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔

☆ آپ کا نام عثمان، کنیت ابو عمر، ابو عبد اللہ، ابو یعلیٰ ہے۔

☆ آپ ابتدائے اسلام ہی میں ایمان لائے۔ آپ ان حضرات میں سے ہیں جن کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسلام کی دعوت دی تھی۔ اسلام قبول کرنے والوں میں آپ کا چوتھا نمبر ہے۔

☆ قبول اسلام پر مصائب

تاریخ الخلفاء میں ہے کہ حضرت ابن سعد علیہ الرحمہ نے حضرت محمد بن ابراہیم علیہ الرحمہ کی زبانی لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کے چچا حکم بن ابی العاص نے آپ کو پکڑ کر ایک کمرے میں بند کر دیا اور کہا تم نے آبائی مذہب چھوڑ کر ایک نیا مذہب اختیار کر لیا ہے۔ جب تک تم اس نئے مذہب کو نہیں چھوڑو گے، میں تمہیں آزاد نہیں کروں گا۔ اسی طرح قید میں رکھوں گا۔ یہ سن کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چچا! خدا کی قسم! میں مذہب اسلام کبھی نہیں چھوڑوں گا اور اس دولت سے کبھی دستبردار نہیں ہوں گا۔ اسی طرح حکم بن ابی العاص نے جب آپ کو اسلام پر مستحکم اور مستقل پایا تو مجبور ہو کر آپ کو قید سے آزاد کر دیا۔

☆ ذوالنورین آپ کا لقب

امام سیوطی علیہ الرحمہ تاریخ الخلفاء میں فرماتے ہیں کہ امام ابن عساکر علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ کسی شخص نے مولا علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تو فرمانے لگے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایسی ہستی ہیں جو ملاء اعلیٰ میں ذوالنورین کے لقب سے مشہور ہیں اور ان کے نکاح میں سرور کائنات ﷺ کی دو صاحبزادیاں ہیں۔

حضرت امام سیوطی علیہ الرحمہ تاریخ الخلفاء میں فرماتے ہیں کہ حضرت سہل

بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین اس لئے کہا جاتا ہے کہ جب آپ جنت کے ایک محل سے دوسرے محل میں منتقل ہوں گے تو دوبار آپ پر تجلئ نُور ہوگی۔

☆اسلام لانے کے بعد اسلام کے لئے

دو مرتبہ ہجرت کی ،پہلی حبشہ، دوسری مدینہ منورہ

صواعق المحرقہ میں امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ حدیث نقل کرتے ہیں۔ امام طبرانی علیہ الرحمہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد حضرت عثمان پہلے آدمی ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنے اہل سمیت ہجرت کی۔

☆دو بیٹیاں دینے کا حکم رب نے دیا

صواعق المحرقہ میں امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں۔ خطیب نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور امام ابن عساکر علیہ الرحمہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بذریعہ وحی خبر دی ہے کہ میں اپنی دو اچھی بیٹیوں یعنی رقیہ اور ام کلثوم کو عثمان سے بیاہ دوں۔

☆ تاریخ الخلفاء میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا نکاح اعلان نبوت سے پہلے سرورِ کونین ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے ہوا جن کا غزوہ بدر کے موقع پر انتقال ہو گیا تھا۔اس کے بعد آپکا نکاح حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی بہن حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے ہوا۔

پیکرِ شرم وحیا

☆ صواعق المحرقہ میں امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں کہ شیخین نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آنے پر اپنے کپڑے سمیٹ لئے اور فرمایا۔کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے تھے۔

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شفاعت سے ستر ہزار بلاحساب جنت میں داخل

☆ صواعق المحرقہ میں امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں۔ابونعیم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ عثمان میری اُمّت کا سب سے زیادہ حیادار اور کریم شخص ہے۔

☆ صواعق المحرقہ میں امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں۔امام ابن

عساکر علیہ الرحمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ عثمان کی شفاعت سے ستر ہزار ایسے آدمی جنت میں بلاحساب داخل ہوں گے، جو آگ کے مستحق ہو چکے ہوں گے۔

عثمان رضی اللہ عنہ کا کوئی عمل ان کو نقصان نہیں پہنچائے گا

☆ تاریخ الخلفاء میں امام سیوطی علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت جیش عسرہ حضور سید عالم ﷺ نے تیار فرمایا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار دینار بارگاہ رسالت میں پیش کر دیئے۔ حضور ﷺ دیناروں کو الٹتے پلٹتے جاتے اور فرماتے جاتے کہ آج کے بعد عثمان کا کوئی عمل ان کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔

☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دس خصائل

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ تاریخ الخلفاء میں نقل فرماتے ہیں۔

حضرت امام ابن عساکر علیہ الرحمہ نے ابن ثر الفہمی کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت گیا جب آپ محصور تھے۔ اس وقت آپ نے مجھ سے فرمایا کہ میری دس خصلتیں اللہ تعالیٰ کے پاس

محفوظ ہیں۔

1۔میں اسلام قبول کرنے والا چوتھا شخص ہوں۔

2۔رسول کریم ﷺ نے یکے بعد دیگرے اپنی دو صاحبزادیوں کو میرے عقد میں دیا۔

3۔میں کبھی گانے بجانے میں شریک نہیں ہوا۔

4۔میں کبھی لہو لعب میں مشغول نہیں ہوا۔

5۔میں نے کبھی کسی برائی اور بدی کی تمنا نہیں کی۔

6۔رسول پاک ﷺ سے بیعت کرنے کے بعد میں نے کبھی اپنا سیدھا ہاتھ اپنی شرمگاہ کو نہیں لگایا۔

7۔اسلام لانے کے بعد میں نے ہر جمعہ کو اللہ تعالیٰ کے لئے ایک غلام آزاد کیا اگر اس وقت ممکن نہ ہوا تو بعد میں آزاد کیا۔

8۔زمانہ جاہلیت یا عہد اسلام میں کبھی زنا کا مرتکب نہیں ہوا۔

9۔عہد جاہلیت اور زمانہ اسلام میں کبھی چوری نہیں کی۔

10۔رسول پاک ﷺ کے زمانہ کے مطابق میں نے قرآن مجید کو جمع کیا۔

☆ صواعق المحرقہ میں امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔عثمان قرآن پاک کی تلاوت کے دوران شہید ہوں

گے اور خدا عنقریب ایک قمیص پہنائے گا۔ لوگ اسے اتارنے کے خواہاں ہوں گے۔ اس کا خون اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر گرے گا۔

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

☆ اپنے لئے احتیاط دین کیلئے سب کچھ

ایک شخص نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ بیٹی کی شادی کے لئے مدد مانگنے لگا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ عثمان کے پاس جاؤ۔ میرا سلام کہنا اور اپنا مقصد بیان کرنا۔ وہ تمہارا کام کر دیں گے۔ وہ شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا۔ ان کے در دولت پر جیسے ہی پہنچا کیا دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ چراغ میں تیل زیادہ خرچ ہونے کی وجہ سے اپنی زوجہ سے جھگڑ رہے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر وہ سوچنے لگا کہ جو شخص زیادہ تیل خرچ ہونے پر اپنی زوجہ سے جھگڑا کر رہا ہو، وہ میری کیا مدد کرے گا۔ یہ سوچ کر لوٹنے کا ارادہ کیا مگر سوچنے لگا کہ سیدنا عالم ﷺ کا سلام تو پہنچا دو چنانچہ اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں نبی پاک ﷺ کا سلام پیش کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے اور پوچھنے لگے کہ کوئی کام ہے تو مجھے ضرور بتا دو۔ اس نے ہمت کر کے اپنی بیٹی کی شادی کے لئے عرض کیا۔ یہ سن کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

اسے اپنے مال کی طرف لے گئے اور فرمایا۔ اس میں سے جو کچھ تجھے چاہیئے، لے جا۔

یہ دیکھ کر وہ شخص حیرت میں پڑ گیا اور اس سے رہا نہ گیا۔ اس نے اپنا گمان بیان کیا کہ میں تو سوچ رہا تھا جو شخص چراغ میں تیل کی زیادتی پر اپنی زوجہ سے جھگڑتا ہے، وہ مجھے کیا دے گا۔

یہ سن کر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ چراغ میں تیل کی زیادتی کا تعلق اپنی ذات سے تھا، اس لئے زیادہ خرچ ہونے پر افسوس ہوا لیکن جب بات آتی ہے راہ خدا میں خرچ کرنے کی تو پھر عثمان اپنے خزانوں کا منہ کھول دیتا ہے۔

آپ کی سیرت

☆ تاریخ الخلفاء میں امام سیوطی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک جمعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ زرد رنگ کا لباس پہنے ہوئے مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر تشریف لے جا کر لوگوں سے بازار کے بھاؤ، ان کے کوائف، مریضوں کے حالات دریافت فرما رہے تھے اور موذن جمعہ کی اذان دینے کی تیاری کر رہا تھا۔

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رات کو اٹھ کر خود ہی وضو کا سامان فراہم کر لیتے تھے، لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کسی غلام کو بیدا کر لیا کیجئے۔ آپ نے فرمایا میں غلام کو جگانا مناسب نہیں سمجھتا کیونکہ رات کو وہ بھی آرام کر رہے ہوتے ہیں۔

☆ آپ نے سب سے پہلے لوگوں کے لئے جاگیریں مقرر فرمائیں۔ مساجد میں بخور رات جلانے کا رواج آپ نے ہی دیا۔ جمعہ کے دن پہلی اذان کی ابتداء بھی آپ نے کروائی۔

شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

☆ سازش کے ذریعہ باغیوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کیا۔ چالیس دن تک آپ کو بھوکا پیاسا قید میں رکھا گیا۔

قرۃ العینین ص 138 پر ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (18 ذی الحجہ) صبح کے وقت بیان فرمایا کہ میں نے رات کو خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ روزہ ہمارے پاس کھولنا۔

35ھ ماہ ذی الحجہ کی 18 تاریخ جمعہ کے دن باغیوں نے گھر میں گھس کر خطرناک وار کیا۔ اس وقت آپ قرآن پڑھ رہے تھے۔ آپ کے خون کا

قطرہ قرآن کی آیت فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم پر گرا اور آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔شہادت کے وقت آپ کی عمر بیاسی برس تھی۔مغرب وعشاء کے درمیان آپ کی نماز جنازہ ہوئی۔حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو حش کوکب کے مقام پر جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسلام میں سب سے پہلا فتنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت اور سب سے آخری فتنہ خروج دجال کا ہوگا۔

☆ امام سیوطی علیہ الرحمہ تاریخ الخلفاء میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے لوگوں نے اسلام کے مضبوط قلعہ میں ایسا رخنہ ڈال دیا جو قیامت تک بند نہیں ہوگا۔خلافت مدینہ والوں کا حق تھا۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے انہوں نے خلافت کا اس طرح خاتمہ کیا کہ پھر کبھی مدینہ والوں کو خلافت نصیب نہیں ہوگی۔(چنانچہ ایسا ہی ہوا)

حضرت محمد بن سیرین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد فرشتوں نے اسلامی جنگوں میں مسلمانوں کی مدد ترک کردی۔ آپ کی شہادت سے پہلے تک مسلمانوں میں رویت ہلال کے سلسلہ میں کبھی

اختلاف نہیں ہوا۔(تاریخ الخلفاء)

امام ابن عساکر علیہ الرحمہ، حضرت عبدالرحمن بن مہدی علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اندر دو خصلتیں ایسی تھیں کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہم میں بھی وہ موجود نہ تھیں۔ پہلی یہ تھی کہ شہادت کے وقت تک اپنے نفس پر صابر رہے۔ دوسری یہ تھی کہ ایک مصحف (قرآن جمع کرنے) پر تمام مسلمانوں کو جمع فرمادیا۔

اللہ تعالیٰ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے درجات بلند فرمائے۔ آپ کے مزار پُرانوار پر اپنی رحمت و رضوان کی بارش فرمائے اور ہم سب کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

فضائل

حضرت مولا علی شیر خدا

کرم اللہ وجہہ الکریم

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

القرآن: مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ وَالَّذِیۡنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الۡکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ تَرٰىہُمۡ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضۡوَانًا

(سورۂ فتح، آیت 29)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ فتح سے انتیسویں آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آج کی اس نشست میں آپ کے سامنے امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سیدنا

مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کی سیرت کے مختلف گوشے بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہوا

ترجمہ: محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں رحم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے، سجدے میں گرتے۔ اللہ کا فضل ورضا چاہتے۔

☆ مفسرین فرماتے ہیں تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے، سجدے میں گرتے، سے مراد مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی ذات ہے۔

☆ولادت

13 رجب المرجب کو کعبۃ اللہ شریف کے اندر آپ کی ولادت ہوئی۔ اسی وجہ سے آپ کو مولود کعبہ بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم سب سے پہلے ایمان لائیں اور ہجرت کی۔ (تاریخ الخلفاء)

کنیت

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ تاریخ الخلفاء میں نقل فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے آپ کی کنیت ابوالحسن اور ابوتراب رکھی۔ مولا علی شیر خدا رضی اللہ

عنہ کے نزدیک اپنے ناموں سے سب سے زیادہ پسندیدہ ابوتراب کی کنیت تھی اور آپ اسی سے پکارے جانے سے خوش ہوتے کیونکہ یہ کنیت آپ کو بارگاہ رسالت سے عطا ہوئی تھی۔

قبول اسلام

تاریخ الخلفاء میں امام سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔امام ابویعلیٰ رضی اللہ عنہ نے مولا علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول پاک ﷺ نے اعلان نبوت پیر کے دن فرمایا اور میں منگل کے دن ایمان لایا۔اسلام لاتے وقت آپ کی عمر دس برس تھی اور نو اور آٹھ بھی کہا گیا ہے۔

☆ تاریخ الخلفاء میں ہے کہ آپ سے 586 احادیث مروی ہیں۔

شانِ مولا علی رضی اللہ عنہ احادیث کی روشنی میں

☆ امام ترمذی علیہ الرحمہ، ترمذی شریف میں حدیث 3720 نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان میں مؤاخات فرمادیں (یعنی ایک کو ایک کا بھائی بنادیا) مولا علی رضی اللہ عنہ روتے ہوئے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے

اورعرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ آپ نے اپنے صحابہ میں مئواخات فرمادیں جبکہ مجھے کسی کا بھائی نہ بنایا۔ یہ سن کر نبی پاک ﷺ فرمانے لگے۔اے علی رضی اللہ عنہ آپ تو دنیاوآخرت میں میرے بھائی ہیں۔

☆سنن ترمذی حدیث 3717: نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔منافق علی سے محبت نہیں کرتااورمومن علی سے بغض نہیں رکھتا۔

☆ صواعق المحرقہ میں امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ حدیث نقل کرتے ہیں۔ امام طبرانی اورامام حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرہ کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔

☆صوادق المحرقہ میں امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔علی جنت میں یوں چمکے گا جیسے اہل دنیا کے لئے صبح کا ستارہ چمکتا ہے۔

☆مولاعلی رضی اللہ عنہ کی خلفائے ثلاثہ سے محبت

امام سیوطی علیہ الرحمہ تاریخ الخلفاء میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت جعفر بن محمد علیہ الرحمہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے مولاعلی رضی اللہ عنہ

سے دریافت کیا کہ میں نے خطبہ میں آپ کو فرماتے سنا ہے کہ اے اللہ! ہم کو ویسی ہی صلاحیت عطا فرما جیسی تو نے ہدایت یاب خلفائے راشدین کو عطا فرمائی تھی۔ازراہ کرم مجھے ان ہدایت یاب خلفائے راشدین کے نام بتا دیں، یہ سن کر مولا علی رضی اللہ عنہ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا۔میرے دوست ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما تھے۔ان میں سے ہر ایک امام، ہدیٰ اور شیخ الاسلام تھا۔رسول پاک ﷺ کے بعد وہ دونوں قریش کے مقتدیٰ تھے جس شخص نے ان کی پیروی کی، وہ رب تعالیٰ کی جماعت میں داخل ہو گیا۔

☆مولا علی رضی اللہ عنہ کے ایمان افروز فیصلے دست مصطفیٰ ﷺ کی برکات ہیں

امام سیوطی علیہ الرحمہ تاریخ الخلفاء میں فرماتے ہیں کہ امام حاکم علیہ الرحمہ مولا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔رسول پاک ﷺ نے مجھے یمن کی جانب قاضی بنا کر بھیجنا چاہا تو میں نے عرض کیا۔یا رسول اللہ ﷺ! میں تو ابھی الھڑ جوان ہوں، نا تجربہ کار جو معاملات طے کرنا نہیں جانتا اور آپ ﷺ مجھے یمن بھیجتے ہیں؟ یہ سن کر آپ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور پھر فرمایا۔الٰہی جل جلالہ! اس کے قلب کو روشن فرما دے۔اس کی زبان کو تاثیر عطا فرما دے۔قسم

ہے اس خدا کی جس کے حکم سے بیجوں سے درخت پیدا ہوتے ہیں کہ اس دعا کے بعد سے پھر مجھے کسی مقدمہ کے فیصلے میں دشواری نہیں ہوئی، بغیر کسی شک و شبہ کے ہر مقدمے میں نے درست فیصلہ دیا۔

☆ آپ کے دور خلافت میں دو عورتوں کے مابین جھگڑا ہوا۔ دونوں کا دعویٰ تھا کہ لڑکا میرا ہے، معاملہ اتنا بڑھا کہ مولا علی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں فیصلہ کے لئے آیا۔ مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ دونوں عورتیں الگ الگ برتن میں اپنا دودھ لے آئیں۔ ایک کا دودھ ہلکا نکلا، دوسری کا بھاری نکلا۔

مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ جس عورت کا دودھ بھاری ہے، اسے لڑکا دے دیا جائے۔ لوگوں نے استفسار کیا کہ یہ کیسا فیصلہ ہے۔ آپ نے فرمایا یہ قرآن مجید کا فیصلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں کے مقابلے میں برتری عطا فرمائی۔

☆ مولا علی رضی اللہ عنہ کی روحانی قوت

خطیب بغدادی علیہ الرحمہ تاریخ بغداد میں نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص مولا علی رضی اللہ عنہ کا طاقت وقوت کا چرچہ سن کر کہ مولا علی رضی اللہ عنہ شیر خدا ہیں اور ایسی قوت ان کو عطا ہوئی ہے کہ خیبر کا دروازہ جسے اَسّی صحابہ کرام علیہم الرضوان اٹھا

نہ سکے۔ اکیلے مولا علی رضی اللہ عنہ نے اٹھالیا۔ ملاقات وزیارت کے شوق میں کوفے پہنچ گیا۔ جب کوفے پہنچا تو مغرب کا وقت ہو چکا تھا۔ وہ کوفہ کی جامع مسجد پہنچا۔ کیا دیکھا کہ لوگ افطار کررہے ہیں۔ اچانک اس کی نگاہ کونے میں ایک بزرگ پر پڑی جو کہ سوکھی روٹی کے ٹکڑے تناول فرما رہے تھے۔ کافی کوشش کرتے سوکھی روٹی چبانے کی مگر چبا نہ سکتے۔ اس شخص کو رحم آیا اور ارادہ کیا کہ نماز مغرب کے بعد لنگر خانہ میں جا کر تازہ روٹیاں لا کر ان بزرگ کی خدمت میں پیش کردوں گا۔

نماز مغرب پڑھ کر وہ شخص لنگر خانہ میں پہنچا اور روٹیاں اٹھا کر لے جا رہا تھا کہ لنگر خانہ کے ناظم نے اسے پکڑ لیا کہ تو روٹیاں چرا کے کہاں لے جا رہا ہے؟ وہ کہنے لگا کہ میں تو کوفہ مولا علی رضی اللہ عنہ سے ملنے آیا تھا اور پورا حال بیان کیا۔ لنگر خانہ کا ناظم پوچھنے لگا۔ جن بزرگ کو تم نے دیکھا تھا۔ ان کا حلیہ کیا تھا۔ حلیہ سن کر وہ ناظم کہنے لگا۔ ارے وہی تو مولا علی رضی اللہ عنہ ہیں جن سے ملنے تم یہاں آئے ہو۔

وہ شخص حیران ہو کر سوچنے لگا کہ میں نے تو مولا علی رضی اللہ عنہ کی قوت کے بڑے چرچے سنے ہیں مگر یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ آپ سے سوکھی روٹی نہیں چبائی جارہی؟

یہ سوچتے ہوئے مولا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا اور پہنچ کر پوچھنے لگا کہ آپ نے تو خیبر کا دروازہ اکیلے اٹھا لیا تھا مگر تھوڑی دیر قبل آپ سے روٹی نہیں چبا پا رہے تھے۔ یہ کیا معاملہ ہے؟

مولا علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے جس وقت میں نے خیبر کا دروازہ اٹھایا اس وقت اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کی مجھ پر اتنی بارشیں ہو رہی تھیں کہ اگر خیبر کے دروازے کی جگہ کوہ قاف (طویل پہاڑ) بھی ہوتا تو اسے بھی اٹھا لیتا۔ اور یہ میری ذاتی قوت ہے کہ سوکھی روٹی بھی چبائی نہیں جاتی۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے جب حالت استغراق میں ہوتے ہیں، اس وقت ان پر اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کی ایسی بارشیں ہونا شروع ہو جاتی ہیں کہ وہ بڑے بڑے کام کر جاتے ہیں اور اس وقت ان کی روحانی طاقت کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سرورِ کونین ﷺ کی محبت

نبی پاک ﷺ، مولا علی رضی اللہ عنہ سے بے حد محبت فرماتے ہیں، ہمہ وقت ان کا ذکر کرتے اور جب بھی جو کچھ مانگتے یا مانگنے کا ارادہ کرتے، پیارے محبوب ﷺ انہیں عطا فرما دیتے چنانچہ اس ضمن میں احادیث ملاحظہ فرمائیے۔

☆ امام ترمذی، ترمذی شریف کتاب المناقب میں حدیث 3722 نقل کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن ہند جملی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اگر میں نبی پاک ﷺ سے کوئی چیز مانگتا تو آپ ﷺ مجھے عطا فرماتے اور اگر خاموش رہتا تو بھی پہلے مجھے ہی دیتے۔

☆ ترمذی شریف کتاب المناقب حدیث نمبر 3868 میں ہے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ کو عورتوں میں سب سے زیادہ محبوب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں اور مردوں میں سب سے زیادہ محبوب حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

☆ مسند امام احمد ابن حنبل علیہ الرحمہ میں حدیث 11835 ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی شکایت کی۔ تو سرور کونین ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ پس میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا اے لوگو! علی کی شکایت نہ کرو۔ اللہ کی قسم وہ اپنی ذات میں یا اللہ کے راستہ میں بہت سخت ہے۔

مولا علی رضی اللہ عنہ کی ملائکہ کے ذریعہ مدد

☆ کنزالعمال شریف جلد 6،ص 412 میں ہے۔امام حسن رضی اللہ عنہ نے ایک تقریر کے دوران فرمایا کہ سرکار ﷺ جب مولا علی رضی اللہ عنہ کو کسی جہاد میں روانہ کرتے تو آپ رضی اللہ عنہ کے سیدھی طرف حضرت جبریل علیہ السلام اور الٹی جانب حضرت میکائیل علیہ السلام ہوتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ اس جنگ کو جیت کر واپس آ جاتے تھے یعنی جہاد میں مولا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت جبریل و میکائیل علیہم السلام رہا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی امداد سے مولا علی رضی اللہ عنہ اس جنگ کو جیت لیتے تھے۔

شہادت مولا علی رضی اللہ عنہ کی بشارت

☆ صواعق المحرقہ میں امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مولا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ دو آدمی بڑے بدبخت ہیں۔ایک قوم ثمود کا احمیر جس نے (حضرت صالح علیہ السلام) کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں اور اے علی دوسرا وہ شخص جو تیرے سر پر تلوار مار کر داڑھی کو تر کر دے گا۔

☆ مولا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت

امام سیوطی علیہ الرحمہ تاریخ الخلفاء میں نقل کرتے ہیں کہ 17 رمضان المبارک 40ھ کو مولا علی رضی اللہ عنہ نے علی الصبح بیدار ہو کر اپنے صاحبزادے

امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ رات میں نے خواب میں رسول پاک ﷺ سے شکایت کی ہے کہ آپ کی اُمّت نے ساتھ کج روی اختیار کی ہے کہ اس نے سخت نزاع برپا کر دیا ہے آپ ﷺ نے اس کے جواب میں مجھ سے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو چنانچہ میں نے بارگاہ رب العزت میں اس طرح دعا کی کہ الٰہی جل جلالہ! مجھے تو ان لوگوں سے بہتر لوگوں میں پہنچا دے اور میرے بجائے ان لوگوں کا ایسے شخص سے واسطہ ڈال جو مجھ سے بدتر ہو۔

ابھی آپ یہ دعا فرما رہے تھے کہ اتنے میں ابن نباح موذن نے آ کر آواز دی۔ الصلوٰۃ الصلوٰۃ! چنانچہ مولا علی رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کے لئے گھر سے چلے۔ راستے میں آپ لوگوں کو نماز کے لئے آواز دے دے کر جگاتے جاتے تھے کہ اتنے میں ابن ملجم (معلون) سے سامنا ہوا اور اس نے اچانک آپ پر تلوار کا ایک بھرپور وار کیا۔ وار اتنا شدید تھا کہ آپ کی پیشانی کنپٹی تک کٹ گئی اور تلوار دماغ پر جا کر ٹھہری۔ اتنی دیر میں چاروں طرف سے لوگ دوڑ پڑے اور قاتل کو پکڑ لیا۔ یہ زخم بہت شدید تھا پھر بھی مولا علی رضی اللہ عنہ جمعہ و ہفتہ تک بقید حیات رہے مگر اتوار کی شب آپ کی روح قفس انصری سے پرواز کر گئی۔

امام حسن و حسین و عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے آپ کو غسل دیا اور امام حسن رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور نجف اشرف میں سپرد خاک کیا گیا۔

آپ کا مزار فیوض الانوار مرجع الخلائق ہے۔

☆مولا علی رضی اللہ عنہ کے ایمان افروز اقوال

1۔بغیر مانگے کچھ دینا سخاوت ہے اور مانگنے والے کو دینا بخشش ہے۔

2۔گناہوں کی دنیاوی سزا یہ ہے کہ عبادت میں سستی ظاہر ہوتی ہے۔ روزگار میں تنگی پیدا ہوجاتی ہے۔لذت میں قلت واقع ہوجاتی ہے اور حلال کی خواہش اسی شخص میں پائی جاسکتی ہے جو حرام کمائی چھوڑ دینے کی مکمل کوشش کرتا ہے۔

3۔ابن ملجم (ملعون) کے زخمی کرنے کے بعد امام حسن رضی اللہ عنہ بارگاہ مولا علی رضی اللہ عنہ میں اشک دیدہ حاضر ہوئے تو مولا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے لخت جگر سے فرمایا۔بیٹا آٹھ باتیں یاد رکھنا۔

1۔سب سے بڑی دولت عقل مندی ہے۔

2۔سب سے زیادہ افلاس، محتاجی، بے وقوفی وحمایت ہے

3۔سب سے زیادہ وحشت وگھبراہٹ تکبر ہے۔

4۔سب سے زیادہ بزرگ وکرم، خوش اخلاقی اور اچھا کردار ہے۔

5۔عالم کو کسی مسئلے کی دریافت پر جبکہ وہ اس مسئلے سے ناواقف ہو، جواباً یہ

کہنے میں عار محسوس نہیں کرنی چاہیئے کہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ میں اس مسئلہ سے ناواقف ہوں۔

6۔صبر وایمان کی مثال سر اور جسم کی سی ہے جب صبر جاتا ہے تو ایمان بھی رخصت ہوجاتا ہے۔اسی طرح جب سر جدا ہوگیا تو جسم کی قوت بھی بالکل ختم ہوجاتی ہے۔

7۔جب مجھ سے کوئی ایسی بات پوچھی جائے جس کے جواب میں، میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ میں اس مسئلہ سے ناواقف ہوں تو اس وقت مجھے خوب راحت پہنچتی ہے اور میرا یہ جواب خود مجھے پسند و مرغوب ہے۔

8۔لوگوں میں عدل وانصاف کرنے والے پر واجب ہے کہ دوسروں کے لئے پسند کرے، وہی اپنے لئے پسند کرے۔

اللہ تعالیٰ مولا علی رضی اللہ عنہ کے درجات بلند فرمائے اور ان کے مزار پرانوار پر اپنی رحمت و رضوان کی بارش فرمائے۔آمین ثم آمین

فضائلِ اہلبیت اطہار

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

اور صحابہ کرام علیہم الرضوان

اور اہلبیتِ اطہار علیہم الرضوان

آپس کی محبت

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡھِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَھۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَھِّرَکُمۡ تَطۡھِیۡرًا

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ احزاب کی 33ویں آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آج کی یہ محفل اہلبیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی یاد میں سجائی گئی ہے۔ نبی پاک ﷺ اپنے اہلبیت سے بے حد محبت فرماتے تھے حتیٰ کہ جو شخص اہلبیت سے محبت رکھتا ہے‘ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ اس شخص سے بھی محبت

فرماتے ہیں۔

اہلبیت اطہار کی اس سے بڑھ کر کیا شان ہوگی کہ عالمین کے پروردگار جل جلالہ نے اپنے پاک کلام میں ان کی پاکی کا اعلان فرمایا ہے۔

چنانچہ سورۂ احزاب میں ارشاد ہوتا ہے۔

☆ اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا (سورہ احزاب، آیت 33)

ترجمہ: اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کرکے خوب ستھرا کردے۔

صحیح مسلم میں مروی ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا، سرکار ﷺ کے اہلبیت کون ہیں؟ کیا آپ کی ازواج اہلبیت سے نہیں؟ انہوں نے فرمایا آپ کی ازواج بھی اہلبیت میں سے ہیں لیکن آپ کے اہلبیت وہ بھی ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام کردیا گیا۔ پوچھا گیا، وہ کون ہیں؟ فرمایا، وہ آلِ علی، آلِ عقیل، آلِ جعفر اور آلِ عباس ہیں۔

☆ مصنف عبدالرزاق: سنن الکبریٰ للبیہقی: طبرانی فی الکبیر: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن

میرے حسب ونسب کے سوا ہر سلسلۂ نسب منقطع ہو جائے گا۔ ہر بیٹے کی نسبت باپ کی طرف ہوتی ہے، سوائے اولادِ فاطمہ کے کہ ان کا باپ بھی میں ہی ہوں اور ان کا نسب بھی میں ہی ہوں۔

☆میں تبلیغِ رسالت پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا مگر یہ کہ تم میرے قرابت داروں سے محبت کرو

امام فخرالدین رازی علیہ الرحمہ تفسیرِ کبیر میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آقا و مولیٰ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اور انصار نے دیکھا کہ سید عالم ﷺ کے ذمہ مصارف بہت ہیں اور مال کچھ بھی نہیں ہے تو انہوں نے بہت سا مال جمع کر کے بارگاہ نبوی ﷺ میں پیش کیا اور عرض گزار ہوئے۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ کی بدولت ہمیں ہدایت ملی اور ہم نے گمراہی سے نجات پائی۔ یہ مال آپ کی نذر ہے، قبول فرمایئے۔ نبی پاک ﷺ نے وہ اموال واپس فرما دیئے اور فرمایا۔ میں تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتا مگر یہ کہ تم میرے قرابت داروں سے محبت کرو۔ اس پر قرآن مجید فرقان حمید کی یہ آیت نازل ہوئی۔

☆ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى

وَمَنۡ يَّقۡتَرِفۡ حَسَنَةً نَّزِدۡ لَهٗ فِيۡهَا حُسۡنًا

(سورۂ شوریٰ آیت 23)

ترجمہ: تم فرماؤ میں اس (تبلیغ رسالت) پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔ اور جو نیک کام کرے ہم اس کے لئے اس میں اور خوبی بڑھائیں۔

☆ امام احمد روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ کے قرابت دار کون ہیں؟ جن کی محبت ہم پر واجب ہے۔ فرمایا علی، فاطمہ اور ان کے بیٹے حسن اور حسین۔

سب سے پہلے جنت میں اہلبیت داخل ہوں گے

☆ طبرانی معجم الکبیر حدیث 950: حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: سرکار ﷺ نے مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ بے شک پہلے چار اشخاص جو جنت میں داخل ہوں گے، وہ میں، تم، حسن اور حسین ہوں گے اور ہماری اولاد ہمارے پیچھے ہوگی (یعنی ہمارے بعد وہ داخل ہوگی) اور ہماری بیویاں ہماری اولاد کے پیچھے ہوں گی (یعنی ان کے بعد جنت میں داخل ہوں گی) اور ہمارے چاہنے والے ہماری دائیں جانب اور بائیں جانب ہوں گے۔

اہلبیت سے بھلائی کا بدلہ رسول اللہ ﷺ عطا فرمائینگے

☆ طبرانی معجم الاوسط حدیث 1446: حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ سرکار ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اولادِ عبدالمطلب میں سے کسی کے ساتھ کوئی بھلائی کی اور وہ اس کا بدلہ اس دنیا میں نہ چکا سکا تو اس کا بدلہ چکانا کل (قیامت کے روز) میرے ذمہ ہے، جب وہ مجھ سے ملاقات کرے گا۔

اہلبیت کی محبت نجات کا پروانہ ہے

☆ امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ شفاء شریف میں نقل فرماتے ہیں۔ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا۔ آلِ محمد ﷺ کی محبت آگ سے نجات ہے۔ آلِ محمد ﷺ کی محبت پل صراط سے گزرنے کا اجازت نامہ ہے، آلِ محمد ﷺ کی دوستی عذاب سے امان کا پروانہ ہے۔

باغ جنت کے ہیں بہر مدح خوانِ اہلبیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہلبیت

اپنی اولاد کو تین چیزیں سکھاؤ

☆ جامع الصغیر: مولیٰ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اپنی اولاد کو تین چیزیں

سکھاؤ۔اپنے نبی کی محبت،اہلبیت کی محبت اورقرآن پڑھنا۔

محبتِ اہلبیت پرانعام

☆ دیلمی مسند الفردوس حدیث 135: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا میں درخت ہوں اور فاطمہ رضی اللہ عنہا اس کے پھل کی ابتدائی حالت ہے......اور علی اس کے پھول کو منتقل کرنے والا، اور حسن وحسین رضی اللہ عنہما اس درخت کا پھل ہیں اور اہلبیت سے محبت کرنے والے اس درخت کے اوراق ہیں۔ وہ یقینا یقینا جنت میں (داخل ہونے والے) ہیں۔

☆ دیلمی فی مسند الفردوس حدیث 1385 حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا بے شک میں نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہ رکھا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کے چاہنے والوں کو آگ سے بچالیا ہے۔

اہلبیت کی محبت ایمان کی نشانی

☆ طبرانی معجم الکبیر حدیث 6416: حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کوئی بندہ اس وقت تک

مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی جان سے بھی محبوب تر نہ ہوجاؤں اور میرے اہلبیت اسے اس کے اہل خانہ سے محبوب تر نہ ہوجاؤں اور میری اولاد اسے اپنی اولاد سے بڑھ کر محبوب نہ ہوجائے اور میری ذات اسے اپنی ذات سے محبوب تر نہ ہوجائے۔

عشقِ اہلبیت میں مرنے والے کے لئے جنت

☆ دیلمی فی مسند الفردوس حدیث 2721: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا اہلبیت کی ایک دن کی محبت پورے سال کی عبادت سے بہتر ہے اور جو اسی محبت پر فوت ہوا، وہ جنت میں داخل ہوگیا۔

اہلبیت سے محبت کرنے والے خوش نصیب ہیں

☆ دیلمی فی مسند الفردوس حدیث 2974: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً راویت ہے کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ اگر کسی کو نصیب ہوجائیں تو وہ آخرت کے عمل کا تارک نہیں ہوسکتا (اور وہ پانچ چیزیں یہ ہیں) نیک بیوی، نیک اولاد، لوگوں کے ساتھ حسن معاشرت، اور اپنے ملک میں روزگار اور آل محمد ﷺ کی محبت۔

سادات کی مدد کرنے والے کے لئے شفاعت

☆ کنزالعمال حدیث 34180: حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: چار اشخاص ایسے ہیں قیامت کے روز جن کے لئے میں شفاعت کرنے والا ہوں گا (اور وہ یہ ہیں) میری اولاد کی عزت وتکریم کرنے والا، اوران کی حاجات کو پورا کرنے والا اوران کے معاملات کے لئے تگ ودوکرنے والا جب وہ مجبور ہوکراس کے پاس آئیں اوردل وجان سے ان سے محبت کرنے والا۔

اہلبیت سے بغض رکھنے والے جہنمی ہیں

☆ طبرانی فی معجم الاوسط حدیث 4002: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سرکار ﷺ ہم سے مخاطب ہوئے، پس میں نے آپ کوفرماتے ہوئے سنا اے لوگو! جو ہمارے اہلبیت سے بغض رکھتا ہے۔ اللہ اسے روز قیامت یہودیوں کے ساتھ جمع کرے گا تو میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! اگر وہ نماز، روزہ کا پابند ہی کیوں نہ ہواوراپنے آپ کومسلمان گمان ہی کیوں نہ کرتا ہو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا (ہاں) اگرچہ وہ روزہ اورنماز کا پابند ہی کیوں نہ ہواورخودکومسلمان تصور کرتا ہو۔

☆ امام طبرانی، اور امام حاکم روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی شخص حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان مقیم ہو، صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو اور اس حالت میں مرے کہ میرے اہلبیت سے بغض رکھتا ہو تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

اہلبیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لعنت اللہ علیکم دشمنان اہلبیت

صحابہ واہلبیت رضوان اللہ علیہم اجمعین آپس میں محبت

ایک عرصہ سے بعض شر پسند اُمّت مسلمہ میں تفرقہ ڈالنے کی بھرپور کوشش میں سرگرم عمل ہیں۔ اس ناپاک ارادے کی تکمیل کے لئے من گھڑت باتیں پھیلانا شروع کیں۔ ان باتوں میں سے ایک من گھڑت یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہلبیت اطہار علیہم الرضوان میں آپس میں رنجشیں اور نفرتیں تھیں۔ ایسی من گھڑت بات پھیلا کر وہ مسلمانوں کے دلوں سے عظمت صحابہ کم کرنے کی ناکام کوششوں میں لگے ہیں۔ اگر سیرت کی کتابوں کا تعصب کی عینک اتار کر مطالعہ کریں تو یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان خصوصا صدیق اکبر، فاروق اعظم اور عثمان غنی رضی اللہ عنہما اور اہلبیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مابین بہت محبتیں تھیں۔ ایک دوسرے کی عزت، احترام بڑھ

چڑھ کر کرتے تھے۔ آج سیرت کی کتب میں ان کی شاندار مثالیں موجود ہیں۔ آیئے ہم ان میں سے کچھ ایسی باتیں آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں جنہیں سن کر آپ یہ کہہ اٹھیں گے کہ واقعی ایسی محبتوں کی مثال نہیں ملتی جو صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہلبیت اطہار علیہم الرضوان کے مابین تھیں۔

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور مولا علی رضی اللہ عنہ کی آپس میں محبت

صواعق المحرقہ صفحہ نمبر 269 پر امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ علامہ ابن عبد البر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ ابا جان! آپ اکثر محفل میں مولا علی رضی اللہ عنہ کے چہرہ کو کیوں تکتے رہتے ہیں۔ یہ سن کر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سرورِ کونین ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے چہرہ کو دیکھنا عبادت ہے۔

ہمارا سوال

اگر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دل میں مولا علی رضی اللہ عنہ کی عداوت ہوتی تو کیا وہ اس روایت کو بیان فرماتیں؟

اور اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دل میں مولا علی رضی اللہ عنہ کے لئے عداوت ہوتی تو کیا وہ مجلس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرہ کو تکتے رہتے؟ ہرگز نہیں! لہٰذا ثابت ہوا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت تھی، عداوت نہیں تھی۔

☆ تاریخ الخلفاء میں امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا۔ میں نے خطبہ میں آپ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اے اللہ! ہم کو ویسی ہی صلاحیت عطا فرما، جیسی تو نے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کو عطا فرمائی تھی۔ ازراہ کرم آپ مجھے ان ہدایات یافتہ خلفائے راشدین کے نام بتادیں۔ یہ سن کر مولا علی رضی اللہ عنہ آبدیدہ ہوگئے اور فرمایا۔

وہ میرے دوست ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما تھے۔ ان میں سے ہر ایک ہدایت کا امام اور شیخ الاسلام تھا۔ سرکار ﷺ کے بعد وہ دونوں قریش کے مقتدیٰ تھے۔ جس شخص نے ان کی پیروی کی، وہ اللہ تعالیٰ کی جماعت میں داخل ہوگیا۔

☆ صواعق المحرقہ صفحہ نمبر 269 پر ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ سرکار ﷺ اپنے صحابہ کے درمیان مسجد میں تشریف فرما تھے کہ مولا علی رضی اللہ عنہ آئے اور سلام کر کے کھڑے ہوگئے۔ سرکار ﷺ منتظر رہے کہ دیکھیں،

کون ان کے لئے جگہ بناتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی دائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ اپنی جگہ سے اٹھ گئے اور فرمایا۔ اے ابوالحسن! یہاں تشریف لے آیئے۔

مولا علی رضی اللہ عنہ، سرکار ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان بیٹھ گئے۔ اس پر آقا ﷺ کے چہرۂ نور پر خوشی کے آثار ظاہر ہوئے اور فرمایا۔ اہل فضل کی فضیلت کو صاحبِ فضل ہی جانتا ہے۔

☆ الریاض النضرۃ فی مناقب العشرہ جلد 2 صفحہ نمبر 155: قیس ابن ابی حازم روایت ہے کہ ایک دن حضرت ابوبکر، حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگے۔ مولیٰ علی نے پوچھا۔ آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ پل صراط پر سلامتی سے وہی گزرے گا جسے حضرت علی رضی اللہ عنہ پروانہ دیں گے۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ آقا ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اے علی رضی اللہ عنہ پروانہ صرف اسی کو دینا جس کے دل میں ابوبکر کی محبت ہو۔

☆ تاریخ الخلفاء صفحہ نمبر 100 پر ہے: مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ایک دن مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے نرغہ میں لے لیا۔ وہ آپ کو گھسیٹ

رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ تم وہی ہو جو کہتا ہے کہ ایک خدا ہے......خدا کی قسم! کسی کو ان مشرکین سے مقابلہ کی جرأت نہیں ہوئی۔ سوائے ابوبکر کے۔ وہ آگے بڑھے اور مشرکین کو مار مار کر اور دھکے دے دے کر ہٹاتے جاتے اور فرماتے جاتے، تم پر افسوس ہے کہ تم ایسے شخص کو ایذا پہنچا رہے ہو، جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب صرف اللہ ہے۔

یہ فرما کر مولیٰ علی رضی اللہ عنہ اتنا روئے کہ آپ کی داڑھی تر ہوگئی۔ پھر فرمایا اے لوگو! یہ بتاؤ کہ آلِ فرعون کا مومن اچھا تھا یا ابوبکر اچھے تھے؟

لوگ یہ سن کر خاموش رہے تو مولیٰ نے پھر فرمایا لوگو! جواب کیوں نہیں دیتے۔ خدا کی قسم! ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زندگی کا ایک لمحہ آلِ فرعون کے مومن کی ہزار ساعتوں سے بہتر اور برتر ہے کیونکہ وہ لوگ اپنا ایمان ڈر کی وجہ سے چھپاتے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایمان کا اظہار علی الاعلان کیا۔

☆ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ تاریخ الخلفاء میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا اور وہ صرف ایک کپڑا اوڑھے بیٹھے تھے۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر بے ساختہ میری زبان سے نکلا۔ کوئی صحیفہ والا اللہ تعالیٰ کو اتنا محبوب نہیں جتنا یہ کپڑا اوڑھنے والا رب تعالیٰ کو محبوب ہے۔

حدیث شریف = حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ آپ نے جواب دیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ میں نے عرض کی پھر کون؟ فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ- (بخاری شریف حدیث نمبر 3671)

حدیث: طبرانی معجم الاوسط حدیث 3920: حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مولیٰ علی کے گھر میں داخل ہوا۔ میں نے عرض کی۔ اے رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل شخص! تو آپ نے فرمایا۔ اے ابوجحیفہ! کیا تجھے بتاؤں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ، اے ابوجحیفہ! تجھ پر افسوس ہے، میری محبت اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دشمنی کسی مومن کے دل میں جمع نہیں ہوسکتی اور نہ میری دشمنی اور ابوبکر و عمر کی محبت کسی مومن کے دل میں جمع ہوسکتی ہے۔

☆حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں محبت

☆ کتاب ازالۃ الخفاء میں شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ دور فاروقی میں مدائن کی فتح کے بعد

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں مال غنیمت جمع کر کے تقسیم کرنا شروع کیا۔ امام حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہیں ایک ہزا درہم نذر کئے' آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو انہیں بھی پانچ سو درہم نذر کئے پھر امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہیں ایک ہزار درہم دیئے۔ انہوں نے عرض کی، اے امیر المومنین! جب میں عہد رسالت میں جہاد کیا کرتا تھا، اس وقت حسن و حسین بچے تھے اور گلیوں میں کھیلا کرتے تھے جبکہ آپ نے انہیں ہزار ہزار اور مجھے 500 درہم دیئے:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ تم عمر کے بیٹے ہو جبکہ ان کے والد علی المرتضیٰ، والدہ فاطمۃ الزہرا، نانا سرکار ﷺ، نانی خدیجۃ الکبریٰ، چچا جعفر طیار، پھوپھی ام ہانی، ماموں ابراہیم بن رسول اللہ، خالہ رقیہ و ام کلثوم و زینب۔ اگر تمہیں ایسی فضیلت ملتی تو تم ہزار درہم کا مطالبہ کرتے۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔

جب اس واقعہ کی خبر مولا علی رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو انہوں نے فرمایا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ عمر اہل جنت کے چراغ ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد، حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچا تو آپ بعض صحابہ کے ہمراہ مولیٰ علی کے گھر تشریف لائے اور دریافت کیا۔ اے علی! کیا

تم نے سنا ہے کہ آقا ﷺ نے مجھے اہل جنت کا چراغ فرمایا ہے۔ مولیٰ نے فرمایا۔ ہاں میں نے خود سنا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے علی! میری خواہش ہے کہ آپ میرے لئے تحریر کر دیں۔ مولیٰ نے یہ حدیث لکھی۔

یہ وہ بات ہے جس کے ضامن علی ابن ابی طالب ہیں۔ عمر بن خطاب کے لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ان سے جبریل نے، ان سے رب تعالیٰ نے کہ۔

عمر بن خطاب اہل جنت کے چراغ ہیں

مولیٰ کی یہ تحریر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لے لی اور وصیت فرمائی کہ جب میرا وصال ہو تو یہ تحریر میرے کفن میں رکھ دینا۔ چنانچہ آپ کی شہادت کے بعد وہ تحریر آپ کے کفن میں رکھ دی گئی۔

☆ امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ صواعق المحرقہ میں نقل فرماتے ہیں کہ امام دارقطنی علیہ الرحمہ نے بیان کیا ہے کہ دو بدو کسی جھگڑے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کا فیصلہ کرنے کا حکم دیا۔ ان میں سے ایک بولا، یہ ہمارے درمیان فیصلہ کرے گا؟ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا گریبان پکڑ لیا اور فرمایا۔ تیرا برا ہو، تجھے علم ہے کہ یہ کون

ہیں؟ یہ تیرے اور ہر مومن کے مولا ہیں اور جس کے یہ مولا نہیں، وہ مومن ہی نہیں۔

☆ تاریخ الخلفاء میں امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم ارشاد فرماتے ہیں، جب تم صالحین کا ذکر کرو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فراموش نہ کرو۔

☆ امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ اپنی کتاب صواعق المحرقہ صفحہ نمبر 272 پر نقل فرماتے ہیں کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ امور سلطنت انجام دیتے وقت کسی سے بھی نہیں ملتے تھے۔ایک دن آپ رضی اللہ عنہ امور سلطنت انجام دینے میں مصروف تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ملاقات کی غرض سے گئے۔مگر آپ رضی اللہ عنہ نے ملنے کی اجازت نہ دی۔ اتفاق سے اسی وقت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ بھی ملنے کے لئے تشریف لائے تھے مگر جب انہوں نے یہ دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو ملاقات کی اجازت نہیں دی، تو مجھے کیا دیں گے۔ یہ سوچ کر امام حسن رضی اللہ عنہ بغیر بتائے تشریف لے جانے لگے۔خادم نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اس بات کی خبر دی کہ امام حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے تھے۔ یہ سن کر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے ان کے پیچھے تشریف لے گئے اور کہنے

لگے کہ صاحبزادے! آپ کیوں واپس لوٹ گئے۔ اپنے آنے کی اطلاع بھی نہیں دی۔ یہ سن کر امام حسن رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ جب میں نے یہ دیکھا کہ آپ نے اپنے بیٹے کو ملنے کی اجازت نہیں دی تو مجھے کیا اجازت دیں گے؟ یہ سوچ کر میں لوٹ گیا۔

یہ سن کر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ وہ عمر کا بیٹا ہے اور آپ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ہیں۔ اس لئے آپ اجازت کے زیادہ حقدار ہیں۔ عمر کو جو عزت ملی، وہ اللہ تعالٰی کے بعد اس کے رسول ﷺ اور اہلبیت کے ذریعے ملی ہے۔

☆ سیدہ فاطمہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہن میں محبت

ترمذی شریف میں ہے کہ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا جاتا ہے کہ لوگوں میں سے رسول پاک ﷺ کو سب سے زیادہ پیارا کون تھا؟ تو آپ فرماتی ہیں، فاطمہ رضی اللہ عنہا۔

پھر پوچھا جاتا ہے کہ مردوں میں سے کون زیادہ محبوب تھا؟ فرماتی ہیں، ان کے شوہر یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

بخاری شریف میں ہے کہ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا جاتا ہے کہ لوگوں میں رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ پیارا کون تھا؟ آپ فرماتی ہیں،

عائشہ رضی اللہ عنہا۔

پھر پوچھا جاتا ہے کہ مردوں میں سے کون زیادہ محبوب تھا؟ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ان کے والد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ معلوم ہوا کہ صحابہ و اہلبیت رضوان اللہ علیہم اجمعین آپس میں بہت محبتیں اور الفتیں تھیں، اگر ان کے درمیان کوئی ذاتی رنجشیں ہوتیں تو کبھی ایک دوسرے کی فضیلتیں بیان نہ کرتے۔

☆ائمہ اہلبیت کے دل میں شیخین رضی اللہ عنہما کی محبت

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوجعفر باقر رضی اللہ عنہ سے تلوار پر سونے کا دستہ چڑھانے کا پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار پر سونے کا دستہ چڑھایا تھا۔ میں نے عرض کی کہ آپ بھی انہیں ''صدیق'' کہتے ہیں؟ تو آپ فورا کھڑے ہوگئے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے فرمایا ہاں! میں بھی انہیں ''صدیق'' کہتا ہوں جو انہیں صدیق نہ کہے، دنیا و آخرت میں رب تعالیٰ اس کی بات کو سچی ثابت نہ کرے (ابن جوزی، دارقطنی، صواعق المحرقہ)

☆ دارقطنی، صواعق المحرقہ: حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہ اس شخص کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جو شخص ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے اپنی بیزاری ظاہر

کرے۔ اللہ کی قسم! وہ اصل میں مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے اپنی بیزاری کا اظہار کرتا ہے۔

معلوم ہوا کہ ہمیں فتنہ پرستوں کی باتوں میں نہیں آنا چاہئے۔ اپنے سچے عقیدے پر ثابت قدم رہنا چاہئے۔ رب تعالیٰ ہم سب کے ایمان کی حفاظت فرمائے اور ہر قسم کی گستاخی اور بے ادبی سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین

سراج الامہ حضور سیدی نعمان
بن ثابت المعروف
امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ
اور فقہ حنفی

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ یونس سے ایک آیت کا کچھ حصہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر حق کو قبول کرنے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

محترم حضرات! جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ یہ مہینہ شعبان المعظم کا ہے اور اس مہینے سے ہماری کئی یادیں وابستہ ہیں۔ ان میں سے ایک بہت اہم یاد جو

اس مہینہ سے وابستہ ہے' وہ مسلمانوں کے امام سراج الامہ حضور سیدی نعمان بن ثابت المعروف امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی ہے۔ بعض مورخین کے نزدیک یکم شعبان المعظم آپ علیہ الرحمہ کا یوم وصال ہے۔

امام اعظم علیہ الرحمہ جیسے عظیم محسن کا دن آئے اور ہم ان کا ذکر خیر نہ کریں' یہ سراسر ناانصافی کہلائے گی لہٰذا آج کی اس نشست میں ہم امام اعظم علیہ الرحمہ کے حالات' ان کی سیرت اور فقہ حنفی کے حوالے سے کچھ بیان کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔

☆80ھ میں آپ کی ولادت ہوئی۔

☆ آپ کا اصل نام نعمان ہے۔

☆ آپ کا سلسلہ نسب: نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان بن قیس بن یزد بن شہریار بن نوشیراں (حدائق الحنفیہ از مولانا فقیر محمد جہلمی ص 24، لاہور)

☆ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دعا کا فیضان ہیں

آپ کے دادا، حضرت زوطی رضی اللہ عنہ نے فارس سے ہجرت کرکے کوفہ میں سکونت اختیار فرمائی کیونکہ کوفہ اس زمانہ میں دارالخلافہ تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور تھا۔ آپ کے دادا اکثر اوقات حضرت علی رضی اللہ عنہ کی

خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ایک مرتبہ حضرت زوطی رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے حضرت ثابت علیہ الرحمہ کو لے کر مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کو اپنی گود میں لیا اور خوب دعائیں دیں۔اسی دعاؤں کی برکت سے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔

☆امام اعظم رضی اللہ عنہ، رسول پاک ﷺ کی بشارت ہیں

رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر علم ثریا کے پاس بھی ہوتو فارس کا ایک شخص اسے پالے گا۔(مسلم شریف)

امام شامی علیہ الرحمہ ردالمحتار جلد اول، ص 49 پر نقل فرماتے ہیں کہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ صحیح اور قابل اعتماد اصل ہے جس میں امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی بشارت ہے۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کے شاگرد حضرت شیخ محمد بن یوسف صالحی شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام سیوطی علیہ الرحمہ کا یہ فرمانا بالکل صحیح ہے کہ اس حدیث کا اشارہ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی طرف ہے کیونکہ اہل فارس

میں سے کوئی بھی ان کے علاوہ علمی مقام کو حاصل نہ کر سکا۔

☆حلیہ مبارک

الخیرات الحسان ص 76 پر ہے کہ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔
امام اعظم علیہ الرحمہ میانہ قد اور حسین ترین انسان تھے۔ بے حد فصیح و بلیغ اور خوش آواز، گندم گوں اور بارعب شخصیت تھے۔

حضرت عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آپ خوبصورت اور خوش پوش تھے۔ عطر بکثرت استعمال کرتے تھے، سیاہ ٹوپی لمبی زیب تن فرماتے اور قیمتی لباس پہنتے تھے۔

☆تعلیم و تربیت

امام اعظم علیہ الرحمہ کے بچپن کا زمانہ بہت کٹھن تھا۔ فتنوں کا دور دورہ تھا۔ حجاج بن یوسف جیسا ظالم عراق کا گورنر تھا۔ ہر طرف اس کے ظلم و ستم کا سکہ چل رہا تھا۔

امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ ایک روز بازار سے گزر رہے تھے۔ راستے میں امام شعبی علیہ الرحمہ کا مکان پڑا جو کوفہ کے نامور محدث و امام تھے۔ آپ نے امام اعظم علیہ الرحمہ کو بلا کر پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ عرض کیا فلاں سوداگر کے پاس

امام شعبی علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ کس کے پاس پڑھتے ہو؟ عرض کیا کسی سے بھی نہیں پڑھتا ہوں۔ امام شعبی علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ تم علم حاصل کرو۔ علماء کی صحبت میں بیٹھا کرو' میں تمہاری پیشانی میں سعادت وخوش بختی کے آثار دیکھ رہا ہوں۔ اس نصیحت کا امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ پر بے حد اثر ہوا اور تہیہ کرلیا کہ تجارت و کاروبار کے ساتھ ساتھ تحصیل علم بھی کروں گا۔

(الخیرات الحسان، ص 75)

کوفہ میں ان دنوں حضرت حماد علیہ الرحمہ جیسے فقیہ وقت محدث وقت موجود تھے۔ آپ حضرت حماد علیہ الرحمہ کے حلقۂ درس میں بیٹھ گئے۔ آپ کو طلباء کی پچھلی صفوں میں بٹھا دیا گیا۔ لیکن جب آپ کے علمی جوہر کھلے تو حضرت امام حماد علیہ الرحمہ نے آپ کو طلباء کی سب سے پہلی صف میں بیٹھنے کا حکم دیا۔

☆اساتذہ کی تعداد

امام اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوفہ اور بصرہ کا کوئی محدث نہیں چھوڑا جس کے پاس نہ گیا ہوں۔ آپ کے اساتذہ کی تعداد 99 ہے۔ امام ذہبی علیہ الرحمہ نے آپ کے اساتذہ کی تعداد 290 بتلائی ہے۔ اٹھارہ سال طالب علمی میں گزارے۔

☆استاد کا ادب

الخیرات الحسان ص 82 پر نقل ہے کہ امام اعظم علیہ الرحمہ زندگی بھر اپنے استاد حضرت حماد علیہ الرحمہ کے مکان کی طرف پاؤں پھیلا کر نہ لیٹے حالانکہ آپ کے مکان اور استاد کے مکان کے درمیان تقریبا سات گلیاں پڑتی تھیں۔

☆امام اعظم علیہ الرحمہ کی صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ملاقات

امام اعظم علیہ الرحمہ متعدد صحابہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اس لئے آپ زمرۂ تابعین میں شمار ہوتے ہیں۔ یہ فضیلت آپ کے معاصرین میں سے کسی کو بھی حاصل نہیں ہوئی۔ حدیث شریف کے مطابق آپ کو خیر القرون (بہترین زمانے) میں ہونے کا شرف حاصل ہے۔

حدیث شریف = امام طبرانی اور امام حاکم رحمہم اللہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس نے میری زیارت کی اور مجھ پر ایمان لایا۔ خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس نے میرے صحابہ اور تابعین کی زیارت کی اور ان سب کے لئے حسن انجام کی بشارت ہے۔

جن صحابہ کرام علیہم الرضوان کی امام اعظم رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، وہ یہ ہیں

حضرت مقدام بن معدی کرب، حضرت ابوامامہ، حضرت عمرو بن حریث، حضرت عبداللہ، حضرت ابن عطاء، حضرت عبداللہ بن حارث، حضرت عتبہ، حضرت طارق بن شہاب بجلی کوفی، حضرت سائب بن کندی، حضرت اسعد بن سہل بن حنیف انصاری، حضرت عبداللہ بن ثعلبہ، حضرت عبداللہ بن حارث بن نوفل، حضرت عمرو بن ابی سلمہ، حضرت مالک بن حویرث، حضرت محمود، حضرت مالک بن اوس، حضرت واثلہ بن اسقع، حضرت ابوطفیل، حضرت انس بن مالک اور حضرت عبداللہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

☆ امام اعظم علیہ الرحمہ نے ان صحابہ کرام علیہم الرضوان سے روایتیں کیں

حضرت انس بن مالک، حضرت عبداللہ بن انیس، حضرت عبداللہ بن حارث، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت واثلہ بن اسقع، حضرت معقل بن یسار اور حضرت عائش بن حجرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

☆امام اعظم علیہ الرحمہ کی سند تفقہ فی الدین

امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ (متوفی 150ھ) نے علم حاصل کیا' حضرت امام ابوسلیمان حماد علیہ الرحمہ (متوفی 120ھ) سے، حضرت حماد علیہ الرحمہ نے علم حاصل کیا' امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ (متوفی 96ھ) سے، امام نخعی علیہ الرحمہ نے علم حاصل کیا' حضرت عبدالرحمن علقمہ علیہ الرحمہ (متوفی 74ھ) سے، حضرت علقمہ علیہ الرحمہ نے علم حاصل کیا' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سید عالم سرور کونین ﷺ سے علم حاصل کیا۔ اس طرح امام اعظم علیہ الرحمہ چار واسطوں سے سرکار ﷺ کے شاگرد ہیں۔

☆امام اعظم علیہ الرحمہ نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے بھی استفادہ فرمایا

امام اعظم علیہ الرحمہ نے خانوادۂ اہلبیت کے چشم و چراغ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے بھی علم دین حاصل کیا۔ علامہ ذہبی علیہ الرحمہ تذکرۃ الحفاظ میں فرماتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے گھرانۂ اہلبیت میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں دیکھا۔

☆امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی امام اعظم علیہ الرحمہ سے محبت

علامہ کردی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ حضرت عبدالعزیز بن ابی رواد علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ ہم امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ساتھ حطیم میں تھے۔ اتنے میں امام اعظم علیہ الرحمہ آئے اور سلام کہا۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے سلام کا جواب دیا اور امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ سے معانقہ کیا اور آپ کے خادموں کے بارے میں پوچھا۔ جب امام اعظم علیہ الرحمہ چلے گئے تو کسی شخص نے عرض کیا۔ اے فرزند رسول! کیا آپ ان کو جانتے ہیں؟

یہ سن کر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں نے تجھ سے زیادہ بے وقوف نہیں دیکھا۔ میں ان سے ان کے خادموں کا حال پوچھ رہا ہوں اور تو کہتا ہے کہ آپ ان کو جانتے ہیں؟ یہ ابوحنیفہ ہیں جو اپنے شہر کے سب سے بڑے فقیہ ہیں۔

☆امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کی تعداد

گیارہویں صدی کے مجدد شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب،

تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف (قلمی) ص 26 پر لکھتے ہیں کہ آپ علیہ الرحمہ کے شاگردوں کی تعداد ایک قول کے مطابق چار ہزار اور دوسرے قول کے مطابق دس ہزار ہے۔ ان میں سے چالیس وہ تھے جو درجہ اجتہاد کو پہنچے ہوئے تھے۔

آپ علیہ الرحمہ کے مشہور شاگرد یہ ہیں

حضرت امام محمد، حضرت امام ابو یوسف، حضرت عبداللہ ابن مبارک، حضرت داؤد طائی، حضرت عباد بن العوام اور حضرت وکیع رحمہم اللہ ہیں۔

☆ فراغت کے بعد گوشہ نشینی

تذکرۃ الاولیاء ص 186 پر حضرت فرید الدین عطار علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ جب امام اعظم علیہ الرحمہ نے تحصیل علم سے فراغت حاصل کر لی تو گوشہ نشینی کی نیت فرمائی۔ ایک رات خواب میں نبی پاک ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے ابوحنیفہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو میری سنت زندہ کرنے کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ آپ گوشہ نشینی کا ہرگز ارادہ نہ کریں۔

☆ بارگاہ رسالت سے ''امام المسلمین'' کا لقب

تذکرۃ الاولیاء صفحہ نمبر 186 پر حضرت فرید الدین عطار علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ مواجہۂ اقدس کے سامنے جب آپ نے عرض کی ''السلام علیک

یاسید المرسلین'' تو روضہ انور سے جواب کی آواز آئی وَعَلَیْكَ السَّلَامُ یَااِمَامَ الْمُسْلِمِیْنَ

☆امام اعظم علیہ الرحمہ کی پرہیز گاری اورتقویٰ

1۔الخیرات الحسان ص 12 پر ہے کہ شہر کوفہ سے کسی کی بکریاں گم ہوگئیں، نہ مل سکیں (معلوم ہوا کہ کسی نے چوری کر کے گوشت فروشوں کوفروخت کردی ہیں اور وہ چوری کا گوشت بازار میں فروخت ہورہا ہے) آپ نے احتیاط کے پیش نظر لمبے عرصے تک بکری کا گوشت کھانا چھوڑ دیا کیونکہ نادانستگی میں حرام کھایا جائے تو گناہ نہیں لیکن دل سیاہ ہوجاتا ہے۔

2۔ایک مرتبہ دن کے وقت امام اعظم علیہ الرحمہ کسی کے جنازے میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔جنازہ کے انتظار میں لوگ کسی شخص کے مکان کی دیوار کے سائے میں کھڑے تھے مگر امام اعظم علیہ الرحمہ دھوپ میں کھڑے تھے۔لوگ بار بار آپ سے عرض کرتے کہ آپ دھوپ میں کیوں کھڑے ہیں؟ ہمارے ساتھ اس مکان کی دیوار کے سائے میں آجائیں۔لوگوں کے بے حد اصرار پر آخر امام اعظم بول اٹھے کہ لوگو! جس شخص کے مکان کی دیوار کے سائے میں تم کھڑے ہو، یہ میرا قرض دار ہے۔مجھے ڈر ہے کہ اگر میں نے اس کی دیوار سے نفع اٹھایا تو کہیں قیامت کے دن سودخوروں میں نہ لکھ دیا جاؤں۔

☆امام اعظم علیہ الرحمہ کی فہم وفراست

1۔ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو اپنی صورت کو قرآن مجید کی آیت سے سب سے بہترین صورت ثابت کرو ورنہ تجھ پر تین طلاق۔

اب وہ پریشان حال جگہ جگہ پھرتی رہی۔کہیں سے کوئی حل نہ ملا۔بالاخرامام اعظم علیہ الرحمہ کے پاس پہنچی اور سارا ماجرا بیان کیا۔یہ سن کرامام اعظم علیہ الرحمہ فرمانے لگے۔سورۂ والتین میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

القرآن:لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ

ترجمہ:ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا ہے۔

تو بھی انسان ہے اور رب تعالیٰ نے تجھے بہترین صورت میں پیدا کیا ہے۔

یہ آیت اپنے شوہر کو سنادے تو طلاق سے محفوظ ہوجائے گی۔

2۔ایک شخص امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگا کہ عالی جاہ!میں نے زمین میں خزانہ چھپایا ہے۔اب میں بھول گیا ہوں۔مجھے یاد نہیں آرہا،کوئی حل بتائیے۔

امام اعظم علیہ الرحمہ فرمانے لگے۔سورکعتیں نفل پڑھو،اس نے ابھی دونفل ہی پڑھے تھے کہ یاد آگیا وہ فورا دورکعتیں پڑھ کرخزانہ نکالنے کے لئے دوڑا۔

خزانہ مل گیا اور خوشی خوشی امام اعظم علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکریہ ادا کرتے ہوئے عرض کرنے لگا۔ عالیجاہ! میں نے ابھی دو نفل ہی پڑھے تھے کہ یاد آ گیا۔ امام اعظم علیہ الرحمہ فرمانے لگے۔ ابھی اس کے شکرانے میں بقیہ اٹھانوے نوافل بھی پڑھ لینا۔

3۔ ایک دشمن صحابہ امام اعظم علیہ الرحمہ کی خدمت میں آیا، وہ خلفائے ثلاثہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں گستاخی کیا کرتا تھا۔ خاص طور پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کیا کرتا تھا حتی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہودی کہا کرتا تھا (معاذ اللہ) آ کر کہنے لگا کہ میری بیٹی جوان ہوگئی ہے۔ کوئی اچھا لڑکا ہو تو ضرور بتایئے گا۔

کچھ دنوں کے بعد امام اعظم علیہ الرحمہ کے پاس آ کر پوچھنے لگا کہ کیا آپ نے کوئی اچھا لڑکا دیکھا۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ ہاں ایک اچھا لڑکا ہے، کماتا بھی اچھا ہے، اخلاق بھی اچھا ہے۔ یہ سن کر وہ کہنے لگا پھر تو فوراً ہاں کر دیں۔ یہ سن کر امام اعظم علیہ الرحمہ فرمانے لگے مگر وہ لڑکا یہودی ہے۔ یہ سن کر وہ دشمن صحابہ اچھل پڑا اور کہنے لگا۔ کیا میں اپنی بیٹی یہودی کے نکاح میں دے دوں۔

بس یہ سننا تھا کہ امام اعظم علیہ الرحمہ جلال میں آ کر فرمانے لگے۔ ارے

بدبخت! افسوس ہے تجھ پر تو اپنی ایک بیٹی یہودی کے نکاح میں نہیں دے سکتا تو کیا رسول پاک امام الانبیاء ﷺ ہوکر اپنی دو بیٹیاں بقول تیرے کسی یہودی کو کیسے دے سکتے ہیں؟ سن تیرا عقیدہ باطل ہے۔ اس بات کا اس دشمن صحابہ پر بڑا گہرا اثر ہوا۔

4۔ ایک عورت اپنے شوہر کے لئے پانی کا کٹورا بھر کر لائی۔ شوہر نے کہا اگر اس پانی کو تو کسی اور کو پلائے تو تجھ پر تین طلاق، اگر تو خود پیئے تو تجھ پر تین طلاق اور اگر اس پانی کو پھینکے تو تجھ پر تین طلاق۔

اب وہ عورت پریشان ہے کوئی حل نہیں نکل رہا۔ یہ خبر امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ تک پہنچی۔ امام اعظم نے پورا واقعہ سننے کے بعد فرمایا کہ پانی کو اپنے اندر جذب کرنے والا کپڑا لے جاؤ اور کٹورے میں ڈال دو۔ کپڑا پانی جذب کر لے تو اس گیلے کپڑے کو سکھا دو۔ اس طرح وہ عورت طلاق سے بچ جائے گی۔

5۔ امام اعظم علیہ الرحمہ کا سنت رسول کے مطابق یہ موقف ہے کہ اگر باجماعت نماز ادا کی جارہی ہو تو مقتدی سورۂ فاتحہ نہ پڑھے، خاموش رہے۔

اس موقف کے مخالف تقریباً دو سو افراد امام اعظم علیہ الرحمہ سے مناظرہ کے لئے پہنچ گئے اور آتے ہی شور شرابا شروع کر دیا۔ امام اعظم علیہ الرحمہ فرمانے لگے دیکھو یہ مناظرہ کرنے کا طریقہ درست نہیں ہے۔ تم لوگ ایک کام کرو۔ جو تم میں

سے سب زیادہ علم رکھتا ہو، اس کو اپنا امام اور امیر تسلیم کرلو، وہ اکیلا مجھ سے مناظرہ کرے۔

چنانچہ ان لوگوں نے ایک شخص جو کہ ان میں سب سے زیادہ علم والا تھا، منتخب کرلیا اور امام اعظم علیہ الرحمہ سے کہا۔ یہ ہم سب کی طرف سے آپ سے بات کرے گا۔

امام اعظم علیہ الرحمہ نے سب کو پوچھا کہ کیا آپ اس پر متفق ہیں؟ لوگ کہنے لگے جی ہاں۔ کیا اس کا بولنا تمہارا بولنا ہے؟ لوگ کہنے لگے جی ہاں۔ کیا اس کی فتح تمہاری فتح ہے؟ لوگ کہنے لگے جی ہاں۔ کیا اس کی شکست تمہاری شکست ہے؟ لوگ کہنے لگے جی ہاں۔

یہ سن کر امام اعظم علیہ الرحمہ فرمانے لگے۔ فیصلہ تو تم ہی لوگوں نے کر دیا۔ ہم بھی تو یہی کرتے ہیں کہ جو ہم میں سب سے زیادہ علم والا ہوتا ہے۔ اسے منتخب کر کے مصلۂ امامت پر کھڑا کر دیتے ہیں۔ اس کا سورۂ فاتحہ پڑھنا ہمارا سورۂ فاتحہ پڑھنا اس کی قرأت ہماری قرأت ہے۔

امام اعظم علیہ الرحمہ کا یہ جواب سن کر وہ تمام لوگ خاموش ہوکر روانہ ہوگئے۔

6۔ امام اعظم علیہ الرحمہ کے ایک پڑوسی کا پالتو مور چوری ہوگیا تو اس نے

آپ سے شکایت کی اوراس سلسلے میں مدد کی درخواست بھی کی۔ اسے محلے ہی کے کسی شخص پر شبہ تھا۔ آپ نے فرمایا۔ تم خاموش رہو، میں کوئی تدبیر کرتا ہوں۔

آپ صبح کو مسجد تشریف لے گئے۔ جب سارے محلے کے لوگ نماز کے لئے جمع ہو گئے تو امام اعظم علیہ الرحمہ نے مقتدیوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ اس شخص کو شرم نہیں آتی جو اپنے پڑوسی کا مور چراتا ہے حالانکہ اس کے سر میں اس مور کا پر لگا ہوا ہوتا ہے۔ یہ سنتے ہی ایک مقتدی اپنا سر صاف کرنے لگا۔

امام اعظم علیہ الرحمہ نے اس شخص سے کہا بھائی! اپنے پڑوسی کا مور واپس کر دو چنانچہ اس نے مور واپس کر دیا۔

7۔ حدیث شریف میں ہے کہ کعبۃ اللہ شریف پر پہلی نظر پڑتے ہی جو دعا مانگی جائے، قبول ہوتی ہے۔ کسی نے امام اعظم علیہ الرحمہ سے پوچھا عالیجاہ! آپ کی پہلی نظر جب کعبۃ اللہ شریف پر پڑی تو آپ نے کیا دعا مانگی؟

آپ فرمانے لگے کہ میں نے دعا کی کہ اے اللہ! مجھے مستجاب الدعوات بنا دے یعنی اے مولا جل جلالہ! میں جب بھی تجھ سے جو بھی مانگوں تو مجھے عطا فرما دینا۔

8۔ مسجد میں ایک رافضی امام اعظم علیہ الرحمہ کے پاس آیا اور پوچھا۔ تمام لوگوں میں طاقتور ترین انسان کون ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ہمارے عقیدے میں

حضرت علی رضی اللہ عنہ طاقتور ہیں اور تمہارے عقیدے میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ طاقتور ہیں۔

یہ سن کر رافضی نے کہا یہ تو آپ نے الٹی بات کہی ہے۔ امام اعظم علیہ الرحمہ فرمانے لگے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس لئے طاقت ور کہتا ہوں کہ انہوں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اعلان خلافت کے بعد انہیں خلافت کا حقدار تسلیم کر کے ان سے رضا خوشی سے بیعت کر لی۔

تم شیعہ کہتے ہو کہ خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق تھا جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے چھین لیا تھا لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ میں اتنی طاقت نہ تھی کہ وہ اپنا حق لیتے۔

اس طرح تمہارے نزدیک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ طاقتور تھے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر غالب رہے۔ رافضی آپ کا یہ جواب سن کر ہکا بکا رہ گیا اور مسجد سے نکل گیا۔

9۔ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا۔ میں تجھ سے اس وقت بات نہیں کروں گا جب تک تو مجھ سے بات نہیں کرے گی۔ ادھر بیوی نے بھی یہی الفاظ کہے۔ اس مسئلہ کا حل بڑے بڑے علماء نہ نکال سکے۔ امام اعظم علیہ الرحمہ کے پاس جب یہ مسئلہ آیا تو آپ نے کہا کہ بیوی نے بھی یہی الفاظ کہہ کر بات شروع

کردی۔اب شوہر بات کرے۔قسم پوری ہوگئی۔امام اعظم علیہ الرحمہ کا یہ جواب سن کر حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ نے کہا ابوحنیفہ تم پر وہ علوم منکشف ہوئے ہیں جن کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔

☆ رفع یدین کے معاملے میں امام اوزاعی علیہ الرحمہ سے گفتگو

امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی مکہ میں امام اوزاعی سے ملاقات ہوئی۔

امام اوزاعی: آپ لوگ رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟

ابوحنیفہ: کیونکہ اس بارے میں کوئی صحیح حدیث نہیں۔

امام اوزاعی: آپ نے یہ کیا فرمایا...... میں آپ کو صحیح حدیث سناتا ہوں۔ مجھے حضرت زہری نے حدیث پاک بیان فرمائی۔انہوں نے حضرت سالم سے اور حضرت سالم نے اپنے والد سے، انہوں نے نبی پاک ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو ہاتھ اٹھاتے اور رکوع کے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت۔

امام ابوحنیفہ: میرے پاس اس سے قوی تر حدیث اس کے خلاف موجود

ہے۔

امام اوزاعی: اچھا فوراً پیش فرمایئے۔

امام ابوحنیفہ: لیجئے سنئے۔

ہم نے حضرت حماد سے حدیث بیان کی۔انہوں نے حضرت نخعی سے۔ انہوں نے حضرت علقمہ اور حضرت اسود سے۔انہوں نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ سید عالم ﷺ صرف نماز کی ابتداء میں ہاتھ اٹھاتے۔ اس کے بعد کبھی اپنے ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔

امام اوزاعی: آپ کی پیش کردہ حدیث کو میری پیش کردہ حدیث پر کیا فوقیت ہے؟ جس کی وجہ سے آپ نے اسے قبول فرمایا اور میری حدیث چھوڑ دی؟

امام اعظم: اس لئے کہ حضرت حماد، حضرت زہری سے بڑے عالم اور فقیہ، حضرت ابراہیم نخعی، حضرت سالم سے بڑھ کر عالم اور فقیہ ہیں۔حضرت علقمہ، فقہ میں حضرت ابن عمر سے کم نہیں۔حضرت عبداللہ ابن مسعود کی فقہ میں برتری سب ہی کو معلوم ہے۔قرأت میں، حضور ﷺ کی صحبت میں حضرت ابن عمر سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہیں۔بچپن سے سرکار ﷺ کے ساتھ۔

چونکہ ہماری حدیث کے راوی، تمہاری حدیث کے راویوں سے علم وفضل

میں زیادہ ہیں لہذا ہماری پیش کردہ حدیث بہت قوی اور قابل قبول ہے۔ یہ سن کر امام اوزاعی علیہ الرحمہ خاموش ہو گئے۔

☆خواجہ باقی باللہ اور فاتحہ خلف الامام

خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ ایک دن حدیث کا مطالعہ کررہے تھے اور یہ حدیث بار بار پڑھنے میں آئی جو شخص سورۂ فاتحہ نہیں پڑھے' اس کی نماز' نماز نہیں۔

آپ کے ذہن میں سوال پیدا ہوا کہ حدیث کو چھوڑ کر ائمہ کے پیچھے لگ جانا یہ کون سا اسلام ہے۔ آئندہ جب بھی نماز پڑھوں گا، سورۂ فاتحہ ضرور پڑھوں گا جب آپ نے ارادہ کیا تو اچانک عالم رویا میں امام اعظم علیہ الرحمہ تشریف لائے اور فرمایا: خواجہ صاحب! اگر آپ جیسے بزرگوں کا یہ حال ہے تو عوام کا کیا حال ہوگا؟

امام اعظم علیہ الرحمہ نے خواجہ صاحب سے سوال کیا کہ جس کی نماز نہ ہو وہ ولی ہوسکتا ہے؟ جواب دیا نہیں۔ اس پر امام اعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا: خواجہ صاحب! جب بغیر فاتحہ نماز نہیں ہوتی اور بغیر نماز کے کوئی ولی نہیں ہوسکتا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ میرے مسلک پر عمل ہو کر ایک دو نہیں، دس بیس نہیں، سو دو سو نہیں،

بلکہ ہزاروں اولیاء، ابدال، غوث اور قطب ہو گئے، وہ کیسے؟

(عبداللہ ابن مبارک، فضیل بن عیاض، داؤد طائی، سری سقطی، داتا گنج بخش، بایزید بسطامی، سرکار نقشبند، فرید الدین عطار، معروف کرخی، بہاؤالدین ذکریا، خواجہ چشت، بختیار کاکی، بابا فرید، شاہ عبدالحق، مجدد الف ثانی رحمھم اللہ یہ سب حنفی تھے)

حالانکہ میرے مسلک کے پیروکار امام اعظم علیہ الرحمہ کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتے۔

یہ سن کر خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ سوچ میں پڑ گئے تو امام اعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ خواجہ صاحب! سرکار ﷺ کی یکطرفہ حدیث پر عمل کرنے سے کام نہیں بنتا بلکہ حبیب خدا ﷺ کی احادیث ساری کی ساری حضور ﷺ ہی کی احادیث ہیں لہذا سب پر عمل ضروری ہے۔

خواجہ صاحب! سنئے سرکار ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی' اس کی نماز' نماز نہیں۔ یہ بھی حدیث رسول ہے اور یہ بھی ہمارے آقا ﷺ کی حدیث ہے کہ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔

ہم دونوں حدیثوں پر عمل کرتے ہیں۔ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتے۔ تنہائی میں پڑھتے ہیں۔

یہ فرما کر امام اعظم علیہ الرحمہ چلے گئے اور خواجہ صاحب نے تقریر کو سننے کے بعد عہد کیا کہ آئندہ اپنے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کا دامن نہیں چھوڑوں گا۔

☆امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کون تھے؟

امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ جب میرے والد کا انتقال ہوگیا۔ میں بہت کم عمر تھا۔ میری والدہ مجھ کو ایک دھوبی کے پاس کام سیکھنے کے لئے، لئے جارہی تھی کہ راستہ میں، میں نے امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کا حلقہ مجلس دیکھا اور وہاں جا کر بیٹھ گیا۔ ماں مجھ کو کھینچتی تھی لیکن میں وہاں سے نہ اٹھتا تھا۔ آخر میری والدہ نے امام اعظم سے کہا کہ میں ایک بیوہ عورت اور یہ لڑکا یتیم ہے۔ میں سوت کات کر گزارہ کرتی ہوں۔ معلوم نہیں آپ نے اس سے کیا کہا ہے کہ اب جہاں میں اسے لے جانا چاہتی ہوں، یہ نہیں جاتا۔ امام اعظم نے فرمایا کہ اسے یہاں ہی رہنے دو۔ یہ علم حاصل کرے گا اور عنقریب فیروزہ کے شاہی صحن میں پستے کا فالودہ پیئے گا۔

امام ابو یوسف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب میں چیف جسٹس بنایا گیا تو میں ایک دن فیروزہ کے شاہی صحن میں ہارون رشید کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ خلیفہ کے ملازم فالودہ لائے اور خلیفہ نے مجھ سے کہا کہ فالودہ پیو اور یہ فالودہ اس قسم کا

ہے کہ ہر وقت ایسا تیار نہیں کیا جاتا۔ میں یہ بات سن کر مسکرایا۔ خلیفہ کے پوچھنے پر میں نے واقعہ سنا کر امام اعظم کی کرامت وفراست ظاہر کی۔

حضرت امام ابو یوسف، امام اعظم کے سب سے بڑے اور سب سے زیادہ مشہور شاگرد رشید تھے۔ امام احمد بن حنبل آپ کے شاگردوں میں سے ہیں جنھوں نے ان سے تین سال تک علم حاصل کیا۔ آپ نہ صرف قاضی تھے بلکہ قاضی القضاہ کے لقب سے مشہور تھے۔ خلفاء بنی عباس میں سے مہدی، ہادی اور ہارون الرشید کے عہد میں قضاء کی خدمت انجام دی اور 166ھ سے لے کر اپنی وفات تک برابر قاضی رہے۔

امام ابو یوسف 17 سال تک امام اعظم کی خدمت میں رہے۔ ایک بار بچہ فوت ہو گیا مگر امام کی مجلس نہ چھوڑی۔

روزانہ 200 رکعت نوافل پڑھا کرتے تھے۔ آپ کا تعلق انصار مدینہ کے خاندان سے تھا۔ آپ کے پردادا سعد بن بجیرہ صحابی تھے۔ ان کو سعد بن حبتہ بھی کہا جاتا تھا۔ انہوں نے غزوۂ خندق میں شریک ہو کر جنگ میں خوب حصہ لیا۔ اس وقت نوعمر تھے۔ سرکار ﷺ نے جو دیکھا کہ بڑی دلیری کے ساتھ جنگ کر رہے ہیں تو ان کو بلا کر دریافت فرمایا کہ اے نوجوان تم کون ہو؟ عرض کیا۔ میں سعد بن حبتہ ہوں۔ آپ ﷺ نے دعا دی کہ اللہ تیرا نصیب مبارک فرمائے

اور ساتھ ہی قریب آنے کا حکم فرمایا۔ جب وہ قریب آئے تو ان کے سر پر ہاتھ پھیرا (کتاب الاستعیاب، علامہ ابن عبدالبر)

حضرت امام ابو یوسف فرماتے تھے کہ حضور ﷺ نے جو ہمارے پردادا کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا، میں اس کی برکت خاندان بھر میں محسوس کرتا ہوں۔

حضرت سعد بن بجیرہ کوفہ میں مقیم ہو گئے تھے۔ وہیں انہوں نے وصال فرمایا اور ان کی نسل کوفہ میں آباد رہی جن میں ایک بڑے ہونہار ابو یوسف پیدا ہوئے جنہوں نے مشرق و مغرب کو علم سے بھر دیا۔

داؤد بن رشید کا قول ہے کہ اگر صرف امام ابو یوسف ہی امام اعظم کے شاگرد ہوتے تو ان کو فخر کے لئے یہی ایک شاگرد کافی تھا۔ میں جب امام ابو یوسف کو علمی باتیں کرتے ہوئے دیکھتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے سامنے سمندر ہے۔ اس سے لپ بھر بھر کر نکال رہے ہیں۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ کا خلیفہ وقت کو دوٹوک جواب

خلیفہ منصور نے ایک بار دوسرے علماء کرام کے ساتھ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو بھی بلایا اور پوچھا۔

یہ حکومت جو اللہ تعالیٰ نے اس امت میں مجھے عطا کی ہے، اس کے متعلق آپ لوگوں کا کیا خیال ہے؟ کیا میں اس کا اہل ہوں؟

کروڑوں حنفیوں کے امام، امام اعظم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ اپنے دین کی خاطر راہ راست تلاش کرنے والا غصے سے دور رہتا ہے۔ اگر آپ اپنے ضمیر کو ٹٹولیں اور اپنے ضمیر سے سوال کریں تو آپ کو خود معلوم ہو جائے گا کہ آپ نے ہم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی خاطر نہیں بلایا ہے بلکہ آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کے ڈر سے آپ کی منشاء کے مطابق بات کہیں اور عوام کے علم میں آ جائے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ آپ اس طرح خلیفہ بنے ہیں کہ آپ کی خلافت پر اہل فتویٰ میں سے دو آدمیوں کا اجماع بھی نہیں ہوا۔

جب امام اعظم رضی اللہ عنہ گھر واپس چلے آئے تو خلیفہ منصور نے اپنے وزیر ربیع کو ایک تھیلا درہم دے کر امام اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور کہا کہ یہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کو دینا اور اگر وہ قبول کر لیں تو ان کی گردن کاٹ دینا اور اگر قبول نہ کریں تو چھوڑ دینا۔

جب ربیع، امام اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس درہم کا تھیلا لے کر پہنچا تو اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی اور وہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا جملہ سن کر دیکھتا رہ گیا۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے ربیع سے فرمایا کہ خواہ میری گردن بھی کیوں نہ ماردی

جائے، میں تو اس مال کو ہاتھ نہ لگاؤں گا۔

اسی طرح ایک دوسرے عالم حضرت ابن ابی ذئب علیہ الرحمہ کے پاس جب ربیع پہنچا تو انہوں نے کہا کہ اس مال کو خود میں منصور کے لئے حلال نہیں سمجھتا، تو اپنے لئے کیسے حلال سمجھوں؟

امام اعظم رضی اللہ عنہ اور خلیفہ منصور

ایک بار خلیفہ منصور نے امام اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم میرے تحفے کو کیوں قبول نہیں فرماتے؟ اللہ، اللہ امام ہو تو ایسا ہو، مجاہد ہو تو ایسا ہو، کلمۃ الحق بلند کرنے والا ہو تو ایسا ہو۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

آپ نے اپنے مال میں سے مجھے کب تحفہ دیا تھا کہ میں نے اسے قبول نہ کیا ہو۔ آپ نے تو مسلمانوں کے بیت المال میں سے مجھے تحفہ دیا، اس مال میں سے تحفہ دیا جس پر صرف مسلمانوں کا حق ہے جو کہ صرف اور صرف مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ کیا جا سکتا ہے۔ ان کے مال میں میرا کوئی حق نہیں ہے۔ میں نہ ان کے دفاع کے لئے لڑنے والا ہوں کہ ایک سپاہی کا حصہ پاؤں نہ ان کے بچوں میں سے ہوں کہ بچوں کا حصہ مجھے ملے اور نہ فقیروں میں سے ہوں کہ جو کچھ فقیر کو ملنا چاہئے، وہ مجھے ملے۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ کو عہدے کی پیشکش

خلیفہ منصور کے دورِ حکومت میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کو بار بار قاضی کا عہدہ پیش کیا گیا۔ یہاں تک کہ سلطنت عباسیہ کے قاضی القضاء (چیف جسٹس) کا عہدہ پیش کیا گیا، لیکن امام اعظم رضی اللہ عنہ اس کو ٹالتے رہے۔

ایک مرتبہ بڑے نرم انداز میں معذرت کرتے ہوئے کہا ''قاضی بننے کے لئے وہی شخص موزوں ہوسکتا ہے جو اتنی ہمت رکھتا ہو کہ آپ پر اور آپ کی اولادوں اور سپہ سالاروں پر قانون نافذ کرسکے، مجھ میں یہ ہمت نہیں ہے مجھے تو جب آپ بلاتے ہیں تو واپس نکل کر ہی میری جان میں جان آتی ہے۔

ایک دوسرے موقع پر خلیفہ منصور نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کو قاضی کے عہدے کو قبول کرنے پر مجبور کیا تو امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس قابل نہیں کہ قاضی کے عہدے پر فائز ہوسکوں۔

یہ سن کر خلیفہ منصور کہنے لگا کہ اے ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تم جھوٹ بولتے ہو۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ منصور صاحب فیصلہ آپ نے ہی کردیا کہ میں جھوٹا ہوں اور جھوٹا شخص قاضی کے عہدے پر فائز ہونے کے لائق نہیں ہوتا۔

خلیفہ منصور نے کہا کہ میں قسم کھا کر یہ کہتا ہوں کہ میں تمہیں قاضی بنا کر ہی

رہوں گا۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا کہ میں قسم کھا کر یہ کہتا ہوں کہ میں قاضی کا عہدہ قبول نہیں کروں گا۔

اللہ اللہ، کیا شان ہمارے امام کی، بادشاہ کی قسم کے آگے اپنی قسم کھا رہے ہیں۔ یہی شان ہے ایک مردِ حق کی۔ اصل میں بادشاہت یہی ہے۔

ایک بار انکار پر کروڑوں حنفیوں کے امام، امام اعظم رضی اللہ عنہ کو تیس کوڑے مارے گئے۔ یہاں تک کہ امام صاحب کا جسم مبارک لہولہان ہو گیا۔ خلیفہ منصور کے چچا عبدالصمد بن علی نے اس کو سخت ملامت کی۔ یہ تم نے کیا کیا۔ اپنے اوپر ایک لاکھ تلواریں کھنچوالیں۔ یہ عراق کا امام ہے۔ بلکہ تمام اہل مشرق کا امام ہے۔

خلیفہ منصور نے نادم ہو کر فی تازیانہ ایک ہزار درہم کے حساب سے تیس ہزار درہم امام اعظم علیہ الرحمہ کو بھجوائے لیکن امام اعظم رضی اللہ عنہ نے لینے سے انکار کر دیا۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ اگر آپ اپنے لئے نہیں تو اسے لے کر خیرات کر دیجئے۔

امام صاحب نے جواب دیا کہ کیا خلیفہ کے پاس کوئی مال حلال بھی ہے؟ ان تمام باتوں سے جب خلیفہ منصور کو یقین ہو گیا کہ یہ شخص میرے کسی سنہرے

پنجرے میں بند ہونے کے لئے تیار نہیں، اس پر میرا بس نہیں چل سکتا تو منصور انتقام پر اتر آیا۔ امام صاحب کو کوڑوں سے پٹوایا، جیل میں قید کر دیا، کھانے پینے کی سخت تکلیفیں دیں، پھر ایک مکان میں نظر بند کر دیا اور منصور نے ظلم کی انتہا کر دی۔ آپ کو زبردستی زہر دیا گیا۔

خلیفہ اور اس کی حکومت کی جانب سے پے در پے تکلیفیں سہتے سہتے امام اعظم رضی اللہ عنہ کا آخری وقت آ گیا تو انہوں نے وصیت کی کہ بغداد کے اس حصے میں انہیں دفن کیا جائے، جسے خلیفہ منصور نے شہر بسانے کے لئے لوگوں کی ملکیت پر قبضہ کر لیا تھا۔

منصور نے جب اس وصیت کا حال سنا تو چیخ اٹھا، ابوحنیفہ! زندگی اور موت میں تیری پکڑ سے مجھے کون بچائے۔

آخر کار اس آخری وصیت کے بعد امام اعظم رضی اللہ عنہ کو زبردستی قید خانے میں زہر دیا گیا جس کے پینے سے آپ کا وصال ہوا۔

آہ! آپ کے وصال پر زمین آسمان، جن وانس اور در و دیوار روتے ہوں گے کہ آج علم کا سمندر چلا گیا۔ آج جہالت سے نکال کر علم کے سفر کی طرف قوم کو لانے والا کروڑوں مسلمانوں کا امام چلا گیا۔ آہ! آج منصور نے علم کے چراغ کو بجھا دیا۔ علم کی دنیا اندھیری کر دی۔

آپ کے وصال کے بعد ایک چھوٹی بچی اپنے والد سے پوچھنے لگی جو کہ امام صاحب کی مسجد کے ساتھ والے مکان میں رہتی تھی، کہنے لگی کہ بابا جان! مسجد کے اندر ایک ستون تھا، وہ ستون کہاں گیا؟ یہ سن کر وہ شخص رو پڑا اور کہنے لگا۔ اے میری بیٹی! وہ ستون نہیں تھا، وہ تو امام اعظم رضی اللہ عنہ تھے جو ساری ساری رات قیام میں کھڑے رہتے تھے، آج ان کا وصال ہو گیا۔

☆امام اعظم کا علم، خضری علم ہے:

الخیرات الحسان میں ہے کہ ازہر بن کیسان نے فرمایا کہ میں امام سے خوش اعتقاد نہ تھا۔ ایک دن خواب میں نبی پاک ﷺ کی زیارت ہوئی۔ حبیب خدا ﷺ کے پیچھے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما تھے۔ میں نے دونوں سے عرض کی۔ بارگاہ رسالت میں کچھ عرض کر سکتا ہوں؟ فرمایا پوچھو، مگر پست آواز سے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ ابوحنیفہ کا علم کیسا ہے؟ فرمایا: ابوحنیفہ کا علم خضری علم ہے۔

☆امام اعظم کا مرتبہ اعلیٰ علیین:

درمختار میں ہے کہ اسماعیل بن رجا علیہ الرحمہ نے فرمایا: میں نے خواب میں امام محمد علیہ الرحمہ کو دیکھا اور ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا

معاملہ کیا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔

پھر میں نے ان سے امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے متعلق پوچھا۔ تو فرمایا وہ مجھ سے دو درجہ اونچے مقام پر ہیں۔

پھر میں نے ان سے پوچھا کہ امام اعظم کس مقام پر ہیں تو فرمایا: ان کے متعلق کیا پوچھتے ہو۔ وہ تو اعلیٰ علیین میں ہیں

☆ درمختار جلد اول ص 126 پر ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ نے 55 حج کئے۔ جب آخری حج کی سعادت حاصل کی تو خدام کعبہ نے آپ کی خواہش پر کعبہ کا دروازہ کھول دیا۔ آپ عاجزی کے ساتھ اندر داخل ہوئے اور بیت اللہ کے دو ستونوں کے درمیان کھڑے ہو کر دو رکعت میں پورا قرآن ختم کیا پھر دیر تک رو رو کر مناجات کرتے رہے۔ آپ مشغول دعا تھے کہ بیت اللہ کے ایک گوشے سے آواز آئی، تم نے اچھی طرح ہماری معرفت (یعنی پہچان) حاصل کی اور خلوص کے ساتھ خدمت کی۔ ہم نے تم کو بخشا اور قیامت تک جو تمہارے مذہب پر ہوگا (یعنی تمہاری تقلید کرے گا) اس کو بھی بخش دیا۔

اللہ اکبر! کیا شان وعظمت ہے امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کی کہ رب تعالیٰ نے ان کو اور ان سے نسبت رکھنے والے حنفیوں کو بخشش کا پروانہ عطا فرمایا۔ ہم حنفی کس قدر خوش نصیب ہیں کہ رب تعالیٰ نے ہمیں ان کا پیروکار بنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہمیں تادم مرگ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے دامن سے وابستہ رکھے اور امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے مزار پُرانوار پر اپنی رحمت ورضوان کی بارش فرمائے۔آمین ثم آمین

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَاتَّبِعۡ سَبِیۡلَ مَنۡ اَنَابَ اِلَیَّ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ لقمان سے پندرہویں آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے اپنے حبیب ﷺ کے صدقے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ہم تمام مسلمانوں کوحق کوسن کرحق کوقبول کرنے اوراس پرعمل کرنے کی توفیق عطافرمائے۔آمین

موجودہ پُرفتن دور میں جہاں اہل حق پر کچھ لوگ اعتراضات کرتے ہیں' وہیں ایک اعتراض تقلید پر بھی کیا جاتا ہے اورمختلف زاویوں سے سوالات قائم

کئے جاتے ہیں کہ تقلید کیا ہے؟ کیا تقلید قرآن مجید سے ثابت ہے؟ کیا تقلید احادیث سے ثابت ہے؟ حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی یہ مذاہب کہاں سے آ گئے؟ دورِ رسالت میں تو کوئی ائمہ کا مقلد نہیں تھا؟

ایسے اعتراضات کر کے مسلمانوں کو پریشان کیا جاتا ہے۔ آج کی اس نشست میں ہم ان اعتراضات کے جوابات دیں گے تاکہ ہمارے مسلمان بھائیوں کا ایمان مضبوط و مستحکم ہو۔

تقلید کے دو معنیٰ: لغوی اور شرعی:

تقلید کے لغوی معنیٰ: گلے میں پٹہ ڈالنا

تقلید کے شرعی معنیٰ: کسی کے قول و فعل کو اپنے لئے لازمی شرعی جاننا یہ سمجھ کر کہ اس کا کلام اور اس کا کام ہمارے لئے حجت ہے کیونکہ یہ شرعی محقق ہے۔

تقلید دو طرح کی ہیں۔ تقلید شرعی اور غیر شرعی

تقلید شرعی: شریعت کے احکام میں کسی کی پیروی۔

غیر شرعی: دنیاوی باتوں میں کسی کی پیروی کرنا

تقلید شرعی میں تفصیل ہے۔ شرعی مسائل تین طرح کے ہیں۔

1۔ عقائد اسلامی میں تقلید نہیں

2۔وہ احکام جو صراحتاً قرآن و حدیث سے ثابت ہوں، اجتہاد اس میں داخل نہیں (پنج گانہ نماز، نماز کی رکعتیں، رمضان کے روزے وغیرہا)

3۔وہ احکام جو قرآن یا حدیث سے استنباط واجتہاد کر کے نکالے جائیں۔

☆تقلید کا ثبوت قرآن مجید سے:

القرآن: اِیَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاكَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡهِمۡ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ

(سورہ فاتحہ آیت 4 تا 7)

ترجمہ= ہم کو سیدھا راستہ چلا راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا نہ کہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوئے کا۔

☆اس آیت سے معلوم ہوا کہ صراط مستقیم وہی ہے جن پر اللہ تعالیٰ کے نیک بندے چلے ہوں اور تمام مفسرین، محدثین، فقہاء اور اولیاء اللہ رب تعالیٰ کے نیک بندے ہیں۔ وہ سب ہی مقلد گزرے۔

القرآن: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡكُمۡ (سورۂ نساء آیت 59، پارہ 5)

ترجمہ= اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں

حکومت والے ہیں۔

☆ اس آیت میں تین ذاتوں کی اطاعت کا حکم دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی (قرآن)، رسول اللہ ﷺ کی (حدیث)، اولی الامر کی (فقہ و استنباط کے علماء) کی۔

القرآن: وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ

ترجمہ = اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا

(سورۂ لقمان، آیت 15، پارہ 21)

☆ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والوں کی اتباع (تقلید) ضروری ہے۔ یہ حکم بھی عام ہے کیونکہ آیت میں کوئی قید نہیں۔

القرآن: فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

ترجمہ = تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو

(سورۂ انبیاء، آیت 7، پارہ 17)

☆ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص جس مسئلہ کو نہ جانتا ہو، وہ اہل علم سے دریافت کرے۔ وہ اجتہادی مسائل جن کے نکالنے کی ہم میں طاقت نہ ہو، مجتہدین سے دریافت کئے جائیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس آیت کے کلمات مطلق بغیر قید کے ہیں اور پوچھنے کی وجہ ہے نہ جاننا تو جس چیز کو ہم نہ جانتے ہوں،

اس کا پوچھنا لازم ہے۔

القرآن: يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ

ترجمہ=جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

(سورۂ بنی اسرائیل، آیت 71، پارہ 15)

☆اس آیت میں امام وہ امام اور پیشوا ہیں جنہوں نے اپنے پیروکاروں کو ہدایت یا گمراہی کی دعوت دی۔ قیامت کے دن ہر شخص اپنے امام اور پیشوا کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا۔ چاہے وہ پیشوا کسی بھی قسم کے ہوں۔

تقلید کا ثبوت حدیث رسول سے:

حدیث شریف = رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو ارشاد فرمایا۔ جب تمہارے سامنے مقدمہ پیش ہوگا تو کیسے فیصلہ کرو گے؟ عرض گزار ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا۔ ارشاد فرمایا کہ اگر کتاب اللہ میں نہ پاؤ؟ عرض گزار ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کے ساتھ فیصلہ کروں گا۔ ارشاد فرمایا کہ اگر سنت میں نہ پاؤ؟ عرض کی کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور حقیقت تک پہنچنے میں کوتاہی نہ کروں گا۔

پس رسول اللہ ﷺ نے ان کے سینے کو تھپکا اور فرمایا۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس نے رسول کے بھیجے ہوئے شخص کو اس چیز کی توفیق بخشی جو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو خوش کرے (ابوداؤد، عربی، کتاب القضاء، حدیث نمبر 3592، صفحہ نمبر 516، مطبوعہ دارالسلام، ریاض سعودی عرب)

☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجتہد کے لئے قرآن و حدیث کو سامنے رکھ کر اپنی رائے دینا صحابہ کا طریقہ ہے۔

☆ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے کہ میں آخر میں رائے دیتا ہوں

میں کتاب اللہ کو لیتا ہوں۔ اگر اس میں حکم نہیں پاتا تو رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو لیتا ہوں اور اگر کتاب وسنت میں حکم نہیں پاتا تو حضرات صحابہ کرام کے قول کو لیتا ہوں۔ (اگر اس میں بھی نہیں پاتا تو آخر میں اپنی رائے دیتا ہوں)

(تاریخ بغداد، جلد 13، ص 368)

یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔ دیکھئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ جب ان کے پاس کوئی مقدمہ پیش ہوتا اور کتاب اللہ اور سنت رسول میں اس کی وضاحت نہ ملتی تو فرماتے میں اپنی رائے سے اجتہاد کرتا

ہوں۔

(طبقات ابن سعد جلد 3، ص136)

☆امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کا ارشاد

میں نے جب بھی امام اعظم سے کسی مسئلہ میں اختلاف کیا تو غور کرنے کے بعد ان کی رائے اور مسلک کو ہی آخرت کے سلسلے میں زیادہ نجات دہندہ پایا۔

مزید فرماتے ہیں میں بسا اوقات کسی حدیث کی طرف مائل ہوجاتا......مگر معلوم ہوتا کہ امام اعظم صحیح حدیث مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔

☆امام باقر رضی اللہ عنہ سے امام اعظم علیہ الرحمہ کی گفتگو:

امام محمد بن یوسف صالحی علیہ الرحمہ اپنی کتاب عقود الجمان ص 279 پر رقم طراز ہیں: ایک دفعہ امام اعظم علیہ الرحمہ حج کرنے گئے تو مدینہ بھی حاضر ہوئے، وہاں امام باقر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، امام اعظم نے تعارف کروایا۔ امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ وہ ہیں جس نے قیاس کے ذریعہ میرے جد امجد کی مخالفت کی ہے؟

امام اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کی اللہ کی پناہ! کہ میں ایسا کام کروں؟ آپ تشریف رکھیں، کیونکہ آپ کی عزت وتکریم ہم پر اسی طرح لازم ہے جس طرح

آپ کے جدامجد کی تعظیم ہم پر لازم ہے۔

امام باقر رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے، امام اعظم علیہ الرحمہ ان کے سامنے دوزانو ہوکر بیٹھ گئے اور کہنے لگے جناب! میں آپ سے تین مسائل دریافت کرتا ہوں۔ آپ جواب دیجئے!

1۔مرد کمزور ہے یا عورت؟

فرمایا: عورت

☆ وراثت میں عورت کا حصہ کتنا ہے؟

فرمایا: ایک حصہ ہے۔

امام اعظم علیہ الرحمہ عرض کرتے ہیں کہ عقل تو یہ کہتی ہے کہ عورت کو دگنا حصہ ملنا چاہئے۔اگر میں عقل سے فتویٰ دیتا تو عورت کو دگنا ملتا لیکن میں نے آپ کے جدامجد نبی پاک ﷺ کی حدیث کے مطابق فتویٰ دیا ہے کہ عورت کا ایک حصہ ہے۔

2۔نماز افضل ہے یا روزہ؟

فرمایا: نماز

امام اعظم علیہ الرحمہ عرض کرتے ہیں۔حدیث کے مطابق عورت کو ایام میں نماز چھوڑنے کی اجازت ہے اور بعد میں قضاء کی بھی ضرورت نہیں۔ جبکہ ایام

میں روزے چھوڑنے کا حکم ہے مگر بعد میں قضا کا حکم ہے۔

امام اعظم علیہ الرحمہ عرض کرتے ہیں کہ عقل تو یہ کہتی ہے کہ نماز افضل ہے، اس کو قضا کرنے کا حکم ملنا چاہیئے۔ اگر میں عقل سے فتویٰ دیتا تو نماز قضا کرنے کا فتویٰ دیتا لیکن میں نے آپ کے جدامجد نبی پاک ﷺ کی حدیث کے مطابق فتویٰ دیا ہے کہ عورت روزے قضا کرے گی۔

3۔ پیشاب زیادہ ناپاک ہے یا مادہ منی؟

فرمایا: پیشاب

امام اعظم علیہ الرحمہ عرض کرتے ہیں کہ عقل تو یہ کہتی ہے کہ پیشاب زیادہ ناپاک ہے تو مادہ منی سے نہیں بلکہ پیشاب خارج ہونے پر غسل فرض ہونا چاہیئے۔ اگر میں عقل سے فتویٰ دیتا تو پیشاب کے خارج ہونے پر غسل کا فتویٰ دیتا لیکن آپ کے جدامجد نبی پاک ﷺ کی حدیث کے مطابق فتویٰ دیا ہے کہ مادہ منی شہوت کے ساتھ خارج ہو تو غسل فرض ہو جاتا ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ عرض کرتے ہیں حضور! اللہ تعالیٰ کی پناہ! اس بات سے کہ میں حدیث رسول کے خلاف فتویٰ دوں میں تو حدیث رسول ﷺ کو سامنے رکھ کر ہی فتویٰ دیتا ہوں۔

یہ سن کر امام باقر رضی اللہ عنہ فرط مسرت سے کھڑے ہو گئے اور امام اعظم

علیہ الرحمہ کے منہ کو بوسہ دیا اور فرمایا۔ اے ابوحنیفہ! لوگ غلط کہتے ہیں۔ تم تو حدیث رسول کے مطابق ہی فتویٰ دیتے ہو۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے امام اعظم علیہ الرحمہ کی ملاقات

☆ علامہ ذہبی علیہ الرحمہ نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا کہ امام اعظم نے فرمایا: کہ میں نے (اہلبیت) میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں دیکھا۔

☆ علامہ کردی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ عبدالعزیز بن ابی رواد علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ ہم امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ساتھ حطیم میں تھے۔ اتنے میں امام اعظم آئے اور سلام کہا۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے سلام کا جواب دیا اور امام کے ساتھ معانقہ کیا اور آپ کے خادموں کے بارے میں پوچھا۔

جب امام اعظم چلے گئے تو کسی شخص نے عرض کیا۔ اے فرزند رسول! کیا ان کو آپ جانتے ہیں۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تجھ سے زیادہ بے وقوف نہیں دیکھا۔ میں ان سے ان کے خادموں تک کا حال پوچھ رہا ہوں اور تو کہتا ہے

کہ آپ ان کو جانتے ہیں؟

یہ امام ابوحنیفہ ہیں جو اپنے شہر کے سب سے بڑے فقیہ ہیں۔

☆ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب ''تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف کے صفحہ نمبر 26 پر فرماتے ہیں کہ امام اعظم علیہ الرحمہ کے شاگردوں کی تعداد ایک قول کے مطابق 4000، دوسرے قول کے مطابق 10000 ہے۔

سوال: اگر تقلید ضروری تھی تو صحابہ کسی کے مقلد کیوں نہ ہوئے؟

جواب: امام اور پیشوا کو کسی کی تقلید کی کیا ضرورت ''اصحابک النجوم'' نہر سے پانی اس کھیت کو دیا جاتا ہے جو دریا سے دور ہو۔ مکبر کی آواز پر وہی نماز پڑھے جو امام سے دور ہو۔ صحابہ صف اول کے مقتدی ہیں، بلا واسطہ رسول پاک ﷺ کے سینۂ اقدس سے فیض لینے والے ہیں۔ ہم چونکہ اس سمندر سے دور ہیں لہذا کسی نہر کے حاجت مند ہیں پھر سمندر سے ہزارہا دریا جاری ہوتے ہیں یعنی سب ہی پانی تو سمندر کا ہی ہے۔

مگر ان سب کے نام اور راستے جدا ہیں۔ کوئی دریائے سندھ کہلاتا ہے، کوئی دریائے راوی، ستلج، چناب کہلاتا ہے۔ ایسے ہی سرکار اعظم ﷺ آب رحمت کے سمندر ہیں۔ اس سینۂ اطہر میں سے جو نہر امام اعظم کے سینہ سے ہوتی ہوئی

آئی، اسے حنفی کہا گیا۔ پانی سب کا ایک ہے مگر نام جداگانہ ہیں۔کوئی شافعی، کوئی مالکی اور کوئی حنبلی ہے۔

☆ چار کے عدد کی نسبت اسم جلالت ''اللہ'' ''محمد'' ''چار رسل'' ''چار فرشتے'' ''چار کتب'' ''مذاہب چار'' ''سلاسل چار'' ''چار یار'' یہ سب چار کی نسبت ہے۔

چار رسل فرشتے چار، چار کتب ہیں دین چار
سلسلے دونوں چار چار لطف عجب ہے چار میں
آتش و آب و خاک و باد سب کا انہی سے ہے ثبات
چار کا سارا ماجرا ختم ہے چار یار میں

☆عقلی دلیل

دنیا میں انسان کوئی بھی کام بغیر دوسرے کی پیروی کے نہیں کرسکتا۔ ہر ہنر اور علم کے قواعد، سب میں اس کے ماہرین کی پیروی کرنا ہوتی ہے۔ دین کا معاملہ تو دنیا سے کہیں زیادہ مشکل ہے۔ اس میں بھی اس کے ماہرین کی پیروی کرنا ہوگی۔ علم حدیث میں بھی تقلید ہے کہ فلاں حدیث اس لئے ضعیف ہے کہ امام بخاری نے یا فلاں محدث نے فلاں راوی کو ضعیف کہا ہے۔ اس کا قول ماننا

ہی تو تقلید ہے۔

اپنے بڑوں کی کتابوں سے شرعی مسائل اخذ کرنا بھی تو تقلید ہے۔قرآن مجید کی قرأت میں قاریوں کی تقلید ہے کہ فلاں نے اس طرح اس آیت کو پڑھا ہے۔قرآن کے اعراب، آیات سب ہی تقلید ہی تو ہے۔

☆ مجتہد کون؟

اس قدر علمی لیاقت اور قابلیت ہو کہ قرآن یا ارشادات و رموز سمجھ سکے اور کلام کے مقصد کو پہچان سکے۔اس سے مسائل نکال سکے۔ناسخ و منسوخ کا پورا علم رکھتا ہو۔علم صرف و نحو بلاغت وغیرہ میں اس کو پوری مہارت حاصل ہو۔احکام کی تمام آیات و احادیث پر اس کی نظر ہو۔

☆ تمام محدثین مقلد تھے

1۔امام بخاری علیہ الرحمہ شافعی تھے۔(ارشاد الساری جلد اول،ص 36)

2۔امام ترمذی علیہ الرحمہ حنبلی تھے۔(الانصاف فی سبب الاختلاف،ص 25)

3۔امام ابو داؤد علیہ الرحمہ حنبلی تھے۔(الانصاف فی سبب الاختلاف،ص 25)

4۔امام ابن ماجہ علیہ الرحمہ حنبلی تھے۔(الانصاف فی سبب الاختلاف،ص 25)

5۔امام دارمی علیہ الرحمہ حنبلی تھے۔(الانصاف فی سبب الاختلاف،ص 25)

6۔امام نسائی علیہ الرحمہ شافعی تھے۔(تذکرۃ الحفاظ)

7۔امام بیہقی علیہ الرحمہ شافعی تھے۔(تذکرۃ الحفاظ)

8۔امام عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ حنفی تھے۔(بستان المحدثین)

9۔امام دارقطنی علیہ الرحمہ شافعی تھے۔(بستان المحدثین)

10۔امام بغوی علیہ الرحمہ شافعی تھے۔(بستان المحدثین)

11۔امام حافظ ابن عساکر علیہ الرحمہ شافعی تھے۔(تاریخ ابن خلکان)

12۔امام طحاوی علیہ الرحمہ حنفی تھے۔(تذکرۃ الحفاظ جلد 3،ص 28)

13۔امام وکیع بن الجراح علیہ الرحمہ حنفی تھے۔(تذکرۃ الحفاظ،جلد 1،ص 282)

14۔امام ملا علی قاری علیہ الرحمہ حنفی تھے۔

15۔امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ حنفی تھے۔

16۔شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی حنفی تھے۔

17۔حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی حنفی تھے۔

18۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ حنفی تے

ائمہ صحاح ستہ اوراس کے علاوہ دیگر محدثین سب کے سب مقلد تھے۔کوئی بھی غیر مقلد نہیں تھا، نہ ہی کسی نے تقلید کو نا جائز کہا۔

فقہ کی بنیاد

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ

(سورۂ توبہ پارہ 11، آیت 122)

پس ایسا کیوں نہ ہو کہ مومنین کے ہر طبقے سے ایک جماعت نکلے تا کہ دین میں تفقہ حاصل کرے۔

(جس علم سے دین میں تفقہ پیدا ہوتا ہے، اس کا نام علم فقہ ہے)

☆بخاری شریف میں حدیث پاک ہے: نبی پاک ﷺ نے فرمایا اللہ جس کے بارے میں خیر کا ارادہ فرماتا ہے، اسے دین میں تفقہ عطا فرماتا ہے۔

☆لغت میں فقہ کا معنیٰ شق کرنا اور کھولنا ہے۔

☆فقہ حنفی کا پس منظر

امام اعظم علیہ الرحمہ نے حماد رضی اللہ عنہ سے، حماد رضی اللہ عنہ نے ابراہیم

نخعی رضی اللہ عنہ سے، ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ نے علقمہ رضی اللہ عنہ واسود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سرکار ﷺ سے علم حاصل کیا۔

(درمختار میں ہے فقہاء نے کیا خوب فرمایا)

فقہ کا کھیت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بویا۔ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے اسے سیراب کیا۔ ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ نے اسے کاٹا، حماد رضی اللہ عنہ نے اس کا اناج جدا کیا، امام اعظم علیہ الرحمہ نے پیسا، ابو یوسف علیہ الرحمہ نے اسے گوندھا، امام محمد علیہ الرحمہ نے روٹیاں پکائیں جبکہ باقی لوگ اس کے کھانے والے ہیں۔

دستور اسلامی کی باقاعدہ تدوین کا یہ کام 121ھ میں شروع ہوا۔ امام اعظم علیہ الرحمہ کی ایام اسیری میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس دستور کے جتنے اجزاء تیار ہوجاتے، ساتھ ہی ساتھ شائع کر دیا جاتا۔ یہ مجموعہ ''کتب فقہ ابی حنیفہ'' کے نام سے مشہور ہوا۔ امام ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ذیل الجوائز جلد 2 ص 472 پر ہے۔ امام اعظم نے 83000 مسائل طے کئے ان میں سے 38000 عبادات سے متعلق اور 45000 مسائل دیگر معاملات سے متعلق تھے۔

شبلی نعمانی نے لکھا کہ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے قرآن وحدیث سے

جومسائل اخذ کیئے،ان کی تعداد 12 لاکھ 90 ہزار سے زیادہ ہے۔

الحمدللہ! اس وقت دنیا میں ایک ارب دس کروڑ مسلمان ہیں جن میں سب سے زیادہ مسلمان حنفی ہیں۔ پاکستان، ہندوستان، افغانستان، بنگلہ دیش، ترکی، کشمیر اور کئی یورپین ممالک میں تقریباً حنفی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ اور ان کے فقہ کو بہت عروج عطا فرمایا۔

دعا ہے رب کریم سے کہ مولا ہم سب کو تادم مرگ امام اعظم علیہ الرحمہ کے دامن سے وابستہ رکھے۔ آمین

خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی سیرت و کردار

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید گیارہویں پارہ سے ایک آیت کا حصہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا، قبل اس کے کہ متذکرہ آیت قرآنی کے تحت کچھ عرض کیا جائے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے حبیب لبیب طبیبوں کے طبیب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر حق کو قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

محترم حضرات! آج کی تقریب سعید حضور سیدنا خواجہ خواجگان سلطان الہند معین الدین چشتی سید محمد حسن سنجری علیہ الرحمہ کے سالانہ عرس مبارک کی

مناسبت سے سجائی گئی ہے۔ ان شاء اللہ مختصر وقت میں حضور خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کی سیرت کے مختلف گوشے بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

☆ ولادت باسعادت

خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ 530ھ میں سنجر کے علاقہ سیستان میں پیدا ہوئے۔ آپ کا اصل نام سید محمد حسن ہے۔ آپ کے والد کا نام خواجہ سید غیاث الدین علیہ الرحمہ ہے۔

☆ سلسلہ نسب

والد کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے اور والدہ کی طرف سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ اس طرح آپ حسنی حسینی سید ہیں۔

☆ آپ کے القابات

ہند الولی، عطائے رسول، خواجہ خواجگان، خواجہ غریب نواز، خواجہ معین الدین، سلطان الہند

☆ بچپن میں صدمہ

ابھی خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کی عمر پندرہ برس بھی نہیں ہوئی تھی کہ 544ھ شعبان المعظم میں آپ کے والد کا وصال ہوگیا۔ یہ آپ کے لئے بہت بڑا صدمہ تھا۔ والد صاحب نے اپنی اولاد کے لئے ایک ہرا بھرا باغ چھوڑا تھا۔ خواجہ صاحب علیہ الرحمہ سارا دن اس باغ کی رکھوالی کرتے اور شام کو گھر آ کر اپنی آمدنی کے دو حصے کرتے۔ ایک والدہ ماجدہ کی خدمت میں پیش کرتے اور دوسرا حصہ غریبوں اور فقیروں میں تقسیم فرما دیتے۔

☆ مجذوب بزرگ خواجہ صاحب کے باغ میں

خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کو بچپن ہی سے بزرگوں سے بڑی محبت تھی۔ اولیاء اللہ رحمہم اللہ کا بہت احترام کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اچانک ایک مجذوب بزرگ جو کہ اپنے وقت کے غوث اور قطب تھے، جن کا نام حضرت ابراہیم قندوزی علیہ الرحمہ تھا۔ باغ میں تشریف لائے' خواجہ صاحب علیہ الرحمہ نے ان بزرگ کو دیکھا تو بڑی خندہ پیشانی، بڑی محنت وعقیدت سے پیش آئے۔ ایک ٹھنڈا پانی کا پیالہ اور مختلف اقسام کے پھل باغ میں سے توڑ کر حضرت ابراہیم قندوزی علیہ الرحمہ کی خدمت میں پیش کئے۔ حضرت ابراہیم قندوزی علیہ الرحمہ،

خواجہ صاحب کی خدمت سے بہت خوش ہوئے اوران کی نورانی پیشانی کو دیکھتے ہوئے پوچھا، بیٹا تم کیا کرتے ہو۔خواجہ صاحب نے عرض کی۔ باغ کی دیکھ بھال کرتا ہوں۔فرمایا بیٹا علم حاصل کرو۔ میں تمہاری پیشانی میں اللہ تعالیٰ کا نور دیکھ رہا ہوں۔ جاتے ہوئے اپنی تھیلی میں ایک سوکھی روٹی کا ٹکڑا مجھے عطا فرمایا۔خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے جب وہ سوکھی روٹی کا ٹکڑا کھایا۔ اس ٹکڑے کا میرے پیٹ میں جانا تھا کہ میرا دل دنیا سے اچاٹ ہوگیا۔میں نے اپنا باغ چھوڑ دیا اور علم دین حاصل کرنے میں مشغول ہوگیا۔

☆طلب علم میں آپ کا سفر

خواجہ صاحب اپنی والدہ ماجدہ سے اجازت لےکر ان کی قدم بوسی کر کے تحصیل علم کیلئے تشریف لے گئے۔ راستے میں بہت تکالیف، پریشانیاں اور صعوبتیں برداشت کرنے کے بعد ثمر قند پہنچے۔ثمر قند میں ایک بہت ہی بڑے اور جید عالم دین حضرت علامہ مولانا شرف الدین علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اوران کے مدرسہ میں داخلہ لیا۔سب سے پہلے ان کے پاس قرآن مجید حفظ کیا اوراس کے بعد ابتدائی دینی کتابیں انہی کے پاس پڑھیں۔اس کے بعد حضرت علامہ مولانا شرف الدین علیہ الرحمہ سے اجازت لے کر ثمر قند سے بخارا

تشریف لے آئے۔ بخارا میں بھی ایک بلند پایہ عالم دین حضرت علامہ مولانا حسام الدین علیہ الرحمہ تشریف فرما تھے۔خواجہ صاحب علیہ الرحمہ ان کی خدمت میں پہنچے اور ان کی درسگاہ میں داخلہ لیا اور بقیہ کتابیں وہیں پڑھیں۔ چند سال میں آپ نے تعلیم مکمل فرمالی۔ بخارا کے جید علمائے کرام نے آپ کی دستار بندی فرمائی۔

☆ مرشد کامل کی تلاش

علم حاصل کرنے کے بعد آپ کسی ایسے مرشد کی تلاش میں نکل پڑے جو آپ کو اللہ تعالیٰ کی معرفت کرادے۔ چنانچہ نیشاپور کے ایک قریبی گاؤں جس کا نام ہارون آباد تھا، اس گاؤں میں اپنے وقت کے قطب حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمہ رہتے ہیں۔ان کی ولایت کے دور دور تک چرچے تھے۔خواجہ صاحب ان کے دربار میں پہنچے۔ظاہری طور پر کبھی ایک دوسرے کو نہیں دیکھا اور نہ ہی پہلے ملاقات ہوئی مگر اس کے باوجود حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمہ نے خواجہ غریب نواز کو دیکھتے ہی فرمایا۔اے حسن بیٹا! جلدی جلدی آؤ۔تم نے بہت دیر کردی ہے۔میں تمہارا کب سے انتظار کررہا ہوں۔آؤ اپنا حصہ لے جاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقدر میں لکھا ہے۔

مرشد نے آپ کو ایک کمرہ عطا فرمایا اور وظائف واوراد عطا فرمائے اور سلوک کی منازل طے فرمائیں۔اس کے بعد مرشد نے فرمایا۔ بیٹا حسن بتاؤ کہاں تک دیکھ رہے ہو اور تمہاری نظر کہاں تک پہنچی ہوئی ہے۔خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے عرض کی حضور! جو کچھ عرش سے لے کر فرش تک اور جو کچھ فرش سے عرش تک ہے۔ میں سب کچھ دیکھ رہا ہوں۔ یہ سن کر مرشد فرمانے لگے۔ بیٹا حسن! ابھی بہت کمی ہے۔میں تمہیں جس منزل تک پہنچانا چاہتا ہوں، وہ بڑی دور ہے۔ جاؤ اور محنت ومشقت کرو۔خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ پھر عبادت وریاضت و مجاہدات میں لگ گئے۔کئی روز کے بعد پھر مرشد نے بلایا اور فرمایا۔ بیٹا حسن! اب کہاں تک دیکھتے ہو۔عرض کی حضور! ہارون آباد میں کھڑے کھڑے تحت الثریٰ سے لے کر عرش معلیٰ تک جو کچھ خدا نے بنایا ہے، دیکھ رہا ہوں۔مرشد نے فرمایا۔اے بیٹا حسن! ابھی بہت کمی ہے جس منزل تک میں تمہیں پہنچانا چاہتا ہوں، وہ منزل دور ہے، لہذا بیٹا حسن! جاؤ اور مجاہدات کرو۔

آپ دوبارہ عبادت وریاضت میں لگ گئے۔کئی روز کے بعد پھر مرشد نے بلایا اور فرمایا۔اب بتاؤ بیٹا حسن! کہاں تک دیکھ رہے ہو؟ عرض کی حضور اللہ تعالیٰ کے نور کے آگے جتنے بھی حجابات عظمت ہیں، ان تمام پردوں میں سے میں اللہ تعالیٰ کی معرفت وحقیقت کو جان اور پہچان رہا ہوں۔جب یہ بات مرشد نے سنی تو

اپنے مرید کو سینے سے لگالیا اور فرمایا۔ اے بیٹا حسن! اب تم منزل مقصود تک پہنچ گئے ہو۔ اب جاؤ پہلے بیت اللہ کا حج کرو پھر بارگاہ رسالت میں حاضری دو۔ پیارے محبوب ﷺ تمہاری ڈیوٹی دین کی تبلیغ کے لئے لگائیں گے۔

☆خواجہ غریب نواز بیت اللہ میں

خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمہ کے ساتھ مکۃ المکرمہ پہنچے۔ خواجہ غریب نواز فرماتے ہیں۔ میرے پیرومرشد نے میرا ہاتھ پکڑ کر بیت اللہ شریف کے سامنے کھڑا کیا اور عرض کی کہ اے خالق کائنات میں نے سید حسن کو اپنا مرید بنایا ہے اور اس کو تیرے محبوب ﷺ کا فیض پہنچایا ہے۔ اب تو بھی اس کو اپنے دربار میں قبول فرما۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ جب مرشد نے یہ کہا تو غیب سے آواز آنے لگی کہ اے عثمان ہارونی! خدائے ذوالجلال نے تیرے اس مرید کامل کو اپنا مقبول بندہ بنالیا ہے۔

اس کے بعد آپ حرم کعبہ میں عبادت و ریاضت میں مصروف ہو گئے۔ ایک دن اچانک ایک غیبی آواز آئی۔ اے سید حسن! ہم تجھ سے خوش ہیں۔ تجھے بخش دیا جو کچھ تو چاہے مانگ ہم تجھے عطا فرمائیں گے۔ یہ آواز سن کر خواجہ غریب نواز

علیہ الرحمہ سجدۂ شکرادا کرنے میں لگ گئے اور بارگاہ رب العزت میں عرض کی۔ اے رب کائنات! مجھے معلوم ہے کہ لوگ میرے مرید بنیں گے اور میرے مریدوں کے بھی مرید ہوں گے۔ یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا۔ یااللہ میں تیری بارگاہ میں التجا کرتا ہوں کہ قیامت تک جتنے میرے مرید، میرے مریدوں کے مرید بنیں گے تو سب کی بخشش ومغفرت فرمادے۔

☆خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ بارگاہ خیرالانام ﷺ میں

کعبۃ اللہ شریف کی زیارت کرنے کے بعد اب خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ بارگاہ خیرالانام ﷺ میں حاضر ہوئے۔ چھ مہینے تک آپ مدینہ پاک کی معطر معطر پاکیزہ ہواؤں اور فضاؤں میں ادب وتعظیم کے ساتھ وقت گزارتے رہے۔ اب چھ ماہ بعد وہ وقت آن پہنچا جب آپ کو آپ کے نانا جان ﷺ کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے بیٹا حسن! آج کے بعد تم معین الدین ہو یعنی دین کے مددگار ہو۔ ہم نے تمہاری ڈیوٹی ہندوستان میں لگادی ہے۔ ہندوستان جاؤ اور وہاں جاکر دین کی سربلندی کے لئے دن رات کام کرو۔ لوگوں کو اسلام کی دعوت دو۔ میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار رہے۔

☆خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ، داتا صاحب علیہ الرحمہ کے مزار پر

رسول پاک ﷺ کے حکم کو پا کر خواجہ صاحب علیہ الرحمہ مدینہ پاک سے ہند کی طرف روانہ ہوئے۔ سفر کرتے کرتے لاہور پہنچے۔ وہاں لوگوں کو مذہبی حلیہ میں دیکھا۔ لوگوں کے چہروں پر داڑھیاں، سر پر ٹوپیاں اور عمامے ہیں۔ آپ سوچنے لگے کہ ان کو دیندار کس نے بنایا۔ کسی شخص کو پکڑ کر خواجہ صاحب نے پوچھا کہ تمہیں دیندار کس نے بنایا ہے؟ یہ سن کر اس شخص نے کہا حضور! آپ تو آج یہاں تشریف لائے ہیں۔ آپ سے پہلے یہاں بہت بڑے بزرگ حضرت داتا گنج لاہوری علیہ الرحمہ تشریف لا چکے ہیں۔ یہ ان کی برکتیں ہیں۔ یہ سن کر خواجہ صاحب فرمانے لگے۔ مجھے ان کے مزار پر لے جاؤ۔ لوگ آپ کو داتا صاحب علیہ الرحمہ کے مزار پر لے گئے۔

خواجہ صاحب نے داتا صاحب کی مزار پر کشف فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ داتا صاحب علیہ الرحمہ بہت بڑی ہستی ہیں لہذا فیض حاصل کرنے کی غرض سے داتا صاحب علیہ الرحمہ کے مزار پر عبادت و ریاضت کرنے لگے۔ چالیسواں دن آ گیا۔ مگر داتا صاحب علیہ الرحمہ کی طرف سے بظاہر کوئی عطا نہیں دیکھی۔

دل میں خیال گزرا کہ داتا صاحب علیہ الرحمہ عطا کرنے میں کچھ تنگی فرما رہے ہیں۔بس یہ خیال آنا تھا کہ اچانک خواجہ صاحب کو اونگھ آئی۔کیا دیکھا کہ داتا صاحب سامنے جلوہ گر ہیں اور خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ سے فرمانے لگے۔ اے سید حسن! تم نے دیکھا ہوگا کہ اگر مانگنے کو دے دیا جائے تو پھر وہ کہاں ٹھہرتا ہے۔ وہ رخصت ہوجاتا ہے۔تمہارے عبادت، تمہاری تلاوت قرآن، تمہارا ذکر واذکار کرنا ہمیں اتنا پسند ہے کہ ہمارا دل یہ چاہتا تھا کہ تم یہیں بیٹھ کر رب تعالیٰ کی عبادت کرتے رہو۔اس لئے ہم تمہیں عطا نہیں کر رہے تھے مگر جب تمہارے دل میں یہ آیا کہ ہم دینے میں کچھ تنگی کر رہے ہیں تو پساورو اپنا دامن۔

یہ سن کر خواجہ صاحب نے اپنا دامن پسار دیا۔اتنا دیا، اتنا دیا کہ جب آنکھ کھلی تو کسی نے پوچھا داتا صاحب نے کیا دیا۔فرمانے لگے۔"گنج بخش" خزانے عطا کردیئے۔"فیض عالم" مجھے ہی کیا۔داتا صاحب تو سارے عالم کو فیض دیتے ہیں، ان کی شان یہ ہے "مظہر نور خدا" خدا تعالیٰ کے نور کے مظہر ہیں۔ "ناقصاراں پیر کامل" ناقصوں کے لئے کامل پیر ہیں۔"کاملاراں راہنما" کاملوں کے بھی رہنما ہیں۔

☆ معلوم ہوا کہ مزارات اولیاء پر حاضری دینا اوران سے فیض حاصل کرنا سلطان الہند غریب نواز کی سنت ہے۔داتا صاحب علیہ الرحمہ سے فیض حاصل

کرنے کے بعد آپ لاہور سے چلے۔ دہلی، سونی پت، پانی پت، کرنال سے ہوتے ہوئے اجمیر شریف پہنچے تو آپ کی عمر سینتالیس سال تھی۔ آپ کے ساتھ چند مرید تھے۔ اس کے سوا آپ کے پاس بظاہر کچھ بھی تھا مگر تاجدار کائنات ﷺ کی ایسی نورانی نظر تھی کہ پوری کائنات کو اپنی طرف مائل کرلیا۔ آپ کا دل مدینے کی طرف جھکا ہوا تھا اور لوگوں کے دل آپ کی جانب جھکے ہوئے تھے۔

☆ خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے اناساگر کو قید کرلیا

سفر کرتے کرتے خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ اناساگر تالاب کے پاس ذرا ہٹ کر جلوہ گر ہوگئے اور وہاں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگے۔ جب شام کا وقت ہوا تو پرتھوی راج کے کارندے پرتھوی راج کے اونٹ لے کر آگئے اور کہنے لگے۔ باباجی یہ جگہ خالی کرو۔ فرمایا کیوں؟ کارندے کہنے لگے۔ یہ جگہ راج پرتھوی راج کے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ خواجہ صاحب سمجھاتے رہے مگر وہ نہ مانے۔ بالآخر خواجہ صاحب یہ کہتے ہوئے اٹھ گئے، کہ یہاں اب اونٹ بیٹھے ہی رہیں گے۔

صبح کے وقت کارندے جب اونٹ کو اس جگہ سے اٹھانے کے لئے گئے تو

اونٹ اٹھنے کا نام نہیں لے رہے۔ بڑی کوششیں کیں مگر اونٹ نہ اٹھے، کسی کارندے نے کہا لگتا ہے، اس بابا کو ناراض کرنے کی وجہ سے ہے۔ چنانچہ پرتھوی راج کے کارندے خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کے پاس آئے اور ہاتھ جوڑ کر معافی مانگنے لگے۔ آپ نے انہیں معاف کر دیا اور فرمایا۔ اب جاؤ اپنے اونٹوں کو اٹھاؤ۔ اب جب کارندوں نے اونٹوں کو اٹھایا تو فورا کھڑے ہو گئے۔

اس واقعہ کے بعد پرتھوی راج نے ایک حکم نامہ جاری کیا کہ خواجہ صاحب کو اناساگر کا پانی استعمال نہیں کرنے دیا جائے۔ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ اے قطب الدین اٹھو اور مشکیزہ اٹھالو اور وہ مشکیزہ اس تالاب سے پانی کا بھر لاؤ تا کہ ہمیں پانی کی تکلیف نہ ہو۔ چنانچہ حضرت قطب الدین مشکیزہ لے کر اٹھے اور جیسے ہی اناساگر کے کنارے پر پہنچے۔ راجہ پرتھوی راج کے ملازمین نے کہا۔ آج تم آخری مرتبہ مشکیزہ بھر لو۔ اس کے بعد پھر کبھی اس تالاب سے پانی مت لینا۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ نے مشکیزہ کو پانی میں ڈالا جب مشکیزہ اچھی طرح بھر گیا تو حضرت قطب الدین علیہ الرحمہ نے مشکیزہ اوپر اٹھایا تو پورا اناساگر اس مشکیزہ میں آ گیا اور اناساگر مکمل طور پر خشک ہو گیا، گویا کہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے اپنے کمالات اور تصرفات سے سارے پانی کو مشکیزے میں بند کر لیا۔ جب اناساگر خشک ہو گیا تو ہندوؤں میں

کہرام مچ گیا کہ بابا نے ہمارے اناساگر کو خشک کر دیا۔ دھاڑے مار مار کر رونے لگے۔ یہ بات پرتھوی راج تک پہنچ گئی۔ وہ بھی بہت حیران ہوا۔ پرتھوی راج نے وزیروں کو بلوایا اور مشورہ کیا کہ کیا کریں؟ تمام وزیروں نے مشورہ دیا کہ ہمیں بابا سے معافی مانگنی چاہئے۔ چنانچہ سارے وزیر خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں پہنچے اور معافی مانگی مگر خواجہ صاحب علیہ الرحمہ معاف کرنے پر آمادہ نہ ہوئے اور فرمانے لگے کہ تم نے ہم سے بڑی بدتمیزی کی ہے اور پانی بھی ہم پر بند کر دیا۔ یہ سن کر وزیر ہاتھ جوڑ کر کہنے لگے۔ بابا اگر آپ نے ہمیں معاف نہ کیا تو ہمارا بہت نقصان ہوگا۔ ہمیں معاف کر دیجئے۔

بہر حال خواجہ صاحب علیہ الرحمہ نے انہیں معاف کر دیا اور حضرت قطب الدین علیہ الرحمہ سے فرمایا۔ اے قطب الدین! اٹھو اور وہ مشکیزہ اناساگر میں الٹ دو چنانچہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ اٹھے اور مشکیزے کو اناساگر میں الٹ دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اناساگر منہ تک بھر گیا۔ خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کی یہ کرامت دیکھ کر بتیس ہزار ہندو مسلمان ہو گئے۔

☆ پانی تیل کا کام دینے لگا

خواجہ صاحب علیہ الرحمہ نے اجمیر میں پہلی مسجد تعمیر کرنے کا ارادہ فرمایا۔

مریدوں نے رات کے وقت مسجد کی تعمیر شروع کی اور چراغوں میں تیل ڈال کر ساری رات مزدوری کرتے اور مسجد تعمیر کرتے۔ جب پرتھوی راج کو یہ اطلاع ملی تو اس نے اجمیر کے تمام دکانداروں کو حکم دے دیا کہ کوئی دکاندار بھی خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کے مریدین کو تیل نہ دے کیونکہ وہ تیل سے چراغ جلا کر رات کے وقت مسجد بنا رہے ہیں۔ چنانچہ مریدین دوسرے دن تیل خریدنے گئے تو تمام دکانداروں نے تیل دینے سے انکار کر دیا۔ مریدین پریشانی کے عالم میں خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں پہنچے۔

خواجہ صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ اے میرے مریدو! پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ان شاء اللہ تیل کا بندوبست بھی ہو جائے گا۔ جب رات کا وقت ہوا تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ قطب الدین، پانی لاؤ تا کہ نماز کے لئے وضو کریں۔

حضرت قطب الدین علیہ الرحمہ اٹھے اور پانی کا لوٹا بھر کر لائے اور نیچے ایک لوہے کا طشت رکھ کر وضو کرنے لگے تا کہ جو بھی وضو کا پانی گرے تو زمین پر نہ گرے بلکہ طشت میں گرے چنانچہ وضو مکمل ہو گیا تو خواجہ صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ تمام چراغوں کو میرے پاس لے آؤ۔ سارے خالی چراغ آپ کی خدمت میں پیش کر دیئے گئے۔ آپ نے وضو کا پانی تھوڑا تھوڑا چراغوں میں

ڈال دیا۔ مریدین حیران ہو کر پوچھنے لگے۔ حضور یہ کیا ہے؟ فرمایا اے میرے مریدو! یہ دیکھنے میں تو پانی ہے مگر چراغوں میں تیل کا کام دے گا۔

خواجہ صاحب کا یہ کہنا تھا مریدوں نے جیسے ہی ان چراغوں کو آگ دکھائی جس میں وضو کا پانی تھا، فوراً جلنا شروع ہو گئے جس کی روشنی میں مریدین نے شاندار مسجد تعمیر فرما دی۔

☆خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی بشارت شہاب الدین غوری کو

خواجہ صاحب علیہ الرحمہ نے جب سے پرتھوی راج کو اسلام کی دعوت دی۔ وہ آپ کو وقتاً فوقتاً تکلیفیں دیتا رہا۔ آپ تکلیفیں سہتے رہے۔ بالاخر ایک وقت آیا کہ آپ نے اپنے مریدوں سے فرمایا۔ گھبراؤ مت میں دیکھ رہا ہوں کہ پرتھوی راج عنقریب برے طریقے سے قتل ہونے والا ہے۔

دوسری جانب شہاب الدین غوری جو کہ ہند کا بادشاہ رہ چکا تھا، ہندوؤں سے شکست کھا کر زخمی حالت میں غزنی میں مایوسی کی زندگی گزار رہا تھا۔ رات خواب میں اس نے ایک نورانی چہرے والے بزرگ کو دیکھا۔ انہوں نے شہاب الدین کو سینے سے لگایا اور تسلی دیتے ہوئے فرمایا۔ ہمت کر، آگے بڑھ اور

ہند پر حملہ کر۔ اللہ تعالیٰ تجھے فتح عطا فرمائے گا۔ خواب دیکھنے کے بعد شہاب الدین غوری نے اپنے لشکر کے سپاہیوں کو جمع کرنا شروع کر دیا اور لڑائی کے ہتھیار جمع کر لئے گئے، مکمل تیاری کر کے حملہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے شہاب الدین غوری کو فتح عطا فرمائی۔

فتح و نصرت کا تاج سجا کر شہاب الدین غوری اجمیر شریف میں داخل ہوا تو شام ہو چکی تھی۔ مغرب کی اذانیں ہونا شروع ہو گئیں۔ شہاب الدین غوری حیران رہ گئے کہ اجمیر شریف میں اسلام کس نے پھیلایا۔ کسی راہ گیر کو پکڑ کر پوچھا۔ یہ اسلام کی روشنی یہاں کس نے پھیلائی۔ بتانے والے نے بتایا کہ سامنے جس مسجد سے اذان کی آواز آ رہی ہے۔ اس مسجد میں ایک فقیر جلوہ گر ہیں۔ یہ سب انہی کی برکتیں ہیں۔ یہ سن کر شہاب الدین غوری مسجد میں پہنچا تو جماعت قائم ہو چکی تھی۔ جماعت میں شامل ہو گیا۔ نماز کے اختتام پر جب خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے اپنا نورانی چہرہ نمازیوں کی طرف کیا تو شہاب الدین غوری کی حیرت کی انتہا نہ رہی اور وہ کہنے لگا لوگو! یہ تو وہی بزرگ ہیں جنہوں نے مجھے خواب میں تشریف لا کر سینے سے لگا کر ارشاد فرمایا کہ اے شہاب الدین غوری اٹھ! ہمت کر اور ہند پر حملہ کر، رب تعالیٰ تجھے فتح و نصرت عطا فرمائے گا۔

شہاب الدین غوری اٹھا اور دیوانہ وار روتے ہوئے خواجہ صاحب کی دست

بوسی کرنے لگا اور عرض کرنے لگا۔ حضور! مجھے اپنی غلامی میں لے لیں اور اپنا مرید بنالیں۔ خواجہ صاحب نے آپ کو اپنا مرید بنالیا۔

☆ خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کی سخاوت وتقویٰ

خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کے دربار اقدس پر ہر روز اس قدر کھانا پکتا تھا کہ پورے اجمیر کے غرباء، مساکین اور فقراء روزانہ پیٹ بھر کر کھانا کھاتے تھے، ہر روز صبح کے وقت خواجہ صاحب کے باورچی خانے کا ناظم حاضر خدمت ہوتا اور عرض کرتا۔ حضور! آج لنگر کے لئے پیسے چاہئے۔ خواجہ صاحب پوچھتے کتنے چاہئے۔ وہ حساب لگا کر بتاتا کہ اتنے پیسے درکار ہیں۔ خواجہ صاحب مسکراتے ہوئے اپنے مصلے کا کنارہ اٹھا دیتے اور فرماتے، جتنے پیسے چاہئے، لے لو۔ ناظم آگے بڑھتا تو کیا دیکھتا ہے کہ مصلے کے نیچے سونے چاندی کے خزانوں کا ڈھیر لگا ہوتا تھا۔

مگر وہی ناظم خواجہ صاحب کے نماز سے فارغ ہونے کے بعد جب مصلہ اٹھاتا تو مصلے کے نیچے کچھ بھی نہیں ہوتا تھا۔ یہ دیکھ کر ناظم حیران ہوگیا۔

اتنا کھانا پکنے کے باوجود ہمارے غریب نواز اس میں سے نہیں کھاتے تھے۔ دن میں روزہ رکھتے، رات کو قیام فرماتے۔ کئی کئی دن تک کچھ نہ کھاتے،

کبھی کھاتے تو سوکھی روٹی کا ایک ٹکڑا کھاتے، یہ جود و سخا تھا میرے غریب نواز علیہ الرحمہ کا۔

☆نوے لاکھ غیر مسلموں کو مسلمان کر دیا

لوگ تمام تر سہولیات ہونے کے باوجود بڑی بڑی جماعتیں اتنے لوگوں کو مشرف بہ اسلام نہیں کر سکیں مگر میرے خواجہ صاحب علیہ الرحمہ نہ مال ہے، نہ حکومت ہے، نہ تلواریں ہیں، نہ فورس ہے اور نہ ہی کوئی بڑی طاقت ہے مگر آقا و مولا ﷺ کا ایسا فیضان ہے کہ اس فیضان کو اپنے سینے میں لئے پرانی سادہ چٹائی پر بیٹھ کر نوے لاکھ غیر مسلموں کو مسلمان کر دیا۔

ایک اندرا گاندھی پوری تبلیغی جماعت مل کر بھی اس کو مسلمان نہ کر سکی۔ اندرا گاندھی جیسی آئی ویسے ہی چلی گئی مگر میرے خواجہ دنیا میں آئے تو تن تنہا تھے مگر جب اس دنیا سے گئے تو نوے لاکھ کو مسلمان کر کے گئے۔

☆خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کا وصال

مخلوق خدا کو رب تعالیٰ سے ملا کر، مخلوق خدا کے دلوں میں عشق مصطفی ﷺ پیدا کر کے، کفر کی تاریکیوں میں بھٹکنے والوں کو اسلام کی روشنی عطا کر کے، اُمّت کو قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ اور سلطان شہاب الدین غوری علیہ الرحمہ جیسے

گوہر نایاب عطا کرکے اور گنہ گاروں کو متقی اور پرہیز گار بنا کر ستانوے برس کی عمر میں چھ رجب المرجب 627ھ کے دن وصال کر گئے۔

جس دن آپ کا وصال ہوا اس دن آپ نے نماز عشاء با جماعت ادا فرمائی، نماز کے بعد آپ نے حجرہ شریف کا دروازہ بند کرلیا اور اپنے خاص خدام کو حکم دیا کہ خبردار! کسی کو میرے کمرے میں داخل نہ ہونے دینا۔ یہ فرما کر دروازہ بند کرلیا۔ آپ کی خاص خدام دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ کافی دیر تک آواز نہ آئی تو خدام نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ مگر دروازہ نہ کھلا۔ مریدین اور خدام کو بڑی تشویش ہوئی، بالآخر حجرہ کا دروازہ توڑا گیا تو کیا دیکھا۔ خواجہ صاحب کا وصال ہو چکا ہے اور آپ کی پیشانی سے نور نکل رہا ہے اور پیشانی پر یہ لکھا ہوا ہے۔

هذا حبيب الله في حب الله

یہ اللہ تعالیٰ کا محبوب، اللہ تعالیٰ کی محبت میں دنیا سے رخصت ہو گیا۔

☆ پیغام

محترم حضرات! غریب نواز علیہ الرحمہ کی مختصر سیرت آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ اس سے ہمیں یہ پیغام ملا کہ اگر کائنات میں کوئی بڑا کام کرنا ہے تو خوف خدا اور عشق رسول کو معیار زندگی بنانا ہوگا، یہ دونوں طاقتیں جن کے پاس

آ جائیں، وہ تن تنہا پوری کائنات کو فتح کر سکتا ہے۔

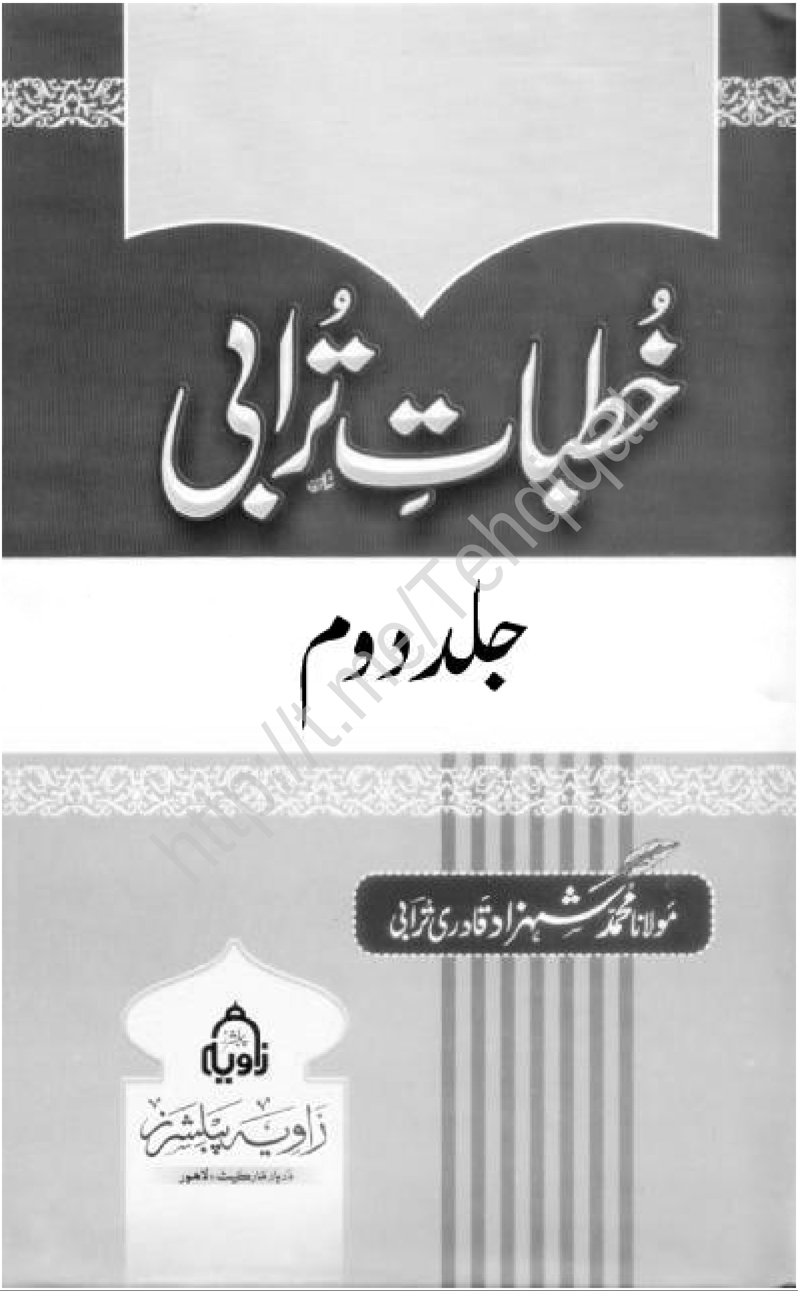
دوسرا پیغام یہ ملا کہ اہل اللہ کا دامن مضبوطی سے تھامے رہنا چاہئے۔ اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی محبت، ان کی تعظیم کا منبع و مرکز بنالینا چاہئے۔ ہر ہر قدم پر ان سے رہنمائی لیتے رہنا چاہئے کیونکہ تعلیمات اولیاء اللہ مشعل راہ ہے جو لوگ صوفیاء کے دامن کو مضبوطی سے تھام لیتے ہیں، وہ ہر قدم پر کامیاب ہوتے ہیں۔ خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کو ان کے پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمہ کی صحبت اور نگاہ فیض نے کیا سے کیا بنادیا۔

تیسرا پیغام ہمیں خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کی سیرت سے یہ ملا کہ راہ خدا میں بہت تکالیف آتی ہیں مگر کامیاب وہی ہوتا ہے جو ثابت قدمی کے ساتھ دین کی خدمت کو جاری رکھتا ہے۔ پرتھوی راج کا ظلم و جبر خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کو تبلیغ دین سے نہ روک سکا۔ اس کے کارندوں کی رکاوٹیں خواجہ صاحب کو اپنے مشن سے نہ روک سکیں۔ خواجہ صاحب ڈٹے رہے حتیٰ کہ آپ خدمت دین سے بال برابر پیچھے بھی نہ ہٹے اور ہمیں سکھا گئے کہ اے میرے چاہنے والو! اگر سچے عاشق رسول ہو تو تم بھی ثابت قدم رہنا۔ تمہارا مال، تمہاری بیوی، تمہاری اولاد، تمہارے گھر والے اور دنیا کے طعنے تمہیں متزلزل نہ کر سکیں۔ تم دین کی خدمت جاری رکھنا بال برابر بھی پیچھے نہ ہٹنا، پھر دیکھنا اگر تم ثابت قدم رہے تو پھر کامیابی و کامرانی

کس طرح تمہارے قدم چومے گی۔

محترم حضرات! بزرگان دین کے ایام منانا کمال نہیں ہے بلکہ کمال تو یہ ہے کہ ہم ان کے مشن کو دنیا کے کونے کونے میں اخلاص کے ساتھ پہنچائیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اے مولا جل جلالہ! ہم سب کو خواجہ صاحب کی برکتوں سے مالا مال فرما اور ان کی سیرت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرما اور غریب نواز علیہ الرحمہ کے مزار پُرانوار پر صبح قیامت تک اپنی رحمت و رضوان کی بارش فرما۔ آمین ثم آمین


خُطباتِ ترابی
جلد دوم
مولانا محمد شہزاد قادری ترابی
زاویہ
زاویہ پبلشرز

فہرست

خطبات ترابی ''ایک قیمتی سرمایہ''

ازقلم: حضرت علامہ محمد سلیم رضوی

(نگران بزم رضویہ اہلسنت و جماعت' کراچی)

خطابت دراصل ایک فن ہے، جس کا مقصود سامع کے دل و دماغ میں اپنی غایت ومنشاء کا آثار دینا ہے۔ اس انداز پر کہ وہ آپ کی دعوت پر لبیک کہنے کے لئے مجبور ہوجائیں اور آپ کے پیغام کو قبول کرنے کو اپنی نجات و بھلائی کا واحد راستہ جانیں۔ دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں ہر دور میں خطابت نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ وعظ و نصیحت بصورت بیان و خطاب سنت انبیاء وسنت خیرالوریٰ امام الانبیاء ﷺ ہے۔ اس لحاظ سے دینی وعظ و خطاب سنت و عظیم طاعت ہے جس پر کئی احادیث واقوال بزرگان دین بطور شہادت پیش کئے جاسکتے ہیں۔ چند ایک ملاحظہ فرمائیں کیونکہ سردست کلام میں اختصار ملحوظ ہے۔

''نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہے''

''جو کسی کو نیکی کی دعوت دے، اسے ہر کلمہ کے بدلے ایک سال کی مقبول عبادت کا ثواب ملے گا''

درج بالا ارشاد اس خیال کو تقویت دیتے ہیں کہ ہمیں بحیثیت خادم دین (جو

خطابت کا اہل ہو) اس طرف خصوصی توجہ کرنی چاہئے۔لیکن گزشتہ کچھ سالوں میں عوام کا مزاج کچھ بدل سا گیا ہے۔عوام نے زیادہ شور مچانے اور عجیب وغریب باتیں کرنے والے کو ''بہترین خطیب'' گردانا شروع کردیا ہے۔اختتام بیان پر اگر ان شعلہ بیان خطیبوں کے سامعین کو پوچھ لیا جائے،خطاب کیسا رہا تو زمین وآسمان کی قلابیں ملاتے نہیں تھکتے،لیکن اگر عنوان ہی پوچھ لیا جائے تو شاید نہ بتا سکیں۔خیر میں عرض کررہا تھا کہ خطابت کی اہمیت کے حوالے سے......اللہ عزوجل کا یہ خاص کرم رہا کہ اہل سنت وجماعت کے پاس ہر دور میں بہترین خطیب رہے ہیں جنھوں نے اپنے اعجاز کلام،زور بیان اور خداداد صلاحیتوں اور مقبولیت عامہ کے ذریعہ مسلک حق کا خوب خوب دفاع کیا۔گویا وہ آہنی دیوار تھے جس سے ٹکرا کر بدمذہبیت اور الحاد کی بے شمار منہ زور آندھیاں ختم ہوگئیں اور غریب اہل سنت محفوظ رہ گئے۔اگر میں ان خطباء کے نام لوں تو شاید ایک رسالہ تیار ہوجائے،فی الحال چند بزرگوں کا نام محض اپنے قلم برداشتہ لکھ رہا ہوں تا کہ برکت بھی شامل ہو اور عوام اپنے حافظہ کی بنیاد پر اکابرین کو پہچانیں۔

امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے بے شمار افراد کو حمایت دین اور غلبۂ اسلام کے حوالے سے تیار کیا۔آپ کے خلفاء،معتقدین میں درج ذیل احباب فن خطابت میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔

☆صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی

☆ شیر بیشۂ سنت مولانا ہدایت رسول قادری

☆ محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی

☆ صدرالشریعہ مولانا امجد علی اعظمی (اگرچہ خطابت آپ کی فیلڈ نہیں تھی، آپ درس وتدریس میں مشغول رہتے مگر چند خطابات ایسے کئے کہ علماء بھی دنگ رہ گئے اور اعلیٰ حضرت آپ کے خطاب پر اعتماد رکھتے تھے۔ یہ شہادتیں اس جانب اشارہ کرتی ہیں کہ صدرالشریعہ بہترین خطیب تھے۔ اگرچہ زیادہ خطاب نہیں کئے)

☆ حضرت عبدالاحد

☆ حضرت شاہ عبدالعلیم میرٹھی (مبلغ اسلام)

☆ شیر بیشۂ سنت مولانا حشمت علی خان

☆ حضرت شاہ احمد مختار صدیقی میرٹھی

☆ سلطان الواعظین علامہ ابوالنور محمد بشیر صاحب (کوٹلی)

☆ غزالئ زماں علامہ سید سعید احمد کاظمی

☆ خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحب

☆ پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری رضوی رحمہم اللہ

موجودہ دور میں بھی بہت سے علماء بذریعہ خطابت خوب اسلام کے پیغام کو عام کررہے ہیں جیسے علامہ خادم حسین رضوی، علامہ ڈاکٹر اشرف آصف جلالی، پیرزادہ

رضا ثاقب مصطفائی، علامہ ڈاکٹر عرفان شاہ مشہدی و دیگران روشن ناموں میں ایک نام علامہ شہزاد قادری ترابی کا بھی ہے۔علامہ شہزاد قادری ترابی علمی حلقوں میں بے حد معروف ہیں۔آپ کی اصل پہچان آپ کا وہ تحریری کام ہے جو خون جگر سے آپ نے ترتیب دیا ہے۔ یہ تو مجھے معلوم نہیں کہ اس شعبہ میں آپ نے قدم کب اور کیسے رکھا مگر ماشاءاللہ تصانیف کی تعداد دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اس کے پیچھے سالوں کا سفر ہے، کئی راتوں کی قربانیاں ہیں کیونکہ تصنیف کے لئے جو یکسوئی اور تنہائی درکار ہے، وہ ایک مقبول عام خطیب کے لئے اکثر مفقود ہوتی ہے اس لئے آپ کی کتب دیکھ کر دل سے بس یہی ایک دعا نکلتی ہے۔

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

احقر کو یہاں آپ کی کتابوں پر تبصرہ کرنا مقصود نہیں ورنہ میں ثابت کر دیتا کہ آپ نے اپنی کتب کے ذریعہ بہت بڑے خلاء کو پر کر دیا ہے۔ گویا کہ ایک فرض تھا جماعت پر جس سے علامہ شہزاد قادری ترابی نے سبکدوش کر دیا۔ اللہ پاک انہیں اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔مسلک اعلیٰ حضرت کے شیدائی معتدل مزاج علامہ شہزاد قادری ترابی کا قلم کلک رضا کا عکس و پرتو ہے اور علامہ ترابی مظہر فیض رضا...... میں اپنی بات کا رُخ حضرت کی خطابت کی طرف اس شعر کو بیان کر کے کر رہا ہوں۔

دل اعداء کو رضا تیز نمک کی دھن ہے
اک ذرا اور چھڑکتا رہے خامہ تیرا

یہ حقیقت ہے کہ عوام میں مقبول زیادہ وہی ہوتا ہے جو بہترین خطیب ہوتا ہے، لیکن یہاں معاملہ برعکس ہے۔ علامہ شہزاد قادری ترابی اپنی تصانیف اور ندرت کلام اور اچھوتے انداز پر مبنی لٹریچر کی بنیاد پر خطابت کی دنیا میں آئے۔ ایک سبب شاید خطابت کی طرف مائل ہونے کا یہ بھی رہا ہوگا کہ آپ کے پیرومرشد پیر طریقت رہبر شریعت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ (جن کا ابھی حال میں وصال باکمال ہوا ہے، قارئین دعائیں مغفرت و بلندیٔ درجات میں یاد رکھیں) ایک بہترین اور مقبول زمانہ خطیب تھے۔ لیکن میں آج بھی حیرت زدہ ہوں کہ آخر کس طرح علامہ شہزاد قادری ترابی خطابت و تصنیف دونوں شعبوں میں کام کررہے ہیں، نہ صرف کررہے ہیں بلکہ مثالیں قائم کررہے ہیں۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا کرم بذریعہ مصطفی ﷺ و اولیاء کرام علیہم الرضوان ہے ورنہ خطابت و تصانیف کے درمیان تعلقات کچھ زیادہ خوش گوار نہیں۔ جتنے بھی مصنفین گزرے ہیں، عام طور پر وہ خطیب نہیں تھے اور جب لوگوں نے خطابت کے ساتھ تصانیف کا ذخیرہ چھوڑا ہو، وہ لوگ چند ہی ہیں جنہیں انگلیوں پر گنا جاسکتا ہے اور قاعدہ ہے کہ

الشاذ کالمعدوم

خیر اللہ کرے علامہ شہزاد قادری ترابی کا قلم اور زبان یوں ہی خدمت دین کے لئے چلتے رہیں اور خطبات ترابی اس حوالے سے بہت ممتاز ہے کہ یوں تو خطابت پر مارکیٹ میں بہت ہی کتابیں ہیں لیکن بعض تو چند عنوانات پر مشتمل ہیں اور بعض اتنی

دقیق ہیں کہ مبتدی مستفیض نہیں ہوسکتا۔ یہ علامہ شہزاد قادری ترابی کا احسان ہے کہ انہوں نے خطابت کے میدان میں نو واردوں کو ''ہتھیار'' فراہم کر دیا ہے۔اب یہ ان پر منحصر ہے کہ وہ اس ہتھیار کو کیسے استعمال کرتے ہیں۔''خطبات ترابی'' ایک قیمتی سرمایہ ہے۔جس سے بہت سے احباب اس وادیٔ پرخار میں اترنے کا حوصلہ پا سکتے ہیں۔علامہ شہزاد قادری ترابی کی خطابت کے چند تخصصات جو میرے مشاہدے میں آئے، بیان کرتا ہوں، جو بلاشبہ ان کے پیرومرشد کے فیض کی برہان ہے۔

☆ آپ اپنے اور سامعین کے وقت کا خیال رکھتے ہوئے مقصدیت سے پُر گفتگو کرتے ہیں۔حصول لطیفے، ذاتی واقعات اور موضوع سے انحراف فقیر نے کبھی نہیں دیکھا۔

☆ آپ نے خطابت کو طلب مال وشہرت کا ذریعہ نہیں بنایا، اپنا سیکریٹری نہیں رکھتے، عوام کی دسترس میں رہتے ہیں، عوام وخواص ہر ایک کو وقت دیتے ہیں اور اکثر جگہ سے بغیر لفافے کے لوٹ آتے ہیں، ماتھے پر شکنیں نہیں پڑنے دیتے۔

☆ آپ تہذیب یافتہ ستھری زبان استعمال کرتے ہیں۔اپنے بدترین دشمن کو بھی گالی نہیں دیتے، نہ بے ہودہ طریقہ اپناتے ہیں، ہاں کبھی کبھی جذبات کا اظہار بھی کرتے ہیں، کیونکہ آپ ایک کھرے اور سچے عاشق رسول ﷺ ہیں۔

☆ آپ اپنے خطابات میں اصلاح احوال پر بے حد زور دیتے ہیں۔آپ دراصل ہنگامۂ قیامت بپا کرنا چاہتے ہیں تاکہ اہل سنت اپنے مرتبہ ومقام کو پہچان کر

اپنے حقوق حاصل کرسکیں۔

☆ آپ عام فہم انداز میں بیان کرتے ہیں۔اپنی علمیت جھاڑنا اور مشکل الفاظ سے لوگوں کو مرعوب کرنے کے قائل نہیں،تحریر ہو یا تقریر،آسان الفاظ کا چناؤ کرتے ہیں تاکہ ایک کم پڑھا لکھا آدمی بھی مقصود کو پالے،ہم ان کی اس حکمت کو سلام پیش کرتے ہیں۔

☆ آپ اپنی خطابت سے دوسروں کو دینی کاموں میں مضبوط کرتے ہیں۔جہاں جاتے ہیں،عوام میں دوران بیان خوب حوصلہ افزائی سے نوازتے ہیں۔مجھے وہ وقت آج بھی یاد ہے جب ''بزم رضویہ'' کے ابتدائی ایام تھے اور آپ ''ہماری بزم'' کہہ کر میرے حوصلوں کو اوج ثریا نصیب کرتے تھے۔

☆ آپ بیان میں کسی قسم کے تصنع یا بناوٹ سے کام نہیں لیتے بلکہ اپنے مخصوص انداز بیان سے مخاطب ہوتے ہیں۔آپ کسی کی نقل نہیں اتارتے بلکہ قدرتی انداز میں بیان کرتے ہیں۔مجمع کی تعداد دیکھ کر بیان نہیں کرتے بلکہ مجمع کم ہو یا زیادہ،دل سے بیان کرتے ہیں۔

☆ آپ ایک نڈر اور بے باک مبلغ ہیں۔اپنے پیرومرشد کی طرح حق بات کہنے سے ڈرتے ہیں نہ جھجکتے ہیں۔مسلک کی طرف آنکھ اٹھانے والوں کی آنکھ پھوڑ دینا آپ کا وطیرہ ہے۔میرے مطابق تو آپ ''اغیار و کفار'' کے لئے ایک ننگی تلوار ہیں جس نے نیام میں رہنا نہیں سیکھا،انداز مصلحانہ اور دھیما ہی رکھتے ہیں۔

☆ آپ کے پیش نظر غلبۂ اسلام کی جدوجہد ہے۔اس لئے آپ اپنی خطابت سے اپنے ہی بھائیوں پر کیچڑ نہیں اڑاتے، فروعی اختلاف کو بنیاد بنا کر کردار کشی نہیں کرتے۔آپ اپنی خطابت سے توڑتے نہیں، جوڑتے ہیں۔

بس یہی پرانی بات روک رہا ہوں، پھر کبھی اس تشنہ مضمون کی تکمیل کی طرف دھیان کروں گا۔ دعا گو ہوں کہ اللہ پاک آپ کو مزید عروج دے اور ان کا اقبال ہمیشہ بلند رکھے۔یہ چرک اہل سنت پر ہمیشہ تاباں رہیں۔آمین

طبیب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

اور بیماریوں کے علاج

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ بنی اسرائیل سے آیت نمبر 82 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات! جس قدر تیزی سے دنیا ترقی کی جانب بڑھ رہی ہے، اتنی

ہی تیزی سے بیماریاں بھی بڑھتی چلی جارہی ہیں۔ایسی ایسی مہلک بیماریاں جن کا ہم نے کبھی نام بھی نہیں سنا تھا، آج وہ بیماریاں وائرس کی صورت میں پوری پوری آبادیوں اور شہروں کو اپنی لپیٹ میں لے رہی ہیں۔اس سے بڑھ کر حیرت کی بات یہ ہے کہ بالکل چھوٹی عمر میں ہارٹ اٹیک، شوگر، بلڈ پریشر اور گردوں کی بیماریاں بچوں میں نظر آنے لگی ہیں۔اس معاملے نے سب کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔

ان بیماریوں کی کثرت سے پھیلنے کی دو بنیادی وجوہات ہیں۔پہلی وجہ حضور ﷺ کی تعلیمات سے دوری اور کھانے پینے میں بے احتیاطی ہے، جس کی بناء پر آج پورے معاشرے میں کثرت سے نت نئی بیماریاں پھیلتی جارہی ہیں۔ اب ہمیں مل کر ان بیماریوں کی روک تھام کے لئے کوئی حل نکالنا چاہیے تاکہ ہمارے مسلمان بھائی ان بیماریوں سے محفوظ رہیں۔اب احادیث کی روشنی میں بیماریوں کے علاج آپ کی خدمت میں بیان کرتا ہوں جنہیں سن کر اور ان پر عمل کر کے ہم بھی شفاء اور رحمت سے اپنے دامن کو بھر لیں۔

☆ سورۂ فاتحہ ہر بیماری کی دوا:

ابو داؤد شریف کتاب البیوع میں حدیث نمبر 24 نقل ہے۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ کے کچھ اصحاب

ایک سفر میں تھے کہ وہ عرب کے ایک قبیلے کے پاس اترے اوران سے ضیافت کے لئے کہا تو انہوں نے مہمان نوازی سے انکار کر دیا۔پس اس قبیلے کے سردار کو سانپ نے کاٹ لیا۔انہوں نے ہر ایک چیز سے اس کا علاج کر کے دیکھ لیا،لیکن کسی چیز نے اسے فائدہ نہ دیا۔ان میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ تم ان لوگوں کے پاس کیوں نہیں جاتے جو تمہارے پاس اترے ہوئے ہیں۔شاید ان میں سے کسی کے پاس کوئی ایسی چیز ہو جو تمہارے سردار کو فائدہ دے۔

ان میں سے بعض لوگوں سے (اصحاب رسول سے) کہا کہ ہمارے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے۔ہم نے ہر چیز سے ان کا علاج کر کے دیکھ لیا لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا،کیا آپ حضرات میں سے کسی کو دم کرنا آتا ہے؟ان میں سے ایک صحابی نے فرمایا کہ میں دم کروں گا لیکن ہم نے تم لوگوں سے ضیافت کے لئے کہا تھا کہ تم نے انکار کر دیا لہذا میں دم نہیں کروں گا۔یہاں تک کہ میرے لئے کوئی انعام مقرر کرو۔پس انہوں نے بکریوں کا ایک ریوڑ (انعام کے طور پر) مقرر کر دیا۔

پس وہ صحابی اس کے پاس تشریف لے گئے اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کرتے رہے،یہاں تک کہ وہ شفایاب ہو گیا جیسے قید سے آزاد ہوا ہو،راوی کا بیان ہے کہ انہوں نے جو انعام مقرر کیا تھا،وہ پیش کر دیا۔صحابہ کرام نے کہا کہ (اس انعام کو) تقسیم کر لیں۔دم کرنے والے صحابی نے کہا ایسا نہ کیجئے،یہاں تک کہ

رسول پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر اس کا حکم دریافت کرلیں۔ اگلے روز رسول پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور واقعہ عرض کردیا۔

رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اس کے ساتھ دم کیا جاسکتا ہے؟ تم نے اچھا کیا اور اپنے ساتھ میرا حصہ بھی رکھ لینا۔

اس حدیث پاک سے تین باتیں معلوم ہوئیں۔

1۔سورۂ فاتحہ ایسی برکت والی سورت ہے کہ اگر کسی مریض پر پڑھ کر دم کی جائے تو وہ شفا پا جاتا ہے۔

2۔دم کرنا جائز ہے جو اس کو ناجائز کہتے ہیں، ان کا قول غلط ہے کیونکہ دم کرنا حدیث شریف سے ثابت ہے۔

3۔تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ دم کرنے اور تعویذ دینے پر اجرت (پیسے) لینا جائز ہے کیونکہ اگر دم پر اجرت ناجائز ہوتی تو نبی پاک ﷺ اپنے اصحاب کو منع فرمادیتے۔

☆ کھانے کے اول و آخر نمکین:

ترمذی شریف میں حدیث شریف ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ کھانے کے اول و آخر نمکین ستر بیماریوں کو دور کرتا ہے۔

سبحان اللہ! کتنی پیاری بشارت ہے۔کھانا ہر مسلمان کھاتا ہے، تھوڑی سی توجہ کی ضرورت ہے۔کھانے کے شروع میں نمکین چیز کھالیں۔بعض لوگ روٹی میں بھی نمک کا استعمال کرتے ہیں۔ چاول میں بھی نمک ہوتا ہے اگر ابتداء میں روٹی تھوڑی سی کھالی اور آخر میں بھی روٹی تھوڑی سی کھالی تو ستر بیماریاں دور ہوجائیں گی۔آدمی کتنا ہی غریب ہو، نمک جیسی نعمت تو ہر گھر میں ہمہ وقت موجود رہتی ہے۔ اگر کھانے سے پہلے تھوڑا سا نمک چاٹ لیں اور اختتام پر تھوڑا سا نمک چاٹ لیں تو بھی ستر بیماریاں دور ہوں گی۔

☆بزرگوں کا عمل:

ہمارے شیخ حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ ایک مرتبہ فرمارہے تھے کہ میں ہند کے دورے پر تھا۔اڑیسہ ہند کے بہت بڑے عالم میرے ساتھ تھے، جہاں ہم دعوت پر جاتے اور جیسے ہی کھانا شروع ہوتا، وہ عالم دین اپنے جیب سے ایک پڑیا کھولتے، اس میں سے تھوڑا نمک چاٹ لیتے پھر کھانے کے اختتام پر بھی ایسا ہی کرتے اور پڑیا بند کرکے اپنے جیب میں رکھ لیتے۔میں نے ان سے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے۔کھانے کے اول وآخر نمکین ستر بیماریوں کو دور کرتا ہے۔

جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ اکثر بیماریاں کھانے پینے کی بے احتیاطی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں کیونکہ ہمارے کھانے پینے کا معاملہ بڑا عجیب وغریب ہے۔ صبح ناشتہ کرتے ہیں، پھر دن بارہ بجے چائے اور بسکٹ کھاتے ہیں پھر تین بجے دوپہر کا کھانا کھاتے ہیں، پھر شام کو سموسے، پکوڑے اور چائے ہوتی ہے اور رات کو خوب پیٹ بھر کر کھانا کھا کر لیٹ جاتے ہیں۔ ان تمام کھانے پینے کے معاملات کے بعد آپ خود ہی فیصلہ کریں، اب پیٹ کا کیا قصور ہے؟

بیماریاں جنم نہیں لیں گی تو کیا چیز جنم لے گی، موٹاپا نہیں ہوگا تو اور کیا ہوگا۔ معدہ خراب نہیں ہوگا تو کیا ہوگا؟

دعوتوں کے موقع پر بے تکلف ہوکر کھانے پر ٹوٹ پڑنا کہ کھانا بھی پناہ مانگے کہ میں کس کے ہتھے چڑھ گیا۔ اگرچہ کھانا کسی اور کا ہے مگر میرے بھائی پیٹ تو آپ کا ہے۔ آپ اپنا پیٹ سمجھ کر کھائیے تاکہ طرح طرح کی بیماریاں جنم نہ لیں۔ ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پیٹ کے متعلق جو ارشادات فرمائے ہیں، اگر ہم اس پر عمل کریں تو سینکڑوں بیماریوں سے بچ جائیں گے۔

☆ پیٹ کے تین حصے کیئے جائیں:

ابن ماجہ شریف میں حدیث نمبر 3349 نقل ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا۔ آدمی اپنے پیٹ سے بُرا برتن نہیں بھرتا۔ انسان کے لئے چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھیں۔ اگر ایسا نہ ہو سکے تو ایک تہائی کھانے کے لئے، ایک پانی اور ایک ہوا۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ کھانے کے تین حصے کئے جائیں۔ ایک کھانا، ایک پانی اور ایک ہوا کے لئے، مگر ہمارا حال یہ ہے کہ ہم تینوں حصوں میں قورمہ روٹی ڈال دیتے ہیں۔ کوئی پوچھے کہ پانی اور ہوا کا کیا بنے گا تو کہتے ہیں کہ پانی اپنا راستہ خود بنا لے گا اور ہوا کی ہمیں ضرورت نہیں۔

☆ رب تعالیٰ کا پسندیدہ بندہ:

جامع صغیر میں حدیث نمبر 221 نقل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو تم میں سب سے زیادہ وہ بندہ پسند ہے جو کم کھانے والا اور ہلکے بدن والا ہے۔

☆ جب بھی کھانا کھائیں، ٹھنڈا کر کے کھائیں:

امام حاکم علیہ الرحمہ مستدرک میں حدیث نمبر 7125 نقل کرتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: گرم کھانا ٹھنڈا کر لیا کرو کیونکہ گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ گرم کھانا جس میں دھواں نکل رہا ہو یا شدید گرم ہو، اسے تھوڑا ٹھنڈا کرلیا جائے تاکہ منہ کے اندر اوپر کا حصہ جلنے سے محفوظ رہے اور بے برکتی بھی نہ ہو۔ اس حدیث پاک کو سامنے رکھ کر کسی وقت آپ خود تجربہ کیجئے گا کہ گرم گرم بریانی جب تھال یا پلیٹ میں آتی ہے تو فورا تھال یا پلیٹ صاف ہوجاتی ہے، اسی طرح گرم گرم روٹیاں تندور میں سے جب آتی ہیں، تو پتہ ہی نہیں چلتا کہ اتنی روٹیاں کیسے کھائی گئیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی لہذا جب بھی کھانا آئے، تھوڑا سا ٹھنڈا کر کے کھائیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ بالکل ٹھنڈا کرلیں بلکہ اتنا گرم ہو کہ باآسانی کھایا جاسکے۔

☆ خلال کریں، داڑھوں کو کمزور ہونے سے بچائیں:

مجمع الزوائد میں حدیث نمبر 7952 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو کھانا (بوٹی کے ریشے وغیرہ) داڑھوں میں رہ جاتا ہے، وہ داڑھوں کو کمزور کردیتا ہے۔

امام طبرانی معجم الکبیر میں حدیث نمبر 4061 نقل کرتے ہیں۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: خلال کرنے

والے کتنے عمدہ ہیں، وضو میں خلال کرنے والے اور کھانے کے بعد خلال کرنے والے ہیں۔

دو احادیث آپ نے سماعت فرمائیں۔ معلوم ہوا کہ کھانا کھانے کے بعد بوٹی کے ریشے وغیرہ جو داڑھوں میں رہ جاتے ہیں، انہیں پتلی لکڑی کے ذریعے نکال لینا چاہئے۔ یہاں ایک اہم بات عرض کرتا چلوں، لوگ لوہے، تانبے اور مختلف دھاتوں سے بنی ہوئی نوکیلی چیزوں سے خلال کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ اس طرح دانتوں کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔ آہستہ آہستہ دانت سڑ جاتے ہیں لہذا اچھی والی پتلی سی لکڑی جسے ٹوتھ پک کہا جاتا ہے، وہ سنت کی نیت سے استعمال کریں اور نیت صرف سنت رسول کی ہو کیونکہ دانتوں سے بوٹی کے ریشے تو خلال سے نکل ہی جائیں گے۔ اگر سنت کی نیت ہوگی تو اجر بھی ملے گا اور اجر بھی کتنا بڑا کہ حدیث پاک میں خلال کرنے والوں کو عمدہ فرمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ جسے عمدہ کہیں اس سے بڑھ کر عمدہ کون ہوگا۔

☆ شفاء، دوا اور بیماری:

طبرانی شریف میں حدیث پاک ہے۔ حضرت ملیکہ بنت عمرو رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا، گائے کے دودھ میں شفاء ہے،

اس کا مکھن دوا ہے اور گوشت بیماری ہے۔

محترم حضرات! آقا کریم ﷺ نے گائے کے دودھ کو شفاء ارشاد فرمایا: دودھ سے متعلق چند اہم باتیں سماعت فرمائیں۔دودھ تازہ اور خالص ہو، چینی کے بجائے شہد ملا کر پیا جائے تو یہ بہترین غذا، ذہنی پریشانی کا علاج، ساتھ ہی منہ اور پیٹ کے زخموں کا بہترین علاج ہے۔ دودھ پینے کا صحیح وقت خالی پیٹ ہے۔دودھ پینے کے فوراً بعد چہل قدمی کرنا یا سوجانا یہ ہاضمے کو خراب کرتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ گائے کے گوشت میں بیماری ہے۔اس فرمان کو سامنے رکھ کر ہم گائے کے گوشت کے متعلق ڈاکٹرز اور حکیموں کی رائے کو سنتے ہیں تو وہ بھی اب تحقیق کر کے یہی کہتے ہیں کہ گائے کے گوشت میں بیماری ہے یعنی چودہ سو سال سے قبل آقا و مولا ﷺ نے جو ارشاد فرمایا: آج جدید تحقیق اس کو تسلیم کر رہی ہے لہذا اگر صحت کا خیال رکھنا ہے تو گائے کا گوشت صرف قربانی کے تین دنوں اس میں بھی ایک لمٹ کے ساتھ کھائیں۔ باقی پورا سال نہ کھائیں۔کبھی سال کے کسی دن دعوت یا نیاز وغیرہ میں گائے کا گوشت ہو تو کم کھائیں تا کہ بیماری ہمارے جسم کو نقصان نہ پہنچائے۔

☆نہار منہ پانی نہ پئیں:

طبرانی شریف میں حدیث پاک ہے جسے امام یوسف بن اسماعیل نبھانی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب انوار محمدیہ کے صفحہ نمبر 575 پر نقل کیا ہے۔حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔نہار منہ پانی پینا جسم کی طاقت کو کم کرتا ہے۔

محترم حضرات! ایک مسلمان کا یہ ایمان ہے۔ جب تاجدار کائنات ﷺ کا ارشاد ہم تک پہنچ جائے،تو پھر ساری تحقیقات اس کے سامنے بے بس اور بے کار ہیں۔میڈیکل سائنس جتنی بھی تحقیق کر لے کہ نہار منہ پانی پینا فائدہ مند ہے لیکن فرمان رسالت ﷺ اسے جسم کی طاقت کی کمی کا باعث قرار دیتا ہے لہذا ہمیں اپنے آقا و مولا ﷺ کے ارشاد پر سر تسلیم خم کرتے ہوئے نہار منہ پانی پینے سے بچنا چاہیے۔نیند سے اٹھنے کے بعد اگر حلق (گلا) سوکھتا ہو تو آپ کوئی چیز کھا کر مثلاً کھجور، کشمش وغیرہ کھا کر پھر پانی پی لیں تا کہ جسم کی طاقت میں کمی نہ ہو۔

☆ بدھ کے دن ناخن نہ کاٹے جائیں:

حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار جلد چوتھی صفحہ نمبر 202 مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت لبنان پر نقل ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ بدھ کے دن ناخن کتروانے والے کو برص کی بیماری لاحق ہو جاتی ہے۔

علامہ طحطاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ علامہ ابن الحاج کے بارے میں ہے کہ انہوں نے بدھ کے دن ناخن کتروانے والی حدیث کوضعیف جان کر بدھ کے دن ناخن کاٹ لئے تو انہیں برص کی بیماری لاحق ہوگئی۔ بہت پریشان ہوئے اور پریشانی کے عالم میں سوئے تو خواب میں نبی پاک ﷺ کی زیارت ہوئی۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا (اے ابن الحاج) کیا تم نے نہیں سنا کہ میں نے بدھ کی دن ناخن سے منع فرمایا ہے؟ عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! میں نے حدیث کو ضعیف سمجھ کر بدھ کے دن ناخن کاٹ لئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگرچہ حدیث ضعیف ہے مگر فرمان تو میرا ہی تھا پھر اس کے بعد کونین کے تاجدار طبیب اعظم ﷺ نے ان کے جسم پر اپنا دست اقدس پھیرا تو تمام بیماری ختم ہوگئی۔

امام ابن الحاج علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کی کہ آئندہ کسی بھی حدیث رسول کی مخالفت نہیں کروں گا۔

محترم حضرات! آپ نے علامہ ابن الحاج علیہ الرحمہ کا واقعہ سنا۔ اس واقعہ سے ان لوگوں کو بھی نصیحت حاصل کرنی چاہئے جو ضعیف ضعیف کی رٹ لگا کر حدیث رسول کو ماننے سے انکار کرتے ہیں۔

یہاں ایک اہم بات بھی عرض کرتا چلوں کہ اگر ناخن بہت زیادہ بڑھ جائیں اور بدھ کا دن آجائے تو اب بدھ کے دن ناخن کاٹ سکتے ہیں کیونکہ ناخن چالیس

دن سے پہلے کاٹ لینے چاہئیں۔ چالیس دن گزار دینا مکروہ ہے۔کوشش یہی ہونی چاہئے کہ ہر جمعہ کو پابندی کے ساتھ ناخن کاٹ لیں۔اس سے بیماریاں دور ہوتی ہیں۔

☆بیماری نکل جاتی ہے:

امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاد حضرت امام ابن ابی شیبہ اپنی حدیث کی کتاب مصنف ابن ابی شیبہ میں جلد دوم صفحہ نمبر 65 پر حدیث شریف نقل کرتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن اپنے ناخن کاٹتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے بیماری نکال دیتا ہے۔

مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ بہار شریعت حصہ 16 صفحہ نمبر 226 پر حدیث شریف نقل فرماتے ہیں کہ جو شخص جمعہ کے دن ناخن ترشوائے، اللہ تعالیٰ اس کو دوسرے جمعہ تک بلاؤں سے محفوظ رکھے گا اور تین دن زائد یعنی دس دن تک بلاؤں سے محفوظ رکھے گا۔

محترم حضرات! معلوم ہوا کہ اگر بیماریوں اور بلاؤں سے نجات حاصل کرنی ہے تو جمعہ کے دن ناخن کاٹنے کی عادت ڈالیں تاکہ بیماریاں دور ہوں اور رحمت آئے۔

☆حضور ﷺ کی پسندیدہ سبزی:

ابن ماجہ کی حدیث پاک ہے: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار اعظم ﷺ کدو سے محبت فرماتے ہیں۔

محترم حضرات! کدو ایک عام سبزی ہے۔ ہر سبزی کی طرح جو کہ پوری دنیا میں کاشت کی جاتی ہے۔اس کا بے مثال ہونا اس لئے ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کے محبوب جان عالم ﷺ نے پسند فرمایا:

☆ کدو کے فوائد:

امام طبرانی علیہ الرحمہ،طبرانی شریف میں حدیث پاک نقل کرتے ہیں۔ حضرت وائلہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرورکونین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے لئے کدو موجود ہے کہ یہ دماغ کو بڑھاتا ہے۔مزید تمہارے لئے مسور کی دال ہے جسے کم از کم ستر پیغمبروں کی زبان پر لگنے کا شرف حاصل ہے۔

☆ جدید تحقیق:

1۔کدو ایک ہلکی غذا ہے جو خود جلدی ہضم ہوتا ہے اور اس دوران کسی قسم کی مشکل پیدا نہیں کرتا،خود جلدی ہضم ہونے کے ساتھ دوسری غذاؤں کو ہضم کرنے میں مددگار رہوتا ہے۔

2۔بخار کے مریضوں کے لئے بے حد مفید ہے۔ بخار کے مریضوں کو آرام

اورسکون مہیا کرتا ہے۔

3۔کدو کے چھلکے کا پانی نچوڑ کر عرق گلاب میں ملا کر کان میں ڈالنے سے وہاں کے ورم کم ہوجاتے ہیں۔یہ نسخہ آنکھوں کی سوزش میں بھی مفید ہے۔

4۔کدو کا پانی جوڑوں پر ملنے سے درد میں آرام ملتا ہے۔

5۔کدو پیاس بجھاتا ہے، جگر کی گرمی اور صفرا کو دور کرتا ہے، پیشاب لاتا ہے، پیٹ کو نرم کرتا ہے۔

6۔کدو کے پانی کی کلیاں کرنے سے مسوڑھوں کا ورم جاتا رہتا ہے، کدو کا چھلکا پیس کر کھانے سے آنتوں اور بواسیر سے آنے والا خون بند ہوجاتا ہے۔

محترم حضرات! آپ نے کدو کے فوائد سماعت فرمائے۔کتنی برکت والی چیز ہے مگر ہم غافل ہیں۔اے کاش! ہمیں بیداری نصیب ہوجائے۔

☆زیتون کئی بیماریوں سے شفاء:

بخاری شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔سرورکونین ﷺ نے فرمایا کہ زیتون کے تیل کو کھاؤ اور لگاؤ کیونکہ یہ ایک مبارک درخت ہے۔

یہی روایت حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیہقی اور ابن ماجہ سے بیان کی ہے۔تیل کی اہمیت اجاگر کرنے کے بعد حضرت علقمہ بن عامر رضی اللہ

عنہ روایت فرماتے ہیں کہ طبیب اعظم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے لئے زیتون کا تیل موجود ہے۔اسے کھاؤ اور لگاؤ، یہ بواسیر میں فائدہ دیتا ہے۔

احادیث میں زیتون کے تیل کو ستر بیماریوں کے لئے اکسیر قرار دیا گیا ہے۔جن میں ہمارے موجودہ موضوع میں بواسیر کے لئے اہمیت کی حامل ہے۔

بواسیر کا اہم ترین سبب پرانا قبض ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ زیتون کا تیل نہ صرف یہ کہ قبض کو دور کر دیتا ہے بلکہ آنتوں کے دوران خون میں بہتری پیدا کرتا ہے۔

سبحان اللہ! زیتون کے تیل کے کتنے فوائد ہیں۔ اگر ہم عمل کرنے لگ جائیں تو کتنا فائدہ حاصل ہوگا۔

نبی پاک ﷺ کی ہر ہر ادا شفاء اور حکمت سے مالا مال ہے۔اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسا محبوب عطا فرمایا ہے کہ اگر ہم مسلمان صرف اپنے آقا و مولا ﷺ کے ارشادات پر عمل اور ان کے نقش قدم پر چلنے لگ جائیں تو ہر قسم کی مہلک بیماریوں سے بچ جائیں گے مگر افسوس کہ ہم نے غیروں کے طریقوں کو اپنا لیا اور ایسی ایسی چیزیں کھانا شروع کر دیں، جنہوں نے ہمارے جسم کے پورے نظام کو خراب کر دیا پھر نت نئ بیماریوں نے ہمارا دامن پکڑ لیا اور ہم بالآخر کسی نہ کسی بیماری میں

مبتلا ہو گئے۔

محترم حضرات! اب بھی کچھ نہیں بگڑا۔ اگر ہم اب بھی بیماریوں سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو درج ذیل غذاؤں کا استعمال کریں خصوصاً ان چیزوں کا استعمال شروع کر دیں جن کا حکم طبیب اعظم رسول اکرم ﷺ نے ہمیں دیا ہے۔ پھر دیکھئے گا کس طرح ہمیں شفا اور رحمت نصیب ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کی سچی غلامی نصیب فرمائے اور طبیب اعظم ﷺ کے صدقے ہر مسلمان کو شفا عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون شفاعت کرینگے؟

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّابَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یَوۡمَئِذٍ لَّا تَنۡفَعُ الشَّفَاعَۃُ اِلَّا مَنۡ اَذِنَ لَہُ الرَّحۡمٰنُ وَرَضِیَ لَہٗ قَوۡلًا

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمدوصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ طٰہٰ سے آیت نمبر 109 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پچھلے بیان میں، میں نے نبی پاک ﷺ کی شفاعت پر مفصل بیان کیا جو کہ خطبات ترابی جلد دوم میں شائع ہوا۔ آج آپ کے سامنے شفاعت مصطفی ﷺ کے بعد جو ہستیاں شفاعت کریں گی، اس سے متعلق کچھ عرض کروں گا۔

جو آیت میں نے خطبہ میں تلاوت کی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

القرآن: يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا

ترجمہ: اس دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی مگر اس کی جسے رحمن نے اذن دے دیا ہے اور اس کی بات پسند فرمائی۔

آیت سے معلوم ہوا کہ روز محشر اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کو، اولیاء اللہ کو، کچے بچے کو، حفاظ کرام کو، علماء کرام کو، ماہ رمضان کو، قرآن مجید کو اور روزے کو سفارش (شفاعت) کی اجازت عطا فرمائے گا اور ان کی سفارش اللہ تعالیٰ پسند بھی فرمائے گا۔

اب آپ کی خدمت میں احادیث کی روشنی میں ترتیب وار شفاعت کرنے والوں کی فہرست بیان کرتا ہوں۔

☆بچپن میں فوت ہونے والا بچہ شفاعت کرے گا:

سنن نسائی میں حدیث نمبر 1877 نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا جس مسلمان کے تین نابالغ بچے فوت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل ورحمت سے انہیں اوران کے والدین کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہوں گے، پھران سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ، وہ کہیں گے۔ ہم اس وقت تک داخل نہیں ہوں گے، جب تک ہمارے والدین نہیں آجاتے۔ پس ان سے کہا جائے گا کہ تم اللہ تعالیٰ کی رحمت وفضل کے ساتھ اپنے والدین سمیت جنت میں داخل ہو جاؤ۔

سنن نسائی کتاب الجنائز میں حدیث نمبر 1871 نقل ہے۔ حضرت ابو ایاس رضی اللہ عنہ اپنے والد محترم سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی پاک ﷺ کے پاس آیا اوراس کے ساتھ اپنا بیٹا بھی تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے دریافت کیا۔ کیا تو اس سے محبت رکھتا ہے؟ تو اس نے جواب دیا جس طرح اللہ تعالیٰ، آپ ﷺ سے محبت کرتا ہے، میں بھی اسی طرح اس سے محبت کرتا ہوں۔ کچھ دیر بعد وہ بچہ فوت ہو گیا تو وہ بہت پریشان ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا۔کیا تجھے یہ اچھا نہیں لگتا کہ تو جنت کے دروازوں کے پاس آئے اور سامنے تیرا بیٹا کھڑا ہو اور وہ دوڑ کر تیرے لئے جنت کا دروازہ کھولے۔

سبحان اللہ! معلوم ہوا کہ اگر کسی کی اولاد کا انتقال ہو جائے تو صبر سے کام لینا چاہئے۔ واویلا نہیں مچانا چاہئے۔ بلکہ اس پر ملنے والی نعمتوں بھری جنت کی طرف نظر رکھنی چاہئے۔ ہونا وہی ہے جو رب تعالیٰ چاہے گا لہذا بندے کو اس کی رضا پر راضی رہنا چاہئے۔

☆شہید ستر افراد کی شفاعت کرے گا:

ابن ماجہ کتاب الجہاد میں حدیث نمبر 2799 نقل ہے۔حضرت مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں شہید کے چھ اعزاز ہیں۔

1۔ پہلے ہی لمحہ اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور اس کو جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے۔

2۔عذاب قبر سے محفوظ کر دیا جاتا ہے۔

3۔قیامت کی مصیبت سے محفوظ رہتا ہے۔

4۔اس کے سر پر عزت اور وقار کا تاج رکھا جاتا ہے،جس کا صرف ایک ہی

یاقوت دنیااوراس میں جو کچھ ہے،سب سے قیمتی ہے۔

5۔خوبصورت، بڑی بڑی آنکھوں والی 72 حوروں سے اس کی شادی کردی جاتی ہے۔

6۔اس کے 70 رشتہ داروں کے بارے میں اس کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔

☆اہل اللہ بھی شفاعت کریں گے:

بخاری شریف کتاب التوحید حدیث نمبر 7510 نقل ہے۔نبی پاک ﷺ نے ارشادفرمایا: آج تم لوگ اپنے حق کے لئے جتنا تقاضا (یا مطالبہ) مجھ سے کرتے ہو،اس سے کہیں زیادہ شدید تقاضا اہل ایمان (روز قیامت) اللہ تعالیٰ سے اس وقت کریں گے، جب انہیں اطمینان ہوجائے گا کہ وہ نجات پا گئے ہیں۔ اہل ایمان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں گے۔ اے ہمارے پروردگار! ہمارے بھائی ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے،روزے رکھتے تھے اور دوسرے نیک اعمال کرتے تھے (انہیں معاف فرمادے) اللہ تعالیٰ فرمائے گا، جاؤ جس کے دل میں دینار برابرایمان پاؤ،اسے نکال لاؤ،رب تعالیٰ ان گناہگار لوگوں کے چہرے جہنم پرحرام فرمادے گا۔پس اہل ایمان وہاں آئیں گے تو

دیکھیں گے کہ لوگ قدموں تک آگ میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ بعض لوگ نصف (آدھی) پنڈلیوں تک آگ میں ڈوبے ہوئے ہیں، چنانچہ یہ لوگ جس جس کو پہچانیں گے، انہیں نکال کر لے جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں گے (اور دوبارہ شفاعت کریں گے) اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

اچھا جاؤ جس کے دل میں نصف دینار کے برابر ایمان پاؤ، اسے نکال لاؤ، (چنانچہ یہ لوگ جائیں گے) اور جسے جسے پہچانیں گے، اسے نکال لائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں گے (اور دوبارہ سفارش کریں گے) اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

اچھا جاؤ جس شخص کے دل میں رائی برابر ایمان پاؤ، اسے نکال لاؤ (چنانچہ یہ لوگ جائیں گے) اور جسے جسے پہچانیں گے، اسے نکال لائیں گے۔

☆ روزہ بھی شفاعت کرے گا:

الترغیب والترہیب صفحہ نمبر 974 پر حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روزہ اور قرآن قیامت کے روز شفاعت کریں گے، روزہ کہے گا، اے میرے پروردگار! میں نے اس بندے کو کھانے پینے اور اپنی خواہشات پوری کرنے سے روکے رکھا لہذا

اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما۔ قرآن مجید کہے گا، اے میرے رب! میں نے اس بندے کو رات (قیام کے لئے) سونے سے روکے رکھا لہذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما، چنانچہ دونوں کی سفارش قبول ہوجائے گی۔

☆ قرآن مجید بھی شفاعت کرے گا:

صحیح مسلم میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: قرآن مجید کی تلاوت کیا کرو، کیونکہ قرآن مجید روز محشر اپنے تلاوت کرنے والے کی سفارش کرے گا۔

ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ میں حدیث نمبر 1400 نقل ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: قرآن مجید میں 30 آیات کی ایک سورت ہے جو (اس کے تلاوت کرنے والے کے لئے) سفارش کرے گی، حتیٰ کہ اسے بخش دیا جائے گا اور یہ سورت سورۂ ملک ہے۔

☆ حافظ قرآن بھی شفاعت کرے گا:

ترمذی شریف کتاب ثواب القرآن میں حدیث نمبر 2905 نقل ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: جس نے

قرآن پڑھا، اسے یاد کیا اور اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام جانا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور اس کے گھر والوں کے دس افراد کے بارے میں اس کی سفارش قبول فرمائے گا، جن پر دوزخ واجب ہو چکی ہوگی۔

سبحان اللہ! کتنا خوش نصیب ہے حافظ قرآن، جو اپنے گھر والوں میں دس ایسے افراد کی روز محشر شفاعت کرے گا، جس پر دوزخ واجب ہو چکی ہوگی، لیکن یہ سعادت اس حافظ قرآن کو ملے گی جو مرتے دم تک قرآن مجید کو یاد رکھے، بھلانے نہ دے، اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانے اور اگر قرآن مجید یاد کر کے بھلا دیا تو اس کی بہت سخت سزا ہے۔ حفاظ کرام کو چاہئے کہ وہ قرآن مجید کا دور جاری رکھیں اور با عمل زندگی گزاریں۔

☆ جنت بھی سفارش کرے گی:

ابن ماجہ کتاب الزہد میں حدیث نمبر 4340 نقل ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص تین مرتبہ جنت کا سوال کرے تو جنت کہتی ہے۔ اے اللہ! اسے جنت میں داخل فرما دے۔

سبحان اللہ! کتنا آسان عمل ہے، دن میں کسی بھی وقت یا کسی بھی نماز کے بعد تین مرتبہ یہ دعا کریں کہ اے اللہ! مجھے جنت الفردوس عطا فرما۔ اب آپ کا

کام ختم ہو گیا۔اب جنت آپ کے لئے سفارش کرے گی کہ اے اللہ! اسے جنت میں داخل فرمادے۔

☆جہنم التجا کرے گی:

ابن ماجہ کتاب الزہد میں حدیث نمبر 4340 نقل ہے۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صاحب لولاک ﷺ نے فرمایا: جو شخص تین مرتبہ جہنم سے پناہ مانگے تو جہنم کہتی ہے، اے اللہ! اسے جہنم سے بچالے۔

محترم حضرات! کوشش کریں کہ روزانہ کسی بھی وقت تین مرتبہ ہاتھ اٹھا کر اپنے رب سے جنت الفردوس کا سوال کریں اور دوزخ سے پناہ مانگیں، کیا معلوم ہمارا یہ عمل رب تعالیٰ کو پسند آجائے اور ہماری مغفرت کا ذریعہ بن جائے۔

☆مومنین کی شفاعت:

مسلم شریف کتاب الجنائز میں حدیث نمبر 948 نقل ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان انتقال کر جائے اور اس کی نماز جنازہ میں 40 آدمی شریک ہوں، جنہوں نے کبھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرایا تو رب تعالیٰ اس کے حق میں ان کی شفاعت

قبول کرلیتا ہے۔

☆ نیک مومن کو پانی پلانے پر شفاعت:

سنن ابن ماجہ میں حدیث نمبر 400 نقل ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اہل جنت کی صف بندی ہوگی اور ایک دوزخی کا ادھر سے گزر ہوگا۔ یہ ان لوگوں میں سے ایک شخص کو پہچان کر اس سے کہے گا، تمہیں یاد ہے یا نہیں۔ میں نے فلاں وقت تجھے ایک گھونٹ پانی پلایا تھا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں، وہ شخص اس بات پر اس کی شفاعت کرے گا، دوسرا دوزخی گزرے گا اور ایک شخص سے کہے گا۔ تمہیں یاد ہے کہ نہیں ایک بار میں نے تمہیں وضو کرایا تھا تو وہ بھی اس کی شفاعت کرے گا۔ تیسرا شخص گزرے گا تو کسی سے کہے گا، تجھے یاد ہے کہ نہیں؟ تم نے مجھے فلاں کام کے لئے بھیجا تھا جو میں نے پورا کیا، وہ اس پر اس کی شفاعت کرے گا۔

سبحان اللہ! اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ والوں کی خدمت کرنی چاہئے اور ان کے کام بھی کرنے چاہئیں تا کہ قیامت کے دن یہ ہماری شفاعت فرمائیں۔

☆ تمام شفاعت کر چکے اب رحمت خداوندی:

صحیح مسلم کتاب الایمان میں حدیث نمبر 180 نقل ہے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔ فرشتے بھی سفارش کر چکے، انبیاء بھی سفارش کر چکے، مومن بھی سفارش کر چکے اور اب ارحم الراحمین کے سوا کوئی باقی نہیں رہا چنانچہ اللہ تعالیٰ دوزخ سے مٹھی بھر ایسے لوگوں کو نکالے گا جنہوں نے کوئی نیکی نہیں کی ہوگی۔

محترم حضرات! آپ نے پورا بیان سماعت فرمایا۔ شفاعت کا وسیع وعریض دائرہ بھی سماعت فرمایا۔ ہر کسی کو شفاعت کا اختیار رب تعالیٰ نے عطا فرمایا اور آخر میں اپنے فضل ورحمت کا جلوہ دکھا کر ایک بھی نیکی نہ کرنے والے کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

محترم حضرات! کریم پروردگار کی رحمت پر قربان ہوجائیے، کسی نے کیا خوب کہا۔

رحمت خداوندی بہانہ جویت
بہانہ جویت بہا نمی جویت

یہ سب بخشش کے بہانے ہیں۔ گناہگاروں پر روز محشر خوب کرم ہوگا، مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ گناہ کرتے رہیں بلکہ گناہوں سے بھی حتی الامکان بچتے رہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت پر پکا بھروسہ رکھیں۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے ڈرنا بھی

چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت پر بھروسہ بھی کامل ہونا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رحمت کے سائے میں رکھے اور دونوں جہاں میں کامیابی نصیب فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

بڑھاپا

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ نحل سے آیت نمبر 70 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگرانسان کی زندگی وفا کرتی ہےتو ہرانسان کی زندگی میں ایک ایسا وقت آ تا ہے، جب انسان بچوں کی مانند ہوجا تا ہے۔ چڑ چڑا پن اس کوگھیر لیتا ہے، سماعت اور طاقت میں کمی واقع ہوجاتی ہے۔ ایک ایک بات کئی مرتبہ پوچھتا رہتا ہے، غصہ بہت زیادہ آنے لگتا ہے، یادداشت میں بہت کمی واقع ہوجاتی ہے اور اس بیماری کا نام بڑھاپا ہے، بڑھاپا خود ایک بیماریوں کا مجموعہ ہے۔ بڑھاپے کا نام سن کرنوجوان لرز جاتے ہیں، حالانکہ چند سالوں کے بعد اگر جناب کی زندگی نے وفا کی تو آپ بھی بڑھاپے کا شکار ہوجائیں گے۔ بڑھاپے کی سختیاں شدید ہیں۔ قرآن مجید نے بڑھاپے کو ناقص عمر ارشاد فرمایا، چنانچہ جو آیت میں نے خطبہ تلاوت کی، ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

القرآن: وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ

ترجمہ: اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہاری جان قبض کرے گا اور تم میں کوئی سب سے ناقص عمر کی طرف پھیرا جاتا ہے کہ جاننے کے بعد کچھ جانے۔

☆ آیت سے ثابت ہوا کہ بڑھاپا ایک ناقص عمر ہے جس کی ایک خرابی یہ ہے کہ اس عمر میں بوڑھا بچوں سے گیا گزرا ہوجاتا ہے اور بات بات غصہ آنے لگتا ہے لیکن یہ کیفیات علم وعمل سے دور لوگوں کے لئے ہے، جہاں تک متقی،

پرہیزگار، اہل علم اور باعمل لوگوں کا تعلق ہے تو ان کی زندگی بڑھاپے میں مزید نکھر جاتی ہے۔لوگ دور دور سے ان سے ملنے اور ان کی زیارت کے لئے آتے ہیں۔ان کا ہر لمحہ مخلوق خدا کو فیض دینے، ان کو حوصلہ دینے اور ان کی اصلاح کے لئے ہوتا ہے، بڑھاپے میں وہ دردمندوں کا درد سنتے ہیں، درد کی دوا دیتے ہیں۔لبوں پر مسکراہٹوں سے عوام کی دل جوئی کرتے ہیں،کوئی کتنی ہی لمبی چوڑی گفتگو کرے، ناراض نہیں ہوتے، وہ بڑھاپے میں باکرامت بن جاتے ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (نیک) مسلمان بفضل الٰہی اس سے محفوظ ہیں، عمر کے بڑھنے سے انہیں اللہ تعالیٰ کے حضور میں کرامت اور عقل ومعرفت کی زیادتی حاصل ہوتی ہے۔

☆تلاوت کرنے والے کو بڑھاپا نقصان نہ دے گا:

حدیث شریف میں ہے کہ قرآن کی تلاوت کرنے والے کو بڑھاپا نقصان نہیں پہنچائے گا۔

(بحوالہ: کتاب بڑھاپا، ازعلامہ: اویسی علیہ الرحمہ)

جو حضرات تلاوت قرآن کی دائمی سعادت سے سرفراز ہوتے ہیں، وہ مرتے دم تک خوش وخرم اور ہوش وحواس ان کے سلامت رہتے ہیں۔میرے

مشاہدے میں آنے والے علمائے اہلسنت حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی، حضرت علامہ مولانا مفتی قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی اور حضرت علامہ مولانا قاری نثار الحق صدیقی رحمہم اللہ اور دیگر بزرگانِ دین گزرے ہیں جو کہ آخری وقت تک قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول رہے۔ تلاوت قرآن مجید کی برکت سے ان کی بڑھاپے نے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ آخری وقت تک ان کا حافظہ بھی سلامت رہا اور انہوں نے طویل عمریں پائیں۔

علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں کہ جنون اور پاگل پن وغیرہ واقعی نقص ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور اولیاء کو اس بیماری میں مبتلا نہیں فرماتا۔

☆سب سے پہلے سفیدی کس کے بالوں میں آئی:

بڑھاپے کی سب سے اہم نشانی بالوں میں سفیدی کا آنا ہے، جب بالوں میں سفیدی آتی ہے تو ہر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ جناب کو بڑھاپا آ گیا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سب سے پہلے بڑھاپے کے آثار (بالوں میں سفیدی) حضرت ابراہیم علیہ السلام میں ظاہر ہوئے، عرض کی، مولا یہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ میرا نور ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے

بارگاہ رب العزت میں عرض کی۔اے مولا جل جلالہ! اس نور میں اوراضافہ فرما اوروقار عطا فرما۔

تفسیر روح البیان میں علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میرا دل اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے سفید بالوں سے حیا فرماتا ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ وہ تو میرے سے حیا کرتا ہے،لیکن مجھے شرم نہیں آتی۔

محترم حضرات! علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ تو اللہ کے ولی تھے، ان سے بڑھ کر باحیا کون ہوگا۔ یہ صرف ہم گناہ گاروں کی تربیت کے لئے ہمیں دعوت فکر دیتے ہیں۔ اے مسلمان! تجھے کیا ہوگیا؟ تجھے اپنے رب کی نافرمانی کرتے ہوئے اس سے شرم نہیں آتی؟ تیرے بالوں میں سفیدی ہونے کے باوجود تو نماز باجماعت میں سستی کرتا ہے؟ تو جھوٹ بولتا ہے،لوگوں کا دل دکھاتا ہے، گالیاں دیتا ہے، حسد کرتا ہے، گانے سنتا ہے، والدین کو ستاتا ہے، فلمیں ڈرامے دیکھتا ہے،شراب پیتا ہے،اپنی بیوی پر ظلم کرتا ہے، بے پردہ عورتوں کو دیکھتا ہے، اپنے بھائی بہنوں سے محبت سے پیش نہیں آتا،اپنے رشتہ داروں سے حسن سلوک نہیں کرتا۔اپنے بچوں پر شفقت نہیں کرتا، افسوس کہ رب تعالیٰ نے تجھ سے حیا فرماتا ہے مگر تجھے اس سے شرم نہیں آتی۔

☆بوڑھے مسلمان کے فضائل:

محدث بہاولپوری علامہ اویسی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب بڑھاپا میں اس حدیث پاک کونقل فرمایا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جب انسان چالیس سال کا ہوتا ہےتو اللہ تعالیٰ اس سے تین علامتیں دورفرما دیتا ہے،جنون،جذام اور برص۔

جب پچاس سال تک پہنچتا ہےتو رب تعالیٰ اس پر گناہ ہلکے کردیتا ہے، جب ساٹھ سال کا ہوتا ہےتو اسے اپنی طرف رجوع کی توفیق بخشتا ہے۔جب 70 سال کا ہوجاتا ہےتو اس سے ملائکہ محبت کرتے ہیں۔ایک اورروایت میں ہے کہ اس سے آسمان والے محبت کرتے ہیں۔جب 80 سال کا ہوتا ہےتو اس کی نیکیاں ثبت رکھتا ہےاورگناہ مٹا دیتا ہے۔جب 90 برس کا ہوجاتا ہےتو اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اوراس کا نام زمین پراللہ تعالیٰ کا قیدی رکھا جاتا ہےاووہ قیامت کے دن اپنے گھر والوں کی شفاعت کرے گا۔

محترم حضرات! یہ تمام فضائل اس بوڑھے مسلمان کے لئے ہیں جو شب و روز اپنے مولا جل جلالہ کی فرمانبرداری کرتا ہو،گناہوں بھری زندگی گزارنے والے بوڑھے کے لئےنہیں ہیں بلکہ اس کا بڑھاپا تو ایک عظیم مصیبت ہے بلکہ

حدیث شریف میں ایسے بڑھاپے کو موت بھی فرمایا ہے لیکن وہ بڑھاپا نعمت ہے جو اطاعت الٰہی میں بسر ہو۔

☆ جوانی کے عمل کا بڑھاپے میں اجر:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب مومن بوڑھا ہو جاتا ہے تو وہ نیک عمل جو جوانی میں کیا کرتا تھا۔ صحت کی حالت میں کیا کرتا تھا۔ اب بڑھاپے میں ان اعمال صالحہ کا اسے اجر دیا جائے گا۔

سبحان اللہ! اس سے معلوم ہوا کہ جوانی میں خوب عبادت کرنی چاہیئے۔ کوئی بھی لمحہ فضولیات میں ضائع نہیں کرنا چاہیئے تاکہ بڑھاپے میں جب ہماری ہڈیاں کمزور ہو جائیں، ہماری کمر جھک جائے اور طاقت وقوت میں کمی آ جائے تو ایسے وقت میں جوانی کے نیک اعمال کا ثواب بڑھاپے میں بھی ہمارے نامہ اعمال میں لکھا جائے۔

☆ عمر لمبی ہو مگر عمل نیک ہو:

شرح الصدور میں امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمہ حدیث پاک نقل فرماتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی

پاک ﷺ سے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کی عمر لمبی ہو اور عمل نیک ہو، پھر عرض کی یارسول اللہ ﷺ! سب سے براکون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس کی عمر لمبی ہو اور عمل براہو۔

محترم حضرات! طویل عمر بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے کیونکہ جتنی عمر طویل ہوگی، اتنی ہی نیکیوں میں اضافہ ہوگا۔ پھر ایسا آدمی اپنی زیادہ نیکیوں کی وجہ سے جنت میں اتنے ہی درجات بلند پاتا ہے، چنانچہ اسی حوالے سے شرح الصدور کی ایک روایت بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ اپنی کتاب شرح الصدور میں روایت نقل فرماتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلۂ قضاعہ کے دو آدمی حضور ﷺ پر ایمان لائے۔ ان میں ایک تو شہید ہوگیا اور دوسرا ایک سال تک زندہ رہا پھر اس کا انتقال ہوا۔

حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ بعد میں انتقال کرنے والا شہید سے پہلے جنت میں داخل ہوگیا۔ صبح کو میں نے یہ واقعہ جان عالم سرور کونین ﷺ سے عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ کیا اس نے اس کے بعد ایک رمضان کے روزے نہ رکھے تھے اور سال بھر نیکیاں

نہیں کی تھیں؟

سبحان اللہ! آقا کریم ﷺ نے کتنی شاندار بات ارشاد فرمائی کہ ایک سال زیادہ رہنے کی وجہ سے اس کی نیکیوں میں ایسا اضافہ ہوا کہ وہ شہید سے پہلے جنت میں پہنچ گیا۔

معلوم ہوا کہ نیک اور صالح شخص کے لئے طویل عمر بہت بڑی نعمت ہے، وہ جتنی زیادہ عمر پائے گا، نمازیں پڑھتا رہے گا، روزے رکھتا رہے گا، زکوٰۃ دیتا رہے گا، حج کرتا رہے گا، صدقات و خیرات کرتا رہے گا، دین کی خدمت کرتا رہے گا، نیکیوں میں خوب اضافہ ہوتا رہے گا، پچھلی حدیث میں ایک مرد صالح کا ذکر کیا گیا جو شہید سے پہلے جنت میں چلا گیا حالانکہ شہید نے تو اپنی سب سے قیمتی چیز جان اپنے رب کی رضا کے لئے قربان کردی، جان سے بڑھ کر اور کیا شے ہوسکتی ہے مگر اس کے ایک سال بعد میں انتقال کرنے والا ایک سال کی زیادہ عبادت کے باعث شہید سے پہلے جنت میں داخل ہوگیا۔

محترم حضرات! ہمیں بچپن ملا، دیکھتے ہی دیکھتے وہ چلا گیا، پھر جوانی آئی، وہ بھی چلی گئی، پھر ادھیڑ عمر ملی، وہ بھی چلی گئی اور اب بڑھاپا آچکا، اس کے بعد اب کچھ نہیں، صرف اور صرف موت ہے۔ ہونا یہ چاہئے تھا کہ ہم جوانی میں ہی سچی توبہ کرکے اپنے رب کو راضی کرنے میں لگ جاتے، گناہوں بھری زندگی چھوڑ

دیتے کیونکہ بڑھاپے میں تو سبھی مسجد کا کونہ پکڑ لیتے ہیں۔ اللہ اللہ کرنے لگ جاتے ہیں۔اصل تو جوانی ہے۔حدیث شریف میں مضمون موجود ہے کہ جوانی کی توبہ، جوانی کی عبادت رب تعالیٰ کو بہت پسند ہے مگر ہم جوانی میں غافل رہے، موج مستیوں میں لگے رہے لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ اب بھی وقت ہے، اس بڑھاپے کو غنیمت جانتے ہوئے سچی توبہ کر لیجئے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ کس لمحے زندگی کا چراغ گل ہو جائے۔اس سے قبل اپنی خواہشات کو اللہ تعالیٰ کی رضا پر قربان کر دیجئے کیونکہ اگر سانس بند ہوگئی تو پھر پچھتاوے کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل ہمیں بڑھاپے میں بھی باکمال رکھے، ہر قسم کی محتاجی سے محفوظ ہے۔آخری وقت تک عقل وشعور سلامت رہے اور نرم خور کھے۔آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

مشکلات، پریشانیوں اور
بیماریوں پر
صبر کرنے پر اجر

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوۡنَ اَجۡرَھُمۡ بِغَیۡرِ حِسَابٍ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد و صلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ زمر سے آیت نمبر 10 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ماں سے زیادہ محبت فرماتا ہے اور خوب نعمتوں

سے نوازتا ہے۔ اپنے نافرمانوں پر بھی رزق تنگ نہیں کرتا، نہ زمین تنگ کرتا ہے بلکہ انہیں بھی خوب رزق عطا فرماتا ہے، لیکن جب اپنے مومنین اور خاص بندوں کی بات آتی ہے تو انہیں آزماتا ہے، امتحان لیا جاتا ہے، مصائب میں مبتلا کیا جاتا ہے پھر ان کے درجات خوب بلند کئے جاتے ہیں، جس کا جتنا بڑا منصب ہوتا ہے، اس سے امتحان بھی اتنا ہی کڑا اور سخت لیا جاتا ہے۔ کائنات میں سب سے بڑا مقام و مرتبہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کا ہے، لہذا سب سے زیادہ آزمائشیں، تکلیفیں بھی آپ ﷺ نے اٹھائیں۔ نبی پاک ﷺ نے خود ارشاد فرمایا۔ راہ حق میں ہر نبی ستایا گیا اور میں سب سے زیادہ ستایا گیا ہوں۔

☆ انبیاء کی تکلیف بھی دگنی اور اجر بھی دگنا:

کتاب ادب المفرد میں حدیث نمبر 230 نقل ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ رسول کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ کو بخار تھا۔ آپ ﷺ پر چادر تھی، انہوں نے اپنا ہاتھ آپ کے سر پر رکھا تو بخار کی حرارت چادر میں سے محسوس کی، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! بخار کتنا تیز ہے؟ فرمایا: ہم لوگوں کا یہی حال ہوتا ہے۔ ہماری تکلیف بھی زیادہ ہوتی ہے اور اجر بھی دگنا ملتا ہے۔ عرض کی یارسول

اللہ ﷺ! سب سے زیادہ مصیبت کسے لاحق ہوتی ہے؟ فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام کو، پھر صالحین کو، ان میں کوئی فقر میں مبتلا ہوا، پھٹی پرانی قمیض کے علاوہ انہیں کچھ نہیں ملتا تھا، جسے کاٹ کر پہن لیتے تھے، پھر جوئیں پڑ جاتیں تو انہیں کاٹتیں، انہیں بیماری پر اتنی خوشی ہوتی کہ اتنی تمہیں کسی نعمت پر نہیں ہوتی۔

حضور ﷺ کے بعد انبیاء ورسل میں جس کا سب سے بڑا مقام و مرتبہ ہے، وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ہے۔ آپ علیہ السلام سے کتنا کڑا امتحان لیا گیا، نارِ نمرود میں ڈالا، اپنی بیوی اور بیٹے کو عرب کے چٹیل میدان جہاں نہ پانی، نہ کوئی جاندار، وہاں چھوڑ کر آنے کا حکم دیا گیا اور بالآخر اپنے پیارے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربان کرنے کا حکم دیا گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہر امتحان میں کامیاب ہوئے پھر آپ کا مرتبہ بھی اس قدر بلند فرمایا کہ آپ کو امام بنا دیا۔

☆ حضرت ایوب علیہ السلام پر آزمائش:

آزمائش سے قبل اللہ تعالیٰ نے آپ کو کثیر مال و دولت عطا فرمایا تھا۔ کھیتی باڑی، باغ، ہر قسم کے جانور یعنی بھیڑ، بکریاں، گائے، بھینس، اونٹ وغیرہ کی کثرت تھی، پانچ سو جوڑیاں بیلوں کی ہل چلانے والی تھیں، پانچ سو غلام خدمت

گزاری کے لئے، پھر ہر غلام کی زوجہ اور اولاد بھی بطور خدام آپ کے پاس رہتے تھے۔

تفسیر روح المعانی نویں جلد صفحہ نمبر 80 پر علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں۔آزمائش سے قبل آپ کے سات بیٹے اور سات بیٹیاں تھیں۔

تفسیر کبیر بائیسویں جلد صفحہ نمبر 204 پر امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔حضرت ایوب علیہ السلام کی شان اس قدر بلند و بالا تھی کہ آپ کا چرچا فرشتوں میں ہوا کرتا تھا۔آپ کی اولاد ایک مکان میں تھی، وہاں زلزلہ آیا، مکان گر گیا۔آپ کی اولاد فوت ہوگئی، مکان کی چھت اور دیواریں گرنے سے آپ کے بچوں پر کیا حال گزرا ہوگا؟ جسم چکنا چور ہوئے ہوں گے، ہڈیاں ٹوٹی ہوں گی، سر پھٹے ہوں گے، خون کے فوارے چلے ہوں گے، لیکن یہ حال دیکھ کر بھی اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی حضرت ایوب علیہ السلام نے صبر کا کمال مظاہرہ فرمایا۔آپ کی زبان پر یہی کلمات تھے، سب کچھ رب تعالیٰ کا ہے جو چاہے کرے۔

☆مال واولاد کے بعد جان کے بارے میں امتحان:

حضرت ایوب علیہ السلام کو بخار ہوا، بخار کی شدید حرارت سے یوں محسوس ہوتا کہ بدن میں آگ کے شعلے بھڑک اٹھے ہیں، سر سے لے کر قدم تک آبلے

پڑ گئے۔شدید خارش ہونے لگی۔ناخنوں سے جسم کو کھجلاتے رہے، یہاں تک کہ ناخن گر گئے، پھر ٹھیکریوں یا پتھروں سے اپنے جسم کو کھجلاتے، جسم شدید زخمی ہوگیا۔زخمی جسم زخموں سے ایسا چھلنی ہوا کہ گوشت مبارک ختم ہونے لگا۔

آپ علیہ السلام کی بیماری نے جب شدت اختیار کرلی تو تمام اقرباء نے آپ کو چھوڑ دیا۔"ہلہ" شہر کے باہر آپ کو ایک جھونپڑی بنا کر دے دی گئی کہ یہ مرض کہیں دوسروں تک نہ پہنچ جائے، جب تمام لوگ آپ کو چھوڑ کر چلے گئے تو اس وقت آپ کی زوجہ جس کا نام رحمت بنت افرا ہیم بن یوسف تھا، وہ آپ کی خدمت میں رہیں۔

ایک دن زوجہ نے آپ کے خدمت میں عرض کی۔کاش! آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی تکلیف کو دور فرمادیتا۔یہ سن کر آپ نے فرمایا......عیش وعشرت، راحت وسکون، مال و دولت کی فراوانی میں کتنا وقت گزرا؟ زوجہ نے عرض کی: بہت وقت گزرا، 80 سال راحت میں گزرے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ میں اس سے دعا کروں جبکہ میری آزمائش کا وقت اتنا بھی نہیں ہوا جتنا میری آسائش کا وقت تھا

(تفسیر روح المعانی، جلد 9، صفحہ نمبر 80)

☆ آزمائش کا وقت ختم:

تکلیفیں سہتے سہتے صبر کرتے کرتے، حضرت ایوب علیہ السلام اپنے رب کا ہر حال میں شکر کرتے رہے پھر بالآخر آزمائش کے ختم ہونے کا وقت آ گیا۔ آپ کو حکم ہوا، سورۂ ص آیت نمبر 42 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ

ترجمہ: زمین پر پاؤں مارو، یہ ہے ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو۔

حکم ربی ملتے ہی آپ نے اپنا پاؤں زمین پر مارا، چشمہ پھوٹا، آپ نے وہ پانی پیا اور نہائے، یکدم تمام بیماریوں سے شفا مل گئی۔ آپ صحت یاب ہو گئے اور جنّتی لباس عطا کیا گیا۔ آپ کی تمام اولاد کو دوبارہ زندہ فرما دیا گیا۔ آپ علیہ السلام جنتی لباس پہن کر ایک طرف بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد آپ کی زوجہ آئیں تو اس نے آپ علیہ السلام کو نہ پہچانا۔ آپ سے پوچھنے لگی، اے اللہ کے بندے! یہاں ایک بیمار شخص تھے، وہ کہاں چلے گئے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے، میں ہی ایوب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا بھی دے دی اور ساری نعمتیں واپس عطا کر دی ہیں۔

اٹھارہ برس آپ نے تکلیف میں گزارے، مگر لب پر ایک لمحہ بھی شکوہ شکایت نہ لائے، بلکہ صبر وشکر کو ہر لمحہ تھامے رکھا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ رب تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو ہی آزمائشوں میں مبتلا فرماتا ہے۔

☆خاص بندوں پر ہی مصیبتیں آتی ہیں:

1۔حدیث شریف = صحیح بخاری میں حدیث نمبر 5645 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، اسے مصیبت میں مبتلا فرمادیتا ہے۔

2۔حدیث شریف = صحیح ابن حبان کتاب الجنائز میں حدیث نمبر 2897 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ بے شک کسی بندے کے لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی مرتبہ ہوتا ہے پھر اگر وہ کسی عمل کے ذریعے اس تک نہیں پہنچ پاتا تو اللہ تعالیٰ اسے آزمائشوں میں مبتلا کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس بندے کو اس مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے۔

3۔ حدیث شریف = الترغیب والترہیب کتاب الجنائز میں حدیث نمبر 19 نقل ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے، یا اسے اپنا دوست بنانے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس پر آزمائشوں کی بارش فرمادیتا ہے پھر جب

وہ بندہ اپنے رب کو پکارتا ہے۔ اے میرے رب! تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے تو جو کچھ مانگے گا، میں تجھے جلد عطا فرماؤں گا یا تو جلد ہی تجھے دوں گا یا اسے تیری آخرت کے لئے ذخیرہ کردوں گا۔

4۔ حدیث شریف = ابن ماجہ میں حدیث نمبر 4031 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ بڑا ثواب بڑی بلاؤں (یعنی بڑی مصیبتوں) کے ساتھ ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو پسند فرماتا ہے تو اسے (آزمائش میں) مبتلا فرمادیتا ہے، پھر جو (آزمائش پر) راضی رہا، اس کے لئے رضا ہے اور جو ناراض ہو، اس کے لئے ناراضی۔

محترم حضرات! کتنی حیرت کی بات ہے کہ رب تعالیٰ جس سے محبت فرماتا ہے، جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، اپنا دوست بنانے کا ارادہ فرماتا ہے، یا کوئی مرتبہ عطا فرمانا ہوتا ہے، تو اس پر آزمائشوں کی بارش فرمادیتا ہے، اس کو مصیبتوں میں مبتلا فرمادیتا ہے حالانکہ عقل تو یہ کہتی ہے کہ جب کوئی کسی سے محبت کرتا ہے تو اسے راحتیں، آرام اور خوشحالی پہنچاتا ہے مگر رب تعالیٰ کی حکمت دیکھئے کہ وہ جس سے محبت کرتا ہے، اسے آزمائشوں میں مبتلا کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک مسلمان پر جب آزمائش، تکلیفیں، پریشانیاں اور مصیبتیں آئیں تو دلبرداشتہ نہیں ہونا چاہئے۔ شکوہ شکایت زبان پر نہیں لانی چاہئے بلکہ ہر تکلیف

اور پریشانی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جان کر صبر کرنا چاہئے۔اس صبر پر بھی بے حد اجر وثواب ملتا ہے۔قرآن وحدیث میں جگہ جگہ اس کا بیان موجود ہے۔

سب سے پہلے قرآن مجید کی آیات سماعت فرمائیں جس میں صابرین کے فضائل بیان کئے ہیں۔چنانچہ سورۂ زمر آیت نمبر 10 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن:

اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ

ترجمہ:صبر والوں ہی کو بے حساب اجر ملتا ہے۔

دوسرے مقام پر سورۂ بقرہ آیت نمبر 153 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن:اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ

ترجمہ:اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

تیسرے مقام پر قرآن مجید سورۂ نحل آیت نمبر 96 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: مَا عِنْدَكُمْ یَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ وَلَنَجْزِیَنَّ الَّذِیْنَ صَبَرُوْا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ

ترجمہ: جو تمہارے پاس ہے، ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے، وہ باقی رہتا ہے، اور ہم بدلے میں دیں گے، صبر والوں کو حق بہتر کاموں پر جو کرتے ہیں۔

☆احادیث میں صبر والوں پر عنایتوں کا ذکر:

آپ نے قرآن مجید کی چار آیتیں سماعت فرمائیں کس قدر صبر والوں پر عنایتوں پر ذکر رب کریم نے فرمایا ہے۔اب آپ کی خدمت میں احادیث اور روایتوں کی روشنی میں صبر کرنے والوں پر انعامات کا ذکر کروں گا۔ سنئے اور ایمان میں تازگی پیدا کریں۔

1۔حدیث شریف = مؤطا امام مالک میں حدیث قدسی نقل ہے۔رب کریم ارشاد فرماتا ہے کہ جب میں اپنے بندوں کو کسی مصیبت میں مبتلا کروں اور وہ صبر کرتا ہے اور اپنے عیادت کرنے والوں سے میری کچھ شکایت نہیں کرتا تو میں اس کے گوشت کو بہتر گوشت سے بدل دیتا ہوں اور خون کے عوض عمدہ خون عطا کرتا ہوں اور جب اس کو شفا دیتا ہوں تو کوئی اس کے ذمہ نہیں ہوتا اور اس کو وفات دیتا ہوں تو اس کو اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہوں۔

2۔حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم میں نقل فرماتے ہیں۔حضرت

داؤد علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کیا کہ الٰہی! اس غمزدہ کا بدلہ کیا ہے جو تیری رضا کے خواہش کے باعث مصائب پر صبر کرے۔ ارشاد ہوا کہ اس کا بدلہ یہ ہے کہ اس کو لباس ایمان پہنا کر کبھی اس کے بدن سے نہ نکالوں گا۔

3۔ جامع صغیر میں حدیث نمبر 5137 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جس نے مصیبت پر صبر کیا، یہاں تک کہ اس (مصیبت) کو اچھے صبر کے ساتھ لوٹا دیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے تین سو درجات لکھے گا، ہر ایک درجہ کے مابین (درمیان) زمین وآسمان کا فاصلہ ہوگا۔

4۔ امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم میں نقل فرماتے ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے اپنے خطبے میں فرمایا کہ جب کبھی اللہ تعالیٰ کسی بندے پر انعام کرتا ہے اور پھر وہ نعمت اس سے لے لیتا ہے اور وہ اس کے عوض صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس نعمت کے عوض جو کچھ عطا کرتا ہے، وہ اس پہلی نعمت سے افضل ہوتا ہے، اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

القرآن: اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ

ترجمہ: صبر والوں کو ہی بے حساب اجر ملتا ہے۔

محترم حضرات! آپ حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کے خطبے کو سامنے

رکھ کر دنیا میں ان لوگوں پر نظر ڈالئے جن کی دکانوں کو آگ لگ گئی، جن کے مکانات زلزلے میں تباہ ہو گئے، جن کی زمینیں اور فصلیں سیلاب کی زد میں آ گئیں یا کوئی بھی نقصان ہوا لیکن انہوں نے صبر کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں پہلے سے بہتر اور افضل نعمتوں سے نوازا، وہ کچھ عرصے کے بعد پہلے سے بھی زیادہ مالی طور پر مستحکم ہو گئے۔

☆اللہ تعالیٰ سے صبر کی توفیق مانگو:

صحیح مسلم کتاب الزکوۃ میں حدیث نمبر 1053 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جو صبر کرنا چاہے گا، اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق عطا فرمادے گا اور صبر سے بہتر اور وسعت والی عطا کسی پر نہیں کی گئی۔

معلوم ہوا کہ جو صبر کرنا چاہے گا، شکوہ شکایت سے بچنے کا ذہن رکھتا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے صبر کی توفیق مانگے گا۔ اللہ تعالیٰ صبر کے ذریعہ اس کی مدد فرمائے گا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق حدیث شریف میں ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ان کے لئے یہ دعا فرمائی: اے اللہ! حسین کو صبر اور اجر عطا فرما۔

یہ دعا کا کیسا اثر ہوا کہ میدان کربلا میں امام حسین رضی اللہ عنہ، آپ کے شہزادگان، بھانجے، بھتیجے اور ساتھیوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے مگر امام

حسین رضی اللہ عنہ صبر واستقامت کے پہاڑ بنے رہے اور زبان پر صرف یہی کلمات تھے۔اے مولا! میں اس حال میں بھی تجھ سے راضی ہوں تو بھی مجھ سے راضی ہوجا۔

☆صبر پر اجر کی خوشی نے تکلیف بھلا دی:

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت فتح موصلی کی زوجہ ایک مرتبہ پھسل گئیں اور ناخن ٹوٹ گیا۔ وہ ہنس پڑیں۔خوشی اور مسکراہٹ دیکھ کر لوگوں نے پوچھا کہ کیا آپ کو تکلیف نہیں ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ اس تکلیف پر مجھے صبر کرنے پر جو اجر ملے گا، وہ اجر ملنے کی خوشی نے میرے درد کی تلخی کو ختم کر دیا۔

محترم حضرات! یہ ہمارے اسلاف تھے کہ تکالیف آنے پر صبر کرتے اور خوش ہوتے تھے کہ اب اجر وثواب کے پیمانے بھر بھر کر دیئے جائیں گے اور یاد رہے کہ مومن کو ذرہ برابر بھی تکلیف پہنچے تو یہ گناہوں کا کفارہ ہے، چنانچہ حدیث پاک میں ہے۔

حدیث شریف = الترغیب والترہیب کتاب الجنائز میں حدیث نمبر 39 نقل ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: مسلمان کو تھکاوٹ، مرض، رنج اور غم کی وجہ

سے جو تکلیف پہنچتی ہے، یہاں تک کہ کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

☆ یہ تو دنیا میں انعام ہے، قبر میں بھی ان کے لئے راحتیں ہوں گی، چنانچہ روایت میں ہے۔

تنبیہ المغترین صفحہ نمبر 166 پر نقل ہے کہ کسی بزرگ نے حضرت حسن بن ذکوان علیہ الرحمہ کو ان کے وصال کے ایک سال کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا کونسی قبریں زیادہ روشن ہیں؟ فرمایا دنیا میں مصیبتیں اٹھانے والوں کی۔

یہ تو قبر میں تکالیف پر انعام ہے۔ آخرت میں جب اجر وثواب دیا جائے گا تو عجیب عالم ہوگا چنانچہ حدیث پاک میں ہے۔

ترمذی شریف میں حدیث نمبر 2410 نقل ہے۔ سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب بروز قیامت اہل مصیبت (بیماریوں اور مصیبتوں میں مبتلا افراد) کو ثواب عطا کیا جائے گا تو عافیت والے (جن پر دنیا میں مصیبتیں نہ آئیں) تمنا کریں گے، کہ کاش دنیا میں ہماری کھالیں، قینچیوں سے کاٹی جاتیں۔

سبحان اللہ! نہ جانے کتنا اجر وثواب مصیبت زدوں کو بروز قیامت دیا جائے گا کہ عافیت والے یہ کلمات کہیں گے کہ کاش دنیا میں ہماری کھالیں قینچیوں سے کاٹی جاتیں۔ معلوم ہوا کہ مصیبتوں پر دلبرداشتہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ فضائل و

برکات پر نظر رکھنی چاہئے، ویسے مومن پر تو تکالیف و مصائب رہیں گے، یہ بات بھی حدیث پاک میں موجود ہے۔

مسند امام احمد ابن حنبل میں حدیث نمبر 7819 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: مومن کی مثال اس کھیتی کی طرح ہے جسے ہوائیں ہلاتی رہتی ہیں اور مومن آفات میں مبتلا رہتا ہے اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی طرح ہے جو کٹنے تک نہیں ہلتا۔

☆ جنت تکلیفوں میں ڈھانپی ہوئی ہے:

بخاری شریف میں حدیث نمبر 6487 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جہنم شہوتوں سے ڈھانپی ہوئی ہے اور جنت تکلیفوں سے ڈھانپی ہوئی ہے۔

محترم حضرات! معلوم ہوا کہ دنیا میں مصیبتیں اور تکالیف اٹھانے کے بعد جنت جیسی نعمت نصیب ہوتی ہے۔ کفار کے لئے دوزخ ہے جو کہ شہوتوں سے ڈھانپی ہوئی ہے بلکہ مومن کے لئے جنت ہے اور جنت کو پانے کے لئے دنیا کی دشوار گزار گھاٹی کو طے کرنا پڑتا ہے اور صبر و استقامت کا پہاڑ بننا پڑتا ہے۔ جب بھی کوئی مصیبت یا تکلیف آئے، لوگوں پر ظاہر نہ ہونے دیں، پوشیدہ رکھیں،

اس پر بھی مغفرت کی بشارت ہے، چنانچہ حدیث پاک میں ہے۔

حدیث شریف = مجمع الزوائد میں حدیث نمبر 17872 نقل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس کے مال یا جان میں مصیبت آئی پھر اس نے اسے پوشیدہ رکھا اور لوگوں پر ظاہر نہ کیا تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کی مغفرت فرمادے۔

محترم حضرات! اگر بندۂ مومن ہر تکلیف کو منجانب اللہ سمجھ لے تو وہ کبھی بھی اپنی تکالیف لوگوں پر ظاہر نہیں کرے گا، اس بات کو حضرت رابعہ بصری نے بڑے عمدہ انداز میں سمجھایا۔

☆ حضرت رابعہ بصری اور سر پر پٹی باندھنے والا شخص:

مشہور ولیہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کی خدمت میں ایک شخص سر پر پٹی باندھے حاضر ہوا۔ آپ نے اس شخص سے پوچھا تو نے سر پر پٹی کیوں باندھی ہے؟ اس نے کہا: میرے سر میں درد ہے، اس لئے سر پر پٹی باندھی ہے۔ یہ سن کر حضرت رابعہ بصری کو جلال آ گیا اور اس شخص سے فرمایا: افسوس ہے تجھ پر میرے رب نے تجھے پورا سال صحت کی نعمت عطا فرمائی۔ کیا ایک دن بھی سر پر پٹی باندھ کر لوگوں سے کہا کہ میرے رب نے مجھے صحت کی دولت عطا فرمائی

ہے۔اے نادان! آج ایک دن میرے رب نے سر کا درد دیا تو پٹی باندھ کر ڈھنڈورا پیٹ رہا ہے کہ رب تعالیٰ نے درد دیا ہے۔ یہ سن کر وہ بہت شرمندہ ہوا۔

محترم حضرات! بڑے لوگوں کی بڑی باتیں ہوتی ہیں۔ اللہ والے تکلیفوں اور پریشانیوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف جان کر صبر کرتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔ میرے رب نے مجھے یاد کیا ہے۔ یہ میرے رب کی طرف سے ہے، یہ کہہ کر تکلیفوں کو بڑی خوشی سے سہتے تھے۔

☆بندہ دینداری کے اعتبار سے مصائب میں مبتلا ہوتا ہے:

لوگ ہم سے سوال کرتے ہیں کہ مولانا! ہم تو نمازیں بھی پڑھتے ہیں، روزے بھی رکھتے ہیں، زکوٰۃ بھی دیتے ہیں۔ صدقات وخیرات بھی کرتے ہیں، مسجد میں جلدی آجاتے ہیں، تہجد بھی پڑھتے ہیں، درود پاک بھی پڑھتے ہیں اور دیگر نوافل بھی پڑھتے ہیں لیکن مصیبتیں، پریشانیاں، آزمائشیں اور تکلیفیں ہمارے ساتھ ہی لگی رہتی ہیں۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ حالانکہ ہمارے قرب و جوار میں جو لوگ رہتے ہیں، وہ دین سے دور ہیں۔ عمل سے دور ہیں۔ ان پر تو کوئی پریشانی، تکلیف اور مصیبتیں نہیں آتیں۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ آیئے حدیث

شریف سے اس کا جواب لیتے ہیں۔

حدیث شریف = ابن ماجہ کتاب الفتن میں حدیث 4023 نقل ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! سب سے زیادہ مصیبتیں کن لوگوں پر آئیں؟ تو فرمایا انبیاء پر، پھر ان کے بعد جو بہتر ہیں پھر ان کے بعد جو بہتر ہیں، بندے کو اپنی دینداری کے اعتبار سے مصیبت میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ اگر وہ دین میں سخت ہوتا ہے تو اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے اور اگر وہ اپنے دین میں کمزور ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دینداری کے مطابق اسے آزماتا ہے۔ بندہ مصیبت میں مبتلا ہوتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس دنیا ہی میں اس کے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

محترم حضرات! آپ نے حدیث شریف سماعت فرمائی۔ واضح طور پر فرما دیا گیا کہ جو جتنا دین سے قریب ہوگا، جو جتنا دین میں سخت (مضبوط) ہوگا۔ اس کی آزمائش بھی اس قدر سخت ہوگی، لہٰذا اچھے اعمال کرنے والوں اور نیکیوں بھری زندگی گزارنے والے کو حوصلہ نہیں ہارنا چاہیئے، یہ دنیا کی مختصر زندگی تو گزر جائے گی، لیکن آخرت میں اجر وثواب اور انعامات بے شمار ہیں۔

☆ عشاقان رسول ﷺ کے لئے آزمائش:

ترمذی شریف ابواب زہد میں حدیث نمبر 232 نقل ہے کہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ایک شخص نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! میں آپ سے محبت کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: سوچو! کیا کہہ رہے ہو؟ کہنے لگا۔اللہ تعالیٰ کی قسم! میں آپ ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔اس نے تین مرتبہ یہ بات کہی۔آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو مجھ سے محبت کرتا ہے تو فقر (تنگی) کے لئے تیار ہوجا کیونکہ میرے محبین (مجھ سے محبت کرنے والوں) کی طرف فقر (تنگی) ہے۔سیلاب کی طرح اپنی منزل کی طرف تیز دوڑنے سے جلدی (میرے عشاق پر تنگی) آتی ہے۔

عزیزان گرامی! حدیث شریف سماعت کرنے کے بعد نتیجہ یہ نکلا کہ نبی کریم ﷺ سے جسے جتنی محبت ہوگی، آزمائشیں اتنی ہی زیادہ آئیں گی لہذا عشاقان رسول ﷺ تیار رہیں، حوصلہ نہ ہاریں، دین کی خدمت جاری رکھیں، یہ تکلیفیں، یہ پریشانیاں اور یہ آزمائشیں آتی رہیں گی، بس ہمیں اپنا کام جاری رکھنا ہے۔

آخری بات یہ عرض کرتا چلوں کہ جس مولا کی بارگاہ سے ہر ہر نعمت ملی، ہم اس مولا کی نافرمانی بھی کرتے ہیں، کوتاہیاں بھی کرتے ہیں مگر اس مولا جل جلالہ کی کرم نوازیاں ہم پر جاری رہتی ہیں۔اتنی کرم نوازیوں کے باوجود اتنی نعمتیں عطا

فرمانے کے بعد اگر کبھی کوئی تکلیف یا پریشانی یا مصیبت آ جائے تو شکوہ شکایت اور واویلا کرنے کے بجائے یہ سمجھ کر کہ یہ میرے رب کی طرف سے آئی ہیں، وہ رب جو خوشیاں، نعمتیں اور برکتیں ہمہ وقت ہم پر نازل فرماتا ہے، اسی کی طرف سے اگر کچھ آزمائشیں، تکالیف آ گئیں تو کیا ہوا، اس بات کو سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ کا وزیر ایاز ہمیں یوں سکھاتا ہے۔

☆ایاز اور ککڑی:

ایک مرتبہ شاہی محل میں سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ بادشاہ وقت اپنے ہاتھوں سے ککڑی کاٹ کاٹ کر درباریوں کو کھلا رہے تھے، درباری ککڑی کھاتے اور یہ کہتے ہوئے آگے بڑھ جاتے کہ ککڑی کڑوی ہے۔ جب سلطان محمود غزنوی کے خاص وزیر ایاز کی باری آئی تو بڑے مزے سے ککڑی کھاتا رہا، اپنی زبان پر کوئی حرفِ شکایت نہ لائی۔ اپنے چہرے پر کوئی ناگواری ظاہر نہ ہونے دی۔ درباری ایاز کو حیرت سے تکنے لگے۔ بالآخر درباری بول اٹھے کہ اے ایاز! کیا ککڑی کڑوی نہیں تھی؟ جو تم اتنے مزے سے کھا رہے تھے؟

یہ سن کر ایاز بول اٹھا، حقیقت میں ککڑی کڑوی تھی مگر ایک بات نے مجھے کچھ بھی بولنے نہ دیا، وہ بات یہ ہے کہ عشق کہنے لگا۔ اے ایاز! یہ وہی ہاتھ ہے جس

سے اچھی اچھی نعمتیں کھاتا رہا، عمدہ سے عمدہ چیزیں کھاتا رہا، اگر آج اس ہاتھ سے کوئی کڑوی چیز مل رہی ہے تو خاموش رہ۔ لہذا میں خاموش رہا، حرف شکایت زبان پر نہ لایا۔

عزیزان گرامی! ایاز ہمیں سکھا گیا کہ ہمارا کریم رب ہمیں کتنی نعمتیں عطا کر رہا ہے۔ کبھی کوئی مصیبت، پریشانی اور بیماری اس کی طرف سے آ گئی تو صبر کرنا چاہیے۔ شکوہ شکایت زبان پر نہیں لانی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مصائب و آلام پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

ایصال ثواب کی فضیلت

اور اس کی شرعی حیثیت

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ حشر سے آیت نمبر 10 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا

فرمائے۔

آج میں اس محفل میں ایصال ثواب کے متعلق کچھ اہم باتیں کروں گا۔ ایصال ثواب کسے کہتے ہیں۔ایصال ثواب کیوں کیا جاتا ہے،ایصال ثواب زندہ مسلمانوں کو بھی کیا جاسکتا ہے،کیا زندوں کے عمل سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے اور ایصال ثواب کی کیا فضیلت ہے۔ان تمام عنوانات پر مختصر مختصر باتیں عرض کرتا ہوں۔

سب سے پہلے یہ جانئے کہ ایصال ثواب کسے کہتے ہیں؟ ایصال ثواب کا معنی ہے ثواب پہنچانا۔ایک زندہ شخص جس طرح دوسرے زندہ شخص کو کھانا کھلا سکتا ہے، پانی پلاسکتا ہے، کپڑا پہنا سکتا ہے اور ہر قسم کا فائدہ پہنچا سکتا ہے۔اسی طرح ایک مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے انتقال کے بعد نیکی کرکے اس کا ثواب اپنے مرحوم مسلمان بھائی کو پہنچا سکتا ہے۔اگر مرحوم گنہ گار ہے تو یہ ایصال ثواب اس کے گناہوں کو مٹانے والا ہوگا اور اگر مرحوم نیک ہے تو یہ ایصال ثواب اس کے درجات میں بلندی کا ذریعہ بنے گا۔

ایک سوال یہ ذہن میں آتا ہے کہ کیا زندوں کے عمل سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے؟ یہ بات قرآن وسنت سے ثابت ہے کہ مسلمان اپنے فوت شدہ بھائیوں کے لئے مغفرت طلب کرے۔قرآن مجید اور دیگر ذکر واذکار کرکے انہیں

ایصال ثواب کرے تو یقینا اس کا ثواب مرحومین کو پہنچتا ہے۔

قرآن مجید فرقان حمید سورۂ حشر کی آیت نمبر 10 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَلِاِخۡوَانِنَا الَّذِيۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِيۡمَانِ

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! ہم کو بخش دے اور ہمارے ان دینی بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے وفات پا چکے۔

اگر زندہ کی دعا سے میت کو فائدہ نہ پہنچتا تو کبھی بھی قرآن مجید میں ایمان کے ساتھ رخصت ہونے والوں کے لئے بخشش کی دعا مانگنے کا کبھی حکم نہ دیا جاتا۔ ہوسکتا ہے کہ کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ یہ تو بخشش کی دعا ہے۔ اعمال کا ثواب پہنچنا کہاں سے ثابت ہے؟

یہ احادیث سے ثابت ہے۔ آیئے احادیث آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ سنئے اور ایمان تازہ کیجئے۔

حدیث شریف = بخاری اور مسلم شریف دونوں میں یہ حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ میری ماں اچانک فوت ہوگئیں اور میرا گمان ہے کہ وہ اگر کلام کرتیں تو

صدقہ کرتیں۔ اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کو ثواب پہنچے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں پہنچے گا۔

حدیث شریف = امام بخاری علیہ الرحمہ اپنی کتاب ادب المفرد میں حدیث پاک نقل فرماتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے صالح بندے کے درجے جنت میں بلند کرتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار! یہ درجے کیونکر بلند ہوئے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تیرے بیٹے کا تیرے لئے استغفار کرنے کے سبب سے۔

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ مرحومین کو ایصال ثواب کرنے سے انہیں قبر میں فائدہ پہنچتا ہے، کتنا فائدہ پہنچتا ہے، مرحومین کتنا خوش ہوتے ہیں۔ یہ بھی احادیث کی روشنی میں سنتے ہیں۔

☆ ایصال ثواب پہاڑوں کی مانند عطا کیا جاتا ہے:

حدیث شریف = شعب الایمان میں حدیث نمبر 7905 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: مردہ کا حال قبر میں ڈوبتے ہوئے انسان کی مانند ہے کہ وہ شدت سے انتظار کرتا ہے کہ باپ یا ماں یا بھائی یا کسی دوست کی دعا اس کو پہنچے

اور جب کسی کی دعا اسے پہنچتی ہے تو اس کے نزدیک وہ دنیا و مافیہا (جو کچھ اس دنیا میں ہے) سے بہتر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبر والوں کو ان کے متعلقین کی طرف سے ہدیہ کیا ہوا ثواب پہاڑوں کی مانند عطا فرماتا ہے۔ زندوں کا ہدیہ مرحومین کے لئے دعائے مغفرت ہے۔

☆ ہر مسلمان کی دعائے مغفرت پر اجر:

حدیث شریف = مجمع الزوائد دسویں جلد صفحہ نمبر 356 پر حدیث نمبر 17098 نقل ہے، جو کوئی تمام مومن مردوں اور عورتوں کے لئے مغفرت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر مومن مرد و عورت کے عوض ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔

☆ نورانی طبق میں ہدیہ:

حدیث شریف = طبرانی شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جب کسی کا انتقال ہوتا ہے تو اس کے پسماندگان اس کے لئے صدقات و خیرات کرتے ہیں تو جبرئیل علیہ السلام اس میت کی قبر پر جا کر ایک نورانی طبق میں ہدیہ لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے میت! یہ تحفہ تیرے اہل و عیال و اقارب و خویش نے تجھ کو بھیجا ہے۔ وہ مردہ اس پر جھکتا ہے، خوش و خرم ہوتا ہے اور بشارت پاتا ہے اور اس کے

ہمسائے غمگین ہوتے ہیں جن کی طرف سے کوئی ہدیہ نہیں بھیجا جاتا۔

☆نورانی لباس:

شرح الصدور صفحہ نمبر 305 پر امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں۔ ایک بزرگ نے اپنے مرحوم بھائی کو خواب میں دیکھ کر پوچھا۔ کیا زندہ لوگوں کی دعا تم لوگوں کو پہنچتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں پہنچتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! وہ نورانی لباس کی صورت میں آتی ہے، اسے ہم پہن لیتے ہیں۔

☆تمام مرحومین کی تعداد کے برابر:

کشف الخفاء میں حدیث نمبر 2629 نقل ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو قبرستان میں گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر مرحومین کو ایصال ثواب کرے تو اسے تمام مرحومین کی تعداد کے برابر ایصال ثواب کرنے والے کو اجر ملے گا۔

☆قبر کو وسیع کر دیا:

حدیث شریف = مسند امام احمد کی حدیث پاک ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنازے کی طرف نکلے، جبکہ وہ فوت ہوگئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھی

اور وہ اپنی قبر میں اتارے گئے اور ان پر مٹی برابر کردی گئی تو حضور ﷺ نے تسبیح پڑھی۔ تب ہم نے بھی تکبیر کہی، تب آپ ﷺ سے عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ نے تسبیح کیوں پڑھی پھر تکبیر کہی؟ ارشاد فرمایا۔ اس نیک بندے پر اس کی قبر تنگ ہوگئی تھی۔ ہم نے تسبیح و تکبیر کہی حتیٰ کہ رب تعالیٰ نے اس کی قبر کو وسیع کردیا۔

محترم حضرات! میں نے احادیث اور روایات سے ایصال ثواب کا ثبوت فضائل اور برکات بیان کئے۔ یقینا آپ کا ایمان تازہ ہوگیا ہوگا اور ایصال ثواب زیادہ سے زیادہ کرنے کا جذبہ پیدا ہوا ہوگا۔ اب آپ کی خدمت میں فاتحہ اور کھانے سامنے رکھ کر قرآنی آیات پڑھنے کا ثبوت پیش کیا جائے گا۔

سب سے پہلے فاتحہ کی تعریف سماعت فرمالیجئے۔ فتاویٰ رضویہ میں امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مسلمان کے انتقال کے بعد قرآن مجید کی تلاوت، کلمہ طیبہ، درود شریف، دیگر اعمال صالحہ یا کھانے اور کپڑے وغیرہ خیرات کرنے کا جو ثواب پہنچایا جاتا ہے، اسے عرف میں فاتحہ کہتے ہیں کیونکہ اس میں سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔

اب ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا، آیات قرآنیہ پڑھنا اور ایصال ثواب کرنا یہ کہاں سے ثابت ہے؟

سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین کرلیجئے کہ کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ، قرآنی آیات اور ایصال ثواب کرنا لازم نہیں اور نہ ہی واجب ہے اور نہ ہی ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اگر کھانا سامنے نہ ہو تو ایصال ثواب نہیں ہوتا بلکہ ہم کھانا سامنے رکھ کر برکت کے لئے ایصال ثواب کرتے ہیں اور برکت کے لئے ایسا عمل محبوب خدا ﷺ سے ثابت ہے۔

حدیث پاک = مسلم شریف میں حدیث نمبر 5316 نقل ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے کھانا سامنے رکھ کر کچھ پڑھا اور دعا فرمائی۔

☆ حدیث شریف = مسلم شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ غزوۂ تبوک میں لوگ جب خوفزدہ ہوگئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! لوگوں کا بچا کھچا کھانا منگوایئے اور اس کھانے پر اللہ تعالیٰ سے برکت کی دعا کیجئے۔ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں! آپ ﷺ نے دسترخوان بچھوایا اور فرمایا: کسی کے پاس جو کچھ بچا ہے، لے آؤ۔ کوئی مٹھی بھر جوار لایا، کوئی مٹھی بھر کھجور لایا، کوئی روٹی کا ٹکڑا لے آیا، یہاں تک کہ دسترخوان پر تھوڑا بہت ذخیرہ ہوگیا پھر آپ ﷺ نے اس پر برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا کہ اپنے اپنے برتن لو۔

☆ حدیث شریف = تفسیر درمنثور جلد اول صفحہ نمبر 323 پر حدیث پاک نقل ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اس کے گھر میں بے برکتی ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تو آیۃ الکرسی سے غافل ہے کیونکہ جس کھانے اور سالن پر آیۃ الکرسی پڑھی جائے۔ اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دیتا ہے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کھانے پر تلاوت قرآن مجید کرنے سے کھانا بابرکت ہوجاتا ہے اور یہ عمل سنت ہے۔ اب آپ کی خدمت بزرگوں کے ارشادات پیش کرتا ہوں۔

☆ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا فتویٰ:

سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فتاویٰ عزیزی جلد اول صفحہ نمبر 76 پر فرماتے ہیں کہ جو کھانا حضرات امامین (امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما) کے لئے نیاز کریں، اس کھانے پر سورۂ فاتحہ، قل شریف اور درود پاک پڑھنا باعث برکت ہے اور ایسا کھانا تناول کرنا اچھا ہے۔

☆ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا فتویٰ:

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب زبدۃ النصائح صفحہ نمبر 132

پر فرماتے ہیں کہ دودھ اور چاول پر کسی بزرگ کے لئے فاتحہ دی جائے۔ ان کی روح کو ثواب پہنچانے کی نیت سے پکائیں اور کھائیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور اگر کسی بزرگ کی فاتحہ دی جائے تو مالداروں کو بھی کھانا جائز ہے۔

معلوم ہوا کہ علمائے اسلام کے نزدیک کھانے پر فاتحہ اور سامنے رکھ کر دعا مانگنا جائز اور اچھا عمل ہے۔

آخر میں سوئم، چہلم اور برسی کے متعلق کچھ عرض کرتا چلوں، سب سے پہلی بات یاد رکھئے گا کہ سوئم، چہلم اور برسی ایصال ثواب کی ایک قسم ہے۔ مقصد صرف اور صرف ایصال ثواب ہے۔ مثلاً صبح کے وقت ہم دستر خوان بچھا کر کھانا کھاتے ہیں۔ اس کا نام ہم نے ناشتہ رکھ دیا، مقصد کھانا، کھانا ہے۔ دوپہر کے وقت ہم دستر خوان بچھا کر کھانا کھاتے ہیں۔ اس کا نام ہم نے ظہرانہ یا لنچ رکھ دیا۔ مقصد کھانا، کھانا ہے۔ رات کے وقت ہم دستر خوان بچھا کر کھانا کھاتے ہیں۔ اس کا نام ہم نے عشائیہ یا ڈنر رکھ دیا۔ مقصد صرف کھانا، کھانا ہے۔ اسی طرح سوئم، دسواں، چہلم، برسی اور بزرگان دین کے اعراس پہچان کے لئے نام ہیں۔ مقصد صرف اور صرف ایصال ثواب ہے اور یہ بزرگوں کا صدیوں سے معمول ہے۔

سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ ملفوظات عزیزی

صفحہ نمبر 80 پر فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے سوئم میں لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ شمار نہیں ہوسکتا۔ اکیاسی قرآن مجید پڑھے گئے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہوں گے، اور کلمہ طیبہ تو اتنے پڑھے گئے جس کا کوئی اندازہ نہیں۔

محترم حضرات! اس بات سے ایک دلیل ہمیں یہ ملی کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے سوئم کو بدعت نہیں کہا بلکہ اچھے انداز میں اس کا ذکر فرمایا اور بات یہ معلوم ہوئی کہ چونکہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ، امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ سے بھی پہلے کے بزرگ ہیں لہذا معلوم ہوا کہ سوئم کا انعقاد امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ سے بھی پہلے سے ہوتا چلا آرہا ہے۔

اب آخری اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ سوئم، چہلم اور برسی کے لئے دن کیوں مقرر کیا جاتا ہے؟ سب سے پہلی بات یاد رہے کہ ہم اہلسنت کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں کہ سوئم صرف تیسرے دن ہی ہونا چاہئے، ورنہ ثواب نہیں ملے گا، دسواں دسویں دن ہی ہونا چاہئے، ورنہ ثواب نہیں ملے گا، چہلم صرف اور صرف چالیسویں دن ہی ہونا چاہئے، ورنہ ثواب نہیں ملے گا۔ ہمارا ایسا عقیدہ نہیں ہے بلکہ ہم انتقال کے دوسرے دن بھی سوئم کردیتے ہیں، ایک ماہ میں چہلم کردیتے ہیں۔ بارہ ماہ میں کچھ دن کم ہوتے ہیں۔ ہم برسی کردیتے ہیں، اب آیئے دن مقرر کرکے نیک

اعمال کرنا احادیث سے ثابت ہے۔ یہ بھی سن لیجئے۔

1۔ مسلم شریف کتاب الحج میں ہے کہ حضور ﷺ نے قباء شریف جانے کے لئے ہفتہ کا دن مقرر فرمایا۔

2۔ مسلم شریف کتاب الصوم میں ہے۔ حضور ﷺ نے روزہ رکھنے کے لئے پیر کا دن مقرر فرمایا۔

3۔ بخاری شریف کی حدیث نمبر 68 میں ہے۔ سرورِ کونین ﷺ نے وعظ و نصیحت کے لئے چند دن مقرر فرمائے۔

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں حدیث پاک ہے کہ حضور ﷺ شہدائے اُحُد کے مزارات پر جانے کے لئے سال میں ایک دن مقرر فرمایا۔

5۔ بخاری شریف میں حدیث پاک ہے کہ حضور ﷺ نے سفر کے لئے جمعرات کا دن مقرر فرمایا۔

6۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے وعظ و نصیحت کے لئے جمعرات کا دن مقرر فرمایا۔

معلوم ہوا کہ نیک اعمال کے لئے وقت مقرر کرنا سنت رسول و سنت صحابہ ہے اور وقت مقرر کرنے میں ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ مقررہ تاریخ اور وقت پر لوگوں کو جمع ہونے میں آسانی ہوتی ہے۔ اس طرح تمام لوگ با آسانی شریک

ہو جاتے ہیں۔

جو لوگ اعمال صالحہ کے لئے دن مقرر کرنے کو بدعت و ناجائز کہتے ہیں۔ وہ خود بھی اپنے ہی فتوے کی زد میں آ گئے، ان کی فہرست بھی سماعت فرمائیے۔

تبلیغی جماعت کے تین روزہ اجتماع کے لئے وقت اور دن مقرر، اجتماع کا شیڈول مقرر، خصوصی خطاب کے لئے وقت مقرر، آخری دعا کے لئے وقت مقرر، تبلیغ پر نکلنے کے لئے تین دن، چالیس دن اور سال مقرر، مدارس کا نصاب مقرر، درس نظامی کے اوقات مقرر، اساتذہ کی تنخواہیں مقرر، شوال میں ابتداء اور شعبان میں اختتام مقرر، ختم بخاری کے لئے مہینہ مقرر، سالانہ جلسے کے لئے وقت مقرر، تین روزہ جماعۃ الدعوۃ کے اجتماع کے لئے وقت اور دن مقرر، اجتماع کا شیڈول مقرر، حافظ سعید کے خصوصی خطاب کے لئے وقت مقرر، تین روزہ اہلحدیث کانفرنس کے لئے دن اور وقت مقرر، شیڈول مقرر، اہلحدیث مدارس میں درس نظامی کا نصاب، اوقات، اساتذہ کی تنخواہیں اور دیگر چیزیں مقرر، یہ فہرست اعمال صالحہ کے لئے وقت اور دن مقرر کرنے والوں پر بدعت اور ناجائز کا فتویٰ لگانے والوں کی ہے۔ انہوں نے ایسی آگ لگائی کہ وہ اپنے گھروں کو بھی اس آگ سے نہ بچا سکے۔ ایسے لوگوں کے ہی بارے میں عقلمندوں نے کہا کہ جن کے گھر شیشے کے ہوں، وہ دوسروں کے گھروں پر پتھر نہیں مارا کرتے۔ اللہ تعالیٰ

ان کو ہدایت عطا فرمائے۔آمین

رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو خوب ایصال ثواب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

بدشگونی اور

اس کا علاج

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَنْ یُّصِیْبَنَاۤ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَاۚ هُوَ مَوْلٰىنَا وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ توبہ سے آیت نمبر 51 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دنیا میں جہاں مختلف اقسام کی بیماریاں پائی جاتی ہیں، وہیں ایک عالمی بیماری بدشگونی لینا ہے۔مختلف ممالک میں رہنے والے مختلف چیزوں سے ایسی ایسی بدشگونیاں لیتے ہیں کہ انسان سن کر حیران رہ جاتا ہے۔

کبھی کسی وقت یا دن یا مہینے سے بدفالی لیتے ہیں، جیسے بعض لوگ صفر کے مہینے کو منحوس سمجھتے ہیں جبکہ احادیث میں اس کی ممانعت ہے۔

☆ ماہ صفر منحوس نہیں:

ابوداؤد شریف میں حدیث نمبر 515 نقل ہے۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا: چھوت، مردے کی کھوپڑی سے الو نکلنا، آدمی کا جانور کی شکل میں آنا اور صفر کوئی چیز نہیں۔

گیارہویں صدی کے مجدد شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب اشعۃ اللمعات (فارسی) تیسری جلد صفحہ نمبر 664 پر اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔عوام اسے (یعنی صفر کے مہینے کو) بلاؤں، حادثوں اور آفتوں کے نازل ہونے کا وقت قرار دیتے ہیں۔ یہ عقیدہ باطل ہے، اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

☆ شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ بخاری شریف کی شرح

عمدۃ القاری ساتویں جلد صفحہ نمبر 110 پر فرماتے ہیں۔ دور جاہلیت (یعنی اسلام سے پہلے) بھی ماہ صفر کے بارے میں لوگ اسی قسم کے وہمی خیالات رکھتے تھے کہ اس مہینے میں مصیبتیں اور آفتیں بہت ہوتی ہیں، چنانچہ وہ لوگ ماہ صفر کے آنے کو منحوس خیال کیا کرتے تھے۔

☆ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ اپنی کتاب بہار شریعت تیسری جلد صفحہ نمبر 659 پر فرماتے ہیں کہ ماہ صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں، اس میں شادی بیاہ نہیں کرتے اور سفر کرنے سے گریز کرتے ہیں، خصوصا ماہ صفر کی ابتدائی تیرہ تاریخیں بہت زیادہ منحوس (یعنی نحوست والی) مانی جاتی ہیں اور ان کو تیرہ تیزی کہتے ہیں۔ یہ سب جہالت کی باتیں ہیں۔ حدیث پاک میں فرمایا: صفر کوئی چیز نہیں، یعنی لوگوں کو اسے منحوس سمجھنا غلط ہے۔ اسی طرح ذی قعدہ کے مہینے کو بھی بہت لوگ برا جانتے ہیں اور اس کو خالی کا مہینہ کہتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے اور ہر ماہ میں 3, 13, 23, 18,8 اور 28 (تاریخ) کو منحوس جانتے ہیں۔ یہ بھی لغو (یعنی بے کار) بات ہے۔

ماہ صفر کا آخری بدھ ہندوستان میں بہت منایا جاتا ہے۔ لوگ اپنے کاروبار بند کر دیتے ہیں۔ سیر و تفریح و شکار کو جاتے ہیں، پوریاں پکتی ہیں اور نہاتے دھوتے خوشیاں مناتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ حضور ﷺ نے اس روز غسل صحت

فرمایا تھا اور مدینہ سے باہر سیر کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ یہ سب باتیں بے اصل ہیں بلکہ ان دنوں میں (یعنی ماہ صفر کے آخری عشرہ میں) نبی پاک ﷺ کا مرض شدت کے ساتھ تھا۔ اس کے علاوہ طرح طرح کی باتیں بیان کی جاتی ہیں، سب بے ثبوت ہیں۔

یاد رہے کسی دن کسی مہینے کو منحوس کہنا اور اس سے بدشگونی لینا کفار کا طریقہ ہے، چنانچہ فتح الباری دسویں جلد صفحہ نمبر 313 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت پر امام ابن حجر علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ دور جاہلیت میں لوگ پرندوں پر اعتماد کرتے تھے اور جب ان میں سے کوئی سفر پہ جانے لگتا تو دیکھتا کہ پرندہ اس کے دائیں جانب اڑا ہے، وہ اسے اپنے اچھا شگون سمجھتے ہوئے سفر جاری رکھتا اور اگر وہ پرندہ بائیں جانب اڑتا ہوا دیکھتا تو اس سے برا شگون لیتا اور سفر موقوف کر کے واپس آ جاتا اور کبھی کبھار وہ اس مقصد کے لئے خود پرندے اڑا کر اپنی قسمت آزماتے کہ یہ دائیں جانب پرواز کرتا ہے یا بائیں جانب۔

☆ مشکوٰۃ شریف کی شرح مرقات نویں جلد صفحہ نمبر 2 پر امام ملا علی قاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ اگر لوگوں کو شکاری جانور دائیں طرف نظر آتا تو اسے ''بروج'' کہتے اور اس سے نیک فال لیتے تھے اور اگر شکاری، جانور بائیں طرف نظر آتا تو اسے سنوح کہتے تھے اور اس سے بدفالی مراد لیتے تھے۔

☆عوام میں رائج بدشگونی کی فہرست:

1۔کسی کام کا ارادہ کیا اور کسی نے طریقہ کار میں نقص کی نشاندہی کردی یا اس کام سے رک جانے کا کہا تو اس سے بدشگونی لیتے ہیں کہ اب تم نے ٹانگ اڑا دی ہے تو یہ کام نہیں ہو سکے گا۔

2۔کبھی اخبارات میں شائع ہونے والے ستاروں کے کھیل سے بدشگونی لے کر غمگین و رنجیدہ ہو جاتے ہیں۔

3۔سیدھی آنکھ پھڑکے تو یقین کر لیتے ہیں کہ اب کسی سے جھگڑا ہو گا۔

4۔عید اگر جمعہ کے دن ہو جائے تو اسے حکومت وقت پر بھاری سمجھتے ہیں۔

5۔کبھی بلی کے رونے کو منحوس سمجھتے ہیں تو کبھی رات کے وقت کتے کا آواز نکلنا منحوس سمجھتے ہیں۔

6۔صبح سویرے یا پہلا گاہک سودا لئے بغیر چلا جائے تو اس سے بدشگونی لیتے ہیں کہ اب تو پورا دن منحوس گزرے گا۔

7۔کسی عورت کی صرف بیٹیاں ہی پیدا ہوں تو اس پر منحوس ہونے کا لیبل لگ جاتا ہے۔

8۔حاملہ عورت کو میت کے قریب نہیں آنے دیتے کہ اس کے پیدا ہونے

والے بچے پر برا اثر پڑتا ہے۔

9۔بیوہ عورت کو دلہن کے سر پر ہاتھ نہیں پھیرنے دیتے کہ یہ بدشگونی ہے۔

10۔خالی قینچی چلانے اور چابیاں گھمانے پر یہ کہتے پھرتے ہیں کہ یہ فعل منحوس ہے۔

11۔سورج گرہن کے موقع پر حاملہ عورت کو چھری یا قینچی استعمال نہیں کرنے دیتے، بدشگونی یہ لیتے ہیں کہ اس کا بچہ معذور پیدا ہوگا۔

12۔مغرب کی اذان کے وقت گھر کے تمام کمروں کی لائٹیں کھول دیتے ہیں۔اگر لائٹیں بند ہوں تو بدشگونی لیتے ہیں کہ بلائیں ہمارے گھروں میں نازل ہوں گی۔

13۔کالی بلی یا کالا کتا آگے سے گزر جائے تو بدشگونی لیتے ہیں کہ اب اس راستے سے نہیں گزرنا چاہیے، راستہ بدلنا چاہیے ورنہ حادثہ ہوگا۔

14۔اگر کوئی دن تکلیفوں والا گزر جائے تو بدشگونی لیتے ہیں کہ صبح صبح فلاں شخص ملا تھا، وہ منحوس انسان تھا کہ اس سے ملنے کے بعد پورا دن منحوس گزرا ہے۔

یہ جو باتیں میں نے عرض کیں، ان باتوں کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔اس کے علاوہ بھی ہمارے معاشرے،قوموں اور برادریوں میں مختلف بدشگونیاں پائی جاتی ہیں، بدشگونی انسان کے لئے دینی ودنیاوی دونوں اعتبار سے

بہت خطرناک ہیں۔ یہ انسان کو وسوسوں کے دلدل میں اتار دیتی ہیں چنانچہ وہ ہر چھوٹی بڑی چیز سے ڈرنے لگتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی پرچھائی (سائے) سے بھی خوف کھاتا ہے۔ وہ اس وہم میں مبتلا ہوجاتا ہے کہ دنیا کی ساری بدبختی و بدنصیبی اسی کے گرد جمع ہوچکی ہے اور دوسرے لوگ پرسکون زندگی گزار رہے ہیں۔

اب بدشگونی کے نقصانات احادیث کی روشنی میں بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

☆ امام طبرانی علیہ الرحمہ معجم الکبیر جلد 18 صفحہ نمبر 162 پر حدیث نمبر 355 نقل فرماتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جس نے بدشگونی (بری خبر) لی اور جس کے لئے بدشگونی لی گئی، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

☆ تاریخ ابن عساکر جلد 18 صفحہ نمبر 98 پر حدیث پاک نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں جس شخص میں ہوں، وہ بلند درجات تک نہیں پہنچ سکتا، جو اپنی اٹکل سے غیب کی خبر دے (یعنی آئندہ کی بات بتائے) فال کے تیروں سے اپنی قسمت معلوم کرے، بدشگونی کے سبب اپنے سفر سے رک جائے۔

☆ امام بخاری علیہ الرحمہ اپنی کتاب ادب المفرد کے صفحہ نمبر 416 پر

حدیث نمبر 936 نقل فرماتے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ، نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: موسم حج کے موقع پر مجھے اُمّتیں دکھائی گئیں تو میں اپنی اُمّت کی کثرت دیکھ کر بہت خوش ہوا کہ ان کی وجہ سے پہاڑ اور چٹیل میدان بھر گئے، مجھے کہا گیا۔ اے محمد ﷺ! آپ خوش ہیں؟ میں نے کہا: اے میرے رب میں بہت خوش ہوں۔ ارشاد ہوا کہ ان کے ساتھ ستر ہزار بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو منتر نہیں کرتے، بدشگونی نہیں لیتے، جسم میں رنگ نہیں بھرتے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! دعا فرمایئے کہ میں بھی ان میں شامل ہوجاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! عکاشہ کو ان ستر ہزار میں شامل فرمالے، اتنے میں ایک اور شخص بولا میرے لئے بھی دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عکاشہ پہلا نمبر لے گیا۔

ان تین احادیث سے معلوم ہوا کہ بدشگونی نبی پاک ﷺ کو سخت ناپسند ہے اور جو چیز نبی پاک ﷺ کو ناپسند ہو، مسلمانوں کو اس چیز سے بچنا چاہیے۔ بدشگونی لینا کفار کا طریقہ ہے۔ نبی پاک ﷺ نے اس دنیا میں تشریف لاکر ان جاہلانہ رسومات کا خاتمہ فرمادیا لہٰذا ہم مسلمانوں کو بھی اس پیغام کو عام کرنا

چاہئے۔

☆ نجومیوں کے پاس جانا اوران کی باتوں پر یقین کرنا:

بعض لوگ کاہنوں، نجومیوں اور رمل وجفر کے جھوٹے دعویداروں کے پاس جا کر قسمت کا حال معلوم کرتے ہیں۔ اپنا ہاتھ دکھاتے ہیں، فالنامے نکلواتے ہیں پھر اس کے مطابق آئندہ زندگی کا لائحہ عمل بناتے ہیں۔ اس طرز عمل میں نقصان ہی نقصان ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ جلد 21 صفحہ نمبر 155 پر فرماتے ہیں، کاہنوں اور جوتشیوں سے ہاتھ دکھا کر تقدیر کا بھلا برا دریافت کرنا، اگر بطور اعتقاد ہو یعنی جو یہ بتائیں حق ہے تو خالص کفر ہے اور اگر بطور اعتقاد تیقن (یعنی یقین رکھنے کے) نہ ہو مگر میل ورغبت کے ساتھ ہو تو گناہ کبیرہ ہے اور اگر ہنسی مذاق کے طور پر ہو تو برا اور حماقت ہے۔

☆ علم نجوم سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کا بیان ہے کہ ایک روز میرے پاس دو میاں بیوی آئے۔ دونوں میں جھگڑا چل رہا تھا۔ میں نے دونوں کا ہاتھ دیکھا تو علم نجوم کے مطابق طلاق کی لکیر واضح اور یقینی تھی۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ دونوں جو مرضی آئے کر گزریں۔ آپ دونوں میں طلاق نہیں ہو سکتی۔ دو

سال بعد جب ان سے ملاقات ہوئی تو وہ بڑی خوش وخرم زندگی گزار رہے تھے۔ پوچھا تو کہنے لگے: جب آپ نے ہمیں بتایا کہ طلاق کسی صورت نہیں ہوسکتی تو ہم نے سوچا کہ جب طلاق نہیں ہونی تو کیوں نہ مل جل کر زندگی گزاری جائے۔ اس دن کے بعد سے ہماری گھریلو زندگی خوشیوں سے بھر گئی۔

☆ جنگ نیوز 17 جولائی 2013ء کی رپورٹ کے مطابق اس جدید دور میں بھی بہت سے لوگ ہاتھوں کی لکیروں پر اندھا اعتقاد رکھتے ہیں۔ ایسا ہی ایک حیرت انگیز مظاہرہ جاپان میں دیکھنے میں آیا، جہاں لوگوں کو ہاتھوں کی لکیروں پر اتنا یقین ہے کہ انہوں نے اپنی قسمت کی لکیروں کو بدلنے کے لئے سرجری ہتھیلیوں کی کروانا شروع کروادی۔ مرد تو اس سرجری کے ذریعہ اپنے ہاتھوں پر دولت کی لمبی لائنیں بنواتے ہیں جبکہ خواتین شادی کی بڑی لکیریں بنواتی ہیں۔

محترم حضرات! آپ نے لوگوں کی حالت زار سنیں، افسوس ہوتا ہے کہ ہم بے علم نجومیوں کی باتوں پر یقین کر لیتے ہیں۔ وہ نجومی، جوتشی اور جعلی عامل جنہیں خود اپنا پتہ نہیں ہوتا۔ عقل بھی اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ اگر ان نجومیوں، جوتشیوں اور جعلی عاملوں کے پاس اتنا علم ہے تو یہ خود اپنا ہاتھ دیکھ کر اپنی قسمت کا حال معلوم کیوں نہیں کر لیتے؟ وہ خود اپنا حساب کتاب لگا کر مالدار کیوں نہیں بن جاتے؟ معلوم ہوا کہ یہ لوگ دنیا کو فریب دیتے ہیں، دھوکہ دہی ان کا مشن ہے۔

ہم مسلمانوں کو غور کرنا چاہئے کہ ہم تو تقدیر پر ایمان رکھنے والے ہیں، وہی ہوگا جو تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے۔اسی کو قرآن مجید فرقان حمید سورۂ توبہ کی آیت نمبر 51 میں بیان کیا گیا ہے۔

القرآن:

لَنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰىنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ

ترجمہ: ہمیں ہرگز نہ پہنچے گی مگر وہ بات جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دی۔ وہ ہمارا مولا ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔

☆تفسیر کبیر میں امام رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔اس آیت کا معنی یہ ہے کہ ہمیں کوئی خیر وشر، خوف اور امید شدت و سختی نہیں پہنچے گا مگر وہی کہ جو ہمارا مقدر ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاس لوح محفوظ پر لکھی ہوئی ہے۔

حدیث شریف = ترمذی شریف کتاب القدر میں حدیث نمبر 2150 نقل ہے۔حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر ایک جان کو پیدا فرمایا ہے اور اس کی زندگی، رزق اور مصیبتوں کو لکھ دیا ہے۔

لہذا ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا اس بات پر یقین کامل ہونا چاہئے کہ رنج ہو یا خوشی، آرام ہو یا تکلیف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جو مشکلات مصیبتیں، تنگیاں اور بیماریاں ہمارے مقدر میں نہیں لکھی گئیں، وہ ہمیں نہیں پہنچ سکتیں چنانچہ ترمذی شریف میں اس حوالے سے حدیث شریف نقل ہے۔

حدیث شریف = ترمذی شریف میں حدیث نمبر 2524 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: یقین رکھو کہ اگر پوری اُمّت اس پر متفق ہوجائے کہ تم کو کچھ نفع پہنچائے تو وہ تم کو کچھ نفع نہیں پہنچا سکتی مگر اس چیز کا جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ دی اور اگر اس پر متفق ہوجائیں کہ تمہیں کچھ نقصان پہنچادیں تو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر اس چیز سے جو اللہ تعالیٰ نے لکھی۔

معلوم ہوا کہ بندے کو تقدیر پر راضی رہتے ہوئے برے گمان اور بدشگونیوں سے بچتے رہنا چاہئے۔ مومن کی صفت تو یہ ہے کہ وہ اچھا شگون لے اور برے شگون سے اپنے آپ کو بچائے۔ اب آپ کی خدمت میں مختصر بدشگونی اور اچھے شگون میں فرق پیش کرتا ہوں۔

☆ بدشگونی اور اچھے شگون میں فرق:

1۔ بدشگونی لینا شرعاً ممنوع اور اچھا شگون مستحب ہے۔

2۔ بدشگونی لینا کفار کا طریقہ ہے جبکہ اچھا شگون لینا سنت رسول ہے۔

3۔ بدشگونی لینے سے ناامیدی پیدا ہوتی ہے جبکہ اچھا شگون لینے سے اچھائی اور بھلائی کی امید پیدا ہوتی ہے۔

4۔ بدشگونی سے رنج وتردد پیدا ہوتا ہے جبکہ اچھے شگون سے اطمینان اور خوشی حاصل ہوتی ہے۔

5۔ بدشگونی مایوسی، سستی اور کاہلی پیدا کرتی ہے جبکہ اچھا شگون کامیابی اور ترقی کی جانب لے جاتا ہے۔

محترم حضرات! بدشگونی کیا ہے۔ وہ تو آپ نے شروع میں جان لیا۔ اب اچھے شگون کے متعلق بھی سن لیجئے۔

1۔ آپ کا کوئی مالی نقصان ہوجائے تو اچھا شگون لیجئے کہ ہوسکتا ہے بڑے نقصان کو چھوٹے میں بدل دیا گیا ہو۔

2۔ بیماریاں آئیں تو اچھا شگون لیجئے کہ ہوسکتا ہے یہ گناہوں کا کفارہ ہو۔

3۔ مصیبتیں آئیں تو اچھا شگون لیجئے کہ ہوسکتا ہے، میرا رب اسی میں راضی

ہو۔

4۔ پے در پے نقصان ہو، کام پورے نہ ہوتے ہوں تو اچھا شگون لیجئے کہ ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ان تکالیف کے بعد راحت وسکون لکھ دیا ہو۔

محترم حضرات! اگر ہمارا یہ ذہن بن گیا تو یاد رکھئے گا، ہم ذہنی طور پر ریلیکس نظر آئیں گے اور اگر ہم ذہنی طور پر ریلیکس ہو گئے تو پھر طبیعت میں بہار آ جائے گی کیونکہ بیماری پیدا کرنے کا بنیادی سبب ذہنی دباؤ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بدشگونی سے محفوظ رکھے اور تقدیر پر راضی رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

خوفِ خدا کی برکتیں

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ اعراف سے آیت نمبر 154 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا پھر اسے اپنی بے شمار نعمتوں سے نوازا۔

انہی نعمتوں میں سے ایک نعمت عزت ہے۔ عزت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ دنیا اسے عزت والا کہتی ہے جس کے پاس مال و دولت ہو، قیمتی گاڑیاں ہو، اثر ورسوخ ہو۔ بہت بڑا عہدہ ہو۔ مگر آج ہم جانیں گے کہ رب تعالیٰ کے نزدیک عزت والا کون ہے؟ وہ کون خوش نصیب ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عزت والا ہے؟ آیئے قرآن مجید سے معلوم کرتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب! تو ہمیں بتا کہ عالمین کے پروردگار کے نزدیک زیادہ عزت والا کون ہے؟ قرآن مجید فرقان حمید جواب دیتا ہے۔

سورۂ حجرات آیت نمبر 13 پر ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ

ترجمہ: بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ ڈرنے والا ہے۔

معلوم ہوا کہ قرآن مجید نے سب سے زیادہ عزت والا اسے فرمایا جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہے۔ اسی بات کی جانب نبی کریم ﷺ نے اپنے آخری حج کے خطبہ میں توجہ دلائی کہ تم میں سب سے بہتر اور اعلیٰ وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ اپنے پروردگار سے ڈرنے والا ہے۔ اس سے ایک اور بات

واضح ہوگئی کہ اس کائنات میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے نبی پاک ﷺ ہیں لہذا سب سے بہتر، اعلیٰ اور عزت و شان والے بھی نبی پاک ﷺ ہیں۔

اب یہ دیکھنا ہے ہدایت اور رحمت کس کے لئے ہے۔ آیئے قرآن مجید فرقان حمید سے معلوم کرتے ہیں کہ ہدایت اور رحمت کس کے لئے ہے؟ قرآن مجید ہمیں جواب دیتا ہے۔ سورۂ اعراف آیت نمبر 154 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ

ترجمہ: ہدایت اور رحمت ہے ان کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ ہدایت اور رحمت بھی ان خوش نصیب لوگوں کے لئے ہے جو رب تعالیٰ سے ڈرنے والے ہیں لہذا اپنے رب سے ڈرتے رہنا چاہئے اور خوف خدا سے آنسو بہاتے رہنا چاہئے۔ چاہے مکھی کے پر کے برابر آنسو نکلے۔ اس کی بھی بہت فضیلت ہے چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے۔

ابن ماجہ کتاب الذہد میں حدیث نمبر 4197 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جس بندۂ مومن کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے خوف کے سبب مکھی کے پر کے برابر آنسو نکل کر اس کے چہرے تک پہنچا تو اللہ تعالیٰ اس بندے پر دوزخ کو حرام فرما دیتا ہے۔

☆اللہ والوں کا انوکھا انداز:

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم جلد چہارم صفحہ نمبر 478 پر نقل فرماتے ہیں کہ حضرت محمد بن منکدر رعلیہ الرحمہ جب خوف خدا میں روتے تو اپنے آنسوؤں کو چہرے اور داڑھی پر مل لیتے اور فرماتے: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جہنم کی آگ ان اعضاء کو نہیں کھائے گی جن سے (خوف خدا سے بہنے والے) آنسو مس ہوئے ہیں۔

سبحان اللہ! کیا پیاری سوچ تھی اللہ والوں کی۔ خوف خدا میں بہنے والے آنسوؤں کو بھی ضائع نہیں ہونے دیتے تھے۔ ان آنسوؤں سے بھی فائدہ اٹھاتے کہ جہاں جہاں مس ہوں گے، دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی۔

☆خوف خدا سے دل کا کانپنا:

مسند البزار چوتھی جلد صفحہ نمبر 467 پر حدیث نمبر 1322 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے خوف کے سبب جب مومن کا دل کانپتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔

☆بلا حساب جنت میں داخلہ:

امام غزالی علیہ الرحمہ اپنی کتاب احیاء العلوم چوتھی جلد صفحہ نمبر 479 پر

حدیث شریف نقل فرماتے ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ کی اُمّت میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جو بلا حساب کتاب جنت میں داخل ہوگا؟ ارشاد فرمایا: ہاں! وہ شخص جو اپنے گناہوں کو یاد کر کے روئے۔

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابوسلیمان دارنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جس شخص کی آنکھ خوف خدا میں آنسو بہاتی ہے، روز قیامت اس شخص کا چہرہ سیاہ ہوگا نہ اسے ذلت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جب اس کی آنکھ سے آنسو بہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے پہلے قطرے سے دوزخ کے شعلوں کو بجھا دیتا ہے اور اگر کسی اُمّت میں ایک بھی شخص خوف خدا سے روتا ہے تو اس کی برکت سے اس اُمّت پر عذاب نہیں کیا جاتا۔

عزیزانِ گرامی! ہر مسلمان کو ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے۔ اس ذات پاک کا خوف ہمیشہ اپنے دل ودماغ پر طاری رہنا چاہیئے۔ اُمّت کی کشتی کو ترانے والے، اُمّت کو بخشوانے والے کریم آقا ﷺ خوف خدا میں اس قدر روتے کہ سینے سے ایسی آواز آتی جیسے ہنڈیا ابل رہی ہو۔

ترمذی شریف میں حدیث نمبر 3308 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ سورۂ ہود اور اس جیسی سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے

☆ دوخوف کبھی جمع نہیں ہو سکتے:

کتاب الزہدلا بن المبارک صفحہ نمبر 60 پر حدیث نمبر 157 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے۔ مجھے اپنی عزت کی قسم! میں اپنے بندے پر دوخوف اور دوامن جمع نہیں کروں گا۔ جو مجھ سے دنیا میں بے خوف رہے گا، اسے قیامت کے دن خوف زدہ کروں گا اور جو دنیا میں مجھ سے خوف زدہ رہے گا، اسے روز قیامت امن عطا کردوں گا۔

☆ اللہ تعالیٰ کا خوف ہر خوف سے بے نیاز کر دیتا ہے:

مسند شہاب جلد اول صفحہ نمبر 265 پر حدیث نمبر 429 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتا ہے۔ ہر ایک چیز اس سے ڈرتی ہے اور جو غیر خدا کا خوف رکھتا ہے، وہ ہر چیز سے ڈرتا ہے۔

نبی پاک ﷺ کے اس ارشاد کو ان کے غلاموں میں دیکھا گیا کہ جو رب تعالیٰ کا خوف رکھتا ہے، ہر ایک چیز اس سے ڈرتی ہے۔

☆ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور شیر:

ایک مرتبہ مدینۂ منورہ میں سڑک پر سناٹا چھایا ہوا تھا۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے سناٹا دیکھا تو کسی شخص سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کوئی شخص نظر نہیں

آ رہا؟اس نے بتایا کہ شیر جنگل سے باہر آ کر سامنے چوراہے پر بیٹھ گیا ہے۔اس شیر کے ڈر سے لوگ چلے گئے ہیں۔آپ نے پوچھا: شیر کہاں بیٹھا ہے۔اس نے بتایا کہ سامنے چوراہے پر بیٹھا ہوا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ شیر کے سامنے کھڑے ہو گئے اور زوردار تھپڑ مارتے ہوئے شیر سے کہنے لگے۔ تجھ سے وہ ڈرے جو اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرے۔بس آپ کا ایسا کرنا تھا کہ شیر اپنا سر جھکائے جنگل کی طرف چلا گیا۔

معلوم ہوا جو رب تعالیٰ سے ڈرتا ہے، ہر ایک چیز اس سے ڈرتی ہے اور جو غیر خدا کا خوف رکھتا ہے وہ ہر چیز سے ڈرتا ہے۔

☆ شیخ سعدی علیہ الرحمہ اور ایک بزرگ:

شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ جنگل سے گزر رہا تھا۔ سامنے کیا دیکھا کہ ایک بزرگ کسی جانور پر بیٹھ کر تشریف لا رہے ہیں۔ جب وہ تھوڑا قریب ہوئے تو میں دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ کسی گھوڑے پر نہیں بلکہ شیر پر سوا ہو کر تشریف لا رہے ہیں اور میں مزید حیران یوں ہوا کہ شیر کو بالوں سے پکڑ کر دوسرے ہاتھ میں سانپ کو لپیٹا ہوا ہے اور سانپ سے مار کر شیر کو چلا رہے ہیں۔

وہ بزرگ جب میرے اور قریب آئے تو میں نے ان سے کہا: حضور! آپ کو ان چیزوں سے ڈر نہیں لگتا۔شیر انسان کو چیر پھاڑ کر کھا جانے والا جانور ہے

جبکہ سانپ ڈنک مار کر انسان کو مار دیتا ہے، کیا آپ ان سے نہیں ڈرتے؟

شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ وہ بزرگ یہ کہہ کر آگے بڑھ گئے کہ اے سعدی! میں اللہ تعالیٰ میں ڈرتا ہوں تو ہر ایک چیز مجھ سے ڈرتی ہے۔

سبحان اللہ! اہل اللہ، اپنے رب سے ڈرتے تھے۔کائنات کی ہر چیز ان سے ڈرتی تھی۔ آج ہمارے دلوں سے خوف خدا نکل گیا۔کائنات کی ہر چیز سے ہم ڈرتے ہیں، چوہے سے ہم ڈرتے ہیں۔ بلی سے ہم ڈرتے ہیں، کتے سے ہم ڈرتے ہیں، چھپکلی سے ہم ڈرتے ہیں، لال بیگ سے ہم ڈرتے ہیں، حتیٰ کہ اگر کسی گلی میں یا ہمارے مکان کے کسی کمرے میں اندھیرا ہو تو اس اندھیرے سے بھی ہم ڈرتے ہیں۔

☆خوف خدا کی برکتیں:

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم میں حضرت شیخ ابو بکر شبلی علیہ الرحمہ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جب بھی کسی دن اللہ تعالیٰ کا خوف کرتا ہوں تو اس دن مجھ پر حکمت و عبرت کا ایسا دروازہ کھل جاتا ہے جو میں نے اس سے پہلے کبھی کھلتا ہوا نہیں دیکھا۔

☆ امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم میں حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمہ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس کا دل نرم ہو جاتا ہے۔ اس

کی محبت الٰہی میں اضافہ ہوجاتا ہے اور اس کی عقل درست رہتی ہے۔

سبحان اللہ! اللہ والوں نے خوف خدا کی برکتوں سے کیا کچھ نہیں پایا۔خوف خدا کی برکت سے صحبت الٰہی پائی، حکمتوں اور عبرتوں کا دروازہ کھلا ہوا پایا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو بھی پالیا جسے قرآن مجید سورۂ بینہ کی آٹھویں آیت میں بیان کرتا ہے۔

القرآن: رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنۡ خَشِيَ رَبَّهٗ

ترجمہ: اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی یہ اس کے لئے جو اپنے رب سے ڈرے۔

سبحان اللہ! آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کی رضا اگر کسی کو ملتی ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے کو ملتی ہے۔ایک اہم نکتہ خوف خدا کے حوالے سے حضرت ابوالقاسم اسحاق بن محمد سمرقندی علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں جو شخص کسی چیز سے خوف زدہ رہتا ہے، وہ اس سے دور بھاگتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ سے خوف رکھنے والا اسی کے دامن کرم میں پناہ لیتا ہے۔

☆اولیاء اللہ رحمہم اللہ کن چیزوں کا خوف رکھتے تھے:

1۔موت کی سختیاں اور شدت کا خوف۔

2۔منکر نکیر کے سوالات کا خوف۔

3۔عذاب قبر کا خوف۔

4۔قیامت کے ہولنا کیوں کا خوف۔

5۔رب کے حضور کھڑے ہونے کی ہیبت کا خوف۔

6۔پوشیدہ رازوں کے کھلنے سے حیا کا خوف۔

7۔قیامت کے دن سوالات کا خوف۔

8۔پل صراط سے گزرنے کا خوف۔

9۔دوزخ کے عذابات کا خوف۔

10۔جنت سے محرومی کا خوف۔

صوفیاء اور اولیاء اللہ کو انہی چیزوں کا خوف کھائے جاتا تھا، انہی چیزوں کا خوف انہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے باز رکھتا تھا۔ اللہ والے ہمہ وقت اس خوف میں رہتے ہیں کہ رب تعالیٰ کا سامنا کیسے کریں گے۔ رب تعالیٰ کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرتے تھے۔

رب تعالیٰ کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرنے والوں کے لئے بھی بہت بڑا انعام ہے۔ ایسا انعام کہ جس کے مقابل کوئی دولت نہیں ہوسکتی۔ اس کو سورۂ رحمن

آیت نمبر 46 میں بیان کیا ہے۔

القرآن: وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ

ترجمہ: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے، اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔

سبحان اللہ! ہر مسلمان کے لئے ایک جنت ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے، اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔ اس ضمن میں ایک ایمان افروز واقعہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

☆نوجوان کو دو جنتیں عطا کی گئیں:

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مدینے میں ایک نیک نوجوان رہا کرتا تھا۔ ہر نماز مسجد نبوی شریف میں آ کر ادا کیا کرتا تھا۔ اپنے گھر سے پیدل نماز کے لئے مدینے کی گلیوں سے گزرا کرتا تھا۔ راستے میں ایک عورت کا گھر پڑتا تھا۔ وہ عورت اس نیک نوجوان کو رات دن نماز کے لئے جاتا دیکھا کرتی تھی۔ نوجوان کے حسن و جمال سے بہت متاثر تھی۔ وہ تاک میں لگی رہتی کہ کسی دن اس نوجوان سے اپنا منہ کالا کروانا ہے۔ ایک دن جب نوجوان عشاء کی نماز پڑھ کر گھر کی جانب رواں دواں تھا کہ اس عورت نے موقع پا کر کسی

بہانے نوجوان کو اپنے گھر میں بلالیا اور بدکاری پر آمادہ کیا۔نوجوان نے ارادہ کرتے ہی خوف خدا کے غلبہ کی وجہ سے زوردار چیخ ماری اور زمین پر گر گیا۔

عورت نوجوان کا یہ حال دیکھ کر گھبرا گئی کہ کہیں نوجوان کو میرے گھر میں کچھ ہوگیا تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عدالت سے میں نہیں بچ سکوں گی۔اس نے نوجوان کو کھینچ تان کر اپنے گھر سے باہر نکال کر گلی میں چھوڑ دیا۔

دوسری طرف نوجوان کا بوڑھا والد اپنے گھر میں نوجوان بیٹے کا انتظار کر رہا تھا کہ کیا وجہ ہے کہ بیٹا نماز پڑھ کر اب تک واپس گھر نہیں آیا۔بالآخر بوڑھا اپنے نوجوان بیٹے کو مدینے کی گلیوں میں ڈھونڈتا ہے۔ایک گلی میں کیا دیکھتا ہے کہ اس کا بیٹا بے ہوش زمین پر لیٹا ہوا ہے جیسے تیسے بیٹے کو اٹھا کر گھر پر لاتا ہے اور اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرتا ہے چنانچہ کچھ دیر بعد نوجوان ہوش میں آتا ہے۔ والد اس سے بے ہوش ہونے کے اسباب پوچھتے ہیں۔وہ نوجوان بتانے لگتا ہے کہ اچانک بدکاری کا فقط ارادہ یاد آتا ہے اور دوبارہ خوف خدا کا غلبہ ہوتا ہے کہ زوردار چیخ مارتا ہے۔چیخ مارتے ہی اس کا انتقال ہوجاتا ہے۔پورے مدینے میں اس نوجوان کے خوف خدا کے چرچے شروع ہوجاتے ہیں۔

پھر یہ خبر امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو پہنچتی ہے۔آپ بھی اس نوجوان کا خوف خدا سن کر بہت متاثر ہوتے ہیں اور لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ

اس نوجوان کی قبر کہاں ہے؟ لوگ آپ کو نوجوان کی قبر پر لاتے ہیں۔ آپ اس کی قبر پر آ کر اسے سلام کرتے ہیں اور سلام کرنے کے بعد پوچھتے ہیں کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ جو اللہ کے حضور کھڑے رہنے سے ڈر گیا، اسے دو جنتیں ملیں گی۔ اے نوجوان! بتا کیا تجھے دو جنتیں ملیں؟ آپ کا یہ پوچھنا تھا کہ اس نوجوان کی قبر سے آواز آئی۔ اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے، مجھے دو جنتیں عطا کر دی گئیں۔

سبحان اللہ! عزیزان گرامی! رب تعالیٰ سے ڈرنا کتنی برکتوں اور رحمتوں کا حامل ہے۔ اے کاش ہم بھی صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے بن جائیں۔ خوف خدا ہمارے سینوں میں بھی راسخ ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے و طفیل ہمیں بھی خوف خدا کی دولت نصیب فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

حرص (لالچ)

ایک باطنی مرض

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَاُحۡضِرَتِ الۡاَنۡفُسُ الشُّحَّ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ نساء سے آیت نمبر 128 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

باطنی بیماریوں میں سے ایک اہم بیماری حرص اور طمع ہے جو کہ اکثر لوگوں

میں پائی جاتی ہے۔ بہت کم ایسے خوش نصیب ہیں جو حرص کی بیماری سے محفوظ ہیں۔ کسی چیز سے جی نہ بھرنے اور ہمیشہ زیادتی کی خواہش رکھنے کو حرص یعنی لالچ کہتے ہیں اور حرص رکھنے والے کو حریص یعنی لالچی کہتے ہیں۔

☆حرص کسی بھی چیز کی ہوسکتی ہے:

عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ حرص کا تعلق صرف مال و دولت کے ساتھ ہوتا ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ حریص کئی قسم کے ہوتے ہیں ۔ مال و دولت کا حریص، جاہ وحشمت کا حریص، عزت وشہرت کا حریص، کھانے کا حریص، گناہوں کا حریص اور ایک خوش نصیب وہ ہے جو نیکیوں کا حریص ہوتا ہے۔

قرآن مجید فرقان حمید کی آیت جو کہ میں نے خطبہ میں تلاوت کی' اس کے تحت تفسیر خازن جلد اول صفحہ نمبر 437 پر امام خازن علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ لالچ دل کا لازمی حصہ ہے کیونکہ یہ اسی طرح بنایا گیا ہے۔

☆حرص کا شکار ہر عمر کا انسان ہوتا ہے:

حرص ایسی چیز ہے کہ دودھ پیتا بچہ ہو یا کڑیل جوان ہو یا پھر سو سال کا بوڑھا، مرد ہو یا عورت، حاکم ہو یا افسر، غریب ہو یا امیر، عالم ہو یا جاہل، اس سے نہیں بچ سکتا۔ یہ الگ بات ہے کہ کسی کو ثواب آخرت کی حرص ہوتی ہے تو کسی کو مال و

دولت، جاہ وحشمت اور عزت وشہرت کی حرص ہوتی ہے۔

☆ جانوروں میں بھی حرص پایا جاتا ہے:

انسان تو ایک طرف رہے، حرص میں تو جانور بھی مبتلا ہوتے ہیں۔ جانوروں میں کتے کا لالچ مشہور ہے۔ یہ ایسا حریص ہوتا ہے کہ اگر اس کو کوئی مردار جانور کھانے کو مل جائے تو اکیلے ہی اسے ہڑپ کرنا چاہتا ہے اور اگر اس دوران دوسرا کتا وہاں آ نکلے تو اسے قریب بھی نہیں آنے دیتا۔

☆ لالچی کتے کی مشہور حکایت:

ایک کتا بہت بھوکا تھا اور کھانے کی تلاش میں ادھر ادھر مارا مارا پھر رہا تھا۔ اچانک اس کو ایک ہڈی ملی جسے اس نے منہ میں دبایا اور ایک نہر کے کنارے کنارے چلنے لگا۔ ایک دم اس کی نظر نہر میں پڑی تو اسے اپنا عکس دکھائی دیا۔ وہ سمجھا کہ میرے آس پاس ایک اور کتا بھی ہے، جس کے منہ میں ہڈی ہے۔ اس نے سوچا کیوں نہ وہ دوسرے کتے کی ہڈی بھی چھین لے، مگر جلد ہی اس نے اپنا ارادہ بدل دیا کہ چھوڑو! اپنے پاس ایک ہڈی تو ہے نا! لیکن یہ سوچ اس کے لالچ پر غالب نہ آسکی۔ چنانچہ اس کے دل میں پھر سے یہ خواہش جاگ اٹھی کہ اگر ایک کے بجائے دو ہڈیاں مل جائیں تو خوب مزہ آجائے گا۔ یہ سوچ کر اس نے

دوسرے کتے کو ڈرانے کے لئے بھونکنا شروع کردیا مگر صرف ایک ہی مرتبہ بھونکنے سے اس کے منہ میں جوایک ہڈی تھی، وہ بھی پانی میں گرگئی اور پانی کا بہاؤ کے ساتھ بہتی ہوئی کہیں دور نکل گئی۔ یوں وہ لالچی کتا دوسری ہڈی حاصل کرنے کی لالچ میں ایک ہڈی بھی گنوا بیٹھا۔

معلوم ہوا کہ حرص و لالچ صرف انسانوں میں نہیں، جانوروں میں بھی ہوتا ہے۔

☆حریص (لالچی) اپنا ہی نقصان کرتا ہے:

زمانہ طالب علمی میں ہم اردو یا سندھی کی کتاب میں ایک کہانی پڑھا کرتے تھے جس کا عنوان یہ ہوتا تھا ''لالچ بری بلا ہے'' اس کہانی میں ہم پڑھتے تھے کہ ایک گاؤں میں میاں بیوی رہا کرتے تھے۔ نہایت ہی غربت کی زندگی گزار رہے تھے۔ ایک دن کہیں سے انہیں ایک مرغی ملی، وہ مرغی روزانہ ایک سونے کا انڈہ دیتی تھی۔ وہ غریب میاں بیوی روزانہ سونے کے انڈے کا انتظار کرتے، چنانچہ کچھ ہی دنوں میں وہ مالا مال ہوگئے۔ ایک دن میاں بیوی کے دل میں لالچ پیدا ہوئی کہ ہم روزانہ مرغی کے پاس بیٹھ کر سونے کے انڈے کا انتظار کرتے ہیں۔ اگر ایسا کیا جائے کہ مرغی کا پیٹ چاک کر کے ایک ہی ساتھ سارے سونے

کے انڈے نکال لئے جائیں، چنانچہ میاں بیوی مشورہ کرنے کے بعد مرغی کا پیٹ چاک کرنے کے لئے تیار ہوگئے اور جیسے ہی مرغی کا پیٹ چاک کیا، ایک بھی سونے کا انڈہ نہ نکلا اور مرغی بھی مرگئی۔ اب دونوں میاں بیوی اپنی بے وقوفی اور لالچ پر ماتم کرنے لگے۔

معلوم ہوا کہ حرص و لالچ بعض اوقات انسان کو بے عقل بنادیتی ہے۔ انسان کے سوچنے کی صلاحیت بھی ختم ہوجاتی ہے۔ مولانا روم علیہ الرحمہ اس کو یوں بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک چڑیا کو قید کیا۔ کچھ دنوں کے بعد وہ چڑیا مالک کو کہنے لگی کہ اگر تو مجھے چھوڑ دے تو میں تجھے ایک اہم راز بتاؤں گی۔ چنانچہ مالک نے اس پرندے کو آزاد کردیا۔ چڑیا آزاد ہوکر سامنے والی دیوار پر بیٹھ کر کہنے لگی کہ اے نادان! تو نے مجھے چھوڑ دیا۔ میرے پیٹ میں ایک پاؤ سونا ہے، یہ سن کر مالک افسوس کرنے لگا۔

مالک کو افسوس کرتا دیکھ کر چڑیا کہنے لگی۔ نادان! تو حرص و لالچ کے چکر میں اپنی عقل بھی کھو بیٹھا۔ ذرا عقل سے سوچ میرا کل وزن ایک پاؤ نہیں تو میرے پیٹ میں ایک پاؤ سونا کیسے آسکتا ہے۔

☆لالچی ذلیل ہوتا ہے:

حدیث شریف = تفسیر روح البیان جلد اول صفحہ نمبر 161 پر علامہ اسماعیل

حقی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جس نے قناعت کی، اس نے عزت پائی اور جس نے لالچ کیا، ذلیل ہوا۔

تاریخ کے اوراق اٹھا کر دیکھئے تو آپ کو فرعون، شداد، نمرود، ہامان اور یزید جیسے بہت سے نام ملیں گے جنہوں نے مال و دولت، جاہ وحشمت اور اقتدار کی حرص ولالچ کو پورا کرنے کے لئے انسانیت پر کتنے مظالم ڈھائے۔ آج تک ان کا ذکر نفرت سے کیا جاتا ہے۔

اب آپ کی خدمت میں حرص کی اقسام بیان کرتا ہوں تاکہ مکمل بات آپ کے ذہنوں میں بیٹھ جائے۔

☆حرص کی اقسام:

حرص کی تین اقسام ہیں۔

1۔حرص مذموم (بری حرص)

2۔حرص محمود(اچھی حرص)

3۔حرص مباح (جائز حرص)

☆حرص محمود:

رضائے باری تعالیٰ کے لئے کئے جانے والے نیک اعمال انسان کو جنت

میں لے جائیں گے لہذا نیکیوں کی حرص رکھنی چاہئے۔ ہر مسلمان کو نیکیوں کا حریص ہونا چاہئے چنانچہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: اس پر حرص کرو جو تمہیں نفع دے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو، عاجز نہ ہو (صحیح مسلم، کتاب القدر، حدیث 2664)

شارح مسلم شریف امام نووی علیہ الرحمہ اس حدیث کی شرح جزء 16 جلد 8 صفحہ نمبر 215 پر فرماتے ہیں۔ اللہ کی عبادت میں خوب حرص کرو اور اس پر انعام کا لالچ رکھو۔ مگر اس عبادت میں بھی اپنی کوشش پر بھروسہ کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مشکوۃ شریف کی شرح مرأۃ المناجیح جلد 7 صفحہ نمبر 112 پر اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں۔ خیال رہے کہ دنیاوی چیزوں میں قناعت اور صبر اچھا ہے مگر آخرت کی چیزوں میں حرص اور بے صبری اعلیٰ ہے۔ دین کے کسی درجہ پر پہنچ کر قناعت نہ کرلو، آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔

☆ نیکی کی اہمیت:

مسلم شریف کتاب البر میں حدیث نمبر 2626 نقل ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: نیکی کی کسی بات کو حقیر نہ سمجھو، چاہے وہ تمہارا اپنا بھائی سے خندہ پیشانی

سے ملاقات کرنا ہو۔

☆محشر میں کوئی ایک نیکی نہ دے گا:

تفسیر قرطبی جلد 7 جزء 14 صفحہ نمبر 247 پر حدیث نقل ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔قیامت کے دن ایک شخص اپنے باپ کے پاس آ کر کہے گا ابوجان! کیا میں آپ کا فرمانبردار نہ تھا؟ کیا میں آپ سے محبت بھرا سلوک نہ کرتا تھا؟ کیا میں آپ کے ساتھ بھلائی نہ کرتا تھا؟ آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں کس مصیبت میں گرفتار ہوں۔ مجھے اپنی نیکیوں میں سے صرف ایک نیکی عطا کر دیجئے یا میرے گناہ کا بوجھ اٹھا لیجئے...... باپ کہے گا میرے بیٹے! تو نے مجھ سے جو چیز مانگی، وہ آسان تو ہے لیکن میں بھی اسی چیز سے ڈرتا ہوں، جس سے تم ڈرتے ہو، اس کے بعد باپ بیٹے کو اپنے احسانات یاد دلا کر یہی مطالبہ کرے گا تو بیٹا جواب دے گا آپ نے بہت تھوڑی چیز کا سوال کیا ہے لیکن مجھے بھی اسی بات کا خوف ہے، جس کا آپ کو ڈر ہے۔

☆مشقت زیادہ، عمل پر ثواب زیادہ:

حدیث شریف = کشف الخفاء جلد اول صفحہ نمبر 141 پر حدیث نمبر 459 نقل ہے۔افضل عبادت وہ ہے جس میں زحمت (تکلیف) زیادہ ہے

حضرت فرید الدین عطار علیہ الرحمہ اپنی کتاب تذکرۃ الاولیاء کے صفحہ نمبر 95 پر حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمہ کا فرمان نقل فرماتے ہیں۔ دنیا میں جو نیک عمل جتنا دشوار ہوگا، قیامت کے روز نیکیوں کے پلڑے میں اتنا ہی وزنی ہوگا۔

محترم حضرات! ایک مسلمان کو نیکیوں کا حریص ہونا چاہئے۔ آج جب ہماری سانسیں چل رہی ہیں، یہ ہمارے لئے نیکیاں کرنے کا سنہری کا موقع ہے۔ آج ہم فضولیات مثلاً خوش گپیوں، چبوتروں اور ہوٹلوں پر بیٹھ کر غیبتوں، موبائل پر گیم کھیلنے اور دیگر نامناسب کاموں میں وقت گزارتے ہیں۔ جب ہماری آنکھیں بند ہوں گی، اس وقت ہمیں احساس ہوگا کہ ہائے ہم غافل رہے۔ اے کاش کہ ہم ان اوقات کو فضولیات میں نہ گزارتے اور نیکیاں اکھٹی کرتے، یاد رہے روز محشر کوئی نیکی ہمیں نہ دے گا۔ اس نفسا نفسی والے دن کو مدنظر رکھ کر نیکیوں کے حریص بن جایئے۔ ہمارے اکابرین کا شوق عبادت کتنا خوب تھا، وہ چاہے کیسی ہی حالت میں ہوتے، ان کا کوئی عمل ثواب سے خالی نہ ہوتا تھا۔ آیئے اکابرین کے شوق عبادت سے کچھ واقعات پیش کرتا ہوں۔

☆اکابرین کا شوقِ عبادت:

☆حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا شوقِ عبادت:

مسلم شریف کی حدیث پاک ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن صبح کے وقت نبی پاک ﷺ نے دریافت فرمایا۔ آج تم میں کس نے روزہ رکھا؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں نے۔ پھر پوچھا آج تم میں کس نے جنازے میں شرکت کی؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں نے...... پھر دریافت فرمایا: آج تم میں کس نے مسکین کو کھانا کھلایا؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں نے...... دریافت فرمایا۔ آج تم میں سے کس نے بیمار کی عیادت کی؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں نے۔ یہ سن کر نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ جس کسی میں یہ خصلتیں جمع ہوجائیں، وہ جنت میں داخل ہوگا۔

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا شوقِ عبادت:

امام ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ اپنی کتاب مصنف ابن ابی شیبہ کی جلد آٹھویں کے صفحہ نمبر 579 پر نقل فرماتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر نماز فجر سے پہلے خنجر سے قاتلانہ حملہ کیا گیا مگر آپ شدید زخمی ہونے کے باوجود اپنی زندگی کے آخری سانس تک نماز کا اہتمام کرتے رہے۔ حضرت مِسوَر بن مَخرَمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نیزے سے زخمی کیا گیا تو

میں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ان پر کپڑا ڈالا ہوا تھا،ہم نے کہا: یہ نماز کے نام پر جتنی جلدی اٹھیں گے،کسی اور چیز کے نام پر نہیں اٹھیں گے چنانچہ ہم نے عرض کی۔اے امیر المومنین! نماز۔یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور فرمایا۔اللہ کی قسم! جو نماز ترک کرے،اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔پھر آپ نے زخمی حالت میں نماز ادا کی۔

☆حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا شوقِ عبادت:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر چالیس دن تک کھانا پانی بند کردیا گیا اور آپ کو مکان میں محصور کردیا گیا،وہاں بھی آپ روزہ رکھتے،نوافل پڑھتے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے، یہاں تک کہ بوقت شہادت بھی آپ تلاوت قرآن فرمارہے تھے۔

☆حضرت کہمس رضی اللہ عنہ کا شوقِ عبادت:

حضرت کہمس بن حسن رضی اللہ عنہ روزانہ ایک ہزار نوافل پڑھتے تھے۔ جب فارغ ہوتے تو چلنے کی سکت باقی نہ رہتی تھی۔اس کے بعد بھی قناعت سے کام نہ لیتے تھے بلکہ عاجزی کرتے ہوئے اپنے نفس سے فرماتے۔اے برائی

کے مرکز! اب دوسری عبادت کے لئے اٹھ۔ جب آپ آخری عمر میں کمزور ہو گئے تو پانچ سو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔اس پر بھی فرماتے۔افسوس! میں نے آدھی عبادت کم کردی۔

☆حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا شوقِ عبادت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا گھر مسجد نبوی سے ایک میل کے فاصلے پر تھا لیکن وہ پانچوں وقت مسجد میں آ کر نماز پڑھا کرتے تھے۔خواہ کتنی ہی گرمی اور دھوپ ہو،ان کو کچھ پرواہ نہ تھی۔ایک مرتبہ مسجد نبوی کے قریب چند مکان خالی ہوئے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے وہاں مکان لینے کا ارادہ کیا۔لیکن جب حضور ﷺ نے فرمایا: نماز کے لئے آنے میں ہر قدم پر ثواب ملتا ہے۔اس لئے دور سے آنے میں زیادہ ثواب ہے تو انہوں نے اپنا ارادہ ترک کردیا اور تادم آخر ایک میل دور سے آ کر مسجد میں پنجگانہ نماز باجماعت ادا کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جب بینائی جاتی رہی تو بھی کسی کا سہارا لے کر نماز کے لئے برابر مسجد پہنچتے تھے۔

☆حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا شوقِ عبادت:

شواہد النبوت میں ہے۔حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بینائی چلی گئی،کوئی مسجد میں باجماعت نماز کے لئے پہنچانے والا نہ ملا۔جس کی وجہ سے

جماعت فوت ہوگئی۔آپ نے زاروقطار روتے ہوئے بارگاہ رب العزت میں عرض کی۔اے میرے مولا جل جلالہ! کہیں جماعت کا فوت ہوجانا میرے لئے قیامت کے دن رسوائی کا سبب نہ بن جائے۔بس اس التجا کے بعد جب بھی نماز کا وقت ہوتا۔آپ کی بینائی لوٹ آتی اورآپ باآسانی مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادافرماتے۔

☆حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کا شوقِ عبادت:

کشف المحجوب میں حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ جب بڑھاپے کو پہنچے تو لوگوں نے عرض کی۔حضور! آپ ضعیف ہوگئے لہذا نفلی عبادات چھوڑ دیجئے۔آپ نے فرمایا۔یہی تو وہ چیزیں ہیں جن کو ابتدا میں کرکے اس مرتبہ کو پایا ہے۔اب یہ کیسے ممکن ہے کہ انتہا پر پہنچ کر ان کو چھوڑ دوں۔

☆حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ وقت نزع قرآن مجید پڑھ رہے تھے، ان سے پوچھا گیا۔اس وقت میں بھی تلاوت؟ فرمایا: میرا نامۂ اعمال لپیٹا جارہا ہے تو جلدی جلدی نیکیوں میں اضافہ کررہا ہوں۔

(صیدالخاطر لابن الجوزی،صفحہ نمبر 227)

☆ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد آپ کو کسی نے خواب میں دیکھا۔ آپ فرما رہے تھے کہ رات میں اٹھ کر جو نماز تہجد پڑھا کرتا تھا، اس کے سبب میری بخشش ہوگئی۔

☆ حضرت سہل بن عبداللہ علیہ الرحمہ کا شوقِ عبادت:

حضرت سہل بن عبداللہ علیہ الرحمہ اس قدر کمزور ہوگئے تھے کہ اپنی جگہ سے اٹھ نہ سکتے تھے مگر جب نماز کا وقت آتا تو شوقِ نماز کی بدولت ان کی قوت لوٹ آتی اور وہ لوہے کی سلاخ کی طرح سیدھے کھڑے ہوجاتے اور جب نماز سے فارغ ہوتے تو پھر پہلی ہی سی کمزوری کی حالت میں آجاتے اور اپنی جگہ سے اٹھ بھی نہ سکتے تھے۔

(کتاب اللمع فی التصوف (مترجم) صفحہ نمبر 237)

محترم حضرات! یہ ہمارے اکابرین ہیں جو ہمہ وقت نیکیاں بڑھانے کی فکر میں لگے رہتے تھے اور ایک ہم ہیں جو مال و دولت بڑھانے کی فکر میں ہمہ وقت لگے رہتے ہیں اور مال و دولت بڑھانے کی فکر ہمیں ایسی گھیر لیتی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہوجاتے ہیں۔ دنیا کی رنگینیوں میں کھو جاتے ہیں۔ عقلمند وہی ہے جتنا دنیا میں رہنا ہے، اتنی دنیا کی تیاری کرے اور جتنا قبر و آخرت میں رہنا ہے، اتنی قبر و آخرت کی تیاری کرے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بری حرص سے بچا کر نیکیوں کا حریص بنائے۔آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

زبان کی آفتیں

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِیۡدًا

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ احزاب سے آیت نمبر 70 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا۔ انہی نعمتوں میں ایک نعمت

زبان بھی ہے جو کہ رب تعالیٰ کی خاص نعمت ہے۔ زبان کی قدر اس سے پوچھئے جو بول نہیں سکتے۔ ایسے گونگے لوگ جب دوسروں کو بولتا ہوا دیکھتے ہیں تو دل مچل جاتا ہے اور ایک آہ نکلتی ہے کہ اے کاش میں بھی بول سکتا۔

ہم خوش نصیب ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے بولنے کی طاقت سے نوازا ہے۔ جس زبان سے ہم بولتے ہیں، وہ زبان اگر میٹھی ہے، سچی ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی فرمانبرداری میں چلتی ہے تو پھر آدمی لوگوں کی آنکھوں کا تارا بن جاتا ہے۔ اس کے لئے بلندیاں اور عزتیں ہیں اور اگر یہی زبان کڑوی ہے، جھوٹی ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی نافرمانی میں چلتی ہے تو پھر آدمی ذلیل ورسوا ہوتا ہے۔ بربادی کی طرف جاتا ہے، اس کی زبان کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا اور یہ زبان کی آفتوں میں سے ہے۔

اسلام نے زبان کا سب سے بہترین استعمال ہمیں سکھایا۔ اس معاملے میں ہمارے آقا و مولا ﷺ نے ہماری بہترین تربیت فرمائی ہے، چنانچہ سب سے پہلے احادیث کی روشنی میں زبان کے صحیح استعمال کی اہمیت اور اس کی حفاظت کا بیان کرتا ہوں۔

☆ نجات کی صورت:

ترمذی شریف میں حدیث پاک موجود ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ

عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ نجات کی کیا صورت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی زبان پر قابو رکھ، تیرا گھر تجھے کافی ہونا چاہیے اور اپنی غلطی پر آنسو بہا۔

☆سب سے افضل عمل:

طبرانی شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! اعمال میں سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ ارشاد فرمایا: زبان کی حفاظت۔

☆جنت کی ضمانت:

ترمذی شریف ابواب الزہد میں حدیث نمبر 2408 نقل ہے۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جو آدمی مجھے اپنی داڑھوں اور ٹانگوں کے درمیان والی چیزوں (زبان اور شرم گاہ) کی ضمانت دے، میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

محترم حضرات! یہاں ایک عقیدے کی بات کرتا چلوں تاکہ ہم سب کا ایمان تازہ ہوجائے۔ جنت کی ضمانت وہی دے سکتا ہے جسے جنت عطا کرنے کا اختیار ہو۔ محبوب کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ میں جنت کی ضمانت دیتا ہوں، واضح

کررہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو جنت کا بھی مالک بنایا ہے۔

☆زبان سے نکلے ہوئے ہر لفظ کا حساب ہوگا:

امام حاکم علیہ الرحمہ اپنی مستدرک میں حدیث نمبر 7844 نقل فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! ہم زبان سے جو کچھ بولتے ہیں، کیا اس پر اللہ تعالیٰ ہماری پکڑ فرمائے گا؟ تو نبی پاک ﷺ نے ان کی ران پر ہاتھ مارتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے معاذ! تمہیں تمہاری ماں روئے (یہ جملہ اہل عرب ادب سکھانے، غفلت سے بیدار کرنے اور اپنی بات کی اہمیت بیان کرنے کے لئے بولا کرتے تھے) زبانوں کا کہا ہوا لوگوں کو اوندھے منہ جہنم میں گرائے گا۔ پس جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہئے کہ اچھی بات کرے یا بری بات سے خاموش رہے (پھر ارشاد فرمایا) اچھی بات کہو، فائدے میں رہو گے اور بری باتوں سے خاموش رہو، سلامت رہو گے۔

☆زبان سیدھی تو تمام اعضاء سیدھے:

ترمذی شریف کی حدیث پاک ہے۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جب صبح ہوتی ہے تو تمام اعضاء

زبان سے کہتے ہیں کہ ہمارے بارے میں ذرا خدا کا خوف رکھنا۔ اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے۔ اگر تو ٹیڑھی ہوئی تو ہمارا حال بھی یہی ہوگا۔

☆ حضرت آدم علیہ السلام خاموش رہے:

تاریخ بغداد ساتویں جلد صفحہ نمبر 339 پر نقل ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جب زمین پر بھیجے گئے تو آپ کی خوب اولاد ہوئی۔ ایک دن آپ کے بیٹے، پوتے اور پڑپوتے سب آپ کے پاس جمع ہو کر باتیں کرنے لگے۔ جبکہ آپ علیہ السلام خاموش رہے اور کوئی گفتگو نہ فرمائی۔ اولاد عرض گزار ہوئی: ابا جان! کیا بات ہے۔ ہم گفتگو کر رہے ہیں اور آپ خاموش ہیں؟

حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا: اے میرے بیٹو! جب رب تعالیٰ نے مجھے اپنے قرب (یعنی جنت) سے زمین پر اتارا تو مجھ سے عہد لیا تھا کہ اے آدم! گفتگو کم کرنا یہاں تک کہ میرے قرب میں لوٹ آؤ۔

☆ جنت کیسے ملے گی؟

امام غزالی علیہ الرحمہ اپنی کتاب احیاء العلوم میں نقل فرماتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ کوئی ایسا عمل بتایئے کہ جس سے جنت ملے۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ کبھی بولو مت، لوگوں نے عرض کیا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: خیر کے سوا کچھ زبان سے مت نکالو۔

☆خاموش رہنا سونا ہے:

امام غزالی علیہ الرحمہ اپنی کتاب احیاء العلوم میں نقل فرماتے ہیں کہ اگر کلام (بات کرنا) بالفرض چاندی ہے تو چپ رہنا سونا ہے۔

☆شیطان کو دور کرنے والی چیز:

حدیث شریف = صحیح ابن حبان میں حدیث نمبر 362 نقل ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تم پر نیکی کی بات کے علاوہ طویل خاموشی لازم ہے کیونکہ یہ شیطان کو تم سے دور کر دے گی اور دینی معاملات میں تمہاری مددگار رہوگی۔

حدیث شریف = مسند ابو یعلیٰ، مسند ابوسعید خدری جلد اول صفحہ نمبر 432 پر حدیث نمبر 996 نقل ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: پرہیزگاری اختیار کرو۔ یہ ہر بھلائی کا مجموعہ ہے اور بھلائی کی بات کہنے کے علاوہ اپنی زبان بند رکھو کیونکہ اس کے ذریعہ تم شیطان پر غالب رہو گے۔

محترم حضرات! سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے ہمیں شیطان کو دور کرنے اور اس پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے بہت بہترین نسخہ عطا فرمایا: جس پر عمل کر کے ہم شیطان جیسے کھلے ہوئے دشمن کو دفع کر سکتے ہیں مگر کم بولنا، اچھا بولنا، حق بولنا، سچ بولنا اور فضول نہ بولنا ہے، بہت مشکل۔ ہر کسی کو یہ نعمت نصیب نہیں ہوتی۔ ایسے لوگ بہت کم ہیں جیسا کہ حدیث پاک میں فرمایا گیا۔

حدیث شریف = مسند شہاب جلد اول صفحہ نمبر 168 پر حدیث پاک نمبر 240 نقل ہے کہ حضرت انس بن مالک اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خاموشی حکمت ہے اور اس پر عمل کرنے والے کم ہیں۔

محترم حضرات! کم بولنے والے اور حکمت بھری گفتگو کرنے والے کم ہیں۔ موجودہ دور میں کم بولنے والے یعنی خاموش رہنے والے کے پاس دنیا دار بہت کم بیٹھتے ہیں اور بولنے والے کے پاس مجمع اکھٹا ہوتا ہے لیکن اسی خاموش رہنے والے کے لئے دعائے مصطفی ﷺ ہے چنانچہ حدیث پاک سماعت فرمائیے۔

☆ دعائے محبوب خدا ﷺ:

حدیث شریف = مسند حارث جلد اول صفحہ نمبر 339 پر حدیث نمبر 582

نقل ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ محبوب خدا ﷺ نے تین بار یہ بات ارشاد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے! جو بات کرتا ہے تو فائدہ (یعنی ثواب) پاتا ہے اور خاموش رہتا ہے تو سلامت رہتا ہے۔

سبحان اللہ! سبحان اللہ! محترم حضرات! یہ نبیوں کے سردار کی دعا ہے۔ یہ رسولوں کے سالار کی دعا ہے، یہ صاحب لولاک کی دعا ہے، یہ وہ دعا ہے جس کے متعلق تاجدار بریلی امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ اپنے نعتیہ کلام میں یوں فرماتے ہیں۔

اجابت کا سہرا، عنایت کا جوڑا
دلہن بن کے نکلی دعائے محمد ﷺ

یہ دعا اس خوش نصیب کے لئے ہے جو ہمیشہ ثواب حاصل کرنے والی بات کرتا ہے۔ اے کاش! ہم بھی ایسے بن جائیں، ہم پر بھی تاجدار کائنات ﷺ کی نگاہ کرم ہو جائے۔

☆ پرندہ بول کر پھنس گیا:

جو آدمی زیادہ بولتا ہے، وہ پھنستا بھی ایسا ہے، انسان تو انسان جانور بھی بول کر پھنس جاتے ہیں۔

حضرت سیدنا مخلد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو اکثر خاموش رہا کرتا تھا، بادشاہ نے اس کی وجہ پوچھنے کے لئے کسی کو اس کے پاس بھیجا مگر اس نے کوئی بات نہ کی، پھر بادشاہ نے لوگوں کے ساتھ اسے شکار کے لئے بھیجا، شاید کوئی شکار نظر آئے تو وہ بولے۔ لوگوں نے ایک پرندے کو زور سے چلاتے دیکھا تو جلدی سے اس کی طرف باز چھوڑا۔ جس نے جا کر اسے پکڑ لیا۔ یہ دیکھ کر اس شخص نے کہا: ہر شئے کے لئے خاموشی اچھی (کہ اس میں سلامتی) یہاں تک کہ پرندوں کے لئے بھی (بحوالہ: حسن السمت فی الصمت، مولف: امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ، ص 23)

حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مجلس میں جو زیادہ خاموش ہوتا، وہی ان کے نزدیک سب سے افضل ہوتا۔

☆ چار بادشاہوں کی باتیں:

حضرت ابوبکر بن عیاش علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک بار چار بادشاہ جمع ہوئے۔ بادشاہ ہند، بادشاہ چین، بادشاہ فارس اور قیصر روم۔

ایک نے کہا کہ میں جو کہتا ہوں تو پچھتاتا ہوں اور چپ رہتا ہوں تو ندامت نہیں ہوتی۔

دوسرے نے کہا کہ جب میں کوئی کلمہ بولتا ہوں تو اس کے اختیار میں ہو جاتا ہوں۔ وہ میرے قابو میں نہیں رہتا۔ جب تک خاموش رہتا ہوں تو میرے اختیار میں رہتا ہے۔ میں اس کے قابو سے باہر رہتا ہوں۔

تیسرے نے کہا کہ مجھے ایسے بولنے والے ہی سے تعجب ہے۔ اگر وہی بات اس پر واپس آئے تو نقصان دے اور اگر واپس نہ آئے تو کچھ فائدہ نہ دے۔

چوتھے نے کہا کہ میں بن کہی بات کو ہٹا لینے پر زیادہ قادر ہوں، کہی ہوئی بات ہو تو نہیں ہٹا سکتا۔

☆ خاموشی ناسمجھ کا پردہ ہے:

جریر شاعر کے دادا خطفی نے کہا: مجھے اس نوجوان پر تعجب ہوتا ہے، جو بات کو سمجھے بغیر ہی بول کر خود کو رسوا کر ڈالتا ہے اور اس کی خاموشی پر بھی تعجب ہوتا ہے، جو بات سمجھتے ہوئے بھی خاموش رہتا ہے۔

ناسمجھ شخص کے لئے خاموشی ہی میں پردہ ہے۔ بے شک عقل کا عیب آدمی کے گفتگو کرنے سے ہی ظاہر ہوتا ہے۔

☆ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ اور خاموش شخص کا بولنا:

امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں لوگوں کا سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔لوگ اپنے اپنے سوالات آپ کی خدمت میں پیش کرتے۔ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ اس کا جواب عطا فرماتے، آپ کی بارگاہ میں ایک ایسا شخص بھی بیٹھا ہوتا تھا جو کبھی کوئی سوال نہ کرتا۔ایک دن امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے اس خاموش شخص کو مخاطب کر کے فرمایا کہ مجھ سے تم نے کبھی کوئی سوال نہیں پوچھا۔ یہ سن کر اس نے کہا: میرے ذہن میں ایک سوال ہے وہ یہ کہ روزہ اس وقت کھولا جاتا ہے، جب سورج غروب ہوتا ہے، اگر سورج غروب ہی نہ ہو تو کب روزہ افطار کریں گے؟ یہ سن کر امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے اس سے فرمایا کہ تمہارا خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔

محترم حضرات! معلوم ہوا کہ ناسمجھ شخص کے لئے خاموشی ہی بہتر ہے اور اس کا پردہ بھی ہے۔انسان کی گفتگو سے ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ وہ کتنا عقلمند اور کتنا صاحب علم ہے۔اسی زبان ہی کی وجہ سے بڑے بڑے لیڈر، قائدین اور رہنما ذلیل و رسوا ہوتے ہیں۔وہ جب مجمع میں اپنی زبان کھولتے ہیں تو پھر نہ کہنے کی باتیں کر جاتے ہیں۔ بالآخر ذلیل و رسوا ہو کر انہیں مجبوراً تردید کرنی پڑتی ہے۔ دانشمندوں کا یہ کہنا کہ پہلے تولو بعد میں بولو۔مگر ہم نے اسے الٹا سمجھ لیا۔ہمارا مطمع

نظر سے پہلے بولو، بعد میں تولو۔

آج بھائی بھائی میں جھگڑا ہے، وجہ کیا ہے؟ زبان سے برے جملے کہہ دیئے، آج بھائی بہن میں جھگڑا ہے، وجہ کیا ہے؟ زبان سے برے جملے کہہ دیئے، آج ہم سے رشتہ دار ناراض ہیں، وجہ کیا ہے؟

زبان سے غلط بات کہہ دی تھی۔ آج سیٹھ اور نوکر میں جھگڑا ہے، وجہ کیا ہے؟ سیٹھ صاحب نے زبان سے برے جملے کہہ دیئے تھے۔ آج والدین اور اولاد میں جھگڑا ہے، وجہ کیا ہے؟ اولاد نے ماں باپ کو زبان سے برے جملے کہہ دیئے تھے۔ آج میاں بیوی کے درمیان طلاقیں ہو رہی ہیں، وجہ کیا ہے؟ زبان سے برے جملوں کا تبادلہ۔

برسوں کی دوستیاں، برسوں کی محبتیں، برسوں کے تعلقات، روحانی رشتے، خونی رشتے، محبت بھرے رشتے کل تک ایک دوسرے پر جان چھڑکنے والے آج ایک دوسرے کا چہرہ دیکھنا بھی گوارا نہیں کر رہے۔ وجہ کیا ہے؟ زبان سے برے جملے کہے تھے۔

یہ سب زبان کی آفتیں ہیں۔ اے کاش! ہم اس چیز کو سمجھ لیں اور اپنی زبان کو قینچی کی طرح چلانا بند کر دیں۔ اپنی زبان کی حفاظت کریں اور فضول بک

بک سے پرہیز کریں۔

☆ دو فرشتے ہر ہر لفظ لکھتے ہیں:

امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اے ابن آدم! اعمال کا کاغذ پھیلا ہوا ہے اور دو فرشتے اس پر تیرے اعمال لکھنے کو مقرر ہیں۔ چاہے تھوڑا بول، چاہے زیادہ۔

محترم حضرات! اگر ہم امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر غور کریں تو رونگھٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ہماری زبان سے نکلا ہوا ہر ہر لفظ دو فرشتے لکھتے ہیں۔ روز محشر بارگاہ رب العزت میں ہر ہر لفظ کا حساب دینا ہوگا۔ اس وقت ہمارا کیا بنے گا؟ ہمارے اکابر اسی بات پر غور کرتے تو ان کا حال کیا ہوتا تھا' سماعت کیجئے۔

حضرت ربیع بن خثیم علیہ الرحمہ نے بیس سال تک کوئی دنیاوی بات نہیں کی۔ جب صبح ہوتی قلم دوات اور پرچہ اپنے پاس رکھ لیتے، جو کچھ بولتے، کاغذ پر لکھ لیتے اور شام کو اپنے نفس سے اس کا حساب کیا کرتے۔

محترم حضرات! ہم اپنی او پر غور کریں کہ ہم اپنی زبان سے روزانہ کتنے لوگوں کا دل دکھاتے ہیں۔ کتنے لوگوں کو طعنے دیتے ہیں۔ کتنے لوگوں کی غیبتیں

کرتے ہیں، کتنے لوگوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔ کتنے لوگوں میں جھگڑا کرواتے ہیں، کتنے لوگ میں نفرتیں پیدا کرواتے ہیں۔ کتنے لوگوں کی عزتوں کی دھجیاں اڑاتے ہیں مگر ہمیں ذرہ برابر بھی اس چیز کا احساس نہیں ہوتا خدارا! سوچیں کہ محشر میں ہمارا کیا ہوگا؟

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو زبان کی آفتوں سے محفوظ فرمائے اور ہر گھڑی ہماری زبان پر ذکر و درود ہو، فضول گوئی اور لایعنی باتوں سے حفاظت ہو۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

دنیا سے دل نہ لگاؤ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۚ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ عنکبوت سے آیت نمبر 64 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو پیدا فرمایا۔ان اشیاء میں سے ایک حقیر چیز دنیا ہے۔

واضح رہے کہ دنیا اللہ کی اور اس کے دوستوں اور دشمنوں سب کی دشمن ہے۔اللہ تعالیٰ کی دشمن اس وجہ سے کہ اللہ کے بندوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے پر نہیں چلنے دیتی۔اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی اس وجہ سے دشمن ہے کہ ان کے سامنے سج دھج کر فریب دینے آتی ہے تا کہ وہ کسی طرح اس کے فریب میں آ جائیں۔اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کی اس وجہ سے دشمن ہے کہ اس نے اپنے مکروفریب سے ان کو بتدریج پھنسالیا، یہاں تک کہ وہ اعتماد کر بیٹھے۔

رب کریم نے اس دنیا کو پیدا فرمایا اور پھر اس کی مذمت بھی فرمائی تا کہ میرے خاص بندے خبردار ہو جائیں، چنانچہ آیات قرآنیہ سماعت فرمایئے۔

القرآن:وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۚ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ

(سورۂ عنکبوت پارہ 21، آیت نمبر 64)

ترجمہ: اور یہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور بے شک آخرت کا گھر ضرور وہی سچی زندگی ہے، کیا اچھا تھا، اگر جانتے۔

☆ دنیا کا برتنا دھوکہ ہے:

سورۂ نساء آیت نمبر 77 میں ارشاد ہوتا ہے:

القرآن: قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى

ترجمہ: تم فرمادو! کہ دنیا کا برتنا تھوڑا ہے اور ڈر والوں کے لئے آخرت اچھی۔

☆ دنیا کا جینا تو ایک دھوکہ ہے:

سورۂ حدید آیت نمبر 20 پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

القرآن:

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ

ترجمہ: اور دنیا کا جینا تو نہیں مگر دھوکے کا مال

معلوم ہوا کہ دنیا کی زندگی دھوکہ، فریب اور ظاہری حسن کے سوا کچھ بھی نہیں، جس شخص نے اس بات کو سمجھ لیا، وہ اس دنیا میں رہ کر اپنے اعمال صالحہ سے اپنے رب کو راضی کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

اب احادیث کی روشنی میں دنیا کی مذمت بیان کرتا ہوں تاکہ ہمارے دلوں

میں مزید آخرت کی اچھی تیاری کرنے کا جذبہ بڑھے۔

☆ دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک:

امام ابن ماجہ اور امام حاکم علیہ الرحمہ اس حدیث کو نقل فرماتے ہیں کہ رسول برحق ﷺ ایک مردار بکری پر گزرے اور اصحاب سے فرمایا کہ یہ بکری اپنے مالک کے نزدیک ذلیل ہے یا نہیں؟ عرض کیا کہ ذلیل نہ ہوتی تو یہاں کیوں ڈالتے۔ آپ ﷺ نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس مردار بکری سے بھی زیادہ ذلیل ہے اور اگر دنیا کریم پروردگار کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کافروں کو اس میں سے ایک گھونٹ بھی نہ دیتا۔

معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کے نزدیک دنیا ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں۔ اس قدر یہ دنیا ذلیل ہے مگر ہم پر افسوس ہے کہ ہم نے اسی دنیا کو ہی سب کچھ سمجھ لیا ہے۔

☆ دلوں کی کمزوری کا سبب:

حدیث شریف = مسند امام احمد ابن حنبل میں حدیث نمبر 22440 نقل ہے کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عنقریب تمہارے خلاف ہر جانب سے لوگ اکھٹے ہو جائیں گے، جیسے کھانے والے کھانے کے برتن پر جمع ہوتے ہیں۔ عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ! کیا اس وقت ہماری تعداد کم ہوگی؟ ارشاد فرمایا: نہیں! بلکہ تم تو کوڑے کچرے ہو جاؤ گے، جیسے سیلاب کا کوڑا کچرا ہوتا ہے (مراد اس سے آخری زمانے کے خراب اور نکمے لوگ ہیں) دنیا سے محبت اور موت سے نفرت کی وجہ سے تمہارے دل کمزور پڑ جائیں گے اور تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب جاتا رہے گا۔

محترم حضرات! اس حدیث شریف کو آپ نے سنا۔ اب غور کر کے اس دور کے مسلمانوں کی طرف دیکھئے، مسلمان اکثریت میں ہونے کے باوجود ان کے دل کمزور ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ دنیا سے ہمیں محبت ہو گئی ہے جس کی بناء پر دشمنوں کے دلوں سے مسلمانوں کا رعب و دبدبہ ختم ہو گیا۔

☆ ہر ایک خطا کی جڑ:

حدیث شریف = بیہقی شریف کی حدیث پاک ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: دنیا کی محبت ہر ایک خطا کی جڑ ہے۔

محترم حضرات! سچے رسول ﷺ کے اس ارشاد پر غور کریں۔ واقعی دنیا کی محبت ہر ایک خطا کی جڑ ہے۔

آج ہم جھوٹ بولتے ہیں، اس کے پیچھے دنیا کی محبت کارگر ہوتی ہے۔ ہم اپنے مسلمان بھائی کو دھوکہ دیتے ہیں اس کے پیچھے دنیا کی محبت کارگر ہوتی ہے۔ حرام کماتے اور کھاتے ہیں اس کے پیچھے دنیا کی محبت کارگر ہوتی ہے، ہم حسد کرتے، بغض وعداوت مسلمانوں سے رکھتے ہیں اس کے پیچھے دنیا کی محبت کارگر ہوتی ہے۔ برائیوں پر برائیاں کرنا ان سب کی وجہ دنیا کی محبت ہے۔ اگر ہمارے دل میں دنیا کی محبت نہ ہوتی، صرف خوف آخرت ہوتا تو ہم کبھی گناہوں کی طرف نہ بڑھتے۔

☆ طالب دنیا کی مثال کتوں کی سی ہے:

حدیث شریف = کتاب کشف الخفاء میں حدیث نمبر 1313 نقل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دنیا ایک مردار جانور کی طرح ہے اور اس کے پیچھے لگنے والے کتوں کی طرح ہیں۔

محترم حضرات! نبی پاک ﷺ نے دنیا سے بے رغبتی دلانے کے لئے اسے مردار جانور سے تشبیہ دی تا کہ ہم دنیا کو ایسے حقیر جانیں جیسے مردار جانور کو حقیر اور بے حیثیت جانتے ہیں اور طالب دنیا یعنی دنیا کے پیچھے لگنے والوں کو کتے کی طرح تشبیہ دی حالانکہ جانور بے شمار ہیں مگر کریم آقا ﷺ نے کتے سے کیوں

تشبیہ دی۔ہم اگر جانوروں کی طرف نظر ڈالیں تو ان میں سب سے زیادہ لالچی کتا ہے۔کتنا ہی بڑا شکار ہو، کتا کسی کو بھی اپنے ساتھ شامل نہیں کرے گا، یہی حال طالب دنیا کا ہے، وہ بھی اتنا لالچی ہوتا ہے کہ اس کے ذہن میں یہی سمایا ہوتا ہے کہ فقط سارا مال و دولت میرے ہی حصے میں آ جائے۔میری دکان چلتی رہے، میرا کاروبار عروج پر ہو، ساری دریا کا پانی میں اکیلا ہی پی جاؤں۔اسی حالت میں بالاخر اس کی عمر گزر جاتی ہے اور موت اس کو گھیر لیتی ہے۔

☆مومن کے دل میں دو محبتیں جمع نہیں ہوتیں:

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ مومن کے دل میں دنیا و آخرت دونوں کی محبت جمع نہیں ہوتیں جیسا کہ ایک برتن میں آگ پانی نہیں رہ سکتے۔

☆دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو:

حدیث شریف = مسند امام احمد ابن حنبل کی حدیث پاک ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو اور اس کا مال ہے جس کے پاس مال نہ ہو اور اس کو وہ جمع کرتا ہے، جس کو عقل نہ ہو اور اس پر وہ عداوت رکھتا ہے جس کو علم نہ ہو، اس پر وہ حسد کرتا ہے جس کو سمجھ نہ ہو، اس کے

لئے وہ کوشش کرتا ہے جس کو (اپنے رب پر) یقین نہ ہو۔

☆دنیا کا قیمتی ریشم، جنت کے رومال کا مقابلہ نہیں کرسکتا:

حدیث شریف = بخاری کتاب بدء الخلق میں حدیث نمبر 3249 نقل ہے۔ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ کی خدمت میں شام سے ریشمی کپڑا آیا۔ایسا کپڑا صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔اس لئے صحابہ کرام اٹھ اٹھ کر ہاتھ لگا کر اس کو دیکھنے لگے۔جب نبی پاک ﷺ نے یہ دیکھا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اس کپڑے کو اس طرح دیکھ رہے ہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا اس کپڑے کو دیکھ کر تمہیں تعجب ہوا ہے اور کیا یہ کپڑا تمہیں پسند آرہا ہے؟ (میرے غلاموں سنو) سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو رب کریم نے جنت میں جو رومال عطا فرمائے ہیں، وہ اس کپڑے سے کہیں زیادہ بہتر ہیں۔

سبحان اللہ! ہمارے آقا و مولا ﷺ نے اپنے اصحاب کی کیسی تربیت فرمائی، فوراً ان کی توجہ دنیا سے ہٹا کر آخرت کی ابدی نعمتوں کی طرف فرمادی اور یہ سبق عطا فرمایا کہ دنیا بے حقیقت ہے۔یہ دنیا ناپائیدار ہے۔اس دنیا کی لذتیں، اس کی نعمتیں اور جو کچھ اس میں ہے سب فانی ہے۔یہ دنیا دل لگانے کی چیز نہیں،

عبرت کی جاء ہے۔

☆میں دنیا میں مسافر کی طرح ہوں:

حدیث شریف = ترمذی شریف کتاب الزہد میں حدیث نمبر 2377 نقل ہے۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کونین کے تاجدار ﷺ ایک چٹائی پر سو گئے۔جب اٹھے تو آپ ﷺ کے پہلو مبارک پر چٹائی کے نشان تھے۔ہم نے عرض کی۔یارسول اللہ ﷺ! اگر ہم آپ ﷺ کے لئے نرم بستر بچھا دیتے (یہ سن کر) آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے دنیا سے کوئی غرض نہیں۔میں دنیا میں اس مسافر کی طرح ہوں، جو ایک درخت کے سائے میں (کچھ دیر) آرام کرتا ہے اور پھر کوچ کر جاتا ہے اور اس درخت کو چھوڑ دیتا ہے۔

☆دنیا حقیقت میں مسافر خانہ ہے:

حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمہ بادشاہ وقت تھے۔ایک مرتبہ آپ شاہی لباس میں ملبوس بڑے کروفر کے ساتھ اپنے شاہی تخت پر بیٹھے تھے۔دربار سجا ہوا تھا کہ اچانک ایک فقیر بغیر اجازت لئے اندر داخل ہوتا ہے اور داخل ہو کر شاہی محل کی دیواروں اور اس کے حسن و جمال کو دیکھ کر کہتا ہے: مسافر خانہ تو بہت اچھا ہے۔

سارے درباری اس کو دیکھ رہے تھے۔ حضرت ابراہیم بن ادھم بھی اس فقیر کو دیکھ رہے تھے کہ اچانک آپ نے جلال کے عالم میں فرمایا: اے بندۂ خدا! تجھے شاہی دربار کے آداب نہیں معلوم؟ ایک تو بغیر اجازت محل میں داخل ہو گیا اور پھر میرے محل کو مسافر خانہ کہہ رہا ہے۔

یہ سن کر فقیر کہنے لگا۔ بادشاہ سلامت! ایک سوال کا جواب دیجئے۔ حضرت ابراہیم بن ادھم نے فرمایا پوچھو، فقیر نے کہا: اچھا یہ بتائیے آپ سے پہلے اس محل میں کون تھا؟ حضرت ابراہیم بن ادھم نے فرمایا: میرے والد محترم تھے۔ اچھا آپ کے والد سے پہلے اس محل میں کون تھا؟ حضرت ابراہیم بن ادھم نے جواب دیا: میرے دادا تھے۔ اچھا آپ کے دادا سے پہلے اس محل میں کون تھا؟ حضرت ابراہیم بن ادھم نے جواب دیا: میرے دادا کے والد تھے۔ فقیر کہنے لگا۔ اسی کو تو مسافر خانہ کہتے ہیں جہاں ہمیشہ کوئی رہتا ہی نہیں۔ ایک جاتا ہے، دوسرا آتا ہے۔ دوسرا جاتا ہے، تیسرا آتا ہے، تیسرا جاتا ہے، چوتھا آتا ہے۔ فقیر کی یہ بات سن کر حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمہ کے دل پر ایسی چوٹ لگی کہ آپ نے تخت و تاج، مال و دولت کو ٹھوکر ماری اور رب تعالیٰ کی محبت میں فنا ہو گئے۔

☆ آخرت کے مقابلے میں دنیا کی مثال:

حدیث شریف = مسلم شریف کتاب الجنۃ میں حدیث نمبر 7197 نقل ہے کہ حضرت مستور بن شداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ محبوب خدا ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! آخرت کے مقابلے میں دنیا اتنی سی ہے جیسے کوئی اپنی انگلی کو سمندر میں ڈالے تو وہ دیکھے کہ اس انگلی پر کتنا پانی لایا۔ اس حدیث کے حضرت یحیٰی نامی راوی نے شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا۔

☆ دنیا کے معاملے میں اپنے سے نیچے والوں کو دیکھو:

حدیث شریف = مسلم شریف کتاب الزہد میں حدیث نمبر 7430 نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا (دنیا کے معاملے میں) اپنے سے نیچے والوں کو دیکھو اور اپنے سے اوپر والوں کو مت دیکھو، یہ تمہارے لئے بہترین نصیحت ہے تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمتیں نہ کھو بیٹھو۔

محترم حضرات! کتنی جامع حدیث ہے کونین کے تاجدار ﷺ نے جینے کا ڈھنگ ہمیں سکھا دیا کہ دنیا کے معاملے میں اپنے سے نیچے والوں کو دیکھو، بنگلے والا، فلیٹ میں رہنے والوں کو دیکھے، فلیٹ والا چھوٹے مکان والے کو دیکھے، چھوٹے مکان والا جھونپڑی والے کو دیکھے، جھونپڑی والا اس کو دیکھے جو سڑکوں پر

کھلے آسمان تلے سوتا ہے۔

ایک لاکھ روپے ماہانہ کمانے والا، پچاس ہزار کمانے والے کو دیکھے، پچاس ہزار والا پچیس ہزار والے کو دیکھے، پچیس ہزار والا پندرہ ہزار والے کو دیکھے اور پندرہ ہزار والا سات یا آٹھ ہزار کمانے والے کو دیکھے۔

کار میں سفر کرنے والا موٹر سائیکل والے کو دیکھے، موٹر سائیکل والا سائیکل والے کو دیکھے۔ سائیکل والا بسوں میں دشواری کے ساتھ سفر کرنے والے کو دیکھے۔ بسوں میں سفر کرنے والا پیدل سفر کرنے والے کو دیکھے، پیدل سفر کرنے والا دونوں ٹانگوں سے معذور شخص کو دیکھے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔

مگر ہمارا حساب الٹا ہے۔ ہم اوپر والوں کو دیکھتے ہیں جس سے ہمارے دل میں دنیا کی محبت پیدا ہوتی ہے اور ناشکری بڑھتی چلی جاتی ہے۔

☆ دنیا کی کیفیت:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص نجران سے آیا جس کی عمر دوسو سال تھی۔ آپ نے اس سے دنیا کی کیفیت پوچھی۔ اس نے عرض کیا کہ کچھ برس مصیبت میں کٹے اور کچھ آرام میں دن رات یونہی گزر جاتے ہیں۔ پیدا ہونے والے پیدا ہوجاتے ہیں، مرنے والے مرجاتے ہیں اور بچے پیدا نہ ہوں

تو مخلوق تباہ ہو جائے اور اگر موت نہ آئے تو دنیا میں آبادی کی گنجائش نہ رہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا جو مانگتا ہے مانگ! اس نے عرض کیا کہ میری گزشتہ زندگی عطا کر دیں اور موت جو آنے والی ہے، اسے روک دیں۔ یہ سن کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں یہ نہیں کر سکتا۔ اس نے عرض کی۔ اگر یہ نہیں مل سکتا تو پھر مجھے کسی چیز کی حاجت نہیں۔

☆اچھے اعمال کئے مگر دنیا کو بڑا جانا:

حضرت محمد بن منکدر علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ بعض لوگ ایسے ہوں گے کہ تمام عمر روزہ رکھا ہوگا۔ تہجد پڑھی ہوگی، شب بیداری میں کبھی ناغہ نہ کیا ہوگا۔ صدقات اور خیرات کئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا ہوگا، جن چیزوں سے منع کیا، ان سے بچے ہوں گے مگر قیامت کے دن جب رب تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گے تو ان سے کہا جائے گا کہ انہوں نے اپنے نزدیک ایک چیز (دنیا) کو بڑا جانا، جس کو رب کائنات نے چھوٹا کیا تھا اور جس (آخرت) کو خدا نے بڑا کیا تھا، اس کو حقیر جانا۔ دیکھنا چاہئے کہ ایسوں کا کیا حال ہوگا۔ ہم میں سے کون ہے جس کا یہ حال نہ ہو اور اس پر طرہ یہ ہے کہ سر پر گناہ کا انبار ہے۔

☆ایمان افروز نصیحتیں:

بعض اکابرین کا قول ہے کہ لوگو! اچھے عمل کرو، اللہ تعالیٰ سے ڈرو، زندگی پر مت پھولو، دنیا کے طالب مت بنو اور نہ ہی اس کی طرف رغبت کرو، کیونکہ دنیا مکار ہے۔ پہلے مغالطہ دیتی ہے پھر آرزوؤں میں پھنساتی ہے۔ دنیا سے محبت کرنے والوں کے لئے دنیا خوبصورت ہے جیسے دلہن کا سجا ہوا چہرہ، سب کی نگاہ اس پر پڑتی ہے۔ تمام دل اسی کے عاشق ہوتے ہیں۔ بہت سے عاشقوں کو اس نے خاک میں ملایا اور جس نے دنیا پر اطمینان کیا، اس کو دنیا نے رسوائی اور ذلالت کا ذائقہ چکھایا

بھائیو! خوابِ غفلت سے جاگو اور بے ہوشی سے دور بھاگو۔ اس سے پہلے کہ لوگ تم سے کہیں کہ فلاں شخص بیمار ہے اور مرض شدید میں گرفتار ہے۔ کوئی دوا بتادو یا ڈاکٹر کو بلا دو پھر تمہارے لئے آئیں مگر تم میں شفا کی امید نہ پائیں پھر یہ مشہور کریں کہ فلاں شخص نے وصیت کی اور اپنے مال کو یوں تقسیم کیا اور جس کے پاس سے اپنا لینا تھا، اس سے مال لیا۔

پھر لوگ کہیں گے کہ لو فلاں شخص کی زبان بند ہوگئی، نہ بھائیوں سے کچھ بولتا ہے، نہ ہمسایوں سے کچھ بولتا ہے، نہ کسی کو پہچانتا ہے اور نہ لب کھولتا ہے۔ اس کی پیشانی پر پسینہ آ گیا آہ! لذتوں کو غارت کرنے والی موت قریب ہے جس کا ایک جھٹکا تلوار کے ہزار وار سے سخت ہے۔ زندہ آدمی کے جسم کو آرے اور قینچیوں سے کاٹا جائے تو اس کی تکلیف کم ہے موت کا ایک جھٹکا اس سے بھی شدید ہے۔

پھر شور اٹھا کر ارمانوں کا خون کر دینے والی موت نے اسے آ گھیرا ہے۔ روتے روتے لوگوں نے کہنا شروع کیا۔ میرا بھائی چلا گیا، میرا لختِ جگر چلا گیا، میرا باپ چلا گیا، میرا شوہر چلا گیا، میرا جگری دوست چلا گیا، نماز جنازہ کا اعلان کر دو، جلدی غسل کروانے والے کو بلاؤ، تختہ غسل منگوایا، کفن تیار کرو، جنازہ تیار کرو، پھر ہمارے بدن سے خوبصورت لباس اتروالیا جائے گا اور کفن پہنا دیا جائے گا اور جنازہ تیار کروا دیا جائے گا۔ نماز جنازہ کے بعد ہمارے ناز اٹھانے والے اپنے کاندھوں پر لاد کر ہمیں اندھیری قبر کی طرف لے جائیں گے، قبر تیار ہے کسی نے آواز دی، جلدی قبر میں اتارو، دیر مت کرو، ہائے دنیا کا نرم و نازک بستر پر لیٹنے والے کو فرش خاک پر لٹا دیا گیا۔ حسین وجمیل لباس پہننے والے کو کفن میں لپیٹ دیا گیا۔ ایئر کنڈیشن اور پنکھے کے بغیر نہ سونے والے کو اندھیری قبر میں سوئی کے ناکہ کے برابر بھی ہوا یا روشنی داخل ہونے کی جگہ نہیں، دفن کر دیا گیا۔ محبت کرنے والے زور زور سے آوازیں لگا رہے ہیں۔ ارے ادھر بھی مٹی ڈالو، ادھر بھی مٹی ڈالو۔ کوئی جگہ خالی مت چھوڑو۔ ہمیں اندھیری قبر میں چھوڑ کر تمام لوگ گھر لوٹ آئے۔

پھر منکر نکیر سوالات کے لئے ہیبت ناک شکل میں قبر کی دیوار چیرتے ہوئے داخل ہو کر جھنجوڑ کر اٹھا کر بٹھا دیں گے تو مردہ کف افسوس ملے گا ہائے! میں دھوکے میں تھا، میں نے فانی دنیا کو سب کچھ سمجھ لیا تھا، مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں کہ انسان کی اصل آنکھ قبر میں جا کر کھلتی ہے مگر اس وقت سب کچھ ختم ہو چکا ہوتا ہے۔اب وہ روئے گا، چلائے گا مگر ہاتھ کچھ نہ آئے گا۔

غافل تجھے گھڑیال یہی دیتے ہیں منادی
خالق نے گھڑی عمر سے ایک اور گھٹا دی
ڈھلتا ہوا سایہ کہو یا خواب پریشان
کھاتے ہیں اس کا فریب، وہی جو کہ ہیں نادان

مومن کی دنیا صرف ایک وقت کی نماز ہے، جب وہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے کان میں اذان دی جاتی ہے اور انتقال کے وقت نماز پڑھی جاتی ہے۔بس اتنا سا وقت اذان سے نماز تک کا۔باوجود اس کے سو برس کا سامان اکھٹا کرنے میں لگے رہنا حماقت ہے حماقت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقی سمجھ اور دانشمندی نصیب فرمائے۔دنیا کی محبت ہمارے دلوں سے نکال کر اپنی اور اپنے محبوب ﷺ کی لازوال محبت نصیب فرمائے۔آمین

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

اہل اللہ کی

دنیا سے بے رغبتی

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا ۝ وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی ۝ اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی ۝ صُحُفِ اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰی

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۃ الاعلیٰ کی آخری آیات تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا

فرمائے۔

جو آیات میں نے خطبہ میں تلاوت کیں، ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

بَلۡ تُؤۡثِرُوۡنَ الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا ○ وَالۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ وَّاَبۡقٰی ○ اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الۡاُوۡلٰی ○ صُحُفِ اِبۡرٰهِیۡمَ وَمُوۡسٰی

ترجمہ: بلکہ تم دنیاوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو اور آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔ بے شک یہ بات ضرور اگلے صحیفوں میں ہے۔ ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔

تفسیر خازن میں امام خازن علیہ الرحمہ ان آیات کے تحت نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، دنیا چونکہ ہمارے سامنے موجود ہے اور اس کا کھانا، پینا، عورتیں، دنیا کی لذتیں اور اس کی رنگینیاں ہمیں جلد دے دی گئیں جبکہ آخرت ہماری نظروں سے غائب ہے، اس لئے جو چیز ہمیں جلد مل رہی ہے، ہم اسے پسند کرنے لگ گئے اور جو بعد میں ملے گی، اسے ہم نے چھوڑ دیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ دنیاوی زندگی کی فانی لذتوں، رنگینیوں اور رعنائیوں میں کھو کر اپنی آخرت کو نہ بھول جائے بلکہ وہ اپنی سانسوں

کوغنیمت جانتے ہوئے اپنی زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی اطاعت میں گزارے۔یہی وہ کام ہے جو اہل اللہ نے کر کے دکھایا چنانچہ آپ کی خدمت میں اہل اللہ کی دنیا سے بے رغبتی بیان کرنے کی سعادت کروں گا۔

☆کونین کے تاجدار ﷺ کی دنیا سے بے رغبتی:

حدیث شریف = بخاری شریف کتاب الرقاق میں حدیث نمبر 6451 نقل ہے۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے خوان (یعنی چھوٹی میز کی مثل اونچے دسترخوان) پر کھانا نہیں کھایا اور نہ کبھی چپاتی (یعنی پتلی روٹی) کھائی، یہاں تک کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

حدیث شریف = بخاری شریف کتاب الرقاق میں حدیث نمبر 6450 نقل ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ محبوب خدا ﷺ وصال فرما گئے تو ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہ تھی جسے کوئی جاندار کھا سکے مگر تھوڑے سے جَو میری کٹھلیا میں تھی، میں ایک مدت تک اس سے کھاتی رہی پھر میں نے ان کو ماپ لیا تو وہ ختم ہو گئے۔

محترم حضرات! یہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی دنیا سے بے رغبتی تھی کہ آپ نے کبھی دنیا جمع نہیں فرمائی بلکہ آخرت کو ہی سب کچھ سمجھا۔

☆حضرت نوح علیہ السلام اور دنیا سے بے رغبتی:

احیاء العلوم میں امام غزالی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت نوح علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ علیہ السلام کی عمر سب انبیاء سے زیادہ ہوئی۔ آپ نے دنیا کو کیسا پایا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ ایک مکان کے دو دروازے ہیں۔ ایک میں سے میں اندر گیا اور دوسرے سے نکل گیا۔

محترم حضرات! حضرت نوح علیہ السلام کا صرف تبلیغی دورانیہ ساڑھے نو سو برس تھا۔ آپ کی عمر کے متعلق مفسرین کا اختلاف ہے۔ کسی نے ایک ہزار سال لکھی۔ کسی نے گیارہ سو برس لکھی۔ اگر ایک ہزار سال بھی مان لی جائے تو بھی آپ علیہ السلام نے صرف اتنا وقت فرمایا کہ دو دروازے ہیں، ایک میں سے، میں اندر گیا اور دوسرے سے نکل گیا۔ یہ دنیا کی اوقات ہے۔

☆حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دنیا سے بے رغبتی:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام انبیاء کرام علیہم السلام میں وہ ہستی ہیں جنہوں نے دنیا سے اتنی دوری اختیار کی کہ نہ رہنے کو مکان بنایا، حتیٰ کہ ایک پانی پینے کا پیالہ آپ علیہ السلام کے پاس تھا۔ وہ بھی انہوں نے یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ یہ بھی دنیا

ہے۔

چنانچہ امام غزالی علیہ الرحمہ اپنی کتاب احیاء العلوم میں نقل فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عیسٰی علیہ السلام پر شدت سے مینہ پڑا اور بادل بھی زیادہ گرجا۔ آپ نے چاہا کہ کسی جگہ پناہ لینی چاہئے کہ دور سے ایک خیمہ نظر آیا۔ آپ اس کے پاس آئے۔ معلوم ہوا کہ اس میں کوئی عورت موجود ہے۔ اس کو دیکھ کر آپ دوسری طرف تشریف لے گئے۔ ایک پہاڑ کے درہ میں جانے کا ارادہ کیا۔ دیکھا تو اس درہ میں شیر ہے۔ آپ نے اس پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اے مالک مولا! تو نے سب کا ٹھکانہ بنایا ہے، میرے لئے کوئی ٹھکانہ عطا فرما۔

رب تعالیٰ نے فرمایا: اے عیسٰی علیہ السلام! تیرا ٹھکانہ میری رحمت ہے۔ قیامت کے دن تیرا نکاح سو حوروں سے کروں گا، جن کو میں نے اپنے دست قدرت سے بنایا ہے اور چار ہزار سال تک تیرے ولیمہ کی دعوت کھلاؤں گا جن میں سے ایک دن دنیا کی عمر کے برابر ہوگا اور ایک منادی کو حکم کروں گا کہ پکار! جتنے دنیا کے زاہد ہیں، چلو عیسٰی ابن مریم تارک الدنیا (دنیا کو چھوڑ دینے والے) کے ولیمہ میں شامل ہو جاؤ۔

☆ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دنیا سے بے رغبتی:

نبی پاک ﷺ نے اپنے غلاموں کی ایسی پیاری تربیت فرمائی کہ آپ ﷺ کے غلام بھی دنیا سے ایسے بے رغبت ہوئے کہ دنیا میں ان کی مثالیں دی جانے لگیں، چنانچہ نبی پاک ﷺ کے نائب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

امام بیہقی علیہ الرحمہ، بیہقی شریف میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے کہ انہوں نے پانی مانگا۔ لوگ شہد ملا پانی لے آئے۔ جب آپ نے منہ لگایا تو بہت روئے، یہاں تک کہ سارے ساتھی بھی روئے اور سب رو رو کر چپ ہو گئے مگر آپ روتے رہے۔ حتیٰ کہ لوگوں نے رونے کی وجہ پوچھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ایک دفعہ حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ نے فرمایا: میرے پاس سے دور ہو حالانکہ وہاں کوئی نہ تھا۔ میں نے استفسار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس وقت دنیا مجسم ہو کر میرے سامنے آئی۔ میں نے اس سے کہا دور ہو۔ وہ پھر آئی اور مجھ سے کہنے لگی۔ آپ ﷺ مجھ سے بچے رہیں گے مگر آپ کے بعد والے مجھ سے نہیں بچ سکیں گے۔

☆ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ

اور دنیا سے بے رغبتی:

سیر اعلام والنبلاء پہلی جلد صفحہ نمبر 7 پر یہ واقعہ نقل ہے کہ دور فاروقی میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو شام کا گورنر بنا دیا گیا، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ معائنہ کرنے کے لئے شام کے دورہ پر تشریف لائے۔ دورہ کے دوران ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ابوعبیدہ، میرا دل چاہتا ہے کہ میں اپنے بھائی کا گھر دیکھوں، جہاں تم رہتے ہو۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اے امیرالمومنین! آپ میرے گھر کو دیکھیں گے تو صرف اور صرف آنکھوں سے آنسو بہائیں گے، اس کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بے حد اصرار پر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ، امیرالمومنین کو لے کر چلے۔ شہر کے اندر سے گزر رہے تھے۔ جاتے جاتے جب شہر کی آبادی ختم ہوگئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کہاں جارہے ہو؟ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ بس اب تو قریب ہے۔ چنانچہ پورا دمشق شہر جو دنیا کے مال و اسباب سے جگ مگ کر رہا تھا، گزر گیا تو آخر میں لے جا کر کھجور کے پتوں سے بنا ہوا ایک جھونپڑا دکھایا اور کہا: اے امیرالمومنین! میں اس میں رہتا ہوں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر

داخل ہوئے تو چاروں طرف نظریں گھما کر دیکھا تو وہاں سوائے ایک مصلے کے کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اے ابوعبیدہ! تم اس میں رہتے ہو؟ یہاں تو کوئی ساز وسامان، کوئی برتن، کوئی کھانے پینے اور سونے کا انتظام کچھ بھی نہیں ہے، تم یہاں کیسے رہتے ہو؟

انہوں نے جواب دیا کہ امیر المومنین! الحمدللہ میری ضرورت کے سارے سامان میسر ہیں۔ یہ مصلیٰ ہے اس پر نماز پڑھ لیتا ہوں اور رات کو اس پر سوجاتا ہوں اور پھر اپنا ہاتھ اوپر چھپر کی طرف بڑھایا اور وہاں سے ایک پیالہ نکالا، جو نظر نہیں آ رہا تھا اور وہ پیالہ نکال کر دکھایا کہ امیر المومنین! برتن یہ ہے، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جب اس برتن کو دیکھا تو اس میں پانی بھرا ہوا تھا اور سوکھی روٹی کے ٹکڑے بھیگے ہوئے تھے اور پھر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا امیر المومنین! میں دن رات تو حکومت کے سرکاری کاموں میں مصروف رہتا ہوں۔ کھانے وغیرہ کے انتظام کرنے کی فرصت نہیں ہوتی۔ ایک خاتون میرے لئے دوتین دن کی روٹی ایک وقت میں پکا دیتی ہے، میں اس روٹی کو رکھ لیتا ہوں اور جب وہ سوکھ جاتی ہے تو میں اس کو پانی میں ڈبو دیتا ہوں اور رات کو سوتے وقت کھا لیتا ہوں۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ حالت دیکھی تو آنکھوں میں آنسو

آ گئے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: امیر المومنین! میں تو آپ سے پہلے ہی کہہ رہا تھا کہ میرا مکان دیکھنے کے بعد آپ کو آنسو بہانے کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ابوعبیدہ! اس دنیا کی ریل پیل نے ہم سب کو بدل دیا مگر خدا تعالیٰ کی قسم! تم ویسے ہی ہو جیسے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تھے، اس دنیا نے تم پر کوئی اثر نہیں ڈالا۔

محترم حضرات! یہ اصحاب رسول تھے جن کے قدموں میں دنیا ذلیل ہوکر آئی لیکن دنیا کی محبت کو دل میں جگہ نہیں دی۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ گورنر شام ہونے کے باوجود انہوں نے کوئی شاہی بستر اور شاہی کھانا استعمال نہیں کیا۔

☆ حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمہ اور دنیا سے بے رغبتی:

حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمہ کا جب دل محبت الٰہی کی طرف پھرا تو آپ نے تخت وتاج، سونے اور چاندی کو ٹھوکر مار کر فقیری اختیار کر لی۔ اپنا شاہی لباس اتار کر چرواہے کو پہنا کر اس کا لباس آپ نے پہن لیا اور دل سے دنیا کی محبت کو نکال کر پھینک دیا اور دل کو محبت الٰہیہ کا آ نگینہ بنا دیا۔

ایک دن آپ اپنی پھٹی ہوئی گدڑی دریا کے کنارے پر بیٹھ کر سی رہے تھے کہ اچانک ایک سپاہی دریا کے کنارے پر آیا اور آپ کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہا تھا۔ کافی دیر بعد آپ سے کہنے لگا کہ اگر میں بھول نہیں رہا تو آپ ہماری سلطنت کے بادشاہ ابراہیم بن ادھم لگ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ہاں میں بادشاہ تھا۔ اب میں نے تخت وتاج کو ٹھوکر ماردی ہے۔ سپاہی کہنے لگا: اتنی شاندار حکومت آپ نے کیوں چھوڑی؟

آپ نے سپاہی کی بات سن کر اپنی سوئی دریا میں پھینک دی اور پھر دریا سے فرمایا: میری سوئی مجھے واپس کرو، بس آپ کا یہ کہنا تھا کہ دریا کی ہر مچھلی اپنے منہ میں سونے کی سوئی لے کر نمودار ہوئی۔ یہ دیکھ کر آپ نے جلال میں فرمایا کہ اس سونے کو تو میں ٹھوکر مار کر آیا ہوں۔ مجھے میری سوئی چاہئے۔ اتنا کہنا تھا کہ ایک مچھلی آپ کی اصلی سوئی اپنے منہ میں لئے نمودار ہوئی۔ آپ نے وہ سوئی لیتے ہوئے اس سپاہی سے فرمایا دیکھ! جب میں بادشاہ تھا۔ صرف اور صرف رعایا پر میرا حکم چلتا تھا۔ آج میں نے دنیا کو ترک کر کے فقیری اختیار کی تو دریا کی مچھلیوں پر بھی میری حکومت ہے۔ اب بتا یہ بادشاہت اچھی یا وہ بادشاہت اچھی؟

یہ سن کر سپاہی کہنے لگا: حضور! یہ حکومت اچھی ہے۔

☆حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ اور دنیا سے بے رغبتی:

حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمہ کے نائب حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ کا صوفیاء میں بہت بڑا مقام ہے۔ آپ کے تقویٰ اور پرہیزگاری کی دور دور تک چرچے تھے۔ دنیا سے بے رغبتی اور یادالٰہی میں محو رہنا آپ کی عادت میں شامل تھا۔ آپ کے پاس ایک کنیز تھی جو ہمہ وقت آپ کی خدمت کیا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ آپ نے اپنی کنیز سے فرمایا: میری کنیز کہاں ہے؟ میری کنیز کہاں ہے؟ کنیز بڑی حیران ہوئی۔ حضور! میں ایک سال نہیں، دو سال نہیں بلکہ پانچ سال سے زیادہ ہو گئے آپ کی خدمت کر رہی ہوں۔ آج آپ مجھ سے ہی فرمارہے ہیں کہ میری کنیز کہاں ہے؟ یہ سن کر حضرت حبیب عجمی فرمانے لگے کہ مجھ پر دس سال ایسے گزرے ہیں کہ مجھے سوائے خدائے رحمن کے کسی غیر کا خیال بھی نہیں آیا۔

محترم حضرات! حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ نے دنیا سے کیسی بے رغبتی اختیار کر رکھی تھی کہ دس سال تک سوائے خدا کے کسی کا خیال تک نہ آیا اور ایک ہم گناہگار ہیں جو دس منٹ کی نماز میں اپنے خیالات پر کنٹرول نہیں کر سکتے۔ ان دس منٹوں میں بھی ہم اپنے آپ کو یادالٰہی میں مگن نہیں رکھ سکتے۔

☆حضرت داؤد طائی علیہ الرحمہ اور دنیا سے بے رغبتی:

حضرت داؤد طائی علیہ الرحمہ کا شمار امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے صوفی شاگردوں میں ہوتا ہے۔آپ کو اپنے والد کے ترکے میں ایک چھوٹا سا مکان ملا۔ آپ نے ساری زندگی اس ٹوٹے پھوٹے مکان میں گزار دی۔مکان کے اندر ایک مخصوص جگہ پر آپ ساری ساری رات عبادت کیا کرتے تھے۔ایک مرتبہ ایک شخص آپ کے گھر آیا اور جوں ہی اس کی نظر آپ کے مصلے کے اوپر کی چھت پر پڑی دیکھ کر چونک گیا کہ کسی وقت بھی یہ ٹوٹی پھوٹی چھت گر سکتی ہے۔ آپ کی خدمت میں عرض کی تو آپ فرمانے لگے کہ میں تو دس برس سے اپنے رب کی یاد میں ایسا مگن ہوں کہ دس برسوں میں کبھی بھی میں نے اپنی نظر اوپر اٹھا کر چھت کو دیکھا ہی نہیں۔

☆روٹی کو پانی میں ڈبو کر کھاتے:

حضرت داؤد طائی علیہ الرحمہ کی عادت تھی کہ آپ روٹی چبا کر نہیں بلکہ روٹی کو پانی میں ڈبو کر کھاتے تھے۔کسی نے اس میں حکمت پوچھی تو آپ فرمانے لگے کہ جتنا وقت روٹی چبا کر کھانے میں لگتا ہے۔اتنی دیر میں، میں قرآن مجید کی چالیس آیات تلاوت کر لیتا ہوں۔

ایک مرتبہ کسی نے انواع واقسام کے کھانے تیار کر کے آپ کی خدمت میں پیش کیے۔ یہ سوچ کر کہ آپ روٹی کو پانی میں ڈبو کر کھاتے ہیں۔ آج آپ کو اچھا کھانا کھلایا جائے، چنانچہ جب وہ انواع واقسام کا کھانا آپ کی خدمت میں رکھا گیا تو آپ نے حکم دیا کہ سامنے غریب بستی میں دو بچے رہتے ہیں۔ انہیں بلا کر لے آؤ۔ حکم کی تعمیل کی گئی۔ غریب بستی سے دو بچوں کو لایا گیا، جب وہ بچے حاضر ہوئے تو آپ نے وہ سارا کھانا ان غریب بچون کو کھلا دیا۔ وہ بچے کھانا کھا کر خوش ہو کر چلے گئے، لیکن جو شخص کھانا آپ کے لئے تیار کر کے لایا تھا، اسے بہت افسوس ہوا اور وہ عرض کرنے لگا: یہ آپ نے کیا کیا۔ میں تو آپ کے لئے لایا تھا، یہ سن کر آپ نے ارشاد فرمایا: اے بندۂ خدا! دیکھا اگر یہ کھانا میں کھاتا تو غلاظت بن کر بیت الخلاء میں نکل جاتا، میں نے تیرا کھانا غریب بچوں کو کھلا دیا لہذا تیرا کھانا بارگاہ رب العزت میں مقبول ہو چکا ہے۔

☆ وصال کے بعد دوڑتے ہوئے دیکھا:

ایک رات ایک شخص نے حضرت داؤد طائی کو بڑی تیزی سے دوڑتے ہوئے دیکھا۔ اس نے خواب میں ہی حیرت سے پوچھا کہ حضور! کیا معاملہ ہے۔ کیوں دوڑ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ابھی ابھی قید خانے سے آزاد ہوا ہوں۔

اس لئے تیزی سے دوڑ رہا ہوں کہ کہیں دوبارہ پکڑ کر قید خانے میں نہ ڈال دیا جائے۔

اس شخص کی جب صبح آنکھ کھلی تو ایک شور مچا ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے کامل ولی حضرت داؤد طائی علیہ الرحمہ کا وصال ہو گیا ہے۔

☆حضرت عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ اور دنیا سے بے رغبتی:

حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ اپنی کتاب کشف المحجوب میں نقل فرماتے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ کسی لڑکی کے عشق میں مبتلا تھے۔ ایک مرتبہ ساری رات اس لڑکی کے گھر کے سامنے گزار دی۔ جب صبح ہوئی تو ضمیر نے ملامت کی: اے ابن مبارک! تجھے کیا ہو گیا ہے۔ عشق مجازی میں اپنے رب کو بھول گیا۔ آپ نے دوسرے ہی لمحے سچی توبہ کی۔ دنیا کو ٹھوکر ماری اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی صحبت میں بیٹھنے لگے۔ روزانہ علم حاصل کرنے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی درسگاہ میں جایا کرتے تھے اور پھر گھر تشریف لے آتے۔

ایک دن واپس گھر لوٹنے میں تاخیر ہو گئی۔ آپ کی والدہ گھر پر انتظار

کررہی تھیں کہ بیٹا اب تک گھر کیوں نہیں آیا۔ بالاخر جب کافی دیر ہوگئی تو والدہ آپ کو ڈھونڈنے کے لئے نکلیں، کسی طالب علم نے بتایا کہ وہ تو درسگاہ سے جاچکے ہیں۔ ہاں راستے میں ایک باغ ہے جہاں کبھی کبھی وہ تشریف لے جاتے ہیں چنانچہ والدہ اس باغ میں پہنچیں اور عجیب منظر دیکھا کہ حضرت عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ بڑے سکون سے درخت کے نیچے سورہے ہیں اور خطرناک سانپ گل ریحان کی ٹہنی اپنے منہ میں لئے آپ کے اوپر سے مکھیاں جھل رہا ہے۔ والدہ یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئیں۔

محترم حضرات! جولوگ اپنے رب کی محبت میں دنیا کو چھوڑ دیتے ہیں، انہیں ایسا ہی مقام ملتا ہے اور یہی نہیں بلکہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ عجیب کیفیت میں راستے سے گزر رہے تھے کہ سامنے سے ایک نابینا کو آتا ہوا دیکھا۔ آپ نے فرمایا: مانگ کیا مانگتا ہے؟ نابینا عرض کرنے لگا: اندھا کیا مانگے گا دو آنکھیں۔ بس یہ سن کر حضرت عبداللہ ابن مبارک نے اپنے ہاتھ دعا کے لئے اٹھا دیئے۔ ہاتھ بعد میں نیچے آئے، پہلے اس نابینا کو آنکھوں کی روشنی عطا کردی گئی۔

☆ حضرت رابعہ بصری اور دنیا سے بے رغبتی:

حضرت رابعہ بصری کا دنیا سے بے رغبتی کا یہ عالم تھا کہ آپ ہمہ وقت یادِ الٰہی میں محو رہتیں حتیٰ کہ رات کے وقت روزانہ ایک ہزار نوافل پڑھا کرتی تھیں۔

ایک مرتبہ رات کو نوافل پڑھنے کے بعد تھوڑی دیر بستر پر لیٹیں کہ اچانک ایک چور دیوار پھلانگتے ہوئے آپ کے گھر میں داخل ہو گیا۔ آپ سو رہی تھیں اس چور نے سارا سامان باندھ لیا تاکہ چوری کر کے لے جائے۔ سارا سامان باندھ کر جیسے ہی اٹھانے لگا، وہ اندھا ہو گیا۔ اسے کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ ڈر کے مارے اس نے سامان دوبارہ رکھ دیا۔ سامان رکھنا تھا کہ دوبارہ آنکھوں میں روشنی آ گئی۔ اس نے دوبارہ سامان اٹھایا، سامان اٹھاتے ہی پھر نابینا ہو گیا۔ دو تین مرتبہ ایسی ہی کیفیت رہی۔ اتنے میں غیب سے ایک آواز ائی۔ اے چور! سامان چھوڑ دے اور چلا جا۔ ایک دوست سو رہا ہے تو کیا ہوا دوسرا دوست کبھی نہیں سوتا، نہ اسے اونگھ آتی ہے، نہ نیند آتی ہے، یہ آواز سن کر چور سامان چھوڑ کر چلا گیا۔

محترم حضرات! اللہ والے دنیا کو ٹھوکر مارتے ہیں تو انہیں یہ انعام دیا جاتا ہے کہ کائنات میں ان کا سکہ چلتا ہے۔ کائنات کی ہر ہر شے پر ان کا حکم نافذ ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ رب تعالیٰ بھی ان کی زبان کی لاج رکھتا ہے۔ صوفیاء اس قدر دنیا کی محبت سے دور تھے کہ وہ دنیا کا ذکر کرنا بھی پسند نہ کرتے تھے۔

☆ جس سے محبت ہوتی ہے، اس کا ذکر کیا جاتا ہے:

صوفیاءفرماتے ہیں کہ دنیا کا تذکرہ بھی نہ کرو کیونکہ جس کوجس سے محبت ہوتی ہے، وہ اس کا ذکر کرتا ہے۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلی علیہ الرحمہ کی مجلس میں کبھی دنیاوی بات نہ ہوتی تھی، ہمیشہ آخرت اور دین کا ذکر ہوتا تھا۔

ان کا متمع نظر یہ تھا کہ جس طرح پانی کشتی سے باہر اچھا، کشتی کے اندر نقصان دہ ہے۔اسی طرح دنیا میں رہو، دنیا تم میں نہ رہے، یعنی اس کی محبت تمہارے دل میں نہ آنے پائے۔

☆ دنیا ذلیل ہے اور ذلیلوں کو دی گئی ہے:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ ملفوظات میں حدیث پاک نقل فرماتے ہیں۔

حدیث شریف = اگر دنیا کی قدر اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو ایک گھونٹ اس میں کافر کو نہ دیتا، دنیا ذلیل ہے، ذلیلوں کو دی گئی ہے۔جب سے اسے بنایا ہے، کبھی اس کی طرف نظر نہ فرمائی، دنیا کی روحانیت آسمان وزمین کے درمیان جو (فضا) میں معلق ہے، فریادوزاری کرتی ہے اور کہتی ہے، اے میرے رب! تو مجھ سے کیوں ناراض ہے، مدتوں کے بعد ارشاد ہوتا ہے، چپ خبیثہ!

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اپنے ملفوظات میں مزید ارشاد فرماتے ہیں۔سونا چاندی خدا کے دشمن ہیں۔وہ لوگ جو دنیا میں سونے چاندی سے محبت رکھتے ہیں، قیامت کے دن پکارے جائیں گے کہاں ہیں وہ لوگ جو خدا کے دشمنوں سے محبت رکھتے تھے، رب تعالیٰ دنیا کو اپنے محبوب سے ایسا دور فرماتا ہے جیسے بلاشبہ بچے کو نقصان دہ چیزوں سے ماں دور رکھتی ہے۔

انسان دنیا میں کمانے آیا ہے، کھانے نہیں آیا، بیج بونے آیا ہے، کاٹنے نہیں آیا...... پودا لگانے آیا ہے، پھل کھانے نہیں...... کام کرنے آیا ہے، آرام کرنے نہیں آیا...... اہل اسلام پر روشن ہے کہ انسان دنیا میں، دنیا کمانے نہیں بھیجا گیا، دنیا مزرع (کھیتی) ہے اور آج کا بویا کل ملے گا...... مبارک ہے وہ دل کہ طلب دنیا میں دین وعقبیٰ سے غافل نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی سوچ کا حامل بنائے، دنیا میں رہ کر دنیا سے نفرت کرنے والا بنائے، دنیا کی محبت نکال کر اپنے محبوب ﷺ کی سچی محبت نصیب فرمائے۔آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

ماہِ رمضان کی فضیلت و اہمیت

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یَا اَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡم وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ بقرہ سے آیت نمبر 183 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہلال رمضان کیا نظر آتا ہے، پوری کائنات رحمت و بہجت اور نور و نکہت کی چادر اوڑھ لیتی ہے۔فضائیں آسمان سے دم بدم اترتے فرشتوں کے نور سے منور ہوجاتی ہیں۔انسانوں کے دشمن شیاطین زنجیروں میں جکڑے جاتے ہیں۔بدی کی قوتیں دم توڑنے لگتی ہیں اور نیکی بڑی تیزی سے پروان چڑھتی ہے۔

رمضان خالق اور مخلوق کے ٹوٹے رشتوں کو جوڑنے کا مہینہ ہے۔رمضان عابد اور معبود کے پوشیدہ تعلق کو مضبوط تر کرنے کا مہینہ ہے۔رمضان سست گاموں کو تیز گام کرنے کا مہینہ ہے۔رمضان نور قرآن سے سینوں کو آباد کرنے کا مہینہ ہے۔رمضان دامن دل کو اجلا کر لینے کا مہینہ ہے۔رمضان نفس کو مٹانے اور روح کو جِلا نے کا مہینہ ہے۔

محترم حضرات! اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی۔اپنے محبوب ﷺ کو دیگر انبیاء و رسل پر فضیلت عطا فرمائی۔حرمین شریفین کو دیگر مساجدوں پر فضیلت عطا فرمائی۔جمعہ کے دن کو دیگر ایام پر فضیلت عطا فرمائی۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اُمّت محمدیہ پر فضیلت عطا فرمائی۔حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیگر ملائکہ پر فضیلت عطا فرمائی۔قرآن مجید کو دیگر کتب سماویہ پر فضیلت عطا فرمائی۔اصحاب کہف کے کتے کو دیگر کتوں پر فضیلت عطا فرمائی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام سے مکالمہ کرنے والی چیونٹی کو دیگر چیونٹیوں پر فضیلت عطا فرمائی۔ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو دیگر اونٹنیوں پر فضیلت حاصل ہے۔ زم زم شریف کو دنیا کے دیگر پانیوں پر فضیلت عطا فرمائی۔ اُمّت محمدیہ کو دیگر اُمّتوں پر فضیلت عطا فرمائی۔ شب قدر کو دیگر تمام راتوں پر فضیلت عطا فرمائی۔ نماز تہجد کو دیگر نفل نمازوں پر فضیلت عطا فرمائی اور ماہ رمضان کو تمام مہینوں پر فضیلت عطا فرمائی۔

☆ لفظ رمضان کے معنی:

قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں: رمضان رمض بمعنیٰ (جل گیا) سے مشتق ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: رمضان کو رمضان اس لئے کہتے ہیں کہ وہ گناہوں کو رمض کر دیتا ہے، یعنی جلا دیتا ہے۔

☆ روزہ کی فرضیت:

روزہ دس (10) شعبان 2ھ میں فرض ہوا۔ ماہ رمضان کے روزے ہر عاقل، بالغ، مسلمان (مرد و عورت) پر فرض ہیں۔

☆استقبال ماہِ رمضان:

صحیح ابن خزیمہ جلد 3 صفحہ نمبر 191 پر یہ حدیث پاک نقل ہے۔حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ماہ شعبان کے آخری دن بیان فرمایا: اے لوگو! تمہارے پاس عظمت والا برکت والا مہینہ آنے والا ہے۔وہ مہینہ جس میں ایک رات (ایسی بھی ہے جو) ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس (ماہ مبارک) کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیئے۔ رات کے قیام کوتمہارے لئے ثواب بنایا،جواس ماہ میں نفل ادا کرے،اسے فرض ادا کرنے کا ثواب دیا جائے گا اور جس نے اس میں فرض ادا کیا تو ایسا ہے جیسے اور کسی دنوں میں ستر فرض ادا کیئے۔

یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور یہ مہینہ مؤاسات (یعنی غم خواری اور بھلائی) کا ہے اور اس مہینے میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے جو اس میں روزہ دار کو افطار کروائے،اس کے گناہوں کے لئے مغفرت ہے اور اس کی گردن آگ سے آزاد کردی جائے گی اور افطار کروانے والے کو ویسا ہی ثواب ملے گا، جیسا روزہ رکھنے والے کو ملے گا،بغیر اس کے کہ اس کے اجر میں کچھ کمی ہو۔

ہم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! ہم میں ہر شخص وہ چیز نہیں پاتا جس سے

روزہ افطار کروائے، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ ثواب (تو) اس (شخص) کو دے گا جو ایک گھونٹ دودھ یا ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے روزہ افطار کروائے اور جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلایا، اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے پلائے گا کہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے۔

یہ وہ مہینہ ہے کہ اس کا اول (ابتدائی دس دن) رحمت ہے اور اس کا اوسط (یعنی درمیانی دس دن) مغفرت ہے اور آخر (آخری دس دن) جہنم سے آزادی ہے۔

جو اپنے غلام (ملازم و نوکر) پر اس مہینے میں تخفیف کرے (کام کم لے) اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا اور جہنم سے آزاد فرما دے گا۔ اس مہینے میں چار باتوں کی کثرت کرو۔

1۔ لا الہ الا اللہ کی گواہی دینا۔

2۔ استغفار کرنا

3۔ اللہ تعالیٰ سے جنت طلب کرو۔

4۔ جہنم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی دوسری جلد صفحہ نمبر 236 پر فرماتے ہیں کہ:

1۔ کعبہ معظّمہ مسلمانوں کو اپنے پاس بلا کر عطا کرتا ہے جبکہ ماہ رمضان اللہ تعالیٰ کا مہمان مہینہ ہے۔ خود ہمارے پاس آ کر ہمیں فیض دیتا ہے۔ گویا کعبہ معظّمہ کنواں ہے اور ماہ رمضان بارش ہے یعنی جس طرح سیراب ہونے کے لئے کنویں کے پاس جانا پڑتا ہے۔ اسی طرح سیراب ہونے کے لئے کعبہ معظّمہ جانا پڑتا ہے مگر ماہ رمضان کے قربان جایئے وہ تو بارش کی طرح خود اُمّت محمدیہ پر چھما چھم رحمتیں برساتا رہتا ہے۔

2۔ ہر مہینہ میں خاص تاریخیں اور تاریخوں میں بھی خاص وقت میں عبادت ہوتی ہے مثلاً بقرعید کی چند (مخصوص) تاریخوں میں حج، محرم کی دس تاریخ افضل، رجب میں ستائیسویں شب اور ماہ شعبان میں صرف پندرہویں شب عبادت کے لئے خاص ہے مگر قربان جایئے ماہ رمضان کے کہ اس میں ہر دن، ہر رات، ہر گھڑی اور ہر ہر لمحہ عبادت ہوتی ہے۔ روزہ عبادت، افطار عبادت، افطار کے بعد تراویح کا انتظار عبادت، تراویح پڑھ کر سحری کے انتظار میں سونا عبادت، پھر سحری کھانا عبادت، الغرض کہ ہر آن میں رب تعالیٰ کی شان نظر آتی ہے۔

3۔ رمضان ایک بھٹی ہے جیسے کہ بھٹی گندے لوہے کو صاف اور صاف لوہے کو مشین کا پرزہ بنا کر قیمتی بنا دیتی ہے اور سونے کو زیور بنا کر استعمال کے لائق بنا دیتی ہے۔ ایسے ہی ماہ رمضان گنہ گاروں کو پاک و صاف کرتا ہے اور نیک

لوگوں کے درجے بڑھاتا ہے۔

4۔جو ماہ رمضان میں مرجائے، اس سے سوالات قبر بھی نہیں ہوتے۔

5۔رمضان کے کھانے پینے کا حساب نہیں۔

☆ اُمّت محمدیہ کو پانچ چیزیں عطا کی گئیں:

الترغیب والترہیب میں حدیث پاک ہے۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: میری اُمّت کو ماہ رمضان میں پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملیں۔

1۔پہلی یہ کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ (میری اُمّت کی طرف) نظر رحمت فرماتا ہے اور جس کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت فرمائے، اسے کبھی عذاب نہ دے گا۔

2۔دوسری یہ کہ شام کے وقت ان کے منہ کی بو (جو بھوک کی وجہ سے ہوتی ہے) اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی بہتر ہے۔

3۔تیسرے یہ کہ فرشتے ہر رات اور دن ان کے لئے مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں۔

4۔چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ جنت کو حکم دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔میرے

(نیک) بندوں کے لئے مزین (یعنی آراستہ) ہوجا۔ عنقریب وہ دنیا کی مشقتیں اٹھا کر میرے گھر اور کرم میں راحت پائیں گے۔

5۔ پانچواں یہ کہ جب ماہ رمضان کی آخری رات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرما دیتا ہے۔

ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ! کیا یہ لیلۃ القدر ہے۔ ارشاد فرمایا: نہیں! کیا تم نہیں دیکھتے کہ مزدور جب اپنے کاموں سے فارغ ہوجاتے ہیں تو انہیں اجرت (مزدوری) دی جاتی ہے (یعنی مغفرت پورے ماہ کی عبادت کے بدلہ دی جاتی ہے جبکہ شب قدر کی برکتیں اس کے علاوہ ہیں)

☆ ماہ رمضان میں اجر بڑھا دیا جاتا ہے:

شعب الایمان تیسری جلد صفحہ نمبر 314 پر حدیث پاک نقل ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جب ماہ رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور آخر رات تک بند نہیں ہوتے جو کوئی بندہ اس ماہ مبارک کی کسی بھی رات نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر سجدے کے عوض (یعنی بدلہ میں) اس کے لئے پندرہ سو نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے لئے جنت میں سرخ یاقوت کا گھر بناتا ہے،

جس میں ساٹھ ہزار دروازے ہوں گے اور ہر دروازے کے پٹ سونے کے بنے ہوں گے جن میں یاقوت سرخ جڑے ہوں گے۔ پس جو کوئی ماہ رمضان کا پہلا روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ مہینے کے آخر دن تک اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے اور اس کے لئے صبح سے شام تک ستر ہزار فرشتے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔ دن اور رات میں جب بھی دو سجدے کرتا ہے۔ اس پر سجدہ کے عوض (بدلے) اسے (جنت میں) ایسا درخت عطا کیا جائے گا کہ اس کے سائے میں گھوڑے سوار پانچ سو برس چلتا رہے۔

☆ افطار کے وقت اور جمعہ کی ہر ہر گھڑی میں مغفرت:

کنز العمال شریف آٹھویں جلد صفحہ نمبر 223 پر حدیث پاک نقل ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ماہ رمضان میں روزانہ افطار کے وقت دس لاکھ ایسے گناہ گاروں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے، جن پر گناہوں کے سبب جہنم واجب ہو چکا تھا نیز شب جمعہ اور روز جمعہ کی ہر ہر گھڑی میں ایسے دس دس لاکھ گناہ گاروں کو جہنم سے آزاد کیا جاتا ہے جو عذاب کے حقدار قرار دیئے جا چکے ہوتے ہیں۔

☆ بھلائی ہی بھلائی:

تنبیہ الغافلین صفحہ نمبر 321 پر نقل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے۔اس مہینہ کو خوش آمدید ہے جو ہمیں پاک کرنے والا ہے۔پورا رمضان خیر ہی خیر ہے۔دن کا روزہ ہو یا رات کا قیام، اس مہینہ میں خرچ کرنا جہاد میں خرچ کرنے کا درجہ رکھتا ہے۔

اسی تنبیہ الغافلین میں مولا علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل ہے۔آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔اگر اللہ تعالیٰ کو اُمّت محمدی پر عذاب کرنا مقصود ہوتا تو ان کو ماہ رمضان اور سورۂ اخلاص عطا نہ فرماتا۔

☆اجروثواب بڑھادیا جاتا ہے:

تفسیر دُرِّ منثور پہلی جلد صفحہ نمبر 454 پر نقل ہے کہ حضرت امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ماہ رمضان میں ایک دن کا روزہ رکھنا ایک ہزار دن کے روزوں سے افضل ہے اور ماہ رمضان میں ایک مرتبہ تسبیح کرنا (سبحان اللہ) کہنا اس ماہ کے علاوہ ایک ہزار سبحان اللہ کہنے سے افضل ہے اور ماہ رمضان میں ایک رکعت پڑھنا غیر رمضان کی ایک ہزار رکعتوں سے افضل ہے۔

خوش قسمت ہیں وہ لوگ! جنہیں رمضان شریف کی برکتوں سے مستفید ہونے کا شرف ملتا ہے۔وہ جسم جہنم کی آگ سے آزاد ہیں جو اپنے رب کی رضا

کے لئے بھوک و پیاس برداشت کرتے ہیں۔قابل رشک ہیں وہ آنکھیں جو یاد الٰہی میں آنسو بہاتی ہیں،قابل تحسین ہیں وہ پیشانیاں جو مالک کے حضور سجدہ ریز رہتی ہیں۔قابل محبت ہیں وہ دل جو فراق محبوب میں تڑپتے ہیں اور وصال یار کے مزے لیتے ہیں۔

لفظ رمضان پانچ حروف سے بنا ہے۔اس کی ''ر'' ریاضت ''م'' سے محبت ''ض'' ضمانت ''الف'' اطاعت و استقامت اور ''ن'' نجات کی علامت ہے۔

''ر'' سے مراد وہ ریاضت اور مشقت ہے جو روزہ دار صبح سے شام تک بھوک اور پیاس کی صورت میں برداشت کرتا ہے۔''م'' سے مراد محبت خدا و مصطفی ﷺ ہے۔''ض'' ضمانت،''الف'' اطاعت و استقامت اور ''ن'' نجات کی علامت ہے۔

جو لوگ اس ماہ مبارک میں اپنے رب کو راضی کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں،حقیقت میں انہوں نے ماہ رمضان کی حقیقی برکتوں کو پالیا۔

مگر بدنصیب لوگ اس ماہ مبارک کو بھی فضولیات اور غفلت میں گزار دیتے ہیں۔وہ ماہ رمضان اور عام مہینوں میں کوئی تمیز نہیں کرتے۔وہ لوگ اس مقدس مہینوں کو بھی ساری رات خوش گپیوں،کرکٹ اور دیگر کھیلوں میں گزار دیتے ہیں۔ وہ ماہ رمضان کو بھی ٹیلی وژن پر بے ہودہ پروگراموں کو دیکھنے میں گزا دیتے ہیں۔

انہیں ماہ رمضان میں فرائض، واجبات اور سنت موکدہ کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ ایسے لوگ اپنا بہت بڑا نقصان کررہے ہیں۔ جب ان کی سانس بند ہوگی، اس وقت انہیں افسوس ہوگا کہ ہائے! ہم غافل رہے۔اس سے قبل کہ موت کا فرشتہ آئے، خدارا! جاگ جاؤ اور ماہ رمضان کو راضی کرکے جنت کو اپنا ٹھکانہ بنالو۔ اب بھی وقت ہے۔ کچھ سنبھل جاؤ، ہوسکتا ہے یہ ہماری زندگی کا آخری رمضان ہو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ماہ رمضان کی قدرومنزلت سمجھنے اور اس ماہ کو خوب عبادت میں گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

روزے کی
فضیلت و اہمیت

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یَا اَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۃ بقرہ سے آیت نمبر 183 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

روزہ دس شعبان 2ھ میں فرض ہوا۔ روزہ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے جو کہ ہر عاقل، بالغ مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے جو اس فرض کا انکار کرے یا اس کا مذاق اڑائے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

روزہ کے معنی رکنا ہے یعنی صبح صادق سے غروب آفتاب تک جان بوجھ کر کھانے پینے اور جماع سے رکنے کا نام روزہ ہے۔ روزہ تقویٰ اور پرہیز گاری عطا کرتا ہے جیسا کہ خطبہ میں پڑھی گئی آیت سے واضح ہو رہا ہے ''**لعلکم تتقون**'' تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔ مطلب یہ کہ روزہ دار اپنے گھر میں چھپ کر یا کہیں اور چھپ کر کھا پی سکتا ہے مگر نہیں کھاتا نہ پیتا ہے۔ اس لئے کہ وہ کہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔ یہی احساس روزہ ہر معاملے میں پیدا کروانا چاہتا ہے کہ اے بندے! تو جب روزے کی حالت میں حلال طیب چیزیں اپنے رب کی محبت میں کھانا ترک کر دیتا ہے تو پھر زندگی کے ہر موڑ پر ناجائز اور حرام کام کیوں کرتا ہے؟ جب بھی تو ناجائز اور حرام کام کی طرف بڑھے تو یہ تصور قائم کر لے کہ میرا رب مجھے دیکھ رہا ہے۔ پھر دیکھنا جب تیرے ذہن میں یہ تصور قائم ہو جائے گا تو، تو کبھی بھی نافرمانی والے کاموں کی طرف نہیں بڑھے گا۔

☆ روزہ فرض ہونا یادِ مصطفی ﷺ ہے:

اسلام میں اکثر اعمال کسی نہ کسی روح پرور واقعہ کی یاد تازہ کرنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ پنج گانہ نماز بھی انبیاء کرام علیہم السلام کی یاد ہے۔ چنانچہ طحاوی شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔

طحاوی شریف میں حدیث نمبر 966 ہے۔حضرت ابوعبدالرحمن، عبیداللہ بن محمد بن عائشہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ جب صبح کے وقت حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تو آپ علیہ السلام نے دو رکعتیں پڑھیں۔ یہ (اُمّت محمدی کے لئے) فجر کی نماز ہوگئی۔حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ظہر کے وقت پیش کی (قربانی مقبول ہوئی تو) آپ نے چار رکعتیں پڑھیں۔ یہ (اُمّت محمدی کے لئے) ظہر کی نماز ہوگئی۔حضرت عزیر علیہ السلام (پر نیند طاری فرمائی گئی) بیدار کر کے پوچھا۔آپ کتنا عرصہ سوئے۔ انہوں نے عرض کی۔ ایک دن یا دن کا کچھ حصہ، اس کے بعد آپ نے اور چار رکعتیں پڑھی۔ یہ (اُمّت محمدی کے لئے) عصر کی نماز ہوگئی۔حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تو آپ چار رکعتیں پڑھنے کھڑے ہوئے، جب تھک گئے تو تیسری رکعت پر بیٹھ گئے یہ (اُمّت محمدی) کے لئے مغرب کی نماز ہوگئی اور عشاء کی نماز سب سے پہلے ہمارے آقا ومولا ﷺ نے ادا فرمائی (یعنی نماز عشاء حضور ﷺ کی یاد ہے)

محترم حضرات! اس کے علاوہ صفا اور مروہ کی سعی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی یادگار ہے۔ آپ اپنے لختِ جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے پانی کی تلاش میں صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا دوڑیں۔ اللہ تعالیٰ کو آپ کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس یاد کو باقی رکھنے کے لئے اُمّت محمدی کے ہر عمرہ کرنے والے پر صفا و مروہ کی سعی کو واجب قرار دے دیا۔

ایسی کئی مثالیں ہیں۔ الغرض کہ ایام رمضان میں سے کچھ دن ہمارے آقا و مولا ﷺ نے غارِ حرا میں گزارے تھے۔ اس دوران آپ دن کو کھانے سے پرہیز کرتے اور رات کو ذکر اللہ میں مشغول رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دنوں کی یاد تازہ رکھنے کے لئے ماہ رمضان کے روزے فرض کئے تا کہ اس کے محبوب ﷺ کی ادا ہمیشہ زندہ رہے۔

☆ انبیاء کرام علیہم السلام کے روزے:

کنز العمال آٹھویں جلد صفحہ نمبر 258 پر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ہر ماہ کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو روزے رکھتے تھے۔

آج بھی صوفیاء کا معمول ہے کہ وہ ایام بیض یعنی ہر اسلامی مہینے کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو روزہ رکھتے ہیں۔

ابن ماجہ میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام (عیدین) کے علاوہ ہمیشہ روزہ دار رہتے تھے۔

مسلم شریف میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن چھوڑ کر ایک دن روزہ رکھتے تھے۔ اسے صوم داؤدی کہا جاتا ہے۔

کنزالعمال آٹھویں جلد صفحہ نمبر 304 پر ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تین دن مہینے کے شروع میں، تین دن درمیان میں اور تین دن آخر میں (یعنی پورے مہینے میں نو دن) روزے رکھا کرتے تھے۔

اب آپ کی خدمت میں روزہ رکھنے کے فضائل احادیث کی روشنی میں بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا تاکہ فضائل و برکات سن کر آپ کا حوصلہ بلند ہو اور روزے رکھنے کا خوب ذوق و شوق پیدا ہو۔

☆ حدیث شریف = مسلم شریف میں حدیث پاک ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: آدمی کے ہر نیک کام کا بدلہ دس سے سات سو گنا تک دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سوائے روزہ کے کہ روزہ میرے لئے ہے اور اس کی جزا میں خود دوں گا۔ بندہ اپنی خواہش اور کھانے کو صرف میری وجہ سے ترک کرتا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک افطار کے وقت اور ایک اپنے رب سے ملنے کے وقت،

روزہ دار کے منہ کی بوحق تعالیٰ کے نزدیک مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

☆ حدیث شریف = صحیح بخاری کی حدیث نمبر 3257 ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں ایک دروازہ کا نام رَیَّان ہے۔ اس دروازہ سے وہی جائیں گے جو روزے رکھتے ہیں۔

☆ حدیث شریف = صحیح بخاری میں حدیث نمبر 2009 ہے۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب کے لئے رمضان کا روزہ رکھے گا۔ اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

☆ حدیث شریف = مسند امام احمد بن حنبل میں حدیث نمبر 6637 ہے کہ رسول محتشم ﷺ فرماتے ہیں۔ روزہ اور قرآن بندہ کے لئے شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا، اے رب! میں نے کھانے اور خواہشوں سے دن میں اسے روک دیا۔ میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما۔ قرآن کہے گا: اے رب! میں نے اسے رات میں سونے سے باز رکھا۔ میری شفاعت اس کے حق میں قبول کر، دونوں کی شفاعتیں قبول ہوں گی۔

☆ حدیث شریف = مسند ابی یعلی میں حدیث نمبر 6104 ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اگر کسی نے ایک دن نفلی روزہ رکھا اور زمین بھر اسے سونا دیا جائے، جب بھی اس کا ثواب پورا نہ ہوگا، اس کا ثواب تو قیامت ہی کے دن ملے

گا۔

جب نفل روزہ رکھنے کی اتنی فضیلت ہے تو فرض روزے کا اجر کتنا ہو گا۔

☆ حدیث شریف = ابن ماجہ میں حدیث نمبر 1745 ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: ہر شے کے لئے زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے اور روزہ آدھا صبر ہے۔

☆ حدیث شریف = سنن نسائی کتاب الصوم میں حدیث نمبر 21 ہے کہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت، عرض کی یارسول اللہ ﷺ! مجھے کسی عمل کا حکم فرمایئے! فرمایا روزہ کو لازم کرلو کہ اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔ میں نے عرض کی۔ مجھے کسی عمل کا حکم فرمایئے؟ ارشاد فرمایا: روزہ کو لازم کرلو کہ اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔انہوں نے پھر وہی عرض کی، وہی جواب ارشاد ہوا۔

☆ حدیث شریف = صحیح مسلم کتاب الصوم حدیث نمبر 1153 ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جو بندہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے منہ کو دوزخ سے ستر برس کی راہ دور فرمادے گا۔

☆ روزے سے صحت ملتی ہے:

شعب الایمان تیسری جلد صفحہ نمبر 412 پر حدیث پاک ہے کہ مولا علی رضی

اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک نبی کی طرف وحی فرمائی کہ آپ اپنی قوم کو خبر دیجئے کہ جو بھی بندہ میری رضا کے لئے ایک روزہ رکھتا ہے تو میں اس کے جسم کو صحت بھی عطا فرماتا ہوں اور اس کو عظیم اجر دوں گا۔

☆ حالت روزہ میں انتقال ہونے پر ثواب:

کنزالعمال شریف آٹھویں جلد صفحہ نمبر 213 پر نقل ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: جس کا روزہ کی حالت میں انتقال ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت تک کے روزوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

☆ وقت افطار دعا قبول ہوتی ہے:

الترغیب والترہیب میں حدیث پاک ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک روزہ دار کے لئے افطار کے وقت ایک ایسی دعا ہوتی ہے جو رد نہیں کی جاتی۔

محترم حضرات! کتنا بابرکت موقع ہوتا ہے افطار کے وقت کہ بندہ اپنے رب سے جو بھی مانگے، اسے دیا جاتا ہے، خالی نہیں لوٹایا جاتا مگر افسوس کہ ہم

افطار کے وقت فروٹ اور شربت کے چکر میں ایسے گم ہوتے ہیں کہ ہمیں اپنے رب سے مانگنا بھی یاد نہیں رہتا۔ ایسا قبولیت کا سنہری موقع ہم چھوڑ دیتے ہیں، غفلت میں گزار دیتے ہیں حالانکہ ہمیں تو چاہیے کہ ہم افطار سے دس منٹ قبل وضو کر کے دستر خوان پر بیٹھ جائیں اور رو رو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعائیں مانگیں تا کہ ہماری جھولی بھی گوہر مراد سے بھر جائے۔

محترم حضرات! آپ نے روزہ رکھنے کی فضیلت سماعت فرمائی۔ کس قدر برکتیں ہیں روزہ رکھنے کی، روزہ بندے کو اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کرتا ہے۔ یاد رہے روزہ صرف بھوکا، پیاسا رہنے کا نام نہیں بلکہ روزہ ہر گناہ سے بچنے کا نام ہے۔

☆بعض روزہ دار صرف بھوک کے سوا کچھ حاصل نہیں کر سکتے:

مستدرک کتاب الصوم میں حدیث نمبر 1571 نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ بہت سارے روزہ دار ایسے ہوتے ہیں، ان کو روزے سے بھوک کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا اور بہت سارے رات کا قیام کرنے والے ایسے ہوتے ہیں، ان کو تھکاوٹ کے

سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

☆روزہ صرف بھوکا رہنے کا نام نہیں:

مستدرک کتاب الصوم میں حدیث نمبر 1570 نقل ہے۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روزہ صرف کھانے پینے سے رکنے کا نام نہیں ہے بلکہ لغو اور بے ہودہ باتوں سے بچنا اصل روزہ ہے۔اگر کوئی تمہیں گالی دے اور برا بھلا کہے،تو تم آگے سے صرف اتنا کہہ دو میں روزے سے ہوں۔

یاد رہے! روزہ صرف کھانے، پینے اور جماع سے رکنے کا نام نہیں بلکہ آنکھوں کا روزہ ہے، کانوں کا بھی روزہ ہے، زبان کا بھی روزہ ہے، ہاتھوں کا بھی روزہ ہے اور پاؤں کا بھی روزہ ہے۔آپ کہیں گے کہ یہ کیسے؟

بدنگاہی اور حرام چیز دیکھنے سے بچنا آنکھوں کا روزہ ہے۔موسیقی اور بری باتیں سننے سے بچنا کانوں کا روزہ ہے، گالی، جھوٹ اور غیبت سے بچنا زبان کا روزہ ہے۔کسی مسلمان کو اپنے ہاتھوں سے تکلیف نہ پہنچانا، گناہ نہ کرنا ہاتھوں کا روزہ ہے۔اپنے پاؤں کو گناہوں کی طرف نہ لے جانا پاؤں کا روزہ ہے۔الغرض کہ جسم کے ہر ہر عضو کا روزہ ہوتا ہے۔جو اس قسم کے روزے رکھنے میں کامیاب

ہو گئے، وہ روزے کی اصل روحانیت کو پا لیتے ہیں اور جو فقط کھانے پینے اور جماع سے رکے رہتے ہیں، باقی تمام گناہوں میں مصروف رہتے ہیں، ان کو سوائے بھوک کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور جو بدنصیب روزہ ہی نہیں رکھتے، وہ کتنے محروم ہیں۔ ماہ رمضان کا ایک ایک روزہ اتنا قیمتی اور انمول ہے کہ اس کا بدل کوئی چیز نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

بخاری شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے رمضان کا ایک روزہ بھی بغیر عذر (بلاوجہ) یا بغیر بیماری کے چھوڑا تو اگر وہ زمانے کے روزے رکھے تو بھی اس کا بدل نہیں ہوسکتا۔

☆ روزہ کے اسرار و رموز:

1۔ روزہ رکھنے سے کھانے پینے اور شہوانی لذت میں کمی ہوتی ہے۔ اس سے حیوانی قوت کم ہوتی ہے اور روحانی قوت زیادہ ہوتی ہے۔

2۔ بھوک اور پیاس پر صبر کرنے سے انسان کو مشکلات اور مصائب پر صبر کرنے کی عادت پڑتی ہے اور مشقت برداشت کرنے میں مشق ہوتی ہے۔

3۔ خود بھوکا اور پیاسا رہنے سے انسان کو دوسروں کی بھوک اور پیاس کا

احساس ہوتا ہے پھر اس کا دل غرباء کی مدد کی طرف مائل ہوتا ہے۔

4۔ بھوک اور پیاس کی وجہ سے انسان گناہوں کے ارتکاب سے محفوظ رہتا ہے۔

5۔ شیطان انسان کی رگوں میں دوڑتا ہے اور بھوک، پیاس سے شیطان کے راستے تنگ ہو جاتے ہیں اسی طرح روزہ سے شیطان پر ضرب پڑتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو روزے کی اصل روحانیت نصیب فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

جشن نزولِ قرآن اور تلاوت کی فضیلت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شَہْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ بقرہ سے آیت نمبر 185 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ماہ رمضان کی بابرکت اور پرکیف گھڑیاں جاری وساری ہیں۔ یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس میں قرآن مجید کا نزول ہوا۔ جب کلام الٰہی سب کلاموں کا سردار ہے تو جس ماہ مقدس میں اس کا نزول ہوا، وہ مہینہ دیگر مہینوں کا سردار کیوں کر نہ ہو؟

قرآن مجید کے علاوہ کتب سماوی اور صحائف بھی اسی ماہ رمضان میں نازل ہوئے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفہ یکم یا تین رمضان کو نازل ہوئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت چھ رمضان کو نازل ہوئی۔ حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور بارہ یا اٹھارہ رمضان کو نازل ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل بارہ یا چودہ رمضان کو نازل ہوئی اور قرآن مجید لیلۃ القدر میں نازل ہوا۔

☆نزول قرآن کا وقت:

بخاری شریف کتاب الوحی حدیث نمبر 3 میں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر سب سے پہلے وحی کی جو ابتداء کی گئی، وہ نیند میں (دکھائے ہوئے) سچے خواب تھے۔ آپ ﷺ جو بھی خواب دیکھتے تھے، روشن صبح کی مثل اس کی تعبیر آجاتی تھی۔ پھر آپ کی طرف تنہائی کی محبت

ڈالی گئی۔آپ غارحرا تنہائی میں جاتے اور گھر لوٹنے سے پہلے وہاں کئی کئی راتیں عبادت کرتے، آپ وہاں قیام کے لئے کھانے کی چیزیں لے جاتے تھے۔پھر آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس آتے تو پھر آپ اسی طرح کھانے کی چیزیں لے لیتے۔حتیٰ کہ آپ کے پاس فرشتہ آیا۔اس نے کہا ''پڑھیئے'' آپ ﷺ نے فرمایا ''میں پڑھنے والا نہیں ہوں'' آپ ﷺ فرماتے ہیں۔پس اس نے مجھے پکڑا اور اتنے زور سے بھینچا کہ مجھے انتہائی مشقت ہوئی پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا ''پڑھیئے'' میں نے کہا۔میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔اس نے پھر دوسری مرتبہ مجھے پکڑا اور اتنے زور سے بھینچا کہ مجھے انتہائی مشقت ہوئی پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا ''پڑھیئے'' میں نے کہا ''میں پڑھنے والا نہیں ہوں'' (زبان حال یہ کہہ رہی تھی اے جبرئیل تو مجھے کیا پڑھائے گا، میں تو ساری کائنات کو پڑھانے کے لئے آیا ہوں) پس اس نے مجھے پکڑا اور تیسری مرتبہ اتنے زور سے مجھے بھینچا کہ مجھے انتہائی مشقت ہوئی، پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور پھر کہا (اے رسول مکرم) اپنے رب کے نام سے پڑھیئے جس نے (آپ کو) پیدا کیا۔

رسول پاک ﷺ نے ان آیات کو پڑھا پھر اس حال میں گھر لوٹے کہ آپ ﷺ کا دل کپکپا رہا تھا۔آپ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے پاس

آئے اور فرمایا۔ مجھے چادر اوڑھاؤ، مجھے چادر اوڑھاؤ، گھر والوں نے آپ کو چادر اوڑھائی، حتیٰ کہ جب آپ کا خوف دور ہو گیا تو آپ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو اس واقعہ کی خبر دی اور فرمایا: مجھے اپنے نفس پر خطرہ ہے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے کہا۔ ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی شرمندہ نہیں کرے گا۔

آپ ﷺ رشتہ داروں سے میل جول رکھتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں اور راہ حق میں پیش آنے والی مشکلات میں مدد کرتے ہیں۔ کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، ناداروں کے لئے کماتے ہیں پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو لے گئیں، حتیٰ کہ ورقہ بن نوفل کے پاس پہنچیں جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عم زاد (چچا کے بیٹے) تھے۔ وہ زمانۂ جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے۔ وہ بہت بوڑھے تھے اور نابینا ہو گئے تھے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا۔ اے میرے عم زاد! اپنے بھتیجی کی بات سنئے۔ پس آپ ﷺ سے ورقہ نے کہا! اے بھتیجے! آپ کیا دیکھتے ہیں؟ تب رسول اللہ ﷺ نے ان کو بتایا جو کچھ آپ نے دیکھا تھا پھر آپ ﷺ سے ورقہ نے کہا۔ یہ وہی ناموس (پیغام رساں فرشتہ) ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا۔ کاش میں اس وقت جوان ہوتا! کاش میں اس وقت

زندہ ہوتا! جب آپ کی قوم آپ کو نکال دے گی۔ تب رسول پاک ﷺ نے فرمایا: کیا وہ مجھ کو نکالنے والے ہیں؟ ورقہ نے کہا ہاں! جو شخص بھی آپ جیسا پیغام لے کر آیا۔ اس سے عداوت رکھی گئی، اگر مجھ کو اس زمانہ نے پایا تو میں آپ کی بہت قوی مدد کروں گا۔ اس کے بعد ورقہ بن نوفل زیادہ دن زندہ نہ رہے اور ان کی وفات ہوگئی اور وحی کا نازل ہونا رک گیا۔

محترم حضرات! آپ نے حدیث پاک سنی نزول قرآن کی ابتداء تھی۔ پہلی مرتبہ اس طرح حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے۔ یہ وہی جبرئیل علیہ السلام ہیں جو آپ ﷺ سے قبل بھی انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس حاضر ہوئے۔ ابن العادل نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے اور امام احمد قسطلانی علیہ الرحمہ نے مواہب الدنیہ میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حضرت جبرئیل کل عمر میں بارہ مرتبہ حاضر ہوئے۔ حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام چار مرتبہ حاضر ہوئے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام پچاس مرتبہ حاضر ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بیالیس مرتبہ حاضر ہوئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس چار سو مرتبہ حاضر ہوئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس دس مرتبہ حاضر ہوئے اور سرورِ کونین ﷺ کے پاس چوبیس ہزار مرتبہ حاضر ہوئے۔ ایسا لگتا تھا کہ حضرت

جبرئیل علیہ السلام کو آپ ﷺ کے دیدار کے بغیر چین ہی نہ آتا تھا۔

اس مضمون کو حضرت مولانا حسن رضا خان علیہ الرحمہ اپنے نعتیہ کلام میں یوں بیان فرماتے ہیں۔

سیر گلشن کون دیکھے دشت طیبہ چھوڑ کر
سوئے جنت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر
بے لقائے یار ان کو چین آ جاتا اگر
بار بار آتے نہ یوں جبرئیل سدرہ چھوڑ کر

اے حضرت جبرئیل علیہ السلام! ایسا کون سا جلوہ تھا کہ بار بار سدرۃ المنتہٰی چھوڑ کر آتے تھے۔

ایسے جلوے پر کروں میں لاکھ حوروں کو نثار
کیا غرض کیوں جاؤں جنت کو مدینہ چھوڑ کر

محترم حضرات! حضرت جبرئیل علیہ السلام کا اصل نام اور کنیت بھی سنئے بلکہ چاروں مقرب فرشتوں کی کنیت اور ان کا اصل نام سنئے تاکہ علم میں اضافہ ہو۔

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا اصل نام عبدالجلیل ہے اور آپ کی کنیت ابوالفتح ہے۔حضرت میکائیل علیہ السلام کا اصل نام عبدالرزاق اور کنیت ابوالغنائم ہے۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام کا اصل نام عبد الجبار اور کنیت ابو یحییٰ ہے اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کا اصل نام عبد الخالق اور کنیت ابو المنافخ ہے۔

☆ وحی کے آٹھ مراتب ہیں:

مواہب الدنیہ جلد اول صفحہ نمبر 144 پر امام احمد قسطلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ وحی کے آٹھ مراتب ہیں۔

1۔ پہلا مرتبہ: آپ ﷺ سچے خواب دیکھتے تھے۔

2۔ دوسرا مرتبہ: حضور ﷺ کے نفس مبارک اور قلب اطہر میں فرشتہ القا (دل میں بات) ڈالا کرتا تھا اور آپ ﷺ اس کو نہیں دیکھتے تھے۔

3۔ تیسرا مرتبہ: فرشتہ مرد کی صورت میں حاضر ہوتا اور آپ ﷺ سے خطاب کرتا، یہاں تک کہ وہ فرشتہ جو کچھ آپ سے کہتا، آپ اسے سن کر یاد رکھتے تھے، فرشتہ حضرت دحیہ کلبی کی صورت میں آتا۔

4۔ چوتھا مرتبہ: سرور کونین ﷺ کے پاس اس گھنٹی کی مانند آواز آتی تھی جسے جانوروں کے گلے میں اور ان کے سروں پر باندھتے ہیں۔ ایسی صورت میں سخت سردی میں بھی پسینہ آجاتا۔

5۔ پانچواں مرتبہ: سرور کونین ﷺ فرشتہ کو اس کی صورت میں دیکھتے تھے

جس صورت پر وہ پیدا کیا گیا تھا، اس کے چھ بازو تھے، وہ وحی لاتا تھا۔

6۔ چھٹا مرتبہ: یہ وحی آپ ﷺ پر رب تعالیٰ نے آسمانوں پر کی، یعنی شب معراج۔

7۔ ساتواں مرتبہ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کی طرف رب تعالیٰ کا کلام فرشتے کے واسطہ کے بغیر جیسا کہ رب تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تھا۔

8۔ آٹھواں مرتبہ: رب تعالیٰ نے لامکاں میں بلا حجاب آپ ﷺ سے روبرو کلام کیا۔

یہ وحی کے آٹھ مراتب تھے جو میں نے آپ کے سامنے بیان کئے۔ اب ہم نبی کریم ﷺ پر نازل ہونے والے کلام مقدس یعنی قرآن مجید کی تلاوت کی فضیلت سنتے ہیں۔

☆ لوگوں میں اللہ والے کون؟

نسائی شریف میں حدیث پاک ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں کچھ اللہ والے ہوتے ہیں۔ عرض کی۔ اے اللہ کے رسول! وہ کون ہیں؟ فرمایا وہ قرآن پڑھنے والے ہیں اور اس کے خاص بندوں میں سے ہیں۔

☆قرآن ایسی دولت ہے جس کے بعد فقر نہیں:

مسند ابی یعلیٰ میں حدیث نمبر 2774 نقل ہے۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: قرآن مجید (غیر کی محتاجی سے) ایسا بے پرواہ کرنے والا ہے کہ اس کے بعد کوئی فقر نہیں اور ایسا دولت مند کرنے والا ہے جس کے سوا کوئی دولت مندی نہیں۔

☆دیکھ کر پڑھنا دگنی عبادت:

امام طبرانی معجم الکبیر میں حدیث نمبر 601 نقل ہے۔ حضرت اوس بن اوس الثقفی سے مرفوعاً روایت ہے۔ ایک آدمی کا بغیر قرآن مجید دیکھے پڑھنا ہزار درجہ اجر کا باعث ہے اور جبکہ قرآن مجید کو دیکھ کر پڑھنا اس کے اجر کو دگنا کرتا ہے۔ یہاں تک کہ دو ہزار درجات تک پہنچ جاتا ہے (نظر کرنے کا ثواب، قرآن اٹھانے، چھونے اور اس میں تفکر کر کے معانی نکالنے کا ثواب جمع ہو جاتا ہے یا یہ کہ قرآن مجید کو دیکھنا ایک عبادت ہے اور پڑھنا دوسری عبادت ہے)

☆اکتاہٹ پیدا ہو تو تلاوت چھوڑ دو:

نسائی شریف میں حدیث نمبر 8097 ہے۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: قرآن پڑھو جب تک تمہاری دلجمعی باقی رہے، پس جب تمہارے دل مختلف فیہ

ہوجائیں (حالانکہ زبان پڑھتی ہو) تو کھڑے ہوجاؤ (یعنی پڑھنا ترک کردو، جب تک دوبارہ دلجمعی قائم نہ ہوجائے)

☆ قیامت کے دن قرآن کی فریاد:

ترمذی شریف میں حدیث نمبر 2915 نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن قرآن مجید (پڑھنے اور عمل کرنے) والے آئیں گے تو قرآن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرے گا۔ اے رب! اس کو حلہ (جوڑے) سے مزین فرما۔ پس تاج کرامت پہنایا جائے گا اور کہے گا۔ اے رب! اس پر مزید عنایتیں فرما، تو کرامت والا لباس پہنایا جائے گا اور کہے گا، اے رب! اس سے راضی ہوجا، پس اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوگا۔ اس سے کہا جائے گا تو (قرآن) پڑھ اور بلند ہوتا جا اور ہر آیت پر نیکیاں بڑھائی جائیں گی۔

☆ دو اشخاص پر رشک کرو:

مسلم شریف میں حدیث نمبر 1893 ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: دو ہی شخصوں پر رشک کرنا چاہیئے۔ ایک وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن عطا کیا ہو اور دن رات اس کی تلاوت میں مشغول رہتا ہے۔ دوسرا وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال

دیا ہوا اور دن رات (اللہ کی راہ میں) اس کو خرچ کرتا ہو۔

☆آسمانوں میں ذکر:

شعب الایمان میں حدیث پاک نقل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: قرآن کی تلاوت اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کا اہتمام کیا کرو۔ اس عمل سے آسمانوں میں تمہارا ذکر ہوگا اور یہ عمل زمین میں تمہارے لئے ہدایت کا نور ہوگا۔

☆رات بھر عبادت گزاروں میں شمار:

امام حاکم علیہ الرحمہ اپنی حدیث کی کتاب مستدرک میں نقل فرماتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جو شخص رات میں سو آیات کی تلاوت کرے، وہ اس رات عبادت گزاروں میں شمار کیا جائے گا۔

☆تلاوت سے گھر میں خیر و برکت:

مسند بزار میں حدیث پاک نقل ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس گھر میں قرآن پڑھا جاتا ہے، اس گھر میں خیر و برکت کی کثرت ہوتی ہے اور جس گھر میں قرآن مجید نہیں پڑھا جاتا، اس گھر کی خیر و

برکت گھٹ جاتی ہے۔

☆فرشتہ حفاظت کرتا ہے:

دارمی شریف میں حدیث پاک ہے۔حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو مسلمان لیٹتے ہوئے کتاب اللہ کی کوئی سورت پڑھ لیتا ہے۔اللہ تعالیٰ اس پر فرشتہ محافظ مقرر کر دیتا ہے۔وہ فرشتہ کسی اذیت دینے والی چیز کو اس کے پاس نہیں آنے دے گا، یہاں تک کہ جب تک وہ مسلمان بیدار ہوتا ہے،اس وقت وہ فرشتہ چلا جاتا ہے۔

☆تلاوت کرنے والے کو دگنا اجر:

ترمذی شریف باب فضائل القرآن میں حدیث نمبر 2926 نقل ہے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور کونین ﷺ نے حدیث قدسی بیان فرمائی۔اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے جس شخص کو قرآن شریف کی مشغولی کی وجہ سے دعا بھی مانگنے کی فرصت نہیں ملتی، میں اس کو دعائیں مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو سارے کلاموں پر ایسی ہی فضیلت ہے جیسے خود اللہ تعالیٰ کو تمام مخلوق پر فضیلت ہے۔

☆قوموں کی بلندی اور پستی کی وجہ:

مسلم شریف میں حدیث نمبر 1839 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:
بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب (پر ایمان و عمل) رکھنے کی وجہ سے قوموں کو بلندیاں عطا فرماتا ہے اور (ایمان و عمل نہ کرنے کی وجہ سے) کئی قوموں کو پستیوں میں ڈال دیتا ہے۔

درس قرآن اگر ہم نے نہ بھلایا ہوتا
یہ زمانہ زمانے نے نہ دکھایا ہوتا

یقیناً آج ہم جو بلندی کے بجائے پستی کی طرف جا رہے ہیں، یہ سب قرآن مجید سے دوری کا نتیجہ ہے۔ قرآنی تعلیمات سے دوری کا نتیجہ ہے۔ وہ مسلمان جنہوں نے قرآن مجید کو سینے سے لگا کر رکھا، اس کی پابندی کے ساتھ تلاوت کرتے رہے اور عمل بھی کرتے رہے، وہ روز بروز بلندی کی جانب جا رہے تھے مگر ہم نے تلاوت چھوڑی اور قرآن مجید پر عمل کرنا چھوڑا، ہم نے تلاوت چھوڑی اور قرآن مجید پر عمل کرنا چھوڑا، ہم ہر قدم پر ناکام ہوتے نظر آ رہے ہیں۔ وہ صبح اٹھ کر تلاوت قرآن مجید کرتے تھے اور ہم بقول اکبر الہ آبادی:

وہ مسلمان تھے صبح اٹھ کر قرآن پڑھتے تھے
یہ مسلمان ہیں جو صبح اٹھ کر ڈان پڑھتے ہیں

ہمارے اسلاف صبح اٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے اور ہم صبح اٹھ کر

اخبار پڑھتے ہیں۔ ہماری ٹیبل پر صبح اخبار اور چائے کا کپ ہونا لازم ہے۔

اے کاش کہ ہم بھی جہاں اتنا وقت کاروبار، ماں باپ، بیوی بچوں اور دوستوں کو دیتے ہیں، وہیں کچھ وقت ہم قرآن مجید پڑھنے اور اس کا ترجمہ اور تفسیر پڑھنے کے لئے نکالیں تاکہ نورِ قرآن سے ہمارا سینہ روشن ہو جائے۔

امام غزالی علیہ الرحمہ کیمیائے سعادت کے صفحہ نمبر 183 پر فرماتے ہیں۔ توریت میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تیرے بھائی کا خط تجھے پہنچے، تو اگر راہ میں ہوتا ہے تو ٹھہر جاتا ہے، راستہ سے الگ ہو جاتا ہے اور اس کا ایک ایک حرف پڑھتا ہے اور اس میں غور و تامل کرتا ہے اور یہ کتاب میرا خط ہے۔ میرے بندے تجھے شرم نہیں آتی کہ تو اس میں غور و تامل کرے اور اس پر کاربند رہے اور تو اس سے انکار کرتا ہے، اس پر عمل نہیں کرتا اور جو تو پڑھتا بھی ہے تو غور و تامل نہیں کرتا۔

معلوم ہوا کہ تلاوت کے ساتھ ساتھ ترجمہ اور تفسیر کے ذریعہ قرآن مجید کو سمجھنا بھی چاہیئے تاکہ اس کے اندر جو علوم کے خزانے پوشیدہ ہیں، وہ ہمارے سینے میں اتر آئیں۔

اب مختصر کچھ حافظِ قرآن کے متعلق عرض کروں گا تاکہ معلوم ہو جائے کہ جس کے سینے میں اللہ تعالیٰ کا کلام محفوظ ہے، اس کی کتنی فضیلت ہے۔

☆ حافظ قرآن کا محشر میں مقام:

امام ابو داؤد، احمد اور حاکم نے حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس شخص نے قرآن کو پڑھا اور اس کو پورا یاد کیا اور اس پر عمل بھی کیا تو اس کے باپ کو قیامت کے دن ایک تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی دنیا میں آئے ہوئے آفتاب کی روشنی سے بہتر ہوگی تو پھر تمہارا خود اس شخص کی نسبت کیا خیال ہے جو کہ اس پر عمل کرے۔

☆ دس افراد کی شفاعت:

امام ترمذی، امام ابن ماجہ اور احمد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جس شخص نے قرآن مجید کو پڑھا اور اسے یاد کرلیا اور اس کے حلال کو حلال سمجھا اور اس کے حرام کو حرام مانا، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا اور اس کے گھر والوں میں سے دس آدمیوں کے حق میں اس کی شفاعت قبول فرمائے گا جن کے لئے دوزخ واجب ہوگئی تھی۔

☆ حافظ کا جسم قبر کی مٹی نہیں کھاتی:

کتاب الفردوس بماثور الخطاب میں حدیث نمبر 1112 نقل ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

پاک ہے جب حافظ قرآن مرتا ہے۔ خدا زمین کو حکم فرماتا ہے کہ اس کا گوشت نہ کھانا، زمین عرض کرتی ہے: اے رب! میں اس کا گوشت کیسے کھاؤں گی جبکہ تیرا کلام اس کے سینے میں ہے۔

محترم حضرات! آپ نے حافظ قرآن کا مقام ملاحظہ کیا۔ قبر کی مٹی اس کے جسم کو نہیں کھائے گی، جب حافظ قرآن کا جسم قبر میں سلامت رہے گا تو پھر اولیاء اللہ رحمہم اللہ کے اجسام کا قبر میں کیا عالم ہوگا۔

خوش نصیب ہیں وہ والدین جن کی اولاد حافظ قرآن ہے۔ وہ والدین اپنی آخرت سنوار رہے ہیں۔ ان کی اولاد قیامت کے دن ان کے لئے شفاعت کا ذریعہ بنے گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں کثرت سے تلاوت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر پڑھ کر اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

شب قدر کی
فضیلت واہمیت

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰاھِدِیْنَ وَالشّٰاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ قدر تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے و

طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

الحمدللہ ماہ رمضان اپنی برکتیں اور رحمتیں لٹا رہا ہے۔خوش نصیب لوگ خوب برکتیں پا رہے ہیں جہاں اس ماہ مبارک کے دیگر فضائل و برکات ہیں وہیں سب سے بڑی اس ماہ مبارک کی بڑی برکت شب قدر جیسی عظیم الشان نعمت ہے جو کہ رب تعالیٰ نے اُمّت محمدی کو عطا فرمائی۔

☆شب قدر کیوں عطا کی گئی؟

تفسیر عزیزی جلد چہارم صفحہ نمبر 343 پر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں: جب ہمارے آقا و مولا ﷺ نے سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی اُمّتو ں کی طویل عمروں اور اپنی اُمّت کی قلیل (کم) عمروں کو ملاحظہ فرمایا تو اُمّت پر مہربان نبی ﷺ کا مبارک دل شفقت سے بھر آیا اور آپ ﷺ رنجیدہ ہو گئے کہ میرے اُمّتی اگر خوب خوب نیکیاں کریں جب بھی ان کی برابری نہیں کر سکیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور اس نے پیارے محبوب ﷺ کو لیلۃ القدر عطا فرمائی۔

اللہ تعالیٰ سورۂ قدر میں ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: بے شک ہم نے اس کو شب قدر میں اتارا اور تم نے جانا، کیا شب قدر؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر، اس میں فرشتے اور جبرئیل اترتے ہیں۔ اپنے رب کے حکم سے، ہر کام کے لئے، وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک۔

تفسیر صاوی چھٹی جلد صفحہ نمبر 239 پر ہے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو لوح محفوظ سے پہلے آسمان پر نازل فرمایا اور پھر تقریباً تئیس سال کی مدت میں اپنے محبوب ﷺ پر اسے بتدریج نازل کیا۔ اس رات میں عبادت ہزار مہینے سے بھی افضل قرار دی گئی گویا تراسی سال چار ماہ سے بھی زیادہ عرصہ ہوا۔

☆سورۂ قدر کا شانِ نزول:

سورۂ قدر کا شان نزول بیان کرتے ہوئے بعض مفسرین کرام نے ایک نہایت ہی ایمان افروز حکایت بیان کی ہے جسے مکاشفۃ القلوب کے صفحہ نمبر 306 پر حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں اس کا مضمون کچھ اس طرح ہے کہ حضرت شمعون نے ہزار ماہ اس طرح عبادت کی کہ رات کو قیام اور دن کو روزہ رکھنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کفار کے ساتھ جہاد بھی کرتے۔ وہ اس قدر طاقتور تھے کہ لوہے کی وزنی اور مضبوط زنجیروں کو اپنے ہاتھوں سے توڑ

ڈالتے تھے۔

کفار نے جب دیکھا کہ حضرت شمعون پر کوئی بھی حربہ کارگر نہیں ہوتا تو باہم مشورہ کرنے کے بعد بہت سارے مال و دولت کا لالچ دے کر آپ کی زوجہ کو اس بات پر آمادہ کرلیا کہ وہ کسی رات نیند کی حالت میں پائے تو انہیں نہایت ہی مضبوط رسیوں سے خوب اچھی طرح جکڑ کر ان کے حوالے کردے۔ چنانچہ بے وفا بیوی نے ایسا ہی کیا۔ جب آپ بیدار ہوئے اور اپنے آپ کو رسیوں سے باندھا ہوا پایا تو فوراً اپنے اعضاء کو حرکت دی۔ دیکھتی ہی دیکھتے رسیاں ٹوٹ گئیں اور آپ آزاد ہوگئے۔

پھر آپ نے اپنی بیوی سے استفسار کیا، مجھے کس نے باندھ دیا تھا؟ بے وفا بیوی نے وفاداری کی نقلی اداؤں سے جھوٹ موٹ کہہ دیا کہ میں تو آپ کی طاقت کا اندازہ کررہی تھی کہ آپ ان رسیوں سے کس طرح اپنے آپ کو آزاد کرواتے ہیں۔ بات رفع دفع ہوگئی۔

ایک بار ناکام ہونے کے باوجود بے وفا بیوی نے ہمت نہیں ہاری اور مسلسل اس بات کی تاک میں رہی کہ کب آپ پر نیند طاری ہو اور وہ انہیں باندھ دے۔ آخرکار ایک بار پھر موقع مل ہی گیا لہٰذا جب آپ پر نیند کا غلبہ ہوا تو اس ظالمہ نے نہایت ہی چالاکی کے ساتھ آپ کو لوہے کی زنجیروں میں اچھی طرح جکڑ دیا۔

جوں ہی آپ کی آنکھ کھلی، آپ نے ایک ہی جھٹکے میں زنجیر کی ایک ایک کڑی الگ کردی اور باآسانی آزاد ہو گئے۔

بیوی یہ منظر دیکھ کر سٹپٹا گئی مگر پھر مکاری سے کام لیتے ہوئے وہی بات دہرا دی کہ میں تو آپ کو آزما رہی تھی۔ دورانِ گفتگو حضرت شمعون نے اپنی بیوی کے آگے اپنا راز افشاء کردیا کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا کرم ہے۔اس نے مجھے اپنی ولایت کا شرف عنایت فرمایا ہے۔ مجھ پر دنیا کی کوئی چیز اثر نہیں کرسکتی مگر ہاں! میرے سر کے بال۔

چالاک عورت سمجھ گئی، اسے دنیا کی محبت نے اندھا کردیا تھا۔آخر ایک بار موقع پا کر اس نے آپ کو آپ ہی کے ان آٹھ گیسوؤں سے باندھ دیا جن کی درازی زمین تک تھی۔آپ نے آنکھ کھلنے پر بڑا زور لگایا مگر ساری محنت رائیگاں گئی، دنیا کی دولت کے نشہ میں بدمست بے وفا بیوی نے اپنے نیک اور پارسا شوہر کو دشمنوں کے حوالے کردیا۔

کفار نے آپ کو ایک ستون سے باندھ دیا اور انتہائی بے دردی اور سفا کی سے ان کے ناک، کان کاٹ ڈالے اور آنکھیں نکال لیں۔اپنے دوست کی بے کسی پر رب تعالیٰ کی غیرت کو جوش آیا۔رب تعالیٰ نے ظالم کافروں کو زمین کے اندر دھنسا دیا اور دنیا کے لالچ میں آ کر بے وفائی کرنے والی بدنصیب بیوی پر قہر

خداوندی کی بجلی گری اور وہ بھی خاکستر ہوگئی۔

☆سورۂ قدر کا ایک اور شانِ نزول:

تفسیر قرطبی دسویں جلد تیسواں پارہ صفحہ نمبر 93 پر نقل ہے کہ حضرت کعب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں ایک نیک خصلت بادشاہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کے نبی کی طرف وحی فرمائی کہ فلاں سے کہو کہ اپنی تمنا بیان کرے۔ جب اس کو پیغام ملا تو اس نے عرض کی۔ اے میرے رب! میری تمنا ہے کہ میں اپنے مال، اولاد اور جان کے ساتھ جہاد کروں۔

اللہ تعالیٰ نے اسے ایک ہزار لڑکے عطا فرمائے۔ وہ اپنے ایک شہزادے کو اپنے مال کے ساتھ لشکر کے لئے تیار کیا کرتا اور پھر اسے اللہ کی راہ میں مجاہد بنا کر بھیج دیتا۔ وہ ایک ماہ جہاد کرتا اور شہید ہو جاتا پھر دوسرے شہزادے کو لشکر میں تیار کرتا تو ہر ماہ ایک شہزادہ شہید ہو جاتا۔

اس کے ساتھ ساتھ بادشاہ رات کو قیام کرتا اور دن کو روزہ رکھتا، ایک ہزار مہینوں میں اس کے ہزار شہزادے شہید ہو گئے۔ پھر خود آگے بڑھ کر جہاد کیا اور شہید ہو گیا۔ لوگوں نے کہا کہ اس بادشاہ کا مرتبہ کوئی نہیں پاسکتا تو رب تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ''لیلۃ القدر خیر من الف شھر ''یعنی اس بادشاہ

کے ہزار مہینوں سے جو کہ اس نے رات کے قیام، دن کے روزوں اور مال، جان اور اولاد کے ساتھ راہ خدا میں جہاد کر کے گزارے۔ لیلۃ القدر میں عبادت کرنا ان تمام عبادتوں سے بڑھ کر ہے۔

☆ تمام بھلائیوں سے محروم:

ابن ماجہ میں حدیث پاک نقل ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: تمہارے درمیان ایک مہینہ آیا ہے جس میں ایک رات ایسی بھی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا۔ گویا تمام کی تمام بھلائی سے محروم رہ گیا۔

☆ شب قدر میں پرچم کشائی:

تفسیر صاوی چھٹی جلد صفحہ نمبر 240 پر امام صاوی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ شب قدر میں سدرۃ المنتہیٰ کے فرشتوں کی فوج حضرت جبرئیل علیہ السلام کی سرداری میں زمین پر اترتی ہے اور ان کے ساتھ چار جھنڈے ہوتے ہیں۔ ایک جھنڈا حضور ﷺ کی قبر انور پر، ایک جھنڈا بیت المقدس کی چھت پر، ایک جھنڈا کعبۂ معظّمہ کی چھت پر اور ایک جھنڈا طور سینا پر لہراتے ہیں پھر یہ فرشتے مسلمانوں کے گھروں میں تشریف لے جا کر ہر مومن مرد و عورت کو سلام کرتے

ہیں اور کہتے ہیں سلام جل جلالہ تم پر سلامتی بھیجتا ہے مگر جن گھروں میں شرابی یا خنزیر کھانے والا یا بلاوجہ شرعی اپنی رشتہ داری کاٹ دینے والا رہتا ہے، ان گھروں میں یہ فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

تفسیر دُرِّ منثور جلد آٹھویں صفحہ نمبر 579 پر نقل ہے کہ ان فرشتوں کی تعداد روئے زمین کی کنکریوں سے بھی زیادہ ہوتی ہے اور یہ سب سلام ورحمت لے کر نازل ہوتے ہیں۔

☆سبز جھنڈا:

شعب الایمان تیسری جلد صفحہ نمبر 336 پر نقل ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول پاک ﷺ فرماتے ہیں: جب شب قدر آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک سبز جھنڈا لئے فرشتوں کی بہت بڑی فوج کے ساتھ زمین پر نزول فرماتے ہیں اور اس سبز جھنڈے کو کعبۂ معظّمہ پر لہرا دیتے ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سو بازو ہیں جن میں سے دو بازو اسی رات کھولتے ہیں۔

وہ بازو مشرق و مغرب میں پھیل جاتے ہیں پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ جو کوئی مسلمان آج رات قیام، نماز یا ذکر اللہ میں

مشغول ہے، اس سے سلام ومصافحہ کرو، نیز ان کی دعاؤں پر آمین بھی کہو، چنانچہ صبح تک یہی سلسلہ رہتا ہے۔ صبح ہونے پر حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کو واپسی کا حکم صادر فرماتے ہیں۔ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ اے جبرئیل! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی اُمّت کی حاجات کے بارے میں کیا کیا؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر خصوصی نظر کرم فرمائی ہے اور چار قسم کے لوگوں کے علاوہ تمام لوگوں کو معاف فرمادیا۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! وہ چار قسم کے لوگ کون سے ہیں؟ ارشاد فرمایا:

1۔ ایک شراب کا عادی

2۔ والدین کا نافرمان

3۔ قطع رحمی کرنے والا (رشتہ داروں سے تعلقات توڑنے والا)

4۔ وہ لوگ جو آپس میں بغض وکینہ رکھتے ہیں اور آپس میں قطع تعلق کرنے والا

☆ شب قدر کو کن راتوں میں تلاش کریں؟

مسند امام احمد جلد آٹھویں صفحہ نمبر 414 پر حدیث شریف نقل ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے سرورکونین ﷺ کی خدمت بابرکت میں شب

قدر کے بارے میں سوال کیا تو سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا: شب قدر رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں اکیس، تئیس، پچیس، ستائیس یا انتیسویں شب یا رمضان کی آخری شب میں ہے تو جوکوئی ایمان کے ساتھ بہ نیت ثواب اس مبارک رات میں عبادت کرے اس کے تمام گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

☆ علامات شب قدر:

مسند امام احمد آٹھویں جلد صفحہ نمبر 414 پر نقل ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: شب قدر کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ مبارک شب کھلی ہوئی، روشن اور بالکل صاف وشفاف ہوتی ہے۔ اس میں نہ زیادہ گرمی ہوتی ہے، نہ زیادہ سردی بلکہ یہ رات معتدل (درمیانے موسم والی) ہوتی ہے۔ گویا اس میں چاند کھلا ہوا ہوتا ہے۔ اس پوری رات میں شیاطین کو آسمان کے ستارے نہیں مارے جاتے، مزید نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس رات کے گزرنے کے بعد جو صبح آتی ہے۔ اس میں سورج بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے اور وہ ایسا ہے گویا کہ چودھویں کا چاند۔ اللہ تعالیٰ نے اس دن طلوع آفتاب کے ساتھ شیطان کو نکلنے سے روک دیا ہے (اس ایک دن کے علاوہ ہر روز سورج کے ساتھ ساتھ شیطان

بھی نکلتا ہے)

اس ضمن میں ایک حکایت بھی سماعت فرمائیں۔

☆حکایت:

تذکرۃ الواعظین صفحہ نمبر 626 پر یہ حکایت نقل ہے کہ حضرت عبید بن عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں ایک رات بحیرۂ قلزم کے کنارے پر تھا اور اسی کھارے پانی سے وضو کرنے لگا۔ جب میں نے وہ پانی چھکا تو شہد سے زیادہ میٹھا معلوم ہوا۔ مجھے بے حد تعجب ہوا۔ میں نے جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے اس بات کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: اے عبید! وہ شب قدر ہوگی۔ مزید فرمایا جس شخص نے یہ رات اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزاری۔ اس نے گویا ہزار ماہ سے بھی زیادہ عرصہ عبادت کی اور اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو معاف فرمادے گا۔

☆لڑائی کی وجہ سے شب قدر کا تعین اٹھالیا:

صحیح بخاری میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار کریم ﷺ باہر تشریف لائے تا کہ ہم کو شب قدر بتائیں (کہ کس رات میں ہے) دو مسلمان آپس میں جھگڑ رہے تھے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: میں اس لئے آیا تھا کہ تمہیں شب قدر بتاؤں لیکن فلاں فلاں شخص جھگڑ رہے تھے۔اس لئے اس کا تعین اٹھالیا گیا اور ممکن ہے کہ اسی میں تمہاری بہتری ہو۔اب اس کو (آخری عشرے کی) نویں،ساتویں اور پانچویں راتوں میں ڈھونڈو۔

محترم حضرات! اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا آپس میں لڑنا کتنا نقصان دہ ہے کہ شب قدر کا تعین روک دیا گیا مگر افسوس کہ آج مسلمان، مسلمان کا دشمن بنا ہوا ہے۔کہیں برادریوں کی لڑائی، کہیں قومیت کی لڑائی، کہیں زمین کی لڑائی، تو کہیں کرسی کی لڑائی جاری ہے۔بعض مرتبہ یہ لڑائی قتل عام تک پہنچ جاتی ہے۔لاشوں کے ڈھیر لگ جاتے ہیں مگر ہمیں اس کا احساس تک نہیں ہوتا۔

☆شب قدر کو پوشیدہ رکھنے میں حکمت:

علماءفرماتے ہیں کہ شب قدر اگر ظاہر کردی جاتی کہ فلاں رات کو ہے تو لوگ صرف اس رات میں عبادت کرتے، پوشیدہ رکھنے میں حکمت یہ ہے کہ لوگ اس کی تلاش میں راتوں کو عبادت کے ساتھ زندہ رکھیں۔

☆حضرت جبرئیل علیہ السلام مصافحہ فرماتے ہیں:

محترم حضرات! شب قدر میں ملائکہ کے لشکر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام

زمین پر تشریف لاتے ہیں جو شخص اس رات عبادت کرتا ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس سے مصافحہ فرماتے ہیں اس کی نشانی یہ ہے کہ عبادت گزار پر دوران عبادت کچھ دیر خوف خدا کا غلبہ ہو جاتا ہے جس سے اس پر رقت طاری ہو جاتی ہے۔ اگر کسی عبادت گزار پر یہ کیفیت طاری ہو تو وہ سمجھ جائے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس سے مصافحہ فرمایا ہے۔

☆ شیخ ابوالحسن عراقی علیہ الرحمہ کا تجربہ:

نزہۃ المجالس جلد اول صفحہ نمبر 167 پر نقل ہے۔ حضرت ابوالحسن عراقی علیہ الرحمہ نے فرمایا: میں جب سے بالغ ہوا ہوں۔ الحمدللہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے شب قدر کو نہ دیکھا ہو۔ پھر اپنا تجربہ ارشاد فرماتے ہیں۔ جب کبھی اتوار یا بدھ کو پہلا روزہ ہوا تو انتیسویں شب، اگر پیر کا پہلا روزہ ہوا تو اکیسویں شب، اگر پہلا روزہ منگل یا جمعرات کو ہوا تو ستائیسویں شب، اگر پہلا روزہ جمعرات کو ہوا تو پچیسویں شب اور اگر پہلا روزہ ہفتہ کو ہوا تو میں نے تیئسویں شب میں شب قدر کو پایا۔

☆ شب قدر پانے کا نسخہ:

مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس

نے عشاء کی نماز باجماعت پڑھی۔اس نے گویا آدھی رات قیام کیا اور جس نے فجر کی نماز باجماعت ادا کی ،اس نے گویا پوری رات قیام کیا۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ اپنی کتاب جامع صغیر صفحہ نمبر 532 پر سرورکونین ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جس نے عشاء کی نماز باجماعت پڑھی، تحقیق اس نے شب قدر سے اپنا حصہ حاصل کرلیا۔

محترم حضرات! ہر مسلمان کو روزانہ فجر وعشاء باجماعت پڑھنے کی عادت ڈال لینی چاہئے تاکہ اگر وہ ساری رات سوتا بھی رہے تو اس کے نامۂ اعمال میں پوری رات کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا۔

☆ستر ہزار فرشتوں کی دعا:

نزہۃ المجالس جلد اول صفحہ نمبر 167 پر نقل ہے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو کوئی شب قدر میں سورۂ قدر سات مرتبہ پڑھتا ہے۔اللہ تعالیٰ اسے ہر بلا سے محفوظ فرمادیتا ہے اور ستر ہزار فرشتے اس کے لئے جنت کی دعا کرتے ہیں اور جو کوئی (سال بھر میں جب کبھی) جمعہ کے روز نماز جمعہ سے پہلے تین مرتبہ سورۂ قدر پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس روز کے تمام نماز پڑھنے والوں کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھتا ہے۔

☆شب قدر میں کیا پڑھنا چاہئے؟

ترمذی شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

فرماتی ہیں۔ میں نے سرور کائنات ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! اگر مجھے شب قدر کا علم ہو جائے تو کیا پڑھوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: اس طرح دعا مانگو:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

محترم حضرات! آپ نے شب قدر کی فضیلت و اہمیت پر کافی وشافی گفتگو سنی اور اس نتیجے پر پہنچے ہوں گے کہ رب تعالیٰ نے ہم پر شب قدر کی صورت میں کتنا بڑا انعام فرمایا ہے۔ یقیناً اس رات کی برکتوں سے محروم رہنے والا ساری بھلائی سے محروم رہ جاتا ہے۔ عقلمند وہی ہے جو اپنی زندگی کو غنیمت جانتے ہوئے خوب خوب عبادت کرتا ہے اور نادان مسلمان اس رات کو غفلت میں گزار دیتا ہے۔ کوشش کریں کہ یہ لمحات فضولیات میں ضائع نہ ہوں بلکہ اپنے رب کو منانے میں گزر جائیں۔ اس کی بارگاہ میں سجدہ ریزی کی حالت میں گزر جائیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو شب قدر کی برکتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ

اعتکاف کے

فضائل ومسائل

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَعَهِدْنَا اِلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَاِسْمَاعِیلَ اَن طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّائِفِیْنَ وَالْعَاکِفِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ بقرہ آیت نمبر 125 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

الحمدللہ ماہ رمضان کی بابرکت گھڑیاں جاری وساری ہیں۔عشرۂ رحمت آیا، رحمتیں لٹاتا رہا اور ہم سے رخصت ہوگیا۔ پھرعشرہ مغفرت آیا۔مغفرتوں کے پروانے تقسیم ہوتے رہے۔ وہ بھی ہم سے رخصت ہوگیا۔اب عشرۂ جہنم سے آزادی آن پہنچا ہے اور خوش نصیب مسلمان اعتکاف کی سعادت حاصل کرنے کے لئے مسجد میں حاضر ہوچکے ہیں۔اعتکاف کیا ہے؟ اس میں کن کن چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے۔آپ کی خدمت میں بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

☆اعتکاف کے لغوی معنی:

سب سے پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ اعتکاف کے لغوی معنی کیا ہیں؟ اعتکاف کے لغوی معنی ہیں ''دھرنا مارنا'' دھرنا تو سیاسی اور سماجی تنظیمیں بھی دیتی ہیں مگر یہ دھرنا سب سے مختلف ہے۔اعتکاف کرنے والا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی عبادت پر کمربستہ ہوکر دھرنا مارکر پڑا رہتا ہے۔اس کی یہی دھن ہوتی ہے کہ کسی طرح اس کا پروردگار اس سے راضی ہوجائے۔

حضرت عطاء خراسانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔اعتکاف کرنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو رب تعالیٰ کے در پر آپڑا ہو اور یہ کہہ رہا ہو، یااللہ!

جب تک تو میری مغفرت نہیں فرمائے گا، میں یہاں سے نہیں ٹلوں گا۔ (شعب الایمان)

☆اعتکاف کی تعریف:

اب اعتکاف کی تعریف سماعت فرمایئے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ نمبر 211 پر اعتکاف کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے کہ مسجد میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے بہ نیت اعتکاف ٹھہرنا اعتکاف ہے۔ اس کے لئے مسلمان مرد وعورت کا عاقل اور جنابت اور حیض ونفاس سے پاک ہونا شرط ہے۔ بالغ ہونا شرط نہیں بلکہ نابالغ جو تمیز رکھتا ہو، اگر بہ نیت اعتکاف مسجد میں ٹھہرے، تو یہ اعتکاف صحیح ہے۔

☆نبی پاک ﷺ کا عمل:

مسلم شریف میں حدیث شریف نقل ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ سید عالم ﷺ نے یکم رمضان سے بیس رمضان تک اعتکاف کرنے کے بعد ارشاد فرمایا۔ میں نے شب قدر کی تلاش کے لئے رمضان کے پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا پھر درمیانی عشرہ کا اعتکاف کیا پھر مجھے بتایا گیا کہ شب قدر آخری عشرہ میں ہے لہذا تم میں سے جو شخص میرے ساتھ اعتکاف کرنا چاہے، وہ کرلے۔

اس کے بعد نبی پاک ﷺ کا یہ معمول ہوگیا کہ ہر رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے اور اسی سنت کو زندہ رکھتے ہوئے امہات المومنین رضی اللہ عنہن بھی اعتکاف فرماتی رہیں۔

☆اعتکاف کی فضیلت:

اب آپ کی خدمت میں اعتکاف کے فضائل بیان کرتا ہوں تا کہ سنت پر عمل کا جذبہ بیدار ہو اور جو اعتکاف میں بیٹھے ہیں، ان کا کلیجہ ٹھنڈا ہو جائے۔

1۔شعب الایمان جلد تیسری صفحہ نمبر 425 پر حدیث شریف نقل ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جس نے رمضان میں (دس دن) کا اعتکاف کرلیا، وہ ایسا ہے جیسے اس نے دو حج اور دو عمرے کئے۔

2۔جامع صغیر صفحہ نمبر 516 پر حدیث شریف نقل ہے۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے ایمان کے ساتھ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے اعتکاف کیا، اس کے تمام پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

3۔تفسیر دُرِّ منثور جلد اول صفحہ نمبر 486 پر حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ

سے منقول ہے کہ معتکف (اعتکاف کرنے والے) کو ہر روز ایک حج کا ثواب ملتا ہے۔

محترم حضرات! آپ نے دس دنوں کے اعتکاف کی فضیلت سماعت فرمائی۔ واقعی ان فضائل کو سن کر ہمارا بھی دل چاہتا ہے کہ ہم بھی اعتکاف میں بیٹھ جائیں اور روزانہ ایک حج کا ثواب پاتے رہیں، ہو سکے تو زندگی میں ایک بار تو ضرور اعتکاف کریں اور دیکھیں کہ اعتکاف کی کتنی بہاریں ہیں۔

☆اعتکاف کی قسمیں:

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔

1۔اعتکاف واجب

2۔اعتکاف سنت

3۔اعتکاف نفل

☆اعتکاف واجب:

اعتکاف کی نذر (یعنی منت) یعنی زبان سے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کے لئے فلاں دن یا اتنے دن کا اعتکاف کروں گا۔ تو اب جتنے بھی دن کا کہا ہے، اتنے دن کا اعتکاف کرنا واجب ہوگا۔ یہ بات خاص کر یاد رکھئے کہ جب کبھی بھی قسم کی

منت مانی جائے اس میں یہ شرط ہے کہ نیت کے الفاظ زبان سے ادا کئے جائیں۔ صرف دل ہی دل میں منت کا ارادہ یا نیت کر لینے سے منت صحیح نہیں ہوتی (ایسی منت کا پورا کرنا واجب نہیں ہوتا) (ردالمحتار، جلد 3، ص 430)

منت کا اعتکاف مرد مسجد میں کرے اور عورت مسجد بیت میں اس میں روزہ بھی شرط ہے (عورت جو جگہ نماز کے لئے گھر میں مخصوص کر لے، اسے مسجد بیت کہتے ہیں)

☆اعتکاف نفل:

نذر اور سنت مؤکدہ کے علاوہ جو اعتکاف کیا جائے، وہ مستحب (یعنی نفلی) و سنت غیر موکدہ ہے۔ (بہار شریعت، حصہ پنجم، صفحہ نمبر 92)

نفلی اعتکاف کے لئے نہ روزہ شرط ہے، نہ کوئی وقت کی قید ہے۔ جب بھی مسجد میں داخل ہوں، اعتکاف کی نیت کر لیں، جب تک مسجد میں رہیں گے، کچھ پڑھیں یا نہ پڑھیں، ثواب ملتا رہے گا جب مسجد سے باہر نکلیں گے، اعتکاف ختم ہو جائے گا۔

اعتکاف کی نیت ان الفاظ میں کر لیں "**نویت سنۃ الاعتکاف**" اردو میں بھی کر سکتے ہیں "میں نے سنت اعتکاف کی نیت کی"

☆اعتکاف سنت:

درمختار مع ردالمحتار جلد سوم صفحہ نمبر 430 پر ہے کہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت موکدہ علی الکفایہ ہے۔

بہارشریعت میں ہے کہ پورے شہر میں کسی ایک نے بھی سنت اعتکاف کرلیا توسب کی طرف سے ادا ہو گیا اور اگر کسی ایک نے بھی نہ کیا تو سبھی مجرم ہوئے۔ اس اعتکاف میں یہ ضروری ہے کہ رمضان المبارک کی بیسویں تاریخ کو غروب آفتاب سے پہلے پہلے مسجد کے اندر بہ نیت اعتکاف موجود ہو اور انتیس کے چاند کے بعد یا تیس کے غروب آفتاب کے بعد مسجد سے نکلے۔

اگر غروب آفتاب کے بعد مسجد میں داخل ہوئے تو اعتکاف کی سنت موکدہ ادا نہ ہوئی بلکہ سورج ڈوبنے سے پہلے مسجد میں تو داخل ہو چکے تھے مگر نیت کرنا بھول گئے تھے، یعنی دل میں نیت ہی نہیں تھی (نیت دل کے ارادے کو کہتے ہیں) تو اس صورت میں بھی اعتکاف کی سنت موکدہ ادا نہ ہوئی۔ اگر غروب آفتاب کے بعد نیت کی تو نفلی اعتکاف ہو گیا۔ دل میں نیت کرلینا ہی کافی ہے۔ زبان سے کہنا شرط نہیں۔ البتہ دل میں نیت حاضر ہونا ضروری ہے۔ ساتھ ہی زبان سے بھی اس طرح کہہ لینا زیادہ بہتر ہے ''میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے سنت اعتکاف کی نیت کرتا ہوں“

☆معتکف اور احترام مسجد:

معتکف دس روز مسجد میں گزارتا ہے۔ وہ کتنا خوش نصیب ہوتا ہے کہ عالمین کا پالنے والا کریم پروردگار اسے دس دنوں تک اپنا مہمان بناتا ہے۔ اب معتکف کے لئے سب سے بڑی کامیابی مسجد کا ادب ہے۔ میرا ایمان ہے کہ اگر معتکف فرائض وواجبات کی پابندی کے بعد فقط مسجد کے آداب بجالانے میں کامیاب ہو گیا تو اس کا یہ عمل اس کے اعتکاف کی قبولیت کا سبب بنے گا۔

معتکفین کے تین گروہ ہوتے ہیں۔ پہلا گروہ صرف کھانے پینے آتا ہے۔ دوسرا گروہ تفریح کرنے، فضول باتیں کرنے اور دوستوں کی محفل جمانے آتا ہے اور تیسرا خوش نصیب گروہ وہ ہوتا ہے جن کا مقصد صرف اور صرف اپنے رب کو راضی کرنا ہوتا ہے۔ اے کاش کہ تمام معتکفین ان خوش نصیبوں جیسے ہو جائیں جن کے اعتکاف کا مقصد صرف اور صرف اپنے رب کو راضی کرنا ہوتا ہے۔

اب آپ کے مسجد کے احترام کے حوالے سے کچھ باتیں عرض کروں گا

1۔ دنیاوی باتوں سے بچیں:

اکثر معتکفین دنیاوی باتوں میں اپنا کافی وقت گزار دیتے ہیں۔ انہیں اس

بات کی پرواہ نہیں ہوتی کہ وہ مسجد میں بیٹھے ہیں، بلکہ بڑی بے باکی کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف ہوتے ہیں۔ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے کچھ کام نہیں۔ یہ میں نہیں کہتا، اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کا ارشاد ہے۔

شعب الایمان تیسری جلد صفحہ نمبر 87 پر حدیث پاک نقل ہے۔حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ مساجد میں دنیا کی باتیں ہوں گی، تم ان کے پاس مت بیٹھو کہ ان کو اللہ تعالیٰ سے کچھ کام نہیں۔

معلوم ہوا کہ اگر کوئی مسجد میں دنیا کی باتیں کرے، تو ہمیں وہاں نہیں بیٹھنا چاہئے۔ بے چارہ مُعتکف نیکیاں حاصل کرنے کے لئے مسجد میں آتا ہے مگر دنیاوی گفتگو کر کے وہ گناہوں کا انبار لے کر جاتا ہے۔

2۔ مسجد میں ہنسنا:

معتکفین تراویح کے بعد فارغ ہو کر مسجد کے صحن میں بیٹھ کر ہنستے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ہنسنے کی تعریف یہ ہے کہ اتنی آواز سے ہنسے کہ برابر والا اس کی ہنسی کی آواز سنے۔ یاد رہے کہ مسکرانا منع نہیں بلکہ مسکرانا سنت رسول ہے مگر مسجد میں ہنسنا گناہ ہے اور اس کا سخت نقصان نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا۔

جامع صغیر صفحہ نمبر 322 پر حدیث شریف نقل ہے۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسجد میں ہنسنا قبر میں اندھیرا (لاتا) ہے۔

محترم حضرات! مسجد میں کھلکھلا کر ہنسنے والوں کو اس ارشاد سے ڈر جانا چاہئے۔ نہ خود مسجد میں ہنسے، نہ کوئی ایسی بات منہ سے نکالیں جس سے لوگوں کو ہنسی آئے۔

3۔مسجد میں بدبودار چیز سے پرہیز:

مسجد میں بدبودار چیز کھانا اور لے جانا اور بدبودار لباس پہن کر مسجد کے اندر داخل ہونا جائز نہیں، اس سے فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

مسلم شریف کی حدیث پاک میں ہے۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جس نے پیاز، لہسن یا گیندنا (بدبودار قسم کی ترکاری) کھائی، وہ ہماری مسجد کے قریب ہرگز نہ آئے کیونکہ جس چیز سے انسان تکلیف محسوس کرتے ہیں، فرشتے بھی ان سے تکلیف محسوس کرتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ کچا پیاز، کچا لہسن کھا کر جس سے منہ سے بدبو آتی ہو، مسجد میں

آنا ناجائز ہے ہاں البتہ پکی ہوئی پیاز و لہسن کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

4۔ مسجد میں کسی بھی قسم کا کچرا نہ گرے:

مسجد میں کسی بھی قسم کا کچرا نہ پھینکیں، معمولی تنکا بھی نہ پھینکیں۔

جذب القلوب میں گیارہویں صدی کے مجدد شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ مسجد میں اگر تنکا بھی پھینکا جائے تو اس سے مسجد کو اس قدر تکلیف پہنچتی ہے جس قدر تکلیف انسان کو اپنی آنکھ میں معمولی ذرہ پڑ جانے سے ہوتی ہے۔

مٹی کی چٹائی، دری یا فرش سے تنکے یا دھاگے نوچنا، مسجد میں کنگھی کرنا کہ بال گریں، ممنوع ہے۔ معتکفین اگر کنگھی کرنا چاہیں تو اپنے کرتے کا دامن پھیلا دیں اور سر کو جھکا کر آہستہ آہستہ سر اور داڑھی میں کنگھی کریں تاکہ بال اس کرتے کے دامن میں گریں پھر کنگھی کر کے سارے بال سمیٹ کر کسی سے کہلوا کر مسجد کے باہر ڈال دیں۔ معتکف کو چاہئے کہ وہ اپنے پاس چھوٹی پلاسٹک کی تھیلی رکھ لے تاکہ اگر کوئی چیز مسجد میں گری ہوئی نظر آئے تو وہ اس میں ڈال دے، اس کا آپ کو بھرپور اجر و ثواب ملے گا۔

5۔ پانی کے قطرے مسجد میں نہ گریں:

وضو کر کے کوشش کریں کہ وضو خانہ پر ہی اعضاء خشک کرلیں۔ اکثر لوگ وضو کر کے مسجد میں اپنے ہاتھوں کو جھاڑتے ہیں جس سے زمین کے فرش پر وضو کے پانی کے قطرات گرتے ہیں، یہ ناجائز ہے بلکہ وضو کے پانی کا ایک قطرہ بھی گرانا ناجائز ہے۔

6 مسجد میں دوڑنا منع ہے:

مسجد میں دوڑنا یا زور سے قدم رکھنا، جس سے دھمک پیدا ہو، منع ہے۔ رکعت پانے کے لئے بھی دوڑنا منع ہے۔

7۔ مسجد میں آواز بلند نہ کی جائے:

مسجد میں چھینک، ڈکار، جماہی، ہنسی آئے تو آواز بلند نہ کریں۔ آواز کو دبائیں نیز گفتگو کرتے ہوئے یا کسی کو کچھ کہتے ہوئے بھی آواز بلند نہ کریں حتیٰ کہ بعض لوگ گیلا رومال یا ادر مسجد میں زور سے زمین پر پھینکتے ہیں، اس کی بھی ممانعت ہے۔ اسی طرح مائیک کو بھی آہستہ سے زمین پر رکھا جائے۔ بعض حضرات اقامت کہہ کر، دعا مانگ کر یا نماز پڑھا کر زور سے مائیک کو زمین پر پھینکتے ہیں جس سے مسجد میں آواز پیدا ہوتی ہے۔ اس سے بھی بچا جائے تاکہ مسجد میں شور نہ ہو۔

8۔مسجد میں ریح خارج کرنا منع ہے:

مسجد میں حدث (یعنی ریح خارج کرنا) منع ہے،ضرورت ہوتو (جو اعتکاف میں نہیں وہ) باہر چلے جائیں لہذا معتکف کو چاہئے کہ ایام اعتکاف میں تھوڑا کھائے، پیٹ ہلکا رکھے کہ قضائے حاجت کے وقت کے سوا کسی وقت اخراج ریح کی حاجت نہ ہو۔وہ اس کے لئے باہر نہ جاسکے گا (البتہ احاطہ مسجد میں موجود بیت الخلاء میں ریح خارج کرنے کے لئے جاسکتا ہے)

یہ آداب مسجد میں نے آپ کی خدمت میں عرض کئے۔اگر عام مسلمان اور معتکف ان آداب کوملحوظ رکھنے میں کامیاب ہوگیا تو ان شاء اللہ وہ اعتکاف کی حقیقی روحانیت کو حاصل کرلے گا۔

دس دنوں کے اعتکاف میں رب تعالٰی کی طرف معتکف کو بہت کچھ ملتا ہے۔ بعض صوفیاء فرماتے ہیں کہ اعتکاف میں ولایت بھی تقسیم ہوتی ہیں۔مطلب یہ کہ بندہ دس دن کے اعتکاف میں فرائض،سنن، واجبات کی پابندی کے ساتھ ساتھ مسجد کا مکمل ادب بھی کرتا رہا،نوافل وتلاوت کی کثرت بھی کرتا رہا،علم دین بھی حاصل کرتا رہا، جب وہ چاند نظر آنے کے بعد مسجد سے نکلتا ہے تو اللہ تعالٰی کا ولی بن کر نکلتا ہے۔

محترم حضرات! ایک بات اورعرض کرتا چلوں کہ جس طرح معتکف دوران اعتکاف فرائض وواجبات کی پابندی کرتا ہے، اسے چاہئے کہ وہ تادم مرگ اسی طرح نماز باجماعت کی پابندی کرے۔یہی اعتکاف کی مقبولیت کی دلیل ہے۔ مطلب یہ کہ اگرکسی معتکف کو یہ معلوم کرنا ہو کہ میرا اعتکاف قبول ہوا ہے یا نہیں؟ تو وہ معتکف دیکھے کہ اعتکاف کے بعد بھی فرائض وواجبات کا پابند ہے۔گناہوں سے بچا ہوا ہے تو وہ سمجھ لے کہ اس کا اعتکاف اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہوگیا ہے۔

اوراگرکوئی معتکف اعتکاف سے نکل کر سیدھا حجام کی دکان پر داڑھی منڈوانے گیا،شاپنگ سینٹروں میں چلا گیااورفرائض وواجبات بھی چھوڑتا رہا تو وہ سمجھ لے کہ اس کے اعتکاف کورب کریم نے رد کردیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل تادم مرگ پنجگانہ نماز باجماعت اداکرنے کی توفیق عطافرمائے اورگناہوں سے محفوظ رکھے۔آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

مومن کی عید

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ یونس سے آیت نمبر 58 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آج عید کا دن ہے۔ عید بمعنیٰ خوشی ہے جسے کسی خوشی کے موقع سے کوئی

خاص مناسبت ہو، یوم عیدالفطر کو یوم الرحمہ بھی کہتے ہیں کیونکہ اس دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر خاص رحمت فرماتا ہے جیسا کہ غنیۃ الطالبین میں حدیث پاک ہے۔

حدیث شریف = حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ عیدالفطر کی رات میں اس شخص کو پورا پورا اجر عطا فرماتا ہے جس نے ماہ رمضان میں روزے رکھے، عید کی صبح فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ زمین پر پھیل جاؤ اور گلی گلی، محلہ محلہ یہ اعلان کردو، اے اُمّت محمد (ﷺ) اپنے رب کی طرف چلو، وہ تھوڑے عمل کو بھی قبول فرما کر زیادہ اجر دیتا ہے اور تمہارے بڑے بڑے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔

فرشتے ہر گلی محلہ میں یہ اعلان کرتے ہیں جسے انسانوں اور جنوں کے سوا تمام مخلوق سنتی ہے۔ پھر جب لوگ عیدگاہ جا کر نماز کے بعد دعا مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی ہر دعا قبول فرماتا ہے۔ ان کی ہر حاجت کو پورا کرتا ہے، اور ان کے تمام گناہ بخش دیتا ہے اور وہ اس حال میں واپس ہوتے ہیں کہ ان کے گناہ بخشے جا چکے ہوتے ہیں۔

محترم حضرات! آج کا دن کتنا بابرکت دن ہے۔ غنیۃ الطالبین میں ہے کہ اسی دن اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کو شہد بنانے کا الہام فرمایا، اسی دن اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا فرمایا، اسی دن اللہ تعالیٰ نے مقدس درخت طوبیٰ پیدا فرمایا، اسی دن

اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو وحی کے لئے منتخب فرمایا، اسی دن فرعون کے جادوگروں نے توبہ کی تھی اور اسی دن اُمّت محمدیہ کے بے شمار لوگوں کی بخشش و مغفرت کر دی جاتی ہے۔

☆عید کس کی ہے؟

عید کے دن لوگ کاشانۂ خلافت پر حاضر ہوئے تو کیا دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دروازہ بند کر کے زاروقطار رو رہے ہیں۔ لوگوں نے حیران ہو کر عرض کیا۔ یا امیر المومنین! آج تو عید ہے جو کہ خوشی منانے کا دن ہے، خوشی کی جگہ یہ رونا کیسا؟

آپ رضی اللہ عنہ نے آنسو پونچھتے ہوئے فرمایا:

ھذا یوم العید وھذا یوم الوعید

اے لوگو! یہ عید کا دن بھی ہے اور وعید کا دن بھی ہے۔

مطلب یہ کہ جن کی نمازیں مقبول ہو گئیں۔ جن کے روزے مقبول ہو گئے، جن کا تلاوت قرآن کرنا مقبول ہو گیا جن کی تسبیح و تحلیل مقبول ہو گئیں جن کی عبادات مقبول ہو گئیں۔ بلاشبہ ان لوگوں کے لئے آج عید کا دن ہے، لیکن جن کی نمازیں رد کر دی گئیں، جن کے روزے رد کر دیئے گئے۔ جن کی عبادات رد کر دی گئیں۔ ان کے لئے آج کا دن یوم وعید ہے۔ اور میں تو اس خوف سے رو رہا ہوں کہ آہ! مجھے معلوم نہیں کہ میں مقبول ہوا ہوں، یا رَد کر دیا گیا ہوں۔

محترم حضرات! آپ نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد سنا۔ یہ نائب رسول ہیں۔ یہ امیر المومنین ہیں۔ یہ وہ ہستی ہیں جن کے بارے میں رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے، یہ وہ ہستی ہیں جن کو کئی مرتبہ بارگاہ رسالت سے جنت کی خوشخبری سنائی گئی مگر اللہ تعالیٰ سے ڈرنا دیکھئے اور ایک ہم ہیں جن کو اپنا ٹھکانہ ہی نہیں معلوم۔ ہمیں تو یہ بھی خبر نہیں ہمارا ایمان پر خاتمہ بھی ہوگا یا نہیں۔ اس کے باوجود رنگ رلیوں میں مصروف ہیں، ہمارا کیا بنے گا؟

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ صرف خود ہی تقویٰ و پرہیز گاری کے مقام پر فائز نہ تھے بلکہ اپنی اولاد کی بھی ایسی تربیت کی کہ وہ بھی صاحب تقویٰ بن گئے چنانچہ مکاشفۃ القلوب میں امام غزالی علیہ الرحمہ ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں۔

☆ شہزادے کی عید:

مکاشفۃ القلوب میں امام غزالی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ عید کے دن سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے شہزادے کو پرانی قمیص پہنے دیکھا تو رو پڑے۔ بیٹے نے عرض کیا: پیارے ابا جان! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا: میرے بیٹے! مجھے اندیشہ ہے کہ آج عید کے دن جب لڑکے تجھے اس قمیص میں دیکھیں گے تو تیرا دل ٹوٹ جائے گا۔ بیٹے نے جواباً عرض کیا، دل تو اس کا ٹوٹے جو رضائے باری تعالیٰ کو نہ پا سکا، جس نے ماں یا باپ کی نافرمانی کی

ہو اور مجھے امید ہے کہ آپ کی رضا مندی کے طفیل اللہ تعالیٰ بھی مجھ سے راضی ہوگا۔ یہ سن کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو گلے سے لگا لیا اور اس کے لئے خوب دعائیں کیں۔

سبحان اللہ! کیا تربیت فرمائی ہے اپنی اولاد کی کہ نئے کپڑے پہننے کی خواہش نہیں بلکہ صرف یہی خواہش ہے کہ ہمارا رب راضی ہو جائے۔ اب آیئے انہی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نسل پاک سے ایک اور مرد قلندر کا واقعہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

☆شہزادیوں کی عید:

کتاب معدن الاخلاق جلد اول صفحہ نمبر 257 پر نقل ہے کہ پہلی صدی مجدد اور فاروقی شہزادے حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز علیہ الرحمہ کی خدمت میں عید سے ایک دن پہلے آپ کی بیٹیاں حاضر ہوئیں اور بولیں بابا جان! کل عید کا دن ہے۔ ہم کون سے کپڑے پہنیں گی؟ فرمایا: یہی کپڑے جو تم نے پہن رکھے ہیں۔ انہیں دھو لو، کل پہن لینا نہیں بابا جان! آپ ہمیں نئے کپڑے بنوا دیں۔

بچوں نے ضد کرتے ہوئے کہا۔ آپ نے فرمایا: میری بچیو! عید کا دن اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے، اس کا شکر بجا لانے کا دن ہے، نئے کپڑے پہننا ضروری نہیں۔ بابا جان! آپ کا فرمانا بے شک درست ہے لیکن ہماری سہیلیاں ہمیں طعنہ دیں گی کہ تم امیر المومنین کی لڑکیاں ہو اور وہی پرانے کپڑے پہن رکھے

ہیں۔ یہ کہتے ہوئے بچیوں کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ بچیوں کی باتیں سن کر امیر المومنین کا دل بھر آیا۔ آپ نے خازن (وزیر مالیات) کو بلا کر فرمایا۔ مجھے ایک ماہ کی تنخواہ پیشگی لا دو، خازن نے عرض کی۔ حضور! کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ ایک ماہ تک زندہ رہیں گے؟

محترم حضرات! اس مقام پر رک کر میں آپ سے ایک بات پوچھوں گا کہ اگر آج کل کا کوئی حکمران اپنے وزیر خزانہ سے کچھ رقم کا مطالبہ کرے اور سامنے وزیر خزانہ یہ جواب دے تو اس کا کیا حال ہوگا؟ یقیناً وزیر خزانہ اپنے عہدے سے ہاتھ دھو بیٹھے گا اور اس کے علاوہ اور بھی بہت کچھ معاملات اس کے ساتھ کئے جائیں، جس کا ہم بیان نہیں کر سکتے۔

مگر حضرت عمر بن عبد العزیز علیہ الرحمہ خوف آخرت رکھنے والے تھے۔ ان کی رگوں میں نائب رسول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خون دوڑ رہا تھا۔ آپ علیہ الرحمہ نے اپنے خازن (وزیر مالیات) سے فرمایا۔ جزاک اللہ! اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر دے تو نے بے شک عمدہ اور صحیح بات کہی۔ خازن چلا گیا۔ آپ علیہ الرحمہ نے بچیوں سے فرمایا: پیاری بیٹیو! اللہ و رسول کی رضا پر اپنی خواہشات قربان کر دو۔

محترم حضرات! کیسی شاندار تربیت ہے حضرت عمر بن عبد العزیز علیہ الرحمہ کی کہ اپنی اولاد سے فرما رہے ہیں کہ اپنے پروردگار کی رضا کے لئے اپنی

خواہشات کو قربان کردو۔ وہ لوگ جوحق تعالیٰ اور اس کے سچے رسول ﷺ پر کامل یقین رکھتے ہوئے صاحب ایمان بن جاتے ہیں اور ان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہونے پائے اور جس دن وہ گناہ سے بچتے ہیں، وہ دن ان کے لئے خوشی کا دن ہوتا ہے۔ چنانچہ مولائے کائنات حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم جس روز گناہ نہیں کرتے، وہ دن ہمارے لئے عید کا دن ہوتا ہے۔

یقینا حضرت علی رضی اللہ عنہ تقویٰ اور پرہیزگاری کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ وہ گناہ کیسے کرسکتے ہیں لہذا معلوم ہوا کہ ان کے لئے ہر دن عید کا ہی دن تھا۔

☆غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی عید:

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ لوگ کہہ رہے ہیں کل عید ہے! کل عید ہے اور سب خوش ہیں لیکن میں تو جس دن اس دنیا سے اپنا ایمان محفوظ لے کر گیا، میرے لئے تو وہی دن عید کا دن ہوگا۔

اللہ اکبر! میراں ولیوں کے سردار ہیں "قم باذن اللہ" کہہ کر مردوں کو زندہ کرنے والے، جن کی کرامتیں اتنی کہ کتابوں کی کتابیں بھر جائیں، مگر ایمان کی حفاظت کی فکر دیکھئے مگر افسوس! ہمارے پاس ایک نیکی بھی نہیں ہے، مگر ایمان کی حفاظت کی فکر سے غافل ہیں۔ غور کیا جائے تو حقیقی عید تو ہماری اسی دن ہوگی،

جب ہم ایمان کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہو نگے

☆عید کیوں عطا کی گئیں؟

ابوداؤد شریف میں حدیث نمبر 1134 نقل ہے۔سرورکائنات ﷺ جب مدینۂ منورہ تشریف لائے تو اہل مدینہ نے کھیل کود کے لئے دو دن مقرر کرر کھے تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ دو دن کیسے ہیں؟ عرض کی گئی ان دونوں دنوں میں ہم زمانۂ جاہلیت میں کھیلتے تھے۔تب رسول پاک ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کے بدلے ان سے بہتر دو دن دیئے ہیں،عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح دوسری جلد صفحہ نمبر 361 پر فرماتے ہیں کہ تم ان دنوں میں کھیلنے کودنے کے عوض ان دو دنوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادتیں کر کے خوشی مناؤ، خیال رہے کہ اب بھی کفار اپنے بڑے دنوں میں جوئے کھیلتے ہیں، شرابیں پیتے ہیں، ناچتے ہیں، گانے گاتے ہیں۔ ایک دوسرے پر رنگ ڈالتے ہیں، انسانیت سوز اور بے حیائی کے کام کر کے خوشیاں مناتے ہیں۔

محترم حضرات! یہ کام اپنے تہواروں پر کفار کیا کرتے ہیں مگر افسوس اب یہ گناہوں بھرے کام مسلمانوں میں بھی داخل ہو گئے۔عید کے موقع پر گلیوں اور محلوں میں زور زور سے گانے بجانا،عورتوں کا بے ہودہ لباس پہن کر گلیوں اور محلوں میں گھومنا پھرنا،سنیما گھروں میں عید کا پورا دن گزارنا، اپنی بہنوں، ماؤں

اور گھر والوں کو بے پردہ تفریح گاہوں پر گھمانا، سائیلنسر نکال کر موٹر سائیکلوں پر شور کرتے پھرنا، لڑکیوں کے پیچھے آوازیں کسنا اور اس طرح اپنے رب کو ناراض کرنا یہ مسلمان کا کام نہیں ہے۔

عید کا دن تو عبادت و ریاضت کرنے کا دن ہے۔ شکرانے کے لئے اپنے سر کو اپنے رب کی بارگاہ میں جھکانے کا دن ہے۔ درود و سلام پڑھنے کا دن ہے۔ غریبوں کی مدد کرنے کا دن ہے۔ ان کے لئے گھر جا کر عیدی کے بہانے ان کی مدد کرنے کا دن ہے تاکہ وہ بھی عید کی خوشیوں میں شامل ہو جائیں پھر آپ پر رب کا کرم دیکھئے گا۔ اس ضمن میں ایک سخی کا واقعہ آپ کو سناتا ہوں۔

☆ایک سخی کی عید:

حضرت عبدالرحمن بن عمرو اوزاعی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ عید الفطر کی شب دروازے پر دستک ہوئی۔ دیکھا تو میرا ہمسایہ کھڑا تھا، میں نے کہا: کہو بھائی کیسے آنا ہوا؟ اس نے کہا "کل عید ہے لیکن خرچ کے لئے کچھ نہیں، اگر آپ کچھ عنایت فرما دیں تو عزت کے ساتھ ہم عید کا دن گزار لیں گے۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا، ہمارا فلاں پڑوسی آیا ہے۔ اس کے پاس عید کے لئے ایک پیسے تک نہیں۔ اگر تمہاری رائے ہو تو جو پچیس درہم ہم نے عید کے لئے رکھ چھوڑے ہیں۔ وہ ہمسایہ کو دے دیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ اور دے دے گا، نیک بیوی نے کہا بہت اچھا۔

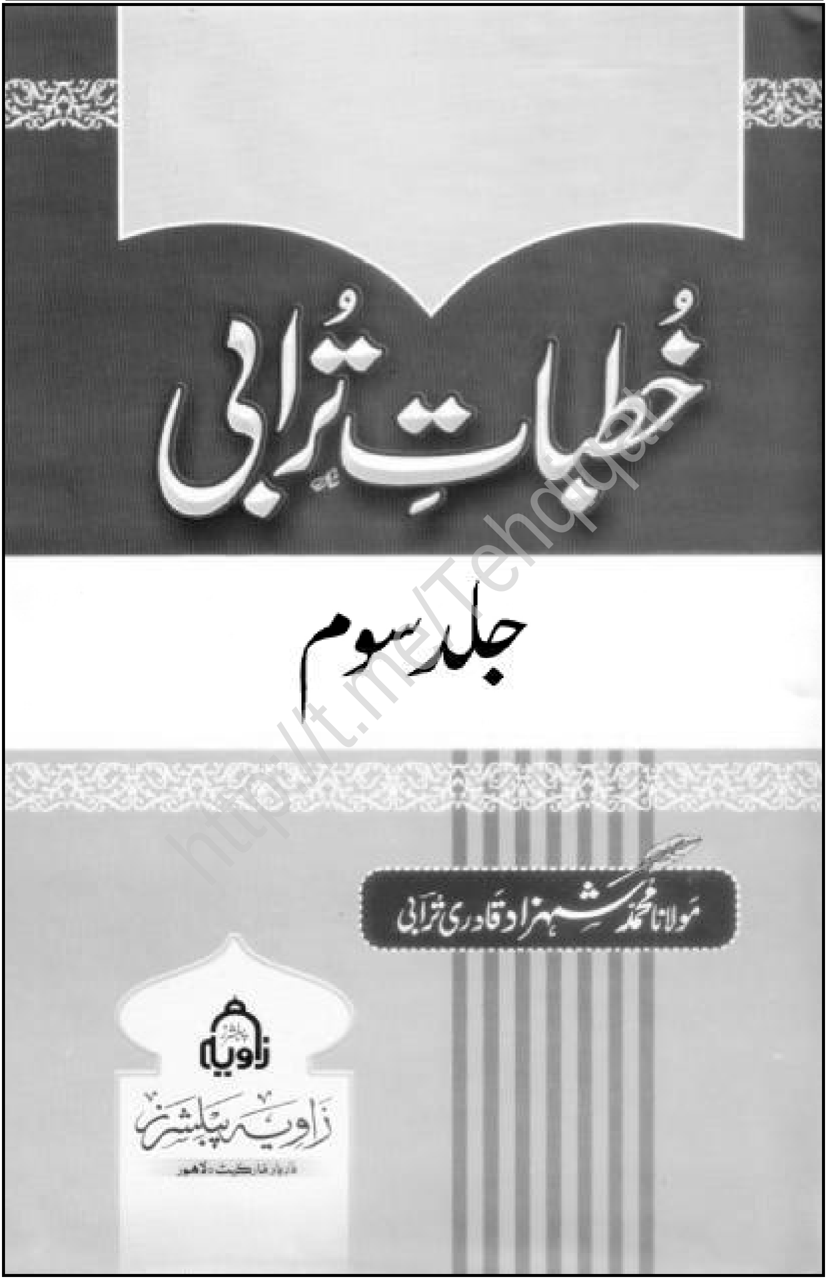
چنانچہ میں نے وہ سب درہم اپنے ہمسایہ کے حوالے کردیئے اور وہ دعائیں دیتاہوا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد پھر کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، میں نے جونہی دروازہ کھولا، ایک نوجوان میرے قدموں پر گر پڑا اور رو رو کر کہنے لگا۔ میں آپ کے والد کا بھاگا ہوا غلام ہوں۔ اب مجھے اپنی حرکت پر بہت ندامت لاحق ہوئی۔ یہ پچیس دینار میری کمائی کے ہیں۔ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ قبول کر لیجئے۔ آپ میرے آقا ہیں اور میں آپ کا غلام۔ میں نے وہ دینار لے لئے اور غلام کو آزاد کر دیا۔ پھر میں نے اپنی بیوی سے کہا، خدا کی شان دیکھو! اس نے ہمیں درہم کے بدلے دینار عطا فرمائے۔

محترم حضرات! آپ نے دیکھا کہ ان بزرگ نے پچیس درہم دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے انہیں پچیس دینار عطا فرمائے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں پر رحم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر خصوصی رحم فرماتا ہے۔

الغرض کہ ہم سب کو چاہئے کہ ہم عید کے بابرکت دن کو اللہ تعالیٰ کی فرمانبراری میں گزاریں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہم سب کو حقیقی عید نصیب فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ


خطباتِ ترابی
جلدِ سوم
مولانا محمد شہزاد قادری ترابی
زاویہ
زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ لاہور
http://t.me/Tehqiqat

فہرست

پیش لفظ

تمام تعریفیں اس کریم پروردگار کے لئے ہیں جو نافرمانیوں کے باوجود اپنے بندوں پر رحمٰن اور رحیم ہے‘ بے حدو بے شمار درود وسلام ان آقا و مولا ﷺ پر جو ہمہ وقت اپنی اُمّت کی بہت بہت بھلائی کے چاہنے والے ہیں۔ بعداز وصال بھی اپنے گناہگار غلاموں کی اپنے پروردگار کی بارگاہ میں شفاعت کرتے ہیں۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد اللہ تعالیٰ کا بے پناہ شکر ہے کہ اس نے مجھے اپنے دین کی خدمت کی توفیق بخشی اور اسی کی توفیق و کرم سے میں نے ’’خطبات ترابی‘‘ جلد اول مرتب کی جو کہ عوام اہلسنت نے بہت پسند کی۔ اب الحمدللہ اس کی دوسری جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

مجھے اللہ تعالیٰ کی رحمت پر کامل یقین ہے کہ وہ دوسری جلد کو پہلی جلد سے بڑھ کر کامیابی عطا فرمائے گا کیونکہ دوسری جلد میں میلاد اور مقام مصطفیٰ ﷺ کا بیان‘ مقام محبوبیت کا بیان‘ شفاعت کا بیان‘ عفوودرگزر کا بیان‘ رحمۃ للعالمین ہونے کا بیان‘ اسم محمد ﷺ کی خاصیت وفضیلت کا بیان‘ عطائے مصطفیٰ ﷺ کا بیان‘ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت وعظمت کا بیان اور امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کی سیرت وخدمات کا بیان ہے۔

رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کام میں خوب برکتیں عطا فرمائے اور اس کتاب کو ہر خاص وعام کے لئے نافع بنائے۔

فقط والسلام

الفقیر محمد شہزاد قادری ترابی

22 جمادی الاخریٰ 1438ھ بمطابق 22 مارچ 2017 بروز بدھ

میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

اور

مقام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ○

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

ربیع الاول امیدوں کی دنیا ساتھ لے آیا
دعاؤں کی قبولیت کو ہاتھوں ہاتھ لے آیا
خدا نے ناخدائی کی خود انسانی سفینے کی
کہ رحمت بن کہ آئی بارہویں شب اس مہینے کی
ازل کے روز جس کی دھوم تھی وہ آج کی شب ہے
جو قسمت کے لئے مقصود تھی وہ آج کی شب ہے
جہاں میں صبحِ جشن عید کا سامان ہوتا تھا
ادھر شیطان کتنا اپنی ناکامی پہ روتا تھا
بہر سوء نغمہ صل علی گونجا فضاؤں میں

خوشی نے زندگی کی روح دوڑا دی ہواؤں میں
فرشتوں کی سلامی دینے والی فوج کہتی تھی
جناب آمنہ سنتی تو یہ آواز آتی تھی
مبارک ہو مبارک ہو کہ فخر انبیاء تشریف لے آئے
مبارک ہو حبیب کبریا تشریف لے آئے

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورہ توبہ کی آیت نمبر 128 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔قبل اس کے کہ متذکرہ آیت قرآنی کے تحت کچھ عرض کیا جائے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کوحق کوسن کرحق کوقبول کرنے اوراس پرعمل کرنے کی توفیق عطافرمائے۔آمین

آج کی بابرکت محفل نبی پاک ﷺ کے میلاد پاک کے حوالے سے منعقد کی گئی ہے۔ نبی پاک ﷺ کواللہ تعالیٰ نے عالی مرتبت بنا کر دنیا میں بھیجااوراس قدر بلندی عطا فرمائی کہ ان کی حقیقت کو رب تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ کائنات کوبھی بنایا تو صرف اور صرف اپنے محبوب ﷺ کی خاطر بنایا۔مخلوق کوبھی پیدا کیا توصرف اس لئے کہ ان کوبھی محبوب خدا ﷺ کی فضیلت معلوم ہوجائے، چنانچہ حدیث پاک میں آیا۔

☆کونین بنائے گئے سرکار ﷺ کی خاطر

مواہب الدنیہ جلداول ص 60 پرنقل ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اورکہا آپ کا رب یہ فرماتا ہے کہ میں نے ابراہیم علیہ السلام کوخلیل بنایا اورآپ کواپنا حبیب بنایا۔میں نے آپ سے بڑھ کرکسی کومکرم پیدانہیں کیا۔میں نے دنیاوالوں

کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ میرے نزدیک جو آپ کی کرامت ومنزلت ہے، وہ بندوں کو معلوم ہوجائے۔اے محمد ﷺ! اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔

کونین بنائے گئے سرکار ﷺ کی خاطر
کونین کی خاطر تمہیں سرکار ﷺ بنایا
نہ کیوں آرائشیں کرتا خدا دنیا کے ساماں میں
تمہیں دولہا بنا کر بھیجنا تھا بزم انقاء میں

☆ آپ انبیاء سے مقدم کیوں ہوئے؟

مواہب الدنیہ جلد اول ص 37 پر ہے کہ حضرت سہل بن صالح علیہ الرحمہ نے روایت بیان کی ہے کہ میں نے ابوجعفر بن علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔حضور ﷺ انبیاء سے مقدم کیونکر ہوگئے حالانکہ جو انبیاء مبعوث کئے گئے ہیں، حضور ﷺ سب سے آخر میں آئے؟

حضرت ابوجعفر نے جواب دیا۔اللہ تعالیٰ نے جبکہ عالم وزمین میں بنی آدم سے عہد لیا اور ان کی پشتوں سے ان کی اولادوں کو نکالا اور ان کو ان کے نفوس پر گواہ ٹھہرا کر یہ دریافت فرمایا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ اس مخلوق میں سب سے پہلے جس شخص نے **بلیٰ انت ربنا** (یعنی تو ہی ہمارا رب ہے) کہا وہ تاجدار کائنات ﷺ کی ذات ہے۔اس وجہ سے آپ انبیاء سے مقدم ہیں۔

☆ نور مصطفی ﷺ تخلیق اول

مصنف عبدالرزاق میں امام عبدالرزاق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت معمر رضی اللہ عنہ نے ان سے امام ابن منکدر رضی اللہ عنہ اور انہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں

نے رسول کریم ﷺ سے پوچھا۔اللہ نے سب سے پہلے کون سی شے پیدا کی؟

آپ ﷺ نے فرمایا اے جابر! وہ تیرے نبی کا نور ہے۔اللہ نے اسے پیدا فرما کر اس میں سے ہر خیر پیدا کی اور اس کے بعد ہر شے پیدا کی۔جب اس نور کو پیدا فرمایا تو اسے بارہ ہزار سال تک اپنے قرب میں رکھا پھر اس (نور) کے چار حصے کئے۔

ایک حصے سے عرش وکرسی، دوسرے سے حاملین عرش تیسرے سے خازنین کرسی پیدا کئے پھر چوتھے حصہ کو مقام محبت پر بارہ ہزار سال رکھا۔

پھر اسے چار حصوں میں تقسیم کیا۔ایک سے قلم، دوسرے سے جنت، پھر چوتھے جزء کو مقام رجاء پر بارہ ہزار سال تک رکھا۔پھر اس کے چار اجزاء کئے۔ایک جزء سے ملائکہ، دوسرے سے شمس، تیسرے سے چاند اور ایک جزء سے ستارے بنائے پھر چوتھے جزء کو مقام رجاء پر بارہ ہزار سال تک رکھا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر نظر کرم فرمائی تو اس نور کو پسینہ آیا۔جس سے ایک لاکھ چوبیس ہزار نور کے قطرے جھڑے تو اللہ تعالیٰ نے ہر قطرہ سے نبی یا رسول کی روح پیدا کی۔پھر ارواح انبیاء نے سانس لیا تو اللہ نے ان انفاس سے تا قیامت اولیاء، شہداء، سعداء اور فرمانبرداروں کی ارواح کو پیدا فرمایا...... تو (اے جابر) عرش وکرسی میرے نور سے، کروبین میرے نور سے، روحانیوں میرے نور سے، ملائکہ میرے نور سے، جنت اور اس کی تمام نعمتیں میرے نور سے، ساتوں آسمان میرے نور سے، عقل وتوفیق میرے نور سے، ارواح رسل وانبیاء میرے نور سے، شہداء اور صالحین میرے نور سے پھر اللہ نے (میرے نور کو) بارہ ہزار سال رکھا اور یہ مقامات عبودیت، سکینہ، صبر، صدق ویقین تھے۔تو اللہ نے اس نور کو ہزار سال تک اس پردہ میں غوطہ زن رکھا۔

جب اسے اس پردہ سے نکالا اور اسے زمین کی طرف بھیجا تو اس سے مشرق ومغرب یوں روشن ہوئے، جیسے تاریک رات میں چراغ پھر اللہ نے حضرت آدم کو زمین کے واسطے پیدا کیا تو ان کی پیشانی میں نور رکھا پھر اسے حضرت شیث کی طرف منتقل کیا پھر وہ طاہر سے طاہر کی طرف منتقل ہوتا ہوا، حضرت عبداللہ کی پشت میں اور سیدہ آمنہ کے شکم میں آیا پھر رب نے مجھے دنیا میں پیدا فرما کر رسل کا سردار، رحمۃ للعالمین اور تمام روشن اعضاء والوں کا قائد بنایا تو جابر! یوں تیرے نبی کی تخلیق سے ابتداء ہوئی۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات میں سب سے پہلے اپنے نور کے فیض سے اپنے محبوب ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا پھر نورِ محمدی سے کائنات کی ہر شے پیدا فرمائی۔

تخلیق میں پہلے نور اُن کا
آخر میں ہوا ہے ظہور اُن کا
تخلیقِ جہاں ہے اُن کے لئے
ختم اُن پر نبوت ہوتی ہے

نورِ محمدی تخلیق کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے جب اس نور کو انبیاء کرام علیہم السلام کی پیشانی میں چمکانے کا ارادہ فرمایا تو کس قدر اہتمام فرمایا' ایسا اہتمام کہ کائنات میں کسی کے لئے ایسا اہتمام نہ فرمایا۔ اپنے بے مثل رسول کو کیسی یکتائی عطا کی' آیئے سبل الہدیٰ والرشاد کے حوالے سے سنتے ہیں۔

☆ دنیا میں بھیجنے کی تیاری

سبل الہدیٰ والرشاد جلد اول ص 37 پر نقل فرماتے ہیں۔ ابوسعد نے ''الشرف'' میں ابن

جوزی نے وفاء الوفاء میں حضرت کعب الاحبار سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفی ﷺ کو تخلیق کرنے کا ارادہ فرمایا تو جبرائیل کو حکم دیا کہ وہ مٹی لے کر آئیں جو زمین کا دل، اس کی رونق اور اس کا نور جبرائیل نیچے تشریف لائے۔ ان کے ہمراہ فردوس اور رفیق اعلیٰ کے ملائکہ تھے۔ انہوں نے اس جگہ سے مٹھی بھر مٹی مبارک لی، جہاں آج آپ کی قبر انور ہے۔ یہ مٹی روشن اور منور تھی۔ اسے جنت کی نہروں کے رواں پانی آب تسنیم سے دھویا گیا۔ حتیٰ کہ وہ چمکتا ہوا موتی بن گئی۔ اس کی بہت بڑی بڑی شعاعیں تھیں۔ پھر ملائکہ نے یہ مٹی عرش، کرسی، آسمانوں اور زمین کے اردگرد گھمایا۔ حتیٰ کہ ملائکہ نے حضرت آدم کو جاننے سے پہلے محبوب خدا کو پہچان لیا۔

حضور ﷺ کا نور پاک حضرت آدم کی پیشانی میں دیکھا جاسکتا تھا۔ ان سے کہا گیا۔ آدم! یہ آپ کی اولاد کے سردار ہیں۔ یہ نبی و مرسل ہیں۔ جب حضرت حوا کے بطن میں حضرت شیث جلوہ گر ہوئے تو یہ نور حضرت آدم سے حضرت حوا کی طرف منتقل ہو گیا۔ حضرت حوا کے بطن سے بیک وقت دو بچے پیدا ہوتے تھے مگر حضرت شیث تنہا پیدا ہوئے یہ نور مصطفی ﷺ کی عزت و کرامت کی وجہ سے تھا پھر یہ نور ایک پاک شخص کی طرف منتقل ہوا حتیٰ کہ آپ کی ولادت ہو گئی۔

القرآن: الَّذِیۡ یَرٰىكَ حِیۡنَ تَقُوۡمُ ۝ وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیۡنَ ۝

ترجمہ: جو آپ کو دیکھتا رہتا ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں۔ ہم تمہارا نور پاک سجدہ کرنے والوں میں دیکھ رہے ہیں۔ (سورۂ شعراءٗ آیت 219-218)

امام ابونعیم نے ابن عباس سے ان آیات کا مفہوم نقل کیا ہے کہ تقلب سے مراد آپ کا نور یکے بعد دیگرے آپ کے آباؤ اجداد کی پشتوں سے منتقل ہوا ہوا سیدہ آمنہ کے بطن اور حضرت عبداللہ کی پیشانی میں چمکا۔

☆حضرت عبداللہ کی پیشانی میں نور مصطفی

سبل الہدیٰ والرشاد جلد اول ص 284 پر ہے۔ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت عبدالمطلب اپنے نور نظر حضرت عبداللہ کو نکاح کے لئے لے کر نکلے تو ایک کاہنہ کے پاس سے گزرے جس کا نام فاطمہ تھا۔اس نے کتب پڑھ رکھی تھیں۔ اس نے حضرت عبداللہ کے چہرے پر نور نبوت دیکھ لیا تھا۔اس نے کہا۔اے نوجوان! مجھ سے نکاح کرلو، تمہیں سو اونٹ دوں گی۔حضرت عبداللہ چلے گئے اور حضرت آمنہ سے نکاح کرلیا۔ کچھ دنوں بعد آپ وہاں سے گزرے اور اس عورت سے کہا، کیا مجھ سے نکاح کرے گی؟ اس نے کہا۔میں نے تمہاری پیشانی میں نور دیکھا تھا۔اب وہ نظر نہیں آ رہا۔حضرت عبداللہ نے اسے بتایا کہ میں نے نکاح کرلیا ہے۔اس نے کہا چلے جاؤ۔اپنی زوجہ کو بتادو کہ ان کے شکم میں روئے زمین کی بہترین ذات جلوہ گر ہوچکی ہے۔بخدا! تمہارے پاس جو امانت تھی، وہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے لے لی ہے اور تمہیں علم تک نہیں۔

☆نو ماہ میں انبیاء کی سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو مبارکباد

نعمت کبریٰ صفحہ نمبر 104 پر ہے کہ سیدہ آمنہ فرماتی ہیں جب نور محمدی میرے شکم میں جلوہ گر ہوا تو حمل کے پہلے مہینے جو کہ رجب تھا، میں اپنے گھر میں آرام کررہی تھی کہ میں نے دیکھا، ایک مرد جس کے چہرے سے آثار ملاحت اور جسم سے بہترین خوشبو نیز انوار وتجلیات ظاہر تھے، وہ مجھ سے کہنے لگا۔مرحبا یا محمد ﷺ میں نے ان سے پوچھا۔آپ کون ہیں؟ تو ارشاد فرمایا۔میں ابوالبشر آدم ہوں، میں نے پوچھا۔آپ کس لئے تشریف لائے ہیں؟ فرمایا اے آمنہ! تمہیں مبارک ہو کہ تم سید البشر سے فیضیاب (حاملہ) ہو۔

☆ دوسرا مہینہ آیا تو اسی طرح ایک مرد کامل میرے خواب میں آئے اور کہنے لگے۔ السلام علیک یا رسول اللہ۔ میں نے پوچھا۔ آپ کون ہیں؟ فرمایا میں حضرت شیث ہوں۔ میں نے کہا۔ آپ کیا چاہتے ہیں۔ فرمایا اے آمنہ! تمہیں مبارک ہو کہ تم صاحب تاویل و حدیث سے فیضیاب (حاملہ) ہو۔

☆ جب تیسرا مہینہ آیا تو اسی طرح ایک شخص میرے خواب میں آئے اور کہنے لگے۔ السلام علیک یا نبی اللہ میں نے پوچھا۔ آپ کون ہیں؟ فرمایا، میں حضرت ادریس ہوں...... میں نے پوچھا آپ کیا چاہتے ہیں؟ تو فرمایا اے آمنہ! تمہیں مبارک ہو کہ تمہارے بطن میں نبی رئیس یعنی نبیوں کے سردار جلوہ گر ہیں۔

☆ جب چوتھا مہینہ آیا تو اسی طرح ایک اور شخص میرے خواب میں آئے اور کہنے لگے۔ السلام علیک یا حبیب اللہ۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ فرمایا میں حضرت نوح ہوں۔ میں نے کہا۔ آپ کیا چاہتے ہیں؟ تو فرمایا اے آمنہ! تمہیں مبارک ہو کہ تمہارے بطن میں صاحب نصر و فتوح جلوہ گر ہیں۔

☆ جب پانچواں مہینہ آیا تو اسی طرح ایک اور شخص میرے خواب میں آئے اور کہنے لگے۔ السلام علیک یا صفوۃ اللہ۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ فرمایا۔ میں حضرت ہود ہوں۔ میں نے کہا آپ کیا چاہتے ہیں؟ فرمایا اے آمنہ! تمہیں مبارک ہو کہ تمہارے بطن میں نبی مکرم جلوہ گر ہیں جو کہ قیامت کے دن شفاعت کبریٰ کے مالک ہوں گے۔

☆ جب چھٹا مہینہ آیا تو اسی طرح ایک اور شخص میرے خواب میں آئے اور کہنے لگے۔ السلام علیک یا رحمۃ للہ۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ فرمایا میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہوں۔ میں نے پوچھا آپ کیا چاہتے ہیں؟ فرمایا اے آمنہ! تمہیں مبارک ہو کہ نبی جلیل تمہارے بطن

میں جلوہ گر ہیں۔

☆ جب ساتواں مہینہ آیا تو اسی طرح ایک بزرگ میرے پاس آئے اور کہنے لگا۔ السلام علیک یا من اختارہ اللہ۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں۔ تو فرمایا میں اسماعیل ذبیح اللہ ہوں۔ میں نے پوچھا آپ کیا چاہتے ہیں؟ تو فرمایا تمہیں مبارک ہو۔ نبی رجیح وملیح یعنی بہترین اور نمکین حسن والے تمہارے شکم میں جلوہ گر ہیں۔

☆ جب آٹھواں مہینہ آیا تو اسی طرح ایک بزرگ میرے خواب میں آئے اور کہنے لگے۔ السلام علیک یا خیرۃ اللہ۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ فرمایا میں موسیٰ علیہ السلام ہوں۔ میں نے پوچھا آپ کیا چاہتے ہیں؟ فرمایا تمہیں مبارک ہو۔ وہ نبی معظم تمہارے شکم میں جلوہ گر ہیں جن پر قرآن نازل ہوگا۔

☆ جب نواں مہینہ آیا تو اسی طرح ایک بزرگ میرے خواب میں تشریف لائے اور کہنے لگے۔ السلام علیک خاتم رسل اللہ۔ آپ کے ظہور کا وقت مجھ سے قریب تر ہے۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ فرمایا حضرت عیسیٰ ابن مریم، آپ کیا چاہتے ہیں؟ فرمایا تمہیں مبارک ہو نبی مکرم اور رسول معظم تمہارے شکم میں جلوہ گر ہیں۔ اے آمنہ! تم سے تمام تکالیف و مصائب دور ہو گئے۔

☆ وقت ولادت مناظر

کتاب نعمت کبریٰ صفحہ نمبر 121 پر ہے۔ میلاد کی خوشی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل سے فرمایا! اے جبرئیل! جنت مدینے کے جام خوشبودار شربت سے لبریز کر دو اور اے رضوان (خازن جنت) جنتی حوروں کی زیبائش کرو، مسک کے منہ کھول دو، کیونکہ مخلوقات کے سردار

جناب احمد مختار ﷺ ظہور فرمانے والے ہیں۔

اے جبرئیل! محبوب اکبر کے لئے جو کہ نور والے اور سب سے مقرب و اعلیٰ ہیں، قرب و وصال کے سجاوے پھیلا دو اور مالک (داروغہ جہنم) کو حکم دو کہ جہنم کے دروازے بند کردے، رضوان سے کہو کہ جنت کے دروازے کھول دے۔

اے جبرئیل! جنتی پوشاک پہن کر زمین و آسمان کے گوشوں میں ندا کرو، محب و محبوب اور طالب مطلوب کے ملنے کا وقت آن پہنچا ہے۔ جبرئیل نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی اور فرشتوں کو مکہ مکرمہ کے پہاڑ پر لا کھڑا کیا۔ ان فرشتوں نے کعبہ کو اپنے نورانی پروں سے گھیر لیا۔ ان فرشتوں کے پاؤں سفید کافوری بادلوں کی طرح تھے۔ اطراف و اکناف میں پرندے گیت گانے لگے اور جنگلوں اور صحراؤں میں جانور خوشی و مسرت سے گیت گانے لگے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم مقدس سے ہوا۔

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ولادت کے وقت اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے تمام حجابات اٹھا دیئے اور مجھے سرزمین شام میں بصریٰ کے محلات نظر آنے لگے۔ میں نے تین جھنڈے دیکھے جو مشرق، مغرب اور کعبہ کی چھت پر نصب کئے گئے اس عالم میں مجھے پرندوں کا غول نظر آیا، جن کی چونچیں سونے کی طرح تھیں اور پر سفید موتیوں کے مائل تھے۔ انہوں نے میرے حجرہ میں آکر زرو جواہرات، یاقوت و مرجان نچھاور کئے اور پھر اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے لگے۔ میں انہیں لمحہ بہ لمحہ اپنے سے دور کرتی تھی۔ اسی دوران فرشتوں کے گروہ آئے۔ ان کے ہاتھوں میں سونے چاندی کے برتنوں میں مشک و عنبر اور مختلف خوشبوئیں تھیں، وہ بکھیرتے رہے اور بلند آواز سے رسول معظم ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پیش کرنے لگے۔

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ چاند میرے سر پر سایہ فگن ہوا اور ستارے خوبصورت

قندیلوں کی طرح لٹک کر چمکنے لگے۔ مجھے سفید اور کافوری شربت پیش کیا گیا، جو مشک سے زیادہ خوشبودار، شہد سے زیادہ لذیذ اور برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا۔ مجھے سخت پیاس محسوس ہوئی تو میں نے اسے پی لیا۔ میں نے ایسا مشروب کبھی نہ پیا تھا۔ یہ شربت پینے کے بعد مجھ پر ایک نورِ عظیم ظاہر ہوا اور میں نے دیکھا۔ ایک سفید رنگ کا پرندہ میرے کمرے میں آیا اور میرے دل سے پرواز کی۔

☆ولادت کے وقت

حضرت امام یوسف بن اسماعیل نبہانی انوارِ محمدیہ ص 37 پر لکھتے ہیں کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ جب آپ ﷺ کی ولادت ہوئی تو کیا دیکھا کہ آپ سجدے میں ہیں۔ آپ نے اپنی انگلیاں یوں آسمان کی طرف اٹھائی ہوئی ہیں جیسے کوئی عجز و نیاز سے زاری کرتا ہے پھر میں نے آسمان سے سفید بادل آتا دیکھا جس نے آپ کو ڈھانپ لیا اور میری نگاہوں سے چھپا لیا۔ میں نے سنا۔ ایک منادی کہہ رہا تھا کہ آپ کو مشرق و مغرب میں ہر طرف گھماؤ۔ سمندروں میں لے جاؤ تا کہ آپ کے نام، اوصاف اور چہرۂ انور سے واقف ہو جائیں پھر وہ آپ سے فورا علیحدہ ہو گئے۔

☆ولادت سے قبل

خطیب بغدادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب آپ کی ولادت ہوئی تو میں نے ایک بڑا سا بادل دیکھا جس کی چمک میں، میں نے گھوڑوں کا ہنہنانا، پردوں کی سرسراہٹ اور انسانوں کی گفتگو سنی، پھر میں نے ایک شخص کو منادی کرتے سنا، کہ محمد ﷺ کو تمام دنیا میں لے کر پھراؤ اور جنوں اور انسانوں کے ہر مقدس فرد اور فرشتوں، پرندوں

اور وحشی جانوروں سے روشناس کراؤ اور آپ کو حضرت آدم کا خلق، حضرت نوح کی شجاعت، حضرت ابراہیم کی دوستی، حضرت اسماعیل کی زبان، حضرت اسحق کی رضا، حضرت صالح کی فصاحت، حضرت لوط کی حکمت، حضرت یعقوب کی بشارت، حضرت موسیٰ کی سخت گیری، حضرت ایوب کا صبر، حضرت یونس کی طاعت، حضرت یوشع کا جہاد، حضرت داؤد کی صیانت، حضرت دانیال کی محبت، حضرت الیاس کی وفا، حضرت یحییٰ کی پرہیزگاری، حضرت عیسیٰ کا زہد (تمام انبیاء و رسل) کو جو جو عطا کیا، وہ سب ہمارے محبوب میں رکھ دو) اور انبیاء کے اخلاق سے سجا دو اور پھر وہ بادل علیحدہ ہو گیا۔ (انوار محمدیہ ﷺ)

☆ ابلیس چار مرتبہ رویا اور چلاّیا

سبل الہدیٰ والرشاد جلد اول ص 311 پر ہے کہ ابلیس چار مرتبہ رویا اور چلاّیا

☆ جب اسے ملعون کیا گیا

☆ جب اسے نیچے اتارا گیا

☆ جب سرکار ﷺ کی ولادت ہوئی اور

☆ جب سورۂ فاتحہ نازل ہوئی۔

امام ابی حاتم رضی اللہ عنہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ کی ولادت ہوئی تو ابلیس سے کہا کہ آج رات وہ ہستی پیدا ہو گئی ہے جو تمہارا معاملہ خراب کر دے گی۔ اس کے لشکر نے اسے کہا کاش! تو اس کے پاس جائے اور اسے ناخن مار دے۔ جب وہ حضور ﷺ کے قریب ہوا تو رب تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کو بھیجا تو انہوں نے اسے ٹانگ مار کر پھینک دیا۔

ابلیس ساتوں آسمانوں تک جا سکتا تھا جب عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو اسے تین آسمانوں سے روک دیا گیا۔ وہ چار تک جا سکتا تھا۔ جب سرکار ﷺ کی ولادت ہوئی تو ساتوں آسمان سے روک دیا گیا۔

☆ میلاد کا فیضان

کتاب نعمت کبریٰ صفحہ نمبر 112 پر یہ واقعہ منقول ہے کہ عامر یمنی کے پاس ایک بت تھا جس کی وہ پوجا کرتا تھا۔ عامر یمنی کی ایک بیٹی تھی جو قولنج اور جذام کے مرض میں مبتلا تھی۔ اسی وجہ سے وہ چلنے پھرنے سے قاصر تھی۔ عامر یمنی روزانہ بت کو ایک جگہ رکھ دیتا اور اس بت کے سامنے اپنی بیٹی کو بٹھاتا پھر کہتا اے معبود! یہ میری بیٹی بیمار ہے، اس کا علاج کر، اگر تیرے پاس شفا ہے تو اسے عافیت وسکون بخش، وہ سالوں تک یوں ہی کرتا رہا اور بت سے حاجت طلب کرتا رہا، مگر بت اس کی حاجت پوری نہ کر سکا۔

ایک روز عامر یمنی اپنی بیوی سے کہنے لگا۔ ہم کب تک اس گونگے، بہرے پتھر کی عبادت کریں گے۔ یہ تو نہ ہی بولتا ہے اور نہ ہی ہماری فریاد رسی کرتا ہے۔ میرے خیال میں ہم درست دین پر نہیں ہیں۔ ابھی وہ میاں بیوی اپنے مکان کی چھت پر بیٹھے انہی باتوں میں مشغول تھے کہ اچانک انہوں نے ایک نور دیکھا جو کہ آسمان پر چھا گیا اور اس کی نورانیت سے پوری کائنات منور ہو گئی پھر رب تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ان کی آنکھوں سے ظلمت وشقاوت کے پردوں کو ہٹا دیا تا کہ وہ خواب غفلت سے بیدار ہو جائیں۔ اتنے میں انہوں نے دیکھا کہ فرشتے صفیں باندھے کھڑے ہیں اور ایک مکان کو گھیرے ہوئے ہیں۔ پہاڑ سجدہ ریز ہیں۔ زمین حیرت میں گم ہے، اشجار زمین کی جانب جھکے ہوئے ہیں اور پرندے ہشاش بشاش ہیں۔ ایک منادی

اعلان کرر ہا ہے۔ نبی ہادی اس دنیا میں جلوہ گر ہو گئے ہیں۔

پھر اپنے بت کو دیکھا کہ وہ اوندھے منہ زمین پر ذلت ورسوائی کی خاک چاٹ رہا ہے۔

عامر یمنی نے بیوی سے کہا کیا بات ہے؟ وہ کہنے لگی۔ ذرا اس بت کو تو دیکھو۔ اتنے میں اس بت سے آواز آتی ہے۔ آگاہ رہو! خبر عظیم ظاہر ہو گئی ہے اور فخر عالم ﷺ جلوہ فرما ہو چکے ہیں۔ سن لو! وہ نبی جن کا ہر ایک کو انتظار تھا جو کہ شجر وحجر سے کلام کریں گے اور جو چاند کے دو ٹکڑے کریں گے اور جو قبیلہ ربیعہ ومضر کے سردار ہوں گے، جلوہ گر ہو گئے ہیں۔

یہ کلام سن کر عامر یمنی نے اپنی بیوی سے کہا۔ کیا تم نے سنا کہ اس پتھر نے کیا کہا؟ وہ بولی اس سے پوچھو! اس مولود مبارک کا نام کیا ہے؟ جس کے نور سے کائنات کو منور کر دیا ہے۔

اتنے میں ہاتف غیبی سے آواز آئی۔ اس مولود مبارک کا نام محمد ﷺ ہے۔ وہ سرزمین زم زم وصفا (مکہ مکرمہ) کے رہنے والے ہیں۔ وطن تہامہ ہے اور دونوں کندھوں کے مابین علامت نبوت (مہر نبوت) ہے۔ جب وہ چلیں گے تو بادل ان پر سایہ کریں گے۔

اس کے بعد عامر یمنی نے اپنی بیوی سے کہا۔ چلو! ان کی تلاش میں نکلتے ہیں تا کہ ان کی بدولت حق کی جانب کوئی راہنمائی حاصل ہو۔ گفتگو کے دوران ان کی بیمار بیٹی جو کہ مکان کے نچلے حصے میں بے حس وحرکت پڑی تھی اور ان کا خیال بھی اس کی طرف نہیں گیا تھا، اچانک چھت پر ان کے سامنے آن کھڑی ہوئی۔ حیران ہو کر باپ نے کہا۔ اے بیٹی! تیری وہ بیماری وتکلیف کہاں گئی جس نے تیرا جینا مشکل کر دیا تھا۔ بیٹی نے جواب دیا۔ اے میرے والد! میں نیند کی لذت میں گم تھی کہ اچانک میں نے اپنے سامنے ایک نور کی تجلی دیکھی اور اس میں سے ایک شخص نکل کر میرے پاس آیا۔ میں نے ان سے پوچھا: یہ نور کیسا ہے اور وہ شخص کون ہیں جن کے دندان مبارک کے نور نے مجھے منور کر دیا ہے؟

اس شخص نے کہا یہ حضرت عدنان کے فرزند (محمد عربی ﷺ) کا نور مبارک ہے۔ جس کی تابانی نے کون ومکاں کو منور کر رکھا ہے۔ میں نے کہا۔ مجھے ان کے نام بتائیے۔ تو فرمایا ان کے نام ''احمد ومحمد'' ہیں۔ مطیعون (اطاعت گزاروں) پر شفقت فرمائیں گے اور خطا کاروں اور دشمنوں سے درگزر فرمائیں گے۔ میں نے پوچھا: ان کا حسب ونسب کیا ہے؟ فرمایا، قریشی و عدنانی ہے۔ میں نے پوچھا، وہ کس کی عبادت کریں گے۔ فرمایا اللہ وحدہ لاشریک کی۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ فرمایا میں ایک فرشتہ ہوں۔ جسے نور محمدی کے اٹھانے کا شرف بخشا گیا ہے۔ میں نے اس سے کہا۔ آپ نے میری تکلیف کو ملاحظہ نہیں کیا؟ تو فرشتے نے کہا۔ تم حضور ﷺ کے وسیلے سے دعا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

میں نے اپنے حبیب کی ذات میں اپنے راز و برہان کو ودیعت کیا ہے تو جو کوئی مجھ سے حضور ﷺ کے وسیلے سے دعا کرے گا۔ میں نے اس کی مشکل کو حل کر دوں گا۔

یہ سنتے ہی میں نے اپنے ہاتھوں کو پھیلا دیا اور خلوص دل سے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی پھر ان اٹھے ہوئے ہاتھوں کو اپنے چہرے اور جسم پر پھیرا اور نیند سے جاگ اٹھی تو میں ایسی تندرست و صحیح ہوگئی جیسا کہ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں۔ یہ سن کر عامر یمنی نے اپنی بیوی سے کہا۔ بے شک یہ مولود مبارک سرو برہان کے امین ہیں اور ہم نے تو ان سے صادر عجیب وغریب نشانیوں کو بھی دیکھ لیا ہے۔ میں ضرور بالضرور ان کی محبت وشوق میں جنگلوں اور وادیوں کو طے کروں گا پھر عامر یمنی اور اس کے بقیہ گھر والے اسی مقصد سے تیار ہو کر مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہوئے۔

جب لوگ مکہ میں اپنی منزل مراد تک پہنچ گئے تو حضور ﷺ کی والدہ کا گھر معلوم کیا اور بیت آمنہ پر آن پہنچے تو وہ عرض گزار ہوئے کہ ہمیں اپنے گل کے دیدار سے بہرہ ور فرمائیے، جن کے طفیل اللہ نے موجودات کو نور جاں بخشا اور آباؤ اجداد کو شرف و بزرگی عطا فرمائی ہے۔ حضرت

آمنہ نے فرمایا۔ میں اپنے لخت جگر کا دیدار تمہیں نہیں کرا سکتی کیونکہ میں یہودیوں سے خوف رکھتی ہوں کہ کہیں ان کو نقصان نہ پہنچائیں۔

یہ سن کر عامر یمنی نے عرض کی۔ ہم نے فقط ان کی زیارت سے فیضیاب ہونے کے لئے اپنے وطن کو خیرباد کہہ دیا ہے۔ اور ان کے لئے اپنا دین چھوڑ کر آئے ہیں تاکہ محبوب خدا ﷺ کی زیارت سے بہرور ہوں کیونکہ ان کی خدمت میں آنے والا کبھی ناکام نہیں ہوتا۔ یہ سن کر سیدہ آمنہ نے فرمایا۔

اگر ایسی بات ہے کہ تمہیں زیارت ضرور کرنی ہے تو تھوڑی دیر رکو اور جلدی نہ کرو۔ بالآخر سیدہ آمنہ نے انہیں اجازت عطا فرمائی۔ وہ اس کمرے میں داخل ہوئے جس میں سرکار ﷺ جلوہ گر تھے۔ سرکار ﷺ کے چہرۂ انور سے نکلنے والی نورانی شعاعوں میں گم ہو گئے۔ تکبیر و تہلیل کہنے لگے پھر جب رخ مصطفی سے کپڑا اٹھایا گیا تو اس کی نورانیت سے ہر شے چمکنے دمکنے لگی۔

رخ مصطفی کی زیارت کرتے ہی وہ رونے لگے حتیٰ کہ ان کی آوازیں بلند ہو گئیں۔ قریب تھا کہ اس گریہ وزاری کے سبب ان کی موت واقع ہو جاتی پھر انہوں نے زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھ کر دست مقدس کو بوسہ دیا۔

پھر سیدہ آمنہ نے ان سے فرمایا۔ جلدی کرو اور یہاں سے چلے جاؤ کیونکہ حضرت عبدالمطلب نے مجھے تاکید فرمائی ہے کہ میں محبوب خدا ﷺ کو لوگوں سے پوشیدہ رکھوں، چنانچہ وہ سب بیت آمنہ سے نکلے۔ اتنے میں عامر یمنی نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا اور دیوانوں کی طرح چلتے ہوئے کہنے لگے۔ مجھے دوبارہ بیت آمنہ میں لے چلو اور دوبارہ محبوب خدا ﷺ کی زیارت کرنے دو۔

چنانچہ وہ دوبارہ لوٹے اور سیدہ آمنہ کی منت سماجت کر کے کمرے میں داخل ہوئے تو عامر

یمنی نے محبوب خدا ﷺ کو دیکھتے ہی جلدی سے قدموں کی جانب بڑھا اور ایک زوردار چیخ بلند کی اور حضور محبوب خدا ﷺ کے قدموں ہی میں اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی تو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اس کی روح کو جنت میں پہنچادیا۔

☆ یہودی مہر نبوت دیکھ کر غش کھا گیا

نعمت کبریٰ ص 87 پر منقول ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مکہ مکرمہ میں ایک یہودی رہتا تھا، جس شب سرکار ﷺ نے اس کائنات میں جلوہ گری فرمائی تو اس یہودی نے پوچھا۔ اے قبائل قریش۔ کیا تمہارے ہاں کوئی بچہ آج کی رات پیدا ہوا ہے؟ تو انہوں نے کہا معلوم نہیں تو وہ جواب سن کر کہنے لگا۔ اپنے گھروں میں جاؤ اور تلاش کرو کیونکہ آج کی شب اس امت کے نبی خاتم الانبیاء والمرسلین جلوہ گری فرما چکے ہیں جن کے دونوں کندھوں کے مابین ایک نشانی یعنی مہر نبوت ہے، چنانچہ اس گفتگو کو سن کر وہ اپنے گھر کو لوٹے اور دریافت کیا تو انہیں بتایا گیا کہ حضرت عبداللہ کے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے۔ یہ سن کر وہ یہودی بقیہ لوگوں کے ساتھ حضرت آمنہ کے پاس آیا تو سیدہ آمنہ نے سرکار ﷺ کی زیارت کرائی۔ جب یہودی نے مہر نبوت دیکھی تو غش کھا کر گر گیا۔ جب ہوش آیا تو کہنے لگا۔ اے قبائل قریش! سن لو! اللہ کی قسم! یہ ہستی تم پر غالب ہو جائے گی اور اس کا شہرہ مشرق و مغرب میں ہوگا۔

☆ نام محمد ﷺ کیوں رکھا گیا

سبل الہدیٰ والرشاد جلد اول ص 322 پر ہے۔ حضرت ابوعمر اور امام ابن عساکر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ کی ولادت ہوئی تو آپ کی طرف سے ایک مینڈھا ذبح کر کے آپ کا عقیقہ کیا اور آپ کا نام نامی محمد ﷺ رکھا۔ آپ سے عرض کی

ابوالحارث! آپ نے ان من موہنے بچے کا نام محمد کیوں رکھا ہے اور اس کے آباؤ کے اسماء میں سے کوئی نام کیوں نہ رکھا؟ انہوں نے فرمایا۔ میرا ارادہ ہے کہ رب تعالیٰ آسمان میں اور زمین میں لوگ اس کی تعریف کریں۔

☆حضور علیہ السلام کی رضاعی مائیں

سبل الہدیٰ والرشاد ص338 پر ہے۔ آپ ﷺ نے دس خواتین کا دودھ نوش فرمایا۔

1۔ والدہ کا دودھ سات ایام تک نوش فرمایا۔

2۔ حضرت ثویبہ، 3۔ حضرت حلیمہ، 4۔ خولہ بنت منذر، 5۔ ام ایمن برکتہ، 6۔ بنوسلیم کی تین خواتین، 9۔ ام فروہ، 10۔ بنوسعد کی ایک خاتون

☆سیدہ حلیمہ اور دیدار مصطفی ﷺ

سیدہ حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں جب میں مولدالنبی میں داخل ہوئی تو دیکھا آپ دودھ سے بھی سفید اور اُون کے کپڑے میں ملبوس ہیں اور نیچے سبز رنگ کا بچھونا ہے۔ آپ سوئے ہوئے تھے اور آپ کے جسم اطہر سے خوشبو کے حلے پھوٹ رہے تھے۔

(بحوالہ انسان العیون جلد اول، ص 147)

☆حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب کپڑے کو چہرۂ اقدس سے ہٹایا گیا تو میں آپ کے حسن و جمال میں اس طرح گم ہوگئی کہ مجھے جگانے کی ہمت نہ رہی۔

(انسان العیون، جلد اول، ص 147)

☆سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب میں کچھ سنبھلی تو میں نے نزدیک ہوکر آپ کے سینۂ اقدس پر ہاتھ رکھا۔ آپ نے تبسم فرمایا اور آنکھیں کھول کر مجھے دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے ایک نور نکلا

جس کی شعاعیں آسمان تک پھیلی ہوئی ہیں۔ میں نے آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان (جبین مقدس) پر بوسہ دیا اور گود میں اٹھالیا۔

(آثار محمدیہ، شیخ احمد زینی دحلان جلد اول، ص 47)

صاحب سیرت حلبیہ نے حضرت حلیمہ کا یہ قول بھی نقل کیا کہ جب لینے گئی تو مجبوری تھی کہ کوئی بچہ نہ ملا تھا لیکن جب زیارت سے مشرف ہوگئی تو اب آپ کو لے جانا میرا تقاضا بن گیا۔

(سیرت حلبیہ، جلد اول، ص 147)

☆ سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں کہ رات گزارنے کے بعد صبح روانگی کا ارادہ کیا تو پہلے بیت اللہ گئی تو بتوں نے سر جھکالیا اور حجر اسود آگے بڑھ کر چہرہ اقدس کے ساتھ چمٹ گیا۔ (تفسیر مظہری، جلد 6، ص 528)

سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں کہ طواف کعبہ سے فارغ ہوکر میں نے سرکار ﷺ کو جب اپنے آگے سواری پر بٹھایا تو میری سواری نے کعبہ کی جانب تین دفعہ سجدہ کیا اور آسمان کی طرف سر اٹھایا۔

(مواہب الدنیہ، جلد 1، ص 152)

سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں کہ لاغر کمزور سواری پر جب سرکار ﷺ کو سوار کیا گیا تو سواری دفعتاً تندرست و توانا ہوگئی اور رفتار میں اتنی تیز کہ دیگر سواریاں پیچھے رہ گئیں حتیٰ کہ دیگر خواتین حضرت حلیمہ سے بار بار سوال کرتیں کہ کہیں آپ نے سواری تبدیل تو نہیں کردی؟ آپ نے فرمایا سواری نہیں، سوار بدل گیا ہے۔

سیدہ فرماتی ہیں۔ میری سواری جھوم جھوم کر چلتی اور کبھی کبھی گنگناتی تو یوں محسوس ہوتا جیسے کہہ رہی ہے۔ اللہ کی قسم! آج مجھے اللہ نے عظیم شان عطا کردی ہے۔ موت کے بعد دوبارہ زندگی، کمزوری کے بعد پھر طاقت عطا کردی ہے۔ اے بنی سعد! کی عورتو! تم غفلت میں رہیں۔

تمہیں پتہ ہے میری پشت پر کون سوار ہے؟ میری پشت پر سید الانبیاء اور رب العالمین کا محبوب سوار ہے۔(انسان العیون، جلد اول، ص148)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ مدارج النبوت جلد 2 ص 20 پر فرماتے ہیں کہ جب حلیمہ سعدیہ آپ کو لے کر جا رہی تھیں تو راستہ میں بکریوں کا ایک ریوڑ چر رہا تھا۔ وہ آپ کی سواری کے آگے آئیں اور کہنے لگیں۔ اے حلیمہ! تجھے جان لینا چاہئے کہ تیری گود میں پروردگار عالم کے رسول محمد ﷺ ہیں، جو تمام فرزندان آدم سے افضل ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری جلد 6 ص 528 میں فرماتے ہیں۔ جہاں جہاں سے آپ کی سواری گزرتی، وہاں وہاں سبزہ اگ آتا، پتھر آپ کو سلام عرض کرتے، درخت اپنی ٹہنیوں سمیت جھک کر استقبال کرتے۔

☆ حضرت حلیمہ جب آپ کو لے کر بنی سعد کے علاقہ میں پہنچیں تو وہ علاقہ جہاں قحط سالی کی وجہ سے گھاس تک نظر نہ آتی تھی۔ آج اتنا سرسبز و شاداب ہو چکا تھا کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس شادابی کا ذکر کرتے ہوئے سیدہ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی وسیع زمین ہماری زمین سے بڑھ کر کوئی سرسبز نہیں۔(انسان العیون، جلد 1، ص 148)

جب سرکار ﷺ کی سواری سیدہ حلیمہ کے قبیلے میں پہنچی تو کیفیت یہ تھی کہ آپ کی برکت سے بنی سعد کے ہر گھر سے کستوری کی طرح خوشبو آتی تھی۔

(سبل الہدیٰ جلد 1، ص 473)

لوگوں کے دلوں میں سرکار ﷺ کی محبت اس طرح راسخ ہو چکی تھی کہ اگر کوئی بھی ان میں بیمار ہو جاتا تو وہ آ کر آپ کا دست اقدس پکڑ کر اپنے جسم کے ساتھ مس کر دیتا۔ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے فی الفور اس کی تکلیف کو رفع کر دیتا۔(سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 1، ص 472)

☆ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ تفسیر مظہری، جلد 6، ص 527 پر فرماتے ہیں کہ آپ کے پنگھوڑے کو فرشتے حرکت دیتے تھے۔

☆ وفا الوفاء میں ہے کہ ایک ماہ ایک سال کے برابر بڑھتے

☆ امام زرقانی علیہ الرحمہ زرقانی شریف جلد اول ص 148 پر فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ تین ماہ کی عمر میں قدموں پر کھڑے ہونے لگے۔ چار ماہ کی عمر میں دیوار کے سہارے چلنے لگے۔ پانچ ماہ کی عمر میں بغیر سہارے کے چلنے لگے۔ چھ ماہ کی عمر میں تیز چلنے لگے۔ سات ماہ کی عمر میں باگ دوڑ فرمانے لگے۔ آٹھ ماہ کی عمر میں فصیح و بلیغ گفتگو فرمانے لگے۔ دس ماہ کی عمر میں تیر اندازی شروع فرمائی۔

☆ پنگھوڑے میں شان و عظمت

سبل الہدیٰ والرشاد جلد اول ص 310 پر ہے کہ امام طبرانی اور امام بیہقی نے حضرت عباس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی نبوت کی ایک علامت نے مجھے آپ کے دین میں داخل کر دیا۔ میں نے آپ کو دیکھا آپ پنگھوڑے میں تھے، چاند سے گفتگو فرما رہے تھے۔ آپ اپنی انگلی سے اس کی طرف اشارہ فرما رہے تھے۔ وہ ادھر ہی جھک جاتا تھا، جدھر آپ اشارہ فرماتے تھے۔

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

کھیلتے تھے اس لئے بچپن میں آقا چاند سے
یہ سراپا نور تھے وہ تھا کھلونا نور کا

آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں اس سے باتیں کرتا تھا۔ وہ مجھ سے باتیں کرتا تھا۔ وہ مجھے رونے سے روکتا تھا۔ میں اس کی پیشانی کی آواز سنتا تھا۔ جب وہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا تھا۔

☆وصال کے وقت سیدہ آمنہ کے اشعار

مواہب الدنیہ جلد اول ص 169 پر ہے۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے وصال کا وقت قریب آیا تو سرکار ﷺ ان کے سرہانے بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت آپ کی عمر پانچ برس تھی۔ والدہ نے آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس کو دیکھا تو یہ اشعار پڑھے اور الوداع فرمایا۔

ترجمہ۔ اے یتیم بیٹے! اللہ تجھے برکت عطا فرمائے۔ اللہ کی طرف سے تو تمام مخلوق کی طرف نبی ہے تو تمام روئے کائنات کے لئے اسلام جیسے دین کا اعلان کرنے والا ہے اور اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کے اعلیٰ دین کا، کہ اللہ نے بتوں کی عبادت سے منع فرمایا ہے۔

ہر زندہ پر موت آنے والی ہے، ہر نیا بوسیدہ ہونے والا ہے۔ ہر بڑا فنا ہو جائے گا۔ میں فوت ہو جاؤں گی مگر میرا ذکر باقی رہے گا۔ یقیناً میں نے پاکیزہ بیٹا جنا ہے اور میں تمام مخلوق کے لئے خیر و برکت چھوڑے جا رہی ہوں۔

☆پوری اُمّت پر بھاری

مواہب الدنیہ جلد اول ص 111 پر ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ میرا سینہ چاک کرنے

کے بعد میری اُمّت کے دس آدمیوں کے ساتھ میرا وزن کیا، میں دس پر بھاری نکلا۔

پھر فرشتہ نے کہا کہ ان کو ان کی اُمّت کے ایک سو آدمی کے ساتھ وزن کرو۔ مجھ کو ایک سو کے ساتھ وزن کیا گیا، میں ایک سو سے بھی بھاری رہا۔ پھر اس نے کہا کہ آپ کو چھوڑ و۔ اب وزن نہ کرو، اگر تم اِن کو اِن کی کل اُمّت کے ساتھ وزن کرو گے، تب بھی آپ ان سے بھاری نکلیں گے۔

پھر ان سب نے مجھے اپنے سینوں سے لگایا اور میرے سر پر اور میری دونوں آنکھوں کے درمیان بوسے دیئے۔ پھر انہوں نے کہا! اے حبیب اللہ ﷺ! آپ گھبرائیں نہیں۔ آپ کے ساتھ جس خیر کا ارادہ کیا جاتا ہے، اس کا علم ہو جانے پر یقیناً آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔

☆ بچپن میں آپ کے وسیلے سے دعا

مواہب الدنیہ کی شرح میں امام زرقانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ابن عساکر، جہلمہ بن عفقہ سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے کہا کہ میں مکہ میں آیا۔ اہل مکہ قحط میں مبتلا تھے۔ ایک بولا کہ لات وعزیٰ کے پاس چلو۔ دوسرا بولا کہ منات کے پاس چلو۔ یہ سن کر ایک خوبرو جید الرائے بوڑھے نے کہا۔ تم کہاں الٹے جا رہے ہو۔ حالانکہ ہمارے درمیان باقیہ ابراہیم وسلالہ اسماعیل موجود ہیں۔ وہ بولے۔ تمہاری مراد ابو طالب ہے؟ اس نے کہا ہاں: پس وہ سب اٹھے اور میں بھی ساتھ ہو لیا۔ جا کر دروازے پر دستک دی۔ ابو طالب نکلے تو کہنے لگے۔ ابو طالب! قحط آ گیا۔ ہمارے زن وفرزند قحط میں مبتلا ہیں۔ چل مینہ مانگ۔ پس ابو طالب نکلے۔ اس کے ساتھ ایک لڑکا تھا گویا آفتاب تھا جس سے ہلکا سیاہ بادل دور ہو گیا ہو اس کے گرد اور چھوٹے چھوٹے لڑکے تھے۔ ابو طالب نے اس لڑکے کو لیا اور اس کی پیٹھ کعبہ سے لگائی۔ اس لڑکے (محمد ﷺ) نے التجا

کرنے والوں کی طرح اپنی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا حالانکہ اس وقت آسمان پر کوئی بادل کا ٹکڑا نہ تھا۔ اشارہ کرنا تھا کہ چاروں طرف سے بادل آنے لگے۔ برسا اور خوب برسا جنگل میں پانی ہی پانی نظر آنے لگا اور آبادی و وادی سب سرسبز و شاداب ہو گئے۔

اسی بارے میں ابو طالب نے کہا ہے۔

وابیض یستسقی الغمام بوجهه
ثمال الیتمیٰ عصمة للارامل

اور گورے رنگ والے جن کی ذات کے وسیلہ سے بارش طلب کی جاتی ہے۔ آپ یتیموں کے ملجا و ماویٰ، بیوہ اور درویشوں کے نگہبان۔

☆ بچپن میں شام کا سفر اور راہب

دلائل النبوت میں ہے کہ بچپن میں نبی پاک ﷺ اپنے چچا ابو طالب کی معیت میں شام کے سفر پر روانہ ہوئے۔ راستہ میں راہب کی خانقاہ کے پاس سے گزر ہوا۔ وہاں ایک بڑا راہب رہتا تھا۔ اس کا نام بحیرہ تھا۔ وہ کسی سے ملاقات کے لئے اپنی خانقاہ سے باہر نہ نکلتا تھا۔ لیکن جب اہل مکہ کا یہ قافلہ جس میں حضور ﷺ بھی تھے۔ اس نے اس خانقاہ کے پڑوس میں قیام فرمایا تو خود ہی باہر آیا۔ قافلے والوں کو بڑے غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے حضور ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور سب کو کہا۔ یہ سارے جہانوں کے سردار ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمائے گا۔

کسی نے راہب سے پوچھا اور بھی بہت سے خاندان قریش کے نوجوان موجود ہیں۔ تم نے انہیں کیسے پہچانا؟

اس نے جواب دیا۔ جب بھی آپ ﷺ کا گزر درخت کے پاس سے ہوتا۔ وہ آپ کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتا، نبی کے بغیر شجر و حجر کسی کو سجدہ نہیں کرتے۔

دوسری نشانی یہ دیکھی کہ جب آپ کا قافلہ آرہا تھا تو بادل کا ایک ٹکڑا آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ جاتا تھا۔

تیسری یہ نشانی دیکھی کہ قافلہ والوں نے آگے بڑھ کر درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ کے لئے درخت کے سایہ میں جگہ نہ تھی، آپ ﷺ بیٹھے کہ درخت کا سایہ ادھر جھک گیا۔

☆ دیدار کی آرزو میں توریت کے چار سو علماء

مدارج النبوت میں شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں۔ تبع نے نبی آخرالزماں ﷺ کے لئے ایک عالی شان محل تعمیر کرایا۔ تبع کے ہمراہ توریت کے چار سو علماء تھے جو اس کی صحبت چھوڑ کر مدینہ منورہ میں اس آرزو میں ٹھہر گئے کہ وہ نبی آخرالزماں ﷺ کی صحبت کی سعادت حاصل کریں گے۔ تبع نے ان چار سو علماء سے ہر ایک کے لئے مکان بنوایا اور ایک ایک باندھی بخشی اور ان کو مال کثیر دیا۔ تبع نے ایک خط لکھا۔ جس میں اپنے اسلام لانے کی شہادت دی۔ اس خط میں چند شعر یہ تھے۔

ترجمہ: میں احمد مجتبیٰ کی گواہی دیتا ہوں کہ وہ بلا شبہ اللہ کی جانب سے رسول ہیں جس نے مٹی سے انسان کو پیدا کیا۔ اگر میں آپ کے ظہور کے زمانہ تک زندہ رہا تو میں ان کا وزیر اور ابن عم ہوں گا۔

پھر تبع نے اپنے اس خط کو سر بمہر کر کے ان چار سو علماء کے سب سے بڑے عالم کے سپرد

کر دیا اور وصیت کی کہ اگر وہ نبی آخر الزماں کو پائے تو یہ خط ان کی خدمت میں پیش کر دے ورنہ اپنی اولاد در اولاد کو اس وصیت کو پہنچاتے رہنا۔ وہ مکان جو خاتم الانبیاء کے لئے بنایا گیا، وہ آمد مصطفی تک موجود رہا۔ یہ مکان ذیشان ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا تھا جہاں آپ نے قیام فرمایا۔

☆انجیل میں آمد رسول ﷺ کا ذکر

سبل الہدیٰ والرشاد جلد اول ص 46 پر ہے کہ ابن سعد نے حضرت سہل سے روایت کیا ہے ۔وہ نصرانی تھے، وہ اپنی ماں اور چچا کی کفالت میں یتیم تھے۔ وہ انجیل پڑھتے تھے۔ انہوں نے کہا میں نے اپنے چچا کا مصحف لیا۔ اسے پڑھنے لگا۔ حتیٰ کہ میں ایک ورقے تک پہنچا۔ مجھے اس کی کثافت نے حیران کر دیا۔ میں نے اسے ہاتھ لگا کر دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ گوند کے ساتھ اسے جوڑا گیا تھا۔ میں نے اسے کھولا۔ میں نے وہاں حضور ﷺ کی تعریف پائی، وہاں لکھا تھا۔ وہ نہ طویل القامت ہوں گے، نہ ہی ان کا قد چھوٹا ہوگا۔ ان کی رنگت سفید ہوگی۔ ان کی دو مینڈھیاں ہوں گی۔ ان کے کندھوں کے مابین مہر نبوت ہوگی۔ وہ اکثر احتباء (سرین کے بل بیٹھا) کریں گے۔ وہ صدقہ کھائیں گے، وہ خچر پر سوار ہوں گے۔ وہ اونٹ پر سواری کریں گے۔ بکری کا دودھ نکالیں گے۔ وہ پیوند لگی قمیض پہنیں گے، جو اس طرح کرتا ہے، وہ تکبر سے نکل جاتا ہے۔ وہ حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے ہوں گے۔ ان کا اسم گرامی ''احمد'' ہوگا۔

حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے کہا جب میں اس جگہ پہنچا تو میرا چچا آ یا۔ جب اس نے وہ ورقہ دیکھا تو اس نے مجھے مارا اور کہا تو نے یہ ورقہ کیوں کھولا؟ اسے کیوں پڑھا؟ میں نے کہا۔ اس میں حضور ﷺ کی نعت ہے۔ اس نے کہا ابھی تک وہ نہیں آئے۔

☆حضرت شعیا علیہ السلام پر وحی

سبل الہدیٰ والرشاد جلد اول ص 46 پر ہے۔حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا۔رب تعالیٰ نے حضرت شعیا علیہ السلام پر وحی کی۔''میں نبی اُمی کو مبعوث کروں گا۔ میں ان کے ذریعے بہرے کانوں، محجوب دلوں اور اندھی آنکھوں کو کھول دوں گا، وہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوں گے۔طیبہ ہجرت کریں گے۔شام ان کا ملک ہوگا۔وہ میرے متوکل چیدہ اور بلند شان والے نبی ہوں گے۔وہ حبیب برگزیدہ اور مختار ہوں گے۔وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے، بلکہ وہ معاف کر دیں گے۔وہ بیوہ عورتوں کی آغوش میں یتیم کے لئے بھی روئیں گے۔وہ نہ سخت ہوں گے، نہ تندخو ہوں گے، نہ بازاروں میں شور کریں گے، نہ فحش گوئی کریں گے۔وہ بدکلامی نہیں کریں گے۔وہ اگر چراغ کے پاس سے گزریں گی تو چراغ ان کے وقار کی وجہ سے نہیں بجھے گا۔اگر وہ خشک بانس پر چلیں گے تو ان کے قدموں کی چاپ سنائی نہیں دے گی۔ میں انہیں بشیر ونذیر بنا کر بھیجوں گا۔ میں انہیں عمدہ ہر خصلت عطا کروں گا۔ ہر خلق کریم سے نوازوں گا۔ میں وقار کو ان کا لباس اور نیکی کو ان کا شعار بنادوں گا۔تقویٰ ان کا ضمیر ہوگا، حکمت ان کی سرشت ہوگی، صدق اور وفا ان کی طبیعت ہوگی، عفو، مغفرت اور بھلائی ان کا خلق ہوگا۔ عدل ان کی سیرت ہوگی۔اسلام کو ان کی ملت بنادوں گا۔ان کا اسم گرامی احمد ہوگا۔''

محترم حضرات! نبی پاک ﷺ کی شان بہت اعلیٰ وارفع ہے۔ہم اگر ساری زندگی بھی بیان کرتے رہیں۔ ہماری زندگیاں ختم ہوجائیں مگر حضور ﷺ کی شان ختم نہ ہو۔ یہ جو ہم نے بیان کیا۔ یہ ہمارے مطالعہ کی حد ہے۔ پیارے مصطفے ﷺ کی حقیقت رب تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی پاک ﷺ کی سچی غلامی نصیب فرمائے۔آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلتیں اور برکتیں

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ آل عمران سے آیت نمبر 144 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر حق کو قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنے محبوب ﷺ کو بے شمار فضائل و کمالات سے نوازا، وہیں آپ کے نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ کو بھی بہت فضیلت عطا فرمائی۔ اگر ہم ان فضائل کو پڑھیں تو ہمارا ایمان تازہ ہو جائے۔ جب ہم نام محمد ﷺ کی فضیلتیں اور برکتیں پڑھتے اور سنتے ہیں تو یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جن کے نام میں اتنی برکتیں ہوں، ان کی ذات میں کتنی برکتیں ہوں گی۔

اب آپ کے سامنے نام محمد ﷺ کے مختصر فضائل بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

☆محمد کے معنی:

جس کی زیادہ تعریف کی جائے۔

قران کریم میں اسم محمد چار آیتوں میں آیا ہے

1۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ (سورۂ آل عمران، آیت 144)

2۔ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلٰكِن رَّسُوْلَ اللهِ (سورۂ احزاب، آیت 40)

3۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ (سورۂ محمد آیت 2)

4۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ ۚ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ (سورۂ فتح، آیت 29)

☆اسم ''محمد'' کی عظمت

امام قاضی عیاض نے شفاء شریف میں لکھا ہے کہ اللہ نے نام ''محمد'' کو ازل سے ہی اچھوتا بنا کر رکھا۔ پوری تاریخ انسانیت میں اس نام سے کوئی شخص موسوم نہیں ہو سکا، البتہ جب بعثت محمد ﷺ کا وقت ہوا اور راہبوں اور کاہنوں نے جب یہ اظہار کیا کہ نبی آخر الزماں جو عنقریب تشریف لانے والے ہیں، ان کا نام نامی اسم گرامی ''محمد'' ہوگا۔ یہ سن کر عرب کے بہت سے لوگوں نے اپنے بچوں کا نام ''محمد'' رکھنا شروع کیا تا کہ نبوت سے سرفراز ہو سکے۔

کچھ عجب نام محمد ﷺ میں مزہ رکھا ہے
جس کو ہر ایک نے سینے سے لگا رکھا ہے

☆ دو ہزار سال پہلے عرش پر نام محمد ﷺ

حضرت ابن ابی عاصم رضی اللہ عنہ نے مسند میں اور امام ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رب تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔ موسیٰ! جس نے اس حالت میں مجھ سے ملاقات کی کہ وہ محمد عربی ﷺ کا انکار کرتا ہوگا، میں اسے آگ میں داخل کروں گا۔ انہوں نے عرض کی: محمد ﷺ کون ہیں؟ میں نے کوئی مخلوق ایسی تخلیق نہیں کی جو مجھے ان سے معزز ہو۔ میں نے آسمانوں، زمین، سورج اور چاند کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل ان کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا (سبل الہدیٰ، جلد اول، ص 51)

☆ آسمانوں پر نام محمد ﷺ

امام ابن عساکر، مولا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج میں جس آسمان سے گزرا، اس پر میں نے اپنا نام محمد ﷺ لکھا دیکھا۔

☆ جنت کے دروازے پر نام محمد ﷺ

جنت کے دروازے پر نام محمد ﷺ تحریر ہے۔ (شفاء جلد اول، ص 228)

☆ لوح محفوظ کی پیشانی کا جھومر اسم محمد ﷺ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ لوح محفوظ چمکدار موتی سے بنا ہوا ہے۔ اس کی لمبائی آسمان و زمین کے درمیان فاصلے اور چوڑائی مشرق و مغرب کی مقدار کے برابر ہے۔ اس کے کناروں پر موتی اور یاقوت جڑے ہوئے ہیں۔ اس کا قلم نوری ہے اور اس کی پیشانی پر نام محمد ﷺ تحریر ہے۔ (تفسیر روح المعانی، پارہ 30، ص 107)

امام قرطبی علیہ الرحمہ نے حضرت ابن عباس کے حوالے سے ہی یہ تصریح کی ہے، سب سے پہلے لوح محفوظ پر لکھے جانے والے کلمات میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ محمد ﷺ تحریر تھا (تفسیر قرطبی، جز19،ص298)

☆حضرت آدم کے کندھوں کے درمیان نام محمد ﷺ

امام طبرانی علیہ الرحمہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آدم کے دونوں کندھوں کے درمیان نام محمد ﷺ تحریر ہے۔(طبرانی شریف)

☆حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی پر نام محمد ﷺ

امام طبرانی، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کے نگینہ پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ منقوش تھا۔

☆اسم محمد ﷺ کی خصوصیات

آدمی کی تصویر لفظ محمد کی شکل پر لکھی گئی ہے

لفظ محمد کی پہلی میم آدمی کا سر ہے

''حا'' آدمی کے دو ہاتھ ہیں۔

دوسری ''میم'' آدمی کی ناف ہے۔

''دال'' آدمی کے دونوں پاؤں ہیں۔(سیرت محمدیہ ترجمہ مواہب الدنیہ جلد دوم، ص32، امام قسطلانی)

☆حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی محمد ﷺ کے نام سے جاری ہوئی تھی۔

(سیرت محمدیہ ترجمہ مواہب الدنیہ جلد 2، ص 33)

☆ علامہ ابن البر نے استعیاب میں حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی پاک ﷺ کی ولادت ہوئی تو حضرت عبدالمطلب نے (ساتویں دن) آپ کا عقیقہ کیا اور آپ کا نام محمد ﷺ رکھا۔ ان سے کسی نے کہا۔ اے ابوالحارث! آپ کوان کا نام محمد ﷺ کیوں رکھا؟ آپ نے جواب دیا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ اللہ آسمانوں میں اور تمام اہل زمین آپ کی مدح کریں۔ (سیرت محمدیہ، جلد 2، ص 23، مطبوعہ زاویہ پبلشرز)

☆ حضرت آدم کی اپنے بیٹے حضرت شیث کو وصیت

سبل الہدیٰ والرشاد جلد اول ص 53 پر امام محمد بن یوسف الصالحی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ امام ابن عساکر نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کی تعداد کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام پر عصا نازل کئے۔ انہوں نے اپنے نور نظر حضرت شیث علیہ السلام کی طرف توجہ کی اور فرمایا۔ میرے بیٹے! تم میرے بعد میرے خلیفہ ہو۔ تم تقویٰ اور مضبوط گرہ کے ساتھ انہیں پکڑ لو۔ جب بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو تو اس کے ساتھ محمد عربی ﷺ کا ذکر ضرور کرو۔ میں نے دیکھا کہ ان کے نام نامی (محمد) عرش کے پایہ پر لکھا ہوا تھا۔ اس وقت میں روح اور مٹی کے درمیان تھا۔

پھر میں آسمانوں میں گھوما، میں نے آسمانوں میں کوئی جگہ نہ دیکھی، جہاں اسم محمد ﷺ نہ لکھا ہوا ہو۔ میں نے حوران بہشت کے سینوں پر، جنت کے درختوں کے پتوں پر اور شجرۂ طوبیٰ اور سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر، پردوں کی اطراف پر، ملائکہ کی آنکھوں کے درمیان اسم محمد ﷺ لکھا ہوا دیکھا۔ (اے شیث علیہ السلام) کثرت سے محمد عربی (ﷺ) کا ذکر کرو، ملائکہ ہر آن

ان کا ذکر خیر کرتے رہتے ہیں۔

سبحان اللہ! کیا شان ہے نام محمد ﷺ کی۔ ہر جگہ ان کا نام چمک رہا ہے۔ ہر جگہ ان کا ذکر ہو رہا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام بھی اپنی اولاد کو ذکر محبوب خدا ﷺ کرنے کی وصیت فرما رہے ہیں۔

یہ تو نام محمد ﷺ کے فضائل و برکات تھے۔ اس نام کے صدقے و طفیل اللہ تعالیٰ نے ہم امت محمدیہ پر خاص کرم فرمایا کہ جو اس کے محبوب ﷺ کے نام کی نسبت سے' اپنی اولاد کا نام ''محمد'' رکھے وہ بھی اس کی برکتیں پاتا ہے، چنانچہ اس ضمن میں احادیث سماعت فرمائیں۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قیامت کے دن ایک پکارنے والا پکارے گا۔ جس کا نام محمد ہو، چاہئے کہ وہ کھڑا ہو جائے اور اللہ کے نبی کے نام کی تکریم کے پیش نظر جنت میں داخل ہو جائے گا۔

(سبل السلام، جلد 7، ص 356، طبرانی معجم الکبیر جلد 22)

☆ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جس کے یہاں لڑکا پیدا ہو اور اس کا نام محمد میری محبت اور میرے نام کی برکت کے لئے رکھے تو نام رکھنے والا اور بچہ دونوں جنتی ہوں گے۔

(تفسیر روح البیان، جلد 7، ص 184)

☆ تفسیر روح البیان میں علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ جلد 7 ص 184 پر فرماتے ہیں کہ جس کی بیوی حاملہ ہو اور وہ پیٹ پر انگلی پر محمد لکھے تو اللہ تعالیٰ اسے لڑکا عطا فرمائے گا۔

☆ الکشف والبیان جلد 2 ص 61 پر ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جب تم بچے کا نام محمد رکھو تو اس کی تعظیم کرو، اس کے لئے مجلس میں جگہ کشادہ کرو، اس کے چہرے کی قباحت مت بیان کرو، جو اپنی مجلس مشاورت میں احمد یا محمد نامی شخص کو شامل کرے گا، وہ بھلائی ہی پائے گا اور

جو اپنے دسترخوان پر محمد یا احمد نامی شخص کو بٹھائے گا تو ہر روز اس گھر میں دو مرتبہ برکت نازل ہوگی۔

☆اگر کسی کا نام محمد رکھیں تو ادب کریں

اگر کسی کا نام محمد رکھیں تو نام کو بگاڑنے سے گریز کریں۔مثلاً ہمارے معاشرے میں محمد نام رکھا جاتا ہے پھر اس کو کوئی مامد کہتا ہے، کوئی مامدے کہتا ہے، یہ جائز نہیں ہے۔اس سے بچنا چاہیے۔

ہمارے اسلاف نام محمد کا کتنا ادب و احترام کرتے تھے۔حضرت سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ مشہور بادشاہ گزرے ہیں۔آپ کا ایاز نامی ایک وزیر تھا۔اس کا ایک بیٹا تھا جس کا نام محمد تھا۔ایک مرتبہ سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ کو ضرورت پڑی تو آپ نے اپنے وزیر ایاز کو آواز دی۔اے ایاز کے بیٹے !اے ایاز کے بیٹے!

ایاز نے جب یہ سنا تو فوراً سلطان کے پاس گیا۔عرض کی۔کیا خادم سے کوئی غلطی ہوگئی ہے کہ آپ نے آج میرے بیٹے کو اس کے اصل نام محمد سے نہیں بلایا بلکہ ایاز کے بیٹے کہہ کر بلایا۔

یہ سن کر سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ نے فرمایا: اے ایاز! دراصل معاملہ یہ ہے کہ اس سے پہلے جب بھی میں تیرے بیٹے محمد کو کہہ کر بلاتا تو میرا وضو ہوا کرتا تھا مگر آج میرا وضو نہیں تھا۔اس لئے میں نے بغیر وضو نام محمد لینا مناسب نہ سمجھا۔

یہ ادب و احترام حقیقت میں انہی لوگوں کا حصہ ہے۔اللہ تعالیٰ ان کے صدقے ہمیں بھی ادب و تعظیم کی دولت سے مالا مال فرمائے۔آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

رحمت للعالمین ﷺ

کی رحمت کونین کے

ذرہ ذرہ پر

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْن وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ انبیاء سے آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔قبل اس کے کہ متذکرہ آیت قرآنی کے تحت کچھ عرض کیا جائے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کوحق کوسن کرحق کوقبول کرنے اوراس پرعمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ سے بڑھ کر کسی کومکرم پیدا نہیں کیا۔کائنات اوراس میں جو کچھ بھی ہے، وہ سب اپنے محبوب ﷺ کے لئے پیدا فرمایا۔ جہاں اپنے محبوب ﷺ کو اتنے اعزازات سے نوازا، وہیں آپ ﷺ کوایک عالم دنیا نہیں بلکہ عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر

☆امام رازی علیہ الرحمہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں۔

لما کان رحمة للعالمین لزمان تکون افضل من العالمین

یعنی اس حقیقت سے کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں، یہ بات لازم و ثابت ہوگئی کہ آپ سارے جہانوں سے افضل و برتر ہیں۔

اس بناء پر امت مسلمہ کا یہ عقیدہ ہے کہ ازل سے ابد تک، ارض و سماء میں، روح و جسم میں، چھوٹی یا بڑی، بہت یا تھوڑی جو بھی نعمت و دولت کسی کو ملی یا اب ملتی ہے، یا آئندہ ملے گی، وہ سب سرکار ﷺ کی بارگاہ سے بٹی ہے، بٹتی ہے یا بٹے گی۔ (تجلی الیقین)

☆عالَم کی تعداد ہزاروں میں ہے مگر چار عالَم مشہور ہیں۔

1۔عالَم ارواح' 2۔عالَم دنیا، 3۔عالَم برزخ، 4۔عالَم قیامت

☆حضور کریم ﷺ عالَم ارواح میں رحمت

امام حاکم علیہ الرحمہ اور امام طبرانی علیہ الرحمہ نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جب حضرت آدم علیہ السلام سے بھول ہوگئی تو انہوں نے عرض کی۔ پروردگار! میں محمد عربی ﷺ کے وسیلے سے التجا کرتا ہوں کہ تو مجھے معاف کردے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم نے محمد عربی ﷺ کو کیسے جان لیا؟ انہوں نے عرض کی۔ مولا! جب تو نے مجھے اپنے دست اقدس سے پیدا کیا، مجھ میں اپنی روح پھونکی، میں نے سر اٹھایا، میں نے عرش کے پائیوں پر یوں لکھا ہوا دیکھا: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ میں نے کہا تو نے اپنے نام کے ساتھ

اس ذات کا نام ہی ملایا ہوگا جو تجھے سب سے زیادہ محبوب ہوگا۔ رب تعالیٰ نے فرمایا: آدم علیہ السلام! تو نے سچ کہا۔ اگر محمد عربی ﷺ نہ ہوتے تو میں تمہیں تخلیق نہ کرتا۔ (سبل الہدیٰ والرشاد (مترجم) جلداول، ص 51، مطبوعہ زاویہ پبلشرز، لاہور پاکستان)

☆ عالَم دنیا کے لئے رحمت

امام فخرالدین رازی علیہ الرحمہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ ظہور قدسی کے وقت دنیا جہالت و گمراہی میں بھٹک رہی تھی کہ آپ نے انہیں فلاح دارین کے لئے راہ ہدایت کی طرف بلایا، فوز و کامرانی کا راستہ دکھایا اور احکام شریعت نافذ فرما کر حلال و حرام کی تمیز سکھائی۔ آپ ﷺ نے انہیں تلوار کے زور سے نہیں، اپنے اخلاق کریمانہ کی طاقت سے مسخر کر دیا اور آپ ﷺ کی رحمت کاملہ کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے عذاب سے محفوظ و مامون رکھا۔

عالَم برزخ میں رحمت

☆ دنیا اور آخرت کے درمیان ایک عالم ہے جس کو برزخ کہتے ہیں۔

☆ احادیث میں ہے کہ جب دفن کر کے لوگ وہاں سے چلتے ہیں، وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ اس وقت اس کے پاس دو فرشتے اپنے دانتوں سے زمین چیرتے ہوئے آتے ہیں۔ ان کی شکلیں نہایت ڈراؤنی اور ہیبت ناک ہوتی ہیں۔ ان کے بدن کا رنگ سیاہ اور آنکھیں سیاہ اور نیلی اور دیگ کے برابر شعلہ زن ہیں اور ان کے مہیب (خوفناک) بال سر سے پاؤں تک اور ان کے دانت کئی ہاتھ کے جن سے زمین چیرتے ہوئے آئیں گے۔

ان میں سے ایک کو منکر دوسرے کو نکیر کہتے ہیں۔ مردے کو جھنجوڑتے اور جھڑک کر اٹھاتے اور نہایت سختی کے ساتھ کرخت آواز میں سوال کرتے ہیں۔ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟

ان کے بارے میں تو کیا کہتا تھا؟

مردہ مسلمان ہے تو جواب دے گا، میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ میرا دین اسلام ہے، وہ تو رسول اللہ ﷺ ہیں۔فرشتے کہیں گے تجھے کس نے بتایا؟ کہے گا: میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھی۔اس پر ایمان لایا اور تصدیق کی پھر اس کیلئے جنت کی کھڑکی کھول دی جائے گی۔(بہار شریعت، حصہ اول، عالم برزخ کا بیان، ص108 ،مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

عالم برزخ میں تو مردہ نے آپ ﷺ کو پہچان لیا۔اس کے لئے جنت کا سامان تیار کر دیا گیا لہذا آپ ﷺ عالم برزخ کے لئے بھی رحمت ہیں۔

☆عالَم قیامت میں رحمت

☆احادیث میں ہے کہ قیامت کا دن کہ پچاس ہزار برس کا ایک دن ہوگا۔قریب آدھے دن کے گزر چکا ہے اور ابھی تک اہل حشر اسی حالت (مصیبت) میں ہیں۔اب آپس میں مشورہ کریں گے کہ کوئی اپنا سفارشی ڈھونڈنا چاہئے کہ ہم کو ان مصیبتوں سے رہائی دلائے، ابھی تک تو یہی نہیں پتہ چلتا ہے کہ آخر کدھر کو جانا ہے۔ یہ بات مشورے سے قرار پائے گی کہ حضرت آدم علیہ السلام سب کے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے دست قدرت سے بنایا اور جنت میں رہنے کو جگہ دی اور مرتبہ نبوت سے سرفراز فرمایا۔ان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہئے، وہ ہم کو اس مصیبت سے نجات دلائیں گے۔

گرتے پڑتے کس کس مشکل سے ان کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے۔اے آدم علیہ السلام! آپ ابوالبشر ہیں۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دست قدرت سے بنایا اور اپنی چنی ہوئی روح آپ میں ڈالی اور ملائکہ سے آپ کو سجدہ کرایا اور جنت میں آپ کو رکھا۔تمام

چیزوں کے نام آپ کو سکھائے، آپ کو صفی کیا۔ آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس حالت میں ہیں؟ آپ ہماری شفاعت کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مشکل سے نجات دے۔ آپ فرمائیں گے۔ میرا یہ مرتبہ نہیں۔ مجھے آج اپنی جان کی فکر ہے، آج رب نے ایسا غضب فرمایا ہے کہ نہ پہلے کبھی ایسا غضب فرمایا، نہ آئندہ فرمائے، تم کسی اور کے پاس جاؤ۔

لوگ عرض کریں گے۔ آخر کس کے پاس ہم جائیں۔ آپ فرمائیں گے نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ وہ پہلے رسول ہیں کہ زمین پر ہدایت کے لئے بھیجے گئے۔ لوگ اسی حالت میں حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور ان کے فضائل بیان کر کے عرض کریں گے کہ آپ اپنے رب سے ہماری شفاعت کیجئے کہ وہ ہمارا فیصلہ کر دے۔ یہاں سے بھی وہی جواب ملے گا کہ میں اس لائق نہیں۔ مجھے اپنی فکر ہے۔ تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ عرض کریں گے کہ آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں؟ فرمائیں گے کہ تم حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے پاس جاؤ کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے مرتبہ خلت سے ممتاز فرمایا ہے۔ لوگ یہاں حاضر ہوں گے۔ وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ میں اس کے قابل نہیں مجھے اپنا اندیشہ ہے۔

مختصر یہ کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں بھیجیں گے، وہاں بھی وہی جواب ملے گا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجیں گے۔ وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ میرے کرنے کا یہ کام نہیں۔ آج میرے رب نے وہ غضب فرمایا ہے کہ ایسا نہ کبھی فرمایا، نہ کبھی فرمائے گا۔ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔ تم کسی دوسرے کے پاس جاؤ۔ لوگ عرض کریں گے۔ آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں؟ فرمائیں گے تم ان کے حضور حاضر ہو، جن کے ہاتھ پر فتح رکھی گئی، جو آج بے خوف ہیں اور وہ تمام اولاد آدم کے سردار ہیں۔ تم محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو۔ وہ خاتم النبیین ہیں۔ وہ آج تمہاری شفاعت فرمائیں گے۔ انہیں کے حضور حاضر ہو، وہ

یہاں تشریف فرما ہیں۔

اب لوگ پھرتے پھراتے، ٹھوکریں کھاتے، روتے چلاتے دہائی دیتے حاضر بارگاہ بے کس پناہ ہوکر عرض کریں گے۔اے محمد ﷺ! اے اللہ تعالیٰ کے نبی! آپ کے ہاتھ پر اللہ تعالی نے فتح باب رکھا، آج حضور مطمئن ہیں۔ان کے علاوہ اور بہت سے فضائل بیان کریں گے۔ آپ ملاحظہ تو فرمائیں ہم کس مصیبت میں ہیں اور کس حال کو پہنچے۔آپ بارگاہ خداوندی میں ہماری شفاعت فرمائیں اور ہم کو آفت سے نجات دلوائیں۔

محبوب خدا ﷺ جواب میں ارشاد فرمائیں گے۔میں اس کام کے لئے ہوں۔میں ہی وہ ہوں جسے تم تمام جگہ ڈھونڈ آئے۔یہ فرما کر آپ بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوں گے اور سجدہ کریں گے۔

ارشاد ہوگا۔اے محمد ﷺ! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سنی جائے گی اور مانگو جو کچھ مانگو گے، ملے گا اور شفاعت کرو، تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔فرماؤ! تمہاری اطاعت کی جائے گی۔

پھر تو یہ سلسلہ شروع ہوجائے گا۔یہاں تک کہ جس کے دل میں رائی کے دانے سے کم بھی ایمان ہوگا، اس کے لئے بھی شفاعت فرما کر اسے جہنم سے نکالیں گے۔یہاں تک کہ جو سچے دل سے مسلمان ہوا، اس کے پاس کوئی نیک عمل نہیں ہے، اسے بھی دوزخ سے نکالیں گے۔(بہار شریعت، حصہ اول، معاد وحشر کا بیان، ص139 ،مطبوعہ المدینۃ العلمیہ المکتبۃ المدینہ، کراچی)

لہٰذا معلوم ہوا کہ سید عالم ﷺ قیامت کے دن بھی اپنی امت کے لئے رحمت ہوں گے اور اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوں گے جب تک کہ آپ کا ایک ایک امتی جنت میں داخل نہیں ہوجائے گا۔

☆مومنوں کے لئے رحمت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ:اے محبوب! آپ اپنی رحمت کے بازوان مومنوں مسلمانوں کے لئے بچھایئے، جو آپ کی اتباع و پیروی کرتے ہیں۔(سورۂ اعراف،آیت 199)

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

ترجمہ: اللہ کی کتنی بڑی شان رحمت ہے کہ آپ کو ان کے لئے نرم بنادیا اور اگر بدمزاج، سنگ دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے چھوٹ جاتے۔ پس آپ ان سے عفو، درگزر سے کام لیا کریں۔ ان کی مغفرت کے لئے دعا مانگیں اور ہر معاملے میں ان سے مشاورت کیا کریں۔ (سورۂ آل عمران، ایت 159)

تیسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان (سورۂ توبہ، آیت 128، پارہ 11)

نبی پاک ﷺ کیسے رحمت بن کر تشریف لائے کہ ہر وقت ہر آن اپنی امت کی بھلائی کے چاہنے والے ہیں

حدیث شریف: بخاری شریف میں کتاب الجمعہ میں حدیث پاک ہے کہ (ماہ رمضان میں) نبی پاک ﷺ تین رات نماز تراویح اپنے اصحاب کو پڑھائی، چوتھی رات صحابہ کرام علیہم

الرضوان بکثرت مسجد میں جمع ہوئے اور انتظار کرتے رہے مگر آپ ﷺ تشریف نہ لائے۔صبح کی نماز کے بعد آپ ﷺ نے یوں تقریر فرمائی۔تمہارا مسجد میں جمع ہونا مجھ پر پوشیدہ نہ تھا مگر مجھے خوف تھا کہ کہیں (تراویح) تم پر فرض نہ کر دی جائے اور تم اس کے ادا کرنے سے عاجز آجاؤ۔

حدیث شریف: ترمذی شریف ابواب الطہارۃ حدیث نمبر 23 میں حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا! اگر مجھے اپنی امت پر دشوار نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے بعد مسواک کرنے کا حکم دیتا اور عشاء کی نماز کو تہائی رات تک موخر کر دیتا۔

حدیث شریف: مسلم شریف کتاب الحج حدیث 1438 میں ہے کہ حضور ﷺ نے خطبہ میں حج فرض ہونے کا بیان فرمایا۔اس پر ایک شخص نے کہا۔کیا ہر سال فرض ہے؟ نبی پاک ﷺ نے سکوت فرمایا۔سائل نے سوال کی تکرار کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو میں بیان نہ کروں اس کے درپے نہ ہو، اگر میں ہاں کر دیتا تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا اور تم نہ کر سکتے۔

یہ آپ ﷺ کی رحمت وشفقت ہی ہے کہ دین و دنیا میں امت کے لئے تخفیف اور آسانی ہی مدنظر رہی چنانچہ امت پر رحمت کے متعلق چند اور احادیث سماعت کیجئے۔

حدیث شریف: مسلم شریف کتاب الایمان حدیث نمبر 346 پر حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے قرآن پاک میں سے سورۂ ابراہیم کی آیت 36 تلاوت فرمائی پھر سورۂ مائدہ کی آیت 118 تلاوت فرمائی تو آپ ﷺ پر گریہ طاری ہو گیا اور اپنے دست اقدس اٹھا کر دعا کی۔اے اللہ میری امت، میری امت، اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا۔اے جبرئیل علیہ السلام! میرے حبیب کی بارگاہ میں جاؤ اور ان سے پوچھو کہ آپ ﷺ کی امت کی بخشش کے معاملے میں ہم آپ کو راضی کر دیں گے اور

آپ کو غمگین نہ کریں گے۔

حدیث شریف: مسلم شریف حدیث نمبر 273 پر ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے تین سوال عطا فرمائے۔ میں نے دو بار (تو دنیا میں) عرض کر لی۔ اے اللہ تعالیٰ! میری امت کی مغفرت فرما، اے اللہ تعالیٰ! میری امت کی مغفرت فرما۔ اور تیسری عرض اس دن کے لئے اٹھا رکھی جس میں مخلوق میری طرف نیاز مند ہوگی۔ یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام بھی میرے نیاز مند ہوں گے۔

حدیث شریف: ترمذی شریف حدیث نمبر 2441 میں ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ سے قیامت کے دن اپنی شفاعت کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا۔ میں کروں گا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ ارشاد فرمایا۔ سب سے پہلے مجھے پل صراط پر تلاش کرنا، میں نے عرض کی۔ اگر پل صراط پر نہ پاؤں؟ فرمایا پھر مجھے میزان کے پاس تلاش کرنا۔ میں نے عرض کی۔ اگر میزان کے پاس نہ پاؤں؟ فرمایا پھر مجھے حوض کوثر کے پاس ڈھونڈنا، کیونکہ میں ان تین مقامات سے ادھر ادھر نہ ہوں گا۔

معلوم ہوا کہ مومنوں پر عالم ارواح، عالم دنیا، عالم برزخ، عالم محشر ہر ہر لمحہ رحمت عالم ﷺ کی رحمت ہے۔

☆ کافروں و مشرکوں کے لئے رحمت

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا۔ اسی لئے آپ کی رسالت کے طفیل اور آپ کی ذات بابرکت کے صدقے میں مشرک و کافر، رب تعالیٰ

کے عذاب سے محفوظ رہے۔ رب تعالیٰ نے آپ کو یقین دلایا تھا کہ:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيهِمْ

اور انہیں عذاب میں مبتلا نہیں کرے گا جب تک آپ ان کے درمیان موجود ہیں۔ (سورۂ انفال آیت 33)

صرف اس لئے کہ آپ ﷺ کی ذات اقدس کے نورانی ہالے سے منتشر ہونے والی رحمت ورافت کی شعاعیں عالم انسانیت کی فضاؤں کو اپنے حصار میں لئے ہوئے تھیں۔

حدیث شریف: حضرت ابن جریر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان لایا۔ اس کے لئے دنیا اور آخرت میں رحمت لکھ دی جاتی ہے اور جو اللہ کے رسول پر ایمان نہیں لایا۔ اس کو دنیا میں زمین میں دھنسانے اور اس پر پتھر برسانے کے عذاب سے محفوظ رکھا جاتا ہے جس عذاب میں پہلی امتیں مبتلا ہوتی رہی ہیں۔

(جامع البیان، حدیث 18820، درمنثور جلد 5، ص 687)

حدیث شریف: مسلم شریف میں حدیث نمبر 2599 ہے' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عرض کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ! مشرکین کے خلاف دعا کیجئے آپ ﷺ نے فرمایا مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بلکہ مجھے تو صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔

حدیث شریف: طبرانی معجم الکبیر میں حدیث نمبر 7803 ہے: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت اور تمام متقین کے لئے ہدایت بنا کر بھیجا ہے۔

معلوم ہوا کہ کفار پر عذاب کا نازل نہ ہونا یہ رحمت للعالمین ﷺ کا صدقہ ہے۔ اس بناء پر

آپ کفار کے لئے بھی رحمت ہیں۔

☆حیوانات اور جمادات کے لئے رحمت

جہاں نبی پاک ﷺ انسان و جنات کے لئے رحمت ہیں وہاں حیوانات اور جمادات کے لئے بھی رحمت ہیں۔

حدیث شریف: مسند امام احمد ابن حنبل جلد اول ص 436 پر حدیث نمبر 1745 نقل ہے کہ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول پاک ﷺ قضاء حاجت کے لئے کسی ٹیلہ یا گنجان اور گھنے کھجور کے درختوں کی اوٹ میں جانا پسند کرتے تھے۔ آپ ﷺ انصار کے باغوں میں سے ایک باغ میں داخل ہوئے۔ وہاں ایک اونٹ آیا اور اس نے بڑبڑ کر کے آپ سے کچھ کہا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ جب رسول ﷺ نے یہ دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے کان کی ہڈی کے پیچھے ہاتھ پھیرا تو وہ پرسکون ہو گیا پھر آپ نے فرمایا۔ یہ اونٹ کس کا ہے؟ انصار کا ایک جوان آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! یہ اونٹ میرا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تم ان جانوروں کے معاملہ میں خدا سے نہیں ڈرتے؟ جن کا اللہ نے تمہیں مالک بنا دیا ہے۔ اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ اس کو تم بھوکا رکھتے ہو اور کام لے کر اس کو تھکا دیتے ہو۔

☆ حدیث شریف: دلائل النبوۃ للبیہقی جلد 6 ص 34 پر نقل ہے کہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ ایک ہرنی کے پاس سے گزرے جو ایک خیمہ میں بندھی ہوئی تھی۔ اس ہرنی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کھول دیجئے تا کہ میں اپنے بچوں کو جا کر دودھ

پلا آؤں پھر میں واپس آ جاؤں گی تو آپ مجھے باندھ دیں۔رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ یہ ایک قوم کا شکار ہے اوراس کی باندھی ہوئی ہے۔ پھر آپ نے اس سے عہد لیا کہ وہ ضرور واپس آ ئے گی پھراس کوکھول دیا۔ وہ تھوڑی دیر میں واپس آ گئی۔رسول اللہ ﷺ نے اس کو باندھ دیا پھر خیمہ والے آ ئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو ان سے مانگ لیا۔ انہوں نے وہ ہرنی سرور کائنات ﷺ کو ہبہ کردی۔آپ پراس کوکھول دیا۔

امام بیہقی علیہ الرحمہ کی دوسری روایت میں ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے دیکھا۔ وہ ہرنی جنگل میں چلاتی ہوئی جارہی تھی اور کہہ رہی تھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ

☆ حدیث شریف: دلائل النبوت للبیہقی جلد 6 ص 32 پر نقل ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں تھے۔ ہمارا درختوں کے پاس سے گزر ہوا۔ایک شخص ان میں گیا اور سرخ پرندہ کے انڈے نکال لایا۔وہ سرخ پرندے آ کر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کے اوپر اپنے بازو پھیلانے لگے۔آپ ﷺ نے فرمایا۔ان کے انڈے کس نے جمع کئے ہیں؟ ایک شخص نے کہا میں نے ان کے انڈے لئے ہیں۔آپ ﷺ نے ان پرندوں پر رحمت فرماتے ہوئے فرمایا۔ان کے انڈے واپس کردو۔

☆ حدیث شریف: ابوداؤد میں حدیث نمبر 2675 نقل ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سرکار ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ہمارا ایک درخت کے پاس سے گزر ہوا۔اس میں وہ سرخ پرندہ آ کر حضور ﷺ سے عرض کرنے لگا۔آپ ﷺ نے فرمایا۔ان کو واپس رکھ دو۔سو ہم نے ان کو واپس رکھ دیا۔

سبحان اللہ! کیا شان ہے محبوب خدا ﷺ کی۔ انسانوں کے لئے رحمت، مسلمانوں کے

لئے رحمت، ملائکہ کے لئے رحمت، چرند کے لئے رحمت، پرند کے لئے رحمت، کفار کے لئے رحمت، جمادات کے لئے رحمت یعنی عالمین کے لئے رحمت ہیں۔

☆ایسی رحمت کہ جلال کو بھی رحمت بنا دیا

آپ ﷺ ایسی رحمت بن کر تشریف لائے کہ آپ ﷺ کے جلال کو بھی رحمت بنا دیا چنانچہ حدیث شریف میں آیا۔

حدیث شریف: مسند امام احمد حنبل جلد 5 ص نمبر 2137 پر حدیث نقل ہے۔ حضرت سلطان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میں نے اپنی امت کے جس شخص کو بھی غصہ میں برا کہا یا اس پر لعنت کی تو میں بنو آدم کا ایک فرد ہوں۔ مجھے بھی اس طرح غصہ آتا ہے جس طرح انہیں غصہ آتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تو مجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اے میرے مولا جل جلالہ! قیامت کے دن اس برا کہنے کو اس کے لئے دعائے خیر بنا دے۔

دنیا نے دیکھا کہ اگر سرور کائنات ﷺ نے بتقضائے بشریت کسی کے خلاف دعا فرمادی اور وہ اس کا مستحق نہ تھا تو پھر وہ سامنے والے کے حق میں دعائے خیر اور رحمت بن گئی۔

الغرض کہ آپ ﷺ کی رحمت کائنات کے ذرہ ذرہ پر ہے۔ دعا ہے بارگاہ رب العزت میں کہ اللہ تعالیٰ! ہم سب پر نبی رحمت ﷺ کی رحمت کے چند چھینٹے نازل فرما تا کہ ہماری بھی بگڑی بن جائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

نبی پاک ﷺ کا
کمال عفو و درگزر

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید انتیسواں پارہ سورۂ قلم کی چوتھی آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ دعا ہے کہ رب تعالیٰ مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر حق کو قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نبی پاک ﷺ مومنوں پر رؤف ورحیم ہیں۔ اس کے علاوہ آپ عفوودرگزر کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔ آپ کے کمال عفوودرگزر کی برکت سے کئی کفار مشرف با اسلام ہوئے۔ آپ ﷺ کو عفوودرگزر کی تعلیم آپ کے رب نے دی۔ چنانچہ سورۂ اعراف آیت 199 میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ سے فرماتا ہے۔

☆القرآن: خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِیْنَ

ترجمہ: قبول کیجئے معذرت (خطا کاروں سے) اور حکم دیجئے نیک کاموں کا اور جاہلین سے اعراض کریں (سورۂ اعراف آیت 199)

آپ نے جبرئیل سے اس آیت کے متعلق پوچھا۔انہوں نے عرض کی۔میں نہیں جانتا حتی کہ میں اللہ سے پوچھ لوں۔وہ بارگاہ رب العزت میں گئے اور واپس حاضر ہوکر عرض کی۔رب تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا ہے کہ آپ اسے معاف کردیں جو آپ پر ظلم کرے جو آپ کو محروم کرے، آپ اس کو عطا کردیجئے اور جو آپ سے قطع رحمی کرے، اس کے ساتھ صلہ رحمی کریں۔

(سبل الہدیٰ والرشاد جلد 7،ص 28،مطبوعہ زاویہ لاہور)

آپ ﷺ نے اپنے پروردگار کے حکم پر کس طرح عمل کیا۔سماعت فرمائیں۔

☆ایک غزوہ سے واپسی پر نبی پاک ﷺ درخت کے نیچے آرام فرما ہو گئے۔اپنی تلوار لٹکائی۔ایک دشمن نے موقع پا کر وہ تلوار آپ پر تان کر کہنے لگا۔آپ کو مجھ سے کون بچائے گا۔ آپ نے فرمایا۔میرا اللہ۔یہ سن کر اس پر کپکپی طاری ہوگئی اور اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔آپ نے اس تلوار کو اٹھا کر فرمایا۔بتا اب تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟

راوی کہتے ہیں کہ آپ نے اس کو سزا نہ دی حالانکہ وہ پاس بیٹھا ہوا تھا۔

☆نبی پاک ﷺ کی ایذا رسانی

قریش مکہ نے سرورِ کونین ﷺ کی سخت مخالفت کی اور چاہا کہ اس قدر ستائیں اور تکالیف دیں کہ آپ مجبور ہو کر تبلیغ اسلام سے دستبردار ہو جائیں اس حوالے سے آپ کو سخت تکالیف دی گئیں۔کفار آپ کی راہ میں کانٹے بچھاتے، نماز پڑھتے وقت ہنسی اڑاتے، سجدہ میں آپ کی گردن پر اوجھری ڈال دیتے، گلے میں چادر لپیٹ کر اس زور سے کھینچتے کہ گردن مبارک پر نشان پڑ جاتے، گلیوں کے شریر لڑکے آپ کے پیچھے لگا دیتے۔

آپ جب کہیں مجمع عام میں اسلام کی دعوت دیتے تو ابولہب آپ کے ساتھ ساتھ برابر

میں کہتا جاتا کہ یہ جھوٹ کہتا ہے۔

ایک دفعہ جب آپ بازار ذوالمجاز میں گئے اور لوگوں سے کہا کہ ایک اللہ پر ایمان لاؤ۔ ابوجہل آپ پر خاک پھینکتا جاتا تھا اور کہتا کہ اس کے فریب میں نہ آنا۔ یہ چاہتا کہ تم لات وعزیٰ کی پرستش چھوڑ دو۔ ایسے الفاظ کو سن کر آپ اس کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھتے اور تحمل کے ساتھ دین کی تبلیغ میں سرگرم رہتے تھے۔

☆ نبوت کے دسویں سال اسلام کی دعوت دینے کے لئے جب آپ طائف تشریف لے گئے تو آپ کو اس قدر اذیت دی کہ آپ پر پتھر برسائے گئے جس سے نعلین خون سے بھر گئے۔ جب آپ وہاں سے واپس آئے تو پہاڑوں کے فرشتے نے عرض کی۔ آپ حکم دیں تو پہاڑوں کو ان پر الٹ دوں؟ آپ نے فرمایا نہیں! میں تو رحمت بن کر آیا ہوں۔

☆ یوم احد نبی پاک ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہوگیا۔ آپ کے چہرۂ انور پر خون بہہ رہا تھا۔ آپ کسی شے سے اپنا خون مبارک خشک کر رہے تھے اور فرما رہے تھے۔

اگر اس خون سے کچھ زمین پر گرے گا تو ان لوگوں پر آسمان سے عذاب نازل ہو جائے گا۔

پھر آپ نے یوں دعا فرمائی: **اللھم اغفر لقومی** اے اللہ! میری قوم کو معاف کر دے۔ وہ نادان ہیں، نہیں جانتے ہیں۔

(سیرت محمدیہ ترجمہ مواہب الدنیہ جلد 1، ص 283)

☆ حضرت ابوسفیان پر شفقت

حضرت عمر نے جب ابوسفیان کو حضرت عباس کے پیچھے سوار دیکھا تو سرکار ﷺ سے

اجازت مانگی کہ میں ابوسفیان کی گردن ماردوں؟ حضرت عباس نے کہا یارسول اللہ ﷺ! میں نے ابوسفیان کو پناہ دی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا۔ابوسفیان کو اپنے ٹھہرنے کی جگہ لے جاؤ۔ جس وقت تم صبح کو اٹھو تو انہیں میرے پاس لے آؤ۔دوسرے دن بارگاہ رسالت میں لے آئے تو حضور علیہ السلام نے ابوسفیان سے فرمایا۔اے ابوسفیان! تیرا بھلا ہو، وہ وقت نہیں آ گیا کہ تو لا الہ الا اللہ کہے؟

ابوسفیان نے کہا میرا باپ اور ماں آپ پر فدا ہوں۔آپ کس درجہ حلیم ہیں اور کس درجہ کریم ہیں اور کس درجہ صلہ رحمی فرماتے ہیں کہ آپ نے مجھے اس نرم اور شیریں انداز سے خطاب فرمایا میں نے تو آپ سے دشمنی کی، جنگ کی مگر آپ نے میرے واقعات سے چشم پوشی فرمائی۔ بالاخر ابوسفیان مسلمان ہو گئے۔(سیرت محمدیہ ترجمہ مواہب الدنیہ، جلد اول، ص 412)

☆فتح مکہ پر قریش پر کرم نوازی

فتح مکہ کا دوسرا دن تھا۔نبی پاک ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے قریش کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے گروہ قریش! تم لوگ کیا گمان کرتے ہو۔میں تمہارے حق میں کیا کرنے والا ہوں؟ قریش نے کہا کہ ہم گمان کرتے ہیں کہ آپ ہمارے حق میں خیر کرنے والے ہیں۔آپ کرم کرنے والے ہیں اور کرم کرنے والے بھائی کے بیٹے ہیں۔(سیرت محمدیہ ترجمہ مواہب الدنیہ جلد، جلد اول، ص 419)

آپ نے فرمایا تم لوگ چلے جاؤ۔تم آزاد کر دیئے گئے ہو۔وہ لوگ نہ غلام بنائے گئے نہ قید کئے گئے۔

☆اعرابی پر کمال عفو و درگزر

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی مسجد نبوی میں داخل ہوا۔ حضور ﷺ وہیں جلوہ افروز تھے اس نے دو رکعتیں پڑھیں اور یہ دعا مانگی۔ مولا! مجھ پر اور محمد عربی ﷺ پر رحم فرما۔ ہمارے سوا کسی اور پر رحم نہ فرما۔ آپ نے فرمایا تو نے اللہ کی وسیع رحمت کو محدود کر دیا۔ پھر جلد ہی اس نے مسجد نبوی کے ایک کونے میں پیشاب کر دیا۔ صحابہ کرام جلدی سے اس کی طرف جانے لگے آپ نے انہیں منع فرمایا۔ فرمایا اس کا پیشاب منقطع نہ کرو۔ اس نے پیشاب کیا حتی کہ وہ فارغ ہو گیا۔

آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا۔ تمہیں آسانیاں پیدا کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ تمہیں تنگیاں پیدا کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا۔ آسانیاں پیدا کرو، تنگیاں پیدا نہ کرو، اس جگہ پر پانی کا ایک ڈول بہا دو۔

امام ابن ماجہ نے اضافہ کیا ہے کہ جب اعرابی کو یہ علم ہوا تو اس نے کہا میرے والدین آپ پر نثار! آپ اٹھ کر میرے پاس تشریف لائے۔ مجھے ملامت نہ کی۔ فرمایا مسجد میں پیشاب نہیں کیا جاتا۔ انہیں رب تعالیٰ کے ذکر اور نماز کے لئے بنایا جاتا ہے۔ (سبل الہدیٰ والرشاد جلد 7، ص 21، مطبوعہ زاویہ لاہور)

ذرا سوچیے! اگر ہمارے جیسا کوئی آدمی ہوتا تو مسجد میں شور شرابا شروع کر دیتا اور کہتا کہ مسجد کا ادب نہیں آتا، عقل نہیں ہے۔ مسجد میں ایسا کرتے ہیں؟ نکل جاؤ مسجد سے۔ مگر ہماری آقا ﷺ کا عفو و درگزر بہت اعلیٰ ہے۔

☆ واہ کیا جود و کرم ہے شہہ بطحا تیرا

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور علیہ السلام مسجد سے نکلے تو

ایک بدو آیا اور اس نے آپ کی چادر مبارک اس زور سے کھینچی کہ آپ کی گردن سرخ ہوگئی۔ آپ نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ وہ بولا کہ اے محمد ﷺ! جو مال اللہ نے تجھے دیا ہے اس میں سے مجھے بھی دے۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے اسے مال عطا کرنے کا حکم دیا۔

☆ حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں دس سال تک سید عالم ﷺ کی خدمت میں رہا۔ اس مدّت میں نبی پاک ﷺ نے کبھی یہ نہ فرمایا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا؟ اور یہ کام کیوں نہ کیا؟ ایک مرتبہ آپ نے مجھے کسی کام سے بھیجنا چاہا تو میں نے کہا کہ نہ جاؤں گا۔ یہ سن کر آپ خاموش رہے۔ میں یہ کہہ کر باہر چلا گیا اور کھیل میں لگ گیا۔ دفعتاً حضور علیہ السلام نے پیچھے سے آ کر میری گردن پر اپنا دست مبارک رکھا۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو آپ مسکرا رہے تھے۔ پھر آپ نے بڑے پیار سے فرمایا کہ انس! جس کام کے لئے تم سے کہا تھا، اب تو جاؤ گے۔ میں نے عرض کیا۔ اچھا جاتا ہوں۔

☆ عفو و درگزر کی انتہا

☆ حضرت حمزہ کا قاتل وحشی نامی حبشی غلام تھا، فتح مکہ کے وقت وہ بھاگ کر طائف چلا گیا۔ لیکن جب طائف بھی اسلام کے زیرنگیں آ گیا اور وحشی کے لئے کوئی جائے امن نہ رہی تو وہ ناچار سرکار ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام لے آیا۔ تو آپ نے معاف کرتے ہوئے صرف اس قدر فرمایا کہ میرے سامنے نہ آیا کرو کہ تم کو دیکھ کر مجھے اپنے چچا کی یاد آتی ہے۔

یہ ایک ایسی عفو و درگزر کی مثال ہے جو دنیا میں کہیں نہیں ملتی ورنہ آج تو بدلہ لینے کا سنہری موقع ہے مگر سرور کائنات ﷺ نے وحشی کو معاف کر کے عفو و درگزر کی انتہا فرما دی۔

☆ حضرت زید بن سعنہ رضی اللہ عنہ اور

حضور ﷺ کی شفقت ورحمت

علامہ نور بخش توکلی علیہ الرحمہ سیرت رسول عربی میں اس واقعہ کو نقل کرتے ہیں۔ زید بن سعنہ یہودی عالم تھے۔ اپنے اسلام لانے کا قصہ یوں بیان کرتے ہیں کہ میں نے تورات میں نبی آخرالزماں کی نبوت کی جو علامات پڑھی تھیں۔ وہ سب میں نے چہرہ محمد ﷺ کو دیکھتے ہی پہچان لیں۔ صرف دو خصلتیں ایسی تھیں جن کا آزمانا باقی تھا اور وہ یہ تھیں کہ آپ کا حلم آپ کے غضب پر سبقت لے جاتا ہے اور دوسرے کی جہالت و تکلیف آپ کی شفقت ورحمت کو اور زیادہ بڑھاتی ہے۔ ان دو نشانیوں کو دیکھنے کے لئے میں موقع کا منتظر تھا۔

ایک روز رسول اللہ ﷺ اپنے حجرے سے نکلے۔ آپ کے ساتھ مولا علی تھے۔ ایک دیہاتی آپ کی خدمت میں آیا اور یوں عرض کرنے لگا۔ فلاں قبیلے کے لوگ ایمان لائے ہیں۔ میں ان سے کہا کرتا تھا اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو تمہیں بکثرت رزق ملے گا۔ اب ان کے ہاں قحط سالی ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ تنگی کے سبب وہ اسلام سے برگشتہ نہ ہو جائیں۔ لہٰذا آپ کچھ عطا فرمائیے۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے مولا علی کی طرف دیکھا۔ انہوں نے عرض کیا کچھ بھی نہیں ہے۔

زید بن سعنہ کہتے ہیں کہ یہ منظر دیکھ کر میں آگے بڑھا اور آپ سے کھجوروں کی میعاد معین پر خرید کی اور اس کی قیمت 80 مثقال سونا آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضور ﷺ نے 80 مثقال سونا اس دیہاتی کو دے دیا کہ اس قبیلے کے لوگوں میں اسے تقسیم کر دو۔

زید بن سعنہ کہتے ہیں کہ جب مدت ختم ہونے میں تین دن باقی رہ گئے تو میں آپ کے پاس جا کر آپ کی قمیض اور چادر کے دامن کو پکڑ کر گھور گھور کر دیکھ کر یوں کہنے لگا۔ اے محمد ﷺ! کیا تو میرا حق ادا نہیں کرتا۔ اے عبدالمطلب کے خاندان والو! تم ہمیشہ دوسروں کا حق ادا کرنے

میں ٹال مٹول کرتے ہو۔

حضرت عمر یہ سن کر جلال میں آ گئے لیکن جب حضرت عمر نے چہرۂ محبوب دیکھا تو محبوب خدا مسکرا رہے تھے۔ محبوب خدا ﷺ نے حضرت عمر سے فرمایا۔ اس کو لے جاؤ اور اس کا حق ادا کرو اور اسے مزید بیس صاع کھجوریں اور دے دیں۔ میں نے حضرت عمر سے کہا۔ کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ فرمایا نہیں۔ میں نے کہا میں زید بن سعنہ ہوں۔ فرمایا وہی زید بن سعنہ جو یہودیوں کا عالم ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ پھر پوچھا کہ تو نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا؟ میں نے کہا اے عمر! جس وقت میں نے چہرۂ مصطفی کو دیکھا۔ وہ تمام علامات جو میں تورات میں پڑھا کرتا تھا، موجود پائیں۔ ان میں سے دو علامتیں باقی تھیں، جو میں نے اب آزمالیں۔

اے عمر! میں تجھ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں اللہ کو اپنا پروردگار اور اسلام کو اپنا دین اور محمد ﷺ کو پیغمبر ماننے پر راضی ہو گیا۔

اور اے عمر! میں بہت مالدار ہوں، میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنا آدھا مال امت محمدیہ پر صدقہ کر دیا۔ پھر حضرت زید اور حضرت عمر دونوں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور حضرت زید بن سعنہ پیارے محبوب کے قدموں میں گر کر کہنے لگے: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ! اس کے بندے اور رسول ہیں۔

اسلام لانے کے بعد حضرت زید بن سعنہ بہت سے غزوات میں سرکار ﷺ کے ہمراہ رہے اور غزوہ تبوک میں دشمن کی طرف بڑھتے ہوئے شہید ہو گئے، رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ

☆ اچھے مسلمان کی نشاندہی

اچھے مسلمان کو نبی پاک ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عفو و درگزر کا پیکر ہونا چاہئے،

ہمیشہ اچھی بات کریں یا خاموش رہے۔گالی دینے والا نہ ہو،غیبت کرنے والا نہ ہوں اور تکلیف دینے والوں کو بھی دعائیں دے۔

ہمارے اسلاف نے حقیقی معنوں میں عفوودرگزر کا پیکر بن کر دکھایا۔

☆ حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمہ کو ایک شخص گالیاں دیتا تھا۔آپ اسے حلوہ بھیجا کرتے تھے کسی کے پوچھنے پر بتایا کہ اس کے پاس جو ہے وہ ہمیں بھیجتا ہے اور جو ہمارے پاس ہے،ہم اسے بھیجتے ہیں۔

☆ امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ کو کسی نے کھانے پر بلایا،گھر پہنچے تو میزبان نے معذرت کرلی کہ ابھی کھانے کو کچھ نہیں ہے۔تین مرتبہ ایسا سلوک کیا کہ بلایا اور منع کردیا۔ان بزرگ نے اف تک نہ کی۔تیسری مرتبہ وہ شخص قدموں میں گر پڑا اور معافی مانگتے ہوئے کہنے لگا کہ میں تو آپ کا امتحان لے رہا تھا۔یہ سن کر وہ بزرگ کہنے لگے کہ اس میں معافی مانگنے کی کیا بات ہے۔میں نے کون سا بڑا کام کیا ہے۔یہ کام تو کتا بھی کرتا ہے کہ بلاؤ تو آجاتا ہے اور دھتکار دو تو چلا جاتا ہے۔

☆ یہی بزرگ ایک مرتبہ راستے سے جارہے تھے کہ کسی نے اوپر سے راکھ پھینکی۔آپ نے اسے کچھ نہ کہا بلکہ یہ جملہ کہنے لگے۔واہ جناب! میں تو آگ کا مستحق تھا،شکر ہے راکھ پھینکی گئی۔

ہمارا حال یہ ہے کہ اگر راستے سے گزر رہے ہوں اور اوپر سے کوئی چیز گرے تو جب تک گلی میں کھڑے ہوکر دس بیس گالیاں نہ دیں ہمارا کلیجہ ٹھنڈا نہیں ہوتا مگر اللہ والوں کو دیکھئے نہ گالیاں دیں،نہ برا بھلا کہا،بلکہ شکر ادا کرنے لگے کہ بندہ تو آگ کا مستحق تھا،شکر ہے راکھ پھینکی گئی۔

محترم حضرات! ہمیں بھی عفوودرگزر کو اپنانا چاہیے۔اگر راہ چلتے دھکا لگ جائے۔کسی کی

گاڑی سے ٹکر لگ جائے۔کسی کی کوئی بات بری لگ جائے، زوجہ کوئی تلخ بات کہہ دے، بھائی سے کوئی غلطی ہوجائے، ماں باپ کوئی تلخ بات کہہ دیں تمام صورتوں میں عفوودرگزر سے کام لینا چاہیئے۔

اگر ہم سب نے یہ سوچ اپنالی تو ان شاءاللہ معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ بن جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عفوودرگزر کا پیکر بنائے۔آمین

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

تمہارے آستانے سے زمانہ کیا نہیں پاتا؟

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَمَا کَانَ عَطَآءُ رَبِّکَ مَحۡظُوۡرًا

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَ بَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُلِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر 20 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کی۔قبل اس کے کہ متذکرہ آیت قرآنی کے تحت کچھ عرض کیا جائے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر حق کو قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو ہر فضیلت سے نوازا ہے۔اللہ تعالیٰ کی ذات اس قدر شان وعظمت والی ہے کہ اگر وہ کسی کو سب کچھ عطا فرما دے تو بھی اس کے خزانے میں ذرہ برابر بھی کمی نہ ہوگی، وہ پوری کائنات کو نوازتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی عطا پر کوئی پابندی نہیں چنانچہ سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر 20 میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَا کَانَ عَطَآءُ رَبِّکَ مَحۡظُوۡرًا

اورتمہارے رب کی عطا پر کوئی روک نہیں۔

رب تعالیٰ جب چاہے جسے چاہے جو چاہے جسے پسند فرمائے، عطا کرسکتا ہے۔اس نے اپنے حبیب ﷺ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی ہیں۔ بخاری شریف کی حدیث اس پر گواہ ہے۔

بخاری شریف کتاب الجنائز حدیث نمبر 1344 میں ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں یا زمین کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ کسی کو کنجیاں دے دینا خزانوں کا مالک بنانا ہوتا ہے۔ دنیا جو خزانے نکال چکی، جو نکال رہی ہے اور نکالتی رہے گی۔ وہ سب حضور ﷺ کو عطا کئے گئے ہیں۔

مولانا حسن رضا خان علیہ الرحمہ اس کو یوں بیان کرتے ہیں۔

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے
محبوب کیا مالک و مختار بنایا

☆ اللہ نے خزانے دیئے آپ ﷺ تقسیم فرماتے ہیں

مسلم شریف کتاب الادب حدیث نمبر 5474 میں ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت جیسی کنیت نہ رکھو

کیونکہ میں ابوالقاسم ہوں اورتمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔

معلوم ہوا کہ ہر شے ہمیں محبوب کریم ﷺ کے در اقدس سے ملی۔نماز آپ کے در سے ملی۔ روزہ آپ کے در سے ملا۔حج آپ کے در سے ملا۔علم آپ کے در سے ملا۔عرفان آپ کے در سے ملا۔قرآن آپ کے در سے ملا۔ایمان آپ کے در سے ملا۔رمضان آپ کے در سے ملا اور رحمن کی معرفت بھی آپ کی در سے ملی۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کو کسی بھی چیز کی ضرورت ہوتی تو وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوجاتے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ وہ محبوب رب اکبر ﷺ ہیں کہ کائنات کی ہر شے حتیٰ کہ جنت بھی اس بارگاہ سے ملے گی۔

☆ مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ایک عورت اپنے دیوانے بچے کو لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرا بچہ دیوانہ ہے اور صبح وشام ہمیں پریشان کئے رکھتا ہے۔آپ ﷺ نے اس بچے کو سینے پر اپنا دست رحمت پھیرا تو اس بچے نے قے کردی۔اس قے میں کالے رنگ کے جانور جیسی کوئی چیز نکل کر بھاگ گئی اور وہ بالکل تندرست ہوگیا۔

☆ زرقانی شریف میں ہے۔حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بچپن میں گرم ہنڈیا میرے اوپر گر گئی اور بازو جل گیا۔میری والدہ مجھے لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں۔آقا کریم ﷺ نے میرے بازو پر لعاب دہن لگایا اور دم کیا تو میں اسی وقت تندرست ہوگیا۔

کوئی آجائے طلب سے بھی سوا دیتے ہیں
آئے بیمار تو ہر دکھ کی دوا دیتے ہیں
گالیاں دیتا ہے کوئی تو دعا دیتے ہیں

دشمن آجائے تو چادر بھی بچھا دیتے ہیں

☆ ابن عساکر اور ابن سعد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ ایک دفعہ اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ مقام ذی المجاز میں تھے۔ یہ مقام عرفہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے اور یہاں ہر سال منڈی لگتی تھی۔ ابو طالب کو پیاس لگی تو انہوں نے سرور کائنات ﷺ سے کہا اے بھتیجے! میں پیاسا ہوں اور میرے پاس پانی نہیں ہے۔ یہ سن کر حضور ﷺ اپنی سواری سے اترے اور اپنا پاؤں زمین پر مارا تو زمین سے پانی نکلنے لگا۔ فرمایا اے چچا! پانی پی لو۔

یہ قدم مبارک کا اثر تھا کہ زمین نے قدم کے اشارے کو پا کر چشمہ بہا دیا۔ ابو طالب کہتے ہیں کہ میں نے سیر ہو کر پانی پیا جب پی چکا تو اپنا قدم رکھ کر دبایا تو پانی بند ہو گیا۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو علم عطا کر دیا

بخاری شریف کتاب العلم حدیث نمبر 119 میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ سے بہت ساری باتیں سنتا ہوں لیکن بھول جاتا ہوں فرمایا (اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) اپنی چادر بچھا دو اور میں نے اپنی چادر بچھا دی۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں (جو بظاہر خالی تھے) کو اٹھا کر میری چادر میں ڈال دیئے پھر فرمایا۔ اسے لپیٹ لو اور میں نے اسے لپیٹ لیا اور اس کے بعد میں کوئی بات نہیں بھولا۔

ہمارے جیسا کوئی آدمی ہوتا تو عرض کرتا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے ہاتھوں میں تو بظاہر کچھ نہیں وہ تو خالی ہیں، اس سے کیا ہوگا؟

لیکن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایسا نہ کہا کیونکہ ان کا ایمان تھا

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دوجہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

☆حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ کو جنت عطا کردی

ابوداؤد شریف کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 1320 میں ہے کہ حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک رات میں نے رسول پاک ﷺ کی خدمت میں گزاری اور آپ ﷺ کے لئے وضو اور قضائے حاجت کے لئے پانی پیش کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے مانگ لو۔ پس میں عرض گزار ہوا کہ جنت میں آپ کی رفاقت چاہیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے سوا اور کچھ مانگ؟ عرض کی کہ یہی کافی ہے ارشاد فرمایا کہ سجدوں کی کثرت سے میری مدد کرتے رہنا۔

یہ حدیث ابوداؤد کے علاوہ صحیح مسلم، سنن ابن ماجہ، اور طبرانی معجم الکبیر میں بھی موجود ہے۔

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے گیارہویں صدی کے محدث و محقق حضرت امام علی قاری علیہ الرحمہ مشکوٰۃ کی شرح مرقات میں فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے اس مطلق حکم فرمانے سے (کہ مانگ کیا مانگتا ہے) معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مقرر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے جس کو جو چیز چاہیں، عطا فرمائیں۔

اس پر یہ حدیث گواہ ہے۔

حدیث شریف: ترمذی شریف ابواب الزہد حدیث نمبر 2408 میں ہے۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو آدمی مجھے اپنی داڑھوں اور ٹانگوں کے درمیان والی چیزوں (زبان اور شرم گاہ) کی ضمانت دے۔ میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

معلوم ہوا کہ جنت کی ضمانت وہی دے سکتا ہے جسے جنت عطا کرنے کا اختیار دیا گیا ہو۔ حضور ﷺ کا جنت کی ضمانت دینا، حصرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ کو جنت اور پھر اس میں اپنی رفاقت عطا کرنا یہ ثابت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو جنت کا مالک بنایا ہے۔

جہاں بانی عطا کردیں بھری جنت ہبہ کردیں
نبی مختار کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کردیں

ہوسکتا ہے کہ کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ یہ سب تو اس وقت تھا جب نبی کریم ﷺ اس دنیا میں جلوہ گر تھے، اب تو وصال فرما گئے لہذا اب کیسے عطا کر سکتے ہیں؟

نبی پاک ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی طاقت وقوت عطا فرمائی ہے کہ بعد از وصال بھی اپنے غلاموں پر عطاؤں کی بارشیں جاری رکھی ہوئی ہیں اور اب بھی کوئی شخص آپ ﷺ کی بارگاہ میں کوئی سوال پیش کرتا ہے تو فوراً عطا فرماتے ہیں۔ یہ وہ عقیدہ ہے جس پر صحابہ کرام علیہم الرضوان، تابعین اور علمائے اسلام کار بند ہیں۔

☆ بعد از وصال اپنے غلاموں پر عطائیں

گیارہویں صدی کے مجدد محقق علی الاطلاق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ

اپنی کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب المعروف تاریخ مدینہ کے صفحہ نمبر 284 پر نقل فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی تدفین کے تین روز بعد ایک اعرابی آیا اور قبر پر گر پڑا۔ قبر انور کی خاک اپنے سر پر ڈالتا تھا اور کہتا تھا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے جو کچھ اپنے رب سے سنا، وہ سب میں نے آپ سے سنا اور آپ نے جو کچھ خدا تعالیٰ سے یاد کیا، میں نے آپ نے آپ سے یاد کیا اور وہ آیت ہے ''وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ الآیتہ'' میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ آپ میرے لئے استغفار فرمائیں۔ قبر انور سے آواز آئی

قد غفرلک یعنی جا تجھے معاف کر دیا گیا۔

اس روایت کو سن کر معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور ﷺ بعد از وصال بھی سنتے ہیں، جواب دیتے ہیں اور عطا بھی فرماتے ہیں۔

☆ امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ حضرت امام ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ اپنی مصنف میں روایت نمبر 12051 نقل فرماتے ہیں۔ اس روایت کو امام بیہقی علیہ الرحمہ نے دلائل النبوۃ میں بھی نقل فرمایا کہ دور فاروقی میں قحط پڑا۔ ایک صحابی یعنی حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ نے نبی پاک ﷺ کی قبر انور پر حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے بارش مانگیئے کیونکہ ہم ہلاک ہو رہے ہیں۔

رسول پاک ﷺ حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کے خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ۔ انہیں میرا اسلام پہنچاؤ اور لوگوں کو خبر دو کہ بارش برسنے والی ہے۔

☆ امام حاکم علیہ الرحمہ اپنی مستدرک میں بیان کرتے ہیں اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی

علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب جذب القلوب کے صفحہ نمبر 292 پر نقل فرمایا کہ مدینے کا گورنر مروان بن الحکم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ حضور ﷺ کی قبر انور سے چمٹا ہوا ہے اور رو رہا ہے۔ مروان نے یہ دیکھ کر اس کی گردن پکڑ کر کہا کہ تو جانتا ہے کہ تو کیا کر رہا ہے؟ جب اس شخص نے گردن اٹھائی تو مروان حیران رہ گیا کہ وہ میزبان رسول صحابی رسول حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔ مروان سے فرمانے لگے۔ میں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کی بارگاہ میں آیا ہوں۔ دین پر اس وقت رونا چاہئے جس وقت نااہل حاکم ہوں۔

ہوسکتا ہے ان روایتوں کو سن کر کوئی یہ کہے کہ قبر انور کے قریب تو نبی پاک ﷺ سنتے ہیں۔ کیا دیگر مقامات سے بھی بعد از وصال ان کو یاد کیا جائے تو بھی مدد فرماتے ہیں؟

آیئے اب آپ کی خدمت میں ان علمائے اسلام کے حوالہ جات پیش کروں گا جنہیں سن کر آپ کا ایمان تازہ ہوجائے گا اور واضح ہوجائے گا کہ صدیوں سے ہمارے اکابرین اسی عقیدے پر کاربند ہیں کہ پیارے محبوب ﷺ اپنے رب کی عطا سے بعد از وصال بھی اپنے غلاموں کی دستگیری فرماتے ہیں۔

☆ امام علامہ محمد شرف الدین بوصیری علیہ الرحمہ کی دستگیری

امام علامہ محمد شرف الدین بوصیری علیہ الرحمہ ساتویں صدی کے بہت بڑے عالم دین اور بزرگ ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے فالج پڑا۔ میرے جسم کا آدھا حصہ متاثر ہوا۔ اس مصیبت کے عالم میں، میں نے سرور کونین طبیب اعظم ﷺ کی بارگاہ میں قصیدہ لکھا اور اس قصیدے میں آپ علیہ الرحمہ نے سرور کونین ﷺ سے مدد طلب کی۔

یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَالِی مَنْ اَلُوْذُبِہٖ
سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

اے بہترین کریم عالم آپ کے سوا کوئی جگہ نہیں
جہاں پناہ لوں مصیبت کے عام نزول کے وقت

قصیدہ لکھ کر جب فارغ ہوا اور بعد میں جب سویا تو خواب میں طبیب اعظم سرور عالم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ اسی خواب کے عالم میں، میں نے یہ قصیدہ حضور ﷺ کے سامنے پڑھا اور جب اس شعر پر پہنچا۔

كَمْ اَبْرَأَتْ وَصِبًا بِاللَّمْسِ رَاحَتُهٗ
وَاَطْلَقَتْ اَرِبًا مِّنْ رِّبْقَةِ اللَّمَمِ

بارہا اچھے ہوگئے بیمار ان کی ہتھیلی کے مس سے
اور آزاد ہوگئے حاجت مند جنون کے پھندے سے

نبی پاک طبیب اعظم ﷺ نے اپنے دست مبارک کو میرے فالج زدہ مقام پر پھیرنا شروع کیا اور صلے میں ایک بردیمانی (یمنی چادر) عطا فرمائی۔ جب بیدار ہوا تو میں نے اپنے آپ کو مکمل صحت یاب پایا اور وہ چادر جو محبوب پروردگار طبیب اعظم ﷺ نے خواب میں عطا فرمائی تھی، میرے جسم پر موجود تھی۔

آج سے کم وبیش سات سو سال قبل امام بوصیری علیہ الرحمہ نے یہ قصیدہ بردہ لکھا۔ معلوم ہوا کہ صدیوں سے ہمارے اکابرین کا یہ عقیدہ رہا ہے کہ حضور علیہ السلام اپنے غلاموں کی فریاد اللہ تعالیٰ کی عطا سے سنتے بھی ہیں اور مدد بھی فرماتے ہیں۔

اب میں آپ کو نویں صدی میں لے جاتا ہوں۔

☆امام احمد قسطلانی علیہ الرحمہ اور دستگیری

نویں صدی کے مجدد اور محدث حضرت علامہ امام احمد قسطلانی علیہ الرحمہ اپنی مایہ ناز کتاب مواہب الدنیہ چوتھی جلد صفحہ نمبر 595 پر فرماتے ہیں کہ مجھے ایسی بیماری لاحق ہوئی کہ طبیبوں نے جواب دے دیا۔ وہ علاج کر کر کے عاجز آ گئے۔ میں مکہ معظّمہ میں جمادی الاولیٰ 893ھ میں نبی پاک ﷺ سے عرض کی کہ اے میرے آقا ﷺ! مجھے تمام طبیبوں نے لاعلاج قرار دے دیا ہے۔آپ میری مدد فرمائیے۔

خواب میں ایک شخص آیا۔ اس کے ہاتھ میں کاغذ تھا جس پر یہ تحریر تھا کہ بارگاہ رسالت ﷺ کی طرف سے احمد بن قسطلانی کی بیماری کا علاج و دوا ہے۔ میں بیدار ہوا تو اللہ تعالیٰ کی قسم! بیماری کا نام ونشان نہ تھا۔رسول پاک طبیب اعظم ﷺ کی برکت سے مجھے شفا نصیب ہوگئی۔

میرے کریم سے جب قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہادیئے ہیں در بے بہادیئے ہیں

☆حضرت شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمہ اور دستگیری

حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ اپنی کتاب درثمین فی مبشرات نبی الامین میں اپنے والد کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد حضرت شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں بیمار تھا۔ علاج کے باوجود شفا نہ ملی (بارگاہ میں عرض گزاری کی) سرور کونین ﷺ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا۔ بیٹا کیسی طبیعت ہے؟

عرض کیا۔ بیمار ہوں آپ ﷺ نے شفایابی کی بشارت دی اور دو موئے مبارک اپنی ریش

سے عطا فرمائے۔ میں اسی وقت تندرست ہو گیا اور سارا مرض دور ہو گیا اور دو موئے مبارک عطا فرمائے تھے۔ بیداری کے بعد ان کے پاس رہے پھر والد صاحب نے ایک بال مجھ کو عنایت فرمایا جو اب تک میرے پاس موجود ہے۔

قربان میں ان کی بخشش کے مقصد بھی زباں پر آتا نہیں
بن مانگے دیا اور اتنا دیا دامن میں ہمارے سمایا نہیں

معلوم ہوا کہ صبح قیامت تک نبی پاک ﷺ کا باب رحمت کھلا ہوا ہے۔ جب چاہیں، جو چاہیں، جسے چاہیں، اپنے پروردگار کی عطا سے دیتے ہیں۔ رہا قیامت کا دن، تو اس دن بھی مخلوقات کی نظریں آپ ﷺ ہی کی طرف ہوں گی۔ وہاں بھی ہر انسان ان کی شفاعت کا محتاج ہو گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح اسلامی عقیدے پر زندہ رکھے اور اسی پر موت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

کیا نبی ﷺ ہمارے جیسے ہیں؟

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ الَّذِيۡنَ يُبَايِعُوۡنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوۡنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوۡقَ اَيۡدِيۡهِمۡ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَ بَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡن وَالۡحَمۡدُلِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ فتح سے آیت نمبر 10 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ قبل اس کے کہ متذکرہ آیت قرآنیہ کے تحت کچھ عرض کیا جائے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

موجودہ دور میں جہاں ہر طرف فتنہ پرستی ہے اور فتنہ پرستی کے اس دور میں منافقین مسلمانوں کے دلوں سے محبت رسول ﷺ کم کرنے کی سازشوں میں سرگرم عمل ہیں اور اس سازش کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے کوئی نہ کوئی ایسی بات مسلمانوں میں پھیلاتے ہیں جس سے دل مسلم میں تعظیم وتوقیر رسول کم ہو، انہی باتوں میں سے ایک بات یہ بھی پھیلائی جارہی ہے کہ نبی پاک ﷺ ہمارے جیسے ہیں۔

آپ ﷺ جیسا ہونا تو کجا آپ ﷺ کے نعلین کے نیچے ذرے کا بھی کوئی مثل نہیں چنانچہ مواہب الدنیہ جلد 3 صفحہ نمبر 70 پر امام احمد قسطلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کے ساتھ ایمان کامل کا یہ مطلب ہے کہ اس بات پر ایمان رکھے کہ خدا تعالیٰ نے آپ ﷺ کا جسم اقدس ایسا بے مثل پیدا فرمایا ہے کہ نہ آپ سے پہلے نہ آپ کے بعد کوئی شخص آپ جیسا پیدا کیا ہی نہیں اور نہ کرے گا۔

وہ کیسا جسم اطہر ہے کہ جس کی دنیا میں مثال نہیں ملتی، احادیث کی روشنی اس جسم اطہر کو بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

☆حسن و جمال

سبل الہدیٰ والرشاد جلد دوم ص نمبر 556 پر نقل ہے کہ امام بخاری اور امام مسلم رحمہم اللہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جو حضور ﷺ سے زیادہ حسین ہو۔

امام بیہقی علیہ الرحمہ بیہقی شریف میں فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام میں سے ایک شخص نے بیان کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضور ﷺ کی زیارت کی سعادت حاصل کی۔ آپ کی ایسی ذات تھی جس کا جسم منور بہت خوبصورت تھا۔ حضرت اُمّ معبد رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضور ﷺ سارے لوگوں سے زیادہ حسین تھے۔ آپ دور سے سب سے زیادہ خوبصورت اور قریب سے سب سے زیادہ حسین و جمیل تھے۔

سبل الہدیٰ والرشاد جلد دوم ص 556 پر نقل ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ حلیہ کے اعتبار سے تمام انسانوں سے زیادہ خوبصورت تھے۔

سبل الہدیٰ والرشاد جلد دوم ص 558 پر نقل فرماتے ہیں کہ جو حسن و جمال اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو عطا فرمایا۔ یعنی آپ ﷺ حسن کی انتہا پر تھے جبکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو آپ کا نصف دیا گیا، اس کی تائید ترمذی شریف کی حدیث کرتی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی مبعوث کیا، اس کا چہرہ اور آواز خوبصورت تھی۔ تمہارے نبی (ﷺ) چہرہ اور آواز کے اعتبار سے سب سے زیادہ حسین تھے۔

ایسا تجھے خالق نے طرح دار بنایا
یوسف کو تیرا طالب دیدار بنایا

حضور علیہ السلام کے حسن و جمال کے بارے میں صحابی رسول حضرت حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

وَاَحۡسَنُ مِنۡکَ لَمۡ تَرقَطَ عَیۡنِیۡ
وَاَجۡمَلُ مِنۡکَ لَمۡ تَلِدِ الۡنِّسَاءَ

یا رسول اللہ ﷺ! آپ جیسا حسین و جمیل کسی آنکھ نے دیکھا ہی نہیں (کیسے دیکھتی؟) آپ جیسا حسین و جمیل کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔

خُلِقۡتَ مُبَرَّاً مِّنۡ کُلِّ عَیۡبٍ
کَاَنَّکَ قَدۡ خُلِقۡتَ کَمَا تَشَاءُ

آپ ﷺ کو ہر ظاہری و باطنی عیب سے پاک پیدا کیا گیا، گویا آپ کو ایسا پیدا کیا جیسا آپ نے چاہا۔

تیری مثال زمانے میں ہو نہیں سکتی
میرے خدا نے تجھے بے مثال رکھا ہے
ہر ایک سمت عیاں ہیں کہاں کہاں دیکھیں
تیرے جمال نے حیرت میں ڈال رکھا ہے

☆آپ ﷺ کے چہرۂ انور کا کوئی مثل نہیں

سبل الہدیٰ والرشاد جلد دوم صفحہ نمبر 556 پر نقل فرماتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے کسی کو حضور ﷺ سے بڑھ کر حسین نہیں دیکھا، گویا کہ سورج آپ کے چہرۂ انور میں رواں تھا۔

بخاری شریف کتاب الاذان حدیث نمبر 680 میں ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کے وصال کے مرض میں لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ یہاں تک کہ جب سوموار کا دن تھا۔ لوگ نماز کے لئے صف بستہ کھڑے تھے۔ حضور ﷺ نے حجرے کا پردہ اٹھایا اور کھڑے کھڑے ہماری طرف دیکھنے لگے گویا کہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک مصحف کا ایک ورق تھا۔ پھر آپ ﷺ خوشی سے مسکرائے، دیدار حضور ﷺ کے سبب خوشی سے ہم نے فتنہ میں پڑ جانے کا قصد کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایڑیوں کے بل پیچھے آئے تاکہ صف تک پہنچیں اور گمان کیا کہ حضرت نبی پاک ﷺ نماز کے لئے تشریف لانے والے ہیں تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی نماز پوری کرو اور آپ نے پردہ نیچے گرا دیا اور اس دن آپ ﷺ کا وصال ہوا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام نے چہرۂ مصطفی ﷺ کے متعلق فرمایا کہ کھلا ہوا قرآن حضور ﷺ کے چہرۂ انور کو قرآن سے تشبیہ دینے کا مقصد میں یہی سمجھ سکا کہ جس طرح

قرآن بے مثل و بے مثال ہے، اسی طرح چہرۂ مصطفی ﷺ بھی بے مثل و بے مثال ہے۔

سبل الہدیٰ والرشاد جلد دوم صفحہ نمبر 556 پر نقل ہے کہ حضرت طارق بن عبید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم عازم سفر ہوئے۔ ہمارے ہمراہ ہودج میں ایک عورت بھی تھی۔ حتی کہ ہم مدینہ طیبہ کے قریب اترے، حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ اس عورت نے کہا: میں نے کسی کا چہرہ نہیں دیکھا جو چودھویں کے چاند سے ملتا جلتا ہو مگر آپ کا چہرہ چودھویں کے چاند سے بھی زیادہ حسین تھا۔

حضرت ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر نے حضرت ربیع بن مسعود سے کہا: میرے لئے حضور ﷺ کا سراپا بیان کریں۔ انہوں نے فرمایا: میرے بیٹے! اگر تم آپ ﷺ کو دیکھ لیتے تو کہتے گویا کہ سورج طلوع ہے (سبل الہدیٰ والرشاد، جلد دوم، صفحہ نمبر 557)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: انہوں نے فرمایا: حضور ﷺ جب بھی سورج کے سامنے کھڑے ہوئے مگر آپ کا نور سورج کی روشنی پر غالب آ گیا۔ آپ کسی چراغ کے ساتھ کھڑے نہ ہوئے مگر آپ کا نور چراغ کی روشنی پر غالب آ گیا۔ (سبل الہدیٰ، جلد دوم، صفحہ نمبر 557)

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ خصائص الکبریٰ صفحہ نمبر 139 پر امام ابن عساکر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں سحری کے وقت (کچھ) سی رہی تھی۔ میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی۔ بہت تلاش کی مگر نہ ملی۔ اتنے میں رسول پاک ﷺ داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے چہرۂ انور کی روشنی سے سوئی نظر آ گئی۔

سوزن گمشد ملتی ہے تبسم سے تیرے
شام کو صبح بناتا ہے اجالا تیرا

تاریخ ابن کثیر دوسری جلد صفحہ نمبر 149 پر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی سرور کونین ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ جب اس نے چہرۂ محبوب سے پھوٹنے والی نورانی شعاعوں کو دیکھا تو پکار اٹھا۔

یارسول اللہ ﷺ! مجھے آپ اپنے والدین حتیٰ کہ خود اپنی جان و ذات سے بھی زیادہ محبوب ہیں بلکہ میرے اندر ظاہر و باطن پر بھی آپ ہی کی حکمرانی ہے۔

اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی
جیسے میرے سرکار ہیں ایسا نہیں کوئی

جن کے چہرۂ نور کا کوئی مثل نہیں، ان کی ذات کی مثل کون ہوسکتا ہے؟

☆چشمانِ مبارک

ہمارے دیکھنے اور حضور ﷺ کے دیکھنے میں بھی فرق ہے۔ حضور ﷺ دیکھنے میں بھی ہمارے جیسے نہیں ہیں چنانچہ خصائص الکبریٰ صفحہ نمبر 136 پر ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تاریکی میں اس طرح دیکھتے جس طرح تمام لوگ روشنی اور نور میں دیکھتے ہیں۔

ابن ماجہ کتاب الزہد میں حدیث نمبر 4190 میں نقل ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔

بخاری شریف کتاب الجنائز میں حدیث نمبر 1344 میں نقل ہے کہ نبی کریم ﷺ نے (مدینہ پاک میں) منبر شریف پر ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اپنے حوض کوثر کو اب بھی دیکھ رہا ہوں۔

سبحان اللہ! چشمانِ مبارک کی کیا شان ہے کہ اپنے منبر پر بیٹھے ساتوں آسمانوں کے بعد جنت میں حوض کوثر کو دیکھ رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ہم دیکھنے میں ان کے برابر نہیں۔

مسلم شریف میں حدیث پاک ہے جسے امام سیوطی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب خصائص الکبریٰ کے صفحہ نمبر 137 پر نقل فرمایا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! میں تمہارا ہوں، تم مجھ سے پہلے رکوع اور سجود نہ کیا کرو، بلاشبہ میں آگے اور پیچھے دونوں جانب سے دیکھتا ہوں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ چشمانِ مبارک کے بارے میں فرماتے ہیں۔

سرِ عرش پر ہے تیری گزر
دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے
نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

خصائص الکبریٰ میں امام سیوطی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر تم حضور ﷺ کی آنکھیں دیکھو گے تو کہو گے کہ ان میں سرمہ لگا ہوا ہے حالانکہ ان میں سرمہ لگا ہوا نہیں ہوتا تھا۔

☆ تاجدارِ کائنات ﷺ کی قوت سماعت

مسلم شریف میں حدیث نمبر 7167 پر نقل ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب آپ ﷺ نے ایک گڑگڑاہٹ کی آواز سنی تو دریافت کیا۔ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا چیز ہے؟ ہم نے عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر

جانتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایک پتھر ہے جسے ستر برس پہلے جہنم میں پھینکا گیا تھا اور یہ گرتا رہا ہے یہاں تک کہ اب جہنم کی تہہ میں پہنچا ہے۔

امام طبرانی علیہ الرحمہ، طبرانی شریف میں نقل فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: میں یہودیوں کی آواز سنتا ہوں جن کو قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔

خصائص الکبریٰ صفحہ نمبر 574 پر امام سیوطی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ بنو نجار کے ایک باغ میں تشریف لے گئے۔اس قوم کی آواز سنی جسے عذاب دیا جارہا تھا۔ خچر واپس لوٹنے لگی۔آپ نے دریافت کیا۔اس شخص کو کب دفن کیا گیا ہے۔عرض کی اسے زمانۂ جاہلیت میں دفن کیا گیا۔

امام ترمذی اور امام ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے، وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے، میں آسمان کے چڑ چڑانے کی آواز سن رہا ہوں۔اسے چڑ چڑانے پر ملامت کیوں کی جائے، اس میں بالشت بھر جگہ نہیں۔مگر اس پر کوئی فرشتہ سجدہ کررہا ہے، یا قیام کررہا ہے۔(سبل الہدیٰ والرشاد، جلد دوم، ص 574)

تفسیر عزیزی تیسویں پارہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ایمان لانے کے بعد ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! بچپن میں آپ کو مہد (جھولے) میں دیکھتا تھا، جدھر آپ کی انگلی اٹھتی چاند ادھر جھک جاتا گویا چاند آپ کا دل بہلاتا تھا۔

یہ سن کر سرورِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا۔اے چچا عباس رضی اللہ عنہ! اس سے بھی بڑھ کر آپ کو میں حیرت کی بات بتاتا ہوں کہ جب میں اپنی والدہ کے شکم میں تھا، اس وقت جب

لوحِ محفوظ پر قلم چلتا تو اس قلم چلنے کی آواز اپنی والدہ کے شکم میں سنتا تھا۔

سبحان اللہ! کیا قوت سماعت عطا فرمائی ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو۔ ہم پاس بیٹھے ہوئے شخص کی بات بغور نہیں سن سکتے مگر تاجدار کائنات ﷺ کی شان یہ ہے کہ جہنم کی تہہ میں گرنے والے پتھر کی آواز سماعت فرما لیتے ہیں۔قبروں کے اندر ہونے والے عذابات کی آواز سماعت فرما لیتے ہیں، آسمان کے چڑ چڑانے کی آواز سماعت فرما لیتے ہیں حتیٰ کہ آسمانوں کے بعد لوحِ محفوظ پر چلنے والے قلم کی آواز سماعت فرما لیتے ہیں۔معلوم ہوا کہ جب سماعت میں کوئی ان کے جیسا نہیں تو ذات میں کوئی نبی جیسا کیسے ہو سکتا ہے؟

☆ دندانِ اقدس

سبل الہدیٰ والرشاد جلد دوم صفحہ نمبر 576 پر ہے۔حضرت ہند بن ہالہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور ﷺ کا منہ مبارک وسیع تھا۔آپ کے دندان اقدس بھینچے ہوئے نہ تھے بلکہ جدا جدا تھے، ان سے نور نکلتا تھا۔

ترمذی شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ کلام فرماتے تھے تو ایک نور نظر آتا تھا کہ جو آپ کے دندان اقدس سے نکلتا تھا۔

سبل الہدیٰ والرشاد جلد دوم صفحہ نمبر 576 پر ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب سرکار اعظم ﷺ مسکراتے تو (دندانِ اقدس) سے نکلنے والی نور کی شعاعوں سے دیواریں جگمگا اٹھتیں۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

وہ گل ہیں لب ہائے ناز ان کے
ہزاروں جھڑتے ہیں پھول ان سے

گلاب گلشن میں دیکھے بلبل
یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے

☆ دہنِ اقدس

حضور ﷺ کا دہن اقدس اس قدر شان والا ہے کہ رب کریم قرآن مجید میں جس کے متعلق ارشاد فرمایا:

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى

حدیث قدسی ملاحظہ فرمائیں۔ حدیث قدسی کسے کہتے ہیں۔ حدیث قدسی میں ارشاد رب تعالیٰ کا ہوتا ہے اور زبان اقدس حضور ﷺ کی ہوتی ہے۔ کیا شان ہے زبان ایک ہے کلام دو ہیں، کیا مطلب

مصطفی کلام کریں تو اپنی زبان سے
خدا بھی کلام کرے تو مصطفی کی زبان سے
وہ دہن جس کی بات وحیِ خدا
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

میرے محبوب ﷺ کا وہ دہن کہ جس سے حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کو جنت عطا فرمادی۔ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی دو کے برابر ارشاد فرمادی۔ حج کے متعلق فرمایا کہ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج فرض ہوجاتا۔ حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کے لئے سونے کے کنگن جائز فرمادیئے اور اسی دہن اقدس سے جو کہا، وہ ہوگیا۔

اسی کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا:

وہ زبان جس کو سب کُن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

جب میرے آقا ﷺ کے دہن اقدس کی کوئی مثل نہیں تو حضور ﷺ کی مثل کون ہوسکتا ہے۔

☆لعابِ دہن

خصائص الکبریٰ صفحہ نمبر 137 پر امام سیوطی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ امام ابن ماجہ، امام بیہقی اور امام ابونعیم رحمہم اللہ نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول پاک ﷺ کے پاس ڈول میں پانی لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اس کا پانی پیا پھر کنویں میں کلی فرمادی جس کے بعد کنویں سے مشک جیسی خوشبو آنے لگی۔

خصائص الکبریٰ صفحہ نمبر 137 پر امام سیوطی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ امام ابونعیم علیہ الرحمہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول پاک ﷺ نے ان کے گھر کے کنویں میں دہن مبارک کا لعاب دہن ڈال دیا، جب سے مدینہ طیبہ میں اس کنویں سے زیادہ شیریں پانی کسی جگہ کا نہ تھا۔

خصائص الکبریٰ صفحہ نمبر 137 پر امام سیوطی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ امام بیہقی اور امام ابونعیم رحمہم اللہ نے رسول پاک ﷺ کی باندی رزینہ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے یوم عاشور مکہ کے شیر خوار بچوں کو اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شیر خوا بچوں کو بلایا اور ان کے دہنوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور ان کی ماؤں سے فرمایا۔ رات تک انہیں دودھ نہ پلانا، گویا ان کو رات تک دودھ کی ضرورت نہ ہوگی۔

سبل الہدیٰ والرشاد جلد دوم صفحہ نمبر 576 پر نقل ہے کہ حضرت عمیرہ بنت مسعود الانصاریہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں اور میری بہنیں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں (یہ پانچ بہنیں تھیں) ہم نے آپ ﷺ کی زیارت کی تو آپ خشک گوشت تناول فرمارہے تھے۔ آپ نے ان کے لئے ایک ٹکڑا چبایا پھر وہ ٹکڑا مجھے پکڑا دیا۔ میں نے انہیں اپنی بہنوں میں تقسیم کردیا۔ اس میں سے ہر ایک نے اس میں ایک ایک حصہ چبایا۔ ان کے منہ سے مشک کی سی خوشبو آنے لگی۔

خصائص الکبریٰ کے صفحہ نمبر 138 پر امام سیوطی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں۔ حضرت عامر بن کریز رضی اللہ عنہ اپنے پانچ سالہ بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت میں آئے۔ حضور ﷺ نے اس بچے کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا، جس سے ایسی کرامت ان کو ملی کہ وہ جس پتھر پر ضرب لگاتے، پانی نکل آتا۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ نبی ہمارے جیسے تھے، وہ غور کریں کہ ان کو تھوکنے سے روکنے کے لئے جگہ جگہ بورڈز لگے ہوئے ہیں کہ ''یہاں تھوکنا منع ہے''

مگر کونین کے تاجدار ﷺ کے لعاب دہن کی شان دیکھئے کہ کنویں میں ڈال دیں تو میٹھا ہوجائے، کسی کے منہ میں داخل ہوجائے تو مشک کی خوشبو آنے لگے اور اگر خواب میں غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے منہ میں داخل کردیں تو اس کی برکت سے ابواب سخن کھل جائیں۔

☆ حضور ﷺ کی بغل شریف

انسانی جسم میں جہاں بھی دو حصے ملتے ہیں، وہاں کالا پن پیدا ہوتا ہے۔ انسان کتنا ہی خوبصورت ہو مگر دو حصوں کے ملنے کی جگہ کالا پن ضرور ظاہر ہوگا مگر بے مثل رسول ﷺ کی بے

مثلیت دیکھئے کہ آپ ﷺ کی بغل مبارک میں بھی سفیدی چمکا کرتی تھی اور اتنے اضافہ کے ساتھ اس میں بال نہ تھے، چنانچہ احادیث میں اس کا ذکر یوں ملتا ہے۔

خصائص الکبریٰ میں امام سیوطی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ امام بخاری اور امام مسلم رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول پاک ﷺ کو دعا کے وقت اس قدر ہاتھ اٹھائے دیکھا ہے۔ (اس وقت آپ چادر اوڑھے ہوئے تھے) آپ کے بغل کی سفیدی نظر آ گئی تھی۔

سبل الہدیٰ والرشاد جلد دوم صفحہ نمبر 610 پر ہے کہ بنوحریش کے ایک شخص نے بیان کیا ہے۔ انہوں نے کہا حضور ﷺ نے مجھے اپنے ساتھ چمٹا لیا۔ مجھ پر آپ کی بغلوں کا پسینہ گرا جس سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔ (مسند البزار)

☆حضور ﷺ کا دستِ حق پرست

نبی پاک ﷺ کے دست حق پرست کو رب تعالیٰ اپنا دست قدرت ارشاد فرماتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرقان حمید سورۂ فتح آیت نمبر 48 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ

ترجمہ: یقیناً وہ لوگ جنہوں نے آپ کی بیعت کی، انہوں نے اللہ کی بیعت کی۔ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا دست قدرت۔

سورۂ انفال آیت نمبر 8 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَمَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی

ترجمہ: جب آپ نے مٹی پھینکی، وہ آپ نے نہیں پھینکی، ہاتھ تیرا تھا، مٹی تیرے رب نے پھینکی۔

اب دست پاک مصطفی ﷺ کی شان اور بے مثلیت احادیث کی روشنی میں سنئے۔

کنزالعمال شریف جلد ساتویں صفحہ نمبر 9 پر نقل ہے کہ امام ابن عساکر علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں۔سرکار کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک حضرت اسید بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے چہرے اور سینہ پر پھیرا تو حضرت اسید رضی اللہ عنہ کا چہرہ اس قدر روشن ہو گیا کہ وہ اندھیری کوٹھری میں داخل ہوتے تو وہ روشن ہو جاتی تھی۔

شواہد النبوت میں ہے۔امام احمد علیہ الرحمہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے سرکار کریم ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی۔رات سخت اندھیرا تھا اور آسمان پر گھنگھور گھٹا چھائی ہوئی تھی۔

بوقت روانگی سرور کونین ﷺ نے اپنے دست حق پرست سے انہیں درخت کی شاخ عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تم بلا خوف وخطرا پنے گھر جاؤ۔ یہ شاخ تمہارے ہاتھ میں ایسی روشن ہو جائے گی کہ دس آدمی تمہارے آگے اور دس آدمی تمہارے پیچھے اس کی روشنی میں چل سکیں گے اور جب تم گھر پہنچو گے تو ایک کالی چیز کو دیکھو گے، اس کو مار کر گھر سے نکال دینا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا جوں ہی حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا شانۂ نبوت سے نکلے، وہ شاخ روشن ہوگئی اور وہ اس کی روشنی میں چل کر اپنے گھر پہنچ گئے اور دیکھا کہ وہاں ایک کالی چیز موجود ہے۔ آپ نے فرمان مصطفی ﷺ کے مطابق اس کو مار کر گھر سے نکال دیا۔

سبل الہدیٰ والرشاد جلد دوم صفحہ نمبر 609 پر نقل ہے کہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا: میں حضور ﷺ سے مصافحہ کرتا تھا یا آپ کی جلد مبارک سے اپنی

جلد مس کرتا تھا پھر میں اپنے ہاتھ کو دیکھتا تو اس سے مشک سے عمدہ خوشبو آ رہی تھی۔

حضرت یزید بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور ﷺ نے مجھے اپنا ہاتھ پکڑایا، وہ برف سے ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبو آور تھا۔

سبل الہدیٰ والرشاد جلد دوم صفحہ نمبر 610 پر نقل ہے۔ مثنی بن صالح علیہ الرحمہ نے اپنے دادا جان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے سید عالم ﷺ سے مصافحہ کیا۔ بخدا! میں نے کوئی ہتھیلی آپ کی ہتھیلی سے نرم نہیں دیکھی۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں بیمار پڑ گیا۔ حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے تا کہ میری عیادت فرمائیں۔ آپ نے میری پیشانی پر ہاتھ رکھا۔ میرے چہرے، سینہ اور پیٹ پر دست مبارک رکھا۔ مجھے آپ کے ہاتھوں کی ٹھنڈک آج تک جگر میں محسوس ہو رہی ہے۔ (مسند امام احمد، سبل الہدیٰ والرشاد)

☆ گردن مبارک

ترمذی شریف میں ہے کہ آپ ﷺ کی گردن اعتدال کے ساتھ طویل اور چاندی کی طرح سفید اور خوبصورت ایسی کہ جیسے چاندی کی صراحی کی مانند تھی۔

☆ کندھے مبارک

امام حاکم علیہ الرحمہ مستدرک میں فرماتے ہیں۔ رسول پاک ﷺ کے کندھے جب کبھی کھل جاتے (یعنی چادر مبارک نیچے تشریف لے آتی) تو یوں معلوم ہوتا کہ یہ چاندی کے ڈھلے ہوئے ہیں۔

حضرت محشی کعبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے رات کے وقت جعرانہ

میں عمرہ کا عزم فرمایا تو میری نظر آپ ﷺ کی پشت پر پڑی تو گویا وہ چاندی کی ڈھلی ہوئی تھی۔

☆ پسینہ محبوب ﷺ

نبی پاک ﷺ کائنات کی وہ واحد ہستی ہیں جن کے پسینے میں سے مشک وعنبر اور کستوری سے بھی زیادہ بھینی بھینی خوشبو آتی تھی۔ ہمارے جسم سے پسینہ نکلے تو بیوی قریب نہ آنے دے اور محبوب خدا ﷺ کا پسینہ نکلے تو مدینہ کی گلیاں خوشبو سے مہک جائیں۔

چنانچہ خصائص الکبریٰ میں امام سیوطی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ مسند البزار اور مسند ابو یعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مدینہ کے راہ گیر راستوں کی خوشبو سے جان لیتے کہ حضور ﷺ ادھر سے گزرے ہیں۔

اسی کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اپنے نعتیہ کلام میں فرماتے ہیں:

کیا مہکتے ہیں مہکنے والے
بو پہ چلتے ہیں بھٹکنے والے

آج بھی مدینہ پاک کی گلیوں میں ایک عجیب مہک موجود ہے جو کہ ہر مسلمان محسوس کرتا ہے، یہ کیا ہے؟

شاعر اپنے نعتیہ کلام میں اس کا جواب دیتا ہے

عرصہ ہوا طیبہ کی گلیوں سے وہ گزرے تھے
اس وقت بھی گلیوں میں خوشبو ہے پسینے کی

خصائص الکبریٰ صفحہ نمبر 146 پر امام سیوطی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ مسند ابو یعلیٰ اور امام طبرانی علیہ الرحمہ نے معجم الاوسط میں اور امام ابن عساکر علیہ الرحمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی

اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول پاک ﷺ کے پاس ایک شخص آیا عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! میں اپنی بیٹی کی شادی کررہا ہوں۔آپ اس میں میری مدد فرمائیں۔آپ نے کہا کہ اس وقت تو کچھ موجود نہیں ہے لیکن تم کھلے منہ کی شیشی اپنی بیٹی کو دو اور کہو کہ یہ لکڑی شیشی میں ڈبو کر خوشبو لگائے چنانچہ لڑکی نے ایسا ہی کیا اور اس وجہ سے اس کے گھر کی شہرت ''بیت المطیبین'' پاکیزہ گھر کے نام سے ہوگئی۔

واللہ جو مل جائے میرے گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دلہن پھول

علامہ نور بخش توکلی علیہ الرحمہ اپنی کتاب سیرت رسول عربی میں فرماتے ہیں کہ جن خاتون کے لئے حضور ﷺ نے اپنا پسینہ عطا فرمایا،اس خاتون کی نسل اس وقت دمشق میں ہے، چودہ سو سال سے زیادہ گزر گئے،اس کی نسل میں آج بھی محبوب کریم ﷺ کے پسینے کی خوشبو آتی ہے۔

سبل الہدیٰ والرشاد جلد دوم صفحہ نمبر 618 پر ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا۔آپ کے چہرۂ انور پر پسینہ موتیوں کی طرح نظر آرہا تھا۔آپ کے پسینے کی خوشبو مشک اذفر کی خوشبو سے عمدہ تھی (ابن سعد،ابن عساکر)

خصائص الکبریٰ میں امام سیوطی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ دارمی میں ہے۔حضور ﷺ نے ایک شخص کو اقرار بالزنا پر سنگسار کرنے کا حکم دیا۔اس کے بدن پر پتھر برسنے لگے۔ایک صحابی کہتے ہیں مجھ میں کھڑا رہنے کی طاقت نہ رہی۔قریب تھا کہ میں گر پڑتا،محبوب کریم ﷺ نے مجھے اپنے ساتھ چمٹا لیا،وہ ایسا وقت تھا کہ آپ کی بغلوں کا پسینہ ٹپک رہا تھا جس سے کستوری کی خوشبو آرہی تھی۔

☆آوازِ مبارک

ہم بیان کریں تو چند لوگوں تک بغیر مائک کے ہماری آواز پہنچے مگر سبل الہدیٰ والرشاد جلد دوم صفحہ نمبر 622 پر ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور ﷺ نے منیٰ میں خطبہ ارشاد فرمایا: ہم اپنے اپنے خیموں میں آپ کی آواز سن رہے تھے کہ آپ کیا فرما رہے ہیں۔

☆محبوب کریم ﷺ کا چلنا

چلنے میں بھی کوئی حضور ﷺ کے برابر نہیں چنانچہ سبل الہدیٰ والرشاد جلد دوم صفحہ نمبر 621 پر ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ہمراہ ایک جنازہ میں تھا۔ میں جب چلتا تو محبوب ﷺ مجھ سے آگے نکل جاتے۔ میرے پہلو میں ایک شخص تھا۔ اس نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا۔ آپ ﷺ کے لئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے زمین سمٹ جاتی ہے۔ (امام احمد، ابن سعد)

☆عقل و حکمت رسول ﷺ

عقل و حکمت میں بھی حضور ﷺ کے برابر کوئی نہیں چنانچہ خصائص الکبریٰ صفحہ نمبر 144 پر امام سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام ابو نعیم علیہ الرحمہ نے حلیہ میں اور امام ابن عساکر علیہ الرحمہ نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے 71 کتابیں پڑھی ہیں۔ ان سب میں، میں نے پایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں یعنی کل مخلوق بنی آدم کو حضور ﷺ کے مقابلے میں ایک ذرہ حقیر کے برابر فہم و دانش عطا فرمائی ہے۔ اس میں شبہ

نہیں کہ رسول پاک ﷺ عقل وحکمت میں سب سے زیادہ ہیں۔

☆جسم اور لباس مبارک پر مکھی نہیں بیٹھی تھی

کتاب الشفاء جلد اول صفحہ نمبر 307 پر امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے جسم اطہر کا سایہ نہ دھوپ میں ہوتا، نہ چاندنی میں ہوتا۔ اس لئے کہ آپ نور تھے اور آپ کے جسم اطہر اور لباس مبارک پر مکھی نہ بیٹھی تھی۔

امام سیوطی علیہ الرحمہ کتاب خصائص الکبریٰ کے صفحہ نمبر 147 پر نقل فرماتے ہیں کہ ابن سبع نے الخصائص میں بیان کیا ہے کہ سرور کونین ﷺ کے کپڑوں پر مکھی نہ بیٹھتی تھی اور آپ کو جوں کبھی نہ کاٹتی تھی۔

☆جسم اطہر کا سایہ نہ تھا

حکیم ترمذی علیہ الرحمہ نے ذکوان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کا سایہ نہ دھوپ میں ہوتا، نہ چاندنی میں ہوتا۔ اس لئے کہ آپ ﷺ نور تھے۔ بعض علماء نے کہا کہ اس کی گواہ یہ حدیث ہے جس میں حضور علیہ السلام کی اس دعا کا ذکر ہے وَاجْعَلْنِي نُورًا یعنی اے رب مجھ کو سراپا نور بنادے (خصائص الکبریٰ ص 147)

فتوحات احمدیہ، افضل القریٰ اور مکتوبات مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ تیسری جلد میں ہے کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ تفسیر عزیزی میں سورۂ والضحیٰ کے تحت فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔

گیارہویں صدی کے مجدد حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب مدارج النبوت میں فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ایک نام نور ہے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

☆طاقت وقوت میں بھی لاثانی

امام سیوطی علیہ الرحمہ خصائص الکبریٰ صفحہ نمبر 149 پر نقل فرماتے ہیں کہ حضرت حارث بن ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول پاک ﷺ کو کچھ اوپر چالیس جنت کے مردوں کے برابر قوت دی گئی۔

☆ہمارا سونا اور حضور ﷺ کی آنکھ کا سونا

خصائص الکبریٰ صفحہ نمبر 148 پر امام سیوطی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے محوخواب ہوجاتے ہیں۔ جواب دیا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

معلوم ہوا کہ ہمارے سونے اور حضور ﷺ کے سونے میں بھی فرق ہے۔ ہم سوتے ہیں تو غافل ہوجاتے ہیں مگر حضور ﷺ کی صرف آنکھیں سوتی ہیں۔ دل بیدار رہتا ہے، ہم سوئیں تو وضوٹوٹ جاتا ہے مگر حضور ﷺ سوتے تو وضو باقی رہتا تھا۔

☆حضور ﷺ احتلام سے محفوظ تھے

ہر انسان شیطان کے وسوسوں کے باعث نیند میں احتلام کا شکار ہوتا ہے مگر سرور کونین ﷺ ایسے بے مثل و بے مثال ہیں کہ:

امام سیوطی علیہ الرحمہ اپنی کتاب خصائص الکبریٰ صفحہ نمبر 150 پر نقل فرماتے ہیں کہ امام طبرانی علیہ الرحمہ نے بہ سند حضرت عکرمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور دینوری علیہ الرحمہ نے

مجالست میں بہ سند ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول پاک ﷺ کو کبھی احتلام نہیں ہوا چونکہ احتلام شیطان کے وسوسے سے ہوتا ہے۔

☆سرورِ کونین ﷺ کا خونِ مقدس

ہر انسان کا خون ناپاک ونجس ہے مگر حضور ﷺ کے خون مقدس کا اعجاز سنئے:

امام سیوطی علیہ الرحمہ خصائص الکبریٰ صفحہ نمبر 147 پر نقل فرماتے ہیں کہ مسند بزار، مسند ابو یعلی، امام طبرانی، امام حاکم اور امام بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک مرتبہ وہ رسول پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ پچھنے لگوا رہے تھے۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا: اے عبداللہ اس خون کو لے جاؤ اور کسی ایسے مقام پر رکھ دو کہ کوئی نہ دیکھے۔ وہ خون کو لے گئے اور پی لیا۔ واپس آئے تو آپ نے دریافت کیا: عبداللہ خون کا کیا کیا؟ انہوں نے عرض کیا۔ میں نے ایسی پوشیدہ جگہ رکھا ہے کہ وہ ہمیشہ لوگوں سے مخفی رہے گا۔ حضور ﷺ نے جواب دیا: میرا خیال ہے تم نے اسے پی لیا ہے۔ میں نے کہا ہاں ﷺ میں نے پی لیا ہے۔

☆موئے مبارک

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عثمان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری زوجہ نے مجھ کو ایک پانی کا پیالہ دے کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا اور میری بیوی کی یہ عادت تھی کہ جب بھی کسی کو نظر لگتی یا کوئی بیمار ہوتا تو وہ برتن میں پانی ڈال کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا کرتیں کیونکہ ان کے پاس حضور ﷺ کا موئے مبارک تھا تو وہ حضور ﷺ

کے اس بال مبارک کو نکالتیں جس کو چاندی کی نلی میں رکھا ہوا تھا اور پانی میں ڈال کر ہلا دیتیں اور مریض وہ پانی پی لیتا (جس سے مریض کو شفا ہو جاتی)

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس رسول پاک ﷺ کا ایک بال ہو۔ یہ بات مجھے دنیا و مافیہا (دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب) سے زیادہ محبوب ہے۔

معلوم ہوا کہ محبوب کریم ﷺ بے مثل و بے مثال ہیں اور یہی بات خود نبی پاک ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمائی کہ تم میں میری مثل کوئی نہیں چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

بخاری شریف کتاب الصوم میں حدیث نمبر 1961 پر ہے۔ نبی پاک ﷺ نے (صحابہ سے) فرمایا متواتر روزے نہ رکھو۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا۔ آپ ﷺ تو صوم وصال (متواتر روزے) رکھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم میں کسی کی مثل نہیں ہوں۔ میں کھلایا جاتا ہوں اور پلایا جاتا ہوں یا آپ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کے حضور رات اس حال میں گزارتا ہوں کہ مجھے کھلایا اور پلایا جاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ کہنا کہ نبی ﷺ ہمارے جیسے تھے، انتہائی درجے کی جہالت ہے لہذا ماننا پڑے گا کہ میرے مولا ﷺ کی مثل کوئی نہیں۔

کوئی مثل مصطفی ﷺ کا نہ ہوا، نہ ہے، نہ ہوگا
کسی اور کا یہ رتبہ نہ ہوا، نہ ہے، نہ ہوگا

☆ نبی کو اپنی طرح بشر سمجھنا کفار کا طریقہ ہے

سب سے پہلے نبی کو بے ادبی کی نیت سے بشر کہنے والا شیطان تھا، جس نے حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں کہا۔

سورۂ حجر آیت نمبر 33 میں اس کا بیان ہے۔

القرآن: قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ

ترجمہ: بولا مجھے زیبا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں

معلوم ہوا کہ نبی کو بے ادبی کی نیت سے بشر کہنے کا آغاز شیطان نے کیا حالانکہ ملائکہ بھی جانتے تھے کہ حضرت آدم علیہ السلام بشر ہیں مگر انہوں نے بشریت پر ایمان رکھا، بے ادبی کی نیت سے بشریت کو اچھالا نہیں۔

چنانچہ شیطان کے اس عمل کو جاری رکھتے ہوئے ہر دور میں اس کے چیلوں نے نبی کو اپنی طرح بشر کہا۔ حضرت نوح، حضرت صالح اور حضرت ہود علیہم السلام کی قوم کے کافروں نے ان سے کہا۔

سورۂ ابراہیم آیت 10 میں اس کا بیان ہے۔

القرآن: قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا

ترجمہ: تم تو ہم ہی جیسے بشر ہو۔

سورۂ شعراء آیت نمبر 186 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَمَا اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا

ترجمہ: تم تونہیں مگر ہم جیسے بشر

ان تمام آیات سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنی طرح بشر کہنا اور سمجھنا شیطان کے پیروکاروں کا طریقہ ہے، مومنوں کا طریقہ نہیں ہے۔ ہر مسلمان کا انبیاء کرام علیہم السلام کی بشریت پر ایمان ہے مگر یہ کہتے پھرنا کہ ہمارے جیسے تھے، یہ منافقت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح اسلامی عقیدہ پر زندہ رکھے اور اسی پر موت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

رسولِ محتشم ﷺ کی

شانِ محبوبیت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ الم نشرح سے آیت نمبر 4 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔قبل اس کے کہ متذکرہ آیت قرآنی کے تحت کچھ عرض کیا جائے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے حبیب لبیب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

محترم حضرات! آج کی اس بابرکت محفل میں ہم نبی پاک ﷺ کی شان وعظمت بیان کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔یادرہے کہ اس کائنات میں کوئی ایسا انسان نہیں ہے جو یہ دعویٰ کرے کہ میں نے حضور ﷺ کی شان وعظمت مکمل طور پر بیان کردی ہے بلکہ جس نے جتنی شان بیان کی،وہ اپنے علم کی بنیاد پر کی۔وہ ان کے علم کی انتہا ہے،مقام مصطفی ﷺ تو اس سے

بھی بلند ہے۔حضور ﷺ کی حقیقت کوسوائے ان کے رب کے کوئی نہیں جانتا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو صفی اللہ بنایا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ بنایا، حضرت نوح علیہ السلام کو نجی اللہ بنایا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ بنایا اور حضور ﷺ کو اپنا حبیب بنایا، چنانچہ ترمذی شریف کی حدیث پاک میں ہے۔

حدیث شریف = حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اصحاب رسول بیٹھے ہوئے تھے تو حضور ﷺ تشریف لائے، یہاں تک کہ ان کے قریب ہو گئے۔حضور ﷺ نے انہیں سنا، وہ باہم گفتگو کر رہے تھے۔ان میں سے کسی نے کہا: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا، دوسرے نے کہا: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حقیقتاً کلام فرمایا، ایک اور نے کہا: پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں اور کسی نے کہا: حضرت آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں۔پس رسول پاک ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: تحقیق میں نے تمہارا کلام سن لیا اور تمہیں یہ بات بھاتی ہے کہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور آدم صفی اللہ ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور سن لو میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور اس پر کچھ فخر نہیں اور میں قیامت کے دن اس لواء الحمد کو اٹھانے والا ہوں جس کے نیچے آدم علیہ السلام اور ان کے ماسوا (سب لوگ) ہوں گے اور میں کچھ فخر نہیں کرتا اور روز قیامت سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی اور اس پر کچھ فخر نہیں، اور میں وہ پہلا شخص ہوں جو جنت کے حلقے کو حرکت دے گا تو اللہ تعالیٰ میرے لئے جنت کا دروازہ کھول دے گا اور مجھے اور میرے ساتھ غریب مسلمانوں کو جنت میں داخل کرے گا اور کچھ فخر نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اولین و آخرین میں سب سے زیادہ عزت والا ہوں اور کچھ فخر نہیں۔

محترم حضرات! خلیل کون ہوتا ہے اور حبیب کون ہوتا ہے؟ خلیل وہ ہوتا ہے جو یہ چاہتا ہے

کہ رب تعالیٰ راضی ہو جائے اور حبیب وہ ہوتا ہے کہ رب تعالیٰ اس کی رضا چاہتا ہے۔

کلیم کون ہوتا ہے اور حبیب کون ہوتا ہے؟ کلیم یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا مانگتے ہیں کہ اے اللہ! میں تیرا دیدار کرنا چاہتا ہوں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: اے موسیٰ علیہ السلام! تم نہیں دیکھ سکتے اور حبیب وہ ہوتا ہے کہ مکہ مکرمہ میں اپنے بستر اطہر پر محو استراحت ہیں، جبرئیل علیہ السلام کی حاضر خدمت ہو کر کہتے ہیں کہ چلیئے یارسول اللہ ﷺ! آپ کا رب آپ کو دیدار کرانا چاہتا ہے۔

کلیم اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا مانگتے ہیں

رَبِّ اشْرَحْ لِی صَدْرِیْ

ترجمہ: میرے رب میرے سینے کو کشادہ کر

محبوب کریم ﷺ نے مانگنا نہیں، بن مانگے ارشاد فرمایا:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ

ترجمہ: کیا ہم نے آپ کے سینے کو کشادہ نہیں کیا

☆ تمام انبیاء کرام علیہم السلام مخصوص قوموں کی طرف مبعوث کئے گئے

حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا، حضرت ہود علیہ السلام کو قوم عاد کی طرف بھیجا۔ حضرت صالح علیہ السلام کو قوم ثمود کی طرف بھیجا، حضرت لوط علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا، حضرت شعیب علیہ السلام کو مدین کی طرف بھیجا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا، حضرت یونس علیہ السلام کو لاکھ آدمیوں یا زیادہ کی طرف بھیجا اور

حضرت عیسٰی علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی طرف بھیجا۔

معلوم ہوا کہ کوئی نبی خاص ملک کی طرف بھیجا گیا، کوئی نبی خاص قوم کی طرف بھیجا گیا اور کوئی نبی خاص علاقے اور بستی کی طرف بھیجا گیا مگر جب بات آئی اپنے محبوب ﷺ کی تو اللہ تعالٰی سورۂ سبا آیت نمبر 28 میں ارشاد فرماتا ہے:

القرآن: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا

ترجمہ: ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

مسلم شریف کی حدیث نمبر 523 ہے۔ آپ ﷺ خود ارشاد فرماتے ہیں:

اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ كَآفَّةً

یعنی میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں

مخلوقات میں تو سب شامل ہیں، ملائکہ اور انسان بھی مخلوق ہیں۔ چاند و سورج بھی مخلوق ہیں۔ زمین و آسمان بھی مخلوق ہیں۔ چرند و پرند بھی مخلوق ہیں، جنات و حیوانات بھی مخلوق ہیں۔ پہاڑ و صحرا بھی مخلوق ہیں۔ نباتات و جمادات بھی مخلوق ہیں اور سمندر و دریا بھی مخلوق ہیں۔

مطلب یہ کہ حضور ﷺ فرشتوں کے بھی رسول ہیں۔ انسانوں کے بھی رسول ہیں۔ جنات کے بھی رسول ہیں۔ چرند و پرند کے بھی رسول ہیں۔ پہاڑ و صحرا کے بھی رسول ہیں۔ زمین و آسمان کے بھی رسول ہیں۔ نباتات و جمادات کے بھی رسول ہیں اور دریا و سمندر کے بھی رسول ہیں۔

اس کو تاجدار بریلی امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ اپنے نعتیہ کلام میں یوں بیان کرتے ہیں۔

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی
اِن کا اُن کا تمہارا ہمارا نبی

یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ سب کا ایک معبود ہے، اسی طرح حضور ﷺ بھی سب کے لئے رسول برحق ہیں۔

☆ تمام انبیاء کرام علیہم السلام معجزات لے کر آئے

حضرت داؤد علیہ السلام لوہے کو پگھال دیا کرتے، حضرت سلیمان علیہ السلام ہوا کو حکم دیتے تو آپ کو جہاں جانا ہوتا لے جاتی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا اور ید بیضا وغیرہ معجزات عطا کئے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام مادر زاد اندھوں کو شفا اور مردوں کو زندہ فرما دیا کرتے۔ الغرض ہر نبی کچھ نہ کچھ معجزات لے کر آیا۔ کوئی کم، کوئی زیادہ مگر جب پیارے محبوب ﷺ کی باری آئی تو رب تعالیٰ نے سورۂ نساء آیت نمبر 174 میں ارشاد فرمایا:

القرآن: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

ترجمہ: اے لوگو! تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی۔

یعنی ہر نبی کو معجزہ دے کر بھیجا اور آپ کی ذات تو خود سراپا معجزہ و دلیل ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا کہ ہر نبی معجزہ لے کر آیا اور محبوب خدا ﷺ معجزہ بن کر تشریف لائے۔

☆ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو قرآن مجید میں نام سے خطاب فرمایا

یا آدم علیہ السلام، یا نوح علیہ السلام، یا ابراہیم علیہ السلام، یا موسیٰ علیہ السلام، یا عیسیٰ علیہ

السلام، یا داوٗد علیہ السلام، یا ذکریا علیہم السلام، یحییٰ علیہ السلام

جب اپنے محبوب ﷺ کی بات آئی تو پورے قرآن مجید میں ایک مقام پر بھی نام سے خطاب نہیں فرمایا بلکہ جب بھی خطاب فرمایا، القابات سے فرمایا۔

یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ، یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ، یَا اَیُّهَا الْمُزَّمِّل، یَا اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ، یٰسٓ، طٰهٰ

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بھی اس کے محبوب ﷺ کا نام لے کر خطاب کرنے سے روک دیا چنانچہ سورۂ نور آیت نمبر 63 میں ارشاد ہوتا ہے

القرآن: لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا

ترجمہ: رسول کا پکارنا آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

کہ اے زید، اے عمرو، بلکہ یوں عرض کرو: یا رسول اللہ، یا نبی اللہ، یا سید المرسلین، یا خاتم النبیین، یا شفیع المذنبین ﷺ

سفر محبوب نے کیا' بیان ان کے رب نے کیا

☆ پوری دنیا کا قانون ہے کہ جب بھی کوئی شخصیت سفر کرتی ہے تو اس کا ماتحت سیکریٹری، مشیر اس کا سفر نامہ لکھتا ہے۔ مطلب یہ کہ بڑا سفر کرے تو چھوٹا اس کا سفر نامہ بیان کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو شب معراج اپنی بارگاہ میں بلوایا، آسمانوں پر عزت و شان عطا فرمائی پھر اپنا دیدار کروایا اور سفر نامہ بھی خود اپنے پاکیزہ کلام میں بیان فرمایا۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی

پاک ہے وہ ذات جو لے گیا اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک

محبوب خدا ﷺ کی شان دیکھئے کہ سفر بندہ کر رہا ہے، بیان اس کا رب کر رہا ہے سبحان اللہ!

قرآن مجید میں شانِ محبوبِ خدا ﷺ

☆ قرآن مجید کے تفصیلی ارشادات ومحاورات ونقل اقوال وذکر احوال پر نظر کیجئے تو ہر جگہ محبوب خدا ﷺ کی شان تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے بلند وبالا نظر آتی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام عرض کرتے ہیں۔سورۂ شعراء آیت 87 میں ہے۔

وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ

مجھے رسوا نہ کرنا جس دن لوگ اٹھائے جائیں۔

بات محبوب کریم ﷺ کی آئی تو خود رب تعالیٰ سورۂ تحریم آیت 8 میں ارشاد فرماتا ہے:

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ

جس دن (لوگ اٹھائے جائیں گے) خدا رسوا نہ کرے گا نبی اور اس کے ساتھ والے مسلمانوں کو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی رضا چاہی، سورۂ طٰہٰ آیت 84 میں ارشاد ہوتا ہے:

وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى

اور اے میرے رب تیری طرف میں جلدی کر کے حاضر ہوا کہ تو راضی ہو۔

اور بات آئی محبوب کریم ﷺ کی تو خود رب تعالیٰ سورۃ الضحیٰ آیت 5 میں فرماتا ہے

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو سورۂ ص آیت 26 میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ

خواہش کی پیروی نہ کرنا کہ تجھے بہکا دے خدا کی راہ سے

اپنے محبوب کریم ﷺ کی بات آئی تو سورۂ والنجم آیت نمبر 4-3 میں ارشاد فرمایا:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى

(میرا محبوب) کوئی بات اپنی اپنی خواہش سے نہیں کہتا، وہ تو نہیں مگر وحی کہ القا ہوتی ہے۔

حضرت نوح و حضرت ہود علیہم السلام عرض کرتے ہیں۔ سورۃ المومنون آیت 26 میں ارشاد ہوتا ہے۔

رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُوْنِ

الٰہی! میری مدد فرما بدلا اس کا کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا

پیارے محبوب ﷺ کے لئے خود سورۂ فتح آیت 3 میں فرمایا:

وَيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا

اللہ تیری مدد فرمائے گا زبردست مدد

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پچھلوں میں اپنا ذکر جمیل باقی رہنے کی دعا کی۔ سورۂ شعراء آیت 84 پر ارشاد ہوتا ہے۔

وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ

اور میری سچی ناموری رکھ پچھلوں میں

بات آئی محبوب کریم ﷺ کی تو خود سورۂ الم نشرح کی آیت نمبر 4 میں فرمایا:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا

حضرت ابراہیم علیہ السلام عرض کرتے ہیں۔ سورۂ ابراہیم آیت 40 میں ارشاد ہوتا ہے

رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ

الٰہی! میری دعا قبول فرما۔

اپنے محبوب ﷺ اور ان کے غلاموں کو سورۂ مومن آیت 60 میں ارشاد ہوا:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ

تمہارا رب فرماتا ہے مجھ سے مانگو میں قبول کروں گا۔

غرض کہ محبوب کریم ﷺ کو جو ملا، سب سے افضل و اعلیٰ ملا جو انہیں ان کے رب نے عطا کیا، وہ کسی کو عطا نہیں کیا۔

☆ محبوب کریم ﷺ کو سب پر درجوں بلندی عطا فرمائی

سورۂ بقرہ آیت نمبر 253 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

القرآن: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِّنْهُمْ مَّنْ

كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰت

ترجمہ: یہ رسول ہیں ہم نے ان میں ایک دوسرے پر فضیلت عطا فرمائی۔ ان میں کسی سے اللہ نے کلام کیا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلندی عطا فرمائی۔

نبوت میں سارے انبیاء برابر ہیں مگر رتبہ جدا جدا ہے۔ کسی کو صفی بنایا، کسی کو نجی بنایا، کسی کو روح اللہ بنایا، کسی کو خلیل اللہ اور موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ بنایا اور انہیں رب تعالیٰ نے ہم کلامی کا شرف عطا فرمایا اور اپنے محبوب کریم ﷺ کو سردار انبیاء، حوض کوثر، مقام محمود، شفاعت کبریٰ، شب معراج خاص قرب الٰہی، علمی و عملی کمالات اور خصائص عطا کئے اور درجات بلند فرمائے۔

بریلی کے تاجدار جھوم اٹھے

خلق سے اولیاء، اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی ﷺ

محبوب کریم ﷺ کے ذکر کی بلندی

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قرآن مجید کی سورۂ الم نشرح میں یہ آیت نازل فرما کر اپنے محبوب ﷺ کے ذکر کو بلندی و ہمیشگی عطا فرمائی۔

القرآن: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

ترجمہ: اور ہم نے آپ کے لئے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم نور مجسم ﷺ نے فرمایا:

جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا: میرا اور آپ کا رب مجھ سے سوال کرتا ہے کہ میں نے کس طرح آپ کا ذکر بلند کیا؟ میں نے کہا اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے تو میرے ساتھ آپ کا بھی ذکر کیا جائے گا۔

سبحان اللہ! یہی وجہ ہے کہ عرش پر اللہ تعالیٰ کے نام سے حضور ﷺ کا ذکر، قرآن میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ذکر مصطفی ﷺ، اذان میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ذکر مصطفی ﷺ، نماز میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ذکر مصطفی ﷺ، خطبہ میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ذکر مصطفی ﷺ، اقامت میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ذکر مصطفی ﷺ، کلمہ میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ذکر مصطفی ﷺ اور آسمانی کتابوں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ذکر مصطفی ﷺ۔

مطلب یہ کہ زمین وآسمان میں ذکر مصطفی ﷺ، دشت وجبل میں ذکر مصطفی ﷺ، شہروں اور دیہاتوں میں ذکر مصطفی ﷺ، آبادیوں اور ویرانوں میں ذکر مصطفی ﷺ، سمندر اور پہاڑوں میں ذکر مصطفی ﷺ، وادیوں اور گھاٹیوں میں ذکر مصطفی ﷺ، حور وملک میں ذکر مصطفی ﷺ، فرشتوں اور انسانوں میں ذکر مصطفی ﷺ، چرند وپرند میں ذکر مصطفی ﷺ، ہر ہر جگہ ہمہ وقت ذکر مصطفی ﷺ گونج رہا ہے۔

ڈاکٹر اقبال نے اسے یوں قلمبند کیا

دشت میں، دامن کہسار میں، میدان میں ہے

بحر میں، موج کی آغوش میں، طوفان میں ہے

چین کہ شہر، مراکش کے بیابان میں ہے
اور پوشیدہ مسلمان کے ایمان میں ہے
چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعت شان و رفعنا لک ذکرک دیکھے

بریلی کے تاجدار امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ بھی جھوم اٹھے

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اونچا تیرا

محبوب کریم ﷺ کے ذکر کو مٹانے والے خود مٹ گئے کیونکہ رب تعالیٰ آپ کے ذکر کو بڑھا رہا ہے۔اسی کو بریلی کے تاجدار امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ اپنے نعتیہ کلام میں بیان کرتے ہیں۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے دشمن تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہوجائیں جل جانے والے
وہی دھوم ان کی ہے ماشاء اللہ
مٹ گئے آپ مٹانے والے

اور جو احمق اپنے زہم فاسد میں ذکر مصطفی ﷺ کو گھٹانے کی ناکام کوششیں کررہے ہیں، ان کے بارے میں امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

☆ اب ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب رب تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ سے اتنی محبت فرماتا ہے تو اپنے ذکر کے بعد اس نے اپنے محبوب کے ذکر کو کیوں رکھا۔ کلمہ میں پہلے اپنا ذکر رکھا پھر اپنے محبوب کا ذکر رکھا، نماز میں پہلے اپنا ذکر رکھا پھر اپنے محبوب کا ذکر رکھا، قرآن میں پہلے اپنا ذکر رکھا پھر اپنے محبوب کا ذکر رکھا، اذان میں پہلے اپنا ذکر رکھا پھر اپنے محبوب کا ذکر رکھا، اقامت میں پہلے اپنا ذکر رکھا پھر اپنے محبوب کا ذکر رکھا۔

وجہ آخر کیا ہے کہ پہلے اپنا ذکر بعد میں اپنے محبوب کریم ﷺ کا ذکر؟

وجہ یہ ہے کہ پہلے رب کے ذکر سے تمہاری زبان پاک ہو جائے پھر تم اس پاک زبان سے محبوب کبریا ﷺ کا ذکر کرو۔

رب تعالیٰ اور فرشتے درود بھیجتے ہیں

☆ نبی پاک ﷺ کی اس سے بڑھ کر کیا شان ہوگی کہ خود خالق کائنات اور فرشتے ہمہ وقت نبی پاک ﷺ پر درود بھیجتے ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ (سورۂ احزاب' آیت نمبر 56)

ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں (غیب بتانے والے) نبی پر اے ایمان والو! تم بھی آپ پر خوب درود و سلام بھیجو۔

ابن قیم اپنی کتاب جلاء الافہام میں لکھتا ہے کہ رب تعالیٰ کا درود بھیجنا یہ ہے کہ وہ ملائکہ کے

سامنے اپنے محبوب ﷺ کی عظمت بیان کرتا ہے اورفرشتوں کا درود بھیجنا یہ ہے کہ وہ ہمہ وقت آپ ﷺ کے درجات کی بلندی کی دعا کرتے ہیں۔

یہاں ایک اہم نقطہ علماء بیان فرماتے ہیں کہ آیت درود میں فرمایا گیا کہ درود بھیجتے ہیں نبی پر۔مطلب یہ کہ جب سے نبی ﷺ ہیں، تب سے درود بھیجا جارہا ہے۔اب یہ دیکھنا ہے کہ نبی کب سے ہیں چنانچہ مواہب الدنیہ میں حدیث شریف موجود ہے۔

حضور ﷺ ارشادفرماتے ہیں کہ میں اس وقت بھی نبی تھا، جب آدم علیہ السلام پانی اورمٹی کے درمیان تھے۔

اسی کتاب مواہب الدنیہ میں دوسری حدیث شریف ہے کہ نبی پاک ﷺ ارشادفرماتے ہیں کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔

معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے بھی نبی پاک ﷺ پر درود بھیجا جارہا تھا، اب تک بھیجا جارہا ہے اور ہمیشہ بھیجا جاتا رہے گا۔

اس کا ثبوت ان باتوں سے بھی ملتا ہے کہ نبی پاک ﷺ پر درود بھیجنا حضرت آدم وحوا کے نکاح کا مہر بنا۔

سعادۃ الدارین نامی کتاب میں حضرت امام یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی مولا! ہمیں فرعون سے نجات عطا فرما۔رب تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ علیہ السلام! فلاں وقت تم اور تمہارے ماننے والے دریائے نیل پہنچ جانا اور اپنا عصا دریائے نیل کے کنارے پر مارنا، دریائے نیل تمہیں راستہ دیدے گا، تمہارے پیچھے فرعون اور اس کا لشکر آئے گا، وہ جیسے ہی دریائے نیل پار کرنے کی کوشش کریں گے، ہم پانی کو حکم دیں گے، پانی برابر ہوجائے گا۔فرعون اور اس کا لشکر نیل میں

غرق ہو جائے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے رب کے حکم سے اپنے چاہنے والوں کو لے کر دریائے نیل کے کنارے پہنچے اور اپنا عصا دریائے نیل پر مارا مگر پانی راستہ نہیں دے رہا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی مولا! میں نے تیرے حکم کے مطابق اپنا عصا دریائے نیل پر مارا مگر دریا راستہ نہیں دے رہا۔

رب تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ علیہ السلام! تم میرے محبوب ﷺ اور ان کی آل پر درود بھیجو، پھر اپنا عصا دریا پر مارو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے محبوب کبریا ﷺ اور ان کی آل پر درود بھیج کر اپنا عصا جب دریائے نیل پر مارا۔ اب دریا نے راستہ دے دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ماننے والے بخیر و عافیت گزر گئے۔ فرعون اور اس کا لشکر تعاقب کرتا ہوا جب دریائے نیل کے اندر پہنچا تو حکم ربی پانی برابر ہو گیا۔ فرعون اور اس کا لشکر دریائے نیل میں غرق ہو کر ہلاک ہو گیا۔

کیا شان ہے محبوب کبریا ﷺ کی کہ ان کے رب نے انہیں کتنی بلندی عطا فرمائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معراج کی رات ایک مقام آیا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے نبی پاک ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! یہاں تک میری حد ہے اگر یہاں سے آگے بڑھا تو میرے پر جلنا شروع ہو جائیں گے، آگے آپ کا مقام ہے۔

حضرت جبریل علیہ السلام کے اس طرح کہنے پر مفسرین اور علمائے اسلام بول اٹھے لوگو! آگاہ ہو جاؤ، جہاں جبریل علیہ السلام کا مقام ختم ہوتا ہے، وہاں سے مقام مصطفی ﷺ شروع ہوتا ہے۔

خدا کی عظمتیں کیا ہیں محمد ﷺ مصطفی جانیں
مقام مصطفی کیا ہے محمد ﷺ کا خدا جانے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مقام مصطفی ﷺ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

شفاعت محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

عَسٰۤی اَنۡ يَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَظِيۡمِ وَ بَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡكَرِيۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِيۡنَ وَالشَّاكِرِيۡنَ وَالۡحَمۡدُلِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ بنی اسرائیل سے آیت نمبر 79 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔قبل اس کے کہ متذکرہ آیت قرآنی کے تحت کچھ عرض کیا جائے،اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کوحق کوسن کرحق کوقبول کرنے اوراس پرعمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو وہ عظمت عطا فرمائی ہے،جس کوکوئی انسان کماحقہ نہیں سمجھ سکا۔محبوب کریم ﷺ کی حقیقت کوان کے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔دنیا میں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کا چرچا اس قدر بڑھایا کہ جدھر نظر جاتی ہے،نغمات رسول ﷺ گونجتے نظر آتے ہیں۔یہ تو فانی دنیا میں ذکر رسول ﷺ کی بلندی اور عظمت ہے۔روز محشر بھی آپ ﷺ کواس قدر شان محبوبی سے نوازا جائے گا کہ اہل محشر عش عش کراٹھیں گے۔روزمحشر گناہ

گاروں، پریشان حالوں حتیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی محبوب خدا ﷺ کے نیاز مند ہوں گے اور شفاعت کا سہرا بھی محبوب خدا ﷺ کے ماتھے ہوگا۔ اب آپ کے سامنے شفاعت رسول ﷺ کے متعلق کچھ احادیث پیش کروں گا۔

☆ سب سے پہلے حضور ﷺ اپنی قبر انور سے نکلیں گے

ترمذی شریف کی حدیث نمبر 3610 میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے میں (اپنی قبر انور) سے نکلوں گا اور جب لوگ وفد بن کر جائیں گے تو میں ہی ان کا قائد ہوں گا اور جب وہ خاموش ہوں گے تو میں ہی ان کا خطیب ہوں گا۔ میں ہی ان کی شفاعت کرنے والا ہوں جب وہ روک دیئے جائیں گے اور میں ہی انہیں خوشخبری دینے والا ہوں، جب وہ مایوس ہو جائیں گے۔ بزرگی اور جنت کی چابیاں اس روز میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ میں اپنے رب کے ہاں اولاد آدم میں سب سے زیادہ مکرم ہوں۔ میرے اردگرد اس روز ہزار خادم پھریں گے گویا کہ وہ پوشیدہ حسن ہیں یا بکھرے ہوئے موتی ہیں۔

☆ اُمّت کی مغفرت کے لئے دعا

مسلم شریف کی حدیث پاک ہے کہ (ایک مرتبہ) سرورِ کائنات ﷺ نے اپنے ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے اور عرض کی

اَللّٰھُمَّ اُمَّتِی اُمَّتِی

اے اللہ! میری اُمّت میری اُمّت

پھر آپ ﷺ زاروقطار رونے لگے، رب تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو حکم دیا۔ میرے حبیب کے پاس جاؤ اور رونے کا سبب دریافت کرو۔ حضرت جبریل علیہ السلام بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور رونے کی وجہ پوچھی۔ آپ نے فرمایا۔ میں اپنی اُمّت کی مغفرت چاہتا ہوں۔ جبریل علیہ السلام کو حکم دیا، جاؤ اور میرے حبیب سے کہو۔ بے شک ہم عنقریب تمہیں اُمّت کے معاملے میں راضی کریں گے اور ہرگز تمہیں رنجیدہ نہیں ہونے دیں گے۔

ابن ماجہ شریف میں حدیث ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: مجھے اختیار دیا گیا کہ میری آدھی اُمّت جنت میں داخل ہو یا میں شفاعت کروں۔ تو میں نے شفاعت کو اختیار کیا کہ کیونکہ وہ (اُمّت کے لئے) عام اور کافی ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ شفاعت پرہیزگاروں کے لئے ہے؟ نہیں بلکہ وہ تو گنہ گاروں کے لئے ہو۔

ترمذی شریف اور ابوداؤد شریف میں حدیث پاک ہے کہ شافع محشر ﷺ نے فرمایا: میں اپنی اُمّت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کی شفاعت کروں گا۔

اللہ تعالیٰ سورۂ والضحیٰ میں ارشاد فرماتا ہے۔

القرآن: وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

ترجمہ: اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ اس آیت کی تحت نقل فرماتے ہیں کہ شافع محشر، ساقی کوثر ﷺ نے فرمایا: جب تک میرا ایک اُمّتی بھی دوزخ میں ہوا، میں راضی ہونے کا اعلان نہیں کروں گا۔

بہار شریعت حصہ اول ص نمبر 139 پر ہے کہ احادیث میں ہے کہ قیامت کا دن کہ پچاس ہزار برس کا ایک دن ہوگا۔ قریب آدھے دن کے گزر چکا ہے اور ابھی تک اہل حشر اسی حالت

(مصیبت) میں ہیں۔اب آپس میں مشورہ کریں گے کہ کوئی اپنا سفارشی ڈھونڈنا چاہیئے کہ ہم کو ان مصیبتوں سے رہائی دلائے۔ابھی تک تو یہی نہیں پتہ چلتا ہے کہ آخر کدھر کو جانا ہے۔یہ بات مشورے سے قرار پائے گی کہ حضرت آدم علیہ السلام سب کے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے دست قدرت سے بنایا اور جنت میں رہنے کو جگہ دی اور مرتبۂ نبوت سے سرفراز فرمایا۔ان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے۔وہ ہم کو اس مصیبت سے نجات دلائیں گے۔

گرتے پڑتے کس کس مشکل سے ان کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے۔اے آدم علیہ السلام! آپ ابوالبشر ہیں۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دست قدرت سے بنایا اور اپنی چنی ہوئی روح آپ میں ڈالی اور ملائکہ سے آپ کو سجدہ کرایا اور جنت میں آپ کو رکھا۔تمام چیزوں کے نام آپ کو سکھائے۔آپ کو صفی کیا۔آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس حالت میں ہیں؟ آپ ہماری شفاعت کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مشکل سے نجات دے۔آپ فرمائیں گے۔میرا یہ مرتبہ نہیں۔مجھے آج اپنی جان کی فکر ہے۔آج رب نے ایسا غضب فرمایا ہے کہ نہ پہلے کبھی ایسا غضب فرمایا، نہ آئندہ فرمائے، تم کسی اور کے پاس جاؤ۔

لوگ عرض کریں گے، آخر کس کے پاس ہم جائیں۔آپ فرمائیں گے نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ وہ پہلے رسول ہیں کہ زمین پر ہدایت کے لئے بھیجے گئے۔لوگ اسی حالت میں حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور ان کے فضائل بیان کر کے عرض کریں گے کہ آپ اپنے رب سے ہماری شفاعت کیجئے کہ وہ ہمارا فیصلہ کر دے۔یہاں سے بھی وہی جواب ملے گا کہ میں اس لائق نہیں، مجھے اپنی فکر ہے۔تم کسی اور کے پاس جاؤ۔عرض کریں گے کہ آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں؟ فرمائیں گے کہ تم حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے پاس جاؤ کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے مرتبہ خلت سے ممتاز فرمایا ہے۔لوگ یہاں حاضر ہوں گے۔وہ بھی یہی جواب دیں

گے کہ میں اس قابل نہیں، مجھے اپنا اندیشہ ہے۔

مختصر یہ کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں بھیجیں گے۔ وہاں بھی وہی جواب ملے گا کہ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجیں گے۔ وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ میرے کرنے کا یہ کام نہیں۔ آج میرے رب نے وہ غضب فرمایا ہے کہ ایسا نہ کبھی فرمایا، نہ کبھی فرمائے گا۔ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔ تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ لوگ عرض کریں گے۔ آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں؟ فرمائیں گے تم ان کے حضور حاضر ہوں، جن کے ہاتھ پر فتح رکھی گئی، جو آج بے خوف ہیں اور وہ تمام اولاد آدم کے سردار ہیں۔ تم محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو۔ وہ خاتم النبیین ہیں۔ وہ آج تمہاری شفاعت فرمائیں۔ انہیں کے حضور حاضر ہو، وہ یہاں تشریف فرما ہیں۔

کلیم ونجی، مسیح و صفی، سبھی سے کہی، کہیں نہ بنی
یہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لئے

اب لوگ پھرتے پھراتے، ٹھوکریں کھاتے، روتے چلاتے دہائی دیتے حاضر بارگاہ بے کس پناہ ہوکر عرض کریں گے۔ اے محمد ﷺ! اے اللہ تعالیٰ کے نبی! آپ کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے فتح باب رکھا، آج حضور مطمئن ہیں۔ ان کے علاوہ اور بہت سے فضائل بیان کریں گے۔ آپ ملاحظہ تو فرمائیں ہم کس مصیبت میں ہیں اور کس حال کو پہنچے۔ آپ بارگاہ خداوندی میں ہماری شفاعت فرمائیں اور ہم کو آفت سے نجات دلوائیں۔

محبوب خدا ﷺ جواب ارشاد فرمائیں گے۔ میں اس کام کے لئے ہوں۔ میں ہی وہ ہوں جسے تم تمام جگہ ڈھونڈ آئے۔ یہ فرما کر آپ بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوں گے اور سجدہ کریں گے۔

ارشاد ہوگا...... اے محمد ﷺ! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سنی جائے گی اور مانگو جو کچھ مانگو گے، ملے گا اور شفاعت کرو، تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔

فرماؤ تمہاری اطاعت کی جائے گی پھر تو یہ سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ جس کے دل میں رائی کے دانے سے کم سے کم بھی ایمان ہوگا، اس کے لئے بھی شفاعت فرما کر اسے جہنم سے نکالیں گے۔ یہاں تک کہ جو سچے دل سے مسلمان ہوا، اس کے پاس کوئی نیک عمل نہیں ہے، اسے بھی دوزخ سے نکالیں گے۔

☆ایک لطیف نکتہ

محدثین فرماتے ہیں کہ یہ حدیث شریف ہر مسلمان کے علم میں ہے حتیٰ کہ جو لوگ دنیا میں نبی پاک ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے مددگار نہیں مانتے، وہ بھی جانتے ہیں کہ روز محشر دامن مصطفی ﷺ کے سوا کوئی سہارا نہیں ہوگا۔ ہر شخص کو شفاعت کا سوالی بن کر انہی کی بارگاہ میں جانا ہوگا۔ لطیف نکتہ محدثین بیان فرماتے ہیں کہ جب ہر انسان جانتا ہے کہ ہر نبی شفاعت کرنے سے انکار کر دے گا، صرف اور صرف شافع محشر ﷺ ہی شفاعت کا دروازہ کھولیں گے تو محشر میں اتنا گھومنے اور تکالیف اٹھا کر آخر میں حضور ﷺ کے پاس کیوں جائیں گے۔ سب سے پہلے ہی حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتے؟

بات دراصل یہ ہے کہ روز محشر ہر شخص کو یہ بات بھلا دی جائے گی حتی کہ جن محدثین نے ان شفاعت والی احادیث کو نقل کیا ہے، انہیں بھی بھلا دیا جائے گا۔ آخر ایسا کیوں کیا جائے گا؟ وجہ اس کی یہ ہے کہ برسہا برس گھوم گھوم کر تکالیف برداشت کر کے جب سہارا ملے گا تو اس ہستی کی قدر

ومنزلت معلوم ہوجائے گی۔ مقام مصطفی ﷺ اہل محشر پر واضح کرنا ہوگا۔

اسی بات کو حضرت مولانا حسن رضا خان علیہ الرحمہ اپنے نعتیہ کلام میں یوں بیان فرماتے ہیں۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا
کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

☆سب سے پہلے کس کی شفاعت ہوگی

حدیث شریف = طبرانی معجم الکبیر میں حدیث نمبر 13550 ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: میں قیامت کے روز سب سے پہلے اپنی اُمّت میں سے اپنے اہلبیت کی شفاعت کروں گا۔ پھر مرتبہ بمرتبہ قریب ترین بنو قریش کی۔ پھر انصار کی، پھر اس کی جو یمن میں سے مجھ پر ایمان لایا اور میری اتباع کی۔ پھر باقی اہل عرب کی، پھر تمام عجم کے مومنین کی اور میں جس کی سب سے پہلے شفاعت کروں گا، وہ (مومنین میں سے) بلند رتبہ والے ہوں گے۔

طبرانی معجم الکبیر میں حدیث نمبر 1827 ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: میں سب سے پہلے اپنی اُمّت میں سے اہل مدینہ کی شفاعت کروں گا پھر اہل مکہ کی اور پھر اہل طائف کی۔

☆مقام محمود کیا ہے؟

امام طبرانی معجم الکبیر میں حدیث نقل کرتے ہیں۔ حدیث نمبر 12474 ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا یقینا

آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا، کے بارے میں بیان فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے درمیان بٹھائے گا اور اپ اپنی اُمّت کی شفاعت فرمائیں گے۔

سبل الہدیٰ والرشاد جلد بارہویں صفحہ نمبر 1016 پر نقل ہے کہ امام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سورج قریب ہوتا جائے گا حتی کہ پسینہ کانوں کے نصف تک پہنچ جائے گا۔ وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام سے استغاثہ کریں گے۔ وہ کہیں گے: میرا یہ منصب نہیں ہے پھر وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے استغاثہ کریں گے۔ وہ بھی اسی طرح جواب دیں گے' پھر وہ محمد عربی ﷺ سے استغاثہ کریں گے' آپ شفاعت فرمائیں گے، رب تعالیٰ مخلوق کے درمیان فیصلہ کرے گا۔ آپ چلیں گے حتی کہ باب جنت کے حلقہ کو پکڑ لیں گے۔ اسی روز اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود پر فائز فرمادے گا جہاں مخلوق یک زبان ہوکر آپ کی تعریف کرے گی۔

☆ گناہ گاروں پر رحمت مصطفی ﷺ

سبل الہدیٰ والرشاد بارہویں جلد صفحہ نمبر 1016 پر نقل ہے کہ امام بیہقی علیہ الرحمہ نی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: انبیائے کرام کے لئے نور کے منبر بچھا دیئے جائیں گے۔ وہ اس پر بیٹھیں گے۔ میرا منبر باقی رہ جائے گا۔ میں اس پر نہ بیٹھوں گا۔ میں اپنے رب تعالیٰ کے سامنے کھڑا رہوں گا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے جنت میں

بھیج دیا جائے اور میری اُمّت میرے بعد رہ جائے۔ میں عرض کروں گا۔ مولا! اُمّتی اُمّتی۔ رب تعالیٰ مجھے فرمائے گا۔ آپ کا کیا ارادہ ہے کہ میں آپ کی اُمّت کے ساتھ کیا کروں گا؟ میں عرض کروں گا۔ مولا! ان کا جلدی حساب لے لے، انہیں بلایا جائے گا۔ ان کا حساب لیا جائے گا۔ ان میں سے کچھ اس کی رحمت کے طفیل جنت میں چلے جائیں گے۔ بعض میری شفاعت کے طفیل جنت میں جائیں گے۔ میں لگا تار شفاعت کرتا رہوں گا حتیٰ کہ مجھے کچھ لوگوں کے نام دیئے جائیں گے جنہیں آگ کی طرف بھیج دیا گیا ہوگا حتیٰ کہ خازن جہنم مالک مجھے کہے گا محمد عربی ﷺ! آپ نے رب تعالیٰ کے غصے کے لئے سزا کے لئے کسی کو چھوڑا ہی نہیں۔

☆ بلا حساب جنت میں داخلہ

سبل الہدیٰ والرشاد جلد بارہویں صفحہ نمبر 1016 پر نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے رب نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ میری اُمّت میں سے ستر ہزار افراد بلا حساب جنت میں جائیں گے۔ میں ان تین دنوں میں اضافے کے لئے التجا کرتا رہا۔ میں نے اپنے رب کو ماجد و کریم پایا ہے۔ اس نے مجھے ان ستر ہزار میں سے ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار عطا کر دیئے ہیں۔

☆ جنت کی چابیاں سرکار ﷺ کے ہاتھ میں

سبل الہدیٰ والرشاد بارہویں جلد صفحہ نمبر 1021 نقل فرماتے ہیں کہ امام ابو نعیم رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ شافع محشر ﷺ نے فرمایا: روز حشر جنت کی چابیاں میرے پاس ہوں گی۔ میں یہ بطور فخر نہیں کہہ رہا۔ میرے ساتھ ہی شفاعت کو

کھولا جائے گا۔میں بطورفخرنہیں کہہ رہا۔میں سب سے پہلے جنت میں جاؤں گا۔یہ میں بطورفخر نہیں کہہ رہا۔میں اس روزان کاامام ہوں گا۔میری اُمّت میرے پیچھے ہوگی۔

محترم حضرات! آپ نے احادیث سنیں۔شافع محشر ﷺ روزحشر کس قدراپنے غلاموں کو بخشوانے کے لئے بےقرارہوں گے۔آج ہم کس قدرعیش میں مبتلا ہیں۔گناہوں میں مست ہیں کہ ہمیں فکرہی نہیں کہ ہم گناہ کر کے اپنے آقا ﷺ کومشقت میں ڈال رہے ہیں۔امام اہلسنت امام احمدرضاخان علیہ الرحمہ اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

آہ کل عیش تو کیے ہم نے
آج وہ بے قرار پھرتے ہیں

یعنی ہم نے اپنی زندگی گناہوں میں گزار کر بظاہر عیش کیئے مگرآج روزحشر ہمارے آقا شافع محشر ﷺ ہمیں بخشوانے کے لئے میدان حشر میں بےقرار پھررہے ہیں۔

روزحشر ہر عاصی (گناہ گار) کی نظر دامن محبوب ﷺ پر ہے۔ایک بے خطا ہستی پر دوجہاں کا بوجھ ہے، ہراک کی نگاہ آپ ہی کی طرف اٹھی ہوئی ہے۔آپ ہی سے سب کی امیدیں وابستہ ہیں۔آج وہ دن ہے کہ شفاعت کا مژدہ سنا کرروتے ہوئے غلاموں کو ہنسا رہے ہیں۔خودرورہے ہیں مگر اپنی اُمّت کو ہنساتے جارہے ہیں۔آج تو رب ذوالجلال نے بھی فرمادیا: اے محبوب! آج وہی ہوگا جوآپ چاہیں گے۔

اپنی اُمّت پرکیسی کرم نوازی ہے کہ ایک طرف پل صراط پرکھڑے ہوکراپنے اُمّتیوں کو سلامتی کے ساتھ گزاررہے ہیں تو دوسری طرف پیاسے اُمّتیوں کواپنے دست نور سے جام کوثر پلا رہے ہیں۔

ایک طرف میزان پر کھڑے ہوکر اپنے گناہ گار اُمّتیوں کے نیکیوں کے پلڑے بھاری کر رہے ہیں تو دوسری طرف اپنے غلاموں کو جہنم سے آزاد کروا رہے ہیں۔

آج ماں باپ اولاد کو بھول گئے، بھائی اپنی بہن کو اور بہن اپنے بھائی کو بھول گئی۔ بیوی اپنے شوہر کو اور شوہر اپنی بیوی کو بھول گیا۔ دوست اپنے جگری دوست کو بھول گیا، مگر محبوب خدا ﷺ اپنے غلاموں کو نہ بھولے۔ بُلا بُلا کر اپنے دامن کی ٹھنڈی ہوائیں عطا کر رہے ہیں، بُلا بُلا کر اپنے سینے سے لگا رہے ہیں۔

ماں جب اکلوتے کو چھوڑے
لطف وہاں فرماتے یہ ہیں
باپ جہاں بیٹے سے بھاگے
آ آ کہہ کر بلاتے یہ ہیں

ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی اُمّت میں پیدا فرمایا ہے۔ جب ہماری نسبت اتنی عظیم ہستی سے ہے تو کیوں نہ اپنا سب کچھ انہیں مان لیا جائے۔ کائنات کی ساری محبتیں ان کی محبت پر قربان کردی جائیں۔ اپنی پسند کو پیارے آقا ﷺ کی پسند پر قربان کردی جائے۔ اپنی چاہت کو محبوب خدا ﷺ کی چاہت پر قربان کردیا جائے۔ ان کے ہر ہر حکم پر سختی کے ساتھ عمل کرنے والے بن جائیں۔ ان کی عزت و ناموس پر اپنا تن، من، دھن سب کچھ قربان کرنے والے بن جائیں۔ موت تو ایک دن آنی ہی ہے تو کیوں نہ اپنے محبوب اور شفیق آقا ﷺ کی نعلین پر اپنی جان قربان کردی جائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے محبوب شافع محشر ﷺ کا سچا مطیع و فرمانبردار بنائے اور ان کو راضی

کرنے والے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

فضائل درود وسلام

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا○

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْم وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْن وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ احزاب سے آیت نمبر 56 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔قبل اس کے کہ متذکرہ آیت قرآنی کے تحت کچھ عرض کیا جائے'اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے حبیب لبیب طبیبوں کے طبیب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر حق کو قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو بہت بلند و بالا مقام عطا فرمایا اور اس سے بڑھ کر کیا شان ہوگی کہ خود کائنات کا خالق احکم الحاکمین جل جلالہٗ اور اس کے معصوم فرشتے ہمہ وقت رسول محتشم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اور مومنوں کو بھی درود وسلام پڑھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

درود وسلام کے فضائل و برکات اس قدر ہیں کہ ہم بیان نہیں کر سکتے۔ درود وسلام ایک ایسا وظیفہ ہے جو کہ ہر مرض کی دوا ہے۔ تعویذ ہر بلا ہے۔ مشکلات آسان کرنے والا ہے' پریشانیوں کو ختم کرنے والا ہے' حاجتوں کو پورا کرنے والا ہے' قرض سے نجات دلوانے والا ہے' غصے کو ٹھنڈا کرنے والا ہے' حاضریٔ مدینے کے اسباب بنانے والا ہے' روزی میں برکت پیدا کرنے والا ہے' حضور ﷺ کا قرب عطا کرنے والا ہے' سکرات موت میں آسانی پیدا کرنے والا ہے' قبر میں روشنی پیدا کرنے والا ہے' محشر میں نور عطا کرنے والا ہے' حساب وکتاب میں آسانی پیدا کرنے والا ہے' پل صراط پر نور عطا کرنے والا ہے' محشر کی پیاس میں جام کوثر عطا کرنے والا ہے اور پھر دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں اور ان کی شفاعت ملنے کا ذریعہ ہے۔

آج کی اس محفل میں درود وسلام کے فضائل پر چالیس احادیث بیان کی سعادت حاصل کروں گا تاکہ فضائل سن کر ہم سب اس بابرکت وظیفہ کو کثرت سے پڑھنے کے عادی بن جائیں۔

حدیث شریف = سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تم اپنی مجلسوں کو مجھ پر درودِ پاک پڑھ کر آراستہ کرو کیونکہ تمہارا مجھ پر درود پڑھنا بروزِ قیامت تمہارے لئے نور ہوگا (جامع صغیر، حرف الزای، حدیث 4580، ص 280)

حدیث شریف = رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر فرمایا ہے جسے تمام مخلوق کی آوازیں سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے۔ پس قیامت تک جو کوئی مجھ پر درودِ پاک پڑھتا ہے تو وہ مجھے اس کا اور اس کے باپ کا نام پیش کرتا ہے۔ کہتا ہے۔ فلاں بن فلاں نے آپ ﷺ پر درود پاک پڑھا ہے (مجمع الزوائد، کتاب الادعیۃ، حدیث 17291)

حدیث شریف = رسول محتشم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا جو سب سے زیادہ مجھ پر درودِ شریف پڑھتا ہوگا۔ (ترمذی، ابواب الوتر، حدیث 484)

حدیث شریف = سرکار اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جو روزانہ صبح و شام دس دس مرتبہ درود شریف پڑھے گا تو قیامت کے دن اس کو میری شفاعت نصیب ہوگی (مجمع الزوائد، کتاب الاذکار، حدیث 17022)

حدیث شریف = نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جب تمہارے کان بجنے لگیں تو مجھ پر درودِ شریف پڑھو۔ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمت نازل فرمائے گا۔ (القول البدیع، الباب الخامس فی الصلاۃ علیہ فی الوقات مخصوصہ ص 422)

حدیث شریف = سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص جمعہ کے دن سو مرتبہ درود شریف پڑھے گا وہ قیامت کے دن ایسا نور لے کر آئے گا جو اگر ساری مخلوقات میں تقسیم کیا جائے تو سب کو کفایت کرے (جمع الجوامع، حرف المیم، حدیث 22349)

حدیث شریف = سرورِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا جو مجھ پر ایک دن میں ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھے گا، وہ اس وقت تک نہیں مرے گا، جب تک جنت میں اپنا مقام نہ دیکھ لے (الترغیب والترہیب، حدیث 2590)

حدیث شریف = تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جو مجھ پر ایک مرتبہ درودِ پاک پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک قیراط اجر لکھتا ہے اور ایک قیراط احد پہاڑ جتنا ہے۔ (کنز العمال، کتاب الاذکار، حدیث 2163)

حدیث شریف = رسول اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اہل محبت کا درود میں خود سنتا

ہوں اور انہیں پہچانتا ہوں جبکہ دوسروں کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ (مطالع المسرات، شرح دلائل الخیرات، ص 159)

حدیث شریف= سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص روزانہ مجھ پر 100 مرتبہ درود بھیجے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجات پوری فرمائے گا۔ ان میں سے 70 آخرت کی اور 30 دنیا کی حاجات ہوں گی (کنز العمال، کتاب الاذکار، حدیث 2229)

حدیث شریف= نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ فرماتے ہیں۔ درود پڑھنے والے کے درود کی انتہا عرش سے نیچے نہیں ہوتی اور جب وہ درود میرے پاس سے گزرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے فرشتو! اس درود بھیجنے والے پر اسی طرح درود بھیجو جیسے اس نے میرے نبی محمد ﷺ پر درود بھیجا۔ (کنز العمال، کتاب الاذکار، حدیث 2223)

حدیث شریف= مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تمہارا مجھ پر درود پڑھنا تمہاری دعاؤں کا محافظ، رب کی رضا کا باعث اور تمہارے اعمال کی پاکیزگی کا سبب ہے۔ (القول البدیع، الباب الثانی، ص 270)

حدیث شریف= تاجدارِ ختم نبوت ﷺ نے فرمایا۔ حوضِ کوثر پر کچھ لوگ آئیں گے، جنہیں میں کثرتِ درود کی وجہ سے پہچان لوں گا (القول البدیع، الباب الثانی، ص 264)

حدیث شریف= شہنشاہ اُمم ﷺ نے فرمایا۔ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے، دس گناہ معاف فرما دیتا ہے اور اس کے دس درجات بلند فرما دیتا ہے اور یہ دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔ (الترغیب والترہیب، حدیث 2574)

حدیث شریف= حضرت عبدالرحمن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن شافع

روزِ محشر ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا۔ گزشتہ رات میں نے ایک عجیب منظر دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ میرا ایک اُمّتی پُل صراط پر کبھی گھٹنوں کے بل اور کبھی پیٹ کے بل رینگ کر چل رہا تھا اور کبھی تو نیچے لٹک جاتا ہے۔ پس اس کا مجھ پر پڑھا ہوا درود آیا اور اس نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے پُل صراط پر سیدھا کھڑا کر دیا حتیٰ وہ صحیح وسلامت گزر گیا۔ (القول البدیع، الباب الثانی، ص130)

حدیث شریف = نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ بے شک تمہارے دنوں میں افضل ترین دن جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن آدم کی ولادت ہوئی اور اسی دن ان کی روح قبض کی گئی اور اسی دن صور پھونکا جائے گا۔ اس دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے (ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، حدیث 1047)

حدیث شریف = حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا جسے یہ بات پسند ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو، اسے چاہئے کہ وہ مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھے (القول البدیع، الباب الثانی، ص262)

حدیث شریف = حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کے لئے آپس میں محبت کرنے والے دو دوست ملاقات کرتے ہیں اور وہ مصافحہ کرتے ہیں اور سرکارِ کریم ﷺ پر درود پڑھتے ہیں تو ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے پہلے دونوں کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں (شعب الایمان، فصل فی المصافحۃ، والمعانقۃ، حدیث 8944، جلد 6، ص 471)

حدیث شریف = سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا جو دن بھر میں مجھ پر پچاس مرتبہ درود پڑھے گا، قیامت کے دن، میں اس سے مصافحہ کروں گا (القول البدیع، الباب الثانی،

ص 282)

حدیث شریف= حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن شاہِ اُمم ﷺ تشریف لائے اور حالت یہ تھی کہ خوشی کے آثار آپ کے چہرۂ انور سے عیاں تھے۔ فرمایا میرے پاس جبرئیل حاضر ہوکر عرض گزار ہوئے۔ آپ کا رب ارشاد فرماتا ہے۔''اے محمد ﷺ کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ آپ کا جو بھی اُمّتی آپ پر ایک بار درود بھیجے تو میں اس پر دس بار رحمت بھیجوں اور اگر وہ آپ پر ایک بار سلام بھیجے تو میں اس پر دس بار سلام بھیجوں''
(مشکوٰۃ شریف، کتاب الصلوٰۃ، حدیث 928)

حدیث شریف= تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جسے کوئی سخت حاجت درپیش ہو تو اسے چاہئے کہ مجھ پر کثرت سے درود پڑھے کیونکہ یہ مصائب وآلام کو دور کردیتا ہے اور روزی میں برکت اور حاجات کو پورا کرتا ہے (بستان الواعظین و ریاض السامعین لابن جوزی، ص 407)

حدیث شریف=حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جس نے قرآن پاک کی تلاوت کی اور رب تعالیٰ کی حمد بیان کی اور پھر نبی کریم ﷺ پر درود پڑھ کر اپنے رب سے مغفرت طلب کی تو یقیناً اس نے بھلائی کو اپنی جگہ سے تلاش کرلیا
(درمنثور، پارہ 30، ذکر دعاء ختم القرآن، جلد 8، ص 698)

حدیث شریف= حضرت محمد بن قاسم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طبیبِ اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ہر چیز کے لئے طہارت اور غسل ہے اور مومنوں کے دلوں کو زنگ سے صاف کرنے کا سامان مجھ پر درود پڑھنا ہے۔ (القول البدیع، الباب الثانی، ص 281)

حدیث شریف= حضرت امام سخاوی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ سرکارِ اعظم ﷺ

نے ارشاد فرمایا۔ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجے۔ اللہ تعالیٰ اس پر سو مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھے پر سو مرتبہ درود بھیجے۔ اللہ تعالیٰ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ بندہ نفاق اور دوزخ سے بری ہے اور قیامت کی دن اللہ اس کو شہیدوں کے ساتھ رکھے گا (القول البدیع، الباب الثانی، ص232)

حدیث شریف= حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ محسنِ انسانیت ﷺ کا فرمان ہے جس کلام کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور مجھ پر درود نہ پڑھا جائے، وہ ادھورا اور نامکمل اور برکت سے خالی ہوتا ہے۔ (کنز العمال، کتاب الاخلاق، حدیث 6460، جلد2، ص107)

حدیث شریف= حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے۔ اے لوگو! قیامت کے دن اس کی وحشتوں اور دشوار گزار گھاٹیوں سے نجات پانے والا تم سے وہ شخص ہوگا جو دنیا میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھا ہوگا۔

(کنز العمال، کتاب الاذکار، حدیث 2225، جلد اول، ص284)

حدیث شریف= رسولِ پاک ﷺ نے فرمایا، قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے عرش کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ تین شخص اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے میں ہوں گے۔ عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ! وہ کون لوگ ہوں گے؟ ارشاد فرمایا۔ وہ شخص جو میرے کسی اُمّتی کی پریشانی دور کرے۔ میری سنت کو زندہ کرنے والا، اور مجھ پر کثرت سے درود پڑھنے والا۔ (بستان الواعظین لابن الجوزی ص 260) (البدور المسافرۃ فی امور الاخرۃ للسیوطی، حدیث 366، ص 131)

حدیث شریف= سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا۔ جب تم کسی چیز کو بھول جاؤ تو مجھ پر درود پڑھو وہ چیز ان شاء اللہ تمہیں یاد آ جائے گی۔ (جلاء الافہام، ص 238)

حدیث شریف= تاجدارِ ختم نبوت ﷺ کا ارشاد ہے کہ بے شک جو مجھ پر درود پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ جس کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا، اسے کبھی عذاب میں مبتلا نہیں فرمائے گا (افضل الصلوٰۃ علی سید السادات، ص 197)

حدیث شریف= سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تاجدار کائنات ﷺ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر درود پڑھے گا تو بروز قیامت اس کی شفاعت میرے ذمہ کرم پر ہوگی (کنز العمال، کتاب الاذکار، الباب السادس، حدیث 2236، جلد اول، ص 255)

حدیث شریف= حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے مجھے (تین باتوں کی) وصیت فرمائی میں سفر وحضر میں نمازِ چاشت پڑھتا رہوں اور سونے سے پہلے وتر اور نبی پاک ﷺ پر درودِ پاک پڑھ کر سویا کرو۔ (سعادت الدارین، الباب الثانی، ص 83)

حدیث شریف= قیامت کے دن کسی مسلمان کی نیکیاں میزان (ترازو) میں ہلکی ہو جائیں گی تو شافع محشر ﷺ ایک پرچہ اپنے پاس سے نکال کر نیکیوں کے پلڑے میں رکھ دیں گے تو اس سے نیکیوں کا پلڑا وزنی ہو جائے گا۔ وہ عرض کرے گا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ کون ہیں؟ آپ فرمائیں گے میں تیرا نبی محمد ﷺ ہوں اور یہ تیرا درود ہے جو تو نے مجھ پر پڑھا تھا (موسوعہ ابن ابی دنیا فی حسن الظن باللہ حدیث 97، جلد اول، ص 19)

حدیث شریف= صاحب تحفۃ الاخیار علیہ الرحمہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو مجھ پر روزانہ پانچ سو مرتبہ درود پڑھے وہ کبھی محتاج نہ ہوگا۔

(المستطرف، الباب الرابع جلد2،ص508)(روح البیان، پارہ22،جلد7،ص231)

حدیث شریف=سرکار ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور فقر و فاقہ اور تنگی معاش کی شکایت کی تو سرکار ﷺ نے فرمایا۔ جب تم اپنے گھر میں داخل ہو تو ''السلام علیکم'' کہہ لیا کرو، چاہے گھر میں کوئی ہو یا نہ ہو۔ پھر مجھ پر سلام کہا کرو اور ایک مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ لیا کرو۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا تو اللہ نے اس پر رزق کھول دیا حتی کہ اس کے ہمسایوں اور رشتہ داروں کو بھی اس رزق سے حصہ پہنچا (سعادۃ الدارین، الباب الثانی، حرف الجیم، ص84)

درود پاک نہ پڑھنے والوں کیلئے احادیث میں وعیدیں

حدیث شریف= حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے ماہِ رمضان کو پایا اور اس کے روزے نہ رکھے، وہ شخص شقی (بدبخت) ہے، جس نے اپنے والدین یا کسی ایک کو پایا اور ان کے ساتھ اچھا سلوک نہ کیا، وہ بھی شقی (بدبخت) ہے اور جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا، وہ بھی شقی (بدبخت) ہے (مجمع الزوائد، کتاب الصیام، حدیث4773)

حدیث شریف=طبیب اعظم ﷺ نے فرمایا جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے وہ لوگوں میں سے کنجوس ترین شخص ہے

(مسند احمد، حدیث1736، جلد اول، ص429)

حدیث شریف=حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سرکارِ کریم ﷺ نے فرمایا جو قوم کسی مجلس میں بیٹھے، نہ تو رب تعالیٰ کا ذکر کرے اور نہ ہی نبی پاک ﷺ پر درود پڑھے تو وہ قیامت کے دن جب اس کی جزا دیکھیں گے تو ان پر حسرت طاری ہوگی، اگرچہ جنت

میں داخل ہوجائیں (مسند احمد، مسند ابی ہریرۃ، جلد 3، ص 489، حدیث 9972)

حدیث شریف= امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ اعظم ﷺ نے فرمایا۔ بخیل وہ شخص ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو پھر اس نے مجھ پر درود پاک نہ پڑھا (ترمذی، کتاب الدعوات، حدیث 3554، جلد 5، ص 320)

حدیث شریف= حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود پڑھنے میں کوتاہی کی تو وہ جنت کا راستہ بھول گیا (معجم کبیر، ما اسند الحسین بن علی، جلد 3، ص 128، حدیث 2887)

حدیث شریف= سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سحری کے وقت کچھ سی رہی تھیں کہ اچانک سوئی گر گئی اور چراغ بھی بجھ گیا۔ اتنے میں نور کے پیکر ﷺ تشریف لے آئے۔ چہرۂ انور کی روشنی سے سارا گھر روشن ہوگیا۔ حتی کہ سوئی مل گئی۔ سیدہ نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ کا چہرۂ انور کتنا روشن ہے۔ سرکارِ کریم ﷺ نے فرمایا۔ اس شخص کے لئے ہلاکت ہے جو مجھے قیامت کے دن نہ دیکھ سکے گا۔ عرض کی: وہ کون ہے جو آپ کو نہ دیکھ سکے گا، فرمایا: وہ بخیل ہے، پوچھا بخیل کون؟ ارشاد فرمایا جس نے میرا نام سنا اور مجھ پر درود نہ پڑھا

(القول البدیع، الباب الثانی، ص 302)

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

حضور غوث اعظم علیہ الرحمہ کی سیرت و عظمت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْن وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ یونس سے آیت نمبر 62 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔قبل اس کے کہ متذکرہ آیت قرآنی کے تحت کچھ عرض کیا جائے،اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آج کی یہ محفل حضور سیدنا غوث اعظم علیہ الرحمہ کی یاد میں سجائی گئی ہے جس مقام پر اولیاء اللہ کا ذکر ہوتا ہے' وہاں اللہ تعالیٰ کے رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔آج ہم اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو پانے کے لئے جمع ہوئے ہیں لہذا آج کی اس محفل میں ہم حضور غوث اعظم علیہ الرحمہ کی سیرت کے متعلق سنیں گے۔

☆ولادت، نام اور القابات

آپ علیہ الرحمہ کا نام عبدالقادر ہے۔ والد کا نام ابوصالح موسیٰ جنگی دوست ہے۔ آپ کی ولادت بغداد کے قریب قصبۂ جیلان میں یکم رمضان 470ھ صبح صادق کے وقت میں ہوئی۔ (بہجۃ الاسرار، ص 171)

آپ کی کنیت ابومحمد اور القاب محی الدین، محبوب سبحانی، غوث اعظم، پیران پیر، غوث الثقلین وغیرہ ہیں۔

☆نسب مبارک

آپ نجیب الطرفین سید ہیں۔ آپ کا شجرۂ نسب والد کی طرف سے گیارہویں پشت میں امام حسن سے اور والدہ صاحبہ کی طرف سے چودھویں پشت میں امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ (بہجۃ الاسرار، ص 171)

☆شب ولادت سرکار ﷺ کی بشارت

تفریح الخاطر میں ہے کہ آپ کی ولادت کی رات آپ کے والد ماجد نے یہ مشاہدہ فرمایا کہ سرکار ﷺ بمع صحابہ کرام اور اولیاء عظام ان کے گھر جلوہ گر ہیں اور ارشاد فرمایا: اے ابو صالح! اللہ نے تم کو ایسا فرزند عطا فرمایا ہے جو ولی ہے۔ میرا اور اللہ کا محبوب ہے، عنقریب اس کی اولیاء اللہ میں وہ شان ہوگی جو انبیاء و مرسلین میں میری شان ہے۔

☆بچپن میں دودھ نہ پیتے

آپ علیہ الرحمہ ماہ رمضان میں دن کے وقت دودھ نہ پیتے تھے۔ایک مرتبہ رمضان کے چاند کی رویت میں اختلاف پڑ گیا تو لوگ میرے پاس آئے اور دریافت کیا تو والدہ نے انہیں بتایا کہ میرے بیٹے نے آج دودھ نہیں پیا جس سے وہ سمجھ گئے کہ چاند ہو گیا ہے۔(بہجۃ الاسرار)

آپ فرماتے ہیں: میں بچپن میں کبھی بچوں کے ساتھ کھیلنے کا ارادہ کرتا تو کسی کہنے والے کی آواز سنتا: اے برکت والے! کہاں جاتے ہو؟ میں سہم کر اپنی والدہ کی گود میں چلا جاتا۔(بہجۃ الاسرار)

آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کو کب معلوم ہوا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ میری عمر دس برس کی تھی۔ میں مکتب میں پڑھنے جاتا تو فرشتے مجھ کو پہنچانے کے لئے میرے ساتھ جاتے اور جب میں مکتب پہنچتا تو وہ فرشتے لڑکوں سے فرماتے کہ اللہ کے ولی کے بیٹھنے کے لئے جگہ کشادہ کر دو۔(بہجۃ الاسرار،ص48)

☆آپ کا حسن جمال

سرکار بغداد علیہ الرحمہ بے حد وجیہ وجمیل تھے اور آپ کے حسن میں بے انتہا ملاحت تھی۔ رنگ مبارک گندمی، آنکھیں سرمگیں روشن اور بڑی تھیں۔ابرو ملی ہوئیں باریک اور پیوستہ' جبیں مبارک کشادہ، سر مبارک بڑا، چہرۂ مبارک درخشاں نہ بالکل گول نہ لمبا اور رخسار مبارک ہموار، زلف عنبریں ملائم اور چمکدار اور کانوں کی لو تک ہوتی تھیں۔دندان مبارک چمکدار جیسے سیب میں سے موتی ظاہر ہوں۔ہونٹ مبارک پتلے جیسے گل قدس کی پتیاں، قد میانہ، کثرت مجاہدہ وریاضت

کی وجہ سے جسم مبارک کمزور تھا۔ داڑھی چوڑی اور گھنی اور بال ملائم اور چمکدار تھے۔ گردن صراحی کی طرح، سینۂ اقدس کشادہ، کندھے نورانی، کلام فصیح وبلیغ ہوتا۔ چھوٹے چھوٹے جملے لیکن پرتاثر ہوتے۔ ٹھہر ٹھہر کر کلام فرماتے۔ پسینے سے خوشبو آتی تھی، مبارک جسم پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی تھی۔ دراصل آپ سرور کونین ﷺ کے جمال کے پرتو تھے۔ گویا کہ آپ مظہر جمال مصطفیٰ تھے۔

☆تحصیل علم

آپ نے درختوں کے پتے کھا کر علم حاصل کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے مدرسے کا دورہ کیا۔ میں دیکھ کر حیران رہ گیا کہ سارے طلباء درختوں کے پتے کھا کر علم حاصل کر رہے ہیں۔

نو برس ہمارے مرشد نے بہت تکلیفیں اٹھا کر علم دین حاصل کیا مگر افسوس کہ آج مدارس میں تمام سہولیات ہونے کے باوجود ہم علم حاصل کرنے سے دور ہیں۔

☆سند حدیث دیتے ہوئے اساتذہ کے الفاظ

تحصیل علم سے فراغت پر حضور غوث اعظم علیہ الرحمہ سے اساتذہ نے فرمایا: اے عبدالقادر! ہم آپ کو فقط الفاظ حدیث کی سند دے رہے ہیں وگرنہ حدیث کے معانی میں تو ہم آپ سے استفادہ کرتے ہیں کیونکہ بعض احادیث کے مطالب جو آپ نے بیان کئے ہیں، ان تک ہماری سوچ بھی نہیں جاتی۔

☆علمی مقام

بہجۃ الاسرار میں ہے کہ آپ تیرہ علوم میں تقریر فرماتے اور ایک ایک آیت کے چالیس معنی بیان فرماتے۔

شیخ ابوالعباس احمد علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور علامہ ابن جوزی علیہ الرحمہ، سرکار بغداد علیہ الرحمہ کی مجلس میں حاضر ہوئے، اس وقت آپ تفسیر کا درس دے رہے تھے۔ قاری نے ایک آیت پڑھی اور آپ نے اس کے تفسیری نقطے بیان فرمانا شروع کردیئے۔ پہلے نقطے پر میں نے امام ابن جوزی سے دریافت کیا کہ کیا آپ کو معلوم ہے تو انہوں نے کہا: ہاں مجھے معلوم ہے۔ یہاں تک کہ سرکار بغداد علیہ الرحمہ نے اس آیت کے گیارہ نکات بیان فرمائے اور ہر نکتے پر میں ابن جوزی علیہ الرحمہ سے دریافت کرتا رہا اور وہ ہاں میں جواب دیتے رہے۔ اس کے بعد سرکار بغداد علیہ الرحمہ نے چالیس نکات بیان کئے۔

گیارہ نکات کے بعد ہر نکتے پر میرے دریافت کرنے پر امام ابن جوزی لاعلمی کا اظہار کرتے رہے۔ اس کے بعد سرکار بغداد علیہ الرحمہ نے فرمایا: ہم قال کو چھوڑ کر حال کی طرف آتے ہیں۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ مجلس میں ایک روحانی اضطراب پیدا ہوگیا اور امام ابن جوزی نے عالم وجد میں آکر اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔

☆علمی مقام بلند تھا مگر ناز اللہ کی مدد پر کیا

☆ اخبار الاخیار ص 30 میں ہے کہ: شیخ ضیاء الدین ابونصر موسیٰ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد حضرت غوث اعظم کی زبانی خود سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ ایک سفر کے دوران میں اس جنگل میں پہنچا جہاں پانی نہ تھا۔ میں نے کئی دن وہاں قیام کیا لیکن پانی نہ ملا۔ جب پیاس کی شدت ہوئی تو اللہ نے بادل کا ایک ٹکڑا بھیجا جس نے میرے سر پر سایہ کیا پھر اس میں سے چند

بوندیں ٹپکیں جنہیں پی کر تسکین ہوئی۔ اس کے بعد ایک روشنی پیدا ہوئی جس نے پورے آسمان کو گھیر لیا۔ پھر اس میں سے ایک عجیب صورت نظر آئی اور اس نے کہا: اے عبدالقادر میں تیرا پروردگار ہوں جو کچھ میں نے دوسروں پر حرام کیا ہے، وہ تیرے لئے حلال کرتا ہوں تو جو چاہے مانگ اور جو چاہے کر۔ یہ سن کر تعوذ پڑھ کر میں نے کہا: بھاگ ملعون کیا بک رہا ہے۔ اس کے بعد فوراً وہ روشنی اندھیرے میں بدل کر کہنے لگی تو اپنے علم کے سبب مجھ سے بچ گیا ورنہ میں نے اس ترکیب کے ذریعہ ستر اہل طریقت کو بھٹکا دیا، وہ کہیں کے نہ رہے۔

دوسری کتاب میں اتنا اضافہ ہے کہ جب شیطان نے آپ سے یہ کہا کہ تجھے تیرے علم نے بچا لیا تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ جاتے جاتے دھوکہ دیتا ہے۔ اگر علم بچاتا تو تیرے پاس علم کی کون سی کمی تھی۔

مردود سن! مجھے میرے علم نے نہیں، میرے رب کے فضل نے بچا لیا ہے۔

کیا شان ہے میرے مرشد کی علم پر ناز نہ کیا بلکہ اپنے پیارے پروردگار کے فضل و احسان پر ناز کیا۔

☆ کامل شیخ کی تلاش

بزرگوں کا ہمیشہ سے یہ معاملہ چلا آ رہا ہے کہ وہ تحصیل علم کے بعد کامل شیخ کی تلاش میں نکلتے۔ ہمارے مرشد حضور غوث اعظم علیہ الرحمہ نے ایسا ہی کیا۔ آپ اپنے وقت کے بہت بڑے ولی کامل حضرت ابو سعید مبارک کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔

☆ حضور غوث پاک علیہ الرحمہ کا سلسلہ طریقت

سرکار بغداد علیہ الرحمہ کا شجرہ طریقت 12 واسطوں سے سرکار ﷺ تک پہنچتا ہے۔

☆ حضرت ابوسعید مخزومی

☆ حضرت ابوالحسن ہنکاری

☆ حضرت ابوالفرح طرطوسی

☆ حضرت ابوالفضل عبدالواحد تمیمی

☆ حضرت ابوبکر شبلی

☆ حضرت جنید بغدادی

☆ حضرت سری سقطی

☆ حضرت معروف کرخی

☆ حضرت داؤد طائی

☆ حضرت حبیب عجمی

☆ حضرت حسن بصری رحمہم اللہ

☆ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ

☆ سرکار کریم ﷺ

☆ مرشد کا ہر لقمہ شکم میں نور بھر دیتا تھا

حضرت سیدنا غوث اعظم علیہ الرحمہ بیعت کے لئے اس وقت کے کامل ولی حضرت شیخ ابو سعید مبارک علیہ الرحمہ کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت شیخ ابوسعید مبارک علیہ الرحمہ نے آپ کو حلقۂ بیعت میں لیتے ہوئے اپنے ہاتھ سے کھانا کھلایا جو جو لقمہ حضرت شیخ ابوسعید مبارک

علیہ الرحمہ کے ہاتھ حضور غوث اعظم علیہ الرحمہ کے شکم میں جاتا تھا، آپ فرماتے ہیں وہ ہر لقمہ میرے باطن میں ایک نور بھر دیتا تھا۔

☆چالیس برس کی عمر میں نکاح کیا

عوارف المعارف میں ہے کہ ایک شخص نے آپ سے نکاح کے متعلق پوچھا: آپ نے فرمایا: میں نکاح نہیں کررہا تھا مگر ایک رات نبی پاک ﷺ خواب میں تشریف لائے اور مجھے نکاح کا حکم دیا۔ میں نے سرورکونین ﷺ کی حکم پر نکاح کیا تو اللہ نے مجھے چار بیویاں عطا فرمائیں۔سب مجھ سے کامل محبت رکھتی ہیں۔

☆محی الدین کا لقب

511ھ میں آپ علیہ الرحمہ بغداد کی طرف آرہے تھے کہ ایک بیمار اور نحیف البدن نے آپ کو قریب بلا کر سہارا مانگا۔آپ فرماتے ہیں کہ میں اس کے قریب گیا تو کیا دیکھا کہ نہایت ہی کمزور، مرجھایا ہوا چہرہ اور قریب المرگ تھا۔ میں نے جب اسے سہارا دیا تو وہ ایسے کھڑا ہو گیا جیسے بیمار تھا ہی نہیں۔ مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ آخر یہ کون ہے؟ میں نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا اے عبدالقادر جیلانی! میں تیرے نانا جان سرورکونین ﷺ کا دین اسلام ہوں۔ میں بالکل مرنے کے قریب تھا۔آپ نے مجھے سہارا دے کر دوبارہ زندہ کر دیا ہے۔آج سے آپ کا لقب محی الدین یعنی دین کو زندہ کرنے والا ہے(زبدۃ الآثار،ص60)

آپ فرماتے ہیں کہ یہ بات میں نے کسی کو نہیں بتائی اور میں بغداد کی جامع مسجد کی طرف

بڑھا جیسے ہی جامع مسجد کے دروازے پر پہنچا تو ایک شخص میرے جوتے اٹھانے لگا۔ جب میں نے اس کی طرف دیکھا تو کہنے لگا: السلام علیکم یا سیدی محی الدین، یہ سن کر میں حیران رہ گیا (زبدۃ الآثار، ص60)

نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ میں نے مسجد میں نماز ادا کی۔ نماز کے بعد پوری مسجد میں یا سیدی محی الدین کا زمزمہ گونج رہا تھا۔ آپ فرماتے ہیں میں سمجھ گیا کہ رب تعالیٰ نے اپنے دین کی خدمت کے لئے مجھے چن لیا ہے۔

☆ وعظ کرنے کا آغاز

کتاب زبدۃ الآثار میں ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اس خیال سے وعظ کہنا شروع نہیں کیا کہ میں عجمی ہوں۔ ایک رات خواب میں نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور اپنا لعاب دہن میرے منہ میں داخل فرمایا پھر حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ انہوں نے بھی اپنا لعاب دہن میرے منہ میں داخل فرمایا اور مجھے وعظ کہنے کا حکم دیا اور مجھ پر ابواب سخن کھول دیئے۔

بہجۃ الاسرار میں ہے کہ حضور غوث اعظم علیہ الرحمہ نے پہلا وعظ ماہ شوال 521ھ میں فرمایا۔ مجمع پر ہیبت و رونق چھائی ہوئی تھی۔ ملائکہ اور گروہ اولیاء نے محفل کو ڈھانپا ہوا تھا۔ آپ نے لوگوں کو رحمن کی طرف بلایا تو سب لوگ اطاعت و فرمانبرداری میں لگ گئے۔

چار سو اشخاص قلم دوات لئے آپ کی نصیحتیں قلم بند فرماتے۔ محفل وعظ میں ستر ستر ہزار افراد

ہوتے تھے۔آپ کی آواز میں یہ کرامت تھی کہ جس طرح پہلا شخص آپ کی آواز کو آسانی سے سنتا تھا، ستر ہزارواں شخص بھی اسی طرح آسانی سے آپ کی آواز سنتا تھا۔

گیارہویں صدی کے مجدد محقق علی الاطلاق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب اخبارالاخیار میں فرماتے ہیں کہ آپ کی محفل میں انبیاء کرام علیہم السلام، اولیاء کرام، جنات اور ملائکہ تشریف لاتے اور حضرت خضر علیہ السلام تو اکثر تشریف لاتے۔ جب آپ خوف خدا پر بیان فرماتے تو لوگ دھاڑیں مار مار کر روتے اور بعض خوف خدا سے جاں بحق ہو جاتے۔

☆دوران وعظ کرامت

بہجۃ الاسرار میں ہے کہ ایک مرتبہ دوران وعظ بارش شروع ہوگئی۔ آپ جلال میں آ گئے اور بارش کو مخاطب کر کے فرمانے لگے، میں جمع کرتا ہوں اور تو منتشر کرتی ہے۔ بس آپ کا یہ کہنا تھا کہ پورے بغداد میں بارش ہوتی رہی مگر محفل میں ایک قطرہ بھی نہ گرا۔ ایک مرتبہ دوران وعظ اوپر چیل نے شور مچانا شروع کر دیا۔ کچھ دیر آپ دیکھتے رہے مگر وہ خاموش نہ ہوئی تو آپ نے ہوا کو حکم دیا کہ اس چیل کے دو ٹکڑے کر دے، اسی وقت چیل کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

☆اخبارالاخیار ص 32 پر ہے: سرکار بغداد اپنی مسند پہ آنے کے بعد فرماتے: اے غلام! ہماری نشست وعظ کے بعد حاضری میں دیر نہ کیا کر۔ ولایت یہاں ملتی ہی۔ درجات اعلیٰ یہاں سے سرفراز ہوتے ہیں۔ اے توبہ کے خواہش مندو! میرے پاس آؤ......ایک دفعہ ہفتہ میں آؤ ......اگر نہ ہو سکے تو مہینے میں آؤ...... یہ بھی نہ ہو سکے تو سالانہ آؤ......اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو عمر میں ایک مرتبہ آؤ اور ہزاروں نعمتیں لے جاؤ......اے عالمو! ہزار مہینہ کی مسافت طے کر کے آؤ اور میری ایک بات سن کر جاؤ، جب تم یہاں آؤ، اس وقت اپنے اعمال، زہد، تقویٰ اور اپنی حیثیت کو

نظر انداز کر دینا تا کہ تم اپنی قسمت کے موافق مجھ سے اپنا حصہ حاصل کر سکو۔

میری مجلس میں پوشیدہ فرشتے، خاص اولیاء اور رجال الغیب اس لئے آتے ہیں تا کہ بارگاہ الٰہی کے آداب سیکھ لیں۔

ایک مرتبہ وجد و حال کی کیفیت میں فرمایا: اے روزہ دارو...... اے شب بیدارو، میں محفوظ و ملحوظ ہوں۔ اے پہاڑوں میں بیٹھ کر عبادت کرنے والو! تمہارے پہاڑ پست ہو جائیں۔ احکام الٰہی کو مانو، میں اللہ کے احکام بیان کر رہا ہوں۔ اے طلب گاران حق، ابدال و اقطاب، اے پہلوانو! اور نو جوانو! آؤ اور اللہ کے بے ساحل دریائے فیض سے جو چاہو لے لو۔

نیک بخت اور بد قسمت سب ہی میرے پاس اپنی آرزوئیں لاتے ہیں۔ میں لوح محفوظ کی عبارتیں پڑھتا رہتا ہوں۔ میں دریائے علم کا غوطہ خور ہوں اور مشاہدہ تجلیات الٰہی میں مستغرق ہوں۔ تم سب پر میں اللہ کی حجت ہوں۔

☆ اے مشرق والو! اے مغرب والو! اے زمین والو! اے آسمان والو! مجھ سے میرے رب نے فرمایا ہے کہ عبدالقادر! تم وہ چیزیں جانتے ہو جو وہ نہیں جانتے۔ مجھے ہر روز ستر مرتبہ حکم دیا جاتا ہے کہ یہ کام کرو، ایسا کرو۔ اے عبدالقادر! تجھے میری قسم ہے کھالو، تمہیں میری قسم ہے پی لو۔ میں تم سے باتیں کرتا ہوں اور تمہیں امن میں رکھتا ہوں۔

حضور غوث پاک علیہ الرحمہ نے مزید فرمایا کہ جب میں گفتگو کرتا ہوں تو رب فرماتا ہے مجھے اپنی قسم! یہ بات پھر کہو کیونکہ تم سچ کہتے ہو۔ اگر میرے منہ میں شریعت کی لگام نہ ہوتی تو میں تمہیں ان چیزوں کی بھی خبر دیتا جو تم کھاتے ہو، پیتے ہو اور گھروں میں چھپا کر رکھتے ہو۔ (زبدۃ الآثار، ص 77)

میں رسول پاک ﷺ کا نائب اور آپ کا زمینی وارث ہوں۔ اس کے بعد فرمایا: آدمیوں

کے پیر، جنات کے پیر اور فرشتوں کے پیر ہیں اور میں ان سب کا پیرومرشد ہوں۔

☆ میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے:

☆ بہجۃ الاسرار میں ہے کہ شیخ ابوبکر بن ہوار علیہ الرحمہ نے ایک روز اپنے مریدین سے فرمایا کہ عنقریب عراق میں ایک عجمی شخص جو کہ اللہ اور لوگوں کے نزدیک عالی مرتبت ہوگا۔اس کا نام عبدالقادر ہوگا اور بغداد میں سکونت کرے گا۔

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللهِ

میرا یہ قدم ہر ولی کے گردن پر ہے کا اعلان فرمائے گا اور زمانہ کے تمام اولیاء اللہ اس کے ارشاد پر اپنی گردنیں جھکا دیں گے۔

☆ حضرت شیخ ابوسعید قیلوی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ جب سرکار بغداد علیہ الرحمہ نے فرمایا: میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔اس وقت آپ کے قلب پر تجلیات الٰہیہ وارد ہو رہی تھیں اور سرکار ﷺ کی طرف سے ایک خلعت باطنی بھیجا گیا، جسے ملائکہ مقربین کی ایک جماعت نے لاکر اولیاء کرام کے جھرمٹ میں سرکار بغداد کو پہنایا۔اس وقت ملائکہ اور رجال الغیب آپ کی مجلس کے اردگرد صف در صف ہوا میں اس طرح کھڑے تھے کہ آسمان کے کنارے ان سے بھرے نظر آ رہے تھے۔اس وقت روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہ تھا کہ جس نے اپنی گردن آپ کے فرمان کے آگے نہ جھکائی ہو۔(بہجۃ الاسرار)

☆ قدم کے معنی

قدم کے مجازی معنی لئے جائیں تو اس سے مراد سرکار بغداد علیہ الرحمہ کا طریقۂ ولایت دیگر

تمام اولیائے اولین وآخرین کے طریقوں سے برتر ہے۔

قدم کے حقیقی معنی لئے جائیں تو اس سے مراد آپ کے پائے مبارک ہے۔شیخ نصر الہیتی علیہ الرحمہ نے جب سرکار بغداد علیہ الرحمہ کا فرمان عالی سنا تو فوراً منبر کی طرف گئے اور آپ کا پائے مبارک پکڑ کر اپنی گردن پر رکھا۔

ایک اور معنی کے مطابق قدم سے مراد قرب ووصل الٰہی کے لحاظ سے آپ کا عالی مرتبہ ہونا ہے۔اس معنی کے مطابق سرکار بغداد علیہ الرحمہ کے فرمان عالی کا یہ مفہوم ہوگا کہ تمام اولیاء اولین و آخرین کے مراتب کی جو انتہا ہے، وہ آپ کے مرتبے کی ابتداء ہے کیونکہ ظاہری بلندی کے لحاظ سے انسان کی گردن اور سر اس کے جسم کا انتہائی مقام ہے جبکہ اس کا قدم ابتدائی مقام ہے۔

☆خواجہ صاحب کا مستفیض ہونا

خواجہ محمد گیسو دراز علیہ الرحمہ نے لطائف الغرائب میں لکھا ہے کہ جب خواجہ صاحب علیہ الرحمہ نے خراسان کی پہاڑی پر بیٹھے غوث اعظم علیہ الرحمہ کے فرمان میرا قدم ہر ولی کے گردن پر ہے کو روحانی طور پر سن کر گردم خم کرنے میں سبقت کی اور کہا کہ آپ کا قدم نہ صرف میری گردن پر ہے بلکہ سر اور آنکھ کی پتلیوں پر بھی ہے۔تب غوث اعظم علیہ الرحمہ نے خوش ہو کر کہا کہ غیاث الدین کا بیٹا (معین الدین) گردن خم کرنے میں سبقت لے گیا اور حسن ادب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کا محبوب بن گیا اور عنقریب اس کو ولایت ہند کی باگ ڈور دی جائے گی۔

☆حضرت اویس قرنی علیہ الرحمہ کا گردن جھکانا

تفریح الخاطر فی مناقب شیخ عبدالقادر میں حضرت ابن محی الدین اربلی علیہ الرحمہ نے

منازل الاولیاء فی فضائل الاصفیاء کے حوالے سے لکھا ہے کہ فخرِ عالم نور مجسم ﷺ نے سیدنا فاروق اعظم اور سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ عنہما کو حضرت اویس قرنی علیہ الرحمہ کے پاس جانے کی وصیت فرمائی اور فرمایا کہ اویس قرنی علیہ الرحمہ کو میرا اسلام اور میری قمیض پہنچا کر کہنا کہ وہ میری اُمّت کی بخشش کی دعا کریں۔

چنانچہ جب یہ حضرات گئے اور سید عالم ﷺ کا فرمان سنایا تو اویس قرنی علیہ الرحمہ نے سجدے میں جا کر اُمّت محمدیہ کی بخشش کی دعا مانگی۔ ندا آئی، اپنا سر اٹھالے کہ میں نے تیری شفاعت سے آدھی اُمّت کو بخش دیا اور آدھی کو اپنے محبوب شیخ عبدالقادر علیہ الرحمہ کی شفاعت سے بخشوں گا، جو تیرے بعد پیدا ہوگا۔ حضرت اویس قرنی علیہ الرحمہ نے عرض کیا کہ اے پروردگار تیرا وہ محبوب کون اور کہاں ہے کہ میں اس کی زیارت کروں۔ ندا آئی کہ وہ عظیم مقام پر ہے اور میرے محبوب کا بھی محبوب ہے۔ وہ قیامت تک اہل زمین کے لئے حجت ہوگا اور اولین و آخرین کے تمام اولیاء کی گردنوں پر اس کا قدم ہوگا اور جو اسے قبول کرے گا، میں اس کو دوست رکھوں گا۔ حضرت اویس قرنی علیہ الرحمہ نے گردن جھکائی اور کہا میں بھی اسے قبول کرتا ہوں۔

حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کا گردن جھکانا

تفریح الخاطر فی مناقب شیخ عبدالقادر میں حضرت ابن محی الدین اربلی علیہ الرحمہ نے مکاشفات جنیدیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ ایک روز منبر پر بیٹھے

جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ آپ کے قلب پر تجلیات الٰہی کا نزول ہوا اور آپ بحر شہود و مکاشفہ میں مستغرق ہو گئے اور فرمایا میری گردن پر اس کا قدم بغیر کسی انکار کے ہے اور منبر کی ایک سیڑھی اتر آئے، نماز جمعہ اور خطبے سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں نے آپ سے ان کلمات کے متعلق دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ حالت کشف میں مجھے معلوم ہوا کہ پانچویں صدی کے درمیان میں سید عالم ﷺ کی اولاد پاک میں سے ایک بزرگ قطب عالم ہوں گے۔ جن کا نام عبد القادر اور لقب محی الدین ہوگا اور وہ اللہ کے حکم سے کہے گا، میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ جب میں ان کا ہم زمانہ نہیں ہوں تو ان کے قدم کے نیچے اپنی گردن کیوں رکھوں تو حق تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم آیا کہ کس چیز نے تجھ پر یہ امر بھاری کر دیا ہے، پس میں نے فوراً اپنی گردن جھکا دی اور وہ کہا جو تم نے سنا۔ (آپ کا قدم بغیر کسی انکار کے میری گردن پر بھی ہے)

☆ شیخ کی ولایت

امام حسن عسکری کے بعد سے امام مہدی کی آمد تک، حضور غوث اعظم تمام عالم کے غوث سب اغیاث کے غوث، سردار اولیاء اور سب کی گردنوں پر آپ کا قدم ہے۔

☆ (بہجۃ الاسرار میں ہے) شیخ علی ہیتی فرماتے ہیں: میں نے سرکار بغداد اور شیخ بقا بن بطو کے ساتھ امام احمد ابن حنبل کے روضہ کی زیارت کی۔ میں نے دیکھا امام احمد بن حنبل قبر سے باہر تشریف لائے اور سرکار بغداد کو اپنے سینے سے لگا لیا اور انہیں خلعت پہنا کر فرمایا۔ اے شیخ! بے شک میں تمہارے علم شریعت، علم حقیقت، علم حال اور فعل حال میں محتاج ہوں۔

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا

☆غوث اعظم علیہ الرحمہ کے بدن پر مکھی نہیں بیٹھی تھی

شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب زبدۃ الآثار کے صفحہ نمبر 62 پر نقل فرماتے ہیں کہ شیخ موصلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ میں غوث اعظم علیہ الرحمہ کی خدمت میں تیرہ سال رہا۔ مجھے ایک دن بھی نظر نہیں آیا کہ آپ کے ناک، گلے سے پانی نکلا ہو اور میں نے اس تیرہ سال عرصہ میں آپ کے بدن پر مکھی بیٹھی نہیں دیکھی تھی اور نہ ہی آپ کو کسی دنیادار کے استقبال میں اٹھتے دیکھا۔ میں نے بادشاہوں کو وہاں آتے دیکھا، وہ آپ کے ساتھ نیچے چٹائی پر بیٹھتے اور آپ کو کبھی کسی کے ساتھ کھانا کھاتے نہیں دیکھا۔ ہاں! ایک مرتبہ آپ نے خلیفۂ بغداد کو لکھا کہ عبدالقادر تمہیں یہ حکم دیتا ہے اور تیرے لئے یہ حکم بجالانا ضروری ہے جب حکم نامہ خلیفۂ بغداد کو ملا تو فوراً اس نے عمل شروع کر دیا۔

☆دلوں کے راز سے واقف

اخبار الاخیار میں ہے کہ ایک شخص نے حضور غوث اعظم علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ قطب کا کیا مقام ہے؟ آپ نے فرمایا کہ قطب کو رب تعالیٰ نے یہ مقام عطا فرمایا ہے کہ وہ ایک وقت میں سولہ ہزار عالم کو دیکھتا ہے۔

سائل نے پوچھا جب قطب کا یہ مقام ہے تو آپ کا مقام کیا ہے؟ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ رب تعالیٰ نے اپنے نور کی دو تجلیاں میرے دل پر ایسی ڈالیں کہ جس طرح تم شیشے کے اندر کی چیز باہر سے دیکھتے ہو، اسی طرح تمہارے دل میں جو کچھ بھی ہے، وہ سب مجھ پر عیاں ہے۔

☆ شیخ ابوالحسن سعد الخیر اندلسی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ میں ایک دفعہ سرکار بغداد علیہ الرحمہ کی مجلس وعظ میں حاضر ہوا تو آپ ''زہد'' پر بیان فرمارہے تھے۔ میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ آپ ''معرفت'' پر بیان فرمائیں۔ آپ نے ''زہد'' کا بیان قطع کیا اور ''معرفت'' پر بیان کرنے لگے۔ پھر میں نے دل میں سوچا کہ آپ ''شوق'' کے موضوع پر بیان فرمائیں، یکا یک آپ نے ''معرفت'' کے موضوع کو ختم کر کے ''شوق'' پر بیان شروع کر دیا۔ پھر میرا دل چاہا کہ ''فنا و بقاء'' پر بیان فرمائیں۔ آپ نے ''فنا و بقاء'' کا موضوع شروع کر دیا، پھر میرا دل چاہا کہ غیبت و حضوری پر بیان فرمائیں۔ آپ نے فورا فنا و بقاء کا موضوع ختم کر کے غیبت و حضوری پر بیان فرمایا۔

پھر سرکار بغداد نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابوالحسن تجھ کو اتنا کافی ہے، تب میں بے اختیار ہو گیا اور وجد میں آ کر اپنا گریبان چاک کر دیا۔

☆ حضرت عبدالملک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں ایک رات سرکار بغداد علیہ الرحمہ کے مدرسے میں کھڑا تھا۔ آپ عصا لئے باہر تشریف لائے۔ دل میں کرامت دیکھنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ آپ نے عصاء زمین میں گاڑ دیا۔ وہ روشن چراغ بن گیا پھر آپ نے اکھیڑ دیا تو وہ پھر عصاء بن گیا۔ آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: بس! اے عبدالملک، تم یہی چاہتے تھے نا۔

☆ قلائد الجوائر میں ہے کہ شیخ ابوالجونی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں حالت فاقہ میں حضور غوث اعظم کے پاس آیا اور سلام کیا۔ اپنی حالت نہ بتائی، شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ ابوالجونی بھوک اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے جس کو دوست رکھتا ہے اس کو عطا کر دیتا ہے۔

☆ زبدۃ الآثار ص 70 پر شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ

شیخ شیبانی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں۔ جب حضور غوث اعظم کی شہرت دنیا میں پھیلی تو بغداد کے ایک سو علماء جن پر اہل بغداد کو کامل اعتماد تھا، ایک مسئلہ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے جس دن یہ مجلس میں آئے، میں بھی مجلس میں شریک تھا۔ علماء مجلس میں بیٹھے ہی تھے کہ غوث اعظم نے مراقبہ فرمایا۔ آپ کے سینہ سے نور کا ایک شعلہ نمودار ہوا جسے بعض لوگوں نے دیکھا مگر بعض نہ دیکھ سکے۔ جن علماء نے اس شعلہ کو دیکھا۔ چیخ مار کر کپڑے پھاڑنے لگے اور برہنہ سر ہو کر غوث اعظم کے قدموں میں گر پڑے۔ مجلس میں ایک شور برپا ہوا تو میں نے خیال کیا کہ زلزلہ آیا ہے۔ حضرت غوث اعظم ایک ایک کو سینے سے لگاتے جاتے تھے اور کہتے جاتے، تمہارا سوال یہ ہے لو اس کا جواب۔ اس طرح تمام علماء مطمئن ہو گئے۔

☆کرامات غوث اعظم رضی اللہ عنہ

شیخ ابو العباس علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بغداد کی قحط سالی کے دوران میں نے سرکار بغداد علیہ الرحمہ سے تنگدستی اور فاقے کی شکایت کی تو آپ نے مجھے تقریباً دس سیر گندم عنایت فرمائی اور فرمایا کہ اسے لے جاؤ اور ایک طرف سے نکال کر استعمال کر لیا کرو لیکن اسے کبھی وزن نہ کرنا۔ چنانچہ اس گندم کو ہم تمام گھر والے عرصہ پانچ سال تک کھاتے رہے۔ ایک روز میری اہلیہ نے گندم کو وزن کیا تو معلوم ہوا کہ جتنا پہلے روز تھا یعنی دس سیر اتنا اب بھی ہے، اس کے بعد یہ گندم وزن کرنے کی وجہ سے سات روز میں ختم ہو گیا۔

☆مریضوں پر ہاتھ پھیرتے وہ شفایاب ہو جاتے

☆ابو حفص عمر بن صالح حداوی اپنی اونٹنی بارگاہ غوثیت میں لائے۔ عرض کیا کہ میرا حج کا ارادہ ہے۔ یہ میری ایک ہی سواری ہے جو چل نہیں سکتی۔ آپ نے اونٹنی کو انگلی لگائی اور پیشانی پر

ہاتھ رکھا۔ پہلے میری اونٹنی سب سے پیچھے رہتی تھی، اب سب سے آگے چلتی تھی۔

☆ حضرت ابوالحسن علی بیمار ہوئے تو سرکار بغداد ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ نے ان کے گھر ایک کبوتری اور ایک قمری کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ حضرت ابوالحسن نے عرض کی! یہ کبوتری چھ ماہ سے انڈے نہیں دے رہی اور قمری (فاختہ) نو مہینے سے نہیں بولتی۔ آپ نے کبوتری کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا اپنے مالک کو فائدہ پہنچاؤ اور قمری سے فرمایا۔ اللہ کی تسبیح کرو۔ قمری نے اسی دن سے بولنا شروع کر دیا اور کبوتری عمر بھر انڈے دیتی رہی۔ (بہجۃ الاسرار)

☆ ایک دفعہ دریائے دجلہ میں زوردار سیلاب آ گیا۔ دریا کی طغیانی کی شدت کی وجہ سے لوگ پریشان ہو کر سرکار بغداد کی خدمت میں آئے۔ آپ نے اپنا عصا پکڑا اور دریا کی طرف چلے اور دریا کے کنارے پر پہنچ کر اپنا عصاء کو دریا کی اصلی حد پر نصب کر دیا اور دریا کو فرمایا کہ ''بس یہیں تک'' آپ کا فرمانا تھا کہ اسی وقت پانی کم ہونا شروع ہو گیا اور آپ کے عصاء تک آ گیا۔ (بہجۃ الاسرار)

☆ چالیس سال تک عشاء کے وضو سے نماز فجر ادا فرمائی۔

☆ پندرہ برس تک رات بھر میں ایک قرآن مجید ختم فرماتے۔

☆ تفریح الخاطر میں ہے کہ ہر روز ایک ہزار نفل ادا فرماتے تھے۔

☆ چار مشائخ زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب زبدۃ الآثار میں فرماتے ہیں کہ چار مشائخ زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔ حضرت معروف کرخی، حضرت عقیل منجبی، حضرت

حیا بن قیس حرانی اور حضور غوث اعظم رحمہم اللہ۔

☆ بہجۃ الاسرار میں ہے کہ خلیفہ کو ایک دن حضرت غوث اعظم کی خدمت میں دیکھا۔ اس نے اطمینان قلب کے لئے کرامت دیکھنے کا سوال کیا۔ غوث پاک نے فرمایا: تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا میں غیب سے سیب چاہتا ہوں۔ پورے عراق میں اس وقت سیب نہیں ہوتے تھے۔ حضرت نے ہوا میں ہاتھ بڑھایا تو دو سیب آپ کے ہاتھ میں تھے۔ آپ نے ان میں سے ایک اس کو دے دیا۔ آپ نے اپنے ہاتھ والے سیب کو کاٹا تو نہایت سفید تھا۔ اس میں مشک کی سی خوشبو آتی تھی اور خلیفہ نے اپنے ہاتھ والے سیب کو کاٹا تو اس میں کیڑے تھے۔ حیران ہو کر پوچھا تو آپ نے فرمایا: تمہارے سیب کو ظلم کے ہاتھ لگے تو اس میں کیڑے پڑ گئے۔

☆ آپ کے مدرسے سے گزرنے والا

الطبقات الکبریٰ میں ہے کہ حضور غوث پاک فرماتے ہیں کہ میرے پروردگار کا مجھ سے وعدہ ہے کہ جو مسلمان تیرے مدرسے کے دروازے سے گزرے گا اس کے عذاب میں تخفیف کروں گا۔

زبدۃ الآثار میں 114 پر شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک شخص بغداد سے آیا۔ اس نے بتایا کہ میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے اور میں نے انہیں خواب میں عذاب میں مبتلا دیکھا ہے۔ اس نے کہا: تم ابھی غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ وہ کہتا ہے۔ میں غوث اعظم کی خدمت میں پہنچا اور حال سنایا۔ آپ نے فرمایا: تمہارے والد اپنی زندگی میں میرے مدرسے کے دروازے کے سامنے سے گزرے ہیں؟ میں نے بتایا ہاں۔ پھر

آپ خاموش ہو گئے۔ وہی شخص دوسرے روز آیا تو بتانے لگا کہ آج رات میں نے اپنے والد کو خوش وخرم دیکھا۔ والد کہہ رہے تھے کہ اللہ نے مجھے تمام سزاؤں سے نجات دی ہے۔ یہ سارا انعام غوث اعظم کی برکت سے ہوا ہے۔ بیٹا! اس مرد کامل کی غلامی کو سعادت خیال کرو۔

☆ ایک دن آپ کو جامع مسجد میں چھینک آئی۔ لوگوں نے یرحمک اللہ کی آوازیں بلند کیں۔ خلیفۂ وقت نے جو اتفاقاً مسجد کے کمرہ میں تھا، پریشان ہو کر پوچھا: شوروغوغا کیسا؟ لوگوں نے کہا: شیخ عبدالقادر جیلانی کو چھینک آئی تھی جس پر لوگوں نے ان کو دعا دی ہے۔ (اخبارالاخیار، ص28)

☆ اخلاق

آپ نہایت پاکیزہ اور خوش اخلاق تھے۔

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ اور اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ

کے مصداق تھے۔ اپنی ظاہری شوکت اور وسیع علم کے باوجود کمزوروں اور ضعیفوں میں بیٹھتے۔ فقیروں کے ساتھ عاجزی سے پیش آتے۔ بڑوں کی عزت کرتے، چھوٹوں پر شفقت فرماتے، سلام میں پہل کرتے، مہمانوں اور طالب علموں کی مجلسوں میں نشست کرتے، جو کوئی آپ کے سامنے کتنی ہی جھوٹی قسم کیوں نہ کھاتا، آپ اس کا یقین کر لیتے۔ اپنے علم و کشف کو اس پر ظاہر نہ فرماتے۔

(اخبارالاخیار،ص36)

☆ آپ انتہائی غریب نواز، خداترس، سخی، رقیق القلب، وسیع حوصلہ، شیریں زباں، رحم دل، حددرجہ بامروت اور پابند قول و اقرار تھے۔ آپ کی خدمت میں ہدیئے، نذرانے اور

تحائف اس کثرت سے آتے کہ شمار نہیں ہوسکتا تھا مگر آپ سب کچھ خدا کی راہ میں خیرات کردیتے۔ روزانہ شب کو آپ مہمانوں کے ہمراہ کھانا تناول فرماتے۔ غرباء ومساکین کے ساتھ آپ زیادہ بیٹھا کرتے تھے۔ ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا بھی تناول فرماتے۔

☆ اخبار الاخیار ص 37 میں ہے کہ آپ کے پاس ایک تاجر نے آکر کہا کہ میں اپنی کچھ دولت جو زکوٰۃ نہیں ہے۔ فقیروں اور مسکینوں کو دینا چاہتا ہوں لیکن مستحق اور غیر مستحق کو پہچانتا نہیں۔ آپ جس کو مستحق سمجھیں، دے دیں۔ ارشاد فرمایا: مستحق وغیر مستحق دیکھے بغیر جس کو چاہو، دے دو تاکہ اللہ تجھے وہ سب کچھ دے دے جس کا تو مستحق ہے یا نہیں۔

☆ ہر حال میں مطمئن

حضور غوث اعظم علیہ الرحمہ تشریف فرماتے تھے۔ کسی نے کہا اطلاع آئی ہے کہ تجارت کے مال سے لدا ہوا آپ کا ایک جہاز ڈوب گیا ہے، فرمایا الحمدللہ

تھوڑی دیر بعد کسی نے عرض کیا: اطلاع غلط تھی۔ جہاز سلامتی سے واپس آرہا ہے۔ آپ نے فرمایا: الحمدللہ

مریدین نے عرض کی دونوں طرح کی خبر ملنے پر الحمدللہ کہنے میں کیا راز ہے۔ ہماری نظر دل پر رہتی ہے اور ہم نفع ہو یا نقصان، ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

(گلستان سعدی، ص 88)

سرکار بہاؤالدین علیہ الرحمہ کا مستفیض ہونا

شیخ عبداللہ بلخی علیہ الرحمہ اپنی کتاب خوارق الاحباب فی معرفت الاقطاب میں لکھتے ہیں کہ ایک روز سرکار بغداد علیہ الرحمہ ایک جماعت کے ساتھ کھڑے تھے کہ بخارا کی طرف متوجہ ہوئے

اور ہوا کو سونگھا اور فرمایا: میرے وصال کے ایک سو ستاون سال بعد ایک مرد قلندر بہاء الدین محمد نقشبند پیدا ہوگا جو میری خاص برکتوں سے بہرہ ور ہوگا۔

☆ شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمہ کا مستفیض ہونا

بہجۃ الاسرار میں شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: مجھے زندگی کے ابتدائی دور میں علم کلام کا بہت شوق تھا اور میں نے علم کلام کی بہت سی کتابیں حفظ کرلی تھیں۔ میرے چچا مجھے اس سے باز رکھتے لیکن مجھ پر اس کا کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ بالآخر ایک روز چچا مجھ کو سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت کو لے گئے۔ چچا نے آپ سے عرض کی۔ یہ میرا بھتیجا عمر ہے۔ علم کلام میں مشغول ہے۔ میں اس کو منع کرتا ہوں مگر باز نہیں آتا۔ آپ نے فرمایا: اے عمر، تم نے کون کون سی علم کلام کی کتابیں حفظ کی ہیں؟ میں نے نام بتائے۔ آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر پھیرا تو خدا کی قسم! علم کلام کو میرے سینے میں محو کر دیا اور مجھے ایک لفظ بھی یاد نہ رہا اور رب تعالیٰ نے آپ کی برکت سے میرے سینے کو علم لدنی سے بھر دیا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: اے عمر تم عراق کے مشہور بزرگوں میں سب سے آخر ہو گے۔

☆ حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی علیہ الرحمہ کی عقیدت

مخزن اسرار میں ہے کہ حضرت بہاؤ الدین ذکریا ملتانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ مجھے اپنی تمام عبادتوں، جملہ اطاعتوں اور کل نیک اعمال میں سے ایک چیز پر بڑا بھاری بھروسہ اور اعتماد ہے کہ ان شاء اللہ میری نجات کا بات باعث بن جائے گا اور وہ یہ ہے کہ سرکار بغداد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس شخص کے لئے ایمان کی خوشخبری ہے جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔

حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے زندگی میں شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمہ کو دیکھا اور میرے شیخ نے زندگی میں سرکار بغداد علیہ الرحمہ کو دیکھا لہٰذا میں غوث اعظم علیہ الرحمہ کے فرمان کی بشارت میں شامل ہوں۔

☆ سید احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمہ اور غوث اعظم علیہ الرحمہ

بہجۃ الاسرار میں ہے کہ حضرت سید احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی وہ ہیں کہ ان کے سیدھے ہاتھ میں شریعت کا سمندر ہے اور بائیں ہاتھ میں طریقت کا سمندر ہے جس میں چاہیں، پی لیں۔ ہمارے اس وقت میں شیخ کا کوئی ثانی نہیں۔

☆ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اور غوث اعظم علیہ الرحمہ

مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ رب کے قرب کے دو طریقے ہیں۔ ایک نبوت کا ہے۔ اس طریقے سے انبیاء کرام بغیر کسی وسیلے کے اللہ تعالیٰ کا قرب پا لیتے ہیں اور یہ طریقہ سرکار ﷺ پر ختم ہو چکا۔

دوسرا طریقہ ولایت کا ہے، اس طریقے پر چلنے والے رب تعالیٰ تک بالواسطہ پہنچتے ہیں اور یہ اقطاب، اوتاد، ابدال، نجباء اور اولیاء ہیں۔ اس طریقے میں واسطہ مولیٰ علی ہیں اور یہ منصب عالی آپ ہی کی ذات گرامی سے متعلق ہے اور جب مولیٰ علی کا وصال ہوا تو یہ منصب حسنین کریمین کے حوالے کر دیا گیا۔ ان کے بعد ترتیب وار اماموں کو یہ منصب ملتا رہا۔ ائمہ کرام میں سے ہر ایک کے زمانے میں لوگوں کو ان کے واسطے سے فیض پہنچتا رہا اور جب سلطان الاولیاء علیہ الرحمہ کی باری آئی تو یہ منصب عالی آپ کے حوالے کر دیا گیا اور ہمیشہ آپ ہی کی وساطت سے ولایت کا فیض ہمیشہ ہمیشہ غوث، قطب، ابدال اور اولیاء کو پہنچتا رہے گا۔

☆ آپ کے مریدوں کے لئے خوشخبریاں

حضرت سہل بن عبداللہ تستری علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ ایک روز اہل بغداد کی نظر سے سرکار بغداد علیہ الرحمہ اوجھل ہو گئے۔ لوگوں نے آپ کو تلاش کیا اور دجلہ کی طرف گئے تو کیا دیکھا کہ مچھلیاں بکثرت آپ کی طرف آ کر سلام عرض کر رہی ہیں اور دست مبارک کو چوم رہی ہیں۔ اتنے میں نماز ظہر کا وقت ہو گیا اور بھاری جائے نماز تخت سلیمانی کی طرح ہوا میں معلق ہو کر بچھ گئی جو سبز رنگ کی تھی اور سونے اور چاندی کے تاروں سے مرصع تھی۔ اس کے اوپر دو سطریں لکھی تھیں۔ پہلی سطر میں اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ اور دوسری سطر میں سَلَامٌ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ اِنَّہٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ لکھا ہوا تھا۔

اتنے میں بہت سے لوگ آئے، جن کے چہروں سے وجاہت ٹپکتی تھی۔ وہ سب کے سب جائے نماز کے برابر کھڑے ہو گئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ سرکار بغداد علیہ الرحمہ نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے۔ اس وقت عظمت و ہیبت کا عجیب سماں تھا۔ جب آپ تسبیح پڑھتے تو ساتوں آسمانوں کے فرشتے بھی آپ کی ساتھ تسبیح پڑھتے۔ جب آپ سمع اللہ لمن حمدہ پڑھتے تو آپ کے لبوں سے سبز رنگ کا نور نکل کر آسمان کی طرف جاتا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو یہ دعا کی: اے میرے پروردگار! میں تیری بارگاہ میں تیرے محبوب اور بہترین خلائق حضرت محمد ﷺ کو وسیلہ بنا کر دعا کرتا ہوں کہ تو میرے مریدوں کی اور میرے مریدوں کے مریدوں کی جو کہ میری طرف منسوب ہوں، اس وقت تک روح قبض نہ فرمانا، جب تک وہ توبہ نہ کر لیں۔

حضرت سہل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ کی دعا پر فرشتوں کے ایک بہت بڑے

گروہ کو آمین کہتے سنا۔ جب آپ دعا ختم فرما چکے تو ہم نے یہ ندا سنی کہ تم کو خوشخبری ہو کہ ہم نے تمہاری دعا قبول کر لی ہے۔

☆ مصیبت میں پکارنے والے کی مدد کرتا ہوں

بہجۃ الاسرار میں ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ بے شک میرا ہاتھ میرے مریدوں پر ایسا ہے جیسے زمین پر آسمان ہے۔

☆ مصیبت میں پکارنے والے کی مدد کرتا ہوں

بہجۃ الاسرار میں ہے کہ حضرت شیخ ابو القاسم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضور غوث اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جو کوئی مصیبت میں مجھ سے فریاد کرے یا مجھ کو پکارے تو میں اس کی مصیبت دور کروں گا اور جو کوئی میرے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو پورا فرمائے گا۔

☆ ہر ماہ سلام پیش کرتا تھا

ما ثبت من السنہ ص 160 پر ہے کہ آپ کے صاحبزادے شیخ سیف الدین عبدالوہاب کا بیان ہے کہ والد ماجد کے پاس ایک خوبصورت نوجوان آیا اور آپ کے پاس بیٹھ کر اس نے کہا: السلام علیک یا ولی اللہ! میں رجب کا مہینہ ہوں اور یہ خوشخبری دینے آیا ہوں کہ بہ تقدیر الٰہی اس ماہ میں لوگوں کے لئے کوئی عام برائی نہیں ہے۔ چنانچہ یہ مہینہ لوگوں پر بخیر و خوبی گزرا۔

پھر ایک بدصورت شخص آیا اور کہا: السلام علیک یا ولی اللہ! میں شعبان ہوں اور اللہ نے اس ماہ مقدر کر دیا ہے کہ بغداد میں بلائیں آئیں گی۔ ارض حجاز میں سخت قحط ہوگا اور خراساں میں رن

پڑے گا، چنانچہ جیسا بدصورت نے کہا تھا، ویسا ہی دیکھنے میں آیا۔

☆آخری رمضان نے آپ کو الوداع کہا

ماثبت من السنہ ص158 میں ہے کہ حضور غوث اعظم ماہ رمضان میں بیمار تھے اور آپ کے پاس اس وقت شیخ علی بن ہیتی، شیخ ابو نجیب عبدالقادر سہروردی اور شیخ ابوالحسن موجود تھے کہ اتنے میں ایک خوبصورت باوقار شخص آیا اور کہا: السلام علیک یا ولی اللہ! میں ماہ رمضان ہوں۔ عذر خواہی کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ یہی رمضان آپ مقدر میں تھا۔ اب آپ کو الوداع کہتا ہوں اور یہ ہماری آپ کی آخری ملاقات ہے پھر وہ شخص چلا گیا۔ اسی سال ربیع الآخر میں آپ کا وصال ہو گیا۔

☆آپ نے اپنی عمر کے ابتدائی 18 برس مولود مسکن میں گزارے۔

☆9 برس بغداد کے اندر علوم ظاہری و باطنی کی تحصیل و تکمیل کی خاطر مصروف رہے۔

☆25 برس عراق کے جنگلوں، بیابانوں اور ویران مقامات پر ریاضات کاملہ اور مجاہدات شاقہ سے منازل سلوک طے کئے۔

☆40 برس ارشاد و تلقین، اصلاح خلق کا فریضہ انجام دیتے رہے۔

☆وصال مبارک

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب زبدۃ الآثار صفحہ نمبر 126 پر فرماتے ہیں۔ غوث اعظم علیہ الرحمہ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبدالوہاب علیہ الرحمہ نے مرض الموت میں آپ سے وصیت کرنے کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا: بیٹا! تمہارے لئے تقویٰ بڑا ضروری ہے۔ خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرو، کسی کے سامنے اپنی حاجت پیش نہ کرو، کسی غیر سے

امید نہ لگاؤ، ہمیشہ اپنی ضروریات اللہ تعالیٰ سے طلب کرو، کسی دوسرے پر بھروسہ نہ کرو۔

جب دل اللہ تعالیٰ سے لگایا جائے تو کسی دوسرے سے کچھ نہ مانگو۔ آپ نے اپنی اولاد سے فرمایا: میری چارپائی سے ہٹ جاؤ، اگرچہ ظاہراً میں تم لوگوں سے ہم کلام ہوں مگر باطناً میں اور ہستی کے ساتھ ہوں۔ میرے اور تمہارے درمیان بہت بڑا فاصلہ ہے اور مخلوق اور میرے درمیان اتنی ہی دوری ہے، جتنی زمین وآسمان کے درمیان ہوا کرتی ہے۔

مجھے دوسروں پر قیاس نہ کرو اور نہ ہی دوسروں کو مجھ پر قیاس کیا کرو۔ تمہارے بغیر بھی اس وقت دوسرے حضرات میرے پاس آرہے ہیں۔ مجلس میں ان کے لئے جگہ دو اور جگہ کھلی کردو اور ان کے احترام کا خیال رکھو، چونکہ وہ رحمت خداوندی کے حامل ہیں، اس لئے ان کے لئے جگہ خالی کردی جائے۔

آپ کے صاحبزادے عبدالرزاق موسیٰ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ وصال کے وقت آپ نے کئی مرتبہ اپنا ہاتھ بڑھا کر ''وعلیکم السلام'' فرماتے اور کہتے: توبہ کرو اور ان کی صف میں شریک ہوجاؤ۔ میں تمہاری طرف آرہا ہوں اور پھر فرماتے، ذرا نرمی کرو، میں خود آرہا ہوں۔ انہی باتوں میں آپ پر وصال کی غنودگی طاری ہوگئی اور پھر ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کہا۔

اللہ، اللہ، اللہ تین مرتبہ فرمایا، اس کے بعد آپ خاموش ہوگئے۔

گیارہ ربیع الآخر 561ھ 91 برس کی عمر میں انتقال کر گئے۔ عراق کے شہر بغداد شریف میں آپ کا مزار پرانوار ہے اور پوری دنیا میں گیارہ ربیع الآخر کو آپ علیہ الرحمہ کا عرس مبارک شایان شان طریقے سے منایا جاتا ہے۔ گیارہویں شریف کا انعقاد پچاس یا سو برس والا معاملہ نہیں بلکہ صدیوں سے ہمارے اکابرین، علمائے اسلام اس کو مناتے ہوئے چلے آرہے ہیں، چنانچہ علمائے اسلام کی کتابوں سے سماعت کیجئے۔

گیارہویں علمائے اسلام کی نظر میں

اخبارالاخیار ص242 پر شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ، شیخ امان اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ کے حالات کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپ ماہ ربیع الآخر کی گیارہ تاریخ کو سرکار بغداد علیہ الرحمہ کا عرس کیا کرتے۔ ماثبت من السنہ میں شیخ محقق گیارہویں صدی کے مجدد شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد شیخ عبدالوہاب متقی مہاجر مکی علیہ الرحمہ 9 ربیع الآخر کو حضور غوث اعظم علیہ الرحمہ کا عرس منایا کرتے تھے۔ بے شک ہمارے ملک میں آج کل گیارہویں تاریخ مشہور ہے اور یہی تاریخ، آپ کی ہندی اولاد مشائخ میں متعارف ہے۔

☆ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: سرکار بغداد کے روضۂ پاک پر گیارہویں تاریخ کو بادشاہ وغیرہ شہر کے اکابر جمع ہوتے، نماز عصر کے بعد مغرب تک قرآن کی تلاوت کرتے اور سرکار کی مدح اور تعریف میں منقبت پڑھتے، مغرب کے بعد سجادہ نشین درمیان میں تشریف فرما ہوتے اور ان کے اردگرد مریدین حلقہ بگوش بیٹھ کر ذکر جہر کرتے۔ اسی حالت میں بعض پر وجدانی کیفیت طاری ہوجاتی۔ اس کے بعد طعام، شیرینی جو تیار کی جاتی اور نماز عشاء پڑھ کر لوگ رخصت ہوجاتے۔ (ملفوظات عزیزی، ص62، مطبوعہ میرٹھ، بھارت، فارسی)

معلوم ہوا کہ حضور غوث اعظم علیہ الرحمہ کی گیارہویں شریف منانا اکابرین کا طریقہ کار رہا ہے لہذا ماننا پڑے گا کہ یہ کوئی آج کل کا سلسلہ نہیں بلکہ دسویں صدی سے پہلے بھی علمائے اسلام اس کا انعقاد کیا کرتے تھے۔

اب آپ کے سامنے حضور غوث اعظم علیہ الرحمہ کے ارشادات بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

☆ارشادات غوث اعظم علیہ الرحمہ

ایک مومن کو کیسا ہونا چاہیئے؟

سرکار بغداد فرماتے ہیں: اللہ کی محبت کا تقاضا ہے کہ تو اپنی نگاہوں کو اللہ کی رحمت کی طرف لگادے اور کسی کی طرف نگاہ نہ ہو، یوں کہ اندھوں کی مانند ہوجائے۔ جب تک تو غیر کی طرف دیکھتا رہے گا، اللہ کا فضل نہیں دیکھ پائے گا۔

پس تو اپنے نفس کو مٹا کر اللہ ہی کی طرف متوجہ ہوجا۔ اس طرح تیرے دل کی آنکھ فضل عظیم کی طرف کھل جائے گی اور تو اس کی روشنی اپنے سر کی آنکھوں سے محسوس کرے گا اور پھر تیرے اندر کا نور باہر کو بھی منور کردیگا۔ عطائے الٰہی سے تو راحت وسکون پائے گا اور اگر تو نے نفس پر ظلم کیا اور مخلوق کی طرف نگاہ کی تو پھر اللہ کی طرف سے تیری نگاہ بند ہوجائے گی اور تجھ سے فضل خداوندی رک جائے گا۔

تو دنیا کی ہر چیز سے آنکھیں بند کرلے اور کسی چیز کی طرف نہ دیکھ جب تک تو دوسری چیز کی طرف متوجہ رہے گا تو اللہ کا فضل اور قرب کی راہ تجھ پر نہیں کھلے گا۔ توحید، قضائے نفس، محویت ذات کے ذریعے دوسرے راستے بند کردے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضور غوث اعظم علیہ الرحمہ کے درجات بلند فرمائے۔ ان کے مزار پرانوار پر صبح قیامت تک رحمت ورضوان کی بارش فرمائے اور ان کے فیوض وبرکات سے ہم سب کو مالا مال فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

اولیاء اللہ رحمہم اللہ کا مقام و مرتبہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰاھِدِیْنَ وَالشّٰاکِرِیْن وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید گیارہواں پارہ سورۂ یونس سے آیت نمبر 62 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔قبل اس کے متذکرہ آیت قرآنی کے تحت کچھ عرض کیا جائے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اس پر عمل کرنے اور دوسروں تک پہنچانے کی سعادت عطا فرمائے۔آمین

محترم حضرات! اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کو بڑی شان وعظمت سے نوازا ہے۔ قرآن مجید، احادیث اور اقوال صحابہ اس سے مالا مال ہیں۔آیئے ہم آج کی اس محفل میں سورۂ یونس کی آیت نمبر 62 تا 64 سے اپنے بیان کا آغاز کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

(سورۂ یونس، آیت 62 تا 64، پارہ 11)

ترجمہ: سن لو! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ وہ جو ایمان لائے اور ڈرتے رہے۔ ان کے لئے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں خوشخبری ہے۔ اللہ کی باتیں بدلتی نہیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

امام رازی علیہ الرحمہ تفسیر کبیر میں اس آیت کے تحت حدیث شریف نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس آیت کو لے کر بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اس آیت کی تفسیر بیان فرمائیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ! اس آیت کی تفسیر یوں سمجھو جب قیامت کا دن ہوگا، نفسا نفسی کا عالم ہوگا۔ ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا کہ نور کے منبر تیار کرو، پھر کچھ لوگوں کو منبر پر بیٹھنے کا حکم دیا جائے گا (میرے جیسا شخص قیامت میں کسی کی عزت وعظمت دیکھے تو اسے خوش ہونا ہی ہے) مگر ان کا مقام دیکھ کر حضرات انبیاء علیہم السلام بھی واہ واہ کے کلمات ارشاد فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ حضرات انبیاء علیہم السلام کے قلب کی تسکین کے لئے فرمائے گا۔ میرے پیارو! یہ نہ نبی ہیں، نہ رسول ہیں، نہ فرشتے، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا میں فقط میرے لئے محبت کی اور میرے لئے دشمنی کی۔

آپ علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔ اے عمر رضی اللہ عنہ! اس دن جب سارے لوگ

خوف اور غم میں ہوں گے۔ان پر اس دن نہ کچھ خوف ہوگا، نہ کچھ غم ہوگا۔

امام رازی علیہ الرحمہ تفسیر کبیر میں سورۂ یونس کی آیت نمبر 62 کے تحت بہت ہی پیارا نقطہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ولی کے ایک معنی دوست، ایک معنی مددگار، ایک معنی ہمنشین اور ایک معنی قریب تر کے ہیں۔ ولی جسم کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے قریب نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات، اس کے خوف خدا کی برکت سے اس کے دل و دماغ پر ایسے اترنا شروع ہوجاتے ہیں کہ اس کا دل بشری قصافتوں اور غلاظتوں سے پاک ہوکر اللہ تعالیٰ کے انوار کا آئینہ بن جاتا ہے پھر لمحے کے لئے بھی اس کا دل مخلوق کی طرف نہیں جاتا۔اس وقت کو کمال انسانیت اور کمال ولایت کہتے ہیں پھر اس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے اور دنیا اس کے حضور جھک جاتی ہے۔

☆استغراق کی کیفیت میں عبادت

اس ضمن میں حضرت امام رازی علیہ الرحمہ تفسیر کبیر میں حضرت ابراہیم علیہ الرحمہ کا ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر استغراق کی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ یعنی ان کا دل صرف اور صرف یادِ الٰہی میں محو ہوجاتا ہے تو ان پر اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کی ایسی بارشیں ہونے لگتی ہیں کہ ان کو اپنا ہوش نہیں رہتا۔اس کیفیت کو استغراق کی کیفیت کہا جاتا ہے۔

☆حضرت ابراہیم علیہ السلام اور استغراق کی کیفیت

امام رازی علیہ الرحمہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ الرحمہ اپنے مریدین کے ساتھ سفر پر روانہ ہوئے۔راستے میں جنگل میں رات بسر کرنی پڑی، جب سونے کا وقت آیا تو حضرت ابراہیم علیہ الرحمہ نے مریدین سے فرمایا: جاؤ اور آرام کرو اور خود نماز میں مشغول

ہو گئے۔تھوڑی دیر گزری تھی کہ شیر کے بھرانے کی آواز آئی۔ سارے مریدین خوف کے مارے اٹھ گئے۔کیا دیکھا کہ شیر آ رہا ہے۔سارے مریدین خوف کے مارے اپنی جان بچانے کے لئے درختوں پر چڑھ گئے مگر حضرت ابراہیم علیہ الرحمہ نماز ہی میں مشغول تھے اور شیر ان کے پیچھے ایسے کھڑا ہو گیا جیسے آقا کے پیچھے غلام کھڑا ہوتا ہے۔سارے مریدین یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئے۔

جب صبح ہوئی تو سارے مریدین درختوں سے نیچے آ گئے اور کھانے کے لئے دسترخوان بچھایا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ الرحمہ تمام مریدین کے ہمراہ اس دسترخوان پر بیٹھ گئے۔اچانک حضرت ابراہیم علیہ الرحمہ کے منہ سے آہ نکلی۔مریدین پوچھنے لگے۔حضور! کیا ہوا؟ آپ نے فرمایا: چیونٹی نے کاٹ لیا ہے جس کی تکلیف سے آہ نکل گئی۔مریدین کہنے لگے: حضور! رات حالت نماز میں شیر آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا، آپ کو خبر تک نہ ہوئی اور ابھی چیونٹی کے کاٹنے کا درد محسوس ہو رہا ہے۔آخر وجہ کیا ہے؟ آپ فرمانے لگے کہ رات جب میں حالت نماز میں تھا تو دوران نماز مجھ پر استغراق کی کیفیت طاری ہو گئی۔مجھ پر اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کی اس قدر بارش ہوئی کہ مجھے اپنا ہوش نہ رہا لہذا شیر کے آنے کی خبر نہ ہوئی اور اب اپنی اصل حالت میں ہوں تو چیونٹی کے کاٹنے کا درد بھی محسوس ہو رہا ہے۔

☆حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حالت استغراق

تاریخ دمشق میں ہے کہ ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طاقت و قوت کا چرچا سن کر کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا ہیں اور ایسی طاقت ان کو عطا ہوئی ہے کہ خیبر کا دروازہ جسے اسی (80) صحابہ کرام علیہم الرضوان اٹھا نہ سکے، اکیلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اٹھا لیا۔ملاقات و

زیارت کے شوق میں کوفے پہنچ گیا۔ جب کوفے پہنچا تو کیا دیکھا کہ لوگ افطار کر رہے ہیں۔ اچانک اس کی نگاہ کونے میں ایک بزرگ پر پڑی جو کہ سوکھی روٹی کے ٹکڑے تناول فرما رہے تھے۔ کافی کوشش کرتے، سوکھی روٹی چبانے کی مگر چبا نہ سکے۔ اس شخص کو رحم آیا اور ارادہ کیا کہ نماز مغرب کے بعد لنگر خانہ میں جا کر تازہ روٹیاں لا کر ان بزرگ کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔

نماز مغرب پڑھ کر وہ شخص لنگر خانہ میں پہنچا اور روٹیاں اٹھا کر لے جا رہا تھا کہ لنگر خانہ کے ناظم نے اسے پکڑ لیا کہ تو روٹیاں چرا کے کہاں لے جا رہا ہے؟ وہ کہنے لگا کہ میں تو کوفہ مولا علی رضی اللہ عنہ سے ملنے آیا تھا اور پورا حال بیان کیا۔ لنگر خانہ کا ناظم پوچھنے لگا۔ جن بزرگ کو تم نے دیکھا تھا، ان کا حلیہ کیسا تھا؟ حلیہ سن کر ناظم کہنے لگا: ارے وہی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں جن سے ملنے تم یہاں آئے ہو۔

وہ شخص حیران ہو کر سوچنے لگا کہ میں نے تو مولا علی رضی اللہ عنہ کی قوت کے بڑے چرچے سنے تھے مگر یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ آپ سے سوکھی روٹی نہیں چبائی جا رہی؟

یہ سوچتے ہوئے مولا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا اور پہنچ کر پوچھنے لگا کہ آپ نے تو خیبر کا دروازہ اکیلے اٹھا لیا تھا مگر کچھ دیر قبل آپ سے روٹی چبائی نہیں جا رہی تھی۔ یہ کیا معاملہ ہے؟

مولا علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: جس وقت میں نے خیبر کا دروازہ اٹھایا، اس وقت مجھ پر استغراق کی کیفیت طاری تھی اور مجھ پر اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کی ایسی بارش ہو رہی تھی کہ اگر خیبر کے دروازے کی جگہ کوہ قاف (پہاڑ) بھی ہوتا تو اسے بھی ہٹا دیتا اور یہ میری ذاتی قوت ہے کہ سوکھی روٹی بھی چبائی نہیں جاتی۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے جب حالت استغراق میں ہوتے ہیں، اس وقت وہ

اتنے بڑے بڑے کام کرجاتے ہیں کہ ان کی روحانی قوت کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا۔

☆حالت استغراق میں پاؤں میں سے تیر نکالنا

دوران جنگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں دشمن کا تیر پیوست ہوگیا، بہت نکالنے کی کوشش کی مگر تکلیف کی وجہ سے نہ نکال سکے۔کسی نے مشورہ دیا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ حالت نماز میں ہوں، اس وقت اس تیر کو نکالنا، چنانچہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو دوران نماز آپ کے پاؤں سے تیر نکال لیا گیا اور آپ کو خبر بھی نہ ہوئی۔

☆حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ اور استغراق کی کیفیت

حضرت فرید الدین عطار علیہ الرحمہ اپنی کتاب تذکرۃ الاولیاء میں حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ اپنی ہی کنیز سے فرماتے ہیں کہ میری کنیز کہاں ہے؟ میری کنیز کہاں ہے؟

کنیز محو حیرت عرض کرنے لگی: حضور! میں چار سال سے آپ کی خدمت کررہی ہوں۔ آج مجھی سے آپ یہ فرمارہے ہیں کہ میری کنیز کہاں ہے؟ یہ سن کر حضرت حبیب عجمی فرمانے لگے کہ مجھ پر دس سال ایسے گزرے کہ سوائے خدا تعالیٰ کے کسی غیر کا خیال تک نہیں آیا۔

سبحان اللہ! کیا شان ہے اولیاء اللہ کی۔ ہم تو نماز کی حالت میں پانچ منٹ اپنے دل و دماغ کو غیر کے خیالات سے نہیں بچاسکتے اور اہل اللہ کی اپنے رب سے سچی محبت دیکھئے کہ دس سال تک سوائے خدا کے کسی کا خیال تک نہیں آیا۔

☆حدیث قدسی میں مقام اولیاء کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ میرا رب فرماتا ہے جو میرے ولی سے دشمنی رکھتا ہے، میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے، حتیٰ کہ میں اس کو محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان ہوجاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہوجاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہوجاتا ہوں، جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں ہوجاتا ہوں، جس سے وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے کوئی چیز طلب کرے تو میں اس کو دیتا ہوں اور میں کسی کام میں، جس کو میں کرنے والا ہوں، ایسا تردد نہیں کرتا جیسا تردد میں مومن کی روح قبض کرنے میں کرتا ہوں۔ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کے برائی میں پڑنے کو ناپسند کرتا ہوں (بخاری، کتاب الرقاق، حدیث 6502)

☆ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر دوام کرتا ہے تو اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اس کے کان ہوجاتا ہوں اور اس کی آنکھ ہوجاتا ہوں، پس جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور اس کے کان ہوجاتے ہیں تو وہ قریب اور دور کو سنتا ہے اور جب یہ نور اس کی آنکھ ہوجاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کو دیکھتا ہے اور جب یہ نور اس کے ہاتھ ہوجاتے ہیں تو وہ مشکل اور آسان چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہوتا ہے اور مسافتیں لپیٹ دی جاتی ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ رب تعالیٰ کا ولی فرائض پر دوام اور نوافل پر پابندی کرنے سے اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہوجاتا ہے لیکن بندہ، بندہ ہی رہتا ہے، خدا نہیں ہوتا۔ جیسے آئینہ میں کسی چیز کا عکس ہو تو آئینہ وہ چیز نہیں بن جاتا، اس کی صورت کا مظہر ہوجاتا ہے۔ بلاتشبیہ وتمثیل جب بندہ کامل کی اپنی صفات فنا ہوجاتی ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر

ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور پر بلایا، درخت پر اللہ تعالیٰ نے تجلیٔ خاص فرمائی۔ درخت سے آواز آئی۔ میں تمہارا رب ہوں۔

درخت اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہوا، درخت نباتات مخلوق ہے، مخلوق میں افضل انسان، انسان میں افضل مومن، مومن میں افضل متقی مومن۔ جب متقی مومن پر اللہ تعالیٰ تجلیٔ خاص ڈالے تو وہ رب کی صفات کا مظہر کیوں نہ بنے۔

جب اللہ تعالیٰ کسی کو اپنا محبوب بندہ بنالیتا ہے تو پھر اس کے دیکھنے اور ہمارے دیکھنے میں فرق ہوتا ہے پھر اس کی روحانی طاقت کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا۔

☆ اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی قوت نگاہ

دلائل النبوۃ، جلد 6، ص 370 پر منقول ہے کہ ایران کے شہر ہمدان کے جنوبی حصے میں پہاڑوں کے پاس واقع ایک بستی جس کا نام نہاوند ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر کا سپہ سالار بنا کر نہاوند کی سرزمین پر جہاد کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔ اسلامی لشکر لڑائی کے وقت جب سخت آزمائش کا شکار ہو گیا تو عین اس موقع پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں منبر رسول پر جلوہ افروز ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ جب اسلامی لشکر پر کفار کے غالب ہونے کے آثار دیکھے تو آپ نے منبر رسول سے پکارا ''یا ساریۃ الجبل''، یعنی اے ساریہ! پہاڑ کو اپنی آڑ بنا کر لڑو۔ حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ نے سینکڑوں میل دور نہاوند کی سرزمین پر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا حکم سن لیا اور فوراً لبیک کہتے ہوئے اس پر عمل کیا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم پر عمل کرتے ہی جنگ کا پانسہ پلٹ گیا اور مسلمانوں کو

فتح ونصرت نصیب ہوئی۔

معلوم ہوا کہ جب آنکھ اللہ تعالیٰ کی رحمت بن جائے تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مدینے سے نہاوند تک دیکھ سکتے ہیں اور زبان اتنی باکرامت ہوجاتی ہے کہ مدینے سے نہاوند اپنی آواز پہنچاتے ہیں۔

☆ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب اخبار الاخیار میں فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ قطب کا کیا مقام ہے؟ آپ نے فرمایا: قطب بیک وقت سولہ ہزار عالم کو دیکھتا ہے۔اس نے عرض کی: آپ کا کیا مقام ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے قلب پر دو تجلیاں نازل فرمائی ہیں۔میرے سامنے تمہارے دل کانچ کے برتن کی طرح ہیں (مطلب یہ کہ جس طرح تم شیشے کے اندر کی چیز باہر سے باآسانی دیکھتے ہو،اسی طرح جو تمہارے دل میں ہے، مجھ پر وہ سب عیاں کر دیا گیا ہے)

☆ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ اپنے قصیدۂ غوثیہ میں فرماتے ہیں۔

نَظَرْتُ اِلٰی بَلَادِ اللہِ جَمْعاً
کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالٖ

میں نے خدا تعالیٰ کے تمام شہروں کی طرف دیکھا
تو وہ سب مل کر رائی کے دانہ کے برابر تھے

معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کی رحمت اگر کسی کی آنکھ بن جائے تو وہ دنیا کو ایسے دیکھتا ہے جیسے ہتھیلی میں رائی کے دانے کو دیکھتا ہے۔

☆ مومن کی فراست

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: مومن کی فراست سے ڈرو، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ (ترمذی شریف (مترجم) جلد دوم، ابواب تفسیر القرآن، حدیث 1053، ص 440، مطبوعہ فرید بک لاہور)

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مومنانہ فراست

حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ازالۃ الخفاء میں نقل فرماتے ہیں کہ دور فاروقی میں ایک رات مولا علی رضی اللہ عنہ اپنے بستر پر محو استراحت تھے۔ آپ نے ایک خواب دیکھا کہ مسجد نبوی میں آپ نماز فجر کے لئے پہنچے، جماعت قائم ہوچکی تھی۔ سرور کائنات ﷺ امامت فرما رہے تھے۔ مولا علی رضی اللہ عنہ پیچھے نماز کے لئے کھڑے ہوگئے۔ سلام پھیرتے ہی نبی پاک ﷺ نے اپنا چہرۂ انور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی طرف کردیا۔ اتنے میں کھجور کا ایک ٹوکرا آیا۔ نبی پاک ﷺ نے وہ کھجوریں اپنے دست مبارک سے تقسیم فرما رہے تھے۔ میں پہنچا تو مجھے دو کھجوریں عطا فرمائیں جسے کھا کر مجھے بہت لطف محسوس ہوا۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ بیدار ہونے کے بعد میں ان کھجوروں کا مزہ محسوس کرنے لگا۔ اس وقت فجر کی اذان ہورہی تھی۔ مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے خواب کا کسی سے ذکر کئے بغیر فجر کی نماز کے لئے مسجد نبوی میں جب گیا تو کیا دیکھا کہ جماعت قائم ہوچکی ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ امامت فرما رہے تھے۔ میں بھی نماز میں شامل ہوگیا۔ نماز کے بعد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مقتدیوں کی طرف چہرہ کرکے بیٹھ گئے۔ اتنے میں ایک شخص کھجور کا ٹوکرا لایا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تقسیم کرنا شروع کردیا۔ مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میری باری آئی تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مجھے دو کھجوریں عطا فرمائیں۔ مجھے بہت مزہ آیا۔ مزید کھانے کا دل

چاہا۔ میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پھر گیا اور عرض کی اور عطا فرمائیں۔ یہ سن کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ اے علی! اگر خواب میں رسول پاک ﷺ نے دو سے زیادہ کھجوریں دی ہوتیں تو میں بھی زیادہ دیتا۔

یہ سن کر مولا علی رضی اللہ عنہ حیران رہ گئے۔ (سوچنے لگے کہ یہ خواب میں نے اپنے گھر میں دیکھا اور کسی کو بتایا بھی نہیں، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو کیسے پتہ چلا) حیران ہو کر پوچھنے لگے۔ اے امیر المومنین! آپ کو میرے خواب کے بارے میں کس نے بتایا؟ پھر خود ہی کہنے لگے: رب تعالیٰ نے بتایا ہوگا۔

یہ سن کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اے علی رضی اللہ عنہ! کیا تم نے رسول پاک ﷺ کی حدیث نہیں سنی۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ اے علی رضی اللہ عنہ! میں نے اللہ تعالیٰ کے نور سے آپ کے خواب کو ملاحظہ کر لیا۔

یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے امیر المومنین! خواب میں رسول پاک ﷺ نے کھجوریں عطا فرمائیں، بیداری میں آپ نے کھجوریں عطا فرمائیں جو مزہ رسول پاک ﷺ کی عطا کی ہوئی کھجوروں میں تھا، وہی مزہ آپ کی دی ہوئی کھجوروں میں بھی ہے۔

اس واقعہ سے پتہ چلا کہ اگر رب تعالیٰ کی رحمت کسی کی آنکھ بن جائے تو اس کی نگاہوں کی وسعت کا عالم یہ ہو جاتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے غیب کی چیزوں کو بھی دیکھ لیتا ہے، جیسا کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مولا علی رضی اللہ عنہ کے خواب کو ملاحظہ فرما لیا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جن کے غلاموں کی نگاہوں کی وسعت کا یہ عالم ہو، تو آقا ﷺ کی نگاہوں کی وسعت کا کیا عالم ہوگا۔

☆اہل اللہ کے لئے مسافتیں لپیٹ دی جاتی ہیں

جب اللہ تعالیٰ کی رحمت کسی کے پاؤں بن جائے جس سے وہ چلتا ہے تو پھر اس کے دور و نزدیک کوئی مانع نہیں رکھتی بلکہ اہل اللہ کے لئے مسافتیں لپیٹ دی جاتی ہیں۔

☆حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ عراق کے شہر بصرہ کے رہنے والے تھے مگر عالم یہ تھا کہ فجر کی نماز بصرہ میں ادا فرماتے اور ظہر کی نماز مکۃ المکرمہ میں ادا فرماتے۔

☆الکواکب السائرۃ جلد اول ص نمبر 229 پر امام سیوطی علیہ الرحمہ کا واقعہ تحریر فرماتے ہیں کہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کے خادم خاص حضرت محمد بن علی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز قیلولہ کے وقت امام سیوطی علیہ الرحمہ مجھ سے فرمانے لگے کہ آج عصر کی نماز مکہ معظّمہ میں پڑھنے کا ارادہ ہے جبکہ آپ مصر میں موجود تھے۔ مجھ سے کہا: میری اس کرامت کو میری زندگی میں کسی سے بیان نہ کرنا۔ میں نے عرض کی: ٹھیک ہے۔

آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: آنکھیں بند کرلو۔ میں نے آنکھیں بند کرلیں تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر تقریباً 27 قدم چل کر فرمایا: اب آنکھیں کھول دو، آنکھیں کھولی تو ہم باب معلیٰ پر تھے اور ہم نے وہاں حضرت خدیجۃ الکبریٰ، حضرت فضیل بن عیاض اور حضرت امام سفیان بن عیینہ رحمہم اللہ کے مزارات کی زیارت کی پھر ہم حرم شریف میں داخل ہوگئے۔ طواف کیا، زم زم شریف پیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے بیٹھ گئے۔ حتیٰ کہ ہم نے وہاں عصر کی نماز ادا کی پھر آپ نے مجھ سے فرمایا: یہ تعجب نہ کرو کہ ہمارے لئے زمین سمیٹ دی گئی بلکہ یہ تعجب کرو کہ یہاں مصر کے بہت سے مجاور موجود ہیں مگر انہوں نے ہمیں پہچانا نہیں۔

پھر آپ نے مجھ سے فرمایا: اگر تم چاہو تو میرے ساتھ مصر چلو اور اگر چاہو تو ٹھہر جاؤ۔ حج کا

موسم قریب ہے۔حج کرکے مصر آ جانا۔میں نے عرض کی: آپ کے ساتھ ہی چلوں گا۔ہم باب معلیٰ تک گئے پھر آپ نے مجھ سے فرمایا: آنکھیں بند کرلو، میں نے اپنی آنکھیں بند کرلیں تو وہ مجھے سات قدم لے کر تیز چلے اور کہا اپنی آنکھیں کھول دو۔میں نے آنکھیں کھولی تو ہم مصر میں موجود تھے۔

☆ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب زبدۃ الآثار میں فرماتے ہیں کہ چار مشائخ زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔حضرت معروف کرخی، حضرت عقیل منجبی، حضرت حیا ابن قیس اور حضور غوث اعظم رحمہم اللہ۔

☆ اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی محبت کائنات کے دلوں میں

مسلم شریف میں حدیث نمبر 2637 ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بلا کر ان سے فرماتا ہے کہ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں۔تم بھی اس سے محبت کرو، چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمان سے ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے، تم بھی اس سے محبت کرو تو آسمان والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں پھر اس کے لئے زمین میں مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔

اور جب رب تعالیٰ کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بلا کر فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے سے ناراض ہوں۔تم بھی اس سے ناراض ہو جاؤ چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس سے ناراض ہو جاتے ہیں۔پھر وہ آسمان والوں میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے ناراض ہے۔تم بھی اس سے ناراض ہو جاؤ تو آسمان والے بھی اس

سے نفرت کرتے ہیں پھر زمین میں اس کے لئے نفرت رکھ دی جاتی ہے۔

سبحان اللہ! کیا شان ہے اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی ۔اللہ تعالیٰ ان کی محبت کو زمین و آسمان میں رہنے والوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے۔رب تعالیٰ نے انہیں کتنی طاقت وقوت عطا فرمائی ہے کہ ان کا ہم سے کوئی موازنہ نہیں ہوسکتا اوراس سے بڑھ کر اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی کیا شان ہوگی کہ جس نے اولیاء اللہ سے ذراسی بھی دشمنی کی، اسے اللہ تعالیٰ سے اعلان جنگ قرار دیا گیا چنانچہ حدیث شریف سماعت فرمایئے۔

حدیث شریف = حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دن مسجد نبوی کی جانب تشریف لے گئے تو وہاں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کے روضۂ اطہر کے پاس روتے ہوئے دیکھا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے رونے کا سبب پوچھا تو انہوں نے فرمایا: مجھے حضور ﷺ کی ایک حدیث نے رلایا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ذرا سا دکھاوا شرک ہے (شرک اصغر ہے) جس نے اللہ تعالیٰ کے ولی سے ذراسی بھی دشمنی کی تو اس نے اللہ تعالیٰ سے اعلان جنگ کیا۔اللہ تعالیٰ ان نیک متقی لوگوں کو محبوب رکھتا ہے جو چھپے رہتے ہیں۔اگر وہ غائب ہوجائیں تو کوئی انہیں تلاش نہیں کرتا۔اگر وہ سامنے آتے ہیں تو کوئی کھانے تک نہیں پوچھتا، نہ انہیں کوئی پہچانتا ہے، ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں۔ایسے لوگ گرد آلود تاریک فتنے سے نکل جائیں گے۔(سنن ابن ماجہ (مترجم) جلد دوم، حدیث 1787،ص 486،فرید بک لاہور)

اولیاء اللہ سے محبت کے ثمرات

☆ بخاری شریف کتاب الایمان حدیث نمبر 15 ہے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی

ہے۔حضورﷺ نے فرمایا: جس میں بھی یہ تین باتیں ہوں گی، وہ لذت ایمان سے لطف اندوز ہوگا۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ اوراس کا رسولﷺ اس کو پوری دنیا سے محبوب ہو۔ دوسرے یہ کہ کسی شخص سے محبت محض اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔ تیسرے یہ کہ کفر میں دوبارہ لوٹ کرآنا ایسے ہی ناپسند ہو جیسے آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔

☆مسلم شریف حدیث نمبر 6424 ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاکﷺ نے فرمایا: ایک شخص اپنے بھائی سے ملنے کے لئے کسی دوسری بستی میں گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتے کو متعین کیا۔ جب وہ شخص اس فرشتے کے پاس پہنچا تو فرشتے نے دریافت کیا۔تم کہاں جارہے ہو؟ اس نے جواب دیا۔ میں بستی میں اپنے (دینی) بھائی سے ملنے جارہا ہوں۔ فرشتے نے دریافت کیا۔کیا تم اس کے کسی احسان کا بدلہ چکانے کے لئے جارہے ہو؟ تو اس شخص نے جواب دیا: نہیں! میں اس کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتا ہوں (اوراسی وجہ سے اسے ملنے جارہا ہوں) وہ فرشتہ بولا: میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کا فرشتہ ہوں (اورتمہارے لئے یہ پیغام ہے) کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ اسی طرح محبت کرتا ہے، جس طرح تم اللہ کے لئے اس شخص سے محبت کرتے ہو۔

☆تو جن سے محبت کرتا ہوگا اس کے ساتھ ہوگا (بخاری کتاب الادب، حدیث 6171)

☆ابن ماجہ حدیث 1479 پر ہے۔حضورﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اہل جنت کی صف بندی ہوگی اورایک دوزخی کا ادھر سے گزر ہوگا۔ یہ ان لوگوں میں سے ایک شخص کو پہچان لے گا۔اس سے کہے گا: تمہیں یاد ہے یا نہیں؟ میں نے فلاں وقت تجھے ایک گھونٹ پانی پلایا تھا۔ حضورﷺ فرماتے ہیں: وہ (اللہ والا) شخص اس بات پراس کی شفاعت کرے گا، دوسرا دوزخی

گزرے گا اور ایک (اللہ والے) شخص سے کہے گا۔ تمہیں یاد ہے کہ نہیں؟ ایک بار میں نے تمہیں وضو کرایا تھا، وہ بھی اس کی شفاعت کرے گا۔ تیسرا گزرے گا تو کسی (اللہ والے) سے کہے گا: تجھے یاد ہے کہ نہیں؟ تم نے مجھے فلاں کام کے لئے بھیجا تھا جو میں نے پورا کیا۔ وہ اس پر اس کی شفاعت کرے گا۔

معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ رحمہم اللہ سے محبت رکھنی چاہیئے۔ ان کے متعلق کسی قسم کی عداوت اپنے دلوں میں نہیں لانی چاہیئے۔ ان سے نسبت رکھنے والی چیزوں کی بھی تعظیم وتوقیر کرنی چاہیئے۔ اگر ہم آج اولیاء اللہ رحمہم اللہ سے رب تعالیٰ کی رضا کے لئے محبت رکھیں گے تو ان شاء اللہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے شفاعت سے نوازے گا۔

دعا ہے بارگاہ رب العزت میں۔ اے مولائے کریم! ہم سب کو اولیاء کرام کا مقام ومرتبہ سمجھنے کی توفیق عطا فرما۔ ان کی محبت سے ہمارے سینوں کو منور فرما اور ان کے فیوض وبرکات سے مالا مال فرما۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ

سیرت و خدمات

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْن وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورہ یونس سے آیت نمبر 64 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔قبل اس کے کہ متذکرہ آیت قرآنی کے تحت کچھ عرض کیا جائے،اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کوحق کوسن کرحق کوقبول کرنے اوراس پرعمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

آج کی بابرکت محفل اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ کی یاد میں سجائی گئی ہے۔ہم آج آپ کی سیرت کے مختلف گوشوں کو بیان کرنے کی سعادت کریں گے۔سب سے پہلے مجدد کے متعلق کچھ سنتے ہیں۔

نبی پاک ﷺ کی حدیث پاک مجدد کے متعلق سماعت فرمائیں۔

حدیث شریف = ابوداؤد شریف حدیث 887= حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق حضور ﷺ نے فرمایا۔اللہ اس امت کے لئے ہرصدی کے سرے پر

ایک شخص کو کھڑا کرتا رہے گا جو اس کے لئے اس کے دین کو درست کر دیا کرے گا۔

☆ اللہ نے اپنی حکمت کاملہ سے اس دین کو قیامت تک باقی رکھنے کی خاطر یہ نظام قائم فرمایا کہ ہر صدی کے سرے پر کم از کم اپنے ایسے ایک بندے کو ضرور کھڑا کرتا ہے جو اپنی بے پناہ خداداد صلاحیتوں کے لحاظ سے تاجدار کائنات ﷺ کا نائب اور مظہر اتم ہوتا ہے۔ وہ اپنے دور میں دین پر پڑی ہوئی گرد وغبار کو صاف کر کے دین کے چہرے کو نکھار دیتا ہے۔ ایسے شخص کو اصطلاح میں مجدد کہتے ہیں۔

☆ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں۔

مجدد وہ ہے کہ اس کے زمانے میں اُمتوں کو جتنے فیوض پہنچتے ہیں۔ وہ اس کے واسطے سے پہنچتے ہیں۔ اگرچہ اس وقت اقطاب اور اوتاد ہوں، ابدال ونجباء ہوں۔

(مکتوبات امام ربانی (فارسی) جلد دوم، ص 15)

معلوم ہوا کہ اپنے دور کے مجدد کی طرف رجوع کئے بغیر کسی بڑائی و بزرگی، منصب و مرتبہ کا کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ مجدد ہی فیض بخش عالم ہوتا ہے۔ سوچنے کی بات ہے بحیثیت مجدد، کیا عوام، کیا علماء، کیا صوفیاء، کیا فضلاء...... جو سب ہی کا مقتداء ہو، وہ سب طریقت وتصوف میں کتنے اونچے مقام پر ہوگا؟

☆ جب زمانہ بدعقیدگی کی طرف بڑھنے لگا

زمانے میں جب طرح طرح کی بدعات اور غلط رسم ورواج جڑ پکڑنے لگیں، جب گمراہیت زور پکڑنے لگی، جب سنتیں مٹنا شروع ہوگئیں، جب دین کی صورت مسخ کر کے پیش کی جانے لگی، جب حق اور باطل میں فرق کرنا مشکل ہوگیا، جب سنت کو بدعت کہا جانے لگا، جب

بدعقیدگی تیزی سے پھیلنے لگی۔سید عالم ﷺ کی شان وعظمت کو گھٹانے کی ناکام کوشش کی جانے لگی۔جب عطائی علم غیب اور حیات النبی کا برملا انکار کیا جانے لگا، جب میلاد و گیارہویں کو شرک سے تعبیر دیا جانے لگا۔جب معمولات اہلسنت کو بدعت کہا جانے لگا۔ایسے پرفتن دور میں امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ مجدد بن کر جلوہ گر ہوئے۔

☆اب وقت بدل گیا ہے

☆ مولانا حسنین رضا علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جس دن محرم 1301ھ کا چاند نظر آیا، حسب معمول نشست گاہ پر اعلیٰ حضرت بیٹھ گئے۔اعلیٰ حضرت کے بچپن کے دوست تتھن بھائی جان 1301ھ کا چاند نظر آ گیا ہے۔صدی بدل گئی ہے، ہمیں بھی بدل جانا چاہئے۔

امام ایسے بدلے کہ کہیں کے کہیں پہنچ گئے اور ہم وہیں کے وہیں رہے۔جب دنیا انہیں مجدد پکارنے لگی تو ہم سمجھ گئے کہ سب کچھ بدل گیا ہے۔

☆ امام اہلسنت نے تیرہویں صدی ہجری کے 28 سال 2 ماہ اور 20 دن پائے اور چودھویں صدی کے 45 سال ایک ماہ اور 25 دن پائے۔

آپ کی ولادت 10 شوال 1272ھ میں ہوئی۔

☆امام اہلسنت نے تن تنہا سینکڑوں فتنوں کا مقابلہ کیا

☆ امام سے قبل جتنے مجدد ہوئے۔ان کے زمانے میں دو یا زیادہ سے زیادہ پانچ فتنے تھے مگر امام احمد رضا خان نے فتنہ غیر مقلدین، فتنہ نیچریت، فتنہ نجدیت، فتنہ وہابیت، فتنہ منکرین حدیث، فتنہ قادیانیت، فتنہ خوارج، فتنہ رافضیت، فتنہ انکار شفاعت، فتنہ انکار سماع موتی، فتنہ آریہ، فتنہ توہین امیر معاویہ، فتنہ ناصبیت، وغیرہا ایسے ایسے فتنے کہ حق و باطل کا فرق کرنا دشوار تھا۔

ان کا مقابلہ بریلی کی چٹائی پر بیٹھ کر تن تنہا کرتے رہے اور ہر فتنے کو اپنا دفاع کرنے پر مجبور کر دیا۔

☆امام اہلسنت کی زبان کھلی تو صاف تھی، کج مج نہ تھی

☆ سید ایوب علی شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ بچپن میں استاد آپ کو زبر پڑھاتے ہیں۔ آپ زیر پڑھتے ہیں۔ دادا نے جب تحقیق کی تو کاتب کی غلطی تھی جو اعلیٰ حضرت پڑھتے تھے۔ وہ صحیح تھا، دادا کے پوچھنے پر بتایا کہ میں بہت کوشش کرتا ہوں۔ مگر زیر نکلتا ہے۔ (حیات اعلیٰ حضرت، جلد 1، ص 68)

☆صرف چار سال کی عمر میں ناظرہ قرآن آپ نے پڑھ لیا۔

☆صرف چھ سال کی عمر میں بڑے مجمع کے سامنے آپ نے ماہ ربیع الاول میں میلاد کے موضوع پر پہلی طویل تقریر کی۔

☆چھ سال کی عمر میں آپ نے معلوم کر لیا کہ بغداد کس طرف ہے پھر اس وقت سے آخری وقت تک اس طرف پاؤں نہ پھیلائے (سوانح اعلیٰ حضرت، 89)

☆13 سال 10 ماہ 4 دن کی عمر میں رضاعت کے مسئلے پر پہلا فتویٰ دیا۔ اس کے بعد 54 سال فتویٰ نویسی کی۔

☆اعلیٰ حضرت مرشد کی بارگاہ میں

1294ھ جمادی الاخریٰ کا واقعہ ہے کہ ایک روز اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ روتے روتے سو گئے۔ خواب میں دیکھا کہ آپ کے جد امجد حضرت مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمہ تشریف لائے۔ ایک صندوقچی عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا۔ عنقریب وہ شخص آنے والا ہے جو تمہارے درد دل کی دوا کرے گا، دوسرے روز حضرت خواجہ شاہ عبدالقادر عثمانی بدایونی علیہ الرحمہ تشریف لائے

اوراپنے ساتھ مارہرہ مقدسہ لے گئے۔ مارہرہ کے اسٹیشن ہی پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا: مجھے شیخ کامل کی خوشبو آرہی ہے۔ جب حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی علیہ الرحمہ کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت نے دیکھتے ہی فرمایا: آیئے ہم تو کئی روز سے انتظار کررہے ہیں۔ پھر بیعت فرمایا اوراسی وقت تمام سلاسل کی اجازت بھی عطا فرمادی یعنی خلافت بھی بخش دی اور جو عطیات سلف سے چلے آرہے تھے، وہ سب بھی عطا فرمادیئے اورایک صندوقچی جو وظیفہ کی صندوقچی کے نام سے منسوب تھی، عطا فرمائی اور تمام اورادووظائف، اعمال و اشغال کی اجازت مرحمت فرمائی۔

یہ دیکھ کر تمامی مریدین کو تعجب ہوا۔ جس میں حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں علیہ الرحمہ نے (جو حضرت کے پوتے اور جانشین تھے) اپنے دادا سے عرض کیا کہ حضور! بائیس برس کے اس بچہ پر یہ کرم کیوں ہوا؟ جبکہ حضور کے یہاں خلافت و اجازت اتنی عام نہیں، برسوں، مہینوں آپ چلے اور ریاضتیں کراتے ہیں، جو کی روٹی کھلوا کر منزلیں طے کرواتے ہیں پھر اس قابل پاتے ہیں تو ایک دو سلسلہ کی اجازت وخلافت عطا فرماتے ہیں۔ (حضرت نوری میاں قطبِ دوراں، تاج الاولیاء، روشن ضمیر اور عارف باللہ تھے، اس لئے یہ سب کچھ دریافت کیا کہ زمانے کو اعلیٰ حضرت کی شان وعظمت کا علم ہوجائے) حضرت سید آل رسول مارہروی علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! تم احمد رضا کو کیا جانو، یہ فرما کر رونے لگے اور اتنا روئے کہ آپ کی داڑھی تر ہوگئی پھر ارشاد فرمایا۔ میاں صاحب! میں فکرمند تھا کہ قیامت کے دن اگر رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ آل رسول تو دنیا سے میرے لئے کیا لایا تو میں کیا پیش کروں گا مگر اب رب کی بارگاہ میں مولانا احمد رضا خان کو پیش کردوں گا۔

اور حضرات میرے پاس اپنے دلوں کو زنگ آلود لے کر آتے ہیں۔ اس لئے ان کو برسوں،

مہینوں لگتے ہیں مگر مولانا احمد رضا اپنے دل کو مجلّٰی و مصفّیٰ لے کر آئے ہیں، صرف نسبت کی ضرورت تھی جو ہم نے عطا کر دی۔

نیز فرمایا۔ میاں صاحب! میری اور میرے مشائخ کی تمام تصانیف مطبوعہ یا غیر مطبوعہ جب تک مولانا احمد رضا خان کو نہ دکھالی جائیں، شائع نہ کی جائیں جس کو یہ شائع کرنے کی اجازت دیں، وہ شائع کی جائیں۔ جسے یہ روک لیں، اس کو شائع نہ کی جائیں جو عبارت یہ بڑھا دیں، وہ میری اور میرے مشائخ کی جانب سے بڑھی ہوئی سمجھی جائے اور جس عبارت کو کاٹ دیں، وہ کٹی ہوئی سمجھی جائے۔ بارگاہ نبوی ﷺ سے یہ اختیارات ان کو عطا ہوئے ہیں۔ حضرت نوری میاں علیہ الرحمہ نے پھر جو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے چہرۂ مبارک پر نظر ڈالی تو برجستہ فرمانے لگے– واللہ یہ چشم و چراغ خاندان برکات ہیں۔ (تجلیات امام احمد رضا)

☆ بیعت کرنا کیسے شروع فرمایا؟

مولانا سید ایوب علی شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ پہلے جو بھی مرید ہونے کے لئے بارگاہ امام اہلسنت میں عرض کرتا تو آپ اسے شیخ ابوالحسین احمد نوری مارہروی یا حضرت شاہ عبدالقادر بدایونی کی خدمت میں بھیج دیا کرتے تھے۔ کچھ دنوں بعد مرشد شاہ آل رسول مارہروی کی زیارت ہوئی۔ فرمایا آپ سلسلے کے دائرے کو کیوں تنگ کرتے ہو، مرید کیوں نہیں کرتے؟

اس حکم کے بعد آپ نے سلسلۂ بیعت شروع فرما دیا۔

☆ ناواقف حضرات نے آپ کے نام کے ساتھ حافظ لکھنا شروع کیا۔ حضرت سید ایوب علی خان فرماتے ہیں۔ آپ روزانہ ایک پارہ یاد فرمایا کرتے، پورے ایک ماہ میں آپ نے حفظ کر لیا اور فرمایا کہ اب لوگوں کا مجھے حافظ قرآن لکھنا غلط نہ ہوگا۔

علمی کارنامے

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی صرف ایک کتاب فتاویٰ رضویہ 33 جلدوں، 22000 صفحات پر مشتمل ہے۔

جن میں کل سوالات کی تعداد 6847 ہے۔اس میں 1068 سوالات اپنے دور کے بڑے بڑے علماء نے آپ سے پوچھے ہیں۔

☆ فتاویٰ رضویہ میں صرف 206 رسائل اور تعداد حدیث 3591 ہے۔

☆ فتاویٰ عالمگیری جو فقط چند جلدوں پر مشتمل ہے۔500 سے زائد علماء وفقہاء نے مل کر تیار کی ہے۔میرے امام نے تن تنہا بریلی کی چٹائی پر بیٹھ کر مکمل فتاویٰ رضویہ 33 جلدوں پر مشتمل اُمّت کو تحفہ دیا۔

☆ زمین وآسمان دونوں ساکن ہیں

اسلامی مسئلہ یہ ہے کہ زمین وآسمان دونوں ساکن ہیں۔چاند اور سورج زمین کے گرد چکر لگاتے ہیں۔

القرآن: (ترجمہ) بے شک اللہ آسمان وزمین کو روکے ہوئے ہے کہ سرکنے نہ پائیں اور اگر وہ سرکیں تو اللہ کے سوا انہیں کون روکے، بے شک وہ حلم والا بخشنے والا ہے۔

تفسیر = ابن مسعود اور حذیفہ بن یمان نے اس آیت سے زمین کے مطلق حرکت کی نفی تسلیم کی بلکہ زمین کے اپنی جگہ قائم رہ کر محور کے گرد گھومنے کو بھی زوال بتایا۔

تفسیر = علامہ نظام الدین حسن نیشاپوری نے تفسیر غائب الفرقان میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ زمین وآسمان کو روکے ہوئے ہے کہ کہیں اپنے مرکز سے نہ ہٹ جائے لہذا زمین ہے وہ

حرکت نہیں کرتی۔

☆ زمین و آسمان کا فاصلہ کتنا ہوگا؟

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا: واللہ اعلم۔ سب سے قریب تر جو منایا گیا ہے، وہ نو ارب انتیس کروڑ میل ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ زمین سے سدرۃ المنتہیٰ تک پچاس ہزار برس کی راہ ہے۔ اس سے آگے مستویٰ۔

اس کے بعد (یعنی دوری) اللہ جانے پھر اس کے آگے عرش کے ستر ہزار حجاب ہیں ہر حجاب سے دوسرے حجاب تک پانچ سو برس کا فاصلہ ہے اور اس سے آگے عرش، اور ان تمام وسعتوں میں فرشتے بھرے ہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے اس جواب کے بعد علماء نے قلم اٹھا کر لکھا کہ جن کے غلاموں کی نگاہوں کا یہ عالم ہو، ان کے مولیٰ ﷺ کی نگاہ کا کیا عالم ہوگا؟

☆ امام کی شخصیت

علم کا یہ بحر بیکراں، ایک علم کا پہاڑ، محدث و مفتی، مفکر و ادیب، مصلح و مدبر، ہونے کے ساتھ ساتھ ایسے محقق بھی تھے، جس میں کئی سائنسداں کم تھے، آپ میں ایک طرف ت ابوالہیثم کی فکری بصارت و علمی روشنی تھی تو دوسری جانب جابر بن حیان جیسی صلاحیت و قابلیت۔ آپ میں ایک طرف امام غزالی جیسی ذہانت تو دوسری طرف امام اعظم کے فیض سے فقیہانہ وسیع النظری۔ غوث اعظم سے روحانی وابستگی اور قلبی لگاؤ کے سبب اعلیٰ ظرف۔ امام اہلسنت ہر رخ علم و فن کا منبع اور ہر پہلو علم کا سرچشمہ تھا۔

فتاویٰ رضویہ میں زمین سے نکلنے والی 181 چیزوں کا ذکر کیا جس سے تیمم جائز ہے

اور 131 ان چیزوں کا ذکر کیا جس سے تیمم ناجائز ہے۔کوئی ماہر معدنیات بھی زمین سے نکلنے والی اتنی اشیاء کے نام نہیں بتا سکتا۔ یہ فقط امام کا تحقیقی کارنامہ ہے۔

☆ شاہد اسلم دیوبندی (ریسرچ اسکالر شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) اپنے تحقیقی مقالہ ''سائنس قرآن کے آئینے میں لکھتے ہیں۔ امام احمد رضا برصغیر کے پہلے سائنسدان، دانشور اور عالم دین ہیں جنہوں نے سید احمد خان کے اس طرز عمل کے خلاف کہ ''سائنس کی روشنی میں قرآن کو پرکھا جائے'' یہ نظریہ پیش کیا کہ ''سائنس کو قرآن کی روشنی میں پرکھا جائے'' کیونکہ یہ ایک ازلی اور ابدی حقیقت ہے۔

☆ سرورِ کونین ﷺ کے اسماء گرامی

حضور ﷺ کے اسماء گرامی پنج سورہ اور وظائف کی کتابوں میں ننانوے بتائے جاتے ہیں۔اس بارے میں اب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی تحقیق ملاحظہ فرمائیے۔حضرت مانا میاں علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ایک صاحب نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے دریافت کیا کہ حضور ﷺ کے اسماء گرامی کی وضاحت فرمائیں۔اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا کہ حضور ﷺ کے اسم ذات دو ہیں۔کتب سابقہ میں احمد ہے اور قرآن مجید میں محمد ہے (ﷺ) اور اس کے علاوہ حضور ﷺ کے اسمائے صفات بے شمار ہیں۔امام قسطلانی نے 500 جمع کئے ہیں۔سیرت شامی میں 300 کا اضافہ کیا اور میں نے جو نام مبارک جمع کئے ہیں، وہ 600 ہیں تو گویا 1400 ہوئے اور حضور ﷺ کے اسمائے شریفہ ہر طبقے میں مختلف ہیں اور ہر ہر جنس میں الگ الگ ہیں۔ دریا میں کچھ اور ہیں اور پہاڑوں میں کچھ اور۔

☆ شیخ صالح کمال سے امام کی ملاقات

شیخ صالح کمال اور اعلیٰ حضرت حرم شریف میں کتب بینی کے لئے تشریف لے گئے۔ دونوں میں نہ کبھی ملاقات نہ بات چیت ہوئی (کتاب پر دوات نہ رکھنے کا مسئلہ بتایا) شیخ کمال صالح متاثر ہوئے۔

شیخ نے فرمایا: آپ اور آپ کی جماعت کے متعلق ہمارے پاس کچھ سوالات آئے ہیں۔ جواب چاہتا ہوں۔ اگر آپ سے ملاقات نہ ہوتی تو آپ کے خلاف جوابات تیار کر کے شریف مکہ کو بھیج دیتا جس کا نتیجہ آپ کے حق میں بہت برا ہوتا۔

اعلیٰ حضرت نے اسی وقت جوابات لکھنا شروع کر دیئے۔ شیخ نے کہا۔ آپ اطمینان سے اپنی قیام گاہ جا کر جواب لکھ لیجئے گا۔

اعلیٰ حضرت نے چند گھنٹوں میں الدولة المکیه کے نام سے کتاب لکھ کر شیخ کو پیش کر دی۔ شیخ نے شریف مکہ کی خدمت میں پیش کی۔

شریف مکہ نے باحتیاط اپنے صندوقچہ میں بند کیا اور عائدین علماء کو بلا کر کئی روز تک شب میں وہ کتاب پڑھائی جاتی اور سب لوگ بغور سنتے۔

جب وہ موقع آیا کہ وسعت علم نبی پر نصوص قرآنیہ، احادیث، اقوال، ائمہ و اولیاء پیش کئے گئے۔ اس کو سنا تو خود شریف مکہ کو وجد آ گیا۔ اور شدت ذوق میں فرمایا۔ الله يعطي وهوء لاء يمنعون۔ اللہ نے اپنے محبوب کو اتنا وسیع علم عطا فرماتا ہے اور یہ وہابیہ اس کا انکار کرتے ہیں۔

غرض کہ یہ کتاب ایسی مقبول ہوئی کہ تمام اکابر علماء نے اس پر تقریظیں اور تصدیقیں فرمائیں جس سے اعلیٰ حضرت کا علمی مقام مزید بلند ہوا۔

یہاں تک کہ جملہ علمائے حرمین شریفین نے آپ کو مجدد دین وملت تسلیم کرلیا۔ یہ مجدد کا

خطاب وہیں سے حاصل ہوا۔

☆سر ضیاء الدین بارگاہ رضا میں

علی گڑھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر سر ضیاء الدین ریاضی کا ایک سوال حل نہیں ہوتا تھا۔ انہوں نے جرمنی جانے کا ارادہ کیا۔ دینیات کے پروفیسر مولانا سید سلیمان اشرف نے رہنمائی کی۔ امام احمد رضا کے پاس جائیں، سر ضیاء الدین سوچنے لگے کہ مولوی صاحب کا ریاضی سے کیا تعلق؟ لیکن مجبوری تھی، چلے گئے۔ وہ گئے تو امام اہلسنت امام احمد رضا خان نے کچھ دیر میں ریاضی کا سوال حل کر دیا۔ وہ بہت زیادہ متاثر ہوئے۔

☆ وائس چانسلر ڈاکٹر سر ضیاء الدین صاحب نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے دریافت کیا کہ آپ کا فن میں استاد کون ہے؟ اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ میرا کوئی استاد نہیں ہے۔ میں نے اپنے والد ماجد سے صرف چار قاعدے جمع تفریق، ضرب، تقسیم محض اس کے لئے سیکھے تھے کہ ترکہ کے مسائل میں ان کی ضرورت پڑتی ہے۔ شرح چغمنی شروع کی تھی کہ حضرت والد ماجد نے فرمایا، کیوں اپنا وقت اس میں صرف کرتے ہو۔ پیارے مصطفی ﷺ کی بارگاہ سے تم کو یہ علوم خود ہی سکھا دیئے جائیں گے۔ چنانچہ یہ جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں، مکان کی چار دیواری کے اندر بیٹھا خود ہی کرتا رہتا ہوں۔ یہ سب سرکار ﷺ کا کرم ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی صحبت کا یہ اثر ہوا کہ بریلی شریف سے واپس ہونے پر ڈاکٹر صاحب نے داڑھی رکھ لی اور نماز کے بھی پابند ہو گئے۔ (تجلیات امام احمد رضا)

☆بارگاہ رسالت سے مشین

شاہ ہدایت رسول بارگاہ اعلیٰ حضرت میں تھے، دنیا کی مشینریوں کی ایجاد کا تذکرہ نکلا۔ اعلیٰ

حضرت نے فرمایا۔ بفضلہٖ تعالیٰ بارگاہ رسالت سے فقیر کو ایسی مشین عطا ہوئی جس میں کسی بھی علم کا سوال کسی بھی زبان میں ڈال دیجئے۔ چند منٹ بعد اس کا صحیح جواب حاصل کر لیجئے۔

شاہ ہدایت رسول نے ضد کی کہ میں اس مشین کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ یہ سن کر اعلیٰ حضرت نے اپنے سینے کے بٹن کھول کر سینے کی جانب اشارہ کر کے فرمایا۔ یہ وہ مشین ہے جو بارگاہ رسالت سے عطاء ہوئی ہے۔ یہ سن کر شاہ ہدایت رسول کے منہ سے برجستہ نکلا۔ صدقت یاوارث علوم رسول اللہ و نائب رسول اللہ (تجلیات امام احمد رضا)

☆عاجزی

اتنا بلند مقام ملنے کے باوجود عاجزی وانکساری کا یہ عالم تھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے کبھی خیال بھی نہیں آیا کہ میں عالم ہوں اور خدا وہ وقت نہ لائے کہ لوگ میرے پاؤں چومیں۔

مومنانہ فراست

☆کایا پلٹ گئی

استاذ العلماء سراج الفقہاء حضرت مولانا شاہ سراج احمد صاحب خان پوری کی آپ بیتی سنئے جو اس زمانے کے اکابر علماء میں سے ہیں۔ ان کے تعارف کے لئے صرف اس قدر کہنا کافی ہوگا کہ پاکستان بھر کے علماء ان کو سراج الفقہاء کے لقب سے مخاطب ہوتے ہیں جن کی نظر عنایت نے بڑے بڑے محقق اور نامور علماء پیدا کئے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ زمانہ طالب علمی میں ہمیں یہ بات سمجھا دی گئی تھی کہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کی کتاب پڑھنا ناجائز ہے۔ اس لئے میں نے اعلیٰ حضرت کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ حسن اتفاق کہ مجھے میراث کے

ایک رسالے کی تصنیف کے دوران ایک مسئلہ میں الجھن پیدا ہوئی۔ میں نے اس کے حل کے لئے دیو بند، سہارنپور، دہلی اور دیگر بڑے بڑے مراکز کو خطوط لکھے لیکن کہیں سے بھی کوئی تسلی بخش جواب نہ آیا۔ آخر کار سب سے مایوس ہوکر میں نے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں وہ سوال بھیجا۔ اعلیٰ حضرت نے صرف ایک ہفتے کے اندر جواب بھیج دیا۔ اعلیٰ حضرت نے اس مسئلہ کو اس طرح حل کیا کہ تمام کتابوں کے اختلافات اور شکوک وشبہات رفع ہو گئے۔ اعلیحضرت کے جواب کو دیکھنے کے بعد اعلیٰ حضرت کے متعلق میرا انداز فکر یکسر بدل گیا اور ان کے بارے میں تمام خیالات فاسدہ، عقیدت میں بدل گئے۔ پھر میں نے اعلیٰ حضرت کی تصانیف بھی منگوا کر پڑھنا شروع کیں اور مجھے یوں محسوس ہوتا کہ جیسے میں اعلیٰ حضرت کی محض کتابوں کا مطالعہ ہی نہیں کررہا تھا بلکہ تاجدار بریلی وہاں سے تصرف فرما کر میرے دل کے آئینے سے بدعقیدگی کے زنگار کو دھوتے اور مذہب اہلسنت کو جلا بخشتے جارہے ہیں۔ اس فتویٰ میراث کے جواب میں اعلیٰ حضرت کا مجھے سائل فاضل ہداہ اللہ (یعنی سائل عالم کو اللہ راہ راست پر لائے) کے لفظوں سے خطاب فرمانا اعلیٰ حضرت کی زبردست کرامت ہے۔ گویا آپ نے اپنے کشف سے میری بدعقیدگی کو معلوم کرلیا اور ذرہ نوازی فرما کر جواب میں میرے لئے دعائیہ کلمات لکھ دیئے جو میری ہدایت کا سبب بنے۔ (تجلیات امام احمد رضا)

☆پٹھان خاندان سے ہوں‘ طبیعت سخت ہے

علامہ سید دیدار علی شاہ الوری علیہ الرحمہ اور مفتی محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ کی آپس میں دوستی تھی۔ ایک مرتبہ علامہ سید دیدار علی شاہ مرادآباد اپنے دوست مفتی نعیم الدین مرادآبادی سے ملنے تشریف لے گئے۔ جب مرادآباد پہنچے تو کیا دیکھا کہ مفتی نعیم الدین مرادآبادی کہیں

جانے کی تیاری کررہے تھے۔علامہ سید دیدار علی شاہ نے پوچھا۔نعیم الدین کہاں کی تیاری ہے؟

مفتی نعیم الدین مراد آبادی نے کہا: بریلی شریف اپنے استاد امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ سے ملنے جارہا ہوں۔تم انہیں جانتے ہو؟ علامہ سید دیدار علی شاہ نے کہا' ہاں جانتا ہوں۔ پٹھان خاندان سے ہیں۔طبیعت سخت ہے اور غصہ زیادہ آتا ہے۔

مفتی نعیم الدین مراد آبادی نے کہا: تم بھی میرے ساتھ چلو۔انہوں نے منع کیا بالآخر مفتی نعیم الدین مراد آبادی نے دوستی میں انہیں منالیا اور دونوں بریلی شریف روانہ ہوگئے۔اس سے پہلے کبھی بھی علامہ دیدار علی شاہ نے اعلیٰ حضرت کو نہیں دیکھا اور نہ ہی ملاقات ہوئی مگر جیسے ہی بریلی شریف پہنچے اور علامہ سید دیدار علی شاہ نے اعلیٰ حضرت سے مصافحہ کیا' اعلیٰ حضرت نے برجستہ فرمایا: سید صاحب آپ کیسے ہیں؟ دیدار علی شاہ حیران رہ گئے۔انہیں کیسے پتہ چلا کہ میں سید ہوں۔میں نے تو تعارف بھی نہیں کروایا۔اس کے بعد دیدار علی شاہ نے اعلیٰ حضرت سے کہا: میں ٹھیک ہوں' آپ کیسے ہیں؟ جواب میں اعلیٰ حضرت نے کہا۔ پٹھان خاندان سے ہوں' طبیعت سخت ہے اور غصہ زیادہ آتا ہے۔ یہ سن کر دیدار علی شاہ حیران رہ گئے کہ یہ بات تو میں نے مراد آباد میں کہی تھی' ان کو کیسے پتہ چل گیا۔

بہت متاثر ہوئے اور اعلیٰ حضرت کی مومنانہ فراست کو دیکھ کر اعلیٰ حضرت سے بیعت ہوگئے۔اعلیٰ حضرت نے اپنی مومنانہ فراست سے ان کے مرتبے کو دیکھ کر اسی وقت خلافت عطا فرمادی۔

☆تمہارا حصہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے پاس ہے

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ فخر الحفاظ حضرت حافظ یعقوب علی خان علیہ الرحمہ پیلی بھیت کے

مشہور و معروف بزرگ عارف باللہ الحاج شاہ احمد شیر صاحب المعروف شاہجی محمد شیر میاں علیہ الرحمہ کی خدمت میں مرید ہونے کی غرض سے تشریف لے گئے۔ شاہجی میاں نے حافظ صاحب سے فرمایا۔ کیا کرو گے مرید ہو کر تم تو خود مادر زاد ولی ہو۔ حافظ صاحب نے پھر عرض کیا کہ شاہجی میاں! مرید کر لیجئے شاہ جی میاں نے پھر وہی جملہ فرمایا۔ تیسری بار پھر عرض کیا کہ شاہجی میاں نے فرمایا۔ دیکھو لوح محفوظ پر تمہارا حصہ ہمارے یہاں نہیں ہے۔ تم بریلی جاؤ، بڑے مولوی صاحب مولانا احمد رضا خانصاحب کے یہاں تمہارا حصہ ہے (اس وقت پیلی بھیت سے صرف ایک ٹرین بریلی شریف جایا کرتی تھی اور وہی واپس آیا کرتی تھی) لہذا حافظ صاحب بذریعہ ٹرین پیلی بھیت شریف سے بریلی شریف کے لئے روانہ ہوئے۔ اعلیٰ حضرت بریلی شریف میں اپنے دولت خانے پر 18 ذوالحجہ کو اپنے پیرومرشد کا عرس کیا کرتے تھے۔ قل شریف کے بعد اعلیٰ حضرت نے مولانا عبدالاحد صاحب پیلی بھیتی اور مولانا حبیب الرحمن صاحب کو حکم دیا کہ اسٹیشن جاؤ اس ٹرین سے حافظ صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ ان کو یہاں پر لے آؤ۔ اعلیٰ حضرت نے نہ تو حافظ صاحب کا نام ظاہر فرمایا، نہ ان حضرات سے دریافت کیا۔ خیر اسٹیشن پہنچے، ٹرین میں سے حافظ یعقوب علی خان اترے تو ان حضرات نے پہچان لیا اور حافظ صاحب سے دریافت کیا کہ آپ کہاں تشریف لے جائیں گے۔ حافظ صاحب نے اعلیٰ حضرت کا پتہ بتایا تو مولانا حبیب الرحمن خانصاحب پھیلی بھیتی نے کہا کہ اعلیٰ حضرت نے تو پہلے ہی بتا دیا اور فرمایا کہ اسٹیشن جاؤ، حافظ اس ٹرین سے آ رہے ہیں۔ ان کو لے آؤ۔ یوں ہم لوگ یہاں حاضر ہوئے۔ دونوں حضرات حافظ صاحب کو لے کر محلہ سوداگران کو چلے۔ ادھر اعلیٰ حضرت اپنے دولت کدے پر حافظ صاحب کے استقبال کے لئے دروازے پر رونق افروز تھے کہ اتنے حافظ صاحب تشریف آئے۔ معانقہ مصافحہ ہوا۔ پھاٹک والے مکان میں قیام ہوا۔ بعدہ حافظ صاحب نے بیعت

ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ اسی سلسلے میں کچھ دیر گفتگو ہوتی رہی۔ اس کے بعد اعلیٰ حضرت نے حافظ صاحب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کچھ ارشاد فرمایا اور حافظ صاحب کو بیعت فرمایا۔

(تجلیات امام احمد رضا)

☆ناشتہ کر کے جائیں ٹرین مل جائے گی

خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ حبیب اللہ میرٹھی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ بریلی شریف سے بعد نماز فجر میرٹھ واپسی کا عزم کیا۔ اسٹیشن جانے کے لئے تانگے پر سامان رکھوا دیا اور سلام رخصت کے لئے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضری دی۔ اعلیٰ حضرت نے جواب سلام کے ساتھ ہی فرمایا کہ ناشتہ کر کے جایئے۔ ان شاءاللہ ٹرین مل جائے گی۔ فرماتے ہیں مجھ کو قدر تردد پیدا ہوا۔ اس لئے کہ ٹرین چھوٹنے میں بہت ہی کم وقت رہ گیا تھا لیکن نہ جائے رفتن، نہ پائے ماندن حکم، شیخ کے حضور سر نیاز خم ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ناشتہ آیا۔ ناشتے سے فارغ ہو کر تانگے میں سوار ہوئے۔ اگر چہ گاڑی چھوٹ جانے کا وقت گزر چکا تھا لیکن میرے دل کو اطمینان تھا اس لئے کہ اعلیٰ حضرت ٹرین مل جانے کا ارشاد فرما چکے تھے۔ تانگے نے اسٹیشن پہنچایا۔ قلی نے سامان اتارتے ہوئے بتایا کہ ٹرین گئے ہوئے آدھا گھنٹہ گزر چکا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں اپنے پیر بھائی اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر کے دفتر میں جا کر بیٹھ گیا اور ان سے کہا کہ حضرت نے مجھے اسی ٹرین مل جانے کی خبر دی تھی۔ اس لئے مجھ کو تو یقین ہے کہ ٹرین مل جائے گی۔ ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ فون پر اطلاع ملی کہ ٹرین کے انجن میں کوئی خرابی ہو گئی ہے لہذا ٹرین بریلی شریف پہنچ رہی ہے۔ فرماتے ہیں یہ خبر سنتے ہی فرط مسرت سے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ گاڑی پہنچی، تھوڑی دیر مرمت کے بعد پھر روانہ ہوئی اور میں اطمینان سے اس میں سوار ہو کر میرٹھ پہنچا۔ (تجلیات

امام احمد رضا، ص 105)

امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ اکابرین کی نظر میں

☆ پیر مہر علی گولڑوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ سے ملاقات کے لئے گیا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ چہرۂ مصطفیٰ ﷺ کو دیکھ کر ان کے انوار کی روشنی میں حدیث پڑھا رہے تھے۔

☆ اعلیٰ حضرت حضرت سید علی حسین اشرفی علیہ الرحمہ کی ٹرین جب بریلی شریف سے گزری تو آپ کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے پوچھا: کھڑے ہونے کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا: جب یہ ٹرین بریلی شریف سے گزری تو میری تعظیم میں قطب الارشاد امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ اپنی مسند پر کھڑے ہو گئے ہیں اور میں نائب رسول امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو گیا ہوں۔

☆ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمہ کو خواب میں سرکار غوث اعظم علیہ الرحمہ کی زیارت ہوئی۔ میاں صاحب نے بارگاہ غوثیت میں عرض کی کہ آپ کا نائب کون ہے؟ حضور غوث اعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا: اس وقت میرا نائب بریلی کی سرزمین پر احمد رضا ہے۔

میاں صاحب فرماتے ہیں: یہ سن کر میں امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ سے ملنے گیا پھر ان کے درس حدیث میں شریک ہوا۔ مجھے محسوس ہوا کہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ براہ راست رسول پاک ﷺ سے پوچھ کر حدیث بیان فرماتے ہیں۔

☆ یہ اس وقت کا واقعہ ہے کہ جب سرزمین پیلی بھیت پر محدث اعظم ہند علامہ سید محمد کچھوچھوی علیہ الرحمہ اپنے استاذ محترم محدث سورتی کے مدرسۃ الحدیث میں زیر تعلیم تھے۔

زینت خاندان اشرفیہ محدث اعظم ہند فرماتے ہیں۔ میرے استاذ محترم سے میں نے پوچھا کہ آپ تو حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی سے بیعت ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ آپ کو جتنی عقیدت ومحبت اعلیٰ حضرت سے ہے، وہ کسی سے نہیں اعلیٰ حضرت کی یاد آپ کی زندگی کے لئے روح کا مقام رکھتا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

علم میں نے اپنے استاذ مولوی اسحق سے پایا اور بیعت کی نعمت مجھے شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی سے حاصل ہوئی۔ سب سے بڑی دولت، دولت ایمان ہے جو مدار نجات ہے۔ وہ میں نے صرف اور صرف اعلیٰ حضرت ہی سے پایا اور میرے سینے میں عظمت مصطفی ﷺ کو پوری طرح داخل کرنے والے اعلیٰ حضرت ہیں۔

محدث اعظم ہند نے عرض کی۔ استاد جی! کیا علم حدیث میں وہ آپ کے برابر ہیں؟ محدث سورتی فرماتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امیر المومنین فی الحدیث ہیں میں سالہا سال صرف اس فن کو پڑھتا رہوں تو بھی ان کے برابر نہ پہنچوں۔

(تجلیات امام احمد رضا)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا قوتِ حافظہ

☆ محدث اعظم ہند فرماتے ہیں چونکہ میں نے حساب کی تعلیم اسکول سے حاصل کی تھی لہذا حساب کتاب میں مہارت تھی تو اعلیٰ حضرت میراث والے استفتاء میرے سپرد فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ پندرہ بطن کا مناسخہ آیا۔ ظاہر ہے کہ مورث اعلیٰ کی پندرہویں پشت میں درجنوں ورثاء ہوں گے۔ مجھ کو اس کے جواب میں دو رات ایک دن مسلسل محنت کرنی پڑی۔ آنہ پائی سے درجنوں ورثاء کے حق کو قلمبند کیا۔ نماز عصر کے بعد بیٹھا کہ استفتاء سنا دوں۔ وہ بہت طویل تھا،

فلاں مرا اور فلاں کو وارث چھوڑا، پھر فلاں مرا اور اس نے اتنے وارث چھوڑے۔ صرف ناموں کی تعداد اتنی تھی کہ فل اسکیپ سائز کے دو صفحے بھرے ہوئے تھے۔ جب میں استفتاء میں پڑھ رہا تھا تو دیکھا کہ اعلیٰحضرت کی انگلیاں حرکت میں ہیں۔ ادھر استفتاء ختم ہوا۔ ادھر بلا کسی تاخیر کے اشاد فرمایا کہ آپ نے فلاں کو اتنا اور فلاں کو اتنا حصہ دیا ہے۔ درجنوں نام بنام لوگوں کا حصہ بادیا۔ میں حیران وششدر کہ استفتاء کو بیس مرتبہ تو میں نے پڑھا۔ ہر ایک نام کو بار بار پڑھ کر قلمبند کیا لیکن مجھ سے صرف سب زندہ ورثاء کے نام پوچھے جائیں تو بغیر استفتاء اور جواب دیکھے نہیں بتا سکتا، یہ کیا شان ہے، کتنی شاندار کرامت ہے کہ ایک بار استفتاء سنا تو درجنوں ورثاء کا ایک ایک نام یاد رہا اور ہر ایک کا صحیح حصہ اس طرح بتادیا کہ جیسے کئی مہینے تک کوشش کر کے حصہ و نام کورٹ لیا گیا ہو۔

(تجلیات امام احمد رضا)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے دو ضخیم جلدوں پر مشتمل فتاویٰ کی کتاب پیلی بھیت سے محدث سورتی سے مطالعہ کئے لی۔ ایک رات میں دونوں جلدوں کا مطالعہ کر کے فرمایا کہ اللہ کے فضل و کرم سے مجھے امید ہے کہ دو تین مہینوں تک جہاں کی عبارت کی ضرورت ہوگی، فتویٰ میں لکھ دوں گا اور مضمون تو عمر بھر کے لئے حفظ ہو گیا۔

☆اعلیٰ حضرت کا یقین کامل

اعلیٰ حضرت خود فرماتے ہیں کہ پہلی بار کی حاضری (حرمین طیبین 1295ھ میں) والدین کے ہمراہ تھی۔ اس وقت مجھے تئیسواں سال تھا۔ واپسی میں تین دن طوفان شدید رہا تھا۔ لوگوں نے کفن پہن لئے تھے۔ والد صاحب کا اضطراب دیکھ کر ان کی تسکین کے لئے بے ساختہ میری

زبان سے نکلا کہ آپ اطمینان رکھیں۔ خدا کی قسم! یہ جہاز نہیں ڈوبے گا۔ یہ قسم میں نے حدیث ہی کے اطمینان پر کھائی تھی جس میں کشتی میں سوار ہوتے وقت غرق سے حفاظت کی دعا ارشاد ہوئی ہے۔ میں نے وہ دعا پڑھ لی۔ حدیث کے وعدہ صادقہ پر مطمئن تھا پھر بھی قسم کے نکل جانے سے خود مجھے اندیشہ ہوا اور معاً حدیث یاد آئی۔ رب تعالیٰ کی طرف رجوع کیا اور سرکار ﷺ سے مدد مانگی۔ ہوا تین دن تک چل رہی تھی پھر زور ٹوٹا اور جہاز نے طوفان سے نجات پائی۔

آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہی پہ چھوڑی لنگر اٹھا دیئے ہیں

☆ بریلی میں طاعون شدت کے ساتھ تھا۔ امام کے مسوڑھوں میں ورم آ گیا اور اتنا زیادہ ہوا کہ حلق اور منہ بالکل بند ہو گیا۔ مشکل سے تھوڑا سا دودھ حلق سے اتارتے، بخار بہت شدید تھا۔ کان کے پیچھے گھٹلیاں تھیں۔ طبیب نے کہا یہ طاعون ہے حالانکہ میں خوب جانتا تھا کہ میں نے سرکار ﷺ کی بتائی ہوئی دعا پڑھ لی ہے۔ مجھے کچھ نہیں ہوگا۔ رات سو یا تو ایک بزرگ خواب میں آئے اور کہنے لگے: احمد رضا! مسواک کر مسواک۔ میں نے اٹھ کر مسواک کی، منہ سے کچھ خون نکلا اور میں مکمل شفایاب ہو گیا۔ (حیات اعلیٰحضرت ص 91)

غریبوں سے محبت

آپ غریبوں سے بہت محبت فرماتے اور امیروں سے کم ملتے اور اپنے ارشادات میں امیروں کی صحبت میں بیٹھنے کو دل کی بیماری فرمایا۔

☆ مولانا ظفر الدین بہاری فرماتے ہیں کہ ایک غریب نے امام کی بارگاہ میں عرض کی۔ میرے گھر آپ کی دعوت ہے۔ امام نے فرمایا۔ کیا کھلائیں گے؟ عرض کی۔ ماش کی دال اور روٹی

کھلائیں گے۔فرمایا پھر تو ہم ضرور آئیں گے۔

☆محلہ بانس منڈی کے قریب ایک شخص نے امام کی دعوت کی۔ بہت غریب تھا۔دعوت کے بعد تنگ دستی کی شکایت کی۔اعلیٰ حضرت نے فرمایا: جب اتنی تنگ دستی ہے تو دعوت کیوں کی؟ اس نے کہا کہ آپ کی دعوت اس لئے کی کہ آپ کے قدموں کی برکت سے تنگدستی دور ہو جائے۔

☆طلباء سے محبت

مدرسۂ منظر اسلام کے طلباء کے لئے خوشیوں کے موقعوں پر اور عید کے دنوں میں نئے کپڑے بنوا دیتے اور اچھے اچھے کھانے کھلاتے۔عرب والوں کو عربی کھانے، روس والوں کو روسی کھانے، بنگال والوں کو بنگالی کھانے، سندھ والوں کو سندھی کھانے اور پنجاب والوں کو پنجابی کھانے پکوا کر کھلاتے۔(حیات اعلیٰ حضرت)

☆جودوسخاوت

موسم سرما میں آپ کے چھوٹے بھائی نے آپ کی خدمت میں چادر پیش کی۔امام کا معمول تھا کہ سردیوں میں رضائیاں تیار کروا کر غرباء میں تقسیم فرمایا کرتے تھے۔اس وقت تک سب رضائیاں تقسیم ہو چکی تھیں کہ ایک صاحب نے امام سے رضائی کی درخواست کی تو آپ نے اپنی چادر اتار کر اسے عنایت کر دی۔

☆ایک چھتری برسات کے لئے رکھی تھی۔حاجت مند کے سوال پر وہ اسے دے دی۔

☆امام نے اپنے اعزاء واقرباء، اصحاب واحباب اور خاص مریدین کے ناموں کی ایک طویل فہرست بنائی ہوئی تھی۔ بعد از فجر اپنے اوراد ووظائف کے آخر میں ان سب کے لئے نام بنام دعا فرمایا کرتے۔لوگ اس بات کے متمنی ہوتے کہ ان کا نام بھی اس فہرست میں شامل

ہوجائے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا جود وسخا بہت اعلیٰ تھا۔کبھی کسی کو منع نہ فرماتے جو کچھ ہوسکتا' عطا فرمادیتے۔

تربیت

تاجدار بریلی کی تربیت بھی بہت شاندار ہے۔ایک بزرگ بریلی شریف اعلیٰ حضرت سے ملنے آئے۔جب بریلی شریف کے اندر داخل ہوئے تو پیاس لگی۔ان بزرگ نے ایک نابالغ بچے کو دیکھا کہ وہ پانی لے کر جارہا تھا۔ان بزرگ نے اس بچے سے پانی مانگا۔بچے نے کہا حضور! شرعی مسئلہ یہ ہے کہ آپ نابالغ سے اس کے سرپرستوں کی اجازت کے بغیر پانی نہیں لے سکتے۔ وہ بزرگ بہت حیران ہوئے اور حیران ہوکر بچے سے پوچھا۔بیٹا! اس عمر میں ایسی تربیت کس نے کی؟ بچے نے کہا کہ میں اعلیٰ حضرت کے حجرے کے باہر بیٹھتا ہوں۔وہ بزرگ کہنے لگے۔جس کے حجرے کے باہر بیٹھنے والے بچے کا یہ عالم ہے تو اعلیٰ حضرت کا کیا عالم ہوگا؟

آپ کی تربیت نے کسی کو حجۃ الاسلام بنادیا،کسی کو مفتی اعظم ہند بنادیا،کسی کو قطب مدینہ بنادیا،کسی کو صدر الشریعہ بنادیا،کسی کو صدر الافاضل بنادیا،کسی کو شیر بیشۂ اہلسنت بنادیا،کسی کو دیدارعلی شاہ بنادیا،کسی کو ملک العلماء بنادیا،کسی کو استاذ زمن بنادیا،کسی کو مدح خوان حبیب خدا بنادیا اور کسی کو محدث اعظم ہند بنادیا۔

☆کشتی کو ڈوبنے سے بچالیا

ایک مرتبہ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہم اعلیٰ حضرت سے درس حدیث لے رہے تھے کہ خلاف عادت آپ وہاں سے اٹھے اور پندرہ منٹ کے بعد قدرے

متفکر، پریشان واپس تشریف لائے۔اس حال میں کہ آپ دونوں ہاتھ مع آستین کے تر (گیلے) تھے، مجھے حکم فرمایا کہ خشک کرتہ لے آئیں۔ میں نے حاضر کیا۔حضور نے پہنا اور پھر ہم لوگوں کو درس دینے لگے۔

میرے دل میں یہ عجیب بات کھٹکی تو میں نے وہ دن، تاریخ اور وقت لکھ لیا، چنانچہ گیارہ دن کے بعد ایک جماعت تحفہ وتحائف لے کر حاضر ہوئی۔ جب وہ لوگ واپس جانے لگے تو میں نے ان سے ان کا حال پوچھا کہ مکان کہاں ہے؟ کہاں سے آئے ہو؟ اور کیسے آنا ہوا؟

ان لوگوں نے اپنا واقعہ بیان کیا کہ ہم فلاں تاریخ کو کشتی میں سوار ہوئے۔ ہوا تیز چلنے لگی اور موجیں زیادہ ہونے لگیں، یہاں تک کہ کشتی کے الٹ جانے اور ہم لوگوں کے ڈوب جانے کا خطرہ پیدا ہوا۔ہم نے اعلیٰ حضرت سے توسل کیا اور نذر مانی۔

کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص کشتی کے نزدیک آیا اور اس کا کنارہ پکڑ کر کنارے پر پہنچایا تو اعلیٰ حضرت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو بچالیا۔اب وہی نذر پوری کرنے اور امام کی زیارت کو آئے ہیں۔(حیات اعلیٰ حضرت،ص966)

☆اعلیٰ حضرت نے مردے کو زندہ کر دیا

شیخ حبیب الرحمن کو بچپن میں نمونیا ہوگیا اور اسی میں آپ کا انتقال ہوگیا۔گھر میں کہرام مچ گیا کہ اکلوتا ہی لڑکا تھا اور وہ بھی چل بسا۔کفن وغیرہ کا انتظام ہونے لگا۔محلہ ہی میں اعلیٰ حضرت کا مکان تھا۔والدہ روتی ہوئی اعلیٰ حضرت کے پاس پہنچی اور رو رو کر کہنے لگیں۔حضور میرا لڑکا مر گیا۔ یہ اکلوتا لڑکا آپ ہی کی دعا سے نصیب ہوا تھا۔حضور! مجھے اپنا لڑکا چاہئے۔آپ اس کو زندہ کیجئے۔اعلیٰ حضرت نے چھڑی اٹھائی اور مکان پر تشریف لے گئے۔سب لوگ تعظیماً کھڑے

ہو گئے اور یہ سمجھے کہ اعلیٰ حضرت بھی تعزیت کے لئے تشریف لائے ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے بچے کے اوپر سے کپڑا اہٹایا اور بسم اللہ پڑھ کر فرمایا۔ آنکھیں کیوں نہیں کھولتا۔ دیکھ تو تیری والدہ کیا کہہ رہی ہے۔

اتنا فرمانا تھا کہ بچے نے فوراً آنکھیں کھول دیں اور رونا شروع کر دیا۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔ یہ بچہ تو زندہ ہے، کون کہتا ہے کہ مر گیا پھر تو ہر طرف خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اعلیٰ حضرت نے اس بچے پر محبت وشفقت کا ہاتھ پھیرا تو وہ خاموش ہو گیا اور چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ معلوم ہونے لگی۔ حضرت علامہ محمد امانت رسول برکاتی فرماتے ہیں کہ اس بچے کو اتنی طویل عمر ملی کہ ان کو تریسٹھ سال کی عمر میں، میں نے دیکھا۔ (تجلیات امام احمد رضا)

☆ سادات سے محبت پر کرم خداوندی

اعلیٰ حضرت جب جنت البقیع میں سیدہ فاطمہ کے مزار پر حاضر ہوئے تو فرماتے ہیں کہ ادب واحترام رکاوٹ تھا۔ میں کچھ بول ہی نہیں سکا تو فرشتوں نے بڑھ کر میری ترجمانی فرمائی کہ اے بنت رسول اللہ! آپ کے بابا کے نور کا منگتا حاضر دربار ہے۔

مجھ کو کیا منہ عرض کا، لیکن فرشتوں نے کہا
شاہ زادی حاضر ہے در پہ منگتا نور کا

☆ سید نہ ہونے میں حکمت

حضرت شاہ مصطفی میاں فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں سوچنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ حضرت کو ہر فضیلت، علم وفضل اور بلند رتبہ عطا فرمایا ہے، مگر آپ کو سادات کے یہاں پیدا نہیں فرمایا؟

مجھے بعد میں یہ سید نہ ہونے کی حکمت سمجھ میں آئی کہ اعلیٰ حضرت نے جو سادات کی عظمت اور فضیلت بیان فرمائی کہ اگر آپ سادات ہوتے تو دشمن کہتے، اپنے ہی گھرانے کی تعریف و توصیف کر رہا ہے، لہٰذا آپ کے سید نہ ہونے میں یہ حکمت تھی کہ رب تعالیٰ نے دین کے دشمنوں کے منہ بند کر دیئے۔

☆ سادات علماء ومشائخ بیان فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت پر مسلمانوں پر ایک احسان ہے مگر سادات پر دو احسانات ہیں۔ایک عقیدہ بچایا اور دوسرا دنیا کو سادات کا ادب سکھایا۔

☆ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ سید میں بظاہر کوئی برائی ہو تو اس نیت سے اصلاح کرو کہ شہزادے کے پاؤں میں غلاظت لگ گئی ہے، اسے صاف کر رہا ہوں۔

☆ سونے کی انگوٹھی پہننے پر اصلاح

حضرت مہدی حسن میاں فرماتے ہیں۔ میں جب بریلی آتا تو امام خود کھانا لاتے اور ہاتھ دھلاتے۔ ایک مرتبہ میں سونے کی انگوٹھی اور چھلے پہنے ہوئے تھا، حسب دستور جب ہاتھ دھلوانے لگے تو فرمایا شہزادہ حضور! یہ انگوٹھی اور چھلے مجھے دے دیجئے! میں نے اتار کر دے دیئے اور ممبئی سے مارہرہ واپس آیا تو میری لڑکی فاطمہ نے کہا...... ابا حضور! بریلی کے مولانا کے یہاں سے پارسل آیا تھا، جس میں چھلے، انگوٹھی اور ایک خط تھا جس میں یہ لکھا تھا ''شہزادی صاحبہ یہ دونوں طلائی اشیاء آپ کی ہیں (کیونکہ مردوں کو ان کا پہننا جائز نہیں)(حیات اعلیٰ حضرت جلد اول، ص105)

☆ سید صاحب کی اصلاح

امام فرماتے ہیں، سادات کرام میں سے ایک صاحبزادے گردش ایام کی زد میں اگر تنگدستی

میں مبتلا تھے۔ وہ میرے پاس تشریف لاتے اور غربت کی شکایت کرتے، ایک دن بہت پریشان تھے۔ میں نے ان سے کہا صاحبزادے! یہ ارشاد فرمایئے کہ جس عورت کو باپ نے طلاق دے دی ہو، کیا وہ بیٹے کیلئے حلال ہوسکتی ہے؟ انہوں نے کہا نہیں! ایک مرتبہ آپ کے جد اعلیٰ مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم نے تنہائی میں اپنے چہرہ پر ہاتھ پھیر کا ارشاد فرمایا۔ اے دنیا کسی اور کو دھوکا دے، میں نے تجھے ایسی طلاق دی جس میں رجوع نہیں۔ شہزادے! کیا اس قول کے بعد بھی سادات کا غربت وافلاس میں مبتلا ہونا تعجب کی بات ہے۔ وہ کہنے لگے حضور مجھے بڑا سکون ملا ہے۔

☆ کبھی جماعت ترک نہ کی

کتاب حیاتِ اعلیٰ حضرت میں ہے کہ بیماری میں بھی جماعت ترک نہ کی۔ نازک حالت میں کرسی میں لکڑی باندھ کر چار آدمی آپ کو مسجد میں لے جاتے اور نماز کے بعد دولت کدے میں پہنچاتے۔

انتہائی نازک حالت میں بھی آپ کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے، طاقت نہ رکھتے ہوئے مجبوراً بیٹھ کر پڑھنی پڑتی لیکن ایسی حالت میں بھی پیروں کے انگوٹھے کا پیٹ زمین پر لگانے کی بے حد کوشش کرتے۔

☆ اے سنی مسلمانو! ذرا سوچو' ہم چھوٹی چھوٹی تکالیف پر جماعت چھوڑ دیتے ہیں۔ ہم جس امام کے چاہنے والے ہیں' وہ کس قدر جماعت کا اہتمام کرتے تھے۔ ہمیں آخر کیا ہوگیا ہے؟

☆ دنیا مومن کیلئے قید خانہ اور کافروں کیلئے جنت ہے

اعلیٰ حضرت ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ مسلمان عمر بھر کتنی ہی تنگی و مصائب میں رہے،

ایک ہوا جنت کی دیں گے اور پوچھیں گے کہ تم نے دنیا میں کیا تکلیف اٹھائی ؟ کہے گا......واللہ کوئی تکلیف نہ اٹھائی اور کافر کو ہزار برس تک ناز و نعم میں رکھا جائے، کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچائی جائے، گرم ہوا بھی نہ لگنے پائے، قبر میں ایک جھونکا اسے جہنم کا دیں گے۔ کہے گا......واللہ مجھے دنیا میں کوئی آرام نہ ملا۔

(ملفوظات جلد 4،ص 27)

دنیا میں مشکلات برداشت کرنے والوں کے لئے، مصائب و آلام جھیلنے والوں کے لئے آخرت میں راحت و آرام کا مژدۂ جاں فزا ہے۔

حدیث = اگر دنیا کی قدر اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر ہوتی۔تو ایک گھونٹ اس میں کافر کو نہ دیتا۔ ذلیل ہے، ذلیلوں کو دی گئی ہے۔ جب سے اسے بنایا ہے،کبھی اس کی طرف نظر نہ فرمائی، دنیا کی روحانیت آسمان و زمین کے درمیان جو (فضا) میں معلق ہے، فریاد وزاری کرتی ہے اور کہتی ہے، اے میرے رب! تو مجھ سے کیوں ناراض ہے، مدتوں کے بعد ارشاد ہوتا ہے''چپ خبیثہ''

اور آگے فرمایا:

سونا چاندی خدا کے دشمن ہیں۔ وہ لوگ جو دنیا میں سونے چاندی سے محبت رکھتے ہیں۔ قیامت کے دن پکارے جائیں گے۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو خدا کے دشمن سے محبت رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو اپنے محبوب سے ایسا دور فرماتا ہے جیسے بلاشبہ بچے کو اس کی مضر چیزوں سے ماں دور رکھتی ہے۔(ملفوظ، جلد 4،ص 25)

☆اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

انسان دنیا میں کمانے آیا ہے، کھانے نہیں

☆ بونے آیا ہے، کاٹنے نہیں...... پودا لگانے آیا ہے، پھل کھانے نہیں، کام کرنے آیا ہے، آرام کرنے نہیں......امام کے ایک خط کا یہ جملہ پڑھیں:

اہل اسلام پر روشن ہے کہ انسان دنیا میں، دنیا کمانے کے لئے نہیں بھیجا گیا، دنیا مزرع (کھیتی) ہے اور آج کا بویا کل ملتا ہے......مبارک وہ دل کہ طلب دنیا میں دین وعقبیٰ سے غافل نہ ہو (کلیات مکاتیب رضا 2/206)

☆ مال اور اولاد سے محبت کیوں؟

اعلیٰ حضرت اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ الحمدللہ! میں نے مال سے کبھی محبت نہ رکھی اور اگر مال سے محبت کی تو فقط اس بناء پر کہ راہ خدا میں خرچ ہوتا ہے۔ اولاد سے بھی محبت ہے تو فقط صلح رحم، عمل نیک ہے، اس کا سبب اولاد ہے۔

☆ فتوے پر فیس

بعض حضرات نے ناواقفی کی بنیاد پر فیس کا پوچھ لیا۔ جواباً فرمایا۔ یہاں بحمداللہ فتویٰ پر کوئی فیس نہیں لی جاتی۔ کبھی ایک پیسہ نہ لیا گیا اور نہ لیا جائے گا۔ معلوم نہیں کون لوگ ایسے پست ہمت ہیں جنہوں نے یہ صیغہ کسب کا اختیار کر رکھا ہے جس کے باعث دور دور کے ناواقف مسلمان کئی بار پوچھ چکے ہیں کہ فیس کیا ہوگی بھائیو!

میں تم سے اس پر اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر تو سارے جہان کے پروردگار پر ہے اگر وہ چاہے۔

☆وصال شریف

طویل علالت کے بعد 25صفر المظفر 1340ھ بمطابق 28اکتوبر 1921ء جمعۃ المبارک کے روز دو بج کر اڑتیس منٹ پر جب موذن نے کہا ''حی علی الفلاح' حی علی الفلاح' آ ؤ فلاح کی طرف' آ ؤ فلاح کی طرف'' تو آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔

تم کیا گئے کہ رونق محفل چلی گئی
شعر و ادب کی زلف پریشاں ہے آج بھی
خدمت قرآن پاک کی وہ لاجواب کی
راضی رضا سے صاحب قرآں ہے آج بھی

26صفر المظفر کو صبح نو بجے کے بعد جنازہ اٹھا' لاکھوں افراد جنازہ میں موجود تھے اور سب کی زبان پر یہی تھا۔

کعبہ کے بدر الدجیٰ تم پہ کروڑوں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود

آپ نے دین اسلام کی ایسی خدمت کی' فتنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔اپنے آپ کو محبت رسول ﷺ میں فنا کر دیا۔یہی وجہ ہے کہ آپ کا گلستاں آج تک مہک رہا ہے اور صبح قیامت تک مہکتا رہے گا۔

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی
خورشید علم ان کا درخشاں ہے آج بھی

سب ان سے جلنے والوں کے گل ہو گئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

مصطفیٰ کا دلارا ہمارا رضا
غوثِ اعظم کا پیارا ہمارا رضا
اپنے مرشد کا پیارا ہمارا رضا
رضویوں کا ہے مولا ہمارا رضا
رضویوں کو نہیں غم ذرا حشر میں
ہے مدد کرنے والا ہمارا رضا

☆فرشتوں کے کاندھوں پر قطب الارشاد کا جنازہ

محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ میں اپنے مکان پر (کچھوچھہ) میں تھا اور بریلی کے حالات سے برخبر تھا۔ میرے حضور شیخ المشائخ سید علی حسین اشرفی میاں وضو فرمارہے تھے کہ یکبارگی رونے لگے۔ یہ بات کسی کی سمجھ میں نہ آئی کہ آپ کیوں رورہے ہیں۔ میں آگے بڑھا تو فرمایا کہ بیٹا میں فرشتوں کے کاندھوں پر قطب الارشاد کا جنازہ دیکھ کر رو رہا ہوں۔ چند گھنٹے بعد بریلی کا تار ملا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کا وصال ہو گیا ہے تو ہمارے گھر میں کہرام مچ گیا۔

☆وصال کے بعد بارگاہ میں حاضری

سید ایوب علی فرماتے ہیں کہ مجھ سے قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمہ نے

اپنا خواب بیان کیا کہ دن کے دس بجے کا وقت تھا۔ میں سو رہا تھا، خواب میں دیکھا کہ امام، سرکار علیہ السلام کے مواجہہ اقدس میں حاضر ہیں اور صلوٰۃ وسلام عرض کر رہے ہیں۔ بس اسی قدر دیکھنے پایا تھا کہ معاً آنکھ کھل گئی۔

اب بار بار خیال آنے کے بعد اٹھ کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ کیا دیکھا کہ اعلیٰ حضرت سفید لباس میں مزار پرانوار پر حاضر ہیں، میں قدم بوسی کی نیت سے آگے بڑھا کہ نظروں سے اعلیٰ حضرت غائب ہو گئے۔

(حیات اعلیٰ حضرت، ص973)

☆اہل ایمان کو ہر دور میں شناخت کی ضرورت محسوس ہوئی ہے

دیکھئے مکہ کی وادیوں میں جب اسلام کی دعوت عام ہوئی تو اس وقت ہر صاحب ایمان کو مسلمان کہا جاتا تھا اور جب بھی کوئی کہتا کہ میں مسلمان ہوں تو اس شخص کے بارے میں فوراً یہ سمجھ میں آجاتا کہ یہ اہلسنت وجماعت سے تعلق رکھتا ہے، یعنی خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہے اور نبی کریم علیہ السلام کی رسالت کو تسلیم کرتے ہوئے آپ کی تعلیمات پر عمل کرتا ہے، لیکن ایک صدی بھی نہ گزری تھی کہ صاحب ایمان کو پرکھنے کے پیمانے بدل گئے۔ فقط کلمہ طیبہ پڑھنا پہچان نہ رہی، گستاخ صحابہ رافضیوں کی شکل میں جنم لینے لگے لہذا اصحاب ایمان کو لفظ سُنّی کا اضافہ کرنا پڑا۔

پھر دور آگے بڑھا، ائمہ اربعہ کے مخالفین پیدا ہو گئے۔ اس وقت فقط سُنّی مسلمان کہنا شناخت نہ رہی۔ ائمہ اربعہ سے نسبت حق کی پہچان بن گئی۔ ہم نے حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی کا

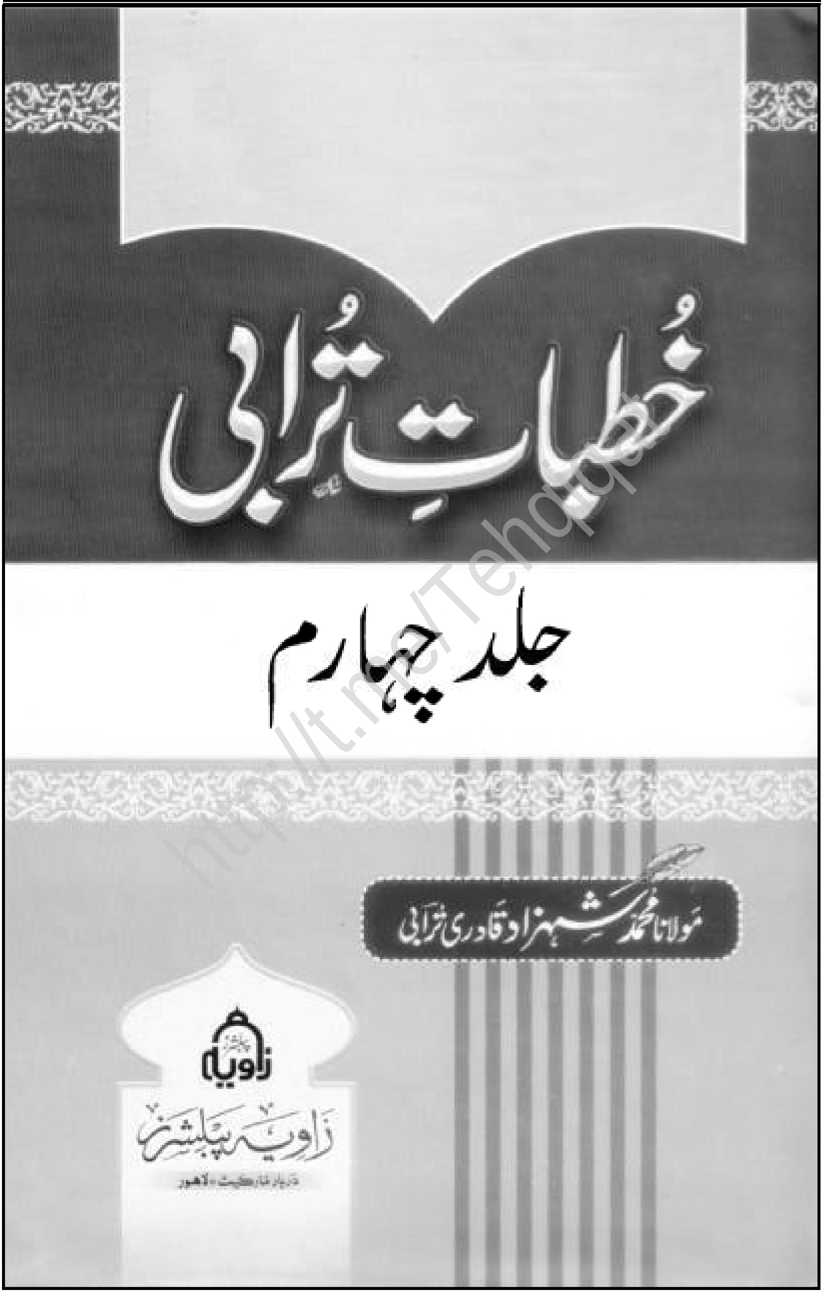
اضافہ کرنا پڑا۔

پھر وہ وقت آیا جب حق و باطل کو پہچاننا مشکل ہوگیا، ہماری طرح نماز پڑھنے والے، کلمہ پڑھنے والے، حنفی کہلوانے والے، قرآن و حدیث کی باتیں کرنے والے، سنی اور اہلسنت کہلوانے والے پیدا ہوگئے تو اہل ایمان نے اپنے نام کے ساتھ بطور پہچان بریلوی لگانا شروع کردیا تاکہ دنیا جان لے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت' نبی پاک ﷺ کی رسالت کی گواہی دیتے ہیں۔ صحابہ کرام اور اہلبیت سے محبت کرتے ہیں۔ ائمہ مجتہدین کی تعظیم وتوقیر کرتے ہیں۔ اولیاء اللہ اور ان سے نسبت رکھنے والی چیزوں سے محبت اور ان کا احترام کرتے ہیں۔ یہ کسی بھی ہستی کی شان میں گستاخی نہیں کرتے' انہی کو عرف عام میں ''اہلسنت و جماعت سُنّی (بریلی) کہا جاتا ہے)

یہ کوئی نیا فرقہ نہیں بلکہ جو حضور ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا طریقہ رہا' وہی طریقہ ہمارا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مسلک حق پر استقامت عطا فرمائے اور اعلیٰ حضرت کے درجات بلند فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ


خطباتِ ترابی
جلد چہارم
مولانا محمد شہزاد قادری ترابی
زاویہ
زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ۔ لاہور
https://t.me/Tehqiqat

فہرست

عظمتِ صحابہ کرام

علیہم الرضوان

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡكَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ ذٰلِكَ لِمَنۡ خَشِیَ رَبَّهٗ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ بینہ کی آیت نمبر 8 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آج ہم اپنی محفل میں ان کا ذکر کریں گے جن کو انبیاء کرام علیہم السلام کے

بعد کائنات میں سب سے زیادہ فضیلت عطا کی گئی، وہ ہستیاں جنہوں نے ہر ہر قدم پر سید عالم ﷺ کا ساتھ دیا۔ وہ ہستیاں جنہوں نے دین پاک مصطفی ﷺ کے لئے اپنا سب کچھ قربان کردیا۔ وہ ہستیاں جن کی آنکھیں رات، دن اور صبح و شام محبوب کریم ﷺ کے والضحیٰ والے چہرے کی زیارت کیا کرتی تھیں، جس کے سبب انہیں یہ مقام ملا کہ جو ان کو دیکھے وہ جنتی ہوجائے۔ جن کا ایک مد جو خیرات کرنا عام اُمتی کے احد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کرنے سے بھی بڑھ کر ہے۔ وہ ہستیاں جن کے صدقے وطفیل آج دین اسلام صحیح سلامت ہمارے پاس پہنچا۔ وہ ہستیاں جنہیں ہدایت یافتہ فرمایا گیا۔ وہ خوش نصیب ہستیاں صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا نام آتا ہے تو خودبخود محبوب خدا ﷺ کی یاد دل میں انگڑائی لیتی ہے کیونکہ محبوب کبریا ﷺ کون ہیں؟ ان کا مقام کیا ہے؟ ان کی زندگی کا ہر ہر لمحہ کیسے گزرا؟ ان کے ارشادات کیا ہیں؟ ان کو رب نے کیسا بے مثل و بے مثال پیدا فرمایا ہے۔ یہ سب کچھ ہمیں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بتایا۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی زندگی کا ہر ہر لمحہ سنت نبوی میں ڈھلا ہوا تھا۔ انہوں نے دین کے تحفظ کے لئے ہر ہر قربانی دی۔ اسلام کا جھنڈا پوری دنیا میں لہرایا حتیٰ کہ آج قرآن مجید جو کہ کتابی شکل میں ہمارے پاس موجود ہے، یہ بھی

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی انتھک کوششوں کا نتیجہ ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان ہمارے ایمان میں داخل ہیں۔ ان سے محبت رسول اللہ ﷺ سے محبت اور ان سے عداوت رسول اللہ ﷺ سے عداوت ہے۔ مطلب یہ کہ محبت صحابہ جنت کا راستہ ہے اور بغض صحابہ دوزخ کا راستہ ہے۔

اب آیئے یہ جانتے ہیں کہ صحابی کون ہوتا ہے؟

☆ صحابی کون ہے؟

صحابی کے لغوی معنی ساتھی کے ہیں جبکہ شریعت میں صحابی اس خوش نصیب کو کہتے ہیں جس نے ایمان و ہوش کی حالت میں رسول پاک ﷺ کا دیدار کیا یا جسے آقا و مولا ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی اور پھر ایمان پر اس کا وصال ہوا۔

تمام صحابہ کرام متقی، عادل اور جنتی ہیں اور ان کا ذکر، خیر ہی کے ساتھ کرنا فرض ہے۔ تمام صحابہ کرام کی تعظیم و توقیر واجب ہے اور کسی بھی صحابی کے ساتھ برا عقیدہ رکھنا بد مذہبی و گمراہی اور جہنم کا مستحق ہونا ہے۔

دنیا کے تمام اولیاء، ابدال، غوث اور قطب بھی جمع ہو جائیں تو کسی صحابی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتے۔

تمام صحابہ کرام میں سب سے افضل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں پھر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پھر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پھر مولانا علی رضی اللہ عنہ، پھر بقیہ عشرہ مبشرہ اور حسنین کریمین، بدری صحابہ اور احد والے صحابہ، بیعت رضوان والے، بیعت عقبہ والے اور سابقین یعنی وہ صحابہ کرام جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے افضل ہیں۔

☆شانِ صحابہ قرآن مجید کی روشنی میں:

القرآن: وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُم بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِی تَحْتَهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ٥ (سورۂ توبہ آیت 100)

ترجمہ: اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لئے تیار کر رکھے ہیں۔ باغ جن کے نیچے نہریں بہیں، وہ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں، یہی بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت مبارکہ میں رب تعالیٰ نے ان صحابہ کی شان بیان فرمائی جنہوں نے اس وقت رسول کریم ﷺ کی دعوت حق قبول کی جبکہ اس دعوت کو قبول کرنا بے شمار مصائب و تکالیف کو دعوت دینا تھا۔ اخلاص و استقلال کے ان پیکروں نے محض رضائے الٰہی کے لئے گھر بار چھوڑے۔ اپنے خونی رشتوں کو فراموش کیا اور حق کی سربلندی کی خاطر اپنی جان تک کی بازی لگا دی۔ رب کریم نے ان صحابہ اور ان کے متبعین کو بھی یہ اعزاز عطا فرمایا کہ ان سے راضی ہونے کا اعلان فرما دیا۔ انہیں جنتی ہونے کی خوشخبری دی اور اسے بہت بڑی کامیابی قرار دیا۔ یہ بھی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور مولا علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سابقین اولین میں سے ہیں۔

☆اب احادیث کی روشنی میں شان صحابہ:

احادیث میں کثرت سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان بیان کی گئی ہے جنہیں پڑھ کر ہمارا ایمان تازہ ہو جائے۔

1: ترمذی شریف کی حدیث پاک ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا۔ اس مسلمان کو آگ نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا ان کو دیکھا جنہوں نے مجھے دیکھا (ان کو بھی آگ نہیں

چھوئے گی)

جس مسلمان نے دیکھا انہیں اک نظر
اس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام

2: مسلم شریف کتاب فضائل الصحابہ میں حدیث نمبر 6362 نقل ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: میرے اصحاب کو برا نہ کہو۔ میرے اصحاب کو برا نہ کہو۔ اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ اگر کوئی (غیر صحابی) شخص احد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کرے تو وہ ان میں سے کسی ایک (صحابی) کی ایک مد، بلکہ اس کا بھی آدھا (کوئی اناج خیرات کرنے کے ثواب) کے برابر نہیں ہوسکتا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیر صحابی جب اعمال میں صحابی کے برابر نہیں ہوسکتا تو پھر عام مسلمان اعمال میں اپنے نبی کے برابر کیسے ہوسکتا ہے۔ چنانچہ یہ عقیدہ رکھنا کہ انبیاء اپنی اُمّت سے ممتاز ہوتے ہیں تو صرف علم کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل، اس میں بسا اوقات بظاہر اُمّتی مساوی (برابر) ہوجاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ مردود اور باطل ہے۔

3: مشکوٰۃ شریف میں حدیث پاک ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا۔ میری اُمّت میں

صحابہ کی مثال نمک کی سی ہے کیونکہ نمک کے بغیر کھانا درست نہیں ہوتا۔

مطلب یہ کہ جس طرح نمک کی قلیل مقدار کھانے کو درست کر دیتی ہے۔ اسی طرح صحابہ کرام قلیل تعداد میں ہونے کے باوجود تمام اُمّت کی اصلاح کا ذریعہ ہیں بلکہ کسی ایک صحابی کے وجود مسعود کو مسلمان رحمتوں کے نزول کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

☆اصحاب بیعت رضوان کی فضیلت:

ابوداؤد شریف کتاب السنۃ میں حدیث نمبر 1226 نقل ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ ان میں سے ایک بھی دوزخ میں نہیں جائے گا جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت رضوان کی تھی۔

☆بدری صحابہ کی فضیلت:

ابوداؤد کتاب السنۃ میں حدیث نمبر 1228 نقل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بدری صحابہ کو مطلع فرما دیا تھا کہ جو چاہو عمل کرو، میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔

جاں نثارانِ بدر و احد پہ لاکھوں درود
حق گزاران بیعت پہ لاکھوں سلام

☆کسی بھی صحابی سے بغض مت رکھو:

ترمذی شریف ابواب المناقب میں حدیث نمبر 1800 ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول محتشم ﷺ نے فرمایا۔ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کرام کو برا بھلا کہتے ہیں تو کہو تمہاری شرارت پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

ترمذی شریف کتاب المناقب میں حدیث نمبر 3888 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ میرے اصحاب کے حق میں خدا تعالیٰ کا خوف کرو، انہیں میرے بعد نشانہ نہ بناؤ، جس نے انہیں محبوب رکھا، میری محبت کی وجہ سے محبوب رکھا اور جس نے ان سے بغض رکھا، وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے۔ اس لئے اس نے ان سے بغض رکھا، جس نے انہیں ایذا دی، اس نے مجھے ایذا دی، جس نے مجھے ایذا دی۔ اس نے بے شک خدائے رحمن کو ایذا دی جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی گرفت کرے۔

کتاب امیر معاویہ صفحہ نمبر 28 پر مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ امام طبرانی، امام حاکم نے عویر ابن ساعدہ سے روایت کیا کہ نبی

پاک ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میری صحبت کے لئے میرے صحابہ کو پسند فرمایا۔ ان ہی صحابہ میں سے میرے انصار (مددگار)، وزراء چنے جو انہیں برا کہے، اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور لوگوں کی لعنت ہو، اللہ تعالیٰ اس کے فرائض ونوافل کو بھی قبول نہ فرمائے گا۔

☆ کتاب امیر معاویہ صفحہ نمبر 28 پر مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ حدیث نقل فرماتے ہیں کہ امام دیلمی علیہ الرحمہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کی بھلائی چاہتا ہے تو اس کے دل میں میرے تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کی محبت پیدا فرما دیتا ہے۔

محترم حضرات! تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی محبت ایمان کا جز ہے۔ ہر وہ صحابی جن کو حضور ﷺ سے نسبت حاصل ہے، ہمیں ان سے سچی محبت رکھنی چاہئے اور ان کی شان میں ذرہ برابر بھی بے ادبی سے بچنا چاہئے۔

جو لوگ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں۔ ان پر طعن کرتے ہیں، ان پر بہتان لگاتے ہیں، ان ظالموں پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور لوگوں کی بھی لعنت ہے۔ وہ لوگ بغض صحابہ کی وجہ سے دنیا میں ذلیل وخوار ہیں اور آخرت میں بھی ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

ذرا سوچئے! دشمنان صحابہ کی ان شرارتوں سے اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کو کتنی تکلیف پہنچتی ہوگی۔ حضور ﷺ کتنے ناراض ہوتے ہوں گے۔ دشمنان صحابہ روزِ محشر کس منہ سے محبوب کبریا ﷺ کی بارگاہ میں شفاعت کا سوال کریں گے۔

محترم حضرات! میری آپ سے گزارش ہے کہ جس طرح آپ حضور علیہ السلام اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی شان میں بے ادبی کرنے والوں کی صحبت و دوستی سے بچتے ہیں۔ اسی طرح صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بغض و عداوت اور ان پر طعن کرنے والوں کی بھی صحبت و دوستی سے بچیں کیونکہ اگر ہم صحابہ کرام علیہم الرضوان پر طعن کرنے والوں کی صحبت میں بیٹھیں گے تو اس سے صحابہ کرام کو کتنی تکلیف ہوگی اور روزِ محشر انہوں نے ہمیں پکڑ کر پوچھ لیا کہ ہم سے محبت کا دعویدار تھا اور ہمارے دشمنوں سے دوستی سے رکھتا تھا؟ اس وقت ہم کیا جواب دیں گے؟

محدث اعظم پاکستان علامہ مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ سے ملنے پولیس کا اعلیٰ افسر آیا اور جب ہاتھ ملانے کے لئے آگے بڑھایا تو محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ نے ہاتھ ملانے سے انکار کر دیا۔ دراصل وہ پولیس افسر رافضی تھا۔ جب محدث اعظم پاکستان نے ہاتھ نہ ملایا تو غصے میں آکر کہنے لگا۔ مولوی صاحب! مجھ سے ہاتھ ملانے کے لئے لوگ

دوڑتے ہوئے آتے ہیں اور آج میں خود چل کر آپ کے پاس آیا ہوں تو آپ ہاتھ کیوں نہیں ملا رہے ہے۔ یہ سن کر محدث اعظم پاکستان فرمانے لگے کہ اگر میں نے تجھ سے ہاتھ ملا لیا تو قیامت کے دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کیا جواب دوں گا؟ اگر انہوں نے پوچھ لیا کہ سردار احمد! اپنے آپ کو ہمارا ماننے والا کہتا تھا اور ہمارے دشمنوں سے ہاتھ ملاتا تھا تو میں ان کو کیا جواب دوں گا؟

یہ ہمارے اکابر تھے جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے محبت کرتے تھے اور اگر عداوت بھی رکھتے تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے ہی رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آج ان کا ذکر باقی ہے۔

ہمیں بھی چاہئے کہ ہم بھی ان کے نقش قدم پر چلنے والے بن جائیں۔ ہم اہلسنت کتنے خوش نصیب ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ سے محبت کرتے ہیں۔ انبیاء کرام، صحابہ کرام اور اہلبیت اطہار کی محبت بھی ہمارے سینوں میں ہے اور ائمہ اربعہ اور تمام اولیاء اللہ کی محبتوں سے ہمارا سینہ سرشار ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو انہی ہستیوں کی محبت میں زندہ رکھے اور اسی میں موت عطا فرمائے اور ان کی بے ادبی سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

شانِ امیر معاویہ

رضی اللہ عنہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ
صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورہ یونس آیت نمبر 64 کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر حق کو قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آج کی اس بابرکت محفل میں ہم ایک ایسی ہستی کا تعارف اور ان کے فضائل ومناقب بیان کریں گے۔ جن کا ذکر بہت کم کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے انہیں بہت شان وعظمت سے نوازا ہے۔ کوئی ان کو

کاتب وحی کہتا ہے، کوئی ان کو رازدار رسول کہتا ہے۔کوئی ان کو مومنوں کے ماموں جان کہتا ہے،کوئی ان کو عادل بادشاہ کہتا ہے،کوئی ان کو کریم کہتا ہے تو کوئی امیرالمومنین کہتا ہے۔

میری مراد مشہور صحابیٔ رسول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔آیئے آپ کے متعلق کچھ ایسی معلومات جسے سن کر ہمارا ایمان تازہ ہوجائے، بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

☆نام،لقب اورکنیت:

آپ کا اصل نام ''معاویہ'' ہے۔علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ عمدۃ القاری کتاب العلم جلد دوم صفحہ نمبر 69 پر فرماتے ہیں کہ''معاویہ'' نام کے بیس سے زائد صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں۔لغت میں معاویہ کے کئی معنی ہیں جن میں دو معنی ''بہادر''اور''بلند آواز''ہیں۔

نبی پاک ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ اگر کسی کا نام معنی درست نہ ہوتا تو آپ وہ نام تبدیل فرمادیتے مگر معاویہ وہ نام ہے جو نبی پاک ﷺ کی زبان حق ترجمان سے کئی مرتبہ ادا ہوا۔اسی نام سے پکار کر نبی پاک ﷺ نے آپ کو دعا سے نوازا اور آپ کا نام تبدیل نہ فرمایا۔

آپ کی کنیت ابوعبدالرحمن ہے۔آپ کا لقب ناصرلدین اللہ (اللہ کے دین کے مددگار) اور ناصرلحق اللہ (اللہ کے حق کے مددگار) ہے (تاریخ الخمیس، جلد 2،ص291)

☆ولادت:

الاصابہ جلد 6 صفحہ نمبر 120 پرامام ابن حجرعسقلانی فرماتے ہیں۔حضرت امیر معاویہ کی ولادت ظہورنبوت سے پانچ سال قبل تقریبا 604میں ہوئی۔

☆سلسلۂ نسب:

آپ کا سلسلۂ نسب والد کی طرف سے پانچویں پشت میں اور والدہ کی طرف سے بھی پانچویں پشت میں حضور ﷺ سے مل جاتا ہے لہذا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نسبی لحاظ سے حضور ﷺ کے قریبی اہل قرابت میں سے ہیں۔

☆قبول اسلام:

مفتی احمد یارخان نعیمی علیہ الرحمہ اپنی کتاب امیر معاویہ کے صفحہ نمبر 41 پر فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خاص صلح حدیبیہ کے دن 7 ہجری میں اسلام لائے مگر مکہ والوں کے خوف سے اپنا اسلام چھپائے رہے۔پھر فتح مکہ کے دن اپنا اسلام ظاہر فرمایا۔

☆والدین کا تعارف اور قبول اسلام

زرقانی شریف جلد دوم صفحہ نمبر 440 پر ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور والدہ حضرت ہند رضی اللہ عنہا نے فتح مکہ (8 ہجری) بمطابق (629ء) کے روز سید دوعالم ﷺ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا۔

السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ نمبر 469 پر ہے کہ فتح مکہ کے دن نبی پاک ﷺ نے حضرت ابوسفیان ﷺ کے گھر کو ''دارالامان'' یعنی امن کا گھر قرار دے کر آپ رضی اللہ عنہ کو خصوصی امتیاز سے نوازا۔

مسلم کتاب المناقب حدیث نمبر 168 پر ہے کہ ایک موقع پر حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! میری تین باتیں قبول فرمائیے۔ پہلی بات میری بیٹی ام حبیبہ کا نکاح آپ سے کرتا ہوں۔ دوسری بات معاویہ کو اپنا کاتب بنالیجئے۔ تیسری بات یہ ہے کہ مجھے لشکر کا امیر مقرر فرمادیجئے تاکہ میں کفار سے ایسے لڑوں جیسے مسلمانوں سے لڑتا تھا۔

نبی پاک ﷺ نے ہر سوال پر اپنی رضامندی کا اظہار فرمایا۔

☆حضرت ہند رضی اللہ عنہا کی

رسول اللہ ﷺ سے محبت:

حضرت ہند رضی اللہ عنہا نے بھی قبول اسلام کے بعد اپنی تمام تر کوششیں دین اسلام کی سربلندی میں صرف فرمائیں۔ آپ بھی صحابیات کی مبارک صف میں شامل ہوگئیں اور حضور ﷺ کو سارے جہاں سے بڑھ کر چاہنے لگیں۔

بخاری شریف میں حدیث نمبر 3825 پر ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ حضرت ہند رضی اللہ عنہا، نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! اسلام لانے سے قبل روئے زمین پر آپ کے گھر والوں سے زیادہ کسی گھر والوں کا رسوا ہونا مجھے محبوب نہ تھا مگر اب حال یہ ہے کہ روئے زمین پر آپ کے گھر والوں سے زیادہ کسی گھر والوں کا عزت دار ہونا مجھے پسند نہیں۔

تاریخ ابن عساکر جلد نمبر 70 صفحہ نمبر 184 پر نقل ہے کہ جب حضرت ہند رضی اللہ عنہا اسلام لائیں تو اپنی خادمہ کے ہاتھ نبی پاک ﷺ کی خدمت میں بکری کے دو بھنے ہوئے بچے بطور ہدیہ بھیجے۔

اس وقت حضور ﷺ وادئ ابطح میں جلوہ گر تھے۔ خادمہ آپ ﷺ کے خیمہ کے قریب پہنچی۔ سلام عرض کیا اور خیمہ میں داخل ہونے کی اجازت طلب

کی۔اجازت ملنے پر خدمت اقدس میں حاضر ہوئی تو اس وقت حضور ﷺ کی بارگاہ میں حضرت ام سلمہ، حضرت میمونہ اور بنو عبدالمطلب کی بعض خواتین بھی حاضر تھیں۔

خادمہ نے عرض کیا کہ میری مالکہ حضرت ہند رضی اللہ عنہا نے یہ ہدیہ آپ کی بارگاہ میں بھیجا ہے اور انہوں نے آپ سے معذرت چاہتے ہوئے عرض کی ہے کہ ان دنوں ہماری بکریوں نے تھوڑے بچے جنے ہیں (ورنہ آپ کی شان کے لائق ہدیہ بھیجا جاتا، بہرحال یہ معمولی ہدیہ حاضر خدمت ہے) سید عالم ﷺ نے حضرت ہند کو دعا سے نوازا۔اللہ تعالیٰ تمہاری بکریوں میں برکت فرمائے اور ان میں اضافہ فرمائے۔اس کے بعد وہ خادمہ اپنی مالکہ حضرت ہند کے پاس واپس آئی اور بارگاہ رسالت سے ملنے والی دعا کی خبر سنائی۔حضرت ہند دعائیہ کلمات کو سن کر نہایت خوش ہوئیں۔ان کی خادمہ کہتی ہیں کہ اس کے بعد ہماری بکریوں کی تعداد میں ایسی کثرت اور زیادتی ہوئی جو اس سے قبل ہم نے نہ دیکھی تھی۔حضرت ہند فرماتی تھیں۔یہ نبی پاک ﷺ کی دعائے برکت کا نتیجہ ہے اور یہ فرماتیں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں اسلام کی طرف ہدایت فرمائی۔

معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے والدین پکے سچے مومن اور مرتبۂ صحابیت پر فائز تھے۔ان کی تعظیم وتکریم ہمارے ایمان میں داخل ہے اور

ان کی بے ادبی اور گستاخی دوزخ کا راستہ ہے۔

☆حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی صورت وسیرت:

البدایہ والنہایہ جلد 5 صفحہ نمبر 223 پر نقل ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دراز قامت تھے۔ آپ کا رنگ سفید، خوبصورت اور شخصیت رعب دار تھی۔ سر اور داڑھی میں مہندی لگایا کرتے تھے۔ جس کے رنگ کے سبب آپ کی داڑھی سونے کی طرح معلوم ہوتی تھی۔

☆سرکار ﷺ سے سسرالی رشتہ:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، نبی پاک ﷺ کے حقیقی سالے ہیں کیونکہ آپ کی حقیقی بہن سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، سرور کونین ﷺ کی زوجہ ہیں۔ مثنوی شریف میں مولانا روم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضور ﷺ کی زوجہ اور مومنوں کی ماں ہیں اور حضرت امیر معاویہ ان کے حقیقی بھائی ہیں لہذا آپ تمام مومنوں کے ماموں جان ہیں۔

☆احادیث کی روشنی میں

فضائل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ:

1: تاریخ ابن عساکر جلد 59 صفحہ نمبر 89 پر نقل ہے کہ حضرت ابوالدرداء

رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ ایک دن حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ چار پائی پر سو رہے تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت ام حبیبہ سے فرمایا۔ یہ کون ہے؟ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی۔ یہ میرے بھائی معاویہ ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کیا تم ان سے محبت کرتی ہو؟ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی۔ یقیناً میں ان سے محبت کرتی ہوں۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ان سے محبت کرو، بے شک میں معاویہ سے محبت کرتا ہوں اور اس شخص سے بھی محبت کرتا ہوں جو معاویہ سے محبت کرے اور جبریل ومیکائیل بھی معاویہ سے محبت رکھتے ہیں۔اے ام حبیبہ! اللہ تعالیٰ جبریل ومیکائیل سے بھی بڑھ کر معاویہ سے محبت فرماتا ہے۔

2: ریاض النضرہ باب ثانی جلد اول صفحہ نمبر 36 پر حدیث شریف نقل ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن سرور کونین ﷺ نے عشرہ مبشرہ کے فضائل بیان فرمائے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھی یوں ذکر فرمایا۔معاویہ بن ابی سفیان میرے رازداروں میں سے ہیں جس نے ان تمام سے محبت کی، وہ نجات پا گیا اور جس نے ان سے بغض رکھا، ہلاک ہو گیا۔

3: مسند الفردوس باب الیاء جلد 5 صفحہ نمبر 393 پر حدیث نمبر 8530

نقل ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ ایک دن سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ابھی تمہارے درمیان ایک شخص آئے گا، وہ جنتی ہے (اتنے میں) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ داخل ہوئے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا۔ معاویہ میں تم سے ہوں اور تم مجھ سے ہو پھر آپ نے دو انگلیاں (درمیانی اور اس کے ساتھ والی) ملا کر فرمایا۔ تم جنت کے دروازے پر میرے ساتھ اس طرح ہو گے۔

4: تاریخ ابن عساکر جلد 59 صفحہ نمبر 92 پر حدیث نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بروز قیامت (آپ کے بھائی) معاویہ کو اس طرح اٹھائے گا کہ ان پر نور کی چادر ہوگی۔

5: تاریخ ابن عساکر جلد 59 صفحہ نمبر 90 پر حدیث نقل ہے کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا۔ اے معاویہ جو تیری فضیلت میں شک کرے، وہ قیامت کے روز یوں اٹھایا جائے گا کہ اس کے گلے میں آگ کا طوق ہوگا۔

6: طبرانی معجم الاوسط جلد اول صفحہ نمبر 497 پر حدیث نمبر 1838 نقل ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس جلوہ گر تھے۔ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ حضور ﷺ نے

فرمایا دیکھو کون ہے؟ عرض کی' معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ انہیں بلالو، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے کان پر قلم رکھا ہوا تھا جس سے آپ کتابت فرمایا کرتے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: معاویہ! تمہارے کان پر قلم کیسا ہے؟ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ میں اس قلم کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے تیار رکھتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تمہارے نبی کی طرف سے تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ میری خواہش ہے کہ تم صرف وحی کی کتابت کیا کرو اور میں ہر چھوٹا بڑا کام اللہ تعالیٰ کی وحی سے ہی کرتا ہوں۔ تم کیسا محسوس کرو گے جب اللہ تمہیں پوشاک پہنائے گا؟ یعنی خلافت عطا فرمائے گا۔ (یہ بات سن کر) حضرت ام حبیبہ اٹھیں اور حضور ﷺ کے روبرو بیٹھ کر عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ کیا اللہ میرے بھائی کو خلافت عطا فرمائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! لیکن اس میں آزمائش ہے۔ آزمائش ہے، آزمائش ہے۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ ان کے لئے دعا فرما دیجئے۔ نبی پاک ﷺ نے دعا کی۔ اے اللہ! معاویہ کو ہدایت پر ثابت قدمی عطا فرما۔ انہیں ہلاکت سے محفوظ فرما اور دنیا و آخرت میں ان کی

مغفرت فرما۔

☆ آپ کو لکھنا محبوب خدا ﷺ نے سکھایا:

کتاب الشفاء جلد اول صفحہ نمبر 357 پر نقل ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن میں نبی پاک ﷺ کے سامنے لکھ رہا تھا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: دوات میں صوف (کپڑا) ڈالو اور قلم کو ٹیڑھا کاٹو اور ''بسم اللہ'' کی 'ب'' کھڑی لکھو اور ''س'' کے دندانے جدا جدا رکھو اور ''میم'' کے دائرے کو بند نہ کرو اور اسم ''اللہ'' خوبصورت لکھو، لفظ ''رحمن'' بھی واضح اور خوبصورت لکھو اور لفظ ''رحیم'' بھی عمدہ اور اچھا لکھو۔

☆ شیطان نے نماز کے لئے جگایا:

مثنوی معنوی مع شرح بحر العلوم دفتر دوم صفحہ نمبر 328 پر علامہ جلال الدین رومی علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں۔ ایک روز آپ رضی اللہ عنہ کے محل میں داخل ہو کر کسی نے آپ کو فجر کے لئے بیدار کیا تو آپ نے دریافت فرمایا تو کون ہے؟ اور کس کے لئے تو نے مجھے جگایا ہے؟ تو اس نے جواب دیا۔ اے امیر معاویہ! میں شیطان ہوں۔ آپ نے حیران ہو کر پوچھا اے شیطان! تیرا کام تو انسان سے گناہ کروانا ہے اور تو نے مجھے نماز کے لئے جگا کر مجھے نیک عمل کرنے کا موقع

دیا، اس کی کیا وجہ ہے؟

تو شیطان حیلوں بہانوں سے بات ٹالنے لگا، کبھی اپنے نیک ہونے کا دعویٰ کرتا اور کبھی کہتا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کر لی ہے۔ کبھی کہتا کہ میں نیکی کی دعوت دینا پسند کرتا ہوں تو کبھی کہتا کہ میں تو ہمیشہ سے ہی نیک ہوں، مگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑے رکھا اور جب تک حقیقت حال سے آگاہ نہ ہوئے، نہ چھوڑا۔ بالاخر اس مردود نے بتا ہی دیا کہ اے امیر المومنین! میں جانتا ہوں کہ اگر سوتے رہنے میں آپ کی نماز فجر قضا ہو جاتی تو آپ خوف خدا سے اس قدر روتے اور اس کثرت سے توبہ واستغفار کرتے کہ خدا کی رحمت کو آپ کی بے قراری و گریہ وزاری پر رحم آ جاتا اور وہ آپ کی قضاء نماز قبول فرما کر ادا نماز سے ہزاروں گنا زیادہ اجر وثواب عطا فرما دیتا چونکہ مجھے خدا کے نیک بندوں سے بغض وحسد ہے، اس لئے میں نے آپ کو جگا دیا تا کہ آپ کو زیادہ ثواب نہ مل سکے۔

☆ اصلاح کرنے والے کو تخت پر بٹھایا:

طبرانی شریف اور مسند ابو یعلیٰ میں یہ واقعہ نقل ہے کہ حضرت ابو قبیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن منبر پر چڑھے اور

اپنے خطبہ میں فرمایا۔ یہ (اجتماعی) مال ہمارا ہے اور خراج کا مال اور مال غنیمت ہمارا ہے، جسے چاہیں گے، دیں گے، جسے چاہیں گے، نہیں دیں گے، اس پر کسی نے کچھ نہیں کہا۔

اگلے جمعہ کو بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے پھر یہی بات کہی، اس پر بھی کسی نے کچھ نہیں کہا۔

جب تیسرا جمعہ آیا تو پھر انہوں نے (خطبہ میں) یہی بات کہی تو حاضرین مسجد میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا ہرگز نہیں۔ یہ (اجتماعی) مال ہمارا ہے اور یہ خراج کا مال اور مال غنیمت بھی ہمارا ہے لہذا جو ہمارے اور اس کے درمیان حائل ہوگا، ہم اپنی تلواروں سے اس کو اللہ کے فیصلہ کی طرف لے جائیں گے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (منبر سے) نیچے اتر آئے اور اس آدمی کو بلانے کے لئے پیغام بھیجا (اور جب وہ آ گیا تو) اسے اندر بلا لیا۔ لوگ کہنے لگے۔ یہ آدمی تو ہلاک ہو گیا۔ پھر لوگ اندر گئے تو انہوں نے دیکھا کہ وہ آدمی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا۔ اس آدمی نے مجھے زندہ کر دیا۔ اللہ اسے زندہ رکھے، میں نے رسول پاک ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میرے بعد

ایسے امیر ہوں گے کہ اگر وہ کوئی (غلط) بات کہیں گے تو کوئی ان کی تردید نہ کر سکے گا۔ وہ آگ میں ایک دوسرے پر ایسے اندھا دھند گریں گے جیسے (کسی درخت کے اوپر سے) بندر ایک دوسرے پر چھلانگ لگاتے ہیں، چنانچہ میں نے پہلے جمعہ کو یہ (غلط) بات (جان بوجھ کر) کہی تھی۔ کسی نے میری تردید نہیں کی۔ جس سے مجھے ڈر ہوا کہ کہیں میں (آگ میں گرنے والے) ان امیروں میں سے نہ ہوں۔ پھر میں نے اپنے دل میں کہا۔ میں تو ضرور ان ہی امیروں میں سے ہوں، پھر میں نے تیسرے جمعہ کو وہی بات تیسری مرتبہ کہی تو اس آدمی نے کھڑے ہو کر میری تردید کی۔ اس طرح اس نے مجھے زندہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اسے زندہ رکھے۔

محترم حضرات! یہ شان ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کہ سرعام آپ کی غلطی کی نشاندہی کرنے والے کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور موجودہ حکمرانوں میں سے کوئی ہوتا تو قتل کروا دیتا۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ سے کس قدر ڈرتے تھے کہ آپ جان بوجھ کر یہ بات کہہ کر معلوم کرنا چاہتے تھے کہ کہیں میرا شمار دوزخ میں گرنے والے امیروں میں تو نہیں؟

لہذا معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا شمار جنتی حضرات میں ہوتا

ہے۔

☆امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اہلبیت اطہار سے محبت:

1: صواعق محرقہ میں امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ امام ابن عساکر نے روایت کی کہ جنگ (صفین) کے زمانہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت عقیل رضی اللہ عنہ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے کہا۔ مجھے کچھ روپیہ کی ضرورت ہے، آپ دیجئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ابھی نہیں ہیں۔ آپ نے عرض کیا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلا جاؤں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جاؤ، حضرت عقیل رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کا بڑا احترام کیا اور ایک لاکھ نذرانہ پیش کیا۔

2: طبقات ابن سعد جلد 6 ص 409 پر نقل ہے کہ حضرت محمد بن ابو یعقوب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جب بھی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملاقات فرماتے تو مرحباً و اہلاً یا بن رسول اللہ یعنی خوش آمدید اے ابن رسول اللہ کہتے ہوئے ان کا استقبال فرماتے اور حضرت امام

حسین رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں تین لاکھ درہم پیش کرنے کا حکم ارشاد فرماتے۔

اور امام حسن رضی اللہ عنہ کے لئے بھی تین لاکھ درہم پیش کرنے کا حکم ارشاد فرماتے۔

3: تاریخ ابن عساکر جلد 14 صفحہ نمبر 206 پر نقل ہے کہ حضرت علامہ ابوالقاسم علی بن حسن شافعی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مرض وصال میں اپنے بیٹے یزید کو بلا کر وصیتیں کی تھیں۔ ان میں ایک وصیت یہ تھی کہ نواسہ رسول امام حسین رضی اللہ عنہ پر احسان ومروت کی نظر رکھنا کیونکہ وہ لوگوں میں بہت مقبول ہیں۔ ان کے ساتھ صلہ رحمی کرنا اور ان سے نرمی کرنا ہی تمہارے لئے بہتر ہے۔

محترم حضرات! حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، اہلبیت اطہار سے بے حد محبت فرماتے تھے۔ ان کی مالی مدد بھی فرمایا کرتے تھے حتیٰ کہ آخری وقت میں اپنے بیٹے یزید کو وصیت بھی کی کہ نواسہ رسول پر احسان ومروت کی نظر رکھنا۔ اب والد کی وصیت ونصیحت کے باوجود بیٹا ان کے انتقال کے بعد ظلم وستم کا بازار گرم کرے تو اس میں والد ماجد کا کیا قصور؟

☆تبرکات رسول سے امیر معاویہ کی محبت:

تاریخ الخلفاء صفحہ نمبر 185 پر نویں صدی کے مجدد امام جلال الدین سیوطی

علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس نبی اکرم ﷺ کا کرتا، ایک تہبند، ایک چادر اور چند موئے مبارک تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت وصیت فرمائی کہ مقدس کپڑوں میں مجھے کفن دیا جائے اور ناخن شریف وموئے مبارک میرے منہ اور ناک پر رکھ دیئے جائیں اور میرے سینے پر پھیلا دیئے جائیں اور پھر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر دیا جائے۔

محترم حضرات! صحابہ کرام علیہم الرضوان! اپنے آقا و مولا ﷺ سے نسبت رکھنے والی چیزوں کا کس قدر احترام کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ان تبرکات کو اپنی بخشش کا ذریعہ سمجھتے تھے۔

☆وصال کے وقت عاجزی:

لباب الاحیاء صفحہ نمبر 352 پر نقل ہے کہ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ مجھے بٹھاؤ۔ جب آپ کو بٹھایا گیا تو آپ اللہ کا ذکر و تسبیح کرنے لگے پھر روتے ہوئے (اپنے آپ سے) فرمایا۔ اے معاویہ! اب بڑھاپے اور کمزوری کے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر یاد آیا۔ اس وقت کیوں یاد نہ آیا۔ جب جوانی کی شاخ تر و تازہ تھی۔ یہ کہنے کے بعد آپ اس قدر روئے کہ آپ کی آواز بلند ہوگئی اور بارگاہ الٰہی میں عرض کرنے لگے۔

اے میرے رب! اس گناہ گار سخت دل بوڑھے پر رحم فرما۔ اے اللہ! میری لغزش سے درگزر فرما۔ میری خطا معاف فرما اور اپنے حلم و بردباری سے اس بندے کو اپنی طرف لوٹا جو تیرے علاوہ کسی سے امید نہیں رکھتا اور نہ ہی تیرے سوا کسی پر بھروسہ رکھتا ہے۔

عزیزان گرامی! یہ وہ ہستی ہیں جنہوں نے ساری زندگی اطاعت الٰہی، اطاعت رسول اور اسلام کی سربلندی میں گزاری مگر وصال کے وقت کتنی عاجزی فرما رہے ہیں کہ میں نے کچھ نہیں کیا۔ کچھ نہیں کیا۔ یہ ہماری تعلیمات کے لئے ہے کہ تم بھی اپنی زندگی کو غنیمت جان کر اپنے رب کو راضی کر لو۔

☆وصال مبارک:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وصال 4 رجب المرجب 60ھ بروز جمعرات ملک شام کے مشہور شہر دمشق میں ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر 78 برس تھی۔

البدایہ والنہایہ میں ہے کہ آپ کی نماز جنازہ صحابی رسول حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ دمشق میں باب الصغیر کے پاس آپ کا مزار پرانوار ہے۔

☆مولا علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد:

حکومت معاویہ کو برا نہ سمجھو:

دلائل النبوہ للبیہقی جلد 6 صفحہ نمبر 466 پر نقل ہے کہ مولا علی رضی اللہ عنہ نے جنگ صفین سے واپسی پر فرمایا۔ امیر معاویہ کی حکومت کو برا نہ سمجھو۔ اللہ کی قسم! جب وہ نہیں ہوں گے تو سر کٹ کٹ کر اندرائن کے پھلوں کی طرح زمین پر گریں گے۔

☆امیر معاویہ پر طعن کرنے والا:

نسیم الریاض جلد 4 صفحہ نمبر 525 پر حضرت علامہ شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمہ نے نقل فرمایا جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے، وہ جہنم کے کتوں میں سے ایک کتا ہے۔

☆افضلیت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ:

کتاب امیر معاویہ صفحہ نمبر 37 پر مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ کسی نے مشہور محدث حضرت عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ میں سے کون افضل ہے تو آپ نے فرمایا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے

گھوڑے کی ناک کا غبار جو سید عالم ﷺ کے ساتھ جہاد کے موقع پر واقع ہوا، وہ عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ سے ہزار گنا زیادہ اچھا ہے۔ کیوں نہ ہو، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام الانبیاء ﷺ کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درجات کو بلند فرمائے۔ ان کے مزار پرانوار پر اپنی رحمت ورضوان کی بارش فرمائے اور ہمیں ان کی محبت میں زندہ رکھے اور انہی کی محبت میں موت دے اور گستاخان صحابہ کے شر سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

شہادت اور شہید کے فضائل

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَن يُّقْتَلُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِن لَّا تَشْعُرُوْنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ بقرہ سے آیت نمبر 154 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات! آج کی اس بابرکت محفل میں ہم شہادت اور شہید کی

فضیلت بیان کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔شہید کو اللہ تعالیٰ نے بہت بلند مقام عطا فرمایا ہے۔انہیں شہادت کے بعد ابدی زندگی اور رزق سے نوازا جاتا ہے۔ہمیں انہیں مردہ کہنے اور مردہ گمان کرنے سے منع کیا گیا ہے۔پہلے زبان پر پابندی لگائی گئی کہ شہید کو مردہ نہ کہو۔چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

ترجمہ:اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں،انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔

اس کے بعد شہید کو مردہ گمان کرنے پر پابندی لگا دی گئی۔

القرآن: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ○ (سورۂ آل عمران،آیت 169)

ترجمہ:اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے،ہرگز انہیں مردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں،روزی پاتے ہیں۔

☆ شہید کی تعریف:

بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ نمبر 209 پر مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے

ہیں کہ شہید اس مسلمان عاقل بالغ طاہر کو کہتے ہیں جو بطور ظلم آلۂ جارح سے قتل کیا گیا اور نفس قتل سے مال نہ واجب ہوا ہو اور کوئی دنیا سے نفع نہ اٹھایا ہو۔

☆شہید کا معنی:

شہادت بمعنیٰ گواہی یعنی جس کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کیا جاتا ہے، اسے گواہی کا منصب ملتا ہے۔

1۔شہید بوقت شہادت رب تعالیٰ کا دیدار کرتا ہے تو اس کا گواہ بن جاتا ہے۔

2۔شہید بوقت شہادت اپنا اجر وثواب دیکھ رہا ہوتا ہے، تو اس کا گواہ بن جاتا ہے۔

3۔شہید بوقت شہادت جنت میں اپنا مقام دیکھ رہا ہوتا ہے تو اس مقام کا گواہ بن جاتا ہے۔

4۔شہید بوقت شہادت اپنے خون کا قطرہ قبولیت کے مقام پر دیکھ رہا ہوتا ہے تو اس مقام کا گواہ بن جاتا ہے۔

☆شہید کی دو اقسام ہیں:

1۔شہید حقیقی

شہید حقیقی وہ ہے جس کو ظلماً قتل کیا گیا۔

شہید حکمی:

جو ظلماً قتل نہ کیا گیا ہو، مگر قیامت کے دن شہیدوں کے حکم میں اٹھایا جائے گا وہ شہید حکمی ہے۔ شہید حکمی کے متعلق مؤطا امام مالک میں حدیث نمبر 563 ہے جو طاعون میں مرا، ڈوب کر مرا، پیٹ کی بیماری میں مرا، ذات الجنب، جل کر مرا، جس پر دیوار گرے (جس سے اس کا انتقال ہوا) اور عورت کے بچہ ہونے یا کنوارے پن میں مرجائے (شہید حکمی ہیں)

☆ شہید حکمی کی مزید فہرست بہارِ شریعت حصہ چہارم صفحہ نمبر 208 پر مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں۔ سل کی بیماری، سواری سے گر کر، مرگی میں، بخار میں، مال و جان، اہل یا کسی کے حق کو بچانے میں قتل کیا گیا، کسی درندے نے پھاڑ کھایا، کسی بادشاہ نے ظلماً قید کیا یا مارا اور مر گیا۔ موذی جانور کے کاٹنے، علم دین کی طلب میں مرا، موذن کہ طلب ثواب کے لئے اذان کہتا ہو اور اپنے بال بچوں کے لئے حلال کمائی کی کوشش کرے۔

☆ شہید کی فضیلت احادیث کی روشنی میں سماعت فرمائیں

حدیث شریف = ترمذی شریف کتاب فضائل جہاد میں حدیث نمبر 1663 نقل ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ بے شک شہید کے لئے اللہ تعالیٰ کے دربار میں چھ انعامات ہیں۔

1۔اس کے بدن سے خون نکلتے ہی اس کی بخشش کردی جاتی ہے۔

2۔جنت میں وہ اپنا ٹھکانہ دیکھ لیتا ہے اور اسے ایمان کے زیور سے آراستہ کردیا جاتا ہے۔

3۔حوروں سے اس کا نکاح کرادیا جاتا ہے۔

4۔عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے۔

5۔قیامت کی ہولناکی سے امن میں رہتا ہے۔

6۔اس کے سر پر یاقوت کا تاج عزت پہنایا جاتا ہے۔ جو دنیا ومافیہا سے بہتر ہوتا ہے۔

بہتر (72) حوروں سے اس کا نکاح کرادیا جاتا ہے اور یہ کہ اس کے اقرباء سے ستر (70) کے حق میں اسے شفیع (شفاعت کرنے والا) بنایا جائے گا۔

☆راہ خدا میں جان دینے کی لذت:

حدیث شریف = امام حاکم علیہ الرحمہ اپنی مستدرک کے کتاب الجہاد میں حدیث نمبر 2452 نقل فرماتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اہل جنت میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا تو رب تعالیٰ اس سے فرمائے گا ''تونے اپنے مسکن کو کیسا پایا؟ وہ عرض کرے گا، سب سے بہتر...... پھر رب تعالیٰ فرمائے گا، کچھ اور مانگ؟ کوئی تمنا کر؟ وہ عرض کرے گا، میں کیا مانگوں اور کس چیز کی تمنا کروں؟ پھر وہ شہادت کی فضیلت دیکھتے ہوئے عرض کرے گا۔ بس! میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ مجھے دنیا میں واپس بھیج دے تا کہ مجھے تیری راہ میں دس مرتبہ قتل کیا جائے۔

حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جو لذت جو مزہ راہ خدا میں جان کا نذرانہ پیش کرنے میں ہے، وہ مزہ کسی دوسری شے میں نہیں ہے۔

ایک دوسری حدیث جس کو امام طبرانی علیہ الرحمہ نے معجم الاوسط میں حدیث نمبر 1998 نقل فرمایا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب بندے حساب کے لئے کھڑے ہوں گے تو ایک قوم اپنی تلواریں اپنی گردنوں پر رکھے ہوئے آئے گی جن پر خون بہہ رہا ہوگا اور جنت کے دروازے پر آ کر بھیڑ کر دے گی۔ پوچھا جائے گا؟ یہ کون ہیں؟ جواب دیا جائے گا، یہ شہداء ہیں جو زندہ تھے اور رزق دیئے جاتے تھے۔

☆حیات شہداء کی کیفیت:

شہداء کی حیات حقیقی ہے اور جسم اور روح کے ساتھ ہے لیکن ہم اس زندگی میں اس کا ادراک نہیں کر سکتے۔ اس کا استدلال اس آیت سے ہے عِنۡدَ رَبِّہِمۡ یُرۡزَقُوۡنَ انہیں ان کے رب کے پاس رزق دیا جاتا ہے۔ نیز صرف روحانی حیات میں شہداء کی کوئی تخصیص نہیں ہے کیونکہ یہ حیات تو عام مسلمانوں کو بھی مرنے کے بعد حاصل ہوتی ہے، پھر ان کا دوسروں سے کیا امتیاز ہوگا؟

شہداء کے اجسام شہادت کے بعد بھی باقی رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اجسام زندہ رکھتا ہے اور گلنے سڑنے سے محفوظ رکھتا ہے اور شہادت کے بعد بھی ان کے اجسام حتیٰ کہ ان کے کفن بھی تروتازہ رہتے ہیں اور ان کے زخم بھی اسی طرح خون آلود رہتے ہیں۔

امام ملا علی قاری علیہ الرحمہ مشکوٰۃ کی شرح مرقات جلد چہارم صفحہ نمبر 72 مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان میں لکھتے ہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں حضرت عبدالرحمن بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ خبر پہنچی کہ حضرت عمرو بن الجموح انصاری اور حضرت عبداللہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہما ان دونوں کی قبروں تک سیلاب کا پانی پہنچ گیا تھا۔ یہ دونوں جنگ احد میں شہید ہوئے تھے

اور ایک قبر میں مدفون تھے۔ ان کی قبر کھودی گئی تا کہ ان کی قبر کی جگہ تبدیل کی جاسکے۔ جب ان کی قبر کو کھولا گیا تو ان کے اجسام میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی ۔یوں لگتا تھا جیسے کل ہی شہید ہوئے ہوں۔ان میں سے ایک زخمی تھے اور تدفین کے وقت ان کا ہاتھ زخمی تھا اور جب قبر کھولی گئی تو بھی اسی طرح ہاتھ زخمی تھا۔ جب ان کا ہاتھ زخم سے ہٹا کر چھوڑا گیا تو پھر زخم تر و تازہ ہو گیا۔ان دو صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تدفین کے 46 برس بعد قبر میں ان کا یہ عالم تھا۔

محترم حضرات! ذرا غور تو کیجئے وصال کے بعد جن کے غلاموں کی حیات کا یہ عالم ہو تو ان کے آقا و مولا ﷺ کی حیات کا کیا عالم ہوگا۔

شہید کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے سات درجات نصیب ہوتے ہیں چنانچہ مسند امام زید میں حدیث نمبر 675 نقل ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔شہید کو سات درجات ملیں گے۔ان میں سب سے پہلا درجہ یہ ہوگا کہ وہ جنت میں اپنے مقام کو اپنی روح نکلنے سے پہلے دیکھ لے گا اور روح کا نکلنا اس کے لئے آسان ہوگا۔

دوسرا یہ کہ جنت کی حوروں سے تعلق رکھنے والی اس کی بیوی اس کے سامنے آئے گی اور یہ کہے گی۔اے اللہ کے دوست تمہیں خوشخبری ہو۔اللہ تعالیٰ کی قسم جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، وہ اس سے بہتر ہے جو تمہارے گھر والوں کے

پاس ہے۔

تیسرا یہ کہ جب ان کی جان نکلے گی، اس کے جنت کے خادم اس کے پاس آئیں گے اور وہ اس کو غسل دیں گے۔ اس کو کفن دیں گے اور اسے جنت کی خوشبو لگائیں گے۔

چوتھا یہ کہ کسی بھی مسلمان کی جان اتنی آسانی سے نہیں نکلتی، جتنی کہ شہید کی جان آسانی سے نکلتی ہے۔

پانچواں یہ کہ جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے زندہ کرے گا تو اس کے زخموں میں سے مشک کی خوشبو نکل رہی ہوگی اور قیامت کے دن شہید لوگ اپنی خوشبو کی وجہ سے پہچانے جائیں گے۔

چھٹا یہ کہ رحمن کریم کے عرش کے قریب قدر و منزلت کے اعتبار سے شہداء سے زیادہ اور کوئی نہیں ہوگا۔

ساتواں یہ کہ لوگ ہر جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ کی زیارت کے لئے جائیں گے اور یہ کہ جب یہ واپس آئیں گے تو کہا جائے گا یہ رحمن کریم کے ملاقاتی ہیں۔

☆ شہید کا عمل قیامت تک بڑھتا رہتا ہے:

ترمذی شریف میں حدیث نمبر 1674 ہے کہ حضرت فضالہ بن عبید رضی

اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ ہر مرنے والے کے عمل پر مہر لگادی جاتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے مرنے والے کا عمل قیامت تک بڑھتا رہتا ہے اور وہ قبر کے فتنہ سے محفوظ رہتا ہے۔

☆محبوب خدا ﷺ کی شہادت کی خواہش:

بخاری شریف اور مسلم شریف دونوں کتب میں یہ حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ اس کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں۔

سبحان اللہ! محترم حضرات! نبیوں کے سلطان ﷺ جیسی عظیم ہستی تمنا کر رہی ہے کہ مولا! میں تیری راہ میں شہید ہو جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، تین مرتبہ یہ کلمات ارشاد فرمانا یہ ثابت کر رہا ہے کہ نبی پاک ﷺ شہادت کی خواہش رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ خواہش رکھیں اور ان کا رب ان کی خواہش کو پورا نہ فرمائے، ایسا کیسے ہوسکتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی خواہش کو اس طرح پورا کیا۔

محبوب ﷺ خواہش رکھیں اور ان کا رب ان کی خواہش کو پورا نہ فرمائے۔ ایسا کیسے ہوسکتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی خواہش کو اس طرح پورا کیا۔

بخاری شریف کتاب المغازی میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جس مرض میں آپ ﷺ نے وفات پائی، اس مرض میں فرماتے تھے۔ اے عائشہ رضی اللہ عنہا! وہ زہر آلود کھانا جو میں نے خیبر میں کھایا تھا، اس کا درد میں ہمیشہ محسوس کرتا رہا ہوں۔ اس وقت میں اس زہر کے سبب اپنی رگ جان کو کٹتے ہوئے محسوس کرتا ہوں۔

محدثین فرماتے ہیں کہ سرور کونین ﷺ کا وصال اس زہر کے سبب ہوا جو خیبر کے موقع پر یہودیہ عورت نے دیا تھا۔ یوں منصب شہادت نے حضور ﷺ کے قدموں کو چوما لہٰذا حضور ﷺ بھی شہید ہیں۔

محترم حضرات! آج ہمارے دلوں میں جذبۂ جہاد سرد پڑ گیا۔ شہادت حاصل کرنے کا جو جذبہ ہمارے اسلاف کے دلوں میں ہوا کرتا تھا، اب وہ جذبہ ہم میں نہیں رہا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ دنیا کی محبت ہمارے دلوں میں گھر کر گئی۔ ہم مال و دولت، جاہ و حشمت، والدین، بیوی، بچوں اور خوبصورت مکانات کی محبت میں گم ہو گئے۔ ہم نے اس دنیا کو ہی سب کچھ سمجھ لیا ہے مگر ہمارے اسلاف نے

ہمیشہ اسلام کی سربلندی اور شہادت کا منصب حاصل کرنے کے لئے اپنے مال و دولت، جاہ وحشمت، والدین، بیوی، بچے اور خوبصورت مکانات حتیٰ کہ اپنی جان کی بھی پرواہ نہ کی۔ ادھر منادی ندا دیتا، کون ہے جو جہاد پر نکلے۔ ادھر دوسرے لمحے اپنا سب کچھ چھوڑ کر جان قربان کرنے کے لئے گھروں سے نکل جایا کرتے تھے۔ آج اگر ہمارے دل میں بھی وہ جذبہ بیدار ہوجائے تو دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت مسلمانوں کو زیر نہیں کرسکتی۔

آج جو مسلمانوں کا رعب و دبدبہ کم ہوگیا، اس کی بنیادی وجہ جذبۂ جہاد کا سرد ہونا ہے۔ اگر ہم میں پھر بیداری پیدا ہوجائے تو یقیناً ہماری مدد کے لئے آسمان سے فرشتوں کا نزول ہوگا جس کو ڈاکٹر اقبال نے بھی اپنے کلام میں کہا۔

فضائے بدر کر پیدا فرشتے تیری نصرت کو
اتریں گے آسمانوں سے قطار اب بھی

آج بھی اگر بدر والوں کا سا جذبہ بیدار ہوجائے تو یقیناً ملائکہ ہماری نصرت کو نازل ہوں گے مگر افسوس کہ وہ جذبہ کہاں سے لائیں، اگر ہمیں پرچم اسلام کو عروج پر دیکھنا ہے تو جذبۂ جہاد بیدار کرنا ہوگا۔

☆شہادت کے وقت شہید کی تکلیف:

شہید بوقت شہادت آپ کو بظاہر تڑپتا ہوا نظر آتا ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اسے سخت تکلیف پہنچ رہی ہے مگر حدیث شریف میں شہید کی اس تکلیف کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

چنانچہ ترمذی شریف میں حدیث نمبر 1722 نقل ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: شہید کو بوقت شہادت اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے، جتنی تمہیں مچھر وغیرہ کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔

سبحان اللہ! یہ تو تکلیف کی بات ہے۔ باقی بوقت شہادت مومن جو لذتیں پاتا ہے، ان لذتوں کا تو کوئی بیان نہیں ہے۔

☆ شہادت کی آرزو پر بھی مرتبہ شہادت:

آپ جانتے ہیں کہ ہر کوئی اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید نہیں ہوسکتا مگر دل میں آرزو ضرور رکھنی چاہیئے۔ ہمارے آقا و مولا ﷺ نے ہمیں ایسا طریقہ بتایا جس پر عمل کر کے ہر مسلمان شہید کا ثواب پا سکتا ہے۔

چنانچہ مسلم شریف کتاب الامارۃ میں حدیث نمبر 4815 میں ہے کہ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے سچے دل سے شہادت کے حصول کا سوال کرے، اللہ تعالیٰ

اسے شہداء کے مقام پر فائز کر دیتا ہے۔ اگرچہ اس شخص کا انتقال اپنے بستر پر ہو۔

محترم حضرات! میرا مشورہ تو آپ کی خدمت میں یہ ہے کہ جب بھی دعا کریں تو شہادت کے حصول کی دعا کریں کہ اے اللہ! مجھے مدینہ پاک میں ایمان کے ساتھ جلوۂ محبوب ﷺ میں شہادت کی موت عطا فرما۔

اگر دعا مانگنے والا شہید نہ بھی ہوا اور شہادت کی خواہش اور دعا کرتا رہا تو بھی اس کو شہید کا سا اجر و ثواب ملے گا۔ معلوم ہوا کہ دل کو جذبۂ جہاد سے سرشار رکھنا چاہیئے اور شہادت کی آرزو کو اپنے دل میں بساتے ہوئے دعا کرتے رہنے چاہیئے تاکہ فضیلت اور برکت حاصل ہو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو جذبۂ جہاد سے مالا مال فرمائے اور شہادت کا منصب عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

عظمت وشان سید الشہداء حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَاِذۡ غَدَوۡتَ مِنۡ اَهۡلِكَ تُبَوِّئُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ مَقَاعِدَ لِلۡقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ۝ اِذۡ هَمَّتۡ طَّآئِفَتٰنِ مِنۡكُمۡ اَنۡ تَفۡشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۝

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَ بَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ آل عمران سے آیت نمبر 121 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم

تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آج کی یہ محفل سید الشہداء حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی یاد میں سجائی گئی ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے بہت بلند مقام عطا فرمایا ہے۔ ان کی ایک خاصیت یہ ہے خود محبوب خدا ﷺ ان سے بے انتہا محبت فرماتے ہیں۔

☆ نام اور کنیت:

آپ ﷺ کا اصل نام حمزہ اور والد کا نام عبدالمطلب ہے۔ آپ کی کنیت آپ کے دونوں بیٹوں کے نام کی نسبت سے ابو یعلیٰ اور ابو عمارۃ ہے۔

☆ سرکار ﷺ سے تعلق:

آپ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کے چچا جان ہونے کے ساتھ ساتھ رضاعی بھائی بھی تھے، وہ اس طرح کہ حضرت ثویبہ کا دودھ نبی کریم ﷺ نے بھی نوش فرمایا اور انہی کا دودھ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے بھی نوش فرمایا۔

☆ ولادت باسعادت:

آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت سرورکونین ﷺ سے دوسال قبل ہوئی۔

☆قبول اسلام:

اعلان نبوت کے دوسرے برس آپ اسلام لائے۔ آپ کے اسلام لانے کا واقعہ حضرت محمد بن اسحاق علیہ الرحمہ یوں بیان کرتے ہیں کہ ابوجہل نے بارگاہ رسالت میں گستاخی کی اور نبی پاک ﷺ کو سخت تکلیف پہنچائی۔ جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ نے ابوجہل کا پتہ لگوایا۔ معلوم ہوا کہ ابوجہل حرم کعبہ میں بڑے بڑے سرداروں کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حرم کعبہ میں پہنچے اور تمام سرداروں کے سامنے ابوجہل پر ایسا حملہ کیا کہ اس کا سر پھٹ گیا، اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میں نے آپ کا بدلہ لے لیا ہے۔ کیا آپ مجھ سے خوش ہیں۔ یہ سن کر نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں تو سب سے زیادہ خوشی اس وقت ہوگی، جب آپ اسلام قبول فرمائیں گے۔ بس یہ سننا تھا کہ اسی وقت مشرف بہ اسلام ہو گئے اور یوں اسلام لانے والوں میں ایک اور شیر کا اضافہ ہوا۔

☆حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے کفار کی مایوسی:

ابن اثیر نے لکھا جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا تو قریش

نے جان لیا کہ اب رسول اللہ ﷺ کو تحفظ مل گیا ہے۔ اب انہیں تکالیف پہنچانا ہمارے بس میں نہیں رہا۔ آپ رضی اللہ عنہ، سرورِ کونین ﷺ کے دفاع کے لئے تیار رہتے۔

☆اہل جنت کے سردار:

کتاب معرفۃ الصحابہ میں حدیث پاک ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: سرکار کریم ﷺ نے فرمایا: ہم چھ حضرات اولادِ عبدالمطلب اہل جنت کے سردار ہیں۔

1۔ میں محمد ﷺ

2۔ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

3۔ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

4۔ حسن بن علی رضی اللہ عنہ

5۔ حسین بن علی رضی اللہ عنہ

6۔ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

☆حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی جواں مردی

اسد الغابہ میں ہے کہ ابن اثیر بیان کرتے ہیں۔ شوال کی پندرہ تاریخ ہفتہ کا

دن تھا۔مسلمان کافروں سے جنگ میں مشغول تھے۔احد کا میدان سجا ہوا ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ میدان جنگ میں اپنی شجاعت و بہادری کے جوہر دکھا رہے تھے۔

حضرت عمیر بن اسحاق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ،سرورکونین ﷺ کے روبرو دوتلواروں کے ساتھ قتال کررہے تھے اور آپ کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے۔انا اسداللہ واسد رسولہ یعنی میں اللہ تعالیٰ کا شیر ہوں اور میں رسول اللہ ﷺ کا شیر ہوں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے تن تنہا اکتیس کافروں کو واصل جہنم کیا۔ان مقتولین میں سباع الخزاعی نامی شخص بھی تھا۔حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ کر آواز دی۔اے لڑکیوں کی ختنہ کرنے والی عورت کے بیٹے! آ مجھ سے مقابلہ کر، آپ نے کچھ ہی دیر میں اسے ہلاک کردیا۔جب آپ اس کی زرہ اتارنے کے لئے جھکے تو اسی اثناء میں آپ کا پاؤں مبارک پھسلا اور آپ رضی اللہ عنہ کے مبارک پیٹ سے زرہ سرک گئی، وحشی نامی حبشی کافر غلام جو پہلے سے آپ کی تاک میں تھا، اس نے نشانہ باندھ کر اپنا حربہ (چھوٹا نیزہ) آپ کے پیٹ پر دے مارا جو کہ آرپار ہوگیا۔آپ اس کاری وار کو برداشت نہ کرسکے اور جام شہادت نوش کرگئے۔

کتاب امتاع الاسماع میں ہے۔ وحشی نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد آپ کا پیٹ بھی خود چاک کیا اور کلیجہ نکال کر ہند کے پاس لا کر کہا: یہ حمزہ کا کلیجہ ہے۔

ہند نے اس کو چبایا اور نگلنے کی کوشش کی لیکن نگل نہ سکی۔ پھر اسے تھوک دیا اور وحشی کو انعام دیا اور کہا میرے ساتھ چلو اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش دکھاؤ۔ پھر ہند نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور دیگر شہداء کے کان، ناک کاٹ کر انہیں لڑی میں پرو کر ان کے کڑے، بازوبند اور پازیب بنائے اور انہیں پہن کر مکہ میں داخل ہوئی۔

☆ سید الشہداء کی لاش کی تلاش:

سبل الہدیٰ والرشاد میں ہے کہ سرورِ کونین ﷺ بار بار استفسار فرماتے۔ میرے چچا کا کیا ہوا؟ چنانچہ حضرت حارث رضی اللہ عنہ ان کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے دیر تک ڈھونڈتے رہنے کے باوجود آپ، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو تلاش نہ کر سکے۔ ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تلاش کے لئے روانہ ہوئے اور وسط وادی میں آپ کے جسم اطہر کو خون سے تر بتر حالت میں دیکھا تو لوٹ کر بارگاہ رسالت میں خبر دی۔ آقا کریم ﷺ خود

تشریف لائے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مثلہ کردہ جسم مبارک دیکھ کر آنسو بہہ نکلے۔ قلب مصطفی ﷺ کو اس سے زیادہ غمناک کرنے والا کوئی دوسرا منظر نہ تھا۔

نبی پاک ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے چچا جان! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ بلاشبہ آپ خود صلہ رحمی کرنے والے اور کثرت سے نیکیاں کرنے والے تھے۔

استیعاب میں ہے: امام قرطبی علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: حمزہ شہداء کے سردار ہیں۔

سبل الہدیٰ والرشاد میں ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: بے شک میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ حمزہ کو غسل دے رہے ہیں۔

اسد الغابہ میں ہے: حضرت ابو احمد عسکری علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ وہ پہلے شہید ہیں جن کا نماز جنازہ محبوب خدا ﷺ نے پڑھایا۔

فتاویٰ رضویہ شریف میں امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ تاجدار کائنات ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جنازے پر فرمایا۔ یا حمزہ! یا کاشف الکربات! اے حمزہ! اے بلاؤں کو دفع کرنے والے۔

☆ ذخائر العقبیٰ صفحہ نمبر 177 پر ہے کہ یہ آیت "یاایتھا النفس المطمئنۃ O ترجمہ اے اطمینان والی جان

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

سرورِکونین ﷺ نے انہیں ایسی چادر کا کفن پہنایا کہ جب اسے آپ رضی اللہ عنہ کے سر پر پھیلاتے تو پاؤں برہنہ ہوجاتے اور پاؤں پر پھیلاتے تو سر برہنہ ہوجاتا۔ چنانچہ وہ چادر آپ کے سر پر پھیلادی گئی اور پاؤں پر اذخر (خوشبودار گھاس) ڈال دی گئی۔

☆ حضور ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب:

کتاب معرفۃ الصحابہ میں ہے کہ حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ ایک شخص سے، وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والد نے فرمایا کہ میرے یہاں لڑکے کی ولادت ہوئی۔ میں بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوا۔ میرے ہاں لڑکے کی ولادت ہوئی ہے۔ میں اس کا نام کیا رکھوں؟ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔اس کا نام اس شخص کے نام پر رکھو جو مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہے یعنی حمزہ۔

☆وصال کے بعد جسم سلامت:

اسد الغابہ میں ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جس دن میدان احد میں چشمہ کھودا تو بعض شہداء احد کی قبریں کھل گئیں، جنہیں دیکھ کر ہماری آوازیں بلند ہوگئیں۔ ہم نے دیکھا کہ شہداء احد بالکل تر وتازہ تھے اور ان کے جسم میں خون کی روانی ہوتی نظر آتی تھی۔

حضرت یعقوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کسی شخص کا پھاوڑا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر لگ گیا تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پیر سے خون نکلنے لگا۔

☆مزار سے سلام کا جواب:

جامع کرامات اولیاء جلد اول صفحہ نمبر 108 پر ہے کہ حضرت امام بیہقی علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ خزاعیہ بیان کرتی ہیں۔ میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر انور کی زیارت کے لئے حاضر ہوئی اور مزار شریف پر جا کر عرض کیا۔ اے عم رسول! آپ پر سلام ہو۔ میں نے مزار پر انوار سے آواز سنی: وعلیکم السلام

جامع کرامات اولیاء جلد اول صفحہ نمبر 108 پر نقل ہے کہ علامہ محمود کردی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب میں لکھا۔ میں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر سلام عرض کیا (اس وقت میری زوجہ حاملہ تھی) میں نے قبر انور سے سلام کا جواب سنا۔ نیز یہ بھی سنا کہ فرما رہے تھے کہ اے محمود کردی! تمہارے گھر لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کا نام حمزہ رکھنا۔ خدا کی قدرت کہ میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا حسب حکم میں نے اس کا نام حمزہ رکھا۔

☆ زائروں کے محافظ:

جامع کرامات اولیاء جلد اول صفحہ نمبر 109 پر نقل ہے کہ شیخ محمد بن عبداللطیف مالکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے فرمایا کہ حضرت شیخ سعید علیہ الرحمہ کا معمول تھا کہ جب وہ ماہ رجب میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت کو جاتے تو 12 رجب تک وہیں ٹھہرتے۔

میرے والد فرماتے ہیں کہ ایک سال ہم بھی آپ کے ساتھ زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ جب مطلوبہ جگہ پہنچ گئے تو رات گزارنے کے لئے دیوان سنود میں بیٹھ گئے۔ جب رات کا اندھیرا پھیل گیا اور تمام ساتھی سو گئے تو میں بطور محافظ وہاں بیٹھ گیا۔ میں نے ایک سوار کو متعدد بار وہاں کا چکر لگاتے دیکھا۔ میں

سستی کی بناء پر نہیں اٹھا۔ میں نے دل ہی دل میں کہا: اگر میں یونہی سستی سے یہاں بیٹھا رہا تو کہیں غافل دیکھ کر یہ سوار کوئی نقصان نہ پہنچائے۔ میں ہمت کر کے اٹھا اور اس شہسوار سے دریافت کیا۔ آپ کون ہیں؟ اس شہسوار نے کہا۔ تم میرے یہاں آئے ہو اور خوف کی بناء پر نگرانی کر رہے ہو۔ مجھے یہ اچھا نہیں لگتا۔ میں تمہاری حفاظت کے لئے یہاں موجود ہوں۔ میرا نام حمزہ بن عبدالمطلب ہے۔ یہ کہہ کر وہ میری آنکھوں سے غائب ہو گئے۔

☆ سیدالشہداء کی خیر خواہی:

حضور قطب مدینہ علامہ مولانا ضیاءالدین احمد مدنی علیہ الرحمہ نے علامہ غلام قادر اشرفی صاحب (لالہ موسیٰ گجرات والے) سے فرمایا۔ جب میں شروع میں مدینہ منورہ آیا تو ان دنوں ایک ایسا وقت بھی آیا کہ مجھے سات دن فاقہ رہا۔ یہاں تک کہ میرے پاس خریدنے کے لئے پیسہ نہ تھا۔ آخر فاقہ کی شدت سے نڈھال ہو گیا۔

ساتویں روز ایک پرہیبت بزرگ آئے۔ ان کے پاس تین مشکیزے تھے۔ ایک مشکیزے میں گھی، دوسرے میں شہد اور تیسرے میں آٹا تھا۔ انہوں نے سامان رکھا اور یہ کہہ کر بازار چلے گئے کہ میں کچھ مزید سامان لے آؤں۔ کچھ دیر بعد وہ چائے کا ڈبہ اور چینی وغیرہ لے کر واپس آئے اور کہا کہ یہ سب تمہارے لئے ہے پکاؤ اور کھاؤ یہ کہہ کر واپس باہر چلے گئے۔ میں نے دل میں خیال کیا۔

ان بزرگ کو باہر دیکھو اور کچھ تفصیل معلوم کروں۔ میں نے فورا دروازے سے باہر آ کر دیکھا تو وہ غائب تھے۔

علامہ غلام قادر اشرفی صاحب نے حضور قطب مدینہ علامہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمہ سے دریافت کیا کہ حضور! آپ کے خیال میں وہ بزرگ کون تھے؟ یہ سن کر حضور قطب مدینہ نے فرمایا۔ وہ سید الشہداء حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ تھے کیونکہ مدینہ پاک کی ولایت انہی کے سپرد ہے۔

محترم حضرات! آپ نے سید الشہداء حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شان و عظمت، حضور ﷺ کے آگے ان کی جاں بازیاں اور بعد از شہادت زائرین کے سلام کا جواب دینا اور اہل مدینہ کی مدد کرنا سماعت فرمایا۔ واقعی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت عالی مقام عطا فرمایا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ محبوب خدا ﷺ آپ سے بے حد محبت فرماتے اور ساری زندگی آپ کو نہ بھولے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے فیضان سے مالا مال فرمائے اور ان کے صدقے و طفیل ہمیں بھی اسلام کے لئے اپنا سب کچھ لٹانے کے لئے ہمہ وقت تیار رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

خاتون جنت سلام اللہ علیہا کی شان و عظمت

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِیۡرًا

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ احزاب سے 33 ویں آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آج کی یہ بابرکت محفل شہزادیٔ کونین خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی یاد میں سجائی گئی ہے۔ چنانچہ برکتیں سمیٹنے کے لئے ان کی

زندگی کے مختلف گوشے بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سرور کونین ﷺ کی سب سے چھوٹی مگر سب سے زیادہ پیاری اور لاڈلی شہزادی ہیں۔ آپ کا اصل نام فاطمہ ہے۔ آپ کے القابات میں سے زہرا، بتول، ام السادات، طیبہ، طاہرہ، عابدہ، زاہدہ، خاتون جنت، سیدۃ النساء اور خیر النساء ہیں۔ آپ کی کنیت خاص ام ابیہا ہے۔

☆ ولادت:

مواہب الدنیہ میں ہے کہ آپ کی ولادت اعلان نبوت سے پانچ سال قبل ہوئی۔

☆ فاطمہ نام کیوں رکھا گیا؟

کنز العمال کی حدیث نمبر 34222 میں ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا (میری بیٹی) کا نام فاطمہ اس لئے رکھا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اور اس کے محبین (محبت کرنے والوں کو) دوزخ سے نجات عطا فرمادی ہے۔

محترم حضرات! اس حدیث شریف کو سننے کے بعد ایک سوال کا جواب بھی ہمیں مل گیا۔ وہ سوال یہ ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کی نسبت

کوئی فائدہ نہیں دے گی۔صرف اعمال ہی کام آئیں گے۔

اللہ اللہ، حضور ﷺ سے جس کو نسبت ہو جائے، ان سے محبت کرنے والے نجات پا جائیں، تو اس حقیقی نسبت کی شان و عظمت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے؟

☆ ماں کے شکم میں سیدہ فاطمہ کی کرامت:

الروض الفائق میں ہے جسے حکایتیں اور نصیحتیں میں حضرت شیخ شعیب علیہ الرحمہ نے نقل فرمایا ہے کہ جب کفار نے معجزہ شق القمر کا مطالبہ کیا۔ ان دنوں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا امید سے تھیں۔ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ وہ کتنا ذلیل و رسوا ہے جس نے ہمارے آقا ﷺ کو جھٹلایا۔ آپ سب سے برتر نبی و رسول ہیں تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ماں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پیٹ (کے اندر) سے ندا دی۔ اے امی جان! آپ غمزدہ نہ ہوں اور نہ ہی ڈریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ میرے والد محترم کا مددگار ہے۔

سبحان اللہ! کیا شان و عظمت خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ہے کہ ماں کے پیٹ سے کرامت کا ظہور ہو رہا ہے اور کیوں نہ ہو جس سے محبوب خدا ﷺ محبت فرماتے ہوں، ان کو ایسا ہی مقام نصیب ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ ایک حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں۔ اس حدیث پاک کو

کنز العمال میں نقل کیا ہے۔

کنز العمال شریف کی حدیث نمبر 34221 میں فرمان رسول پاک ﷺ ہے۔ میری بیٹی فاطمہ انسانی شکل میں حوروں کی طرح حیض و نفاس سے پاک ہے۔

☆ سیدہ سے حضور ﷺ کو محبت:

امام حاکم علیہ الرحمہ مستدرک میں حدیث نقل کرتے ہیں۔ حدیث نمبر 4783 میں ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ فاطمہ میرے جسم کا حصہ ہے جو اسے ناگوار، وہ مجھے ناگوار، جو اسے پسند، وہ مجھے پسند، روز قیامت سوائے میرے نسب، میرے سبب اور میرے ازدواجی رشتوں کے تمام نسب منقطع ہوجائیں گے۔

مشکوٰۃ المصابیح کتاب المناقب میں حدیث نمبر 6139 ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: فاطمہ تمام جہانوں کی عورتوں اور سب جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔ فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس نے اسے ناراض کیا۔ اس نے مجھے ناراض کیا۔

ابوداؤد شریف کی حدیث نمبر 5217 میں ہے۔ حضرت سیدہ عائشہ رضی

اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے چال ڈھال، شکل و شباہت اور بات چیت میں فاطمہ عفیفہ سے بڑھ کر کسی کو سرکار اعظم ﷺ سے مشابہ نہیں دیکھا اور جب حضرت فاطمہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتیں تو آپ ان کے استقبال کے لئے کھڑے ہوجاتے۔ ہاتھ کو بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے اور جب سرکار اعظم ﷺ تشریف لے جاتے تو وہ اس طرح کرتیں۔

امام حاکم علیہ الرحمہ نے مستدرک میں اور مسند بزار میں بھی حدیث پاک ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ بے شک فاطمہ نے اپنی عصمت و پارسائی کی ایسی حفاظت کی ہے کہ اللہ تعالٰی نے اس پر اس کی اولاد پر آگ حرام کردی۔

ترمذی اور نسائی شریف میں حدیث پاک نقل ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ آج رات ایک فرشتہ جو اس سے پہلے کبھی زمین پر نہ اترا تھا۔ اس نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ مجھ کو سلام کرنے کے لئے حاضر ہو اور یہ خوشخبری دے کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن و حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

طبرانی المعجم الکبیر جلد 9 صفحہ نمبر 264 پر حدیث نمبر 18042 ہے کہ سرور کونین ﷺ جب کبھی سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں دو رکعت ادا

فرماتے۔اس کے بعد سب پہلے سیدہ فاطمہ کے گھر، پھر ازواج کے گھر تشریف لے جاتے۔

ایک مرتبہ سیدہ فاطمہ کے ہاں تشریف لائے تو انہوں نے اپنا ہاتھ سرکار کریم ﷺ کے رخسار پر رکھ دیا اور عرض گزار ہوئیں کہ آپ ﷺ کے کپڑے خستہ ہو چکے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ! تیرے باپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے کام کے لئے بھیجا ہے کہ روئے زمین پر کوئی شہری اور دیہاتی گھر نہ بچے گا مگر اللہ تیرے باپ کے ذریعہ یہ کام (دین اسلام) عزت کے ساتھ پہنچا دے گا۔یہ دین وہاں تک پہنچ کر رہے گا جہاں تک رات کی پہنچ ہے۔

☆ساری دنیا کا نسب باپ سے حضور ﷺ کا بیٹی سے کیوں؟

امام عبدالرزاق علیہ الرحمہ اپنی مصنف میں، امام بیہقی علیہ الرحمہ نے سنن الکبریٰ میں اور امام طبرانی علیہ الرحمہ نے معجم الکبیر میں اس حدیث کو نقل کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔قیامت کے دن میرے حسب ونسب کے سوا ہر سلسلہ نسب منقطع ہو جائے گا۔ہر بیٹے کی نسبت باپ کی طرف ہوتی ہے سوائے اولاد فاطمہ کے کہ ان کا باپ بھی میں ہی

ہوں اوران کا نسب بھی میں ہی ہوں۔

ایک مرتبہ سرور کونین ﷺ نے مولا علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایک فرش پر بٹھا کر ان کی دل جوئی فرمائی۔ مولا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ آپ ﷺ کو فاطمہ پیاری ہیں یا میں؟ یہ سن کر سرکار کریم ﷺ نے فرمایا۔ وہ مجھے تم سے زیادہ پیاری ہے اور تم اس سے زیادہ پیارے ہو۔

اللہ اللہ، ساری دنیا فخر موجودات ﷺ سے محبت کرتی ہے اور فخر موجودات ﷺ، خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے محبت فرماتے ہیں اور جس کو محبوب خدا ﷺ چاہیں، ان کی عظمتوں کا تو کوئی بیان ہی نہیں کرسکتا۔

☆ کرامت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا:

کتاب جامع المعجزات صفحہ نمبر 65 کے حوالے سے شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفی اعظمی علیہ الرحمہ اپنی کتاب کرامات صحابہ کے صفحہ نمبر 330 پر نقل فرماتے ہیں۔ ایک دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے رسول پاک ﷺ کی دعوت کی۔ جب حضور ﷺ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان پر رونق افروز ہوئے تو حضرت عثمان غنی آپ ﷺ کے پیچھے چلتے ہوئے آپ کے قدموں کو گننے لگے اور عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر

قربان۔ میری تمنا ہے کہ حضور ﷺ کے ایک ایک قدم کے عوض میں آپ کی تعظیم وتکریم کے لئے ایک ایک غلام آزاد کروں چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان تک، جس قدر حضور ﷺ کے قدم پڑے تھے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اتنی ہی تعداد میں غلاموں کوخرید کر آزاد کیا۔

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے اس دعوت سے متاثر ہوکر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا۔ اے فاطمہ! آج میرے دینی بھائی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی بڑی ہی شاندار دعوت کی ہے اور حضور ﷺ کے ہر ہر قدم کے بدلے ایک غلام آزاد کیا ہے۔ میری بھی تمنا ہے کہ کاش! ہم بھی حضور ﷺ کی اسی طرح شاندار دعوت کر سکتے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر مولا علی رضی اللہ عنہ کے اس جوش تاثر سے متاثر ہوکر کہا بہت اچھا۔ جایئے آپ بھی حضور ﷺ کو اسی قسم کی دعوت دیتے آیئے۔ ان شاء اللہ ہمارے گھر میں بھی اسی قسم کا سارا انتظام ہوجائے گا۔

چنانچہ مولا علی رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر دعوت دی اور سرور کونین ﷺ اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک کثیر جماعت کو ساتھ لے کر اپنی بیٹی کے گھر میں تشریف فرما ہوگئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تنہائی میں تشریف لے جا کر خدائے رحمن کی بارگاہ میں سربسجود ہوگئیں اور یہ دعا مانگی

"یااللہ! تیری بندی فاطمہ نے تیرے محبوب ﷺ اور ان کے اصحاب کی دعوت کی ہے۔ تیری بندی کا صرف تجھ ہی پر بھروسہ ہے لہذا اے میرے رب! تو آج میری لاج رکھ لے اور اس دعوت کے کھانوں کا غیب سے انتظام فرما۔"

یہ دعا مانگ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ہانڈیوں کو چولہوں پر رکھ دیا۔ خدائے رحمن کا دریائے کرم ایک دم جوش میں آ گیا اور اس کریم پروردگار نے ان ہانڈیوں کو جنت کے کھانوں سے بھر دیا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان ہانڈیوں میں سے کھانا نکالنا شروع کر دیا اور حضور ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ کھانا کھانے سے فارغ ہو گئے لیکن خدا کی شان کہ ہانڈیوں میں سے کھانا کچھ بھی کم نہ ہوا اور صحابہ کرام ان کھانوں کی خوشبو اور لذت سے حیران رہ گئے۔ حضور ﷺ نے اپنے اصحاب کو حیران دیکھ کر فرمایا۔ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کھانا اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کے لئے جنت سے بھیجا ہے۔

پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا گوشہ تنہائی میں جا کر سجدہ ریز ہو گئیں اور دعا مانگنے لگیں۔ یااللہ! حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تیرے محبوب ﷺ کے ایک ایک قدم کے عوض ایک ایک غلام آزاد کیا ہے لیکن تیری بندی فاطمہ کو اتنی

استطاعت نہیں ہے لہذا اے رب ذوالجلال! جہاں تو نے میری خاطر جنت سے کھانا بھیج کر میری لاج رکھ لی ہے، وہاں تو میری خاطر اپنے محبوب کریم ﷺ کے ان قدموں کے برابر جتنے قدم چل کر میرے گھر تشریف لائے ہیں، اپنے محبوب ﷺ کی اُمّت کے گنہگار بندوں کو جہنم سے آزاد فرمادے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جوں ہی اس دعا سے فارغ ہوئیں۔ ایک دم اچانک حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ بشارت لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے کہ یارسول اللہ ﷺ! حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دعا بارگاہ رب العزت میں مقبول ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے آپ ﷺ کے ہر قدم کے بدلے میں ایک ایک ہزار گنہگاروں کو جہنم سے آزاد کردیا۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دوسری کرامت:

تفسیر روح البیان تیسرا پارہ سورۂ آل عمران آیت نمبر 37 کے تحت علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ اس کرامت کو نقل فرماتے ہیں کہ زمانۂ قحط میں سرور کونین ﷺ نے بھوک محسوس کی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا (سینی میں) ایک بوٹی اور دو روٹیاں ایثار کرتے ہوئے بارگاہ رسالت میں بھیج دیں۔ سرور کونین ﷺ اس تحفہ کے ساتھ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف تشریف لے

آئے اور فرمایا۔ اے میری بیٹی ادھر آؤ۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جب اس سینی کو کھولا تو آپ یہ دیکھ کر حیران رہ گئیں کہ وہ سینی روٹیوں اور بوٹیوں سے بھری ہوئی تھی اور آپ نے جان لیا کہ یہ کھانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

سرورِ کونین ﷺ نے سیدہ فاطمہ سے استفسار فرمایا کہ یہ سب تمہارے لئے کہاں سے آیا ہے تو سیدہ فاطمہ نے عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے، بے حساب دیتا ہے۔ یہ سن کر سرکار کریم ﷺ نے فرمایا۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے تجھے بنی اسرائیل کی سردار حضرت مریم کے مشابہہ بنایا۔

پھر سرورِ کونین ﷺ نے مولا علی، امام حسن و حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور دوسرے اہلبیت کو جمع فرما کر سب کے ساتھ (سینی میں سے) کھانا تناول فرمایا اور سب سیر ہو گئے پھر بھی کھانا اس قدر باقی تھا اور اس کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے پڑوسیوں کو کھلایا۔

سبحان اللہ! سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اپنے رب پر بھروسہ کتنا مضبوط تھا کہ میں اپنے رب سے جو مانگوں گی، میرا رب مجھے عطا کرے گا اور اعلیٰ سے اعلیٰ نعمتوں میں سے عطا کرے گا۔ اے کاش! سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے صدقے ہمیں بھی اس توکل میں سے کچھ حصہ مل جائے۔

☆ اُمّت مصطفی ﷺ سے محبت:

گیارہویں صدی کے مجدد شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب مدارج النبوت میں نقل فرماتے ہیں کہ امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ خاتون جنت کو دیکھا کہ رات کو مسجد بیت کی محراب (گھر میں نماز پڑھنے کی مخصوص جگہ) میں نماز پڑھتی رہتیں۔ یہاں تک کہ نماز فجر کا وقت ہوجاتا۔ میں نے والدہ کو مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے بہت زیادہ دعائیں کرتے سنا۔ آپ اپنی ذات کے لئے کوئی دعا نہ کرتیں۔ میں نے عرض کی تو فرمایا۔ پہلے پڑوس پھر گھر۔

سیدہ خاتون جنت کی ہم گنہگار اُمّتیوں سے محبت دیکھئے کہ ساری رات عبادت کے بعد ہمارے حق میں دعائیں کرتیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں یاد رکھا۔ کیا ہم مسلمان سیدہ خاتون جنت کے لئے کبھی ایصال ثواب کرتے ہیں؟ اگر نہیں کرتے تو اب اہتمام کریں۔

☆ شادی کی پہلی رات بھی عبادت:

الروض الفائق میں نقل ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے بعد جب رات کا اندھیرا چھایا تو آپ رونے لگیں۔ مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے

پوچھا۔ اے تمام عورتوں کی سردار! کیا تم اس بات سے خوش نہیں کہ میں تمہارا شوہر اور تم میری زوجہ ہو؟ یہ سن کر سیدہ کہنے لگیں۔ میں کیونکر راضی نہ ہوں گی۔ آپ تو میری رضا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہیں۔ میں تو اپنی اس حالت و معاملے کے متعلق سوچ رہی ہوں کہ جب میری عمر بیت جائے گی اور مجھے قبر میں داخل کر دیا جائے گا، آج میرا عزت وفخر کے بستر میں داخل ہونا کل قبر میں داخل ہونے کی مانند ہے۔ آج رات ہم اپنے رب کی بارگاہ میں کھڑے ہوکر عبادت کریں گے کہ وہی عبادت کا زیادہ حقدار ہے۔

اس کے بعد سیدہ اور مولا علی دونوں عبادت کی جگہ کھڑے ہوکر پوری رات رب قدیر کی عبادت میں مصروف رہے۔ ان دونوں ہستیوں نے اپنی لذات کے بستر کو چھوڑ دیا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہو گئے۔ رات قیام میں تو دن روزے کی حالت میں بسر ہوتا حتیٰ کہ تین روز اسی طرح گزر گئے پھر وہ دونوں اپنے بستر پر آرام فرما ہوئے۔

چوتھے دن حضرت جبرئیل علیہ السلام، آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام بھیجتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ علی اور فاطمہ نے تین دن سے نیند اور بستر کو ترک کر رکھا ہے اور عبادت اور روزوں میں مصروف ہیں۔ تم ان کے پاس جاؤ اور ان سے فرمادو کہ رب تعالیٰ تمہاری وجہ

سے ملائکہ پر فخر فرما رہا ہے اور یہ کہ تم دونوں بروز قیامت گناہگاروں کی شفاعت کرو گے۔

☆ کھانا پکاتے وقت بھی تلاوت:

کتاب سفینۂ نوح حصہ دوم صفحہ نمبر 35 پر نقل ہے کہ مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کھانا پکانے کی حالت میں بھی قرآن مجید کی تلاوت جاری رکھتیں۔ سرکار کریم ﷺ جب نماز کے لئے تشریف لاتے اور راستے میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان سے گزرتے اور گھر سے چکی چلنے کی آواز سنتے تو نہایت درد و محبت کے ساتھ بارگاہ رب العزت میں دعا فرماتے۔ یاارحم الرحمین! فاطمہ کو ریاضت وقناعت کی جزائے خیر عطا فرما اور حالت فقر میں ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرما۔

محترم حضرات! ہر انسان اپنی بیٹی سے محبت کرتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ اپنی بیٹی کو دنیاوی تمام آسائشیں دوں۔ رسول پاک ﷺ نے مختار کل ہونے کے باوجود اپنی شہزادی کی تکلیف دیکھ کر کبھی یہ دعا نہ کی کہ اے اللہ! میری بیٹی کے فقر کو دور کرکے اسے دنیاوی دولت عطا کردے۔ بلکہ یہ دعا کی کہ اے اللہ! فاطمہ کو ریاضت وقناعت کی جزائے خیر عطا فرما اور حالت فقر میں ثابت قدم

رہنے کی توفیق عطا فرما۔

معلوم ہوا کہ کونین کے تاجور ﷺ جانتے تھے کہ میری بیٹی کو جو مقام ملنے والا ہے، وہ انہی تکلیفوں کے بعد ملے گا۔ خاتون جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ساری زندگی تکالیفیں اٹھائیں مگر صبر واستقامت کا دامن نہیں چھوڑا۔ ہمیشہ اپنے بابا جان رحمت عالم ﷺ کے نقش قدم پر چلتی رہیں۔

لیکن جب سرورِ کونین ﷺ کا وصال ہوا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دنیا اندھیری ہوگئی۔ فراق محبوب خدا ﷺ میں آنکھیں نم رہا کرتی تھیں۔

کتاب الوفا میں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب محبوب خدا ﷺ کا وصال ہوا اور آپ ﷺ کی تدفین ہوگئی تو سیدہ فاطمہ مزار پر حاضر ہوئیں۔ خاک اقدس کی مٹھی بھری، آنکھوں پر لگائی۔ آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے اور زبان، غم دل کو ان الفاظ میں ڈھالنے لگی۔

اس شخص پر کیا ملامت ہوسکتی ہے جس نے تربت حبیب خدا ﷺ کو سونگھا ہے کہ وہ رہتی دنیا تک قیمتی سے قیمتی خوشبوؤں کو نہ سونگھے، محبوب خدا ﷺ کے جسد اطہر سے خاک تربت میں بسنے والی خوشبو اس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوسری خوشبوؤں سے بے نیاز کردینے والی ہے۔

مجھ پر مصائب کی وہ سیاہ راتیں آن پڑی ہیں کہ ان کو دنوں پر ڈالا جائے تو

راتوں میں تبدیل ہوجاتے۔

مدارج النبوت دوسری جلد میں شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے بابا جان رحمت عالمیان ﷺ کی جدائی کے غم میں لوگوں کی صحبت سے پریشان ہوکر تنہائی اختیار کرکے بیت الحزن میں قیام پذیر ہوگئی تھیں۔

صحیح ابن حبان میں ہے۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب محبوب خدا ﷺ کا وصال ہوا تو سیدہ فاطمہ غم کے سبب فرمانے لگیں۔ہائے بابا جان! آپ نے اپنے رب کے بلاوے کو قبول کرلیا۔ہائے بابا جان! جنت الفردوس آپ کا مقام ہوگیا۔ہائے بابا جان! ہم جبرئیل علیہ السلام کو تعزیت دیتے ہیں۔

حضور ﷺ کی جدائی میں آپ رضی اللہ عنہا شدید بیمار ہوگئیں۔مدارج النبوت جلد دوم میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ خاتون جنت نے وصال کے وقت وصیت فرمائی کہ جب میں دنیا سے رخصت ہوجاؤں تو رات میں دفن کرنا تاکہ کسی غیر مرد کی نظر میرے جنازے پر نہ پڑے۔

محترم حضرات! آپ نے خاتون جنت کی وصیت سنی۔یہ وصیت ہماری

ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کے لئے سبق آموز ہے جو رات دن بے پردہ گلیوں اور بازاروں میں گھومتی ہیں، جن کا کپڑے پہننا اور نہ پہننا دونوں برابر ہے۔ کتنے ہی اجنبی مردوں کی نظریں ان پر پڑتی ہوں گی، کوئی احساس نہیں ہوتا۔

اے خاتون جنت کے بابا جان رحمت عالمیان ﷺ کا کلمہ پڑھنے والیو! ذرا سوچئے خاتون جنت وصال کے بعد بھی پردے کا اتنا اہتمام کہ جنازے پر بھی کسی غیر مرد کی نظر نہ پڑے اور ہمارا عالم یہ کہ ہم تو اس نیت سے ہی زندگی میں بن سنور کر گلیوں اور بازاروں میں گھومیں کہ لوگ ہمیں دیکھیں۔

اللہ کرے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے صدقے و طفیل ہماری ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو حیا کی چادر نصیب ہو جائے۔

☆وصال شریف:

مدارج النبوت جلد دوم میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ سرور کونین ﷺ کے وصال پاک کے چھ ماہ بعد 3 رمضان 11ھ منگل کی رات سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا۔ مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

کنز العمال شریف کی روایت کے مطابق سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نماز

جنازہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

☆ روز محشر منادی کی ندا:

جامع صغیر میں حدیث شریف نمبر 822 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا کرے گا۔اے اہل محشر! اپنی نگاہیں جھکا لو تا کہ فاطمہ بنت محمد ﷺ پل صراط سے گزریں۔

اللہ تعالیٰ خاتون جنت کے درجات بلند فرمائے اور ان کے مزار پرانوار پر اپنی رحمتوں کی برسات فرمائے۔آمین

وَمَا عَلَیۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی سیرت و کردار

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد و صلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ احزاب کی 33 ویں آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آج کی ہماری یہ محفل ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی یاد

میں سجائی گئی ہے۔ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے اُمّت پر بہت احسانات ہیں۔

آپ سرورِ کونین ﷺ کی پہلی زوجہ ہیں جن سے حضور ﷺ بے حد محبت فرماتے تھے۔ آج ہم ان ہستی کا ذکر کرنے اور سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

نام اور کنیت:

آپ کا اصل نام خدیجہ، لقب طاہرہ اور کنیت ام ہند تھی۔

☆ولادت:

آپ کی ولادت واقعۂ فیل سے پندرہ سال قبل مکۃ المکرمہ میں ہوئی۔

☆تعارف:

سرکار کریم ﷺ سے نکاح سے قبل دو نکاح کر چکی تھیں۔ آپ عرب کی نہایت شریف، مالدار اور تاجر خاتون تھیں۔ آپ کو جب سرکار کریم ﷺ کی راست گوئی، امانت داری، کریم اخلاق اور نیک کرداری کی خبر پہنچی تو آپ نے قاصد بھیجا اور درخواست پیش کی کہ آپ میرا مالِ تجارت لے کر شام جائیں۔ سرکار کریم ﷺ نے درخواست کو قبول فرمایا۔

نبی پاک ﷺ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ کے ساتھ شام روانہ ہوئے اور شام پہنچ کر ایک راہب کی خانقاہ کے قریب کسی درخت کے سایہ میں پڑاؤ ڈالا۔ اس راہب نے میسرہ کو دیکھا اور پوچھا یہ ہستی جو اس درخت کے نیچے آرام فرما ہے، کون ہیں؟ میسرہ نے کہا۔ اہل حرم سے ایک قریشی ہیں تو راہب نے کہا کہ اس درخت کے نیچے سوائے اللہ کے نبی کے اور کوئی شخص آج تک آرام فرما نہیں ہوا۔

میسرہ نے واپس آکر ہر بات حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو عرض کی۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سرکار کریم ﷺ کی بزرگی سے متاثر ہو کر نکاح کا عریضہ بھجوایا۔ سرکار کریم ﷺ نے قبول فرمایا۔

☆ نکاح سے قبل خواب:

مدارج النبوت میں شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے ایک خواب دیکھا تھا کہ آفتاب ان کے گھر میں اترا ہے اور وہاں سے اس کا نور پھیل رہا ہے حتیٰ کہ مکہ کا ہر گھر اس نور کے باعث چمک اٹھتا ہے۔ خواب سے بیدار ہونے پر انہوں نے اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کو اپنے خواب سے آگاہ کیا تو تعبیر بتائی کہ تمہارا

نکاح نبی آخرالزماں سے ہوگا۔

مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ جتنا عرصہ سرکار کریم ﷺ کی رفاقت میں رہیں، آپ ﷺ نے دوسرا نکاح نہ فرمایا۔

☆ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا پر رب تعالیٰ کا سلام:

مشکوٰۃ شریف میں حدیث پاک ہے۔ جسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں جبرئیل علیہ السلام بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی۔ اے اللہ کے رسول! یہ خدیجہ آ رہی ہیں۔ ان کے ساتھ برتن ہے جس میں سالن اور کھانا ہے تو جب وہ آپ کے پاس آئیں تو انہیں ان کے رب کا سلام اور میرا اسلام فرمائیں اور انہیں جنت کے اس گھر کی بشارت دے دیں جو ایک موتی کا ہے، نہ اس میں شور ہے، نہ کوئی تکلیف۔

☆ چار افضل جنّتی خواتین:

مسند امام احمد جلد دوم صفحہ نمبر 241 پر حدیث نمبر 6098 نقل ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول پاک ﷺ نے زمین پر چار خطوط کھینچ کر فرمایا۔ تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے

ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنتی عورتوں میں سب سے زیادہ فضیلتوں والی یہ عورتیں ہیں۔

خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد (ﷺ)، فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم اور مریم بنت عمران (رضی اللہ عنہن)

☆ دنیا میں جنّتی پھل:

طبرانی معجم الاوسط جلد 4 صفحہ نمبر 315 پر حدیث نمبر 6098 نقل ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرور کونین ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنتی انگور کھلائے۔

☆ ہر ہر قدم پر محبوب خدا ﷺ کا ساتھ:

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے ہر ہر قدم پر محبوب خدا ﷺ کا ساتھ دیا۔ آپ ﷺ کا حوصلہ بڑھایا اور ہمت بندھائی، اس سلسلے میں ابتدائے وحی کے موقع پر آپ رضی اللہ عنہا کے اعلیٰ کردار کی جھلک نمایاں طور پر دیکھی جا سکتی ہے۔

سیرۃ النبویہ جلد اول صفحہ نمبر 176 پر علامہ ابن اسحاق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ جب بھی کفار کی جانب سے اپنا رد اور تکذیب وغیرہ کوئی

ناپسندیدہ بات سن کر غمگین ہوجاتے۔اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے تو ان کے باعث آپ ﷺ کی وہ رنج وغم کی کیفیت دور ہوجاتی۔

☆ایک صاحبزادہ کے سوا تمام اولاد آپ رضی اللہ عنہا سے ہوئیں:

فتح الباری جلد ساتویں صفحہ نمبر 172 پر نقل ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا وہ خوش نصیب اور بلند رتبہ خاتون ہیں جنہوں نے کم وبیش پچیس برس سرورِ کونین ﷺ کے ساتھ گزارے اور سوائے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے، حضور ﷺ کی تمام اولاد اطہار انہیں سے ہوئیں۔

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے تین شہزادے اور چار شہزادیاں پیدا ہوئیں۔شہزادگان میں حضرت قاسم رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں اور شہزادیوں میں حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہن ہیں۔

صرف حضور ﷺ کے ایک شہزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ، حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے ہوئے۔

☆ وصال کے بعد بھی حضور ﷺ انہیں یاد فرماتے:

کتاب ادب المفرد صفحہ نمبر 78 پر حدیث نمبر 232 نقل ہے کہ جب حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو گیا تو رحمت عالم ﷺ کثرت سے آپ کا ذکر فرماتے اور اپنی بلند و بالا شان کے باوجود آپ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کا اکرام فرماتے۔ روایت میں ہے کہ بارہا جب آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں کوئی شے پیش کی جاتی تو ارشاد فرماتے۔ اسے فلاں عورت کے پاس لے جاؤ کیونکہ وہ خدیجہ کی سہیلی تھی۔ اسے فلاں عورت کے گھر لے جاؤ کیونکہ وہ خدیجہ سے محبت کرتی تھی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے سرکار کریم ﷺ کی ازواج پاک میں سے کسی پر اتنی غیرت نہ کی، جتنی جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا پر غیرت کی حالانکہ میں نے انہیں نہ دیکھا تھا۔ لیکن سرکار کریم ﷺ ان کا بہت ذکر کرتے تھے۔

بہت دفعہ بکری ذبح کرتے پھر اس کے اعضاء کاٹتے پھر وہ خدیجہ کی سہیلیوں میں بھیج دیتے تھے تو میں کبھی کہہ دیتی کہ گویا خدیجہ کے سوا دنیا میں کوئی عورت ہی نہ تھی تو آپ ﷺ فرماتے وہ ایسی تھی، وہ ایسی تھی اور ان سے میری

اولاد ہوئی۔

☆وصال شریف:

کتاب امتاع الاسماع جلد چھٹی صفحہ نمبر 28 ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، نبی پاک ﷺ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے بعد تاحیات سید عالم ﷺ کے معاملات میں آپ کی معاون رہیں اور ہر قسم کی پریشانی میں حضور ﷺ کی غم گساری کرتی رہیں۔ بالاخر نبوت کے دسویں سال، دس رمضان المبارک کو آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور اپنے آخرت کے سفر کا آغاز فرمایا۔ بوقت وصال آپ کی عمر مبارک 65 سال تھی۔

امام اہلسنت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ جلد 9 صفحہ نمبر 369 پر فرماتے ہیں جس وقت حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا، اس وقت نماز جنازہ کا حکم نہیں آیا تھا۔ نماز جنازہ کا حکم بعد میں آیا۔ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کی نماز جنازہ ہوئی ہی نہ تھی۔

آپ کو مکہ مکرمہ میں واقع حجون کے مقام پر دفن کیا گیا۔ حجون مکہ مکرمہ کے بالائی حصے میں واقع ایک پہاڑ ہے۔ اس کے پاس اہل مکہ کا قبرستان ہے جسے جنت المعلیٰ کہا جاتا ہے۔ جنت البقیع کے بعد یہ دنیا کا سب سے افضل قبرستان

ہے۔

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی قبر میں جان عالم ﷺ خود بہ نفس نفیس اترے اور اپنے مقدس ہاتھوں سے دفن فرمایا۔ آپ کے وصال کے بعد جان عالم ﷺ غمزدہ رہتے تھے اور جس سال سیدہ کا وصال ہوا، وہ سال عام الحزن یعنی غم کا سال کہلاتا ہے۔

محترم حضرات! ہم مسلمانوں کو سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی زندگی سے بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے جن میں چند باتیں بیان کرتا ہوں۔

1۔ جو لوگ اپنا سب کچھ سید عالم ﷺ کی محبت میں قربان کرتے ہیں، وہ دونوں جہاں کی نعمتیں پاتے ہیں۔

2۔ شوہر کی خوشنودی میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے۔

3۔ شوہر اگر دین کی خدمت کرتا ہو تو اس کی حوصلہ افزائی کرنے سے شوہر کو مزید دین کا کام کرنے کا جذبہ ملتا ہے۔

4۔ شوہر اگر دین کی خدمت کرتا ہو تو بیوی کو چاہئے کہ اس کا ساتھ دے اور دونوں مل کر دین کا کام کریں۔

5۔ دین کی خدمت کے دوران لازمی تکلیفیں اور مشکلات آتی ہیں لہذا میاں بیوی دونوں ان تکالیف پر صبر کریں اور دین کا کام جاری رکھیں اور بیوی

بھی شکوہ شکایت نہ کرے، ثابت قدم رہے۔

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی زندگی سے ہمیں یہ پیغام ملا کہ اے مسلمانو! محبوب خدا ﷺ کے ہوجاؤ پھر ساری کائنات تمہاری ہوجائے گی۔

دامن مصطفیٰ سے جو لپٹا یگانہ ہوگیا
جس کے رسول ہوگئے اس کا زمانہ ہوگیا
کی محمد ﷺ سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اللہ تعالیٰ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مزار پرانوار پر اپنی بے حساب رحمتوں کی برسات فرمائے۔ ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سیرت و کردار

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ احزاب سے 33 ویں آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات! ماہ رمضان کی بابرکت گھڑیاں جاری وساری ہیں۔ اس ماہ

مبارک کو کئی ہستیوں سے نسبت ہے۔ انہی ہستیوں میں سے ایک ہستی ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ آج کی بابرکت محفل میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بابرکت ذکر کرنے اور سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

☆ نام اور کنیت:

آپ رضی اللہ عنہا کا اصل نام عائشہ ہے۔ آپ کی کنیت ام عبد اللہ ہے۔ یہ کنیت آپ کو سردار انبیاء ﷺ نے عطا فرمائی۔ یہ کنیت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آپ کے بھانجے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے نام پر ہے۔

حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب مدارج النبوت میں نقل فرماتے ہیں کہ جب حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو آقا کریم ﷺ نے تحنیک فرمائی۔ ان کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ یہ عبد اللہ ہیں اور آپ ام عبد اللہ ہیں۔

☆ القاب:

صدیقہ آپ کا لقب ہے اور کبھی سرور کونین ﷺ آپ کو حمیرا سے خطاب فرماتے تھے۔

☆ احادیث کی روشنی میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے

فضائل ومناقب:

ترمذی شریف ابواب المناقب حدیث نمبر 3880 میں ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔اے عائشہ رضی اللہ عنہا! یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں۔تمہیں سلام کہتے ہیں۔

ترمذی شریف میں حدیث نمبر 3879 نقل ہے۔حضرت جبرئیل علیہ السلام سبز ریشمی کپڑے میں حضرت عائشہ کی تصویر لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔یہ دنیا وآخرت میں آپ کی زوجہ ہیں۔

ترمذی شریف میں حدیث نمبر 3884 نقل ہے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ کے نزدیک پیارا انسان کون ہے؟ فرمایا عائشہ۔میں نے پھر پوچھا اور مردوں سے؟ فرمایا۔ان کے والد (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)

صحیح مسلم میں حدیث نمبر 2037 نقل ہے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کے پڑوس میں رہنے والا ایک ایرانی جوشوربا بہت اچھا بناتا تھا۔ایک دن اس نے رسول پاک ﷺ کے لئے (شوربا) بنایا اور آپ کو دعوت دینے کے لئے حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے استفسار فرمایا اور کیا

عائشہ بھی (مدعو ہے)؟ عرض کی نہیں۔اس پر آپ نے اس کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔اس نے دوبارہ دعوت دی۔آپ ﷺ نے پھر دریافت فرمایا اور کیا عائشہ بھی؟ اس نے انکار کیا تو آپ ﷺ نے بھی (دعوت قبول کرنے سے) انکار فرما دیا۔اس نے تیسری دفعہ دعوت دی۔آپ ﷺ نے پھر پوچھا کیا عائشہ بھی؟ اس نے عرض کی ''جی ہاں! ان کی دعوت ہے)'' تب آپ دونوں (نبی پاک ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) ایک دوسرے کا ہاتھ تھامتے ہوئے اٹھے اور اس کے گھر تشریف لے گئے۔

صحیح ابن حبان میں حدیث نمبر 7111 ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سرور کونین ﷺ سے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعا فرمائیں!

آپ ﷺ نے بارگاہ رب العزت میں یوں التجا کی۔اے اللہ! عائشہ کے اگلے پچھلے ظاہری باطنی گناہ معاف فرما دے۔یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس قدر مسکرائیں کہ آپ رضی اللہ عنہا کا سر اپنی گود میں چلا گیا۔ رسول رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔کیا تم میری دعا پر خوش ہوتی ہو؟ عرض کی۔ میں آپ کی دعا پر کیوں خوش نہ ہوں؟ تو رسول رحمت ﷺ نے فرمایا۔اللہ تعالیٰ کی قسم! بے شک ہر نماز میں یہ دعا میری اُمّت کے لئے ہے۔

مشکوٰۃ شریف میں حدیث پاک ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اپنے تحائف کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری تلاش کرتے تھے۔ اس سے وہ رسول پاک ﷺ کی خوشنودی تلاش کرتے تھے۔

ایک دن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کی کہ آپ ﷺ صحابہ کرام سے فرمائیں کہ جو بھی آپ کی بارگاہ میں تحفہ بھیجنا چاہے تو آپ کو بھیج دیا کرے۔ آپ جہاں بھی ہوں۔

یہ سن کر کونین کے تاجدار ﷺ نے فرمایا کہ مجھے عائشہ کے بارے میں تکلیف نہ دو کیونکہ عائشہ کے سوا کوئی بیوی نہیں جن کے بستر پر میں، میں ہوں اور وحی آئے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ کو تکلیف دینے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں، پھر تمام بیویوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور سرور کونین ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ نے عرض کی تو سرور کونین ﷺ نے فرمایا۔ اے پیاری بیٹی! جس سے میں محبت کرتا ہوں، ان سے تم محبت نہیں کرتیں؟ عرض کی، کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ سے محبت کرو۔

بخاری شریف میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا تو سرکار اعظم ﷺ نے اپنے اصحاب کو تلاش کے لئے

بھیجا۔نماز کا وقت ہوا تو پانی نہ ہونے کی وجہ سے بغیر وضو نماز ادا کی، جب بارگاہ رسالت میں شکایت پہنچی تو آیت تیمم نازل ہوئی۔اس پر حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔آپ رضی اللہ عنہا پر جب بھی کوئی آزمائش نازل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے نجات دی اور مسلمانوں کے لئے اس میں برکت رکھی۔

بخاری شریف میں ہے۔حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اعظم ﷺ نے فرمایا۔مردوں میں کامل بہت افراد ہوئے لیکن عورتوں میں بی بی مریم، آسیہ کے سوا کوئی کامل نہ ہوئی جبکہ عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر اس طرح ہے جیسے ثرید کی تمام کھانوں پر۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح کتاب المناقب میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔ثرید یعنی روٹی شوربا بوٹیاں ایک جان کی ہوئی بہترین غذا ہے۔ساری غذاؤں سے افضل کہ وہ بہت مزیدار، چبانے سے بے نیاز بہت صفات کی جامع غذا ہے۔ایسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صورت، سیرت، علم، عمل، فصاحت، فطانت، ذکاوت، عقل وغیرہ ہزارہا صفات کی جامع ہیں۔حق یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا ساری عورتوں حتیٰ کہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے بھی افضل ہیں۔

☆سخاوت:

کتاب حلیۃ الاولیاء میں حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہا نے ستر ہزار اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیرات کئے حالانکہ خود آپ اپنی قمیض کی جیب میں پیوند لگاتی تھیں۔

حلیۃ الاولیاء میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بھیجے۔ آپ نے وہ تمام درہم سورج غروب ہونے سے قبل غرباء میں تقسیم کر دیئے۔

☆سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا علمی مقام:

سنن ترمذی ابواب المناقب میں حدیث نمبر 3882 ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہم اصحاب رسول کو کسی بات میں اشکال ہوتا تو ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں سوال کرتے تو آپ رضی اللہ عنہا کے پاس سے ہی اس بات کا علم پاتے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اس روایت کے تحت مراۃ المناجیح میں فرماتے ہیں۔ اصحاب رسول کو کسی مسئلہ میں کوئی اشکال ہوتا اور وہ مشکل کہیں حل نہ ہوتی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوتے۔ ان کے پاس یا تو

اس کے متعلق حدیث مل جاتی یا کسی حدیث سے اس مسئلہ کا استنباط مل جاتا۔حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کوئی بی بی ایسی عالمہ فقیہ پیدا نہ ہوئیں جیسی جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہوئیں۔

امام حاکم مستدرک میں روایت نمبر 6808 نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عطا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تمام لوگوں سے بڑھ کر فقیہ اور تمام لوگوں سے بڑھ کر عالمہ اور تمام لوگوں میں سب سے اچھی رائے رکھنے والی تھیں۔

مجمع الزوائد جلد 9 صفحہ نمبر 275 پر حدیث نمبر 15318 ہے۔جسے امام شہاب الدین زہری علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ اس اُمّت کی تمام عورتوں بشمول ازواج نبی کے علم کو اگر جمع کرلیا جائے تو عائشہ کا علم ان سب کے علم سے زیادہ ہوگا۔

☆مروی روایات کی تعداد:

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب مدارج النبوت میں نقل فرماتے ہیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دو ہزار دو سو دس احادیث مروی ہیں جن میں ایک سو چوہتر متفق علیہ یعنی بخاری و مسلم دونوں میں 54

احادیث بخاری شریف میں اور 168 احادیث صرف مسلم شریف میں ہیں۔

البدایہ والنہایہ آٹھویں جلد صفحہ نمبر 486 پر ابن کثیر نقل کرتے ہیں کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ مرد و عورت میں سوائے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کسی نے بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے برابر احادیث روایت نہیں کیں۔

☆مسلمان عورتوں کے لئے سبق:

اے میری مسلمان بہنو! آپ نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علمی جذبہ سنا۔ سیدہ نے نبی پاک ﷺ کی صحبت سے خوب علم پایا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا تمام مسلمان بہنوں کے لئے یہ پیغام ہے کہ علم کی طرف آؤ۔ علم دین سیکھو، نیک اور علمی مجلس میں شرکت کرو اور کتب دینیہ کا مطالعہ کرو تاکہ تمہاری دنیا و آخرت سنور جائے۔

مگر افسوس آج ہماری ماؤں اور بہنوں کے دلوں سے علم حاصل کرنے کا جذبہ ختم ہو گیا۔ انہیں شاپنگ سینٹروں سے فرصت نہیں، فلمیں اور ڈرامے دیکھنے سے فرصت نہیں، موبائل پر گھنٹوں گزار دینے سے فرصت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارا معاشرہ تباہی کی طرف جا رہا ہے۔ ایک عورت پورے گھر کو سدھار سکتی ہے۔

اگر وہ بگڑ جائے تو پورا گھرانہ بگڑ جاتا ہے۔عورتوں کی دین سے دوری کی وجہ سے اولاد بھی دین و مذہب سے آزاد اور خدا تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے بیزار ہو کر جانوروں کی طرح بے لگام ہو رہے ہیں بلکہ بہت سے تو شعائر اسلام کا انکار کر بیٹھے۔اس بے دینی کے طوفان کا ایک ہی سبب ہے کہ ہم نے علم دین حاصل کرنا چھوڑ دیا۔اگر ہم اپنی اولاد کو مکمل عالم نہیں بنا سکتے تو کم از کم اتنا علم تو سکھا دیں کہ وہ مسلمان باقی رہ جائیں۔

☆حضور ﷺ کا وصال:

بخاری شریف کتاب النکاح میں حدیث نمبر 5217 پر ہے کہ نبی پاک ﷺ وصال شریف سے چند روز پیشتر سخت علیل ہو گئے اور آپ ﷺ کی کیفیت یہ تھی کہ بار بار دریافت فرماتے۔کل میں کہاں ہوں گا؟ کل میں کہاں ہوں گا؟ اس سے امہات المومنین رضی اللہ عنہن جان گئیں کہ آپ ﷺ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہنا چاہتے ہیں لہذا سبھی نے متفقہ طور پر عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! جہاں رہنا آپ پسند فرماتے ہیں رہیے! چنانچہ پھر آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہنے لگے۔

بخاری شریف کتاب الطب میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

کہ جب حضور ﷺ بیمار ہوئے تو معوذات (سورۂ فلق اور سورۂ ناس) پڑھ کر اپنے اوپر دم فرماتے مگر جب آپ ﷺ مرض وصال میں مبتلا ہوئے تو میں معوذات پڑھ کر حضور ﷺ پر دم کرتی۔

☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک بڑی فضیلت:

بخاری شریف کتاب المغازی میں حدیث نمبر 4450 ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ، رسول کریم ﷺ کے وصال شریف سے کچھ پہلے جب آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ان کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ آپ ﷺ نے مسواک کی طرف نظر فرمائی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس میں آپ ﷺ کی رغبت دیکھتے ہوئے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے مسواک لی۔ چبا کر نرم کی اور پھر آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر دی۔ حضور ﷺ نے (سیدہ کی چبائی ہوئی مسواک کو بغیر دھوئے) استعمال فرمایا۔

تقریباً آٹھ روز تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں مقیم رہنے کے بعد آپ ﷺ نے اس دنیا سے ظاہری پردہ فرمایا۔وصال شریف کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو اپنے سینے سے سہارا دیا ہوا تھا۔

☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نمایاں خصوصیات:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو رب تعالیٰ نے ایسے بہت سے فضائل سے نوازا ہے جو بلا مبالغہ آپ کو اوج ثریا (ثریا کی بلندی) پر پہنچانے کے لئے کافی ہیں۔

1۔آپ، سرورکونین ﷺ کی سب سے محبوب زوجہ ہیں۔

2۔آپ کی پاک دامنی کی گواہی خود رب کریم نے دی اور اس برأت میں اس نے اٹھارہ آیتیں نازل فرمائی۔

3۔رسول پاک ﷺ نے آپ کے سوا اور کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔

4۔رسول محتشم ﷺ کی حیات ظاہری کے آخری لمحات میں فرشتوں اور آپ کے سوا رسول محتشم ﷺ کے پاس اور کوئی نہ تھا۔

5۔سرور کائنات ﷺ نے آپ کے حجرہ مبارک میں ہی دنیا سے ظاہری پردہ فرمایا۔

6۔یہیں آپ ﷺ کا روضۂ اطہر بنا جو عرش علیٰ سے بھی افضل ہے اور

7۔اس فضیلت بے پایاں کی وجہ سے آپ کا حجرۂ مبارکہ قیامت تک فرشتوں کے جھرمٹ میں رہے گا۔

8۔آپ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا اور آپ کے سوا کسی زوجہ

نے نہیں دیکھا۔

9۔سرورکونین ﷺ اور آپ ایک جگہ ہوتے اور وحی آتی۔

10۔آپ سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا گیا۔

☆اب آپ کے سامنے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ارشادات بیان کئے جائیں گے۔

1۔مکارم الاخلاق صفحہ نمبر 62 پر ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، مکارم الاخلاق کی اصل حیا ہے۔

2۔شعب الایمان آٹھویں جلد صفحہ نمبر 156 پر ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب مومن کو کانٹا چبتا ہے یا اس سے بھی کم تکلیف ہوتی ہے تو رب تعالیٰ (اس کے سبب) اس سے ایک خطا مٹاتا اور اس کے لئے ایک درجہ بلند فرمادیتا ہے۔

3۔امام ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ اپنی مصنف کی تیسری جلد کے صفحہ نمبر 245 پر نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اپنے مُردوں کو بھلائی کے ساتھ ہی یاد کرو۔

4۔تنبیہ المغترین صفحہ نمبر 170 پر ہے کہ جنت سخیوں کا گھر اور جہنم

بخیلوں کا گھر ہے۔

5۔امام ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ اپنی مصنف کی دوسری جلد کے صفحہ نمبر 144 پر نقل فرماتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فجر کی دو (سنتوں) کی محافظت کرو کہ ان میں خیر اور بخشش ہے۔

6۔امام ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ اپنی مصنف کی تیسری جلد کے صفحہ نمبر 398 پر نقل فرماتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اے عورتو! اگر تم اپنے اوپر شوہروں کے حقوق جانتیں تو تم میں سے ہر ایک عورت اپنے شوہر کے چہرے کا غبار اپنے رخسار سے صاف کرتی۔

7۔بحر الدموع صفحہ نمبر 198 پر ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا۔آدمی گنہگار کب بنتا ہے؟ فرمایا جب وہ خود کو نیک سمجھنے لگے۔

8۔الروض الفائق صفحہ نمبر 23 پر نقل ہے کہ ایک عورت نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دل کی سختی کی شکایت کی۔آپ نے فرمایا موت کو کثرت سے یاد کیا کر، تیرا دل نرم ہو جائے گا۔

9۔تاریخ دمشق جلد آٹھویں صفحہ نمبر 42 پر ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جو بندہ خالص (ٹھنڈا اور میٹھا) پانی پیئے اور وہ بغیر تکلیف کے باہر بھی نکل آئے تو اس پر شکر لازم ہے۔

10۔الطبقات الکبریٰ دسویں جلد صفحہ نمبر 74 پر نقل ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے غلبہ خوف کے وقت فرمایا۔کاش! میں درخت ہوتی......کاش! میں پتھر ہوتی......کاش! میں مٹی کا ایک ڈھیلا ہوتی......کسی موقع پر درخت کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔کاش! میں اس درخت کا پتہ ہوتی......کاش! میں زمین کے پودوں میں سے ایک پودا ہوتی اور کوئی قابل ذکر شے نہ ہوتی۔

محترم حضرات! یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عاجزی وانکساری ہے، جنّتی ہوکر اتنا اللہ تعالیٰ کا خوف ان کے دل میں تھا۔ہمیں تو اپنا ٹھکانہ بھی نہیں معلوم تو ہمیں کتنا اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے۔

☆سفرآخرت:

امام زرقانی، زرقانی شریف کی چوتھی جلد صفحہ نمبر 392 پر نقل فرماتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا دنیائے اسلام کو اپنے علم وعرفان کے انوار سے جگمگاتے ہوئے بالآخر 17 رمضان المبارک 58ھ منگل کی رات دنیائے فانی سے رخصت ہوئیں۔صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور حسب وصیت رات کے وقت جنت البقیع میں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔بوقت وصال آپ کی عمر شریف 67 سال تھی۔

☆جب بھی ایصال ثواب کریں، سیدہ کا نام ضرور لیں:

امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ میرا طریقہ تھا کہ سرکار کریم ﷺ کی اولاد و مولا علی رضی اللہ عنہ کی فاتحہ کے لئے کھانا پکواتا تھا۔ ایک بار میں نے خواب میں آقا کریم ﷺ کی زیارت کی۔ میں سلام عرض کرتا ہوں مگر جواب نہیں ملتا اور آپ ﷺ میری طرف توجہ نہیں فرماتے کچھ دیر بعد ارشاد فرمایا۔ ہم عائشہ کے گھر کھانا کھاتے ہیں جو مجھے کھانا بھیجے، وہ عائشہ کے گھر بھیجے۔ میں سمجھ گیا کہ میں فاتحہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام نہیں لیتا۔ اس کے بعد سے میں تمام ازواج مطہرات خصوصا سیدہ عائشہ کو فاتحہ میں شریک کر لیتا ہوں۔ تمام ازواج حضور ﷺ کی سچی اہلبیت ہیں۔

محترم حضرات! کیا شان ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔ کتنی محبت اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ ان سے کرتے ہیں۔ ہمیں بھی اپنے سینے کو ان کی محبت سے سرشار رکھنا چاہئے اور سیدہ عائشہ کی ادنیٰ سی بھی بے ادنی سے بچنا چاہئے بلکہ ان کی بدگمانی سے بھی بچنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیدہ کی تعلیمات پر عمل کرنے والا بنائے اور سیدہ کے

مزار پرانوار پر بے حد رحمتوں کا نزول فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

فضائل ومناقب

امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ احزاب سے 33 ویں آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آج کی بابرکت محفل میں ہم جگر گوشۂ محبوب خدا حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ

رضی اللہ عنہ کا ذکر کرنے اور سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

امام سیوطی علیہ الرحمہ تاریخ الخلفاء میں نقل فرماتے ہیں۔ حسن اور حسین دونوں نام اہل جنت کے ہیں۔ یہ نام عہد جاہلیت میں کبھی نہیں رکھے گئے۔

☆ ولادت:

امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت 15 رمضان المبارک 3ھ میں ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے نانا جان سید عالم ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہہ تھے۔ آپ بڑے بردبار، حلیم الطبع، عزت وشان والے، پروقار صاحب جاہ وچشم تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ فتنہ وفساد اور خونریزی کو ناپسند کرتے تھے۔ آپ سخاوت میں بے بدل تھے۔ بسا اوقات ایک ایک شخص کو ایک ایک لاکھ درہم عطا فرمادیتے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے بغیر سواری کے پچیس حج ادا فرمائے جس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ اعلیٰ قسم کے اونٹ آپ کے ساتھ ہوتے تھے لیکن آپ ان پر سوار نہیں ہوتے اور پاپیادہ راستہ طے فرمایا۔

☆ فضائل حسنین احادیث کی روشنی میں:

مسند امام احمد ابن حنبل میں حدیث شریف ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ

عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا جس نے حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) دونوں سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا، اس نے مجھ سے بغض رکھا۔

جامع ترمذی میں حدیث پاک ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

مجمع الزوائد میں حدیث شریف ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما دونوں کو دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کے کندھوں پر سوار ہیں۔ میں نے کہا، کتنی اچھی سواری تمہاری نیچے ہے۔ پس رسول کریم ﷺ نے معاً فرمایا۔ سوار کتنے اچھے ہیں۔

مجمع الزوائد میں حدیث شریف ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور کونین ﷺ حالت نماز سجدے میں تھے کہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما آئے اور پشت مبارک پر چڑھ گئے۔ پس آپ ﷺ نے (ان کی خاطر) سجدہ طویل کر دیا۔ (نماز سے فراغت کے بعد) عرض کیا گیا۔ اے اللہ کے نبی ﷺ! کیا سجدہ طویل کرنے کا حکم آ گیا۔ فرمایا نہیں۔ میرے دونوں بیٹے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما میری پشت پر چڑھ گئے تھے۔ میں نے یہ ناپسند

کیا کہ جلدی کروں۔

امام طبرانی معجم الکبیر میں حدیث نقل فرماتے ہیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو رسول پاک ﷺ کے مرض وصال کے دوران آپ کی خدمت میں لائیں اور عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! انہیں اپنی وراثت میں سے کچھ عطا فرمائیں۔ آقا کریم ﷺ نے فرمایا۔ حسن میری ہیبت اور سرداری کا وارث ہے اور حسین میری جرأت اور سخاوت کا وارث ہے۔

اسد الغابہ اور الاصابہ میں حدیث پاک ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا کریم ﷺ کے سامنے حسنین کریمین کشتی لڑ رہے تھے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ حسن! جلدی کرو۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ صرف حسن ہی کو ایسے کیوں فرما رہے ہیں؟ (حسین چھوٹے ہیں ان سے کیوں نہیں فرماتے) حضور ﷺ نے فرمایا کیونکہ جبرئیل امین علیہ السلام، حسین کو ایسا کہہ کر حوصلہ دلا رہے ہیں۔

☆امام حسن رضی اللہ عنہ کا صبر:

☆ تاریخ الخلفاء میں امام سیوطی علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں۔ مروان جب مدینہ کا حاکم تھا تو وہ منبر پر علی الاعلان مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخیاں کیا کرتا تھا۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کمال تحمل کے ساتھ اس کی ان گستاخیوں کو سنا کرتے تھے اور خاموش رہا کرتے تھے۔

ایک دن مروان نے ایک شخص کو امام حسن رضی اللہ عنہ کے پاس کہلا کر بھیجا کہ علی پر، علی پر، علی پر اور تجھ پر، تجھ پر، تجھ پر، تجھ پر؟ اور تمہاری مثال تو بس خچر جیسی ہے کہ اس سے پوچھا جائے کہ تمہارا باپ کون تھا تو جواب دیتا ہے، میری ماں گھوڑی تھی۔ مروان کے چیلے کی باتیں سن کر امام حسن رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ جاؤ مروان سے کہہ دینا کہ تمہاری یہ باتیں بخدا مجھے یاد رہیں گی حالانکہ تم کو یقین تھا کہ میں تمہاری گالیوں کے بدلہ میں تم کو بھی گالیاں دوں گا لیکن میں صبر کرتا ہوں۔ قیامت آنے والی ہے۔ اگر تم سچے ہو تو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے گا اور اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ کا انتقام اور اس کی گرفت بڑی سخت ہے۔

☆ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے تحمل و بردباری کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے جسے حضور داتا گنج بخش لاہوری علیہ الرحمہ نے کشف المحجوب کے صفحہ نمبر 111 پر نقل فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کوفہ کے دار الخلافہ کے دروازے پر تشریف فرما تھے۔ صحرا سے ایک دیہاتی آیا اور

اس نے آتے ہی اور آپ کو اور آپ کے والدین کو گالیاں دینا شروع کر دیں۔ آپ نے اس سے پوچھا کیا تو بھوکا پیاسا ہے یا تجھ پر کوئی مصیبت پڑی ہے۔ اس نے پھر کہا آپ ایسے ہیں اور آپ کے والدین ایسے ہیں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام سے فرمایا۔ طشت میں چاندی بھر کر لاؤ اور اسے دے دو پھر فرمایا۔ اے دیہاتی ہمیں معذور سمجھنا، گھر میں اس کے سوا کچھ اور نہ تھا ورنہ اس کے دینے سے انکار نہ ہوتا۔ جب دیہاتی نے آپ کا یہ صبر و تحمل دیکھا تو کہنے لگا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ فرزند رسول ہیں۔

سبحان اللہ! ایک دیہاتی نے امام حسن رضی اللہ عنہ کے صبر و تحمل کو دیکھ کر ہی پہچان لیا کہ ایسا صبر و تحمل تو فرزند رسول کا ہی ہو سکتا ہے۔ اے کاش! امام حسن رضی اللہ عنہ کے صدقے ہم بھی صبر و تحمل کے پیکر بن جائیں۔

☆ خلافت سے دستبرداری:

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں نقل فرماتے ہیں کہ امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے والد مولا علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد چھ ماہ تک خلافت کے منصب پر فائز رہے۔ (آپ نے صرف اہلیان کوفہ سے بیعت کی تھی) اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کے پاس

آئے اور اللہ تعالیٰ کو حکم اور فیصلہ دھندہ تسلیم کر کے مندرجہ ذیل شرائط آپس میں طے ہوئیں کہ فی الوقت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے جاتے ہیں لیکن ان کے انتقال کے بعد امام حسن رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین ہوں گے۔ مدینہ، عراق اور حجاز کے باشندوں سے مزید کوئی ٹیکس نہیں لیا جائے گا بلکہ صرف وہی ٹیکس وصول کیا جائے گا جو مولا علی رضی اللہ عنہ کے زمانے سے لیا جا رہا ہے۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کے ذمے جو قرض ہے، اس کی تمام تر ادائیگی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کریں گے۔

ان شرائط کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور امام حسن رضی اللہ عنہ نے قبول کر لیا اور باہمی صلح ہوگئی اور یوں رسول پاک ﷺ کا یہ معجزہ ظاہر ہوگیا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ میرا یہ بیٹا سید (حسن) مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

امام حسن رضی اللہ عنہ نے ان شرائط کے ساتھ 41ھ میں خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی۔

☆ دوبارہ خلافت کی افواہ:

امام سیوطی علیہ الرحمہ تاریخ الخلفاء میں نقل فرماتے ہیں۔ خلافت سے

دستبردار ہونے کے کچھ عرصہ بعد امام حسن رضی اللہ عنہ کوفہ سے مدینہ چلے گئے اور پھر وہیں قیام پذیر ہو گئے۔ حاکم نے جبیر بن نفیر کی زبانی لکھا ہے کہ میں نے امام حسن رضی اللہ عنہ سے ایک روز عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ پھر خلافت کے خواستگار ہیں، یہ سن کر آپ نے فرمایا جس وقت عربوں کے سر میرے ہاتھ میں تھے (عرب میری بیعت کر چکے تھے) اس زمانے میں جس سے چاہتا میں ان کو لڑا دیتا اور جس سے چاہتا، صلح کرا دیتا لیکن اس وقت میں نے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے خلافت سے دستبرداری دے دی اور اُمّت محمدی کے خون کو مفت نہیں بہنے دیا۔ پس جس خلافت سے میں محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے دستبردار ہو گیا ہوں۔ اب اس کو باشندگان حجاز کی خوشنودی کے لئے کیا دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔ یہ کس طرح ممکن ہے۔

☆ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت کرتے تھے:

امام سیوطی علیہ الرحمہ تاریخ الخلفاء میں نقل فرماتے ہیں کہ ایک روایت جسے امام بیہقی اور امام ابن عسا کر نے ہشام کے والد کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ امام حسن رضی اللہ عنہ بہت تنگی کا شکار ہو گئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ

عنہ ان کو ہر سال ایک لاکھ درہم سالانہ بطور وظیفہ دیا کرتے تھے۔اس سال تاخیر ہوگئی جس کے سبب امام حسن رضی اللہ عنہ تنگی کا شکار ہوگئے۔آپ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی یاددہانی کے لئے اپنی حالت پر مبنی ایک رقعہ لکھنا چاہا،قلم دوات طلب کیالیکن آپ پھر رک گئے (خط نہیں لکھا) اسی روز نبی پاک ﷺ کو خواب میں دیکھا۔سرورکونین ﷺ نے فرمایا۔اے فرزند کیا حال ہے؟ آپ نے عرض کیا آقا ﷺ میں اچھا ہوں،لیکن تنگ دست ہوں۔

یہ سن کر نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اسی غرض سے دوات منگوائی تھی کہ تم ایک مخلوق سے اس سلسلہ میں کچھ کہو (مخلوق سے مانگو) امام حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔یارسول اللہ ﷺ! ارادہ تو یہی تھا۔اب آپ فرمایئے کہ میں کیا کروں،حضور ﷺ نے فرمایا۔تم یہ دعا پڑھا کرو۔

ترجمہ: الٰہی میرے دل میں اپنی آرزو پیدا کردے اور دوسروں سے میری تمنائیں اس طرح ختم کردے کہ میں کسی سے پھر تیرے سوا امید وابستہ نہ رکھوں۔

الٰہی! میری قوتوں کو کمزور نہ بنا،میرے نیک اعمال کو کوتاہ نہ کر،مجھ سے اعراض نہ فرما،تو اپنے فضل وکرم سے مجھے توکل وتوفیق کی ایسی قوت عطا فرما کہ میں کسی مخلوق کے پاس اپنی حاجت نہ لے جاؤں،تو ہی میرے مسائل کو حل فرما

اور مجھے وہ سب کچھ دے دے، جو اب تک پچھلے یا آنے والے شخص کو نہیں دیا۔

اے رب العالمین! مجھے یقین کی دولت سے مالا مال فرما دے۔ آمین

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی قسم! میں نے یہ دعا ایک ہفتہ تک نہ پڑھی ہوگی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھے (ایک لاکھ درہم کے بجائے) پانچ لاکھ درہم بھیج دیئے جس پر میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں جو اپنے یاد کرنے والوں کو فراموش نہیں فرماتا اور اپنے مانگنے والوں کو محروم و نا امید نہیں فرماتا۔

جس دن یہ رقم آئی اس روز رات کو میں نے پھر سرور کونین ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ رسول پاک ﷺ مجھ سے دریافت فرما رہے ہیں کہ حسن کیسے ہو؟ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میں اچھا ہوں اور اس کے بعد میں نے تمام واقعہ عرض کیا۔ آپ ﷺ نے سماعت فرما کر ارشاد فرمایا کہ اے میرے بیٹے! اللہ تعالیٰ سے امیدوار ہونا اور مخلوق سے التجا نہ کرنے کا نتیجہ یہی ہوتا ہے۔

سبحان اللہ! محترم حضرات! کیا کامل یقین تھا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا کہ چند ہی دنوں میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی غیب سے مدد فرمائی یقینا جو لوگ فقط اپنے پروردگار سے اپنی امیدیں رکھتے ہیں، ان کا رب ان کو کبھی مایوس نہیں کرتا۔ انہیں اتنا دیتا کہ وہ خود بھی کھاتے، اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہیں اور مخلوق میں بھی

تقسیم کرتے رہتے ہیں۔

☆شہادت سے قبل خواب:

تاریخ الخلفاء صفحہ نمبر 400 پر نقل ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان ''قل ھو اللہ احد'' لکھا ہوا ہے جس وقت آپ نے خواب بیان کیا تو اہلبیت اطہار بہت خوش ہوئے، لیکن جب حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے خواب سنا تو انہوں نے تعبیر یہ بتائی کہ اگر آپ کا خواب سچا ہے تو آپ کی زندگی کے چندروز باقی رہ گئے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔اس خواب کو دیکھنے کے بعد آپ کو زہر دیا گیا جس کے باعث آپ شہید ہو گئے۔

☆زہر دینے والے کی نشاندہی نہیں کی:

بعض جاہل اور بدبخت یہ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دیا۔یہ بات بددیانتی پر مبنی ہے کیونکہ امام حسن رضی اللہ عنہ کو بھی خبر نہ تھی کہ مجھے کس نے زہر دیا۔اب تاریخ الخلفاء صفحہ نمبر 399 پر امام سیوطی علیہ الرحمہ کی تحقیق سنئے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ نے بہت کوشش کی کہ امام حسن رضی اللہ عنہ زہر دینے

والے کی نشاندہی کردیں لیکن آپ نے نام بتانے کے بجائے یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سخت انتقام لینے والا ہے۔کوئی شخص محض میرے گمان کی بناء پر کوئی قتل ہو (یعنی میں نے کسی پر گمان کیا اور اصل میں قاتل وہ نہ ہوا تو)

صواعق المحرقہ صفحہ نمبر 345 پر امام ابن حجر علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں کہ شہادت سے قبل امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے چھوٹے بھائی امام حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔اے میرے بھائی! مجھے تین بار زہر دیا گیا ہے مگر اس طرح کا زہر مجھے کبھی نہیں دیا گیا۔امام حسین رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔آپ کو کس نے زہر دیا ہے؟ فرمایا کیا تیرے سوال کا مقصد یہ ہے کہ تو ان سے جنگ کرے مگر میں ان کا معاملہ خدا تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔

محترم حضرات! امام حسن رضی اللہ عنہ زہر دینے والے کا نام نہیں بتا رہے اور اس معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر رہے ہیں مگر اس دور کے بدبخت لوگ نا جانے کس کس کا نام لے رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کے شر سے ہر مسلمان کو بچائے۔

صواعق المحرقہ صفحہ نمبر 344 پر امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت کا وقت آیا تو آپ نے اپنے بھائی امام حسین رضی اللہ عنہ سے کہا اے بھائی! ہمارے والد نے خلافت کو چاہا تو رب

تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دے دی، پھر چاہا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دے دی۔ پھر شوریٰ کے وقت آپ کو یقین تھا کہ خلافت مجھے ملے گی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دے دی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو ہمارے والد کی بیعت کی گئی پھر ان سے تنازع کیا گیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے تلوار سونپ لی مگر خلافت کا معاملہ آپ کے لئے صاف نہ ہوا۔ خدا کی قسم! میرے نزدیک اللہ تعالیٰ ہم میں نبوت اور خلافت کو اکٹھا نہیں کرے گا۔ میں جانتا ہوں کہ کوفہ کے لوگ تجھے دھوکہ دیں گے۔ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ کے ساتھ دفن ہونے کی خواہش کا اظہار کیا ہے اور آپ رضی اللہ عنہا نے اسے قبول کر لیا ہے۔ جب میں فوت ہو جاؤں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر اس بات کا مطالبہ کرنا۔ میرا خیال ہے لوگ عنقریب اس سے روکیں گے۔ اگر وہ ایسا کریں تو ان سے بحث نہ کرنا۔

محترم حضرات! آپ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کی آخری گفتگو سماعت کی جس سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

پہلی بات تو یہ کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا کہ حضرات ابوبکر و عمر و عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خلافت اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ امام حسن رضی اللہ عنہ ایسے روشن ضمیر تھے کہ انہوں نے اپنی مومنانہ فراست سے جان لیا کہ میرے بھائی امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ والے دھوکہ بازی کریں گے۔

تیسری بات یہ معلوم ہوئی۔حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے باہمی تعلقات بہت اچھے تھے۔اگر اچھے نہ ہوتے تو امام حسن رضی اللہ عنہ کبھی حضور ﷺ کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت نہ مانگتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی کبھی انہیں اجازت نہ دیتیں۔ثابت ہوا کہ دشمنان صحابہ بکواس کرتے ہیں۔امام حسن رضی اللہ عنہ اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا میں باہمی محبت تھی۔

شہادت امام حسن رضی اللہ عنہ:

28 صفر المظفر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش فرمایا تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تدفین کی اجازت چاہی۔آپ نے اجازت عطا فرمائی۔لیکن حاکم مدینہ مروان حائل ہوا جس پر امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں نے ہتھیار سنبھال لئے مگر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے درمیان میں صلح کرادی اور آخرکار امام حسن رضی اللہ عنہ کو

آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ ساجدہ طیبہ طاہرہ شہزادیٔ کونین حضرت بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا کے نورانی پہلو میں (جنت البقیع) میں دفن کر دیا۔

محترم حضرات! حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے بلند و بالا اخلاق و کردار، صبر و تحمل اور سخاوت وایثار اور فہم وفراست سے یہ ثابت کر دیا کہ میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا شہزادہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ امام حسن رضی اللہ عنہ کے مرقد انور پر بے حد و بے حساب رحمتوں کا نزول فرمائے اور ہم سب کو ان کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

فضائل امام حسین رضی اللہ عنہ اور واقعہ کربلا

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاہِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ احزاب سے 33 ویں آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات! محرم الحرام کا بابرکت مہینہ جاری و ساری ہے۔ حرمت

والے مہینوں میں یہ پہلا مہینہ ہے۔اس ماہ مبارک کی بڑی برکتیں ہیں جیسے ہی محرم الحرام کا مہینہ آتا ہے۔ ہمارے اسلاف کی قربانیاں ہمارے ذہنوں میں تازہ ہوجاتی ہیں۔یکم محرم الحرام حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت اور دس محرم الحرام حضرت سیدنا امام حسین اور ان کے رفقاء رضوان اللہ علیہم اجمعین کی لازوال قربانیاں تاریخ کا ایک روشن باب ہیں۔

آج کی اس محفل میں آپ کے سامنے نواسۂ رسول امام عالی مقام امام ہمام حضور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شان وعظمت کے حوالے سے کچھ عرض کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

☆ولادت باسعادت:

آپ کا نام رسول پاک ﷺ نے حضرت ہارون علیہ السلام کے چھوٹے بیٹے شبیر کے نام پر رکھا۔لفظ شبیر کا عربی میں ترجمہ حسین بنتا ہے۔آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔

ذکی، شہید اعظم، امام عالی مقام، سید شباب اہل الجنۃ، سبط الرسول اور ریحان الرسول آپ کے القابات ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت 4 شعبان المعظم 4ھ بروز سہ شنبہ مدینہ منورہ

میں ہوئی۔آپ اپنے بھائی امام حسن رضی اللہ عنہ سے گیارہ ماہ دس دن بعد پیدا ہوئے۔جب آپ کی ولادت ہوئی تو سرورکونین ﷺ آپ کو دیکھنے کے لئے تشریف لائے۔محبت وشفقت سے گود میں اٹھایا۔کانوں میں اذان واقامت کہی۔تحنیک فرمائی پھرساتویں دن دومینڈھے ذبح کرکے آپ کا عقیقہ کیا۔

نہایت ہی حسین وجمیل،فصیح اللسان،بڑے بردبار،حلیم الطبع،عزت وشان والے اورنہایت ہی صبروتحمل کے پیکر تھے۔نبی پاک ﷺ ان سے بہت محبت فرماتے تھے۔حتیٰ کہ جو امام حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے۔حضور ﷺ اس شخص سے بےحد محبت فرماتے ہیں چنانچہ احادیث میں آتا ہے۔

حدیث شریف = طبرانی معجم الکبیر میں حدیث نمبر 2643 نقل ہے کہ نبی پاک ﷺ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا جس نے حسین سے محبت کی،اس نے مجھ سے محبت کی۔

حدیث شریف = ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے جو حسین سے محبت کرتا ہے۔

☆ایمان افروز خواب:

امام بیہقی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو دلائل النبوۃ میں نقل فرمایا۔ نبی پاک ﷺ کی چچی جان حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا ایک دن بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میں نے ایک پریشان کن خواب دیکھا ہے۔خواب بیان کرنے کی جرأت نہیں ہے۔ جب حضور ﷺ نے بار بار دریافت فرمایا تو انہوں نے عرض کیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے جسم انور کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھ دیا گیا۔

یہ سن کر نبی پاک ﷺ (مسکرائے اور) فرمایا کہ تم نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے (اس کی تعبیر یہ ہے کہ) فاطمہ کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا جو تمہاری گود میں کھیلے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور حضرت ام الفضل کی گود میں دیئے گئے۔

☆ جبرئیل علیہ السلام بھی امام حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہیں:

اسد الغابہ اور الاصابہ میں حدیث پاک ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے سامنے حسنین کریمین کشتی لڑ رہے تھے اور

آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ حسن! جلدی کرو۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ صرف حسن سے کیوں فرمارہے ہیں؟ (حسین چھوٹے ہیں، ان سے کیوں نہیں فرمارہے) حضور ﷺ نے فرمایا کیونکہ جبرئیل امین حسین کو ایسا کہہ کر حوصلہ دلا رہے ہیں۔

☆امام حسین رضی اللہ عنہ کی خاطر حضور ﷺ نے اپنے بیٹے کی قربانی دی:

شواہد النبوت صفحہ نمبر 305 پر علامہ جامی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک روز سید عالم ﷺ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے داہنے اور صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو اپنے بائیں جانب بٹھائے ہوئے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! خدا تعالیٰ ان دونوں کو آپ کے پاس جمع نہ رہنے دے گا۔ ان میں سے ایک کو واپس بلالے گا۔ اب ان دونوں میں سے جسے آپ ﷺ چاہیں، پسند فرمالیں۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ اگر حسین رخصت ہوجائیں تو ان کی جدائی فاطمہ اور علی کو تکلیف دے گی اور مجھے بھی تکلیف ہوگی اور اگر ابراہیم کا انتقال ہوگیا تو زیادہ غم مجھی کو ہوگا۔ اس لئے مجھے اپنا غم پسند ہے۔ اس واقعہ کے تین روز بعد حضرت

ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔

نور الابصار صفحہ نمبر 114 پر حدیث شریف نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہونٹوں کو اس طرح چوستے ہیں جیسے کہ آدمی کھجور چوستا ہے۔

☆ایمان افروز واقعہ:

نزہۃ المجالس میں یہ واقعہ نقل ہے۔ حضرت علامہ نسفی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ حسنین کریمین نے دو تختیاں لکھیں۔ ہر ایک نے کہا کہ میری تحریر اچھی ہے۔ فیصلہ کے لئے مولا علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے کہ آپ فیصلہ فرمائیں کہ کس کی تحریر اچھی ہے۔ مولا علی رضی اللہ عنہ یہ سوچ کر فیصلہ نہیں کر سکے کہ کسی ایک شہزادے کی دل شکنی ہو گی۔ آپ نے فرمایا۔ اپنی ماں کے پاس جاؤ، دونوں ماں کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا فیصلہ کیجئے کہ کس کی تحریر اچھی ہے؟ خاتون جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں کہ میں فیصلہ نہیں کر سکوں گی۔ اس معاملہ کو تم اپنے نانا جان ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ۔ وہ فیصلہ کر دیں گے کہ کس کی تحریر اچھی ہے۔

چنانچہ دونوں شہزادے نانا جان سرور کونین ﷺ کی خدمت میں حاضر

ہوئے اور عرض کی۔ آپ فیصلہ فرمادیں کس کی تحریر اچھی ہے؟ کونین کے والی ﷺ نے سوچا کہ اگر حسن کی تحریر کو اچھی کہوں تو میرے حسین کو ملال ہوگا اور حسین کی تحریر کو عمدہ کہوں تو حسن کو رنج ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس کا فیصلہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کریں گے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک سیب لایا ہوں۔ اس نے فرمایا کہ میں اس جنّتی سیب کو تختیوں پر گراؤں گا۔ جس تختی پر یہ سیب گرے گا، فیصلہ ہوجائے گا کہ اس کی تحریر اچھی ہے۔ اب دونوں تختیاں اکٹھی رکھی گئیں اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اوپر سے ان تختیوں پر سیب گرایا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے راستہ ہی میں سیب کٹ کر آدھا ایک تختی پر اور دوسرا آدھا ایک تختی پر گرا۔ اس طرح رب کریم نے فیصلہ فرمادیا کہ دونوں شہزادوں کی تحریریں اچھی ہیں۔

محترم حضرات! اس سے معلوم ہوا کہ کائنات کا پالنے والا رب ذوالجلال، امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما سے کتنی محبت فرماتا ہے کہ ایک کی بھی دل شکنی اسے گوارا نہیں۔

☆ سخاوت امام حسین رضی اللہ عنہ:

حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ اپنی کتاب کشف المحجوب صفحہ نمبر 112 پر نقل فرماتے ہیں۔ایک روز ایک شخص نے حاضر ہوکر آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اے فرزند رسول میں ایک مفلس و نادار شخص ہوں۔میں صاحب اہل وعیال ہوں۔ مجھے اپنے پاس سے رات کے کھانے میں سے کچھ عنایت فرمایئے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔بیٹھ جاؤ، میرا رزق ابھی راستے میں ہے۔کچھ دیر بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے دیناروں کی پانچ تھیلیاں آئیں۔ ہر تھیلی میں ایک ہزار دینار تھے۔لانے والوں نے عرض کیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ معذرت خواہ ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ فی الحال ان کو اپنے خدام پر خرچ فرمائیں۔مزید پھر حاضر کئے جائیں گے۔حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس نادار و مفلس شخص کی طرف اشارہ فرمایا اور پانچوں تھیلیاں اسے عنایت کرتے ہوئے معذرت کی کہ تمہیں بہت دیر انتظار کرنا پڑا۔ صرف اتنا ہی کمتر عطیہ تھا۔اگر میں جانتا کہ اتنی قلیل مقدار ہے تو تمہیں انتظار کی زحمت نہ دیتا۔

اس واقعہ سے جہاں امام حسین رضی اللہ عنہ کی سخاوت نظر آتی ہے وہاں آپ کی مومنانہ فراست بھی واضح ظاہر ہوئی کہ آپ نے اپنی مومنانہ فراست سے آنے والے پانچ ہزار دیناروں کو دیکھ لیا۔اس سے معلوم ہوا کہ اہل اللہ کی

نظروں سے کوئی شے پوشیدہ نہیں۔

☆امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر:

امام بغوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب معجم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کرتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بارش کے فرشتے نے اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی زیارت کے لئے اجازت طلب کی۔ رب تعالیٰ نے اجازت عطا فرمائی۔ وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

نبی پاک ﷺ اس وقت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر رونق افروز تھے۔ آپ نے فرمایا اے ام سلمہ! دروازے کا اچھی طرح خیال رکھنا۔ کوئی اندر نہ آنے پائے۔ چنانچہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا دروازے پر نگہبانی فرما رہی تھیں کہ اتنے میں امام حسین رضی اللہ عنہ آئے اور زبردستی اندر چلے گئے اور نبی پاک ﷺ کے اوپر کھیلنے کودنے لگے تو آپ ان کو گود میں لے کر چومنے اور پیار کرنے لگے۔ یہ منظر دیکھ کر اس (بارش کے) فرشتہ نے دریافت کیا۔

یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ ان سے محبت رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں! میں ان سے محبت رکھتا ہوں۔ فرشتے نے عرض کی! انہیں تو آپ کی اُمّت عنقریب شہید کردے گی۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ دکھا دوں، جہاں

ان کو شہید کیا جائے گا۔ اس کے بعد اس (فرشتے) نے آپ کو ایک باریک سرخ (لال) مٹی دکھائی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وہ مٹی لے کر اپنے کپڑے میں محفوظ کر لی۔

حدیث شریف = حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ سر الشہادتین میں نقل کرتے ہیں۔ امام ابو نعیم علیہ الرحمہ حضرت ام سلمہ سے نقل کرتے ہیں۔ آپ بیان کرتی ہیں کہ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما میرے گھر میں کھیل رہے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر نازل ہوئے اور عرض کیا۔ آپ ﷺ کے بعد آپ کی اُمّت آپ کے اس بیٹے کو شہید کر دے گی اور ہاتھ سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا اور پھر آپ کی خدمت میں تھوڑی سی مٹی پیش کی جس کو حضور ﷺ نے سونگھ کر فرمایا۔ اس مٹی سے رنج و مصیبت کی بو آتی ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے ام سلمہ! جب یہ مٹی خون بن جائے تو اس وقت جان لینا کہ میرے بیٹے (حسین) کو شہید کر دیا گیا ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وہ مٹی لے کر ایک شیشی میں محفوظ کر لی۔

محترم حضرات! ان دونوں احادیث سے واضح ہو گیا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی دردناک شہادت کی خبر آپ رضی اللہ عنہ کے بچپن ہی میں مشہور تھی

اور ایک مقدر تھا جسے ہو کر رہنا تھا اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ نبی پاک ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا سے غیب جانتے ہیں۔ اس لئے آپ نے وہ سرخ مٹی اپنی ازواج میں سے صرف حضرت ام سلمہ کو دی۔ حالانکہ اس وقت آپ کی کئی ازواج حیات تھیں۔ کسی اور کو نہ دی۔ نگاہ مصطفی ﷺ دیکھ رہی تھیں کہ جب کربلا کا واقعہ رونما ہوگا، اس وقت صرف اور صرف میری زوجہ حضرت ام سلمہ حیات ہوں گی۔

☆ یزید کی تخت نشینی:

60ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد یزید نے تخت نشین ہوتے ہی اپنی بیعت کے لئے ہر طرف حکم نامہ روانہ کئے۔ گورنر مدینہ ولید بن عقبہ کو یزید نے اپنے والد کے وصال کی اطلاع دی اور لکھا کہ ہر خاص و عام سے میری بیعت لو۔ ان سب کو ایک لمحہ مہلت نہ دو۔

ولید بن عقبہ گھبرایا۔ مشورہ کے لئے مروان بن حکم کو بلایا۔ مروان نے کہا کہ تینوں حضرت امام حسین، حضرت عبداللہ ابن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو بلاؤ اور یزید کی بیعت کا مطالبہ کرو۔ اگر بیعت سے انکار کردیں، تو قتل کردو۔ ولید بن عقبہ نے مروان کی گفتگو سن کر کہا۔ خدائے ذوالجلال کی قسم! اگر مجھے ساری دنیا کا مال ومتاع بھی مل جائے تو بھی میں ان ہستیوں کے خون سے

اپنے ہاتھوں کو آلودہ نہیں کرسکتا۔

یزید نے تخت نشین ہوتے ہی پہلا مطالبہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کا کیوں کیا؟ امام ذہبی سیر اعلام النبلاء تیسری جلد صفحہ نمبر 198 پر فرماتے ہیں اس لئے کہ اگر ان دو ہستیوں نے یزید کی بیعت کر لی تو ان کے بعد اہل مدینہ کی بیعت آسان ہو جائے گی۔

یہاں یزید کے متعلق کچھ ضروری باتیں کروں گا۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ یزید صحابی نہیں تھا۔ بعض لوگ لاعلمی کی بنیاد پر اسے صحابی کہہ دیتے ہیں ۔ یزید 25ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں پیدا ہوا۔ اس کی کنیت ابو خالد تھی۔ یزید بہت موٹا، بد خلق، فاسق و فاجر، شرابی، بدکار، ظالم اور بے ادب تھا۔

60ھ میں تخت نشین ہوا۔ اس وقت یزید کی عمر 35 برس تھی۔ اس کے دل میں اقتدار کا گھمنڈ اور بہت غرور تھا۔ بعض لوگ یہ حدیث پیش کر کے یزید کو جنتی بنانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کہ (نبی پاک ﷺ نے فرمایا: میری اُمّت کا پہلا لشکر جو (قسطنطنیہ) مدینۃ القیصر پر حملہ کرے گا، وہ بخشا ہوا ہے) یزید اس لشکر کا سپہ سالار تھا لہذا وہ بھی بخشا ہوا ہے۔ یہ تحقیق درست نہیں ہے جبکہ درست یہ ہے۔ امام ابو داؤد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ (قسطنطنیہ) مدینۃ القیصر پر پہلا

حملہ حضرت عبدالرحمن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سپہ سالاری میں ہوا۔

الغرض کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے بیعت سے انکار کردیا۔امام حسین رضی اللہ عنہ خوب جانتے تھے کہ بیعت کے انکار سے یزید بدبخت جان کا دشمن اور خون کا پیاسا ہوجائے گا لیکن آپ نے اپنی جان کو قربان کرنا گوارا فرمایا مگر یزید جیسے ظالم، فاجر اور شرابی کی بیعت کرنا گوارا نہ فرمایا۔

اگر امام حسین رضی اللہ عنہ یزید کی بیعت کرلیتے تو وہ آپ کی بہت قدرومنزلت کرتا اور دنیا کی بے شمار دولت آپ کے قدموں میں ڈھیر کردیتا مگر امام حسین جانتے تھے کہ قیامت کے دن ہر شخص ظالم کی بیعت کرتے وقت یہ کہے گا کہ جب نواسۂ رسول ﷺ نے ظالم کی بیعت کرلی تو ہم کس کھاتے میں ہیں۔

بہرحال امام حسین رضی اللہ عنہ نے مدینہ چھوڑ کر مکہ جانے کا فیصلہ کرلیا۔

محترم حضرات! مدینہ منورہ وہ شہر ہے جس سے محبوب خدا ﷺ بے انتہا محبت فرماتے تھے۔ جب نبی پاک ﷺ کی سواری مدینے میں داخل ہوتی تو آپ چہرۂ انور سے کپڑا ہٹا دیتے اور سواری کی رفتار تیز فرما دیتے۔

بخاری شریف کی حدیث نمبر 612 ہے۔ نبی پاک ﷺ نے (دعا فرمائی) مدینہ کے لئے کہ اے اللہ! ہمیں مدینہ محبوب کردے جیسا کہ ہم مکہ مکرمہ سے

محبت کرتے ہیں یا اس سے بھی زیادہ محبت عطا فرما۔ (آپ ﷺ کی دعا قبول ہوئی حتیٰ کہ آپ کی سواری نے جب مدینہ منورہ کو دیکھا تو اس کی محبت میں رقص کرنے لگی)

مسلم شریف کی حدیث نمبر 3222 ہے۔ نبی پاک ﷺ نے یہ دعا کی۔ اے اللہ! مدینہ میں، مکہ سے دگنی برکت دے۔

آج دنیا کا ہر مسلمان تمنا کرتا ہے کہ اے مالک و مولا! موت سے پہلے ایک مرتبہ تیرے محبوب ﷺ کا مدینہ دکھا دے۔

وہ مدینہ جو کونین کا تاج ہے
جس کا دیدار مومن کی معراج ہے
زندگی میں خدا ہر مسلمان کو
وہ مدینہ دکھادے تو کیا بات ہے

وہ مدینہ جسے دیکھنے کے لئے عاشق کی آنکھ ترستی ہیں۔ آج نبی کے نواسہ کے لئے مدینہ چھوڑنے کا وقت آ گیا ہے۔ اب امام حسین رضی اللہ عنہ آخری سلام کے لئے نانا جان رحمت عالمیان ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ میرا دل کہتا ہے کہ امام حسین کا دل رو رہا ہوگا۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے اور یہ کہہ رہے ہوں گے۔ نانا جان! وہ حسین جو حالت سجدہ میں آپ کی پیٹھ پر سوار

ہوجا تا تو آپ سجدہ طویل کر دیتے تھے۔آج آپ کا بیٹا حسینؓ آپ کا مدینہ چھوڑ کر جا رہا ہے۔

وہ حسین! جو لڑکھڑاتے ہوئے بچپن میں مسجد نبوی میں چلا آتا تو آپ وعظ چھوڑ کر منبر سے اتر کر اپنی گود میں بٹھا لیتے۔نانا جان! وہ حسینؓ آج آپ کا مدینہ چھوڑ کر جا رہا ہے۔

وہ حسین! جب بچپن میں روتا تو میری والدہ سے فرماتے کہ اسے مت رلاؤ، اس کے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔

نانا جان! وہ حسینؓ...... جسے کاندھوں پر سوار کیا کرتے تھے۔

نانا جان! وہ حسینؓ......جس کے لئے آپ نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو قربان کیا تھا۔آج آپ کا بیٹا حسینؓ آپ کا مدینہ چھوڑ کر جا رہا ہے۔

نانا جان! اس لئے مدینہ چھوڑ رہا ہوں کہ میرا یہاں رہنا دشوار ہو گیا ہے۔نانا جان! میں جا رہا ہوں، مجھے اجازت دیجئے۔

محترم حضرات! ذرا سوچئے جب امام حسینؓ رضی اللہ عنہ یہ کلمات کہہ رہے ہوں گے، اس وقت قبر انور میں سرکار اعظم ﷺ کا کیا حال ہوا ہوگا۔اس کا تصور اہل محبت کے دلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔

پھر اپنی والدہ ماجدہ کی قبر انور پر الوداعی سلام پیش کیا۔آہ! یہ دن کتنے رنج

وغم کا دن تھا کہ نواسۂ رسول جن کا سب کچھ مدینہ میں ہے مگر وہ مدینے سے جا رہے ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جا رہے ہیں۔ آپ الوداع کہہ کر روتے ہوئے واپس ہوئے اور ڈوبتے ہوئے دل کے ساتھ مدینۂ منورہ پر حسرت بھری نگاہ ڈالتے ہوئے مکہ معظّمہ کی جانب روانہ ہوگئے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ اب میں مدینہ منورہ واپس نہیں آؤں گا بلکہ یہ سلام، سلامِ آخر ہے۔

☆امام حسین رضی اللہ عنہ مکہ میں:

جب امام حسین رضی اللہ عنہ مکہ معظّمہ پہنچے اور آپ کی تشریف آوری کی لوگوں کو خبر ہوئی تو مکہ والوں کے لئے عید کا سماں تھا۔ مکہ والوں کے نصیب کھل گئے۔ ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں، مسرتیں ہی مسرتیں تھیں کہ نواسۂ رسول جلوہ گر ہوگئے ہیں۔ جوق در جوق آپ کی خدمت میں لوگ آنے لگے اور آپ کی زیارت ومحبت سے فیض حاصل کرنے لگے۔ مکہ میں آپ مہمان کی حیثیت سے مقیم رہے۔ نہ آپ نے یزید کے خلاف کسی کی بیعت لی، نہ کوئی طاقت ولشکر جنگ کے لئے تیار کیا۔

☆کوفیوں کی چٹھیاں:

امام حسین رضی اللہ عنہ کو مکہ میں کوفیوں کی چٹھیاں آنا شروع ہوگئیں۔ پہلی

چھٹی یعنی خط 10 رمضان 60ھ کو پہنچا، دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں خطوط امام حسین کی خدمت میں پہنچے۔

آپ نے صحابہ کرام سے مشوروں کے بعد اپنے چچازاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔ ان کے دو بیٹے محمد اور ابراہیم بھی اپنے مہربان باپ کے ساتھ ہو لئے۔ امام مسلم رضی اللہ عنہ نے کوفہ پہنچ کر مختار بن عبید کے مکان پر قیام فرمایا۔ ہر کوفی جوق در جوق عقیدت و محبت کے ساتھ بیعت کرنے لگا۔ یہاں تک کہ ایک ہفتہ کے اندر بارہ بارہ ہزار کوفیوں نے امام مسلم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ امام مسلم رضی اللہ عنہ کو جب حالات سازگار معلوم ہوئے تو امام حسین کو خط لکھا کہ آپ تشریف لے آئیں۔

دوسری طرف یزید کے حکم پر حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی گورنری سے معزول کر کے گورنر بصرہ عبید اللہ ابن زیاد کو کوفہ کا گورنر بنا دیا گیا۔ ابن زیاد نے اپنے بھائی عثمان بن زیاد کو بصرہ میں اپنا جانشین بنا کر دوسرے دن کوفہ چلا گیا۔

عبید اللہ ابن زیاد نے کوفہ پہنچتے ہی ظلم و ستم کا بازار گرم کرنا شروع کیا۔ اہل کوفہ کو ڈرانا دھمکانا شروع کیا کہ وہ امام مسلم رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑ دیں۔ اب آہستہ آہستہ جان و مال قربان کرنے کا دعویٰ کرنے والے کوفی امام مسلم رضی اللہ

عنہ کا ساتھ چھوڑتے چلے گئے۔ بالآخر چالیس ہزار میں سے پانچ سو رہ گئے جنہوں نے آپ کے پیچھے نماز عصر کی نیت باندھی۔ جب امام مسلم رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا تو وہ بھی ساتھ چھوڑ گئے اور آپ کے پیچھے صرف آپ کے دو شہزادے محمد اور ابراہیم تھے۔

امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ اس غربت و مسافرت میں تنہا رہ گئے۔ شدید مشکلات اٹھانے کے بعد بالآخر دھوکہ سے آپ کو لے جایا گیا اور ابن زیاد کے حکم پر محل کی چھت پر لے جایا گیا اور بے دردی کے ساتھ شہید کر کے سر کو جسم کے ساتھ محل کے نیچے پھینک دیا۔ (تاریخ طبری)

جس دن امام مسلم رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، اسی دن 3 ذوالحجہ 60ھ امام حسین رضی اللہ عنہ مکہ سے کربلا کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ سفر میں شامل آپ کے تین صاحبزادے، دو ازواج، ایک بیٹی اور ایک بہن تھیں۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کے چار صاحبزادے حضرت قاسم، حضرت عبداللہ، حضرت عمر اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما، حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے پانچ صاحبزادے حضرت عباس، حضرت عثمان، حضرت عبداللہ، حضرت محمد اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہما تھے۔ امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے تین بھائی حضرت عبداللہ، حضرت عبدالرحمن اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہما، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے دو

صاحبزادے حضرت محمد اور حضرت عون رضی اللہ عنہم تھے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کو ابھی تک کوفے کے حالات معلوم نہ ہوئے تھے۔ جب آپ مقام ثعلبیہ میں پہنچے تو بکیر بن مشعبہ اسدی کے ذریعہ آپ کو معلوم ہوا کہ حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ اور ہانی بن عروہ دونوں شہید کر دیئے گئے اور ان کی لاشوں کے پاؤں میں رسیاں باندھ کر بازاروں میں گھسیٹا گیا۔ اس دردناک خبر کو سن کر آپ نے بار بار اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھی (طبری، جلد دوم، ص 227)

جیسے ہی یہ قافلہ پہنچا حر بن یزید تمیمی نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے قافلے کو روک دیا اور کربلا میں اترنے پر مجبور کر دیا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے قافلے والوں نے دریائے فرات کے کنارے خیمے نصب کر دیئے۔ یزیدیوں کی جانب سے تکالیف دینے کا سلسلہ جاری رہا حتیٰ کہ سات محرم الحرام کو آپ کے خیمے دریائے فرات سے ہٹا دیئے گئے۔

نو محرم الحرام کو یزیدی فوج امام حسین رضی اللہ عنہ کے قافلہ کی طرف بڑھنے لگی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور یزیدی فوج سے پوچھا کہ مسئلہ کیا ہے؟ جواب ملا کہ عبید اللہ ابن زیاد کا حکم ہے کہ آپ لوگ اس کی بات مان لیں یا لڑنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یزیدیوں

کے جواب سے امام حسین رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ان سے کہو ایک رات کی مہلت دیں تا کہ آج رات بھر ہم نماز پڑھیں اور دعا و استغفار کریں۔ جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یزیدی فوج کے دستے سے کہا کہ ہمیں ایک رات کی مہلت دی جائے تو انہوں نے یہ بات مان لی۔ (طبری جلد 2، صفحہ نمبر 248)

☆امام حسین رضی اللہ عنہ کا ساتھیوں سے خطاب:

اس کے بعد امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور اللہ کی حمد وثناء کے بعد ان سے خطاب فرمایا: خدائے رحمن تم سب کو میری طرف سے جزائے خیر دے۔ سن لو! میں یقین رکھتا ہوں کہ ان دشمنوں کے ہاتھوں کل ہماری شہادت ہے۔ میں تم کو بخوشی اجازت دیتا ہوں کہ رات کا اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ اسی میں جہاں تم لوگوں کا جی چاہے، چلے جاؤ۔ میری طرف سے کوئی تم پر الزام نہیں۔ یہ لوگ میرے خون کے پیاسے ہیں۔ جب مجھے قتل کرلیں گے تو پھر کسی دوسرے کی طرف متوجہ نہیں ہوں گے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کی تقریر سن کر سب سے پہلے حضرت عباس رضی اللہ عنہ پھر آپ کے دوسرے بھائی، بیٹے، بھتیجے اور بھانجے سب نے یک زبان کہا:

اے امام! کیا ہم اس لئے چلے جائیں کہ آپ کے بعد زندہ رہیں؟ خدا تعالیٰ ہمیں ایسا برا دن نہ دکھائے۔

پھر آپ کے ساتھیوں سے کہا اے امام! ہم اپنے ہاتھوں، اپنی گردنوں اور اپنی پیشانیوں سے آپ کو بچائیں گے۔ یہاں تک کہ اپنی جانیں آپ پر قربان کر دیں گے۔

حضرت مسلم بن عوسجہ اسدی کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں۔ یہ ہم سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ خدا کی قسم! اگر میرے پاس ہتھیار نہ ہوں گے تو میں پتھر مار مار کر دشمنوں سے لڑوں گا اور اس طرح میں اپنی جان آپ پر نچھاور کر دوں گا۔ (طبری جلد 2، صفحہ نمبر 25)

اس کے بعد آپ اور آپ کے تمام ساتھیوں نے نماز و دعا اور توبہ و استغفار میں ساری رات گزار دی اور اس کے ساتھ ہی خیموں کی پشت پر خندق کھود کر لکڑیاں بھر دیں تاکہ جنگ کے وقت ان میں آگ لگا دی جائے تو دشمن پیچھے سے حملہ نہ کر سکے۔

یوم عاشورہ دس محرم الحرام امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے شہزادے حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: بیٹا! فجر کی اذان کہو، تین دن کے بھوکے پیاسے حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے سوکھے ہوئے گلے سے رقت انگیز

زندگی کی آخری اذان کہی۔ پھر تمام اصحاب نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے پیچھے فجر کی نماز ادا کی۔

دس محرم الحرام کا سورج طلوع ہوا تو خون میں ڈوبا ہوا تھا۔ آج چھ ماہ کے حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ کے حلقوم میں تیر پیوست ہونا تھا۔ آج حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کی جوانی کو قربان کرنے کا دن ہے۔ آج خاندان رسول ہاشمی کے بھوکے پیاسے شہزادوں کے خون سے زمین کربلا کو سرخ ہونا تھا۔

☆ جنگ سے قبل اتمام حجت:

دس محرم الحرام کی صبح امام حسین رضی اللہ عنہ میدان کارزار میں تشریف لے گئے اور تقریر فرمائی۔

اے لوگو! میرے نسب پر غور کرو کہ میں کون ہوں؟ پھر اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر سوچو کہ تمہارے لئے کیا میرا خون بہانا جائز ہے؟ کیا میں تمہارے نبی کا نواسہ نہیں ہوں۔ جس کا تم کلمہ پڑھتے ہو؟ کیا میں ان کے چچازاد بھائی مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کا فرزند نہیں ہوں؟ کیا تم میں سے کسی نے یہ سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے اور میرے بھائی کو جنتی نوجوانوں کا سردار فرمایا ہے۔ کیا یہ حدیث تمہیں میرا خون بہانے سے روکنے کے لئے کافی نہیں ہے؟ کیا

میں نے تم میں سے کسی کو قتل کیا ہے؟ کسی کا مال ہلاک کیا ہے؟ کیا تم میں سے کسی کو زخمی کیا ہے؟ جس کا بدلہ تم مجھ سے چاہتے ہو؟

خدا کی قسم! میں ذلت کے ساتھ تمہارے ہاتھ میں اپنا ہاتھ ہرگز نہ دوں گا اور نہ غلاموں کی طرف اطاعت کا اقرار کروں گا۔

ان ظالموں سے کوئی امید تو نہ تھی مگر امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنا فرض پورا کر دیا۔

☆جنگ کا آغاز:

دستور عرب کے مطابق پہلے انفرادی جنگ کا آغاز ہوا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزیدی فوج کو مخاطب کر کے فرمایا: کون ہے جو آج گھرانۂ اہلبیت کی مدد کرے گا؟ امام حسین رضی اللہ عنہ کا یہ اعلان سن کر حر بن یزید التمیمی خوف سے کانپ رہا تھا۔ اس کی یہ کیفیت دیکھ کر ایک شخص اس سے پوچھتا ہے۔ اے حر! تم تو کوفہ والوں میں سب سے بہادر شخص ہو، تمہاری بہادری کی تو مثالیں دی جاتی ہیں، اس سے پہلے تمہاری ایسی حالت کبھی نہیں دیکھی گئی۔ یہ سن کر حضرت حر فرمانے لگے۔ میرے ایک طرف جنت ہے اور دوسری طرف دوزخ ہے۔ مجھے آج اسی وقت دونوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہے۔ پھر اپنے گھوڑے کو یہ

کہہ کرآگے بڑھایا کہ ہوسکے تو جنت ہی میں جانا چاہئے۔

یہ نعرہ حر کا تھا جس وقت فوج شام سے نکلا
کہ دیکھو یوں نکلتے ہیں جہنم سے خدا والے
ہزاروں میں بہتّر تن تھے تسلیم ورضا والے
حقیقت میں خدا ان کا تھا اور وہ تھے خدا والے
حسین ابن علی کی کیا مدد کرسکتا تھا کوئی
وہ تو خود مشکل کشا تھے اور تھے مشکل والے
کسی نے جب وطن کا پوچھا تو یوں فرمایا حضرت نے
مدینے والے کہلاتے تھے اب ہیں کربلا والے
دوائے درد عصیاں پنج تن کے در سے ملتی ہیں
زمانے میں یہی مشہور ہیں دارالشفاء والے

حضرت حر رضی اللہ عنہ، امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے اور نواسۂ رسول سے عرض کی۔ حضور! میں آپ کا مجرم ہوں۔ میں ہی آپ کے قافلہ کو گھیر کر میدان کربلا تک لایا ہوں۔ کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ اگر میں نے آپ کا ساتھ دیا تو کیا قیامت کے دن آپ کے نانا جان کی شفاعت مجھے نصیب ہوگی؟

یہ سن کر امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں تیرا رب تجھے معاف کردے گا اور تجھے میرے نانا جان ﷺ کی شفاعت بھی نصیب ہوگی۔ یہ سن کر حضرت حر رضی اللہ عنہ میدان کارزار کی طرف بڑھے اور ایسے دیوانہ وار لڑے کہ یزیدیوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹتے ہوئے بالآخر زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جام شہادت نوش فرما گئے۔

(البدایہ والنہایہ، جلد 8، ص 180)

حضرت حر رضی اللہ عنہ اصحاب حسین کے پہلے شہید تھے۔ اب ایک مجاہد لشکر حسین سے نکلتا اور ایک یزیدی لشکر سے نکلتا۔ آپ کے جان نثار دشمن کی صفوں کی صفیں الٹ دیتے۔ یزیدیوں کو واصل جہنم کرکے اور پھر خود بھی جام شہادت نوش کرکے نواسۂ رسول کے قدموں پر نثار ہوجاتے۔ ایک ایک کرکے سارے ساتھی جام شہادت نوش کر گئے۔

☆ خاندان رسول کی جانثاری:

اب پیغمبر اعظم ﷺ کے خاندان کے افراد کی باری تھی۔ ان کے چہرے تمتما رہے تھے۔ بھوک اور پیاس سے برا حال ہو رہا تھا۔ حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ ہمشکل مصطفیٰ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے جوان بیٹے حاضر خدمت ہوکر

عرض کرتے ہیں۔ ابا جان! اب مجھے اجازت دیجئے؟ امام حسین رضی اللہ عنہ نے ان کی پیشانی پر الوداعی بوسہ لیتے ہوئے جواں سال بیٹے کو سینے سے لگاتے ہوئے دعائیں دے کر مقتل کی طرف روانہ کیا کہ بیٹا! جاؤ، اللہ کی راہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرو۔ حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ شیر کی طرح میدان جنگ میں آئے اور ایسے حملہ آور ہوئے۔ ایسا لگتا تھا کہ یزیدی فوج پر قہر خداوندی نازل ہوا ہو۔ دشمنوں کی صفوں کی صفیں الٹ رہے تھے۔ اچانک پیاس نے ستایا تو ابا جان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ابا جان! صرف ایک گھونٹ پانی مل جائے۔ میں ایک یزیدی بھی نہیں چھوڑوں گا۔ یہ سن کر امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹا! میں تمہیں پانی تو نہیں دے سکتا، اپنے پیاسے باپ کی سوکھی ہوئی زبان چوس لو، شاید کچھ تسکین ہو جائے۔ حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے ابا جان کی سوکھی ہوئی زبان چوسی، ایک نیا حوصلہ اور ولولہ ملا۔ پلٹ کر پھر لشکر یزید پر حملہ کر دیا۔ اچانک لڑتے لڑتے آواز دی۔ ابا جان! ابا جان! آ کر مجھے تھام لیجئے۔ آپ کا علی اکبر سواری سے گر رہا ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ جواں سال بیٹے کی شہادت کی گھڑی آ گئی۔ دوڑ کر حضرت علی اکبر کی طرف آئے۔ قریب ہو کر دیکھا تو شہزادہ علی اکبر رضی اللہ عنہ زمین پر جلوہ گر تھے۔ لشکر یزید کے کسی بدبخت سپاہی کا نیزہ

حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کے سینے میں پیوست ہو چکا تھا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ زمین پر جلوہ گر ہو گئے اور اپنے زخمی بیٹے کا بوسہ لیا۔ حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا ابا جان! اگر یہ نیزے کا پھل سینے سے نکال دیں تو پھر دشمن پر حملہ کروں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنی گود میں لے لیا۔ نیزے کا پھل کھینچا تو سینے سے خون کا فوارہ بہہ نکلا اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ امام حسین رضی اللہ عنہ جواں سال بیٹے کی لاش کو دیکھ کر عرض کرنے لگے۔ اے مالک مولا! میں اس حال میں بھی تجھ سے راضی ہوں تو بھی مجھ سے راضی ہو جا۔

☆ اب امام حسین رضی اللہ عنہ نے نظریں اٹھائیں تو سامنے امام حسن رضی اللہ عنہ کے لخت جگر حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کھڑے تھے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ سے اجازت لے کر تلوار لہراتے ہوئے نکلے اور شیر کی طرح حملہ آور ہوئے اور یزیدیوں کو واصل جہنم کرنے لگا۔ یزیدیوں نے جب یہ دیکھا تو چاروں طرف سے حملہ کر دیا۔ کسی بدبخت نے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کے سر انور پر تلوار ماری۔ آپ نے آواز دی۔ اے چچا جان اور چکرا کر زمین پر تشریف لے آئے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور آپ کی لاشے کو اپنے سینے سے لگا لیا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ شدید غم میں ڈوبے ہوئے تھے کہ اچانک خیموں سے پاک بیبیوں کی آواز آئی۔ اے امام! اپنے ننھے شہزادے علی اصغر کو لے جائیں۔ پیاس کی وجہ سے بہت تکلیف میں ہے۔ اب تو یہ روتا ہے تو اس کی آواز بھی نہیں نکلتی۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے ننھے منے شہزادے حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ کو اپنی گود میں لیا۔ خوب پیار کیا اور میدان کارزار میں یزیدیوں سے فرمانے لگے۔ اے یزیدیو! اس ننھے منے بچے کو دیکھو۔ یہ پیاس کی وجہ سے کیسا بلک رہا ہے۔ یہ پانی پی کر اس قابل نہیں ہو جائے گا کہ تم سے جنگ کرے۔ اپنے ہاتھوں سے ہی چند قطرے ٹپکا دو۔

امام حسین رضی اللہ عنہ ابھی یہ گفتگو فرما ہی رہے تھے کہ ایک شقی بدبخت نے تیر مارا جو حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ کے حلقوم میں پیوست ہو گیا۔ ننھا شہزادہ اپنے ہی خون میں نہا گیا۔ امام حسین نے آسمان کی طرف رخ کر کے عرض کی۔ باری تعالیٰ! ہم تیری خوشنودی کے طلب گار ہیں۔ میرے شہزادے کی اس قربانی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما۔

آہ! آج میدان کربلا میں خاندان ہاشمی کے مہکتے پھول بکھرے پڑے ہیں۔ کہیں حضرت عباس علمدار رضی اللہ عنہ تو کہیں حضرت قاسم رضی اللہ عنہ، کہیں حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ ہیں تو کہیں حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ

کے بھائیوں کے لاشے اور کہیں وہ ننھی کلی بھی ہے جو ابھی کھلنے بھی نہ پائی تھی۔

زمین کربلا پر فاطمہ کے پھول بکھرے ہیں

شہیدوں کی یہ خوشبو ہے کہ سب جنگل مہکتا ہے

آج سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پھولوں نے کربلا کے جنگل کو گلزار بنادیاہے اور اپنے نانا جان سید عالم ﷺ کے دین کے تحفظ کے لئے ایسی قربانیاں دی ہیں جس کی دنیا میں مثال نہیں ملتی۔

☆اب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی نظروں کے سامنے ان کے آخری اور بیمار شہزادے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ ہیں جو کہ میدان کارزار میں جانے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔انہیں دیکھ کر امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹا زین العابدین! تم بیمار ہو اور میرے بعد خواتین کا کوئی محرم بھی ہونا چاہیئے اور تم سے تو میرا سلسلہ نسب چلے گا۔میں تمہیں ہرگز اجازت نہیں دوں گا۔

یہ کہہ کر الوداعی ملاقات سب سے فرما کر امام حسین رضی اللہ عنہ آخری مرتبہ اتمام حجت کے لئے تشریف لائے اور یزیدیوں کو مخاطب کرکے فرمایا۔

☆امام کی آخری تقریر:

اے لوگو! تم جس رسول کا کلمہ پڑھتے ہو، اسی رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

جس نے حسن وحسین سے دشمنی کی ،اس نے مجھ سے دشمنی کی۔تو اے یزیدیو!
اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری دشمنی سے باز آ جاؤ۔ اگر واقعی خدا و رسول پر
ایمان رکھتے ہوتو سوچو اس خدائے شہید وبصیر کو کیا جواب دو گے؟ رسول اللہ ﷺ
کو کیا منہ دکھاؤ گے؟ بے وفاؤ! تم نے مجھے خطوط بھیج کر بلایا اور جب میں یہاں آیا
توتم نے میرے ساتھ ایسا برا سلوک کیا کہ ظلم کی انتہا کر دی۔

ظالمو! تم نے میرے بیٹوں، بھائیوں اور بھتیجوں کو خاک وخون میں تڑپایا۔
اپنے رسول کا گھر ویران کرنے والو! اگر قیامت پر ایمان رکھتے ہوتو اپنے انجام
پر غور کرو اور اپنی عاقبت پر نظر ڈالو۔ پھر یہ سوچو کہ میں کون ہوں؟ کس کا نواسہ
ہوں؟ میرے والد کون ہیں؟ میری والدہ کس کی لخت جگر ہیں۔ ظالمو! اب بھی
وقت ہے،شرم سے کام لو اور میرے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگین نہ کرو۔

محترم حضرات! یزیدی اتنے شقی اور بد بخت تھے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ
کی باتوں کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ بھی جانتے تھے کہ ان
کے دل نہایت سخت ہو چکے ہیں مگر وہ اپنا فرض پورا کر رہے تھے کہ کہیں محشر میں
کوئی یزیدی یہ نہ کہے کہ ہمیں کسی نے سمجھایا نہ تھا۔

نواسۂ رسول کربلا کے میدان میں تنہا کھڑے ہیں۔ ہونٹوں پر تشنگی کے
کانٹے چبھ رہے ہیں۔ آسمان سے سورج آگ برسا رہا ہے۔ آج فرات کا پانی

ہر شخص چرند، پرند، انسان، جانور سب کے لئے عام ہے مگر نواسۂ رسول کو پانی پینے کی اجازت نہیں ہے۔

شیر خدا کے شیر اپنے تمام اثاثے لٹانے کے بعد بھی استقامت کی تصویر بنے ہوئے ہیں۔ایمان کی روشنی آنکھوں سے جھلک رہی ہے۔چہرۂ انور پر اعتماد کا نور بکھرا ہوا ہے۔گھوڑے پر سوار ہیں،شہادت کی تیاری ہے۔

اے زمین والو! جی بھر کے دیکھ لو نواسۂ رسول کو اس کے بعد یہ نورانی مکھڑا کوئی نہ دیکھ سکے گا۔آج آخری دیدار کر لو۔

فاطمہ کے لاڈلے کا آخری دیدار ہے
حشر کا ہنگامہ برپا ہے میان اہلبیت

امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ بذات خود تلوار ہاتھ میں لے کر دشمن سے مقابلہ کے لئے نکلے۔ یزیدی عساکر پر خاموشی چھائی ہوئی ہے۔فرزند شیر خدا کا سامنا کرنے سے ہر کوئی کترا رہا ہے۔ الغرض کہ آپ نے حملہ شروع کر دیا، جو آپ کے سامنے آیا، آپ اس کو تہہ تیغ کرتے گئے۔ یہاں تک کہ بے شمار یزیدی آپ نے واصل جہنم کئے۔ بائیس ہزار یزیدیوں کا مقابلہ تن تنہا بھوکے پیاسے کرتے رہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شجاعت، جرأت اور استقامت دیکھ کر یزیدی فوج نے انفرادی جنگ بند کر دی اور ایک بد بخت نے

آواز دی۔ دیکھتے کیا ہو، تیروں کی بارش کردو۔ تیروں کی برسات میں امام حسین رضی اللہ عنہ کا جسم اطہر چھلنی ہو گیا۔ زخموں سے چور چور امام عالی مقام پر چاروں طرف سے حملہ کر دیا گیا پھر آپ کو چاروں طرف سے دشمنوں نے نرغے میں لے لیا۔

وہ گل عذرا فاطمہ خاروں میں گھر گیا
تنہا علی کا لعل ہزاروں میں گھر گیا

امام عالی مقام زخموں سے چور چور اپنی مبارک سواری سے نیچے تشریف لے آئے۔ اب زندگی کا آخری لمحہ آ پہنچا۔ امام عالی مقام نے دریافت کیا۔ کون سا وقت ہے؟ جواب ملا، نماز کا وقت ہے۔ فرمایا: مجھے نماز پڑھ لینے دو۔

اے امام! آپ کی عظمت کو سلام زندگی کے ان آخری لمحات میں انسان اپنے بہن، بھائی، اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے ملاقات کی خواہش کرتا ہے مگر آپ نے کوئی ایسی خواہش نہ کی بلکہ نماز پڑھنے کی خواہش کی۔ اپنے رب کی بارگاہ میں سجدہ کرنے کی خواہش کی اور ہمیں پیغام دے گئے کہ اے میرے نانا جان کے امتیو! کیسا ہی کٹھن موقع آ جائے، نماز نہ چھوڑنا۔

میدان کربلا میں شہ تشنہ کام نے
پیغام یہ دیا ہے جناب امام نے

رشتہ خدا سے اہل وفا توڑتے نہیں
مرجاتے ہیں مگر نماز چھوڑتے نہیں

امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے خون آلودہ مبارک ہاتھوں سے تیمم فرمایا اور نماز شروع کردی۔ جب آپ سجدے میں گئے تو بدبخت شمر آگے بڑھا اور امام عالی مقام کے سرناز کو تن اقدس سے جدا کردیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

جس گردن کے بوسے محبوب خدا ﷺ لیا کرتے تھے، اس گردن پر تلوار ماری گئی۔ یہ گردنِ حسین رضی اللہ عنہ کٹی یا بوسہ گاہ مصطفی ﷺ کٹ گئی۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے یہ ثابت کردیا۔

مرد حق باطل سے خوف کھا سکتا نہیں
سر کٹا سکتا ہے لیکن سر جھکا سکتا نہیں

کربلا والوں نے دین کی سربلندی کی خاطر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرکے ہمیں یہ سبق دیا کہ اگر اسلام کے تحفظ کی خاطر جان کی قربانی دینی پڑے تو اس سے کبھی گریز نہیں کرنا چاہیئے۔

گھر لٹانا جان دینا کوئی ان سے سیکھ لے
جان عالم ہو فدا اے خاندان اہلبیت

کلمۂ توحید ہے تیری شہادت اے حسین
تو نہ ہوتا تو نہ رہ جاتی صداقت اے حسین
تیری قربانی نے زندہ کردیا اسلام کو
وہ رہے گا تاابد تیری بدولت اے حسین
ملت اسلام کو ملتا ہے اک درس حیات
کیسے بھولیں ہم ترا یوم شہادت اے حسین

دس محرم الحرام حسینیت کی فتح اور یزیدیت کی شکست کا دن ہے۔ دس محرم الحرام حق کی فتح اور ظلم کی شکست کا دن ہے۔

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

☆ امام احمد اور امام بیہقی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ کا بیان ہے کہ میں ایک روز دوپہر کے وقت خواب میں سرکار کریم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے سر اقدس کے بال بکھرے ہوئے ہیں اور گرد آلود ہیں۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں خون سے لبالب بھری ہوئی ایک بوتل ہے۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! اس بوتل میں یہ خون کیسا ہے؟ تو آپ نے فرمایا۔ یہ حسین اور ان کے

ساتھیوں کا خون ہے جو آج کے دن صبح سے میں جمع کر رہا ہوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس وقت اور دن کو یاد رکھا۔ بعد میں مجھے خبر ملی تو معلوم ہوا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو اسی روز شہید کیا گیا۔ (سر الشہادتین)

☆ امام حاکم اور امام بیہقی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کرتے ہیں۔ آپ فرماتی ہیں کہ مجھے خواب میں رسول پاک ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ دیکھا کہ آپ ﷺ کے سر اقدس اور داڑھی شریف پر گرد و غبار پڑا ہوا ہے۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! یہ کیا حال ہے۔ آپ نے فرمایا (میرے بیٹے حسین کو کربلا میں شہید کر دیا گیا ہے) میں ابھی مقتل حسین میں گیا تھا (سر الشہادتین)

☆ امام بیہقی اور امام ابو نعیم بصرہ ازدیہ سے نقل کرتے ہیں۔ جب امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو (رات کو) آسمان سے خون کی بارش برسی۔ صبح ہم نے دیکھا کہ ہمارے گھڑے اور مٹکے خون سے لبریز تھے اور ہماری ہر چیز خون آلود تھی (سر الشہاتین)

☆ شہادت کے بعد یزیدیوں کا ظلم:

خاندان رسول کا ایک ایک فرد کو قتل کرنے کے بعد بھی یزیدیوں کا کلیجہ ٹھنڈا نہ ہوا۔ انتقام کی آگ سرد نہ ہوئی۔ امام حسین رضی اللہ عنہ اوران کے جاں نثار رفقاء کے لاشوں پر گھوڑے دوڑائے، گھوڑوں کی ٹاپ سے شہزادگان رسول کے نازک جسموں کو روند ڈالا گیا۔ یہ نازک جسم پہلے ہی سے تیغ و تیر سے چھلنی ہو چکے تھے۔ مزید ظلم وستم کیا گیا۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا، امام حسین رضی اللہ عنہ کی لاش سے گزریں تو انتہائی درد کے ساتھ روتے ہوئے مدینے کی طرف منہ کر کے پکارا: وامحمداہ! وا محمداہ! آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کا سلام ہو۔

نانا جان! امام حسین میدان کربلا میں بے گور وکفن پڑے ہوئے ہیں۔ خون میں ڈوبے ہوئے ہیں اور تمام اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہیں۔ آپ کے شہزادوں کو قتل کیا گیا۔ ہوا ان کی لاشوں پر خاک اڑا رہی ہے۔ آپ کی بیٹیاں قید میں ہیں۔ ہمارے خیموں کو آگ لگا دی گئی۔ ہمارا سامان چھین لیا گیا۔

نانا جان! آپ کا گھرانہ کھلے آسمان تلے رات گزار رہا ہے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی یہ درد بھری پکار سن کر ہر کوئی رونے لگا۔

☆ قافلہ کوفہ کی طرف روانہ:

11 محرم الحرام کی صبح خاندان اہلبیت کے افراد کو قیدی بنا کر کوفہ ابن زیاد کے پاس روانہ کر دیا گیا۔

دوسری طرف جب یزیدی لشکر چلا گیا تو قبیلہ بنی اسد نے جو قریب کے گاؤں غاضریہ میں رہتا تھا، امام حسین رضی اللہ عنہ اوران کے ساتھیوں کی لاشوں کو آ کر دفن کیا۔

☆امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر انور اور ابن زیاد:

امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر انور جب کوفہ پہنچا اور بھرے دربار میں ابن زیاد کے سامنے طشت میں رکھا گیا۔ اس وقت ابن زیاد کے ہاتھ میں چھڑی تھی جس سے وہ آپ کے لبوں اور دانتوں کو ٹھوکر دینے لگا۔ صحابی رسول حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نہایت بوڑھے جو اس وقت وہاں موجود تھے، اس گستاخی کو دیکھ کر تڑپ گئے اور روتے ہوئے فرمایا: چھڑی کو ہٹالے۔ خدا کی قسم! میں نے اپنی آنکھوں سے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ وہ ان لبوں اور دانتوں کو چوما کرتے تھے اور پھر زاروقطار رونے لگے۔ ابن زیاد نے غصے میں کہا کہ خدا تجھے خوب رلائے۔ اگر تو بوڑھا نہ ہوتا اور تیری عقل خراب نہ ہوگئی ہوتی تو میں تیری گردن ماردیتا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ وہاں سے اٹھے اور یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ

افسوس ہے تجھ پر تجھے میرے بڑھاپے کا تو خیال آیا مگر اپنے نبی کی نسبت کا خیال نہیں آیا۔

اس کے بعد ابن زیاد نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے سرانور اور شہزادیوں کو کوفہ کے کوچہ و بازار میں پھروایا اور اس طرح اپنی بے غیرتی اور بے حیائی کا مظاہرہ کیا۔ جب امام حسین رضی اللہ عنہ کے سرانور اور پاک بیبیوں والا قافلہ کوفہ کے بازار اور گلیوں سے گزرا تو کوفہ والے اپنے گھروں کی چھتوں پر چڑھ کر رونے اور پیٹنے لگے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے جب ان کو دیکھا تو فرمایا: اے کوفہ والو! تم ہی وہ لوگ ہو جس نے میرے بھائی حسین کو خطوط لکھ کر بلوایا اور جان و مال نچھاور کرنے کی باتیں کی تھیں اور جب میرا بھائی آیا تو تم لوگوں نے بے وفائی کی اور اب روتے پیٹتے ہو۔ میں تمہارے خلاف دعا کرتی ہوں تم ہمیشہ روتے اور پیٹتے رہو گے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایسے مقبول ہوئے کہ آج بھی ایک گروہ روتا اور پیٹتا رہتا ہے۔

☆ خاندان رسالت کا قافلہ دمشق کی جانب:

اب خاندان رسالت کے افراد کو قیدی بنا کر دمشق یزید کے پاس روانہ

کردیا گیا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب سرالشہادتین میں لکھتے ہیں کہ یزیدی جب امام حسین رضی اللہ عنہ کا سرانور لے کر شام کی طرف روانہ ہوئے، جب وہ ایک مقام پر پہنچ کر نبیذ پینے کے لئے بیٹھے تو قدرت الٰہی سے ایک آہنی قلم ظاہر ہوا جس نے خون سے یہ عبارت لکھی۔

اَتَرْجُوْا اُمَّةً قَتَلَتْ حُسَیْنًا

شَفَاعَةُ جَدِّہٖ یَوْمَ الْحِسَابِ

ترجمہ: کیا امام حسین کے قاتل یہ امید رکھتے ہیں کہ قیامت کے دن ان کے نانا جان ان کی شفاعت کریں گے۔

☆ منہال کا بیان ہے کہ اللہ کی قسم! میں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے سرناز کو دیکھا جب یزیدی اس کو اٹھائے لے جا رہے تھے۔ میں اس وقت دمشق میں تھا۔ آپ کے سرناز کے سامنے ایک آدمی سورۂ کہف پڑھتا جا رہا تھا۔ جب وہ اس آیت پر پہنچا۔

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِیْمِ كَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا

ترجمہ: کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ اصحاب کہف میری قدرت کی عجیب نشانیوں میں

تھے۔

توحضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سرناز سے یہ آواز آنے لگی۔

وَ اَعۡجَب مَنۡ اَصۡحٰبَ الۡکَھۡفِ قَتۡلِیۡ وَ حَمۡلِیۡ

اور اصحاب کہف کا واقعہ عجیب تھا اور میرا قتل ہونا اور میرے سرکو اٹھائے پھرنا اس سے بھی عجیب تر ہے (سرالشہادتین)

☆عیسائی راہب کا سرانور سے اظہار عقیدت:

اسیران کربلا کا قافلہ آگے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ راستے میں رات ہوگئی چنانچہ پڑاؤ کا فیصلہ کیا۔ پڑاؤ کی جگہ کے قریب ہی ایک گرجا گھر تھا۔ اس گرجے میں ایک ضعیف العمر عیسائی راہب رہتا تھا۔ اسے جب معلوم ہوا کہ قافلے والے اپنے پیغمبر کے نواسے اور ان کے اصحاب کے سر لے کر جارہے ہیں تو وہ قافلہ کے قریب آیا اور قافلہ کے امیر سے کہنے لگا۔ میں تمہیں اپنی زندگی بھر کی کمائی دس ہزار دینار دوں گا۔ شرط یہ ہے کہ ایک رات کے لئے یہ سر مجھے دے دو۔ یزیدی امیر نے اس شرط کو مان کر ایک رات کے لئے امام حسین رضی اللہ عنہ کا سرانور اسے دے دیا۔ راہب امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر لے کر اندر چلا گیا اور اسے خوشبودار پانی سے دھویا اور خوشبو لگائی۔ خوبصورت غلاف میں اونچی

جگہ پر رکھ کر رات بھر سر انور کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا رہا اور زیارت میں مصروف رہا۔ راہب کہتا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر انور سے نوری شعاعیں اٹھ کر عرش معلیٰ تک جاری ہیں۔ نور کا ہالہ سر اقدس کا طواف کر رہا ہے۔ جب اس نے یہ کیفیت دیکھی تو ساری رات محبت حسین میں آنسو بہاتا رہا۔ صبح ہوئی تو راہب کی زبان پر کلمہ طیبہ جاری تھا۔ یوں سمجھ لیں کہ راہب نے نواسۂ رسول کی محبت میں اپنی زندگی کی دولت قربان کی۔ اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے اسے ایمان کی لازوال اور انمول دولت سے نواز دیا۔

☆امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر، یزید کے پاس:

امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر انور جب یزید کے سامنے لایا گیا تو اس بدبخت کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ یزید وہ چھڑی امام حسین رضی اللہ عنہ کے مبارک لبوں پر مارنے لگا اور یہ شعر پڑھنے لگا۔

''انہوں نے ایسے لوگوں کی کھوپڑیوں کو پھاڑ دیا جو ہمیں عزیز تھے، لیکن وہ بہت نافرمان اور ظالم تھے''

اس وقت یزید کے دربار میں صحابیٔ رسول حضرت ابو برزہ الاسلمی رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سے یزید کی یہ حرکت برداشت نہ ہوئی۔ انہوں نے

یزید سے کہا۔اے یزید! اپنی چھڑی (ان لبوں) سے ہٹا، خدا تعالیٰ کی قسم! میں نے بارہا دیکھا ہے کہ رسول کریم ﷺ ان لبوں کے بوسے لیا کرتے تھے۔ (تاریخ طبری، جلد4، ص181)

☆ یزید کا مدینہ منورہ پر حملہ:

امام سیوطی علیہ الرحمہ تاریخ الخلفاء کے صفحہ نمبر 430 پر نقل فرماتے ہیں کہ جب یزید کو معلوم ہوا کہ اہل مدینہ نے میری بیعت توڑ دی ہے تو 63ھ میں یزید نے بڑا لشکر بھیج کر مدینہ منورہ پر حملہ کر دیا۔ خوب لوٹ مار کی، مسجد نبوی میں تین دن تک نمازیں نہ ہوئیں۔ (مگر جب بھی نماز کا وقت ہوتا، قبر رسول سے اذان اور اقامت کی آواز سنائی دیتی تھی) ہزارہا صحابہ ان یزیدی لشکریوں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ مسلمان لڑکیوں کے ساتھ زنا بالجبر کیا گیا اور یہ سب کچھ یزید کے حکم پر ہوا۔

حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اللہ کی قسم! یزید پر حملے کی تیاری ہم نے اس وقت کی، جب ہم کو یقین ہوگیا کہ اب ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش ہوگی کیونکہ فسق و فجور کا یہ عالم تھا کہ لوگ اپنی ماں، بہنوں اور بیٹیوں سے نکاح کر رہے تھے۔ شرابیں پی جارہی تھیں اور لوگوں نے نماز ترک

کردی تھی۔

☆ یزید کا مکۃ المکرمہ پر حملہ:

امام سیوطی علیہ الرحمہ تاریخ الخلفاء کے صفحہ نمبر 431 پر نقل فرماتے ہیں کہ حضرت امام ذہبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ پھر یزید نے مکۃ المکرمہ پر حملہ کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے لشکر نے اس کا مقابلہ کیا۔ 64ھ کی یہ بات ہے کہ یزیدی فوج نے منجنیق سے پتھر برسائے۔ان پتھروں کے شراروں سے کعبۃ اللہ شریف کا غلاف جل گیا۔ کعبہ کی چھت اور اس دنبہ کا سینگ جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ میں جنت سے بھیجا گیا تھا، وہ کعبہ کی چھت میں آویزاں تھا، سب کچھ جل گیا۔

یہ حملہ جاری تھا کہ یہ خبر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو پہنچی کہ یزید ملک شام میں مر گیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا۔ اے شامیو! تمہارا گمراہ کرنے والا یزید مر گیا۔ جب یہ خبر شامی لشکر میں عام ہوئی تو تمام لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور سخت ذلت اٹھائی۔

محترم حضرات! موجودہ دور میں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جتنا بھی ظلم ہوا، وہ ابنِ زیاد اور یزیدی فوج نے کیا۔ اس میں یزید کا کوئی قصور نہ تھا۔

☆ اگر یزید کا کوئی قصور نہ تھا تو یزید نے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے کوفہ پہنچنے پر اس وقت کے کوفہ کے گورنر صحابیٔ رسول حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے ظالم و بدنہاد عبید اللہ بن زیاد کو کوفہ کا گورنر کیوں بنایا؟

☆ اگر یزید اچھا آدمی تھا تو اس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے قصاص میں ابن زیاد کو قتل کرنے کا حکم کیوں نہیں دیا؟ بلکہ سزا دینا تو درکنار، عہدے سے بھی نہیں ہٹایا؟

☆ یزید اگر اچھا آدمی تھا تو اس نے امام حسین کے لبوں پر چھڑی کیوں ماری؟

☆ یزید اگر اچھا آدمی تھا تو اس نے گھرانۂ اہلبیت سے معافی کیوں نہیں مانگی؟

☆ خاندان رسالت کی پاک دامن بیبیوں کو قیدی بنا کر کیوں رکھا؟

☆ یزید اگر اچھا آدمی تھا تو اس نے مکۃ المکرمہ اور مدینۂ منورہ پر حملہ کیوں کروایا؟

☆ یزید اگر اچھا آدمی تھا تو علمائے اسلام، امام جلال الدین سیوطی، علامہ ابن جوزی، علامہ ابن حجر مکی، حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی، علامہ تفتازانی، علامہ محمود آلوسی رحمہم اللہ نے اسے ظالم، جابر، فاسق، شرابی اور امام حسین رضی اللہ

عنہ کا قاتل کیوں لکھا؟

معلوم ہوا کہ یزید امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر راضی تھا جو کچھ ہوا، اس کے حکم سے ہوا۔

☆واقعہ کربلا سے ملنے والے اسباق:

1۔حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے خلفائے راشدین اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کبھی مخالفت نہ کی اور نہ ہی کبھی ان کے خلاف تلوار اٹھائی‘ اس سے ہمیں سبق ملا کہ اہل حق کے ساتھ تعاون کرنا چاہئے اور باطل کی بھرپور مخالفت کرنی چاہئے۔

2۔امام حسین رضی اللہ عنہ نے کربلا جانے سے قبل صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مشورہ لیا۔راستے میں اپنے ساتھیوں سے بھی مشورے لیتے رہے۔اس سے ہمیں یہ سبق ملا کہ کوئی بھی کام انجام دینے جائیں تو مسلمانوں سے مشورہ کرنا چاہئے‘ یہ سنت رسول ہے۔

3۔امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔باقی صحابہ کرام علیہم الرضوان نے رخصت پر عمل کیا۔اس سے ہمیں یہ سبق ملا کہ جس کا جتنا بڑا مرتبہ ہوتا ہے‘ اس پر ذمہ داری بھی اتنی بڑی ہوتی ہے۔

4۔امام حسین رضی اللہ عنہ اگر حرمین میں ہی یزید کے خلاف اعلان جنگ کر دیتے تو حرمین کا بچہ بچہ آپ کے ساتھ ہوتا مگر آپ نے حرمین سے باہر نکل کر یزیدیت کا مقابلہ کیا۔اس سے ہمیں یہ سبق ملا کہ حرمین میں خون بہانا سخت بے ادبی ہے۔

5۔آپ نے جنگ کو ٹالنے کی بڑی کوشش کی اور آخری وقت تک اتمام حجت قائم کرتے رہے۔اس سے ہمیں سبق ملا کہ مسلمانوں کے خلاف جنگ سے گریز کرنا چاہیے' پہل نہیں کرنی چاہیے۔

6۔امام حسین رضی اللہ عنہ نے میدان کربلا میں صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا' پیاروں کو شہید ہوتا دیکھ کر نوحہ اور ناشکری نہ کی' اس سے ہمیں یہ سبق ملا کہ کتنی بڑی مصیبت آئے' اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنا چاہیے۔

7۔امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں نے آخری رات عبادت میں گزاری۔عین میدان جنگ میں بھی نماز پڑھی' اس سے ہمیں یہ سبق ملا کہ مشکل کے وقت رونے چلانے اور شکوہ شکایت سے کچھ ہاتھ نہیں آتا' بلکہ مشکل کے وقت ذکر اللہ کی کثرت کرنی چاہیے۔

تاریخ میں ہمیں امام حسین رضی اللہ عنہ کا ایک قول ملتا ہے۔آپ فرماتے ہیں: مجھے جنت سے زیادہ عزیز نماز ہے کیونکہ جنت میں میری رضا ہے اور نماز

میں میرے رب کی رضا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولائے کریم ہم سب کو امام حسین رضی اللہ عنہ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے اپنا سب کچھ دین اسلام پر قربان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور امام حسین اور ان کے تمام ساتھیوں کے مزارات پر اپنی رحمت و رضوان کی بارش فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

جمعۃ المبارک کے فضائل وبرکات

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ جمعہ سے آیت نمبر 9 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا

فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے بعض چیزوں کو بعض چیزوں پر فضیلت عطا فرمائی۔ انبیاء ورسل پر اپنے محبوب ﷺ کو فضیلت عطا فرمائی۔ کل اُمّتوں پر اپنے محبوب ﷺ کی اُمّت کو فضیلت عطا فرمائی۔ اسی طرح رب تعالیٰ نے ماہ رمضان کو تمام مہینوں پر فضیلت عطا فرمائی اور ایام میں رب کریم نے جمعہ کے دن کو تمام ایام پر فضیلت عطا فرمائی اور اس دن کو ایام کا سردار ارشاد فرمایا۔

☆جمعہ کے معنی:

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح میں فرماتے ہیں: چونکہ جمعہ کے دن تمام مخلوقات وجود میں مجتمع (اکھٹی) ہوئی، تکمیل خلق اسی دن ہوئی نیز حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی اسی دن جمع ہوئی نیز اسی دن میں لوگ جمع ہو کر نماز جمعہ ادا کرتے ہیں۔ان وجوہ سے اسے جمعہ کہتے ہیں۔ اسلام سے پہلے اہل عرب اسے عروبہ کہتے تھے۔

مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ تفسیر خزائن العرفان میں فرماتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے مدینے پہنچ کر پہلی مرتبہ بنی سالم بن عوف کے بطن وادی میں جمعہ کا خطبہ دیا اور جمعہ ادا فرمایا۔اس مقام پر آج مسجد جمعہ قائم ہے۔

سرورکونین ﷺ نے اپنی ظاہری حیات میں کم وبیش پانچ سو جمعہ ادا فرمائے۔

اب آپ کی خدمت فضائل جمعہ پر احادیث پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

1:سنن ابن ماجہ میں حدیث 1098 نقل ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: جمعہ عید کا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے مسلمانوں کے لئے مقرر کیا ہے، پس جو نماز جمعہ کے لئے آئے تو اسے چاہئے کہ وہ غسل کرلے اور خوشبو لگائے اور تم مسواک کرنے کو لازم پکڑلو۔

2۔طبرانی معجم الاوسط حدیث نمبر 3433 ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی ہرگز فقط جمعہ کے دن روزہ نہ رکھے مگر یوں کہ جمعہ سے پہلے روزہ رکھ لے یا بعد میں۔

مطلب یہ ہے کہ صرف جمعہ کا روزہ نہ رکھے بلکہ جمعرات اور جمعہ رکھ لے یا جمعہ اور ہفتہ روزہ رکھ لے۔

3۔سنن ابوداؤد کتاب الصلاۃ میں حدیث نمبر 1052 نقل ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا جو شخص تین جمعہ سستی کی بناء پر چھوڑ دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔

وہ لوگ جو سستی اور کاہلی کی وجہ سے یا نفس کی پیروی کی وجہ سے جمعہ چھوڑ

دیتے ہیں، ان کے لئے اس حدیث میں درس عبرت ہے کہ ان کے دلوں پر مہر لگ جاتی ہے پھر وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔

4۔طبرانی معجم الاوسط میں حدیث نمبر 7966 نقل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو جمعہ کے دن غسل کرے گا، اس کے گناہ اور خطائیں مٹا دی جائیں گی پس جب وہ چلے گا تو اس کے ہر قدم کے بدلے اسے بیس نیکیاں ملیں گی پس جب وہ نماز سے فارغ ہو کر پلٹے گا تو اسے دو سو سال کے عمل کا اجر دیا جائے گا۔

احناف کے نزدیک جمعہ کے دن غسل کرنا سنت ہے۔ واجب نہیں ہے۔ اگر کوئی جمعہ کے دن غسل سنت کی نیت سے کرے گا تو اجر پائے گا اور اگر نہیں کرے گا تو گناہگار نہیں ہوگا۔

5۔صحیح بخاری کتاب الجمعہ میں حدیث نمبر 883 نقل ہے کہ رسول محتشم ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور بقدر استطاعت طہارت حاصل کرے اور تیل میں سے تیل لگائے اور اپنے گھر کی خوشبو میں سے خوشبو لگائے پھر دو افراد میں فرق نہ کرے پھر نماز پڑھے جو اس کے لئے مقدر ہو پھر امام کے خطبے کے وقت وہ خاموش رہے تو اس کے لئے اس جمعہ اور آئندہ جمعہ کے درمیان کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

6۔امام حاکم علیہ الرحمہ مستدرک کتاب الجمعہ میں حدیث نمبر 1046 نقل

فرماتے ہیں کہ حضرت حمید بن عبدالرحمن حمیدی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جو جمعہ کے دن ناخن تراشے گا، اللہ تعالیٰ اس سے بیماری دور فرمائے گا اور شفا کو داخل فرمائے گا۔

7۔ بخاری شریف کتاب الجمعہ میں حدیث نمبر 881 نقل ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے جمعہ کے دن غسل کیا پھر پہلی گھڑی میں مسجد آ گیا تو گویا اس نے اونٹ کی قربانی کی اور جو دوسری گھڑی میں آیا، گویا اس نے گائے کی قربانی کی جو تیسری گھڑی میں آیا، اس نے گویا سینگ والا مینڈھا قربان کیا اور جو چوتھی گھڑی میں آیا۔ اس نے گویا مرغی قربان کی اور جو پانچویں گھڑی میں آیا۔ اس نے گویا ایک انڈہ صدقہ کیا، پس جب امام خطبہ دینے کے لئے آتا ہے تو فرشتے خطبہ سننے کے لئے حاضر ہو جاتے ہیں۔

8۔ صحیح بخاری کتاب الجمعہ میں حدیث نمبر 3211 نقل ہے کہ تاجدار کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے ہوتے ہیں، وہ پہلے آنے والے پھر بعد میں آنے والوں کا نام لکھتے رہتے ہیں حتیٰ کہ جب امام خطبہ دینے کے لئے منبر پر بیٹھتا ہے تو ان رجسٹروں کو لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے آ جاتے ہیں۔

9۔ کتاب الزہد جلد دوم صفحہ نمبر 13 پر نقل ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود

رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: صبح اول وقت جمعہ کے لئے آؤ! بے شک اللہ تعالیٰ جمعہ کے دن جنتیوں کے لئے ظاہر ہوگا، جنتی اس وقت سفید مشک کے ٹیلے پر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک تر وہ ہوگا جو جمعہ میں جلدی جایا کرتے تھے۔

10۔ الأم للشافعي، ایجاب الجمعۃ جلد اول ص 240 پر نقل ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ کی بارگاہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک سفید آئینہ لے کر آئے جس میں ایک سیاہ نکتہ تھا۔ حضور ﷺ نے دریافت کیا یہ کیا ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ جمعہ ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کی اُمّت کو فضیلت عطا فرمائی ہے، لوگ یعنی یہود ونصاریٰ اس دن کے معاملے میں آپ کے پیچھے ہیں اور اس دن میں آپ کے لئے برکت ہے اور اس دن میں ایک ساعت ایسی ہے جس میں مسلمان اللہ تعالیٰ سے جو خیر کی دعا مانگے گا، قبولیت کی گھڑی میں اس کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا اور یہ دن ہمارے نزدیک ''یوم المزید'' ہے۔ رسول پاک ﷺ نے دریافت فرمایا: اے جبرئیل! یہ یوم المزید کیا ہے؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: بے شک اللہ تعالیٰ نے جنت الفردوس میں ایک وسیع وادی بنائی ہے، اس میں مشک کے ٹیلے ہیں پس جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں فرشتوں کو اتارتا ہے۔ اس وادی کے اردگرد نور کے منبر ہیں۔ وہ

منبر انبیاء کرام علیہم السلام کے بیٹھنے کی جگہ ہوں گے اور ان منبروں کے اردگرد سونے کے منبر ہوں گے جو یاقوت اور زبرجد سے مزین ہوں گے۔ ان پر شہداء اور صدیقین ہوں گے۔ وہ مشک کے ٹیلے پر انبیاء کے پیچھے بیٹھیں گے پس اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔ میں تمہارا رب ہوں، میں نے اپنا کیا ہوا وعدہ سچ کر دکھایا۔ پس تم جو چاہو مانگو، میں تمہیں عطا کروں گا۔ پس جنتی عرض کریں گے۔ اے ہمارے رب جل جلالہ! ہم تجھ سے تیری رضا کا سوال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تم سے راضی ہوں اور جو تم مانگو، وہ عطا کرنا میرے ذمہ کرم پر ہے اور میرے پاس مزید ہے پس جنتی جمعہ کے دن کو پسند کریں گے کیونکہ اس میں ان کا رب ان کو خیر عطا فرمائے گا۔

11۔ شعب الایمان کتاب الصلوٰۃ میں حدیث نمبر 2780 میں ہے۔
سرورکونین ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ جمعہ کے دن چھ لاکھ لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے۔

12۔ ترمذی شریف ابواب الجمعۃ میں حدیث نمبر 489 نقل ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: روز جمعہ کی قبولیت دعا والی ساعت کو عصر کے بعد سے لے کر غروب آفتاب تک تلاش کرو۔

سراج العلماء حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ تفسیر عزیزی

میں فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن عصر تا مغرب قبولیت کی گھڑی اس بناء پر بھی ہے کہ ان ساعتوں میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا۔

ذرا غور کیجئے! جن ساعتوں میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، وہ ساعتیں قبولیت کا ذریعہ بن جائیں تو جن ساعتوں میں یعنی پیر کے دن صبح صادق کے وقت سید عالم ﷺ کی ولادت ہوئی ہو، وہ ساعتیں کتنی مقبول ہوں گی؟

13: مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الجمعۃ میں حدیث نمبر 5513 نقل ہے کہ سرکار اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جمعہ کے دن صدقہ کرنے کا ثواب دگنا ہوتا ہے۔

14۔ مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الجمعۃ میں حدیث نمبر 5513 نقل ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جمعہ کے دن میں نیکی کا ثواب اور بدی کا گناہ دگنا ہوتا ہے۔

15۔ الاحادیث المختارہ حدیث نمبر 429 میں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جو بروز جمعہ سورۂ کہف پڑھے گا، اسے آٹھ دن تک حفاظت میں لے لیا جائے گا اور اگر ان دنوں میں دجال نکلا تو اس کی دجال سے بھی حفاظت کی جائے گی۔

16۔ الترغیب والترہیب میں حدیث نمبر 1098 نقل ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے گا، اس کے قدموں سے آسمان کی بلندی تک نور روشن ہوگا۔ وہ قیامت کے دن اسے روشنی دے گا اور دو جمعوں کے درمیان کے اس کے (صغیرہ) گناہوں کو بخش دیا جائے گا۔

17۔ صحیح مسلم میں حدیث نمبر 854 ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: تمہارے دنوں میں بہترین دن جمعہ کا ہے، اس میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی دن میں انہیں جنت میں داخل کیا گیا اور اسی دن میں انہیں جنت سے اتارا گیا اور قیامت اسی دن میں قائم ہوگی۔

ابوداؤد شریف کی حدیث میں ہے کہ جنات اور انسانوں کے علاوہ زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جو جمعہ کے دن قیامت کے خوف سے نہ چیختا ہو۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو خشکی اور سمندر اور اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق ڈر جاتی ہے، سوائے انسان کے۔

حضرت ابو عمران الجونی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمیں یہ خبر پہنچی کہ جب بھی شب جمعہ آتی ہے آسمان والوں میں خوف پیدا ہو جاتا ہے۔

18۔ طبرانی معجم الکبیر میں حدیث نمبر 8026 میں ہے کہ حضرت ابوامامہ

رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: جو شخص روز جمعہ یا شب جمعہ سورۂ دخان پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں عالیشان گھر بنائے گا۔

19۔ الترغیب والترہیب میں حدیث نمبر 948 نقل ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شب جمعہ سورۂ یٰس پڑھے گا، اس کی بخشش کر دی جائے گی۔

20۔ طبرانی معجم الکبیر میں حدیث نمبر 2348 نقل ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص جمعہ کی نماز پڑھے اور جمعہ کے دن روزہ رکھے اور مریض کی عیادت کرے اور جنازہ میں شرکت کرے اور نکاح میں شریک ہو، اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔

21۔ طبرانی معجم الاوسط میں حدیث نمبر 6114 نقل ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول محتشم ﷺ نے فرمایا: جو ہر جمعہ کے دن اپنے ماں باپ کی یا ان میں کسی ایک کی قبر کی زیارت کرے گا، اس کی بخشش کر دی جائے گی اور اسے والدین کے ساتھ نیکی کرنے والا لکھا جائے گا۔

22۔ مسند ابو یعلیٰ میں حدیث 4113 نقل ہے کہ رسول محتشم ﷺ نے فرمایا: جو جمعہ کے دن مرے گا، اسے عذاب قبر سے بچا لیا جائے گا۔

23۔شعب الایمان کتاب الصلوٰۃ میں حدیث نمبر 2773 نقل ہے کہ سرورکونین ﷺ نے فرمایا: مجھ پر جمعہ کے دن اور شب جمعہ میں درود کی کثرت کرو! پس جو ایسا کرے گا اسے قیامت کے دن شہید یا شفاعت کرنے والا لکھ دیا جائے گا۔

محترم حضرات! جمعہ کے دن کے کتنے فضائل ہیں۔ احادیث سن کر ایمان تازہ ہوگیا مگر افسوس ان مسلمانوں پر جنہوں نے بس یہ پکاارادہ کرلیا ہے کہ ہمیں جمعہ ادا کرنے جانا ہے تو صرف اور صرف خطبہ سے تھوڑی دیر پہلے جانا ہے، پھر کیا ہوتا ہے عجلت میں دوڑتے ہوئے آتے ہیں۔ جلدی جلدی وضو کرتے ہیں اور نماز جمعہ میں شامل ہوجاتے ہیں اور اس طرح نماز جمعہ کی اصل برکات سے محروم ہوجاتے ہیں۔ کتنا ہی اچھا ہو کہ ہم نماز جمعہ کا اہتمام کریں، جلدی جلدی سب سے پہلے مسجد میں آئیں تو خوب خوب جمعہ کی برکتیں لوٹیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو جمعہ کا خوب احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اہتمام کے ساتھ جمعہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

نیک اعمال کو برباد کرنے والے گناہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد و صلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ حجرات سے آیت نمبر 2 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا

فرمائے۔

مسلمان جب نیک اعمال کرتا ہے تو شیطان اس کو نیک کام کرنے سے روکتا ہے مگر بعض مسلمان اپنے رب کی محبت میں اس قدر محو ہوتے ہیں کہ شیطان کے روکنے کے باوجود بھی وہ نیکیاں کرتے چلے جاتے ہیں۔ اب شیطان پر یہ بہت گراں گزرتا ہے وہ کوشش کرتا ہے بندۂ مومن کو نیکیاں کرنے سے روکے مگر جب شیطان روکنے میں کامیاب نہیں ہوتا تو پھر اسے ایسے گناہوں میں مبتلا کر دیتا ہے، جس سے اس کے تمام نیک اعمال برباد ہو جائیں۔ اب وہ بندہ نیکیاں بھی کرتا ہے اور اعمال کو برباد کرنے والے گناہ بھی کرتا جاتا ہے۔ آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا ہوگا کہ تمام نیک اعمال کو برباد کرنے والے گناہ کون سے ہیں۔ آیئے قرآن مجید اور احادیث رسول کی روشنی میں ان گناہوں کو بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ آپ سماعت فرمائیے اور ان گناہوں سے بچنے کی خوب کوشش کیجیے۔

☆ بارگاہ رسالت میں بے ادبی:

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ

لِبَعۡضٍ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُکُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ

(سورۂ حجرات، آیت 2)

ترجمہ: اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو، اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ اپنی قرآن مجید کی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ اس آیت میں حضور ﷺ کا اجلال و اکرام و ادب و احترام تعلیم فرمایا گیا کہ ندا کرنے (یعنی پکارنے) میں ادب کا پورا لحاظ رکھیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہیں۔ اس طرح نہ پکاریں بلکہ کلمات ادب و تعظیم و توصیف و تکریم و القاب عظمت کے ساتھ عرض کرو جو عرض کرنا ہو کہ ترک ادب سے نیکیوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے۔

☆احسان جتانا:

کسی غریب کی مدد کر دینا، دکھیارے کا دکھ بانٹنا، غریب کا علاج کروانا یا کسی بھی طرح کسی کے کام آنا بہت ہی اچھا کام ہے لیکن اس کے بعد اس پر بلا

ضرورت شرعی احسان جتانا بہت ہی برا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

القرآن: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُم بِالْمَنِّ وَالْأَذَى (سورۃ البقرہ آیت 264)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے صدقے باطل نہ کردو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر۔

مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ اپنی قرآن مجید کی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں یعنی جس طرح منافق کو رضائے الٰہی مقصود نہیں ہوتی، وہ اپنا مال ریاکاری کے لئے خرچ کر کے ضائع کر دیتا ہے۔ اس طرح تم احسان جتا کر اور ایذا دے کر اپنے صدقات کا اجر ضائع نہ کرو۔

☆حسد نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے:

امام ابو داؤد کتاب الادب میں حدیث 4903 نقل فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ﷺ نے فرمایا: حسد سے بچو، وہ نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ خشک لکڑی کو۔

امام علی قاری علیہ الرحمہ مرقات المفاتیح جلد 8 ص 772 پر فرماتے ہیں کہ حسد و بغض نیکیوں کی بربادی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ یعنی حسد کرنے والا ایسے کام

کر بیٹھتا ہے جس سے نیکیاں ضبط ہو جائیں یا حسد اور بغض رکھنے والے کی نیکیاں اس کو دی جائیں گی جس سے وہ حسد رکھتا ہے، یہ خالی ہاتھ رہ جائے گا۔

☆ پاک دامن عورت پر تہمت لگانا:

امام طبرانی علیہ الرحمہ معجم الکبیر جلد 3 صفحہ نمبر 168 پر حدیث 3023 نقل فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی پاک دامن عورت پر زنا کی تہمت لگانا سو سال کی نیکیوں کو برباد کرتا ہے۔

اس حدیث شریف سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جو صرف شک کی بناء پر پارسا عورتوں پر تہمت زنا باندھ بیٹھتے ہیں۔ علامہ عبدالرؤف مناوی علیہ الرحمہ فتح القدیر میں فرماتے ہیں کہ اگر بالفرض وہ شخص سو سال تک زندہ رہ کر عبادت کرے تو بھی یہ بہتان اس کے ان اعمال کو ضائع کر دے گا۔

☆ ریاکاری سے اعمال برباد:

ہمارا ہر نیک عمل اپنے رب کی رضا کے لئے ہونا چاہئے۔ نام و نمود اور واہ واہ کی خواہش، شہرت کی تڑپ اور دکھاوے کے لئے عمل ہمارے کئے کرائے پر پانی پھیر سکتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ اپنی مصنف کی آٹھویں جلد صفحہ نمبر 266 پر نقل

فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن ابی ذکریا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے اپنے عمل میں ریاکاری کی اس کا سارا عمل برباد ہو گیا۔

امام طبرانی علیہ الرحمہ معجم الکبیر جلد 4 ص 253 پر حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جب لوگ اپنے اعمال لے کر آئیں گے تو ریاکاروں سے کہا جائے گا ان کے پاس جاؤ جن کے لئے تم ریاکاری کیا کرتے تھے اور ان کے پاس اپنا اجر تلاش کرو۔

ہائے ہمارا کیا بنے گا؟ لوگ دیکھ رہے ہوں، تو ہم اپنی نمازیں اچھی کر لیتے ہیں۔ لوگوں کو دکھانے کے لئے سخی کا لقب پانے کے لئے ہم خوب صدقات و خیرات کرتے ہیں۔ لوگوں کے سامنے متقی اور پرہیزگار بن جاتے ہیں۔ اگر ریاکاری کے سبب میدان محشر میں رسوائی ہوئی تو یہ صدمہ ہم کیسے سہیں گے؟

نفس بدکار نے دل پر یہ قیامت توڑی
عمل نیک کیا بھی تو چھپانے نہ دیا

☆خود پسندی کے سبب ستر سال کے اعمال برباد:

جامع صغیر کی حدیث نمبر 2074 میں ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

خود پسندی ستر سال کے عمل کو برباد کر دیتی ہے۔

اپنی خوبی کو خود اپنا ہی کمال سمجھنا، میں کسی سے مشورہ کیوں لوں؟ مجھے مشورے کی ضرورت ہے؟ دوسروں کو حقیر اور اپنے آپ کو کچھ سمجھنا یہ خود پسندی ہے۔

☆بداخلاقی اعمال کو برباد کردیتی ہے:

طبرانی معجم الکبیر جلد دسویں صفحہ نمبر 319 پر حدیث نمبر 10777 نقل ہے کہ جان عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حسن اخلاق خطاؤں کو اس طرح پگھلاتا ہے جیسے پانی برف کو پگھلاتا ہے جبکہ بداخلاقی عمل کو اس طرح برباد کردیتی ہے جیسے سرکہ شہد کو خراب کردیتا ہے۔

☆مسجد میں دنیاوی بات نیکیوں کو کھا جاتی ہے:

بہار شریعت تیسری جلد صفحہ نمبر 499 مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ ردالمحتار نویں جلد صفحہ نمبر 690 کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا مکروہ ہے۔ مسجد میں کلام نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے، جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ یہ جائز کلام کے متعلق ہے، ناجائز کلام کے گناہ کا کیا پوچھنا۔

شعب الایمان تیسری جلد صفحہ نمبر 86 پر نقل ہے کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ مساجد میں دنیا کی باتیں

ہوں گی، تم ان کے ساتھ مت بیٹھو کہ ان کو اللہ تعالیٰ سے کچھ کام نہیں۔

غمز العیون البصائر تیسری جلد صفحہ نمبر 190 پر ہے جو مسجد میں دنیا کی بات کرے، اللہ تعالیٰ اس کے چالیس برس کے اعمال اکارت فرما دے۔

حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ دوسری جلد صفحہ نمبر 316 پر ہے۔ دنیا کی بات جبکہ فی نفسہ جائز اور سچی ہو، مسجد میں بلا ضرورت کرنی حرام ہے۔ ضرورت ایسی جیسے معتکف اپنے حوائج ضروریہ کے لئے بات کرے۔

☆ غیبت نیکیوں کو کھا جاتی ہے:

شرح ابن بطال، کتاب الادب جلد نویں صفحہ نمبر 245 پر حدیث پاک منقول ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: غیبت نیکیوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جیسے آگ لکڑی کو۔

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم تیسری جلد صفحہ نمبر 183 پر نقل کرتے ہیں۔ آگ بھی خشک لکڑیوں کو اتنی جلدی نہیں جلاتی، جتنی جلدی غیبت بندے کی نیکیوں کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔

الترغیب والترہیب، کتاب الادب تیسری جلد صفحہ نمبر 406 پر حدیث نمبر 4364 نقل ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا: بے شک قیامت کے روز

انسان کے پاس اس کا کھلا ہوا نامۂ اعمال لایا جائے گا، وہ کہے گا میں نے جو فلاں فلاں نیکیاں کی تھیں، وہ کہاں گئیں؟ کہا جائے گا تو نے جو غیبتیں کی تھیں، اس وجہ سے مٹا دی گئی ہیں۔

الموسوعۃ لابن ابی الدنیا ساتویں جلد صفحہ نمبر 136 پر نقل ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب تم اپنے ساتھی کی برائیاں بیان کرنا چاہو تو اپنی برائیاں یاد کرلیا کرو۔

☆تعریف کی خواہش:

فردوس الاخبار جلد اول صفحہ نمبر 223 پر حدیث نمبر 1567 نقل ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی طاعت کو بندوں کی طرف سے کی جانے والی تعریف کی محبت سے ملانے سے بچتے رہو، کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہوجائیں۔

کنزالعمال جزء 3 صفحہ نمبر 206 پر حدیث نمبر 7674 نقل ہے کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی نیک عمل پر اپنی تعریف کی، اس کا شکر ضائع اور عمل بے کار ہوگیا۔

ہاں اگر لوگ خود سے تعریف کریں تو اس میں کوئی گناہ نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ

کی طرف سے انعام ہے، خود میں تعریف کی خواہش نہ ہو کیونکہ اس سے اخلاص نہیں رہتا۔

☆ نجومی کے پاس جانا:

مسلم شریف کتاب السلام حدیث نمبر 2230 ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو کوئی نجومی کے پاس جائے پھر اس سے کچھ پوچھے تو اس کی چالیس شب کی نمازیں قبول نہ ہوں گی۔

مفتی احمد یار خان علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد چھٹی صفحہ نمبر 270 پر فرماتے ہیں: نجومی کو سچا سمجھ کر اس سے آئندہ غیبی خبریں پوچھنے کے لئے گیا، اس کی وہ سزا ہے جو یہاں مذکور ہے لیکن اگر کوئی اسے جھوٹا سمجھ کر لوگوں کو اس کا جھوٹ ظاہر کرنے کے لئے اس کے پاس گیا، اس سے کچھ پوچھا تا کہ اس کی جھوٹی خبر لوگوں کو سنا دے، اس کی یہ سزا نہیں۔

چالیس شب کی نمازیں قبول نہ ہوں گی، کے تحت مفتی صاحب لکھتے ہیں یعنی اس کی نمازیں ادا ہو جائیں گی، اللہ تعالیٰ کے ہاں ثواب نہ ملے گا۔

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ کی اکیسویں جلد صفحہ نمبر 155 پر فرماتے ہیں کہ کاہنوں اور جوتشیوں کو ہاتھ دکھا کر تقدیر کا بھلا برا

دریافت کرنا، اگر بطور اعتقاد ہو، یعنی جو یہ بتائیں یعنی نجومی بتائے حق ہے تو کفر خالص ہے، اگر بطور اعتقاد نہ ہو مگر میل ورغبت کے ساتھ ہو تو گناہ کبیرہ ہے۔ اسی کو حدیث میں فرمایا: اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہ فرمائے گا اور اگر بطور ہنسی مذاق ہو تو بے کار، برا اور حماقت ہے، ہاں اگر اسے عاجز کرنے کے لئے ہو تو حرج نہیں۔

☆ شوہر کی ناشکری کرنا:

کتاب جمع الجوامع جلد اول ص 229 پر حدیث نمبر 1637 ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جب کوئی عورت اپنے شوہر سے کہے کہ میں نے کبھی تم سے کوئی بھلائی نہیں دیکھی تو اس کا (عمل) برباد ہو گیا۔

علامہ عبدالرؤف مناوی علیہ الرحمہ فیض القدیر جلد اول ص نمبر 527 پر فرماتے ہیں کہ اگر کوئی عورت ان احسانات کو جھٹلائے جو اللہ تعالیٰ نے شوہر کے ذریعے اس پر فرمائے ہیں تو اس کی سزا میں اس کے عمل باطل ہو جائیں گے یعنی وہ ان کے ثواب سے محروم ہو جائے گی مگر یہ کہ وہ اپنی بات سے توبہ کر کے اس کے احسان کا اعتراف کر لے، ممکن ہے کہ اس فرمان سے مقصود زجر و توبیخ اور اس عمل سے نفرت دلانا ہو۔ اگر یہ بات حقیقت پر مشتمل ہو (یعنی واقعی بیوی کو اپنے

شوہر سے کبھی کوئی بھلائی نہ پہنچی ہو) تو اس صورت میں وہ اس وعید کی مستحق نہ ہوگی۔

☆حرام مال کمانا:

کتاب الکبائر صفحہ نمبر 136 پر حدیث شریف منقول ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن کچھ لوگوں کو پیش کیا جائے گا جن کے پاس تہامہ پہاڑ کے برابر نیکیاں ہوں گی، لیکن جب انہیں لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ تمام نیکیوں کو باطل قرار دے گا اور پھر انہیں دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ! اس کی کیا وجہ ہے؟ ارشاد فرمایا: وہ لوگ نماز پڑھتے، روزہ رکھتے، زکوٰۃ دیتے اور حج کرتے تھے لیکن جب ان کے سامنے کوئی حرام چیز آتی تھی تو اسے لے لیتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کو باطل کر دیا۔

مسند امام احمد ابن حنبل جلد دوم صفحہ نمبر 416 پر منقول ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جس نے دس درہم کا کپڑا خریدا اور اس میں ایک درہم حرام کا تھا، تو جب تک وہ لباس اس کے بدن پر رہے گا، اللہ تعالیٰ اس کی کوئی نماز قبول نہیں فرمائے گا۔ پھر آپ نے اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال کر ارشاد فرمایا: اگر میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے نہ سنی ہو تو میرے کان بہرے

ہو جائیں۔

کتاب عیون الحکایات کے صفحہ نمبر 312 پر نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کسی مقام سے گزرے تو دیکھا کہ ایک شخص ہاتھ اٹھائے رورو کر بڑے رقت انگیز انداز میں مصروف دعا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسے دیکھتے رہے۔ پھر بارگاہ رب العزت میں عرض گزار ہوئے: اے میرے رحیم و کریم پروردگار تو اپنے اس بندے کی دعا کیوں قبول نہیں کر رہا؟ رب تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی نازل فرمائی۔ اے موسیٰ! اگر یہ شخص اتنا روئے، اتنا روئے کہ اس کا دم نکل جائے اور اپنے ہاتھ اتنے بلند کرلے کہ آسمان کو چھولیں تب بھی اس کی دعا قبول نہ کروں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: میرے مولا! اس کی کیا وجہ ہے؟ ارشاد ہوا: یہ حرام کھاتا، حرام پہنتا اور اس کے گھر میں حرام مال ہے۔

محترم حضرات! دیکھا آپ نے...... مال حرام کی کتنی نحوست ہے مگر افسوس کہ آج حلال وحرام میں تمیز ختم ہوگئی۔ راتوں رات مالدار بننے کی ہوس نے ہمیں اندھا کر دیا۔ بس مال آنا چاہئے۔ چاہے سود کے ذریعہ آئے، چاہے کسی کو دھوکہ دے کر آئے، کسی کا حق مار کر آئے، رشوت لے کر آئے، ٹیکس چوری کر کے آئے، ڈیوٹی چوری کر کے آئے، چاہے ہیرا پھیری کے ذریعہ آئے، بس صرف مال آنا چاہئے۔

یاد رہے! کوئی شخص کتنا ہی مال جمع کر لے، ایک دن ایسا آئے گا کہ اسے یہ سارا مال دنیا میں ہی چھوڑ کر خالی ہاتھ دنیا سے جانا ہوگا پھر اولاد اور ورثاء اس مال سے عیاشی کریں گے اور اس کا وبال حرام کھانے والے کو قبر میں پہنچے گا، حلال تھوڑا ہی صحیح مگر بابرکت ہے، حرام کثیر ہو کر بھی نظر نہیں آتا، خدارا! سوچئے اور حلال رزق کی طرف آیئے اور حرام سے توبہ کیجئے۔

☆نمازی کے آگے سے گزرنا:

تاریخ دمشق جلد 35 صفحہ نمبر 355 پر نقل ہے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے (دوران نماز) اپنے آگے سے گزرنے والے ایک شخص سے فرمایا: تمہیں ایسا کرنے سے کس چیز نے ابھارا؟ اس نے پوچھا: میں نے کیا کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: تم اپنے بھائی کی نماز کے سامنے سے گزرے ہو اور اپنے ایک یا دو سالہ عمل کی عمارت گرا دی ہے۔

مسلم شریف میں حدیث نمبر 507 پر نقل ہے کہ اس میں (یعنی نمازی کے آگے سے گزرنے میں) جو کچھ گناہ ہے، اگر گزرنے والا جانتا تو چالیس تک کھڑے رہنے کو گزرنے سے بہتر جانتا۔ راوی کہتے ہیں میں بھول گیا کہ چالیس دن کہے یا چالیس مہینے یا چالیس سال۔

ابن ماجہ میں حدیث نمبر 946 پر نقل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی جانتا کہ اپنے بھائی کے سامنے نماز میں آڑے ہو کر گزرنے میں کیا ہے تو سو برس کھڑا رہنا اس ایک قدم چلنے سے بہتر سمجھتا۔

مؤطا امام مالک جلد اول ص 154 پر ہے کہ امام مالک علیہ الرحمہ نے روایت کیا کہ کعب الاحبار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ نمازی کے سامنے سے گزرنے والا اگر جانتا کہ اس پر کیا گناہ ہے تو زمین میں دھنس جانے کو گزرنے سے بہتر جانتا۔

مسئلہ: میدان اور بڑی مسجد میں مصلی (نماز پڑھنے والے) کے قدم سے موضع سجود تک گزرنا ناجائز ہے، موضع سجود سے مراد یہ ہے کہ قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ کی طرف نظر کرے تو جتنی دور تک نگاہ پھیلے، وہ موضع سجود ہے۔ اس کے درمیان سے گزرنا ناجائز ہے، مکان اور چھوٹی مسجد میں قدم سے دیوار قبلہ تک کہیں سے گزرنا جائز نہیں، اگر سترہ نہ ہو۔ (فتاویٰ ہندیہ، جلد اول، ص 104، بہار شریعت، جلد اول، ص615)

مسئلہ: سترہ بقدر ایک ہاتھ کے اونچا اور انگلی برابر موٹا ہو اور زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ اونچا ہو۔ (درمختار و ردالمحتار جلد دوم، ص 484، بہار شریعت، جلد اول، ص615)

مسئلہ: دورانِ جماعت امام کا سترہ مقتدی کا سترہ ہے، اس کو جدید سترہ کی حاجت نہیں، تو اگر چھوٹی مسجد میں بھی مقتدی کے آگے سے گزر جائے جبکہ امام کے آگے سے نہ ہو حرج نہیں۔ (ردالمحتار، جلد دوم، ص 487)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی نافرمانی والے کاموں سے محفوظ رکھے خصوصا نیکیاں برباد کرنے والے جن گناہوں کا ذکر کیا، ان گناہوں سے بھی بچنے میں اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور جدید سائنسی تحقیق

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم
لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ احزاب سے آیت نمبر 21 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

انسان کے زندگی گزارنے کے طریقے بہت سے ہیں۔ ہر مذہب کا اپنا طریقہ ہے مسلمانوں کے لئے وہ کون سا طریقہ ہونا چاہئے، جس کے مطابق وہ

زندگی گزاریں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

ترجمہ: بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔

معلوم ہوا کہ سرورکونین ﷺ کی زندگی ہمارے لئے عملی نمونہ ہے۔ مطلب یہ کہ جس طریقے کو حضور ﷺ نے اپنایا۔ ہمیں بھی ان طریقوں کو اپنانا چاہیے۔ سنت کے معنی طریقہ کے ہیں۔ مسلمانوں کو کھانے، پینے، سونے، چلنے، پہننے سمیت زندگی کے تمام معمولات سنت رسول ﷺ کے مطابق ہونے چاہیے۔

رسول پاک ﷺ کی سنت فلاح وکامرانی کا راستہ ہے۔ ہدایت کا نور ہے، معرفت الٰہیہ کا خزانہ ہے۔ قرب رسول اور عشق رسول حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا پانے کا ذریعہ ہے۔ حضور ﷺ کی سنتیں جہاں ثواب حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔ وہاں اس میں ایسی ایسی حکمتیں پوشیدہ ہیں کہ سنت رسول اپنانے والا مختلف اقسام کی بیماریوں سے بھی محفوظ رہتا ہے۔

موجودہ میڈیکل سائنس بھی اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ مسلمانوں کے نبی کی اداؤں میں حکمتوں کے راز پوشیدہ ہیں۔ باقاعدہ میڈیکل سائنس نے حضور ﷺ کی ایک ایک ادا پر تحقیق کر کے اس کو بیماری سے نجات اور شفایابی کا

ذریعہ ثابت کیا ہے۔ آیئے سب سے پہلے عبادت پر سائنسی تحقیق پیش کرتے ہیں۔

☆ نماز اور جدید سائنس:

نماز اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان عبادت ہے جہاں اس کے باطنی فوائد ہیں، وہیں اس کے ظاہری اور دنیاوی فائدے بھی ہیں جسے جدید سائنس نے بھی تسلیم کیا ہے۔

ایک پاکستانی ڈاکٹر، ڈاکٹر ماجد فزیوتھراپی میں اعلیٰ ڈگری کے لئے یورپ گئے جب وہاں ان کو نماز کی طرح ورزش سکھائی گئی تو یہ اس ورزش کو دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ہم نے آج تک نماز کو ایک دینی فریضہ سمجھا اور ادا کیا لیکن یہاں تو عجیب وغریب انکشافات ہیں کہ ورزش کے ذریعے تو بڑے بڑے امراض ختم ہوجاتے ہیں جیسا کہ دماغی بیماریوں، اعصابی امراض،نفسیاتی امراض، بے چینی، دل کے امراض، جوڑوں کے امراض، معدے اور السر کی شکایت، شوگر، آنکھوں اور گلے کی بیماریوں سے انسان محفوظ ہوجاتا ہے۔ وہ سب ورزشیں حالت نماز میں موجود ہیں۔

☆ قیام اور سائنسی تحقیق:

قیام میں نمازی جس حالت میں ہوتا ہے۔اگر روزانہ پینتالیس منٹ ایسی حالت میں کھڑا رہے تو دماغ اور اعصاب میں زبردست قوت اور طاقت پیدا ہوتی ہے،قوت فیصلہ اورقوت مدافعت میں زیادتی ہوتی ہے۔

☆رکوع اورجدید سائنس:

رکوع کے متعلق سرجنز کا بیان ہے کہ رکوع سے کمر کے درد کے مریض یا ایسے مریض جن کے حرام مغز میں ورم ہوگیا ہو، بہت جلد صحتیاب ہوجاتے ہیں۔رکوع سے دماغ اور آنکھوں کی طرف دوران خون کے بہاؤ کی وجہ سے دماغ ونگاہ کی کارکردگی میں اضافہ ہوتا ہے۔

☆سجدہ اورجدید سائنس:

نمازی جب سجدہ کرتا ہے تواس کے دماغ کی شریانوں کی طرف خون زیادہ ہوجاتا ہے۔جسم کی کسی بھی پوزیشن میں خون، دماغ کی طرف زیادہ نہیں جاتا۔ صرف سجدے کی حالت میں دماغی اعصاب، آنکھوں اورسر کے دیگر حصوں کی طرف خون متوازن ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے دماغ اورنگاہ بہت تیز ہوجاتے ہیں۔

☆سلام پھیرنا اورجدید سائنس:

ڈاکٹر عبدالواحد کی ریسرچ ہے کہ سلام پھیرنے کے لئے نمازی کو سر دائیں بائیں کرنا پڑتا ہے تو ایسا کرنے والا دل کی بیماریوں اور اس کی اندرونی پیچیدگیوں سے ہمیشہ بچا رہتا ہے اور بہت کم ان بیماریوں میں مبتلا رہتا ہے۔

☆مسواک کی سنت اور سائنس:

حدیث شریف = بخاری میں حدیث پاک ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسواک کا استعمال اپنے اوپر لازم کرلو کیونکہ اس میں منہ کی پاکیزگی اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے۔

جدید تحقیق: ایک صاحب منہ کی بدبو کے لئے اعلیٰ قسم کے ٹوتھ پیسٹ استعمال کر چکے تھے۔ ادویات، منجن اور طرح طرح کی تعفن دور کرنے کی ادویات استعمال کیں۔ انہوں نے مشورہ کیا تو پیلو کا مسواک استعمال کرنے کا مشورہ دیا گیا اور ساتھ ہی یہ احتیاط بھی بتائی گئی کہ روزانہ مسواک کے ریشے نئے ہوں یعنی روزانہ ریشوں کو کاٹتے رہیں اور نئے ریشے استعمال کرتے ہیں۔ (یہ ہر آدمی کے لئے ضروری ہے ورنہ مسواک کے مطلوبہ فوائد سے محرومی ہوگی) تھوڑے عرصے کے بعد وہ شخص تندرست ہو گیا۔

☆حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسواک قوت حافظہ کو بڑھاتی ہے

اوربلغم کودور کرتی ہے(حاشیہ طحطاوی علی المراقی الفلاح مطبوعہ مکتبہ غوثیہ کراچی)

جدید تحقیق: دائمی نزلے کے وہ مریض جن کا بلغم رکا ہوا ہوتا ہے، جب وہ مسواک استعمال کرتے ہیں تو بلغم اندر سے خارج ہوتا ہے جس سے دماغ ہلکا ہوتا ہے۔ایک پیتھالوجسٹ کہنے لگے کہ میرے تجربے اور تحقیق میں یہ بات واضح ہوچکی ہے کہ مسواک دائمی نزلے کے لئے تریاق ہے حتیٰ کہ اس کے مستقل استعمال سے ناک کے آپریشن اور گلے کے آپریشن کے چانس بہت کم ہوجاتے ہیں۔

☆ دارقطنی میں ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسواک میں دس خصلتیں ہیں۔دانتوں کی زردی دور کرتی ہے۔آنکھوں کی بینائی کو تیز اور مسوڑھوں کو مضبوط بناتی ہے،منہ کو صاف کرتی ہے،ملائکہ خوش ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے،سنت رسول ہے۔نماز کے ثواب میں اضافہ،جسم کی تندرستی یہ سب امور حاصل ہوتے ہیں۔

☆ دانتوں کی پیلاہٹ اور مسواک:

اکثر لوگوں شکایت کرتے ہیں کہ دانت پیلے ہیں اور دانتوں سے سفیدی کا استر اتر جاتا ہے۔مسواک کے نئے نئے ریشے دانتوں کی پیلاہٹ کے لئے مفید

تر ہوتے ہیں۔

☆وضو کی فضیلت:

امام طبرانی معجم الکبیر میں فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دیگر اُمّتوں میں سے، میں اپنی اُمّت کو پہچان لوں گا، وہ روشن ہوں گے، ان کے اعضائے وضو چمک رہے ہوں گے، یہ نشانی کسی اور کے لئے نہ ہوگی، میں انہیں پہچان لوں گا۔

یہ تو باطنی برکتیں ہیں۔ اب جدید تحقیق دیکھئے کہ وضو سے کس طرح انسانی صحت کو فائدہ پہنچتا ہے۔

وضو اور جدید تحقیق:

خون کی شریانوں کے عمل کا نظام دو بڑے حیاتیاتی اصولوں پر قائم ہے۔ پہلا اصول دل کا وہ کام ہے جس سے خون کے خلیاتی ریشوں بلکہ بالخصوص ایک ایک خلیہ تک پہنچانا ہے۔

دوسرا اصول جسم میں استعمال شدہ خون کو دل تک واپس پہنچانا ہے۔ اگر ایک دفعہ یہ دوطرفہ دوران خون درہم برہم ہوجائے تو ڈائسٹا لک خون کا دباؤ بڑھ جاتا ہے۔ ڈائسٹا لک دل کی دھڑکن کا وہ عمل ہے جس سے دل کا پٹھا کھچاؤ کے بعد

ڈھیلا پڑتا ہے جس کی وجہ سے شریانوں سے واپس آنے والے خون سے دوبارہ بھر جاتا ہے۔خون کے اس دباؤ کے بڑھنے سے بڑھاپے کے عمل میں تیزی آتی ہے بلکہ موت کی رفتار میں بھی اضافہ ہوجاتا ہے۔

جدید تحقیق کے مطابق مسلمانوں کا پانچ وقت ہاتھ، منہ اور پیروں کا دھونا یعنی وضو کرنا جسمانی اور ذہنی کمزوری کو دور کر کے اس کو چست اور توانا بنا دیتا ہے۔خون پر اچھا اثر، جلد پر اچھے اثرات سکون وتوانائی ملتی ہے۔

☆وضو کا بچا ہوا پانی اور جدید تحقیق:

اس ضمن میں (QMC) کے ڈاکٹر فاروق احمد نے اپنی ریسرچ بیان کی جو وضو کا بچا ہوا پانی پیئے گا، تو اس کا اثر مندرجہ ذیل اعضاء پر پڑتا ہے۔

1۔اس کا اثر مثانے پر پڑتا ہے اور خوب کھل کر پیشاب آتا ہے اور پیشاب کی رکاوٹ کم ہوجاتی ہے۔

2۔ناجائز شہوت ختم کرتا ہے۔

3۔قطرات بعداز پیشاب کے مرض کے لئے شفا کا ذریعہ ہے۔

4۔جگر، معدے اور مثانے کی گرمی اور خشکی کو دور کرتا ہے۔

☆کھانا کھانے کی سنتیں اور آداب:

کھانا انسان کے جسم کی ضرورت ہے۔ بھوک لگتی ہے تو آدمی کھانا کھاتا ہے تاکہ اس کا پیٹ بھر جائے اور اس کے بدن میں توانائی پیدا ہو، ہر جاندار کھانا کھاتا ہے، کافر بھی کھانا کھاتا ہے، یہودی بھی کھانا کھاتا ہے، انسان بھی کھانا کھاتا ہے اور جانور بھی کھانا کھاتا ہے مگر جب مسلمان کھانا کھائے تو اس کا کھانا سنت مصطفی ﷺ کے مطابق ہونا چاہئے۔

☆ کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا:

ابن ماجہ کی حدیث ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: جو یہ پسند کرے کہ اس کے گھر میں رب تعالیٰ خیر زیادہ کرے تو جب کھانا حاضر کیا جائے تو وضو کرے اور جب اٹھایا جائے، اس وقت بھی وضو کرے یعنی ہاتھ منہ دھوئے۔

جدید تحقیق:

انسان کی عادت میں یہ ہے کہ وہ بے شمار چیزوں کو ہاتھ لگاتا ہے، ان میں گندی چیزیں اور صاف چیزیں ہوتی ہیں جو گندی چیزیں ہوتی ہیں اس میں جراثیم ہوتے ہیں اور جب ہم ان کو ہاتھ لگاتے ہیں تو وہ جراثیم ہمارے ہاتھوں پر لگ جاتے ہیں، اگر کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ نہ دھوئے جائیں تو وہ جراثیم

کھانے کے ساتھ پیٹ میں چلے جاتے ہیں جو کہ مختلف بیماریاں پیدا کرتے ہیں۔اس لئے سید دوعالم ﷺ کا حکم ہے کہ کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھولیا کرو۔

کلی کرنا اور جدید تحقیق:

سارا دن ہوا اور سانس کے ذریعے گرد وغبار اور جراثیم اندر جاتے رہتے ہیں۔اب اگر نوالہ کھائیں گے تو ان جراثیم کو بھی نگل جائیں گے، اس لئے کلی کرنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ آدمی کے منہ میں جراثیم نہ جائیں اور منہ صاف رہے۔

☆ سیدھے ہاتھ سے کھانا سنت ہے:

مسلم شریف میں حدیث پاک ہے۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرورکونین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی کھانا کھائے تو سیدھے ہاتھ سے کھائے اور پانی پئے تو سیدھے ہاتھ سے پئے۔

جدید تحقیق:

سیدھے ہاتھ سے غیر مرئی شعاعیں نکلتی ہیں اور الٹے ہاتھ سے بھی نکلتی ہیں لیکن سیدھے ہاتھ کی شعائیں فائدے مند اور الٹے ہاتھ کی شعاعیں نقصان دہ

ہوتی ہیں یعنی سیدھے ہاتھ سے شفاء اور الٹے ہاتھ سے کھانے میں بیماریاں پیدا ہوتی ہیں لہذا سیدھے ہاتھ سے کھانا، کھانا شفاء کو اپنے اندر داخل کرنا ہے۔

☆ بیٹھ کر کھانا، کھانا سنت ہے:

شمائل ترمذی میں حدیث پاک ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک کھجور پیش کی گئی۔ میں نے دیکھا کہ آپ بھوک کی وجہ سے اکڑوں بیٹھے ہوئے تناول فرما رہے ہیں۔

جدید تحقیق:

ڈاکٹر بلین کیور آف اٹلی کا کہنا ہے کہ کھڑے ہو کر غذا نہ کھاؤ، ایسا کرنے سے تم دل اور تلی کے مرض میں پھنس جاؤ گے۔ بیٹھ کر کھانا کھاؤ کیونکہ کھڑے ہو کر کھانا نفسیاتی امراض پیدا کرتا ہے۔

دونوں پاؤں کھڑے کر کے اکڑوں بیٹھ کر کھانے سے بقدر ضرورت کھانا ہی معدے میں جاتا ہے اور بے ضرورت کھانا معدے میں نہیں جاتا، جتنا کم کھانا، معدے میں جائے، اتنا ہی آدمی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔

سیدھا پاؤں کھڑا کر کے الٹا پاؤں بچھا کر اگر کھانا کھایا جائے تو کھانا معمول

سے کچھ زیادہ معدے میں جائے گا اور اس طرح بیٹھ کر کھانے سے تلی کے امراض سے محفوظ رہیں گےاوراس کی رانوں کےاعصاب مضبوط رہیں گے۔

التحیات کی حالت میں بیٹھ کر کھانا زیادہ کھایا جائے گا، یہ طریقہ محنت کرنے والوں، زیادہ پیدل چلنے والوں، ورزش کرنے والوں کے لئے بہت ہی فائدے مند ہے۔ان تین سنتوں کے مطابق کھانا کھانے والا کبھی بیماری کا منہ نہیں دیکھے گا۔

☆ ٹیک لگا کر نبی پاک ﷺ نے کھانا نہیں کھایا:

شمائل ترمذی میں حدیث پاک ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: میں کبھی ٹیک لگا کر (کھانا) نہیں کھاتا۔

جدید تحقیق:

ٹیک لگا کر کھانا کھایا جائےتو تین نقصانات ہیں۔

1۔کھانا صحیح طور پر چبایا نہیں جائے گا اوراس میں لعاب جس مقدار میں ملنا تھا اور پھر معدے میں جا کر نشاستے دار غذا کو ہضم کرنا تھا، وہ نہیں مل سکے گا جس سے نظام ہضم متاثر ہوگا۔

2۔ٹیک لگا کر بیٹھنے سے معدہ پھیل جاتا ہے جس سے غیر ضروری خوراک

معدے میں چلی جائے گی اور نظام انہضام متاثر ہوگا۔

3۔ٹیک لگا کر کھانے سے آنتوں اور جگر کے نظام پر برا اثر پڑتا ہے۔

☆ پانی کھڑے ہوکر پینے سے منع فرمایا:

پانی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جس کے بغیر آدمی کا زندہ رہنا مشکل ہے۔ پانی کی قدرو قیمت وہاں محسوس ہوتی ہے جہاں پانی نہیں ملتا۔ پانی ہر کوئی استعمال کرتا ہے مگر پیاس بجھانے کے لئے۔ہم اگر سنت رسول کے مطابق اسے استعمال کریں تو پیاس بھی بجھے گی اور ثواب بھی ملے گا۔

ابن ماجہ حدیث نمبر 1213 نقل ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی پاک ﷺ نے کھڑے ہوکر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔

جدید تحقیق:

کھڑے ہوکر پانی پینے سے چند دشواریاں آتی ہیں۔

پوری طرح آسودگی نہیں ہوتی، معدے میں اتنی دیر پانی نہیں ٹھہرتا کہ جگر سے اعضاء تک ان کا حصہ پہنچ سکے۔ پاؤں میں ورم کا خطرہ رہتا ہے اور اگر پاؤں میں ورم آنا شروع ہوجائے تو جسم کے تمام حصوں پر ورم کا خطرہ رہتا ہے۔

☆ تین سانس میں پانی پینا سنت ہے:

ترمذی شریف کی حدیث نمبر 1892 ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: اونٹ کی طرح ایک ہی سانس میں پانی مت پیو بلکہ دو یا تین مرتبہ (سانس لے کر) پیو اور پینے سے قبل بسم اللہ پڑھو اور فراغت پر الحمد للہ کہا کرو۔

جدید تحقیق:

اگر تین سانس میں پانی نہ پیا جائے تو مندرجہ ذیل بیماریاں پیدا ہوسکتی ہیں۔

1۔ پانی سانس کی نالی میں جا کر نظام تنفس میں اٹک جاتا ہے جس سے بعض اوقات موت واقع ہونے کا خطرہ لاحق ہوتا ہے۔

2۔ اس کا زیادہ نقصان دماغ کے پردوں پر پڑتا ہے کیونکہ پانی کی لہریں دماغ کے پردوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ دماغ میں فلوئڈ ہے اس کی نسبت پانی سے ہے۔ اگر آہستہ آہستہ پانی پیا جائے تو مضر اثرات کبھی بھی دماغ پر نہیں پڑیں گے۔

3۔ معدے میں فورا زیادہ مقدار میں پانی چلا جائے تو اس کی اندرونی کیفیت میں پھیلاؤ ہوجاتا ہے۔ اگر یہ پھیلاؤ اوپر کی سطح سے ہو تو دل اور پھیپھڑوں کے نقصان کا خطرہ رہتا ہے۔

☆برتن میں سانس لینا اور پھونکنا منع ہے:

ابو داؤد شریف کی حدیث 3728 ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے برتن میں سانس یا اس میں پھونکنے سے منع فرمایا ہے۔

جدید تحقیق:

اگر پیالے میں سانس لیا جائے تو اس میں خطرہ ہوتا ہے کہ پانی سانس کی نالی میں چلا جائے اور سانس کی گھٹن کا باعث بنے۔ پانی کے اندر جراثیم داخل ہوجاتے ہیں۔ پانی میں سانس لینے سے خطرہ ہوتا ہے کہ پانی سانس کی نالیوں میں چلا جائے تو پھر دماغ اور ناک کے پردوں میں ورم کا باعث بن جاتا ہے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 6 صفحہ نمبر 77 پر اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔ برتن میں سانس لینا جانوروں کا کام ہے۔ نیز سانس کبھی زہریلی ہوتی ہے، اس لئے برتن سے منہ الگ کر کے سانس لو (یعنی سانس لیتے وقت گلاس منہ سے ہٹالو) گرم دودھ، چائے (کھانا) پھونکوں سے ٹھنڈا نہ کرو، بلکہ کچھ ٹھہرو (گرم گرم مت کھاؤ یا پیو، حدیث پاک میں ہے کہ ٹھنڈے میں برکت ہے) قدرے ٹھنڈی ہوجائے پھر پیو۔

البتہ قرآنی آیات درود پاک اور دعائے ماثورہ پڑھ کر بہ نیت شفا پانی پر دم

کرنے میں حرج نہیں۔

☆ کھلے برتن میں پانی پینا سنت ہے:

ابن ماجہ کی حدیث نمبر 1224 ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی پاک ﷺ کے پاس ایک شیشہ کا پیالہ تھا جس میں آپ پانی پیا کرتے تھے۔

جدید تحقیق:

انسان کو جب پیاس لگتی ہے تو وہ پانی پیتا ہے اور اگر تنگ برتن میں پیا جائے تو دل کی فرحت حاصل نہیں ہوتی، کھلے برتن یعنی پیالے میں پانی پینا چاہیے۔
مشہور ریاضی دان فیثا غورث کی کتاب میں اس کا ایک مقولہ ہے۔ پانی کھلے برتن میں، چمڑے کا جوتا اور جو کا آٹا، یہ تینوں چیزیں مجھے مل جائیں تو میں آسمانوں کا حساب لگا سکتا ہوں۔

☆ سفید لباس اور جدید تحقیق:

لباس ہر انسان کی ضرورت ہے۔ انسان کچھ عرصے کھائے بغیر تو رہ سکتا ہے مگر لباس کے بغیر انسان نہیں رہ سکتا، ہر قوم لباس پہنتی ہے۔اپنی اپنی پسند کے لباس پہنتی ہے مگر جب سچا مسلمان لباس پہنتا ہے تو اپنے آقا و مولا ﷺ کی پسند

کا لباس پہنتا ہے۔

شمائل ترمذی جلد دوم صفحہ نمبر 832 پر حدیث پاک نقل ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا: تم خود بھی سفید کپڑے پہنو اور مردوں کو بھی یہی کفن دو کیونکہ یہ (سفید کپڑے) بہترین کپڑے ہیں۔

جدید تحقیق:

رنگ اور روشنی کے ماہرین نے سفید لباس کو کینسر سے بچاؤ کا ذریعہ قرار دیا ہے حتی کہ ماہرین کے کہنے کے مطابق جو سفید لباس پہنے گا، تو اسے جلدی گلینڈز کا ورم، پسینے میں مسامات کا بند ہونا، پھپھوند کے امراض جیسی خطرناک اور تکلیف دہ بیماریاں نہیں ہوں گی۔ انہوں نے جلدی الرجی اور ہائی بلڈ پریشر کے شکار مریضوں کو ہمیشہ سفید لباس پہننے کا مشورہ دیا ہے کہ کرومو پیتھی کے اصول کے مطابق سفید لباس دماغ اور جلد کا محافظ ہے۔

یہ چند تحقیقات تھیں جنہیں آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ ان تمام سائنسی تحقیقات سننے کے بعد اگر کسی کے دل میں یہ خیال آئے کہ کیا سائنسی تحقیقات کی وجہ سے حضور ﷺ کی سنتوں کو ہم حکمت سے بھرپور مانتے ہیں، ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ ان تحقیقات کو پیش کرنے کا مقصد مسلمانوں پر یہ واضح کرنا ہے۔

ہمارے نبی ﷺ کی ادائیں اس قدر حکمتوں سے مالا مال ہیں کہ موجودہ میڈیکل سائنس بھی اسے تسلیم کرتی ہے اور اس نے بھی اپنے گھٹنے ٹیک دیئے۔ آج ان نوجوانوں کو سوچنا چاہیے جو اپنے نبی ﷺ کے طریقوں کو پس پشت ڈال کر اغیار کے فیشنوں کے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔ یاد رہے کہ کامیابی اور کامرانی اغیار کے فیشن اپنانے میں نہیں ہے بلکہ کامیابی تو حضور ﷺ کی سنتوں پر چلنے میں ہے۔

اب آپ کی خدمت میں حضور ﷺ کی دو پسندیدہ غذاؤں کے متعلق کچھ عرض کروں گا تا کہ ان دو غذاؤں کو آپ بھی اپنائیں اور بیماریوں سے شفا پائیں۔ پہلی پسندیدہ اور محبوب چیز جو کہ سید عالم ﷺ استعمال فرماتے تھے۔ اس کی برکات قرآن وحدیث اور جدید تحقیقات کی روشنی میں پیش کرتا ہوں۔

☆ شہد کی برکات:

شہد کے متعلق قرآن مجید فرقان حمید سورۂ نحل کی آیات نمبر 68-69 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن (ترجمہ): اور تمہارے رب نے شہد کی مکھی کو الہام کیا کہ پہاڑوں میں گھر بنا اور درختوں میں چھتوں میں، پھر ہر قسم کے پھل کھا اور اپنے رب کی راہیں چل کہ تیرے لئے نرم و آسان ہے۔ اس کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز

رنگ برنگی نکلتی ہے جس میں لوگوں کی تندرستی ہے۔ بے شک اس میں نشانی ہے دھیان کرنے والوں کے لئے۔

اب شہد کی برکت کے متعلق حدیث شریف سماعت فرمائیے اور ایمان تازہ کیجئے۔

بخاری شریف اور مسلم شریف دونوں میں یہ حدیث موجود ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک شخص سرور کونین طبیب اعظم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور بیان کیا کہ اس کے بھائی کو پیٹ کا درد ہے۔ طبیب اعظم ﷺ نے فرمایا کہ اسے شہد پلاؤ، وہ پھر آ کر کہنے لگا کہ شہد پینے سے درد میں اضافہ ہوا ہے۔ طبیب اعظم ﷺ نے پھر فرمایا کہ شہد پلاؤ، اس طرح وہ حال بیان کرتا، تین مرتبہ آ چکا تو چوتھی مرتبہ ارشاد فرمایا کہ اسے شہد پلاؤ کیونکہ رب تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ (شہد میں شفا ہے) اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے اس نے پھر شہد پلایا تو تندرست ہو گیا۔

شہد کی برکت کے متعلق دوسری حدیث جسے امام ابن ماجہ علیہ الرحمہ نے نقل کیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ طبیب اعظم ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہر ماہ تین دن صبح سویرے شہد چاٹ لیا کرے، اس کو کوئی بڑی مصیبت نہیں پہنچتی۔

اسی ابن ماجہ میں ایک اور حدیث شریف نقل ہے جسے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ طبیب اعظم ﷺ نے فرمایا: تم اپنے اوپر دوشفاؤں کولازم کرلو یعنی شہد اور قرآن کو۔

اب طبیبوں کے اقوال کی روشنی میں شہد کے فوائد سماعت کریں۔

1۔ دل کی مضبوطی کے لئے شہد ایک نعمت ہے۔ دن میں دو بار کسی بھی خوراک کے ساتھ جوزیادہ پسند ہو، ایک بڑا چمچہ شہد کا کھالیا کریں۔

2۔ ہر قسم کی تھکان چاہے وہ جسمانی ہو یا دماغی، دور کرنے کے لئے شہد ایک بہترین علاج ہے۔ جب آپ کو جسمانی یا دماغی تھکان محسوس ہو تو دو بڑے بڑے چمچے گرم پانی کے گلاس میں ڈال کر ہلا کر پی لیا کریں۔

3۔ قوت بدن اور قوت باہ کے لئے گرم دودھ میں شہد ملا کر پینا بہت مفید ہے۔

4۔ کھانسی اور دمہ میں شہد کا استعمال فائدہ بخش ہے۔

5۔ شہد ہر قسم کے زخموں کا علاج ہے زخم کو صاف کرکے اس پر شہد کا پھایا لگائیں اور پٹی باندھ لیں۔

6۔ روزانہ شہد کو دانتوں پر مل کر تازہ پانی سے کلیاں کریں۔ دانت خوب صاف اور چمکیلے ہونے کے علاوہ دانتوں کے ہر قسم کے درد، مسوڑھوں کا ورم اور

خون کا بہنا بند ہو جائے گا۔

معلوم ہوا کہ شہد میں شفا ہی شفا ہے۔بس ہمارا ایمان مضبوط ہونا چاہئے۔
قرآن مجید کی پوری سورت اسی نام سے ہے۔سورۂ نحل یعنی شہد کی مکھی رکھا گیا۔
شہد کی مکھی اسلام کے منکروں، مادہ پرستوں اور ملحدوں کو یہ صدا دے رہی ہے کہ تم
نے کئی چیزیں ایجاد کیں مگر ایک مکھی نہ بنا سکے۔میرے رب نے تو مجھے اس قدر
فائدے مند بنایا ہے کہ میرے پیٹ سے نکلنے والا پانی شفا ہے۔کیا اب بھی اس
کی وحدانیت کا انکار کرو گے؟

☆ کھجور اور بیماریوں کے علاج:

اب احادیث کی روشنی میں کھجور کے فوائد سماعت فرمائیں تاکہ ایمان میں
تازگی پیدا ہو۔

ابو داؤد شریف میں حدیث پاک ہے۔ جسے حضرت یوسف بن عبداللہ بن
سلام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے طبیب اعظم ﷺ کو دیکھا کہ جو
کی روٹی کے ایک ٹکڑے پر کھجوریں رکھے ہوئے تھے پھر فرمایا کہ یہ اس روٹی
کے ساتھ سالن ہے۔

مسلم شریف میں حدیث پاک ہے جسے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ

رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ طبیب اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس گھر میں کھجور ہو، اس گھر والے کبھی بھوکے نہ رہیں گے۔

بخاری شریف اور مسلم شریف دونوں میں یہ حدیث پاک ہے۔ حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ کہتے سنا کہ طبیب اعظم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جس نے صبح اٹھتے ہی عجوہ کھجور کے سات دانے کھا لئے اس دن اسے جادو اور زہر بھی نقصان نہ دے سکیں گے۔

کتاب مسند الفردوس میں حدیث پاک ہے جسے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ طبیب اعظم ﷺ نے فرمایا کہ صبح نہار منہ کھجوریں کھا لیا کرو کہ ایسا کرنے سے پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں۔

امام ابو داؤد علیہ الرحمہ ابو داؤد شریف میں حدیث نقل کرتے ہیں جو کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں بیمار ہوا۔ میری عیادت کو طبیب اعظم ﷺ تشریف لائے۔ انہوں نے اپنا دست رحمت میرے کندھوں کے درمیان رکھا تو اس دست رحمت کی ٹھنڈک میرے سینے میں پھیل گئی پھر ارشاد فرمایا کہ اسے دل کا دورہ پڑا ہے۔ اسے حارث بن کلدہ کے پاس لے جاؤ جو ثقیف میں مطب کرتا ہے۔ حکیم کو چاہئے کہ وہ مدینے کی سات عجوہ کھجوریں گھٹلیوں سمیت کوٹ کر اسے کھلائے۔

یہ تو صرف دو غذاؤں کا ذکر کیا ہے جو کہ نبی پاک ﷺ کو بہت پسند تھیں۔ بقیہ غذائیں بھی بے حد برکتوں والی ہیں' لیکن افسوس ہم غافل ہیں۔ ہم الٹی سیدھی غذاؤں کو کھانے میں لگ گئے جس کی وجہ سے ہم طرح طرح کی بیماریوں کا شکار ہو گئے۔ اگر ہم اپنے آقا و مولا ﷺ کے بتائے ہوئے ارشادات کو اپنا لیں تو یہ مہلک بیماریاں لگنا تو درکنار، بیماریاں ہمارے قریب بھی نہیں آئیں گی۔

نبی پاک ﷺ طبیب اعظم ہیں جنھوں نے اپنے غلاموں کو بھلائی ہی کے راستے بتائے ہیں تا کہ غلام ان راستوں کو اپنا کر جنت میں داخل ہو جائیں۔
اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

راہِ خدا میں خرچ کرنے کی فضیلت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِيْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حمد و صلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ آل عمران سے آیت نمبر 92 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

انسان جب اس دنیا میں آتا ہے تو اس کے تن پر کوئی کپڑا نہیں ہوتا۔ اس کے ہاتھ خالی ہوتے ہیں اور اس کا کوئی نام بھی نہیں ہوتا مگر دنیا میں آنے کے بعد

خالق کائنات جل جلالہ اسے نام عطا فرماتا ہے۔اس کے تن کو ڈھانپنے کے لئے اسے کپڑا عطا فرماتا ہےاور خوب رزق عطا فرماتا ہے۔یہ سب اس کریم پروردگار کی کرم نوازیاں ہیں۔

اس سے بھی بڑھ کر کرم نوازی دیکھئے کہ ہم تو خالی ہاتھ اس دنیا میں آئے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے خوب مال ودولت سے نوازا اور پھر یہی مال اس کی راہ میں خرچ کیا جائے تو مزید کرم نوازیاں فرماتا ہے۔حیرت کی بات ہے ہمارا تو کچھ تھا ہی نہیں، جو کچھ دیا کریم پروردگار نے عطا فرمایا پھر اسی کے دیئے سے اسی کی راہ میں خرچ کیا جائے، ایک کے بدلہ دس، کبھی ایک کے بدلہ ستر اور سات سو گنا تک دیا جاتا ہے۔معلوم ہوا کہ ہر طریقے سے بندے کو فائدہ ہی فائدہ ہے۔بس اگر کوئی مسلمان اس بات کو سمجھے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ کون سی چیز بارگاہ الٰہی میں مقبول ہے۔وہ کون سی شے ہے جسے خرچ کر کے ہم بھلائی کو پہنچ سکتے ہیں؟

قرآن مجید فرقان حمید اس راز کو کھولتا ہے

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ

ترجمہ: تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو۔

اس دور میں آدمی کے لئے سب سے پیاری چیز مال ہے۔لہذا مال کا خرچ کرنا سب سے افضل واعلیٰ ہے۔

سنن دارمی میں حدیث نمبر 1655 ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں تمام انصار سے زیادہ باغوں کے مالک تھے اور انہیں زیادہ پیارا باغ بیرحاء تھا جو مسجد نبوی کے سامنے تھا۔ رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لے جارہے تھے اور وہاں کا بہترین پانی پیتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ، رسول پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو'' اور مجھے اپنے مالوں سے پسندیدہ مال باغ بیئرحاء ہے۔ اب وہ اللہ کے لئے صدقہ ہے۔میں اللہ کے پاس اس کا ثواب اور اس کا ذخیرہ چاہتا ہوں۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ اسے وہاں خرچ کریں جہاں رب تعالیٰ آپ کی رائے قائم فرمائے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خوب خوب یہ تو بڑا نفع کا مال ہے جو تم نے کہا، میں نے سن لیا۔میری رائے ہے کہ تم اسے اپنے اہل قرابت

میں وقف کردو۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بولے یارسول اللہ ﷺ! میں یہی کرتا ہوں پھر اسے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے عزیزوں اور چچا زادوں میں تقسیم کردیا۔

معلوم ہوا کہ اپنے مال میں سے صدقہ کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو بہت محبوب ہے۔ اب آپ کی خدمت صدقہ کی تعریف، اقسام اور فضائل بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

☆صدقہ کی تعریف:

صدقہ کی تعریف کتاب التعریفات میں علامہ سید شریف جرجانی حنفی علیہ الرحمہ یوں فرماتے ہیں کہ صدقہ سے مراد وہ عطیہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ثواب کی امید ہو۔

☆صدقہ کی اقسام:

ترمذی شریف کی حدیث نمبر 1956 میں صدقہ کی چند اقسام بیان فرمائی گئی ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کے لئے مسکرانا بھی صدقہ ہے۔ نیکی کی دعوت بھی صدقہ ہے۔ برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے، بھٹکے ہوئے کی رہنمائی کرنا صدقہ ہے۔ کمزور نگاہ

والے کی مدد کرنا بھی صدقہ ہے۔ راستے سے پتھر، کانٹا اور ہڈی کا ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔ اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا صدقہ ہے۔

شعب الایمان میں حدیث نمبر 3563 ہے کہ قرض دینا بھی صدقہ کی قسم سے ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ہر قرض صدقہ ہے۔

☆ایک کے بدلے دس گنا:

نزہۃ المجالس صفحہ نمبر 11 پر نقل ہے کہ حضرت یافعی علیہ الرحمہ کسی کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ اس نے اپنی بیوی کو حکم دیا کہ سائل کو دے تو اس عورت نے سائل کو چار انڈے دے دیئے، کچھ دیر بعد انڈوں کا ایک ٹوکرا آیا۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا تو نے کتنے انڈے صدقے کئے تو اس نے کہا چار...... پھر شوہر نے پوچھا تیرے پاس کتنے انڈے آئے ہیں؟ وہ کہنے لگی تیس...... تو اس شخص کو حیرت ہوئی کہا۔ تو نے چار صدقہ کئے اور ہمارے پاس تیس آئے، حساب نہیں مل پارہا؟ کیونکہ ہر بھلائی کا بدلہ دس گنا ہوتا ہے تو بیوی نے کہا اس میں دس ٹوٹے ہوئے بھی تو ہیں کیونکہ میں نے جو چار انڈے صدقہ کئے تھے ان میں ایک انڈہ ٹوٹا ہوا تھا۔

☆ راہ خدا میں صدقہ کرنے والوں کے لئے اجر:

القرآن: وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ

ترجمہ: اور اللہ کی راہ میں جو خرچ کرو گے، تمہیں پورا دیا جائے گا اور کسی طرح گھاٹے میں نہیں رہو گے۔ (سورۂ انفال، آیت 60، پارہ 8)

☆ سب سے طاقتور شے:

ترمذی شریف میں حدیث نمبر 3369 نقل ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا تو زمین ہلنے لگی تو پہاڑوں کو پیدا فرمایا اور انہیں زمین میں گاڑ دیا تو زمین ٹھہر گئی۔ فرشتوں نے پہاڑوں کی مضبوطی پر تعجب کیا، بولے، الٰہی کیا تیری مخلوق میں کوئی چیز پہاڑوں سے بھی زیادہ مضبوط ہے۔ فرمایا ہاں لوہا ہے، عرض کی: الٰہی کیا تیری مخلوق میں کوئی چیز لوہے سے بھی زیادہ مضبوط ہے؟ فرمایا ہاں: آگ ہے۔ عرض کیا: مولا کیا تیری مخلوق میں کیا کوئی چیز آگ سے بھی زیادہ طاقتور ہے؟ فرمایا: ہاں پانی ہے۔ بولے اے رب کیا تیری مخلوق میں کوئی چیز پانی سے بھی زیادہ طاقتور ہے؟ فرمایا: ہاں ہوا ہے۔ عرض کی اے پروردگار کیا تیری مخلوق میں

کوئی چیز اس سے بھی زیادہ طاقتور ہے؟ فرمایا: ہاں وہ انسان ہے جو سیدھے ہاتھ سے خیرات کرے تو الٹے ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو۔

ایک اور حدیث شریف میں فرمایا۔ ترمذی شریف میں حدیث نمبر 664 نقل ہے کہ رسول محتشم ﷺ نے ارشاد فرمایا: صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو بجھاتا ہے اور بری موت کو دفع کرتا ہے۔

☆ جنت میں گھر خرید لیا:

نزہۃ المجالس صفحہ نمبر 6 پر یہ واقعہ نقل ہے کہ ایک شخص خراساں سے بصرہ کو گیا تو اس نے حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ کے پاس دس ہزار درہم بطور امانت رکھے اور کہا کہ جب مکہ سے واپس آؤں تو ان دراہم سے بصرہ میں میرے لئے ایک گھر لے لینا، اسی دوران لوگوں کو آٹے کی مہنگائی کا سامنا کرنا پڑا تو حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ نے ان پیسوں سے آٹا خرید کر صدقہ کر دیا۔ ان سے پوچھا گیا کہ اس شخص نے تو آپ سے گھر خریدنے کے لئے کہا تھا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ میں نے اس کے لئے جنت میں گھر لے لیا ہے۔ اگر وہ اس پر راضی ہوگا تو ٹھیک ورنہ میں اسے دس ہزار درہم واپس دے دوں گا۔

پھر جب وہ واپس لوٹا تو پوچھا اے ابو محمد! کیا آپ نے گھر خریدا؟ حضرت

حبیب عجمی علیہ الرحمہ نے جواب دیا ہاں۔اس گھر میں باغات،نہریں اور پھل بھی ہیں۔وہ شخص بہت خوش ہوا اور کہنے لگا۔جلدی بتایئے وہ گھر کہاں ہے؟ میں اس میں رہنا چاہتا ہوں۔حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ فرمانے لگے۔وہ گھر میں نے اللہ تعالیٰ سے جنت میں خریدا ہے۔

محترم حضرات! یہاں میں ایک بات عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر اس شخص کی جگہ آج کا کوئی مسلمان ہوتا تو کہتا مولانا صاحب! جنت کس نے دیکھی ہے؟ مجھے میرے دس ہزار درہم واپس کرو اور اگر بالفرض وہ مان بھی لیتا تو اس کی بیوی اور گھر والے کہتے اجی آپ عجیب آدمی ہیں،اس طرح جنت میں مکانات ملتے ہیں،جاؤ جاؤ! اپنی رقم واپس لے آؤ مگر سبحان اللہ! اس شخص کا عقیدہ اور ایمان کتنا پختہ تھا اور اس کی بیوی بھی کس قدر غیب پر ایمان رکھتی تھی۔سنئے اور ایمان تازہ کیجیے۔

حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ سے جب اس نے سنا کہ میرا مکان جنت میں ہے تو اس کی خوشی اور بڑھ گئی۔اس نے گھر جا کر اپنی بیوی کو بتایا تو بیوی کہنے لگی کہ اے میرے سرتاج! حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں۔تم ان سے ضمانت لکھوالو(کہ جنت میں گھر پکا ہے)

وہ شخص حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ کے پاس لکھوانے کے لئے پہنچا۔

آپ نے قلم اٹھایا اور کاغذ پر لکھا ''بسم اللہ الرحمن الرحیم، یہ جو گھر حبیب عجمی نے دس ہزار درہم میں اللہ تعالیٰ سے فلاں بن فلاں کے لئے خریدا ہے، اس کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر ہے۔

وہ شخص یہ رقعہ لے کر چلا گیا اور وصیت کی کہ یہ رقعہ میرے کفن میں رکھ دینا کچھ عرصہ کے بعد اس شخص کا انتقال ہوا تو وصیت کے مطابق وہ رقعہ اس کے کفن میں رکھ دیا گیا۔ دوسرے دن صبح جب لوگ اس شخص کی قبر پر آئے تو کیا دیکھا کہ قبر پر ایک پرچہ رکھا ہوا ہے جس پر یہ لکھا ہوا ہے کہ حبیب عجمی نے جو گھر میرے لئے جنت میں خریدا تھا، وہ مجھے مل گیا۔

☆ قبر کی گرمی سے بچاؤ کا ذریعہ:

الترغیب والترہیب میں حدیث نمبر 28 نقل ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: بے شک صدقہ کرنے والوں کو صدقہ قبر کی گرمی سے بچاتا ہے اور بلاشبہ ہر مسلمان قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سائے میں ہوگا۔

محترم حضرات! ذرا سوچیں......ہم اگر کسی گھر میں رہنے جاتے ہیں تو وہاں گرمی سے بچاؤ کے لئے پنکھا، کھڑکی اور ایئر کنڈیشن تک کا اہتمام کرتے ہیں

تا کہ نئے گھر میں گرمی نہ لگے۔مومن کا اصلی گھر قبر ہے جس میں اسے نہ جانے کتنے برس رہنا ہوگا۔اگر وہاں گرمی سے بچنے کی کوئی صورت ہے تو وہ صرف اور صرف صدقہ ہے۔

☆بندہ کے صرف تین مال ہیں:

صحیح مسلم کتاب الزہد میں حدیث نمبر 2959 نقل ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ بندہ کہتا ہے۔میرا مال میرا مال حالانکہ اس کے مال صرف تین ہیں جو کھا کر ختم کردے، یا پہن کر گلا دے، یا دے کر جمع کر دے جو ان کے علاوہ ہے، وہ تو جانے والا ہے اور وہ اسے لوگوں کے لئے چھوڑتا ہے۔

☆جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ:

ہر شخص کی یہ خواہش ہے کہ وہ جہنم کے عذاب سے بچ جائے کیونکہ جہنم کی آگ بہت شدید ہے دنیا کی آگ بھی جہنم کی آگ سے پناہ مانگتی ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ اگر جہنم کو سوئی کے ناکہ کے برابر کھول دیا جائے تو دنیا والے اس کی تپش و بدبو سے ہلاک ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ کی پناہ! اس قدر دہشت ناک اور وحشت ناک وادی ہمیں بھی اس

سے دن رات پناہ مانگنی چاہئے۔ ہمارے آقا و مولا ﷺ نے اس سے بچاؤ کا ذریعہ ہمیں بتایا ہے چنانچہ شعب الایمان میں حدیث نمبر 3355 پر نقل ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا صدقہ دیا کرو، بے شک صدقہ تمہارے لئے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔

☆مولا علی رضی اللہ عنہ کی اللہ تعالیٰ سے تجارت:

نزہۃ المجالس تیسری جلد صفحہ نمبر 13 پر نقل ہے کہ مولا علی رضی اللہ عنہ، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ازار بیچنے نکلے تا کہ اس کی قیمت سے کچھ کھانا لیا جا سکے۔ مولا علی رضی اللہ عنہ نے ازار کو چھ درہم میں بیچا۔ راستے میں سائل نے مولا علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: آپ نے وہ چھ درہم سائل کو دے دیئے۔

تھوڑا آگے گئے تو ایک اعرابی اونٹنی لئے آ رہا تھا۔ آپ کے قریب آ کر کہنے لگا۔ اے ابوالحسن! کیا یہ اونٹنی خریدو گے؟ آپ نے کہا میرے پاس رقم نہیں ہے۔ اعرابی نے کہا ادھار لے لیجئے۔ آپ نے وہ اونٹنی سو درہم میں ادھار خرید لی۔ پھر تھوڑا آگے تشریف لے گئے۔ دوسرا شخص ملا اور اس نے کہا اے ابوالحسن! یہ اونٹنی بیچو گے۔ آپ نے فرمایا میں نے سو درہم میں خریدی ہے۔ اس شخص نے کہا میں آپ کو ایک سو ساٹھ درہم دوں گا۔ مجھے بیچ دو۔ آپ نے ایک

سو ساٹھ درہم میں بیچ دی۔ پھر تھوڑا آگے وہی اعرابی ملا۔ اس نے آپ سے پوچھا کیا اونٹنی بیچ دی۔ آپ نے کہاہاں بیچ دی۔ اس اعرابی نے کہا مجھے میرے سو درہم دے دو۔ آپ نے سو درہم اسے دے دیئے اور ساٹھ درہم لے کر گھر لوٹے۔ گھر پہنچتے ہی سیدہ خاتون جنت نے پوچھا۔ آپ کے پاس یہ ساٹھ درہم کہاں سے آئے؟ فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے تجارت کرلی۔ تمہاری ازار کے چھ درہم میں نے اللہ کی راہ میں دیئے جس کے بدلے اللہ تعالیٰ نے مجھے ساٹھ درہم عطا فرمائے۔ اس کے بعد مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ، تاجدار کائنات ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ماجرا بیان کیا تو سرورکونین ﷺ نے فرمایا۔ اے علی رضی اللہ عنہ! تمہیں اونٹنی بیچنے والے حضرت جبریل علیہ السلام تھے اور خریدنے والے حضرت میکائیل علیہ السلام تھے (اور سنو) یہ وہی اونٹنی تھی جس پر (میری بیٹی) فاطمہ رضی اللہ عنہا بروز قیامت سوار ہوں گی۔

محترم حضرات! ہمارے آقا و مولا حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمیں سکھا گئے کہ جب کوئی تنگی ہو تو اپنے رب سے تجارت کرلو۔ وہ تمہیں ایک کے بدلے کبھی دس گنا، کبھی ستر گنا اور کبھی سات سو گنا عطا فرمائے گا اور اگر خرچ کرنے والے کا اخلاص اعلیٰ درجے کا ہوگا تو رب تعالیٰ تمہارے ذرہ برابر صدقہ کو پالے گا اور پال کر اسے پہاڑوں کی مانند فرمادے گا اور جب تم کو محشر میں نیکیوں کی ضرورت

ہوگی تو تمہیں پہاڑوں کے برابر اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔

معلوم ہوا کہ راہ خدا میں دیا گیا صدقہ کبھی رائیگاں نہیں جاتا۔ کبھی اس کا نعم البدل مال ہی کی صورت میں اسی وقت مل جاتا ہے، کبھی بلائیں ٹل جاتی ہیں۔ کبھی مشکلات دور ہوجاتی ہیں، کبھی عمر میں برکت ہوجاتی ہے اور کبھی آخرت میں ڈھیروں اجر ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے راہ میں خوب خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

مطالعہ کی اہمیت

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰهَ مِنۡ عِبَادِهِ الۡعُلَمٰٓؤُا

صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ فاطر سے 28ویں آیت کا کچھ حصہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات! علم روشنی ہے، علم ایک ایسی دولت ہے جو خرچ کرنے سے

بڑھتی ہے، کم نہیں ہوتی۔ دولت کی بندہ حفاظت کرتا ہے جبکہ علم انسان کی حفاظت کرتا ہے۔ دولت گھمنڈ اور غرور پیدا کرتا ہے جبکہ علم عاجزی اور انکساری پیدا کرتا ہے۔ علم بندے کو حق تعالیٰ کے قریب کرتا ہے اور رب کی معرفت پیدا کرتا ہے۔

دو ذرائع ایسے ہیں جن سے ہم علم حاصل کر سکتے ہیں۔ پہلا ذریعہ استاد ہے اور دوسرا ذریعہ کتاب ہے۔ استاد ہر وقت آپ کے ساتھ نہیں رہ سکتا مگر کتاب ہر وقت انسان کے ساتھ رہتی ہے۔ قدم قدم پر رہنمائی کرتی ہے۔ بہترین دوست ہے۔ مطالعہ ایک ایسی نعمت ہے جو انسان کو علم کا پہاڑ بنا دیتی ہے۔ مطالعہ کرنے والا کبھی اپنے آپ کو تنہا محسوس نہیں کرتا، مطالعہ بندے کو نکھار دیتا ہے۔

مگر افسوس کہ آج ہم نے مطالعہ کرنا چھوڑ دیا ہے۔ مغربی دنیا نے کتابوں کے ساتھ دلچسپی اور مطالعہ کے ذوق کو اتنا فروغ دیا ہے کہ وہاں کا ہر شہری باآسانی کتاب پڑھنے کا عادی ہو جاتا ہے۔ اسکول پڑھنے والے بچوں کو پرائمری لیول سے ہی کتاب پڑھنے کی عادت ڈال دی جاتی ہے۔

تعلیم و تربیت کا انداز اس طرح اپنایا گیا ہے کہ بچوں میں زیادہ سے زیادہ مطالعہ کا شوق اور تخلیقی صلاحیتیں پیدا ہوسکیں۔ عام طور پر لوگ اپنے سفر میں کتابیں ساتھ رکھتے ہیں اور جہاں موقع پاتے ہیں، کتاب کھول کر پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ گھر کا ماہانہ بجٹ بناتے ہوئے ایک نہ ایک کتاب ضرور شامل کی

جاتی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ کتابیں اب مغرب میں چھپتی ہیں اور پڑھی بھی وہیں جاتی ہیں۔ کتابوں کے بڑے بڑے مکتبے اور لائبریریاں جگہ جگہ موجود ہیں۔ جن سے روزانہ لاکھوں لوگ استفادہ کرتے ہیں۔ کتابیں پڑھنے، لکھنے اور ذخیرہ کرنے کا شوق کبھی مسلمانوں کی پہچان ہوا کرتا تھا مگر افسوس کہ اب ہماری نسلوں کے شوق بدل گئے۔ اب ہمارے بچوں کے ہاتھوں میں کتابوں کے علاوہ سب کچھ ہوتا ہے۔ اب ہمارے بچے لائبریری اور کتابوں کی دنیا میں نظر نہیں آتے۔ اس کے علاوہ ہر جگہ نظر آتے ہیں، اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ آج ہماری بڑی بڑی آبادیاں اور شہر لائبریریوں اور کتب خانوں سے خالی پڑے ہیں جبکہ مغربی دنیا اور تمام ترقی یافتہ ممالک میں چپے چپے پر کتب خانے قائم ہیں۔ ان کی بڑی بڑی لائبریریوں میں بلا مبالغہ کروڑوں کتابیں رکھی ہوئی ہیں ذیل میں چند لائبریریوں کا حال لکھا جاتا ہے جس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ آج دنیا ہم سے کتنی آگے جا چکی ہے۔

دنیا کی چند بڑی لائبریریاں:

1۔ واشنگٹن ڈی سی کی کانگریس لائبریری، (Library of Congress)

یہ دنیا کی سب سے بڑی لائبریری ہے۔ اس لائبریری کا سالانہ بجٹ 613 ملین ڈالر (6ارب تیرہ کروڑ ڈالر) ہے۔اس میں 30 ملین یعنی 3 کروڑ کتابیں موجود ہیں اور روزانہ دس ہزار کتابوں کا اضافہ ہوتا ہے۔

2۔چین کی نیشنل لائبریری(National Library of China)

دنیا کی دوسری بڑی لائبریری ہے جس میں 27 ملین یعنی 2 کروڑ 70 لاکھ کتابیں موجود ہیں۔ یہ لائبریری بیجنگ (چین) میں واقع ہے۔ چین اگرچہ مشرق میں واقع ہے لیکن ترقی کی دوڑ میں مغرب کا ہمسفر ہے۔چین میں 21 صوبے ہیں اور ہر صوبے میں ایک بڑی لائبریری موجود ہے۔

3۔روس کی اسٹیٹ لائبریری(Russian State Library)

اس لائبریری میں 24.2 ملین کتابیں رکھی ہوئی ہیں۔

4۔ جرمنی کی نیشنل لائبریری (National Library of Germany)

اس لائبریری میں 17 ملین کتابیں پائی جاتی ہیں۔

5۔ فرانس کی نیشنل لائبریری (National Library of France)

اس لائبریری میں 15.8 ملین کتابیں موجود ہیں۔

علامہ اقبال یہ ہی سب کچھ دیکھ کر تڑپ اٹھے تھے:

مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارا

بلاشبہ مسلم اسلاف کی لاکھوں کتابیں اور قلمی نسخے بھی آج مغرب کی لائبریریوں میں پڑے ہوئے ہیں مگر ان کی وارث کہلانے والی نسلیں کسی اور ہی دھن میں مگن ہو چکی ہیں۔

اسلاف کتابوں سے بہت محبت کرتے تھے۔ ایک لمحہ بھی کتاب ان سے جدا نہ ہوتی تھی، بغیر مطالعہ کے ان کو چین نہ آتا تھا۔ اب اسلاف کے کچھ واقعات بیان کئے جائیں گے۔

☆ حضرت امام محمد بن حسن شیبانی کوفی بغدادی علیہ الرحمہ بہت بڑے محدث اور امام تھے۔ رات میں بہت کم سوتے تھے۔ اپنے پاس چند کتابیں رکھتے ایک فن کی کتاب سے اکتاہٹ ہوتی تو دوسرے فن کی کتاب دیکھنے لگتے۔ اپنی نیند کو پانی سے دور کرتے اور فرماتے "نیند حرارت ہے"

☆ حضرت جاحظ علم کے بہت حریص تھے۔ ہاتھ میں جب کوئی کتاب آجاتی تو کیسی بھی کتاب ہو، شروع سے آخر تک اس کو پڑھ لیتے، حتیٰ کہ کاغذ

فروشوں کی دکانوں پر بھی کچھ ہاتھ آتا تو اسے بھی پڑھ لیتے اور کتب بینی میں رات گزار دیتے۔

☆ حضرت فتح بن خاقان سفر میں بھی مطالعہ کرتے۔ کسی کام کے لئے جاتے، جب تک باری نہ آتی، مطالعہ کرتے۔

☆ امام مسلم قشیری علیہ الرحمہ کو مجلس مذاکرہ کا رئیس بنایا گیا۔ ان کے سامنے ایک ایسی حدیث ذکر کی گئی جسے وہ نہیں جانتے تھے، وہ اپنے گھر واپس آئے، رات کا وقت تھا۔ ان کے لئے کھجوروں کا ایک ٹوکرا پیش کیا گیا۔ حدیث ڈھونڈتے جا رہے تھے اور کھجوریں اس میں سے کھائے جا رہے تھے۔ اسی طرح صبح ہو گئی اور کھجوریں ختم ہو گئیں۔ حدیث تو مل گئی مگر پورا ٹوکرا کھا جانے پر حیرت کے سبب ان کا وصال ہو گیا۔

☆ حضرت احمد بن یحییٰ شیبانی کوفی بغدادی علیہ الرحمہ نحو، لغت، ادب، حدیث اور قرأت کے ائمہ میں سے ایک تھے۔ آپ کو جب کوئی دعوت دیتا تو اس شرط پر قبول فرماتے کہ ان کے لئے ایسی کوئی چیز مہیا کی جائے جس پر مجلد کتابیں رکھ کر پڑھ سکیں۔

☆ حضرت ثعلب نحوی علیہ الرحمہ کے وصال کا سبب یہ ہوا کہ آپ جمعہ کے دن عصر کے بعد نکلے۔ ان کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی جسے وہ راستہ میں دیکھتے

ہوئے چلے جارہے تھے۔ ایک گھوڑا ان سے ٹکرا گیا جس کی وجہ سے وہ گر پڑے، سر میں کافی چوٹ آئی۔ اسی حالت میں انہیں گھر لے جایا گیا اور دوسرے دن ان کا انتقال ہو گیا۔

☆ امام ذہبی علیہ الرحمہ تذکرۃ الحفاظ میں خطیب بغدادی کے متعلق فرماتے ہیں کہ خطیب بغدادی اس حال میں چلتے کہ ان کے ساتھ ایک جزء ہوتا، جس کا وہ مطالعہ کرتے ہوئے چلتے۔

☆ امام ابن عقیل حنبلی علیہ الرحمہ کی مناظرہ اور مذاکرہ سے زبان معطل ہوگئی اور مطالعہ سے آنکھ بھی معذور ہوگئی۔ مگر اس کے باوجود طلب علم کی حرص ان کے اندر بیس سال کے جوان جیسی تھی۔

☆ محدث کبیر حضرت عبید بن یعیش علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ میں نے تیس سال تک رات کا کھانا نہیں کھایا۔ میری ہمشیرہ میرے منہ میں لقمہ ڈالتیں اور میں حدیث پڑھتا اور لکھتا۔

محترم حضرات! آپ نے ہمارے اکابرین کے مطالعہ کا ذوق وشوق سماعت کیا۔ کس قدر وہ علم سے محبت کرنے والے تھے۔ ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرتے تھے۔ ان کی سوچ یہ ہوتی تھی کہ ہماری ایک سانس بھی یوں ہی ضائع نہ ہو، بلکہ کارآمد بن جائے۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہمارے پاس علم دین کا ذخیرہ

موجود ہے۔

مگر افسوس! آج کا نوجوان مطالعہ سے بہت دور ہو چکا ہے۔ ہمارے مسلمانوں میں مطالعہ کا ذوق وشوق ختم ہو گیا۔ اگر کسی کو کتاب دی جائے تو سامنے سے جواب آتا ہے کہ ہمیں ٹائم ہی نہیں ملتا۔ دوسرا جواب یہ آتا ہے کہ کتاب گھر لے جائیں گے تو بے ادبی ہوگی۔ ابھی رہنے دیں اور یہی نوجوان گھنٹوں موبائل پر، واٹس اپ پر، فیس بک پر، یوٹیوب پر، انٹرنیٹ پر اور ٹیلی ویژن کی اسکرین کے سامنے بیٹھا ہوگا مگر علم دین حاصل کرنے کے لئے وقت نہیں ہے۔

علم دین حاصل نہ کرنے کا ہی وبال ہے، اپنے عقائد ونظریات کا علم حاصل نہ کرنے کا ہی وبال ہے کہ آج قوم بدعقیدگی اور گمراہیت کی طرف جارہی ہے۔ ایمان کے ڈاکو ایمان چھین چھین کر لے جارہے ہیں۔ اگر علم ہوتا تو کبھی یہ نوبت نہ آتی۔ اے مسلمانو! اب بھی وقت ہے، علم کی طرف آجاؤ، مطالعہ کی طرف آجاؤ تاکہ ہمارے ایمان کا تحفظ ہوجائے اور ہم بدعقیدگی اور گمراہیت سے بچ جائیں۔

عقائد، تفسیر، سیرت، فقہ، تصوف اور اصلاح پر مبنی ہمارے علماء کی ان کتب کا مطالعہ ضرور کریں۔ ان کتب کے نام میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ آپ نوٹ کر لیجئے۔

☆عقائد:

جاء الحق از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ

سعید الحق از علامہ سعید اللہ خان

☆تفسیر:

تفسیر نعیمی از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ

صراط الجنان از مفتی محمد قاسم قادری عطاری

☆حدیث:

مراۃ المناجیح از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ

☆فقہ:

بہار شریعت از مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ

احکام شریعت از امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ

قانون شریعت از علامہ شمس الدین صاحب علیہ الرحمہ

☆سیرت:

سبل الہدیٰ والرشاد از علامہ محمد بن یوسف الصالحی

مواہب اللدنیہ از امام قسطلانی

شرح زرقانی شریف از علامہ زرقانی علیہ الرحمہ

مدارج النبوت از شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ

کتاب الشفاء از امام قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ

جذب القلوب از شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ

وفا الوفاء امام سمھودی علیہ الرحمہ

الوفاء از امام ابن جوزی علیہ الرحمہ

☆تصوف:

کشف المحجوب از حضور داتا گنج بخش علیہ الرحمہ

الابریز ملفوظات عبدالعزیز دباغ، شیخ احمد بن مبارک مالکی

رسالہ قشیریہ از امام عبدالکریم ہوازن قشیری علیہ الرحمہ

☆اصلاح:

کیمیائے سعادت، احیاء العلوم

مکاشفۃ القلوب از امام غزالی علیہ الرحمہ

منہاج العابدین

محترم حضرات! کتابوں کے نام آپ نے سماعت فرمائے۔ تھوڑے تھوڑے پیسے جمع کر کے ان کتابوں کو خریدیئے اور روزانہ پابندی کے ساتھ صرف کم از کم پندرہ منٹ اور زیادہ سے زیادہ پینتالیس منٹ ان کتابوں کا مطالعہ کریں پھر ایک ماہ میں آپ اپنے اندر تبدیلی محسوس کریں گے اور علم کا خزانہ آپ کے سینے میں داخل ہو چکا ہو گا۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو علم دین حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مطالعہ کا خوب ذوق وشوق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ

خوابوں کی حقیقت

اور اس کا علم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِن تَأْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰاھِدِیْنَ وَالشّٰاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ یوسف سے آیت نمبر 101 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار علوم عطا فرمائے ہیں۔انہیں علوم میں ایک علم خوابوں کی تعبیر کا علم ہے جو کہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔کائنات میں خوابوں کی سب سے شاندار تعبیر بتانے والے سرور کونین ﷺ ہیں۔آپ ﷺ کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام شاندار تعبیر بتانے والے ہیں۔

علم تعبیر کے موجد حضرت یوسف علیہ السلام ہیں۔جن کو سب سے پہلے یہ علم خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا۔انہوں نے اس کو دنیا میں رائج کیا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

القرآن: وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ

ترجمہ: اے یوسف! اسی طرح تیرا رب تجھے برگزیدہ بنالے گا اور تجھے علم تعبیر عطا فرمائے گا۔(سورۂ یوسف آیت نمبر 6)

اس آیت میں یوسف علیہ السلام سے علم تعبیر خواب عطا فرمانے کا وعدہ کیا گیا پھر وہ وعدہ پورا بھی کردیا گیا چنانچہ سورۂ یوسف آیت نمبر 101 میں ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

القرآن: رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ

تَأْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ

ترجمہ: اے پروردگار! تو نے مجھے سلطنت بھی عطا فرمائی اور علم تعبیر بھی عطا فرمایا ہے۔

☆ حضرت یوسف علیہ السلام کی بتائی ہوئی تعبیر:

حضرت یوسف علیہ السلام کے جیل کے دو ساتھیوں میں سے ایک نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ شراب نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا کہ میں اپنے سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے ہوں۔ ان روٹیوں کو پرندے کھاتے جاتے ہیں۔

(حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا) اے میرے جیل کے دونوں رفیقو! تم میں سے ایک تو اپنے آقا عزیز مصر کا ساقی شراب ہوگا اور دوسرے کو سولی پر چڑھایا جائے گا اور پرندے اس کے سر کو (نوچ نوچ کر) کھا جائیں گے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ایک جیل خانہ سے رہا ہو کہ عزیز مصر کا ساقی بن گیا اور دوسرے کو کسی جرم میں پھانسی ہوگئی۔

آپ علیہ السلام کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سب سے شاندار تعبیر بتانے والے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں جن سے خود محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم تعبیر

پوچھا کرتے تھے۔

☆امام ابن حجر علیہ الرحمہ صواعق المحرقہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔اے ابوبکر! مجھے حکم دیا گیا ہے کہ آپ خواب کی تعبیر سمجھنے میں سب سے بہتر ہیں۔

صواعق المحرقہ صفحہ نمبر 105 پر نقل ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ایک خواب دیکھا اور اسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بیان کیا۔آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ میں اور آپ ایک مقام کی طرف سبقت کر رہے ہیں اور میں اڑھائی سیڑھیاں آپ سے آگے ہوں۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ کا وصال ہوگا۔اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی رحمت اور مغفرت میں لے لے گا اور میں آپ کے بعد اڑھائی سال زندہ رہوں گا اور حقیقت میں ایسا ہی ہوا۔

صواعق المحرقہ صفحہ نمبر 105 پر نقل ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔میں نے آپ رضی اللہ عنہ کو سیاہ بکریوں میں دیکھا پھر میں نے ان کے پیچھے سفید بکریوں کو اس کثرت سے پایا کہ سیاہ بکریاں نظر ہی نہ آتی تھی۔اس خواب کو سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ ﷺ! سیاہ بکریوں سے مراد عرب میں جو بکثرت مسلمان ہوں گے اور سفید

بکریوں سے مراد عجمی لوگ ہیں۔ وہ اس کثرت سے مسلمان ہوں گے کہ عرب ان میں نظر بھی نہ آئیں گے۔اس پر حضور نے فرمایا کہ فرشتۂ سحر نے بھی اس کی یہی تعبیر کی ہے۔

تابعین میں سب سے شاندار تعبیر بتانے والے اور خوابوں کی تعبیر کا علم رکھنے والے حضرت امام محمد بن سیرین علیہ الرحمہ تھے۔آپ کے بعد آج تک خوابوں کی تعبیر بتانے والے آپ کے جیسے کوئی عالم نہیں گزرے۔

حضرت امام محمد بن سیرین علیہ الرحمہ، حضور ﷺ کے خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔آپ علیہ الرحمہ کی والدہ حضرت صفیہ، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی لونڈی تھیں۔ایک عرصہ تک حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے کاتب (پرائیویٹ سیکریٹری) کی حیثیت سے نہایت اعلیٰ خدمات انجام دیتے رہے۔

☆امام ابن سیرین علیہ الرحمہ کا علمی مقام:

ایک شخص امام ابن سیرین علیہ الرحمہ کی خدمت میں آیا اور آکر عرض کرنے لگا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ میں زیتون کے درخت میں زیتون کا تیل ڈال رہا ہوں۔

اگر ہم اور آپ جیسا آدمی یہ خواب سنے تو کہے کہ واہ تو نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے۔ زیتون کا درخت اور تیل تو نے دیکھا جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔

مگر جب یہ خواب امام ابن سیرین علیہ الرحمہ نے سنا تو فرمانے لگے۔ اے شخص جو تیرے گھر میں تیری بیوی ہے۔ وہ اصل میں تیری ماں ہے۔ یہ سن کر وہ فوراً گھر گیا اور اپنی بیوی سے اس کے ماضی کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ میرے شوہر کا انتقال ہو گیا تھا۔ اس شوہر سے میرا ایک بیٹا تھا۔ میرا بیٹا چند ہی مہینوں کا تھا کہ ہمارے شہر ہنگامے پھوٹنے کی وجہ سے بھگدڑ مچی۔ بھگدڑ میں میرا بیٹا مجھ سے بچھڑ گیا۔ آج اس کو کئی برس ہو چکے ہیں۔ بالآخر ثابت ہوا کہ یہی عورت اس کی ماں تھی۔

☆ ایک مرتبہ ایک شخص آپ علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے اپنا خواب سنایا کہ میں چڑیوں کو ذبح کر کر کے کنویں میں ڈال رہا ہوں۔ آپ علیہ الرحمہ نے تعبیر بتاتے ہوئے فرمایا کہ تو قاتل ہے۔ بالآخر اس نے قبول کر لیا۔ آپ نے اسے سپاہیوں کے حوالے کر دیا۔

☆ سچا خواب:

بخاری شریف اور مسلم شریف میں حدیث پاک ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ (مومن کا) سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

☆اچھے اور برے خواب:

بخاری و مسلم شریف میں حدیث پاک ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی جانب سے ہے۔ بس جب کوئی شخص پسندیدہ خواب دیکھے تو اسے صرف اس شخص سے بیان کرے جس سے محبت و اعتقاد ہے اور جب برا خواب دیکھے تو حق تعالیٰ سے اس خواب کے شر اور شیطان کے فتنہ سے پناہ مانگے اور یہ بھی مناسب ہے کہ بقصد دفع شیطان تین بار تھتکارے اور ایسا خواب کسی سے بیان نہ کرے۔ اس حالت میں برا خواب کوئی ضرر نہ دے گا۔

امام مسلم علیہ الرحمہ مسلم شریف میں حدیث پاک نقل کرتے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص برا خواب دیکھے تو تین مرتبہ بائیں طرف تف کر کے شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہے اور اس کروٹ کو بدل ڈالے جس پر خواب دیکھنے کے وقت پڑا تھا۔

☆خواب کس سے بیان کیا جائے؟

ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنا خواب دوست یا عالم کے سوا کسی سے نہ کہو۔

☆خواب کن لوگوں سے بیان نہ کیا جائے؟

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چار قسم کے لوگوں سے خواب کی تعبیر نہ پوچھی جائے۔

1۔بے دین اور بدمذہب سے خواب کی تعبیر نہ پوچھو۔

2۔جاہلوں سے خواب کی تعبیر نہ پوچھو۔

3۔عورتوں سے خواب کی تعبیر نہ پوچھو۔

4۔دشمنوں سے خواب کی تعبیر نہ پوچھو۔

☆حضور ﷺ فجر کے بعد تعبیر بتاتے:

بخاری شریف کی حدیث پاک ہے۔حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نماز صبح کے بعد عموما صحابہ کرام علیہم الرضوان سے دریافت فرماتے کہ تم میں سے کس کس نے خواب دیکھا ہے؟ اگر کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا تو وہ بیان کرتا اور حضرت مخبر صادق ﷺ اس کی تعبیر بیان فرماتے۔

امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث پاک سے اس بات کا استحباب ہوتا ہے کہ امام مسجد نماز صبح کے بعد مقتدیوں کی طرف متوجہ ہوا کرے اور ان کے خواب سن کر تعبیریں بتائے کیونکہ شروع دن میں انسان ذہنی طور پر سکون میں ہوتا ہے، اس کے بعد فکر معاش اس کا ذہن پریشان کر دیتی ہے۔

☆ شیطان خواب میں حضور ﷺ کی صورت میں نہیں آ سکتا:

بخاری اور مسلم دونوں میں حدیث شریف نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا۔ اس نے مجھ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آ سکتا۔

شارحین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو یہ اختیار دیا ہی نہیں کہ وہ اس کے محبوب ﷺ کی صورت اختیار کر کے انسانوں کو دھوکہ دے اور انہیں گمراہ کرے۔

☆ شیطان خواب میں کون کون سی شکل بن کر نہیں آ سکتا:

حضرت امام جابر مغربی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شیطان تمام خوابوں میں

خواہ مخواہ دخل دیا کرتا ہے لیکن خدا تعالیٰ، پیغمبروں، فرشتوں، آسمان، سورج، چانداور ستاروں کی مانند شکل اختیار نہیں کرسکتا کیونکہ اگر اس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ طاقت حاصل ہوتی کہ وہ اپنے آپ کو ان چیزوں کے مانند بنا کر ظاہر کرسکتا تو تمام مخلوقات کے درمیان فتنہ اور گمراہی پھیلا دیتا کیونکہ اس طرح کبھی تو وہ اپنے آپ کو خدا کی صورت میں ظاہر کرتا اور صاحب خواب کو کہتا کہ میں تجھ سے بہت خوش ہوں۔ میں نے تیرے سب گناہ معاف کردیئے ہیں اور تجھ کو بخش دیا ہے اور کئی ایک ایسی باتیں کہتا جن سے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو گمراہ کردیتا۔

☆خواب کچھ، تعبیر کچھ:

امام بیہقی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو دلائل النبوۃ میں نقل فرمایا: نبی پاک ﷺ کی چچی جان حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا ایک دن بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میں نے ایک پریشان کن خواب دیکھا ہے۔ خواب بیان کرنے کی جرأت نہیں ہے۔ جب حضور ﷺ نے باربار دریافت فرمایا تو انہوں نے عرض کیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے جسم انور کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھ دیا گیا ہے۔

یہ سن کر نبی پاک ﷺ (مسکرائے اور) فرمایا کہ تم نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے (اس کی تعبیر یہ ہے کہ) فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا جو تمہاری گود میں کھیلے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور حضرت ام الفضل کی گود میں دیئے گئے۔

☆ امام بخاری علیہ الرحمہ کا خواب:

امام بخاری علیہ الرحمہ نے خواب دیکھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے ہوئے پنکھا جھل کر مکھیاں اڑا رہے ہیں۔ اس خواب کی تعبیر یہ بتائی گئی کہ امام بخاری علیہ الرحمہ، رسول محتشم ﷺ کی طرف منسوب جھوٹی باتوں کو دور کریں گے۔ اس تعبیر کے بعد امام بخاری نے احادیث صحیحہ جمع کرنے کا پختہ عزم کرلیا (مرقات المفاتیح جلد اول، صفحہ نمبر 13)

☆ امام حسن رضی اللہ عنہ کا خواب:

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے ایک رات خواب دیکھا کہ آپ کی پیشانی پر ''قل ھو اللہ احد'' لکھا ہوا ہے۔ آپ نے گھر والوں کو خواب سنایا تو گھر والے بہت خوش ہوئے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ خواب حضرت سعید بن مسیب

رضی اللہ عنہ کو سنایا تو حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ نے اس کی تعبیر یہ بتائی کہ آپ رضی اللہ عنہ کی زندگی کے صرف چند دن باقی ہیں۔

اس خواب کے بعد امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیا گیا جس کے چند دن بعد آپ کا وصال ہو گیا۔

معلوم ہوا کہ خواب کچھ ہوتا ہے اور اس کی تعبیر کچھ اور ہوتی ہے۔ یہ ایک حیرت کی بات ہے مثلاً خواب میں دودھ دیکھنے کی تعبیر علم ہے، پاخانہ دیکھنے کی تعبیر دولت ہے۔ آگ دیکھنے کی تعبیر غم ہے۔ اپنے آپ کو مردہ دیکھنے کی تعبیر درازی عمر ہے۔ اپنے آپ کو روتا دیکھنے کی تعبیر خوشیوں کا ملنا ہے۔ سانپ دیکھنے کی تعبیر دشمن ہے پھر یہ کہ اگر بستر پر جاتے وقت سونے سے پہلے اس کا ذہن منتشر ہے تو اسے خواب میں لڑائی جھگڑے نظر آئیں گے۔ اگر پیٹ میں تکلیف ہے اور سو گیا تو مختلف خواب نظر آئیں گے۔

☆ انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب وحیٔ الٰہی ہوتے ہیں:

ہمارے خواب اور انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب میں بہت فرق ہے جس طرح انبیاء کرام علیہم السلام ہمارے جیسے نہیں ہوتے۔ اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب بھی ہمارے خواب جیسے نہیں ہوتے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب وحی الٰہی ہوتے ہیں، انہیں خواب کے ذریعے وحی کی جاتی ہے۔ مثلاً

حضرت ابراہیم علیہ السلام کوخواب کے ذریعہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کوقربانی کرنے کاحکم دیا گیا۔ بخاری شریف کتاب الوحی حدیث نمبر 3 میں ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ پرسب سے پہلے وحی کی جو ابتداء کی گئی، وہ نیند میں (دکھائے گئے) سچے خواب تھے۔آپ ﷺ جو بھی خواب دیکھتے تھے،روشن صبح کی مثل اس کی تعبیر آجاتی تھی۔

لہذا معلوم ہوا کہ ہمارے خواب اور انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب میں بہت فرق ہے۔ان کے خواب ہم جیسے نہیں ہوتے۔

☆ رات میں الگ تعبیر، دن میں الگ تعبیر:

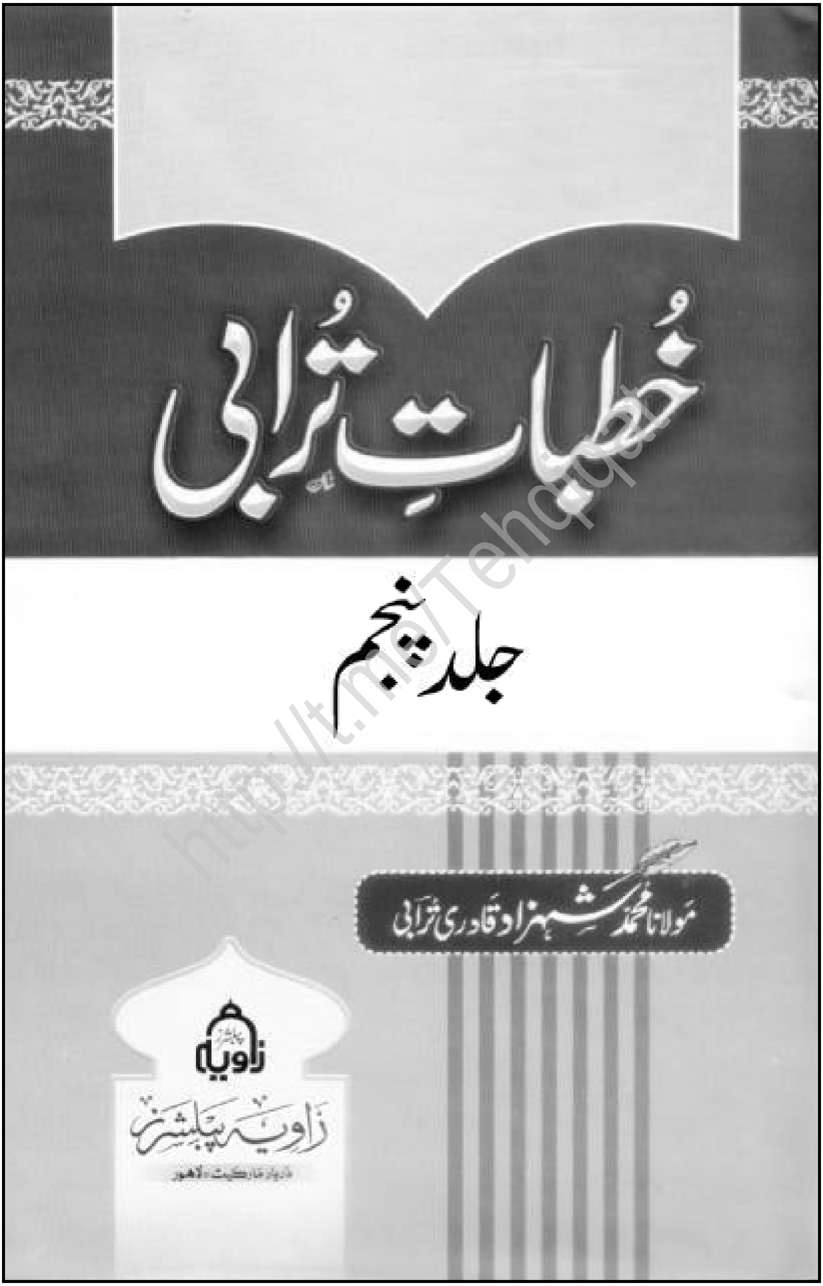
حضرت امام ابن سیرین علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ خواب وقت کے لحاظ سے بدلتا ہے۔اگر کوئی شخص رات کوخواب دیکھے کہ پل یا راستے پر بیٹھا ہے۔اس کو اس کے کام میں تھوڑا نفع ہوگا اور اگر یہی خواب دن کو دیکھے تو وہ اپنی عورت کو طلاق دے گا۔

اگر رات کوخواب میں دیکھا ہے کہ مرغ نے کتے کو پکڑا ہے تو اس بات کی دلیل ہے کہ اس کوکسی نادان سے واسطہ پڑے گا اور اگر یہی خواب دن کو دیکھے گا تو بیمار ہوگا۔

محترم حضرات! خوابوں کے متعلق آپ کے سامنے مختصر بیان کیا تا کہ کچھ

معلومات آپ تک پہنچ جائے، مجھے امید ہے کہ آپ کو ضرور کچھ سیکھنے کو ملا ہوگا
اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنا خاص فضل وکرم فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ


خطباتِ ترابی
جلد پنجم
مولانا محمد شہزاد قادری ترابی
زاویہ
زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ ۔ لاہور

فہرست

فضائل مدینہ منورہ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَلَوۡ اَنَّہُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ جَآءُوۡكَ فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰهَ وَاسۡتَغۡفَرَ لَهُمُ الرَّسُوۡلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيۡمًا ○

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۃ نساء سے آیت نمبر 64 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام

مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات! آج آپ کے سامنے میں ایک ایسے نورانی اور بابرکت شہر کا ذکر کروں گا جس کی ہر شے بابرکت ہے حتیٰ کہ وہاں کا غبار بھی برکت والا ہے۔ وہ شہر جہاں رات دن اللہ تعالیٰ کی رحمت برستی ہے۔ ملائکہ کا نزول ہوتا ہے، دعائیں قبول ہوتی ہیں، فقراء آتے ہیں، غنی ہوکر لوٹتے ہیں، غنی آتے ہیں، ان کو خوب عطا کیا جاتا ہے۔ چودہ سو سال سے زیادہ گزر جانے کے باوجود اس شہر کی ہواؤں اور فضاؤں میں محبوب خدا ﷺ کے بابرکت اور پاکیزہ پسینے کی خوشبو محسوس کی جاتی ہے، یقیناً آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ وہ شہر، شہر بطحہ مدینۂ منورہ ہے۔

آیئے سب سے پہلے اس شہر کے ناموں کے متعلق کچھ عرض کرتا چلوں۔

سبل الہدیٰ والرشاد تیسری جلد صفحہ نمبر 326 پر امام محمد بن یوسف الصالحی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ مدینہ منورہ کے ایک سو پچانویں (195) نام ہیں جس سے اس شہر کی عظمت و بزرگی واضح ہوتی ہے۔

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ جذب القلوب کے صفحہ نمبر 4 پر فرماتے ہیں کہ روئے زمین پر کوئی ایسا شہر نہیں ہے کہ جس کے نام اتنے زیادہ

ہوں جیسے کہ مدینۂ منورہ کے نام ہیں لیکن اختصار سے کام لیتے ہوئے چند مخصوص نام پیش کرتا ہے۔اس سرزمین کوطیبہ، طابہ اورطابیہ کہنا اس سرزمین کی طہارت کی وجہ سے ہے۔اس لئے کہ شرک کی نجاست سے یہ سرزمین پاک ہے۔ نیز اس کی آب وہوا، گردوغبار حتیٰ کہ مٹی بھی نہایت پاکیزہ ہے۔اس سرزمین کوارض اللہ اور ارض الہجرت یعنی اللہ تعالیٰ کی کشادہ اور بابرکت زمین بھی کہا جاتا ہے۔اس سرزمین کوجابرہ وجبارہ بھی کہا جاتا ہے، اس لئے کہ یہ زمین شکستہ دلوں کوحوصلہ، بے کسوں اورفقیروں کوسہارا دیتی ہے۔اس سرزمین کوحسنہ بھی کہا جاتا ہے اس لئے کہ چاروں اطراف سے نور نے اس سرزمین کا احاطہ کیا ہوا ہے۔خیرہ وخیرہ بھی اسی بزرگ سرزمین کا نام ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا اورآخرت کی تمام خیروبھلائیاں یہاں موجود ہیں۔

حدیث شریف میں بھی نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ مدینہ بہتر ہے ان کے لئے کاش کہ وہ جانتے ہوتے۔

شہر بطحہ کے نام تو اتنے ہیں کہ بیان کروں تو کافی وقت گزر جائے تنگئ وقت کوملحوظ رکھتے ہوئے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

☆ مدینۂ منورہ کا پرانا نام:

شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب جذب

القلوب کے صفحہ نمبر 6 پر فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کا پرانا نام یثرب تھا۔ نور والے مولا ﷺ نے اپنے قدموں سے اسے طیبہ یعنی پاکیزہ بنا دیا۔ یثرب حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے کسی ایک کا نام ہے جب ان کی اولاد متفرق شہروں میں آباد ہوئی تو یثرب نے اس سرزمین میں قیام کیا۔

☆ اب سرزمینِ مدینہ کو یثرب نہ کہا جائے:

امام بخاری علیہ الرحمہ کی کتاب تاریخ کبیر میں ایک حدیث شریف نقل ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ (اس سرزمین کو) یثرب کہے تو اس کو ضروری ہے کہ اس کی تلافی اور تدارک میں دس مرتبہ مدینہ کہے اور امام احمد اور امام ابویعلیٰ رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے کہ اگر کوئی شخص مدینہ کو یثرب کہے تو اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرے اس کا نام طابہ ہے۔

☆ نبی پاک ﷺ کی مدینۂ پاک آمد:

ہجرت سے قبل نبی پاک ﷺ نے اپنے اصحاب کو مدینۂ منورہ کی طرف رخصت فرمایا۔ ان میں حضرت عمر، حضرت عمر کے بھائی حصرت زید، حضرت عثمان غنی، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت زید بن حارثہ، حضرت صہیب اور حضرت سیدنا حمزہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سرفہرست تھے۔ نبی پاک ﷺ نے

اپنے پیارے چچا جان حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو خاص ذمہ داریاں دے کر رخصت فرمایا۔ دوسری طرف نبی پاک ﷺ نے اپنے رب کے حکم سے ربیع الاول شریف کی چاند رات جمعرات اپنے در دولت سے ہجرت فرمائی۔ آپ ﷺ کے ساتھ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سرور کونین ﷺ نے اپنے بستر پر سلایا اور فرمایا صبح تمام امانتیں دے کر مدینہ آ جانا۔

دوسری جانب مدینہ منورہ میں دھومیں مچی ہوئی تھیں کہ بے کسوں کے مولا، محبوب کبریا ﷺ تشریف لانے والے ہیں۔ انصار کے لئے عید سے بھی بڑھ کر خوشی تھی۔ وہ بڑی مسرت کے ساتھ مضافات مدینہ میں حضور ﷺ کے منتظر رہا کرتے تھے اور ہر روز صبح کو مدینہ کے ٹیلوں پر چڑھ کر بڑی دیر تک جمال محمدی ﷺ کے انتظار میں کھڑے رہتے تھے۔ شام کے وقت اپنے گھروں کو لوٹ جایا کرتے تھے۔

بالآخر وہ مبارک وقت آن پہنچا جب سلطان مدینہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور آپ کا شاندار استقبال کیا گیا۔ ثنیۃ الوداع پر بنونجار کی بچیوں نے نعت شریف پڑھ کر حضور ﷺ کا استقبال کیا۔ ہر مسلمان نے اپنے اپنے گھروں کے دروازے کھول دیئے یہ عرض کرتے ہوئے کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ ہمیں

اپنی میزبانی کا شرف عطا فرمائیے۔ یہ سن کر سرور کائنات ﷺ نے فرمایا کہ میری اونٹنی کو اللہ تعالیٰ کی طرف امر ہو گیا ہے۔ یہ جہاں ٹھہرے گی، وہیں میرا قیام ہوگا۔ لہذا اونٹنی چلتے چلتے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے ٹھہر گئی۔

☆حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کون تھے؟

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب جذب القلوب کے صفحہ نمبر 71 پر نقل فرماتے ہیں کہ جب تبع کو معلوم ہوا کہ مدینۂ منورہ کی سرزمین پر نبی آخرالزماں ﷺ تشریف لائیں گے اور اپنے قدموں سے اسے طیبہ بنائیں گے۔ تبع نے شاندار محل تعمیر کروایا تا کہ تشریف آوری کے وقت آپ ﷺ اس میں نزول فرمائیں۔ تبع نے توریت کے چار سو علماء میں سے بڑے عالم کو یہ خط دیا اور وصیت کر دی کہ وہ اپنی اولاد کو اور وہ اپنی اولاد کو منتقل کرتی رہے۔ بالآخر جب نبی پاک ﷺ کی مدینہ طیبہ آمد ہوئی اور آپ ﷺ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان میں قدم رنجہ فرمایا۔ یہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اسی چار سو توریت کے علماء میں سے بڑے عالم کی اولاد میں سے ہیں اور اہل مدینہ میں سے جن انصار نے نبی پاک ﷺ

کی مدد اور اعانت کی وہ بھی انہی علماء کی اولاد میں سے تھے اور وہ خط نبی پاک ﷺ کی تشریف آوری کے زمانہ تک حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا اور انہوں نے یہ خط بارگاہ رسالت میں خود پیش کیا۔

☆مکۃ المکرمہ سے بھی زیادہ مدینے کو محبوب کردے:

مکۃ المکرمہ نبی پاک ﷺ کے آباؤ اجداد کا شہر ہے۔ یہاں آپ ﷺ کی ولادت ہوئی۔ اسی بابرکت شہر میں آپ ﷺ نے اپنا مبارک بچپن اور پاکیزہ جوانی گزاری مگر اپنے رب کے حکم سے آپ ﷺ کو ہجرت کرنی پڑی تو پھر آپ ﷺ نے دعا فرمائی چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے۔

حدیث شریف = بخاری شریف میں حدیث نمبر 612 نقل ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ سرورِ کونین ﷺ مکہ سے ہجرت کرکے جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے (اپنے رب کی بارگاہ میں) عرض کی۔ اے اللہ! ہمیں مدینہ منورہ کو محبوب کردے جیسا کہ ہم مکہ مکرمہ سے محبت کرتے ہیں یا اس سے بھی زیادہ محبت عطا فرما۔

محترم حضرات! نبی پاک ﷺ نے مدینۂ منورہ کو محبوب ہونے کی دعا فرمائی۔ یہ دعا ایسی مقبول ہوئی کہ عالم ہی بدل گیا چنانچہ حدیث شریف پاک میں

آ تا ہے۔

حدیث شریف = ترمذی شریف میں حدیث نمبر 1368 نقل ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے اور مدینہ منورہ کی دیواریں نظر آتیں تو اپنی اونٹنی کو ایڑ لگاتے اور اگر کسی اور جانور پر ہوتے تو اسے تیز کردیتے۔ یہ مدینۂ منورہ کی محبت کے سبب سے ہوتا۔

محترم حضرات! نبی پاک ﷺ نے اپنی حیاتِ ظاہری کا اکثر حصہ مکۃ المکرمہ میں گزارا، مگر کبھی مکہ مکرمہ کے متعلق ایسی مثال نہیں ملتی کہ آپ ﷺ نے سفر سے واپسی پر مکہ کی دیواروں کو دیکھ کر ایسا عمل کیا ہو، یہ صرف اور صرف مدینۂ منورہ کی حصے میں آیا کہ اس شہر بطحہ سے خواجۂ بطحہ تاجدار مدینہ ﷺ بے حد محبت فرماتے تھے۔

☆ مکہ سے دگنی برکت کی دعا:

حدیث شریف = مسلم شریف کتاب الحج میں حدیث نمبر 3222 نقل ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا کی۔ اے اللہ! مدینہ میں، مکہ سے دگنی برکت عطا فرما۔

محترم حضرات! مکۃ المکرمہ کے لئے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی دعا ہے جبکہ مدینۂ منورہ کے لئے حبیب پروردگار تاجدار کائنات ﷺ کی مکہ سے دگنی برکت کی دعا ہے۔ آج پوری دنیا اپنی آنکھوں سے محبوب خدا ﷺ کی دعا کی برکت دیکھ رہی ہے۔

☆ مدینہ لوگوں کے لئے سب سے بہتر ہے:

حدیث شریف = مسلم شریف میں حدیث نمبر 3214 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ مدینہ لوگوں کے لئے خیر (سب سے زیادہ بہتر) ہے۔ کاش، انہیں اس بات کا پتہ چل جائے جو شخص اس سے منہ موڑ لے، اسے چھوڑ دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس میں، اس کی جگہ دوسرے شخص کو لے کر آئے گا جو اس سے بہتر ہو اور جو شخص یہاں کی بھوک، پیاس اور پریشانی پر صبر کرے گا (قیامت کے دن) میں اس کی شفاعت کروں گا۔

☆ جو مدینہ میں مرے گا حضور ﷺ کی شفاعت پائے گا:

حدیث شریف = ترمذی شریف، ابن ماجہ اور صحیح ابن حبان میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص کو اس بات کی استطاعت ہو کہ وہ مدینہ میں مرے تو اسے

چاہئے کہ وہ مدینہ میں مرے کہ یقیناً میں اس کی شفاعت کروں گا جو مدینہ میں مرے گا۔

☆سب سے پہلے مدینے والوں کو شفاعت:

حدیث شریف = طبرانی شریف میں حدیث نمبر 1827 نقل ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: میں سب سے پہلے اپنی اُمّت میں سے اہل مدینہ کی شفاعت کروں گا۔ پھر اہل مکہ کی اور پھر اہل طائف کی۔

☆مدینۂ منورہ مثل بھٹی ہے:

حدیث شریف = بخاری شریف اور مسلم شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ یقینا مدینہ منورہ مثل بھٹی کے ہے کہ خرابی (خباثت) کو دور کرتا ہے اور بھلائی عمدگی کو خاص کرتا ہے۔

☆مدینۂ منورہ کے چاروں طرف فرشتے مقرر ہیں:

حدیث شریف = بخاری اور مسلم شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ مدینہ منورہ کے چاروں طرف فرشتے مقرر ہیں نہ اس (شہر) میں طاغوت آئے

گا، نہ دجال آئے گا۔

☆ رمضانِ مدینہ و جمعہ کی فضیلت:

حدیث شریف = طبرانی معجم الکبیر میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ منورہ میں رمضان گزارنے کی فضیلت وثواب دیگر شہروں سے ہزار گنا زیادہ افضل ہے اور مدینۂ منورہ کا ایک جمعہ دیگر شہروں اور قریوں کے جمعوں کی فضیلت اور ثواب سے ہزار گنا زیادہ افضل ہے۔

☆ خاکِ مدینہ جزام کو دور کرتی ہے:

حدیث شریف = امام ابن جوزی علیہ الرحمہ الوفاء میں حدیث پاک نقل کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ مدینۂ منورہ کی خاک جذام کو دور کر دیتی ہے۔

☆ مدینۂ منورہ اسلام کا قبہ ہے:

حدیث شریف = امام طبرانی معجم الاوسط میں حدیث پاک نقل فرماتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ مدینۂ منورہ اسلام کا قبہ ہے اور ایمان کا گھر ہے۔ میری ہجرت گاہ ہے اور حلال و

حرام کے نازل ہونے یا اس کے نافذ ہونے کی جگہ ہے۔

محترم حضرات! آپ نے مدینۂ منورہ کے فضائل سنے، دنیا میں کوئی ایسا شہر نہیں ہے جس کے اتنے فضائل ومناقب ہوں، کونین کے تاجدار ﷺ جب اس شہر کو قیامت تک کے لئے اپنی جلوہ گاہ بنا چکے تو اس کی عزت وعظمت، رفعت و بلندی اور شان وشوکت کا کیا کہنا۔

اب آپ کی خدمت میں دربار رسالت اور مسجد نبوی کی شان وعظمت بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

☆ایسا دربار جہاں رب العالمین بھیجتا ہے:

سورۂ نساء پانچواں پارہ آیت نمبر 64 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْآ اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ○

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے تو اے حبیب! تمہاری بارگاہ میں حاضر ہوجاتے پھر اللہ سے معافی مانگتے اور رسول (بھی) ان کی

مغفرت کی دعا فرماتے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ آیت کے اس خاص حصے میں اگرچہ ایک خاص واقعہ کے اعتبار سے کلام فرمایا گیا، البتہ اس میں موجود حکم عام ہے اور قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو ضرور حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر شفاعت طلب کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔

چنانچہ مشہور دیوبندی مفتی، مفتی محمد شفیع معارف القرآن جلد 2 صفحہ نمبر 460 پر لکھتے ہیں کہ یہ آیت اگرچہ خاص واقعۂ منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ لیکن اس کے الفاظ سے ایک عام ضابطہ نکل آیا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوجائے اور آپ اس کے لئے دعائے مغفرت کردیں۔ اس کی مغفرت ضرور ہوجائے گی اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضری جیسے آپ کی دنیاوی حیات کے زمانہ میں ہوسکتی تھی۔ اسی طرح آج بھی روضہ اقدس پر حاضری اسی حکم میں ہے۔

☆بعد از وصال بھی حاضرین پر کرم:

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب جذب القلوب المعروف تاریخ مدینہ کے صفحہ نمبر 285 پر نقل فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ

وجہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے وصال کے تین دن کے بعد ایک اعرابی آیا اور قبرانور پر گر پڑا۔ قبرانور کی خاک پاک اپنے سر پر ڈالتا تھا اور کہتا تھا کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ نے جو کچھ اپنے رب سے سنا، وہ میں نے آپ سے سنا اور آپ نے جو کچھ خدا تعالیٰ سے یاد کیا۔ میں نے آپ سے یاد کیا۔ اس میں ایک آیت ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ○

میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ آپ میرے لئے استغفار فرمائیں (حضرت علی کرم اللہ وجہ فرماتے ہیں) قبرانور سے آواز آئی "تیری مغفرت کردی گئی"

☆بعداز وصال حاضری زندگی میں حاضری کی طرح ہے:

حدیث شریف = طبرانی شریف، سنن دارقطنی اور شیخ محقق شاہ عبدالحق

محدث دہلوی علیہ الرحمہ جذب القلوب کے صفحہ نمبر 259 پر نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جس نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت کی، وہ اس شخص کی مثل ہے جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی ہو۔

حدیث شریف = جذب القلوب المعروف تاریخ مدینہ کے صفحہ نمبر 259 پر شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ حدیث پاک نقل فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ میری قبر کی زیارت میرے وصال کے بعد میری صحبت کا حکم رکھتی ہے گویا جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی، گویا وہ شخص میری زندگی میں میری صحبت سے فیضیاب ہوا۔

محترم حضرات! ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ بارگاہ رسالت میں حاضری کے وقت بے انتہا ادب ملحوظ رکھنا چاہیئے اور عقیدہ یہ ہونا چاہیئے کہ ہم حضور ﷺ کی ظاہری حیات میں ان کے دیدار کے لئے اور ان کی صحبت بابرکت پانے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ آواز تو درکنار سانس بھی بلند نہ ہوں۔ نہایت ہی عاجزی وانکساری کے ساتھ حاضر ہوں۔ اگر کسی نے فقط ادب و تعظیم کو ملحوظ رکھا لیا تو یہ ایک مسلمان کے لئے دارین کی سعادت ہے۔

☆زائر کے لئے شفاعت کا مژدہ:

حدیث شریف = جذب القلوب المعروف تاریخ مدینہ کے صفحہ نمبر 259 پر شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ حدیث پاک نقل فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے میری قبر کی زیارت کی، اس پر میری شفاعت واجب ہے۔

اس حدیث پاک کو نقل کرنے کے بعد شیخ محقق فرماتے ہیں کہ شفاعت کے لئے اسلام پر موت ضروری ہے۔ نبی پاک ﷺ کی قبر انور کی زیارت کرنے والے کو حضور ﷺ شفاعت کا مژدہ سناتے ہوئے یہ بھی سند دے رہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔

☆قبر انور اور منبر کے درمیان جنت کی کیاری:

حدیث شریف = بخاری شریف اور مسلم شریف میں حدیث پاک ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔

میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے۔

☆ستر ہزار ملائکہ کا نزول:

روایت = یہ روایت بیہقی شریف میں 4170 ہے اور سنن دارمی میں

روایت نمبر 94 نقل ہے۔ حضرت نبیہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ، حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے حضور ﷺ کا تذکرہ کیا تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ جب بھی دن نکلتا ہے ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں اور وہ تاجدار مدینہ ﷺ کی قبر اقدس کو (اپنے نورانی وجود سے) گھیر لیتے ہیں اور قبر اقدس پر (حصول و برکت وتوسل کے لئے) اپنے پر مس کرتے ہیں اور آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجتے ہیں اور شام ہوتے ہی آسمانوں پر چلے جاتے ہیں اور اتنے ہی فرشتے مزید اترتے ہیں اور وہ بھی دن والے فرشتوں کی طرح کا عمل دہراتے ہیں، حتیٰ کہ جب (روز قیامت) حضور ﷺ کی قبر انور شق ہوگی تو آپ ﷺ ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں (میدان حشر میں) تشریف لائیں گے۔

محترم حضرات! یہ ستر ہزار ملائکہ صبح وشام بارگاہ خیر الانام ﷺ میں حاضر ہوتے ہیں جو ایک بار حاضر ہوگیا۔ دوبارہ اس کی حاضری نہیں ہوتی اور ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ بار بار اس بارگاہ میں حاضری کی سعادت پاتے ہیں۔

اس مضمون کو تاجدار بریلی علیہ الرحمہ اپنے کلام میں یوں بیان فرماتے ہیں۔

ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام
یوں بندگی زلف و رخ آٹھوں پہر کی ہے
جو ایک بار آئے دوبارہ نہ آئیں گے
رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے
معصوموں کو ہے عمر میں صرف ایک بار بار
عاصی پڑے رہیں تو صلا عمر بھر کی ہے

☆ دعا کے لئے اپنا چہرہ کریم آقا ﷺ کی طرف:

جب کوئی زائر مواجہ اقدس پر صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے بعد دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے تو فوراً ایک شخص دوڑتا ہوا آکر یہ کہنا شروع کر دیتا ہے قبلہ قبلہ۔ حالانکہ ہم دعا اپنے رب سے ہی مانگتے ہیں مگر چہرہ محبوب رب العزت ﷺ کی جانب ہوتا ہے اور یہ طریقہ ہمارے علمائے اسلام نے سکھایا، چنانچہ امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ اپنی کتاب شفاء میں بیان کرتے ہیں جیسے شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب جذب القلوب المعروف تاریخ مدینہ کے صفحہ نمبر 297 پر نقل فرماتے ہیں۔

مسجد نبوی میں خلیفہ ابوجعفر، حضرت امام مالک علیہ الرحمہ سے پوچھنے لگا۔ اے ابوعبداللہ! (یہ امام مالک کی کنیت ہے) دعا کے وقت اپنا منہ قبلہ کی طرف

کروں، یارسول اللہ ﷺ کی طرف کروں؟ امام مالک علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ اے ابوجعفر اپنا منہ رسول اللہ ﷺ سے کیوں پھیرتے ہو، یہ تو وہ نبی ہیں جو تیرے اور تیرے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے وسیلہ بخشش ہیں۔ اپنا چہرہ رسول اللہ ﷺ کی طرف کرو اور ان سے شفاعت طلب کرو تا کہ وہ تمہارے شفیع ہوجائیں۔

محترم حضرات! بارگاہ رسالت ﷺ کے آداب، فضائل اور برکات بہت زیادہ ہیں۔ وقت کی کمی کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسی پر اکتفا کرتا ہوں اور آخر میں مسجد نبوی شریف کی فضیلت واہمیت بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

☆ دو حج مبرور کا ثواب:

حدیث شریف = مسند الفردوس میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ جس نے مکہ کا حج کیا پھر میری زیارت کے قصد سے میری مسجد (مسجد نبوی) آیا اس کے لئے دو حج مبرور لکھے جائیں گے۔

☆ دوزخ اور عذاب الٰہی سے نجات:

حدیث شریف = طبرانی شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے

میری مسجد میں چالیس نمازیں پڑھیں کہ کوئی نماز اس سے فوت نہ ہوئی تو اس کے لئے جہنم اور آگ سے نجات لکھ دی جاتی ہے۔

☆ پچاس ہزار نمازوں کا ثواب:

حدیث شریف = سنن ابن ماجہ میں حدیث نمبر 1473 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو اپنے گھر میں نماز پڑھے اسے ایک نماز کا (ثواب ملے گا) جو محلہ کی مسجد میں نماز پڑھے، اسے پچیس نمازوں کا (ثواب ملے گا)، جو جامع مسجد میں نماز پڑھے، اسے پانچ سو نمازوں کا (ثواب ملے گا)، جو مسجد اقصیٰ اور میری مسجد میں نماز پڑھے، اسے پچاس ہزار نمازوں کا (ثواب ملے گا) اور جو مسجد حرام میں نماز پڑھے اسے ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔

☆ حج مقبول کے برابر اجر:

حدیث شریف = شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب جذب القلوب المعروف تاریخ مدینہ کے صفحہ نمبر 261 پر حدیث شریف نقل کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کی زیارت کا قصد (ارادہ) کرنا اور آپ ﷺ کی مسجد شریف کی زیارت سے مشرف ہونا حج مقبول کے برابر ہے بلکہ قبولیت حج کا سبب ہے۔

یہ مسجد نبوی شریف کی بہاریں ہیں جو میں نے آپ کی خدمت میں بیان

کیں۔ واقعی جس چیز کو بھی اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ سے نسبت ہو جائے، وہ چیز وہ جگہ اور وہ ہستیاں اعلیٰ وارفع ہو جاتی ہیں۔

رب کریم ہم سب کو بار بار سید دو عالم ﷺ کے دیار کی زیارت نصیب فرمائے اور ادب و تعظیم کی لازوال دولت ہم سب کو نصیب فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

نسبتوں کی برکتیں

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَمَنۡ یُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّہَا مِنۡ تَقۡوَی الۡقُلُوۡبِ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ حج سے آیت نمبر 32 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دین اسلام میں نسبت بہت اہمیت کی حامل ہے۔ ایک عام شے جسے

خاصانِ خدا سے نسبت ہوجائے، وہ اعلیٰ وارفع ہوجاتی ہے۔حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کے لئے جومٹی لائی گئی، وہ عام مٹی تھی مگر جب اس مٹی کو حضرت آدم علیہ السلام سے نسبت ہوگئی،تو وہ مٹی اعلیٰ وارفع ہوگئی' جس پتھر سے بیت اللہ کوتعمیر کیا گیا، وہ عام پتھر تھا مگر جب اس پتھر سے بیت اللہ کی تعمیر کی گئی تو وہ پتھر بیت اللہ میں نصب ہوکر اعلیٰ وارفع ہوگیا۔آج دنیا اس کے دیدار کو اوراس کو بوسہ لینے اور ہاتھ لگانے کوترستی ہے،مچلتی ہے۔

☆ صفا اور مروہ اللہ کی نشانیاں ہیں:

حضرت بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا' حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے پانی کی تلاش میں صفا اور مروہ کی دو پہاڑیوں کے درمیان دیوانہ وار دوڑیں۔رب تعالیٰ کو اپنی نیک اور پیاری بندی کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ قرآن مجید کی آیت نازل فرمائی۔

القرآن: اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ

ترجمہ: بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں سے ہیں۔

(سورۂ بقرہ آیت نمبر 158)

وجہ صرف یہ ہے کہ ان پہاڑیوں پر اللہ تعالیٰ کی نیک بندی کے قدم لگ

گئے۔ان کے پاؤں کے تلوؤں سے نسبت ہوگئی۔ وہ رب تعالیٰ کی نشانیاں بن گئیں۔آج اس واقعہ کوتقریباً چار ہزار برس گزر گئے ہیں مگر رب تعالیٰ نے اس نسبت والی جگہ کو اجتماعی عبادت کا جزو بنا دیا ہے۔مناسک حج کا حصہ بنا دیا،اس کی سعی کو حج وعمرہ کے واجبات میں سے فرمایا ہے۔پھر سعی کرنے والا مسلمان جب اس مقام پر پہنچتا ہے جہاں حضرت بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا دوڑیں تھیں، وہاں اسے بھی تیز تیز چلنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ قیامت تک رب تعالیٰ کی نیک بندی کی یاد اُمّت محمدی میں باقی رہے۔

☆ مقام ابراہیم کیا ہے؟

یہ کعبۃ اللہ شریف کے بالکل قریب ایک مبارک پتھر ہے جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے بھیجا گیا جب کعبۃ اللہ کی دیواریں بلند ہونے لگیں اور بظاہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہاتھ اوپر کی تعمیرات کے لئے نہ پہنچ پاتا تو آپ علیہ السلام نے اس مبارک پتھر پر اپنے پاؤں رکھے اور پتھر کے اوپر تشریف لے آئے۔پتھر سخت تھا،بحکم خداوندی پتھر نہایت ہی نرم ہوگیا کہ خلیل اللہ کے پاؤں میں کوئی تکلیف نہ پہنچے،نرمی کی وجہ سے آپ علیہ السلام کے قدموں کے نشانات اس میں واضح نظر آنے لگے۔دوسری خصوصیت اللہ تعالیٰ نے اس پتھر کو

یہ عطا فرمائی کہ جیسے جیسے کعبۃ اللہ کی دیواریں بلند ہونے لگیں۔ یہ پتھر خود بخود بلند ہوتا چلا جاتا اور جب کعبۃ اللہ کی تعمیر مکمل ہوگئی تو یہ پتھر دوبارہ اپنی اصلی حالت پر آ گیا۔ جسے آج دنیا مقامِ ابراہیم کہتی ہے۔ اس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مبارک قدموں کے نشانات آج بھی نظر آتے ہیں۔ ذرا سوچئے! یہ مبارک پتھر چار ہزار برس تک کھلے آسمان تلے رکھا ہوا تھا۔ ہزاروں بارشیں ہوئیں، ہزاروں آندھیاں آئیں، ہزاروں طوفان آئے، لاکھوں کروڑوں ہاتھ اس پر لگے، مگر آج بھی اس کی روحانیت اور حسن و جمال میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں آئی۔

دورِ رسالت میں جب مسجد حرام میں مصلیٰ بنانے کی بات آئی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے مختلف مشورے دیئے۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اس موقع پر نبی پاک ﷺ کو مشورہ دیا کہ یارسول اللہ ﷺ! مقام ابراہیم یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کی جگہ بنائی جائے۔ نبی پاک ﷺ نے یہ مشورہ سن کر خاموشی اختیار فرمائی۔ اتنے میں قرآن مجید سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 125 نازل ہوئی۔

القرآن: وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى

ترجمہ: اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔

یہ حکم نازل ہوتے ہی نبی پاک ﷺ نے مقام ابراہیم کو مصلیٰ بنادیا۔ اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدمین شریفین سے نسبت رکھنے والے اس پتھر کو نماز کا مقام بنادیا۔

محترم حضرات! جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ مشورہ دیا تو کسی صحابی حتیٰ کہ خود نبی کریم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ! مقام ابراہیم تو پتھر ہے، پتھر تو پتھر ہی ہوتا ہے' اس لئے کہ سب جانتے تھے کہ پتھر تو دنیا میں کروڑوں ہیں اور عالی شان پتھر ہیں لیکن اس پتھر کو خلیل اللہ کے قدموں سے نسبت ہے لہٰذا یہ پتھر اب عام پتھر نہیں رہا۔ اعلیٰ وارفع اور لائق تعظیم وتکریم بن چکا ہے

☆ حضرت ایوب علیہ السلام کے پاؤں کی برکت:

حضرت ایوب علیہ السلام، رب تعالیٰ کے برگزیدہ نبی گزرے ہیں۔ رب تعالیٰ نے انہیں اپنی خوب نعمتوں سے نوازا۔ مفسرین فرماتے ہیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام کو سینکڑوں خدام، سینکڑوں جانور، مال ودولت کے انبار اور اولاد

کی کثرت سے رب تعالیٰ نے نوازا تھا۔ جب آزمائش کا دور آیا تو زلزلہ میں آپ کی اولاد، مویشی اور دیگر اموال کام آ گیا لیکن آپ کی زبان پر کوئی شکوہ شکایت کے کلمات نہ تھے بلکہ آپ علیہ السلام یہی فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کا سب تھا، اسی نے لے لیا۔

اس کے بعد آپ علیہ السلام کی جان کے متعلق امتحان لیا گیا۔ آپ شدید بیمار ہوئے، دیکھتے ہی دیکھتے جسم اطہر کا تمام گوشت جھڑ گیا اور آپ کے جسم پر سوائے ہڈیوں کے کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ صبر و شکر کے ساتھ آپ نے کئی برس گزار دیئے۔ جب آزمائش کا وقت ختم ہوا تو رب کریم نے ارشاد فرمایا: جیسے سورۂ ص کی آیت نمبر 42 میں فرمایا:

القرآن: اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ

ترجمہ: تم اپنے پاؤں زمین پر مارو۔ یہ (پانی کا) ٹھنڈا چشمہ ہے نہانے کے لئے اور پینے کے لئے۔

مفسرین امام خازن علیہ الرحمہ وغیرہ فرماتے ہیں۔ یہ حکم پاتے ہی حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنا مبارک پاؤں زمین پر مارا، دیکھتے ہی دیکھتے ٹھنڈے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ آپ علیہ السلام نے اس کا پانی پیا اور غسل فرمایا۔ اسی وقت آپ علیہ السلام مکمل صحت یاب ہو گئے۔

محترم حضرات! اللہ کے نبی کے مبارک پاؤں کا اس مقام پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے لگنا تھا، ٹھنڈے پانی کا چشمہ جاری ہوگیا اور نسبت والے پانی کو رب تعالیٰ نے باعث شفا اور رحمت بنا دیا۔ واقعی اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو جس چیز سے نسبت ہو جائے، پھر وہ عام نہیں رہتی، اعلیٰ اور ارفع ہو جاتی ہے۔

☆ حضرت یوسف علیہ السلام کا مبارک کُرتا:

حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے پیارے صاحبزادے حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں بہت غمگین رہتے تھے اور صاحبزادے کی یاد میں لمحہ بہ لمحہ آنسو بہاتے رہتے۔ آپ کی آنکھوں سے مبارک آنسو اتنے نکلے کہ آپ علیہ السلام کی بینائی کو نقصان پہنچا۔ آنکھوں کی روشنی نہایت ہی کم ہوگئی۔ مشکل سے نظر آتا تھا۔ قرآن مجید سورۂ یوسف آیت نمبر 93 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا

ترجمہ: یہ میرا کُرتا لے جاؤ، اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔

مفسرین فرماتے ہیں جیسے ہی حضرت یوسف علیہ السلام سے نسبت رکھنے

والا کُرتا حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا۔ انہوں نے اپنی آنکھوں سے لگایا بس آنکھوں سے لگانا تھا، آنکھوں کی روشنی دوبارہ بحال ہوگئی، وجہ صرف یہ تھی کہ کرتے کا کپڑا تو عام تھا مگر اس کو نسبت حضرت یوسف علیہ السلام سے ہوگئی تو وہ کپڑا اتنا اعلیٰ وارفع ہوگیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے جب آنکھوں سے لگایا تو آنکھوں کی روشنی دوبارہ لوٹ آئی۔

☆مقام ولادتِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام:

نسائی شریف، شہادت الصلوٰۃ میں حدیث نمبر 453 نقل ہے کہ شب معراج نبی پاک ﷺ جب جبریل علیہ السلام کے ساتھ تشریف لے جارہے تھے۔ جب بیت اللحم پہنچے تو جب جبریل علیہ السلام نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! اپنی سواری سے نیچے تشریف لائیے اور دو رکعت نماز ادا فرمایئے۔ آپ ﷺ اپنی سواری سے اترے اور دو رکعت نماز پڑھی۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! یہ مقام ولادتِ حضرت عیسیٰ ہے۔

محترم حضرات! اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جہاں پیدا ہوئے، ان سے نسبت رکھنے والی جگہ بیت اللحم کو یہ شرف حاصل ہوا کہ کونین کے تاجدار ﷺ نے وہاں نماز ادا کی۔ محبوب خدا ﷺ نے وہاں نماز ادا کر کے ہمیں سمجھا دیا کہ جن مقامات کو نیک بندوں سے نسبت ہوجائے، وہ بابرکت ہوجاتی ہے۔

نبی پاک ﷺ کے عمل سے یہ ثابت ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی ولادت

گاہ کی تعظیم کرنا اور وہاں نماز پڑھنا جائز ہے۔

☆ ریاض الجنہ ہی جنت کا ٹکڑا کیوں؟

نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری قبر اور منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے (بخاری و مسلم)

محترم حضرات! صرف یہ حصہ جنت کا ٹکڑا کیوں جبکہ نبی پاک ﷺ تو پورے مدینہ پاک میں تشریف لے جایا کرتے تھے؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ پورے مدینۂ پاک کی زمین کو نبی پاک ﷺ کے قدموں کا بوسہ لینے کا شرف حاصل ہوا مگر سب سے زیادہ قدموں کے بوسے حجرۂ اقدس سے لیکر منبر شریف کی مبارک زمین نے لیا، اس ٹکڑے کو سب سے زیادہ بوسے لینے کا شرف ملا، اس لئے یہ ٹکڑا ریاض الجنہ بن گیا۔

☆ مسجد قباء میں ایک نماز کا ثواب:

ابن ماجہ شریف میں حدیث نمبر 1471 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: مسجد قباء میں ایک نماز عمرہ کے برابر ہے۔

محترم حضرات! مسجد قباء میں ایک نماز کا ثواب عمرہ کے برابر کیوں؟ شارحین فرماتے ہیں اس لئے کہ اس مسجد کی تعمیر میں محبوب خدا ﷺ نے خود اپنے

دست اقدس سے گارا اور مٹی لگائی ہے، اس کی تعمیر میں دست مصطفی ﷺ لگا ہے۔اس نسبت کی وجہ سے ایک نماز کا ثواب عمرہ کے برابر ہے۔

☆مسجد اقصیٰ میں ایک نماز کا ثواب:

ابن ماجہ شریف میں حدیث نمبر 1473 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہے اور میری مسجد (مسجد نبوی) اور مسجد اقصیٰ میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار کے برابر ہے۔

علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ شب معراج نبی پاک ﷺ مسجد اقصیٰ تشریف لے گئے اور سفر معراج یعنی آسمانوں کی طرف سفر کا آغاز مسجد اقصیٰ سے ہوا حالانکہ رب تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کو مسجد حرام سے ہی آسمانوں پر بلا لیتا مگر مسجد اقصیٰ اس لئے لے جایا گیا تاکہ آپ ﷺ کی آمد کی برکت سے مسجد اقصیٰ میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر کر دیا جائے کیونکہ آمد رسول سے قبل مسجد اقصیٰ میں ایک نماز کا اتنا ثواب نہ تھا، حضور ﷺ کے قدمین شریفین سے نسبت کی وجہ سے اتنا ثواب بڑھا دیا گیا۔

☆صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دلوں میں نسبتوں کی تعظیم:

1۔حدیث شریف = بخاری شریف کتاب الصلوٰۃ میں حدیث نمبر 424 نقل ہے۔حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ ان کے گھر تشریف لائے اور فرمایا: تیرے گھر میں سے تجھے کون سی جگہ پسند ہے تاکہ میں اس جگہ نماز پڑھوں۔میں نے ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا تو نبی پاک ﷺ نے تکبیر کہی اور ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے صف باندھ لی اور آپ نے دو رکعت (نماز) ادا فرمائی۔

محترم حضرات! نماز عظیم الشان عبادت ہے جو کہیں بھی پڑھی جاسکتی ہے مگر صحابہ کرام علیہم الرضوان جانتے تھے جس جگہ پر حضور ﷺ نماز پڑھیں گے وہ جگہ ان کی نسبت سے ایسی بابرکت ہوجائے گی کہ وہاں نماز پڑھنا، ہماری نماز کو قبولیت کے درجے تک پہنچادے گی۔

2۔حدیث شریف = بخاری شریف کتاب الحج میں حدیث نمبر 1710 نقل ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اس جگہ پر قربانی کیا کرتے جس جگہ پر سرورِ کونین ﷺ قربانی کیا کرتے تھے۔

محترم حضرات! قربانی اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اور یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے کی جاتی ہے، باوجود اس کے صحابہ کرام علیہم الرضوان اس قربانی جیسی عبادت کو بھی اس جگہ کرتے جس جگہ کو محبوب خدا ﷺ سے نسبت حاصل ہوتی۔

☆سرکار ﷺ کا جبہ باعث شفا:

مسلم شریف کتاب اللباس میں حدیث نمبر 5409 نقل ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس سرکار کریم ﷺ کا جُبّہ تھا، فرماتی ہیں کہ ہم اسے دھو کر پانی بیماریوں کو پلایا کرتے تھے تا کہ وہ شفایاب ہو جائیں۔

محترم حضرات! صحابہ کرام علیہم الرضوان کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ جس چیز کو سرور کونین ﷺ کے جسم اطہر سے نسبت ہو جائے، وہ باعث شفا اور رحمت بن جاتی ہے، وہ چیز عام نہیں رہتی بلکہ اعلیٰ وارفع ہو جاتی ہے۔

☆نسبتوں کی برکات قرآن مجید سے:

القرآن: وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۝

ترجمہ: اوران سے ان کے نبی نے فرمایا: اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ تابوت آجائے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور معزز موسیٰ اور معزز ہارون کی چھوڑی ہوئی چیزوں کا بقیہ ہے۔ فرشتے اسے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

(سورۂ بقرہ آیت نمبر 248)

شان نزول = تفسیر جلالین، تفسیر جمل، تفسیر خازن اور تفسیر مدارک میں ہے۔ بنی اسرائیل نے چونکہ طالوت کی بادشاہت پر کوئی نشانی مانگی تھی۔ اس پر حکم الٰہی سے حضرت شمویل علیہ السلام نے فرمایا کہ طالوت کی بادشاہی یہ ہے کہ تمہارے پاس تمہارا مشہور ومعروف بابرکت تابوت آجائے گا جس سے تمہیں تسکین ملتی تھی اور جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے تبرکات تھے۔ یہ تابوت اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا۔ اس میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی تصویریں تھیں۔ ان کے مکانات کی تصویریں تھیں اور آخر میں حضور ﷺ کی اور آپ ﷺ کے مقدس گھر کی تصویر ایک سرخ یاقوت میں تھی جس میں آپ نماز کی حالت میں قیام میں ہیں اور آپ ﷺ کے اردگرد آپ کے اصحاب موجود ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ان تمام تصویروں کو دیکھا۔۔ یہ صندوق نسل درنسل منتقل ہوتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ

السلام تک پہنچا۔ آپ اس میں توریت بھی رکھتے تھے اور اپنا مخصوص سامان بھی رکھتے تھے۔ چنانچہ اس تابوت میں توریت کی تختیوں کے ٹکڑے بھی تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور تھوڑا سا مَن جو بنی اسرائیل پر نازل ہوا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جنگ کے مواقع پر اس صندوق کو آگے رکھتے تھے۔ اس سے بنی اسرائیل کے دلوں کو تسکین رہتی تھی۔ آپ ﷺ کے بعد یہ تابوت بنی اسرائیل میں چلتا آیا۔ جب انہیں کوئی مشکل درپیش ہوتی، وہ اس تابوت کو سامنے رکھ کر دعائیں کرتے اور کامیاب ہوتے، دشمنوں کے مقابلہ میں اس کی برکت سے فتح پاتے۔

معلوم ہوا کہ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے نسبت ہو جائے۔ اس سے نفع حاصل کرنا، ان کے وسیلہ سے دعائیں مانگنا قرآن مجید سے ثابت ہے۔

☆نسبتوں کی تعظیم دلوں کا تقویٰ ہے:

جن چیزوں کو اہل اللہ سے نسبت ہو جائے، وہ شعائر اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی نشانیاں بن جاتی ہیں۔

قرآن مجید فرقان حمید سورۂ حج آیت نمبر 32 میں اس کو بیان فرمایا ہے۔

القرآن: وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ

فَاِنَّهَا مِنۡ تَقۡوَی الۡقُلُوۡبِ

ترجمہ: جولوگ اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرتے ہیں تو یہ دلوں کی پرہیزگاری ہے۔

محترم حضرات! شعائر اللہ کی تعظیم اور ادب دلوں کا تقویٰ ہے جو لوگ نسبتوں کی تعظیم کرتے ہیں، ان کے دلوں میں تقویٰ داخل ہوجاتا ہے اور اگر کسی کے دل میں تقویٰ داخل ہوجائے تو اس دل پر اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کی بارشیں ہوتی ہیں۔ یہ تمام نعمتیں نسبتوں کی تعظیم سے ملتی ہیں اور یہ نسبت قبر میں بھی برکتیں دیتی ہے مطلب یہ کہ اگر کسی گنہ گار مسلمان کی قبر اللہ تعالیٰ کے نیک بندے کے قریب ہوتو جب اس نیک بندے کی قبر پر رحمتیں برستی ہیں تو گنہ گار کی قبر پر بھی رحمت کے چھینٹے گرتے ہیں جس سے وہ فیضیاب ہوتا ہے، جس طرح کسی جگہ دو افراد بیٹھے ہوں اور ان میں سے ایک کو کوئی شخص پنکھے سے ہوا کرے تو دوسرے ساتھ بیٹھے ہوئے شخص کو خودبخود ہوا پہنچے گی۔ اللہ والوں کی قبر پر جب رحمت برستی ہے تو ساتھ قبر والوں پر چھینٹے پہنچتے ہیں۔ اہل اللہ سے نسبتیں دونوں جہاں میں کام آتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دو جہاں میں اہل اللہ کا ساتھ نصیب فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَیۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ

بنی اسرائیل پر احسانات

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰبَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاَوْفُوْا بِعَھْدِیْ اُوْفِ بِعَھْدِکُمْ وَاِیَّایَ فَارْھَبُوْنِ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمدوصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمیدسورۂ بقرہ سے آیت نمبر 40 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت اور بھلائی کے لئے انبیاء ورسل کو مبعوث فرمایا۔ وہ اپنی کوششوں سے دعوت حق عام کرتے رہے جنھوں نے ان کی دعوت کو قبول کیا، وہ فلاح و کامرانی پا گئے اور جنھوں نے ان کی دعوت کو جھٹلایا، وہ گمراہیت کے اندھیرے میں بھٹکتے رہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد کئی قومیں پیدا ہوئیں۔ بعض قوموں نے شہرت پائی اور بعض قومیں گمنام رہیں۔ مشہور اقوام میں سب سے زیادہ نام بنی اسرائیل کا آتا ہے۔ اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے جیسا کہ تفسیر مدارک میں سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 40 کے تحت نقل ہے۔

''اسراء'' کا معنی ''عبد'' یعنی بندہ اور ''ایل'' سے مراد ''اللہ'' تو اسرائیل کا معنی ہوا ''عبداللہ'' یعنی اللہ تعالیٰ کا بندہ۔ یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے۔

سورۂ بقرہ آیت نمبر 40 جو آیت میں نے تلاوت کی، اس میں ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

القرآن: یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتِیَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ وَاَوۡفُوۡا بِعَہۡدِیۡۤ اُوۡفِ بِعَہۡدِکُمۡ ۚ وَاِیَّایَ

فَارۡهَبُوۡنِ

ترجمہ: اے یعقوب کی اولاد! یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور میرا عہد پورا کرو، میں تمہارا عہد پورا کروں گا اور صرف مجھ سے ڈرو۔

☆بنی اسرائیل پر احسانات:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو اپنا عہد یاد دلا رہا ہے، وہ کون سے احسانات ہیں جنہیں رب کریم نے یاد دلایا۔ وہ احسانات سورۂ بقرہ ہی کی آیت نمبر 57 میں بیان فرمائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

القرآن: وَظَلَّلۡنَا عَلَيۡكُمُ الۡغَمَامَ وَاَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكُمُ الۡمَنَّ وَالسَّلۡوٰى كُلُوۡا مِنۡ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰكُمۡ وَمَا ظَلَمُوۡنَا وَلٰكِنۡ كَانُوۡا اَنۡفُسَهُمۡ يَظۡلِمُوۡنَ ○

ترجمہ: اور ہم نے تمہارے اوپر بادل کو سایہ بنادیا اور تمہارے اوپر من اور سلویٰ اتارا (کہ) ہماری دی ہوئی پاکیزہ کھاؤ اور انہوں نے ہمارا کچھ نہ بگاڑا بلکہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے۔

☆بنی اسرائیل پر نعمتوں کی برسات:

1۔تمام اہل زمانہ پرفضیلت و برتری

2۔دریا میں راستہ بن جانا

3۔فرعون سے نجات

4۔تورات کا عطا ہونا

5۔بچھڑے کی پوجا پر معافی مل جانا

6۔ایک گروہ کا مرنے کے بعد زندہ کیا جانا

7۔بادلوں سے سایہ ملنا

8۔من وسلویٰ نازل ہونا

9۔پانی کے بارہ چشمے جاری ہوجانا

10۔زمینی اناج عطا کیا جانا

اس کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر بہت احسانات فرمائے۔ صرف ایک من وسلویٰ ہی کو لے لیجئے۔کتنی بڑی نعمت ہے۔امام خازن علیہ الرحمہ تفسیر خازن میں اور تفسیر روح البیان میں علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''من'' سے مراد ترنجبین کی طرح ایک میٹھی چیز تھی جو روزانہ صبح صادق سے طلوع آفتاب تک ہر شخص کے لئے ایک صاع (یعنی تقریباً چار کلو) کی بقدر اترتی اور لوگ اس کو چادروں میں لے کر دن بھر کھاتے رہتے۔

’’سلویٰ‘‘ کے بارے میں قول یہ ہے کہ یہ ایک چھوٹا پرندہ تھا۔ یہ پرندہ بھنا ہوا بنی اسرائیل کے پاس آتا تھا۔ یہ دونوں نعمتیں روزانہ نازل ہوتی تھیں مگر ہفتے کو یہ دونوں چیزیں نہ آتی تھیں، جمعہ کے دن دگنی آتیں۔ حکم تھا کہ ہفتہ کے لئے جمع کرلو تاکہ ہفتہ کے دن یہ کھانا تمہیں کام آجائے مگر ایک دن سے زیادہ کا جمع مت کرنا۔

بنی اسرائیل نے ان نعمتوں کی ناشکری کی اور ذخیرے جمع کئے۔ وہ سڑ گئے اور ان کی آمد بند کردی گئی۔ یہ انہوں نے اپنا ہی نقصان کیا کہ دنیا میں نعمت سے محروم ہوئے اور آخرت میں سزا کے مستحق ہوئے۔

☆بنی اسرائیل نے عہد پورا نہ کیا:

بنی اسرائیل نے کون سا عہد پورا نہ کیا؟ یاد رہے بنی اسرائیل یہودیوں کو کہا جاتا ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جو حضور ﷺ کی آمد سے قبل حضور ﷺ کے وسیلے سے دعا کرتے تھے جسے سورۂ بقرہ آیت نمبر 89 میں بیان فرمایا ہے۔

القرآن: وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

ترجمہ: اور اس سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلہ سے کافروں کے خلاف فتح

مانگتے تھے۔

تفسیر کبیر اور تفسیر جلالین میں ہے۔ یہودی یوں دعا کرتے۔

اَللّٰھُمَّ افۡتَحۡ عَلَیۡنَا وَانۡصُرۡنَا بِالنَّبِیِّ الۡاُمِّیِّ

اے اللہ! ہمیں نبیِّ اُمّی کے صدقہ میں فتح و نصرت عطا فرما۔

☆حضور ﷺ کی آمد ہوئی، انکار کر بیٹھے:

پھر جب نبی آخر الزماں ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے اور اعلان نبوت فرمایا تو یہ سب کچھ جانتے پہچانتے ہوئے منکر ہو گئے جیسے سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 89 میں بیان فرمایا۔

القرآن: فَلَمَّا جَآءَهُمۡ مَّا عَرَفُوۡا کَفَرُوۡا بِهٖ فَلَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَی الۡکٰفِرِیۡنَ ○

ترجمہ: تو جب ان کے پاس وہ جانا پہچانا نبی تشریف لے آیا تو اس کے منکر ہو گئے تو اللہ کی لعنت ہو انکار کرنے والوں پر۔

☆یہودی اپنے آپ کو ایمان والا کہتے تھے:

اتنی ناشکری، احسان فراموشی، سرکشی اور نبی پاک ﷺ پر ایمان نہ لانے

کے باوجود یہ کہتے پھرتے تھے کہ ہم ہی ایمان والے ہیں۔ جنت ہمارے لئے ہے، ہم حق پر ہیں، یہودیوں کے گمانِ فاسد کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 91 میں اپنے محبوب ﷺ سے ارشاد فرماتا ہے۔

القرآن: قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

ترجمہ: اے محبوب! تم فرمادو (اے یہودیو!) اگر تم ایمان والے تھے تو پھر پہلے تم اللہ کے نبیوں کو کیوں شہید کرتے تھے؟

محترم حضرات! یہودی وہ قوم ہے جس نے حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت شعیا علیہ السلام کو شہید کیا حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی شہید کرنے کا مکمل پروگرام بنایا مگر ناکام رہے۔ رب تعالیٰ نے انہیں آسمان پر اٹھالیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہم شکل کو پھانسی پر چڑھا کر یہودی خوش ہو گئے کہ ہم نے اپنا کام کر دیا۔

یہودی وہ سازشی قوم ہے جس نے دنیا بھر میں قتل وغارت گری کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ ہر سازش کے پیچھے یہودیوں کا ہاتھ ہے۔ قبلہ اول مسجد اقصیٰ پر

سازشوں کا سلسلہ عرصہ دراز سے جاری و ساری ہے۔ یہودیوں نے فلسطینی علاقے میں سازش کے ذریعے فلسطینی مسلمانوں کی املاک کو دگنے پیسے دے کر خریدنا شروع کر دیا۔ آپ جانتے ہیں کہ مسلمان مال دیکھ کر پھسل جاتا ہے۔ مفتی اعظم فلسطین نے مسلمانوں کو اس یہودی سازش سے آگاہ کیا کہ اے مسلمانو! اپنی املاک یہودیوں کو مت بیچو۔ یہ یہاں آہستہ آہستہ تمہاری املاک خرید کر اپنی آبادیاں قائم کریں گے پھر تمہارا یہاں رہنا دشوار کر دیں گے۔ مگر مسلمان نہ مانے، ان کی نظر صرف مال پر تھی، بالآخر اسرائیلی یہودیوں نے اپنی آبادی فلسطین میں قائم کر لی اور آج مسجد اقصیٰ پر یہودیوں کا قبضہ ہے۔ یہودی آج بھی مسجد اقصیٰ کی غزہ والی پٹی پر قبضہ کر کے مسجد اقصیٰ کو مسمار کرنا چاہتے ہیں۔

☆ دیوار گریہ پر یہودیوں کا رونا:

جب آج سے کئی صدیاں پہلے بخت نصر نے یہودیت کو تاراج کیا تو ہر سال یہودی مسجد اقصیٰ کی محراب کے دائیں جانب پیچھے کی طرف دیوار گریہ پر جمع ہوتے ہیں۔ جمع ہونے والے یہودیوں کی تعداد پچاس ہزار ہوتی ہے۔ یہودی دیوار کی طرف رخ کر کے روتے ہوئے اپنے مسیحا کو یاد کرتے ہیں اور یہ مسیحا دجال ہے۔

☆ تابوت سکینہ کی تلاش:

تابوت سکینہ جس کا قرآن مجید فرقان حمید میں ذکر ہے۔اس تابوت سکینہ کی تلاش میں یہودی جگہ جگہ کھدائی کرتے ہیں اور یہ کھدائی کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔تابوت سکینہ کیا ہے؟ قرآن مجید سورۂ بقرہ آیت نمبر 248 میں اس کا ذکر موجود ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

القرآن: وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ آيَةَ مُلْكِهٖ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوْسٰى وَآلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○

ترجمہ: اوران سے ان کے نبی نے فرمایا: اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ تابوت آجائے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور معزز موسیٰ اور معزز ہارون کی چھوڑی ہوئی چیزوں کا بقیہ ہے۔فرشتے اسے اٹھائے ہوں گے۔بے شک اس میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے، اگر تم ایمان والے ہو۔

شانِ نزول: تفسیر جلالین، تفسیر جمل، تفسیر خازن اور تفسیر مدارک میں ہے۔ بنی اسرائیل نے چونکہ طالوت کی بادشاہت پر کوئی نشانی مانگی تھی، اس پر حکم الٰہی سے حضرت شمویل علیہ السلام نے فرمایا کہ طالوت کی بادشاہی یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ مشہور و معروف بابرکت تابوت آ جائے گا جس سے تمہیں تسکین ملتی تھی اور جس میں حضرت موسیٰ و ہارون علیہم السلام کے تبرکات تھے۔ یہ تابوت رب تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا۔ اس میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی تصویریں تھیں۔ (یہ تصویریں کسی انسان نے نہیں بنائی تھیں بلکہ قدرتی تھیں) انبیاء کرام کے مکانات کی تصویریں تھیں اور آخر میں حضور ﷺ کی اور آپ کے مقدس گھر کی تصویر ایک سرخ یاقوت میں تھی۔ جس میں آپ ﷺ نماز کی حالت میں قیام میں ہیں اور آپ کے اردگرد آپ کے اصحاب موجود ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام نے ان تمام تصویروں کو دیکھا۔ یہ صندوق نسل در نسل منتقل ہوتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا۔ آپ اس میں توریت بھی رکھتے تھے اور اپنا مخصوص سامان بھی رکھتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد یہ تابوت بنی اسرائیل میں چلتا آیا۔ جب بنی اسرائیل کو کوئی مشکل درپیش ہوتی، وہ اس تابوت کو سامنے رکھ کر دعائیں کرتے اور کامیاب ہوتے۔ دشمنوں کے مقابلہ میں اس کی برکت سے فتح پاتے۔

محترم حضرات! بنی اسرائیل کے اعمال و افعال کی وجہ سے تابوت سکینہ جیسی نعمت ان سے لے لی گئی۔ آج بھی یہودی اس کی تلاش میں ہیں مگر تابوت سکینہ ان کو نہیں مل رہا۔

☆ یہودیوں کا سپہ سالار دجال آنے والا ہے:

دجال کا شدت سے انتظار اس وقت یہودی کر رہے ہیں اور یہ بات حق ہے کہ دجال قرب قیامت میں ضرور آئے گا۔ اس کا ذکر نبی پاک ﷺ کی احادیث میں ملتا ہے چنانچہ ابن ماجہ کی حدیث نمبر 4077 میں نبی پاک ﷺ کا ارشاد نقل ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ دجال کے ساتھ یہود کی فوجیں ہوں گی۔

مسلم شریف میں حدیث نمبر 2942 نقل ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ (دجال) چالیس دن میں تمام روئے زمین کا گشت کرے گا، سوائے حرمین طیبین کے۔

امام مہدی رضی اللہ عنہ اور دجال کے مابین مقابلہ ہوگا۔ دجال، امام مہدی رضی اللہ عنہ کو شہید کرے گا۔ ابن ماجہ اور ترمذی شریف میں حدیث نمبر 2240 نقل ہے کہ دجال، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سانس سے پگھلنا شروع ہوگا جیسے

پانی میں نمک گھلتا ہے، وہ بھاگے گا۔ آپ علیہ السلام تعاقب فرمائیں گے اور (مقام لد) پر اس کی پیٹھ میں نیزہ ماریں گے۔ اس سے وہ واصل جہنم ہوگا۔

محترم حضرات! یہودی اگرچہ حسد و بغض کی وجہ نبی پاک ﷺ کا انکار کرتے ہیں مگر اس بات سے وہ بخوبی واقف ہیں کہ یہ نبی ایسے سچے ہیں کہ جو ان کی زبان سے نکلتا ہے، حق اور سچ نکلتا ہے جو یہ فرمادیں، وہ ہوکر رہتا ہے لہٰذا یہودیوں کو جب یہ پتہ چلا کہ مسلمانوں کے نبی نے یہ فرمایا ہے کہ دجال مقام لد پر قتل ہوگا تو یہودیوں نے وہاں ہوائی اڈہ جو کہ اسرائیلی ہوائی اڈے کے نام سے ہے، قائم کر دیا ہے جو کہ اس وقت بھی موجود ہے۔

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہودیوں کو قتل کریں گے:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کی فوج کو لے کر یہودیوں کو قتل کرنے کے لئے نکلیں گے۔ یہودی جان بچا کر بھاگیں گے۔ مسلمان ان کا تعاقب کریں گے۔ ہر وہ شے جس کے پیچھے یہودی چھپنے کی کوشش کرے گا، وہ کہے گی یہاں تک کہ ہر درخت، ہر پتھر، ہر دیوار، ہر جانور بولے گا یا عبداللہ المسلم! ہذا یہودی یعنی اے (مسلمان) بندۂ خدا! یہودی یہاں ہے۔ سوائے غرقد کے درخت کے ہر شے سے یہی آواز آئے گی۔

محترم حضرات! جب یہودیوں کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے غرقد کے پودے جگہ جگہ لگانا شروع کر دیئے ہیں۔ غرقد کی کاشت میں بہت زیادہ اضافہ کر دیا ہے۔ عالمی رپورٹ موجود ہے انٹرنیٹ اور دیگر مقامات پر آپ اسے ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

مٹھی بھر یہودی اب بھی پوری دنیا میں قتل و غارت کا بازار گرم کئے ہوئے ہیں۔ اس وقت دنیا میں جہاں بھی فساد برپا ہے، اس کے پیچھے یہودیت کا ہاتھ ہے۔ دنیا کہتی ہے امریکہ ظلم کر رہا ہے۔ واقعی امریکہ ظالم ہے۔ مسلمانوں کا اور اسلام کا سب سے بڑا دشمن ہے مگر کبھی آپ نے غور کیا کہ امریکہ کے پیچھے کون ہے؟ امریکہ کس کے اشارے پر چل رہا ہے؟ امریکہ کے پیچھے عالم یہودیت ہے جو کہ اسے چلا رہی ہے، امریکہ کا صدر کسی بھی مذہب کا آدمی بنے مگر ہوگا وہی جو یہودی چاہیں گے، جن یہودیوں نے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ انبیاء کو نہ چھوڑا، انہیں ظلماً شہید کر دیا۔ وہ کسی اور پر کیا رحم کریں گے، جنہوں نے اپنے رب کے احسانات کو بھلا دیا اور احسان فراموشی کی۔ اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا عہد توڑ دیا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت کو ٹھکرایا نبی آخر الزماں ﷺ سے حسد و بغض رکھا اور اس طرح یہ قوم لعنت کی مستحق ہوئی، ہمارے مسلم حکمرانوں کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں اور یہودیت کی غلامی کو اب چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ رب تعالیٰ نے اپنے

کلام میں واضح ارشاد فرمادیا کہ یہود ونصاریٰ مسلمانوں کے دوست نہیں تو پھر یہ ہمارے خیر خواہ کیسے ہو سکتے ہیں، ہمارے وفادار کیسے ہو سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی احسان فراموشی سے محفوظ فرمائے اور جن برائیوں کی وجہ سے بنی اسرائیل ذلت و رسوائی کا شکار ہوئے۔ رب تعالیٰ ہمیں ان برائیوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

معاشرتی برائیاں

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
وَمَا آتٰكُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡهُ وَمَا نَهَاكُمۡ عَنۡهُ فَانۡتَهُوۡا
صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡم وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ حشر سے آیت نمبر 7 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی اس دنیا میں آمد کا ایک اہم مقصد یہ بھی تھا کہ آپ ﷺ معاشرتی برائیوں کو اپنی تبلیغ دین سے ختم کریں کیونکہ جس معاشرے میں برائیاں ہوتی ہیں، وہ معاشرہ کبھی بھی اچھی نظروں سے نہیں دیکھا جاتا اور بدنامی کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے۔ معاشرتی برائیاں پورے ماحول کو بگاڑ دیتی ہے۔ نبی پاک ﷺ نے جس معاشرے میں آنکھ کھولی۔ وہ معاشرہ شرابی، زانی، ظالم، بددیانت اور لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کرنے والا تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے اخلاق و کردار اور تبلیغ دین سے پورے معاشرے کو بدل دیا اور آپ ﷺ کی عظیم تعلیم صبح قیامت تک لئے مشعل راہ ہے۔ آیئے ہم آج کی اس محفل میں مختصر معاشرتی برائیوں کا ذکر کریں گے جس نے ہمارے معاشرے کو تباہ کر دیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ہماری اس گفتگو سے کسی کی اصلاح ہوجائے اور اس کی اصلاح ہم سب کی نجات کا ذریعہ بن جائے۔

معاشرتی برائیوں میں سب سے پہلی برائی دھوکہ دہی ہے، دھوکہ دہی کیا ہے اس سے متعلق حدیث شریف میں کیا بیان کیا گیا ہے، سماعت فرمایئے۔

1۔ دھوکہ دہی:

ترمذی شریف کی حدیث پاک میں نبی پاک ﷺ کا ارشاد پاک نقل ہے

جوکسی مومن کونقصان پہنچائے یااس کے ساتھ مکراوردھوکہ بازی کرے، وہ ملعون ہے۔

محترم حضرات! مسلمانوں کے ساتھ دھوکہ بازی کرنا قطعاً حرام اور گناہ کبیرہ ہے جس کی سزا جہنم کا عذاب عظیم ہے مگرافسوس کہ آج سب سے زیادہ دھوکہ بازی مسلمانوں کے اندر ہے اورہم دھوکہ دینے کے لئے مختلف طریقہ کار اختیارکررہے ہیں۔

☆قرض کے بہانے رقم دبالینا:

کئی ایسےلوگ ہیں جن کی قرض لیتے وقت ہی یہ نیت ہوتی ہے کہ قرض لے کر واپس کرنا ہی نہیں ہے۔قرض حاصل کرنے کے لئے دھوکہ دیتے وقت خوب گڑگڑاتے ہیں۔منت سماجت کرتے ہیں، پھروہ رحم کھاکررقم بطورقرض دیتا ہے تواسے لےکرفوراغائب ہوجاتے ہیں۔واپس دینے کا نام تک نہیں لیتے۔

☆چائنا کا مال جاپانی کہہ کرفروخت کرنا:

کئی ایسے دکاندارہیں جو چائنا کے مال کوجاپانی کہہ کرفروخت کرتے ہیں۔ اس طرح جھوٹ بول کر وہ اپنے مسلمان بھائی کودھوکہ دیتے ہیں۔دھوکہ تو غیر مسلم کوبھی نہیں دینا چاہیے پھرایسی حرکت کرکے اپنے آپ کو بہت ہوشیارتصور

کرتے ہیں اور لوگوں سے کہتے پھرتے ہیں کہ دیکھا میں نے فلاں کو کیسا بنایا۔ یاد رہے ایسے کام سے ہماری ہی آخرت کا نقصان ہے۔مومن کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ ایسے کام کرے۔

☆مالداروں کا ڈیوٹی اور ٹیکس چوری کرنا:

بڑے بڑے بزنس مین لاکھوں روپے کمانے کے چکر میں حکومت کو دھوکہ دیتے ہوئے ڈیوٹی اور ٹیکس چوری کرتے ہیں۔اس طرح کافی منافع بٹورتے ہیں۔ بزنس مین کی ان حرکتوں سے ملک کو نقصان پہنچتا ہے۔اگر کوئی یہ کہہ کر ڈیوٹی اور ٹیکس چوری کرے کہ حکومت بھی تو چور ہے اس نے بھی تو ملک کو لوٹا ہے، یہ بات محشر میں اس کو بچا نہیں سکے گی۔اس لئے کہ ہر شخص اپنے اعمال کا خود بارگاہ رب العزت میں جوابدہ ہے۔

2۔خیانت:

امانتوں میں خیانت کرنا بھی موجودہ دور میں عام ہو چکا ہے۔خیانت بہت بری عادت ہے۔سچا مومن کبھی خائن نہیں ہوتا۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خیانت سے بچنے کا حکم دیا ہے۔

القرآن:یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ

وَ تَخُوْنُوْا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ ورسول سے دغا نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں دانستہ خیانت۔

محترم حضرات! ہر مسلمان پر امانت داری واجب اور خیانت کرنا حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ حدیث شریف میں خیانت کرنے والے کو منافق کہا گیا ہے۔

☆خیانت کرنے والا منافق ہے:

حدیث شریف = مسلم شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین باتیں ایسی ہیں کہ جس میں پائی جائیں، وہ منافق ہوگا۔ اگرچہ نماز، روزہ کا پابند کیوں نہ ہو۔

1۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے

2۔ جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے

3۔ جب امانت اس کے سپرد کی جائے تو خیانت کرے

محترم حضرات! خیانت کا پہلا سبب بدنیتی، دوسرا سبب دھوکہ دہی کی عادت، تیسرا سبب خدا تعالیٰ پر بھروسہ میں کمی اور چوتھا سبب نفسانی خواہشات

اور پانچواں سبب بری صحبت ہے۔

یہ پانچ اسباب انسان کو خیانت کی طرف لے جاتے ہیں۔صرف اور صرف ایک مسلمان اتنا سوچ لے کہ میرے مقدر میں جو کچھ لکھا ہے، وہ مجھے مل کر ہی رہے گا۔کوئی اس رزق کو مجھ سے روک نہیں سکتا،تو وہ کبھی بھی خیانت نہیں کرے گا۔یاد رہے کہ خیانت کی بھی کچھ اقسام ہیں۔

☆خیانت کی اقسام:

1۔اگر کوئی شخص ہمارے پاس اپنی امانت رکھوا کر جائے اور ہم اس کی حفاظت نہ کریں یا اسے ضائع کردیں تو یہ خیانت کہلائے گا۔

2۔ہمارے جسم کے اعضاء ناک، آنکھ، کان، زبان، ہاتھ اور پاؤں یہ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں مگر ہم ان اعضاء کو رب تعالیٰ کی نافرمانی میں استعمال کر کے امانت میں خیانت کرتے ہیں۔

3۔مسلمان بھائی کی زبان سے سنی ہوئی بات ہمارے پاس امانت ہے مگر ہم اس بات کا معاشرہ میں ڈھنڈورا پیٹ کر امانت میں خیانت کرتے ہیں۔

4۔اگر آپ کسی ادارے یا کمپنی کے کیشیئر ہیں، خزانچی ہیں، تو آپ اس ادارے کے مال کو اس کے قواعد و ضوابط کے مطابق خرچ کریں۔اگر آپ نے

اس مال کو اپنے ذاتی مفادات کے لئے استعمال کیا تو یہ امانت میں خیانت کہلائے گی۔

محترم حضرات! کوشش کریں کہ تمام امانتوں کی پاسداری کریں۔ کہیں بھی خیانت سے کام نہ لیں، کیونکہ خیانت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف لے جاتی ہے اور نافرمانی جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔

3۔ حسد:

معاشرتی برائیوں میں سب سے مہلک یعنی ہلاک کردینے والی برائی حسد ہے۔ کسی کو پھلتا پھولتا نہیں دیکھ سکنا، کسی کی کامیابی اور ترقی کو دیکھ کر دل جلاتے رہنا، کسی کی بڑھتی ہوئی عزت اور دولت پر رنجیدہ ہونا اور یہ خواہش کرنا کہ یہ نعمت اس سے چھن جائے یا یہ نعمت میرے پاس آ جائے، حسد کہلاتا ہے۔ قرآن و حدیث میں اس کی سختی سے مذمت کی گئی ہے۔ چنانچہ سورۂ نسآء آیت نمبر 54 میں ارشاد ہوتا ہے:

☆ حسد کرنے والا اللہ کی عطا پر اعتراض کرتا ہے:

القرآن: اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ اٰتَیْنَاۤ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

وَ اٰتَیْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِیْمًا ۝

ترجمہ: یا لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا تو ہم نے تو ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور انہیں بڑا ملک دیا۔

محترم حضرات! اس بات پر ہمارا ایمان ہے کہ جسے جو کچھ ملتا ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ملتا ہے جسے جو کچھ ملتا ہے اللہ تعالیٰ کی عطا ہے، حاسد (حسد کرنے والا) اللہ تعالیٰ کی عطا پر اعتراض کرتا ہے کیونکہ اسے تو رب تعالیٰ نے عطا کیا ہوا ہے۔ اس کی عطا پر ہم اعتراض کرنے والے کون ہوتے ہیں۔ رب تعالیٰ بادشاہ ہے، احکم الحاکمین ہے جسے جو چاہے عطا کرے، جسے جتنا چاہے نوازے۔ بندۂ ناچیز کی کیا اوقات کہ وہ رب تعالیٰ کی عطا پر اعتراض کرے مگر افسوس ہم ہیں جو کسی کو بلندی کی طرف جاتا دیکھتے ہیں، کسی کو مالدار بنتا دیکھتے ہیں یا سنتے ہیں تو فوراً ہمارا منہ اتر جاتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ دو چار کلمات اس کی مخالفت میں بھی کہیں گے۔ یہ سب حسد کی بناء پر ہوتا ہے۔ اتنا سب کچھ کرنے کے بعد بھی زبان پر یہ ہوتا ہے کہ میاں! ہم تو لوگوں کی ترقی پر خوش ہونے والوں میں سے ہیں حالانکہ دل حسد کی بیماری سے لبریز ہوتا ہے۔

☆حاسداپنی نیکیوں کا نقصان کرتا ہے:

امام ابوداؤد، ابوداؤدشریف مین حدیث پاک نقل کرتے ہیں کہ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے فرمایا: حسد سے دور رہو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھاجاتا ہے،جس طرح آگ سوکھی لکڑی کو(کھاجاتی ہے)

محترم حضرات! آج حسد کا معاملہ اس قدر آگے جاچکا ہے۔ یہ حسد شدید نفرتوں میں بدل چکی ہے۔کسی کو ترقی کرتا دیکھ کر دل میں حسد کی آگ کو ایسا بھڑکاتا ہے کہ لوگ جادو کرنے سے بھی گریزنہیں کرتے۔ایسے ایسے کالے علم کرواتے ہیں کہ سامنے والا تباہ و برباد ہوجاتا ہے۔سڑک پر آجاتا ہے۔ بیماریوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔اس طرح حسد کی آگ بجھتی ہے۔ایسےلوگ دنیا میں تو حسد کی آگ کو بجھانے کے لئے ایسے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں مگر آخرت میں دوزخ کی آگ ان کا انتظار کررہی ہے۔

محترم حضرات! خدارااپنے آپ کوحسد جیسی مہلک بیماری سے بچایئے اور کبھی حسد پیدا ہونے لگےتو اپنے دل کو یہ کہہ کرحسد کا دروازہ بندکردیں کہ میں کیوں کسی کی ترقی اور بلندی پر حسد کروں؟ اسے تو عروج و بلندی میرے پیارے اللہ نے عطا کی ہے۔وہ بادشاہ ہے جسے جو چاہے،عطا کرے۔

4۔ بُغض وعداوت:

یہ برائی بھی بہت عام ہوچکی ہے۔اس برائی نے معاشرے میں نحوست کو پھیلایا ہے۔کوئی ملک، کوئی شہر، کوئی علاقہ، کوئی گاؤں، کوئی محلہ، کوئی گلی، کوئی عمارت اور کوئی گھر اس برائی سے پاک نہیں۔بغض و عداوت شیطان کا اتنا خطرناک ہتھیار ہے جس نے ہر ایک کو اپنا نشانہ بنایا ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں شیطان کے اس ہتھیار کو بیان فرمایا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۃ انعام کی آیت نمبر 91 میں ارشاد فرماتا ہے۔

القرآن: اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ

ترجمہ: شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بیر اور دشمنی ڈلوادے۔شراب اور جوئے میں اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے تو کیا تم باز آئے۔

محترم حضرات! واقعی شیطان یہی چاہتا ہے کہ مسلمانوں کے آپس میں پھوٹ ڈال دے،نفرتیں پیدا کردے۔دشمنی ڈلوادے۔موجودہ دور میں یہ چیز واضح نظر آتی ہیں کہ آج ہم تعصّبات کا شکار ہوگئے۔کہیں مذہبی تعصب، کہیں

لسانی تعصب اور کہیں قومی تعصب نفرتیں پیدا کر رہا ہے۔ مسلمان کی یہ شان ہے کہ وہ اگر کسی سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے لئے کرتا ہے اور اگر کسی سے نفرت کرتا ہے تو بھی اللہ تعالیٰ کے لئے کرتا ہے مگر ہمارا معاملہ بالکل الٹ ہے۔ ہماری محبتیں اور ہماری نفرتیں ذاتیات اور مفادات پر مبنی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج اُمّت مسلمہ پارہ پارہ ہو چکی ہے۔ اس کی قوت ٹوٹ چکی ہے۔ اس کو غیر مسلم طاقتیں تر نوالہ بنائے ہوئے ہیں مگر ہمیں عقل نہیں آتی۔ ہم تعصّبات کے دلدل میں ایسے پھنسے ہوئے ہیں کہ مزید دھنستے ہی جا رہے ہیں۔ یہ تعصب بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے اور دلوں کو مسلمانوں کے بغض و عداوت سے محفوظ رکھے۔ آمین

5۔ مال حرام:

جہاں مسلمان دیگر معاشرتی برائیوں میں آگے بڑھتے جا رہے ہیں وہاں مال حرام کما کر راتوں رات مالدار بننے کی خواہش بھی دلوں میں پروان چڑھتی جا رہی ہے۔ اس خواہش نے مسلمانوں کے دلوں سے حلال اور حرام میں تمیز ختم کر دی ہے۔ نظریہ یہ بن گیا ہے کہ بس مال آنا چاہئے۔ حلال ہو یا حرام اس سے ہمیں کوئی غرض نہیں ہے جبکہ قرآن وحدیث میں حلال و پاکیزہ رزق کمانے کا حکم

دیا ہے۔

قرآن مجید فرقان حمید سورۂ اعراف آیت نمبر 157 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا

ترجمہ: اور کھاؤ جو کچھ تمہیں اللہ نے روزی دی حلال پاکیزہ

صرف وہی رزق کھائیں جن کا حکم کونین کے والی ﷺ نے ہمیں دیا ہے اور جن حرام چیزوں سے ہمیں منع فرمایا ہے اس سے بچا جائے چنانچہ سورۂ حشر آیت نمبر 7 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

القرآن: وَمَا آتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

ترجمہ: اور جو کچھ تم کو رسول دیں، وہ لو اور جس سے منع فرمادیں، باز رہو

☆ مال حرام کا وبال:

حدیث شریف = امام ذہبی علیہ الرحمہ کتاب الکبائر کے صفحہ نمبر 136 پر حدیث شریف نقل فرماتے ہیں۔ رسول پاک صاحب لولاک ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن کچھ لوگوں کو لایا جائے گا جن کے پاس تہامہ پہاڑوں کی مثل نیکیاں ہوں گی، یہاں تک کہ ان کو لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں کو اڑتی

ہوئی خاک کی طرح کر دے گا پھر انہیں جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ! یہ کیسے ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ نماز پڑھتے، زکوٰۃ دیتے، روزے رکھتے اور حج کرتے ہوں گے لیکن جب انہیں کوئی حرام چیز پیش کی جاتی تو لے لیتے تھے۔پس اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو مٹادے گا۔

محترم حضرات! آپ نے حدیث پاک سماعت کی، عبرت کا مقام ہے۔ اتنی نیکیاں ہونے کے باوجود جہنم میں ڈالا جائے گا۔ وجہ صرف اور صرف مال حرام، پہاڑوں کے برابر ساری نیکیاں خاک کر دی جائیں گی مگر افسوس کہ آج ہم مسلمانوں میں حلال وحرام کی تمیز ہوگئی۔

☆اہل خانہ کی وجہ سے حرام کی طرف:

حدیث شریف = کتاب الزہد الکبیر میں امام بیہقی علیہ الرحمہ حدیث نمبر 439 نقل فرماتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی کی ہلاکت اس کی بیوی، ماں باپ اور اولاد کے باعث ہوگی۔ وہ اسے مفلسی کی عار دلائیں گے اور اسے ایسے کام کرنا پڑیں گے جو اس کے بس سے باہر ہوں گے اور وہ ایسے راستوں پر چل پڑے گا جن میں اس کا دین چلا جائے گا اور وہ ہلاک ہوجائے گا۔

محترم حضرات! اس حدیث شریف کو پیش نظر رکھ کر موجودہ دور کو دیکھئے مجھے کئی بار ایسے لوگ ملے جو یہ بات بتاتے ہیں کہ میں کئی برس سے ایمانداری کے ساتھ نوکری کررہا ہوں۔ اولاد اب جوان ہوگئی ہے، وہ مجھ سے کہتی ہے کہ ابا! تم اتنے برس سے نوکری کرتے ہو، ہم وہی پرانے گھر میں رہتے ہیں۔ تم ایمانداری میں رہ گئے، تم نے کچھ نہیں بنایا، فلاں کو دیکھو، بنگلے اور کروڑوں کے فلیٹ بنالئے۔ گاڑی خرید لی اور آپ وہیں کے وہیں ہیں۔ یہ کہہ کر بیوی، بچے اور والدین اس کو عار دلائیں گے۔ جس کے باعث وہ حرام کی طرف بڑھے گا۔ حرام کمائے گا، گھر والوں کو کھلائے گا اور بالآخر خود بھی تباہ و برباد ہوگا اور گھر والے بھی برباد ہوں گے۔

☆ حرام سے پرورش پانے والے کی دعا:

رئیس المتکلمین حضرت علامہ مولانا مفتی نقی علی خان علیہ الرحمہ اپنی مایہ ناز کتاب اَحۡسَنُ الۡوِعَا لِآدَابِ الدُّعَا میں حدیث پاک نقل فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک شخص سفر دراز کرے، بال الجھے، کپڑے گرد آلود اپنے ہاتھ آسمان کی طرف پھیلائے اور یارب، یارب کہے مگر اس کا کھانا، پینا اور پرورش حرام ہے تو اس کی دعا کہاں قبول ہو۔

محترم حضرات! معلوم ہوا کہ حرام کھانے اور پینے والوں کی دعا بھی قبول نہیں ہوتی، چاہے وہ کتنی ہی عاجزی کرلے اور کتنا ہی گڑگڑا لے، دعا صرف اور صرف اس کی مقبول ہے جس کے پیٹ میں لقمۂ حلال ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو لقمہ حلال نصیب فرمائے اور لقمۂ حرام سے محفوظ فرمائے۔ آمین

5۔جھوٹ:

جھوٹ کو تو ایسا لگتا ہے کہ معاشرے میں کوئی گناہ سمجھتا ہی نہیں ہے۔لوگوں کا تکیہ کلام ہی جھوٹ ہو چکا ہے۔اگر ہم قرآن وحدیث میں جھوٹ بولنے کے وبال کو پڑھیں تو اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ ہم نقصان ہی نقصان اکھٹا کر رہے ہیں۔آج ہمارا حال یہ ہے کہ بات بات پر جھوٹ، مذاق میں جھوٹ، محفلوں میں جھوٹ اور اب یہ حال ہو گیا کہ جھوٹ کو گناہ ہی نہیں سمجھتے۔اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں ڈرنے اور سچّوں کے ساتھ رہنے کا حکم دیتا ہے چنانچہ سورۂ توبہ آیت نمبر 119 میں ارشاد فرماتا ہے۔

القرآن: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو۔

نبی پاک ﷺ نے احادیث میں جھوٹ کی سختی سے مذمت فرمائی ہے چنانچہ چند احادیث آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

1۔ حدیث شریف = ابوداؤد کتاب الادب میں حدیث نمبر 4971 نقل ہے۔ سرور کونین ﷺ نے فرمایا: کتنی بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے مسلمان بھائی سے کوئی بات کہو جس میں وہ تمہیں سچّا سمجھ رہا ہو حالانکہ تم اس سے جھوٹ بول رہے ہو۔

2۔ حدیث شریف = مساوی الاخلاق للخرائطی میں حدیث نمبر 117 نقل ہے۔ رسول رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: جھوٹ رزق کو تنگ کر دیتا ہے۔

3۔ حدیث شریف = بخاری شریف کتاب الادب میں حدیث نمبر 6094 ہے۔ حضور جان عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندہ جھوٹ بولتا رہتا ہے اور اس میں خوب کوشش کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ رب تعالیٰ کے ہاں اسے کذاب (بہت بڑا جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے۔

4۔ حدیث شریف = کتاب مساوی الاخلاق صفحہ نمبر 68 پر حدیث نمبر 111 نقل ہے۔ حضرت اوسط بن اسماعیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضور جان عالم ﷺ کے وصال

ظاہری کے بعد خطبہ دیتے سنا۔ آپ رضی اللہ عنہ فرمارہے تھے، پچھلے سال جانِ عالم ﷺ ہمارے درمیان اسی طرح قیام فرماتے تھے جس طرح میں کھڑا ہوں۔ اتنا کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ رونے لگے پھر ارشاد فرمایا: جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ حق تعالیٰ کی نافرمانی کے ساتھ ہے اور یہ دونوں (یعنی جھوٹ اور حق تعالیٰ کی نافرمانی) جہنم میں (لے جاتے) ہیں۔

5۔حدیث شریف = مساوی الاخلاق صفحہ نمبر 76 پر حدیث نمبر 131 نقل ہے۔ تاجدار کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا چلئے میں اس کے ساتھ چل دیا۔ میں نے دو آدمیوں کو دیکھا۔ ان میں سے ایک کھڑا تھا اور دوسرا بیٹھا تھا۔ کھڑے ہوئے شخص کے ہاتھ میں لوہے کا زنبور تھا جسے وہ بیٹھے شخص کے ایک جبڑے میں ڈال کر اسے اتنا کھینچتا حتیٰ کہ گدی تک پہنچا دیتا پھر اسے نکالتا اور دوسرے جبڑے میں ڈال کر کھینچتا، اتنے میں پہلے والا اپنی اصلی حالت پر لوٹ آتا۔ میں نے لانے والے شخص سے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا۔ یہ جھوٹا شخص ہے۔ اسے قیامت تک قبر میں عذاب دیا جاتا رہے گا۔

محترم حضرات! ہمیں اپنے نازک بدن پر رحم کرتے ہوئے جھوٹ سے بچنا چاہیئے۔ ہم تو اتنے کمزور ہیں کہ مچھر کا ڈنک برداشت نہیں کر سکتے، اتنا خطرناک

عذاب کیسے سہہ سکیں گے اگر ہم عذاب جہنم سے چھٹکارا چاہتے ہیں تو ہمیں جھوٹ سے سچی توبہ کرنی ہوگی اور سچ کولازم پکڑنا ہوگا۔

☆ سچ کی برکت:

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کے پیچھے کچھ سپاہی تعاقب میں دوڑنے لگے۔ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ کے مکان کے کمرے میں پناہ لے لی۔ سپاہی تعاقب کرتے ہوئے حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ کے دروازے تک پہنچ گئے اور پوچھنے لگے کہ حسن بصری کہاں ہیں؟ حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ نے فرمایا: اندر کمرے میں چھپے ہوئے ہیں۔ سپاہی اندر داخل ہوئے مگر کسی بھی کمرے میں حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ انہیں نظر نہ آئے، بالآخر سپاہی یہ کہہ کر چلے گئے کہ اندر تو ہمیں حسن بصری نظر ہی نہیں آئے۔ سپاہیوں کے جانے کے بعد حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ باہر تشریف لائے اور حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ سے فرمانے لگے کہ کیا خوب تم نے دوستی نبھائی۔ میرا ذرا بھی خیال نہیں کیا۔ سپاہیوں کو سچ سچ بتادیا کہ میں اندر ہوں۔ یہ سن کر حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ فرمانے لگے حضور! سپاہیوں کو سب کچھ نظر آیا، آپ نظر نہیں آئے، یہ میرے سچ بولنے کی برکت ہے۔

☆ کیا مسلمان بھی جھوٹ بول سکتا ہے:

حضرت اورنگزیب عالمگیر علیہ الرحمہ کے استاد محترم حضرت علامہ مولانا مُلّا جیون علیہ الرحمہ ایک مرتبہ کسی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آپ سے کہنے لگے کہ آپ کی زوجہ بیوہ ہوگئی ہے۔ یہ سن کر آپ سوچ میں پڑ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ شخص کہنے لگے۔ ارے حضرت آپ تو سوچ میں پڑ گئے۔ آپ کے زندہ ہوتے ہوئے آپ کی زوجہ کیسے بیوہ ہوسکتی ہے؟ یہ سن کر حضرت مُلّا جیون علیہ الرحمہ فرمانے لگے کہ میں تو اس سوچ میں گم ہوگیا کہ کیا ایک مسلمان بھی جھوٹ بول سکتا ہے۔

محترم حضرات! واقعی مومن جھوٹا نہیں ہوتا اور جھوٹا انسان مومن نہیں ہوسکتا۔ مومن ہمیشہ سچ ہی بولتا ہے اور سچوں کے ساتھ رہتا ہے۔ مگر افسوس کہ ہم نے بات بات پر جھوٹ بولنا شروع کر دیا ہے۔ حتّٰی کہ اب ہم نے مذاق میں لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولنا شروع کر دیا ہے۔ بات بات پر جھوٹ بول کر یہ کہہ دیتے ہیں کہ میاں ہم تو مذاق کر رہے ہیں۔ حدیث پاک میں اس کی سخت مذمت بیان کی گئی ہے چنانچہ حدیث شریف سماعت فرمائیے۔

حدیث شریف = ابوداؤد کتاب الادب میں حدیث نمبر 4990 نقل

ہے۔سید عالم جانِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے تاکہ اس کے ذریعے لوگوں کو ہنسائے (یعنی مذاق میں جھوٹ بولتا ہے) اس کے لئے ہلاکت ہے، اس کے لئے ہلاکت ہے۔

محترم حضرات! آج ہم میں سے ہر دوسرا شخص جھوٹ بول کر اپنے بھائی، دوست اور لوگوں کو ڈراتا ہے پھر جب وہ حیرت میں مبتلا ہوتے ہیں تو فوراً کہہ دیتا ہے کہ میں تو مذاق کر رہا تھا۔ یاد رہے یہ جھوٹ ہے اور مذاق میں جھوٹ بولنے پر تین مرتبہ ہلاکت ہے مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہیئے۔

☆ تین مواقع پر جھوٹ بولنے کی اجازت:

حدیث شریف = شعب الایمان چوتھی جلد صفحہ نمبر 204 پر حدیث نمبر 4798 نقل ہے کہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے سرور کونین ﷺ کو تین مواقع کے علاوہ کبھی جھوٹ کی اجازت دیتے ہوئے نہیں سنا۔ لوگوں کے درمیان صلح کروانے کے موقع پر، جنگ کے موقع پر اور آدمی کا اپنی زوجہ سے اور زوجہ کا اپنے خاوند سے کوئی بات کہنے کے موقع پر۔

محترم حضرات! ایک بات ذہن نشین کر لیجئے کہ ہمیشہ سچ کی جیت ہے۔ جھوٹ بالآخر شکست پاتا ہے۔ سچ ہی کی کامیابی ہے۔ جھوٹ کو ناکامی ہے۔ سچا

آدمی عزت پاتا ہے جبکہ جھوٹا ذلیل وخوار ہوتا ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم سچ بولیں اور سچوں کے ساتھ ہوجائیں تاکہ دنیاوآخرت میں کامیابی حاصل ہو۔

7۔ریا کاری:

ریا کاری بھی ایک معاشرتی برائی ہے جوکہ دن بدن بیماری سے بھی تیز پھیلتی جارہی ہے۔ریا کاری کا معنیٰ دکھاوا ہے۔موجودہ پرفتن دور میں ہر خاص و عام اس برائی میں مبتلا ہے۔کوئی کم مبتلا ہے،کوئی بہت زیادہ مبتلا ہے وہی محفوظ ہے جس کے دل میں اخلاص کی دولت ہے جس کے اعمال میں للّٰہیت ہے جن کی عبادت کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہوتا ہے۔بقیہ ہر خاص و عام ریا کاری کے ذریعہ اپنے اعمال برباد کررہے ہیں۔قرآن وحدیث میں ریا کاری کو بہت بڑی تباہ کاری ارشاد فرمایا:چنانچہ سورۂ ماعون میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: فَوَيۡلٌ لِّلۡمُصَلِّيۡنَ ۝ الَّذِيۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ ۝ الَّذِيۡنَ هُمۡ يُرَآءُوۡنَ ۝

ترجمہ:تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں وہ جو دکھاوا کرتے ہیں۔

اب احادیث کی روشنی میں ریا کاری کی تباہ کاری سماعت فرمائیں۔

1۔ حدیث شریف = امام طبرانی علیہ الرحمہ معجم الاوسط میں حدیث نمبر 4213 نقل ہے۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے رسول کریم ﷺ کو روتے ہوئے دیکھا تو عرض کی یارسول اللہ ﷺ! اس رونے کا کیا سبب ہے؟ ارشاد فرمایا: مجھے اپنی اُمّت پر شرک کا خوف ہے سنو! وہ سورج، چاند، بتوں اور پتھروں کی پوجا تو نہیں کریں گے لیکن اپنے اعمال میں دکھاوا کریں گے۔

2۔ حدیث شریف = امام طبرانی علیہ الرحمہ معجم الکبیر میں حدیث نقل کرتے ہیں۔ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے فرمایا: جب لوگ اپنے اعمال کو لے کر آئیں گے تو ریاکاروں سے کہا جائے گا ان کے پاس جاؤ جن کے لئے تم ریاکاری کیا کرتے تھے اور ان کے پاس اپنا اجر تلاش کرو۔

3۔ حدیث شریف = امام ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ اپنی مُصنَّف میں حدیث نقل فرماتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن ابی ذکریا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے اپنے عمل میں ریاکاری کی، اس کا سارا عمل برباد ہو گیا۔

4۔ حدیث شریف = ترمذی شریف میں حدیث نمبر 2389 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن رب تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے ان پر تجلی فرمائے گا۔ اس وقت ہر اُمّت گھٹنوں کے بل کھڑی

ہوگی۔سب سے پہلے جن لوگوں کو بلایا جائے گا ان میں ایک حافظ قرآن، دوسرا شہید اور تیسرا سخی ہوگا۔

رب تعالیٰ حافظ سے فرمائے گا کیا میں نے تجھے اپنے رسول پر اتارا ہوا کلام نہیں سکھایا تھا؟ وہ عرض کرے گا کیوں نہیں اے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا پھر تونے اپنے علم پر کتنا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا یارب! میں دن رات اسے پڑھتا رہا۔اللہ تعالیٰ ارشادفرمائے گا تو جھوٹا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا، تیرا مقصد تو یہ تھا کہ لوگ تیرے بارے میں یہ کہیں کہ فلاں شخص قاریٔ قرآن ہے اور وہ تجھے دنیا میں کہہ لیا گیا (اب میرے پاس کچھ نہیں ہے)

پھر سخی کو لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا۔کیا میں نے تجھ پر اپنی نعمتوں کو اتنا وسیع نہ کیا کہ تجھے کسی کا محتاج نہ ہونے دیا؟ وہ عرض کرے گا کیوں نہیں اے رب! اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔تونے میرے عطا کردہ مال کا کیا کیا؟ وہ عرض کرے گا، اس مال کے ذریعے صلہ رحمی کرتا اور تیری راہ میں صدقہ کیا کرتا تھا۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے، اسی طرح فرشتے بھی اس سے کہیں گے کہ تو جھوٹا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا تیرا مقصد تو یہ تھا کہ تیرے بارے میں کہا جائے کہ فلاں بہت سخی ہے اور وہ تجھے دنیا میں کہہ لیا گیا۔(اب میرے پاس کچھ نہیں ہے)

پھر راہ خدا میں مارے جانے والے کو لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا تجھے کیوں قتل کیا گیا؟ وہ عرض کرے گا مجھے تیری راہ میں جہاد کرنے کا حکم دیا گیا تو میں تیری راہ میں لڑتا رہا اور بالآخر اپنی جان دے دی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے...... اسی طرح فرشتے بھی اس سے کہیں گے کہ تو جھوٹا ہے...... پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا تیرا مقصد تو یہ تھا کہ تیرے بارے میں کہا جائے کہ فلاں بہت بہادر ہے اور وہ تجھے دنیا میں کہہ لیا گیا۔ (اب میرے پاس کچھ نہیں ہے)

پھر نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے وہ پہلے تین افراد ہیں جن سے قیامت کے دن جہنم کو بھڑکایا جائے گا۔

☆ امام محمد غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم جلد سوم صفحہ نمبر 879 پر نقل کرتے ہیں کہ مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا ریاکار کی تین نشانیاں ہیں۔

1۔ تنہائی میں سستی کرتا ہے۔

2۔ لوگوں کے سامنے چست (تر و تازہ) رہتا ہے۔

3۔ جب اس کی تعریف کی جائے تو زیادہ عمل کرتا ہے اور مذمت کی جائے تو عمل میں کمی کرتا ہے۔

محترم حضرات! مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے ہمیں کسوٹی عطا فرما دی۔

اب ہم سب اپنے گریبان میں جھانکیں کہیں ان میں سے کوئی نشانی ہم میں تو نہیں ہے۔ اگر ہے تو توبہ کریں اور اس چیز کو اپنے اندر سے نکال دیں تاکہ ہم ریاکاری کی تباہ کاری سے بچ جائیں۔

☆ امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم جلد سوم صفحہ نمبر 880 پر نقل فرماتے ہیں۔ قیامت کے دن ریاکار کو چار ناموں سے پکارا جائے گا۔ اے ریاکار! اے دھوکے باز! اے نقصان اٹھانے والے! اے بدکار! جا اور اپنا ثواب اس سے لے جس کے لئے تو نے عمل کیا ہے۔ ہمارے پاس تیرے لئے کوئی اجر نہیں۔

محترم حضرات! ہائے ہمارا کیا بنے گا۔ روز محشر ہمارا کیا ہوگا۔ آج ہم نمازیں، روزے، زکوٰۃ، صدقات، خیرات، حج، تبلیغ، دین اور دیگر اعمال میں ریاکاری شامل کر لیتے ہیں۔ روز محشر اگر ہمیں یہ کہہ دیا گیا کہ جاؤ جن کو دکھانے کے لئے تم اعمال کرتے تھے اُنہی سے اجر لے لو تو ہمارا کیا ہوگا۔ ہم کہاں جائیں گے۔ کس سے فریاد کریں گے۔

☆ امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم میں نقل فرماتے ہیں۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب بندہ دکھلاوا کرتا ہے تو رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے بندے کو دیکھو میرے ساتھ ٹھٹھا یعنی مذاق کرتا ہے۔

☆ امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم میں نقل فرماتے ہیں۔ حضرت فضیل بن عیاض فرماتے ہیں۔ پہلے لوگ عمل کر کے ریاکاری کرتے تھے اور اس زمانے میں عمل کے بغیر ریاکاری کرتے ہیں۔

محترم حضرات! ریاکاری کتنی خطرناک برائی ہے، سیٹھ صاحب سخاوت کریں تو میڈیا اور پرنٹ میڈیا پر تصویر آنی چاہیے۔ فلاحی ادارے راشن تقسیم کریں تو لازمی اخبارات میں تصویر آنی چاہیے۔ کوئی نیک کام کریں تو فیس بک، واٹس اپ پر تصویر آنی چاہیے۔ علم حاصل کرلیا تو اب سب کو معلوم ہوجائے کہ میں علامہ ہوں، حافظ قرآن بن گیا تو سب کو معلوم ہوجائے کہ میں حافظ ہوں۔ الغرض کہ کوئی نیکی ہم سے نہیں چھپتی حضور مفتی اعظم ہند علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ اپنے کلام میں اس کو یوں بیان کرتے ہیں۔

نفسِ بدکار نے دل پر یہ قیامت توڑی
عمل نیک کیا بھی تو چھپانے نہ دیا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ریاکاری کی تباہ کاری سے محفوظ فرمائے اور صرف اپنی رضا کے لئے نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

دعا کی فضیلت

اور اہمیت

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ مومن سے آیت نمبر 60 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اسلامی طریقوں پر اگر نظر دوڑائیں تو ہمیں ایک بہت اہم چیز نظر آتی ہے، وہ ایک ایسی چیز ہے جو کسی دوسرے مذہب میں نظر نہیں آتی۔ وہ چیز دعا ہے۔

اسلام کا مزاج دیکھئے کھانا کھانے سے پہلے دعا، کھانا کھانے کے بعد دعا، پانی پینے سے پہلے دعا، پانی پینے کے بعد دعا، وضو کرنے سے پہلے دعا، کُلّی کرنے سے پہلے دعا، چہرہ دھونے سے پہلے دعا، ہاتھ دھونے سے پہلے دعا، پاؤں دھونے سے پہلے دعا، بیت الخلاء جانے سے پہلے دعا، بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد دعا، سونے سے پہلے دعا، جاگنے کے بعد دعا، سواری پر سوار ہونے کے بعد دعا، آئینہ دیکھیں تو دعا، دودھ پئیں تو دعا، چاند دیکھیں تو دعا، ستارے دیکھیں تو دعا الغرض کہ ہر ہر لمحہ دعا یعنی اپنے رب سے خوب مانگو۔

دعا مانگنے کے فضائل بے شمار ہیں۔ کہیں اسے مومن کا ہتھیار فرمایا گیا۔ کہیں اسے عبادت کا مغز فرمایا گیا اور کہیں اسے بھلائی جمع کرنے کا ذریعہ فرمایا گیا۔ کثرت سے دعا مانگنے والا کبھی ناکام نہیں ہوتا۔ دعا کا کوئی نہ کوئی فائدہ پہنچتا ہی رہتا ہے۔ حدیث شریف میں اس کو بیان فرمایا گیا ہے۔

☆دعا کبھی تین چیزوں میں سے ایک سے خالی نہیں ہوتی:

حدیث شریف = امام حاکم علیہ الرحمہ اپنی مستدرک کی دوسری جلد کے صفحہ نمبر 163 پر حدیث نمبر 1862 پر نقل فرماتے ہیں۔ تاجدار کائنات فخر

موجودات ﷺ نے ارشاد فرمایا جو مسلمان ایسی دعا کرے جس میں گناہ اور قطع رحمی کی کوئی بات شامل نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے تین چیزوں میں سے کوئی ایک ضرور عطا فرماتا ہے۔

1۔اس کی دعا کا نتیجہ جلد ہی اس کی زندگی میں ظاہر ہو جاتا ہے۔

2۔ یا رب تعالیٰ (دعا کی برکت سے) کوئی مصیبت اس بندے سے دور فرما دیتا ہے۔

3۔ یا اس کے لئے آخرت میں بھلائی جمع کی جاتی ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ بندہ (جب قیامت کے دن) نامقبول دعاؤں (جو دعائیں دنیا میں قبول نہ ہوئیں) کا اجر وثواب دیکھے گا تو تمنا کرے گا کہ کاش! دنیا میں میری کوئی دعا قبول نہ ہوتی۔

محترم حضرات! اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے ہر ہر لمحہ دعائیں مانگتے رہنا چاہیے۔قبول ہوں یا نہ ہوں، دل چھوٹا نہیں کرنا چاہیے۔بس مانگتے رہنا چاہیے۔ قیامت کے دن ایک ساتھ بھلائیاں اور خیر عطا کی جائیں گی۔

☆دعا نہ مانگنے والے سے رب ناراض ہوتا ہے:

دنیا کے مالدار، صاحب ثروت اور دولت مند لوگوں سے اگر کبھی کوئی مانگ لے تو وہ ناراض ہوتے ہیں، چلیئے اگر ایک مرتبہ میں آپ کو کچھ مال دے بھی دیا تو دوبارہ مانگنے پر ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ تم نے تو مانگنے کا دھندا بنالیا ہے، جب دیکھو کچھ نہ کچھ مانگتے ہی رہتے ہو مگر عالمین کے پروردگار خالق کائنات کی شان دیکھئے کہ اگر کوئی اس سے نہ مانگے تو وہ اس بندے سے ناراض ہوتا ہے چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے۔

حدیث شریف = ترمذی شریف کتاب الدعوات میں حدیث نمبر 3373 نقل ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا، اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے۔

محترم حضرات! ایک جانب تو رب تعالیٰ اپنے مانگنے والے بندے سے خوش اور نہ مانگنے والے بندے سے ناراض ہوتا ہے اور دوسری جانب اپنے کلام میں اپنے حبیب ﷺ سے بھی فرماتا ہے۔ چنانچہ سورۂ والضحیٰ میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ

ترجمہ: اور سائل کو نہ جھڑکیں

یعنی (اے محبوب ﷺ! میرے بندے آپ ﷺ سے جب بھی جو بھی مانگیں، آپ انہیں عطا کر دیجئے گا۔ نبی کریم ﷺ نے بھی اپنے رب کے ارشاد پر کیسا عمل کیا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان فرماتے ہیں کہ ہم نے کبھی بھی نبی پاک ﷺ کی زبان سے مانگنے والے کو نہیں فرماتے سنا ہی نہیں، اس کو تاجدار بریلی امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ اپنے نعتیہ کلام میں یوں بیان کرتے ہیں۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہہ بطحہ تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

☆ دعا مومن کا ہتھیار ہے:

حدیث شریف = مسند ابی یعلیٰ جلد دوم صفحہ نمبر 201 پر حدیث نمبر 1806 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دے اور تمہارا رزق وسیع کر دے تو رات دن اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہو کہ دعا مومن کا ہتھیار ہے۔

☆ دعا بلا کو روک لیتی ہے:

حدیث شریف = امام حاکم علیہ الرحمہ مستدرک کی دوسری جلد کے صفحہ نمبر 162 پر حدیث نمبر 1856 نقل فرماتے ہیں کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد

فرمایا۔ بلا اترتی ہے پھر دعا اس سے جا ملتی ہے پھر دونوں قیامت تک جھگڑا کرتے رہتے ہیں۔

محترم حضرات! کئی مقامات پر ایسا ہوتا ہے ہم بڑے بڑے حادثات سے بچ جاتے ہیں۔ آخر کیا وجہ ہے کہ بال بال بچ جاتے ہیں۔ یہ سب دعاؤں کی برکتیں ہیں کیونکہ دعا بلا کے آڑے آجاتی ہے اس لئے دعا مانگتے رہنا چاہیئے۔

☆دعا کی حیثیت:

حدیث شریف: تنبیہ الغافلین صفحہ نمبر 216 پر حدیث نمبر 577 نقل ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ عبادات میں دعا کی وہی حیثیت ہے جو کھانے میں نمک کی۔

☆عبادت کا مغز:

حدیث شریف = ترمذی شریف میں حدیث نمبر 3382 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ دعا عبادت کا مغز ہے۔

محترم حضرات! آپ نے دو حدیثیں سماعت کیں۔ ایک میں دعا کو کھانے میں نمک کی حیثیت اور دوسری میں عبادت کا مغز ارشاد فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عبادت کے بعد دعا ضرور کرنی چاہیئے اور جو لوگ عبادت کے بعد دعا نہیں

مانگتے، وہ عبادت کی اصل اور بنیاد کو کھو بیٹھتے ہیں۔

☆خالی نہیں لوٹایا جاتا:

حدیث شریف = ترمذی شریف میں حدیث نمبر 3567 نقل ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔تمہارا رب حیا فرمانے والا اور بہت عطا کرنے والا ہے۔حیا فرماتا ہے کہ بندہ اس کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھائے اور وہ اسے خالی لوٹا دے۔

☆دعا تقدیر کو بدل دیتی ہے:

حدیث شریف = ترمذی شریف اور ابن ماجہ میں حدیث پاک نقل ہے۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: دعا کے سوا کوئی چیز تقدیر کو نہیں بدل سکتی اور نیکی کے سوا کوئی چیز عمر کو نہیں بڑھا سکتی۔

☆یہ نہ کہو کہ میری دعا قبول نہیں ہوتی:

حدیث شریف = بخاری شریف کتاب الدعاء میں حدیث نمبر 6340 نقل ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر شخص کی دعا قبول ہوتی ہے۔ جب تک وہ جلدی نہ

کرے (یعنی) وہ کہے کہ میں نے (بہت) دعا کی لیکن میری دعا قبول ہی نہیں ہوتی۔

محترم حضرات! اس حدیث پاک میں رسول محتشم ﷺ اپنے غلاموں کو ترغیب دلا رہے ہیں، جب بھی موقع ملے، اپنے رب سے مانگتے رہنا چاہئے۔ یہ کبھی نہیں کہنا چاہئے کہ میری کوئی دعا قبول ہی نہیں ہوتی بلکہ اس امید پر کہ میرا پروردگار بڑا کریم ہے۔ سب کو نوازتا ہے، مجھے بھی ضرور نوازے گا۔ ہوسکتا ہے ابھی کوئی بہتری ہو جس کی بناء پر میری دعا قبول نہیں ہو رہی۔ ہمارا پروردگار ماں سے بھی کئی گنا زیادہ ہم سے محبت کرتا ہے۔ ہماری خالی جھولی کو بھی ضرور بھرے گا۔ ہمارا کام دعائیں مانگنا ہے، قبولیت اس کے دست قدرت میں ہے۔

☆خوشحالی میں بھی دعا کرے:

حدیث شریف = ترمذی شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جس شخص کو یہ بات خوش کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا سختیوں اور بے چینیوں میں قبول کرے، اسے چاہئے کہ خوشحالی میں بھی کثرت سے دعا کرے۔

حدیث شریف = مسند بزار میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت انس بن

مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار کائنات سرکار مدینہ ﷺ کا گزر کچھ ایسے لوگوں پر سے ہوا جو تکلیف میں مبتلا تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں دیکھ کر فرمایا کہ یہ لوگ (آرام وراحت کے زمانہ میں) اللہ تعالیٰ سے عافیت کے لئے دعا نہیں کرتے تھے۔

محترم حضرات! ہمارے معاشرے میں بے شمار ایسے لوگ موجود ہیں جو مالدار اور خوشحال ہوجانے کے بعد دعا مانگنا چھوڑ دیتے ہیں اور یہ بات میرے مشاہدے میں ہے کہ دیگر اوقات کو چھوڑ دیں، پنجگانہ نماز پڑھ کر بھی سلام پھیرتے ہی روانہ ہوجاتے ہیں حتیٰ کہ جمعۃ المبارک جیسے بابرکت دن بھی نماز جمعہ یعنی دورکعت کا سلام پھیرتے ہی اٹھ کر روانہ ہوجاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہئے کیونکہ یہ مال ودولت، یہ عیش وعشرت، یہ جاہ وجلال، یہ خوشحالی اور یہ صحت، طاقت سدا رہنے والی چیزیں نہیں ہیں۔ کسی وقت بھی جاسکتی ہیں لہذا عقلمندی کا تقاضا یہ ہے کہ انسان خوشحالی کے دور میں بھی خوب عافیت کی دعائیں مانگے تاکہ سختیوں کے وقت آسانی نصیب ہو۔

☆کس کی دعا قبول نہیں ہوتی؟

حدیث شریف: مسلم شریف کتاب الزکوٰۃ حدیث نمبر 2308 نقل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ایک شخص جو (اللہ تعالیٰ کے راستے میں) لمبا سفر اختیار کرتا ہے (حج یا جہاد یا صلہ رحمی کے لئے لمبے سفر کی وجہ سے) وہ پراگندہ اور غبار آلود ہے۔وہ آسمان کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا کرتا ہے۔ اے میرے رب! اے میرے رب! لیکن اس کا کھانا پینا حرام کا ہے۔اس کا لباس حرام کا ہے اور اس کی نشوونما ہی حرام سے ہوئی تو اس کی دعا کیسے قبول ہوگی؟

محترم حضرات! معلوم ہوا کہ مسلمان کے پیٹ میں لقمہ داخل ہو وہ حلال ہونا چاہیے، ورنہ کتنی ہی عاجزی کرلیں، کتنے ہی مشقت والے حج کرلیں اور کتنی ہی تبلیغیں کرلیں، اگر لقمہ حرام ہے تو ہرگز ہرگز دعا کبھی قبول نہیں ہوگی۔

اب آپ کے سامنے دعا مانگنے کے آداب بیان کرتا ہوں۔ یاد رہے کہ ہر کام کے کوئی نہ کوئی آداب وشرائط ہوتے ہیں۔اسی طرح دعا کے بھی کچھ آداب ہیں۔اگر ان کوملحوظ رکھا جائے تو دعائیں جلد قبول ہوتی ہیں۔

1۔پاک صاف لباس پہن کر باوضو دعا مانگیں۔

2۔دوزانو ہوکر قبلہ کی طرف بیٹھیں

3۔دعا کے لئے ہاتھوں کو اس طرح اٹھائیں کہ ہاتھ سینے کی سیدھ میں ہوں یا کاندھوں کی سیدھ میں ہوں یا اتنے بلند ہوجائیں کہ بغلوں کی سفیدی نظر

آئے۔ تینوں صورتوں میں ہاتھوں کی ہتھیلیاں آسمانوں کی طرف کھلی ہونی چاہئے کہ دعا کا قبلہ آسمان ہے۔

4۔ دعا مانگتے وقت نگاہیں ہتھیلیوں کی جانب رکھیں۔ ادھر ادھر نہ دیکھیں۔ ورنہ نظر کمزور ہوجانے کا اندیشہ ہے۔

5۔ نہایت ہی عاجزی اور انکساری کے ساتھ جیسے کوئی بھکاری اپنے آقا کی بارگاہ میں سوال کرتا ہے۔

6۔ ہوسکے تو رو رو کر دعائیں مانگیں۔ اگر چہ مچھر کے سر کے برابر آنسو نکلے، یہ بھی دعا کی قبولیت کی دلیل ہے، رونا نہ آئے تو رونے جیسی صورت بنالیں کہ اچھوں کی نقل بھی اچھی ہے۔

7۔ جلد بازی نہ کرے یعنی دعا کی قبولیت کا اثر جلد ظاہر نہ ہو تو ناامید نہ ہو اور دعا کرنا چھوڑ نہ دے۔ اپنے دل میں قبول نہ ہونے کا ذرہ برابر خیال بھی نہ لائے۔ بس یقین کرلے کہ میری دعا قبول ہی قبول ہے۔

8۔ دعا سے فارغ ہونے کے بعد اپنے دونوں ہاتھ چہرہ پر پھیرلیں۔

☆ دعاؤں کی قبولیت کے مقامات:

1۔ شب قدر

2۔عرفہ کا دن

3۔ماہ رمضان میں (خصوصاسحری اور افطاری کے وقت)

4۔شب جمعہ (جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات)

5۔جمعہ کا دن (عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت) دوسری ساعت (امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر سلام پھیرنے تک)

6۔آدھی رات

7۔پہلی تہائی رات

8۔پچھلی تہائی رات

9۔سحر کا وقت

10۔اذان کے وقت

11۔اذان اور اقامت کا درمیانی وقت

12۔میدان جنگ میں صف باندھتے وقت

13۔عین جنگ کے وقت

14۔فرض نمازوں کے بعد

15۔تلاوت قرآن کے بعد

16۔ختم قرآن کے بعد (ستر ہزار فرشتوں کا نزول ہوتا ہے)

17۔زم زم شریف پیتے وقت (ہر ہر گھونٹ پر دعا مانگیں، دعا قبول ہوتی ہے)

18۔میت کے پاس حاضر ہوتے وقت

19۔مرغ جب اذان دے

20۔اجتماعی دعا

21۔ذکر کی مجلسوں میں

22۔میت کی آنکھ بند کرتے وقت

23۔بارش کے وقت

24۔کعبہ پر نظر پڑتے وقت (جب بھی کعبۃ اللہ پر نظر پڑے، دعا مانگیں)

25۔دعا کے اول وآخر سرکارا عظم ﷺ پر درود پڑھے

26۔ملتزم پر

27۔حجر اسود پر

28۔مقام ابراہیم پر

29۔مستجاب پر

30۔ولادت گاہ رسول ﷺ پر

31۔مسجد نبوی شریف میں

32۔مواجہ اقدس پر (سنہری جالیوں پر)

33۔انبیاء کرام علیہم السلام کے وسیلہ سے دعا مانگنا

34۔رسول پاک ﷺ کے وسیلہ سے دعا مانگنا

35۔صالحین کے وسیلہ سے دعا مانگنا

محترم حضرات! یہ وہ بابرکت مقامات ہیں جہاں رب تعالیٰ اپنے بندوں کی دعاؤں کو خاص قبول فرماتا ہے۔کبھی بھی زندگی میں ایسے مواقع آئیں تو ان مواقعوں پر خوب دعائیں مانگیں۔شیطان بہت سستی دلائے گا مگر آپ نے چست رہنا ہے کیونکہ شیطان نہیں چاہتا کہ آپ کی دعائیں قبول ہوں۔اب آپ کی خدمت میں ان ہستیوں کا ذکر کروں گا جن کی دعائیں رد نہیں ہوتیں۔

☆مستجاب الدعوات لوگ کون ہیں؟

مستجاب الدعوات ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جن کی دعائیں مقبول ہوتی ہیں۔ ہوسکے تو ہمیں ان لوگوں سے دعا کروانی چاہیئے۔ وہ خوش نصیب کون ہیں، سماعت فرمایئے۔

1۔صالحین کی دعا

2۔مصیبت زدہ اور مجبور حال کی دعا

3۔مظلوم کی دعا اور بددعا

4۔والد کی دعا اولاد کے حق میں

5۔عادل (انصاف کرنے والے) کی دعا

6۔مسافر کی دعا

7۔والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے کی دعا

8۔روزہ دار کی دعا (افطار کے وقت)

9۔مسلمان کی دعا اپنے مسلمان بھائی کے لئے اس کے پیٹھ پیچھے

10۔تہجد پڑھنے والے کی دعا

11۔حاجی کی دعا جب تک واپس گھر نہ لوٹے

12۔عمرہ کرنے والے کی دعا

13۔غازی (راہ خدا کا مجاہد) کی دعا

14۔مریض کی دعا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مستجاب الدعوات بنادے اور ہم سب کو آزمائشوں سے محفوظ فرمائے۔آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

بدمذہبوں سے رشتے

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّابَعْدُفَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَادُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْا اٰبَآءَھُمْ اَوْ اَبْنَآءَھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ مجادلہ سے آیت نمبر 22 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا

فرمائے۔

نبی پاک ﷺ کی تشریف آوری دنیا میں کیا ہوئی، پوری دنیا میں محبت، امن اور بھائی چارگی کی فضا قائم ہوگئی۔ جو عرب کے باشندے ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے۔خون کے پیاسے تھے، انہیں کونین کے تاجدار ﷺ نے ایک دوسرے پر جان لٹانے والا بنادیا۔مہاجر و انصار کو بھائی بھائی بنادیا۔ دنیا میں ان کی بھائی چارگی اور ایثار کی مثالیں دی جانے لگیں۔

نبی پاک ﷺ نے جس طرح مسلمانوں کو آپس میں محبت، امن، بھائی چارگی، اخوت، صلہ رحمی اور نرمی کی تعلیمات دیں، وہیں دشمنان اسلام، کفار و مشرکین، یہود ونصاریٰ اور بدمذہبوں کے سامنے سخت رہنے کا حکم دیا اور قرآن مجید سورۂ فتح کی آیت نمبر 29 میں اصحاب رسول کی دو خصوصیات کا ذکر کیا گیا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ

ترجمہ: کافروں پر سخت آپس میں رحم دل

ایک اور مقام پر قرآن مجید سورۂ مجادلہ کی آیت نمبر 22 میں ارشاد ہوتا ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَادُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ

ترجمہ: تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی۔ اگر چہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور پچھلے دن پر ایمان رکھنے والا کبھی بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کے مخالفین سے دوستی نہیں رکھے گا۔ اس کی محبت بھی اللہ اور رسول کے لئے اور کسی سے نفرت رکھے گا تو بھی اللہ اور رسول کے لئے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان اس آیت کی زندہ تفسیر تھے، انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کے مخالفین سے ایسی سختی کا مظاہرہ کیا کہ اپنی رشتہ داریاں حتیٰ کہ خونی رشتوں کو بھی محبت رسول پر قربان کر دیا جس کا نظارہ میدان بدر میں دیکھنے میں آیا۔ میدان بدر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عبدالرحمن کے مقابلے میں تلوار لئے کھڑے تھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ

عنہ اپنے باپ عتبہ کے سامنے تلوار لئے کھڑے تھے۔ ماموں کے سامنے بھانجا تلوار لئے کھڑا تھا۔ چچا کے سامنے بھتیجا تلوار لئے کھڑا تھا۔ آخر کیا وجہ تھی کہ خونی رشتے بھلا دیئے اور ایک دوسرے کے مقابلے میں آ گئے؟

اس سوال کا جواب حفیظ جالندھری اپنے کلام میں دیتا ہے

محمد ﷺ کی محبت خون کے رشتوں سے بالاتر ہے
یہ رشتہ دنیاوی قانون کے رشتوں سے بالاتر ہے
محمد ﷺ ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر، مادر برادر مال و جان اولاد سے پیارا

ان صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ ایمان تھا کہ جب تک حضور ﷺ کی محبت ہمیں اپنی جان، مال، والدین اور اولاد سے بڑھ کر نہ ہو جائے۔ ہم اس وقت تک کامل مومن نہیں بن سکتے۔ محبت رسول دین حق کی شرط اول ہے۔ اس بات کو حفیظ جالندھری یوں قلمبند کرتا ہے۔

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
محمد ﷺ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

محمد ﷺ کی محبت آن ملت شان ملت ہے
محمد ﷺ کی محبت روح ملت جان ملت ہے
سما سکتی ہے کیوں کر حُبِّ دنیا کی ہوا دل میں
بسا ہو جبکہ نقش حُبِّ محبوب خدا دل میں

معلوم ہوا کہ محبت رکھیں تو اللہ تعالیٰ کے لئے اور نفرت رکھیں تو بھی اللہ تعالیٰ کے لئے رکھیں اور پھر اس پر قیامت کے دن انعام بھی بہت بڑا ہے۔ چنانچہ حدیث پاک سماعت فرمائیے۔

حدیث شریف =

ابوداؤد شریف کتاب الاجارۃ میں حدیث نمبر 3527 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں کہ وہ نہ انبیاء ہیں اور نہ شہداء۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کا ایسا مرتبہ ہوگا کہ قیامت کے دن انبیاء اور شہداء ان پر رشک کریں گے لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ! ارشاد فرمائیے یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو محض اللہ تعالیٰ کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہیں۔

اس حدیث پاک سے ان لوگوں کا بھی نظریہ باطل ہوا جو یہ کہتے پھرتے ہیں محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں۔ حدیث شریف میں واضح فرمادیا

گیا کہ محبت بھی اللہ کے لئے اور بغض بھی اللہ کے لئے۔

اب بھی اگر کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کے مخالفین سے دوستی کرے گا تو اس کے لئے بھی سخت وعید ہے چنانچہ سورۂ مائدہ آیت نمبر 51 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

القرآن: وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ اِنَّ اللهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۞

ترجمہ: اور تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے بے شک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا۔

تفسیر: اس آیت کے تحت تفسیرِ مدارک میں ہے کہ اس آیت میں بہت شدت وتاکید ہے۔ مسلمانوں کا یہود ونصاریٰ اور ہر مخالف دین اسلام سے علیحدہ اور جدا رہنا واجب ہے۔

معلوم ہوا کہ یہود ونصاریٰ، کفار ومشرکین اور دین اسلام کا ہر مخالف گروہ چاہے وہ مسلمانوں میں سے ہو یا غیر مسلموں میں سے ان سے علیحدہ اور جدا رہنا چاہئے۔ اب اس ضمن میں آپ کی خدمت میں چند احادیث پیش کرتا ہوں۔

☆ بدمذہبوں سے ترش روئی کرو:

حدیث شریف = تاریخ مدینہ دمشق جلد نمبر 43 مطبوعہ دار الفکر بیروت میں یہ حدیث پاک نقل ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جب تم کسی بدمذہب کو دیکھو تو اس کے روبرو اس سے ترش روئی کرو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ بدمذہب کو دشمن رکھتا ہے۔ ان میں کوئی پل صراط سے گزر نہ پائے گا بلکہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر آگ میں گر پڑیں گے جیسے ٹڈی اور مکھیاں گرتی ہیں۔

☆ بدمذہبوں سے دور رہو:

حدیث شریف = صحیح مسلم کتاب المقدمہ میں حدیث شریف نقل ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول محتشم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان (بدمذہبوں) سے الگ رہو، انہیں اپنے سے دور رکھو، کہیں وہ تمہیں بہکا نہ دیں، وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔

حدیث شریف = مسلم شریف میں حدیث نمبر 7 نقل ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: آخری زمانہ میں جھوٹے دجال ہوں گے جو تمہارے پاس وہ باتیں لائیں گے جو نہ تم نے سنیں، نہ تمہارے باپ داداؤں نے، ان کو اپنے اور اپنے کو ان سے دور رکھو، وہ

تمہیں گمراہ نہ کردیں، فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

یاد رہے کہ بدمذہبوں کی محفل میں جانا اور ان کی تقریر سننا ناجائز وحرام اور اپنے آپ کو بدمذہبی و گمراہی پر پیش کرنے والا کام ہے۔ ان کی تقاریر آیات قرآنیہ پر مشتمل ہوں، خواہ احادیث مبارکہ پر، اچھی باتیں چننے کا زعم رکھ کر بھی انہیں سننا ہرگز جائز نہیں۔ کیونکہ بدمذہب شخص اپنی تقریر قرآن وحدیث کی شرح ووضاحت کی آڑ میں ضرور کچھ باتیں اپنی بدمذہبی اور گمراہی کو بھی ملا دیا کرتے ہیں۔

ہمارے اسلاف اپنے ایمان کے بارے میں بے حد محتاط ہوا کرتے تھے۔ وہ مضبوط عقیدے والے ہونے کے باوجود بدمذہبوں کی بات سننا گوارا نہ کرتے تھے چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگرد حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کو راستہ میں ایک بدمذہب ملا۔ کہا، کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: میں سننا نہیں چاہتا۔ عرض کی، ایک کلمہ سن لیں۔ آپ نے اپنا انگوٹھا چھنگلیا کے سرے پر رکھ کر فرمایا۔ آدھا لفظ بھی نہیں سنوں گا۔ لوگوں نے عرض کی، اس کا کیا سبب ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ ان میں سے ہے یعنی گمراہوں میں سے ہے۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے شاگرد خاص حضرت امام محمد بن سیرین علیہ الرحمہ کے ساتھ پیش آیا۔ ایک مرتبہ آپ

کے پاس دو بدمذہب آئے، عرض کی: کچھ آیات قرآنیہ آپ کو سنائیں، فرمایا: میں سننا نہیں چاہتا۔ عرض کی کچھ رسول اللہ ﷺ کی احادیث سن لیں۔ آپ نے فرمایا میں سننا نہیں چاہتا۔ بدمذہبوں نے اصرار کیا تو آپ نے فرمایا: تم دونوں اٹھ جاؤ یا میں اٹھ جاتا ہوں۔ آخر وہ ذلیل وخوار ہو کر چلے گئے۔ لوگوں نے عرض کی۔ اے امام! کیا حرج تھا اگر کچھ آیات یا احادیث سناتے؟ فرمایا: میں نے خوف کیا کہ وہ آیات واحادیث کے ساتھ اپنی کچھ تاویل لگائیں اور وہ میرے دل میں رہ جائے تو ہلاک ہو جاؤں۔

پھر فرمایا ''آئمہ کو تو یہ خوف اور اب عوام کو یہ جرات ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ...... دیکھو امان کی راہ وہی ہے جو تمہیں تمہارے نبی ﷺ نے بتائی۔ ان (بدمذہبوں) سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور کرو، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں، کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ دیکھو! نجات کی راہ وہی ہے جو تمہارے رب نے بتائی۔

☆ بدمذہبوں سے دوستی بھی نہ رکھو:

حدیث شریف = ابو داؤد شریف میں حدیث نمبر 1405 نقل ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

نہ کسی کو مصاحب بناؤ (دوست بناؤ) مگر مومن کو اور نہ کسی کے ساتھ کھانا کھاؤ مگر پرہیزگار کے۔

حدیث شریف = ابو داؤد شریف میں حدیث نمبر 1406 نقل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے لہذا تم دیکھ لیا کرو کہ کس کو دوست بنا رہے ہو۔

محترم حضرات! اس حدیث پاک سے ان لوگوں کو غور کرنا چاہئے جو یہ کہتے پھرتے ہیں کہ یار کی یاری سے کام، یار کی کرنی سے کیا کام۔ یاد رکھئے یہی دوستی کئی مرتبہ ایمان کا نقصان کروا دیتی ہے۔ آج ایسے ہزاروں لوگ معاشرے میں موجود ہیں جو صرف اور صرف بدمذہبوں سے دوستی رکھنے کی وجہ سے اپنے ایمان کو کھو بیٹھے، بدعقیدہ ہو گئے، اگلی حدیث میں بہت بڑے نقصان کی نشاندہی فرمائی گئی۔

حدیث شریف = امام ابو داؤد شریف اور امام نسائی سے نسائی میں اس حدیث پاک کو نقل کیا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ برا ہمنشین بدمذہب و بے دین دھونکنی دھونکنے والے کی مانند ہے۔ اگر تجھے اس کی سیاہی نہ بھی پہنچے تو دھواں ضرور پہنچے گا۔

محترم حضرات! ان احادیث کو آپ نے سماعت فرمایا: کس قدر تباہی و بربادی ہے بدمذہبوں اور بدعقیدہ سے دوستی رکھنے میں۔ ہمارا دوست صرف وہی ہونا چاہیے جو نبی پاک ﷺ کا سچا عاشق، صحابہ کرام علیہم الرضوان و اہلبیت اطہار کا سچا عاشق اور اولیاء اللہ کا ماننے والا ہو۔

☆ بدمذہبوں سے تعلقات بھی نہ رکھو:

حدیث شریف = کنزالعمال شریف گیارہویں جلد صفحہ نمبر 237 پر حدیث نمبر 32539 نقل ہے کہ نبی پاک ﷺ نے (بدمذہبوں کے متعلق) ارشاد فرمایا: فَلَا تُجَالِسُوْهُمْ (یعنی ان کے پاس مت بیٹھنا) وَلَا تُوَاكِلُوْهُمْ یعنی ان کے ساتھ کھانا مت کھانا، وَلَا تُشَارِبُوْهُمْ یعنی ان کے ساتھ پانی مت پینا، وَلَا تُنَاكِحُوْهُمْ ان کے ساتھ نکاح مت کرنا، وَاِذَا مَرَضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ وہ بیمار پڑیں تو عیادت کو مت جانا، وَلَا تُصَلُّوْا مَعَهُمْ یعنی ان کے ساتھ نماز مت پڑھنا، وَاِذَا مَاتُوْا فَلَا تَشْهَدُ وْهُمْ وہ مرجائیں تو ان کے جنازے پر مت جانا، وَلَا تُصَلُّوْا عَلَيْهِمْ یعنی اوران پر نماز مت پڑھنا۔

محترم حضرات! آپ نے مکمل حدیث پاک سنی اس میں بدمذہبوں کے ساتھ نماز پڑھنے، جنازے میں جانے اور نماز جنازہ پڑھنے سے منع کیا گیا لہذا

معلوم ہوا کہ یہ بدمذہب کلمہ پڑھنے والے، نماز پڑھنے والے نام نہاد مسلمان ہوں گے، مگر ان کے عقائد و نظریات اسلام مخالف ہوں گے۔

ایک بات نبی پاک ﷺ نے یہ بھی فرمائی: **وَلَا تُنَاكِحُوْهُمْ** ......یعنی بدمذہبوں کے ساتھ نکاح مت کرو۔ معلوم ہوا کہ بدمذہبوں کو نہ اپنی بیٹی دی جائے اور نہ ہی ان کی بیٹی لی جائے۔ بدمذہبوں کو بیٹی دینے کے متعلق سرور کائنات ﷺ نے دل ہلانے دینے والا حکم ارشاد فرمایا۔ چنانچہ حدیث پاک سماعت کریں۔

حدیث شریف: سنن ابن ماجہ ابواب النکاح میں یہ حدیث نقل ہے سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں کسی کو یہ پسند ہے کہ اس کی بیٹی یا بہن کسی کتے کے نیچے بچھے! تم اسے برا جانو گے۔

محترم حضرات! بدمذہبوں کو اپنی بیٹیاں دینا یا ان کی بیٹیاں لینا سخت منع ہے۔ اس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے نسلیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ جتنی اولاد ہوتی ہے، وہ سب بدمذہب بن جاتی ہے لہذا کوشش کریں جب بھی آپ کی بیٹی کا رشتہ آئے تنخواہ، عمر، تعلیم کے ساتھ ساتھ عقیدہ بھی ضرور پوچھئے، حکمت عملی یہ رکھیں کہ تنخواہ، عمر اور تعلیم پوچھتے پوچھتے اچانک یہ کہہ دیں کہ کیا میلاد میں آپ کا آنا جانا ہوتا ہے؟ بس میلاد کا نام سن کر چہرہ کِھل اٹھے تو سمجھ جایئے گا کہ یہ خوش

عقیدہ اور اگر چہرہ مرجھا جائے تو سمجھا یئے گا کہ بدمذہب ہے۔مگر افسوس کہ ہم لڑکے سے عمر، تنخواہ اور تعلیم تو پوچھتے ہیں مگر بنیادی چیز اس کا عقیدہ نہیں پوچھتے۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے۔

جب بدمذہبوں کے ساتھ کھانے، پینے، نکاح کرنے، ان کی عیادت کرنے، ان کے ساتھ نماز پڑھنے اور ان پر نماز پڑھنے سے نبی پاک ﷺ نے منع فرمادیا تو پھر ان کے پیچھے کیسے نماز ہوسکتی ہے۔ اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ نماز اللہ تعالیٰ کے لئے، رکوع وسجود اللہ تعالیٰ کے لئے کئے جاتے ہیں تو پھر بدمذہبوں کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اس کا سیدھا سا جواب یہ ہے کہ بے شک نماز، رکوع اور سجود سب رب تعالیٰ کے لئے ہیں مگر باجماعت نماز میں ہم یہ الفاظ ادا کرکے کہ ''پیچھے اس امام کے'' اپنی نماز امام کے سپرد کردیتے ہیں۔ اب آپ خود فیصلہ کرلیں کہ کوئی عقلمند بے ادب، گستاخ اور بدمذہب امام کے سپرد اپنی نمازیں کرے گا؟

☆ بدمذہبوں کو سلام بھی مت کرو:

حدیث شریف = ابن ماجہ میں حدیث نمبر 92 نقل ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَاِنۡ لَقِیۡتُمُوۡهُمۡ فَلَا تُسَلِّمُوۡا عَلَیۡهِمۡ

یعنی اور جب ان (بدمذہبوں) سے ملو تو ان کو سلام نہ کرو۔

☆ بدمذہبوں کی تعظیم بھی مت کرو:

حدیث شریف = امام طبرانی علیہ الرحمہ معجم الکبیر میں اور امام ابونعیم علیہ الرحمہ حلیہ میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا جو کسی بدمذہب اور بدعتی کی تعظیم کرے، اس نے اسلام کو ڈھانے میں مدد کی۔

☆ بدمذہبوں سے بغض رکھنے پر انعام:

فتاویٰ رضویہ جلد 6 صفحہ نمبر 104 پر امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ غنیۃ الطالبین کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جو کسی بدعتی و بدمذہب سے محبت رکھے تو اس کے عمل (خبط) و ضائع ہو جائیں گے اور ایمان کا نور اس کے دل سے نکل جائے گا اور جب اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی بندے کو جانے کہ وہ بدمذہب سے بغض رکھتا ہے تو مجھے امید ہے کہ اسی کے سبب رب تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے۔ اگرچہ اس کے عمل تھوڑے ہی ہوں اور کسی بدمذہب کو راہ میں آتا دیکھو تو تم دوسرا راستہ اختیار کرلو۔

☆بد مذہبوں کی عبادت نا مقبول:

حدیث شریف = ابن ماجہ میں حدیث پاک نقل ہے۔حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بد مذہبوں کی نہ نماز قبول کرتا ہے، نہ روزہ، نہ زکوٰۃ، نہ حج، نہ عمرہ، نہ نفل اور نہ فرض۔ یہ اسلام سے ایسے نکل جاتے ہیں، جیسے گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔

☆بد مذہب اور بد عقیدہ کون ہیں؟

اہلسنت کے سوا تمام ہی فرقے بد مذہب اور بد عقیدہ ہیں۔آپ خود ہی ان فرقوں کا جائزہ لیں تو یہ نتیجہ سامنے آئے گا کہ کوئی فرقہ نبی کریم ﷺ کی شان میں بے ادبی کرتا نظر آئے گا۔کوئی صحابہ کرام علیہم الرضوان کو گالیاں دیتا نظر آئے گا۔ کوئی اہلبیت اطہار کے لئے اپنے دل میں بغض لئے نظر آئے گا اور حسینیت کے مقابلے میں یزیدیت کو فوقیت دیتا نظر آئے گا۔کوئی ائمہ اربعہ امام اعظم ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد ان حنبل رحمہم اللہ کی مخالفت کرتا نظر آئے گا۔ کوئی ختم نبوت کا منکر نظر آئے گا۔کوئی حدیث کا منکر نظر آئے گا اور کوئی اپنی نیچر کے مطابق دین کو چلا رہا ہوگا، ہمیں ان سب سے دور بھاگنا ہے۔ان کی صحبت، ان کی دوستی، ان کی تبلیغ، ان کی میٹھی میٹھی باتیں ہمارے لئے زہر قاتل ہیں۔

☆اپنی باری میں سختی:

ہمارا حال یہ ہے کہ اگر کوئی ہماری مخالفت کرے، ہمارے متعلق غلط باتیں کرے، ہم پر عیب لگائے تو ہم اتنے سخت ہوجاتے ہیں کہ اس کی طرف دیکھتے بھی نہیں ہیں، ملاقات تو دور کی بات ہے مگر جب نبی پاک ﷺ کے بے ادبوں کی بات آتی ہے، جب گستاخ صحابہ کی بات آتی ہے، گستاخ اولیاء کی بات آتی ہے تو ان کے لئے بڑے نرم بن جاتے ہیں۔ ان سے ہنستے ہوئے، کھلکھلاتے ہوئے گفتگو کررہے ہوتے ہیں حتیٰ کہ ہاتھ ملانے کے ساتھ ساتھ گلے ملنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ افسوس ہے ہم پر اپنی باری میں اپنی ذات کے متعلق اتنی سختی اور بدمذہبوں کے متعلق اتنا نرم گوشہ، کیا یہ ایمانی کمزوری نہیں ہے؟

مشہور مثل ہے دشمن، دشمن ہوتا ہے۔ دشمن کا دوست بھی دشمن ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ بدمذہب تو دین کے دشمن ہیں، ان کے دوست بھی دین کے دشمن ہیں۔ بس صرف اتنا سمجھ لیں کہ جو نبی پاک ﷺ کا وفادار نہیں، جو صحابہ کرام کا وفادار نہیں، جو اہلبیت اطہار کا وفادار نہیں، جو ائمہ اربعہ کا وفادار نہیں، جو اولیاء اللہ کا وفادار نہیں، وہ کبھی ہمارا وفادار، ہمارا خیر خواہ اور ہمارا دوست نہیں ہوسکتا۔

مولانا حسن رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

اپنا عزیز وہ ہے جسے تو عزیز ہے
ہم کو ہے وہ پسند، جسے آئے تو پسند

مطلب یہ کہ اپنا عزیز وہ ہے جس کے دل میں سرکار کریم ﷺ کی محبت ہے اور ہماری پسند وہ ہے جو نبی پاک ﷺ کو کائنات کی ہر شے سے زیادہ پسندیدہ رکھتا ہو اور جو ایسا نہیں اس کو اپنے دل سے جدا کردے۔ چاہے وہ ہمارا کتنا ہی قریبی رشتہ دار ہو۔

نبی سے جو ہو بے گانہ اسے دل سے جدا کردے
پدر، مادر، برادر جان و مال ان پر فدا کردے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بدمذہبوں کی صحبت سے محفوظ فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

رحمت خداوندی
کی وسعت

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِهِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ زمر سے آیت نمبر 53 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام

مسلمانوں کوحق کوسن کر اسے قبول کرنے اور اس پرعمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ ہی کی ذات عبادت کے لائق ہے۔ساری کائنات کا پیدا کرنے والا، ہر ہر شے کو بنانے والا ہر جاندار کورزق دینے والا صرف اورصرف اللہ تعالیٰ ہے۔اس کریم پروردگار نے جو انسان پیدا کئے، ان میں دو گروہ ہوئے۔ایک گروہ اس کا ماننے والا اور ایک گروہ اس کا انکار کرنے والا۔ماننے والوں میں بھی دو گروہ ہیں۔ایک نافرمان اور ایک فرمانبردار۔فرمانبرداروں کے لئے جنت پیدا فرمائی اور نافرمانوں کے لئے دوزخ کو تخلیق کیا۔نافرمانوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دردناک عذاب سے ڈرایا اور اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم دیا۔قرآنی آیات اور احادیث رسول اس سے مالا مال ہیں۔ہم جب قرآن مجید اور احادیث رسول پڑھتے ہیں تو ان میں کہیں بھی نافرمانوں کو مایوس نہیں کیا گیا بلکہ وسیع رحمت کے ذریعے نافرمانیوں کی معافی کی خوشخبریاں سنائی گئی ہیں۔اس سے بڑھ کر اور کیا بات ہوگی کہ جب اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا فرمایا تو عرش پر یہ عبارت تحریر فرمائی ''میری رحمت میرے غضب پر حاوی ہے'' سبحان اللہ۔اس عبارت سے معلوم ہے کہ کریم کے در پر نافرمان، گنہگار، عصیاں شعار بندے آ کر معافی طلب کریں تو انہیں خالی نہیں لوٹایا جاتا۔اللہ تعالیٰ ان کے تمام جرم و

قصور کو معاف فرما دیتا ہے جو آیت میں نے خطبہ میں تلاوت کی، اس کا شان نزول جامع البیان میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

جامع البیان مطبوعہ دارالفکر بیروت میں حدیث نمبر 23243 نقل ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بعض مشرکین نے نہایت زیادہ قتل کئے تھے اور بہت زنا کئے تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا آپ ہمیں جس دین کی دعوت دے رہے ہیں، وہ بہت خوب ہے، کاش! آپ ہمیں یہ بتائیے کہ ہماری بداعمالیوں کا کوئی کفارہ ہے؟ تب یہ آیت نازل ہوئی۔ چنانچہ سورۂ زمر آیت نمبر 53 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

ترجمہ: آپ کہئے اے میرے وہ بندو جو (گناہ کرکے) اپنی جانوں پر زیادتی کرچکے ہو، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بے شک اللہ تمام گناہوں کو بخش

دے گا۔ بے شک وہی بہت بخشنے والا، بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

☆آیت مغفرت کے مقابل کوئی چیز نہیں:

حدیث شریف = مسند امام احمد ابن حنبل جلد 37 میں حدیث نمبر 22362 ہے۔حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول پاک ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر مجھے اس آیت (سورۂ زمر کی آیت 53) کے بدلے میں دنیا اور مافیہا (دنیا اور جو کچھ اس میں ہے) بھی مل جائے تو مجھے پسند نہیں۔

☆مغفرت کی بشارت:

مسند امام احمد ابن حنبل جلد 4 صفحہ نمبر 385 پر نقل ہے۔حضرت عمر بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے پاس ایک بہت بوڑھا شخص آیا جو ایک لاٹھی کے سہارے آیا تھا؟ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے بہت عہد شکنیاں کی ہیں اور بہت گناہ کئے ہیں۔کیا میری مغفرت ہو جائے گی؟ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تو رب کی وحدانیت اور میری رسالت کی گواہی دیتا ہے؟ ہاں فرمایا بخش دیا گیا۔

☆رحمت خداوندی کی وسعت:

حدیث شریف = کنز العمال شریف میں حدیث نمبر 10400 نقل ہے۔

سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں، ننانوے رحمتیں اس نے قیامت کے لئے رکھی ہیں اور دنیا میں فقط ایک رحمت ظاہر فرمائی ہے۔ ساری مخلوق کے دل اسی ایک رحمت کے باعث رحیم ہیں۔ ماں کی شفقت و محبت اپنے بچوں پر اور جانوروں کی اپنے بچے پر مامتا اسی رحمت کے باعث ہے۔ قیامت کے دن ان ننانوے رحمتوں کے ساتھ اس ایک رحمت کو جمع کر کے مخلوق پر تقسیم کیا جائے گا اور ہر رحمت آسمان و زمین کے طبقات کے برابر ہوگی اور اس روز سوائے ازلی بدبخت کے اور کوئی تباہ نہیں ہوگا۔

حال عاصی کا بے حد برا ہے
تیری رحمت کا بس آسرا ہے
اپنے عفو و کرم و عطا کی
میرے مولا تو خیرات دے دے

☆ماں سے زیادہ مہربان:

اولاد کو معمولی سی تکلیف پہنچے، ماں کو یہ گوارا نہیں ہوتا۔ اولاد کی خوشیوں پر اپنی خوشیاں قربان کرنے والی کوئی ہستی ہے تو وہ ماں ہے، یہ سب محبت کی وجہ سے ہے۔ کیا ماں سے بڑھ کر ہم سے کوئی محبت کرنے والا ہے۔ کوئی ایسی بھی

ذات ہے جو ماں سے زیادہ مہربان ہے؟ ہاں ہے حدیث شریف سماعت فرمایئے۔

حدیث شریف = مسلم شریف میں حدیث نمبر 2754 ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جتنا ماں اپنے بچوں پر شفقت کرتی ہے۔حق تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے کہیں زیادہ مہربان ہے۔

☆بخشش کے پروانے:

حدیث شریف = بخاری شریف میں حدیث نمبر 2441 نقل ہے۔روز محشر کسی سے تو اس طرح حساب لیا جائے گا کہ خفیہ اس سے پوچھا جائے گا، تو نے یہ کیا اور یہ کیا؟ عرض کرے گا، ہاں اے رب! یہاں تک کہ تمام گناہوں کا اقرار لے لے گا...... اب یہ اپنے دل میں سمجھے گا کہ اب گئے (یعنی پھنس گیا) رب تعالیٰ فرمائے گا کہ ہم نے دنیا میں تیرے عیب چھپائے اور اب (تجھے) بخشتے ہیں۔

☆کلمہ شہادت کی برکت سے بخشا گیا:

حدیث شریف = ترمذی شریف میں حدیث نمبر 2648 نقل ہے۔اس اُمّت میں وہ شخص بھی ہوگا، جس کے ننانوے دفتر گناہوں کے ہوں گے اور ہر دفتر

اتنا ہوگا جہاں تک نگاہ پہنچے، وہ سب کھولے جائیں گے۔ رب تعالیٰ فرمائے گا۔ ان میں سے کسی امر کا تجھے انکار تو نہیں ہے؟

میرے فرشتے کراماً کاتبین نے تجھ پر ظلم تو نہیں کیا؟ عرض کرے گا، نہیں اے رب جل جلالہ! رب تعالیٰ فرمائے گا: ہاں تیری ایک نیکی ہمارے حضور میں ہے اور آج تجھ پر ظلم نہیں ہوگا۔ اس وقت ایک پرچہ جس میں اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ لکھا ہوگا، نکالا جائے گا اور حکم ہوگا: جا تلوا! عرض کرے گا: اے مولا! یہ پرچہ ان گناہوں (کے ننانوے) دفتروں کے سامنے کیا ہے؟ رب تعالیٰ فرمائے گا: تجھ پر ظلم نہ ہوگا، پھر ایک پلڑے پر یہ سب دفتر رکھے جائیں گے اور پلڑے میں ایک پرچہ رکھا جائے گا، وہ پرچہ ان گناہوں کے دفتر سے بھاری ہوجائے گا۔

☆ درود پاک والا پرچہ:

موسوعۃ ابنِ ابی دنیا جلد اول صفحہ نمبر 19 پر حدیث نمبر 97 نقل ہے کہ میزان پر ایک شخص کے نامۂ اعمال تل رہے ہوں گے، نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہوگا۔ وہ نہایت پریشان ہوگا۔ نہایت ہی رنج والم کے عالم میں ادھر ادھر گھوم رہا ہوگا۔ اتنے میں ایک نورانی چہرہ والے بزرگ تشریف لائیں گے اور اپنے پاس سے

ایک پرچہ نکال کر نیکیوں کے پلڑے میں ڈال دیں گے، جس کی وجہ سے وہ نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ یہ دیکھ کر وہ شخص ان بزرگ کا دامن پکڑ کر پوچھے گا، آپ کون ہیں؟ یہ سن کر وہ بزرگ فرمائیں گے کہ کیا تو مجھے نہیں پہچانتا۔ میں تیرا نبی ہوں۔ دنیا میں تو نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھا تھا۔ وہ میرے پاس امانت تھا۔ آج وہ درود میں نے پرچے کی صورت میں تیری نیکیوں کے پلڑے میں رکھ دیا۔

محترم حضرات! ایک درود پاک نے اس پریشان حال شخص کی نیکیوں کے پلڑے کو بھاری کر دیا۔ اگر ہم ہمہ وقت تاجدار کائنات ﷺ پر درود پاک پڑھیں تو پھر قیامت کے دن ہم پر حضور ﷺ کی خاص نگاہ رحمت ہوگی۔

اور تو کچھ نہیں دامن میں درودوں کے سوا
لیکن محشر میں یہی حسن عمل جائیں گے

☆ایک نیکی لے جا اور جنت میں چلا جا:

روز محشر ایسے دو اشخاص کے نامۂ اعمال تولے جائیں گے۔ ان میں سے ایک شخص کو جنت میں جانے کے لئے ایک نیکی درکار ہوگی اور دوسرے کے پاس گناہوں کا انبار اور نیکی صرف اور صرف ایک ہوگی۔ دونوں پریشان ہوں گے۔

اتنے میں جس کے پاس ایک نیکی ہوگی، وہ اٹھ کر اس شخص کے پاس جائے گا جس کو ایک نیکی کی ضرورت ہوگی، اس کے پاس جا کر اس سے کہے گا کہ اے بھائی! دیکھ میرے اوپر تو گناہوں کا انبار ہے۔ میں تو جنت میں جا ہی نہیں سکتا۔ ایک کام کر، میری ایک نیکی تو لے لے اور اپنے لئے نجات کا سامان کر۔ یہ سن کر وہ شخص کہے گا کہ یہ فیصلہ رب تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا ایسا کیا جا سکتا ہے؟ دونوں بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوکر اپنا مدعا عرض کریں گے۔ رب کریم ان کا مدعا سننے کے بعد فرمائے گا کہ بندہ ہوکر بندے پر اتنا مہربان، میں تو رحمن ہوں، میں تو رحیم ہوں، اتنے میں رب تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئے گی۔ حکم ہوگا فرشتو! دونوں کو جنت میں داخل کردو۔

☆ دوزخ میں جانے کا حکم تو مڑ مڑ کر دیکھے گا:

روز محشر ایک گناہگار کو رب کریم دوزخ کا حکم دے گا، وہ دوزخ کی طرف کچھ قدم بڑھے گا پھر مڑ کر دیکھے گا پھر کچھ قدم آگے بڑھے گا اور مڑ کر دیکھے گا۔ کئی مرتبہ یہ عمل کرے گا۔ رب تعالیٰ سب کچھ جانتے ہوئے اسے طلب فرمائے گا اور پوچھے گا، ایسا عمل کیوں کر رہا ہے؟ وہ عرض کرے گا مولا! میں نے تیری رحمت کی وسعت کے متعلق سنا ہوا ہے کہ تو اپنے بندوں کو اپنی رحمت سے بخش دیتا ہے۔

تیرے رحم وکرم کے بڑے چرچے ہیں۔میں مڑمڑ کراس لئے دیکھ رہا ہوں کہ مجھ پربھی کرم ہوجائے۔بس وہ شخص یہ کہے گا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئے گی اورارشاد ہوگا۔ہم نے اسے بخش دیا۔

☆دوڑتا ہوا دوزخ کی طرف:

روزمحشر ایک گناہگار شخص کودوزخ میں جانے کا حکم دیا جائے گا۔وہ حکم پاتے ہی دوڑتا ہوا دوزخ کی طرف بڑھے گا۔رب کریم اس کو اپنی بارگاہ میں دوبارہ طلب فرمائے گا اور پوچھے گا بندے!دوزخ تو ہمارے عذاب سے ہے۔دوزخ کا حکم پاکر دوڑتا ہوا کیوں جارہا تھا؟وہ عرض کرے گا۔مولا! جب تونے مجھے دوزخ کا حکم دیا توسخت پریشان ہوگیا مگر دل نے کہا کہ اے شخص! تونے آج تک رب تعالیٰ کے کسی حکم پر عمل نہیں کیا۔آج حکم عدولی مت کرنا۔لہذا میں نے تیرے حکم کوجلد از جلد پورا کرنے کی نیت سے دوزخ کی طرف دوڑتا جارہا تھا۔ اتنے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئے گی۔ارشاد ہوگا فرشتو! میرے اس بندے کومیری رحمت سے جنت میں داخل کردو۔

☆ہرشخص اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جنت میں جائے گا:

حدیث شریف = مسلم شریف میں حدیث نمبر 6984 نقل ہے۔حضرت

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی بھی شخص کو اس کا عمل جنت میں نہیں لے جائے گا۔ عرض کی گئی۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کو بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے بھی نہیں۔ البتہ میرا پروردگار مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لے گا۔

اس حدیث پاک سے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے جو لوگ اپنی نمازوں، روزوں، تبلیغوں اور صدقات وخیرات پر فخر کرتے ہیں۔ میری مراد یہ نہیں کہ عبادات نہ کی جائیں اور رحمت پر نظر رکھی جائے بلکہ میری مراد یہ ہے کہ عبادات فرائض وواجبات ضرور ادا کریں مگر بھروسہ، اللہ تعالیٰ ہی کی رحمت پر رکھا جائے۔ یہ وہی رحمت ہے جس کے سبب ہر مسلمان جنت میں داخل ہوگا۔ ہر مسلمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ہر معاملے میں ڈرتا رہے۔ کسی گناہ کو چھوٹا نہ سمجھے۔ رب تعالیٰ کا خوف اپنے اوپر طاری رکھے۔ اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر مکمل نظر رکھے کہ یہی رحمت ہمیں جنت میں داخل کرے گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رحمت کے سائے میں رکھے۔ ہر ہر لمحہ، موت کے وقت، قبر میں اور حشر میں ہم سب رحمت کے سائے میں رہیں اور اسی رحمت اور رحمت للعالمین ﷺ کے صدقے وطفیل ہمیں جنت میں داخلہ نصیب فرمائے۔

آمین

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

مغفرت کی بشارتیں

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ ۝ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ۝

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ زلزال سے آیت نمبر 7 اور 8 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اچھے اعمال میں سے بعض اعمال ایسے ہیں جن کے کرنے پر مغفرت کی بشارت ہے۔ آج کی اس محفل میں ہم ایسی احادیث بیان کریں گے جن میں مغفرت کی بشارتیں دی گئی ہیں۔

☆یوم عرفہ کا روزہ

حدیث شریف = صحیح مسلم کتاب الصیام میں حدیث نمبر 1976 نقل ہے۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ یوم عرفہ کا روزہ گزشتہ اور آنے والے دونوں سالوں کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

☆کامل وضو کرنے پر بشارت:

حدیث شریف = اَلْخِصَالُ الْمُکَفِّرَةِ لِلذُّنُوبِ الْمُتَقَدِّمَةِ وَالْمُتَاخِّرَة کے صفحہ نمبر 31 پر حدیث نمبر 6 نقل ہے۔ حضرت حمران بن ابان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک سرد رات وضو کے لئے پانی منگوایا۔ آپ نماز کے لئے جارہے تھے۔ میں پانی لے آیا۔ آپ نے اپنے چہرے اور ہاتھوں پر بار بار پانی ڈالا۔ میں نے کہا بس کریں۔ آپ مکمل طریقے سے وضو کر چکے ہیں اور یہ رات سخت سرد بھی ہے۔ آپ نے فرمایا اور پانی ڈالو کہ

بے شک میں نے رسول پاک ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ کوئی بندہ جب کامل وضو کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیتا ہے۔

محترم حضرات! کامل وضو سے مراد تین تین مرتبہ ہر عضو کو دھونا ہے۔ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کا بھی وضو ہے اور نبی پاک ﷺ کی بھی سنت مبارکہ ہے۔

☆اذان سنتے ہوئے جو یہ کہے، بخشا جائے:

حدیث شریف = اَلْخِصَالُ الْمُکَفِّرَةِ لِلذُّنُوبِ الْمُتَقَدِّمَةِ وَالْمُتَاخِّرَة کے صفحہ نمبر 35 پر حدیث نمبر 9 نقل ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو اذان سنے، ایک روایت میں ہے جو اذان میں ''اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سنتے ہوئے یہ کہے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا، وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا'' (اس کے) پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

محترم حضرات! صرف تھوڑی سی محنت اور توجہ کی ضرورت ہے۔ اپنے اوقات میں سے کچھ وقت نکال کر اگر ہم یہ مبارک کلمہ یاد کر لیں اور اذان پنجگانہ میں ان کلمات کو پڑھیں تو دن میں پانچ مرتبہ بخشش و مغفرت حاصل کر سکتے ہیں۔

☆ملائکہ کی آمین سے اگر آمین مل جائے:

حدیث شریف = اَلْخِصَالُ الْمُکَفِّرَۃِ لِلذُّنُوبِ الْمُتَقَدِّمَۃِ وَالْمُتَاخِّرَۃ کے صفحہ نمبر 36 پر حدیث شریف نمبر 11 نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سرور کائنات ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جب امام (غیر المغضوب علیہم والضالین) کہے تو تم لوگ (آہستہ) آمین کہو کہ ملائکہ بھی آمین کہتے ہیں۔ پس جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل جائے، اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

☆ چاشت کی دو رکعتوں پر اجر:

حدیث شریف = اَلْخِصَالُ الْمُکَفِّرَۃِ لِلذُّنُوبِ الْمُتَقَدِّمَۃِ وَالْمُتَاخِّرَۃ کے صفحہ نمبر 37 پر حدیث نمبر 14 نقل ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: جس نے چاشت کی دو رکعتیں ایمان کے ساتھ ثواب کے لئے پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کے بدلے دوسو نیکیاں لکھے گا۔ دوسو گناہ مٹائے گا اور دوسو درجات بلند کرے گا اور اس کے تمام اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے گا، سوائے قصاص کے۔

محترم حضرات! صرف پانچ منٹ کی محنت ہے دو رکعتیں چاشت کی اگر کوئی پڑھ لے تو نیکیاں، گناہوں کی معافی اور درجات کی بلندی عطا کی جاتی ہے۔ ہر

مسلمان فجر کی نماز تو پڑھتا ہے۔ اگر فجر کے بعد ذکر واذکار کرتا رہے اور سورج طلوع ہونے کے بعد دو رکعتیں پڑھ لیں تو یہ سب کچھ اسے عطا کیا جائے گا۔

☆ جمعہ کے دن کا عمل:

حدیث شریف = اَلْخِصَالُ الْمُکَفِّرَۃِ لِلذُّنُوبِ الْمُتَقَدِّمَۃِ وَالْمُتَاخِّرَۃ کے صفحہ نمبر 37 پر حدیث نمبر 15 نقل ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن امام کے سلام پھیرنے کے بعد پہلو بدلنے سے پہلے سورۂ فاتحہ، سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس سات سات مرتبہ پڑھے۔ اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور مسلمانوں کی تعداد کے برابر اجر ملے گا۔

محترم حضرات! ہر مسلمان جمعہ کی نماز پڑھتا ہے۔ اگر کوئی نماز جمعہ سے قبل چار سنتوں کے بعد سات مرتبہ سورۂ فاتحہ، سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس پڑھ لے تو تمام گناہ معاف اور سوا ارب مسلمانوں کی تعداد کے برابر اجر ملے گا۔

☆ نابینا کو چالیس قدم طے کرانے پر بشارت:

حدیث شریف = حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اَلْخِصَالُ الْمُکَفِّرَۃِ لِلذُّنُوبِ الْمُتَقَدِّمَۃِ وَالْمُتَاخِّرَۃ کے صفحہ نمبر 46 پر

حدیث نمبر 44 نقل ہے۔حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو نابینا کو چالیس قدم طے کرائے۔اللہ تعالیٰ اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے گا۔

☆مومن کی حاجت روائی پر اجر:

حدیث شریف = اَلْخِصَالُ الْمُکَفِّرَۃِ لِلذُّنُوبِ الْمُتَقَدِّمَۃِ وَالْمُتَاخِّرَۃ کے صفحہ نمبر 46 پر حدیث نمبر 45 پر نقل ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جو اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی کے لئے کوشش کرے۔چاہے پوری ہو یا نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے گا اور اس کے لئے جہنم اور نفاق سے نجات لکھ دے گا۔

محترم حضرات! موجودہ دور میں مسلمان کتنی تکلیف میں ہیں۔ہر شخص کسی نہ کسی مشکل میں گھرا ہوا ہے۔اگر ہم کسی کے کام آ جائیں یا کسی ایسے آدمی سے بات کریں جو پریشان مسلمان کی حاجت روائی کر دے۔اس کے بدلے رب تعالیٰ ہمارے اگلے پچھلے گناہوں کو بخش دے گا اور جہنم اور نفاق سے نجات لکھ دے گا۔

☆مصافحہ کرتے وقت درود پر اجر:

حدیث شریف = مسند ابو یعلیٰ جلد 5 صفحہ نمبر 334 پر حدیث پاک نقل ہے۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی محبت میں جب دو بندے آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں (ایک روایت میں ہے جب دو مسلمان ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں) اور نبی پاک ﷺ پر درود پاک پڑھتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے ان دونوں کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

محترم حضرات! سبحان اللہ ہم دن میں کتنی مرتبہ لوگوں سے ملاقات کرتے ہیں اور ملاقات کے وقت اگر ہاتھ ملاتے وقت نبی پاک ﷺ پر درود پاک پڑھ لیں تو کئی مرتبہ بخشش کی بشارت نصیب ہوگی۔

☆ ہر نماز کے بعد ستر مرتبہ استغفار:

حدیث شریف = کنز العمال جلد اول صفحہ نمبر 481 پر حدیث نمبر 2104 نقل ہے۔جس نے ہر نماز کے بعد ستر مرتبہ استغفار کیا، اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے اور وہ دنیا سے نہ جائے گا جب تک اپنے جنتی حور وقصور کو نہ دیکھ لے۔

محترم حضرات! کتنی پیاری بشارت ہے۔اس خوش نصیب مسلمان کے لئے

جو ہر نماز کے بعد ستر مرتبہ استغفار کرے، ہر نماز کے بعد اسی مقام پر بیٹھ کر ہم اگر ستر مرتبہ استغفار کر لیں تو یقیناً یہ فضیلت ہمیں بھی حاصل ہو سکتی ہے۔

☆بیماری پہنچنے پر بشارت:

حدیث شریف = کنز العمال شریف میں حدیث نمبر 6729 نقل ہے جس مسلمان کو کوئی بیماری پہنچتی ہے تو رب تعالیٰ اس کے گزشتہ گناہوں کو بخش دیتا ہے اور اس کے لئے اس عمل کا اجر لکھتا ہے جو وہ تندرستی میں کیا کرتا تھا۔

محترم حضرات! اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اگر ہم کو کوئی بیماری پہنچے تو دل چھوٹا نہیں کرنا چاہئے۔ صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ چھوٹی سی بیماری مثلاً سر کا درد ہی کیوں نہ ہو، بندۂ مومن کے تمام گزشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور تندرستی والے اعمال لکھ دیئے جاتے ہیں۔ اے کاش! ہم بھی بیماریوں پر صبر کرنے والے بن جائیں۔

☆راستے میں پڑی ٹہنی ہٹانے پر اجر:

حدیث شریف = کنز العمال جلد 6 صفحہ نمبر 420 پر حدیث شریف نمبر 16351 نقل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے اگلے اور پچھلے گناہوں کو بخش دیا تھا جس نے راستے میں پڑی ایک خاردار ٹہنی کو ہٹایا تھا۔

محترم حضرات! ہم سب راستوں سے گزرتے ہیں۔ کبھی کسی راستے میں پتھر، کنکر، کیل اور کیلے کے چھلکے جگہ جگہ پڑے ہوتے ہیں۔ اگر ہم اسے اٹھا کر ایک کنارے پر رکھ دیں تو اللہ تعالیٰ ہمارے اگلے اور پچھلے گناہوں کو بخش دے گا۔

☆مسلمان بھائی کی تعظیم پر بشارت:

حدیث شریف = کنزالعمال جلد 9 صفحہ نمبر 155 پر حدیث نمبر 25494 نقل ہے۔ جس مسلمان کے پاس اس کا مسلمان بھائی آئے۔ پھر وہ اس کے اکرام و تعظیم میں تکیہ پیش کرے تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے۔

محترم حضرات! کتنی آسان نیکی ہے۔ اگر ہمارے گھر پر کوئی مسلمان بھائی آئے اور ہم اس کو تکیہ پیش کر دیں اور کہیں کہ آپ ٹیک لگا کر بیٹھیں۔ اتنا سا کام آپ نے کرنا ہے اور بخشش آپ کے رب نے کرنی ہے۔

☆مسلمان گھرانے کی کفالت پر بشارت:

حدیث شریف = کنزالعمال جلد 15 صفحہ نمبر 775 پر حدیث نمبر 43047 نقل ہے جو کسی مسلمان گھرانے کی ایک دن اور رات کفالت کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔

محترم حضرات! اگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے مال سے نوازا ہے تو آپ ضرور غریب گھرانے کی کفالت کریں۔ راشن ڈلوادیں، بچوں کی اسکولوں کی فیس بھر دیں اور گناہوں سے بخشش حاصل کریں مگر کبھی جتائیں نہیں اور جس کی کفالت کریں۔ اس سے توقعات بھی نہ رکھیں جو بھی نیکی کریں۔ کسی کی بھی مدد کریں تو صرف اور صرف رب تعالیٰ کی رضا کے لئے کریں۔

☆موذن اور امام کے لئے بشارت:

حدیث شریف = کنز العمال ساتویں جلد صفحہ نمبر 287 پر حدیث نمبر 20902 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے پانچوں نمازوں کی اذان ایمان کی بناء پر بہ نیت ثواب کہی، اس کے جو گناہ پہلے ہوئے ہیں، معاف ہو جائیں گے اور جو ایمان کی بناء پر ثواب کے لئے اپنے ساتھیوں کی پانچ نمازوں میں امامت کرے، اس کے گناہ جو پہلے ہوئے، معاف کر دیئے جائیں گے۔

☆اسّی برس کے گناہ معاف:

حدیث شریف = جامع صغیر حدیث نمبر 5191 ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: مجھ پر درود پاک پڑھنا پل صراط پر نور ہے، جو روز جمعہ مجھ پر اَسّی (80)

مرتبہ درود پاک پڑھے، اس کے اَسّی (80) برس کے گناہ معاف ہوجائیں گے۔

محترم حضرات! درود پاک کے فضائل اس قدر ہیں کہ قلم اس کا احاطہ نہیں کرسکتی مگر جمعہ کے دن درود پڑھنے کی جو فضیلت ہے، وہ کسی اور دن نہیں ہے۔ ہم میں سے ہر کوئی یہ عادت بنالے کہ جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اَسّی (80) مرتبہ درود پاک پڑھ لے نماز عصر کے بعد اسی مقام پر بیٹھ جائے اس کو عادت بنالے تو اس کے اَسّی (80) برس کے گناہ معاف ہوجائیں گے۔

☆نماز جنازہ پڑھنے والوں کے لئے بشارت:

حدیث شریف = کنزالعمال شریف کی حدیث پاک ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: مومن جب قبر میں داخل ہوتا ہے تو اس کو سب سے پہلا تحفہ یہ دیا جاتا ہے کہ اس کی نماز جنازہ پڑھنے والوں کی مغفرت کردی جاتی ہے۔

محترم حضرات! کوشش کریں کہ کسی نماز جنازہ کو نہ چھوڑیں۔ صرف پانچ منٹ میں بخشش کی بشارت دی گئی ہے۔ نماز جنازہ پڑھنے میں بخشش یقینی ہے اور یہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق بھی ہے۔

☆جنازے کا ساتھ دینے والے کے لئے بشارت:

روایت = شرح الصدور صفحہ نمبر 101 پر روایت نقل ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام بارگاہ خداوندی میں عرض کرتے ہیں یا اللہ! جس نے محض تیری رضا کے لئے جنازہ کا ساتھ دیا۔ اس کی کیا جزا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جس دن وہ مرے گا تو فرشتے اس کے جنازے کے ہمراہ چلیں گے اور میں اس کی مغفرت کروں گا۔

☆میت کا حق ادا کرنے پر بشارت:

حدیث شریف = ابن ماجہ میں حدیث نمبر 1462 نقل ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو کسی میت کو نہلائے، کفن پہنائے، خوشبو لگائے، جنازہ اٹھائے، نماز پڑھے اور جو ناقص بات نظر آئے، اسے چھپائے وہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہوجاتا ہے جیسا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔

☆والدین میں سے کسی کی قبر کی جمعہ کے دن زیارت پر بشارت:

حدیث شریف = نوادرالاصول میں حدیث پاک نقل ہے۔ سرور کونین ﷺ نے فرمایا: جو اپنے ماں باپ دونوں یا ایک کی قبر پر جمعہ کے دن زیارت کو حاضر ہو، اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے اور ماں باپ کے ساتھ اچھا

برتاؤ کرنے والا لکھا جائے۔

محترم حضرات! والدین اپنی اولاد کے لئے کیا کچھ نہیں کرتے، ہمیں ان کی زندگی میں ان کی خوب خدمت کرنی چاہیے۔ ان کا ادب کرنا چاہیے اور جب وہ دنیا سے رخصت ہوجائیں تو ان کی مغفرت کی دعائیں کریں۔ ایصال ثواب کریں اوران کی قبور پر حاضری دیں، خصوصا جمعہ کے دن ان کی قبر کی زیارت کریں تاکہ مغفرت کی بشارت کے مستحق ہوجائیں۔

☆استغفار کی برکت:

حدیث شریف = مجمع الزوائد میں حدیث نمبر 3019 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص جمعہ کے دن نماز فجر سے پہلے تین مرتبہ

اَسْتَغْفِرُ اللہَ الَّذِی لَآ اِلٰہَ اِلاَّ ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ

پڑھے، اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ سے زیادہ ہوں۔

☆بخشش کا سبب:

حدیث شریف = احیاء العلوم جلد پانچویں صفحہ نمبر 266 مطبوعہ دار صادر بیروت میں نقل ہے۔ حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ کو بعد وفات کسی نے

خواب میں دیکھ کر پوچھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا؟ کہا، ایک کلمہ کی وجہ سے بخش دیا جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جنازہ کو دیکھ کر کہا کرتے تھے **سُبْحٰنَ الْحَیِّ الَّذِی لَا یَمُوْتُ** لہٰذا میں بھی جنازہ دیکھ کر یہی کہا کرتا تھا۔ اس کلمہ کہنے کے سبب اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔

محترم حضرات! ہمیں تھوڑا وقت نکال کر ان کلمات کو یاد کر لینا چاہئے اور جب بھی راستے میں یا کہیں بھی جنازہ دیکھ کر ان کلمات کو پڑھ لیں تو ہماری بھی بخشش کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ ہمارا کام عمل کرنا ہے۔ بخشش و مغفرت عطا کرنا ہمارے رب کے ذمۂ کرم پر ہے۔

☆ جمعہ کے دن غسل کی فضیلت:

حدیث شریف = طبرانی معجم الاوسط میں حدیث نمبر 3397 ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے، اس کے گناہ اور خطائیں مٹا دی جاتی ہیں اور جب چلنا شروع کیا تو ہر قدم پر بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ ہر قدم پر بیس سال کا عمل لکھا جاتا ہے۔

محترم حضرات! اگر آسانی ہو تو ہر جمعہ ورنہ مہینے میں ایک جمعہ ضرور غسل کریں تاکہ تمام گناہ بخش دیئے جائیں اور قدم قدم پر نیکیاں لکھی جائیں۔ اس

سعادت کو ضرور حاصل کریں۔ یاد رہے جمعہ کے دن غسل کرنا مستحب ہے۔ واجب نہیں ہے۔اگر کوئی غسل نہ کرے تو گنہ گار نہیں ہوگا اور اگر غسل کرلے تو فضیلت کو پائے گا۔

☆مجلس کے اختتام پر دعا کی فضیلت:

حدیث شریف = جامع ترمذی کتاب الدعوات میں حدیث پاک نقل ہے۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جو کسی مجلس میں بیٹھا، پس اس نے کثیر گفتگو کی تو اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے کہے:

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ تو بخش دیا جائے گا جو اس مجلس میں ہوا۔

☆امام ابوداؤد کتاب الادب میں روایت نقل کرتے ہیں۔حضرت عبداللہ ابن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو یہ دعا کسی مجلس سے اٹھتے وقت تین مرتبہ پڑھے تو اس کی خطائیں مٹادی جاتی ہیں اور جو مجلس خیر و مجلس ذکر میں پڑھے تو اس کے لئے خیر (یعنی بھلائی) پر مہر لگادی جائے گی، وہ دعا یہ ہے

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ

اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ

محترم حضرات! ہمیں عادت بنا لینی چاہئے کہ جب بھی کسی مجلس خیراور مجلس ذکر سے فارغ ہوں تو اختتام کے وقت تین مرتبہ یہ دعا پڑھ لیں تو خطائیں معاف اوراس کے لئے بھلائی پر مہر لگائی جائے گی۔ ہو سکے تو اس دعا کو بھی یاد کر لیجئے تا کہ پڑھنے میں آسانی ہو، تھوڑی سی محنت ہے مگر اجر اور فضیلت بہت زیادہ ہے۔

☆مومن کی زندگی:

حدیث شریف =اَلْخِصَالُ الْمُكَفِّرَةِ لِلذُّنُوْبِ الْمُتَقَدِّمَةِ وَالْمُتَاخِّرَةِ میں امام ابن حجر علیہ الرحمہ حدیث نمبر 58 نقل کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: سات سال میں بچے کے دانت نکلتے ہیں۔ چودہ سال کی عمر میں بالغ ہوتا ہے۔ اس کی لمبائی اکیس سال میں پوری ہوتی ہے۔ اٹھائیس سال کی عمر میں عقل پوری ہوتی ہے پھر اس کے بعد عقل نہیں بڑھتی مگر تجربوں سے، پس جب چالیس سال کا ہوتا ہے تو رب تعالیٰ اسے مختلف بلاؤں سے عافیت دیتا ہے، جنون، جذام اور برص سے، جب پچاس سال کا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے توبہ نصیب کر دیتا ہے۔ پس جب ساٹھ سال کا ہو جاتا ہے تو رب تعالیٰ اسے آسمان اور زمین والوں کے نزدیک محبوب

بنا دیتا ہے۔ جب ستر سال کا ہوجاتا ہے تو اس کی نیکیاں ثبت کردی جاتی ہیں اور گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔ جب اَسّی (80) سال کا ہوجاتا ہے تو رب تعالیٰ اسے عذاب دینے سے حیا فرماتا ہے۔ جب نوے سال کا ہوجاتا ہے تو زمین میں اللہ تعالیٰ کا قیدی ہوجاتا ہے اور قلم اس کے خلاف کوئی حرف نہیں لکھتا۔

عزیزان گرامی! آپ نے احادیث سنیں، واقعی آپ اس نتیجہ پر پہنچے ہوں گے کہ حضور ﷺ کے صدقے و طفیل اس اُمّت پر اللہ تعالیٰ کا کتنا کرم ہے کہ چھوٹے چھوٹے کاموں پر مغفرت و بخشش کی بشارتیں عطا کی گئی ہیں مگر ہم غافل ہیں۔ ہم دنیاداری میں ایسے مگن ہوگئے کہ ہم نے اچھے کاموں کو چھوڑ دیا۔ آیئے اپنی زندگی میں انقلاب برپا کریں۔ روزانہ کسی نہ کسی دو یا تین احادیث پر عمل کریں تاکہ ہمارے گناہوں کی سیاہی دھل جائے اور اگر اسی حالت میں موت واقع ہوگئی تو ہم گناہوں سے پاک وصاف اس دنیا سے اٹھیں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کے گناہوں کو معاف فرمائے اور جب ہم اس دنیا سے رخصت ہوں تو گناہوں سے پاک وصاف ہوں اور خاتمہ بالخیر بالایمان ہو۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

قیامت کی ہولناکیاں

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَنُفِخَ فِی الصُّوۡرِ فَصَعِقَ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنۡ فِی الۡاَرۡضِ اِلَّا مَنۡ شَآءَ اللّٰہُ ؕ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ زمر سے آیت نمبر 68 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی آزمائش کے لئے دنیا کو پیدا فرمایا اور اپنے انبیاء ورسل کو انسانوں کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ کتب سماوی اور قرآن مجید کو بندوں کی ہدایت کے لئے نازل فرمایا۔ ہر نبی ہر رسول اپنی اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈراتے رہے اور قیامت سے آگاہ کرتے رہے۔ وہ دن جس کا تصور کرتے ہیں تو کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ ایسا بھیانک وقت جس کا ذکر سنتے ہی دل تھر تھر کانپتا ہے۔ قرآن مجید سورۂ زمر کی آیت نمبر 68 میں صور پھونکنے کا ذکر اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا۔

القرآن: وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ

ترجمہ: اور صور پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو جائیں گے، جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں مگر جسے اللہ چاہے۔

رسول پاک ﷺ کا فرمان ہے۔ خریدار اور دکاندار کے کپڑا پھیلا ہوگا، نہ سودا مکمل ہوگا، نہ وہ کپڑا لپیٹ سکے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

سورۂ یٰس کی آیت نمبر 50 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَا اِلٰى اَهْلِهِمْ

يَرْجِعُوْنَ ○

ترجمہ: تو نہ وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے گھر پلٹ کر جائیں گے۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

☆ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو

☆ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ

بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی سخت چیز ہے۔

☆ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا اَرْضَعَتْ

جس دن تم اسے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے کو بھول جائے گی۔

☆ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا

اور ہر حمل والی اپنا حمل ڈال دے گی۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ○ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ○ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا

جب زمین تھرتھرا دی جائے، جیسا اس کا تھرتھرانا ٹھہرا ہے، اور زمین اپنے بوجھ باہر پھینک دے اور آدمی کہے، اسے کیا ہوا۔

☆سورۂ قارعہ میں ارشاد ہوتا ہے:

القرآن: اَلْقَارِعَةُ ۝ مَا الْقَارِعَةُ ۝ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ

ترجمہ: دل دہلانے والی! کیا (ہے) وہ دل دہلانے والی؟ اور تو نے کیا جانا کیا ہے دل دہلانے والی؟

القرآن: یَوْمَ یَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ

ترجمہ: جس دن آدمی ہوں گے جیسے پھیلے پتنگے

القرآن: وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ

ترجمہ: اور پہاڑ ہوں گے جیسے دھنکی اون

☆سورۂ انفطار میں ارشاد ہوتا ہے

القرآن: اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ

ترجمہ: جب آسمان پھٹ جائے اور تارے جب جھڑ پڑیں

القرآن: وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۝ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ

ترجمہ: اور جب سمندر بہا دیئے جائیں اور جب قبریں کرید ی جائیں

القرآن: عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ

ترجمہ: ہر جان، جان لے گی جو اس نے آگے بھیجا اور جو پیچھے۔

☆لوگ نشے میں معلوم ہوں گے:

سورۂ حج میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ (سورۂ حج آیت 2)

ترجمہ: اور تو لوگوں کو دیکھے گا جیسے نشہ میں ہیں اور وہ نشہ میں نہ ہوں گے مگر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مار کڑی ہے (یعنی اس کا عذاب بہت سخت ہے)

☆اس دن لوگ آنکھیں نیچی کئے شرمسار ہوں گے:

القرآن: يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ۝ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ

ذِلَّةٌ

ترجمہ: جس دن قبروں سے نکلیں گے جھپٹتے ہوئے گویا وہ نشانوں کی طرف لپک رہے ہیں۔آنکھیں نیچی کئے ہوئے، ان پر ذلت سوار۔

☆ لوگ اس دن پریشان حال ہوں گے:

چنانچہ سورۂ قیامہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ۝ كَلَّا لَا وَزَرَ

ترجمہ: اس دن آدمی کہے گا، کدھر بھاگ کر جاؤں؟ ہرگز نہیں! کوئی پناہ نہیں۔

☆ قیامت کے دن کی مصیبت:

قیامت کے دن کی مصیبتوں، تکلیفوں اور پریشانیوں سے چھٹکارے کے لئے اپنا سب کچھ دینے کے لئے تیار ہو جائیں گے مگر قابل قبول نہ ہوگا۔

چنانچہ سورہ معارج میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَلَا يَسْئَلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ۝ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ؕ يَوَدُّ

الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِىْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيْهِ ۝ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ۝ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِىْ تُئْوِيْهِ ۝ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ يُنْجِيْهِ ۝ كَلَّا اِنَّهَا لَظٰى ۝

ترجمہ: اور (اس دن) کوئی دوست کسی دوست کی بات نہ پوچھے گا، ہوں گے انہیں دیکھتے ہوئے۔ مجرم آرزو کرے گا، کاش اس دن کے عذاب سے چھٹنے کا بدلہ میں دے دے اپنے بیٹے، اور اپنی بیوی، اور بھائی اور اپنا کنبہ جس میں اس کی جگہ ہے اور جتنے زمین میں ہیں سب، پھر یہ بدلہ دینا اسے بچالے؟ ہرگز نہیں۔

مسلم شریف کی حدیث پاک میں ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: زمین اپنے جگر کے ٹکڑوں کو سونے چاندی کے ستونوں کی صورت میں باہر نکال دے گی۔ قاتل آئے گا اور کہے گا، ہائے افسوس! میں نے ان خزانوں کی وجہ سے قتل کیا تھا۔

قطع رحمی کرنے والا کہے گا، ہائے! میں نے ان کی خاطر خونی رشتہ داروں کو چھوڑا تھا۔ چور کہے گا، ہائے! ان چیزوں کی خاطر میرا ہاتھ کاٹا گیا تھا۔ پھر وہ سب ان چیزوں کو چھوڑ دیں گے اور ان میں سے کچھ بھی نہیں لیں گے۔ (مسلم

شریف)

اس طرح انسان کو خوب افسوس اور پشیمانی ہوگی کہ جن خزانوں کی خاطر میں نے اتنے جرائم کئے، آج ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ آج کے دن ہر شخص کو صرف ایک فکر ہے اور وہ ہے اعمال نامہ کی۔

☆ گہرے دوست بھی اس دن دشمن ہوں گے:

قیامت میں ایمان اور تقویٰ کے سوا کوئی تعلق قائم نہ رہے گا۔ اس دن گہرے دوست بھی ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔ ساتھی کون ہوں گے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

القرآن: اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ

ترجمہ: گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار۔

معلوم ہوا کہ نیک لوگوں سے ہی دوستی رکھنی چاہئے کیونکہ روزِ محشر ساری دنیاوی دوستیاں ختم ہوجائیں گی، کام نہ آئیں گی مگر نیک لوگوں سے دوستی ضرور کام آئے گی۔

☆اس دن زمین بدل جائے گی:

چنانچہ سورۂ ابراہیم آیت نمبر 48 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ٥

ترجمہ: جس دن بدل جائے گی زمین، اس زمین کے سوا، اور آسمان، اور لوگ سب نکل کھڑے ہوں گے ایک اللہ کے سامنے جو سب پر غالب ہے۔

آج اس دنیا میں مادی چیزوں کو ترازو میں تولا جاسکتا ہے لیکن خلوص، سچائی، دیانت اور نیکیوں کو کسی ترازو میں نہیں تولا جاسکتا، لیکن قیامت میں دنیا فنا ہونے کے ساتھ اس کا یہ نظام بھی فنا کر دیا جائے گا اور ایک نیا نظام قائم کیا جائے گا۔

اس نئے نظام میں سونے چاندی کی کوئی وقعت نہ ہوگی۔ صرف اعمال کی قدر ہوگی۔ اس لئے ایسی میزان قائم کر دی جائے گی جس میں نیکی بدی، سچ جھوٹ، اخلاص ریا کاری، دیانت خیانت یعنی سب اچھے برے اعمال تولے جاسکیں گے۔

☆میزان قائم کئے جائیں گے:

چنانچہ سورۂ اعراف کی آیت نمبر 8 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

ترجمہ: اور اس دن تول ضرور ہونی ہے تو جن کے پلے بھاری ہوئے وہی مراد کو پہنچے۔

القرآن: وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ○

ترجمہ: اور جن کے پلے ہلکے ہوئے، تو وہی ہیں جنہوں نے اپنی جان گھاٹے میں ڈالی، ان زیادتیوں کا بدلہ جو ہماری آیتوں پر کرتے تھے۔ (سورۂ اعراف آیت نمبر 9)

رب تعالیٰ اگر چاہے تو محض اپنے علم ہی کی بنیاد پر نیکوں کو جزا اور بروں کو سزا دے دے، لیکن وہ انسانی سوچ کے لحاظ سے عدل وانصاف کے ظاہری تقاضے پورے فرمائے گا۔ فردِ جرم کے طور پر ہر شخص کا اعمال نامہ اس کے ہاتھ میں پکڑا دیا جائے گا۔ پھر اس پر گواہیاں پیش کی جائیں گی اور یہ گواہ ہر قسم کے ہوں گے۔ انسان کے ہاتھ اور پاؤں، اللہ تعالیٰ کے حکم سے بولنا شروع کردیں گے۔

☆ منہ بند بقیہ اعضاء بول اٹھیں گے:

چنانچہ سورۂ یٰس کی آیت نمبر 65 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَاۤ اَیْدِیْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ

ترجمہ: آج ہم ان کے منہ پر مہر کردیں گے (کہ وہ بول نہ سکیں) اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور ان کے پاؤں ان کے کئے کی گواہی دیں گے۔

☆ انسان کے اعضاء اس کے مخالف:

انسان کے کان، آنکھ اور اس کی کھال بھی اس کے خلاف گواہی دیں گی۔

چنانچہ سورۂ حم سجدہ آیت نمبر 20 اور 21 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: شَهِدَ عَلَیْهِمْ سَمْعُهُمْ وَ اَبْصَارُهُمْ وَ جُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ وَ قَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَیْنَاؕ قَالُوْۤا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیْۤ اَنْطَقَ كُلَّ شَیْءٍ

ترجمہ: ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے چمڑے سب ان پر ان کے کئے کی گواہی دیں گے اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں، تم نے ہم پر کیوں گواہی

دی؟ ہمیں اللہ نے بلوایا جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی۔

ذرا سوچیئے تو سہی! وہ کیسا منظر ہوگا جب انسان کے ہاتھ پاؤں اس کے کئے کی گواہی دے رہے ہوں گے۔ اس کے کان اور آنکھیں اور اس کی کھال اس کے خلاف بول رہی ہوگی۔

اے اپنے رب کی نافرمانی کرنے والو! اپنی آنکھوں سے گناہ کرنے والو! اپنے پاؤں سے گناہوں کی جانب جانے والو! اپنے کان سے نافرمانی کرنے والو! روز قیامت یہ سب ہماری نافرمانی کی گواہی دیں گے۔ ہمارے اعضاء جن سے ہم رات دن گناہ کرتے ہیں۔ کل بروز محشر یہ ہمارے مخالف ہو جائیں گے اور تمام انسانوں کے سامنے ہمارے خلاف جب گواہی دیں گے تو اس وقت ہمیں کتنی ذلت ورسوائی اٹھانی پڑے گی اس وقت ہمارا کیا ہوگا۔

اس دن چھوٹی سے چھوٹی نیکی بھی پلڑے میں رکھی جائے گی اور چھوٹی سے چھوٹی برائی بھی بدی کے پلڑے میں رکھی جائے گی۔

چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: فَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَيۡرًا يَّرَهٗ ○ وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ○

ترجمہ: تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے، اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے، اسے دیکھے گا۔

دوسرے مقام پر سورۂ مجادلہ آیت نمبر 6 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا اَحْصٰهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ○

ترجمہ: جس دن اللہ سب کو اٹھائے گا پھر انہیں ان کے اعمال جتا دے گا۔ اللہ نے انہیں گن رکھا ہے اور وہ بھول گئے اور ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔

☆ مسلم شریف کی حدیث پاک میں ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: کسی نیکی کو حقیر مت سمجھو۔ اگر چہ وہ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملنا ہو۔

☆ ابن ماجہ شریف کی حدیث پاک ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: چھوٹے گناہوں سے بچو کیونکہ ان کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے پوچھا جائے گا۔

محترم حضرات! عمل چاہے چھوٹا ہو یا بڑا، اس کے متعلق حساب ضرور دینا پڑے گا۔ رب تعالیٰ کا میزان ایسا ہے کہ اس پر رائی کے برابر عمل بھی تولا جائے

گا۔

چنانچہ سورۂ انبیاء آیت نمبر 47 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ○

ترجمہ: اور ہم عدل کی ترازوئیں رکھیں گے قیامت کے دن، تو کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہوگا اور اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر ہو تو ہم اسے لے آئیں گے اور ہم کافی ہیں حساب کو۔

محترم حضرات! کتنا کٹھن معاملہ ہوگا ہم ذرا سوچیں کہ ہمیں کتنے کٹھن مراحل سے گزرنا ہے۔ واقعی کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ انسان کے پیدا ہونے کے بعد سے ہی مشکلات کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ وہ اس طرح کہ زندگی بھر مشکلات، پھر ایمان پر خاتمہ کی فکر، پھر سکرات کی تکلیف، اس کے بعد موت کی تکلیف، پھر قبر کی کٹھن منزل، پھر صور پھونکنے پر دوبارہ اٹھنے کی مشکلات، پھر قیامت کی دشوار گزار گھاٹیاں، محشر کی گرمی اور پیاس، پل صراط کی منزل، حساب و کتاب کا کٹھن مرحلہ ہائے! اتنی مشکلات اسی لئے تو اسلاف کہتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کسی پرندے کو دیکھتے تو کہتے اے پرندے تو کتنا خوش نصیب ہے تو ایک ٹہنی سے دوسری ٹہنی پر جاتا ہے۔ دوسری ٹہنی سے تیسری ٹہنی پر

جاتا ہے۔عنقریب تو مرجائے گا۔تجھے حساب بھی نہیں دینا پڑے گا مگر ابوبکر کو تو حساب وکتاب بھی دینا پڑے گا اے کاش! کہ میں دنیا میں پیدا ہی نہ ہوا ہوتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتے کہ اے کاش! ہم انسان نہ ہوتے، جانور ہوتے، جسے ذبح کر کے مالک کھا جاتا اور اس طرح حساب وکتاب سے بچ جاتے۔

محترم حضرات! یہ وہ ہستیاں ہیں جن کو جنت کی خوشخبریاں دی گئی ہیں مگر حساب وکتاب کی کتنی فکر تھی اور ایک ہم ہیں کہ اپنا ٹھکانہ بھی معلوم نہیں مگر فکر نام کی کوئی چیز نہیں۔ہم دنیا حاصل کرنے میں لگ گئے۔ہم یہ بھول گئے کہ آگے کئی کٹھن مراحل سے ہمیں گزرنا ہے۔ اے کاش! ہمیں فکر آخرت نصیب ہوجائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی آخرت سنوارنے کی توفیق عطا فرمائے۔نزع کی سختیاں آسان ہوجائیں۔قبر وحشر کی دشوار گزار گھاٹیوں سے نجات نصیب ہو اور خاتمہ بالخیر بالایمان ہو۔آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

قیامت کی نشانیاں

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانۡشَقَّ الۡقَمَرُ ○

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ قمر سے آیت نمبر 1 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہر مسلمان کا اس بات پر ایمان ہے کہ قیامت ایک دن ضرور آنی ہے۔ نبی پاک ﷺ بھی قیامت کی خبر دیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ اپنے

اصحاب کو قیامت کے متعلق ارشاد فرماتے رہے۔کئی مقامات پر نبی پاک ﷺ نے قیامت کی نشانیاں بیان فرمائیں۔آپ کے سامنے کچھ نشانیاں بیان کرنے کی سعادت کرتا ہوں۔

☆قیامت کی نشانیاں:

تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ نمبر 52 پر حدیث شریف نقل ہے۔

حدیث شریف = حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (قرب قیامت میں یہ کام ہوں گے)

1۔لوگ نمازیں نہیں پڑھیں گے۔

2۔امانتیں ضائع کریں گے (امانتوں میں خیانت کرنا عام ہوگا)

3۔سود کھانے لگیں گے۔

4۔جھوٹ کو حلال سمجھنے لگیں گے۔

5۔قتل وخونریزی معمولی بات بن جائے گی۔

6۔اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے۔

7۔دین بیچ کر دنیا خریدیں گے

8۔رشتہ داروں سے بدسلوکی کریں گے۔

9۔انصاف نایاب ہوجائے گا۔

10۔جھوٹ سچ بن جائے گا۔

11۔ریشم کالباس پہنا جانے لگے گا۔

12۔ظلم وستم عام ہوجائے گا۔

13۔طلاقوں کی زیادتی ہوگی۔

14۔اچانک موت عام ہوجائے گی۔

15۔خیانت کرنے والے کوامانت دار سمجھا جائے گا۔

16۔امانت دارکوخیانت کرنے والا سمجھا جائے گا۔

17۔جھوٹے کوسچا سمجھا جائے گا۔

18۔سچے کوجھوٹا سمجھا جائے گا۔

19۔تہمت لگانا عام ہوجائے گا۔

20۔بارش ہونے کے باوجودگرمی ہوگی۔

21۔خواہش اولاد کی بجائے لوگ اولاد سے نفرت کریں گے۔

22۔کمینوں کےٹھاٹھ باٹھ ہوں گے۔

23۔شریفوں کے لئے زندگی اجیرن ہوگی۔

24۔ارباب اقتدار وحکومت جھوٹ کے عادی ہوں گے۔

25۔امانت دار خیانت کرنے لگیں گے۔

26۔سردار ظالم بن جائیں گے۔

27۔عالم وقاری بدکار ہوں گے۔

28۔لوگ جانوروں کی کھال کا لباس پہنیں گے۔

29۔مگر ان کے دل مردار سے زیادہ متعفن ہوں گے۔

30۔ایلوے(ایک کڑوا پھل)سے زیادہ تلخ ہوں گے۔

31۔سونا عام ہوگا۔

32۔چاندی کی مانگ ہوگی۔

33۔گناہ کی کثرت ہوگی۔

34۔امن کم ہوجائے گا۔

35۔قرآن کو مزین کیا جائے گا۔

36۔مساجد میں نقش ونگار بنائے جائیں گے۔

37۔بلند وبالا مینار(مساجد کے)بنائے جائیں گے۔

38۔مگر دل ویران ہوں گے۔

39۔شراب پینا عام ہوگا۔

40۔شرعی سزاؤں کا نفاذ ترک جائے گا۔

41۔باندی اپنے آقا کو جنے گی۔

42۔جو لوگ ننگے پاؤں، عریاں بدن، غیر مہذب تھے، وہ حاکم بن جائیں گے۔

43۔عورت تجارت میں مرد کے ساتھ شریک ہوگی۔

44۔مرد، عورتوں کی نقالی کریں گے۔

45۔عورتیں مردوں کی نقالی کریں گی۔

46۔مسلمان بھی بغیر دیکھے جھوٹی گواہی دینے کو تیار ہوگا۔

47۔غیر اللہ کی قسمیں کھائی جائیں گی۔

48۔صرف جان پہچان والوں کو سلام کیا جائے گا۔

49۔دین کا علم، غیر دین کے لئے پڑھا جائے گا۔

50۔آخرت کے کام سے دنیا کمائی جائے گی۔

51۔ملی سرمایہ کو ذاتی اثاثہ سمجھا جائے گا۔

52۔امانت کو مال غنیمت سمجھا جائے گا۔

53۔زکوۃ کو جرمانہ سمجھا جائے گا۔

54۔سب سے رذیل آدمی قوم کا رہنما بنے گا۔

55۔آدمی اپنے باپ کی نافرمانی کرے گا۔

56۔آدمی اپنی ماں سے بدسلوکی کرے گا۔

57۔دوست کو نقصان پہنچانے سے بھی گریز نہیں کرے گا۔

58۔بیوی کی اطاعت کی جائے گی۔

59۔بدکاروں کی آوازیں مسجدوں میں بلند ہوں گے۔

60۔گانے والی عورتوں کی عزت افزائی کی جائے گی۔

61۔گانے بجانے کے آلات سنبھال کر رکھے جائیں گے۔

62۔کھلے بندوں شراب پی جائے گی۔

63۔ظلم پر فخر کیا جائے گا۔

64۔انصاف فروخت ہونے لگے گا۔

65۔پولیس والوں کی کثرت ہو جائے گی۔

66۔قرآن مجید گا گا کر پڑھا جائے گا۔

67۔درندوں کی کھالیں استعمال کی جائیں گی۔

68۔اُمّت کے آخری لوگ اپنے اسلاف پر زبان درازیاں کریں گے۔

69۔ نبی پاک ﷺ نے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جب یہ نشانیاں ظاہر ہوں گی تو پھر انتظار کرو کہ یا تو تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سرخ آندھی آجائے، یا زلزلے برآمد ہوں۔لوگوں کی شکلیں مسخ کردی جائیں یا آسمان سے پتھروں کی بارش ہو یا کوئی اور عذاب آجائے۔

اس کے علاوہ مزید قیامت کی نشانیاں نبی پاک ﷺ نے بیان فرمائیں جنہیں دیگر کتب احادیث میں نقل کیا گیا ہے۔وہ بھی آپ کی خدمت میں بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

1۔بخاری شریف میں حدیث نمبر 81 نقل ہے(قرب قیامت میں)مرد کم ہوں گے اور عورتیں زیادہ، یہاں تک کہ ایک مرد کی سرپرستی میں پچاس عورتیں ہوں گی۔

2۔ترمذی شریف میں حدیث پاک نقل ہے کہ تمہارے اہل حکومت بدترین ہوجائیں گے اور اہل ثروت بخیل ہوجائیں اور سلطنت کے معاملات عورتوں کی مرضی پر طے پائیں گے۔

3۔ابوداؤد شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔اقوام کفر تمہیں اپنا لقمۂ تر

بنانے کے لئے ایک دوسرے کو اس انداز میں بلائیں جیسے دسترخوان پر دعوت دیتے ہیں۔

4۔ترمذی شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔ بیت المال کو لوگ اپنی ملکیت،امانت کو مالِ غنیمت،زکوٰۃ کو تاوان سمجھنے لگیں گے۔علم دین کا حصول دنیا حاصل کے لئے کیا جائے گا۔مرد بیویوں کے تابعدار اور ماں کے نافرمان ہوں گے۔دوست کو اپنا اور باپ کو غیر سمجھا جائے گا۔مساجد میں شوروغل ہوگا۔فاسق و فاجر قوم کے سردار بنیں گے۔انسان کے شر سے ڈر کر اس کی عزت کی جائے گی۔ ناچنے والی عورتوں اور باجوں کا رواج ہوگا۔لوگ اُمّت کے بزرگوں پر لعنت کریں گے۔

5۔مشکوٰۃ شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔اسلام صرف بطور اسم (نام) اور قرآن مجید صرف رسم (تحریر میں) رہ جائے گا۔مسجدیں آباد مگر ہدایت سے خالی ہوں گے۔ان کے علماء زیرِ فلاک تمام مخلوق سے بدتر ہوں گے۔ فتنے انہی میں بیدار ہوں گے اور انہی میں لوٹ جائیں گے۔

6۔کنزالعمال شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔اہل ایمان اپنے خاندان میں بھیڑ بکری سے کمزور تر اور بے وقار ہوجائے گا۔مسجد کی محرابیں آراستہ کی

جائیں گی اور دل ویران ہوں گے۔ پولیس والوں کی کثرت ہوگی۔ عیب چیں، چغل خوراور طعنہ زن زیادہ ہوجائیں گے۔

7۔ابوداؤد شریف میں حدیث نمبر 4252 نقل ہے۔ بڑے دجال کے علاوہ تیس دجال اور ہوں گے۔ وہ سب دعویٰ نبوت کریں گے، حالانکہ (مجھ پر) نبوت ختم ہوچکی۔

8۔مستدرک میں امام حاکم علیہ الرحمہ حدیث نمبر 8519 نقل فرماتے ہیں کہ ملک عرب میں کھیتی اور باغ اور نہریں ہوجائیں گی۔

9۔ترمذی شریف میں حدیث نمبر 2267 نقل ہے۔ دین پر قائم رہنا اتنا دشوار ہوگا جیسے مٹھی میں انگارا لینا۔

10۔مسلم شریف میں حدیث نمبر 53 نقل ہے۔ یہاں تک کہ آدمی قبرستان میں جا کر تمنا کرے گا کہ کاش! میں اس قبر میں ہوتا۔

11۔ترمذی شریف میں حدیث نمبر 2339 نقل ہے۔ وقت میں برکت نہ ہوگی، یہاں تک کہ سال مثل مہینے کے اور مہینہ مثل ہفتہ کے اور ہفتہ مثل دن کے اور دن ایسا ہوجائے گا جیسے کسی چیز کو آگ لگی اور جلد بھڑک کر ختم ہوگئی۔

12۔مسلم شریف میں حدیث نمبر 2942 نقل ہے۔ دجال کا ظاہر ہونا کہ

چالیس دن میں حرمین طیبین کے سوا تمام روئے زمین کا گشت کرے گا۔ چالیس دن میں پہلا دن سال بھر کے برابر ہوگا اور دوسرا دن مہینے بھر کے برابر اور تیسرا دن ہفتہ کے برابر اور باقی دن چوبیس چوبیس گھنٹے کے ہوں گے اور وہ بہت تیزی کے ساتھ سیر کرے گا جیسے بادل جس کو ہوا اڑاتی ہو۔

13۔مسلم شریف میں حدیث نمبر 2934 نقل ہے۔ایک باغ اور ایک آگ دجال کے ہمراہ ہوں گے،جن کا نام جنت ودوزخ رکھے گا۔جہاں جائے گا یہ بھی (ساتھ) جائیں گی،مگر وہ جو دیکھنے میں جنت نظر آئے گی۔وہ حقیقتاً آگ ہوگی اور جو دیکھنے میں آگ نظر آئے گی،وہ آرام کی جگہ ہوگی۔

14۔مسند امام احمد ابن حنبل کی حدیث پاک میں ہے کہ (دجال) خدائی کا دعویٰ کرے گا،مردوں کو زندہ کرے گا۔

15۔فیض القدیر تیسری جلد صفحہ نمبر 719 پر حدیث پاک نقل ہے کہ جو اس (دجال) پر ایمان لائے گا اسے اپنی جنت میں ڈالے گا اور جو انکار کرے گا، اسے دوزخ میں داخل کرے گا۔

16۔ترمذی شریف میں حدیث نمبر 2237 نقل ہے کہ (دجال) زمین کو حکم دے گا وہ سبزے اگائے گی، پانی آسمان سے برسائے گا اور ان لوگوں کے

جانور لمبے چوڑے خوب تیار اور دودھ والے ہوجائیں گے اور ویرانے میں جائے گا تو وہاں کے دفینے شہد کی مکھیوں کی طرح دل کے دل (ڈھیر کے ڈھیر) اس کے ہمراہ ہوجائیں گے۔

17۔مسلم شریف میں حدیث نمبر 2934 نقل ہے۔اسی قسم کے بہت سے شعبدے (نظر بندی کے کھیل) دکھائے گا اور حقیقت میں یہ سب جادو کے کرشمے ہوں گے اور شیاطین کے تماشے جن کو حقیقت سے کچھ تعلق نہیں۔اسی لئے اس (دجال) کے وہاں سے جاتے ہی لوگوں کے پاس کچھ نہ رہے گا۔ (دجال) حرمین شریفین میں جب جانا چاہے گا ملائکہ اس کا منہ پھیر دیں گے، البتہ مدینہ طیبہ میں تین زلزلے آئیں گے، کہ وہاں جو لوگ بظاہر مسلمان بنے ہوں گے، وہ باطنی طور پر کافر ہوں گے اور وہ جو علم الٰہی میں دجال پر ایمان لاکر کافر ہونے والے ہیں، ان زلزلوں کے خوف سے شہر سے باہر بھاگیں گے اور اس کے فتنہ میں مبتلا ہوں گے۔

18۔ابن ماجہ میں حدیث نمبر 4077 نقل ہے۔دجال کے ساتھ یہود کی فوجیں ہوں گی۔

19۔مسلم شریف کی حدیث نمبر 2937 نقل ہے۔اس (دجال) کی

پیشانی پر لکھا ہوگا ''ک ف ر''یعنی کافر جس کو ہر مسلمان دیکھ لے گا۔وہ ساری دنیا میں پھر پھرا کر ملک شام کو جائے گا۔اس وقت حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان سے جامع مسجد دمشق کے مشرقی مینارہ پر نزول فرمائیں گے۔

20۔ابن ماجہ کی حدیث پاک میں ہے کہ صبح کا وقت ہوگا۔نماز فجر کے لئے اقامت ہوچکی ہوگی۔حضرت عیسٰی علیہ السلام جماعت میں موجود ہوں گے۔ آپ علیہ السلام حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم دیں گے۔امام مہدی رضی اللہ عنہ نماز پڑھائیں گے(پھر حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ،دجال سے جنگ کریں گے۔دجال امام مہدی رضی اللہ عنہ کو شہید کردے گا۔(حضرت عیسٰی علیہ السلام کو جب یہ معلوم ہوگا تو آپ علیہ السلام دجال کو قتل کرنے آگے بڑھیں گے اور زور سے سانس لیں گے)دجال،حضرت عیسٰی علیہ السلام کی سانس کی خوشبو سے پگھلنا شروع ہوگا،جیسے پانی میں نمک گھلتا ہے اور ان کی سانس کی خوشبو حد بصر(نظر کی انتہا) تک پہنچے گی،وہ بھاگے گا،یہ تعاقب فرمائیں گے اور اس کی پیٹھ میں نیزہ ماریں گے،اس سے وہ جہنم واصل ہوگا۔

(قتل دجال کے بعد حضرت عیسٰی علیہ السلام کو حکم الٰہی ہوگا کہ مسلمانوں کو کوہ طور پر لے جاؤ،اس لئے کہ کچھ ایسے لوگ ظاہر کئے جائیں گے،جن سے لڑنے

کی کسی کو طاقت نہیں)

21۔ترمذی شریف میں حدیث نمبر 2247 نقل ہے۔مسلمانوں کے کوہ طور پر جانے کے بعد یاجوج ماجوج ظاہر ہوں گے۔ یہ اس قدر کثیر ہوں گے کہ ان کی پہلی جماعت پر بحیرہ طبریہ پر (جس کا طول دس میل ہوگا) جب گزرے گی، اس کا پانی پی کر اسے سکھا دے گی کہ دوسری جماعت بعد والی جب آئے گی تو کہے گی کہ یہاں کبھی پانی تھا؟

پھر دنیا میں فساد و قتل و غارت سے جب فرصت پائیں گے تو کہیں گے کہ زمین والوں کو تو قتل کرلیا۔آؤ اب آسمان والوں کو قتل کریں۔ یہ کہہ کر اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے۔خدا تعالیٰ کی قدرت کے ان کے تیر اوپر سے خون آلود کریں گے۔

یہ اپنی انہیں حرکتوں میں مشغول ہوں گے اور وہاں پہاڑ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع اپنے ساتھیوں کے محصور ہوں گے۔ یہاں تک کہ ان کے نزدیک گائے کے سر کی وہ وقعت ہوگی، جو آج تمہارے نزدیک سو اشرفیوں کی نہیں۔اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ہمراہیوں کے دعا فرمائیں گے۔اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک قسم کے کیڑے پیدا کردے گا کہ ایک دم میں وہ سب کے

سب مر جائیں گے۔ان کے مرنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہاڑ سے اتریں گے۔ دیکھیں گے کہ تمام زمین ان کی لاشوں اور بدبو سے بھری پڑی ہے۔ایک بالشت بھی زمین خالی نہیں۔

اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع اپنے ساتھیوں کے پھر دعا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ایک قسم کے پرند بھیجے گا کہ وہ ان کی لاشوں کو جہاں اللہ تعالیٰ چاہے گا، پھینک آئیں گے اوران کے تیر وکمان وترکش (تیر رکھنے کا خانہ) کو مسلمان سات برس تک جلائیں گے، پھر اس کے بعد بارش ہوگی کہ زمین کو ہموار کر چھوڑے گی اور زمین کو حکم ہوگا کہ اپنے پھلوں کو اگا اور اپنی برکتیں اگل دے اور آسمان کو حکم ہوگا کہ اپنی برکتیں انڈیل دے تو یہ حالت ہوگی کہ ایک انار کو ایک جماعت کھائے گی اور اس کے چھلکے کے سایہ میں دس آدمی بیٹھیں گے اور دودھ میں ایسی برکت ہوگی کہ ایک اونٹنی کا دودھ، جماعت کو کافی ہوگا اور ایک گائے کا دودھ، قبیلہ بھر کو (کافی ہوگا) اور ایک بکری کا دودھ خاندان بھر کی کفایت کرے گا۔

22۔ بخاری شریف میں حدیث نمبر 3448 نقل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں مال کی کثرت ہوگی۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص دوسرے کو مال دے گا تو وہ قبول نہ کرے گا۔

23۔مسلم شریف میں حدیث نمبر 243 نقل ہے کہ اس زمانے میں عداوت وبغض وحسد آپس میں بالکل نہ ہوگا۔

24۔ابوداؤد شریف میں حدیث نمبر 4324 نقل ہے کہ تمام اہل کتاب جو قتل سے بچیں گے،سب حضرت عیسٰی علیہ السلام پر ایمان لائیں گے۔تمام جہان میں دین صرف ایک دین اسلام ہوگا اور مذہب ایک مذہب اہلسنت ہوگا۔

25۔مشکوٰۃ کی شرح مرقات میں حدیث نمبر 5508 نقل ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام چالیس برس تک اقامت فرمائیں،نکاح بھی کریں گے،اولاد بھی ہوگی،بعد وصال روضۂ اقدس میں دفن ہوں گے۔

26۔مسلم شریف میں حدیث نمبر 7373 نقل ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے وصال کے ایک زمانہ بعد جب قیام قیامت (قیامت کے قائم ہونے) کوصرف چالیس برس رہ جائیں گے۔ایک خوشبودار ٹھنڈی ہوا چلے گی، جولوگوں کی بغلوں کے نیچے سے گزرے گی۔جس کا اثر یہ ہوگا کہ مسلمان کی روح قبض ہوجائے گی اور کافر ہی کافر رہ جائیں گے اور انہیں پر قیامت قائم ہوگی۔

27۔ابن ماجہ میں حدیث نمبر 4066 نقل ہے کہ دابۃ الارض ظاہر ہوگا، یہ ایک جانور ہے۔اس کے ہاتھ میں عصائے موسیٰ علیہ السلام اور انگشتریٔ سلیمان

علیہ السلام ہوگی۔عصا سے ہر مسلمان کی پیشانی پر ایک نشان نورانی بنائے گا اور انگشتری سے ہر کافر کی پیشانی پر ایک سخت سیاہ دھبا، اس وقت تمام مسلم و کافر اعلانیہ ظاہر ہوں گے۔

یہ علامت کبھی نہ بدلے گی، جو کافر ہے ہرگز ایمان نہ لائے گا اور جو مسلمان ہے ہمیشہ ایمان پر قائم رہے گا۔

یہ قیامت کی کچھ نشانیاں تھیں جو میں نے آپ کے سامنے بیان کیں۔اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو قیامت کی دشوار گزار گھاٹیوں سے چھٹکارا نصیب فرما کر بلاحساب و کتاب جنت میں داخلہ نصیب فرمائے۔آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

قیامت کا دن

سختیاں اور حساب

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ حج سے آیت نمبر 1 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جو آیت میں نے خطبے میں تلاوت کی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ

یعنی بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی سخت چیز ہے

قیامت کا زلزلہ اس قدر سخت ہے کہ انسان اس کا تصور کر کے کانپ اٹھے۔

چنانچہ احادیث میں اس قسم کا مضمون ہمیں ملتا ہے۔

بخاری شریف میں حدیث نمبر 6506 نقل ہے۔فرمایا جب قیامت کی تمام نشانیاں پوری ہولیں گی اور مسلمانوں کی بغلوں کے نیچے سے ہوا گزرلے گی ،جس سے تمام مسلمانوں کی وفات ہوجائے گی۔اس کے بعد پھر چالیس برس کا زمانہ ایسا گزرے گا کہ اس میں کسی کے یہاں اولاد نہ ہوگی ،یعنی چالیس برس سے کم عمر کا کوئی نہ رہے گا اور دنیا میں کافر ہی کافر ہوں گے۔اللہ اللہ، کہنے والا کوئی نہ ہوگا۔کوئی اپنی دیوار لیپتا ہوگا،کوئی کھانا کھا تا ہوگا،غرض لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوں گے۔

شعب الایمان کی حدیث پاک میں ہے کہ دفعتاً حضرت اسرافیل علیہ السلام کوصور پھونکنے کا حکم ہوگا۔شروع شروع میں اس کی آواز بہت باریک ہوگی اور رفتہ رفتہ بہت بلند ہوگی۔لوگ کان لگا کراس کی آواز سنیں گے اور بے ہوش ہوکر گر پڑیں گے اور مرجائیں گے۔آسمان، زمین، پہاڑ، یہاں تک کہ صوراور

حضرت اسرافیل علیہ السلام اور تمام ملائکہ فنا ہو جائیں گے۔اس وقت سوائے اس واحد حقیقی کے کوئی نہ ہوگا، وہ فرمائے گا۔

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ

آج کس کی بادشاہت ہے؟ کہاں ہیں جبارین؟ کہاں ہیں متکبرین؟ مگر ہے کون جو جواب دے، پھر خود ہی پروردگار فرمائے گا

لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

صرف اللہ واحد قہار کی سلطنت ہے

پھر جب رب تعالیٰ چاہے گا حضرت اسرافیل علیہ السلام کو زندہ فرمائے گا اور صور کو دوبارہ پیدا کر کے پھونکنے کا حکم ہوگا۔

صور پھونکتے ہی تمام اولین و آخرین، ملائکہ وانس و جن اور حیوانات موجود ہو جائیں گے۔

☆سب سے پہلے آقا صلی اللہ علیہ وسلم:

ترمذی شریف میں حدیث نمبر 3689 نقل ہے۔فرمایا سب سے پہلے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر انور سے یوں برآمد ہوں گے کہ دھنے ہاتھ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ، بائیں ہاتھ میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا

ہاتھ ہوگا۔

پھر مدینۂ منورہ اور مکۂ معظّمہ کے مقابر (جنت المعلیٰ اور جنت البقیع وغیرہ) میں جتنے مسلمان دفن ہیں، سب کو اپنے ہمراہ لے کر میدان حشر میں تشریف لے جائیں گے۔

عقیدہ = قیامت بے شک قائم ہوگی۔ اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

عقیدہ = حشر صرف روح کا نہیں، بلکہ روح و جسم دونوں کا ہے، جو کہے صرف روح اٹھے گی، جسم زندہ نہ ہوں گے، وہ بھی کافر ہے۔

عقیدہ = دنیا میں جو روح جسم کے ساتھ متعلق تھی، اس روح کا حشر اسی جسم میں ہوگا۔ یہ نہیں کہ کوئی نیا جسم پیدا کر کے اس کے ساتھ روح متعلق کر دی جائے۔

عقیدہ = جسم کے اجزاء اگرچہ مرنے کے بعد متفرق ہو گئے اور مختلف جانوروں کی غذا ہو گئے ہوں، مگر اللہ تعالیٰ ان سب اجزاء کو جمع فرما کر قیامت کے دن اٹھائے گا۔ قیامت کے دن لوگ اپنی اپنی قبروں سے ننگے بدن، ننگے پاؤں، ناختنہ شدہ اٹھیں گے، کوئی پیدل، کوئی سوار اور ان میں بعض تنہا سوار ہوں گے اور کسی سواری پر دو، کسی پر تین، کسی پر چار، کسی پر دس ہوں گے، کافر منہ کے بل چلتا ہوا میدان حشر کو جائے گا، کسی کو ملائکہ گھسیٹ کر لے جائیں گے۔ کسی کو

آگ جمع کرے گی

(نسائی شریف،حدیث نمبر 2083)

☆ مسند امام احمد ابن حنبل میں حدیث نمبر 20042 نقل ہے۔فرمایا

میدان حشر ملک شام کی زمین پر قائم ہوگا۔

زمین ایسی ہموار ہوگی کہ اس کے کنارہ پر رائی کا دانہ گر جائے تو دوسرے کنارے سے دکھائی دے (ملفوظات اعلیٰ حضرت)

تفسیر قرطبی میں ہے کہ اس دن زمین تانبے کی ہوگی۔مسلم شریف کی حدیث نمبر 2864 میں ہے کہ سورج (قیامت کے دن) ایک میل کے فاصلہ پر ہوگا۔ حدیث کے راوی نے فرمایا: معلوم نہیں میل سے مراد سرمہ کی سلائی ہے یا میل مسافت۔

ملفوظات شریف میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر میل مسافت بھی ہوتو کیا بہت فاصلہ ہے؟ کہ اِس وقت سورج چار ہزار برس کی راہ کے فاصلہ پر ہے اور اِس وقت سورج کی ہماری طرف پیٹھ ہے، پھر بھی جب سر کے مقابل آجائے تو گھر سے نکلنا دشوار ہوجاتا ہے۔اُس وقت منہ ہماری طرف ہوگا تو گرمی کا کیا پوچھنا؟

یاالٰہی گرمیٔ محشر سے جب بھڑکے بدن

دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

بخاری شریف کی حدیث نمبر 6532 میں ہے۔فرمایا اس وقت مٹی کی زمین ہے مگر گرمیوں کی دھوپ میں پاؤں نہیں رکھا جاتا۔اس وقت جب تانبے کی زمین ہوگی اور آفتاب کا اتنا قرب ہوگا،اس کی تپش کون بیان کر سکے!

رب تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے، بھیجے کھولتے ہوں گے اور اس کثرت سے پسینہ نکلے گا کہ ستر گز زمین میں جذب ہو جائے گا۔

مسند امام احمد ابن حنبل کی حدیث نمبر 17444 میں ہے: فرمایا پھر جو پسینہ زمین نہ پی سکے گی،وہ اوپر چڑھے گا۔کسی کے ٹخنوں تک ہوگا،کسی کے گھٹنوں تک ہوگا۔کسی کے کمر تک ہوگا۔کسی کے سینہ تک ہوگا،کسی کے گلے تک اور کافر کے تو منہ تک چڑھ کر مثل لگام کے جکڑ جائے گا جس میں وہ ڈبکیاں کھائے گا۔

☆نامہ اعمال دیا جائے گا:

قیامت کے دن ہر شخص کو نامۂ اعمال دیا جائے گا۔ابن ماجہ میں ہے کہ نیکوں کے داہنے ہاتھ میں اور بدوں کے بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جائے گا۔

تفسیر قرطبی جلد 10 صفحہ نمبر 192 پر ہے کہ کافر کا سینہ توڑ کر اس کا بایاں

ہاتھ اس سے پس پشت نکال پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا۔

سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 14 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

القرآن: اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا

ترجمہ: پڑھ اپنا نامہ اعمال، کافی ہے تیرا نفس آج کے دن تجھ پر شمار کرنے والا۔

محترم حضرات! آج ہم اپنی زندگی میں جھوٹ، غیبت، چغلی، گالی گلوچ، فحش کلمات زبان سے نکالتے رہتے ہیں اور فضول گوئی کی تو یہ حالت ہے کہ ایک لمحہ بھی خاموش نہیں رہتے۔ ذرا سوچیں! یہ تمام چیزیں ہمارے دونوں کاندھوں پر بیٹھے ہوئے کراماً کاتبین ہر ہر لمحہ لکھتے ہیں۔ ہم بول کر بھول جاتے ہیں مگر وہ لکھ کر محفوظ کر لیتے ہیں اور کل بروز محشر یہ نامۂ اعمال ہمارے ہاتھوں میں دے کر کہا جائے گا ''اِقْرَاْ كِتٰبَكَ'' یعنی پڑھ اپنا نامۂ اعمال

اس دن ہم اتنا طویل نامہ اعمال پڑھ کر کیسے سنائیں گے جن کی ہم نے غیبتیں کی ہوں گی، جن کو گالیاں دی ہوں گی، وہ سب محشر کے میدان میں موجود ہوں گے۔ ان کے سامنے جب ہم نامۂ اعمال پڑھیں گے تو ذلت و رسوائی کا کیا

عالم ہوگا۔اسی وقت کو مدنظر رکھ کر بریلی کے تاجدار امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ یہ دعا کرتے ہیں۔

یاالٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں
عیبِ پوش خلق ستار خطا کا ساتھ ہو

آج ہماری سانسیں چل رہی ہیں۔ وقت کو غنیمت جان کر فضول گوئی، جھوٹ، غیبت، چغلی اور بدکلامی سے توبہ کریں اور جس قدر ہو سکے، ذکر و درود میں وقت گزاریں تاکہ روز محشر شرمندگی سے محفوظ رہیں۔

☆محشر کی پیاس:

مسلم شریف کی حدیث نمبر 987 میں ہے (روز محشر) اس گرمی کی حالت میں پیاس کی جو کیفیت ہوگی، بیان کی محتاج نہیں۔ زبانیں سوکھ کر کانٹا ہو جائیں گی۔ بعضوں کی زبانیں منہ سے باہر نکل آئیں گی۔ دل ابل کر گلے کو آ جائیں گے۔ ہر مبتلا اپنے گناہوں کے حساب سے تکلیف میں مبتلا ہوگا، جس نے چاندی، سونے کی زکوٰۃ نہ دی ہوگی، اس کے جانور قیامت کے دن خوب تیار ہو کر آئیں گے اور اس شخص کو وہاں لٹائیں گے اور وہ جانور اپنے سینگوں سے مارتے اور پاؤں سے روندتے، اس پر گزریں گے، پھر ادھر سے واپس آ کر یوں اس پر

گزریں گے،اسی طرح کرتے رہیں گے یہاں تک کہ لوگوں کا حساب ختم ہو۔

اس موقع پر بریلی کے تاجدار امام احمد رضا علیہ الرحمہ دعا گو ہیں:

یاالٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہہ جودوعطا کا ساتھ ہو

☆حساب وکتاب کا بیان:

عقیدہ= حساب حق ہے، اعمال کا حساب ہونے والا ہے (شرح العقائد النسفیہ ،صفحہ نمبر 104)

عقیدہ= حساب کا منکر کافر ہے۔

☆ بخاری شریف حدیث نمبر 2441 نقل ہے۔کسی سے تو اس طرح حساب لیا جائے کہ اس سے خفیہ پوچھا جائے گا،تو نے یہ کیا اور یہ کیا؟ عرض کرے گا، ہاں اے رب! یہاں تک کہ تمام گناہوں کا اقرار کرلے گا۔اب یہ اپنے دل میں سمجھے گا، کہ اب گئے،اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہم نے دنیا میں تیرے عیب چھپائے اور اب بخشتے ہیں۔

بخاری شریف میں حدیث نمبر 4939 نقل ہے۔فرمایا کسی سے سختی کے ساتھ ایک ایک بات کی باز پرس ہوگی،جس سے یوں ہوا یعنی سختی کے ساتھ

حساب لیا گیا وہ ہلاک ہوگا۔

اس موقع پر بریلی کے تاجدار امام احمد رضا علیہ الرحمہ دعا گو ہیں۔

یاالٰہی جب حسابِ خندۂ بے جا رُلائے
چشمِ گریاں شفیعِ مرتجیٰ کا ساتھ ہو

☆محشر کی مصیبتیں:

بخاری شریف میں حدیث نمبر 3348 نقل ہے۔فرمایا پھر باوجود ان مصیبتوں کے کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا۔ بھائی سے بھائی بھاگے، ماں باپ اولاد سے پیچھا چھڑائیں گے۔بیوی بچے الگ جان چھڑائیں گے۔ ہر ایک اپنی اپنی مصیبت میں گرفتار،کون کس کا مددگار ہوگا۔

حضرت آدم علیہ السلام کو حکم ہوگا۔اے آدم! دوزخیوں کی جماعت الگ کر، عرض کریں گے مولا! کتنے میں سے کتنے؟ ارشاد ہوگا ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے۔ یہ وہ وقت ہوگا کہ بچے مارے غم کے بوڑھے ہوجائیں گے۔حمل والی کا حمل ساقط ہوجائے گا۔لوگ ایسے دکھائی دیں گے کہ نشہ میں ہیں، حالانکہ نشہ میں نہ ہوں گے۔لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت سخت ہے۔

اسی موقع پر تاجدار بریلی امام احمد رضا علیہ الرحمہ بارگاہ العزت میں دعا

کرتے ہیں

یاالٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم میں
اُن تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

تفسیر درمنثور جلد 8 میں ہے کہ کس کس مصیبت کا بیان کیا جائے۔ایک ہو، دو ہوں، سو ہوں، ہزار ہوں تو کوئی بیان بھی کرے۔ ہزار ہا مصائب اور وہ بھی ایسے شدید کہ الامان الامان، اور یہ سب تکلیفیں دو چار گھنٹے، دو چار دن، دو چار ماہ کی نہیں، بلکہ قیامت کا دن کہ پچاس ہزار سال کا ایک دن ہوگا۔

اسی موقع پر بریلی کے تاجدار امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ دعا گو ہیں۔

یاالٰہی جب پڑے محشر میں شور داروگیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

☆مصیبتوں سے نجات دلوانے والے کو ڈھونڈیں گے:

بخاری شریف کی حدیث نمبر 744 میں نقل ہے کہ جب قریب آدھے کے وقت گزر چکا ہے اور ابھی تک اہل محشر اسی حالت میں ہیں۔اب آپس میں مشورہ کریں گے کہ کوئی اپنا سفارشی ڈھونڈنا چاہئے کہ ہم کو ان مصیبتوں سے نجات دلائے۔ ابھی تک تو یہی نہیں پتہ چلتا ہے کہ آخر کدھر کو جانا ہے۔ یہ بات

مشورے سے قرار پائے گی کہ حضرت آدم علیہ السلام ہم سب کے باپ ہیں۔ رب تعالیٰ نے ان کو اپنے دست قدرت سے بنایا اور جنت میں رہنے کی جگہ دی اور مرتبۂ نبوت سے سرفراز فرمایا۔ ان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے۔ وہ ہم کو اس مصیبت سے نجات دلائیں گے۔

عرض افتاں وخیزاں کس کس مشکل سے ان کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے۔ اے آدم علیہ السلام! آپ ابوالبشر ہیں۔ رب تعالیٰ نے آپ کو اپنے دست قدرت سے بنایا اور اپنی چنی ہوئی روح آپ میں ڈالی اور ملائکہ سے آپ کو سجدہ کرایا اور جنت میں آپ کو رکھا۔ تمام چیزوں کے نام آپ کو سکھائے۔ آپ کو صفی کیا۔ آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس حالت میں ہیں؟ آپ ہماری شفاعت کیجئے کہ رب تعالیٰ ہمیں اس سے نجات عطا فرمائے۔

حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے میرا یہ مرتبہ نہیں۔ مجھے آج اپنی جان کی فکر ہے

(مسند امام احمد ابن حنبل حدیث نمبر 2046)

آج رب تعالیٰ نے ایسا غضب فرمایا، نہ آئندہ فرمائے، تم کسی اور کے پاس جاؤ (بخاری حدیث نمبر 3340)

لوگ عرض کریں گے: آخر ہم کس کے پاس جائیں؟ حضرت آدم علیہ

السلام ارشاد فرمائیں گے(خصائص کبریٰ، جلد 2)

حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ، کہ وہ پہلے رسول ہیں کہ زمین پر ہدایت کے لئے بھیجے گئے۔(بخاری شریف حدیث نمبر 7410)

لوگ اسی حالت میں حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اوران کے فضائل بیان کر کے عرض کریں گے کہ آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے کہ وہ ہمارا فیصلہ کردے۔ یہاں سے بھی وہی جواب ملے گا کہ میں اس لائق نہیں۔ مجھے اپنی پڑی ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل، حدیث نمبر 2546)

تم کسی اور کے پاس جاؤ(بخاری شریف حدیث نمبر 4712)

عرض کریں گے، کہ آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں؟ فرمائیں گے (خصائص کبریٰ، جلد 2)

تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ ان کو حق تعالیٰ نے مرتبۂ خلت سے ممتاز فرمایا ہے(مسند امام احمد ابن حنبل)

لوگ ان کے پاس حاضر ہوں گے۔ وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ میں اس کے قابل نہیں۔ مجھے اپنا اندیشہ ہے۔ مختصر یہ کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں بھیجیں گے۔ وہاں بھی یہی جواب ملے گا پھر موسیٰ علیہ السلام، حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجیں گے، وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ میرے کرنے کا یہ کام نہیں۔

(مسند امام احمد ابن حنبل، حدیث نمبر 2546)

آج میرے رب نے وہ غضب فرمایا ہے کہ ایسا نہ کبھی فرمایا، نہ فرمائے گا۔ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔ تم کسی دوسرے کے پاس جاؤ (بخاری شریف، حدیث نمبر 4712)

لوگ عرض کریں گے آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں؟ فرمائیں گے تم ان کے حضور حاضر ہو، جن کے ہاتھ پر فتح رکھی گئی، جو آج بے خوف ہیں (خصائص کبریٰ، جلد 2)

وہ تمام اولاد آدم کے سردار ہیں۔ تم محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو، وہ خاتم النبیین ہیں۔ وہ آج تمہاری شفاعت فرمائیں گے، انہیں کے حضور حاضر ہو۔ وہ یہاں تشریف فرما ہیں۔

(مسند امام احمد ابن حنبل، حدیث نمبر 15)

آپ لوگ پھرتے پھراتے، ٹھوکریں کھاتے، روتے چلّاتے، دُھائی دیتے سرکار کریم ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوں گے۔

خلیل و نجی، مسیح و صفی

سبھی سے کہی، کہیں نہ بنی
یہ بے خبری کہ خلق پھری
کہاں سے کہاں تمہارے لئے

☆شفاعت رسول ﷺ:

عرض کریں گے اے محمد ﷺ! اے اللہ تعالیٰ کے نبی! حضور کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے فتح باب رکھا ہے۔آج حضور مطمئن ہیں۔ان کے علاوہ اور بہت سے فضائل بیان کر کے عرض کریں گے۔حضور ملاحظہ تو فرمائیں ہم کس مصیبت میں ہیں اور کس حال کو پہنچے! حضور بارگاہ رب العزت میں ہماری شفاعت فرمایئے اور ہم کو اس آفت سے نجات دلوائیں۔ جواب میں (آپ ﷺ) ارشاد فرمائیں گے''اَنَا لَھَا ''یعنی میں اسی کام کے لئے ہوں (بخاری شریف، حدیث نمبر 751)

کہیں گے اور نبی اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِ
میرے حضور پر لب پر اَنَا لَھَا ہوگا

حضور ﷺ ارشاد فرمائیں گے اَنَا صَاحِبُکُمْ یعنی میں ہی وہ ہوں

جسے تم تمام جگہ ڈھونڈ آئے۔

(طبرانی معجم الاوسط، حدیث نمبر 6117)

ساتھ نمازیں بھی روزے بھی، زکوٰۃ و حج بھی
کام آیا نہ کوئی ان کی شفاعت کے سوا

یہ فرما کر (کہ میں اسی کام کے لئے ہوں) آپ ﷺ بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوں گے اور سجدہ کریں گے۔ ارشاد ہوگا:

یَا مُحَمَّدُ! ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهُ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ

(اے محمد ﷺ! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو، تمہاری بات سنی جائے گی اور مانگو جو کچھ مانگو گے، ملے گا اور شفاعت کرو، تمہاری شفاعت مقبول ہے۔ (بخاری شریف، حدیث نمبر 751)

میرے اعمال کا بدلہ تو جہنم ہی تھا
میں تو جاتا مجھے سرکار نے جانے نہ دیا
میرے پاس کچھ بھی نہ تھا روز محشر
نبی کا وسیلہ ہی کام آگیا ہے

پھر تو شفاعت کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ سے کم سے کم بھی ایمان ہوگا، اس کے لئے بھی شفاعت فرما کر اسے دوزخ سے نکالیں گے۔ یہاں تک کہ جو سچے دل سے مسلمان ہوا، اگرچہ اس کے پاس کوئی نیک عمل نہیں ہے۔ اسے بھی دوزخ سے نکالیں گے۔ (بخاری شریف، حدیث نمبر 751)

☆ دیگر ہستیاں بھی شفاعت کریں گی:

طبرانی معجم الاوسط میں حدیث نمبر 3044 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ کے باب شفاعت کھولنے کے بعد تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی اُمّت کی شفاعت کریں گے۔

محترم حضرات! اس کے بعد اولیاء اللہ، شہداء، علماء، حفاظ، حجاج، نابالغ بچے جو انتقال کر گئے، شفاعت کریں گے۔

☆ حوض کوثر:

حوض کوثر نبی پاک ﷺ کو عطا کیا گیا۔

مسلم شریف میں حدیث نمبر 2292 نقل ہے۔ فرمایا حوض کوثر کی مسافت ایک مہینہ کی راہ ہے۔

مسلم شریف میں حدیث نمبر 2301 نقل ہے۔فرمایا حوض کوثر کے کنارے پر موتی کے قبے ہیں چاروں گوشے برابر یعنی زاویئے قائم ہیں۔اس کی مٹی نہایت خوشبودار مشک کی ہے۔اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور مشک سے زیادہ پاکیزہ اور اس پر برتن ستاروں سے بھی گنتی میں زیادہ ہیں جو اس نہر کا پانی پئے گا، کبھی پیاسا نہ ہوگا۔اس میں جنت سے دو پرنالے ہر وقت گرتے ہیں۔ایک سونے کا، دوسرا چاندی کا ہوگا۔

محترم حضرات! نبی کریم ﷺ اپنے غلاموں کو اپنے دست مبارک سے کوثر کے جام بھر بھر پلائیں گے۔

☆پل صراط پار کرنا:

مسند امام احمد میں ہدیث نمبر 3625 نقل ہے۔صراط حق ہے، یہ ایک پل ہے کہ پشت جہنم پر نصب کیا جائے گا، بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا۔

بخاری شریف میں حدیث نمبر 806 نقل ہے۔جنت میں جانے کا یہی راستہ ہے۔سب سے پہلے نبی پاک ﷺ گزر فرمائیں گے پھر اور انبیاء و مرسلین، پھر اُمّت مصطفی پھر دوسری اُمّتیں گزریں گی۔

مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ پل صراط پر لوگ مختلف طرح سے گزریں گے۔ بعض تو ایسے تیزی کے ساتھ گزریں گے جیسے بجلی کا کوندا کہ ابھی چمکا اور ابھی غائب ہو گیا اور بعض تیز ہوا کی طرح۔ کوئی ایسے جیسے پرندہ اڑتا ہے اور بعض جیسے گھوڑا دوڑتا ہے اور بعض جیسے آدمی دوڑتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض لوگ سرین پر گھسیٹتے ہوئے اور کوئی چیونٹی کی چال جائے گا۔

پل صراط کے دونوں جانب بڑے بڑے آنکڑے (اللہ تعالیٰ ہی جانے کہ وہ کتنے بڑے ہوں گے) لٹکتے ہوں گے، جس شخص کے بارے میں حکم ہوگا۔ اسے پکڑ لیں گے، مگر بعض زخمی ہو کر نجات پا جائیں گے اور بعض کو دوزخ میں گرادیں گے۔ یہ تمام اہل محشر تو پل سے گزرنے میں مشغول ہوں گے مگر وہ اُمّت کا شفیع عاصیوں کا حامی و ناصر صلی اللہ علیہ وسلم پل صراط پر کھڑا ہوا بکمال گریہ وزاری اپنی گناہگار اُمّت کی نجات کی فکر میں اپنے رب سے دعا کر رہا ہے (اور لبوں پر) رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ یعنی الٰہی ان گناہگاروں کو بچالے، بچالے۔

سَلِّمْ سَلِّمْ کی ڈھارس سے
پل سے پار چلاتے یہ ہیں

بریلی کے تاجدار امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ اس موقع پر دعا گو ہیں:

یاالٰہی جب سر شمشیر پر چلنا پڑے

رَبِّ سَلِّمْ کہنے والے غم زدہ کا ساتھ ہو
پل سے اتارو راہ گزر کو خبر نہ ہو
جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو
اہل صراط روح الامیں کو خبر کریں
جاتی ہے اُمّت نبوی فرش پر کریں

ترمذی شریف میں حدیث نمبر 2448 نقل ہے۔ نبی کریم ﷺ اس دن مواطن میں دورہ فرماتے رہیں گے، کبھی میزان پر تشریف لے جائیں گے، وہاں جس کی نیکیوں میں کمی دیکھیں گے، اس کی شفاعت فرما کر نجات دلوائیں گے اور فوراہی دیکھو تو حوض کوثر پر جلوہ فرما ہیں۔ پیاسوں کو سیراب فرمارہے ہیں اور وہاں سے پل صراط پر رونق افروز ہوئے اور گرتوں کو بچایا۔

آہ کل جرم جو کئے ہم نے
آج وہ بے قرار پھرتے ہیں

☆ مقامِ محمود اور لواء الحمد:

مسند امام احمد ابن حنبل میں حدیث نمبر 3787 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ کو اللہ تعالیٰ (روزِ محشر) مقامِ محمود عطا فرمائے گا کہ تمام اولین و آخرین

حضور علیہ السلام کی حمد وستائش کریں گے۔

ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کہ آپ علیہ السلام کو ایک جھنڈا عطا کیا جائے گا جس کو لواء الحمد کہتے ہیں۔ تمام مومنین حضرت آدم علیہ السلام سے آخر تک سب اسی جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

☆مولا کے خاص بندوں کیلئے قیامت کا دن:

شعب الایمان حدیث نمبر 362 اور مشکوٰۃ المصابیح حدیث نمبر 5563 میں ہے۔ قیامت کا یہ دن مولا کے خاص بندوں کے لئے اتنا ہلکا کر دیا جائے گا کہ معلوم ہوگا کہ ایک فرض نماز کا وقت۔

مسند امام احمد ابن حنبل کی حدیث نمبر 11717 اور شعب الایمان کی حدیث نمبر 361 پر ہے کہ خاص بندوں کے لئے قیامت کا دن ایک فرض نماز کے وقت سے بھی کم ہوگا۔

یہاں تک کہ بعضوں کے لئے تو پلک جھپکنے میں سارا دن طے ہو جائے گا جیسا کہ سورۂ نحل کی آیت نمبر 77 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

القرآن: وَمَا اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ

ترجمہ: قیامت کا معاملہ نہیں مگر جیسے پلک جھپکنا بلکہ اس سے بھی کم۔

محترم حضرات! یہ مختصر واقعہ روزمحشر کا جو میں نے آپ کی خدمت میں بیان کیا، حقیقت میں بڑی کٹھن منزلیں ہیں۔ ہمیں ڈرتے رہنا چاہئے کہ ہمارا کیا ہوگا؟ ہمارے پاس تو اچھے اعمال بھی نہیں ہیں روزمحشر کی سختیاں ہم کیسے سہیں گے، کبھی اکیلے بیٹھ کر ضرور سوچئے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنا خاص فضل وکرم فرمائے۔ موت کی سختیوں، قبر کی وحشت و دہشتوں اور محشر کی دشوار گزار گھاٹیوں پر آسانیاں نصیب فرمائے۔

آمین

وَمَا عَلَيۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وادب

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَتُعَزِّرُوۡهُ وَتُوَقِّرُوۡهُ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ فتح سے آیت نمبر 9 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نبی پاک ﷺ کی تعظیم وادب ایمان کا جز ہے۔ اگر کوئی شخص کلمہ پڑھتا ہے

مگر اس کے دل میں نبی پاک ﷺ کی تعظیم و ادب نہیں ہے تو ایسا شخص ہرگز مومن نہیں ہوسکتا۔قرآن مجید میں کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو نبی پاک ﷺ کی تعظیم وتوقیر کرنے کا حکم دیا ہے چنانچہ جو آیت خطبہ میں، میں نے تلاوت کی۔ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

القرآن:لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ

ترجمہ: کہ اے لوگو!تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ،اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو۔

سورۂ فتح کی آیت نمبر 9 کی تفسیر میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اپنی کتاب شان حبیب الرحمن کے صفحہ نمبر 218 پر فرماتے ہیں کہ اس آیت میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ تم ہمارے محبوب ﷺ کی تعظیم وتوقیر کرنا،اس میں کسی قسم کی تعظیم کی قید نہیں لگائی گئی، بلکہ جو تعظیمیں کہ شریعت نے حرام فرمائی ہیں، جیسے تعظیمی سجدہ کرنا اور تعظیمی رکوع کرنا وغیرہ ان کے سوا جو تعظیم بھی تم سے ممکن ہو، وہ کرو،کلام میں تعظیم کرو کہ ان کا نام شریف عظمت سے لو،ان کو خدا اور خدا کا بیٹا نہ کہو،باقی جو کلمے تعظیم کے ملیں کہو،ان سے نسبت رکھنے والی ہر ہر چیز کی تعظیم، بال مبارک کو چومنا،نعلین پاک یا نقش نعلین پاک کی تعظیم،ان کے مبارک نام کی

اور ان کے شہر پاک کی غرض کہ جس چیز سے ان کو نسبت ہو جائے، ان تمام چیزوں کی تعظیم کرو۔

☆ میرے محبوب ﷺ کو ادب کے ساتھ پکارو:

سورۂ نور آیت نمبر 63 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

القرآن:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا

ترجمہ: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو، جیسا کہ تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

اس آیت کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اپنی کتاب شان حبیب الرحمن کے صفحہ نمبر 157 پر فرماتے ہیں کہ اس آیت میں پروردگار عالم نے قیامت تک کے مسلمانوں کو بارگاہ رسالت کا ادب سکھایا ہے اور فرمایا کہ ان کی شان تمہارے عام مسلمانوں کی طرح نہیں ہے کہ جس طرح چاہو پکارلو بلکہ یہ بارگاہ اور ہے اور یہاں کے ادب بھی اور۔

رسول اللہ ﷺ کو اس طرح نہ پکارو جس طرح ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

ثابت ہوا کہ یا محمد، یا احمد، یا ابن عبداللہ، یا کہ اے بھائی، اے باپ وغیرہ خطابات سے پکارنا حرام ہے بلکہ یارسول اللہ، یا حبیب اللہ، یا شفیع المذنبین وغیرہ القاب سے پکارو، ادب و تعظیم اسی میں ہے۔

☆بارگاہ رسالت میں آواز بلند نہ کرو:

سورۃ الحجرات آیت نمبر 2 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

القرآن: يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس نبی کی آواز سے، اور ان کے حضور بات چلّا کر نہ کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلّاتے ہو، کہ کہیں تمہارے عمل برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

اس آیت کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اپنی کتاب شان حبیب الرحمن کے صفحہ نمبر 235 پر فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے

مسلمانوں کو بارگاہ رسالت میں حاضری دینے کے آداب سکھائے ہیں۔ اگرچہ اب نبی پاک ﷺ اس دنیا فانی سے پردہ فرما چکے ہیں مگر آداب باقی ہیں۔ قرآن مجید کا حکم صبح قیامت تک ہے۔ لہذا جو بھی اس آستانہ پر حاضر ہو، ادب و تعظیم ملحوظ رکھے۔ آواز بلند نہ کرے، صلوٰۃ وسلام بھی پیش کرے تو اتنی آواز سے کہ خود اس کے کان سنیں با آواز بلند صلوٰۃ وسلام بھی پیش نہ کرے۔ کسی سے وہاں اونچی آواز میں گفتگو بھی نہ کرے، بالکل خاموش رہے کہ یہ کوئی عام بارگاہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی بارگاہ ہے۔

☆ نیچی آواز رکھنے پر انعام:

جو لوگ بارگاہ رسالت میں اپنی آوازوں کو نیچی رکھتے ہیں اور اس بارگاہ کی تعظیم کرتے ہیں، ان کے لئے خاص انعام کا اعلان کیا گیا۔ چنانچہ سورۃ الحجرات کی آیت نمبر 3 میں رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

القرآن: اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰىؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ

ترجمہ: بے شک جو لوگ اللہ کے رسول کے پاس اپنی آوازیں نیچی رکھتے

ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا ہے، ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام عبادات بدن کا تقویٰ ہیں اور تاجدار کائنات ﷺ کا ادب دل کا تقویٰ ہے۔

☆حجروں کے باہر سے پکارنے پر وعید:

امام مدارک تفسیر مدارک میں فرماتے ہیں کہ بنوتمیم کے چند لوگ دوپہر کے وقت رسول پاک ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔ اس وقت تاجدار کائنات ﷺ آرام فرمارہے تھے۔ ان لوگوں نے حجرں کے باہر سے آپ ﷺ کو پکارنا شروع کردیا ار آپ ﷺ باہر تشریف لے آئے۔ ان لوگوں کے بارے میں سورۂ الحجرات کی آیت نمبر 4 نازل ہوئی۔

القرآن: اِنَّ الَّذِیۡنَ یُنَادُوۡنَكَ مِنۡ وَّرَآءِ الۡحُجُرٰتِ اَكۡثَرُهُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ

ترجمہ: بے شک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں، ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

محترم حضرات! اس آیت میں رب تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی جلالت

شان کو بیان فرمایا کہ ان کی بارگاہ اقدس میں اس طرح پکارنا جہالت اور بے عقلی ہے۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اے ہمارے پروردگار، اگر کسی کو تیرے محبوب ﷺ سے ملنا ہوتو کیا کرے؟

سورۃ الحجرات کی آیت نمبر 5 میں اس کا جواب دیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

القرآن: وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا

ترجمہ: اور اگر وہ صبر کرتے

محترم حضرات! جواب یہ ملا کہ میرے بندوں صبر کرو میرے محبوب ﷺ کو حجروں کے باہر سے مت پکارو بلکہ انتظار کرو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اے ہمارے پروردگار! کب تک صبر کریں؟ اس سوال کا جواب بھی سورۃ الحجرات کی آیت نمبر 5 کے اگلے حصے میں موجود ہے فرمایا۔

القرآن: حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ O

ترجمہ: یہاں تک کہ تم ان کے پاس خود تشریف لے آتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

سبحان اللہ! رب تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی بارگاہ کا کیسا ادب بیان فرمایا اور آگے فرمایا کہ جن سے یہ بے ادبی سرزد ہوئی ہے، اگر وہ توبہ کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں بخشنے والا اور ان پر مہربانی فرمانے والا ہے۔

☆محبوب کریم ﷺ کے دولت خانہ کے آداب:

سورۂ احزاب کی آیت نمبر 53 میں رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

القرآن: يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ

ترجمہ: اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو، جب تک کہ اجازت نہ پاؤ مثلا کھانے کے لئے بلائے جاؤ، نہ یہ کہ خود اس کے پکنے کی راہ تکو۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اپنی کتاب شان حبیب الرحمن کے صفحہ نمبر 198 پر اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو نبی رحمت ﷺ کے دولت خانہ کا ادب واحترام سکھایا گیا ہے۔ قربان جایئے اس مبارک دولت خانہ کے اور اس میں جلوہ گر رہنے والے آقا ﷺ کے بھی جس کا ادب، احترام عالمین کا پروردگار سکھا رہا ہے۔

اس آیت میں مسلمانوں کو چند باتوں کی ہدایت کی گئی ہے۔ اولاً تو یہ کہ بلا

اجازت اس دولت خانہ میں نہ آؤ، دوسرے یہ کہ اگر تمہاری دعوت کی جاوے تو کھانا پکنے سے پہلے نہ آ جاؤ کہ وہاں بیٹھ کر انتظار کرو، تیسرے یہ کہ کھانا کھا کر اب بلا وجہ نہ بیٹھو، بلکہ اپنے اپنے گھر چلے جاؤ۔

اب صحابہ کرام علیہم الرضوان کا تعظیم وادب ملاحظہ فرمائیں۔

☆حالت نماز میں تعظیمِ رسول:

حدیث شریف = بخاری شریف کتاب الاذان میں حدیث نمبر 644 نقل ہے۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جو سید عالم ﷺ کے اطاعت گزار، خادم اور صحابی تھے، روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، نبی پاک ﷺ کے مرض وصال میں لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے، یہاں تک کہ جب سوموار کا دن تھا۔لوگ نماز کے لئے صف بستہ کھڑے تھے۔ نبی پاک ﷺ نے حجرے کا پردہ اٹھایا اور کھڑے کھڑے ہماری طرف دیکھنے لگے، گویا کہ آپ ﷺ کا چہرۂ مبارک مصحف کا ایک ورق تھا پھر آپ ﷺ خوشی سے مسکرائے، (دندان اقدس سے نور کی شعاعیں نکلنے لگ گئیں) دیدار رسول کے سبب خوشی سے ہم نے فتنہ میں پڑ جانے کا قصد کیا اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایڑیوں کے بل پیچھے آئے تا کہ صف تک پہنچیں اور گمان کیا کہ

حضور ﷺ نماز کے لئے تشریف لانے والے ہیں تو حضور ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز پوری کرو اور آپ نے پردہ نیچے گرادیا اور اس دن آپ کا وصال ہوا۔

محترم حضرات! صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حالت نماز میں بھی تعظیم رسول کو فراموش نہیں کیا۔ شارح مشکوٰۃ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مذکورہ حدیث کی شرح کرتے ہوئے مرأۃ المناجیح دوسری جلد صفحہ نمبر 196 پر فرماتے ہیں کہ نمازوں میں تمام صحابہ خصوصاً حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا چہرہ کعبہ کی طرف تھا اور دل حضور ﷺ کی طرف۔ زبان قرآن میں مصروف تھی اور کان حضور ﷺ کی طرف۔ اس سے ان کی نمازیں زیادہ کامل ہوئیں، ورنہ نماز کے خشوع وخضوع میں کسی کی آہٹ کیسے سنی جاسکتی ہے۔ دوسرے یہ کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عین نماز میں خصوصاً حضور ﷺ کا ادب کرتے تھے کہ ادباً پیچھے ہٹ کر مقتدی بننے لگے کہ یہ ادب شرک نہ تھا بلکہ کمال توحید تھا۔

☆ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ادبِ رسول ﷺ:

ابن ماجہ میں حدیث نمبر 1289 نقل ہے کہ حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ

عنہ فرماتے ہیں۔حضور ﷺ پیچھے رہ گئے۔جب ہم قوم کے پاس پہنچے تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ انہیں ایک رکعت پڑھا چکے تھے۔جب انہوں نے حضور ﷺ کی تشریف آوری کو محسوس کیا تو (دوران امامت) پیچھے ہٹنے لگے۔حضور ﷺ نے انہیں نماز پوری کرنے کا اشارہ فرمایا اور ارشاد فرمایا (اے ابن عوف) تم نے بہت اچھا کیا۔

☆حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا ادب رسول:

مسلم شریف میں حدیث نمبر 5358 نقل ہے (ہجرت کے بعد) حضور ﷺ (حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ) کے ہاں قیام پذیر ہوئے۔ نبی پاک ﷺ نیچے والے حصے میں قیام پذیر ہوئے اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اوپر کی منزل میں ٹھہر گئے۔رات کے وقت حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی آنکھ کھلی تو اُنہیں خیال آیا کہ ہم تو نبی پاک ﷺ کے اوپر چل رہے ہیں (یہ تو بے ادبی ہے) تو وہ ایک کونے میں ہو گئے اور اسی کونے میں انہوں نے رات بسر کرلی (اگلے دن) انہوں نے نبی پاک ﷺ سے اس بات کا تذکرہ کیا تو نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: نیچے والی منزل میں زیادہ سہولت ہے۔حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض

کی: میں اس چھت کے اوپر نہیں رہ سکتا جس کے نیچے آپ ﷺ موجود ہوں تو نبی پاک ﷺ اوپر کی منزل میں منتقل ہو گئے اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نیچے والی منزل میں آ گئے۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ، نبی پاک ﷺ کے لئے کھانا تیار کیا کرتے تھے اور جب وہ باقی ماندہ کھانا حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آتا تو وہ دریافت کرتے۔ نبی پاک ﷺ نے کس جگہ انگلیاں رکھی تھیں پھر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اسی جگہ انگلیاں رکھتے۔

☆مولا علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کا ادبِ رسول:

مسلم شریف میں حدیث نمبر 4629 نقل ہے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ حدیبیہ کے دن مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے سرورِ کونین ﷺ اور مشرکین کے درمیان صلح کا معاہدہ تحریر کیا اور اس میں یہ لکھا ''یہ معاہدہ حضرت محمد ﷺ کر رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں'' قریش نے اعتراض کیا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نہ لکھیں کیونکہ اگر ہم یہ اعتراف کر لیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو ہم آپ کے ساتھ جنگ ہی نہ کریں۔ نبی پاک ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا (معاہدہ سے محمد رسول اللہ)

مٹادو۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی ، میں اسے نہیں مٹا سکتا۔

محترم حضرات! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ادب رسول کوملحوظ رکھتے ہوئے معاہدہ سے رسول اللہ نہیں مٹایا۔غزوۂ خیبر سے واپسی میں منزل صہبا پر نبی پاک ﷺ نے نماز عصر پڑھ کر مولاعلی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے زانو پر سر مبارک رکھ کر آرام فرمایا۔مولاعلی رضی اللہ عنہ نے نماز عصر نہ پڑھی تھی۔آنکھ سے دیکھ رہے تھے کہ نماز عصر کا وقت جارہا ہے مگر ادب و تعظیم کی وجہ سے کہ زانو ہٹاؤں تو شاید خواب مبارک میں خلل آئے۔زانو نہ ہٹایا، یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا۔جب چشم اقدس کھلی مولاعلی رضی اللہ عنہ نے اپنی نماز کا حال عرض کیا۔ حضور ﷺ نے حکم دیا ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا۔مولاعلی نے نماز ادا کی ،سورج پھر ڈوب گیا۔

دوسری طرف سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہجرت کی رات غار ثور میں پہلے تشریف لے گئے۔اپنے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر اس کے سوراخ بند کردیئے۔ایک سوراخ باقی رہ گیا۔اس میں پاؤں کا انگوٹھا رکھ دیا پھر حضور ﷺ کو بلایا۔ آپ ﷺ غار ثور کے اندر تشریف لے گئے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زانو پر سر اقدس رکھ کر آرام فرمایا۔اس غار میں ایک سانپ مشتاق زیارت رہتا تھا۔ اس نے محبوب کریم ﷺ کی مبارک خوشبو محسوس کی تو اندر آنا چاہا۔سارے

سوراخ اس کو بند ملے۔ایک مقام جہاں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انگوٹھا رکھا ہوا تھا، وہاں اس کو نرمی محسوس ہوئی۔ سانپ نے اپنا سر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر برملا لہذا وہ آپ سے گزارش کررہا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی زیارت کا عرصۂ دراز سے مشتاق ہوں۔ آج میری معراج کا وقت ہے۔ مجھے اندر آنے دیجئے؟ مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس خیال سے کہ اگر میں نے پاؤں ہٹایا تو کونین کے تاجدار ﷺ کی نیند میں خلل واقع ہوگا جو کہ بے ادبی ہے۔ادب و تعظیم کو ملحوظ رکھتے ہوئے پاؤں نہ ہٹایا۔ بالآخر سانپ نے پاؤں میں کاٹ لیا۔ درد کی شدت کے باعث آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے جو کہ چہرۂ محبوب خدا ﷺ پر گرے۔ آنکھ مبارک کھلی، عرض حال کیا۔ حضور ﷺ نے اپنا لعاب دہن لگایا، پاؤں فوراً درست ہوگیا۔

اِدھر جان بچانا فرض تھا۔ اُدھر مولا علی کا نماز پڑھنا فرض تھا مگر دونوں نے اپنے فرائض ادب رسول پر قربان کردیئے۔

☆حضرت قباث بن اُشَیم رضی اللہ عنہ کا ادب رسول:

ترمذی شریف کتاب المناقب میں حدیث نمبر 3619 نقل ہے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حضرت یعمر بن لیث کے بھائی حضرت قباث بن

اشیم رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔تمہاری عمر زیادہ ہے یا نبی پاک ﷺ کی؟ انہوں نے فرمایا: بڑے تو نبی پاک ﷺ ہی ہیں،بس میری ولادت پہلے ہوگئی تھی۔

محترم حضرات! صحابی رسول کے جواب کے قربان جایئے کتنا ان میں ادب رسول تھا، واقعی انہیں جو مقام و مرتبہ ملا،صرف اور صرف تعظیم و محبت رسول سے ہی ملا۔اللہ تعالیٰ ان کے صدقے ہمیں بھی ایسی تعظیم و محبت نصیب فرمائے۔آمین

☆حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کا ادبِ رسول:

ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ میں حدیث نمبر 501 نقل ہے۔صحابی رسول حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی پر محبوب خدا ﷺ نے اپنا دست مبارک پھیرا تھا۔آپ رضی اللہ عنہ تعظیم و ادب کی وجہ سے اپنی پیشانی کے بال نہ کبھی کتراتے اور نہ ہی منڈاتے۔

☆صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ادبِ رسول:

ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ میں حدیث نمبر 1014 نقل ہے۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی تو دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا۔آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ کیا نماز کم ہوگئی ہے؟

محترم حضرات! اگر آج کا کوئی امام مسجد چار رکعتوں کی جگہ دو رکعتیں پڑھا

دے تو ہر نمازی کہے گا کہ امام صاحب! آپ نے ادھوری نماز پڑھائی ہے۔ آپ نے پوری نماز نہیں پڑھائی اور کوئی غصے والے مقتدی ہوگا تو یہاں تک کہہ دے گا کہ امام صاحب دو رکعتیں کھا گئے مگر قربان جایئے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ادب رسول کے، کسی نے کوئی بے ادبی والا جملہ استعمال نہیں کیا بلکہ ادب کے ساتھ عرض کی: کیا نماز کم ہوگئی ہے؟

☆ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ادبِ رسول:

بخاری شریف کتاب التہجد میں حدیث نمبر 1135 نقل ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے نبی پاک ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ مسلسل کھڑے رہے حتیٰ کہ میں نے ایک بری بات کا ارادہ کیا۔ ہم نے پوچھا: آپ نے کیا ارادہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا: میں نے ارادہ کیا کہ میں بیٹھ جاؤں اور نبی ﷺ کو کھڑا رہنے دوں۔

محترم حضرات! حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کس چیز کو بری بات کہا۔ انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے تھکاوٹ کی وجہ سے بیٹھنے کو بری بات کہا۔ ان کے دل میں نبی پاک ﷺ کی تعظیم وادب اتنا تھا کہ حالت نماز میں بھی نبی پاک ﷺ کھڑے ہوں اور وہ بیٹھے ہوں، ان کی غیرت

ایمانی نے یہ گوارا نہ کیا۔

☆حضور ﷺ سے نسبت رکھنے والے پانی کی تعظیم:

بخاری شریف کتاب الوضوء میں حدیث نمبر 186 نقل ہے۔حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ دوپہر کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے تو وضو کے لئے پانی لایا گیا۔آپ ﷺ نے وضوفرمایا۔لوگوں نے آپ ﷺ کے وضو کے بچے پانی کولیااوراپنے (چہرو) پر ملنا شروع کر دیا تو نبی کریم ﷺ نے ظہر کی دو رکعت اور عصر کی دو رکعت نماز ادا فرمائی اور آپ ﷺ کے سامنے نیزہ تھا۔حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ایک پیالہ پانی منگوایا۔آپ ﷺ نے اس میں اپنے ہاتھ اور منہ کو دھویا اور اس میں کلی کی پھر ان دونوں (حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما) کوفرمایااوراس میں کچھ پی لواور کچھ اپنے چہروں اور سینوں پرڈالو۔

محترم حضرات! صحابہ کرام علیہم الرضوان کی اپنے آقا ومولا ﷺ سے کیسی محبت اور تعظیم تھی کہ حضور ﷺ کا بچا ہوا وضو کا پانی زمین پر نہ گرے بلکہ ہمارے جسموں پر لگ جائے تا کہ ہمارے اجسام بھی برکت والے ہو جائیں۔

☆ جانوروں کا ادبِ رسول:

دلائل النبوت میں نقل ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ نبی پاک ﷺ کے بعض گھر والوں نے کچھ جانور رکھے ہوئے تھے۔ جب نبی پاک ﷺ باہر نکلتے تو وہ آپ ﷺ کو دیکھ کر خوشی سے اچھلنے کودنے لگتے اور جونہی انہیں آپ ﷺ کی آمد کا احساس ہوتا (کہ آپ ﷺ تشریف لا رہے ہیں) تو وہ گھٹنوں کے بل کھڑے ہونے لگتے۔

☆ ہرنی کا ادبِ رسول:

نزہۃ المجالس میں ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن تاجدار کائنات ﷺ کی قبر انور پر حاضر تھا کہ مسجد میں ایک ہرنی آ گئی اور قبر انور کے سامنے ہو کر اس نے اپنا سر جھکا دیا۔ گویا حضور ﷺ کو سلام عرض کر رہی تھی۔ سلام عرض کرنے کے بعد پھر پیٹھ کئے بغیر الٹے پاؤں مسجد سے نکل گئی اور اپنی پیٹھ قبر انور کی طرف نہ ہونے دی۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں۔ یہ ہرنی یقیناً اس ہرنی کی اولاد میں سے تھی جسے حضور ﷺ نے جال سے آزاد کرایا تھا۔

☆ بکری کا ادبِ رسول:

کتاب الشفاء کے صفحہ نمبر 203 پر امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ نقل فرماتے

ہیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارے پاس ایک بکری تھی جس وقت ہمارے یہاں رسول پاک ﷺ تشریف فرما ہوتے تو وہ بکری سکون کے ساتھ ایک جگہ ٹھہری رہتی۔نہ وہ آتی نہ جاتی اور جب آپ ﷺ تشریف لے جاتے وہ آتی جاتی (یعنی پریشان کرتی)

☆اونٹ اور ادبِ رسول:

کتاب الشفاء کے صفحہ نمبر 207 پر امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں۔حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عیدالاضحیٰ کے دن ذبح یعنی نہر کرنے کے لئے پانچ یا سات اونٹ بارگاہ رسالت میں پیش کئے گئے تو وہ سب ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر (تعظیماً اپنے آپ کو پیش کر رہے تھے) کہ حضور ﷺ مجھ سے ابتداء فرمائیں۔

☆امام مالک رضی اللہ عنہ اور ادبِ حدیث رسول:

امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ اپنی مشہور زمانہ کتاب ''کتاب الشفاء'' میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت مطرف علیہ الرحمہ نے فرمایا: جب لوگ امام مالک رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوتے۔لونڈی ان کی طرف جاتی،ان سے عرض کرتی تو امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے کہ کیا ان آنے والوں کا ارادہ حدیث پاک سننے کا ہے

یا فقہی مسائل پوچھنے کا۔ اگر وہ جواب دیتے کہ مسائل پوچھنے ہیں تو امام مالک رضی اللہ عنہ فوراً باہر تشریف لاتے اور آنے والے کہتے کہ حدیث پاک سننے کے لئے آئے ہیں تو پھر امام مالک رضی اللہ عنہ غسل خانہ میں داخل ہوتے اور غسل فرماتے، پھر نئے کپڑے پہنتے، خوشبو لگاتے، جبہ پہنتے، عمامہ شریف باندھتے اور اپنے سر پر چادر اوڑھتے اور آپ کے لئے شاندار مسند رکھی جاتی پھر آپ تشریف لاتے اور اس مسند پر بیٹھتے اور حدیث پاک سناتے اور حدیث پاک سے فراغت تک خوشبو کی دھونی دیتے تھے۔

ابن ابی اویس علیہ الرحمہ نے کہا کہ اس بارے میں امام مالک رضی اللہ عنہ سے بات چیت کی گئی تو فرمایا کہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں حدیث رسول کی تعظیم کروں اور پاک صاف ہو کر تمکین ووقار کے ساتھ حدیث بیان کروں۔

حضرت عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں امام مالک رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور وہ ہمیں حدیث شریف پڑھا رہے تھے۔ آپ کو اس دوران سولہ مرتبہ بچھو نے کاٹا جس کی وجہ سے آپ کا رنگ زرد ہو گیا لیکن حدیث شریف پڑھاتے رہے۔ فراغت کے بعد میں نے عرض کیا۔ اے ابوعبداللہ! میں نے آج آپ میں عجیب بات دیکھی بچھو کے مسلسل کاٹنے کے باوجود آپ نے حدیث شریف کو پورا کیا اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا میں حدیث رسول کی

تعظیم میں صبر کر کے بیٹھا رہا کہ کہیں حدیث شریف چھوڑ کر کھڑا ہو گیا تو یہ بے ادبی میں شامل نہ ہو جائے۔

حضرت ہشام بن غازی علیہ الرحمہ نے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث شریف پوچھی۔ اس حالت میں کہ وہ کھڑے تھے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے اس کو بے ادبی تصور کرتے ہوئے حضرت ہشام بن غازی کو بیس کوڑے لگائے پھر شفقت فرماتے ہوئے بیس حدیثیں سنائیں تو حضرت ہشام کہنے لگے۔ مجھے یہ بات پسند تھی کہ امام مالک رضی اللہ عنہ مجھے زیادہ کوڑے لگاتے اور حدیثیں بھی زیادہ سناتے۔

محترم حضرات! آپ نے اکابرین کا ادب سماعت فرمایا۔ نبی پاک ﷺ کی تعظیم و ادب تو کرتے ہی تھے مگر جس چیز کو نبی پاک ﷺ سے نسبت ہو جائے، ان کی بھی خوب تعظیم اور ادب کرتے تھے جس کی وجہ سے ان کا ایمان کامل اور اکمل ہو چکا تھا۔ ادب و تعظیم کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے انہیں دونوں جہانوں میں عزتیں، بلندیاں اور شہرتیں عطا فرمائیں اور جو لوگ بے ادب ہیں وہ دنیا میں رسوا ہوتے ہیں اور آخرت میں بھی ان کے لئے ہمیشہ کی رسوائی ہے، وہ دنیا میں بھی بے ادبی کا بدلہ پاتے ہیں چنانچہ خصائص الکبریٰ میں ایک روایت نقل ہے۔

حضرت حکیم بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رحمت عالم ﷺ کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا اور جب رسول پاک ﷺ کچھ ارشاد فرماتے تو وہ اپنا منہ ٹیڑھا کرتا۔ سرورِ کونین ﷺ نے اسے دیکھ لیا تو رب تعالیٰ نے آپ ﷺ کی زبان پر یہ جملہ جاری کر دیا ''تو ایسا ہی ہو جا'' پھر اس گستاخ و بے ادب کا منہ (ایسا ٹیڑھا ہوا کہ) مرتے دم تک سیدھا ہوا ہی نہیں۔

محترم حضرات! جس طرح زمانہ آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ تعظیم و ادب اس قدر کم ہوتا چلا جا رہا ہے، بے ادبی کی آگ کثیر لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے چکی ہے۔ کیا بے ادب مولوی، کیا سیاست دان، کیا سرمایہ دار، کیا دانشور، کیا اینکر، کیا گلیوں اور کوچوں میں بیٹھی بعض جاہل عوام سب بے ادبی کی آگ میں جل رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا علم دین سے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب یہ پروگراموں میں، اسٹیج پر، تقاریب میں، میڈیا پر یا چار آدمیوں میں بیٹھے ہوتے ہیں اور اس وقت رسول پاک ﷺ کا ذکر آتا ہے تو یہ لوگ بے ادبی والے کلمات بول جاتے ہیں اور بعض لوگ گستاخ اور بے ادب عناصر کی بے جا حمایت شروع کر کے سستی شہرت حاصل کرنے اور مغرب کو خوش کرنے میں مصروفِ عمل رہتے ہیں۔

میرا تو تمام ہی اینکروں، سیاست دانوں، دانشوروں اور عوامی نمائندوں کو

مشورہ ہے کہ جب بھی نبی پاک ﷺ کا ذکر آئے، اپنی طرف سے ہاکنے سے پرہیز کیا جائے اور یہ کہہ دیا جائے کہ ہم ان کے متعلق بات نہیں کریں گے کہ کہیں کسی معاملے میں کوئی بے ادبی نہ ہو جائے۔ یہ علمائے اہلسنت کا کام ہے کہ وہ ہماری رہنمائی فرمائیں۔

یاد رہے نبی پاک ﷺ کے شعر (بال مبارک) کو توہین کی نیت سے کسی نے شعیر کہا (لفظ کو بگاڑا) تو وہ کافر ہو جائے گا اور بعض کے نزدیک اگرچہ توہین کی نیت نہ بھی ہو تو تب بھی ایسا کہنے والا کافر ہو جائے گا (رسائل ابن عابدین شامی صفحہ نمبر 326، مطبوعہ لاہور)

تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ کوئی بھی شخص جو رسول پاک ﷺ کی ذات عالیہ میں طعن کرے یا آپ ﷺ کے دین یا آپ ﷺ کے نسب یا من جُملہ صفات میں سے کسی صفت میں یا آپ ﷺ کی طرف کوئی بھی برائی منسوب کرنے کی وجہ سے آپ ﷺ کو ایذا پہنچائے گا۔ یہ برائی خواہ صراحتاً ہو یا کنایتاً ہو یا اشارتاً، وہ کافر ہو جائے گا۔ اگر (مسلمان نے ایسا کیا تو مرتد کہلائے گا) اس پر رب تعالیٰ دنیا و آخرت میں لعنت بھیجتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جہنم کا عذاب تیار رکھا ہے۔

معلوم ہوا کہ ادب و تعظیم رسول ﷺ ہی ایمان کی جان ہے اور بے ادبی

ایمان اورنیکیوں کوتباہ وبرباد کردیتی ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو باادب رکھے۔ ہر قسم کی بےادبی سے محفوظ رکھےاور بےادبوں کی شر سے ہمیں محفوظ رکھے۔آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

درود و سلام سب سے افضل عبادت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۃ الاحزاب سے آیت نمبر 56 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا

فرمائے۔

اس بات پر تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ درود وسلام، تمام عبادات میں افضل ہے۔ درود وسلام پڑھنے والا بے شمار سعادتوں اور برکتوں کا مستحق ہوتا ہے اور درود وسلام نہ پڑھنے والا دنیا وآخرت میں ناکام ونامراد ہوتا ہے۔ درود وسلام نہ پڑھنے والے کو حدیث شریف میں بخیل فرمایا گیا۔

جو آیت میں نے خطبہ میں تلاوت کی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر۔ اے ایمان والو! تم بھی آپ پر خوب درودوسلام بھیجو۔

☆ درود کب سے بھیجا جا رہا ہے:

آیت میں فرمایا ''نبی'' پر درود بھیجتے ہیں، لفظ نبی فرمایا گیا' لفظ رسول نہیں فرمایا گیا لہٰذا معلوم ہوا کہ جب سے نبی ہیں تب سے درود بھیجا جا رہا ہے۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ ''نبی'' کب سے ہیں۔ آیئے حدیث شریف سنتے ہیں ترمذی شریف ابواب المناقب میں حدیث نمبر 1543 نقل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ کب سے نبی ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اس وقت بھی میں نبی تھا، جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔

حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ نبی پاک ﷺ، حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے بھی نبی تھے لہذا ماننا پڑے گا، اس وقت سے درود بھیجا جا رہا ہے۔اب بھی جاری ہے اور بھیجا جاتا رہے گا۔

☆اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کا درود بھیجنے کے معنی:

ابن قیم، حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے حوالے سے اپنی کتاب جلاء الافہام کے صفحہ نمبر 184 پر لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے درود بھیجنے کا معنی یہ ہے کہ رب تعالیٰ ہمہ وقت فرشتوں کے سامنے اپنے محبوب ﷺ کی صفت وثناء بیان فرماتا رہتا ہے۔

فرشتوں کے درود بھیجنے کا معنی یہ ہے کہ وہ ہمہ وقت رب تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے پیارے محبوب ﷺ کے درجات کی بلندی اور مقامات کی رفعت کے لئے دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔

☆حضور ﷺ کی خصوصیت:

سعادۃ الدارین میں امام نبھانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔علامہ شیخ حرازم علیہ

الرحمہ نے اپنی کتاب جواہر المعانی میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ جب آیت درود نازل ہوئی تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمہارے درود وسلام سے بے نیاز کر دیا ہے۔

امام سخاوی علیہ الرحمہ نے الفا کہانی سے نقل کیا کہ جہاں تک ہمیں معلوم ہے قرآن مجید یا کہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کے علاوہ کسی اور پر درود نہیں بھیجا۔ یہ خصوصیت صرف اور صرف آپ ﷺ میں ہی پائی جاتی ہے۔

حضرت علامہ امام سید محمود آلوسی علیہ الرحمہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُمّت محمدیہ کے علاوہ کسی اُمّت کو یہ حکم نہیں دیا کہ وہ اپنے نبی پر درود بھیجیں۔ یہ خصوصیت صرف اور صرف اُمّت محمدیہ ہی کو حاصل ہے۔

☆ کیا ہمارے درود سے نبی پاک ﷺ کو فائدہ پہنچتا ہے؟

سعادۃ الدارین میں امام نبھانی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ علامہ ابن حجر علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں۔ درود کا تمام تر فائدہ پڑھنے والے کو ہی ہے کیونکہ کثرت درود اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا عقیدہ صحیح اور نیت خالص ہے۔ اسی میں حضور ﷺ کا شکریہ ادا ہوتا ہے جو ہم پر واجب ہے کیونکہ ان کے ہم پر بے

شمار احسانات ہیں۔حق تعالیٰ کی معرفت کرائی، ایمان کی دولت عطا کی، دائمی نعتوں سے سرفراز کیا۔جہنم سے بچایا، جنت عطا کریں گے،آپ کوثر وشفاعت کی دولت عطا کریں گے۔سو درود پڑھنے والا درحقیقت اپنے ہی لئے دعا کر رہا ہوتا ہے اور اپنی ہی ذات کی تکمیل کر رہا ہوتا ہے۔

☆محفل درود پاک کی برکت:

سعادۃ الدارین میں امام نبھانی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے زمین پر گھومتے ہیں، جب ذکر کی مجلسوں کے پاس سے گزرتے ہیں تو ایک دوسرے سے کہتے ہیں۔ بیٹھ جاؤ جب لوگ دعا مانگتے ہیں تو وہ آمین کہتے ہیں۔ جب یہ لوگ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہیں تو فرشتے بھی ان کے ساتھ درود بھیجتے ہیں۔ یہاں تک کہ سب فارغ ہو جاتے ہیں تو فرشتے ایک دوسرے سے کہتے ہیں ان لوگوں کو مبارک ہو، بخشے ہوئے واپس لوٹ رہے ہیں۔

☆چاندی کے کاغذ پر سونے کے قلم سے درود لکھتے ہیں:

سعادۃ الدارین میں ہے کہ امام ابوالقاسم نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کچھ لوگ مسجدوں کے اوتاد ہوتے ہیں جن کے ہم نشین فرشتے

ہوتے ہیں۔اگر وہ غائب ہوں تو وہ بھی کھوئے رہتے ہیں۔اگر بیمار ہوں تو ان کی عیادت کرتے ہیں۔اگر ان کو فرشتے دیکھیں تو مرحبا کہتے ہیں۔اگر کسی حاجت کے خواستگار ہوں تو ان کی مدد کرتے ہیں۔جب بیٹھیں تو فرشتے ان کو پاؤں سے لے کر آسمان تک ڈھانپ لیتے ہیں۔ان کے ہاتھوں میں چاندی کے کاغذ ہوتے ہیں اور سونے کے قلم ہوتے ہیں۔وہ نبی پاک ﷺ پر پڑھا جانے والا درود لکھتے اور کہتے ہیں ذکر کئے جاؤ،اللہ تم پر رحم فرمائے۔زیادہ ذکر کرو،اللہ تعالیٰ تمہیں زیادہ دے،جب وہ ذکر شروع کریں تو ان کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ان کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔حوریں ان پر جھانکتی ہیں۔اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہوتی ہے۔جب تک وہ کسی اور گفتگو میں مصروف نہ ہو جائیں یا ادھر ادھر نہ بکھر جائیں پھر جب ذکر کرنے والے منتشر ہو جاتے ہیں تو فرشتے بھی چلے جاتے ہیں۔

☆قربِ الٰہی پانے کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم:

شفاء السقام میں حافظ ابو نعیم علیہ الرحمہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔

اے موسیٰ! اگر زمین میں میری حمد کرنے والے نہ ہوتے تو میں نہ آسمان سے قطرہ اتارتا، نہ زمین سے دانہ اگاتا اور بہت سی اشیاء کا ذکر فرمایا۔ یہاں تک کہ فرمایا۔ اے موسیٰ! کیا چاہتے ہو کہ اس سے بڑھ کر تمہارے قریب ہو جاؤں، جتنا تمہارا کلام تمہاری زبان سے، اور تمہارے دلی وسوسے تمہارے دل سے اور تمہاری روح تمہارے بدن سے اور تمہارا نورنظر آنکھ سے قریب ہے۔ عرض کیا جی ہاں یارب! ارشاد باری تعالیٰ ہوا تو میرے محبوب ﷺ پر کثرت سے درود بھیجو۔

☆ درود فقط نیکی نہیں، نیکیوں کا مجموعہ ہے:

امام غزالی علیہ الرحمہ کی کتاب احیاء العلوم کے ایک طویل مقالہ کی شرح میں شارح نے فرمایا کہ حضور ﷺ پر پڑھا جانے والا درود اس لئے بڑھتا ہے کہ درود پاک بجائے خود نیکی نہیں بلکہ کئی نیکیوں کا مجموعہ ہے۔

1۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان کی تجدید ہوتی ہے۔

2۔ نبی پاک ﷺ پر ایمان کی تجدید ہوتی ہے۔

3۔ نبی پاک ﷺ کی تعظیم کی تجدید ہوتی ہے۔

4۔ نبی پاک ﷺ کے لئے عزت وعظمت طلب کرنے سے تجدید عنایت ہوتی ہے۔

5۔قیامت پر ایمان کی تجدید ہوتی ہے۔

6۔نیکوں کے ذکر کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے۔

7۔پیارے محبوب ﷺ سے محبت کی تجدید ہوتی ہے۔

8۔درود دعا ہے اور دعا عبادت کا مغز ہے۔

☆جنت درود پڑھنے سے بڑھتی ہے:

کتاب الابریز کے گیارہویں باب میں حضرت عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جو فرشتے جنت کے اردگرد رہتے ہیں، ان کا کام فقط سرور کونین ﷺ پر درود بھیجنا ہے۔ جب وہ درود بھیجتے ہیں تو جنت کی وسعت بڑھنے لگتی ہے۔ امام نبھانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ عبدالعزیز علیہ الرحمہ سے سوال کیا کہ جنت دوسرے اذکار کے بجائے درود پاک سے کیوں بڑھنے لگتی ہے؟

آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جنت دراصل نور مصطفی ﷺ سے بنی ہے۔ پس اس کو حضور ﷺ سے ایسی محبت ہے جیسے بچے کو باپ سے ہوتی ہے اور جب وہ ذکر مصطفی ﷺ سنتی ہے تو اس میں چستی آ جاتی ہے اور وہ اڑ کر سرکار کریم ﷺ کے پاس آنا چاہتی ہے کیونکہ آپ سے اس کو سیرابی حاصل ہوتی ہے لہذا جنت

چاروں طرف سے بڑھنے لگتی ہے۔ اگر رب تعالیٰ اس کے روکنے کا ارادہ نہ فرماتا تو وہ حضور ﷺ کی ظاہری زندگی میں ہی دنیا میں ظاہر ہوجاتی اور جہاں حضور ﷺ تشریف لے جاتے، وہ بھی آپ کے ساتھ جاتی اور جہاں آپ رہتے، وہاں وہ بھی رہتی لیکن اللہ تعالیٰ نے اسکو آپ کے ساتھ نکل آنے سے روک دیا ہے تاکہ لوگوں کا آپ پر ایمان بالغیب رہے جب حضور ﷺ اپنی اُمّت کے ہمراہ جنت میں داخل ہوں گے تو جنت خوش ہوجائے گی اور اس کی خوشی کی کوئی حد نہ ہوگی۔

☆غفلت میں بھی درود قبول ہے:

سعادۃ الدارین میں ہے۔ عارف باللہ سید محمود الکردی الشیخانی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب اوائل الخیرات میں فرماتے ہیں جو شخص حضور ﷺ پر حال استغراق، نیند، اونگھ، غفلت یا غلبۂ حال میں اس طور پر درد پڑھے کہ اسے پتہ ہی نہیں چلتا کہ کیا کہہ رہا ہے تو ان حالات میں بھی اس کو درود کا ثواب ملتا ہے۔

امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ نے طبقات میں امام شاذلی علیہ الرحمہ کے حالات میں ان کا یہ قول فرمایا ہے۔ میں نے سرکار کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا تو عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! جو شخص آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ

اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے۔کیا یہ بشارت اس کے لئے ہے جو حضورِ قلب سے درود پڑھے؟ ارشاد فرمایا: نہیں یہ تو ہر اس شخص کے لئے ہے جو غفلت سے مجھ پر درود بھیجے اور اللہ تعالیٰ اس شخص کو پہاڑوں جتنے فرشتے عطا فرماتا ہے جو اس کے لئے دعا واستغفار کرتے ہیں لیکن اگر حضورِ قلب سے پڑھے تو اس کا ثواب میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

☆ درود قطعی قبول ہے:

سعادۃ الدارین میں ہے۔امام سمہودی علیہ الرحمہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث شریف کہ تمام اعمال میں کچھ مقبول ہوتے ہیں اور کچھ مردود ہوتے ہیں مگر درود پاک وہ عبادت ہے جو مقبول ہی ہوتا ہے، مردود نہیں ہوتا۔

سعادۃ الدارین میں ہے۔حافظ سیوطی علیہ الرحمہ حدیث پاک نقل کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھ پر میری اُمّت کے اعمال پیش کئے گئے تو کچھ مقبول تھے اور کچھ مردود تھے مگر درود پاک مقبول ہی مقبول تھے۔

☆ اگر کامل شیخ نہ ملے:

سعادۃ الدارین میں ہے۔حضرت شیخ سید احمد دحلان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب آدمی کو کوئی شیخ کامل نہ ملے تو وہ درود پاک کثرت سے پڑھے، درود

پاک شیخ کامل کی طرح رہنمائی کرے گا۔

شیخ حسن العدوی علیہ الرحمہ دلائل الخیرات کی شرح میں امام سنوسی اور شیخ احمد زروق رحمہم اللہ کا قول کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ پر درود پڑھنا دلوں کو منور کرتا ہے، یعنی دلوں کی بنجر زمین کو زرخیز کرتا ہے اور شیخ کے بغیر رب تعالیٰ تک پہنچا تا ہے۔

☆دوہونٹوں کے پاس موجود فرشتے:

سعادۃ الدارین میں ہے۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی پاک ﷺ سے فرشتوں کی تعداد پوچھی جو ایک آدمی پر مقرر ہیں تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ ایک تمہارے دائیں اور ایک بائیں، دو آگے دو فرشتے پیچھے، دو ہونٹوں کے پاس فرشتے ہیں جو صرف درود پاک محفوظ کرتے ہیں۔ دو آدمی کے پہلوؤں پر ایک اس کی پیشانی پکڑے ہوئے ہوتا ہے۔ اگر عاجزی کرے تو بلندی کرتا ہے اور اگر تکبر کرے تو نیچا کرتا ہے اور دسواں فرشتہ نیند کی حالت میں اس کے منہ میں سانپ داخل ہونے سے بچاتا ہے ہر آدمی کے ساتھ تین سو ساٹھ فرشتے ہوتے ہیں۔

☆فرشتوں کا کام:

سعادۃ الدارین میں ہے۔طبرانی شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث مرفوع ہے۔ سات آسمانوں میں ایسی جگہ نہیں، نہ قدم بھر، نہ بالشت بھر، نہ ہاتھ بھر، جس میں کوئی نہ کوئی فرشتہ قیام کرنے والا، رکوع کرنے والا، سجدہ کرنے والا نہ ہو اور معلوم ہے کہ قرآن کی رو سے وہ سب فرشتے جہاں کہیں ہوں، محبوب پروردگار ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔

☆ نبی پاک ﷺ کا عِزّ و شرف:

افضل الصلوٰۃ علی سید السادات کے صفحہ نمبر 134 پر نقل ہے۔ شیخ حسن العدوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو عثمان الواعظ نے امام سہل بن محمد بن سلیمان علیہ الرحمہ سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آیت درود کے ذریعہ سے اپنے محبوب ﷺ کو جس عز و شرف سے نوازا ہے، یہ شرف حضرت آدم علیہ السلام سے بھی زیادہ کامل واکمل ہے۔ اس لئے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اگرچہ مسجود ملائکہ ہونے کا شرف حاصل ہے لیکن اس سجدہ میں اللہ تعالیٰ کی شرکت محال ہے۔ جبکہ نبی پاک ﷺ پر درود بھیجنے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو بھی شریکِ ملائکہ فرمایا اور پھر مومنین کو بھی درود پاک بھیجنے کے لئے آگاہی فرمائی لہٰذا وہ عزت و شرافت جس میں اللہ تعالیٰ خود ساتھ ہو، اس سے زیادہ افضل و اعلیٰ ہے۔

☆ قیامت میں قربِ مصطفی ﷺ:

بیہقی شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔سرورکونین ﷺ نے فرمایا۔قیامت کے دن ہر مقام پر تم میں سے میرے زیادہ قریب وہ ہوگا جو دنیا میں سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجے گا جو مجھ پر جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن درود بھیجے۔اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا۔ستر آخرت میں اور تیس دنیا میں، پھر رب تعالیٰ ایک فرشتے کو مقرر فرماتا ہے جو اسے لے کر میری قبر پر پہنچاتا ہے جیسے تمہارے پاس تحفے لائے جاتے ہیں جس نے مجھ پر درود بھیجا، مجھے اس کا نام،نسب اور خاندان فرشتہ بتاتا ہے جسے میں سفید رنگ کے رجسٹرڈ میں لکھ لیتا ہوں۔

☆ساری رات بے خوف وخطر گزاری:

افضل الصلوٰت علی سید السادات میں صفحہ نمبر 164 پر نقل ہے۔شیخ ابوالحسن شاذلی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ سفر میں تھا کہ مجھے ایک ایسے مقام پر رات بسر کرنے کا اتفاق ہوا جہاں جنگل کے درندے بکثرت تھے اور میں نے محسوس کیا کہ جنگلی درندے مجھ پر حملہ آور ہوا چاہتے ہیں، میں ایک ٹیلے پر بیٹھ گیا اور دل ہی دل میں خیال کیا کہ بخدا میں نبی رحمت ﷺ پر درود پاک پڑھوں گا کیونکہ رحمت للعالمین ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ جس شخص نے مجھ پر ایک مرتبہ

درود پڑھا، رب تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت فرماتا ہے تو جب رب تعالیٰ مجھ پر رحمت بھیجے گا تو میں اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رات گزاردوں گا چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور ساری رات بے خوف وخطر گزاری۔ (کسی درندے نے مجھ پر کوئی حملہ نہیں کیا)

☆ جان کنی کے وقت نعمتیں:

افضل الصلوٰۃ علی سید السادات کے صفحہ نمبر 218 پر ہے کہ شیخ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ نے بعض عارفین سے نقل کیا ہے کہ جس شخص نے نبی کریم ﷺ پر بکثرت درود پڑھنے کی عادت بنالی۔ اسے سب سے بڑا اشرف یہ حاصل ہوگا کہ جانکنی اور سکرات موت کے وقت اس کے پاس حضور ﷺ جلوہ افروز ہوں گے اور اسے شرف دیدار سے نوازیں گے اور وہ اسی وقت حورانِ جنت، محلات، اولاد، ازواج اور سلامتی کے پیغامات اور مبارکبادیاں جو کہ رب تعالیٰ نے اس کے لئے فرمائی ہوں گی، ملاحظہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وہ جن کی جان نکالتے ہیں، ستھرے پن میں یہ کہتے ہوئے کہ سلامتی ہو تم پر جنت میں جاؤ، بدلہ اپنے کئے کا۔

☆ دن اور رات عبادت میں مصروف:

افضل الصلوٰۃ علی سید السادات صفحہ نمبر 162 پر امام نبھانی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں: حضرت ابو غسان مدنی علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا ہے کہ جس شخص نے سید عالم ﷺ پر دن میں ایک سو بار درود پاک پڑھا، گویا وہ تمام دن اور رات عبادت میں مصروف رہا۔

☆ کوہِ قاف کے پیچھے ایک مخلوق:

افضل الصلوٰۃ علی سید السادات کے صفحہ نمبر 180 پر نقل ہے کہ امام ثعلبی علیہ الرحمہ نے کتاب العرائس میں فرمایا کہ جب رب تعالیٰ نے کوہِ قاف کے پیچھے ایک ایسی مخلوق پیدا کی ہے، جن کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ان کی عبادت فقط سید عالم ﷺ پر درود پاک بھیجنا ہی ہے۔

☆ کوہ قاف کیا ہے؟

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ کی ستائیسویں جلد صفحہ نمبر 93 پر فرماتے ہیں کہ کوہ قاف (زلزلہ پیدا ہوتا ہے تو ایک پہاڑ کوہِ قاف نامی جو تمام زمین کو محیط (گھیرے ہوئے ہے) اور اس کے ریشے زمین کے اندر اندر سب جگہ پھیلے ہوئے ہیں، جیسے بڑے درخت کی جڑیں دور تک اندر اندر پھیلتی ہیں جس زمین پر (معاذ اللہ) زلزلہ کا حکم ہوتا ہے، وہ پہاڑ اپنے اس جگہ کے ریشے

کوجنبش دیتا ہے اور زمین ہلنے لگتی ہے۔

☆دوزخ سے آزاد:

کتاب جذب القلوب کے صفحہ نمبر 256 پر نقل ہے کہ لوگوں نے حضرت خالد بن کثیر علیہ الرحمہ کے سر کے نیچے سے ان کی روح کے نکلنے سے پہلے ایک کاغذ کا ٹکڑا پایا جس میں یہ لکھا ہوا تھا ''بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ لِخَالِدِ بْنِ کَثِیْر''

یعنی خالد بن کثیر دوزخ سے آزاد ہے، لوگوں نے ان کے اہل خانہ سے دریافت کیا کہ کس عمل کی برکت سے انہیں یہ بزرگی حاصل ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ ہر جمعہ کو سرور کونین ﷺ پر ایک ہزار مرتبہ درود پڑھتے تھے۔

☆درود زیارت النبی ﷺ:

افضل الصلوٰۃ علی سید السادات صفحہ نمبر 234 پر نقل ہے۔ امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص نے ان الفاظ سے مجھ پر درود بھیجا:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَعَلٰی

جَسَدِہٖ فِی الْاَجْسَادِ وَعَلٰی قَبْرِہٖ فِی الْقُبُوْرِ

وہ خواب میں مجھے دیکھے گا اور جس نے خواب میں دیکھا وہ قیامت کے روز بھی مجھے دیکھے گا اور جس نے قیامت کے روز مجھے دیکھا میں اس کی شفاعت کروں گا اور جس کی میں شفاعت کروں گا۔ وہ میرے حوض سے سیراب ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو آگ پر حرام کردے گا۔

امام نبھانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے خود اس کا تجربہ کیا اور سونے سے پہلے اس کا وظیفہ کیا اور سوگیا، میں نے خواب میں سید عالم ﷺ کے چہرۂ انور کو چاند کی صورت میں دیکھا اور آپ سے شرف گفتگو بھی حاصل کیا اور پھر یہ حسین چہرۂ انور چاند میں چھپ گیا۔ میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ سید عالم ﷺ کی عظمت کے صدقے میں مجھے ان باقی انعامات سے سرفراز فرمائے، جن کا وعدہ نبی پاک ﷺ نے اس حدیث پاک میں فرمایا ہے۔

☆ جمعہ کے دن درود پڑھنے کی فضیلت:

حدیث شریف = امام ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ میں حدیث نمبر 1034 نقل ہے۔ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے تمام دنوں میں جمعہ کا دن سب سے افضل ہے کہ اسی میں حضرت

آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا گیا اور اسی میں ان کی روح قبض کی گئی اور اسی میں صور پھونکا جائے گا اور اسی میں سب سے ہوش ہوں گے۔ پس اس روز مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو کیونکہ تمہارا درود پڑھنا مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ ﷺ! اُس وقت بھلا ہمارا درود پاک پڑھنا کس طرح پیش ہوگا جبکہ آپ مٹی ہو چکے ہوں گے؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔

محترم حضرات! اس حدیث پاک سے جمعہ کے دن درود پڑھنے کی فضیلت معلوم ہوئی۔ نبی پاک ﷺ نے خاص طور پر جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجنے کا حکم دیا۔ الحمدللہ یہ سعادت اہلسنت کے حصے میں آئی کہ وہ ہر جمعہ کو بارگاہ رسالت ﷺ میں اجتماعی صلوٰۃ وسلام پیش کرتے ہیں۔

☆ نبی پاک ﷺ خود سلام کا جواب دیتے ہیں:

حدیث شریف = ابو داؤد کتاب الحج میں حدیث نمبر 273 نقل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کوئی ایسا نہیں جو مجھے سلام کرے مگر اللہ تعالیٰ میری روح کو واپس لوٹا دیتا ہے تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دوں۔

محترم حضرات! اگر یہ سمجھا جائے کہ نبی پاک ﷺ کی روح مبارک آپ کے جسم اطہر سے جدا ہے اور جب کوئی سلام عرض کرتا ہے تو رب تعالیٰ آپ کی روح مبارک کو جسم انور میں واپس لوٹا دیتا ہے کہ آپ ﷺ سلام کا جواب دے سکیں۔ اگر صورت حال یہ ہوتی تو غور کرنا چاہئے کہ ستر ہزار فرشتے تو ہر ساعت اور لمحہ اس بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کرتے رہتے ہیں اور کروڑوں مسلمان دنیا کے ہر گوشے سے ہمہ وقت صلوٰۃ وسلام کے پھول نچھاور کرتے رہتے ہیں لہٰذا معلوم ہوا کہ ہر ہر لمحہ صلوٰۃ وسلام بھیجا جا رہا ہے تو روح مبارک جسم اقدس میں ہی رہتی ہے۔ اس سے نبی پاک ﷺ کی روح و جسم کے ساتھ حیات بھی ثابت ہوگئی اور ساتھ ساتھ آپ کی قوت سماعت بھی ثابت ہوئی کہ ہر کسی کا سلام سنتے ہیں اور اس کا جواب بھی مرحمت فرماتے ہیں۔

ہم یہاں سے پکاریں وہاں وہ سنیں
مصطفیٰ ﷺ کی سماعت پہ لاکھوں سلام

☆ درود کی برکت سے عذاب اٹھالیا گیا:

امام سخاوی علیہ الرحمہ اپنی القول البدیع میں نقل فرماتے ہیں۔ ایک عورت حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کی پاس آئی اور عرض کیا کہ میری بیٹی کا انتقال

ہو گیا۔ میری یہ تمنا ہے کہ میں اس کو خواب میں دیکھوں۔ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے فرمایا: عشاء کی نماز پڑھ کر چار رکعت نفل پڑھ اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ تکاثر پڑھ اور اس کے بعد لیٹ جا اور سونے تک نبی پاک ﷺ پر درود پڑھتی رہ۔

اس عورت نے ایسا ہی کیا۔ اس نے لڑکی کو خواب میں دیکھا کہ نہایت ہی سخت عذاب میں ہے۔ تارکول کا لباس اس پر ہے۔ دونوں ہاتھ اس کے جکڑے ہوئے ہیں اور اس کے پاؤں آگ کی زنجیروں میں بندھے ہوئے ہیں۔ میں صبح کو اٹھ کر پھر حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کے پاس گئی۔ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس کی طرف سے صدقہ کر، شاید رب تعالیٰ اس کی برکت سے تیری لڑکی کو معاف فرما دے۔

اگلے دن حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے خواب میں دیکھا کہ جنت کا ایک باغ ہے اور اس میں ایک بہت اونچا تخت ہے اور اس پر ایک بہت نہایت حسین وجمیل خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی ہے۔ اس کے سر پر ایک نور کا تاج ہے، وہ کہنے لگی حسن بصری! آپ نے مجھے پہچانا؟ میں نے کہا نہیں میں نے تو نہیں پہچانا۔ کہنے لگی۔ میں وہی لڑکی ہوں جس کی ماں کو تم نے درود شریف پڑھنے کا حکم دیا تھا (یعنی عشاء کے بعد سونے تک) حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے فرمایا

کہ تیری ماں نے تو تیرا حال اس کے بالکل برعکس بتایا تھا جو میں دیکھ رہا ہوں۔ اس نے کہا کہ میری حالت وہی تھی جو ماں نے بیان کی تھی۔ میں نے پوچھا پھر یہ مرتبہ کیسے حاصل ہوا؟ اس نے کہا کہ ہم ستر ہزار آدمی اسی عذاب میں مبتلا تھے جو میری ماں نے آپ سے بیان کیا۔ صلحاء میں سے ایک بزرگ کا گزر ہمارے قبرستان پر ہوا۔ انہوں نے ایک مرتبہ درود پاک پڑھ کر اس کا ثواب ہم سب کو پہنچا دیا۔ ان کا درود اللہ تعالیٰ کے یہاں ایسا مقبول ہوا کہ اس کی برکت سے ہم اس عذاب سے آزاد کر دیئے گئے اور ان بزرگ کی برکت سے یہ رتبہ نصیب ہوا۔

☆ درود کی برکت سے سرکار ﷺ نے بوسہ لیا:

امام سخاوی علیہ الرحمہ القول البدیع میں نقل فرماتے ہیں۔ حضرت محمد بن سعید بن مطرف علیہ الرحمہ جو نیک لوگوں میں سے ایک بزرگ تھے، کہتے ہیں کہ میں نے اپنا یہ معمول بنا رکھا تھا کہ رات کو جب سونے کے واسطے لیٹتا تو ایک مقدار معین درود شریف پڑھا کرتا تھا۔ ایک رات کو میں بالا خانہ پر اپنا معمول پورا کر کے سو گیا تو حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ میں نے دیکھا۔ حضور اقدس ﷺ بالا خانہ کے دروازہ سے اندر تشریف لائے۔

حضور ﷺ کی تشریف آوری سے بالا خانہ سارا ایک دم روشن ہو گیا۔ حضور ﷺ میری جانب تشریف لائے اور ارشاد فرمایا۔ اس منہ کو میرے قریب لا جس سے تو مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے، تاکہ میں اسے چوم لوں۔ مجھے اس سے شرم آئی کہ میں تاجدار کائنات ﷺ کی طرف اپنا منہ کروں پھر میں نے اپنا رخسار آگے کر دیا تو میرے رخسار پر آقا و مولا ﷺ نے بوسہ دیا۔ میری گھبرا کر ایک دم آنکھ کھل گئی۔ میں نے کیا دیکھا کہ میرا پورا بالا خانہ مشک کی خوشبو سے مہک رہا تھا اور میرے رخسار سے آٹھ دن تک مشک کی خوشبو آتی رہی۔

☆ ہر مرتبہ درود بھیجے:

علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ایک مرتبہ آیت سجدہ پڑھے تو ایک مرتبہ سجدۂ تلاوت کرنا ہو گا اور اگر کوئی شخص ایک مجلس میں 100 مرتبہ آیت سجدہ پڑھے تو صرف ایک سجدۂ تلاوت کافی ہو گا مگر جب کوئی بندہ کسی مجلس میں ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ کا ذاتی نام نامی اسم گرامی لے تو وہ ایک مرتبہ درود شریف پڑھے گا اور اگر وہ ایک ہی مجلس میں سو مرتبہ نبی پاک ﷺ کا ذاتی نام نامی اسم گرامی لے گا، صرف ایک مرتبہ درود پڑھ لینے سے کام نہیں چلے گا بلکہ ہر مرتبہ درود پاک بھیجنا لازم ہو گا۔

محترم حضرات! آپ نے تمام گفتگو کے بعد اندازہ لگایا کہ درود پاک کی کتنی فضیلت ہے۔ ہر مرض کی دوا، ہر بلا سے چھٹکارا، ہر کام کو سنوارنے والا صرف اور صرف درود ہے جو ہر حال میں مقبول ہے۔ یقیناً ہمیں اس کو مضبوطی سے تھام لینا چاہئے۔ یہی وہ نیکی ہے جو روز محشر ہمارے سب سے زیادہ کام آئے گی۔ آج ہم تباہی کے گڑھے کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ اگر کوئی چیز ہمیں تباہی سے بچا سکتی ہے تو وہ صرف اور صرف درود وسلام ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو کثرت دیوانگی کے ساتھ شب وروز درود وسلام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اسی کو ہماری بخشش کا ذریعہ بنائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

مذاق، مسخری اور اکابرین کا مزاح

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ حجرات سے آیت نمبر 11 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام

مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

موجودہ معاشرے میں جہاں کئی برائیاں عروج پر ہیں، وہیں ایک برائی مذاق مسخری بھی بہت عروج پر ہے۔ ہم مسلمان ہو کر اپنے ہی مسلمان بھائی کا مذاق اڑاتے ہیں۔ مل کر اس پر ہنستے ہیں۔ آیئے سب سے پہلے مذاق کی تعریف سنتے ہیں۔

☆ مذاق کی تعریف:

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم میں مذاق کی تعریف بیان کرتے وقت فرماتے ہیں کہ مذاق کا مطلب ہے دوسرے کو حقیر اور کمتر سمجھتے ہوئے اس کے عیوب ونقائص کو اس طور پر ذکر کرنا جس سے ہنسی آئے اور یہ کبھی قول وفعل کی نقل اتارنے کے ذریعے ہوتا ہے اور کبھی اشارے کے ساتھ جس کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ اگر وہ موجود ہو تو اسے غیبت کا نام تو نہیں دیں گے لیکن اس میں غیبت کا معنیٰ پایا جاتا ہے۔

جو آیت میں نے خطبہ میں تلاوت کی، ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

القرآن: یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ

عَسٰۤی اَنۡ یَّکُوۡنُوۡا خَیۡرًا مِّنۡہُمۡ وَلَا نِسَآءٌ مِّنۡ نِّسَآءٍ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُنَّ خَیۡرًا مِّنۡہُنَّ

ترجمہ: اے ایمان والو! نہ مرد مردوں سے ہنسیں، عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے، دور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں۔

معلوم ہوا کہ دوسرے مسلمان کو حقیر اور کمتر سمجھتے ہوئے اس کی ہنسی اڑانے سے منع فرمایا گیا۔ آج کل یہ معاملہ عام ہو چکا ہے۔ ہر دنیاوی مجلس، ہر فنکشن، ہر گھر میں سجنے والی محفل حتیٰ کہ گلی کوچوں میں بیٹھنے والے بھی مذاق، مسخری اور ایک دوسرے کا مذاق اڑانے اور عزتیں اچھالنے میں لگے ہوتے ہیں اور اس فعل میں ایسے مگن ہوتے ہیں کہ سامنے والے کی دل آزاری ہو چکی ہوتی ہے اور انہیں خبر تک نہیں ہوتی۔

☆کسی کی نقل بھی مت اتارو:

ابوداؤد شریف کتاب الادب میں حدیث نمبر 4875 نقل ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے کسی کی نقل اتاری تو سرور کونین ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: بخدا! مجھے یہ پسند نہیں کہ میں کسی کی نقل

اتاروں اور مجھے اس کے سبب کثیر دنیا مل جائے۔

محترم حضرات! اس حدیث پاک سے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہیئے جو فانی مال کے لئے مسلمانوں کا مذاق اڑاتے ہیں، ان کی نقل اتارتے ہیں۔

☆مزاح کا نقصان:

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو زیادہ ہنستا ہے، اس کی ہیبت کم ہوجاتی ہے اور جو مزاح کرتا ہے، لوگوں کی نظروں سے گر جاتا ہے، جو کسی کام کو کثرت سے کرتا ہے، وہ اسی کے حوالے سے پہچانا جاتا ہے جو زیادہ بولتا ہے وہ زیادہ غلطیاں کرتا ہے اور جس کی غلطیاں زیادہ ہوجائیں، اس کی حیا کم ہوجاتی ہے اور جس کی حیاء کم ہوجائے، اس کی پرہیزگاری کم ہوجاتی ہے اور جس کی پرہیزگاری کم ہوجائے، اس کا دل مرجاتا ہے۔

☆ہنسنا غفلت کی علامت:

بخاری شریف کتاب التفسیر میں حدیث نمبر 4621 نقل ہے۔ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم وہ جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو کم

ہنستے اور زیادہ روتے۔

☆طویل عرصے تک نہ ہنسنے والے بزرگان دین:

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم میں نقل فرماتے ہیں۔

1۔ایک شخص نے اپنے دینی بھائی کو(ہنستے ہوئے دیکھا تو اس) سے پوچھا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم دوزخ سے گزرو گے؟ اس نے کہا ہاں...... اس نے پوچھا: کیا یہ معلوم ہے کہ تم اس سے نکل جاؤ گے؟ اس نے کہا۔نہیں......تو اس شخص نے کہا پھر کس بات پر ہنستے ہو؟

کہا گیا ہے کہ اس کے بعد مرتے دم تک اسے ہنستا ہوا نہیں دیکھا گیا۔

2۔حضرت یوسف بن اسباط علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ تیس سال تک نہیں ہنسے۔

3۔حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو کبھی زندگی بھر کسی نے ہنستا ہوا نہیں دیکھا۔

4۔حضرت عطاء اسلمی علیہ الرحمہ چالیس سال تک نہیں ہنسے۔

5۔ایک بزرگ کبھی نہ ہنسے، کسی نے ان سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جب مجھے پتہ چل جائے گا کہ میرا ٹھکانہ جنت ہے، اس وقت میں ہنسوں گا۔

انتقال کے بعد تختہ غسل پر مسکرا رہے تھے۔

☆ بے جا ہنسنا خائفین کا فعل نہیں:

1۔ حضرت وُہَیب بن ورد علیہ الرحمہ نے عید الفطر کے دن لوگوں کو ہنستے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا: اگر ان لوگوں کی مغفرت ہوگئ ہے تو کیا یہ شکر کرنے والوں کا کام ہے اور اگر ان کی بخشش نہیں ہوئی تو کیا یہ خائفین (ڈرنے والوں) کا فعل ہے۔

2۔ حضرت عبداللہ بن ابو یعلیٰ علیہ الرحمہ فرمایا کرتے: تم ہنس رہے ہو اور ہوسکتا ہے تمہارے کفن تیار ہو چکے ہوں۔

3۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو ہنستا ہوا گناہ کرتا ہے، وہ روتا ہوا دوزخ میں داخل ہوگا۔

محترم حضرات! حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر غور کریں کہ آج ہم میں کون ایسا شخص نہیں ہے جو ہنستا ہوا گناہ نہ کرتا ہو۔ آج ہم ہنستے ہوئے لوگوں کا مذاق اڑا کر ان کی دل آزاری کر رہے ہوتے ہیں۔ آج ہم ہنستے ہوئے گانے سن رہے ہوتے ہیں۔ آج ہم ہنستے ہوئے فلمیں دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ آج ہم ہنستے ہوئے اپنے مسلمان بھائی کو دھوکہ دے رہے ہوتے

ہیں۔آج ہم ہنستے ہوئے جھوٹ بول رہے ہوتے ہیں۔غرض کہ کتنے گناہ ہیں جو ہم ہنستے ہوئے کررہے ہوتے ہیں۔ہمیں اس بات کا علم نہیں ہے کہ اگر ہمارے اس گناہ سے ہمارارب ناراض ہوگیا تو ہمیں روتے ہوئے دوزخ میں داخل ہونا پڑے گا۔الامان والحفیظ

☆مزاح کینہ پیدا کرتا ہے:

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا: بیٹا کسی شریف سے مزاح نہ کرنا کہ تمہارے خلاف اس کے دل میں کینہ پیدا ہوجائے گا اور نہ کسی گھٹیا آدمی سے مزاح کرنا کہ وہ تم پر جرأت کرے گا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور مزاح کرنے سے بچو کیونکہ اس سے کینہ پیدا ہوتا ہے۔ نیز یہ بدکلامی کی طرف لے جاتا ہے۔قرآن مجید کے فرامین بیان کرو اور اس کے لئے مجلس منعقد کرو۔ اگر اکتا جاؤ تو نیک لوگوں کا تذکرہ کیا کرو۔

☆بچوں سے مزاح نہ کرو:

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت محمد بن منکدر رعلیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میری والدہ محترمہ نے مجھ سے فرمایا: اے میرے بیٹے! بچوں سے مزاح نہ کرنا ورنہ ان کی نظروں میں تمہاری عزت کم ہو جائے گی۔

☆ دوسروں کا مذاق اڑانے والے کا انجام:

موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت ساتویں جلد صفحہ نمبر 184 پر حدیث نمبر 287 نقل فرماتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں کے ساتھ ہنسی مذاق کرنے والوں میں سے ایک کے لئے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا آجاؤ! آجاؤ! وہ دکھ درد میں مبتلا آئے گا۔ جب جنت کے دروازے کے پاس پہنچے گا تو وہ بند کر دیا جائے گا پھر اس کے لئے دوسرا دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا آجاؤ! آجاؤ! وہ تکلیف اور غم کی حالت میں آئے گا، جب دروازے کے پاس پہنچے گا تو اسے بند کر دیا جائے، اسی طرح ہوتا رہے گا، یہاں تک کہ اس کے لئے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا آؤ! آؤ! لیکن وہ (مایوس ہونے کے سبب) نہیں آئے گا۔

☆ کون سا مزاح جائز ہے؟

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔ اگر تمہیں اس بات پر

قدرت ہو، جس پر نبی پاک ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان قادر تھے کہ تم مزاح میں صرف حق بات کہو۔ کسی کے دل کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔ مزاح میں حد سے نہ بڑھو اور کبھی کبھار کرو تو اس میں کوئی گناہ نہیں لیکن یہ بہت بڑی غلطی ہے کہ کوئی شخص مزاح کو اپنی عادت بنالے اور مزاح کرنے میں حد سے بڑھ جائے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ بھی مزاح فرماتے مگر نہ جھوٹ بولتے، نہ کسی کا دل دکھاتے اور نہ ہی اس کا مذاق اڑاتے۔

ترمذی شریف کی حدیث نمبر 1997ء میں نبی پاک ﷺ کا ارشاد پاک نقل ہے کہ آپ ﷺ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرماتے ہیں۔ میں اگرچہ تم سے مزاح کرتا ہوں لیکن حق بات کے سوا کچھ نہیں کہتا۔

معلوم ہوا کہ نبی پاک ﷺ بھی مزاح فرماتے، مگر کیسا؟ آیئے سنتے ہیں۔

☆ نبی پاک ﷺ کا مزاح:

1۔ تاریخ مدینہ دمشق چوتھی جلد صفحہ نمبر 41 پر حدیث نمبر 849 نقل ہے۔

حضرت عطاء بن ابی رباح علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں۔ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا نبی پاک ﷺ مزاح فرماتے تھے؟ ارشاد فرمایا: ہاں۔ اس شخص نے پوچھا: آپ ﷺ کا مزاح کیسا ہوتا تھا؟ فرمایا

آپ ﷺ کا مزاح اس طرح ہوتا تھا کہ ایک دن آپ ﷺ نے اپنی ایک زوجہ محترمہ کوایک بڑا کپڑا عطا کیا اور ارشاد فرمایا: اسے پہن لو اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور اس کے دامن کو دلہن کے دامن کی طرح گھسیٹو۔

2۔امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں۔ایک بوڑھی عورت بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئی۔آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: جنت میں کوئی بڑھیا داخل نہیں ہوگی۔یہ سن کر رونے لگی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اس دن بوڑھی نہیں ہوگی (یعنی جوان ہو کر جنت میں داخل ہوگی)

3۔سبل الہدیٰ والرشاد ساتویں جلد صفحہ نمبر 114 پر نقل ہے۔حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں کہ میرے خاوند آپ کو بلاتے ہیں۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کون؟ وہی جس کی آنکھ میں سفیدی ہے؟ انہوں نے عرض کی۔اللہ تعالیٰ کی قسم! ان کی آنکھ میں کوئی سفیدی نہیں ہے۔ارشاد فرمایا۔ہاں......اس کی آنکھ میں سفیدی ہے۔انہوں نے عرض کی۔اللہ تعالیٰ کی قسم! ان کی آنکھ میں کوئی سفیدی نہیں ہے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے جس کی آنکھ میں سفیدی نہ ہو (اس سے آپ ﷺ کی مراد وہ سفیدی تھی جو آنکھ کے سیاہ

حلقے کو گھیرے ہوئے ہوتی ہے)

4۔امام ابوداؤد کتاب الادب میں حدیث نمبر 4998 نقل فرماتے ہیں کہ ایک عورت سرور کونین ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! مجھے سواری کے لئے اونٹ عطا فرمایئے۔ارشاد فرمایا: ہم تمہیں اونٹ کے بچے پر سوار کریں گے۔اس عورت نے عرض کی۔ میں اونٹ کے بچے کا کیا کروں گی؟ وہ تو مجھے نہیں اٹھا سکے گا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہر اونٹ، اونٹ ہی کا تو بچہ ہوتا ہے۔

5۔ابوداؤد کتاب الجہاد میں حدیث نمبر 2578 نقل ہے۔ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم مقام ذوالمجاز پر تھے۔نبی پاک ﷺ میرے پیچھے دوڑے، میں آگے نکل گئی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مزید فرماتی ہیں کہ جنگ بدر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھی۔آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ آؤ ہم تم دوڑیں چنانچہ آپ ﷺ مجھ سے آگے نکل گئے۔میں پیچھے رہ گئی۔آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔یہ ذوالمجاز کا بدلہ ہے۔

محترم حضرات! یہاں ایک بات یاد رکھئے گا کہ یہ معاملہ نبی کریم ﷺ نے اپنی زوجہ کے ساتھ سب کے سامنے نہ کیا بلکہ ایسے مقام پر فرمایا جہاں صحابہ کرام

علیہم الرضوان آگے نکل چکے تھے۔ کسی کی بھی نظر ان دو ہستیوں پر نہ پڑی لہٰذا معلوم ہوا کہ اگر کسی مسلمان کو اپنی زوجہ کے ساتھ بھاگ دوڑ کرنا ہے تو ایسی جگہ پر کریں جہاں کسی نامحرم کی نظر نہ پڑے، ورنہ تو آج کل بھرے میدانوں' پارکوں اور تفریح گاہوں میں عورتیں دوڑ رہی ہوتی ہیں اور ہر نامحرم کی نظر ان پر پڑتی ہے۔ یاد رہے کہ یہ سخت گناہ ہے۔

6۔ ابن ماجہ کتاب الطب میں حدیث نمبر 3443 نقل ہے۔ حضرت صہیب بن سِنان رضی اللہ عنہ کی آنکھ دکھ رہی تھی اور وہ کھجور کھا رہے تھے تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا: تمہاری آنکھ دکھ رہی ہے اور تم کھجور کھا رہے ہو۔ عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں دوسری طرف سے کھا رہا ہوں۔ نبی پاک ﷺ ان کے جواب پر مسکرا دیئے۔ راوی فرماتے ہیں، اتنا مسکرائے کہ میں نے آپ ﷺ کی مبارک داڑھوں کو دیکھ لیا۔

7۔ الاصابۃ فی تمیز الصحابہ میں حدیث نمبر 8811 نقل ہے۔ مدینے میں جب کوئی عمدہ چیز آتی تو حضرت نعیمان انصاری اس میں کچھ خرید کر آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر دیتے اور عرض کرتے۔ یارسول اللہ ﷺ! یہ میں نے آپ کے لئے خریدی ہے اور اسے آپ کی خدمت میں تحفے کے طور پر پیش کرتا ہوں۔ جب بیچنے والا پیسے مانگتا تو یہ انصاری اسے بارگاہ رسالت میں لے آتے اور عرض کرتے۔ یارسول اللہ ﷺ! اسے اپنے سامان کی قیمت عطا کر دیجئے۔

آپ ﷺ فرماتے، کیا تم نے ہمیں یہ چیز تحفے میں نہیں دی؟ تو عرض کرتے۔ یارسول اللہ ﷺ! میرے پاس پیسے نہیں تھے اور مجھے یہ پسند تھا کہ آپ اس میں سے تناول فرمائیں تو آپ مسکرا دیتے اور چیز کے مالک کو پیسے دینے کا حکم فرماتے۔

8۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ظاہری قد پست تھا۔ ایک مرتبہ آپ اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ تشریف لے جارہے تھے۔ دونوں دراز قد آپ کے اردگرد چل رہے تھے۔ آپ درمیان میں چل رہے تھے۔ چلتے چلتے آپ کا ایک ساتھی بولا: اے علی رضی اللہ عنہ! آپ ہم دونوں کے درمیان ایسے ہیں جیسے لنا کا نون ہوتا ہے۔ یہ سن کر آپ فرمانے لگے: میری وجہ سے تم دونوں کا وجود قائم ہے، اس لئے کہ اگر لنا میں سے نون کو نکال دیا جائے تو صرف لا رہ جاتا ہے اور لا کا معنی نہیں، یعنی کچھ بھی نہیں ہے۔

یہ نبی پاک ﷺ اور ان کے پیارے صحابی مولا علی رضی اللہ عنہ کا مزاح ہے جس میں آپ کو جھوٹ، دل آزاری اور مذاق اڑانا نہیں ملے گا بلکہ حق اور سچ نظر آئے گا اور ساتھ ساتھ مسکراہٹیں بھی لبوں پر جاری ہو جائیں گی۔ صوفیاء، اولیاء اور بزرگانِ دین نے اسی مزاح کو اپنایا۔ میں اپنی زندگی میں اتنا کسی بزرگ کے پاس نہیں بیٹھا، جتنا اپنے شیخ پیر طریقت ولئ نعمت حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری الجیلانی علیہ الرحمہ کی خدمت میں بیٹھا ہوں۔ آپ علیہ الرحمہ

دردمندوں، پریشان حالوں اور مصیبت زدہ لوگوں کا روحانی علاج بھی فرماتے تھے۔ آپ علیہ الرحمہ بھی دوران علاج اور دوران گفتگو مزاح فرمایا کرتے تھے مگر کبھی کسی کا دل نہ دکھاتے تھے۔ ان کے مزاح کی چند مثالیں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

1۔ ایک مرتبہ ایک شخص تعویذ لینے آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کرنے لگا کہ جب سے نیا گھر لیا ہے، پریشانیاں آ رہی ہیں، کوئی تعویذ عطا فرمائیں تا کہ پریشانیاں دور ہوں۔ آپ علیہ لا رحمہ نے تعویذ عطا فرمایا، تعویذ لے کر وہ شخص عرض کرنے لگا کہ حضور! ایسا لگتا ہے کہ ہمارا گھر بھاری ہے۔ آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا: میاں چھوڑو، سب صحیح ہو جائے گا، یہ تعویذ استعمال کرو، وہ شخص دوبارہ کہنے لگا کہ لگتا ہے، میرا گھر بھاری ہے۔ یہ سن کر آپ علیہ الرحمہ نے اس سے پوچھا: اچھا بتاؤ تمہارا گھر کون سی منزل پر ہے۔ وہ کہنے لگا۔ دوسری منزل پر ہے۔ اچھا بتاؤ! تمہاری بلڈنگ کتنی منزلہ ہے۔ وہ عرض کرنے لگا۔ پانچ منزلہ ہے۔ یہ سن کر آپ علیہ الرحمہ فرمانے لگے کہ جب تمہارے گھر کے اوپر تین منزلیں اور ہیں پھر تو واقعی تمہارا گھر بھاری ہوگا۔ کیونکہ تین منزلوں کا وزن کم نہیں ہوتا۔ یہ سن کر وہ شخص بھی مسکرا دیا اور تمام حاضرین کے لبوں پر بھی مسکراہٹ بکھر گئی۔

2۔ ایک مرتبہ عصر کی نماز کے بعد حجرے میں ایک نہایت پریشان حال شخص آیا۔ چہرہ بالکل اداس تھا۔ حاضر ہو کر عرض کرنے لگا۔ میرا کام نہیں چل رہا،

کوئی تعویذ عطا فرمائیں۔آپ علیہ الرحمہ نے تعویذ عطا فرمادیا۔تعویذ لے کر وہ پھر کہنے لگا: میرا کام نہیں چل رہا۔دعا بھی فرمایئے گا۔آپ علیہ الرحمہ نے اس کے چہرہ پر اداسی اور غم کی کیفیت دیکھ کر فرمایا: میاں! کراچی میں اب کام کاج کہاں ہیں۔بس ایک ہمارا کام چل رہا ہے۔دو جاتے ہیں، چار آتے ہیں۔چار جاتے ہیں، پانچ آتے ہیں۔یہ کام شروع کردو۔چلتا رہے گا۔یہ سن کر وہ غمگین شخص بھی مسکرا دیا اور حجرے میں موجود تمام لوگ بھی مسکرا دیئے۔

3۔ایک مرتبہ عصر کے بعد حجرے میں ایک شخص آیا اور آکر کہنے لگا کہ مجھ پر کسی نے جادو کروادیا ہے۔آپ علاج کیجئے۔آپ علیہ الرحمہ نے اپنی عادت کے مطابق تعویذات عطا فرمائے اور خوب تسلی عطا فرمائی مگر وہ مطمئن ہونے کے لئے تیار ہی نہیں تھا۔بار بار ایک ہی بات کرتا کہ مجھ پر کسی نے جادو کروادیا ہے۔

بالآخر شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے اس سے فرمایا: ایسا لگتا ہے کہ تم پر جادو کسی معمولی آدمی نے نہیں کروایا بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور کا سب سے بڑا جادوگر سامری نے تم پر جادو کروایا ہے۔بس یہ سننا تھا کہ وہ تعویذ لے کر مسکراتا ہوا چلا گیا اور موجود حاضرین بھی مسکرا دیئے۔

4۔آپ علیہ الرحمہ بہت ہمت والے تھے۔رات دن دین متین کی خدمت کیا کرتے تھے۔جب آپ کو شوگر کا مرض بڑھا اور آپ سخت علیل ہوئے تو یہ

شعر پڑھ کراس وقت بھی ملنے والوں کے منہ پر مسکراہٹیں بکھیر دیتے۔

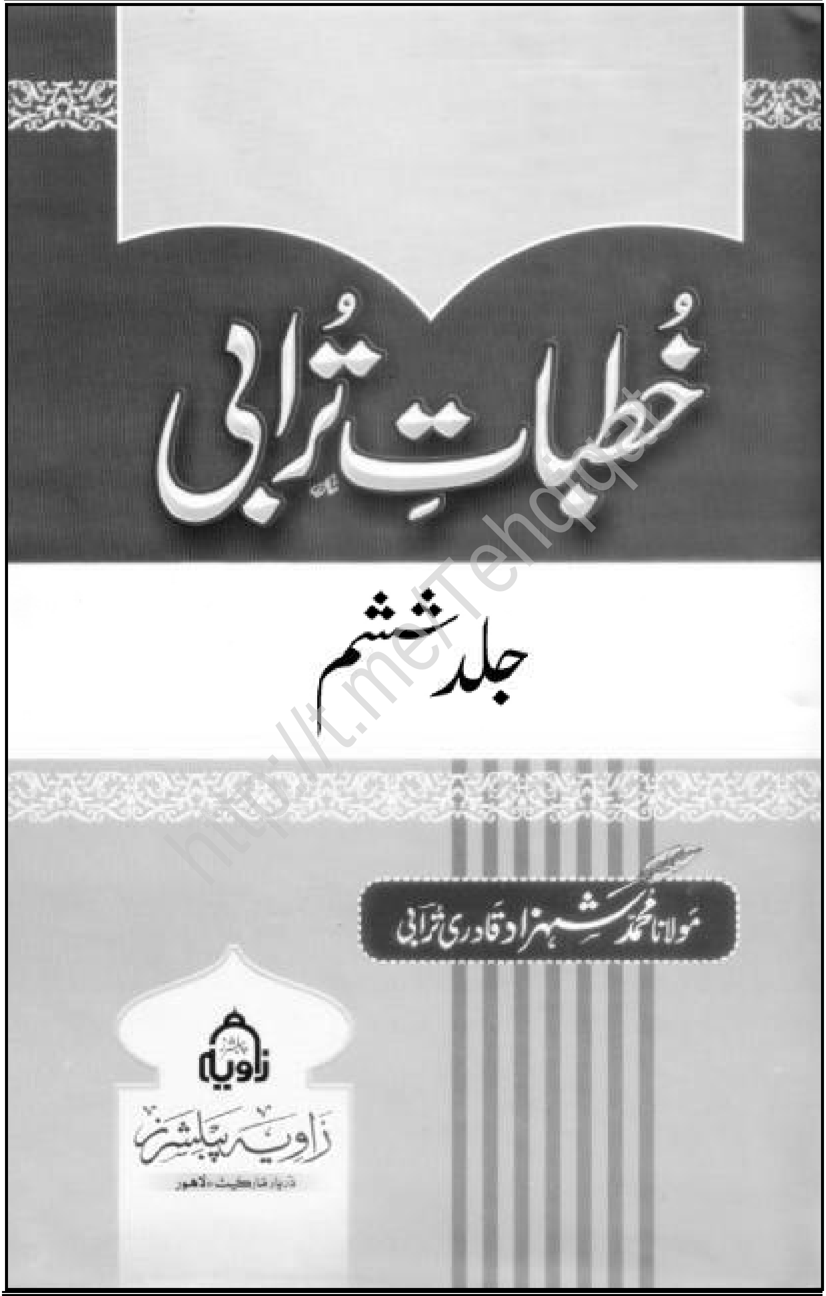
کہ شوگر نے نکما کردیا غالبؔ
ورنہ آدمی ہم بھی بڑے کام کے تھے

یہ تو آپ علیہ الرحمہ کی عاجزی تھی ورنہ آخری دم تک آپ دین کی خدمت کرتے رہے۔

محترم حضرات! یہ ہمارے اکابرین کا مزاح تھا۔ لوگوں کے لبوں پر مسکراہٹیں بھی بکھیر دیتے اور کسی کی دل آزاری بھی نہ ہوتی۔ اگر ہم بھی ان ہستیوں کی سیرت کو اپنالیں تو ہمارے معاشرے سے بے ہودہ مذاق، مسخری، دل آزارانہ گفتگو اور دوسروں کو حقیر اور کمتر جاننے کی عادتیں نکل جائیں گی۔ اخوت، بھائی چارگی اور پیار بھرا ماحول بنا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آقا و مولا ﷺ اور ان کے غلاموں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ


خُطباتِ تُرابی
جلد ششم
مولانا محمد شہزاد قادری ترابی
زاویہ
زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ، لاہور

فہرست

سفر نجف و کربلا و بغداد

☆ 2 ربیع الاخر 1439ھ بمطابق 23 دسمبر 2017ء صبح 7:30 کی فلائٹ سے پہلی مرتبہ عراق زیارات کے لئے روانگی ہوئی۔ دو دن نجف اشرف، ایک دن کربلائے معلیٰ اور چار دن بغداد شریف میں رہنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ وہاں سفر میں جو وقت ملا، خطبات ترابی کی چھٹی جلد تحریر کرتا رہا۔

1۔ نجف اشرف:

جمعہ کے دن نجف اشرف میں حضرت مولا علی شیر خدا کے مزار پرانوار پر حاضری دی۔ مزار پرانوار کے پاس ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ہم مولا علی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں ان کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیا رحمتوں کا نزول، کیا جلال و وجاہت اور کیا روحانی سکون نصیب ہوا، لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے مزار پرانوار کے تھوڑے ہی فاصلہ پر نجف اشرف کا ایک بہت بڑا قبرستان ہے جس میں مشہور و معروف مقام، اللہ تعالیٰ کے دو پیارے نبی حضرت ہود اور حضرت صالح علیہم السلام کا مقام ہے۔ اسے مقام ہود و صالح علیہم السلام کہا جاتا ہے۔ ہم نے قبرستان اور مقام ہود اور صالح علیہم

السلام پر حاضری دی اور فاتحہ خوانی کی۔

2۔کوفہ کی زیارات:

بروز اتوار دوپہر کو ہم کوفہ کے لئے نکلے۔ نجف اور کوفہ پہلے دونوں ایک ساتھ تھے مگر بعد میں نجف اشرف کو الگ کر دیا گیا۔کوفہ شہر کو مولا علی رضی اللہ عنہ نے دارالخلافہ بنایا۔

خلیفہ بننے کے بعد چھ مہینے آپ رضی اللہ عنہ مدینے میں رہے پھر کوفہ تشریف لے آئے۔کوفہ میں ہم سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ وہاں ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادے اور صاحبزادیوں کے کمرے کی زیارت کی اور اس مقام کی بھی زیارت کی جہاں مولا علی رضی اللہ عنہ کو غسل دیا گیا تھا۔اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر کے بالکل برابر میں گورنر ہاؤس (دارالامارہ) دیکھا جسے مروان نے منہدم کروادیا تھا' اُس مقام پر دیواریں کچھ باقی ہیں، یہ وہی مقام ہے جس کی عمارت کی چھت سے حضرت مسلم بن عقیل اور ان کو پناہ دینے والے حضرت ہانی بن عروہ رضی اللہ عنہم کو شہید کر کے نیچے پھینکا گیا۔

گورنر ہاؤس سے تھوڑا آگے چالیس یا پچاس قدم کے فاصلہ پر کوفہ کی جامع

مسجد ہے، اس مسجد میں حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نماز کی امامت فرماتے تھے۔ اس مسجد میں اب بھی وہ مقام محفوظ ہے جہاں تہجد کی نماز ادا کرتے ہوئے حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ پر عبدالرحمن ابن ملجم نے قاتلانہ حملہ کیا تھا جس کے باعث آپ شدید زخمی ہوئے تھے۔ اس مسجد کے منبر کے بائیں جانب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل اوران کو پناہ دینے والے حضرت ہانی بن عروہ رضی اللہ عنہم کے مزارات مقدسہ ہیں۔ وہاں بھی الحمدللہ حاضری کا شرف حاصل ہوا۔

جامع مسجد کوفہ کے باہری دروازے کے سامنے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیاری صاحبزادی حضرت خدیجہ بنت علی رضی اللہ عنہا کا مزار شریف ہے، وہاں بھی الحمدللہ حاضری ہوئی۔

راستے میں بابل (حلہ) کے مقام پر حضرت ایوب علیہ السلام کے مزار پر حاضری دی اوران کے چشمہ کا پانی پیا اور بطور تبرک اپنے گھر کے لئے پانی بھر کر لائے۔ یہ پانی کئی بیماریوں کو ختم کرتا ہے۔

3۔ کربلائے معلیٰ کی حاضری:

بروز اتوار رات نو بجے کربلائے معلیٰ پہنچے۔ تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد

سب سے پہلے حضرت سیدنا عباس علمدار رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضری دی۔ اس کے بعد سید الشہداء نواسۂ رسول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مزار پرانوار پر حاضری دی۔ نہایت ہی سکون اور غم کی فضا طاری تھی۔ رحمتوں کا نزول اور روحانیت ہی روحانیت تھی۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے قرب وجوار میں ایک مقام پر کئی شہداء کربلا رضی اللہ عنہم مدفون ہیں اور ساتھ ہی امام حسین رضی اللہ عنہ کے قریبی ساتھی حضرت حبیب ابن مظاہر رضی اللہ عنہ کی قبر انور کے ساتھ ہی ایک جالی مبارک ہے جس میں لال رنگ کا پردہ نظر آتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ وہ مقام ہے جہاں حالت سجدہ میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر ناز شمر لعین نے تن اقدس سے جدا کیا تھا۔ وہاں دو رکعت نفل ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔

اس کے بعد تھوڑا آگے ہم نے مُخیَّم جو کہ وہ مقام ہے، جہاں شہدائے کربلا واسیران کربلا کے خیمے نصب تھے، وہاں کی زیارت کی۔ اس مقام کی زیارت کر کے اندازہ ہوتا ہے کہ کربلا والوں نے کتنی تکالیف اٹھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

پیر کے دن دوپہر کو کربلا سے بغداد شریف کی طرف چلے۔ تھوڑی دور ہی حضرت حر رضی اللہ عنہ کا مزار پرانوار آیا، جہاں حاضری دی اور عصر کی نماز وہیں ادا کی اور فاتحہ خوانی کے بعد تھوڑے فاصلے پر حضرت بی بی زینب رضی اللہ عنہا

کے شہزادے حضرت عون رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضری دی اور انہی کی مسجد میں ہم نے مغرب کی نماز ادا کی۔ پھر اس سے تھوڑا آگے ہم نے حضرت امام مسلم رضی اللہ عنہ کے دو شہزادے حضرت محمد بن مسلم اور حضرت ابراہیم بن مسلم رضی اللہ عنہم کے مزار پرانوار پر حاضر ہوئے جنہیں یزیدیوں نے بڑی بے دردی کے ساتھ شہید کیا۔ ان کے مزار پرانوار پر فاتحہ خوانی کی۔

4۔ سرزمین بغداد:

پیر کی رات (شب منگل) تقریباً گیارہ بجے پیران پیر، روشن ضمیر حضور سیدنا غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کے شہر بغداد شریف پہنچے۔ ہماری رہائش بغداد کے علاقے کاظمیہ میں فرزندان اہلبیت حضرت امام موسیٰ کاظم اور آپ کے پوتے امام تقی محمد الجواد رضی اللہ عنہم کے قدموں میں تھی۔ ہوٹل کی کھڑکی سے ان فرزندان اہلبیت کے مزار کے مینارے نظر آتے تھے۔ فقیر کی عادت تھی کہ صبح، دوپہر، شام جب بھی میناروں پر نظر پڑتی، ادب سے سلام عرض کر دیتا تھا۔ بغداد شریف میں ہم چار دن رہے۔ ان چار دنوں میں ہم نے خوب زیارتیں کیں۔ سب سے پہلے ہم فرزندان اہلبیت حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ اور ان کے پوتے حضرت امام تقی محمد الجواد رضی اللہ عنہ کے مزارات پر گئے۔ ان کے مزارات کے باہری حصے میں قاضی القضاء شاگرد رشید حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ،

حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کا مزار ہے۔الحمدللہ وہاں بھی حاضری دی۔

پھر اس کے بعد بغداد شریف کے علاقے اعظمیہ گئے، جہاں امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت بشر حافی، شیخ ابوبکر شبلی، حضرت ابوالحسین نوری رحمہم اللہ کے مزارات پر حاضری دی، وہاں سنی آبادی ہے مگر غربت بہت زیادہ ہے۔ ہمیں دیکھ کر وہاں بچے دوڑتے ہوئے آئے۔سوال کرنے لگے۔قافلہ والوں نے ڈھیروں چیزیں تقسیم کیں جس کو لے کر وہاں کے بچے بہت خوش ہوئے۔یہاں سے فارغ ہوکر ہم سیدھے ولیوں کے سردار حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔شب بدھ آپ کی بارگاہ میں پہلی حاضری تھی۔مرشد کی جالیوں کے قریب پہنچا تو نہایت ہی جلال اور رحمتوں کا نزول تھا۔مجھ سے آگے امین ملت حضرت سید محمد امین میاں برکاتی صاحب دعا مانگ رہے تھے۔میں نے بارگاہ غوثیت میں عرض کی۔حضور! آپ کے بیٹے سید امین میاں برکاتی کے صدقے مجھ پر نگاہ کرم کردیجئے۔پھر میں دوسروں کا احساس کرتے ہوئے باہر آ گیا اور آپ کی مسجد میں بیٹھا رہا۔اس کے بعد آپ کے مزار کے صحن میں آپ کے دو شہزادے حضرت صالح اور حضرت عبدالجبار کی بارگاہ میں حاضری دی۔ پھر لنگر خانہ کی طرف گیا تو کیا دیکھا کہ سو سے زائد لوگ قطار میں لگے ہوئے ہیں۔ کیا امیر، کیا غریب، کیا فقیر، کیا پیر اور کیا مرید، سبھی قادری فقیر بن کر لنگر کی قطار

میں لگے ہوئے ہیں۔

بدھ کے دن ہم بغداد شریف کے علاقے کرخ گئے جہاں مشہور صوفیاء حضرت جنید بغدادی، حضرت سری سقطی، حضرت سیدنا معروف کرخی، حضرت بہلول دانا، حضرت ابراہیم خواص اور حضرت ابوالفیض ثوبان ابراہیم المعروف ذوالنون مصری رحمہم اللہ اور اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے مزارات پر حاضری دی اور خوب فیض حاصل کیا۔ اس کے بعد ہم رات کے وقت سردار اولیاء حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں پہنچے۔

جمعرات کے دن ہم صبح کے وقت مدائن کے لئے روانہ ہوئے۔ صبح کے وقت اس لئے نکلے کیونکہ آج کی رات گیارہویں شریف کی مبارک رات تھی اور ہمیں مغرب کے بعد غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں پہنچنا تھا۔ اس لئے ہم جمعرات کو مدائن پہنچے جہاں ہم نے سب سے پہلے صحابئ رسول حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری دی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے قرب میں حضرت حذیفہ بن یمان اور حضرت عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہما کے مزارات ہیں، جنہیں دریائے دجلہ کے کنارے سے اپنی قبروں سے نکال کر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے قرب میں دفن کیا گیا۔ تیرہ سو سال کے بعد بھی

قبروں سے جب انہیں نکالا گیا تو جسم مبارک کے ساتھ کفن مبارک میں سلامت تھے۔ ان کی آنکھوں میں ایسی چمک تھی جیسے زندہ آدمی کی آنکھوں میں ہوتی ہے۔ یہ منظر دیکھ کر کئی غیر مسلم مسلمان ہو گئے تھے الحمدللہ! ان کے مزارات پر بھی حاضری دی۔

اس کے بعد کسریٰ کے محلات کو دیکھا۔ نبی پاک ﷺ کی ولادت کی رات فارس میں زلزلہ آیا جس سے کسریٰ کے محلات میں دراڑیں پڑ گئیں۔ رب تعالیٰ نے کسریٰ کے محلات کو نشانِ عبرت بنا دیا۔ آج بھی وہ محلات عبرت کا نشان نظر آتے ہیں۔ وہاں سے ہم اپنے ہوٹل آ گئے۔

5۔ گیارہویں شریف دربارِ غوثیت میں:

مغرب کی نماز پڑھتے ہی تمام عاشقانِ غوث اعظم نئے کپڑے پہن کر، دل پر نعلین پاک کا نقش لگائے ہاتھوں میں بغدادی پرچم لئے جلوس کی شکل میں منقبت پڑھتے ہوئے دربارِ غوثیت میں پہنچے۔ کیا سہانا منظر تھا۔ ہر طرف نور ہی نور بکھرا ہوا تھا۔ صرف پاکستان اور ہند سے پچاس ہزار مسلمان حاضر ہوئے۔ بقیہ اہل بغداد اور دیگر ممالک کے مسلمان اس کے علاوہ تھے۔ ہر طرف قصیدۂ غوثیہ کی کانوں میں رس گھولتی آوازیں گونج رہی تھیں۔ دیوانے قطار در قطار مزار پر حاضری دے رہے تھے۔ رات دیر تک یہ سلسلہ جاری رہا پھر ہم اپنے ہوٹل

آ گئے۔

بروز جمعہ ہماری آخری حاضری تھی، چنانچہ ہم جمعۃ المبارک کی صبح ہی اپنے ہوٹل سے روانہ ہوئے اور بارگاہ غوثیت میں حاضری دی پھر اس کے بعد ہم نے حجۃ الاسلام امام محمد غزالی علیہ الرحمہ کے مزار پر حاضری دی جو کہ دربار غوث اعظم سے بالکل قریب ہے۔ مزار کی سادگی دیکھ کر امام غزالی علیہ الرحمہ کی سادہ طبیعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ مزار پر بہت روحانیت تھی، دل ودماغ منور ہوگئے۔ اس کے بعد تھوڑے فاصلے پر حضرت شیخ ہندی علیہ الرحمہ کا مزار ہے۔ آپ کی قبر انور پانی کے اندر ہے۔ مشین کے ذریعے پانی نکالا جاتا ہے، اس کے باوجود پنڈلی تک پانی موجود ہوتا ہے۔ ہمارے ساتھ ایک شخص تھا، وہ کہنے لگا کہ میری ٹانگوں میں شدید درد تھا۔ حضرت شیخ ہندی علیہ الرحمہ کی قبر انور کے اردگرد پانی میں جب میں نے پاؤں داخل کئے، ٹانگوں کا درد ختم ہوگیا۔ کیا شان ہے اللہ والوں کی۔

وہاں حاضری دے کر ہم حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ کے مدرسے کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے اور اندر داخل ہوکر کچھ دیر حدیث شریف پڑھی۔ یہ وہی مدرسہ ہے جس کے متعلق غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد بہجۃ الاسرار میں موجود ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو میرے مدرسے کے دروازے سے بھی گزر گیا، اللہ تعالیٰ اس کے عذاب میں تخفیف فرمائے گا۔

مدرسۂ غوثیہ کی زیارت کے بعد آخری سلام کے لئے دربارِ غوثیت میں حاضری ہوئی۔ تمام ہی عاشقوں کا آخری سلام پیش کیا۔ سب کے لئے خاص خاص دعائیں کیں۔ اپنے آپ کو اس عظیم بارگاہ میں دیکھتے تو زبان پر یہ شعر جاری ہو جاتا۔

یہ تیرا کرم ہے یا غوث جو بلالیا ہے در پر
کہاں روسیائی میری کہاں آستاں تمہارا
سرکار غوث اعظم نظر کرم خدارا
میرا خالی کاسہ بھردو میں فقیر ہوں تمہارا

اس کے بعد اپنے ہوٹل آ گئے اور رات چار بجے مولا علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کے شہر نجف اشرف کے لئے روانہ ہو گئے کیونکہ نجف اشرف سے ہماری فلائٹ تھی۔ نجف اشرف سے بحرین اور بحرین سے اپنے ملک پاکستان پہنچے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ایسا بابرکت سفر نصیب فرمائے۔

آمین ثم آمین

حضرت لقمان حکیم

کی ایمان افروز باتیں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِکْمَۃَ اَنِ اشْکُرْ لِلّٰہِ ؕ وَمَنْ یَّشْکُرْ فَاِنَّمَا یَشْکُرُ لِنَفْسِہٖ وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ لقمان سے آیت نمبر 12 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا

فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے کچھ بندوں کوفہم وبصیرت،علم وحکمت اور تعبیر وتشریح کی صلاحیتوں سے سرفراز فرمایا ہے۔کریم پروردگار اور بادشاہوں کے بادشاہ کے لئے کسی بھی بندے کو ان گنت صلاحیتوں سے نوازنا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔تاریخ گواہ ہے رب تعالیٰ نے اپنے جن بندوں کوبھی نوازا، انہوں نے اپنی حکمت و دانائی سے ایسے کارنامے سرانجام دیئے کہ عقل انسانی دنگ وحیران رہ گئی۔

انہی انعام یافتہ بندوں میں سے ایک حضرت لقمان حکیم بھی ہیں جنہیں رب تعالیٰ نے علم وحکمت، دانائی،فہم وبصیرت اور ولایت کی دولت سے مالا مال فرمایا۔انہوں نے عقل کی راہ سے وہ باتیں کھولیں جو پیغمبروں کے احکامات وہدایات کے موافق تھیں۔ان کی عاقلانہ نصیحتیں اورحکمت بھری باتیں لوگوں میں مشہور چلی آتی ہیں۔رب تعالیٰ نے ایک حصہ قرآن مجید میں بیان فرما کران کا مرتبہ اورزیادہ بڑھا دیا ہے۔

جو آیت میں نے خطبہ میں تلاوت کی۔سورۂ لقمان کی آیت میں 12 میں ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

القرآن: وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ

ترجمہ: اور بے شک ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی تھی کہ تم اللہ کا شکر ادا کرو اور جو شخص شکر ادا کرتا ہے تو وہ صرف اپنے نفس کے فائدے کے لئے شکر ادا کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو بے شک اللہ بے نیاز، حمد کیا ہوا ہے۔

محترم حضرات! آپ نے سورۂ لقمان کی بارہویں آیت اور اس کا ترجمہ سماعت فرمایا۔ کیا شان ہے حضرت لقمان حکیم کی کہ خالق کائنات اپنے کلام میں ان کی حکمت کا ذکر فرما رہا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ سید محمود آلوسی علیہ الرحمہ تفسیر روح المعانی جلد 21 صفحہ نمبر 126 پر فرماتے ہیں۔ حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو جو حکیمانہ نصیحتیں کیں، اس میں سے یہ بھی ہیں۔ اے بیٹے! تم لوگوں سے اچھی باتیں کرو اور کشادہ روی اور ہنستے چہرے کے ساتھ ان سے ملاقات کرو تو لوگوں کے محبوب بن جاؤ گے۔ تم لوگوں سے اس طرح ملو جیسے تم کو ان سے کوئی غرض نہیں ہے۔ لوگوں سے اپنی تعریف چاہو، نہ ان کی مذمت کی پرواہ کرو، آرام سے رہو گے،

اپنا منہ بند رکھو، جب تک خاموش رہو گے، سلامت رہو گے۔ تم صرف وہی بات کرو جو تمہارے لئے مفید ہے۔

☆ حضرت لقمان حکیم کے بارے میں

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

امام طبرانی معجم الکبیر جلد 11 صفحہ نمبر 198 پر حدیث پاک نقل فرماتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حبشیوں کا خیال رکھو کیونکہ ان میں سے تین اہل جنت کے سرداروں میں سے ہیں۔

1۔ حضرت لقمان حکیم

2۔ شاہ حبشہ نجاشی بادشاہ

3۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ

☆ آپ نبی تھے یا ولی؟

حدیث شریف = مسند دیلمی میں حدیث نمبر 5384 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لقمان نبی نہیں تھے بلکہ وہ غور و فکر کے خوگر اور

دولت یقین سے مالا مال تھے۔ انہیں اللہ تعالیٰ سے بے پناہ محبت تھی اور رب تعالیٰ بھی ان سے محبت فرماتا تھا۔ پھر رب تعالیٰ نے انہیں حکمت کی نعمت عطا کر کے فرمایا: اگر تم پسند کرو تو تمہیں خلیفہ بنا دیا جائے تا کہ تم عدل وانصاف کو قائم کرو۔

انہوں نے عرض کی: میرے پروردگار! اگر تو مجھے اختیار دیتا ہے تو میں عافیت کو قبول کروں گا اور اس آزمائش سے بچوں گا اور اگر منصب خلافت سنبھالنے کے متعلق قطعی حکم ہے تو میں دل و جان سے حاضر ہوں کیونکہ مجھے تیرے کرم پر اتنا بھروسہ ہے کہ تو مجھے غلطی سے بچائے گا۔

☆حضرت لقمان حکیم، داؤد علیہ السلام کو مشورے دیتے:

تاریخ دمشق الکبیر جلد 19 صفحہ نمبر 62 پر نقل ہے۔ حضرت لقمان حکیم، حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنے علم وحکمت سے مشورے دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا: اے لقمان! تم کو مبارک ہو کہ تم حکمت سے نوازے گئے اور تم سے آزمائش دور کر دی گئی لیکن داؤد کو خلافت دی گئی اور ساتھ ہی آزمائش میں بھی مبتلا کر دیا گیا۔

حضرت لقمان حکیم ایک ہزار سال زندہ رہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا

زمانہ پایااور حضرت یونس علیہ السلام کے عہد نبوت تک آپ نے اپنا فیض حکمت جاری رکھا۔

☆حضرت لقمان حکیم کو یہ مقام کیسے ملا؟

تفسیر ابن کثیر جلد 6 صفحہ نمبر 334 پر نقل ہے۔حضرت عمرو بن قیس فرماتے ہیں کہ حضرت لقمان حکیم ایک مرتبہ بھری محفل میں وعظ کر رہے تھے کہ ایک چرواہا آپ سے کہنے لگا کہ کیا فلاں فلاں جگہ میرے ساتھ بکریاں نہیں چرایا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، بات ایسی ہی ہے۔

پھر وہ پوچھنے لگا کہ آپ پھر اس مرتبہ پر کیسے پہنچ گئے؟ آپ نے جواب دیا کہ سچ بولنے اور لایعنی باتوں سے بچنے کے سبب سے۔

☆زوجہ اور بیٹے کو مسلسل دعوت دیتے رہے:

تفسیر روح البیان جلد 7 صفحہ نمبر 94 پر علامہ محمد اسماعیل حقی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضرت لقمان حکیم کا بیٹا اور ان کی زوجہ دونوں کافر تھے۔آپ ان دونوں کو مسلسل نصیحت کرتے رہے (کہتے ہیں کہ جس طرح سینۂ چٹان پر مسلسل گرنے والا ایک قطرۂ پانی اس میں سوراخ کر دیتا ہے اسی طرح) حضرت لقمان حکیم کی بیوی اور بیٹے بھی آپ کی دعوت سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئے۔

☆وصال اور مدفن:

کتاب معجم البلدان، یاقوت حموی جلد 4 صفحہ نمبر 19 پر نقل ہے۔حضرت لقمان حکیم کی سن ولادت و وصال کے تعلق سے تاریخ کوئی رہنمائی نہیں کرتی، ہاں آپ کی قبر مبارک کے تعلق سے مختلف اقوال ہیں: کسی نے کہا کہ بحیرۂ طبریہ کے شرق میں آپ اور آپ کے بیٹے دونوں دفن ہیں۔بعضوں کے مطابق آپ کی قبر قبیلہ غامد کے محلہ بلجرشی میں واقع ہے اور یہ بھی مشہور ہے کہ آپ مغارہ میں بیت اللحم کے اندر مدفون ہیں، جہاں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی ولادت ہوئی تھی۔ اب آپ کی خدمت میں حضرت لقمان کی حکمتانہ گفتگو اور آپ کی نصیحتوں پر مبنی کچھ باتیں پیش کرتا ہوں تاکہ آپ کا دل بھی حکمتوں سے مالا مال ہو۔

☆چھوٹی مصیبت نے بڑی مصیبت سے بچالیا:

عیون الحکایات ابن الجوزی جلد اول صفحہ نمبر 175 پر نقل ہے۔حضرت سعید بن مسیّب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت لقمان حکیم اپنے بیٹے کو لے کر سفر پر روانہ ہوئے۔خچروں پر سوار ہو کر سفر کر رہے تھے۔راستے میں ایک ویران جنگل آیا۔طویل جنگل تھا،سفر کرتے کرتے رات پھر دوپہر اور دوپہر کے وقت گرمی زوروں پر تھی، کھانا، پانی بھی ختم ہوگیا۔خچر بھی تھک گئے، پیاس سے

شدت سے وہ بھی ہانپنے لگے۔

یہ دیکھ کر حضرت لقمان حکیم اور آپ کا بیٹا خچروں سے نیچے تشریف لے آئے اور پیدل ہی چلنے لگے۔ چلتے چلتے حضرت لقمان حکیم کو بہت دور ایک سایہ اور دھواں سا نظر آیا۔ آپ نے گمان کیا کہ وہاں شاید کوئی آبادی ہے اور یہ کسی درخت وغیرہ کا سایہ ہے، چنانچہ آپ اسی طرف چلنے لگے۔

راستے میں آپ کے بیٹے کو ٹھوکر لگی اور اس کے پاؤں میں ایک ہڈی اس طرح گھسی کہ پاؤں کے تلوے سے پار ہو کر ظاہر قدم تک نکل آئی۔ شدت تکلیف سے وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ آپ نے اسے اپنے سینے سے چمٹا لیا، پھر اپنے دانتوں سے ہڈی نکالنے لگے۔ کافی مشقت کے بعد بالآخر وہ ہڈی نکل گئی۔

جب بیٹے نے اپنے والد حضرت لقمان حکیم کو روتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگا بابا جان! آپ تو مجھ سے فرما رہے تھے کہ ہر مصیبت میں بھلائی ہے، لیکن اب میری اس مصیبت کو دیکھ کر آپ رونے لگے؟ اور یہ مصیبت میرے حق میں بہتر کس طرح ہو سکتی ہے؟ حالانکہ ہمارے کھانے پینے کی تمام اشیاء ختم ہو چکیں اور ہم یہاں اس ویران جنگل میں تنہا رہ گئے۔ اگر آپ مجھے یہیں چھوڑ کر چلے جائیں گے تو آپ کو میرا اس مصیبت کی وجہ سے بہت رنج وغم لاحق رہے گا اور اگر

آپ یہیں میرے ساتھ رہیں گے تو ہم دونوں یہاں اس ویرانے میں بھوکے پیاسے مرجائیں گے۔اب آپ خود ہی بتائیں کہ اس مصیبت میں میرے لئے کیا بہتری ہے؟

بیٹے کی یہ باتیں سن کر حضرت لقمان حکیم نے فرمایا: لختِ جگر! میرا رونا اس وجہ سے تھا کہ میں ایک باپ ہوں اور ہر باپ کا اپنی اولاد کے دکھ درد کی وجہ سے غمگین ہوجانا ایک فطری عمل ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ اس مصیبت میں تمہارے لئے کیا بھلائی ہے تو ہوسکتا ہے کہ اس چھوٹی مصیبت میں تجھے مبتلا کر کے تجھ سے کوئی بہت بڑی مصیبت دور کردی گئی ہو اور یہ مصیبت اس مصیبت کے مقابلے میں چھوٹی ہو جو تجھ سے دور کردی گئی ہے۔ یہ سن کر بیٹا خاموش ہوگیا۔

پھر جب حضرت لقمان نے سامنے نظر کی تو اب وہاں نہ تو دھواں تھا اور نہ ہی سایہ وغیرہ۔ آپ دل میں کہنے لگے: میں نے ابھی تو اس طرف دھواں اور سایہ دیکھا تھا، لیکن اب وہ کہاں غائب ہوگیا؟ ہوسکتا ہے کہ ہمارے پروردگار نے ہماری مدد کے لئے کسی کو بھیجا ہو۔ ابھی آپ اسی سوچ و بچار میں تھے کہ ایک شخص دور سے آتا نظر آیا جو سفید لباس زیبِ تن کئے، سفید عمامہ سر پر سجائے، چتکبرے گھوڑے پر سوار آپ کی طرف بڑی تیزی سے بڑھا چلا آرہا تھا۔

آپ اس سوار کو اپنی طرف آتا دیکھتے رہے، یہاں تک کہ وہ آپ کے

بالکل قریب ہوگیا پھر وہ سوار اچانک نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ پھر ایک آواز سنائی دی: کیاتم ہی لقمان ہو؟

عرض کی: جی ہاں! میں ہی لقمان ہوں۔

پھرآواز آئی: کیاتم حکیم ہو؟

کہا: ہاں، مجھے ہی حکیم کہتے ہیں۔

پھرآواز آئی: تمہارے اس ناسمجھ بیٹے نے تم سے کیا کہا ہے؟

حضرت لقمان حکیم نے فرمایا: اے اللہ کے بندے! تو کون ہے؟ ہمیں صرف تیری آواز سنائی دے رہی ہے اورتو خودنظرنہیں آرہا؟

پھرآواز آئی: میں جبریل ہوں اور مجھے صرف انبیائے کرام اورمقرب فرشتے ہی دیکھ سکتے ہیں۔ اس وجہ سے میں تجھے نظرنہیں آرہا۔ سنو! میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فلاں شہراوراس کے آس پاس کے لوگوں کوزمین میں دھنسادوں۔

جب مجھے معلوم ہوا کہ تم دونوں بھی اس شہر کی طرف بڑھ رہے ہو، تو میں نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ وہ تمہیں اس شہر میں جانے سے روک دے، لہذا اس نے تمہیں اس آزمائش میں ڈال دیا اورتمہارے بیٹے کے پاؤں میں ہڈی چبھ گئی۔ اس طرح تم اس چھوٹی مصیبت کی وجہ سے ایک بہت بڑی مصیبت یعنی

زمین میں دھنسنے سے محفوظ رہ گئے۔

پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے اپنا ہاتھ اس زخمی لڑکے کے پاؤں پر پھیرا تو اس کا زخم فوراً ٹھیک ہو گیا۔ برتن پر ہاتھ پھیرا جس میں پانی بالکل ختم ہو چکا تھا تو وہ پانی سے لبریز ہو گیا اور کھانے کے برتن پر ہاتھ پھیرا تو وہ بھی کھانے سے بھر گیا۔

پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت لقمان حکیم، ان کے بیٹے اور سواریوں کو سامان سمیت اوپر اٹھا دیا۔ پھر کیا تھا! کچھ ہی دیر میں حضرت لقمان، اپنے بیٹے اور سارے ساز و سامان سمیت اپنے گھر میں موجود تھے، حالانکہ آپ کا گھر اس جنگل سے کئی دنوں کی مسافت پر تھا۔

☆خیر و شر کا پیمانہ:

تفسیر قرطبی جلد 14 صفحہ نمبر 218 پر نقل ہے۔ حضرت خالد ربعی کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت لقمان حکیم کے آقا نے انہیں کہا کہ ایک بکری ذبح کرو اور اس کے دو نفیس ترین ٹکڑے میرے پاس لاؤ۔ انہوں نے بکری ذبح کی اور زبان اور دل نکال کر پیش کر دیئے۔

پھر کچھ عرصہ کے بعد آقا نے حکم دیا کہ ایک بکری ذبح کرو اور اس میں سے

دو خبیث ترین ٹکڑے نکال کر میرے پاس لے آؤ۔انہوں نے بکری ذبح کی اور زبان اور دل نکال کر پیش کر دیئے۔

آقا بہت حیران ہوا اور پوچھنے لگا کہ جب میں نے گوشت کے دو بہترین ٹکڑے لانے کے لئے کہا تو بھی تم یہ دونوں اعضاء لے آئے اور جب میں نے بدترین ٹکڑے لانے کو کہا تو بھی تم یہی اعضاء لے آئے۔ یہ کیا معاملہ ہے؟

حضرت لقمان حکیم نے جواب دیا کہ جب یہ دونوں پاکیزہ بن جائیں تو ان سے بڑھ کر پاکیزہ چیز کوئی نہیں اور جب یہ خبیث ہو جائیں تو ان سے بڑھ کر بری کوئی چیز نہیں۔

☆چور پکڑنے کا نسخہ:

حضرت لقمان حکیم ایک شخص کے غلام تھے جو بہت ہی امیر اور باغوں کا مالک تھا۔اس امیر آدمی کے پاس حضرت لقمان کے علاوہ اور بھی کئی غلام کام کرتے تھے۔ وہ امیر آدمی سب غلاموں کو اکھٹا باغ میں پھل توڑنے کے لئے بھیجا کرتا تھا اور حضرت لقمان حکیم کو بھی ان غلاموں کے ساتھ پھل توڑنے کے لئے جانا پڑتا تھا،مگر غلاموں کا معاملہ یہ تھا کہ وہ پھل کاٹتے کاٹتے اس میں سے کچھ کھا بھی لیتے ہیں۔

ایک دفعہ امیر کو شک پڑ گیا اور اس نے غلاموں سے دریافت کیا تو انہوں نے فوراً جواب دیا کہ لقمان نے کھایا ہے۔ یہ سن کر امیر، لقمان پر بڑا خفا ہوا اور ان پر سختی کرنے لگا۔ امیر کی ناراضی دیکھ کر لقمان حکیم نے عرض کی۔ اے مالک! اللہ تعالیٰ کے یہاں بے ایمان بندے کی بخشش نہ ہوگی۔ بہتر یہی ہے کہ ہم سب غلاموں کی آزمائش کر لی جائے۔

حضرت لقمان حکیم اگرچہ سیاہ رنگت اور حبشی غلام تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں حکمت و دانائی سے سرفراز کیا تھا۔ اس لئے انہوں نے امیر کو یہ تجویز پیش کی: گرم پانی سب کو پلایا جائے اور آپ جنگل میں گھوڑے پر سوار ہو کر چلیں اور ہم سب گھوڑے کے ساتھ پیدل دوڑیں گے، اسی حالت میں راز کھل جائے گا کہ جس کے پیٹ میں پھل ہوگا، وہ فوراً باہر نکل آئے گا۔

امیر آدمی کو یہ تجویز پسند آئی، اس نے گرم پانی تیار کروا کر سب کو پلایا اور غلاموں نے بھی امیر کے ڈر سے پی لیا، پھر ان تمام غلاموں کو جنگل میں خوب دوڑایا، حتیٰ کہ ان سب کو پسینہ آ گیا اور آخر کار کھایا پیا سب باہر نکل گیا۔ حضرت لقمان حکیم کو جو قے آئی، وہ بالکل صاف پانی تھا مگر دوسروں کے معدے سے پھل کھائے ہوئے باہر نکل آئے۔

ایک عقل منداور دانا شخص کو حضرت لقمان حکیم کی اس حکمت سے اندازہ لگانا

چاہئے کہ جب ایک انسان کی اتنی حکمت کام کرسکتی ہے تو مالک الملک اور احکم الحاکمین پروردگار کی حکمت کھرے اور کھوٹے کو کیسے نہیں جان سکتی۔

(باتیں جو زندگی بدل دیں صفحہ نمبر 34)

☆حضرت لقمان حکیم کی نصیحتیں:

1۔اے لختِ جگر! ذہانت وفراست میں مرغ تجھ سے بازی نہ لے جائے کہ وہ تو سحری کے وقت اذان دے رہا ہو اور تو سویا ہوا ہو(تفسیر قرطبی، جلد 4،ص 40)

2۔اے بیٹے! زیادہ نہ ہنسا کر۔بلاضرورت یہاں وہاں نہ پھرا کر، جس چیز سے تجھے کوئی فائدہ نہیں ہونا، اس کے بارے میں دریافت مت کر۔اپنا مال کھو کر دوسرے کے مال کی حفاظت مت کر۔اپنا مال کھو کر دوسرے کے مال کی حفاظت مت کر، تیرا مال وہ ہے جو تو نے آگے بھیج دیا ہے اور دوسروں کا مال وہ ہے، جو باقی بچا ہے۔

3۔اے بیٹے! جو رحم کرتا ہے، اس پر رحم کیا جاتا ہے جو خاموش رہتا ہے، وہ سلامتی پاتا ہے۔جو کلمۂ خیر کہتا ہے، وہ فائدہ اٹھاتا ہے اور جو کلمۂ شر کہتا ہے، وہ گناہ کماتا ہے اور جو شخص اپنی زبان پر قابو نہیں رکھتا، وہ نادم ہوتا ہے۔(احیاء

العلوم، جلد 3، ص158)

4۔ بیٹے! سونے کو آگ پر پرکھا جاتا ہے اور نیک بندے کو آزمائش کے ذریعہ۔ لہذا جب اللہ تعالیٰ کسی سے محبت فرماتا ہے تو ان پر آزمائش ڈالتا ہے، اگر وہ اس پر خوش ہوتا تو رب تعالیٰ بھی ان سے خوش ہوتا ہے اور اگر ناراض ہوتا ہے تو رب بھی ناراض ہوتا ہے۔

5۔ لختِ جگر! قرض لینے سے بچنا، کیونکہ اس سے دن ذلت میں گزرتا ہے اور رات فکر و پریشانی میں۔

6۔ بیٹے! مجھے بہت سے انبیائے کرام کی صحبتوں میں بیٹھنے کی سعادت ملی ہے، جن سے میں نے چند چیزیں سیکھیں اور وہ یہ کہ نماز کی حالت میں اپنے دل پر نگاہ رکھی جائے۔ کھاتے وقت اپنے حلق کا خیال رکھا جائے۔ دوسروں کے گھر جاتے وقت اپنی نگاہ کی حفاظت کی جائے اور لوگوں کے بیچ میں ہوتے وقت اپنی زبان کی حفاظت کی جائے۔

7۔ جانِ پدر! جو بات دشمن سے پوشیدہ رکھنا چاہتے ہو، وہ دوست سے بھی پوشیدہ رکھو، ہوسکتا ہے کبھی وہ بھی تمہارا دشمن ہوجائے۔

8۔ بیٹے! اگر کسی کے ساتھ دوستی کرنا چاہو تو پہلے اسے کسی بات پر غصہ دلا کر آزما لو۔ اگر وہ غصے کی حالت میں انصاف سے کام لے تو پھر وہ تمہاری دوستی کا

اہل ہے، ورنہ اس سے بچو۔

9۔ بیٹے! اس قدر میٹھے مت بنو کہ لوگ تمہیں نگل لیں اور اس قدر کڑوا مت بنو کہ لوگ تمہیں تھوک دیں، اعتدال یعنی درمیانی راہ اختیار کرو۔

10۔ بیٹے! علماء کی مجلس میں بیٹھنے اور ان کے ساتھ رہنے کی کوشش کرو، تاکہ جب رحمت الٰہی کا نزول ہو تو اس سے کچھ تمہیں بھی حصہ مل جائے۔

11۔ بیٹے! کسی عورت کے پیچھے چلنے کی بجائے کسی شیر کے پیچھے چلنا بہتر ہے اس لئے کہ شیر پلٹا تو جان چلی جائے گی، لیکن اگر عورت پلٹی تو ایمان چلا جائے گا۔

12۔ بیٹے! یاد رکھنا کہ باپ بیٹے کو مارتا ہے تو وہ ایسے ہوتا ہے جیسے کوئی کھیت میں کھاد ڈال رہا ہو۔

13۔ عزیز بیٹے! جنازوں میں جاؤ اور شادیوں میں نہ جاؤ، کیونکہ جنازہ تم کو آخرت کی یاد دلائے گا اور شادی تم میں دنیا کی خواہش پیدا کرے گی۔

14۔ اے بیٹے! یہ دنیا گہرا سمندر ہے اور اس میں بہت سے لوگ غرق ہو چکے ہیں۔ تم اس میں خوف خدا، ایمان، احکام شرعیہ اور توکل علی اللہ کو اپنی کشتی بنالو تو نجات پالو گے ورنہ مجھے تمہاری نجات کی توقع نہیں۔

(روح البیان، جلد 21، صفحہ نمبر 127)

15۔ پسر عزیز! کوشش کرو کہ تمہارا آج گزشتہ کل سے بہتر ہو اور تمہارا آئندہ کل، آج سے اچھا ہو، کیونکہ جس کے دو دن برابر ہوجائیں تو سمجھو وہ خسارے میں چلا گیا اور جس کا آج گزشتہ کل سے خراب رہا، وہ اپنی کم بختی پر جتنا افسوس کرے، کم ہے۔

16۔ اے میرے بیٹے! اپنے گناہوں کو ہمیشہ ہمیشہ پیش نظر رکھو اور اپنی نیکیوں کو بھلا دو، کیونکہ کبھی نہ بھولنے والے، نے اسے اپنے پاس محفوظ کرلیا ہے۔

17۔ بیٹے! اپنی دنیا کو آخرت کے بدلے بیچ ڈالو، اس کا فائدہ تمہیں دونوں جہانوں میں دیکھنے کو ملے گا، لیکن کبھی بھی آخرت کو دنیا کے عوض بیچنے کی کوشش نہ کرنا، ورنہ دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھو گے (شعب الایمان بیہقی، جلد 19، صفحہ نمبر 438)

18۔ ایک روز حضرت لقمان حکیم کا بیٹا قضائے حاجت کو گیا۔ اتفاقاً بیت الخلاء میں دیر لگ گئی۔ حضرت حکیم لقمان نے بیٹے سے فرمایا: بیت الخلاء میں دیر تک نہ بیٹھو ورنہ بواسیر ہونے کا اندیشہ ہے۔ (چراغ حکمت)

☆ بیٹے پر نصیحتوں کا اثر:

تفسیر ابن کثیر جلد سوم صفحہ نمبر 738 پر نقل ہے۔ حضرت حفص بن عمر فرماتے

ہیں کہ حضرت لقمان حکیم نے رائی سے بھری ایک تھیلی اپنے پاس رکھ لی اور اپنے بیٹے کو نصیحت فرمانے لگے۔ ہر نصیحت کے بعد تھیلی سے ایک دانہ نکال لیتے۔ جب تھیلی خالی ہوگئی تو اپنے بیٹے سے فرمانے لگے کہ نور دیدہ! اگر میں اس قدر وعظ و نصیحت کسی پہاڑ کو کرتا تو وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا چنانچہ آپ کے بیٹے کا بھی یہی حال ہوا۔

شعب الایمان بیہقی جلد دوم کے صفحہ نمبر 492 پر نقل ہے کہ ایک روز حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا: میں نے تمہیں اتنی کچھ نصیحتیں کر دی ہیں کہ اگر تم پتھر بھی ہوتے تو تم سے چشمے پھوٹ نکلتے چنانچہ ایک روز آپ اسی طرح اپنے بیٹے کو نصیحت فرمارہے تھے کہ بیٹے کا دل پھٹ گیا اور وہیں گر کر وہ جاں بحق ہوگیا۔

محترم حضرات! آپ نے حضرت لقمان کے بڑے ہی سبق آموز، انقلاب آفریں، نصیحت خیز اور اخلاق و انسانیت کی قدروں کو آشکار کر کے رکھ دینے والے اقوال سماعت فرمائے۔ سبحان اللہ! اگر ہم اور ہماری نسلیں آپ کے اقوال پر سختی سے کاربند ہوجائیں تو کہیں بھی ناکامی کا منہ نہیں دیکھنا پڑے گا۔ ذلت و رسوائی ہم سے کوسوں دور ہوجائے گی۔ ہماری تنگ نظری اور بداخلاقی دور ہوجائے گی۔ لوگ ہمارے قریب آئیں گے اور ہم ترقی کی منزلوں تک پہنچ

جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت لقمان حکیم کے ارشادات پر عمل کرنے والا بنادے۔ ہمارے دلوں کو حکمت و دانائی سے مالا مال فرمائے اور آپ کے درجات بلند فرمائے۔آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

جوانی کی قدر و قیمت

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَاَمَّا مَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَہَی النَّفۡسَ عَنِ الۡہَوٰی ۝ فَاِنَّ الۡجَنَّۃَ ہِیَ الۡمَاۡوٰی

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡم وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ نازعات سے آیت نمبر 40 اور 41 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات! اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا، اتنی نعمتیں کہ ہم اگر ان نعمتوں کو شمار کرنا چاہیں تو شمار نہیں کر سکتے۔ انہی نعمتوں میں سے ایک نعمت جوانی ہے۔ یہ ایسی نعمت ہے جو ہر انسان کو زندگی میں ایک بار ملتی ہے مگر جب یہ چلی جاتی ہے تو دوبارہ لوٹ کر نہیں آتی۔ انسان اسے پانے کے لئے خوب مال و دولت بھی خرچ کرلے پھر بھی یہ دوبارہ نہیں ملتی۔

☆جوانی کی تعریف:

لغات کی کتب کے مطابق (بالغ ہونے سے لے کر) 30 یا 40 سال تک آدمی جوان رہتا ہے پھر آہستہ آہستہ کمزوری آنا شروع ہوجاتی ہے۔

☆اللہ کے نزدیک پسندیدہ نوجوان:

حدیث قدسی = جمع الجوامع، نویں جلد صفحہ نمبر 276 پر حدیث نمبر 28714 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ میری تقدیر پر ایمان لانے والا، میرے لکھے پر راضی رہنے والا، میرے دیئے ہوئے رزق پر قناعت کرنے والا اور میری رضا کی خاطر اپنی نفسانی شہوات کو ترک کرنے والا نوجوان میری بارگاہ میں میرے بعض فرشتوں کی مانند ہے۔

☆رب تعالیٰ کی ذات کس نوجوان سے محبت کرتی ہے؟

حدیث شریف = حلیۃ الاولیاء پانچویں جلد صفحہ نمبر 394 پر حدیث نمبر 7496 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ایسے شخص سے محبت فرماتا ہے جس نے اپنی جوانی کو اطاعت خداوندی کے لئے وقف کر دیا ہو۔

محترم حضرات! اس حدیث پاک میں اس سعادت مند نوجوان کو خوشخبری عطا فرمائی جو برائی سے بچ کر اپنے رب کی اطاعت میں لگ جائے۔ رب تعالیٰ ایسے شخص سے محبت فرماتا ہے، یہ اس لئے کہ جوانی میں گناہوں سے بچنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے جوانی کی عبادت کو زیادہ فضیلت حاصل ہے، جیسا کہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اپنی کتاب مراۃ المناجیح کی پہلی جلد کے صفحہ نمبر 435 پر تحریر فرماتے ہیں: جوانی میں گناہوں سے بچے اور رب تعالیٰ کو یاد رکھے چونکہ جوانی میں اعضاء قوی اور نفس گناہوں کی طرف (زیادہ) مائل ہوتا ہے، اس لئے اس زمانہ کی عبادت بڑھاپے کی عبادت سے افضل ہے۔

☆ستر صدیقین کا ثواب پانے والا:

حدیث شریف = الترغیب والترہیب فضائل الاعمال کے صفحہ نمبر 78 پر نقل

ہے۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے بچنے اوراس کے احکامات پر عمل کرنے والے نوجوان سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔تیرے لئے ستر صدیقوں کے برابر ثواب ہے۔

☆اللہ تعالیٰ کا حقیقی بندہ:

الترغیب والترہیب صفحہ نمبر 78 پر حدیث شریف نقل ہے۔حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں اس خوبرو نوجوان کو سب سے زیادہ پسند فرماتا ہے جس نے اپنی جوانی اور حسن و جمال کو رب تعالیٰ کی عبادت میں صرف کردیا ہو۔رب تعالیٰ فرشتوں کے سامنے ایسے بندے پر فخر کرتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے۔یہ میرا حقیقی بندہ ہے۔

محترم حضرات! کتنا بڑا انعام ہے ان نوجوانوں پر جو اپنی جوانی کو رب تعالیٰ کی یاد میں، اس کے محبوب ﷺ پر درود وسلام پڑھنے میں اور دین کی خدمت میں گزارتے ہیں۔رب تعالیٰ فرشتوں کے سامنے ایسے نوجوان پر فخر فرماتا ہے اوراسے اپنا حقیقی بندہ ارشاد فرماتا ہے۔یہ بھی نیک نوجوان کے لئے

سعادت مندی کی معراج ہے کہ ہر شخص اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا بندہ کہتا ہے مگر رب تعالیٰ اسے اپنا حقیقی بندہ ارشاد فرماتا ہے۔

☆جوانی کی عبادت کی فضیلت:

حدیث شریف = جمع الجوامع پانچویں جلد صفحہ نمبر 235 پر حدیث نمبر 14769 نقل ہے۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: صبح کے وقت عبادت کرنے والے نوجوان کو بڑھاپے میں عبادت کرنے والے بوڑھے پر ایسی ہی فضیلت حاصل ہے کہ جیسی مرسلین (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کو تمام لوگوں پر۔

محترم حضرات! صبح کے وقت عبادت کرنے والے نوجوان کی کتنی فضیلت ہے مگر افسوس کہ آج کے اس دور میں فجر کی نماز میں نوجوان بالکل نظر نہیں آتے۔ ایک یا دو نوجوان نظر آئیں گے، بقیہ تمام بوڑھے یا پچاس برس کے افراد آپ کو نظر آئیں گے۔ وہ اگر جان لیں کہ رب تعالیٰ نے ان کے لئے کتنا اجر رکھا ہے، ان کی عبادت پر کتنی بڑی فضیلت سے نوازا جاتا ہے تو وہ کبھی بھی عبادت سے پیچھے نہ ہٹیں اور نہ ہی سستی و کاہلی سے کام لیں۔

☆جوانی کی توبہ:

حدیث شریف = کنزالعمال شریف، کتاب التوبۃ میں حدیث نمبر 10181 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جوانی میں توبہ کرنے والا شخص اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے۔

حدیث شریف = کنزالعمال شریف، کتاب المواعظ میں حدیث نمبر 43101 نقل ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کو توبہ کرنے والے نوجوان سے زیادہ پسندیدہ کوئی نہیں۔

محترم حضرات! آپ نے جوانی کی توبہ کی فضیلت سنی، ''حکایتیں اور نصیحتیں،، کتاب کے صفحہ نمبر 75 پر حضرت شیخ شعیب حریفش علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندے سے محبت اس وقت ہوتی ہے جبکہ وہ جوانی میں توبہ کرنے والا ہو کیونکہ نوجوان تر اور سرسبز ٹہنی کی طرح ہوتا ہے۔ جب وہ اپنی جوانی اور ہر طرف سے شہوات ولذات سے فائدہ اٹھانے اور ان کی رغبت پیدا ہونے کی عمر میں توبہ کرتا ہے اور یہ ایسا وقت ہوتا ہے کہ دنیا اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ اس کے باوجود محض رضائے الٰہی کے لئے وہ ان تمام چیزوں کو چھوڑ دیتا ہے تو رب تعالیٰ کی محبت کا مستحق بن جاتا ہے اور اس کے مقبول بندوں میں اس کا شمار ہونے لگتا ہے۔

☆ با کرامت نوجوان:

الروض الفائق صفحہ نمبر 166 پر نقل ہے۔ حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر کے دوران مجھے سخت پیاس لگی تو میں پانی کی تلاش میں ایک وادی کی جانب چل پڑا۔ اچانک میں نے ایک خوف ناک آواز سنی تو سوچا: شاید کوئی درندہ ہے جو میری طرف آرہا ہے۔ چنانچہ میں بھاگنے ہی والا تھا کہ پہاڑوں سے کسی نے مجھے پکار کر کہا۔ اے انسان! ایسا کوئی معاملہ نہیں جس طرح تم سمجھ رہے ہو۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا ایک ولی ہے جس نے شدت حسرت سے ایک لمبی سانس لی تو اس کی آواز بلند ہوگئی۔ جب میں اپنے راستے کی جانب واپس پلٹا تو ایک نوجوان کو عبادت میں مشغول پایا۔ میں نے اسے سلام کیا اور اپنی پیاس کا بتایا تو اس نے کہا: اے مالک! اتنی بڑی سلطنت میں تجھے پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں ملا۔ پھر وہ چٹان کی طرف گیا اور اسے ٹھوکر مار کر کہنے لگا: ''اس ذات کی قدرت سے ہمیں پانی سے سیراب کر جو بوسیدہ ہڈیوں کو بھی زندہ فرمانے پر قادر ہے۔'' اچانک چٹان سے پانی ایسے بہنے لگا جیسے چشمے سے بہتا ہے۔ میں نے جی بھر کر پانی پینے کے بعد عرض کی ''مجھے ایسی چیز کی نصیحت فرمائیے جس سے مجھے نفع ہوتا رہے'' تو اس نے کہا: تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو جائیے۔

وہ (رب تعالیٰ) آپ کو جنگلات میں پانی سے سیراب کردے گا۔ اتنا کہہ کر وہ اپنے راستے پر چلا گیا۔

☆جوانی کو غنیمت جانیئے:

مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الرقاق دوسری جلد صفحہ نمبر 245 پر حدیث نمبر 5174 نقل ہے۔ حضرت عمرو بن میمون اودی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: پانچ (چیزوں) کو پانچ سے پہلے غنیمت جانو۔

☆بڑھاپے سے پہلے جوانی کو

☆بیماری سے پہلے تندرستی کو

☆فقیری سے پہلے امیری کو

☆مصروفیت سے پہلے فرصت کو اور

☆موت سے پہلے زندگی کو

اے ملت کے جوانو! جوانی کھیل کود میں گنوا کر بڑھاپے میں جبکہ اعضاء بے کار ہو جائیں، کثرت عبادت کی خواہش کرنا بے وقوفی ہے، جو کرنا ہے، جوانی میں کرلو کہ جوان نیکوکار شخص کا بہت بڑا درجہ ہے لہذا صحت، جوانی، مالداری اور

زندگی کورائیگاں (یعنی ضائع) نہ جانے دو۔اس میں نیک اعمال کرلو۔ یہ نعمتیں بار بارنہیں ملتیں۔میاں محمد بخش علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

سدا نہ حسن جوانی رہندی، سدا نہ صحبت یاراں
سدا نہ بلبل باغاں بولے، سدا نہ باغ بہاراں

مطلب یہ کہ یہ حسین جوانی ہمیشہ سلامت نہیں رہتی اور نہ ہی دوست و احباب کی صحبتیں ہمیشہ باقی رہتی ہیں۔باغ میں روزانہ چہچہانے والی بلبلیں اور باغ کی بہاریں بھی سدا رہنے والی نہیں۔

☆نوجوان کا خوف خدا:

حدیث شریف = امام حاکم علیہ الرحمہ اپنی مستدرک کی دوسری جلد صفحہ نمبر 382 پر حدیث نمبر 3338 نقل کرتے ہیں۔حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رب تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی۔

سورۂ تحریم آیت نمبر 6 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں

تو محبوب خدا ﷺ نے ایک دن صحابہ میں اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ ایک نوجوان یہ آیت سن کر بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ حضور ﷺ نے اپنا دست رحمت اس کے دل پر رکھا تو وہ دھڑک رہا تھا۔ پھر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اے نوجوان! کہو ''لا الہ الا اللہ'' اس نے یہ کلمہ پڑھا تو آپ ﷺ نے اسے جنت کی بشارت دی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا وہ ہم میں سے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا: یہ (وعدہ) ہر اس شخص کے لئے جو میرے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اور میرے وعدۂ (عذاب) سے خوف زدہ ہوا۔

☆ایک جوان کی نماز:

کتاب روض الریاحین بحوالہ کتاب بزمِ اولیاء صفحہ نمبر 309 پر نقل ہے۔ حضرت منصور بن عمار علیہ الرحمہ نے ایک جواں سال کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ وہ خوف سے لرز رہا تھا اور اس کی نماز کا طریقہ اہل خشوع جیسا تھا۔ حضرت

منصور بن عمار علیہ الرحمہ نے سوچا: یقیناً یہ کوئی ولی اللہ ہے، جب وہ نماز ختم کر چکا تو انہوں نے سلام کیا اور کہا:

''تمہیں معلوم ہے جہنم میں ایک وادی ''لظٰی'' ہے جو کھال کھینچ لے گی، وہ اس شخص کو پکڑ لے گی، جس نے روگشی کی ہوگی، بے رخی سے پیش آیا ہوگا اور مال جمع کر کے اٹھا رکھا ہوگا''

یہ باتیں سنیں تو نوجوان غش کھا کر گر پڑا پھر کچھ دیر بعد ہوش آیا اور اس نے کہا: کچھ اور بھی سناؤ۔ حضرت منصور علیہ الرحمہ نے یہ آیت تلاوت کی۔

القرآن: يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں

یہ آیت سن کر وہ نوجوان گر پڑا اور انتقال کر گیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کے سینے پر قدرتی قلم سے یہ تحریر ہے۔

''سو وہ پسندیدہ زندگی بسر کرے گا۔ بلند و بالا جنت میں۔ جس کے خوشے (پھلوں کی کثرت کے باعث) جھکے ہوئے ہوں گے۔

انتقال کی تیسری شب حضرت منصور بن عمار علیہ الرحمہ نے اس نوجوان کو دیکھا کہ وہ حسین وجمیل تخت پر بیٹھا ہے اور سر پر تاج چمک رہا ہے۔ انہوں نے پوچھا: رب تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ جواب دیا: میرے رب نے مجھے بخش دیا۔

☆ نوجوان کو اجازت نامہ ملا:

روض الریاحین صفحہ نمبر 113 پر بحوالہ کتاب بزم اولیاء صفحہ نمبر 192 پر نقل ہے۔ حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمہ نے خانۂ کعبہ کے طواف کے دوران ایک نوجوان کو دیکھا جو پیہم نماز پڑھتا اور رکوع وسجود کرتا چلا جاتا تھا۔ رکنے کا نام ہی نہ لیتا۔ انہوں نے پاس جا کر کہا: تم نماز پر نماز پڑھتے چلے جارہے ہو؟ (واپس کب چلنا ہے؟) جواب دیا: میں ازخود واپس کیسے جاؤں؟ انتظار ہے کہ اجازت ملے تو جاؤں۔

حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ اتنے میں، میں نے دیکھا کہ اس نوجوان کے اوپر ایک رقعہ گرا جس میں یہ لکھا ہوا تھا ''یہ خط خدائے عزیز و غفار کی جانب سے اس بندۂ شاکر ومخلص کے لئے ہے، واپس جا تیرے اگلے پچھلے گناہ معاف ہیں''

☆بصرہ کا نوجوان:

الروض الفائق فی المواعظ والرقائق (مترجم) کے صفحہ نمبر 433 پر یہ واقعہ نقل ہے کہ بصرہ میں رضوان نامی ایک نوجوان رہتا تھا۔ وہ اکثر کھیل کود اور نافرمانیوں میں مبتلا رہتا، آوارہ گردی اور سرکشی میں وہ اپنی مثال آپ تھا۔ اچھے کاموں میں اس کا سایہ تک نظر نہ آتا تھا اور برے کاموں میں وہ بالکل پیش پیش ہوتا۔ عالم یہ تھا کہ رات بھر شراب کے نشے میں مست رہتا، گویا اس پر بدبختی غالب تھی اور شیطان نے اسے پورے طور پر گمراہ کر رکھا تھا۔ ایک دن وہ شراب کے نشے میں مدہوش تھا اور نافرمان دوست بھی اس کے ساتھ تھے کہ اس نے ایک فقیر دیکھا جو راستے پر چلتے چلتے چند اشعار گنگنا رہا تھا۔ جس کا مفہوم کچھ یوں ہے:

''جب تو کسی دن اہل زمانہ سے تنہائی میں ہو تو یوں نہ کہہ کہ میں خلوت میں ہوں بلکہ یوں کہہ کہ مجھ پر ایک نگہبان ہے اور اللہ پاک کو لمحہ بھر بھی غافل نہ جان اور نہ یہ گمان کر کہ اس پر کوئی بات پوشیدہ ہے''

یہ نصیحت بھرا کلام سنتے ہی نوجوان رونے لگ گیا۔ اس نے فقیر کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہا کہ وہ یہ اشعار دوبارہ پڑھے۔ فقیر نے اشعار دوبارہ پڑھے۔

نوجوان نے اسے اپنی مجلس میں آنے کا اصرار کیا۔ چنانچہ وہ چلا آیا۔نوجوان کہنے لگا: یا سیدی! اللہ تعالیٰ کی قسم! آپ کی زیارت ہمارے لئے باعث سعادت ہے۔ہمیں آپ کی آواز اور نغمہ بھلا لگا لہذا اپنے نغموں سے ہماری زندگی کو پاکیزہ فرمادیں چنانچہ فقیر نے چند اشعار پڑھنا شروع کردیئے جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے۔

''اللہ تعالیٰ کا رزق کھا کر بھی تو اس کی نافرمانی کرتا ہے۔جب تو اس کی مخلوق سے چھپتا ہے تو وہ تجھے دیکھ رہا ہوتا ہے۔اے انسان! اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچ۔تو جو بھی گناہ کرتا ہے وہ تجھے دیکھ رہا ہوتا ہے اور جانتا ہے''

نوجوان پھر رونے لگا اور روتے روتے بے ہوش ہوگیا۔ جب اسے ہوش آیا تو اس نے شراب کے برتن توڑ ڈالے اور فقیر کی طرف متوجہ ہوکر عرض کی۔ یا سیدی! کیا میری توبہ قبول ہوجائے گی؟

اس نے جواب دیا۔ یہ رب تعالیٰ سے صلح کی گھڑی ہے۔اللہ کریم نے تجھے نیکی کے دروازے پر لوٹنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔آج تیرے گناہ معاف کردیئے جائیں تو تیرے لئے کتنی بڑی سعادت ہے لہذا تم بارگاہ الٰہی میں سچی توبہ کرلو۔

نوجوان نے پھر چیخ ماری۔اس پر غشی طاری ہوگئی اور زمین پر گر گیا۔ جب

افاقہ ہوا تو عرض کرنے لگا۔ یا سیدی! کیا مجھ سے گزشتہ گناہوں کا مواخذہ ہوگا؟ فقیر نے کہا...... نہیں، اللہ تعالیٰ کی قسم! خالص محبت کتنی عمدہ ہے محبّین کے لئے دوری کے بعد لذتِ قرب کتنی اچھی ہے! پھر قرب کے بعد ہجر و فراق کی گھڑی کتنی شدید ہے۔ آج ہی نیکیوں پر کمر بستہ ہو جا اور گزشتہ گناہوں کو روک کر درویشی اختیار کر لے۔ تیرے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

یہ سن کر نوجوان کے آنسو بہنے لگے اور اس کے دوست بھی رونے لگے پھر انہوں نے توبہ کی اور لباس زیب و زینت اتار پھینکا۔ نوجوان نے رب تعالیٰ کے حضور سچی توبہ کی اور پچھلے برے اعمال پر بے حد شرمسار ہوا۔ ساری رات خوف خدا میں روتے روتے فقیر کے پاس گزاری۔

جب سحری کا وقت ہوا تو اسے پھر اپنے گناہ اور نافرمانیاں یاد آ گئیں چنانچہ اس کے منہ سے ایک زوردار چیخ نکلی اور آنکھوں سے آنسو نکلنا شروع ہوئے اور اس پر غشی طاری ہوگئی۔ جب فقیر نے اسے حرکت دے کر دیکھا تو اس نوجوان کا انتقال ہو چکا تھا۔

☆ نیک اور پرہیز گار نوجوان:

کتاب روض الریاحین کے صفحہ نمبر 49 پر نقل ہے کہ حضرت ذوالنون مصری

علیہ الرحمہ ایک مرتبہ ملک شام تشریف لے گئے۔آپ کا گزر ایک نہایت سرسبز و شاداب خوش نما باغ سے ہوا۔تو آپ نے دیکھا کہ ایک نوجوان سیب کے درخت کے نیچے نماز میں مشغول ہے۔آپ کو اس صالح جوان سے ہم کلامی کا اشتیاق ہوا۔جب اس نے سلام پھیرا تو آپ نے اسے اپنی جانب متوجہ کرنے کی کوشش کی تو اس نے جواب دینے کے بجائے زمین پر یہ شعر لکھ دیا۔

منبع اللسان الکلام لانه
کھف البلاء و جالب الافات
فاذا نطقتفکن لربک ذاکرا
لاتنسه واحمده فی الحالات

یعنی زبان کلام سے روک دی گئی ہے کیونکہ یہ (زبان) طرح طرح کی بلاؤں کا غار اور آفات لانے والی ہے۔اس لئے جب بولو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو، اسے کسی وقت فراموش نہ کرو اور ہر حال میں اس کی حمد بجالاتے رہو۔

نوجوان کی اس تحریر کا آپ کے قلب انور پر گہرا اثر ہوا اور آپ پر گریہ طاری ہوگیا۔جب افاقہ ہوا تو آپ علیہ الرحمہ نے بھی جواباً زمین پر انگلی سے یہ اشعار لکھ دیئے۔

وما من کاتب الا سیبلی

ویبقی الدھر ما کتبت یداہ
فلا تکتب بکفک غیر شیٔ
یسرک فی القیامۃ ان تراہ

یعنی ہر لکھنے والا ایک دن قبر میں جا ملے گا مگر اس کی تحریر ہمیشہ باقی رہے گی۔اس لئے اپنے ہاتھ سے ایسی بات لکھو جسے دیکھ کر بروز قیامت تمہیں خوشی ملے۔

حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ میرا نوشتہ (تحریر) پڑھ کر اس نیک نوجوان نے ایک چیخ ماری اور اپنی جان، جان آفریں کے سپرد کردی۔ میں نے سوچا کہ اس کی تجہیز و تکفین کا انتظام کردوں مگر ہاتف غیبی نے آواز دی: ذوالنون! اسے رہنے دو، رب تعالیٰ نے اس سے عہد کیا ہے کہ فرشتے تیری تجہیز و تکفین کریں گے۔

یہ سن کر آپ باغ کے ایک گوشہ میں مصروف عبادت ہوگئے اور چند رکعات پڑھنے کے بعد دیکھا تو وہاں اس نوجوان کا نام ونشان بھی نہ تھا۔

محترم حضرات! آپ نے نیک و پرہیزگار نوجوانوں کے واقعات سنے اور ساتھ ساتھ جوانی میں توبہ اور اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات کا بھی ذکر سنا، یقینا جوانی میں جنہوں نے اپنے رب کو منالیا۔ ان پر خوب رب تعالیٰ

نوازشیں فرماتا ہے اور جو کھیل کود اور فضولیات میں اپنی جوانی جیسی نعمت ضائع کردیتے ہیں۔ وہ جوانی گزر جانے کے بعد پچھتاتے ہیں۔ اس ضمن میں ایک حکایت سنئے اور جن کے پاس اب بھی جوانی جیسی نعمت موجود ہے۔ وہ اس کی قدر کرلیں۔

☆جوانی کی تلاش:

ایک بوڑھا شخص کہیں سے گزر رہا تھا۔ بڑھاپے کی وجہ سے اس کی کمر اس قدر جھکی ہوئی تھی کہ چلتے ہوئے یوں لگتا تھا کہ یہ بوڑھا شخص زمین سے کچھ تلاش کررہا ہے۔ ایک نوجوان کو مذاق سوجھا اور کہنے لگا: بابا جی! کیا تلاش کررہے ہو؟ بات اگرچہ غصہ دلانے والی تھی مگر اس بوڑھے نے صبر و برداشت اور سمجھداری کا کمال مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا: بیٹا! میں اپنی جوانی تلاش کررہا ہوں۔ تیکھے جملے کا یہ خلاف توقع حیران کن جواب سن کر وہ نوجوان چونکا اور کہنے لگا: بابا جی! آپ کی بات مجھے سمجھ نہیں آئی۔ کیا جوانی بھی کبھی ڈھونڈی جاسکتی ہے؟ اور کیا یہ ایک دفعہ گم ہوکر پھر کبھی کسی کو ملی ہے؟ فرمایا...... بیٹا! یہی تو افسوس ہے کہ جب جوانی کی نعمت میرے پاس تھی، اس وقت اس کی پاسداری نہ کرسکا اور آج جب میں اس سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ تب اس کی اہمیت کا احساس ہوا۔ کاش مجھے جوانی کا

زمانہ ایک بار پھر مل جاتا تو ماضی میں ہونے والی غلطیوں اور کوتاہیوں کی تلافی کرتا اور خوب دل لگا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا۔

پھر ایک آہ کھینچی اور کہا! افسوس صد افسوس! میں اپنی جوانی کی دولت لٹا بیٹھا۔لیکن اب پچھتائے کیا ہوت، جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ میں نے جوانی کی ناقدری کی، اس وقت نیکی کی نہ آخرت کی کوئی تیاری کی اور یونہی میری جوانی غفلت کے بستر پر سوتے گزر گئی۔ اب جبکہ بڑھاپا طاری ہوگیا تو صحت کمزور اور جسم لاغر ہوگیا۔کثرت عبادت کا شوق تو پیدا ہوا لیکن بڑھاپے کے سبب حوصلہ ساتھ چھوڑ گیا۔

پھر وہ بوڑھا اس نوجوان کو نصیحت کرتا ہے کہ اے بیٹا! اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے ابھی تم نوجوان ہو۔ اس سے فائدہ اٹھالو، عبادت پر کمر بستہ ہوجاؤ، کمر جھکنے سے پہلے رب تعالیٰ کے حضور سر کو جھکالو، ورنہ بڑھاپے میں میری طرح کمر جھکائے جوانی کو تلاش کرتے پھرو گے لیکن حسرت وندامت کے سوا کچھ نہ ملے گا۔ کفِ افسوس ملتے رہو گے لیکن ہاتھ کچھ نہ آئے گا اور حالات کا کچھ اس طرح سے سامنا ہوگا۔ بچپن کھیل میں کھویا، جوانی نیند بھر سویا۔

اس نصیحت کا اس نوجوان پر اتنا اثر ہوا کہ اس دن عہد کرلیا کہ میں جوانی کی قدر کرتے ہوئے پرہیزگاری کی زندگی بسر کروں گا۔

☆حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا جوانوں کو پیغام:

لباب الاحیاء صفحہ نمبر 352 پر نقل ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کا جب وقت قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے بٹھاؤ۔ جب بٹھایا گیا تو آپ ذکر اللہ اور تسبیح میں مشغول ہو گئے۔ پھر روتے ہوئے آپ نے اپنے آپ کو مخاطب کر کے (بطور عاجزی) فرمانے لگے ”اے معاویہ! اب بڑھاپے اور کمزوری کے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر یاد آیا۔ اس وقت کیا تھا جب جوانی کی شاخ تر و تازہ تھی“

☆جوانوں کو نصیحت:

امام غزالی علیہ الرحمہ اپنی کتاب مکاشفۃ القلوب کے صفحہ نمبر 87 پر تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت منصور بن عمار علیہ الرحمہ نے ایک نوجوان کو نصیحت کرتے ہوئے کہا۔ اے جوان! تجھے تیری جوانی دھوکے میں نہ ڈالے، کتنے ہی جوان ایسے تھے جنہوں نے توبہ کو موخر اور اپنی امیدوں کو بڑھا دیا۔ موت کو بھلا دیا اور کہتے رہے کہ کل توبہ کر لیں گے۔ پرسوں توبہ کر لیں گے یہاں تک کہ اسی غفلت میں ملک الموت آ گئے اور وہ غافل اندھیری قبر میں جا سوئے۔ انہیں نہ مال نے، نہ غلاموں نے، نہ اولاد اور نہ ہی ماں باپ نے کوئی فائدہ دیا۔

محترم حضرات! پورے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمان اپنی جوانی کو غنیمت جانتے ہوئے اس جوانی کو اچھے کاموں میں گزارے۔ یہ وقت گزر گیا تو پھر کچھ بھی ہاتھ نہیں آئے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر ہر لمحہ اپنی اور اپنے محبوب ﷺ کی اطاعت کرنا نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

اچھی نیتوں پر اجروثواب

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَٰكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 225 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

اللہ تعالیٰ نے جن وانس کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا۔ یہ بھی بندۂ مومن پر اس کریم پروردگار کا خاص کرم ہے کہ وہ نیکیوں کی توفیق اور گناہوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ یاد رہے اعمال کا دارومدار نیتوں پر موقوف ہے۔ بے شک اعمال نیتوں کے ساتھ ہیں اور ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی۔اب سب سے پہلے نیت کی تعریف سنتے ہیں۔

☆نیت کی تعریف:

شرح التلویح علی التوضیح جلد اول صفحہ نمبر 210 پر علامہ سعدالدین تفتازانی علیہ الرحمہ نیت کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں کہ دل سے اپنے عمل کو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے کرنے کا ارادہ کرنا نیت کہلاتا ہے۔

علامہ تفتازانی علیہ الرحمہ کی اس تعریف میں اولیت رب کی رضا اور اسی ذات کے لئے ہر عمل کا دارومدار ہونا چاہئے۔ بقیہ تمام نیتیں اس کے بعد کریں۔ ہر جائز کام میں ایک سے زیادہ اچھی نیتیں کی جاسکتی ہیں اور اس طرح وہ عمل عبادت بن جاتا، ثواب بڑھتا اور بندہ اعلیٰ درجات پالیتا ہے تو اس سے بڑا نقصان کیا ہوگا کہ بندہ غفلت وبھول کے سبب اپنے عمل میں نیت ہی نہ کرے، یا ایک سے زیادہ نیتیں نہ کرے۔ امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان محدث

بریلی علیہ الرحمہ اپنی کتاب فتاویٰ رضویہ کی تیئیسویں جلد کے صفحہ نمبر 157 پر فرماتے ہیں۔ جب کام کچھ بڑھتا نہیں، صرف نیت کر لینے میں ایک نیک کام کے دس ہو جاتے ہیں تو ایک ہی نیت کرنا کیسی حماقت اور بلا وجہ اپنا نقصان ہے۔

اب آپ کی خدمت میں نیت کے فضائل اور اس کی اہمیت کے متعلق احادیث پیش کرتا ہوں، جنہیں سن کر آپ کا ایمان تازہ ہوگا اور اچھی نیتوں کی طرف دل مائل ہوگا۔

☆اعمال کا دارو مدار:

حدیث شریف = بخاری شریف کتاب بدء الوحی میں پہلی حدیث نقل ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی، لہٰذا جس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لئے ہے تو اس کی ہجرت اللہ و رسول ﷺ کی طرف ہے اور جس کی ہجرت دنیا کا پانے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے ہے تو اس کی ہجرت اسی طرف ہے جس کی اس نے نیت کی۔

محترم حضرات! امیر المومنین فی الحدیث حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب صحیح بخاری کا آغاز اسی حدیث پاک سے کیا اور خطبہ کی جگہ اس حدیث

پاک کو رکھا۔

☆حدیث شریف کے اسباب:

کشف المشکل جلد اول صفحہ نمبر 16 دارالکتب العلمیہ بیروت میں نقل ہے کہ جس طرح قرآن مجید کی آیات کے شان نزول اور اسباب ہوتے ہیں۔ اسی طرح بعض احادیث کے بھی اسباب ہوتے ہیں۔ اس حدیث کا سبب یہ ہے کہ ایک شخص نے مکہ میں ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا تھا۔ وہ عورت ہجرت کر کے مدینہ چلی گئی، وہ شخص بھی اس سے نکاح کی رغبت میں مدینہ چلا گیا۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے یہ حدیث بیان فرمائی کہ (اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی لہذا جس کی ہجرت اللہ اور رسول کے لئے ہے تو اس کی ہجرت اللہ اور رسول کی طرف ہے اور جس کی ہجرت دنیا کو پانے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے ہے تو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہے جس کی اس نے نیت کی) اس شخص کو مہاجر اُمِّ قیس کہا جاتا تھا۔

محترم حضرات! شارحین فرماتے ہیں کہ اعمال میں مقدار کا تعین ان کی نیتوں سے ہوتا ہے۔ مثلاً مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے جانا ایک عمل ہے۔ اگر اس میں انسان کئی کاموں کی نیت کرلے تو اس کو کئی کاموں کا ثواب ملے گا مثلاً وہ

نیت یہ کرے کہ راستے میں اس کو جو مسلمان ملے گا، وہ اس کو سلام کرے گا۔ اگر اس نے پہلے سلام کیا تو اس کے سلام کا جواب دے گا۔ اگر کوئی ضرورت مند سائل ملا تو اپنی حیثیت کے مطابق اس کا سوال پورا کرے گا۔ نیکی کا حکم دے گا، برائی سے روکے گا۔ راستہ میں کوئی پتھر یا تکلیف دہ چیز نظر آئے گی تو اسے ہٹا دے گا۔ نماز کی دوسروں کو بھی دعوت دے گا۔ مسجد میں جب داخل ہوگا تو سیدھا پاؤں داخل کرے گا اور مسجد میں داخل ہونے کی دعا پڑھے گا۔ نفلی اعتکاف کی نیت کرے گا، تو اگر وہ ایک عمل میں متعدد نیک کاموں کی نیت کرے گا تو اس ایک عمل میں اس کو متعدد نیک کاموں کا اجر ملے گا۔

☆روز محشر نیتوں پر اٹھایا جائے گا:

حدیث شریف = ابن ماجہ کتاب الزہد میں حدیث نمبر 4229 نقل ہے۔
نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: روز محشر لوگوں کو ان کی نیتوں پر اٹھایا جائے گا۔

☆مومن کی نیت عمل سے بہتر ہے:

حدیث شریف = طبرانی معجم الکبیر چھٹی جلد صفحہ نمبر 185 پر حدیث نمبر 5942 نقل ہے۔ سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

☆بنی اسرائیل کا ایک شخص:

تفسیر کبیر میں سورۂ بقرہ کی آیت کے تحت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ ایک حکایت نقل فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص قحط کے زمانے میں ریت کے ایک ٹیلے کے پاس سے گزرا تو دل میں کہا: اگر یہ سارا کھانا ہوتا اور میری ملکیت میں ہوتا تو میں اسے لوگوں میں تقسیم کر دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے نبی کی طرف وحی فرمائی کہ فلاں شخص سے فرما دیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے تیرا صدقہ قبول کرلیا ہے اور تیری اچھی نیت کو شرف قبولیت سے نوازا ہے۔

سبحان اللہ! محترم حضرات! اگرچہ ہم غریب ہیں مگر کسی کو تنگ دستی میں، فاقہ کشی میں مبتلا یا قرض میں ڈوبا ہوا دیکھ کر اگر دل میں یہ ارادہ کریں کہ میرے پاس اگر کچھ رقم ہوتی تو میں اس کی مدد کر دیتا تو اس پر بھی رب تعالیٰ اجر عطا فرمائے گا۔

☆ایک بزرگ کی نصیحت:

ایک شخص نے کسی جگہ اچھا سا مکان بنوایا، جب مکان مکمل ہوگیا تو کسی بزرگ کو دعا کے لئے بلوایا، وہ بزرگ اس کے گھر تشریف لائے اور دعا فرمائی۔ ان بزرگ نے مکان میں موجود ایک کھڑکی کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ کھڑکی کس لئے

بنوائی ہے؟ وہ شخص عرض گزار ہوا۔حضور! روشنی کے لئے بنوائی ہے۔ یہ سن کر وہ بزرگ فرمانے لگے کہ اگر تو اس نیت سے کھڑکی بنواتا کہ اس کھڑکی سے اذان کی آواز آئے گی تو تجھے روشنی کے ساتھ ساتھ اس نیت کا اجر بھی ملتا۔

☆سنت کی نیت پر اجر:

امام علی قاری علیہ الرحمہ کتاب الشفاء کی شرح میں ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ مسلمانو! دانت صاف کرنے کی نیت سے مسواک استعمال مت کرو، بلکہ اس نیت سے مسواک کرو کہ یہ نبی پاک ﷺ کی سنت ہے۔اس نیت سے تمہارے دانت بھی صاف ہو جائیں گے اور تمہیں سنت کا ثواب بھی ملے گا۔

☆فقط نیت پر اجر:

تفسیر روح المعانی تیرہویں جلد صفحہ نمبر 462 پر علامہ امام آلوسی علیہ الرحمہ حدیث پاک نقل فرماتے ہیں کہ فرشتے جب بندے کا نامۂ اعمال لے کر بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوتے ہیں تو رب تعالیٰ ان سے ارشاد فرماتا ہے، اس کے لئے ایسا ایسا ثواب لکھو، فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اس بندے نے تو یہ عمل نہیں کیا۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اس نے اس کی نیت کی تھی۔(یعنی صرف نیت کی وجہ سے اجر و ثواب لکھ دیا گیا)

حدیث شریف = مسلم شریف، کتاب الایمان میں حدیث نمبر 128 نقل ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نگہبان فرشتوں (یعنی کراماً کاتبین) سے فرماتا ہے۔ جب میرا بندہ گناہ کا ارادہ کرے تو اسے مت لکھو، اگر وہ اس کو کر گزرے تو ایک گناہ لکھو اور جب وہ نیکی کا ارادہ کرے اور اسے نہ کرے تو ایک نیکی لکھو اور اگر کر لے تو دس نیکیاں لکھو۔

حدیث شریف = مسلم شریف کتاب الایمان میں حدیث نمبر 130 نقل ہے: جو نیکی کا ارادہ کرے مگر اسے نہ کرے تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور جو نیکی کا ارادہ کرے پھر اسے کرلے تو اس کے لئے سات سو گنا تک ثواب لکھا جاتا ہے اور جو گناہ کا ارادہ کرلے اور اسے نہ کرے تو اس کے لئے کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا اور اگر کر گزرے تو ایک گناہ لکھ دیا جاتا ہے۔

محترم حضرات! محبوب خدا ﷺ کے صدقے و طفیل اس اُمّت پر کتنا اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ گناہ کا ارادہ کرے تو ایک بھی گناہ نہ لکھا جائے اور اگر نیکی کا ارادہ کرے تو اسی وقت نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر نیکی کرلے تو سات سو گنا تک ثواب لکھا جاتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص یہ نیت کرے کہ مسجد سے باہر نکل کر اتنی رقم کسی غریب کو دوں گا تو اسی وقت اس کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی لکھ دی گئی اور

اگر غریب کی مدد کردی تو سات سو گنا اجر لکھ دیا جائے گا۔ ایسے ہی کسی شخص نے یہ ارادہ کیا کہ گھر پہنچ کر ڈرامہ یا فلم دیکھوں گا تو اس کے نامۂ اعمال میں ایک بھی گناہ نہیں لکھا جائے گا مگر جب گناہ کرے گا تو اس وقت ایک گناہ لکھا جائے گا۔

☆ نیت کے متعلق علمائے اسلام کے اقوال:

1......حلیۃ الاولیاء تیسری جلد میں صفحہ نمبر 82 پر نقل ہے: حضرت یحییٰ بن کثیر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: نیت کو سیکھو کہ یہ عمل سے زیادہ پختہ ہوتی ہے۔

2......جامع العلوم والحکم صفحہ نمبر 23 پر نقل ہے۔ حضرت سیدنا زید شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مجھے یہ پسند ہے کہ میرے لئے ہر شے میں کوئی نہ کوئی نیت ہو، حتیٰ کہ کھانے اور پینے میں بھی۔

3......جامع العلوم والحکم صفحہ نمبر 23 پر نقل ہے کہ حضرت داؤد طائی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ میں نے یہی دیکھا ہے کہ ساری بھلائی کو اچھی نیت ہی جمع کرتی ہے۔

4......جامع العلوم والحکم صفحہ نمبر 23 پر نقل ہے کہ سلف صالحین سے منقول ہے کہ جسے یہ پسند ہو کہ اس کے عمل کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا جائے تو اپنی نیت اچھی کرے۔

5......احیاء العلوم جلد پانچویں صفحہ نمبر 89 پر امام محمد غزالی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں۔حضرت ابن مبارک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ بہت سے چھوٹے اعمال کو نیت بڑا کر دیتی ہے اور بہت سے بڑے اعمال کو نیت چھوٹا کر دیتی ہے۔

☆ایک عبادت میں کثیر نیتیں:

بندۂ مومن ایک عبادت میں کئی نیتیں کر کے مختصر وقت میں ثواب کا ڈھیروں خزانہ اکھٹا کرسکتا ہے۔اب مختصر مختصر آپ کی خدمت میں نیتیں عرض کرتا ہوں۔ آپ اسے یاد رکھ لیں اور جیسے جیسے جس عبادت کے کرنے کا موقع آئے۔ یہ نیتیں یاد سے کر کے خوب ثواب کمائیں۔

مسجد میں بیٹھنے کی بارہ نیتیں:

1...... جماعت کے ساتھ نماز پڑھوں گا اور جماعت کی حفاظت کروں گا۔

2......جماعت سے پہلے کی سنتیں پڑھوں گا۔

3......مسجد میں بیٹھنے والے مسلمانوں کے مجمع میں اضافے کی نیت کرے۔

4......ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار کے لئے وہاں جمے رہنے کی نیت کرے۔

5...... اپنے کان، آنکھوں، زبان اور دیگر اعضاء کو ممنوعہ چیزوں سے

بچانے کی نیت کرے۔

6......مسجد میں بیٹھنے والا باہر نکلنے تک مسجد میں اعتکاف کی نیت کرے۔

7......اگر میسر آیا تو علم حاصل کروں گا اور ذکر کے حلقے میں شرکت کروں گا۔

8......کسی نیک مسلمان سے اچانک ملاقات ہوگئی تو اس سے فائدہ اٹھاؤں گا۔

9...... بارگاہ الٰہی سے نزول رحمت کے انتظار کی نیت کرے تاکہ میں بھی ان میں سے ہوجاؤں، جنہیں رحمت ڈھانپ لیتی ہے۔

10......نیت کرے کہ شاید وہ مسلمان بھائیوں سے حیا اور ان کی نفرت و بیزاری کے خوف سے گناہوں کو چھوڑ دے۔

11......عذاب الٰہی سے چھٹکارے کی نیت کرے۔ یوں وہ اپنی امیدوں میں کمی کرنے والا اور اپنی دنیاوی زندگی کی تعمیر وترقی سے بے رغبت ہوگا۔

12...... اللہ تعالیٰ کے لئے بنائے گئے دوستوں سے ملاقات کی نیت کرے۔

☆ملاقات کی آٹھ اچھی نیتیں:

مسلمان سے ملاقات کی آٹھ اچھی نیتیں جن میں اجروثواب ہے۔

1......مسلمان بھائی کی حرمت، عزت اور مقام ومرتبہ کی خاطر اس سے ملاقات کرنا۔

2......مسلمان بھائی کو مانوس کرنے اور اس کے دل کو اپنے لئے بدلنے کی نیت سے ملاقات کرنا تاکہ دونوں کے درمیان (مزید) محبت پیدا ہو۔

3......مومن کے دل میں خوشی داخل کرنے کی نیت سے ملاقات کرنا۔

4......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کی پیروی کے لئے ملاقات کرنا۔

5......اس نیت سے ملاقات کرنا کہ مسلمان بھائی سے ملاقات گناہوں کے کفارے اور خطاؤں کے مٹنے کا سبب ہے۔

6......اس نیت سے ملاقات کرنا کہ مسلمان بھائی کو دیکھ کر برکتیں ملیں گی اور اس کے قرب کا فائدہ اٹھا کر اپنے دل کی دوا کروں گا۔

7......مسلمان بھائی کو اپنا حال سنانے اور اس سے اپنے دین کے متعلق نصیحت حاصل کرنے کے لئے ملاقات کرنا۔

8......محبت الٰہی کی تلاش کی نیت سے ملاقات کرنا۔

☆زیارت قبور (قبرستان جانے) کی چھ نیتیں:

1......حضور علیہ السلام کی اتباع و پیروی کروں گا۔

2......آخرت، قبر اور موت کی حالت کو یاد کروں گا۔

3......اپنے دوستوں، رشتے داروں اور دیگر مسلمانوں کے لئے دعا کروں گا۔

4......زیارت قبور سے خود کو نصیحت کروں گا۔

5......فوت شدگان کے بعض حقوق ادا کروں گا۔

6......حضور علیہ السلام کے اس حکم پر عمل کروں گا کہ تم قبروں کی زیارت کیا کرو۔

☆ گاڑی چلانے کی چار نیتیں:

1......سواری کی دعا کا ہمیشہ خیال رکھوں گا۔

2......حاجت مندوں اور کمزوروں کے کاموں میں مددگار بنوں گا۔

3......پیدل چلنے والوں اور بیٹھے ہوؤں کو سلام کروں گا۔

4......ٹریفک قوانین کی پاسداری کروں گا۔

☆ کھانا کھانے کی نو نیتیں:

1......اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری پر قوت حاصل کروں گا۔

2......اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کروں گا۔

3......اطاعت میں مستعد (تیار) رہنے کے لئے اہل جنت کے کھانے کو یاد کروں گا۔

4......گناہوں سے دور رہنے کے لئے دوزخیوں کے کھانے کو پیش نظر رکھوں گا۔

5......کھانا عطا کرنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاؤں گا۔

6......کھانے کے آداب پر عمل کروں گا۔

7......مسلمانوں کے دل میں خوشی داخل کروں گا۔

8......انسانی صحت کی حفاظت کروں گا۔

9......امانت جسم کی حفاظت کروں گا۔

☆قہوہ اور چائے پینے کی چار نیتیں:

1......جن بزرگوں نے قہوہ و چائے استعمال فرمائی ہے، ان کی پیروی کروں گا۔

2......عبادت کے لئے نشاط وتازگی حاصل کروں گا۔

3......کسی کے ہاں چائے پی کر اس میزبان کو خوش کروں گا۔

4......پینے کی سنتوں اور آداب پر عمل کروں گا۔

☆مریض سے ملاقات کی چھ نیتیں:

1......مسلمان کا حق ادا کروں گا۔

2......حضور ﷺ کے حکم پر عمل کروں گا۔

3......سنت رسول ﷺ کی پیروی کروں گا۔

4......مریض سے اپنے لئے عافیت کی دعا کراؤں گا۔

5......اس کے دل میں خوشی داخل کروں گا۔

6......اس کی ضروریات میں تعاون کروں گا۔

☆سفر کی گیارہ نیتیں:

1......سفر کے متعلق حکم نبوی کی پیروی کروں گا۔

2......ظاہری و باطنی رزق تلاش کروں گا۔

3......حلال روزی حاصل کروں گا۔

4......ان تمام باتوں میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو پیش نظر رکھوں گا۔

5...... جہاں جا رہا ہوں، وہاں کے نیک لوگوں کی زیارت کروں گا۔

6......ان بزرگوں کی برکتیں حاصل کروں گا۔

7......سفر میں جو علم حاصل ہوگا، اس سے بندوں کو نفع پہنچاؤں گا۔

8......ناواقفوں کو علم سکھاؤں گا۔

9......گمراہ لوگوں کی درست سمت میں رہنمائی کروں گا۔

10......حدیث شریف میں سفر سے صحت کے ملنے کا ذکر ہے، اسے حاصل کروں گا۔

11......ظاہری وباطنی بیماریوں سے شفا حاصل کروں گا۔

☆گھڑی استعمال کرنے کی چار نیتیں:

1......اعمال خیر کے لئے اپنے اوقات کی حفاظت کروں گا۔

2......نماز کے اوقات کا خیال رکھوں گا۔

3......وقت کو تقسیم کاری کے ساتھ چلاؤں گا۔

4......اپنے اوقات کا دھیان رکھوں گا۔

☆نیا کپڑا پہننے کی چھ نیتیں:

1......اپنا ستر چھپاؤں گا۔

2......نعمت کا اظہار کروں گا۔

3......اللہ تعالیٰ کے لئے حمد و شکر بجالاؤں گا۔

4......اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی وانکساری کروں گا۔

5......کسی پر بھی تکبر نہیں کروں گا۔

6...... ان حلّوں (ملبوسات) کو یاد کروں گا جو رب تعالیٰ اہل جنت کو پہنائے گا تا کہ ان کے حصول کے لئے اپنے نفس کو اچھا کروں پھر میرا نفس مجھے نیک اعمال پر ابھارے گا، یہاں تک کہ میں بھی جنتی ہو جاؤں۔

☆بازار جانے کی نو نیتیں:

1......غافلوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کروں گا۔

2......جس سے ملاقات ہوگی، اسے سلام کروں گا۔

3......رزق حلال طلب کروں گا۔

4......اللہ تعالیٰ کی نعمتیں دیکھوں گا اور ان پر شکر ادا کروں گا۔

5......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء و پیروی کروں گا۔

6......نیکی کا حکم دوں گا اور برائی سے منع کروں گا۔

7......کمزور کی معاونت کروں گا۔

8......مظلوم کی مدد کروں گا۔

9......برائی کو ختم کروں گا ورنہ کم از کم دل میں برا جانوں گا۔

محترم حضرات! یہ مختصر طور پر میں نے چند کاموں پر نیتیں بیان کیں۔ قابل غور بات ہے کہ صرف نیت کر لینے میں ایک نیک کام کے دس ہو جاتے ہیں تو پھر ایک ہی نیت کرنا کیسی حماقت اور بلا وجہ اپنا نقصان ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسا بنا دے کہ ہم بھی سستی کو دور کرتے ہوئے تھوڑی توجہ دیں تا کہ ایک عمل پر دس نیتوں کے کرنے سے دس گنا اجر و ثواب ملے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

مجدد کون اور چودہ صدیوں کے مجددین کے کارنامے

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیۡ قُلُوۡبِہِمُ الۡاِیۡمَانَ وَاَیَّدَہُمۡ بِرُوۡحٍ مِّنۡہُ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاہِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ مجادلہ سے آیت نمبر 22 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے اس دین کو قیامت تک باقی رکھنے کی خاطر یہ نظام قائم فرمایا کہ ہر صدی کے سرے پر کم از کم اپنے ایسے ایک بندے کو ضرور کھڑا کرتا ہے جو اپنی بے پناہ خداداد صلاحیتوں کے لحاظ سے تاجدار کائنات ﷺ کا نائب اور مظہر اتم ہوتا ہے۔ وہ اپنے دور میں دین پر پڑی ہوئی گردوغبار کو صاف کر کے دین کے چہرے کو نکھار دیتا ہے۔ ایسے شخص کو اصطلاح دین میں مجدد کہتے ہیں، جس کی بشارت نبی کریم ﷺ نے عطا فرمائی۔ نبی کریم ﷺ کی حدیث شریف مجدد کے متعلق سماعت فرمائیں۔

حدیث شریف = ابوداؤد شریف میں حدیث نمبر 887 نقل ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس اُمّت کے لئے ہر صدی کے سرے پر ایک ایسے شخص کو کھڑا کرتا رہے گا جو اس کے لئے اس کے دین کو درست کر دے گا۔

اس پسندیدہ دین کو ناپسندیدہ بنانے کے لئے اہل باطل روز اول سے برابر کوششیں کرتے رہے۔ آج بھی کر رہے ہیں اور آگے بھی کرتے رہیں گے مگر اہل حق کا گروہ علمائے ربانین اور مجددین اسلام کی مجاہدانہ کوششوں سے یہ دین ہمیشہ غالب رہے گا جیسا کہ پہلے بھی غالب رہا۔

☆ مجدد عطیۂ ربانی ہوتا ہے:

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کتنا مہربان ہے کہ اپنے محبوب ﷺ کو بھیج کر نجات کی ساری راہوں سے باخبر کردیا۔ سفید و سیاہ سے واقف کرادیا۔ ساتھ ہی ان کی رکھوالی اور نگہداشت کے لئے علمائے حق کا گروہ مقرر فرمایا۔ مگر اس کے باوجود ہر صدی کے اختتام پر جب فتنے اُٹھتے ہیں، حق و باطل میں فرق کرنا مشکل ہوجاتا ہے تو خالق کائنات خاص اپنی جانب سے مجدد کو بھیج دیتا ہے، تاکہ اُس کی ہدایات کے ذریعہ خدا کے بندے حق سے آشنا ہوسکیں، حق و باطل کا امتیاز کرسکیں اور فتنوں سے نجات پاکر صراط مستقیم پر گامزن ہوسکیں۔ یوں تو دنیا میں روزانہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ پیدا ہوتے ہیں مگر مجدد کی آمد عام لوگوں کی طرح نہیں ہوتی بلکہ وہ گمراہی اور فتنوں کے دلدل میں پھنسے ہوئے لوگوں کے لئے عطیۂ ربانی اور انعام الٰہی بن کر جلوہ گر ہوتا ہے اور لوگ پیدا ہوتے ہیں مگر ان نفوس قدسیہ کو رب تعالیٰ بھیجتا ہے۔

☆ مجدد کا کام کیا ہوتا ہے:

مجدد دین کی تجدید کرتا ہے۔ لفظ تجدید یہ عربی زبان میں باب "تفعیل" کا مصدر ہے۔ اس کے معنی ہیں: تازہ کرنا، نیا کرنا اور جدت پیدا کرنا۔ حدیث

شریف کے جو الفاظ ہیں ''یجدد لھا دینھا'' یعنی مجدد کا کام یہ ہے کہ وہ اُمّت کے لئے دین کو تازہ اور صاف وشفاف بنادے۔

علامہ عبدالرؤف مناوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب فیض القدیر جلد اول صفحہ نمبر 14 پر فرماتے ہیں کہ مجدد کا کام یہ ہے کہ شرعی احکام جومٹ چکے ہیں، سنتوں کے آثار جو ختم ہو گئے ہیں اور دینی علوم ظاہری ہوں یا باطنی جو پردۂ خفا میں چلے گئے ہیں، ان کا احیاء کرے یعنی زندہ کرے۔

امام ملا علی قاری علیہ الرحمہ مرقات المفاتیح جلد اول صفحہ نمبر 461 پر فرماتے ہیں کہ مجدد کا کام یہ ہے کہ وہ سنت کو بدعت سے ممتاز کرے۔ علم میں اضافہ کرے اور اہل علم کو عزت وقوت دے اور بدعت اور اہل بدعت کی بیخ کنی کرے۔

خلاصہ یہ ہے کہ مجدد وہی ہوگا جو علوم دینیہ سے واقف ہو اور ساتھ ہی رات دن اپنی توانائیاں سنتوں کے احیاء، اس کی نشرواشاعت اور اہل سنن کی مدد و حمایت میں لگادے اور بدعتوں کو مات دینے، برے امور کو مٹانے اور اہل بدعت کی سرکوبی کے لئے سرگرم رہے۔

☆ تجدید کا دائرہ بڑا وسیع ہے:

علمائے اسلام کے اقوال کو مدنظر رکھ کر تجزیہ کریں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ تجدید کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔ محدود نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگوں نے سمجھ رکھا ہے۔ اس لئے کہ اسلام کو پھیلانے اور سنتوں کو عام کرنے کے مختلف طریقے ہوسکتے ہیں۔

1...... بدعتوں کے رد میں کتابیں لکھ کر دنیا کو ان کے خطرات سے آگاہ کیا جائے۔

اس سلسلے میں امام غزالی، امام رازی، امام جلال الدین سیوطی اور امام احمد رضا خاں رحمہم اللہ کے نام لئے جاسکتے ہیں۔

2......جن حدود میں حکمرانی ہو، وہاں سے بدعتوں کا قلع قمع کیا جائے اور سنتوں کی نشرواشاعت کی جائے۔

اس سلسلے میں حضرت عمر بن عبدالعزیز، حضرت خلیفہ قادر باللہ اور حضرت اورنگ زیب عالمگیر رحمہم اللہ کے نام لئے جاسکتے ہیں۔

3...... اپنے شاگردوں کی ایسی جماعت تیار کردی جائے جو سنتوں کی اشاعت اور بدعتوں کا خاتمہ کرنے میں سرگرم ہو۔

اس سلسلے میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت ملامحب اللہ بہاری، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور بحرالعلوم علامہ عبدالعلی فرنگی محلی رحمہم اللہ کے نام لئے

جا سکتے ہیں۔

4......ایسے علوم وفنون پر اپنی سچی تحقیقات کی جائیں، زمانہ جن کا محتاج ہو اور جو قرآن وحدیث اور اسلام فہمی میں معین و مددگار ثابت ہوں جیسے صرف، نحو، بلاغت اور لغات عربیہ کی توضیح وتشریح کرنا جن کی روشنی میں علمائے وقت آسانی سے خدمت اسلام کر سکیں۔

اس سلسلے میں علامہ سید مرتضیٰ حسین زبیدی علیہ الرحمہ کا نام لیا جا سکتا ہے۔

5......وعظ وارشاد کے ذریعے اسلامی افکار کی ترویج واشاعت کی جائے اور حال وقال ہر اعتبار سے برائیوں کا سد باب کیا جائے۔

اس سلسلے میں حضرت معروف کرخی، سرکار بغداد حضور غوث پاک، خواجہ غریب نواز اور خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہم اللہ کے نام لئے جا سکتے ہیں۔

6......ظالم و جابر بادشاہ یا کسی صاحب اقتدار کی ماتحتی میں کسی اسلامی اصول کی بے حرمتی اور پامالی کی جارہی ہو اور باطل افکار ونظریات کو اسلامی ثابت کرنے کی کوشش کی جارہی ہو، اس کے خلاف حق وصداقت کی آواز بلند کر کے لوگوں کے ایمان وعقیدے کو محفوظ رکھا جائے۔

اس سلسلے میں حضرت امام احمد ابن حنبل اور امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہم اللہ کے نام لئے جا سکتے ہیں۔

☆بالغ نظر علماء مجدد کا خطاب دیتے ہیں:

کسی کو مجدد ماننا، اس کے کارناموں اور علمائے محتاطین کے حسن ظن سے پایا جاتا ہے۔ اگر کوئی اس سلسلے میں تامل کرے یا انکار ہی کر بیٹھے، تو شرعاً اس پر کوئی حکم عائد نہیں ہوتا اور نہ کسی کو مجدد ثابت کرنے کے لئے مردم شماری کی ضرورت ہوتی ہے، جیسا کہ بعض برادران عقیدت نے سوچ رکھا ہے اور نہ یہ باتیں جدال ونزاع کی ہیں۔ بالغ نظر علماء حقہ کو اس سلسلے میں اختیار ہے کہ اپنی صوابدید پر کسی کو چاہیں، مجدد تسلیم کریں۔ کسی کو زور زبردستی کا حق نہیں، نہ کسی پر طعن کرنے کی ضرورت ہے کہ کسی بندۂ مومن کو اذیت دینا بہت بڑا گناہ ہے۔

☆مجدد کا مقام:

گیارہویں صدی کے مجدد امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اپنے فارسی مکتوبات کی دوسری جلد کے صفحہ نمبر 15 پر فرماتے ہیں۔ مجدد وہ مقام رکھتا ہے کہ اس کے زمانے میں اُمّتوں کو جتنے فیوض پہنچتے ہیں، وہ اس کے واسطے سے پہنچتے ہیں، اگرچہ اس وقت اقطاب، اوتاد، ابدال، نجباء اور اولیاء ہوں۔

معلوم ہوا کہ اپنے دور کے مجدد کی طرف رجوع کئے بغیر کسی بڑائی و بزرگی، منصب و مرتبہ کا کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ مجدد ہی فیض بخش عالم ہوتا ہے۔ سوچنے

کی بات ہے بحیثیت مجدد، کیا عوام، کیا علماء، کیا صوفیاء، کیا فضلاء...... جو سب ہی کا امام ہو، وہ طریقت وتصوف میں کتنے اونچے مقام پر ہوگا؟

☆صدی کے آخر میں مجدد بھیجنے کا راز:

کسی کے ذہن میں یہ بات آ سکتی ہے کہ صدی کے اختتام پر ہی مجدد کی بعثت کیوں ہوتی ہے؟ آخر اس میں کیا حکمت ہے؟

ماہرین تاریخ انسانیت کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ ہر سو سال کے بعد دنیا کے بہت سے حالات ومعاملات عموماً تغیر پذیر ہوجاتے ہیں۔ انسانوں کا مزاج اور معیار بدلنے لگتا ہے۔ زبان وادب میں نمایاں تبدیلیاں پیدا ہوجاتی ہیں۔ ایک نسل کا خاتمہ ہوجاتا ہے اور دوسری نسل اس کی جگہ سنبھال لیتی ہے۔ ایسے موقع پر یہ مجدد بندگان خدا کے لئے رحمت الٰہی بن کر جلوہ گر ہوجاتا ہے اور صدی کی سنگین آزمائشوں کی وجہ سے دین میں پیدا شدہ خرابی اور نقصان کی تلافی کرتا ہے۔ آخری زمانے میں جب دجال کا خروج ہوگا۔ وہ گھڑی بھی اختتام صدی کی ہوگی۔ چونکہ تمام صدیوں میں ابھرنے والے فتنوں میں سب سے خطرناک فتنہ دجال کا فتنہ ہوگا لہذا اس کے مقابلے کے لئے رب تعالیٰ نے اسی طرح کے مجدد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتخاب فرمایا ہے جو گزشتہ سارے مجددین حضرات پر

اپنی خصوصیت کی بنیاد پر فائق ہیں۔

☆ایک صدی میں کئی مجدد ہو سکتے ہیں؟

امام بیہقی علیہ الرحمہ، مجدالدین ابن اثیر جزری، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمھم اللہ وغیرہ اکثر محدثین اسی کے قائل ہیں کہ یہاں حدیث میں ''من'' عام ہے جو واحد کثیر سب کو شامل ہوتا ہے۔ یہ ایک استقرائی چیز ہے۔ اگر آپ بھی تاریخ کے صفحات الٹ کر دیکھیں گے تو ہر صدی میں کوئی نہ کوئی بڑا معاملہ ضرور پائیں گے اور مختلف علاقوں میں مختلف فتنوں کا وجود ملے گا۔ ظاہر ہے کہ ایک ہی شخص اتنے سارے فتنوں کو کیسے سر کر سکتا ہے، اس لئے محدثین کا ماننا ہے کہ ایک صدی میں بیک وقت کئی مجدد ہو سکتے ہیں۔

مجددین کی آمد پہلی صدی سے شروع ہوئی۔ اب آپ کے سامنے پہلی صدی سے چودھویں صدی تک تمام مجددین کی فہرست اور ان کے کارنامے پیش کرتا ہوں۔

☆پہلی صدی کے مجدد حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ:

ولادت: آپ مقام حلوان میں جو مصر کے مضافات میں واقع ہے، 61ھ یا 63ھ میں پیدا ہوئے۔ (تاریخ الخلفاء، صفحہ نمبر 183)

☆تجدیدی کارنامے:

1......آپ نے سب سے پہلے ان جائیداد کو لوٹایا جنہیں شاہی خاندان کے افراد، حکومت بنی امیہ کے عمال اور دوسرے عمائدین سلطنت نے اپنے تصرف میں لے رکھا تھا۔

2......آپ سے قبل خلفائے بنو امیہ کے دور میں بیت المال میں کچھ خرابیاں آ گئی تھیں۔آپ نے اس معاملے کو درست فرمادیا۔

3...... بیت المال کی آمدنیوں میں خمس کے پانچ مصارف متعین ہیں۔ مصارف میں سب سے مقدم اہلبیت ہیں لیکن ولید اور سلیمان نے اہل بیت کو ان کے حق سے محروم کر دیا تھا۔آپ نے مال خمس کو صحیح مصارف میں صرف کیا اور اہل بیت کو ان کا حق دلایا۔

(طبقات ابن سعد،جلد 5،ص 270)

4......آپ نے تمام مظالم کا خاتمہ کر کے اپنے دور کو عدل وانصاف کا گہوارہ بنادیا۔آپ نے زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیا۔

(تاریخ الخلفاء،ص 180)

5......غیر مسلم رعایا (ذمی) کو جو حقوق اسلام نے دیئے ہیں، کسی اور مذہب

میں یہ چیز نظر نہیں آتی لیکن بعض امرا وسلاطین نے اپنے مفاد کے لئے ان حقوق کی پاسداری میں کوتاہیاں برتنے لگے۔ آپ نے ان ذمیوں کو پھر وہی مقام عطا کر دیا جو دورِ فاروقی میں تھا۔

6......آپ کا حقیقی مقصد دین کی تبلیغ واشاعت اور شریعت اسلامیہ کو اس کی اصلی حالت پر لوٹانا تھا، آپ نے معاشرے سے غیر اسلامی اعمال وافعال کو مٹایا جو روح شریعت اور اسلامی مفادات کے خلاف تھے۔ آپ نے ہر مسلمان کے دل میں دین کی محبت اور شرعی اعمال کا لگاؤ پیدا فرما دیا اور ایسی تمام کوششوں پر پابندی لگا دی جس سے لوگوں کے عقیدے یا اعمال میں فساد ہونے کا خطرہ تھا۔

7......آپ کا ایک اہم کارنامہ یہ تھا کہ اموی خلفاء اور ان کے عمال خطبہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کرتے تھے اور اسے خطبہ کا جز بنالیا تھا۔ آپ نے اس بدعت سیئہ کا خاتمہ کر دیا۔ (تاریخ الخلفاء)

8......شراب پینے کی وجہ سے معاشرے میں نت نئی برائیاں اور فحاشی منظر عام پر آنے لگی۔ آپ نے شراب پر مکمل پابندی عائد کر دی اور احکامات جاری کئے کہ اگر کسی نے شراب پی تو اسے سخت سزا دی جائے گی۔

(تاریخ ابن کثیر)

☆دوسری صدی کے مجدد:

☆حضرت امام محمد بن ادریس شافعی علیہ الرحمہ:

ولادت: آپ علیہ الرحمہ کی ولادت 150ھ کو غزہ شام میں ہوئی۔ایک قول کے مطابق ''عسقلان'' شام میں ہوئی۔بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ ''یمن'' میں ہوئی لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

(ابن خلکان،جلد دوم،صفحہ نمبر 212)

☆تجدیدی کارنامہ:

دوسری صدی میں خلیفہ فتنہ بن کر کھڑا ہوا،جس نے مسئلہ خلق قرآن اور دوسری بہت سی اعتقادی بدعتیں زیر بحث لا کر علمائے وقت کو آزمائشوں سے دوچار کر دیا۔یہ فتنہ اس قدر سنگین ثابت ہوا کہ پڑھی لکھی آبادیاں بھی اس سے نہ بچ سکیں،جنہوں نے قرآن کو مخلوق نہ مانا،انہیں زدوکوب کیا گیا۔قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار ہوئے۔بلکہ بہت سے اللہ تعالیٰ کے پیارے بندوں نے جام شہادت بھی نوش فرمایا۔

ایسے نازک حالات میں اللہ تعالیٰ نے امام شافعی علیہ الرحمہ کو بھیج کر لوگوں کے ایمان وعقیدے کی حفاظت فرمائی۔آپ سب سے پہلے وہ شخص ہیں جنہوں

نے خلق قرآن کے قول پر فسق کا فتویٰ دیا اور قائل کی تکفیر فرمائی ہے۔

☆ تیسری صدی کے مجدد:

1: امام ابو حسن علی بن اسماعیل اشعری علیہ الرحمہ:

ولادت: آپ کی ولادت 260ھ میں بصرہ میں ہوئی۔

تجدیدی کارنامہ:

آپ نے اپنی تحریر و تقریر کے ذریعہ فرقۂ معتزلہ اور دوسرے فرقوں کی سرکوبی فرمائی۔ آپ خود معتزلہ کی مجلسوں میں جا کر، ان کے سربرآوردہ لوگوں سے مل کر ان کو مطمئن کرنے اور حق کی تفہیم کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ معتزلہ کے سوالات اور اعتراضات کے جوابات اس آسانی کے ساتھ دیتے تھے، محسوس ہوتا تھا کہ کوئی تجربہ کار، کہنہ مشق اور ماہر فن استاد، مبتدی طالب علموں کے سوالات کا جواب دے رہا ہے۔

☆ تیسری صدی کے دوسرے مجدد:

2: حضرت امام ابو العباس عمر بن سریج شافعی علیہ الرحمہ:

ولادت: آپ کی ولادت 240ھ میں عراق کے شہر بغداد شریف میں

ہوئی۔

تجدیدی کارنامہ:

آپ نے اپنے زمانے میں ظاہریہ، معتزلہ اور دیگر فتنوں کا جواں مردی کے ساتھ قلع قمع کیا اور اور دین وسنت کی تجدید واحیاء کا عظیم الشان کارنامہ انجام دیا۔ آپ نے فتنہ ظاہریہ کا زبردست رَدّ بلیغ کیا۔ جب فتنۂ ظاہریہ کے بانی ابوداؤد ظاہری کے باطل عقائد ونظریات زور پکڑنے لگے تو آپ نے اپنی شان مجددیت سے ہر طریقے سے اس فتنے کا تعاقب کیا۔ یہ آپ ہی کی مجددانہ کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج فتنۂ ظاہریہ صفحۂ ہستی سے مٹ چکا ہے۔

☆چوتھی صدی کے مجدد:

1: حضرت امام ابوطیب بن محمد صعلوکی علیہ الرحمہ:

آپ علیہ الرحمہ خراسان کے مشہور شہر نیشاپور کے رہنے والے تھے۔ آپ علیہ الرحمہ امام شافعی علیہ الرحمہ کے مقلد تھے۔

☆تجدیدی کارنامہ:

آپ کے زمانے میں باطل نے جب بھی اپنا سر اٹھایا اور غیروں نے اسلام

کے تقدس پر حملہ کرنے کی ناپاک کوششیں کیں تو آپ حق کی حمایت میں سینہ سپر رہے۔ ہر محاذ پر ان کا مقابلہ کیا۔ ان سے مناظرے کئے، ان کے مکروفریب سے اُمّت مسلمہ کو محفوظ رکھنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دی چنانچہ اس حوالہ سے کرامیہ، معتزلہ اور رافضی وغیرہ اہل بدعت و ضلالت سے آپ کا مقابلہ اور مناظرہ آپ کے تجدیدی کارناموں کی ایک زندہ مثال ہے۔

☆ پانچویں صدی کے مجدد:

1: حجۃ الاسلام ابو حامد امام محمد بن محمد غزالی علیہ الرحمہ:

ولادت: آپ کی ولادت 450ھ میں خراسان کے ایک ضلع ''طوس'' کے علاقے ''طابران'' میں ہوئی۔ آپ کے والد ''غزال'' یعنی پنبہ فروش تھے۔ اسی مناسبت سے آپ ''غزالی'' کے نام سے مشہور ہوئے۔

☆ تجدیدی کارنامے:

پانچویں صدی ہجری میں فلاسفہ کا دور دورہ تھا۔ فلسفہ لوگوں کے عقلوں پر اس قدر حاوی ہو گیا تھا کہ وہ اسلام سے متضاد فلسفہ کے افکار و نظریات کو بھی خوشی سے ہضم کئے جا رہے تھے بلکہ اس کی روشنی میں اسلام کے مستحکم اور مضبوط قوانین تار عنکبوت کی طرح کمزور نظر آ رہے تھے۔ امام غزالی علیہ الرحمہ نے فلسفہ کے

سارے نشیب و فراز میں موجود غلطیوں سے پردہ ہٹا کر لوگوں کے ایمان و عقیدے کی حفاظت فرمائی۔

آپ کے دور میں دوسرا بڑا فتنہ ''فرقۂ باطنیہ'' تھا۔ یہ ظاہر قرآن کو چھوڑ کر اس کا باطن معنی لینے کے قائل تھے چنانچہ اس فرقے نے کہنا شروع کر دیا کہ قرآن کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے لیکن مراد باطنی معنی ہیں۔ ظاہری معنی مراد نہیں ہیں۔ اس فرقہ نے اسلام کو شدید نقصان پہنچایا۔ مسلمانوں کے عقائد و نظریات کو بھی کمزور کیا مگر ایسے نازک دور میں امام غزالی علیہ الرحمہ نے اس فرقہ کا بھی زبردست رد بلیغ فرمایا۔ کتابیں تصنیف فرمائیں اور مسلمانوں کو گمراہی سے بچایا۔ اس کے علاوہ آپ نے اصلاح اُمّت کے لئے نباض قوم بن کر ''احیاء العلوم'' کے نام سے کتاب لکھ کر اُمّت مسلمہ کو شاندار تحفہ عطا فرمایا۔

☆ چھٹی صدی کے مجدد:

1: امام فخر الدین محمد بن عمر رازی علیہ الرحمہ:

ولادت: آپ علیہ الرحمہ کی ولادت 544ھ میں عراق کے شہر ''رے'' میں ہوئی۔

تجدیدی کارنامے:

آپ کے دور میں بدعقیدہ عناصر نے چاروں طرف سے دین اسلام اور مسلمانوں کے عقائد ونظریات پر حملے کئے۔فرقۂ واصلیہ ،فرقۂ کرامیہ،فرقۂ عمریہ،فرقۂ ہذیلیہ اورفرقۂ کعبیہ وغیرہ نے سراٹھایا۔آپ نے مناظرے کئے۔کتابیں تحریرفرمائیں اوران کا بھرپور جواب دیا اور پوری زندگی ڈٹ کرآپ نے ان فرقوں کا مقابلہ کیا اورمسلمانوں کے عقائد ونظریات کا تحفظ فرمایا۔
(طبقات الشافعیہ الکبریٰ،جلددوم،صفحہ نمبر 286)

☆ساتویں صدی کے مجدد:

1:حضرت تقی الدین محمد بن دقیق العید قشیری علیہ الرحمہ:

ولادت: حجاز کے مشہور شہر ''ینبع'' کے قریب 25 شعبان 625ھ میں پیدا ہوئے۔

تجدیدی کارنامے:

آپ کے دور میں تاتاریوں کا فتنہ زورپکڑ چکا تھا۔تاتاریوں نے اپنی یلغار اورحملہ سے عالم اسلام اور بلادِاسلام میں عجیب صورت حال پیدا کردی تھی۔جس بستی سے جاتے،گھر کے گھر ویران کردیتے۔آپ نے ہی پہلے سے تاتاریوں کی فوج کی شکست کی خبراپنی روحانی طاقت سے دی تھی۔

آپ نے درس و تدریس اور کتابیں تحریر کر کے اُمّت مسلمہ کے عقائد و اعمال کی اصلاح فرمائی۔ امام شہاب الدین احمد بن ادریس مالکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام تقی الدین قشیری علیہ الرحمہ چالیس سال تک رات میں نہ سوئے۔ ان ایام میں صبح کی نماز ادا کر کے چاشت کے وقت تک اپنے پہلو پر لیٹ جاتے۔

علمائے اسلام نے آپ کو ساتویں صدی کا مجدد قرار دیا۔

☆ آٹھویں صدی کے مجدد:

1: حضرت عبدالرحیم بن حسین زین الدین عراقی علیہ الرحمہ:

ولادت: آپ کی ولادت 11 جمادی الاولیٰ 725ھ میں مصر میں ہوئی۔

☆ تجدیدی کارنامے:

آپ کے دور میں اسلامی تعلیمات کے مفاہم کو غلط ٹھہرانے اور صفحہ ہستی سے مٹانے کی ناکام کوشش کی گئی۔ اسلام کے صحیح افکار و نظریات کو مسخ کرنے کی ناکام کوشش کی گئی۔ آپ نے اپنی مجددانہ صلاحیتوں سے احادیث کے صحیح معانی و مطالب سے لوگوں کو روشناس کرایا اور احادیث کے معانی کو مسخ کرنے والوں کا چہرہ بے نقاب فرمایا اور نبی کریم ﷺ کی مردہ سنتوں کو زندہ فرمایا۔ آپ نے 75

سے زائد عربی کتابیں تحریر فرمائیں اور علوم وفنون کے دریا بہائے اور باطل کو شکست سے دوچار کیا۔

☆نویں صدی کے مجدد:

1: حضرت امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابوبکر سیوطی علیہ الرحمہ:

ولادت: ماہ رجب 849ھ میں مصر میں ہوئی۔

☆تجدیدی کارنامے:

امام سیوطی علیہ الرحمہ مقبول بارگاہ رسالت ہستی ہیں۔ نبی پاک ﷺ کی نگاہ فیض سے رب تعالیٰ نے آپ علیہ الرحمہ کو متعدد علوم وفنون کی بے پناہ صلاحیتوں سے بہرہ مند فرمایا تھا۔ آپ نے ان صلاحیتوں کو تصنیف وتالیف میں صرف کردیا۔ آپ نے تقریباً چھ سو کتابیں لکھ کر اس وقت کی باطل قوتوں کا بھرپور مقابلہ کیا۔ اپنی تصانیف ہی کی وجہ سے دنیا بھر میں آج بھی جانے پہچانے جاتے ہیں۔ آپعلیہ الرحمہ نے عید میلاد النبی ﷺ کو بدعت کہنے والوں کا ''حسن المقصد'' لکھ کر ان کا منہ بند کردیا۔ ''الخصائص الکبریٰ'' لکھ کر عظمت

مصطفی ﷺ کا انکار کرنے والوں کا منہ بند کر دیا۔ جب حضور ﷺ کے والدین کریمین کے صاحب ایمان ہونے پر اعتراض اٹھایا گیا تو آپ نے ''مسالک الحنفاء'' سمیت چھ کتابیں لکھ کر اعتراض کرنے والوں کے منہ بند کر دیئے۔ اس کے علاوہ صحیح اسلامی تاریخ پر آپ نے تاریخ الخلفاء جیسی شاندار کتاب لکھ کر اُمّت مسلمہ کو علم کا خزانہ عطا فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کی آپ پر رحمت ہو اور ہمیں بھی آپ کا فیض نصیب ہو۔

☆ دسویں صدی کے مجدد:

1: شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ:

ولادت: آپ علیہ الرحمہ کی ولادت ہند کے شہر دہلی میں ماہ محرم الحرام 956ھ میں ہوئی۔ سنہ پیدائش کے سلسلے میں ایک تاریخ 958ھ بھی ملتی ہے۔ (اشعۃ اللمعات)

☆ تجدیدی کارنامے:

شیخ کے زمانے میں مہدوی تحریک نے سر اٹھایا۔ یہ اپنے زمانے کا بہت بڑا فتنہ تھا۔ مہدوی تحریک کا بانی سید محمد جون پوری تھا جس نے 1495ء میں مہدویت کا اعلان کر دیا۔ مہدویت کا تصور اسلام کے ایک بنیادی عقیدہ ختم

نبوت سے ٹکراتا تھا۔ جون پوری کا دعویٰ تھا کہ ہر وہ کمال جو حضور ﷺ کو حاصل تھا، مجھے بھی حاصل ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہاں اصالۃً تھا اور یہاں تبعاً ہے۔ شیخ نے اس کے خلاف کلمۂ حق بلند کیا اور مدارج النبوۃ نامی کتاب لکھ کر اس فتنے کا سدباب کیا اور نبی پاک ﷺ کے بلند و بالا مقام سے عوام الناس کو روشناس کرایا۔

دوسرا فتنہ نظریۂ الفی اٹھا، یہ فتنہ لوگوں کو یہ بتاتا تھا کہ اسلام کی مدت صرف ایک ہزار برس کی تھی اور اس مدت کے خاتمہ کے بعد احکام اسلامی اور شریعت اسلامیہ کے اتباع کی ضرورت ختم ہوگئی۔

شیخ نے مذکورہ نظریہ کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلامی احکام ہر زمانہ اور ہر قوم کے لئے ہے۔ زمان و مکان کی پابندی بے معنی ہے۔ نیز شریعت محمدی اعتدال کا راستہ ہے اور یہی اس شریعت کے ابدی ہونے کی دلیل ہے۔

اس کے علاوہ بھی شیخ نے مشکوٰۃ شریف کی توضیح اور تشریح کر کے بنام ''اشعۃ اللمعات'' اس اُمّت کو عظیم الشان تحفہ عطا فرمایا اور کئی کتب آپ نے تحریر فرما کر اُمّت مسلمہ کی اصلاح کے لئے سامان کر گئے۔

اللہ تعالیٰ کی آپ پر رحمت ہو اور ہمیں آپ کا فیض نصیب ہو۔ آمین

☆گیارہویں صدی کے مجدد:

1:امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ:

ولادت: آپ علیہ الرحمہ 14 شوال المکرم 971ھ میں سرہند ضلع پٹیالہ پنجاب میں پیدا ہوئے۔

☆تجدیدی کارنامہ:

حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ ایک مخلص داعی اور دردمند پرسوز مبلغ تھے۔ آپ کا انداز دعوت وتبلیغ انتہائی حکیمانہ، ہمدردانہ اور مصلحانہ تھا۔یہی وجہ ہے کہ ان کی دعوت کے مخاطب جہاں عام لوگ تھے، وہیں حکمران وقت بھی تھے۔

آپ کے دور کا سب سے بڑا فتنہ ''دین الٰہی'' تھا جو کہ اکبر بادشاہ نے ایجاد کیا تھا۔دین الٰہی کی اجمالی فہرست یہ ہے۔

1......ملا عبداللہ سلطان پوری نے حج کے اسقاط کا فتویٰ دیا۔

2......ملا سعید نے داڑھیاں منڈوانے کے سلسلہ میں ایک حدیث گڑھی۔

3......بادشاہ کے لئے سجدۂ تعظیمی کو جائز قرار دیا گیا۔

4......لا الہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ کلمہ پڑھنے کا حکم دیا گیا۔

5......سود کو حلال قرار دیا گیا۔

6......شراب کوحلال اور پاک قرار دیا گیا۔

7...... چار وقت سورج کی پرستش لازم قرار دی گئی۔

8......مساجد کومندروں میں تبدیل کر دیا گیا۔

9......روزہ رکھنے کی ممانعت قرار دی گئی۔

10......خنزیر کے گوشت کو جائز قرار دیا گیا۔

11...... ماتھے پر قشقہ لگانا، گلے میں زنار پہننا اور غسل جنابت نہ کرنا دین الٰہی کا شعار قرار دیا گیا۔

مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے ڈٹ کر اس فتنے کا مقابلہ کیا۔ آپ کو قید کیا گیا۔ آپ کے مکان کو جلا دیا گیا۔ گھر کا تمام سامان باہر پھینک دیا گیا مگر آپ ڈٹے رہے اور بالاخر اللہ تعالیٰ نے آپ کو کامیاب وکامران فرمایا۔

اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے اور ہمیں ان کے فیض سے مالا مال فرمائے۔ آمین

☆ گیارہویں صدی کے دوسرے مجدد:

2: حضرت اورنگزیب عالم گیر علیہ الرحمہ:

ولادت: آپ 15 ذی قعدہ 1072ھ میں مالوہ و گجرات کے سرحدی

مقام ''دوحد'' میں پیدا ہوئے۔

☆تجدیدی کارنامے:

حضرت اورنگزیب عالمگیر علیہ الرحمہ کی تخت نشینی سے پہلے شاہ جہاں کے زمانے ہی میں اخلاقی اور اجتماعی حالت نہایت خراب تھی۔ بداخلاقی، توہم پرستی اور الحاد سے یہ دنیا بھری پڑی تھی۔ حضرت اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمہ تخت نشین ہوتے ہی ان تمام خرابیوں کو ختم کرنے میں مصروف عمل ہو گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ بھنگ کی کاشت کاری، شراب نوشی ممنوع قرار دی، جوا بند کرنے کا حکم صادر فرمایا اور بازاری عورتوں کو وارننگ دے دی کہ وہ شادی کر لیں، یا ملک چھوڑ دیں۔ غیر شرعی ٹیکس ختم کروایا، ہندوؤں سے جزیہ اور مسلمانوں سے زکوٰۃ وصولی پر زور دیا۔ رقص و سرور کی محفلیں، موسیقی، جھوٹی شاعری، تعظیمی سجدہ اور غیر اسلامی رسومات سے شاہی دربار کو پاک کر دیا گیا۔

حضرت اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمہ نے اسلام کو زندہ کیا۔ آپ کے دور میں پھر اسلام کی بہاریں دنیا کو دیکھنا نصیب ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے اور ہمیں آپ کا فیض نصیب فرمائے۔ آمین

☆بارہویں صدی کے مجدد:

☆سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ:

ولادت: 25 رمضان المبارک 1159ھ میں ہند کے شہر دہلی میں پیدا ہوئے۔

☆تجدیدی کارنامہ:

بارہویں صدی ہجری کے پرفتن دور میں دین وسنیت کی دیواریں خستہ حالی کا شکار ہورہی تھیں۔طرح طرح کے اعتقادی اور عملی فتنے پیدا ہورہے تھے۔ کہیں رافضیت، کہیں خارجیت سراٹھارہی تھی۔ایسے نازک دور میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اپنے درس وتدریس، مواعظ، تحریروں اورفتاویٰ کے ذریعے فتنوں کی سرکوبی فرمائی۔لوگوں کے عقائد واعمال کی اصلاح فرمائی۔آپ کی کوششوں سے کئی فتنے دم توڑ گئے۔اسی بناء پر علمائے اسلام آپ کو بارہویں صدی کا مجدد قرار دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی آپ پر رحمت ہو اور ہمیں آپ کا فیض نصیب ہو۔آمین

☆تیرہویں صدی کے مجدد:

☆حضرت شاہ عبدالقادر بدایونی علیہ الرحمہ:

ولادت: 17 رجب 1253ھ میں بدایوں کی سرزمین پر آپ کی ولادت ہوئی۔

☆تجدیدی کارنامے:

آپ کے دور میں انکارِ شفاعت، فرقۂ نیچری، فرقۂ رافضی اور دیگر فتنوں نے اپنے باطل عقائد کا زور و شور سے پرچار کرنا شروع کیا۔ آپ نے تمام فتنوں کے خلاف الگ الگ کتابیں لکھ کر ان کی عمارت کو زمین بوس کر دیا جس کی ترجمانی امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خاں محدث بریلی علیہ الرحمہ نے یوں فرمائی۔

رفض و تفضیلیت نجدیت کا گلا
تیرے ہاتھوں کٹا محبِّ رسول
ماتمی ہیں زناں نجد کی ہائے
بیوہ تو نے کیا محبِّ رسول

اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے اور ہمیں آپ کا فیض نصیب فرمائے۔ آمین

☆تیرہویں صدی کے دوسرے مجدد:

2: حضرت سید احمد زینی دحلان مکی علیہ الرحمہ:

ولادت: آپ کی ولادت 1231ھ بمطابق 1816ء میں ہوئی۔

تجدیدی کارنامہ:

آپ علیہ الرحمہ کے زمانے میں فتنۂ وہابیت عروج پر تھا اور دین حنیف کے منور چہرے کو مسخ کرنے کی ناکام کوششیں کر رہا تھا۔ آپ نے پوری زندگی اس فتنے کی سرکوبی فرمائی اور اُمّت مسلمہ کو ایمان سوز عقائد باطلہ اختیار کر کے ہلاکت خیزی میں مبتلا ہونے سے بچالیا اور دعوت وتبلیغ کے تمام تر ممکنہ وسائل کا استعمال کر کے انہیں صحیح راہ دکھائی۔ تصنیف وتالیف اور تقریر تدریس کے ذریعہ شجر اسلام کی آبیاری کی اور احیائے سنت کا عظیم فریضہ انجام دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج دنیا انہیں تیرہویں صدی کے مجدد کی حیثیت سے جانتی اور مانتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی آپ پر رحمت ہو اور ہمیں آپ کا فیض نصیب ہو۔ آمین

☆چودھویں صدی کے مجدد:

☆امام احمد رضا خاں محدث بریلی علیہ الرحمہ:

ولادت: 10 شوال المکرم 1272ھ بمطابق 14 جون 1856ء محلہ جسولی بریلی ہند میں پیدا ہوئے۔

☆تجدیدی کارنامے:

آپ کے دور میں نت نئے فتنے سر اٹھا رہے تھے جس میں فتنۂ وہابیت، فتنۂ دیوبندیت، فتنۂ غیر مقلدین، فتنۂ نیچریت، فتنۂ رافضیت، فتنۂ خارجیت، فتنۂ قادیانیت، فتنۂ ناصبیت، فتنۂ تفضیلیت، فتنۂ انکارِ حدیث، فتنۂ انکار شفاعت، فتنۂ انکار سماع موتیٰ، فتنۂ آریہ، فتنۂ چکڑالوی وغیرہا ایسے ایسے فتنے کہ حق و باطل کا فرق کرنا دشوار تھا۔ آپ تن تنہا ساری زندگی ان فتنوں کا مقابلہ کرتے رہے اور ہر فتنے کو اپنا دفاع کرنے پر مجبور کر دیا۔

آپ کے انہی کارناموں کو دیکھ کر علامہ عبدالمقتدر بدایونی علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا: جناب عالم اہلسنت، مجدد ماۃ حاضرہ مولانا احمد رضا خان صاحب، اجتماع میں موجود تمام علمائے کرام نے اس کی تائید فرمائی۔

اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے اور ہمیں آپ کا فیض نصیب فرمائے۔ آمین

محترم حضرات! یہ بہت مختصر کر کے میں نے آپ کے سامنے چودہ صدیوں کے مجدد کا اجمالی تعارف اور ان کے کارنامے بیان کیے۔ دعا ہے رب تعالیٰ ہمیں ان کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

جنت کی نعمتیں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْھَا خٰلِدِیْنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰاھِدِیْنَ وَالشّٰاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ زمر سے آیت نمبر 73 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے شمار نعمتوں سے نوازا، اتنی نعمتیں کہ بندہ شمار کرنا چاہے

تو شمار نہیں کرسکتا۔ نعمتوں کا یہ سلسلہ صرف زندگی تک محدود نہیں بلکہ نیک مسلمانوں کو تو دنیا سے جانے کے بعد بھی نعمتیں ملتی رہیں گی اور وہ ایسی نعمتیں ہوں گی جو کبھی ختم نہ ہوں گی۔ انہی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت جنت ہے۔

جنت ایک مکان ہے جسے رب تعالیٰ نے ایمان والوں کے لئے بنایا ہے۔ اس میں وہ نعمتیں مہیا کی ہیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا، نہ کانوں نے سنا۔ جو کوئی مثال اس کی تعریف میں دی جائے، سمجھانے کے لئے ہے۔ ورنہ دنیا کی اعلیٰ سے اعلیٰ شے کو جنت کی کسی چیز کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں۔

☆جنتی حور کی ہتھیلی اور دوپٹا:

الترغیب والترہیب میں حدیث نمبر 97 نقل ہے۔ فرمایا (اگر جنتی) حور اپنی ہتھیلی زمین و آسمان کے درمیان نکالے تو اس کے حسن کی وجہ سے مخلوق فتنہ میں پڑ جائے اور اگر (حور) اپنا دوپٹا ظاہر کرے تو اس کی خوبصورتی کے آگے سورج ایسا ہو جائے جیسے سورج کے سامنے چراغ۔

☆جنت کی ناخن بھر چیز:

ترمذی شریف میں حدیث نمبر 2547 نقل ہے۔ فرمایا: اگر جنت کی کوئی ناخن بھر چیز دنیا میں ظاہر ہو تو تمام آسمان و زمین اس سے آراستہ ہو جائیں اور

اگر جنتی کا کنگن ظاہر ہو تو سورج کی روشنی مٹا دے، جیسے سورج ستاروں کی روشنی مٹا دیتا ہے۔

☆ اندر کا حصہ باہر سے:

الترغیب والترہیب میں حدیث نمبر 27 نقل ہے۔ فرمایا: جنت میں قسم قسم کے جواہر کے محل ہیں۔ ایسے صاف وشفاف کہ اندر کا حصہ باہر سے اور باہر کا اندر سے دکھائی دے۔

☆ جنت کی دیواریں:

مجمع الزوائد میں حدیث نمبر 18632 نقل ہے۔ فرمایا: جنت کی دیواریں سونے اور چاندی کی اینٹوں اور مشک کے گارے سے بنی ہیں۔

☆ جنت میں چار دریا:

مسند امام احمد ابن حنبل میں حدیث نمبر 20072 نقل ہے۔ فرمایا: جنت میں چار دریا ہیں۔ ایک پانی کا، دوسرا دودھ کا، تیسرا شہد کا، چوتھا شراب کا۔ پھر ان سے نہریں نکل کر ہر ایک کے مکان میں جاری ہیں۔

☆ جو کھانا چاہیں گے، سامنے آ جائے گا:

تفسیر ابن کثیر ساتویں جلد میں ہے کہ جنتیوں کو جنت میں ہر قسم کے لذیذ سے لذیذ کھانے ملیں گے، جو چاہیں گے، فوراً ان کے سامنے موجود ہوگا۔ اگر کسی پرندکو دیکھ کر اس کے گوشت کھانے کو جی چاہے تو اسی وقت بھنا ہوا اس کے پاس آجائے گا۔

☆ قضائے حاجت اور میل کچیل:

مسلم شریف میں حدیث نمبر 2835 نقل ہے۔ فرمایا: جنت میں نجاست، گندگی، پاخانہ، پیشاب، تھوک، ریٹھ، کان کا میل، بدن کا میل اصلاً نہ ہوں گے۔ ایک خوشبودار فرحت بخش ڈکار آئے گی۔ خوشبودار فرحت بخش پسینہ نکلے گا۔ سب کھانا ہضم ہو جائے گا اور ڈکار اور پسینے سے مشک کی خوشبو نکلے گی۔

☆ جنتی کی طاقت:

المسند میں حدیث نمبر 19289 نقل ہے۔ فرمایا: جنت میں ہر شخص کو سو آدمیوں کے کھانے، پینے اور جماع کی طاقت دی جائے گی۔

☆ ہر لمحہ ذکر اللہ ہوگا:

مسلم شریف میں حدیث نمبر 2835 نقل ہے۔ فرمایا: جنت میں ہر وقت زبان سے تسبیح و تکبیر بہ قصد اور بلا قصد مثل سانس کے جاری ہوگی۔

☆جنتی کی سرہانے خدام:

الترغیب والترہیب میں حدیث نمبر 70 نقل ہے،فرمایا: ہر جنتی کے سرہانے کم سے کم دس ہزار خدام کھڑے ہوں گے۔ خادموں میں ہر ایک کے ایک ہاتھ میں چاندی کا پیالہ ہوگا اور دوسرے ہاتھ میں سونے کا پیالہ ہوگا اور ہر پیالے میں نئے نئے رنگ کی نعمت ہوگی۔

☆جنتی کھانوں کی لذت:

مسلم شریف میں حدیث نمبر 2836 نقل ہے۔فرمایا: جنّتی جتنا کھانا کھائے گا،لذت میں کمی نہ ہوگی بلکہ زیادتی ہوگی۔ ہر نوالے میں ستر مزے ہوں گے۔ ہر مزہ دوسرے سے ممتاز ہوگا۔ وہ معاً محسوس ہوں گے۔ایک کا احساس دوسرے سے مانع (روکنے والا) نہ ہوگا،جنتیوں کے نہ لباس پرانے پڑیں گے، نہ ان کی جوانی فنا ہوگی۔

☆پہلا جنتی گروہ:

بخاری شریف میں حدیث نمبر 3254 نقل ہے۔فرمایا: پہلا گروہ جو جنت میں جائے گا،ان کے چہرے ایسے روشن ہوں گے۔ جیسے چودھویں رات کا چاند اور دوسرا گروہ جیسے کوئی نہایت روشن ستارہ،جنتی سب ایک دل ہوں گے۔ ان

کے آپس میں کوئی اختلاف وبغض نہ ہوگا۔

☆حوروں کی آواز میں حمدِ باری تعالیٰ:

مجمع الزوائد میں حدیث نمبر 18759 نقل ہے۔فرمایا: جب کوئی بندہ جنت میں جائے گا تو اس کے سرہانے اور پائنتی (پاؤں کی طرف) دوحوریں نہایت اچھی آواز سے گائیں گی، مگران کا گانا یہ شیطانی مزامیر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی حمدو پاکی ہوگا۔

ترمذی شریف میں حدیث نمبر 2573 نقل ہے۔جنتی حوروں کی آوازیں ایسی خوش گلوہوں گی کہ مخلوق نے ویسی آواز کبھی نہ سنی ہوگی اور یہ بھی گائیں گی: کہ ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں۔کبھی نہ مریں گے۔ہم چین والیاں ہیں، کبھی تکلیف میں نہ پڑیں گے، ہم راضی ہیں، ناراض نہ ہوں گے، مبارکباد! اس کے لئے جو ہمارا اور ہم اس کے ہوں۔

☆جنتی کی عمر تیس برس ہوگی:

ترمذی شریف میں حدیث نمبر 2554 نقل ہے۔سر کے بال اور پلکوں اور بھوؤں کے سوا جنتی کے بدن پر کہیں بال نہ ہوں گے۔سب بے ریش ہوں گے، سرمگیں آنکھیں، تیس برس کی عمر کے معلوم ہوں گے۔

☆جنت میں نیند نہیں ہوگی:

طبرانی معجم الاوسط حدیث نمبر 919 پر نقل ہے۔فرمایا: جنت میں نیند نہیں، کہ نیند ایک قسم کی موت ہے اور جنت میں موت نہیں۔

☆جنت میں دیدارِ الٰہی:

ترمذی شریف میں حدیث نمبر 2558 نقل ہے۔جنتی جب جنت میں جائیں گے۔ ہر ایک اپنے اعمال کی مقدار سے مرتبہ پائے گا اور اس کے فضل کی حد نہیں۔

پھر انہیں دنیا کی ایک ہفتہ کی مقدار کے بعد اجازت دی جائے گی کہ اپنے پرورد گار کی زیارت کریں اور عرشِ الٰہی ظاہر ہوگا اور رب قدیر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں تجلی فرمائے گا اور ان جنتیوں کے لئے منبر بچھائے جائیں گے،نور کے منبر، یاقوت کے منبر، زبرجد کے منبر،سونے کے منبر، چاندی کے منبر اور ان میں کا ادنیٰ مشک و کافور کے ٹیلے پر بیٹھے گا اور ان میں ادنیٰ کوئی نہیں۔ اپنے گمان میں کرسی والوں کو کچھ اپنے سے بڑھ کر نہ سمجھیں گے اور رب تعالیٰ کا دیدار ایسا صاف ہوگا، جیسے آفتاب اور چودھویں رات کے چاند کو ہر ایک اپنی اپنی جگہ سے دیکھتا ہے کہ ایک کا دیکھنا دوسرے کے لئے رکاوٹ نہیں اور اللہ

تعالیٰ ہر ایک پر تجلی فرمائے گا۔ان میں سے کسی کو فرمائے گا۔

اے فلاں بن فلاں! تجھے یاد ہے،جس دن تو نے ایسا ایسا کیا تھا؟

دنیا کے بعض گناہ یاد دلائے گا، بندہ عرض کرے گا تو اے رب! کیا تو نے مجھے بخش نہ دیا؟

فرمائے گا ہاں! میری مغفرت کی وسعت ہی کی وجہ سے تو اس مرتبہ کو پہنچا۔

وہ سب اسی حالت میں ہوں گے کہ ابر چھائے گا اور ان پر خوشبو برسائے گا کہ اس کی سی خوشبو ان لوگوں نے کبھی نہ پائی تھی۔

اور رب تعالیٰ فرمائے گا کہ جاؤ! اس کی طرف جو میں نے تمہارے لئے عزت تیار کر رکھی ہے۔جو چاہو لو، پھر لوگ ایک بازار میں جائیں گے جسے ملائکہ گھیرے ہوئے ہیں۔اس میں وہ چیزیں ہوں گی کہ ان کی مثل نہ آنکھوں نے دیکھی، نہ کانوں نے سنی۔نہ قلوب پر ان کا خطرہ گزرا، اس میں سے جو چاہیں گے، ان کے ساتھ کر دی جائے گی اور خرید وفروخت نہ ہوگی اور جنتی اس بازار میں باہم ملیں گے۔چھوٹے مقام والا بڑے مقام والے کو دیکھے گا۔اس کا لباس پسند کرے گا۔ہنوز گفتگو ختم بھی نہ ہوگی کہ خیال کرے گا، میرا لباس اس سے اچھا ہے اور یہ اس وجہ سے کہ جنت میں کسی کے لئے غم نہیں۔

پھر وہاں سے اپنے مکانوں کو واپس آئیں گے۔ان کی بیبیاں استقبال

کریں گی اور مبارکبادد ے کر کہیں گی کہ آپ واپس ہوئے اور آپ کا جمال اس سے بہت زائد ہے کہ ہمارے پاس سے آپ گئے تھے۔ جواب دیں گے کہ پروردگار کے حضور بیٹھنا، ہمیں نصیب ہوا تو ہمیں ایسا ہی ہو جانا سزاوار تھا۔

ترمذی شریف میں حدیث نمبر 2562 نقل ہے۔فرمایا: سب سے کم درجہ کا جو جنتی ہے، اس کے باغات اور بیبیاں اور نعیم و خدام اور تخت ہزار برس کی مسافت تک ہوں گے اور ان میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب میں معزز وہ ہے جو رب تعالیٰ کے وجہ کریم کے دیدار سے ہر صبح و شام مشرف ہوگا۔

مسلم شریف میں حدیث نمبر 181 نقل ہے۔فرمایا جب جنتی جنت میں جالیں گے، اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا: کچھ اور چاہتے ہو تو جو کہو دوں؟ عرض کریں گے: تو نے ہمارے منہ روشن کئے، جنت میں داخل کیا۔جہنم سے نجات دی، اس وقت پردہ کہ مخلوق پر تھا، اٹھ جائے گا تو دیدار باری تعالیٰ سے بڑھ کر انہیں کوئی چیز نہ ملی ہوگی۔

☆جنتی تخت:

الترغیب والترہیب میں حدیث نمبر 115 نقل ہے۔فرمایا: جنتی باہم ملنا چاہیں گے تو ایک کا تخت دوسرے کے پاس چلا جائے گا۔

☆جنتی سواریاں:

ترمذی شریف میں حدیث نمبر 2553 نقل ہے۔فرمایا: جنتیوں کے لئے نہایت اعلیٰ درجہ کی سواریاں اور گھوڑے لائے جائیں گے اوران پر سوار ہوکر جہاں چاہیں گے، جائیں گے۔

محترم حضرات! آپ نے اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان نعمت جنت کا ذکر سنا، کس قدر نعمتوں سے بھری ہوئی ہے۔ یہ ان خوش نصیبوں کو عطا کی جائے گی جو حق تعالیٰ اوراس کے محبوب ﷺ کی اطاعت کریں گے لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ کی اطاعت کولازم پکڑلیں۔یہی جنت کا راستہ ہے،یہی کامیابی کا راستہ ہے۔

رب تعالیٰ ہم سب کو بلاحساب جنت میں داخل فرمائے۔آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

جہنم کی تباہ کاریاں

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

كَلَّا لَيُنۡبَذَنَّ فِي الۡحُطَمَةِ ۝ وَمَاۤ اَدۡرٰكَ مَا الۡحُطَمَةُ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہٗ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۃ الھمزہ سے آیت نمبر 4 اور 5 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جس طرح فرمانبرداروں اور اطاعت گزاروں کے لئے رب تعالیٰ نے

نعمتوں بھری جنت تیار فرمائی ہے، اسی طرح نافرمانوں، فاسقوں، فاجروں اور کافروں کے لئے دوزخ کا عذاب تیار کررکھا ہے۔ یہ ایک مکان ہے کہ اس جبار وقہار کے جلال وقہر کا مظہر ہے۔ جس طرح اس کی رحمت ونعمت کی انتہا نہیں۔ اسی طرح اس کے غضب وقہر کی بھی کوئی حد نہیں۔

جو آیات میں نے خطبہ میں تلاوت کی، رب تعالیٰ دوزخ کے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔

القرآن: كَلَّا لَيُنۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا الْحُطَمَةُ

ترجمہ: ہرگز نہیں۔ ضرور وہ روندنے والی میں پھینکا جائے گا، اور کیا جانا تو نے کیا (ہے) روندنے والی۔

محترم حضرات! ظالموں، جابروں اور مغروروں کو قیامت میں حقارت و ذلت کے ساتھ اٹھا کر ایسی آگ میں پھینکا جائے گا جوان کو روند ڈالے گی اور چورا چورا کردے گی۔ یہ آگ دنیا کی آگ کی مانند نہیں بلکہ یہ حق تعالیٰ جبار و قہار کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔

☆ دوزخ کی آگ کالی اندھیری ہے:

ترمذی شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہنم کی آگ کو ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا، یہاں تک کہ وہ سرخ ہوئی، پھر اسے ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا، یہاں تک کہ وہ سفید ہوگئی، پھر اسے مزید ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا، یہاں تک کہ وہ سیاہ (کالی) ہوگئی، پس اب وہ سیاہ اندھیری ہے۔

☆ دنیا کی آگ ایک درجہ ہے:

بخاری و مسلم میں حدیث پاک نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: تمہاری دنیا کی آگ دوزخ کی آگ کا سترہواں حصہ ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! یہ آگ ہی عذاب کے لئے کافی تھی؟ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر درجہ زیادہ گرم ہے۔

☆ دوزخ کی تپش و بدبو:

امام طبرانی علیہ الرحمہ معجم الاوسط میں حدیث نمبر 2583 نقل فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام خلاف معمول نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو نبی پاک ﷺ کھڑے ہو گئے اور دریافت فرمایا: اے جبریل!

کیا ہوا کہ میں آپ کا رنگ متغیر دیکھ رہا ہوں تو انہوں نے عرض کی۔ میں آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا ہوں کہ رب تعالیٰ نے دوزخ کو بھڑکانے کا حکم دیا ہے۔ تو نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے جبریل! میرے سامنے آگ یا دوزخ کا پورا پورا ذکر کرو۔ تو حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی: اللہ تعالیٰ کے حکم سے دوزخ کی آگ ہزار سال جلائی گئی، یہاں تک کہ وہ سفید ہوگئی، پھر ہزار سال جلائی گئی یہاں تک کہ وہ سرخ ہوگئی، پھر ہزار سال جلائی گئی، یہاں تک کہ وہ سیاہ (کالی) ہوگئی۔ پس اب وہ تاریکی ہی تاریکی ہے۔ اس کی کوئی چنگاری روشن نہیں اور نہ ہی کوئی شعلہ بجھتا ہے۔ اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اگر دوزخ کو سوئی کے ناکے کے برابر کھول دیا جائے تو اس کی حرارت سے تمام اہل زمین مر جائیں اور اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اگر دوزخ کے داروغوں (نگہبانوں) میں سے ایک داروغہ (نگہبان) اہل دنیا کی طرف جھانکے تو اس کے چہرے کی بدصورتی اور بدبو کی اذیت سے تمام اہل دنیا مر جائیں اور اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا! دوزخیوں کی کڑیوں کی جو صفت اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمائی ہے، اگر ان میں سے ایک کڑی دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دی جائے تو وہ بہہ پڑیں اور (اپنی جگہ) برقرار نہ رہ

سکیں، یہاں تک کہ وہ زمین کی نچلی تہہ تک چلے جائیں۔

نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے جبریل! مجھے اتنا ہی کافی ہے (کہیں ایسا نہ ہو کہ) میرا دل پھٹ جائے اور فوت ہو جاؤں۔ راوی فرماتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو روتے دیکھ کر ارشاد فرمایا: اے جبریل! تم رو رہے ہو؟ حالانکہ تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خاص مقام پر فائز ہو۔ تو انہوں نے عرض کی: میں کیوں نہ روؤں بلکہ میں تو رونے کا زیادہ حق دار ہوں۔ شاید میں اللہ تعالیٰ کے علم (یعنی خفیہ تدبیر) میں موجودہ حال کے علاوہ ہوں اور میں نہیں جانتا کہ شاید میں بھی ایسے ہی آزمایا جاؤں، جیسے ابلیس آزمایا گیا حالانکہ وہ فرشتوں میں (ہوتا) تھا اور کیا معلوم کہ میں بھی ایسے ہی آزمایا جاؤں جیسے ہاروت و ماروت کو آزمایا گیا۔

راوی فرماتے ہیں کہ پھر اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ بھی رونے لگ گئے۔ دونوں روتے رہے، یہاں تک کہ دونوں کو ندا دی گئی، اے جبریل! اور اے محمد ﷺ! اللہ تعالیٰ نے تم دونوں کو اپنی نافرمانی سے امان عطا فرمائی ہے۔ تو حضرت جبریل علیہ السلام آسمانوں پر چلے گئے اور آپ ﷺ وہاں سے باہر تشریف لے گئے اور انصار کے کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو ہنس کھیل رہے تھے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم ہنس رہے ہو حالانکہ تمہارے پیچھے

جہنم ہے؟ اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو کم ہنستے اور زیادہ روتے، نہ تو پیٹ بھر کر کھانا کھاتے اور نہ ہی پانی پیتے بلکہ چٹیل میدانوں کی طرف نکل جاتے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کرتے رہتے۔

☆حضرت میکائیل علیہ السلام کے نہ مسکرانے کا سبب:

مسند امام احمد ابن حنبل میں حدیث نمبر 4318 نقل ہے۔ رسول پاک ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے دریافت فرمایا: کیا بات ہے کہ میں نے حضرت میکائیل علیہ السلام کو کبھی مسکراتے نہیں دیکھا؟ تو حضرت جبریل علیہ السلام نے جواب دیا۔ جب سے دوزخ کو پیدا کیا گیا ہے، اس وقت سے حضرت میکائیل علیہ السلام مسکرائے نہیں۔

☆جہنمی کے سانس سے سب جل جائے:

مسند ابی یعلیٰ میں حدیث نمبر 6640 نقل ہے۔ رسول محتشم ﷺ نے فرمایا: اگر اس مسجد میں ایک لاکھ یا اس سے زیادہ لوگ ہوں اور ایک جہنمی شخص ہو اور وہ جہنمی سانس لے اور اس کا سانس ان سب تک پہنچے تو مسجد اور اس میں موجود سب کچھ جل جائے۔

☆دوزخ کی وادیاں اور گھاٹیاں:

1...... الترغیب والترہیب میں حدیث نمبر 5624 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: دو پہاڑوں کے درمیان (دوزخ میں) ویل نامی وادی ہے، جس کی تہہ تک پہنچنے تک کافر ستر سال تک گرتا رہے گا۔

2...... سنن ابن ماجہ میں حدیث نمبر 256 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: حُبُّ الْحزن سے رب تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرو۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! حُبُّ الْحزن کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: جہنم میں ایک وادی ہے جس سے دوزخ ہر روز چار سو مرتبہ پناہ مانگتا ہے۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ ﷺ! اس میں کسے ڈالا جائے گا؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (وہ وادی) اعمال کے ذریعہ ریا کاری کرنے والے قاریوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ قاری وہ ہیں جو ظالم امراء سے ملاقات کرتے ہیں۔

3...... موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا میں حدیث نمبر 45 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: دوزخ میں ستر ہزار وادیاں ہیں۔ ہر وادی میں ستر ہزار گھاٹیاں ہیں اور ہر گھاٹی میں ستر ہزار پتھر ہیں۔ ہر پتھر میں ایک سانپ ہے جو جہنمیوں کے چہروں کو کھائے گا۔

4...... امام بخاری تاریخ کبیر میں حدیث نمبر 11775 نقل ہے۔ سرور

کونین ﷺ نے فرمایا: جہنم میں ستر ہزار وادیاں ہیں۔ ہر وادی میں ستر ہزار گھاٹیاں ہیں اور ہر گھاٹی میں ستر ہزار گھر ہیں۔ ہر گھر میں ستر ہزار مکان ہیں۔ ہر مکان میں ستر ہزار کنوئیں ہیں اور ہر کنوئیں میں ستر ہزار اژدھے ہیں۔ ہر اژدھے کے منہ میں ستر ہزار بچھو ہیں۔ کافر یا منافق ابھی جہنم (کی گہرائی) تک بھی نہ پہنچے گا کہ وہ سب اس پر ٹوٹ پڑیں گے۔

☆جہنمی گُرز اور پتھر:

1......امام حاکم علیہ الرحمہ مستدرک میں حدیث نمبر 8813 نقل کرتے ہیں۔ تاجدار کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر جہنمی لوہے کا ایک گُرز پہاڑ پر مارا جائے تو وہ ریزہ ریزہ ہو کر راکھ بن جائے۔

2......الترغیب والترہیب میں حدیث نمبر 5645 نقل ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اگر جہنم کا ایک پتھر دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو وہ سب اس سے پگھل جائیں اور (جہنم کے) ہر انسان کے ساتھ ایسا ایک پتھر اور ایک شیطان ہوگا۔

☆جہنمی سانپ اور بچھو:

مسند امام احمد ابن حنبل میں حدیث نمبر 17729 نقل ہے۔ نبی

پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک جہنم میں بختی اونٹوں کی گردنوں کی طرح سانپ ہیں۔ جب ان میں سے کوئی ایک ڈسے گا تو وہ (جہنمی) اس کی گرمی ستر سال تک محسوس کرے گا اور جہنم میں پالان لگے ہوئے خچروں کی مثل بچھو ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک جہنمی کو ڈنک مارے گا تو وہ اس کی گرمی ستر سال تک محسوس کرے گا۔

☆جہنمی مشروب:

1......جامع ترمذی میں حدیث نمبر 2582 نقل ہے۔ سرورِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہنمیوں کے سروں پر ''حمیم'' یعنی کھولتا ہوا گرم پانی انڈیلا جائے گا اور وہ کھولتا ہوا گرم پانی اس کے جسم کے اندر داخل ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ اس کے پیٹ تک پہنچ جائے گا اور اس کے پیٹ میں جو کچھ ہے، اسے کاٹ کر قدموں سے نکل جائے گا۔ یہی ''صھر'' (یعنی سب کچھ کٹ کر نکل جانا) ہے اور پھر اس کا پیٹ پہلی حالت پر لوٹا دیا جائے گا۔

2......جامع ترمذی میں حدیث نمبر 2583 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر (جہنمیوں کے) پیپ کا ایک ڈول دنیا میں بہا دیا جائے تو تمام دنیا والے بدبودار ہو جائیں۔

☆ جہنمیوں کا رونا:

1......سنن ابن ماجہ ابواب الذہب میں حدیث نمبر 4324 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہنمیوں پر آہ و بکا طاری کی جائے گی اور وہ اس قدر روئیں گے کہ آنسو ختم ہو جائیں گے، پھر وہ خون کے آنسو روئیں گے، یہاں تک کہ ان کے چہرے پر گڑھے پڑ جائیں گے۔ اگر ان میں کشتیاں چھوڑ دی جائیں تو چلنے لگیں۔

2......مسند ابی یعلیٰ میں حدیث نمبر 4120 نقل ہے۔ رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے۔ اے لوگو! رویا کرو، اگر رونہ سکو تو رونے جیسی صورت بنا لیا کرو، اس لئے کہ جہنمی جہنم میں روئیں گے، یہاں تک کہ ان کے آنسو رخساروں پر لگ جائیں گے۔ گویا کہ وہ نہریں ہوں، آنسو ختم ہو جائیں گے تو (خون کے) آنسو بہنے لگیں گے اور آنکھیں زخمی ہو جائیں گی۔

☆ آگ کی پکڑ:

1......صحیح مسلم میں حدیث نمبر 7170 نقل ہے۔ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا: بعض جہنمیوں کو ٹخنوں تک آگ پکڑ لے گی، بعض کو گھٹنوں تک پکڑ لے گی، بعض کو کمر تک پکڑ لے گی اور بعض کو پسلی کی ہڈی تک آگ پکڑ لے گی۔

2......طبرانی معجم الاوسط میں حدیث نمبر 278 نقل ہے۔تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب جہنمیوں کو جہنم کی آگ کی طرف ہانکا جائے گا تو وہ انہیں یوں ملے گی کہ جلادے گی اوران ہڈیوں پر کوئی گوشت نہ چھوڑے گی بلکہ ان کے کوچوں (یعنی ایڑی کے اوپر پاؤں کے پیچھے موٹے اور سخت پٹھے) تک پہنچ جائے گی۔

☆جہنم کا سب سے ہلکا عذاب:

صحیح مسلم کتاب الایمان میں حدیث نمبر 517 نقل ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے ہلکا عذاب (جہنم میں) اس کو ہوگا جسے آگ کے جوتے اور تسمے پہنائے جائیں گے،جن سے اس کا دماغ ایسے کھولے گا جیسے ہنڈیا کھولتی ہے اور وہ سمجھے گا کہ اس سے زیادہ سخت عذاب کسی کو نہیں،حالانکہ اسے سب سے کم عذاب ہوگا۔

☆تابوتوں میں بند کر کے دوزخ میں:

الترغیب والترہیب میں حدیث نمبر 31 نقل ہے۔حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔جب دوزخ میں دوزخی رہ جائیں گے،جنہوں نے ہمیشہ اس میں رہنا ہے تو انہیں لوہے کی تابوتوں میں بند کر کے ان میں لوہے

کی کیلیں ٹھونک دی جائیں گی پھران تابوتوں کو دوسرے آہنی صندوقوں میں بند کرکے دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں پھینک دیا جائے گا اور کوئی کسی دوسرے کے عذاب کو نہیں دیکھ سکے گا۔

جہنم کے شرارے اونچے اونچے محلوں کی برابراڑیں گے، گویا زرد اونٹوں کی قطار کہ پیہم آتے رہیں گے۔

☆جہنم کا ایندھن:

ہمارے گھروں میں کھانا پکانے یا کسی چیز کو گرم کرنے کے لئے چولہا جلایا جاتا ہے۔ اس چولہے میں آگ بھڑکتی ہے، اس کے ایندھن کی وجہ ہے۔ ایندھن لوہا یا کسی اور دھات کا بنا ہوتا ہے جو آگ کو خوب بھڑکاتا ہے، گاؤں وغیرہ میں لکڑیوں کو بطور ایندھن استعمال کیا جاتا ہے لہذا وہاں لکڑیوں سے آگ بھڑکتی ہے مگر اللہ تعالیٰ کی تیارکردہ جہنم کا ایندھن نہ لکڑیاں ہوں گی، نہ برنل ہوں گے بلکہ جہنم کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے چنانچہ سورۂ بقرہ آیت نمبر 24 میں رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

القرآن: فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ

ترجمہ: اس آگ سے بچو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ انسانوں کو تو نافرمانی، کفر اور شرک کی وجہ سے جہنم میں ڈالا جائے گا اور پتھر سے مراد وہ بت ہیں جنہیں مشرکین پوجا کرتے تھے۔ بتوں کو اس لئے آگ میں ڈالا جائے گا تا کہ مشرکین کی زیادہ ذلت اور رسوائی ہو اور یہ واضح ہو کہ جن بتوں کو وہ اپنا نجات دہندہ سمجھتے تھے، وہ خود اپنے آپ کو عذاب سے نہیں بچا سکتے۔

☆ دوزخ کے ذکر پر حضور ﷺ آبدیدہ ہو گئے:

الترغیب والترہیب میں حدیث نمبر 5606 نقل ہے۔ سرورکائنات ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: دو بڑی چیزوں کو نہ بھولو: جنت اور جہنم۔ پھر آپ ﷺ آبدیدہ ہو گئے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی ریش مبارک کی دونوں جانب سیل اشک رواں ہو گیا یا وہ آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ پھر ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ آخرت کے متعلق جو میں جانتا ہوں، اگر تم جانتے تو ضرور پہاڑوں کی طرف چل پڑتے اور اپنے سروں پر مٹی ڈالتے۔

☆ نبی پاک ﷺ کی دعا:

بخاری شریف کتاب الدعوات میں حدیث نمبر 6389 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ اکثر یہ دعا فرمایا کرتے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارَ

(یعنی ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا)

محترم حضرات! یہ تعلیم اُمّت کے لئے ہے۔ میرے مولا ﷺ اس لئے اس دعا کو اکثر پڑھتے تاکہ میرے غلام بھی کثرت سے اس دعا کو پڑھیں ورنہ ہمارے آقا ﷺ تو وہ ہستی ہیں جن کے اشارے سے بے شمار عذاب کے مستحقین کی بخشش ومغفرت ہوجائے گی۔

☆جہنم سے نجات کے لئے:

سنن ابن ماجہ کتاب الزہد میں حدیث نمبر 4340 نقل ہے۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: جو شخص تین مرتبہ جہنم سے پناہ مانگے تو جہنم کہتی ہے: اے اللہ تبارک وتعالیٰ! اسے جہنم سے بچالے۔

محترم حضرات! آپ نے جہنم کی تباہ کاریاں سماعت کیں، جن کا ذکر سن کر نبیوں کے سردار ﷺ، صحابہ کرام علیہم الرضوان، اہلبیت اطہار علیہم الرضوان، تابعین، تبع تابعین اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ زاروقطار رویا کرتے تھے حالانکہ وہ تو نیکوکار ہیں مگر ہمارے پلے تو ایک نیکی نہیں، ہم تو گناہگار، بدکار، سیاہ کار اور مستحق نار ہیں، مگر باوجود اس کے ہمیں رونا نہیں آتا، حالانکہ ہم تو اتنے کمزور ہیں کہ گرم پتیلی پر انگلی لگ جائے تو چیخ نکل جائے، چولہے کے قریب فقط کھڑے رہنے کی ہم میں طاقت نہیں۔ گرمی میں لائٹ چلی جائے تو ہم بے چین و بے قرار ہوجاتے ہیں۔ ہم جہنم کے خطرناک عذاب کو کیسے سہہ سکیں گے؟ جہنم کی گرمی ہمیں کیسے برداشت ہوگی؟ نہیں نہیں، ہم عذاب جہنم نہیں سہہ سکتے۔

محترم حضرات! ذرا ہم سوچیں کہ ہمارا کیا ہوگا؟ آج تو ہم بے باک ہوکر رب تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی نافرمانی والے کام کرجاتے ہیں۔ اگر اس کے عوض ہمیں جہنم میں ڈال دیا گیا تو ہم کس سے فریاد کریں گے۔

آج ہم ہنستے ہوئے گناہ کرتے ہیں۔ ہم حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر غور کریں۔ آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص ہنستے ہوئے گناہ کرے گا، وہ روتا ہوا جہنم میں ڈالا جائے گا۔

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص گناہ کی تلاش میں ہوتا ہے،

جہنم کی آگ اس کی تلاش میں ہوتی ہے۔

محترم حضرات! خدارا! ہم اپنے نرم ونازک بدن پر رحم کریں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانیوں سے باز آجائیں اور نیک اعمال کریں تاکہ رب تعالیٰ ہم پر جہنم حرام فرمادے۔

اللہ تعالیٰ ہر ہر مسلمان کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے۔آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

حج کے فضائل وبرکات

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ آل عمران سے آیت نمبر 97 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ایمان لانے کے بعد جن فرائض کو اسلام کے ارکان فرمایا گیا، ان میں سے ایک رکن حج ہے۔ یہ مسلمانوں کا دنیا کا سب سے بڑا عالمی اجتماع کہلاتا ہے، جس میں ہر زبان، ہر رنگ اور ہر نسل کا مسلمان شریک ہوتا ہے اور سب کا ایک ہی لباس اور ایک ہی ورد ''لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ'' ہوتا ہے۔

دنیا میں حج سے بڑا کوئی اجتماع نہیں ہوتا حالانکہ دنیا کے دیگر مذاہب کے بھی سالانہ اجتماع ہوتے ہیں مگر تعداد میں حج کے برابر کوئی نہیں پہنچ سکا۔ میں آپ کی خدمت میں ایک عالمی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

1۔ یہودیوں کا عالمی اجتماع:

مسجد اقصیٰ کی محراب کے الٹے ہاتھ کی جانب دیوارِ گریہ ہے جہاں بختِ نصر نے یہودیوں کو تاراج کیا اور بہت بڑا قتل عام ہوا تو ہر سال یہودی اس دیوارِ گریہ پر جمع ہو کر حضرت عزیر علیہ السلام کو رو رو کر یاد کرتے ہیں۔ دیوارِ گریہ پر جمع ہونے والے یہودیوں کی تعداد پچیس ہزار (25000) ہوتی ہے۔

2۔ عیسائیوں کا عالمی اجتماع:

یونان میں عیسائیوں کے سالانہ تین تہوار منائے جاتے ہیں۔

1......ایک پوپ کی تاج پوشی

2......ایسٹر

3......کرسمس ڈے

ان تینوں تہواروں میں دو لاکھ عیسائی جمع ہوتے ہیں۔

3۔ ہندوؤں کے عالمی میلے:

☆ صوبہ بہار کے شہر دربھنگہ میں ہندوؤں کا سالانہ میلہ لگتا ہے جس میں دس لاکھ کی تعداد ہوتی ہے۔اس میلہ کے بعد ایک ریلی بھی نکلتی ہے۔

☆ دوسرا تہوار ہندوؤں کا اشنان کے نام سے بنارس میں ہوتا ہے، جہاں دریائے گنگا اور جمنا آپس میں ملتے ہیں۔اس میلے میں پندرہ لاکھ ہندو شریک ہوتے ہیں۔

4۔ بُدھشت کا اجتماع:

☆ سری لنکا میں کینڈی بدھا کا اسٹیچو یعنی مجسمہ ہے یہاں سالانہ ایک لاکھ بُدھشت جمع ہوتے ہیں۔

☆ بھوٹان میں بدھا کا سب سے بڑا اسٹیچو یعنی مجسمہ ہے جہاں سالانہ ایک لاکھ بُدھشت جمع ہوتے ہیں۔

5۔ زرتشتیان کا اجتماع:

ایران کے شہر تہران میں زرتشت کی پیدائش آریہ مہر کا سالانہ جشن منایا جاتا ہے۔اس جشن میں ایک لاکھ افراد لوگ شریک ہوتے ہیں۔

محترم حضرات! آپ نے مذاہب عالم کے سالانہ پروگراموں کی عالمی رپورٹ سماعت کی، کہیں پچیس ہزار، کہیں ایک لاکھ، کہیں دو لاکھ، کہیں دس لاکھ اور کہیں پندرہ لاکھ لوگ شریک ہوئے مگر قربان جایئے مسلمانوں کے عالمی اجتماع حج پر۔ ہر سال کم وبیش تیس سے پینتیس لاکھ مسلمان ایک لباس، ایک ورد اور ایک ہی میدان میں جمع ہوتے ہیں۔ آج تک کسی مذہب میں اتنا بڑا اجتماع دیکھنے میں نہیں آیا۔

☆حج کی فرضیت اور تعریف:

حج اسلام کا پانچواں رکن ہے۔ یہ 9ھ میں فرض ہوا۔ حج مخصوص ایام میں وقوف عرفہ اور طواف الزیارۃ کا نام ہے۔ حج کی فرضیت قطعی ہے۔ لہذا اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ حج کی فرضیت قرآن مجید سے ثابت ہے، چنانچہ قرآن مجید سورۂ آل عمران آیت نمبر 97 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا

ترجمہ: بیت اللہ کا حج کرنا ان لوگوں پر اللہ کا حق ہے جو اس کے راستہ کی استطاعت رکھتے ہوں۔

☆حج کے فضائل:

1۔حدیث شریف = بخاری شریف کتاب الایمان میں حدیث نمبر 26 نقل ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ سے عرض کی گئی۔کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا: اللہ تعالٰی اور اس کے رسول پر ایمان، عرض کی گئی پھر کیا (افضل) ہے؟ فرمایا: اللہ تعالٰی کی راہ میں جہاد، عرض کی گئی پھر کیا (افضل) ہے؟ فرمایا: حج مبرور۔

2۔حدیث شریف = بخاری شریف کتاب الحج میں حدیث نمبر 1521 نقل ہے۔نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جس نے حج کیا اور رفث (فحش کلام) نہ کیا اور فسق نہ کیا تو گناہوں سے پاک ہو کر ایسا لوٹا جیسے اس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

3۔حدیث شریف = بخاری شریف کتاب العمرہ میں حدیث نمبر 1773 نقل ہے۔عمرہ سے عمرہ تک ان گناہوں کا کفارہ ہے، جو درمیان میں ہوئے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔

4۔حدیث شریف = ابن ماجہ ابواب المناسک میں حدیث نمبر 2902 نقل ہے۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:حج کمزوروں کے لئے جہاد ہے۔

5۔حدیث شریف = جامع ترمذی ابواب الحج میں حدیث نمبر 810 نقل ہے۔حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں۔حج وعمرہ محتاجی اور گناہوں کو ایسے دور کرتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور چاندی اورسونے کے میل کو دور کرتی ہےاور حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔

6۔حدیث شریف = مسند البزار میں حدیث نمبر 3196 نقل ہے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: حاجی اپنے گھر والوں میں سے چارسو (افراد) کی شفاعت کرے گا اور (وہ) گناہوں سے ایسا نکل جائے گا، جیسے اس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

7۔حدیث شریف = مجمع الزوائد میں حدیث نمبر 5257 نقل ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: حاجی کی مغفرت ہوجاتی ہے اور حاجی جس کے لئے استغفار کرے، اس کی بھی (مغفرت) کردی جاتی ہے۔

☆ پیدل حج کی فضیلت:

امام حاکم علیہ الرحمہ اپنی مستدرک میں حدیث نمبر 1735 نقل کرتے ہیں۔رسول پاک ﷺ فرماتے ہیں: جو مکہ سے پیدل حج کو جائے یہاں تک کہ مکہ واپس آئے، اس کے لئے ہر قدم پر سات سو نیکیاں حرم شریف کی نیکیوں کی مثل لکھی جائیں گی۔ پوچھا گیا، حرم کی نیکیوں کی کیا مقدار ہے؟ فرمایا: ہر نیکی ایک لاکھ نیکی ہے (تو اس حساب سے ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں ہوئیں)

☆ حج یا عمرہ کے لئے نکلا اور مر گیا:

1۔مسند ابو یعلیٰ میں حدیث نمبر 6327 نقل ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: جو حج کے لئے نکلا اور مر گیا، قیامت تک اس کے لئے حج کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا اور جو عمرہ کے لئے نکلا اور مر گیا۔اس کے لئے قیامت تک غازی کا ثواب لکھا جائے گا۔

2......طبرانی معجم الاوسط باب المیم میں حدیث نمبر 5388 نقل ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اس راہ میں حج یا عمرہ کے لئے نکلا اور مر گیا۔اس کی پیشی نہیں ہوگی۔ نہ حساب ہوگا اور اس سے کہا جائے گا تو جنت میں داخل ہو جا۔

☆استطاعت ہونے کے باوجود حج نہ کرنے پر تنبیہ:

سنن دارمی کتاب المناسک میں حدیث نمبر 1785 نقل ہے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: جسے حج کرنے سے نہ حاجت ظاہرہ مانع ہوئی، نہ بادشاہ ظالم، نہ کوئی ایسا مرض جو روک دے، پھر بغیر حج کئے مر گیا تو چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔

محترم حضرات! اس حدیث پاک کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے وہ لوگ غور کریں جو صرف اور صرف سستی کرتے ہوئے تھکن کا بہانا کرتے ہوئے فرض حج ادا نہیں کرتے حالانکہ مال بھی موجود ہے، ایسے لوگ ڈر جائیں کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے کتنی سخت تنبیہ فرمائی ہے۔

☆والدین کی طرف سے حج کرنے پر اجر:

دار قطنی جلد دوم میں صفحہ نمبر 229 پر نقل ہے کہ جو اپنی ماں یا باپ کی طرف سے حج کرے (جبکہ اپنا فرض حج ادا کر چکا ہو) ان کی (یعنی ماں یا باپ) کی طرف سے حج ادا ہو جائے گا اور حج کرنے والے کو مزید دس حج کا ثواب ملے گا۔

☆حج کی فضیلت اور برکتیں:

الترغیب والترہیب کتاب الحج میں حدیث نمبر 32 نقل ہے۔ حضرت

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں مسجد منیٰ میں سرور کونین ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ایک انصاری اور ایک ثقفی نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا پھر کہا: یارسول اللہ ﷺ! ہم کچھ پوچھنے کے لئے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں؟ ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو میں بتا دوں کہ کیا پوچھنے حاضر ہوا اور اگر چاہو تو میں کچھ نہ کہوں، تم ہی سوال کرو۔

عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ہمیں (آپ ہی) بتا دیجئے۔ ارشاد فرمایا: تو اس لئے حاضر ہوا ہے کہ گھر سے نکل کر بیت الحرام کے ارادے سے جانے کو دریافت کرے اور یہ کہ اس میں تیرے لئے کیا ثواب ہے اور طواف کے بعد دو رکعتیں پڑھنے کو اور یہ کہ اس میں تیرے لئے کیا ثواب ہے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کو اور یہ کہ اس میں تیرے لئے کیا ثواب ہے اور عرفہ کی شام کے وقوف کو اور تیرے لئے اس میں کیا ثواب ہے اور جمار (شیطان) کی رمی کو اور اس میں تیرے لئے کیا ثواب ہے اور قربانی کرنے کو اور اس میں تیرے لئے کیا ثواب ہے اور اس کے ساتھ طواف افاضہ (طواف زیارت) کو۔

اس شخص نے عرض کی۔ قسم ہے! اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا، اسی لئے حاضر ہوا تھا کہ ان باتوں کو آپ ﷺ سے دریافت کروں۔ ارشاد فرمایا: جب تو بیت الحرام کے ارادے سے گھر سے نکلے گا تو

اونٹ کے ہر قدم رکھنے اور ہر قدم اٹھانے پر تیرے لئے ثواب لکھا جائے گا اور تیری خطا مٹا دی جائے گی اور طواف کے بعد کی دو رکعتیں ایسی ہیں جیسے اولاد اسماعیل میں کوئی غلام ہو، اس کے آزاد کرنے کا ثواب اور صفا و مروہ کے درمیان سعی ستر غلام آزاد کرنے کے مثل ہے۔

اور عرفہ کے دن وقوف کرنے کا حال یہ ہے کہ رب تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف تجلیٔ خاص فرماتا ہے اور تمہارے ساتھ ملائکہ پر مباحات فرماتا ہے۔ ارشاد فرماتا ہے: میرے بندے دور دور سے پراگندہ سر میری رحمت کے امیدوار ہو کر حاضر ہوئے۔ اگر تمہارے گناہ ریت کے ذروں اور بارش کے قطروں اور سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں تو میں سب کو بخش دوں گا۔ میرے بندو! واپس جاؤ، تمہاری مغفرت ہوگئی اور اس کی جس کی تم شفاعت کرو۔

اور جمروں (شیطانوں) پر رمی کرنے میں ہر کنکری پر ایک ایسا کبیرہ (گناہ) مٹا دیا جائے گا جو ہلاک کرنے والا ہے اور قربانی کرنا تیرے رب کے حضور تیرے لئے ذخیرہ ہے اور سر منڈانے میں ہر بال کے بدلے میں نیکی لکھی جائے گی اور گناہ مٹایا جائے گا۔ اس کے بعد خانۂ کعبہ کے طواف کا یہ حال ہے کہ تو طواف کر رہا ہے اور تیرے لئے کچھ گناہ نہیں۔ ایک فرشتہ آئے گا اور تیرے شانوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہے گا کہ زمانۂ آئندہ میں عمل کر اور زمانۂ گزشتہ

میں جو کچھ تھا، معاف کر دیا گیا۔

☆ حاجی کو کیسا ہونا چاہئے:

شرح السنۃ کتاب الحج میں امام بغوی علیہ الرحمہ حدیث نمبر 1840 نقل فرماتے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کسی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! حاجی کو کیسا ہونا چاہئے؟ فرمایا پراگندہ سر، میلا کچیلا۔ دوسرے نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! حج کا کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا: بلند آواز سے لبیک کہنا اور قربانی کرنا۔ کسی اور نے عرض کی: سبیل کیا ہے؟ فرمایا: توشہ اور سواری۔

☆ فرشتے مصافحہ کرتے ہیں:

ابن ماجہ شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک فرشتے سواری کرنے والے حاجیوں سے مصافحہ کرتے ہیں اور پیدل چلنے والوں سے گلے ملتے ہیں۔

☆ حجاج کرام کے لئے مغفرت کے پروانے:

بیہقی شریف میں حدیث پاک نقل ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے عرفہ کی شام کو اپنی اُمّت کے لئے دعا فرمائی۔

دعا قبول کی گئی کہ میں نے ان کو بخش دیا ہے۔ ماسوا ظالم کے، پس بے شک مظلوم کے لئے پکڑنے والا ہوں۔ پس حضور ﷺ نے عرض کی: اے میرے رب! اگر چاہے تو مظلوم کو جنت دے دے اور ظالم کی مغفرت فرما دے۔ پس عرفہ کی شام دعا قبول نہیں ہوئی، جب مزدلفہ میں آپ ﷺ نے صبح کی تو آپ نے دعا کو دہرایا۔ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی۔ راوی نے کہا: پس حضور ﷺ مسکرا دیئے (آپ کو مسکراتا ہوا دیکھ کر) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ یہ تو ایسا وقت ہے جس میں آپ مسکراتے نہیں ہیں۔ کس چیز کی وجہ سے آپ مسکرائے؟ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ مسکراتا رکھے (یہ سن کر) نبی پاک ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے دشمن ابلیس کو جب معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے میری دعا کو قبول فرما کر میری اُمّت کی مغفرت فرما دی ہے تو وہ مٹی اٹھا کر اپنے سر پر ڈالنے لگا اور ویل اور ہلاکت کا واویلا کر رہا ہے۔ مجھے اس کی بے صبری دیکھ کر ہنسی آئی۔

☆ عرفات اور مزدلفہ والوں کو بخش دیا:

ارشاد الساری میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: نبی پاک ﷺ نے عرفات میں وقوف

فرمایا۔قریب تھا کہ سورج غروب ہوجاتا، آپ ﷺ نے فرمایا: اے بلال! لوگوں کوخاموش کراؤ۔حضرت بلال رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اورلوگوں سے کہا: حضورﷺ کے لئے خاموش ہوجاؤ۔ تاہم لوگ خاموش ہوگئے پھر نبی پاک ﷺ نے فرمایا: لوگو! ابھی میرے پاس جبریل آئے اور میرے رب کا سلام پہنچایااورکہا: رب تعالیٰ نے عرفات اورمزدلفہ والوں کوبخش دیا ہے اورحقوق العباد(مظالم) کی میری اُمّت کی طرف سے اپنے ذمہ ادا کرنے کی ضمانت لے لی ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہﷺ! کیا یہ ہمارے لئے خاص ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:تمہارے لئے اورقیامت تک آنے والوں کے لئے ہے(اس پر) حضرت عمررضی اللہ عنہ نے کہا:میرے رب کی رحمت کثیر ہے اوراچھی ہے۔

☆حجاج کوایک کا دس لاکھ ملے گا:

بیہقی شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں جو مانگیں گے،رب تعالیٰ ان کوعطا فرمائے گا، جودعا مانگیں گے،رب تعالیٰ وہ دعا قبول فرمائے گا اور جو کچھ انہوں نے خرچ کیا،وہ ایک درہم کا دس لاکھ عطا فرمائے گا۔

☆طواف کعبہ:

الترغیب والترہیب کتاب الحج میں حدیث پاک نقل ہے۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس نے کامل وضو کیا، پھر رکن کا استلام کرنے آیا، تو وہ رحمت میں ڈوب گیا اور جب وہ استلام کرلے اور یہ پڑھے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰه اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

تو اسے رحمت ڈھانپ لیتی ہے۔

جب وہ بیت اللہ کا طواف کرتا ہے تو رب تعالیٰ اس کے ہر قدم پر اس کے لئے ستر ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے لئے ستر ہزار گناہ مٹاتا ہے اور اس کے ستر ہزار درجات بلند فرماتا ہے اور اس کی اپنے ستر رشتہ داروں کے حق میں شفاعت قبول کی جائے گی پھر وہ جب مقام ابراہیم پر آ کر ایمان اور نیت ثواب کے ساتھ دو رکعتیں ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اولادِ اسماعیل میں چار غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھتا ہے اور وہ اپنے گناہوں سے ایسے نکل جاتا ہے

جیسے اس دن تھا جب اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

☆ حج کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پکارا:

سورۂ حج کی آیت نمبر 27 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَاَذِّنۡ فِى النَّاسِ بِالۡحَجِّ يَاۡتُوۡكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاۡتِيۡنَ مِنۡ كُلِّ فَجٍّ عَمِيۡقٍ

ترجمہ: (اے ابراہیم) لوگوں میں حج کی عام ندا کردے وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے، پیادہ (پیدل) اور ہر دبلی اونٹنی پر کہ ہر دور کی راہ سے آتی ہے۔

تفسیر دُرّ منثور چھٹی جلد صفحہ نمبر 34 پر اس آیت کے تحت نقل ہے۔ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حج کے اعلان کرنے کا حکم ہوا تو آپ نے مقام ابراہیم پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے فرمایا: جسے مشرق و مغرب کے سبھی لوگوں نے سنا کہ (وہ اعلان یہ تھا) اے لوگو! اپنے رب کا جواب دو۔

تفسیر ابن ابی حاتم آٹھویں جلد صفحہ نمبر 2437 پر اس آیت کے تحت نقل کرتے ہیں کہ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب ابراہیم علیہ السلام مقام ابراہیم پر اعلان کے لئے کھڑے ہوئے تو وہ انہیں لے کر بلند ہونے لگا۔

یہاں تک کہ زمین کے تمام پہاڑوں سے بلند ہو گیا۔ آپ نے اسی بلندی پر سے لوگوں میں حج کا اعلان کیا جو سات سمندروں کی تہہ سے بھی سنا گیا۔

محترم حضرات! انہی تفاسیر کی روشنی میں مفسرین فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب حج کا اعلان فرمایا تو ان کی آواز قیامت تک کے مسلمانوں نے سنی اور جس نے جتنی مرتبہ ان کی آواز پر لبیک کہا، وہ اپنی زندگی میں اتنی مرتبہ حج کی سعادت حاصل کرے گا۔

☆حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جبریل علیہ السلام نے حج کرایا:

مصنف عبدالرزاق پانچویں جلد میں صفحہ نمبر 95 پر نقل ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو رب تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو بھیجا اور انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حج کرایا۔ آپ علیہ السلام نے عرفات کو دیکھ کر فرمایا: میں اس میدان کو پہچان گیا۔ ایک بار اس سے پہلے بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام یہاں آئے تھے اور اسی وجہ سے اس کا نام ''عرفہ'' پڑا۔ یوم نحر کے دن شیطان نے آپ سے تعرض کیا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے اسے سات کنکریاں مارنے

کی ہدایت کی اور آپ نے ابلیس کو سنگسار کیا، پھر دوسرے اور تیسرے دن بھی ایسا ہی ہوا۔ اسی لئے حج میں رمی جمار (شیطانوں کو کنکریاں مارنا) مشروع ہوئی۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا: کوہ ثبیر پر چڑھو، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ثبیر کی پہاڑی پر چڑھ کر اعلان فرمایا: اے بندگان خدا! اللہ تعالیٰ کی پکار کا جواب دو، اے بندگان خدا! رب تعالیٰ کی اطاعت کرو، تو ان کا یہ اعلان ساتوں سمندر سے سنا گیا۔

محترم حضرات! بلاشبہ حج خلیل اللہ علیہ السلام کی دعاؤں، ذبیح اللہ علیہ السلام کی وفاؤں اور حبیب اللہ ﷺ کی اداؤں کا نام ہے۔ حج میں بہار عشق و مستی بھی ہے اور وقار بزم ہستی بھی۔ حج منظر جمال بھی ہے، مظہر جلال بھی، بعض حکماء کے نزدیک نماز عاقلانہ عبادت ہے اور حج عاشقانہ عبادت ہے۔ کیوں نہ ہو، حاجی سب سے پہلے اپنا گھر چھوڑتا ہے، پھر خوبصورت اور قیمتی لباس کو چھوڑ کر دو چادریں لپیٹ لیتا ہے۔ اپنا ہوٹل چھوڑ کر منیٰ کے خیموں میں آجاتا ہے، پھر دیوانہ وار تپتی ہوئی دھوپ کے اندر عرفات کے میدان میں آجاتا ہے پھر بالاخر اپنے خیموں کو بھی چھوڑ کر مزدلفہ میں کھلے آسمان تلے آجاتا ہے، تھکن سے چُور چُور احرام مٹی میں اڑا ہوا، سر پراگندہ پسینے میں شرابور عشق الٰہی کے دیئے اپنے دل میں جلائے رو رو کر اپنے مولا جل جلالہ سے اس کے کرم کی بھیک مانگتا ہے اور اسی

کو اپنی زندگی کے انمول لمحات تصور کرتا ہے۔

رب تعالیٰ ہمیں بھی بار بار ایسی سعادتیں نصیب فرمائے اور اپنے پیاروں کے حج کا صدقہ ہمیں بھی حج مبرور نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

غزواتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ توبہ سے آیت نمبر 14 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آج کا ہمارا موضوع غزواتِ رسول ﷺ ہے۔غزوات غزوہ کی جمع ہے۔ وہ لشکر جس میں محبوب خدا ﷺ بنفس نفیس خود تشریف فرما ہوں، اسے غزوہ کہتے ہیں۔وہ لشکر جس میں محبوب خدا ﷺ بنفس نفیس خود تشریف فرما نہ ہوئے، صحابہ کرام علیہم الرضوان کو روانہ فرمایا، اسے سریہ کہتے ہیں۔علامہ ابن اسحق اور علامہ مسیٰ بن عقبہ رحمہم اللہ کے قول کے مطابق غزواتِ رسول ﷺ کی تعداد ستائیس ہے اور باقی حضرات نے غزواتِ رسول ﷺ کی تعداد پچیس بتائی ہے۔

کفار کی تکالیفیں سہتے سہتے جب نبی پاک ﷺ مدینہ منورہ پہنچے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے 2ھ میں جہاد کا پہلا حکم نازل ہوا۔اس وقت امام المجاہدین ﷺ کی عمر شریفہ پچپن برس تھی۔چنانچہ سورۂ توبہ آیت نمبر 14 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

القرآن: قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ

ترجمہ: تو ان سے لڑو، اللہ انہیں عذاب دے گا تمہارے ہاتھوں اور انہیں رسوا کرے گا اور تمہیں ان پر مدد دے گا۔

اللہ تعالیٰ کے حکم کے بعد امام المجاہدین ﷺ نے تلوار اٹھائی اور ستائیس

غزوات میں خود شرکت فرمائی۔ ان ستائیس غزوات میں سے صرف نو (9) غزوات میں قتال یعنی جنگ واقع ہوئی، بقیہ اٹھارہ (18) غزوات میں قتال یعنی جنگ واقع نہیں ہوئی۔

☆ان غزوات میں قتال واقع نہ ہوا:

1......غزوۂ ابواء، 2ھ

2......غزوۂ بواط، 2ھ

3......غزوۂ عشیرہ، 2ھ

4......غزوۂ بدر اولیٰ، 2ھ

5......غزوۂ قرمرۃ الکدیٰ، 2ھ

6......غزوۂ سویق، 2ھ

7......غزوۂ قینقاع، 3ھ

8......غزوۂ غطفان، 3ھ

9......غزوۂ نجران، 3ھ

10......غزوۂ بنی نضیر، 4ھ

11......غزوۂ بدر صغریٰ، 4ھ

12......غزوۂ دومۃ الجندل، 5ھ

13......غزوۂ ذات الرقاع، 6ھ

14......غزوۂ ذی قرد، 6ھ

15......غزوۂ بنولحیان، 6ھ

16......غزوۂ حدیبیہ، 6ھ

17......غزوۂ وادی القریٰ، 7ھ

18......غزوۂ جیش العسرت (تبوک)، 9ھ

☆ جن نو غزوات میں قتال ہوا:

1......جنگ بدر، 2ھ

2......جنگ احد، 3ھ

3......جنگ مریسیع (بنی مصطلق)، 5ھ

4......جنگ احزاب (غزوۂ خندق)، 5ھ

5......جنگ بنوقریظہ، 5ھ

6......جنگ خیبر، 7ھ

7......جنگ فتح مکہ، 8ھ

8......جنگ حنین، 8ھ

9......جنگ طائف، 8ھ

اب آپ کی خدمت میں نو (9) غزوات کی مختصر مختصر تفصیل بیان کرتا ہوں۔

1......جنگ بدر، 2ھ:

نبی کریم ﷺ اور آپ کے ہمرائیوں نے جب ہجرت فرمائی تو قریش مکہ نے ہجرت کے ساتھ ساتھ ہی مدینۂ منورہ پر حملے کی تیاریاں شروع کردی تھیں۔ اسی اثناء میں یہ غلط خبر مکہ میں پھیل گئی تھی کہ مسلمان قافلہ لوٹنے آ رہے ہیں۔ بالاخران تمام حالات کی خبر جب نبی پاک ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جمع فرمایا اور حالات سے باخبر کرتے ہوئے مشورہ طلب فرمایا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب میں جانثارانہ تقریر کی۔

بخاری شریف کتاب المغازی میں ہے کہ حضرت مقدار بن اسود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نہیں جو یہ کہیں گے تم اور تمہارا خدا لڑو، ہم تماشا دیکھیں گے۔ اے میرے آقا ﷺ! ہم آپ کے آگے، پیچھے، دائیں، بائیں جانوں کے ایسے نذرانے پیش کریں گے کہ

آپ ﷺ خوش ہو جائیں گے۔

حفیظ جالندھری ان الفاظ کو یوں قلمبند کرتا ہے۔

تعاللہ یہ شیوہ ہی نہیں ہے باوفاؤں کا
پیا ہے دودھ ہم نے اپنی غیرت والی ماؤں کا
نبی کا حکم ہو تو کود جائیں ہم سمندر میں
جہاں کو محو کردیں نعرۂ اللہ اکبر میں

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر نبی کریم ﷺ کا چہرۂ انور چمکنے لگا۔ نبی پاک ﷺ نے اپنے غلاموں سے وہی کچھ سنا جس کی آپ کو امید تھی۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: چلو اللہ تعالیٰ کی برکت سے خوش ہو کر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو دو گروہوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا ہے۔ خدا تعالیٰ کی قسم! دشمنوں کے ہلاک ہونے کی جگہیں اس وقت بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔

☆اسلامی لشکر کی تعداد:

313افراد،70اونٹ،2 گھوڑے،8 تلواریں اور6زرہیں۔

حفیظ جالندھری اس کو یوں قلمبند کرتا ہے۔

تھے ان کے پاس دو گھوڑے، 6 زرہیں، آٹھ شمشیریں
بدلنے آئے تھے یہ لوگ دنیا بھر کی تقدیریں

☆لشکر کفار:

ایک ہزار افراد، 700 اونٹ، 100 گھوڑے، ایک ہزار تلواریں اور ایک ہزار زرہیں۔

☆لشکر اسلام کی روانگی:

12 رمضان المبارک 2ھ کو نبی پاک ﷺ 86 مہاجرین اور 227 انصار کم وبیش 313 جانثاروں کے ساتھ مدینے سے نکلے۔ سترہ رمضان کو بدر کے قریب پہنچے۔ بدر ایک گاؤں کا نام ہے، جہاں ہر سال میلہ ہوتا ہے۔ یہ میدان مدینہ سے 80 میل کے فاصلے پر ہے۔ اس موقع پر جالندھری کہتا ہے۔

مئے وحدت سے قلب مطمئن سرشار تھا ان کا
کہ سردار دوعالم قافلہ سالار تھا ان کا
نہیں تھا تین سو تیرہ سے آگے تک شمار ان کا
سنا یہ ہے کہ ان کے ساتھ تھا پروردگار ان کا

☆جنگ کا آغاز:

اب جنگ کا آغاز ہوا۔کیسا عجیب منظر تھا۔سخت گرمی میں حالت روزہ میں تھکے ہوئے تین سو تیرہ نہتے بے سروسامان مسلمان اور دوسری جانب ایک ہزار کفار و مشرکین کا طاقتور اسلحہ سے لیس لشکر، نبی کریم ﷺ نے جب یہ منظر دیکھا تو عریش میں تشریف لا کر دعا فرمائی۔اے مالک و مولا! آج اگر یہ مٹھی بھر جماعت شکست کھا گئی تو قیامت تک تیرا نام لیوا کوئی نہ ہوگا،اس کی مدد فرما۔

محبوب کبریا ﷺ کا دعا مانگنا تھا کہ رب تعالیٰ نے فرشتوں کے لشکر کو مسلمانوں کی مدد کے لئے بھیجا۔ یوں مسلمانوں کو فتح و نصرت نصیب ہوئی۔ سینکڑوں کفار ابوجہل سمیت قتل اور ستر کفار قید ہو گئے۔شہید ہونے والے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تعداد چودہ تھی۔ یوں اسلام کا پرچم سربلند ہوا اور کفار و مشرکین نامراد ہوئے۔(اس واقعہ کی مکمل تفصیل خطبات ترابی جلد اول میں موجود ہے)

2: جنگ احد 3ھ:

مدارج النبوت جلد اول صفحہ نمبر 190 پر شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ قوم قریش نے دارالندوہ میں میٹنگ کر کے بیس ہزار مثقال لشکر کی تیاری کے لئے جمع کئے اور مکہ سے چار لوگوں کو اطراف میں گشت

کرنے پر مقرر کیا تاکہ وہ لوگوں کو مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لئے ابھاریں اور کافی تعداد میں لشکر جمع ہو۔

مکۂ معظّمہ سے لشکر کفار ابوسفیان کی سرداری میں روانہ ہوا۔ لشکر میں تین ہزار آدمی تھے، جن میں سے سات سو زرہ پوش تھے۔ دوسو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ تھے۔ لشکر میں تیر اندازی میں مہارت رکھنے والے لوگ کثرت سے تھے۔ کافی تعداد میں تلواریں، نیزے، خنجر، برچھیاں، تیر، کمان وغیرہ آلات حرب تھے۔ گانے بجانے والی عورتیں اور آلاب طرب و نیز کھانے پینے و دیگر آسائش کے سامان سے لشکر کو آراستہ کرکے، مدینہ منورہ کو تخت و تاراج کرنے کے ارادے سے مکہ سے لشکر کو مدینۂ منورہ روانہ کیا گیا۔

ابوسفیان نے مدینۂ منورہ سے پانچ میل کے فاصلے پر مقام ذوالحلیفہ پر لشکر کو ٹھہرایا اور وہاں تین دن قیام کیا۔ لشکر کفار کے قیام کے دوران مشرکوں نے اونٹوں اور گھوڑوں کو مسلمانوں کے کھیتوں میں چھوڑ دیا۔ چنانچہ اونٹوں اور گھوڑوں نے کھیتوں کو روند کر پامال کر دیئے اور تمام سبزہ کھا گئے اور حالت یہ ہوئی کہ اطرافِ مدینہ کے تمام کھیتوں میں سے کسی بھی کھیت میں سبزی باقی نہ رہی۔

دوسری طرف امام المجاہدین ﷺ سات سو مجاہدین کا لشکر لے کر احد کی

طرف روانہ ہوئے۔لشکر اسلام میں ایک بھی گھوڑا نہ تھا۔صرف ایک سو مجاہدین زرہ پوش تھے۔ چند حضرات کے پاس تیر اور کمان تھے اور چند کے پاس تلواریں اور نیزے تھے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان بڑی جواں مردی سے لڑے، خصوصاً حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بڑی ہی جاں فشانی سے لڑے اور میدان جنگ میں اپنی شجاعت و بہادری کے جوہر دکھا رہے تھے۔ اسدالغابہ میں ہے کہ حضرت عمیر بن اسحاق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد میں حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ، آقا و مولا ﷺ کے روبرو دو تلواروں کے ساتھ قتال کر رہے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے۔ میں اللہ کا شیر ہوں اور رسول اللہ ﷺ کا بھی شیر ہوں۔ آپ نے تنِ تنہا اکتیس کافروں کو واصل جہنم کیا۔ جب مسلمانوں کو کامیابی نظر آنے لگی تو گھاٹی پر موجود تیر اندازوں میں سے اکثر نے اپنی جگہ چھوڑ دی چنانچہ خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابوجہل جو اس وقت اسلام نہ لائے تھے، انہوں نے پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا جس سے مسلمانوں کو بہت نقصان ہوا۔ اسی اثناء میں شیطان نے نبی کریم ﷺ کی شہادت کی افواہ اڑا دی، جس کے باعث مسلمانوں کے حوصلے مزید پست ہو گئے، چنانچہ اسلامی لشکر سے ستر حضرات شہید ہوئے جن میں حضرت سیدنا حمزہ، حضرت حنظلہ،

حضرت مصعب بن عمیر، حضرت سعد بن ربیع اور حضرت نعمان بن مالک رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل تھے۔

کفار کے لشکر سے تیس آدمی جہنم رسید ہوئے اور ان کے حوصلے ٹوٹ گئے۔ لہذا ابوسفیان کفار کے لشکر کو لے کر مکہ روانہ ہو گئے۔

3۔غزوۂ بنی مصطلق 5ھ:

سبل الھدیٰ والرشاد جلد چہارم صفحہ نمبر 781 پر نقل ہے۔ یہ غزوہ ''غزوۂ خندق'' سے پہلے 5ھ میں پیش آیا۔ حضور ﷺ کو اطلاع ملی کہ حارث بن ابو ضرار نے مسلمانوں پر حملے کے لئے بہت ساری فوج جمع کر لی ہے۔ آپ ﷺ نے نہایت تیز رفتاری سے ان کی طرف کوچ فرمایا اور ان کے مویشیوں کے پانی پلانے کی ایک جگہ پر انہیں پایا اور فوراً ان پر حملہ کر دیا۔

وہ لوگ اس حملے کی تاب نہ لا سکے۔ ان میں سے دس آدمی مارے گئے اور باقی سب مرد وعورت، بچے بوڑھے گرفتار ہو گئے۔ مسلمانوں کے ہاتھ دو ہزار اونٹ، پانچ ہزار بکریاں اور دوسو گھرانے آئے۔ جب حضور ﷺ نے اس قبیلے کے سردار کی بیٹی حضرت جویریہ رضی اللہ عنہ کو اپنے نکاح میں لے لیا تو مسلمانوں نے تمام قیدی آزاد کر دیئے۔

☆حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے خواب کا تذکرہ:

سبل الہدیٰ والرشاد چوتھی جلد صفحہ نمبر 781 پر نقل ہے کہ ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور ﷺ کی تشریف آوری سے قبل میں نے خواب دیکھا۔ چاند مدینہ طیبہ سے چلا ہے اور میری آغوش میں آ گرا ہے۔ میں نے ناپسند کیا کہ کسی کو اپنا خواب بیان کروں۔ جب نبیٔ رحمت ﷺ تشریف لائے۔ انہوں نے جب ہمیں قیدی بنالیا تو مجھے اس خواب کو پورا ہونے کی امید ہونے لگی۔ چنانچہ حضور ﷺ نے مجھے آزاد کیا اور مجھ سے نکاح فرمالیا۔

4۔غزوۂ احزاب (غزوۂ خندق 5ھ):

اس غزوہ کو غزوۂ احزاب اور غزوۂ خندق بھی کہا جاتا ہے۔غزوۂ خندق اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس جنگ میں خندقیں کھودی گئیں۔امام ابن ہشام علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ شوال 5ھ میں یہ غزوہ رونما ہوا۔قریش، یہود اور دیگر قبائل عرب بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ مدینۂ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔کفار کی تیاری کی خبریں سن کر رسول پاک ﷺ نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا۔حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ کھلے میدان میں لڑنا مصلحت کے خلاف ہے۔مدینہ کے گرد خندقیں کھود کر دشمن کا مقابلہ کرنا چاہئے۔آپ ﷺ نے اس رائے کو پسند

فرمایا، چنانچہ حضور ﷺ نے خواتین اور بچوں کو شہر کے محفوظ قلعوں میں بھیج دیا اور خود تین ہزار اصحاب کے ساتھ شہر سے نکلے۔ سلع نام کے پہاڑ کو پشت پر رکھ کر خندق کھودی گئی۔ اس بناء پر اس غزوہ کو غزوۂ خندق کہا جاتا ہے۔

نگاہِ مصطفی ﷺ اور طاقت مصطفی ﷺ:

مسند امام احمد ابن حنبل میں حدیث نمبر 18600 نقل ہے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ہمیں خندق کھودنے کا حکم دیا۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا: خندق کی جگہ میں ایک چٹان نکل آئی جو کدال اور پھاوڑوں سے نہیں ٹوٹ رہی تھی۔ مسلمانوں نے حضور ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ حضرت عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر حضور ﷺ تشریف لائے اور فالتو کپڑے رکھ کر چٹان کی طرف اتر گئے۔ آپ ﷺ نے کدال پکڑی اور بسم اللہ پڑھ کر ضرب لگائی تو اس سے تین پتھر ٹوٹ کر گر گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اکبر! مجھے ملک شام کی چابیاں دے دی گئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں اس جگہ سے ملک شام کے سرخ محلات دیکھ رہا ہوں۔

آپ ﷺ نے پھر بسم اللہ پڑھ کر دوسری ضرب لگائی تو پھر اس چٹان سے تین پتھر ٹوٹ کر گر گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اکبر! مجھے ملک فارس کی

چابیاں دے دی گئیں اور اللہ کی قسم! بے شک میں اس جگہ سے فارس کے شہروں اور اس کے سفید محلات کو دیکھ رہا ہوں۔

آپ ﷺ نے پھر بسم اللہ پڑھ کر ایک اور ضرب لگائی اور وہ چٹان مکمل طور پر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اکبر! مجھے یمن کی چابیاں دے دی گئیں اور آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اکبر! میں اس جگہ سے (یمن کے شہر) صنعاء کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔

سبحان اللہ! محترم حضرات! آپ نے نبی پاک ﷺ کی نگاہوں کا عالم دیکھا کہ مدینہ طیبہ میں موجود رہ کر ملک شام، ملک فارس (ایران) اور ملک یمن کے شہروں کو اپنی نگاہ نبوت سے دیکھ لیا لہذا معلوم ہوا کہ ہمارا دیکھنا اور حضور ﷺ کا دیکھنا برابر نہیں اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان جس چٹان کو توڑنے سے عاجز آ گئے، نبی کریم ﷺ نے کدال سے ایسی ضرب لگائی کہ چٹان ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی لہذا معلوم ہوا کہ طاقت وقوت میں بھی آپ ﷺ کے برابر کوئی نہیں۔ رب تعالیٰ نے ہر چیز میں اپنے محبوب ﷺ کو افضلیت اور برتری عطا فرمائی ہے۔

مدارج النبوت صفحہ نمبر 300 پر شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق میں لشکر کفار نے چوبیس دنوں تک محاصرہ کیا اور اہل

شہر کو تنگ کیا۔ رب تعالیٰ نے مومنین کی مدد کے لئے ملائکہ کا لشکر بھیجا اور آسمان سے ایسی تیز آندھی چلی کہ مشرکین کے لشکر کے تمام خیمے منہدم کر دیئے۔ کھانا پکانے کے لئے دیگیں چولہوں پر چڑھائی تھیں۔ وہ زمین پر الٹ گئیں۔ تیز ہوا سے سنگریزوں نے اڑ اڑ کران پر شدید چوٹیں لگائیں اور لشکر کفار کے ہر گوشہ سے فرشتوں کی تکبیروں کی آوازیں سنائی دینے لگیں لہذا کفار خوفزدہ ہو کر اپنا مال اسباب چھوڑ کر بھاگ نکلے۔

5۔غزوۂ بنی قریظہ:

سبل الہدیٰ والرشاد پانچویں جلد صفحہ نمبر 27 پر نقل ہے کہ غزوۂ خندق سے واپسی پر صبح کے وقت حضور ﷺ مسلمانوں کو لے کر مدینہ منورہ واپس تشریف لائے اور سب نے اپنا اسلحہ رکھ لیا۔ ظہر کے وقت حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے۔ یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ نے اسلحہ اتار دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! جبریل علیہ السلام نے عرض کی۔ فرشتوں نے تو ابھی تک اسلحہ نہیں اتارا۔ یارسول اللہ ﷺ! رب تعالیٰ آپ کو بنی قریظہ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیتا ہے۔

یہ 23 ذوالقعدہ 5ھ کا واقعہ ہے۔ آپ ﷺ نے اعلان فرمادیا کہ جو مسلمان بھی فرماں بردار ہے، وہ عصر کی نماز بنی قریظہ میں جا کر پڑھے،

آپ ﷺ نے حضرت ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا۔ آپ ﷺ بنو قریظہ کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے ہتھیار پہنے، خود اور زرہ پہنی، ہاتھ مبارک میں نیزہ تھاما، ڈھال لٹکائی، اپنے گھوڑے لحیف پر سوار ہو گئے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان پروانوں کی طرح آپ ﷺ کے اردگرد تھے۔ انہوں نے بھی ہتھیار سجا رکھے تھے۔ مسلمانوں کے پاس چھتیس گھوڑے تھے اور تین ہزار صحابہ کرام علیہم الرضوان کا لشکر تھا۔ مسلمانوں نے بنی قریظہ کا محاصرہ کرلیا اور کئی دن تک لڑائی جاری رہی۔ یہودی اپنے قلعوں میں چھپ کر مسلمانوں پر حملے کرتے رہے۔ پچیس راتوں تک یہ محاصرہ جاری رہا۔ بنی قریظہ تنگی میں پڑ گئے۔ رب تعالیٰ نے ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب و دبدبہ ڈال دیا۔ چنانچہ وہ اپنے قلعوں سے اتر آئے۔ چھ سو یا سات سو اسلام دشمن یہودیوں کو قتل کیا گیا اور عورتوں اور بچوں کو باندیاں اور غلام بنالیا۔ یوں رب تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح و نصرت عطا فرمائی۔

6۔ غزوۂ خیبر:

خیبر قلعوں والے ایک شہر کا نام ہے۔ غزوۂ حدیبیہ سے واپسی پر آپ ﷺ محرم 7ھ میں خیبر کے لئے روانہ ہوئے۔

سبل الہدیٰ والرشاد پانچویں جلد صفحہ نمبر 132 پر نقل ہے کہ مسلمان جب خیبر آئے تو انھوں نے سبز کھجوریں کھائیں۔ وہ وباء زدہ اور مضر صحت تھیں، جس کی وجہ سے انہیں بخار ہو گیا۔ انہوں نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: مشکیزوں میں پانی خوب ٹھنڈا کرو، جب خوب ٹھنڈا ہو جائے تو اپنے اوپر انڈیل لو، اور رب تعالیٰ کا ذکر کرو۔ انہوں نے اسی طرح کیا تو رب تعالیٰ نے انہیں شفاء عطا کر دی۔

مسلمان ایک ایک کر کے قلعہ فتح کرتے گئے۔ اب آخری اور بڑا قلعہ رہ گیا۔ سارے یہودی اس کے اندر آ گئے۔ مسلمانوں نے اس قلعہ کو فتح کرنے کی بہت کوشش کی جیسے ہی مسلمان قلعہ کے دروازے پر پہنچتے، یہودی وہ دروازہ بند کر دیتے۔ بڑی کوششوں کے بعد بھی کوئی کامیابی نہ ملی۔

سبل الہدیٰ والرشاد پانچویں جلد کے صفحہ نمبر 135 پر نقل ہے کہ جب صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور ﷺ کو بتایا کہ قلعہ فتح نہیں ہو رہا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کل میں علم اسلام اس شخص کو عطا کروں گا جسے رب تعالیٰ فتح فرمائے گا۔ راہ فرار اختیار نہیں کرے گا، وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہو گا۔ وہ اس قلعہ کو زورِ بازو سے فتح کر لے گا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے رات خوشی خوشی بسر کی کہ کل

کس خوش نصیب کے ہاتھ میں فتح ونصرت کا علم دیا جائے گا۔صبح ہوتے ہی نبی کریم ﷺ نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان سمجھ گئے کہ فتح ونصرت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ ہے۔صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شدید آشوب چشم ہے۔فرمایا: ان کی طرف پیغام بھیجو۔حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں گیا اورانہیں اپنے ساتھ لے آیا۔انہیں نبی کریم ﷺ کی خدمت عالیہ میں پیش کیا گیا۔

امام حاکم علیہ الرحمہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ﷺ نے میرا سرا اپنی آغوش میں رکھا۔اپنے دست اقدس پر لعاب دہن رکھا اوراسے میری آنکھوں پر لگا دیا۔میں بالکل شفایاب ہوگیا۔گویا کہ کبھی درد تھا ہی نہیں۔پھر جھنڈا عطا فرمایا۔

☆خیبر کی فتح:

سبل الہدیٰ والرشاد پانچویں جلد صفحہ نمبر 141 پر نقل ہے کہ امام ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ، حضور اکرم ﷺ کے خادم سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: جب آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو علم اسلام عطا فرمایا تو ہم ان کے ہمراہ نکلے۔جب قلعے کے قریب گئے تو یہودی باہر

نکل آئے۔ انہوں نے ان کے ساتھ جہاد کیا۔ ایک یہودی نے ان پر حملہ کیا اوران کی ڈھال ٹوٹ گئی۔ انہوں نے قلعۂ خیبر کا دروازہ اکھیڑا اور اسے بطور ڈھال استعمال کیا، جب تک وہ جہاد کرتے رہے۔ یہ دروازہ ان کے پاس بطور ڈھال رہا حتیٰ کہ قلعہ خیبر فتح ہو گیا۔

امام بیہقی علیہ الرحمہ کی روایت کے مطابق جو خیبر کا پھاٹک حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اکیلے اٹھایا۔ اس کو بعد میں ستر افراد نے مل کر اٹھانے کی کوشش کی مگر وہ اسے نہ اٹھا سکے۔

7۔غزوۂ فتح مکہ:

مسلمانوں کا دس ہزار کا لشکر حضور ﷺ کی قیادت میں رمضان المبارک 8ھ میں مکہ میں داخل ہوا اور بعض حضرات نے مجاہدین کی تعداد بارہ ہزار بتائی ہے۔

مسلم شریف میں ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا (فتح مکہ کے موقع پر) جب آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا۔ اس کا ایک کنارہ مبارک شانوں کے مابین لٹکا رکھا تھا

مواہب الدنیہ میں ہے کہ فتح مکہ کا دوسرا دن تھا۔ نبی پاک ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے قریش کو مخاطب کر کے فرمایا: اے گروہ قریش! تم لوگ کیا گمان

کرتے ہو۔ میں تمہارے حق میں کیا کرنے والا ہوں؟ قریش نے کہا کہ: ہم گمان کرتے ہیں کہ آپ ہمارے حق میں خیر کرنے والے ہیں۔ آپ کرم کرنے والے ہیں اور کرم کرنے والے بھائی کے بیٹے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ چلے جاؤ، تم آزاد کر دیئے گئے ہو۔ وہ لوگ نہ غلام بنائے گئے، نہ قید کئے گئے۔

8۔ غزوۂ حنین:

سبل الہدیٰ والرشاد پانچویں جلد صفحہ نمبر 283 پر نقل ہے کہ غزوۂ حنین کو غزوۂ ہوازن بھی کہا جاتا ہے کیونکہ بنو ہوازن سے ہی آپ ﷺ نے جنگ کی تھی۔ یہ غزوہ 8ھ میں پیش آیا۔ اس وقت شوال المکرم کی چھ تاریخ تھی۔ مسلمانوں نے جب مکہ فتح کر لیا تو حنین میں مقیم ہوازن اور ثقیف کے قبیلوں کو بھی خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں مسلمان ان پر حملہ نہ کر دیں۔ چنانچہ یہ سارے قبائل اور ان کی تمام شاخیں اپنے سردار مالک بن عوف کی قیادت میں جمع ہو گئیں۔ ان کی تعداد بیس ہزار تھی، یہ لشکر مسلمانوں کی طرف روانہ ہوا۔ آپ ﷺ بھی بارہ ہزار کا لشکر لے کر نکلے۔ ان میں دس ہزار مدنی اور دو ہزار مکی صحابہ تھے۔

جنگ کی ابتداء میں مسلمانوں کو ہوازن اور ثقیف کے تیراندازوں نے پیچھے دھکیل دیا مگر امام المجاہدین ﷺ ہزاروں تیراندازوں کے درمیان ڈٹے رہے

اور مسلمانوں کو آوازیں دیتے رہے بالاخر مسلمان جمع ہو گئے۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا، لوگ باہم قتال کر رہے تھے کہ سیاہ چادر آسمان سے اتری۔ وہ مشرکین کے سامنے اتری، میں نے دیکھا تو مجھے سیاہ چیونٹیاں بکھری ہوئی نظر آئیں، جنھوں نے وادی کو بھر دیا۔ مجھے شک نہ رہا کہ وہ ملائکہ تھے، اسی وقت مشرکین کو شکست ہو گئی۔

غزوۂ حنین میں حضرت ایمن بن عبداللہ، حضرت ابن ام ایمن، حضرت سراقہ حارث، حضرت رقیم بن ثابت، حضرت ابو عامر اشعری اور حضرت یزید بن زمعہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔ بنو ثقیف کے ستر افراد قتل ہوئے اور ان کے چھ ہزار افراد مسلمانوں کے ہاتھوں قید ہو گئے جبکہ مال غنیمت میں چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار سے زائد بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی مسلمانوں کے ہاتھ لگی۔

9۔ غزوۂ طائف:

شوال 8ھ میں غزوۂ طائف پیش آیا، جب بنو ثقیف حنین میں شکست خوردہ ہوئے تو وہ وہاں سے طائف چلے گئے اور وہاں اپنے قلعوں میں بند ہو گئے۔ اپنے شہر کے دروازے بند کر لئے اور جنگ کی مکمل تیاری کر لی۔ انہوں نے ایک سال کی خوراک جمع کر لی اور بہت سے پتھر جمع کر لئے۔ ساتھ ساتھ

لوہے کی سلاخیں تیار کیں۔

امام المجاہدین ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ایک ہزار صحابہ کو طائف بھیج دیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پیچھے نبی پاک ﷺ روانہ ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے لشکر سمیت تشریف لا کر ان کا محاصرہ کرلیا۔ اہل طائف نے خوفناک تیر اندازی کی، لوہے کی سلاخیں گرم کر کر کے مسلمانوں پر پھینکتے گئے جس سے بارہ مسلمان شہید ہوگئے۔ سید عالم ﷺ نے دبابہ اور منجنیق بھی استعمال فرمائی۔ کئی صحابہ دبابہ میں بیٹھ کر قلعہ کی دیوار میں نقب لگانے کے لئے آگے بڑھے تو اہل قلعہ نے اوپر سے لوہے کی گرم سلاخیں برسانا شروع کردیں جس کی وجہ سے مسلمانوں کو پیچھے ہٹنا پڑا۔

پھر آپ ﷺ نے باغات کاٹنے کا حکم دیا تو انہوں نے آپ ﷺ کو اللہ اور قرابت داروں کا واسطہ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ اور قرابت داروں کے لئے ان کو چھوڑ دیتا ہوں پھر آپ ﷺ نے قلعہ کے پاس آواز لگائی کہ جو غلام بھی قلعہ سے اتر کر خود آجائے گا، وہ آزاد ہے چنانچہ بارہ غلام آگئے، اس کے بعد حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو واپسی کا حکم دیا۔ کچھ دنوں بعد طائف والے خود مسلمان ہوگئے۔ (سبل الہدیٰ والرشاد، پانچویں جلد صفحہ نمبر 343)

محترم حضرات! آپ نے نو غزوات رسول ﷺ سماعت فرمائے۔ واقعی امام المجاہدین ﷺ نے دین اسلام کی سربلندی اور بقاء کے لئے بڑی قربانیاں دی ہیں۔ یہاں ایک بات اور بھی عرض کرتا چلوں کہ لوگ یہ الزام لگاتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور پر پھیلا؟ حالانکہ یہ بات سراسر حق و سچ کے خلاف ہے کیونکہ چالیس سال کی عمر شریفہ میں آپ ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا جبکہ تلوار آپ ﷺ نے 2ھ تقریبا 55 سال کی عمر میں اٹھائی۔ درمیان کے پندرہ برس نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کفار و مشرکین کے ظلم و ستم سہے۔ ان پر پتھر برسائے گئے۔ راہوں میں کانٹے بچھائے گئے۔ سوشل بائیکاٹ کیا گیا، شعب ابی طالب کی دشوار گزار گھاٹیوں میں قید کیا گیا۔ دوران سجدہ جانور کی اوجھڑی ڈالی جاتی، گلیوں سے گزرتے تو اوباش لڑکوں کو پیچھے چھوڑ دیا جاتا جو پیچھے سے آوازیں کستے تھے۔ کوئی ایسا ظلم نہ رہا جو انہوں نے نہ کیا ہو مگر حضور جان عالم ﷺ صبر و استقامت کا پہاڑ بنے رہے مگر جب آپ ﷺ کو ہجرت کا حکم ہوا، اس کے بھی دوسرے سال کفار کے مجبور کرنے پر اپنے رب کے حکم پر نبی پاک ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے تلوار فرمائی اور کسی پر ظلم و ستم نہ کیا جو مقابلہ پر آیا، ان سے لڑتے رہے اور یوں اسلام کا پرچم پوری دنیا میں بلند ہوا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کے دلوں کو بھی جذبۂ جہاد سے سرشار فرمائے اور مسلمانوں کا رعب و دبدبہ جو پہلے ہوتا تھا، وہ دوبارہ نصیب ہو۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

جنتی گروہ کون سا ہے؟

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ انعام سے آیت نمبر 153 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا

فرمائے۔آمین

محترم حضرات! جو آیت میں نے خطبہ میں تلاوت کی، ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

ترجمہ: اور یہ کہ یہ میرا سیدھا راستہ ہے تو اس پر چلو اور دوسری راہوں پر نہ چلو، ورنہ وہ راہیں تمہیں اس کے راستے سے جدا کر دیں گی۔ تمہیں یہ حکم فرمایا ہے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

حدیث شریف میں ایک مثال کے ذریعے سیدھے راستے کے بارے میں سمجھایا گیا ہے چنانچہ سنن دارمی میں حدیث نمبر 202 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک دن نبی پاک ﷺ نے ہمارے سامنے ایک خط کھینچا پھر فرمایا "یہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے" پھر اس کے دائیں بائیں کچھ لکیریں کھینچیں اور فرمایا "یہ مختلف راستے ہیں جن میں سے ہر راستے پر شیطان ہے جو ادھر بلا رہا ہے" پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

ترجمہ: اور یہ کہ میرا سیدھا راستہ ہے تو اس پر چلو اور دوسری راہوں پر نہ چلو ورنہ وہ راہیں تمہیں اس کے راستے سے جدا کر دیں گی۔

☆ سیدھا راستہ کیا ہے؟

آیئے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوکر یہ سوال کرتے ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ! اتنے گروہ ہیں، ہر گروہ اپنے آپ کو جنتی، اہل حق اور صراط مستقیم پر کہتا ہے۔ آخر جنتی گروہ کون سا ہے؟

حدیث شریف = ترمذی شریف ابواب الایمان میں حدیث نمبر 538 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل بہتر (72) فرقوں میں بٹ گئے اور میری اُمّت 73 فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ان میں سے ایک گروہ کے سوا باقی تمام فرقے جہنمی ہوں گے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! وہ ایک جنتی (گروہ) کون ہیں؟ فرمایا: وہ لوگ اسی طریقے پر رہیں گے، جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں۔

☆اس حدیث شریف سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

پہلی بات یہ معلوم ہوئی کہ اُمّت محمدیہ 73 فرقوں میں بٹ جائے گی۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ تمام فرقے صحیح نہیں ہیں۔ یہ کہنا کہ سب فرقے صحیح ہیں۔ یہ بات حضور ﷺ کے ارشاد کے خلاف ہے۔ صحیح اور حق پر صرف ایک گروہ ہوگا، بقیہ تمام دوزخ میں جائیں گے۔

تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ جنتی گروہ کی نشانی یہ ہوگی کہ وہ حضور ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے طریقوں پر عمل پیرا ہوگا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس وقت دنیا میں ایسا کون سا خوش نصیب گروہ ہے جو نبی پاک ﷺ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے طریقوں پر عمل پیرا ہے۔ آیئے آپ کی خدمت میں احادیث اور روایات بیان کرتا ہوں، جنہیں سن کر آپ خود ہی فیصلہ کیجئے گا کہ اس دور میں یہ تمام نشانیاں کس مسلک میں پائی جاتی ہیں۔

☆ نام محمد ﷺ پر انگوٹھے چومنا:

مسند دیلمی اور مقاصد الحسنہ میں امام سخاوی علیہ الرحمہ صفحہ نمبر 382 پر نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کلماتِ اذان کا جواب دیتے ہوئے ''اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' پر پہنچے تو اپنی انگلیوں کے پورے چوم کر آنکھوں سے لگا لئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میرے دوست (ابوبکر) جیسا عمل کیا، اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

☆ تفسیر روح البیان ساتویں جلد صفحہ نمبر 272 پر مفسر قرآن علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ، امام ابوطالب مکی علیہ الرحمہ سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سفیان بن عیینہ علیہ الرحمہ نے بیان کیا۔ دس محرم الحرام بروز جمعہ رسول پاک ﷺ مسجد

نبوی میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ ستون کے قریب تشریف فرما ہوئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ کہتے ہوئے "قُرَّةُ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُولَ اللهِ" انگوٹھے آنکھوں سے لگا لئے۔ اذان مکمل ہونے کے بعد نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر: جس نے بھی شوق ومحبت سے تجھ جیسا عمل کیا تو رب تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرمادے گا۔

محترم حضرات! نام محمد ﷺ پر انگوٹھے چومنا ہمیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سکھایا اور یہ آپ رضی اللہ عنہ کا طریقہ ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ ادا صرف اور صرف مسلک حق اہلسنت میں ہی نظر آئے گی۔

☆ حی علی الصلوٰۃ پر کھڑا ہونا:

حدیث شریف = مصنف عبدالرزاق، امام طبرانی معجم الکبیر میں حدیث نمبر 485 اور کنزالعمال میں حدیث نمبر 23273 نقل ہے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ حجرۂ اقدس میں تشریف فرما تھے اور مؤذن کے کلمات کا جواب اسی طرح دیا۔ جب مؤذن نے حی علی الصلوٰۃ کہا، آپ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوگئے۔

حدیث شریف = مسند البزار میں حدیث نمبر 3381 اور سنن الکبریٰ میں حدیث نمبر 2297 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ، قد قامت الصلوٰۃ کہتے تھے تو رسول کریم ﷺ تکبیر کے ساتھ کھڑے ہوجاتے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عمل:

1......سنن الکبریٰ دوسری جلد صفحہ نمبر 20 پر نقل ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ ''قد قامت الصلوٰۃ'' پر نماز کے لئے تیزی سے کھڑے ہوجاتے۔

2......مصنف عبدالرزاق جلد اول صفحہ نمبر 550 پر نقل ہے کہ موذن نے نماز کے لئے اقامت کہی تو جب وہ ''قد قامت الصلوٰۃ'' کہنے لگا تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے۔

3......مصنف عبدالرزاق جلد اول صفحہ نمبر 506 پر نقل ہے کہ حضرت عطیہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے، جونہی موذن نے اقامت کہنا شروع کی۔ ہم اٹھ کھڑے ہوئے تو حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ، پس جب موذن ''قد

قامت الصلوٰۃ'' کہنے لگے، تب کھڑے ہونا۔

محترم حضرات! آپ نے نبی پاک ﷺ اوران کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے طریقے کو دیکھا، اقامت کے وقت پہلے سے کھڑے نہ ہوتے تھے بلکہ ''حی علی الصلوٰۃ اور قد قامت الصلوٰۃ'' پر کھڑے ہوتے تھے لہذا معلوم ہوا کہ یہ طریقہ نبی پاک ﷺ اوران کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا ہے اور یہ طریقہ صرف اورصرف مسلک حق اہلسنت و جماعت میں نظر آئے گا۔

☆اذان کے بعد درود پڑھنا:

حدیث شریف = ترمذی شریف ابواب المناقب میں حدیث نمبر 1549 نقل ہے۔حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جب موذن سے اذان سنو تو وہی کلمات تم بھی کہو پھر مجھ پر درود شریف بھیجو۔اس لئے کہ جو شخص مجھ پر درود شریف بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے پھر میرے لئے وسیلہ مانگو، بے شک وہ جنت کا ایک درجہ ہے جورب تعالیٰ کے بندوں میں سے صرف ایک بندہ کے لئے ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں اور جو آدمی میرے لئے وسیلہ مانگے، اس کے لئے میری شفاعت ضروری ہوگئی۔

محترم حضرات! آج کے اس دور میں اذان کے بعد درود کون پڑھتے ہیں جو طریقہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ہمیں بتایا، اس پر کون عمل کر رہا ہے۔ صرف اور صرف مسلک حق اہلسنت و جماعت ہی ہیں جو اذان کے بعد درود بھیجتے ہیں۔

☆ شفاعت اور یارسول اللہ ﷺ:

حدیث شریف = ابن ماجہ میں حدیث نمبر 1443 نقل ہے۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک نابینا شخص نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے شفا عطا فرمائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چاہو تو صبر کرو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اس نے عرض کیا۔ دعا فرما دیجئے۔ آپ ﷺ نے اسے اچھی طرح وضو کرنے اور دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم دیا اور فرمایا۔ یہ دعا مانگو:

اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بمحمد نبی الرحمۃ یا محمد (یارسول اللّٰہ) انی قد توجھت بک الی ربی فی حاجتی ھذاہ لتقضیٰ لی اللھم فشفعہ فی

یااللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیرے نبیٔ رحمت کے وسیلہ سے حاضر ہوں۔اے محمد ﷺ! میں اپنے رب کی بارگاہ میں اپنی حاجت روائی کے لئے آپ کو وسیلہ بناتا ہوں۔اے اللہ! میرے حق میں آپ ﷺ کی شفاعت قبول فرما۔

مسند احمد چوتھی جلد صفحہ نمبر 134 پر نقل ہے کہ اس نابینا نے اس طرح عمل کیا تو اس کی آنکھوں کی روشنی لوٹ آئی۔

محترم حضرات! اس حدیث سے واضح ہوگیا کہ یا محمد ﷺ یعنی یارسول اللہ ﷺ کہنے کی تعلیم اور وسیلے سے مانگنے کی تعلیم بھی حضور ﷺ نے خود دی، چنانچہ یہ دونوں نشانیاں بھی اس دور میں سوائے مسلک حق اہلسنت کے کسی اور گروہ میں نظر نہیں آئیں گی۔

☆ میلادِ رسولِ کریم ﷺ:

1۔حدیث شریف = مسلم شریف کتاب الصیام میں حدیث نمبر 2646 نقل ہے۔حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ سے سوموار (پیر) کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔اسی دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر (پہلی) وحی نازل ہوئی تھی۔

2۔ نویں صدی کے مجدد امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ اپنی کتاب ''حسن المقصد فی عمل المولد'' کے صفحہ نمبر 64 پر فرماتے ہیں کہ یوم میلاد النبی ﷺ منانے کے حوالے سے ایک اور دلیل مجھ پر ظاہر ہوئی ہے۔ جسے امام بیہقی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے اعلان نبوت کے بعد بکرے ذبح کئے اور یہ عمل نبی کریم ﷺ کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمۃ للعالمین اور اپنی اُمّت کے مشرف ہونے کی وجہ سے اپنی ولادت کی خوشی کے اظہار کے لئے تھا۔

محترم حضرات! آپ نے نبی کریم ﷺ کا طریقہ سنا، ولادت کی خوشی میں ہر پیر کو روزہ رکھا اور بکرے ذبح کئے۔ آج کے اس دور میں میلاد کی خوشیاں روزہ رکھ کر، جانور ذبح کر کے لوگوں کو کھانا کھلانا، صدقات و خیرات کرنا اور محافل میلاد شایان شان طریقے سے منانا کس گروہ میں ہے۔ یہ صرف اور صرف مسلک حق اہلسنت و جماعت میں ہے۔ حضور ﷺ کا یہ طریقہ بھی اسی مسلک میں نظر آتا ہے۔

☆ بعد از وصال حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض گزاری:

1 ...... گیارہویں صدی کے مجدد شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی

کتاب جذب القلوب کے صفحہ نمبر 284 پر نقل فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی تدفین کے تین روز بعد ایک اعرابی آیا اور قبرِ انور پر گر پڑا۔ قبرِ انور کی خاک اپنے سر پر ڈالتا تھا اور کہتا تھا کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ نے جو کچھ خدا تعالیٰ سے سنا، وہ ہم نے آپ سے سنا اور آپ نے خدا تعالیٰ سے یاد کیا، میں نے آپ سے یاد کیا اور وہ آیت ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ

میں نے اپنے اوپر ظلم کیا اور آپ کے پاس اس لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ میرے لئے استغفار فرمائیں۔ قبرِ انور سے آواز آئی، جا تجھے بخش دیا گیا۔

2......امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ حضرت امام ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ اپنی مصنف میں روایت نمبر 12051 نقل فرماتے ہیں۔ اس روایت کو امام بیہقی نے دلائل النبوت میں بھی نقل فرمایا کہ دور فاروقی میں قحط پڑا۔ حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی قبرِ انور پر حاضر ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے بارش مانگئے کیونکہ ہم ہلاک ہورہے ہیں۔

حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کو خواب میں نبی کریم ﷺ کی

زیارت ہوئی اور ارشاد فرمایا: عمر ابن خطاب کے پاس جاؤ، انہیں میرا اسلام پہنچاؤ اور لوگوں کو خبر دو کہ بارش برسنے والی ہے۔

محترم حضرات! ایسے کئی واقعات صحابہ کرام علیہم الرضوان کے موجود ہیں کہ ان کا یہ طریقہ رہا کہ بارگاہ رسالت میں آ کر عرض گزاری کیا کرتے تھے۔ آج یہ صحابہ کرام کا طریقہ کس گروہ میں پایا جاتا ہے؟ جواب یہی آئے گا کہ صرف اور صرف اہلسنت و جماعت میں، بقیہ تو اسے شرک و حرام کہہ دیتے ہیں۔

☆حضور ﷺ کا عطائی علم غیب:

1۔حدیث شریف = مسلم شریف کتاب الجہاد والسیر میں حدیث نمبر 4621 نقل ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (جنگ بدر سے پہلے نبی پاک ﷺ میدان بدر میں تشریف لے گئے) اور فرمایا: یہ فلاں شخص کے قتل ہونے کی جگہ ہے۔ آپ ﷺ نے اپنا دست اقدس زمین پر رکھ کر بتایا کہ اس، اس جگہ (فلاں، فلاں شخص قتل ہوگا) نبی کریم ﷺ نے جس جگہ دست اقدس رکھا تھا، ان میں سے ہر ایک اسی جگہ مارا گیا۔

2۔ حدیث شریف = مسلم شریف کتاب فضائل صحابہ میں حدیث نمبر 6248 نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی

پاک ﷺ ''حرا'' پہاڑ پر موجود تھے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم تھے۔ چٹان حرکت کرنے لگی تو آپ ﷺ نے فرمایا: رک جا! کیونکہ تیرے اوپر نبی، صدیق اور شہید موجود ہیں۔

محترم حضرات! عطائی علم غیب کے متعلق احادیث پر پوری پوری کتابیں مالا مال ہیں مگر ہم نے دو بیان کیں، حدیث شریف سننے کے بعد آپ نے جان لیا ہوگا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان، حضور ﷺ کے عطائی علم غیب کو مانتے تھے۔ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ رسول رحمت ﷺ اپنے رب کی عطا سے غیب کی خبریں جانتے ہیں۔ الحمدللہ! یہ عقیدہ اس دور میں صرف اور صرف مسلک حق اہلسنت و جماعت کا ہے۔

☆تبرکات رسول ﷺ کی تعظیم:

1۔حدیث شریف = حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس نبی پاک ﷺ کا جبہ مبارک تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم اسے دھو کر اس کا پانی بیماروں کو پلایا کرتے تھے تاکہ وہ شفایاب ہو جائیں۔

(مسلم شریف، کتاب اللباس، حدیث نمبر 5409)

2۔ بخاری شریف کتاب الوضو میں حدیث نمبر 170 نقل ہے۔ حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ہمارے پاس نبی پاک ﷺ کے کچھ موئے مبارک ہیں۔ ہم نے ان کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس سے یا ان کے گھر والوں کے پاس سے حاصل کیا تو حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر (ان بالوں میں سے) ایک بال بھی میرے پاس ہوتا تو وہ (بال مبارک) مجھے پوری دنیا سے عزیز و محبوب ہوتا۔

محترم حضرات! صحابہ کرام علیہم الرضوان، تبرکات رسول کی کتنی تعظیم کرتے تھے کہ بال مبارک کو اپنے پاس ادب و تعظیم سے رکھتے اور اسے دنیا بھر سے زیادہ محبوب جانتے۔ آج کے اس دور میں کون سا گروہ ہے، جن کے پاس کثرت سے موئے مبارک اور تبرکات ہیں۔ کون سا گروہ ان کی زیارت کرواتا ہے؟

تو جواب یہی آئے گا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اس طریقے کو صرف اور صرف مسلک حق اہلسنت و جماعت نے مضبوطی سے تھاما ہوا ہے۔

☆نعت پاکِ مصطفی ﷺ:

حدیث شریف = ابوداؤد، کتاب الادب میں حدیث نمبر 1580 نقل

ہے۔حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جناب رسول اللہ ﷺ، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لئے مسجد میں منبر رکھواتے تو وہ اس پر کھڑے ہو کر (نعتیہ اشعار شان رسالت میں پڑھ کر) ان کی ہجو کرتے، جنہوں نے رسول محتشم ﷺ کی توہین کی ہوتی۔رسول رحمت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک روح القدس (جبریل امین علیہ السلام) بھی حسان کے ساتھ ہے، جب تک رسول رحمت ﷺ کی طرف سے لڑتے رہیں گے۔

محترم حضرات! آپ نے ابوداؤد شریف کی حدیث پاک سماعت فرمائی۔ نبی کریم ﷺ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لئے منبر رکھواتے اور نعت شریف پڑھواتے۔اس کے علاوہ کئی صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور ﷺ کی نعت شریف لکھا کرتے۔موجودہ دور میں محفل نعت کثرت سے کس گروہ میں کی جاتی ہے؟ کس گروہ کے علماء و اکابرین نے کثرت کے ساتھ نعتیں لکھ کر حضور ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے طریقے پر چل رہے ہیں؟ تو جواب یہی آئے گا کہ صرف اور صرف مسلک حق اہلسنت و جماعت ہی ہے۔

☆ہاتھ اور پاؤں چومنا:

1۔حدیث شریف =ابوداؤد شریف ابواب السلام میں حدیث نمبر 1784 نقل ہے۔حضرت زارع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم (وفد عبدالقیس) مدینۂ منورہ جب حاضر ہوتے تو اپنی سواریوں سے جلدی اترتے تھے اور حضور ﷺ کے ہاتھ مبارک اور پاؤں مبارک چومتے تھے۔

2۔امام بخاری علیہ الرحمہ اپنی کتاب ادب المفرد میں صفحہ نمبر 195 پر نقل فرماتے ہیں کہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مولا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ (اپنے چچا) حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مبارک اور پاؤں مبارک چومتے تھے۔

3۔امام بخاری علیہ الرحمہ اپنی کتاب ادب المفرد کے صفحہ نمبر 194 پر نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ کیا آپ نے حضور ﷺ کے ہاتھ مبارک کو چھوا ہے تو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ہاں! تو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو چوما۔

محترم حضرات! علماء، مشائخ، سادات کرام اور والدین کے ہاتھ اور پاؤں چومنا اس دور میں آپ کو صرف اور صرف مسلک حق اہلسنت و جماعت میں ہی ملے گا۔صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ طریقہ بھی اہلسنت کے حصے میں آیا۔

☆ اہل اللہ کے مزارات پر حاضری:

1۔حدیث شریف = امام سیوطی علیہ الرحمہ اپنی کتاب شرح الصّدور میں نقل فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ شہدائے احد کی قبور پر ہر سال تشریف لاتے۔ پھر حضرات صحابہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم بھی اسی طرح کرتے۔

محترم حضرات! معلوم ہوا کہ ہر سال نیک لوگوں کے مزارات پر آنا، نبی کریم ﷺ اور خلفاء ثلاثہ کا طریقہ ہے۔ آپ خود بتائیے یہ طریقہ کس گروہ میں ہے۔ جواب یہی آئے گا کہ صرف اور صرف مسلک حق اہلسنت و جماعت میں ہی ملے گا۔

☆ قبور پر دعائیں مانگنا:

فتح القدیر، باب الشہید جلد دوم، صفحہ نمبر 102 پر نقل ہے۔ نبی کریم ﷺ بقیع شریف تشریف لاتے اور پھر وہاں کھڑے ہو کر دعا فرماتے۔

محترم حضرات! اس روایت سے معلوم ہوا کہ قبور پر حاضری دینا اور پھر وہیں کھڑے رہ کر دعا کرنا نبی پاک ﷺ کی سنت ہے۔ آپ ﷺ کی یہ سنت بھی ہمیں مسلک حق اہلسنت و جماعت ہی میں نظر آتی ہے۔

☆ کھانا سامنے رکھ کر کچھ پڑھنا اور دعا کرنا:

1۔حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ غزوۂ تبوک میں لوگ جب (کھانا نہ ہونے کی وجہ سے) خوف زدہ ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! لوگوں کا بچا کھچا کھانا منگوایئے اور اس کھانے پر اللہ تعالیٰ سے برکت کی دعا کیجئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں! آپ ﷺ نے دسترخوان بچھوایا اور فرمایا: کسی کے پاس جو کچھ بچا ہے، لے آؤ، کوئی مٹھی بھر جوار لایا، کوئی مٹھی بھر کھجور لایا، کوئی روٹی کا ٹکڑا لے آیا۔ یہاں تک کہ دسترخوان پر تھوڑا بہت ذخیرہ ہو گیا پھر آپ ﷺ نے اس پر برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا کہ اپنے اپنے برتن بھر لو۔ (مسلم شریف)

2۔حدیث شریف = بخاری شریف اور مسلم شریف میں حدیث نقل ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار کریم ﷺ نے کھانا سامنے رکھ کر کچھ پڑھا اور دعا فرمائی۔

محترم حضرات! کھانا سامنے رکھ کر دعا مانگنا اور کچھ پڑھنا یہ نبی پاک ﷺ کا طریقہ ہے۔ حضور ﷺ کا یہ طریقہ صرف اور صرف مسلک حق اہلسنت و جماعت میں رائج ہے۔

یہ میں نے چند نشانیاں جنتی گروہ کی ذکر کی ہیں، جنہیں سن کر آپ نے بخوبی اندازہ لگالیا ہوگا کہ موجودہ دور میں اگر کسی گروہ میں نبی پاک ﷺ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے طریقے نظر آتے ہیں، تو وہ صرف اور صرف مسلک حق اہلسنت و جماعت ہیں جو کہ صراط مستقیم یعنی سیدھے راستے پر ہیں۔ اسی راستے پر جس پر حضور ﷺ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم تھے۔ اہلسنت و جماعت واحد مسلک ہے جس میں آپ کو ادب ہی ادب ملے گا۔ بس اس گروہ کو مضبوطی سے تھامے رہئے اور اس سے ہٹ کر جتنے فرقے ہیں، ان کی دوستی، محبت اور ان کی باتیں سننے سے کوسوں دور رہئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مذہب مہذب اہلسنت و جماعت پر ثابت قدمی عطا فرمائے اور شیطان کے مکر و فریب سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

ذکر اللہ کی فضیلت اور برکتیں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۃ البقرہ آیت نمبر 152 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جو آیت میں نے خطبہ میں تلاوت کی، ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

القرآن: فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ

ترجمہ: تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا۔

امام محمد غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم میں حضرت ثابت بنانی علیہ الرحمہ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ مجھے اس گھڑی کا علم ہے جس گھڑی میں میرا رب مجھے یاد فرماتا ہے۔ حاضرین نے جھنجھلا کر پوچھا کہ عالیجاہ! آپ کو کیسے پتا چلتا ہے؟ فرمایا: جب میں اس کا ذکر کرتا ہوں تو وہ بھی مجھے یاد فرماتا ہے۔

محترم حضرات! اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے کتنے خوش نصیب ہیں کہ رب تعالیٰ جیسی عظیم ہستی انہیں یاد کرتی ہے۔ ہم عام مجلسوں میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں، وہ فرشتوں کی اعلیٰ مجلسوں میں ہمیں یاد فرماتا ہے۔ ایک دوسرے مقام پر سورۂ نساء آیت نمبر 103 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ

ترجمہ: پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو، کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اس آیت کا معنی یہ ہے کہ دن رات، خشکی وتری، سفر وحضر، غربت و مالداری، مرض وصحت اور پوشیدہ واعلانیہ ہر حالت میں رب تعالیٰ کا ذکر کرو۔

محترم حضرات! اسلام کا مزاج دیکھئے۔ ہمیں ہر چیز کی دعا سکھائی گئی، کھانا کھانے سے پہلے دعا، کھانا کھانے کے بعد دعا، پانی پینے سے پہلے دعا، پانی پینے کے بعد دعا، سونے سے پہلے دعا' اٹھنے کے بعد دعا، گھر سے نکلتے وقت دعا، گھر میں داخل ہو تو دعا، آئینہ دیکھو تو دعا، بالوں میں تیل لگاؤ تو دعا، دودھ پیو تو دعا اور بھی کئی مواقع ہیں، جہاں دعا کی تعلیم دی گئی ہے، کیوں؟ اس لئے تا کہ بندۂ مومن کی زبان ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہے۔

اب احادیث کی روشنی میں ذکر اللہ کی فضیلت اور برکتیں سماعت فرمائیں۔

☆ ذکر کرنے والوں کا مقام:

حدیث قدسی = صحیح بخاری کتاب التوحید میں حدیث نمبر 7405 نقل ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ جب میرا بندہ مجھے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے تنہا یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا ذکر مجمع (مجلس) میں کرتا ہے تو میں اس سے بہتر مجمع (مجلس) میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ اگر وہ ایک بالشت مجھ سے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب

آ تا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ میرے پاس چل کر آ تا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آ تا ہوں۔

مذکورہ حدیث قدسی میں دوڑنے سے مراد بندے کی فریاد رسی اور قبولیت دعا میں رب تعالیٰ جلدی فرماتا ہے۔

☆ذکر کے وقت ہونٹوں پر رحمت:

حدیث شریف = ابن ماجہ، کتاب الادب میں حدیث نمبر 7392 نقل ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔جب بندہ میرے ذکر سے اپنے ہونٹ ہلاتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔

☆ذکر کرنے والے زندہ نہ کرنے والے مردہ:

حدیث شریف = بخاری شریف اور مسلم شریف دونوں میں حدیث پاک نقل ہے۔حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور جو ذکر نہیں کرتا، ان دونوں کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔ذکر کرنے والا زندہ اور ذکر نہ کرنے والا مردہ ہے۔

☆ چار چیزیں جسے ملیں، اسے ہر خیر مل گئی:

حدیث شریف = طبرانی شریف اور مجمع الزوائد میں حدیث پاک نقل ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: چار چیزیں ایسی ہیں جس کو وہ مل گئیں، اس کو دنیا و آخرت کی ہر خیر مل گئی۔

1......ایسی بیوی جو اپنے نفس میں خیانت نہ کرے، یعنی پاک دامن رہے اور شوہر کے مال میں خیانت نہ کرے۔

2......مصیبتوں پر صبر کرنے والا بدن۔

3......شکر کرنے والا دل۔

4......اور ذکر کرنے والی زبان۔

☆ ذکر کی توفیق احسان عظیم ہے:

حدیث شریف = مجمع الزوائد میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی طرف سے روزانہ دن میں بندوں پر احسان اور صدقہ ہوتا رہتا ہے لیکن کوئی احسان کسی بندے پر اس سے بڑھ کر نہیں کہ اس کو رب تعالیٰ اپنے ذکر کی توفیق نصیب فرما دے۔

محترم حضرات! واقعی اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے اس سے بڑھ کر کوئی احسان نہیں کہ بندے کو ذکر والی زبان مل جائے۔ یہی وہ نعمت ہے جو بندۂ مومن کو دونوں جہاں میں سرخرو کرتی ہے۔ اس نعمت کے علاوہ تمام نعمتیں مال و دولت، عزت و شہرت اور دیگر نعمتیں دنیا میں ہی رہ جائیں گی مگر ذکر اللہ کی برکتیں مرنے کے بعد بھی ملتی رہتی ہیں۔

☆عرش کے نور میں غوطہ زن:

حدیث شریف = الترغیب والترہیب، کتاب الذکر والدعاء جلد دوم صفحہ نمبر 242 پر حدیث نمبر 2300 نقل ہے۔ حضرت ابو مخارق علیہ الرحمہ سے مرسل روایت ہے کہ رسول محتشم ﷺ نے ارشاد فرمایا: معراج کی رات عرش کے نور میں نہائے ہوئے ایک شخص کے پاس سے میرا گزر ہوا۔ میں نے کہا: یہ کون ہے؟ کیا کوئی فرشتہ ہے؟ عرض کی گئی ''نہیں'' میں نے دوبارہ کہا: کیا یہ نبی ہے؟ عرض کی گئی ''نہیں'' تو میں نے کہا تو پھر یہ شخص کون ہے؟ عرض کی گئی۔ یہ وہ شخص ہے دنیا میں جس کی زبان ذکر اللہ سے تر رہتی تھی۔ اس کا دل مسجدوں میں لگا رہتا تھا اور اس نے کبھی بھی اپنے والدین کو برا نہیں کہا۔

☆نرم نرم بستروں پر ذکر کرنے والے:

حدیث شریف = مسند ابو یعلیٰ اور مجمع الزوائد میں حدیث پاک نقل ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: بہت سے لوگ ایسے ہیں جو نرم نرم بستروں پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس ذکر کی برکت سے ان کو جنت کے اعلیٰ درجوں میں پہنچا دیتا ہے۔

☆ذکر اللہ کے بغیر گزرے لمحات پر افسوس:

جامع صغیر میں امام سیوطی علیہ الرحمہ حدیث نقل فرماتے ہیں: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت والوں کو جنت میں جانے کے بعد دنیا کی کسی چیز پر افسوس نہیں ہوگا، سوائے اس گھڑی کے جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر گزری ہوگی۔

☆زبان و دل سے ذکر کرنے والا سایۂ عرش میں:

حلیۃ الاولیاء چوتھی جلد صفحہ نمبر 48 پر حدیث نمبر 4705 نقل ہے۔ حضرت وہب بن منبہ علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت سے عرض کی: اے اللہ! جو اپنی زبان اور دل سے تیرا ذکر کرے، اس کے لئے کیا جزاء ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں قیامت کے دن اسے اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرماؤں گا اور اسے اپنی رحمت میں رکھوں گا۔

☆آخری سانس تک ذکراللہ کرتے رہو:

حدیث شریف = کتاب الزہد کے صفحہ نمبر 386 پر حدیث نمبر 2316 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے یہ وحی نہیں کی گئی کہ مال جمع کروں اور تاجروں میں سے رہوں لیکن مجھے یہ وحی کی گئی ہے کہ اپنے رب کی تسبیح بولوں اور سجدہ کرنے والوں میں ہوں اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو حتیٰ کہ تمہیں موت آ جائے۔

☆ذکر کی مجالس کی فضیلت:

اب احادیث کی روشنی میں ذکر کی مجالس کی فضیلت بیان کرتا ہوں تا کہ جو لوگ اپنے گھروں پر یا دیگر مقامات پر مجالس ذکر منعقد کرتے ہیں، وہ خوش ہوجائیں کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا انعام ہے۔

☆گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا جاتا ہے:

حدیث شریف = مسند ابویعلیٰ اور مجمع الزوائد میں حدیث پاک نقل ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا: جولوگ اللہ تعالیٰ کے لئے جمع ہوں اور ان کا مقصود صرف رب تعالیٰ کی رضا ہوتو آسمان سے ایک فرشتہ (اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس مجلس کے ختم ہونے پر)

اعلان کرتا ہے، بخشے بخشائے اُٹھ جاؤ۔تمہاری برائیوں کونیکیوں سے بدل دیا گیا۔

☆مجلس ذکر کوفرشتے رحمت سے ڈھانپ لیتے ہیں:

حدیث شریف = صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء میں حدیث نمبر 2700 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جولوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے جمع ہوتے ہیں ۔فرشتے انہیں گھیر لیتے اوررحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اوررب تعالیٰ فرشتوں کے سامنے ان کا چرچا کرتا ہے۔

☆20لاکھ بُری مجلسوں کا کفارہ:

حدیث شریف = امام دیلمی علیہ الرحمہ فردوس الاخبار باب الالف میں حدیث نمبر 587 نقل کرتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے۔اچھی محفل مومن کے لئے بیس لاکھ بری مجلسوں کا کفارہ ہے۔

☆مغفرت کے پروانے:

حدیث شریف = سنن الترمذی میں حدیث نمبر 3611 نقل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اورحضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورکائنات ﷺ نے ارشادفرمایا: اللہ تعالیٰ نے نامۂ اعمال لکھنے والے

فرشتوں کے علاوہ ایسے فرشتوں کو پیدا فرمایا، جو زمین میں سیاحت (سیر) کرتے رہتے ہیں، جب وہ کسی قوم کو ذکر میں مشغول پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو پکارتے اور کہتے ہیں ''اپنے مطلوب کی طرف آؤ'' پھر وہ سب جمع ہو جاتے ہیں اور اہل ذکر کو آسمان تک گھیر لیتے ہیں (اختتام محفل کے بعد جب واپس لوٹتے ہیں تو) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ وہ کیا کر رہے تھے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں: یا اللہ وہ تیری حمد، تیری بزرگی اور تسبیح بیان کر رہے تھے۔ ارشاد فرماتا ہے: کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو اور بھی زیادہ تیری تسبیح بیان کرتے۔ ارشاد فرماتا ہے: وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ عرض کرتے ہیں: جہنم سے...... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: نہیں...... ارشاد فرماتا ہے: اگر وہ جہنم کو دیکھ لیں تو ان کی کیا حالت ہو؟ عرض کرتے ہیں: اگر وہ اسے دیکھ لیں تو اور زیادہ اس سے بھاگیں اور نفرت کریں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وہ کیا طلب کر رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں، وہ جنت طلب کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ عرض کرتے ہیں: نہیں...... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر وہ جنت کو دیکھ

لیتے تو کیا کرتے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: اس کی طلب میں اور زیادہ کوشش کرتے۔ ارشاد فرماتا ہے: میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں: ان میں فلاں بن فلاں بھی تھا جو (ذکر کے لئے نہیں بلکہ) اپنی کسی ضرورت کے لئے آیا تھا...... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ ایسے لوگ ہیں جن کا ہم نشین بھی محروم نہیں رہتا۔

محترم حضرات! سبحان اللہ! ذکر کی مجلسوں کی کتنی فضیلت ہے۔ ہر ہر گھر، ہر ہر علاقے میں ذکر کی محفلیں سجائی جانی چاہئے تا کہ برکتیں اور رحمتیں ہمارے گھروں اور علاقوں میں نازل ہوں اور ہماری مشکلات حل ہو جائیں۔ اب آپ کی خدمت میں بزرگوں کے اقوال ذکر کی فضیلت و اہمیت کے متعلق پیش کرتا ہوں۔

☆ روشن ستارے:

حضرت امام محمد بن محمد غزالی علیہ الرحمہ اپنی مایہ ناز کتاب احیاء العلوم کی پہلی جلد صفحہ نمبر 891 پر نقل فرماتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جن گھروں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے۔ اہل آسمان ان گھروں کو ایسے دیکھتے ہیں جیسے تم ستاروں کو دیکھتے ہو۔

☆ذاکرین سے شیطان اور دنیا دور:

حضرت سفیان بن عیینہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جب لوگ ذکر اللہ کے لئے جمع ہوتے ہیں تو شیطان اور دنیا علیحدہ ہوجاتے ہیں۔ شیطان دنیا سے کہتا ہے: تو دیکھ رہی ہے کہ یہ کیا کررہے ہیں؟ دنیا کہتی ہے: انہیں چھوڑ دے، جونہی یہ ذکر سے فارغ ہوں گے، میں انہیں گردنوں سے پکڑ کر تیرے حوالے کردوں گی۔

☆عیش پرست محروم:

کتاب الزہد صفحہ نمبر 324 پر نقل ہے۔ حضرت جعفر علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمہ کو فرماتے سنا کہ عیش پرست ذکر الٰہی جیسی نعمت نہیں پاسکتے۔

☆ذکر اللہ کی برکت:

حلیۃ الاولیاء جلد دوم صفحہ نمبر 494 پر حضرت جعفر بن سلیمان علیہ الرحمہ کا ارشاد نقل کرتے ہیں۔ میں نے حضرت ثابت بنانی علیہ الرحمہ کو فرماتے سنا کہ تم میں سے جو کوئی ہر روز ایک ساعت کے لئے بھی ذکر اللہ میں مشغول ہو تو اس کا دن منافع بخش ہے۔

☆گناہوں کے بوجھ سے آزاد:

فیض القدیر جلد اول صفحہ نمبر 585 پر نقل ہے۔حضرت جعفر علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے حضرت ثابت بنانی علیہ الرحمہ کو فرماتے سنا کہ ذکر اللہ کرنے والے اس حال میں ذکر کی محفل سجاتے ہیں کہ پہاڑوں کی مثل گناہوں کے بوجھ تلے دبے ہوتے ہیں لیکن جب ذکر کی محفل سے اٹھتے ہیں تو گناہوں کے بوجھ سے آزاد ہوتے ہیں (یعنی ان پر کوئی گناہ نہیں ہوتا)

☆اکابرین کا ذکر اللہ:

ہمارے اکابرین اور اسلاف ہمہ وقت اپنی زبان کو ذکر اللہ سے تر رکھتے تھے۔کوئی لمحہ فضولیات میں نہ گزارتے۔اس قدر کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے کہ آج دنیا میں ان کی مثالیں دی جاتی ہیں۔آیئے میں آپ کی خدمت میں چند اکابرین کے واقعات پیش کرتا ہوں۔ یاد رہے کہ صرف اللہ، اللہ کرنا ذکر الٰہی نہیں ہے بلکہ نماز، روزہ، درود شریف اور دیگر تسبیحات کرنا بھی ذکر الٰہی ہیں۔ اب اکابرین کی ذکر اللہ میں مشغولیت سماعت فرمائیں۔

☆حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور ذکر اللہ:

صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ میں حدیث نمبر 6359 نقل ہے۔حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

نے ان سے فرمایا: اے بھتیجے! میں نے رسول پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے قبل بھی تین برس تک نماز پڑھی ہے۔ حضرت عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا۔ اس وقت آپ کس کی عبادت کرتے تھے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کی۔ انہوں نے پوچھا کہ اس وقت آپ کس طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے؟ فرمایا: جس طرف اللہ تعالیٰ پھیر دیتا، اسی طرف رخ کر لیتا۔ جب میں رات کے وقت نماز کے لئے کھڑا ہوتا تو نماز ہی کی حالت میں سحری کا آخری وقت آ جاتا پھر مجھ میں سکت باقی نہ رہتی تو میں گر جاتا۔ یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا۔

☆ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ اور ذکر اللہ:

کتاب الزہد کے صفحہ نمبر 162 پر نقل ہے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ مجھے یہ پسند نہیں کہ مسجد کے دروازے پر میری دکان ہو اور میں یومیہ اس سے 300 دینار کماؤں اور تمام نمازیں بھی مسجد میں باجماعت ادا کروں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو حلال اور سود کو حرام قرار نہیں دیا بلکہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرا شمار ان لوگوں میں ہو، جنہیں خرید و فروخت ذکر الٰہی سے غافل نہیں کرتی۔

☆حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ساری رات ذکر اللہ:

طبرانی معجم الکبیر بارہویں جلد صفحہ نمبر 201 پر نقل ہے۔حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ساری رات نماز میں مصروف رہتے پھر فرماتے: اے نافع! کیا سحر کا وقت ہو چکا ہے؟ میں عرض کرتا: نہیں۔تو آپ رضی اللہ عنہ دوبارہ نماز میں مصروف ہوجاتے۔ کچھ دیر بعد پھر پوچھتے: اے نافع! کیا سحر کا وقت ہو چکا ہے؟

میں عرض کرتا: جی ہاں! سحر ہو چکی ہے۔تو پھر آپ رضی اللہ عنہ بیٹھ جاتے اور استغفار و دعا میں مشغول ہوجاتے۔

☆خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا اور ذکر اللہ:

مدارج النبوت جلد دوم کے صفحہ نمبر 623 پر نقل ہے۔امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اپنی والدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ آپ (بسا اوقات) گھر کی مسجد کے محراب میں رات بھر نماز میں مشغول رہتیں، یہاں تک کہ صبح صادق ہوجاتی۔

الروض الفائق کے صفحہ نمبر 541 پر نقل ہے کہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جب نکاح ہوا تو رخصتی کے بعد دونوں نے ساری رات

اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔

کتاب سفینۂ نوح حصہ دوم صفحہ نمبر 35 پر نقل ہے۔ مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کھانا پکانے کی حالت میں بھی قرآن مجید کی تلاوت جاری رکھتیں۔

☆حضرت اویس قرنی علیہ الرحمہ اور ذکر اللہ:

تاریخ مدینہ دمشق جلد 9 صفحہ نمبر 444 پر نقل ہے۔ حضرت اصبغ بن زید علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی علیہ الرحمہ جب شام کرتے تو فرماتے: یہ رات رکوع میں گزارنے کی ہے۔ پھر ساری رات رکوع میں گزار دیتے۔ اگلی شام آتی تو فرماتے: یہ رات سجدہ میں گزارنے کی ہے۔ پھر صبح تک سجدہ ہی میں رہتے (آپ کا معمول تھا کہ) جب شام ہوتی تو گھر میں موجود کھانے اور پہننے کی زائد اشیاء راہ خدا میں صدقہ کر دیتے، پھر بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے: اے اللہ! جو شخص بھوک اور بے لباسی کی حالت میں مر جائے تو مجھ سے اس کے بارے میں سوال نہ فرمانا۔

☆حضرت ابو مسلم خولانی علیہ الرحمہ کا ذکر الٰہی:

کتاب الزہد میں صفحہ نمبر 388 پر نقل ہے۔ حضرت شرحبیل بن مسلم علیہ

الرحمہ فرماتے ہیں کہ دو شخص حضرت ابو مسلم خولانی علیہ الرحمہ سے ملاقات کے لئے ان کے گھر گئے۔ اہل خانہ نے بتایا کہ آپ مسجد میں ہیں۔ چنانچہ دونوں مسجد میں آئے تو انہیں نماز میں مشغول پا کر اُن کے نماز سے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگے۔ دونوں نے آپ کی رکعات گنتی کرنا شروع کیں۔ ایک نے تین سو جبکہ دوسرے نے چار سو رکعات شمار کیں۔

☆ حضرت سعید بن مسیّب علیہ الرحمہ اور ذکر اللہ:

الطبقات الکبریٰ اور کتاب الزہد میں ہے کہ حضرت سعید بن مسیب علیہ الرحمہ پر چالیس سال ایسے گزرے کہ ایک وقت کی جماعت فوت نہ ہوئی۔ تیس برس ایسے گزرے کہ اذان سے پہلے مسجد میں پہنچ جاتے اور پچاس برس تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔

☆ حضرت عبداللہ بن غالب علیہ الرحمہ اور ذکر اللہ:

شعب الایمان باب فی الصلوات جلد سوم میں صفحہ نمبر 169 پر نقل ہے۔

حضرت عون بن ابی شداد علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن غالب علیہ الرحمہ چاشت کے وقت سو رکعت نفل ادا کرتے اور فرماتے: ہمیں عبادت کے لئے ہی پیدا کیا گیا اور اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ قریب ہے کہ مقربین بارگاہ الٰہی

دیگر کاموں سے رک جائیں اور عبادت ہی میں مصروف رہیں۔

☆حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمہ اور ذکر الٰہی:

تذکرۃ الاولیاء کے صفحہ نمبر 37 پر حضرت فرید الدین عطار علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمہ ساری ساری رات جاگ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔ آپ کی ایک بیٹی تھی۔ اس بیٹی نے ایک دن آپ سے کہا: ابا جان! آخر کبھی تو ذرا آرام کرلیا کریں۔ آپ نے فرمایا: اے میری بیٹی! تیرا باپ خوف سے ڈرتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ دین کی دولت میری طرف متوجہ ہو اور مجھے سوتا ہوا پائے۔

☆امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ اور ذکر اللہ:

ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ ایک مرتبہ مونچھیں ترشوانے کسی حجام کے پاس گئے۔ لبوں پر ذکر اللہ جاری تھا جس کی وجہ سے ہونٹ ہل رہے تھے۔ حجام انتظار کرتا رہا کہ آپ ذکر اللہ روکیں تو میں آپ کی مونچھیں تراشوں مگر آپ کے لبوں پر ذکر اللہ جاری رہا۔ بالآخر حجام نے عرض کی۔ امام صاحب! آپ تھوڑی دیر کے لئے ذکر اللہ موقوف کریں تاکہ میں آپ کی مونچھیں تراشوں کیونکہ آپ کے لب مبارک ہل رہے ہیں اور ایسی صورت میں مونچھیں تراشنے

سے ہونٹ کے کٹ جانے کا خدشہ ہے۔ یہ سن کر امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ فرمانے لگے۔ ہونٹ کٹتے ہیں تو کٹ جانے دو مگر میں ایک لمحہ کے لئے بھی ذکر اللہ نہیں روکوں گا۔

آپ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔ ساری ساری رات قیام میں کھڑے رہتے۔ ایسا محسوس ہوتا کہ کوئی ستون کھڑا ہوا ہے۔

☆غوث اعظم علیہ الرحمہ اور ذکر اللہ:

تفریح الخاطر اور بہجۃ الاسرار میں ہے کہ پیران پیر روشن ضمیر حضور غوث اعظم دستگیر علیہ الرحمہ روزانہ ایک ہزار نفل ادا فرماتے۔ پندرہ برس تک رات بھر میں ایک قرآن مجید مکمل فرماتے اور چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔

☆حضرت داؤد طائی علیہ الرحمہ اور ذکر اللہ:

امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے صف اول کے شاگرد اور مشہور صوفی بزرگ حضرت داؤد طائی علیہ الرحمہ روٹی کو پانی میں ڈبو کر کھایا کرتے تھے۔ روٹی کو چبا کر نہیں کھاتے تھے۔ کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ عالیجاہ! اس میں کیا حکمت ہے؟ آپ نے فرمایا: میں نے تخمینہ لگایا کہ روٹی کو چبا کر کھانے میں جتنا

وقت لگتا ہے، میں اتنے وقت میں قرآن مجید کی چالیس آیات تلاوت کر لیتا ہوں۔

☆حضرت ایوب سختیانی علیہ الرحمہ اور پوشیدہ ذکر اللہ:

حلیۃ الاولیاء تیسری جلد صفحہ نمبر 13 پر نقل ہے۔حضرت اسلام بن ابو مطیع علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ایوب سختیانی علیہ الرحمہ ساری رات جاگ کر ذکر اللہ کرتے لیکن اسے یوں چھپاتے کہ جب صبح ہوتی تو اپنی آواز اس طرح بلند کرتے، گویا ابھی ابھی (نیند سے) بیدار ہوئے ہیں۔

☆حضرت سلیمان بن طرخان علیہ الرحمہ اور ذکر اللہ:

حلیۃ الاولیاء تیسری جلد صفحہ نمبر 43 پر نقل ہے۔حضرت حماد بن سلمہ علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ ہم جب بھی حضرت سلیمان بن طرخان علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کو ذکر اللہ میں پایا۔ اگر نماز کا وقت ہوتا تو نماز پڑھتے ہوئے پاتے، اگر نماز کا وقت نہ ہوتا تو وضو کرتے ہوئے یا مریض کی عیادت کرتے ہوئے یا جنازہ کے ساتھ چلتے ہوئے یا مسجد میں بیٹھے ہوئے دیکھتے۔ہم یہ خیال کرتے تھے کہ آپ نافرمانی کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے۔

☆حضرت حسان بن ابو سنان علیہ الرحمہ اور ذکر اللہ:

حلیۃ الاولیاء تیسری جلد صفحہ نمبر 167 پر نقل ہے۔ حضرت عمارہ بن زاذان علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسان بن ابوسنان علیہ الرحمہ اپنی دکان کا دروازہ کھول کر دوات رکھتے۔ حساب کتاب کے کاغذ پھیلاتے اور پردہ لٹکا کر نماز شروع کر دیتے۔ جب کسی کے آنے کی آہٹ محسوس کرتے تو حساب کتاب میں مشغول ہوجاتے اور یہ ظاہر کرتے گویا حساب کتاب میں مصروف تھے۔

☆حضرت علی بن عبداللہ بن عباس علیہ الرحمہ اور ذکر اللہ:

حلیۃ الاولیاء تیسری جلد صفحہ نمبر 298 پر نقل ہے کہ آپ تابعین کرام میں سے ہیں۔ آپ کو ذاکرین کا سردار کہا جاتا ہے۔ آپ ہر روز ہزار سجدے کرتے اور پانچ سو رکعت نوافل ادا فرماتے۔

☆حضرت عبید بن عمیر علیہ الرحمہ اور ذکر اللہ کی تلقین:

حلیۃ الاولیاء تیسری جلد صفحہ نمبر 378 پر نقل ہے۔ حضرت مجاہد علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبید بن عمیر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جب سردی آتی ہے تو اہل قرآن سے کہا جاتا ہے: تمہاری نماز کے لئے رات طویل ہوگئی اور روزوں کے لئے دن چھوٹا ہوگیا۔ جان لو! اگر رات کی مشقت تمہیں تھکائے، دشمن سے لڑنے سے خوف محسوس ہو اور مال خرچ کرنے میں کنجوسی سے کام لو تو کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔

محترم حضرات! میں نے کچھ ہستیوں کے حالات آپ کی خدمت میں پیش کئے۔ واقعی انہوں نے ہی اپنی زندگی کے حقیقی مقصد کو سمجھا تھا جو ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرتے تھے مگر آج ہم ہیں جو اپنی زندگی کے قیمتی لمحات کو کھیل کود، فضول گوئی، فلمیں، ڈرامے، موسیقی، موبائل، واٹس اپ، انٹرنیٹ، فیس بک اور دیگر کاموں میں ضائع کررہے ہیں۔ ہمیں ذرہ برابر بھی یہ احساس نہیں کہ ہماری زندگی برف سے بھی تیزی سے پگھل رہی ہے۔ یہ وقت واپس نہیں آئے گا۔

خدارا! اپنے ان زندگی کے قیمتی لمحات کو انمول بنالو۔ ذکر اللہ میں گزارلو، یہ سانس جب تک چل رہی ہے، ہم اپنے مولا کا ذکر کرسکتے ہیں جس دن یہ سانس کی مالا ٹوٹ گئی، موت کا فرشتہ آن پہنچا اور ہم اندھیری قبر میں گئے۔ اس دن ہمیں ایک مرتبہ ''سبحان اللہ'' کہنے کی بھی مہلت نہ ملے گی۔ اب بھی وقت ہے، سنبھل جائیں پھر پچھتاوے کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے ذاکرین بندوں میں شمار کرلے۔ ہمیں ذکر والی زبان، شکر والا دل اور اپنی یاد میں فنا رہنے والا وجود نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

سایۂ عرش پانے والے خوش نصیب

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ کہف سے آیت نمبر 110 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے مخلوق کو پیدا فرمایا۔ ایسی ایسی مخلوقات پیدا فرمائیں کہ عقل انسانی حیرت زدہ ہے۔ انہی مخلوقات میں عقل انسانی کو حیرت زدہ کردینے والی ایک مخلوق عرش عظیم بھی ہے جو کہ بغیر ستونوں کے قائم ہے اور اس خالق کائنات جل جلالہ کی قدرت کا عظیم شاہکار ہے اور مخلوق میں سب سے بڑا ہے جیسا کہ امام قرطبی علیہ الرحمہ الجامع لاحکام القرآن کی چوتھی جلد کے صفحہ نمبر 159 پر فرماتے ہیں کہ عرش، اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سب سے بڑا ہے۔

علامہ راغب اصفہانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے عرش کی حقیقت کو کوئی نہیں جانتا۔ ہم صرف اس کا نام جانتے ہیں۔

محترم حضرات! عنقریب وہ دن آنے والا ہے، جسے روز محشر کہا جاتا ہے، جس دن کسی کے بھی بدن پر کپڑا نہ ہوگا۔ سورج ایک یا دو کمان کے فاصلے پر رہ کر آگ برسا رہا ہوگا۔ زمین بدل دی جائے گی۔ پیاس سے زبانیں باہر آ رہی ہوں گی۔ ہر ایک پسینے میں شرابور ہوگا۔ نفسی نفسی کا یہ عالم ہوگا کہ کوئی دوست، کوئی عزیز، ماں، باپ، بہن، بھائی، بیوی کوئی بھی مدد کرنے کے لئے تیار نہ ہوگا۔ ہر ایک سائے کی تلاش میں مارا مارا پھرتا ہوگا مگر اس روز عرش الٰہی کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا اور یہ سایہ کن لوگوں کو ملے گا۔ کون وہ خوش نصیب ہوں گے

جنہیں یہ سایہ نصیب ہوگا؟

آیئے احادیث کی روشنی میں آپ کی خدمت میں ان خوش نصیبوں کی فہرست بیان کرتا ہوں۔

☆سایۂ عرش پانے والے پہلے سات اشخاص:

حدیث شریف = صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ میں حدیث نمبر 2380 نقل ہے۔حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ سات اشخاص کو اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

1......عادل حکمران

2......وہ نوجوان جس کی جوانی عبادت الٰہی میں گزری

3......وہ شخص جس کا دل مسجد سے نکلتے وقت مسجد میں لگا رہے حتیٰ کہ واپس لوٹ آئے۔

4......وہ دو شخص جو اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتے ہوئے جمع ہوئے اور محبت کرتے ہوئے جدا ہو گئے۔

5......وہ شخص جو خلوت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہو اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ جائیں۔

6......وہ شخص جسے کوئی مال و جمال والی عورت گناہ کے لئے بلائے اور وہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔

7......وہ شخص جو اس طرح چھپا کر صدقہ دے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو کہ دائیں نے کیا صدقہ کیا۔

محترم حضرات! آپ نے سات خوش نصیبوں کا بیان سنا جن کو محشر کی گرمی میں سایۂ عرش نصیب ہوگا۔ اب سایۂ عرش پانے والوں کا جدا جدا بیان سنئے۔

1۔ عادل حکمران پر عرش کا سایہ:

عدل و انصاف سے کام لینے والا بادشاہ جو کہ مؤمن ہوگا، اس کا بہت بلند و بالا مقام ہے۔ قیامت کے دن سایۂ عرش کے علاوہ بھی اسے دیگر انعامات و اکرامات سے نوازا جائے گا چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

حدیث شریف = صحیح مسلم کتب الامارۃ میں حدیث نمبر 4721 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا: انصاف کرنے والے بادشاہ بروز قیامت اللہ تعالیٰ

کے قرب میں عرش کے دائیں جانب نور کے منبروں پر ہوں گے اور یہ وہ ہوں گے جو اپنی رعایا اور اہل وعیال کے درمیان فیصلہ کرتے وقت عدل وانصاف سے کام لیتے ہیں۔

حدیث شریف = کتاب تمہید الفرش فی الخصال الموجبۃ لظل العرش (مترجم) کے صفحہ نمبر 21 پر نقل ہے۔سرورِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: عادل حکمران بروز قیامت اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ محبوب اور سب سے زیادہ اس کے قرب میں ہوگا۔

2۔اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنے والوں کے فضائل:

اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے آپس میں محبت کرنے والوں کے بارے میں کئی احادیث موجود ہیں مگر یہاں دو احادیث آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

حدیث شریف = مؤطا امام مالک جلد دوم میں حدیث نمبر 1825 نقل ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بروز قیامت ارشاد فرمائے گا: وہ لوگ کہاں ہیں جو صرف میری عزت وجلال کی وجہ سے باہم محبت رکھتے تھے۔آج قیامت کے دن جبکہ میرے عرش کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں۔میں انہیں اپنے عرش کے سائے

میں جگہ دوں گا۔

حدیث شریف = طبرانی معجم الاوسط جلد اول صفحہ نمبر 364 پر حدیث نمبر 1328 نقل ہے۔حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے کونین کے تاجدار ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں محبت کرنے والے نور کے منبروں پر اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے میں ہوں گے، جس دن اُس سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔ تمام لوگ اس دن خوفزدہ ہوں گے لیکن ان پر کوئی خوف نہ ہوگا۔

3۔ باہم محبت کرنے والوں پر عرش کا سایہ:

حدیث شریف = طبرانی معجم الکبیر جلد چہارم صفحہ نمبر 150 پر حدیث نمبر 3973 نقل ہے۔حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں محبت رکھنے والے قیامت کے دن عرش کے اردگرد یاقوت کی کرسیوں پر ہوں گے۔

4۔ صدقہ کرنے والوں پر عرش کا سایہ:

حدیث شریف = مجمع الزوائد کتاب التعبیر ساتویں جلد صفحہ نمبر 371 پر حدیث نمبر 11746 نقل ہے۔حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے گزشتہ رات ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔ میں نے اپنی اُمّت کے ایک شخص کو دیکھا، وہ اپنے چہرے کو آگ کے شعلوں سے بچانے کی کوشش کر رہا تھا، پس اس کا صدقہ آیا اور اس کے سر پر سایہ اور چہرے کے لئے ستر (یعنی رکاوٹ) بن گیا۔

محترم حضرات! اب آپ کی خدمت میں سایۂ عرش پانے والے مزید خوش نصیبوں کی فہرست احادیث کی روشنی میں بیان کرتا ہوں۔

☆ تنگدست مقروض کو مہلت دینے والا سایۂ عرش میں:

حدیث شریف = جامع ترمذی، کتاب البیوع میں حدیث نمبر 1306 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے: جس نے کسی تنگدست مقروض کو مہلت دی یا اس کا (کچھ حصہ) قرض معاف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا۔ اس دن جب عرش کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

☆ مجاہدین کی مدد کرنے پر سایۂ عرش:

حدیث شریف = مسند امام احمد ابن حنبل جلد 5 صفحہ نمبر 413 پر حدیث نمبر 15987 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے راہ خدا کے مجاہد

یا تنگدست مقروض یا مکاتب غلام کی آزادی میں اس کی مدد کی، اللہ تعالیٰ اسے اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

☆غازی کے سر پر سایہ کرنے پر سایۂ عرش:

حدیث شریف = مسند امام احمد ابن حنبل جلد اول صفحہ نمبر 53 پر حدیث نمبر 126 نقل ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو کسی غازی کے سر پر سایہ کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اپنے عرش کے سائے میں رکھے گا۔

☆سایۂ عرش پانے والے تین خوش نصیب:

حدیث شریف = الترغیب والترہیب، کتاب الصدقات جلد اول صفحہ نمبر 448 پر حدیث نمبر 1417 نقل ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین خصلتیں جس شخص میں ہوں گی، اللہ تعالیٰ اسے اپنے عرش کا سایہ عطا فرمائے گا۔

1......دشواری کے وقت وضو کرنا

2......اندھیرے میں مسجدوں کی طرف چلنا

3......بھوکے کو کھانا کھلانا

☆سچا تاجر سایۂ عرش میں:

حدیث شریف = الترغیب والترہیب کتاب البیوع جلد دوم صفحہ نمبر 373 پر حدیث نمبر 2769 نقل ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سچا تاجر قیامت کے دن عرش کے سائے میں ہوگا۔

☆یتیم و بیوہ کی کفالت کرنے والے سایۂ عرش میں:

حدیث شریف = طبرانی معجم الاوسط جلد 6 صفحہ نمبر 429 پر حدیث نمبر 9292 نقل ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی یتیم یا بیوہ کی کفالت کی، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا۔

☆خوش اخلاق سایۂ عرش میں:

حدیث شریف = طبرانی معجم الاوسط جلد 5 صفحہ نمبر 37 پر حدیث نمبر 6506 نقل ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حبیب پروردگار ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف

وحی فرمائی کہ اے میرے خلیل علیہ السلام! حسن اخلاق سے پیش آ ؤ، خواہ کفار ہی کیوں نہ ہوں، نیکوں میں داخل ہو جاؤ گے اور بے شک میں نے یہ بات لکھ دی ہے کہ جس نے اپنے اخلاق کو ستھرا کیا، میں اسے اپنے عرش کے سائے میں جگہ دوں گا اور اسے حظیرۃ القدس (یعنی جنت) سے سیراب کروں گا اور اپنے جوار رحمت کا قرب عطا فرماؤں گا۔

☆ بچے کی موت پر صبر کرنے والا سایۂ عرش میں:

حدیث شریف = الترغیب والترہیب جلد اول صفحہ نمبر 462 پر حدیث نمبر 408 نقل ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی: اے میرے رب! جو عورت اپنے بچے کے فوت ہونے پر صبر کرے، اس کے لئے کیا جزاء ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میں اسے اپنے سایۂ رحمت میں اس دن جگہ دوں گا جس دن اس کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

☆ مخلوق پر رحم کرنے والا سایۂ عرش میں:

حدیث شریف = کنزالعمال، کتاب الاخلاق جلد سوم صفحہ نمبر 69 پر حدیث نمبر 5982 نقل ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منبر پر خطبہ

دیتے ہوئے فرمایا کہ رسول محتشم ﷺ نے فرمایا: جسے یہ پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی گرمی سے بچائے اور اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے، تو وہ مسلمانوں پر سختی نہ کرے اور ان کے ساتھ نرمی سے پیش آئے۔

☆ تین مزید خوش نصیب سایۂ عرش میں:

حدیث شریف = شرح زرقانی علی مؤطا کتاب الشعر جلد 4 صفحہ نمبر 469 پر حدیث نمبر 1841 نقل ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ محسن انسانیت ﷺ کا ارشاد ہے: تین اشخاص اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے ہوں گے، جس دن اس کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

1۔ وہ شخص جس نے میرے کسی پریشان اُمّتی کی پریشانی دور کی۔

2۔ وہ شخص جس نے میری سنت کو زندہ کیا۔

3۔ وہ شخص جس نے مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھے۔

☆ عیادت وتعزیت کرنے والا عرش کے سائے میں:

حلیۃ الاولیاء چوتھی جلد صفحہ نمبر 48 پر نقل ہے۔ حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: اے میرے رب! وہ کون ہے جو تیرے عرش کے سائے

میں ہوگا؟ جس دن اس کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ علیہ السلام! وہ لوگ جو مریضوں کی عیادت کرتے ہیں، جنازہ کے ساتھ جاتے ہیں اور کسی کا بچہ فوت ہو جائے، اس سے تعزیت کرتے ہیں۔

☆روزہ دار سایۂ عرش میں:

حدیث شریف = موسوعۃ لا مام ابن ابی دنیا، کتاب الجوع چوتھی جلد صفحہ نمبر 102 پر حدیث نمبر 139 نقل کرتے ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: روزے داروں کے منہ سے مشک کی خوشبو آئے گی۔ بروز قیامت ان کے لئے عرش کے سائے میں دسترخوان لگایا جائے گا، تو وہ اس سے کھائیں گے جبکہ دوسرے لوگ سختی میں ہوں گے۔

☆محبان مولا علی سایۂ عرش میں:

حدیث شریف = الفردوس بماثور الخطاب جلد دوم صفحہ نمبر 348 پر حدیث نمبر 3576 نقل ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: بروز قیامت سب سے پہلے عرش کا سایہ پانے والوں کے لئے خوشخبری ہے۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ ﷺ! وہ کون لوگ ہوں گے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اے علی! جو لوگ تمہاری پیروی کرتے اور تم سے محبت کرتے ہیں۔

☆سورۃ الانعام اور سایۂ عرش:

تفسیر درمنثور، تیسری جلد کے صفحہ نمبر 245 پر نقل ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: جس نے صبح کی نماز میں سورۂ انعام کی ابتدائی آیات یَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ تک تلاوت کیں۔ چالیس ہزار فرشتے اس کی طرف نازل ہوں گے، جن کے اعمال کی مثل اس کے نامۂ اعمال میں اجر لکھا جائے گا اور سات آسمانوں کے اوپر سے ایک فرشتہ نیچے آئے گا جس کے پاس لوہے کا گرز ہوگا، پس اگر شیطان اس کے دل میں کوئی وسوسہ ڈالنا چاہے گا تو وہ فرشتہ اس شیطان کو ایک ضرب لگائے گا جس سے اس شخص اور شیطان کے درمیان ستر حجاب (یعنی پردے) حائل ہو جائیں گے، پر جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: اے میرے بندے! میں تیرا رب ہوں، میرے عرش کے سائے میں چل، حوض کوثر سے سیراب ہو، نہر سلسبیل سے غسل کر اور جنت میں بغیر کسی حساب و عذاب کے داخل ہو جا۔

☆ذکر اللہ کرنے والا سایۂ عرش میں:

حلیۃ الاولیاء چوتھی جلد صفحہ نمبر 48 پر نقل ہے۔حضرت وہب بن منبہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی: اے اللہ! جو اپنی زبان اور دل سے تیرا ذکر کرے، اس کے لئے کیا جزاء ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میں قیامت کے دن اسے اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرماؤں گا اور اسے اپنی رحمت میں رکھوں گا۔

☆ نیکی کی دعوت دینے والا سایۂ عرش میں:

حلیۃ الاولیاء چھٹی جلد صفحہ نمبر 36 پر نقل ہے۔حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے تورات شریف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔اے موسیٰ علیہ السلام! جس نے نیکی کا حکم دیا، برائی سے منع کیا اور لوگوں کو میری اطاعت کی طرف بلایا تو اسے دنیا اور قبر میں میرا قرب اور قیامت کے دن میرے عرش کا سایہ نصیب ہوگا۔

☆ سایۂ عرش میں کس کو دیکھا؟

حلیۃ الاولیاء چوتھی جلد صفحہ نمبر 163 پر نقل ہے۔حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار کی طرف جلدی کی تو آپ نے ایک شخص کو عرش کے سائے میں دیکھا تو اس کے مقام و

مرتبہ پر انہیں بہت رشک آیا اور فرمانے لگے: یقینا یہ شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں بزرگی والا ہے۔ پس آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کا نام جاننے کے لئے عرض کی تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بلکہ میں تمہیں اس کا عمل بتاتا ہوں (جس کے سبب اسے یہ مقام ملا) میں نے اپنے بندوں کو اپنے فضل سے جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں، یہ شخص ان پر حسد نہیں کرتا تھا، چغلی نہیں کھاتا تھا اور اپنے والدین کی نافرمانی نہیں کرتا تھا۔

☆نماز مغرب کے بعد دو نفل پڑھنے والا سایۂ عرش میں:

حدیث شریف = شرح زرقانی للموطا کتاب الشعر جلد چہارم صفحہ نمبر 469 پر حدیث 8141 نقل ہے۔ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے مغرب کی نماز کے بعد دو رکعت ادا کی اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد پندرہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھی تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ کوئی رکاوٹ نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے عرش تک پہنچ جائے گا۔

☆لا الہ الا اللہ کہنے والے سایۂ عرش میں:

حدیث شریف = فردوس الاخبار جلد دوم صفحہ نمبر 460 پر حدیث نمبر

8115 نقل ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا: لا الہ الا اللہ کہنے والوں کو عرش کے سائے میں کردو، بے شک میں ان سے محبت کرتا ہوں۔

محترم حضرات! میں نے آپ کے سامنے احادیث کا گلدستہ پیش کیا، جن میں ان خوش نصیبوں کا ذکر ہے جنہیں محشر کی دشوار گزار گھاٹیوں اور گرمی کے عالم میں اللہ تعالیٰ کی عرش کا سایہ نصیب ہوگا، کم وبیش چالیس خوش نصیبوں کا ذکر احادیث میں آیا ہے جو کہ میں نے مختصر کرکے آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ واقعی کتنے خوش نصیب ہوں گے وہ لوگ جو اس انعام کو پائیں گے۔ ہمیں ان اعمال کرنے کی رغبت دل میں پیدا کرنی چاہئے جن کا ذکر احادیث میں کیا گیا، بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ ہر ہر کام کو کرنے کی کوشش کریں تا کہ کوئی بھی عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہوجائے اور پیارا اللہ ہم سے راضی ہوجائے اور ہمارے لئے عرش کا سایہ مقدر ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولائے کریم ہم سب کو روز محشر اپنے عرش کے سائے میں رکھے اور ہم سے راضی ہوجائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

جیسی کرنی، ویسی بھرنی

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۚ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ ھود سے آیت نمبر 102 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات! اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دنیا دارالعمل (یعنی عمل کرنے کی جگہ) ہے اور آخرت دارالجزاء (یعنی بدلہ ملنے کا مقام) ہے۔ ہم دنیا میں جو اچھا یا برا بیج بوئیں گے، اس کی فصل آخرت میں کاٹیں گے۔ بعض اوقات تو دنیا میں بھی بدلہ مل جاتا ہے۔ اچھا یا برا بدلہ ملنے کو ہمارے ہاں ''جیسی کرنی ویسی بھرنی'' جیسا کرو گے ویسا بھرو گے، جیسا بوؤں گے ویسا کاٹو گے اور مکافات عمل جبکہ مختلف زبانوں میں مختلف الفاظ میں کہا جاتا ہے۔

اب آپ کی خدمت میں احادیث کی روشنی میں ''جیسی کرنی ویسی بھرنی'' بیان کرنے کی کوشش کرتا ہوں تاکہ ہم اپنی اصلاح کا سامان کریں۔

☆ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے:

حدیث شریف = مصنف عبدالرزاق، کتاب الجامع دسویں جلد صفحہ نمبر 189 پر حدیث نمبر 20340 نقل ہے۔ حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا: نیکی پرانی نہیں ہوتی اور گناہ بھلایا نہیں جاتا۔ جزاء دینے والا (اللہ تعالیٰ) کبھی فنا نہیں ہوگا لہٰذا جو چاہو بن جاؤ، تم جیسا کرو گے، ویسا بھرو گے۔

علامہ عبدالرؤف مناوی علیہ الرحمہ جامع صغیر کی شرح التیسیر کی دوسری جلد کے صفحہ نمبر 222 پر ''کَمَا تَدِیْنُ تُدَانُ'' کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

یعنی جیسا تم کام کروگے، ویسا تمہیں اس کا بدلہ ملے گا، جو تم کسی کے ساتھ کروگے، وہی تمہارے ساتھ ہوگا۔

☆ جو کسی کو رسوا کرتا ہے، وہ خود بھی ذلیل ہوتا ہے:

حدیث شریف = ابوداؤد کتاب الادب میں حدیث نمبر 4884 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جو کسی مسلمان کو ایسی جگہ رسوا کرے، جہاں اس کی بے عزتی اور آبروریزی کی جارہی ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ایسی جگہ ذلیل کرے گا جہاں وہ اپنی مدد چاہتا ہوگا اور جو کسی مسلمان کی ایسی جگہ مدد کرے گا جہاں اس کی عزت گھٹائی جارہی ہو اور اس کی آبروریزی کی جارہی ہو تو اللہ تعالیٰ ایسی جگہ اس کی مدد کرے گا جہاں وہ اپنی مدد کا طلب گار ہوگا۔

☆ حدیث شریف کی شرح:

اس حدیث شریف کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اپنی کتاب مراۃ المناجیح جلد 6 صفحہ نمبر 569 پر فرماتے ہیں۔ اس طرح کہ جب کچھ لوگ کسی مسلمان کی آبروریزی کررہے ہوں تو یہ بھی ان کے ساتھ شریک ہوکر ان کی مدد کرے۔ اُن کی ہاں میں ہاں ملائے (اللہ تعالیٰ اسے ایسی جگہ ذلیل کرے گا جہاں وہ اپنی مدد چاہتا ہوگا'' کے تحت مفتی صاحب لکھتے ہیں) یعنی اللہ تعالیٰ اس

جرم کی سزا میں اسے ایسی جگہ ذلیل کرے گا جہاں اسے عزت کی خواہش ہو گی۔ خیال رہے کہ یہ احکام مسلمان کے لئے ہیں۔ کفار، مرتدین، بے دین لوگوں کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی عزت نہیں۔ اُن کی بے دینی ظاہر کرنا عبادت ہے۔ غرض کہ جیسا کرو گے، ویسا بھرو گے، مسلمان بھائی کی عزت کرو، اپنی عزت کرالو۔ اسے ذلیل کرو، اپنے آپ کو ذلیل کرالو۔

☆ زمین پر قبضے کا وبال:

مسلم شریف، کتاب المساقات میں حدیث نمبر 1610 نقل ہے۔ اروٰی نامی ایک عورت نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے گھر کے بعض حصے کے متعلق جھگڑا کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: یہ زمین اسی کو دے دو، میں نے رسول پاک ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے جس شخص نے ایک بالشت زمین بھی ناحق لی، قیامت کے دن اس کے گلے میں سات زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا۔ اس کے بعد آپ نے دعا فرمائی: یا اللہ! اگر یہ جھوٹی ہے تو اس کو اندھا کر دے اور اس کی قبر اسی گھر میں بنا دے۔ راوی کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ وہ اندھی ہو چکی تھی۔ دیواروں کو ٹٹولتی پھرتی تھی اور کہتی تھی: مجھے سعید بن زید کی بددعا لگ گئی ہے۔ آخر کار ایک دن گھر میں چلتے ہوئے وہ کنویں میں گر کر مر گئی اور وہی کنواں

اس کی قبر بن گیا۔

محترم حضرات! آج کل زمینوں پر ناجائز قبضہ معمول بن چکا ہے۔مشہور کہاوت ہے:''جس کی لاٹھی، اس کی بھینس'' جس کے پاس اسلحہ ہے، جس کی پہنچ زیادہ ہے، جس کے پاس غنڈے اور بدمعاش ہیں، وہ چھوٹے اور کمزور آدمی کو ڈرا دھمکا کر اس کی زمین پر ناجائز قبضہ کرلیتا ہے، وہ کمزور شخص اس ظالم سے منت سماجت کرتا ہے مگر ظالم کو رحم نہیں آتا بالاخر وہ کمزور تھک ہار کر اپنے گھر بیٹھ جاتا ہے۔

اے ظالمو! آج تو تم نے طاقت اور اسلحہ کے بل بوتے پر مظلوم کا حق مار لیا، اس کی زمین، پلاٹ اور جگہ پر قبضہ کرلیا مگر یاد رکھو! ''جیسی کرنی ویسی بھرنی'' کل قیامت کے دن تم نہیں بچ سکو گے، ادھر ایک طرف تم کھڑے ہوگے اور دوسری طرف مظلوم ہوگا۔تمہارے گلے میں ساتوں زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا۔عذاب الٰہی تمہیں گھیر لے گا، اس وقت تمہیں کوئی نہیں بچا سکے گا۔

☆ گلے میں بیس پچیس سیر مٹی ڈال کر دیکھ لو:

امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ زمین پر ناجائز قبضہ کرنے والے کو جھنجھوڑتے ہوئے فتاویٰ رضویہ جلد 19 صفحہ نمبر 665 پر لکھتے

ہیں: اللہ قہار و جبار کے غضب سے ڈرے، ذرا من دو من نہیں، بیس پچیس ہی سیر مٹی کے ڈھیلے گلے میں باندھ کر گھڑی دو گھڑی لئے پھرے، اس وقت قیاس کرے کہ اس ظلم شدید سے باز آنا آسان ہے یا زمین کے ساتوں طبقوں تک کھود کر قیامت کے دن تمام جہان کا حساب پورا ہونے تک گلے میں معاذ اللہ یہ کروڑوں من کا طوق پڑنا اور ساتویں زمین تک دھنسا دیا جانا۔

☆ جھوٹا الزام لگانے پر سزا:

جامع العلوم والحکم صفحہ نمبر 457 پر نقل ہے کہ ایک شخص نے حضرت مطرب بن عبداللہ بن شخیر علیہ الرحمہ پر جھوٹا الزام لگایا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اگر تم جھوٹے ہو تو رب تعالیٰ تمہیں جلدی موت عطا فرمائے۔ آپ کی زبان سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ اس شخص کی موت واقع ہوگئی۔

☆ دوزخیوں کی پیپ میں رہنا پڑے گا:

ابوداؤد شریف، کتاب الاقضیۃ پر حدیث نمبر 3597 نقل ہے۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: جو کسی مسلمان کی برائی کرے، جو اس میں نہیں پائی جاتی تو اس کو اللہ تعالیٰ اس وقت تک ''ردغۃ الخبال'' میں رکھے گا، جب تک کہ وہ اپنی کہی ہوئی بات سے نہ نکل آئے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مشکوٰۃ کی شرح مرأۃ المناجیح جلد 5 صفحہ نمبر 313 پر فرماتے ہیں ''ردغۃ الخبال'' جہنم میں ایک جگہ ہے جہاں جہنمیوں کا خون اور پیپ جمع ہوگا۔

محترم حضرات! موجودہ دور میں یہ بیماری بھی عام ہوچکی ہے۔ہمیں جو مرد اور عورت پسند نہیں آتے، ہم بغض و عداوت میں ان پر بہتان لگا دیتے ہیں۔ جھوٹا الزام لگا دیتے ہیں اور برائی اس کی طرف منسوب کر دیتے ہیں، بالاخر وہ تو جیسے تیسے اپنا وقت گزار لیتا ہے مگر تہمت لگانے والا اپنی زندگی میں بھی اس کا بدلہ پاتا ہے اور ''جیسی کرنی ویسی بھرنی'' کے تحت دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا ہوتا ہے، لہذا ہمیں اس برائی سے بھی بچنا چاہیئے۔

☆ بہتان کی صورت میں توبہ اور معافی:

بہار شریعت جلد 3 صفحہ نمبر 538 پر مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: بہتان کی صورت میں توبہ کرنا اور معافی مانگنا ضروری ہے بلکہ جن کے سامنے بہتان باندھا ہے، ان کے پاس جا کر یہ کہنا ضروری ہے کہ میں نے جھوٹ کہا تھا، جو فلاں پر میں نے بہتان باندھا تھا۔

3۔ بیوی کو شوہر کے خلاف بھڑکانے والے:

حدیث شریف = ابو داؤد کتاب الطلاق میں حدیث نمبر 2175 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو عورت کو اس کے خاوند یا کسی غلام کو اس کے آقا کے خلاف ابھارے، وہ ہم میں سے نہیں۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 6 صفحہ نمبر 560 پر فرماتے ہیں: ''وہ ہم میں سے نہیں'' اس سے مراد وہ ہمارے مقبول لوگوں میں سے نہیں۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ ہماری اُمّت یا ہماری ملت سے نہیں کیونکہ گناہ سے انسان کافر نہیں ہوتا۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 5 صفحہ نمبر 101 پر فرماتے ہیں: خاوند بیوی میں فساد ڈالنے کی بہت صورتیں ہیں، عورت سے خاوند کی برائیاں بیان کرے، دوسرے مردوں کی خوبیاں ظاہر کرے کیونکہ عورت کا دل کچی شیشی کی طرح کمزور ہوتا ہے یا ان میں اختلاف ڈالنے کے لئے جادو تعویذ گنڈے کرے، سب حرام ہے اور غلام یا لونڈی کے بگاڑنے کے معنی یہ ہیں کہ اسے بھاگ جانے پر آمادہ کرے، اگر وہ خود بھاگنا چاہیں تو ان کی امداد کرے۔ بہر حال دو دلوں کو جوڑنے کی کوشش کرو، توڑنے کی نہیں۔

☆ بیوی کو بھڑکانے والی اندھی ہوگئی:

جامع العلوم والحکم صفحہ نمبر 457 پرنقل ہے۔ایک عورت نے حضرت ابومسلم خولانی علیہ الرحمہ کی زوجہ کوآپ کی خلاف بھڑکا دیا تھا۔آپ نے اس عورت کی بینائی زائل ہونے کی دعا کی تو وہ اسی وقت اندھی ہوگئی۔ پھر وہ آپ کی خدمت میں آکرفریادکرنے لگی اورآپ سے دعا کی درخواست کی۔آپ کواس کے حال پررحم آگیااوراللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی تواس کی بینائی لوٹ آئی اورآپ کی زوجہ بھی گھر واپس آگئیں۔

☆جیسی کرنی، ویسی بھرنی:

محترم حضرات! آپ نے میاں بیوی میں جدائی کروانے والوں کے متعلق سنا جولوگ بغض وحسد میں یہ کام کرتے یا کرواتے ہیں۔وہ لوگ بھی چین سے نہیں بیٹھتے،ان ظالموں کومیاں، بیوی اوراُن کے والدین کی خوب بدعائیں لگتی ہیں،جن کا وبال دنیا میں ان پر بیماریوں اورمصیبتوں کی صورت میں آتا ہےاور اگرانہیں کچھ نہیں ہوتا توان کی اولاد میں وہ دیکھتے ہیں یہ توصرف دنیاوی معاملہ ہے کہ''جیسی کرنی ویسی بھرنی'' آخرت کا معاملہ تواس سے خطرناک ہے۔وہاں کوئی بچانے نہیں آئے گا۔ایسے لوگ دنیا میں شیطان کا پسندیدہ کام کررہے ہیں۔

☆شیطان کا پسندیدہ کام:

حدیث شریف = مسلم شریف کتاب صفۃ القیامۃ میں حدیث نمبر 2813 نقل ہے۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان پانی پر اپنا تخت بچھاتا ہے، پھر اپنے لشکر بھیجتا ہے، ان لشکروں میں شیطان کے زیادہ قریب اس کا درجہ ہوتا ہے، جو سب سے زیادہ فتنہ باز ہوتا ہے، اس کا ایک لشکر واپس آ کر بتاتا ہے کہ میں نے فلاں فتنہ برپا کیا تو شیطان کہتا ہے، تو نے کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر ایک اور لشکر آتا ہے اور کہتا ہے: میں نے ایک آدمی کو اس وقت تک نہیں چھوڑا، جب تک اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی نہیں ڈال دی۔ یہ سن کر شیطان اسے اپنے قریب کر لیتا ہے اور کہتا ہے تو کتنا اچھا ہے اور اپنے ساتھ چمٹا لیتا ہے۔

3۔لوگوں کو ستانے کی سزا:

جامع العلوم والحکم کے صفحہ نمبر 457 پر نقل ہے۔ایک شخص حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کی مجلس میں آ کر لوگوں کو تکلیف دیا کرتا تھا، جب اس کی شرارتوں کا سلسلہ حد سے بڑھ گیا تو آپ نے دعا مانگی۔اے اللہ تعالیٰ! تو اس شخص کی ایذا رسانی سے خوب واقف ہے، تو جس طرح چاہے، ہمیں اس کے

معاملے میں کفالت فرما۔ اسی وقت وہ شخص کھڑے کھڑے گر کر مر گیا اور اس کی لاش چارپائی پر رکھ کر اس کے گھر لے جائی گئی۔

حدیث شریف = طبرانی معجم الاوسط جلد 2 صفحہ نمبر 387 پر حدیث نمبر 3607 نقل ہے۔ رسول محتشم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے (بلا وجہ شرعی) کسی مسلمان کو ایذا دی، اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی، اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا دینے والوں کے بارے میں قرآن مجید سورۂ احزاب آیت نمبر 57 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا

ترجمہ: بے شک جو ایذا دیتے ہیں، اللہ اور اس کے رسول کو، ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

محترم حضرات! ہمیں اللہ تعالیٰ کے خوف سے لرز جانا چاہئے اور مسلمانوں کو تکالیف دینے سے سچی توبہ کرنی چاہئے۔ آج ہم معاشرے پر نظر دوڑائیں تو ہم

کسی کو زبان سے تکلیف پہنچاتے ہیں، کسی کو آنکھوں سے تکلیف پہنچاتے ہیں، کسی کو اپنے ہاتھوں سے تکلیف پہنچاتے ہیں۔ کسی کو اسلحہ کے ذریعہ تکلیف پہنچاتے ہیں تو کسی کو اپنی حرکتوں سے تکلیف پہنچاتے ہیں، اتنی تکالیف پہنچانے کے بعد بھی ہمیں احساس تک نہیں ہوتا۔ ہم اپنے آپ کو بالکل صحیح سمجھ رہے ہوتے ہیں، مگر جب اس کا وبال ہم پر آتا ہے تو ہماری آنکھیں کھلتی ہیں "جیسی کرنی ویسی بھرنی" کی سچائی جب ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ہم نے لوگوں کو بہت ستایا ہے۔

محترم حضرات! اب بھی وقت ہے، ابھی بھی ہماری سانسیں چل رہی ہیں، توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ آیئے اگر ہماری زبان سے کسی مسلمان کی دل آزاری ہوگئی ہے، ہمارے ہاتھوں سے اگر کسی کو نقصان پہنچ گیا ہے تو بغیر شرمائے اس سے معافی مانگ لیجئے کیونکہ یہ حقوق العباد کا معاملہ ہے۔ جلدی کیجئے، زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔

4۔ مذاق اڑا کر ستانے کی سزا:

جامع العلوم والحکم کے صفحہ نمبر 458 پر نقل ہے۔ ایک شخص حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ سے اکثر ہنسی مذاق اور تفریح کر کے آپ کو ستایا کرتا تھا۔ ایک دن

آپ نے اس کے خلاف دعا فرمائی تو وہ برص کے مرض میں مبتلا ہو گیا۔

☆لوگوں کا مذاق اڑانے والے کا انجام:

حدیث شریف = شعب الایمان جلد 5 صفحہ نمبر 310 پر حدیث نمبر 6757 نقل ہے۔ سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ لوگوں کا مذاق اڑانے والے کے لئے جنت کا دروازہ کھول کر اسے بلایا جائے گا: آؤ، قریب آؤ...... جب وہ قریب آئے گا تو دروازہ بند کر دیا جائے گا، اسی طرح کئی بار کہا جائے گا، یہاں تک کہ جب اس کے لئے پھر دروازہ کھول کر اسے بلایا جائے گا، آؤ قریب آؤ، تو وہ ناامیدی اور مایوسی کے مارے نہیں آئے گا۔

☆مذاق میں بھی ڈرانے سے روکا:

حدیث شریف = ابوداؤد کتاب الادب میں حدیث نمبر 5004 نقل ہے۔ حضرت ابن ابی لیلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا بیان ہے کہ وہ حضرات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ اسی دوران ان میں سے ایک صحابی سو گئے، تو ایک دوسرے صحابی ان کے پاس رکھی اپنی ایک رسی لینے گئے، جس کی وجہ سے وہ گھبرا گئے۔ (اس سونے والے کے پاس رسی تھی یا اس جانے والے کے پاس تھی، اس نے یہ رسی سانپ کی طرح اس پر ڈالی، وہ

سونے والے سانپ سمجھ کر ڈر گئے اور لوگ ہنس پڑے) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ دوسرے مسلمان کو ڈرائے۔

مفسر شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مشکوٰۃ کی شرح مراۃ المناجیح جلد 5 صفحہ نمبر 270 پر اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ اس فرمان عالی کا مقصد یہ ہے کہ ہنسی مذاق میں کسی کو ڈرانا جائز نہیں کہ کبھی اس سے ڈرنے والا مر جاتا ہے یا بیمار پڑ جاتا ہے، خوش طبعی وہ ہے جس سے سب کا دل خوش ہو جائے، کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ ایسی دل لگی، ہنسی کسی سے کرنے سے کہ اس کو تکلیف پہنچے' مثلاً کسی کو بے وقوف بنانا، اس کے چپت لگانا وغیرہ حرام ہے۔

5۔ کسی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار:

حدیث شریف = ترمذی شریف میں حدیث نمبر 2514 نقل ہے۔

حضرت وارثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار مت کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کر دے گا اور تجھے (اس مصیبت میں) مبتلا کر دے گا۔

☆ جیسی کرنی، ویسی بھرنی:

محترم حضرات! مسلمان پر آفت یا مصیبت آنے پر خوشی کا اظہار کرنے سے بھی مصیبتیں آتی ہے اور بارہا ایسا دیکھا بھی گیا ہے کہ ''جیسی کرنی ویسی بھرنی'' مشہور کہاوت ہے جو دوسرے پر ہنستا ہے، اس پر بھی ہنسا جاتا ہے۔

6۔مسلمان بھائی کے عیب تلاش کرنے والا:

حدیث شریف = ترمذی شریف میں حدیث نمبر 2039 نقل ہے۔رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جو اپنے مسلمان بھائی کے عیب تلاش کرے گا۔اللہ تعالیٰ اس کے عیب فاش فرمادے گا اور جس کے عیب اللہ تعالیٰ فاش کرے، وہ مکان میں ہوتے ہوئے بھی ذلیل ورسوا ہو جائے گا۔

☆جیسی کرنی، ویسی بھرنی:

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مشکوٰۃ کی شرح مرأۃ المناجیح جلد 6 صفحہ نمبر 617 پر اس حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں: یہ قانون قدرت ہے کہ جو کسی کو بلا وجہ بدنام کرے گا، قدرت اسے بدنام کردے گی۔

7۔اچھا کروگے، اچھا ملے گا:

حدیث شریف = الترغیب والترہیب جلد 3 صفحہ نمبر 119 پر حدیث نمبر 2199 نقل ہے۔سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: دوسروں کے لئے

عافیت طلب کرو، تمہیں بھی عافیت نصیب ہوگی۔

8۔حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قتل پر عذاب:

البدایہ والنہایہ جلد اول صفحہ نمبر 510 پر نقل ہے۔ دمشق کے بادشاہ ''حداد بن حداد'' نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی تھیں پھر وہ چاہتا تھا کہ بغیر حلالہ اس کو واپس اپنی بیوی بنالے۔ اس نے حضرت یحییٰ علیہ السلام سے فتویٰ طلب کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ اب تم پر حرام ہو چکی ہے۔ اس کی بیوی کو یہ بات سخت ناگوار گزری اور وہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قتل کے درپے ہوگئی۔ چنانچہ اس نے بادشاہ کو مجبور کر کے قتل کی اجازت حاصل کرلی اور جب حضرت یحییٰ علیہ السلام مسجد جبرون میں نماز پڑھ رہے تھے، بحالت سجدہ ان کو قتل کرادیا اور ایک طشت میں ان کا سر مبارک اپنے سامنے منگوایا مگر کٹے ہوئے سر مبارک میں سے یہی آواز آتی رہی کہ تو بغیر حلالہ کرائے بادشاہ کے لئے حلال نہیں۔ اس عورت پر خدا تعالیٰ کا عذاب نازل ہوگیا اور وہ زمین میں دھنس گئی۔

9۔جیسی کرنی، ویسی بھرنی:

اسد الغابہ جلد 2 صفحہ نمبر 142 پر نقل ہے۔ حضرت ابوصالح علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ صحابی رسول حضرت ابوعبداللہ خباب بن ارت تمیمی رضی اللہ عنہ

لوہار کا کام کرتے تھے اور مسلمان ہو چکے تھے۔رسول رحمت ﷺ ان سے محبت فرماتے اوران کے پاس تشریف لے جاتے تھے۔اس بات کی خبر آپ رضی اللہ عنہ کی مالکہ ''ام انمار'' کو ہوگئی لہذا وہ سزا کے طور پر لوہا لے کر دہکاتی اور اسے آپ رضی اللہ عنہ کے سر پر رکھتی۔آپ رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں فریاد کی: آپ ﷺ نے دعا فرمائی، اے اللہ خباب کی مدد فرما۔

دعا کی قبولیت کا ظہور یوں ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی مالکہ کے سر میں کوئی بیماری ہوگئی،جس کی تکلیف کی وجہ سے وہ کتے کی طرح چلّا یا کرتی تھی۔کسی نے اسے یہ علاج بتایا کہ اپنے سر کو لوہے کی گرم سلاخوں سے داغو۔اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا۔یوں آپ رضی اللہ عنہ لوہا دہکاتے اوراس کا سر داغا کرتے تھے۔

10۔ماں باپ کے نافرمان کو دنیا میں سزا:

حدیث شریف = امام حاکم علیہ الرحمہ اپنی مستدرک کی جلد 5 صفحہ نمبر 216 پر حدیث پاک نمبر 7345 نقل فرماتے ہیں۔سرکار اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب گناہوں کی سزا اللہ تعالیٰ چاہے تو قیامت کے لئے اٹھا رکھتا ہے مگر ماں باپ کی نافرمانی کی سزا جیتے جی دیتا ہے۔

☆جیسی کرنی، ویسی بھرنی:

کچھ عرصہ قبل فقیر (محمد شہزاد قادری ترابی) ایک ممتاز عالم دین کی خدمت میں پہنچا۔ان کی صحبت میں بیٹھا تھا کہ ایک باشرع شخص پرانے میلے کپڑے پہنے ان سے مدد مانگنے آیا۔ جب وہ چلا گیا تو ان عالم دین نے مجھ سے کہا کہ ابھی جو شخص آیا، اسے جانتے ہو؟ میں نے عرض کی: حضور! میں نہیں جانتا۔ وہ عالم دین فرمانے لگے: یہ ایک بڑا عالم دین ہے۔ میں نے پوچھا پھر اس کی ایسی حالت کیوں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اس کی یہ حالت والدین کو تکلیف پہنچانے کے سبب ہوئی ہے۔

اپنے والدین کے ساتھ ہم جیسا سلوک کریں گے، ہماری اولاد بھی ہم سے ایسا سلوک کرے گی۔ مشہور واقعہ ہے۔

ایک نوجوان اپنے بوڑھے باپ سے تنگ آ کر اس کو دریا میں پھینکنے گیا۔ باپ نے کہا: بیٹا! مجھے ذرا اور آگے گہرائی میں جا کر پھینکو۔ بیٹے نے کہا: یہاں کنارے پر کیوں نہیں؟ باپ نے جواب دیا: اس لئے کہ یہاں تو میں نے اپنے باپ کو پھینکا تھا۔ یہ سن کر بیٹا کانپ اٹھا کہ کل یہی انجام میرا ہوگا۔ وہ باپ کو گھر لے آیا۔

11۔ظالم کے لئے جیسی کرنی ویسی بھرنی:

امام بخاری علیہ الرحمہ بخاری شریف میں حدیث پاک نقل کرتے ہیں۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے، یہاں تک کہ جب اس کو اپنی پکڑ میں لیتا ہے تو پھر اس کو نہیں چھوڑتا، یہ فرما کر رسول پاک ﷺ نے سورۂ ہود کی آیت نمبر 102 تلاوت فرمائی۔

القرآن: وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ

ترجمہ: اور ایسی ہی پکڑ ہے تیرے رب کی جب بستیوں کو پکڑتا ہے ان کے ظلم پر۔ بے شک اس کی پکڑ دردناک کڑی ہے۔

محترم حضرات! دہشت گردوں، لٹیروں، قتل و غارت گری کا بازار گرم کرنے والوں کو بیان کردہ حکایت سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ انہیں اپنے انجام سے بے خبر نہیں رہنا چاہیئے کہ جب دنیا میں بھی قہر کی بجلی گرتی ہے، تو اس طرح کے ظالم لوگ کتے کی موت مارے جاتے ہیں اور ان پر دو آنسو بہانے والا بھی کوئی نہیں ہوتا۔

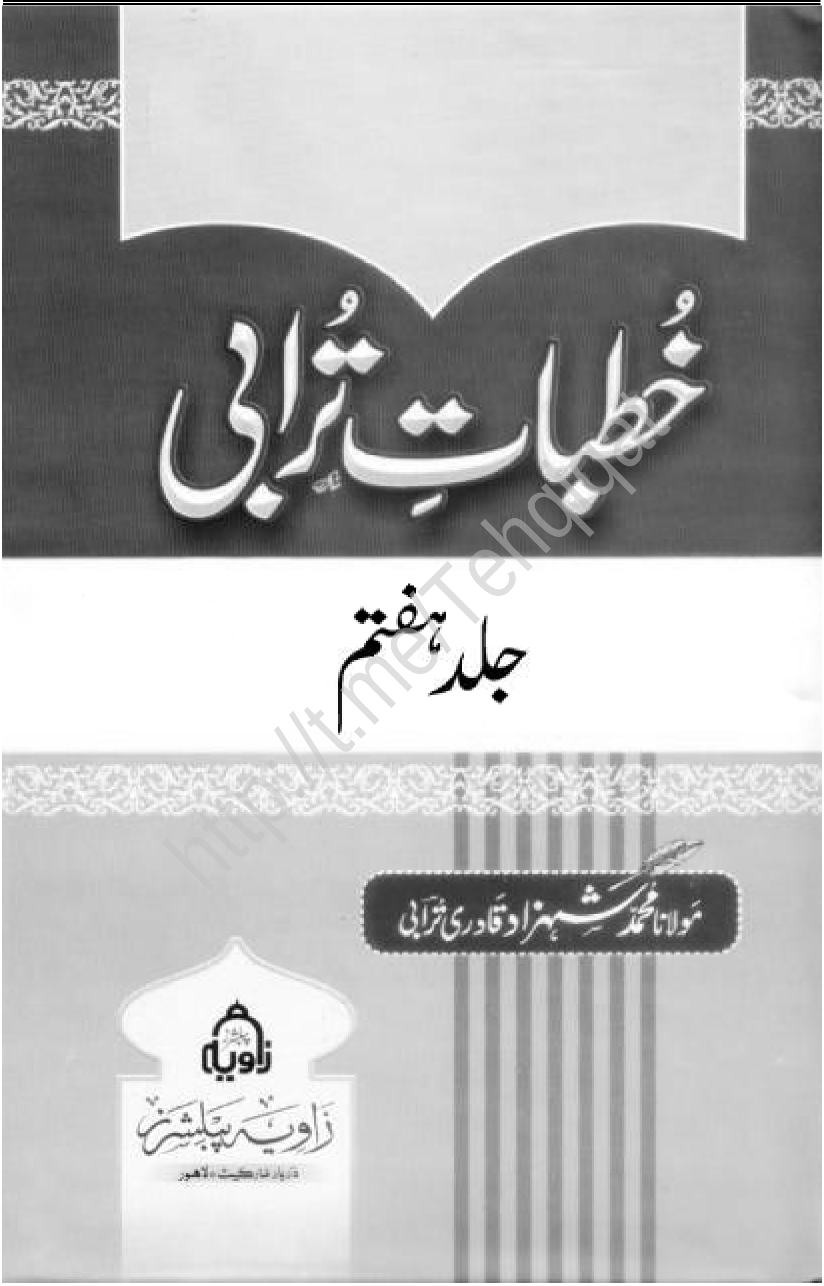
☆جیسی کرنی، ویسی بھرنی:

روزنامہ آغاز کراچی نومبر 1998ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ ایک قتل کے مجرم کو جیل بھیجا گیا۔ جیل میں رات کو مجرم کے چلّانے کی آواز آنے لگی۔ سارا پولیس کا عملہ اس کے پاس پہنچا تو اس نے بیان دیا کہ جن جن لوگوں کو میں نے قتل کیا، وہ رات کو میرے سامنے آ کر مجھے ڈراتے ہیں۔ ان کے ڈرانے کی وجہ سے میری چیخیں نکل جاتی ہیں۔

محترم حضرات! یہ بات حقیقت ہے ''جیسی کرنی، ویسی بھرنی'' جو ناحق ظلم کرے گا، وہ اپنی زندگی میں دیکھے گا، ہمیں بھی کوشش کرنی چاہئے کہ کسی بھی مسلمان کو اپنی زبان، ہاتھ اور ذات سے تکلیف نہ دیں۔

اللہ تعالٰی ہم سب کو اپنے مسلمان بھائیوں سے سچی محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ


خطباتِ ترابی
جلد ہفتم
مولانا محمد شہزاد قادری ترابی
زاویہ
زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ لاہور

فہرست

خطبات ترابی ''ایک قیمتی سرمایہ''

ازقلم: حضرت علامہ محمد سلیم رضوی

(نگران بزم رضویہ اہلسنت و جماعت' کراچی)

خطابت دراصل ایک فن ہے، جس کا مقصود سامع کے دل و دماغ میں اپنی غایت ومنشاء کا آثار دینا ہے۔ اس انداز پر کہ وہ آپ کی دعوت پر لبیک کہنے کے لئے مجبور ہوجائیں اور آپ کے پیغام کو قبول کرنے کو اپنی نجات و بھلائی کا واحد راستہ جانیں۔ دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں ہر دور میں خطابت نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ وعظ و نصیحت بصورت بیان و خطاب سنت انبیاء و سنت خیر الوریٰ امام الانبیاء ﷺ ہے۔ اس لحاظ سے دینی وعظ و خطاب سنت و عظیم طاعت ہے جس پر کئی احادیث واقوال بزرگان دین بطور شہادت پیش کئے جاسکتے ہیں۔ چند ایک ملاحظہ فرمائیں کیونکہ سردست کلام میں اختصار ملحوظ ہے۔

''نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہے''

''جو کسی کو نیکی کی دعوت دے، اسے ہر کلمہ کے بدلے ایک سال کی مقبول عبادت کا ثواب ملے گا''

درج بالا ارشاد اس خیال کو تقویت دیتے ہیں کہ ہمیں بحیثیت خادم دین (جو خطابت کا اہل ہو) اس طرف خصوصی توجہ کرنی چاہئے۔لیکن گزشتہ کچھ سالوں میں عوام کا مزاج کچھ بدل سا گیا ہے۔عوام نے زیادہ شور مچانے اور عجیب وغریب باتیں کرنے والے کو''بہترین خطیب'' گردانا شروع کردیا ہے۔اختتام بیان پر اگران شعلہ بیان خطیبوں کے سامعین کو پوچھ لیا جائے، خطاب کیسا رہا تو زمین وآسمان کی قلابیں ملاتے نہیں تھکتے،لیکن اگرعنوان ہی پوچھ لیا جائے تو شاید نہ بتاسکیں۔خیر میں عرض کررہا تھا کہ خطابت کی اہمیت کے حوالے سے......اللہ عزوجل کا یہ خاص کرم رہا کہ اہل سنت وجماعت کے پاس ہردور میں بہترین خطیب رہے ہیں جنھوں نے اپنے اعجاز کلام، زوربیان اور خداداد صلاحیتوں اور مقبولیت عامہ کے ذریعہ مسلک حق کا خوب خوب دفاع کیا۔گویا وہ آہنی دیوار تھے جس سے ٹکرا کر بدمذہبیت اورالحادکی بے شمار منہ زور آندھیاں ختم ہوگئیں اورغریب اہل سنت محفوظ رہ گئے۔اگر میں ان خطباء کے نام لوں تو شاید ایک رسالہ تیار ہوجائے، فی الحال چند بزرگوں کا نام محض اپنے قلم برداشتہ لکھ رہا ہوں تاکہ برکت بھی شامل ہو اورعوام اپنے حافظہ کی بنیاد پر اکابرین کو پہچانیں۔

امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے بے شمار افراد کو حمایت دین اور غلبۂ اسلام کے حوالے سے تیار کیا۔آپ کے خلفاء، معتقدین میں درج ذیل احباب فن خطابت میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔

☆ صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی

☆ شیر بیشۂ سنت مولانا ہدایت رسول قادری

☆ محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی

☆ صدرالشریعہ مولانا امجد علی اعظمی (اگرچہ خطابت آپ کی فیلڈ نہیں تھی، آپ درس وتدریس میں مشغول رہتے مگر چند خطابات ایسے کئے کہ علماء بھی دنگ رہ گئے اور اعلیٰ حضرت آپ کے خطاب پر اعتماد رکھتے تھے۔ یہ شہادتیں اس جانب اشارہ کرتی ہیں کہ صدرالشریعہ بہترین خطیب تھے۔اگرچہ زیادہ خطاب نہیں کئے)

☆ حضرت عبدالاحد

☆ حضرت شاہ عبدالعلیم میرٹھی (مبلغ اسلام)

☆ شیر بیشۂ سنت مولانا حشمت علی خان

☆ حضرت شاہ احمد مختار صدیقی میرٹھی

☆ سلطان الواعظین علامہ ابوالنور محمد بشیر صاحب (کوٹلی)

☆ غزالئ زماں علامہ سید سعید احمد کاظمی

☆ خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحب

☆ پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری رضوی رحمہم اللہ

موجودہ دور میں بھی بہت سے علماء بذریعہ خطابت خوب اسلام کے پیغام کو عام

کررہے ہیں جیسے علامہ خادم حسین رضوی، علامہ ڈاکٹر اشرف آصف جلالی، پیرزادہ رضا ثاقب مصطفائی، علامہ ڈاکٹر عرفان شاہ مشہدی و دیگران روشن ناموں میں ایک نام علامہ شہزاد قادری ترابی کا بھی ہے۔ علامہ شہزاد قادری ترابی علمی حلقوں میں بے حد معروف ہیں۔ آپ کی اصل پہچان آپ کا وہ تحریری کام ہے جو خون جگر سے آپ نے ترتیب دیا ہے۔ یہ تو مجھے معلوم نہیں کہ اس شعبہ میں آپ نے قدم کب اور کیسے رکھا مگر ماشاءاللہ تصانیف کی تعداد دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اس کے پیچھے سالوں کا سفر ہے، کئی راتوں کی قربانیاں ہیں کیونکہ تصنیف کے لئے جو یکسوئی اور تنہائی درکار ہے، وہ ایک مقبول عام خطیب کے لئے اکثر مفقود ہوتی ہے اس لئے آپ کی کتب دیکھ کر دل سے بس یہی ایک دعا نکلتی ہے۔

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

احقر کو یہاں آپ کی کتابوں پر تبصرہ کرنا مقصود نہیں ورنہ میں ثابت کر دیتا کہ آپ نے اپنی کتب کے ذریعہ بہت بڑے خلاء کو پر کر دیا ہے۔ گویا کہ ایک فرض تھا جماعت پر جس سے علامہ شہزاد قادری ترابی نے سبکدوش کر دیا۔ اللہ پاک انہیں اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔ مسلک اعلیٰ حضرت کے شیدائی معتدل مزاج علامہ شہزاد قادری ترابی کا قلم کلک رضا کا عکس و پرتو ہے اور علامہ ترابی مظہر فیض رضا...... میں اپنی بات کا رُخ حضرت کی خطابت کی طرف اس شعر کو بیان کر کے کررہا ہوں۔

دل اعداء کو رضا تیز نمک کی دھن ہے

اک ذرا اور چھڑ کتا رہے خامہ تیرا

یہ حقیقت ہے کہ عوام میں مقبول زیادہ وہی ہوتا ہے جو بہترین خطیب ہوتا ہے، لیکن یہاں معاملہ برعکس ہے۔ علامہ شہزاد قادری ترابی اپنی تصانیف اور ندرت کلام اورا چھوتے انداز پر مبنی لٹریچر کی بنیاد پر خطابت کی دنیا میں آئے۔ ایک سبب شاید خطابت کی طرف مائل ہونے کا یہ بھی رہا ہوگا کہ آپ کے پیرومرشد پیر طریقت رہبر شریعت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ (جن کا ابھی حال میں وصال باکمال ہوا ہے، قارئین دعائیں مغفرت و بلندیٔ درجات میں یاد رکھیں) ایک بہترین اور مقبول زمانہ خطیب تھے۔ لیکن میں آج بھی حیرت زدہ ہوں کہ آخر کس طرح علامہ شہزاد قادری ترابی خطابت وتصنیف دونوں شعبوں میں کام کررہے ہیں، نہ صرف کررہے ہیں بلکہ مثالیں قائم کررہے ہیں۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا کرم بذریعہ مصطفی ﷺ و اولیاء کرام علیہم الرضوان ہے ورنہ خطابت و تصانیف کے درمیان تعلقات کچھ زیادہ خوش گوار نہیں۔ جتنے بھی مصنفین گزرے ہیں، عام طور پر وہ خطیب نہیں تھے اور جب لوگوں نے خطابت کے ساتھ تصانیف کا ذخیرہ چھوڑا ہو، وہ لوگ چند ہی ہیں جنہیں انگلیوں پر گنا جاسکتا ہے اور قاعدہ ہے کہ

الشاذ کالمعدوم

خیر اللہ کرے علامہ شہزاد قادری ترابی کا قلم اور زبان یوں ہی خدمت دین کے لئے چلتے رہیں اور خطبات ترابی اس حوالے سے بہت ممتاز ہے کہ یوں تو خطابت پر

مارکیٹ میں بہت ہی کتابیں ہیں لیکن بعض تو چند عنوانات پر مشتمل ہیں اور بعض اتنی دقیق ہیں کہ مبتدی مستفیض نہیں ہوسکتا۔ یہ علامہ شہزاد قادری ترابی کا احسان ہے کہ انہوں نے خطابت کے میدان میں نو واردوں کو ''ہتھیار'' فراہم کردیا ہے۔ اب یہ ان پر منحصر ہے کہ وہ اس ہتھیار کو کیسے استعمال کرتے ہیں۔ ''خطبات ترابی'' ایک قیمتی سرمایہ ہے۔ جس سے بہت سے احباب اس وادئ پرخار میں اترنے کا حوصلہ پاسکتے ہیں۔ علامہ شہزاد قادری ترابی کی خطابت کے چند تخصصات جو میرے مشاہدے میں آئے، بیان کرتا ہوں، جو بلاشبہ ان کے پیرومرشد کے فیض کی برہان ہے۔

☆ آپ اپنے اور سامعین کے وقت کا خیال رکھتے ہوئے مقصدیت سے پُر گفتگو کرتے ہیں۔ حصول لطیفے، ذاتی واقعات اور موضوع سے انحراف فقیر نے کبھی نہیں دیکھا۔

☆ آپ نے خطابت کو طلب مال وشہرت کا ذریعہ نہیں بنایا، اپنا سیکریٹری نہیں رکھتے، عوام کی دسترس میں رہتے ہیں، عوام وخواص ہر ایک کو وقت دیتے ہیں اور اکثر جگہ سے بغیر لفافے کے لوٹ آتے ہیں، ماتھے پر شکنیں نہیں پڑنے دیتے۔

☆ آپ تہذیب یافتہ ستھری زبان استعمال کرتے ہیں۔ اپنے بدترین دشمن کو بھی گالی نہیں دیتے، نہ بے ہودہ طریقہ اپناتے ہیں، ہاں کبھی کبھی جذبات کا اظہار بھی کرتے ہیں، کیونکہ آپ ایک کھرے اور سچے عاشق رسول ﷺ ہیں۔

☆ آپ اپنے خطابات میں اصلاح احوال پر بے حد زور دیتے ہیں۔ آپ

دراصل ہنگامۂ قیامت بپا کرنا چاہتے ہیں تاکہ اہل سنت اپنے مرتبہ ومقام کو پہچان کر اپنے حقوق حاصل کرسکیں۔

☆ آپ عام فہم انداز میں بیان کرتے ہیں۔اپنی علمیت جھاڑنا اور مشکل الفاظ سے لوگوں کو مرعوب کرنے کے قائل نہیں،تحریر ہو یا تقریر،آسان الفاظ کا چناؤ کرتے ہیں تاکہ ایک کم پڑھا لکھا آدمی بھی مقصود کو پالے،ہم ان کی اس حکمت کو سلام پیش کرتے ہیں۔

☆ آپ اپنی خطابت سے دوسروں کو دینی کاموں میں مضبوط کرتے ہیں۔ جہاں جاتے ہیں،عوام میں دوران بیان خوب حوصلہ افزائی سے نوازتے ہیں۔ مجھے وہ وقت آج بھی یاد ہے جب ''بزم رضویہ'' کے ابتدائی ایام تھے اور آپ ''ہماری بزم'' کہہ کر میرے حوصلوں کو اوج ثریا نصیب کرتے تھے۔

☆ آپ بیان میں کسی قسم کے تصنع یا بناوٹ سے کام نہیں لیتے بلکہ اپنے مخصوص انداز بیان سے مخاطب ہوتے ہیں۔آپ کسی کی نقل نہیں اتارتے بلکہ قدرتی انداز میں بیان کرتے ہیں۔مجمع کی تعداد دیکھ کر بیان نہیں کرتے بلکہ مجمع کم ہو یا زیادہ،دل سے بیان کرتے ہیں۔

☆ آپ ایک نڈر اور بے باک مبلغ ہیں۔اپنے پیرومرشد کی طرح حق بات کہنے سے ڈرتے ہیں نہ جھجکتے ہیں۔مسلک کی طرف آنکھ اٹھانے والوں کی آنکھ پھوڑ دینا آپ کا وطیرہ ہے۔میرے مطابق تو آپ ''اغیار و کفار'' کے لئے ایک ننگی تلوار ہیں

جس نے نیام میں رہنا نہیں سیکھا، انداز مصلحانہ اور دھیما ہی رکھتے ہیں۔

☆ آپ کے پیش نظر غلبۂ اسلام کی جدوجہد ہے۔اس لئے آپ اپنی خطابت سے اپنے ہی بھائیوں پر کیچڑ نہیں اڑاتے، فروعی اختلاف کو بنیاد بنا کر کردار کشی نہیں کرتے۔آپ اپنی خطابت سے توڑتے نہیں، جوڑتے ہیں۔

بس یہی پرانی بات روک رہا ہوں، پھر کبھی اس تشنہ مضمون کی تکمیل کی طرف دھیان کروں گا۔ دعا گو ہوں کہ اللہ پاک آپ کو مزید عروج دے اور ان کا اقبال ہمیشہ بلند رکھے۔ یہ چرک اہل سنت پر ہمیشہ تاباں رہیں۔ آمین

شیطان کس وجہ سے مردود ٹھہرا؟

(درسِ قرآن)

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

وَلَقَدۡ خَلَقۡنٰکُمۡ ثُمَّ صَوَّرۡنٰکُمۡ ثُمَّ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِیۡسَ لَمۡ یَکُنۡ مِّنَ السّٰجِدِیۡنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ اعراف سے آیت نمبر 11 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا

فرمائے۔

محترم حضرات! جو آیت میں نے خطبہ میں تلاوت کی اس میں کئی موضوع ہیں، انسان کی تخلیق سے لے کر مختصر مختصر مختلف حصوں کو بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا، ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ :اور بے شک ہم نے تمہیں پیدا کیا۔

☆مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی جلد 8 صفحہ نمبر 352 پر فرماتے ہیں: اگرچہ ساری مخلوق رب تعالیٰ ہی نے بنائی ہیں لیکن یہاں انسان کی پیدائش کا خصوصیت سے ذکر فرمایا، ہر قسم کی مٹی حضرت آدم علیہ السلام میں جمع فرمائی گئی، ہر قسم کے پانی سے خمیر کی گئی، آپ کا نقشہ صورت خود رب نے اپنے دست قدرت سے بنایا (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں کہ رب تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے جب حضرت آدم علیہ السلام کو بنایا، وہ دن جمعۃ المبارک کا تھا اور وقت عصر کا تھا) آپ علیہ السلام پیدائشی ساٹھ ہاتھ کے ہوئے دوسروں کی طرح چھوٹے پھر بڑے نہ ہوئے، آپ علیہ السلام کو پیدائشی عالم بنایا (**وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا**) اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے (تفسیر بیضاوی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے حضرت آدم علیہ السلام پر تمام اشیاء پیش فرمائیں اور بطور الہام کے آپ کو ان تمام چیزوں کے نام، کام، صفات، خصوصیات، اصول علوم اور صنعتیں سکھادیں) آپ علیہ السلام کو پیدائشی عارف باللہ (اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والا) بنایا اور اپنی پسندیدہ صورت پر پیدا فرمایا جیسا کہ سورۂ تین آیت نمبر 4 میں ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ

(اور بے شک ہم نے آدمی کو بہترین صورت پر بنایا)

آگے ارشاد ہوتا ہے

ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ (پھر تمہارے نقشے بنائے)

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی جلد 8 کے صفحہ نمبر 352 پر فرماتے ہیں۔ رب تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا پھر ان کی پشت میں تم سب کے نقشے امانت رکھے جو بعد میں چھوٹی چھوٹی چیونٹیوں کی صورت میں ان کی پیٹھ سے نکالے گئے ''ثُمَّ'' ترتیب بیانی کے لیے ہے یعنی اے لوگو! ہم نے تم سب کو تمہارے باپوں کی پیٹھوں میں پیدا کیا پھر تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ میں صورت بخشی۔

رب تعالیٰ نے انسان کی پیدائش میں یہ کمال رکھا ہے کہ سارے جانور کچھ سمجھ بوجھ لے کر ماں کے پیٹ سے آتے ہیں مگر انسان بالکل ناسمجھ کہ سوائے رونے کے کچھ نہیں جانتا مگر آگے چل کر جانور ناسمجھ ہو جاتا ہے اور انسان عقل و دانائی میں سب سے بڑھ جاتا ہے، بعض انسان فرشتوں سے بڑھ جاتے ہیں۔ شان والے پروردگار نے انسان کے بالشت بھر چہرے میں کروڑوں نقشے ایسے بنائے کہ کوئی دوسروں سے نہیں ملتا ورنہ کوئی پہچانا نہ جاتا، گھر میں ماں، بہن، بیوی، پہچان میں نہ آتیں۔

☆ آگے ارشاد ہوتا ہے۔

ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ

پھر ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی جلد 8 صفحہ نمبر 352 پر فرماتے ہیں کہ فرشتوں کو جس سجدے کا حکم ہوا، وہ سجدۂ تعظیمی تھا (یاد رہے کہ سجدے کی دو قسمیں ہیں، ایک سجدۂ عبادت اور دوسرا سجدۂ تعظیمی۔ سجدۂ عبادت وہ ہوتا ہے جو کسی کو معبود سمجھ کر یعنی عبادت کے لائق سمجھ کر کیا جائے اور سجدۂ تعظیمی وہ ہوتا ہے جس میں سامنے والے کی تعظیم مقصود ہو۔ یاد رہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت میں سجدۂ تعظیمی جائز تھا مگر اُمّت محمد ﷺ میں سجدۂ تعظیمی حرام ہے)

فرشتوں کو جس سجدے کا حکم دیا اس میں قیام اور رکوع نہ تھا، صرف سجدہ تھا اور سجدہ سے مراد پیشانی کا زمین پر رکھنا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم سنتے ہی سارے فرشتوں نے ایک سجدہ کیا اور ایک ساتھ کیا، آگے پیچھے نہ کیا۔

☆ آگے ارشاد ہوتا ہے۔

فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ

تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا، وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ ہوا۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی جلد 8 صفحہ نمبر 352 پر فرماتے ہیں کہ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا پھر جب وہ سجدے سے اٹھے تو انہوں نے شیطان کو کھڑا دیکھا تو دوبارہ سجدے میں چلے گئے (یہ سجدۂ شکر تھا کہ مولائے کریم نے ہمیں نافرمانوں میں سے نہ کیا)

رب تعالیٰ نے سجدۂ آدم کا یہ واقعہ قرآن مجید میں سات جگہوں پر بیان فرمایا ہے۔

1۔سورۂ بقرہ، 2۔سورۂ اعراف، 3۔سورۂ حجر، 4۔بنی اسرائیل، 5۔سورۂ کہف، 6۔سورۂ طٰہٰ اور 7۔سورۂ ص

ابلیس کے سجدہ نہ کرنے پر رب تعالیٰ نے اس سے اس کی وجہ پوچھی جسے

اگلی آیت میں بیان کیا گیا ہے۔

☆ آگے ارشاد ہوتا ہے:

قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب میں نے تجھے حکم دیا تھا تو تجھے سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا؟

قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِىْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ

ابلیس نے کہا: میں اس سے بہتر ہوں۔ تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا۔

مفسر قرآن مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی جلد 8 کے صفحہ نمبر 355 پر فرماتے ہیں: رب تعالیٰ کی شان نرالی ہے۔ اس نے ادنیٰ کو پیدا کیا اور ادنیٰ سے اعلیٰ کو پیدا فرمایا۔ ناپاک نطفہ سے انسان بنا تا ہے اور پاک انسان سے ناپاک نطفہ، اس مردود نے رب تعالیٰ کی قدرت کا بھی در پردہ انکار کیا۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ابلیس آگ سے پیدا کیا گیا ہے تو اسے نوری مخلوق کے ساتھ سجدہ کرنے کا حکم کیوں دیا گیا؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ ابلیس کی پیدائش آگ سے ہے اور فرشتوں کی پیدائش نور سے، چونکہ وہ فرشتوں میں رہتا تھا، اس لیے اس کو بھی سجدہ کرنے کا حکم ہوگیا تھا۔

☆ابلیس ایک راز نہ سمجھ سکا:

ابلیس ایک راز نہ سمجھ سکا وہ یہ کہ اس نے یہ دیکھا کہ کس سے بنے ہیں؟ یہ نہ دیکھا کہ آپ کیسے بنے، کیوں بنے ہیں، اس لیے وہ گمراہ ہوگیا۔ اگر یہ دیکھ لیتا اور سمجھ لیتا کہ کائنات کے پالنہار، ماں سے بڑھ کر بندوں سے محبت کرنے والے، کائنات کو تخلیق کرنے والے، بادشاہوں کے بادشاہ، شہنشاہوں کے شہنشاہ، سب سے بڑے حاکم نے انہیں اپنے دست قدرت سے بنایا ہے اور اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ یہ آدم علیہ السلام معمولی ہستی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں۔ سب سے افضل واعلیٰ ہیں۔ یہ وہ راز تھا جو ابلیس سمجھ نہ سکا۔

☆کیا فرشتے نہیں جانتے تھے کہ یہ مٹی سے بنے ہیں؟

ابلیس جانتا تھا کہ یہ مٹی سے بنے ہیں اور فرشتے بھی جانتے تھے کہ یہ مٹی سے بنے ہیں مگر کیا وجہ تھی کہ فرشتے نوری مخلوق ہونے کے باوجود بلا چوں وچرا سجدہ میں گر گئے اور ابلیس منکر ہوا۔ وجہ یہ تھی کہ ابلیس کو اللہ تعالیٰ کے نبی کے بغض نے اندھا کردیا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کے نبی سے حسد کیا۔

☆فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو دیکھا:

مشہور واقعہ حضرت سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ اور ایاز کا واقعہ تاریخ میں ملتا ہے۔ایک دن سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ سے درباری شکایت کرنے لگے کہ آخر ایسی کیا وجہ ہے کہ آپ ایاز سے سب سے زیادہ محبت کیوں کرتے ہیں حالانکہ ہم بھی آپ کے خدام اور درباری ہیں؟

سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ نے اس سوال کا جواب دینے کے لیے سارے درباریوں کو جمع کیا اور قیمتی پتھروں سے بنا ہوا شیشے کا گلاس منگوایا اور باری باری ایک ایک درباری کو بلوایا اور یہ قیمتی گلاس اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا کہ اسے زمین پر پٹخ دو، درباری اس قیمتی گلاس کو اپنے ہاتھ میں لیتے اور اسے دیکھ کر رکھ کر چلے جاتے، کسی نے بھی اس گلاس کو زمین پر نہیں پٹخا۔

آخر میں اپنے چہیتے ایاز کو بلوایا اور یہ قیمتی گلاس ان کو ہاتھ میں دیا اور زمین پر پٹخنے کا حکم دیا۔ایاز نے حکم سنتے ہی گلاس زمین پر پٹخ دیا۔

سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ نے یہ معاملہ دکھا کر درباریوں سے کہا کہ میں اس لیے ایاز سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہوں کہ تم سب نے گلاس کے قیمتی ہونے کو دیکھا مگر ایاز نے میرے حکم کو دیکھا۔

محترم حضرات! بتانا یہ مقصود ہے فرشتوں نے حکمِ ربی کو دیکھا تو ملائکہ مقربین بن گئے اور ابلیس نے بغضِ نبی میں حکمِ ربی کو اہمیت نہ دی لہذا وہ مردود ہو گیا۔

☆عقل سے بھی سوچا جائے تو خاک، آگ سے افضل ہے:

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی میں فرماتے ہیں: خاک، آگ سے کئی لحاظ سے افضل ہے۔

1۔ مٹی میں عجز و انکساری ہے جبکہ آگ میں بڑائی اور تکبر ہے۔

2۔ کھیت اور باغ مٹی میں لگتے ہیں، آگ میں نہیں لگتے۔

3۔ مٹی میں قرار ہے، آگ میں تڑپ اور بے قراری ہے۔ اس لیے انسان مٹی میں دفن ہوتے ہیں۔ آگ میں دفن نہیں ہوتے۔

4۔ مٹی آباد کرتی ہے، آگ جلا کر برباد کرتی ہے۔

5۔ مٹی میں امانت داری ہے، آگ میں خیانت ہے، اس لیے دانہ مٹی میں دبا دو تو وہ محفوظ رکھتی بلکہ بڑھاتی ہے جبکہ آگ میں دانہ ڈال دو تو اسے فنا کر کے جلا دیتی ہے۔

6۔ مٹی، آگ پر غالب ہے اس لیے کہ وہ آگ کو بجھا دیتی ہے، فنا کر دیتی

ہے مگر آگ مٹی کو فنا نہیں کر سکتی، نہ گلا سکتی ہے۔

7۔خاک میں بقاء ہے، آگ میں فنا ہے۔اس لیے کہ خاک شہر اور بستیاں آباد کرتی ہے جبکہ آگ ایسا نہیں کر سکتی۔

معلوم ہوا کہ اگر عقل سے بھی سوچا جائے تو خاک، آگ سے ہر لحاظ سے افضل ہے مگر ابلیس چونکہ بغض نبی میں اندھا ہو چکا تھا اس لیے وہ اس بات کو نہ جان سکا۔

☆شیطان کا جواب ایک مقام پر یوں بیان کیا گیا:

چنانچہ سورۂ حجر آیت نمبر 33 میں شیطان کا جواب بیان کیا گیا ہے۔

قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ

(شیطان) بولا مجھے زیب نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے بجتی مٹی سے بنایا جو سیاہ بودار گارے سے تھی۔

معلوم ہوا کہ نبی کو حقارت اور بے ادبی سے بشر کہنے کا آغاز شیطان مردود نے کیا حالانکہ فرشتے بھی جانتے تھے کہ حضرت آدم علیہ السلام بشر ہیں مگر فرشتوں نے حضرت آدم کی بشریت پر ایمان رکھا اور شیطان نے بے ادبی کے ساتھ

بشریت کو اچھالا تو جنہوں نے فقط اللہ تعالیٰ کے نبی کی بشریت پر ایمان رکھا وہ ملائکہ مقربین ہو گئے اور جس نے بے ادبی سے نبی کی بشریت کو اچھالا، وہ شیطان مردود ہو گیا۔

شیطان جس جرم کی وجہ سے مردود ہوا، اس نے اپنے چیلوں کو بھی اسی کام پر لگا دیا۔

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کفار نے اپنی طرح بشر کہا:

قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا

کافروں نے (موسیٰ علیہ السلام سے) کہا کہ تم تو ہمارے ہی مثل بشر ہو۔ (سورۂ یٰس آیت 15)

☆ حضرت صالح علیہ السلام کو کفار نے اپنی طرح بشر کہا۔

مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا

(کافروں نے حضرت صالح علیہ السلام سے کہا کہ) تم تو ہمارے ہی مثل بشر ہو۔ (سورۂ شعراء آیت 154)

☆ حضرت شعیب علیہ السلام کو کفار نے بشر کہا:

مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا

(کافروں نے حضرت شعیب علیہ السلام سے کہا کہ) تم تو ہمارے ہی مثل بشر ہو۔ (سورۂ شعراء، آیت 186)

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کفار نے اپنی طرح بشر کہا۔

قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَکْذِبُوْنَ

(کفار حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے) تم تو نہیں مگر ہم جیسے بشر اور رحمن نے کچھ نہیں اتارا تم جھوٹے ہو۔ (سورۂ یٰس، آیت 15)

محترم حضرات! حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کئی انبیاء کرام کو شیطان نے کفار کے مونہہ سے اپنے جیسا بشر کہلوایا کیونکہ یہ اس کا مشن تھا لہذا اب وہ ابوجہل اور ولید بن مغیرہ کے پاس پہنچا تا کہ رسول اللہ ﷺ کی بشریت کو اچھالا جائے چنانچہ سورۃ الانبیاء کی آیت نمبر 3 میں فرمایا گیا۔

☆ ابوجہل و ولید نے حضور ﷺ کو اپنے جیسا بشر کہا:

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ

اور ظالمین پوشیدہ پوشیدہ سرگوشی کرتے ہیں کہ نہیں ہے یہ مگر تمہاری مثل بشر۔کیا پس تم جادو پر آتے ہو حالانکہ تم صاف بصیرت پر ہو۔

محترم حضرات! معلوم ہوا کہ نبی کو حقارت اور بے ادبی کے ساتھ بشر کہنے کا آغاز شیطان نے کیا۔ اسی بناء پر مردود ہوا پھر اس نے ارادہ کرلیا کہ میں انسانوں کو بھی اس کام پر لگاؤں گا لہذا وہ آج اپنے مشن میں کامیاب ہوتا نظر آرہا ہے۔

رب تعالیٰ کو جلال آ گیا اور رب تعالیٰ نے اسے جنت سے نکال دیا چنانچہ سورۂ اعراف آیت 13 میں ارشاد ہوتا ہے:

قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا

اللہ نے فرمایا: تو یہاں سے اتر جا۔

یعنی جنت سے اتر جا کہ یہ جگہ اطاعت وتواضع کرنے والوں کی ہے، منکرو سرکش کی نہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ جنت پہلے سے موجود ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت اوپر ہے یعنی ساتوں آسمانوں کے بعد ہے۔زمین کے نیچے نہیں کیونکہ اترنا اوپر سے ہوتا ہے۔

سورۂ اعراف کی آیت نمبر 13 میں ارشاد فرمایا:

فَمَا یَکُوْنُ لَکَ اَنْ تَتَکَبَّرَ فِیْهَا فَاخْرُجْ اِنَّکَ مِنَ الصّٰغِرِیْنَ

پس تیرے لیے جائز نہیں کہ تو اس مقام میں تکبر کرے، نکل جا، بے شک تو ذلت والوں میں سے ہے۔

محترم حضرات! ہزاروں برس کا عبادت گزار اور فرشتوں کا استاد کہلانے والا ابلیس بغض نبی اور تکبر کی وجہ سے مردود ٹھہرا اور قیامت تک کے لیے ذلت و رسوائی کا شکار ہو گیا جیسا کہ حدیث شریف میں بیان فرمایا گیا۔

حدیث شریف = ابن عساکر، حرف القاف صفحہ نمبر 40 پر نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تکبر سے بچتے رہو کیونکہ اسی تکبر نے شیطان کو اس بات پر ابھارا تھا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرے۔

☆ تکبر کس چیز کا نام ہے؟

حدیث شریف = مسلم شریف کتاب الایمان میں حدیث نمبر 147 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: تکبر حق کی مخالفت کرنے اور لوگوں کو حقیر جاننے کا نام ہے۔

☆ مردود ہونے سے پہلے اس کا کیا نام تھا؟

تفسیر روح المعانی جلد اول صفحہ نمبر 229 پر ہے کہ ابلیس کے مردود ہونے سے پہلے سریانی زبان میں اس کا نام عزازیل تھا۔ عربی زبان میں ''حارث'' تھا۔ حکم ربی کے انکار کے بعد ابلیس نام رکھا گیا جس کا معنی ہے ''خیر سے دور ہونا'' اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونا۔ اسے شیطان بھی کہا گیا جس کا معنی حق سے دور ہونے والا گروہ۔

مردود ہونے کے بعد شیطان نے اپنے رب سے مہلت مانگی جسے سورۂ اعراف کی آیت 14 اور 15 میں بیان کیا گیا ہے۔

قَالَ اَنۡظِرۡنِیۡۤ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ ۝ قَالَ اِنَّکَ مِنَ الۡمُنۡظَرِیۡنَ

شیطان نے کہا: تو مجھے اس دن تک مہلت دے دے جس میں لوگ اٹھائے جائیں گے۔ اللہ نے فرمایا: تجھے مہلت ہے۔

محترم حضرات! شیطان کو رب تعالیٰ نے پہلی بار صور پھونکنے تک مہلت دے دی، جب پہلی بار صور پھونکا جائے گا تو سب کے ساتھ وہ بھی ہلاک ہو جائے گا۔

پھر شیطان بولا جسے سورۂ اعراف کی آیت نمبر 16 میں بیان کیا گیا ہے۔

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِي لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ

شیطان نے کہا: مجھے اس کی قسم کہ تو نے مجھے گمراہ کیا۔ میں ضرور تیرے سیدھے راستہ پر لوگوں کی تاک میں بیٹھوں گا۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی جلد 8 کے صفحہ نمبر 367 پر اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ شیطان کا یہ جملہ کونین کے پالنہار، بادشاہوں کے بادشاہ، کریموں کے کریم پروردگار کی بارگاہ اقدس میں سخت بے ادبی والا جملہ ہے۔ خیال رہے کہ نبی کا بے ادب کبھی خدا تعالیٰ کا باادب نہیں ہوسکتا۔ نبی کا گستاخ کبھی خدا تعالیٰ کا وفادار نہیں ہوسکتا چونکہ شیطان پہلے حضرت آدم علیہ السلام کی بے ادبی کر چکا تھا، وہ بے ادبی سیڑھی تھی، اس کے بعد وہ اس حد تک پہنچا کہ اس نے خدا تعالیٰ کی شان میں بے ادبی کر دی۔

شیطان کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ میں بے قصور ہوں۔ یہ تیرا مجھ پر ظلم ہے کہ تو نے بلاوجہ مجھے گمراہ کر دیا۔ یہ بے ادبی کی انتہا ہے۔ رب پھر بھی اسے مہلت دیتا ہے، یہ انتہا درجہ کا حلم ہے۔

☆ سیدھے راستے پر لوگوں کی تاک میں:

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شیطان کا یہ کہنا کہ ''میں سیدھے راستے پر لوگوں کی تاک میں بیٹھوں گا'' اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کی تاک میں چوروں اور ڈاکوؤں کی طرح بیٹھوں گا، جب میرے داؤ میں آئیں گے، ان پر حملہ کردوں گا۔ ابلیس نے کسی کا استثناء نہیں کیا کیونکہ وہ بہکانے کی کوشش سب کے لیے ہی کرتا ہے۔ ابلیس سب سے پہلے عقائد حقہ کی راہ پر بیٹھتا ہے۔ عبادات سے روکنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔ خیال رہے صراط مستقیم پر جیسے راہزنی کے لیے شیطان بیٹھا ہے، ایسے ہی راہبری کے لیے (ایمان کی حفاظت کے لیے) وہاں وہاں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام رب کی رحمت بن کر موجود ہیں۔

☆ شیطان کا اپنے ناپاک عزائم کا اظہار:

پھر شیطان نے اپنے ناپاک عزائم کا اظہار کرتے ہوئے کہا جسے سورۂ اعراف آیت نمبر 17 میں بیان کیا گیا۔

ثُمَّ لَاٰتِیَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَیۡنِ اَیۡدِیۡهِمۡ وَمِنۡ خَلۡفِهِمۡ وَعَنۡ اَیۡمَانِهِمۡ وَعَنۡ شَمَآئِلِهِمۡ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكۡثَرَهُمۡ

شٰکِرِیْنَ

پھر ضرور میں ان کے آگے اور ان کے پیچھے اور ان کے دائیں اور ان کے بائیں سے ان کے پاس آؤں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا۔

امام خازن علیہ الرحمہ تفسیر خازن میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ شیطان نے اپنے عزم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ پھر میں ضرور بنی آدم کے آگے، پیچھے اور ان کے دائیں، بائیں یعنی چاروں طرف سے ان کے پاس آؤں گا اور انہیں گھیر کر راہ راست سے روکوں گا تا کہ وہ تیرے راستے پر نہ چلیں اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سامنے سے مراد یہ ہے کہ میں ان کی دنیا کے متعلق وسوسے ڈالوں گا اور پیچھے سے مراد یہ ہے کہ ان کی آخرت کے متعلق وسوسے ڈالوں گا اور دائیں سے مراد یہ ہے کہ ان کے دین میں شبہات ڈالوں گا اور بائیں طرف سے مراد یہ ہے کہ ان کو گناہوں کی طرف راغب کروں گا۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی جلد 8 کے صفحہ نمبر 370 پر فرماتے ہیں کہ خیال رہے کہ شیطان نے اپنے جو ارادے ظاہر کیے اس کی وجہ یہ نہیں کہ

وہ اللہ تعالیٰ کو بے خبر جانتا ہے، وہ تو رب تعالیٰ کی ذات وصفات اس کے علم و قدرت کا یقین رکھتا ہے بلکہ یہ کہلوا دینا رب تعالیٰ کا خاص کرم ہے کہ اس (مردود) کے دل میں بدلہ لینے کا ایسا جوش پیدا فرما دیا کہ وہ آپے سے باہر ہوکر اپنا ارادہ ظاہر کر بیٹھا۔

رب تعالیٰ نے اس کا اعلان فرما دیا کہ سننے والے انسان اس کے ناپاک ارادے سے خبردار ہوکر اس سے محتاط رہیں۔اس کی چکنی چپڑی باتوں پر دھیان نہ دیں۔ یہ رب تعالیٰ کا کام ہے ورنہ جیسے اس نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا کہ میں آپ کا بڑا خیرخواہ ہوں۔آج بھی کہہ دیتا کہ میں اولاد آدم کا خادم خیرخواہ بن کر رہوں گا تاکہ لوگ اس سے دھوکا کھا جاتے۔

☆بالآخر شیطان کو مردود قرار دے دیا گیا:

چنانچہ سورۂ اعراف کی آیت نمبر 18 میں ارشاد ہوتا ہے۔

قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُومًا مَّدْحُورًا لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ أَجْمَعِينَ

تو یہاں سے ذلیل ومردود ہوکر نکل جا۔ بے شک ان میں سے جو تیری

پیروی کرے گا تو میں ضرور، تم سب سے جہنم بھر دوں گا۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی جلد 8 کے صفحہ نمبر 377 پر اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ جب ابلیس نے اپنا ناپاک ارادہ رب تعالیٰ سے عرض کیا تو رب تعالیٰ نے بطور عتاب اس سے فرمایا کہ تو بکواس نہ کر، یہاں سے نکلنے والی بات کر، یہاں سے عیبی ہو کر نکل کہ اب تو نہ مومن ہے نہ عابد، نہ عارف بلکہ اب تو کافر ہے، خبیث ہے اور دنیا میں ذلیل پھرتا پھر کہ ہر جگہ سے پھٹکار کھاتا ہوا مارا مارا پھر تو اور تیری اولاد اور تیرے اتباع کرنے والے انسان ان سب سے دوزخ بھر دوں گا۔

معلوم ہوا کہ نبی کی دشمنی تمام کفروں سے بڑھ کر ہے، شیطان عالم و زاہد ہونے کے باوجود نبی کی تعظیم سے انکار پر ایسا ذلیل ہوا۔ اس کے بعد فرمایا:

لَاَمۡلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنۡكُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ

میں ضرور تم سب سے جہنم بھر دوں گا۔

یعنی اے شیطان! تجھ کو بھی اور تیری اولاد کو بھی اور تیری اطاعت کرنے والے آدمیوں کو بھی، سب کو جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ

دوزخ میں شیطان، جنات اور انسان سب ہی جائیں گے اور رب تعالیٰ ان نافرمانوں سے جہنم کو بھر دے گا۔اسی چیز کو سورۂ ہود کی آیت نمبر 119 میں بیان فرمایا:

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

اورتمہارے رب کی بات پوری ہوچکی کہ بے شک میں ضرور جہنم کو جنوں اور انسانوں سے ملاکر بھر دوں گا۔

اس مضمون کو مسلم شریف کی حدیث نمبر 2846 میں بھی بیان فرمایا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔سرورکونین ﷺ نے فرمایا: جہنم اور جنت میں مباحثہ ہوا تو جہنم نے کہا: مجھ میں جبار اور متکبر لوگ داخل ہوں گے۔ جنت نے کہا: مجھ میں کمزور اور مسکین لوگ داخل ہوں گے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم میرا عذاب ہو، میں جس کو چاہوں گا،تمہارے ذریعے عذاب دوں گا۔ جنت سے فرمایا:تم میری رحمت ہو، میں تمہارے ذریعے جس پر چاہوں گا، رحم کروں گا اور تم میں سے ہر ایک کو پر ہونا ہے۔

محترم حضرات! اس پورے درس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی بے ادبی، ان کی عداوت، گستاخی، تکبر اور حسد سے ہمیشہ بچنا چاہیے ورنہ برسہا برس کی عبادت غارت کردی جائے گی لہذا کائنات کا پہلا جرم نبی کی بے ادبی اور گستاخی اور عداوت ٹھہرا۔ ہم اگر اس جرم سے بچنا چاہتے ہیں تو باادب لوگ یعنی عاشقان مصطفی ﷺ کی صحبت کو اختیار کرنا ہوگا اور بے ادبوں سے کوسوں دور رہنا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو ہر قسم کی بے ادبی اور بے ادبوں کے شر سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

حضرت آدم علیہ السلام کا جنت میں داخلہ اور شیطان کی دشمنی

(درسِ قرآن)

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مِنۡ حَیۡثُ شِئۡتُمَا وَلَا تَقۡرَبَا ھٰذِہِ الشَّجَرَۃَ فَتَکُوۡنَا مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰاھِدِیۡنَ وَالشّٰاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ اعراف آیت نمبر 19 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نبی کی بے ادبی کرنے کے بعد شیطان جب مردود قرار دیا گیا پھر اس کے بعد اسے جنت سے نکال دیا گیا اور حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کو جنت میں داخل ہونے کا حکم دیا گیا جسے سورۂ اعراف کی آیت نمبر 19 تا 22 میں بیان فرمایا گیا۔

وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ

اور اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو

فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ

پھر اس میں سے جہاں چاہو کھاؤ اور اس درخت کے پاس نہ جانا

فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ

ورنہ حد سے بڑھنے والوں میں سے ہو جاؤ گے

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ

پھر شیطان نے انہیں وسوسہ ڈالا

لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَاوٗرِيَ عَنْهُمَا

تا کہ ان پر ان کی چھپی ہوئی شرم کی چیزیں کھول دے

وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ

اور کہنے لگا: تمہیں تمہارے رب نے اس درخت سے

اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ

اسی لیے منع فرمایا ہے کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ یا تم ہمیشہ زندہ رہنے والے نہ بن جاؤ۔

وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ

اوران دونوں سے قسم کھا کر کہا کہ بے شک میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں

فَدَلّٰهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ

تو وہ دھوکہ دے کر ان دونوں کو اتار لایا پھر جب انہوں نے اس درخت کا پھل کھایا

بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ

تو ان کی شرم کے مقام ان پر کھل گئے اور وہ جنت کے پتے ڈالنے لگے

وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ

اور انہیں ان کے رب نے فرمایا تھا: کیا میں نے تمہیں اس درخت سے منع نہیں کیا تھا؟

وَاَقُل لَّكُمَا اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ

اور میں نے تم سے یہ نہ فرمایا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے؟

☆ مفسرین فرماتے ہیں کہ شیطان کو ذلیل و رسوا کر کے جنت سے نکال دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ اور آپ کی بیوی حضرت حوا رضی اللہ عنہا جنت میں رہو اور جنتی پھلوں میں سے جہاں چاہو کھاؤ لیکن اس درخت کے قریب نہ جانا۔ وہ درخت گندم تھا یا کوئی اور، (جو بھی رب تعالیٰ کے علم میں ہے) شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا کو وسوسہ ڈالا چنانچہ ابلیس ملعون نے اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم کھاتے ہوئے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا: اس درخت میں تاثیر یہ ہے کہ اس کا پھل کھانے والا فرشتہ بن جاتا ہے یا ہمیشہ کی زندگی حاصل کر لیتا ہے۔

وسوسہ کے لغوی معنی ہیں ہلکی اور مسلسل آواز، اس لیے عورتوں کے زیور کی ہلکی آواز کو وسوسہ کہا جاتا ہے۔ اصطلاح میں برے خیالات وہ کہلاتے ہیں جو شیطان کی طرف سے انسان کے دل میں آئیں، اچھے خیالات جو فرشتے کی

طرف سے دل میں آئیں، انہیں الہام کہا جاتا ہے(تفسیر نعیمی، جلد 7،ص382)

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ واقعہ تو شیطان کو مردود قرار دیئے جانے کے بعد کا ہے، شیطان تو جنت سے نکالا جاچکا تھا جبکہ حضرت آدم و حضرت حوا تو جنت میں تھے، یہ وہاں کیسے پہنچا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ شیطان جنت سے نکالا جاچکا تھا مگر اب تک اس کا وہاں آنا جانا بند نہ ہوا تھا اور یا اس طرح گیا کہ جنت میں مور اور سانپ نہایت خوبصورت جانور تھے اور یہ دونوں حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت کیا کرتے تھے۔ شیطان جنت کے دروازے کے باہر پہنچا۔ ادھر مور بھی دروازۂ جنت پر آیا تھا۔ شیطان اور مور نے آپس میں مشورہ کیا کہ کسی صورت سے آدم و حوا علیہم السلام کو دروازۂ جنت تک لے آنا چاہیے۔ ادھر شیطان نے سانپ سے مشورہ کیا کہ تو مجھ کو مونہہ میں لے کر جنت کی دیوار پر اس وقت پہنچا دینا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام دروازے پر آئے ہوئے ہوں۔ یہ تجویز طے ہونے کے بعد مور نے حضرت آدم و حوا علیہم السلام کے سامنے ناچنا شروع کیا۔ یہ دونوں حضرات رقص کے دیکھنے میں مشغول ہوئے، مور ناچتا ناچتا پیچھے ہٹنے لگا۔ یہ دونوں صاحب اس کی طرف آگے بڑھنے لگے، یہاں تک کہ مور ناچتا ہوا دروازۂ جنت پر آگیا جس کے ساتھ ہی ساتھ یہ دونوں صاحب بھی وہاں پہنچ گئے۔ ادھر

سانپ بھی تیار کھڑا تھا۔شیطان کو فوراً اپنے مونہہ میں لے کر جنت کی دیوار تک پہنچ گیا۔اس ترکیب سے شیطان حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے آ گیا اور اس کو کچھ ان سے گفتگو کرنے کا موقع مل گیا لہذا شیطان تو جنت سے باہر رہا۔آدم علیہ السلام اندر اور پھر ان کی گفتگو ہوگئی، شیطان ان کے روبرو پہنچ گیا اور جا کر عرض کیا کہ مجھ سے آپ کے حضور بڑی بے ادبی ہوئی۔ میں نے آپ کو سجدہ نہ کیا جس کے سبب میں ملعون ہوگیا۔اب میں چاہتا ہوں کہ اس گناہ کا کفارہ ادا کروں اور آپ کو ایسے مرتبے پر پہنچا دوں جس سے آپ مجھ سے راضی ہوجائیں اور آپ کو مجھ پر جو غصہ ہے، وہ جاتا رہے۔ یہ کہہ کر بولا کہ آپ اپنی اس تعظیم و تکریم پر فریفتہ نہ ہوجائیں کیونکہ آپ کو آخر کار موت آنے والی ہے۔جس سے کہ تمام عیش و آرام ختم ہوجائیں گے۔حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا کہ موت کیا چیز ہے؟ شیطان مردہ جانور کی طرح ان کے سامنے پڑ گیا اور جان کنی کے وقت جو حالت ہوتی ہے۔ ہاتھ پاؤں پٹخنا، روح کا نکلنا، تڑپنا وغیرہ ان کو دکھلایا۔ یہ دونوں حضرات اس حالت کو دیکھ کر گھبرا گئے اور اس سے پوچھنے لگے۔کیا اس موت سے بچنے کی کوئی تدبیر ہے؟

اس نے کہا کہ ہاں،قرآن کریم نے خود اس کا کلام نقل فرمایا:

هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى

(سورۂ طٰہٰ، آیت 120)

یعنی میں تم کو ایسے درخت کا پتا بتا تا ہوں کہ جو اسے کھالے، ہرگز نہ مرے اور اسکی بادشاہت بھی فنا نہ ہو۔

انہوں نے پوچھا: وہ کون سا درخت ہے۔ اس نے وہی درخت بتایا جس سے ان صاحبوں کو منع فرمایا تھا۔ شیطان کہنے لگا کہ اے آدم وحوا واقعی رب تعالیٰ نے تم دونوں کو اس درخت کے کھانے سے تو کیا اس کے پاس جانے سے منع فرمایا تھا مگر وہ ممانعت دائمی نہ تھی بلکہ اس وقت خاص کے لیے تھی، جب تم میں اس کے ہضم کرنے کی طاقت نہ تھی اب جبکہ تم دونوں قوی وتوانا ہو چکے ہو، اسے ہضم کر سکتے ہو، یہ کہہ کر رب تعالیٰ کی قسم کھا کر بولا کہ میں تمہارا بدخواہ نہیں ہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام کو یہ وہم بھی نہ ہوا کہ کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم کھا سکتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو یہ خیال نہ رہا کہ رب تعالیٰ سے پوچھ لیں۔ پوچھنا بھول گئے کیونکر نہ بھولتے، دنیا میں آ کر رنگ لگانا تھا۔ دیکھو حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں کے ساتھ بھیجتے وقت اللہ تعالیٰ کو سونپنا بھول گئے۔ چالیس یا 80 سال کی جدائی ہوگئی۔ اس جدائی کی برکت سے آپ

علیہ السلام کو سلطنت ملی اور بنی اسرائیل مصر میں آباد ہوئے۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کا بھولنا بھی رب کی طرف سے ایک حکمت ہوتا ہے، چنانچہ شیطان نے پہلے حضرت حوا کو پھر بعد میں حضرت آدم علیہ السلام کو اس درخت سے کھلایا (تفسیر نعیمی)

یہ بھول تھی، گناہ نہ تھا، انبیاء گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں، گناہ شیطان نے کیا، جس کی بناء پر اسے مردود قرار دیا گیا اور حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نیچے بھیج کر نبوت کے اعزاز سے نوازا۔ حضرت آدم علیہ السلام جنت سے بالکل محروم نہ ہوئے بلکہ ان کا وہ عارضی قیام جاتا رہا اور وہاں بھیجا گیا جس کے لیے رب نے انہیں پیدا کیا تھا۔ خود قرآن اس کی گواہی دیتا ہے۔ چنانچہ سورۂ بقرہ آیت نمبر 30 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً

ترجمہ: میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو رب تعالیٰ نے زمین کے واسطے خلیفہ بنایا تھا پھر وہ ہمیشہ جنت میں کیسے رہ سکتے تھے؟ (تفسیر نعیمی)

یہ راز وہ سمجھے جو لذت عشق سے واقف ہو۔ خدائے رحمن نے شیطان سے کہا تھا اُخْرُجْ مِنْهَا نکل جا یہاں سے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کے لیے

فرمایا اھۡبِطُوۡا مِنۡہَا جَمِیۡعاً جس میں بتایا گیا کہ تم کچھ عرصے کے لیے زمین میں بھیجے جا رہے ہو۔ پھر اپنی کروڑ ہا اولاد کے ساتھ واپس جنت میں جاؤ گے یعنی دو جا رہے ہو، کروڑوں کو ساتھ لاؤ گے، بزرگان دین فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہم کو جنت سے نہ نکالا بلکہ ہم نے انہیں وہاں سے علیحدہ کیا، کیونکہ ان کی پشت میں کافروں اور فاسقوں کی روحیں تھیں جو کہ جنت کے قابل نہ تھے۔ حکم ہوا کہ اے آدم علیہ السلام! زمین پر جا کر ان خبیثوں کو چھوڑ آؤ پھر آپ کی جگہ یہی جنت ہے (مرقات شرح مشکوٰۃ باب الایمان بالقدر و و روح البیان، از کتاب جاءالحق ص 399)

اگر حضرت آدم علیہ السلام کا زمین پر آنا عذاب ہوتا تو یہاں ان پر خلافت و نبوت کا نورانی تاج نہ رکھا جاتا۔ آپ کی اولادوں میں سے انبیاءکرام اور اولیاء کرام پیدا نہ ہوتے جس گندم کے دانے کو کھا کر حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے، اسی گندم کو آپ کی اولاد کے لیے غذا تجویز کیا گیا۔

حضرت محی الدین ابن عربی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر آدم علیہ السلام کی جگہ میں ہوتا تو سارا درخت کا گندم کھا لیتا کیونکہ یہ کھانا محبوب خدا ﷺ کے زمین پر تشریف آوری کا ذریعہ تھا۔

☆حضرت آدم علیہ السلام کا جنت سے باہر تشریف لانا:

تفسیر نعیمی جلد اول ص 304 پر نقل ہے کہ دانۂ گندم کھانے کا یہ اثر ہوا کہ ان کے جسموں سے جنتی لباس جاتا رہا اور وہ حضرات برہنہ رہ گئے (ان دونوں بزرگوں کے ستر کسی اور پر ظاہر نہ ہوئے، صرف ان ہی دونوں پر ظاہر ہوئے کہ خاوند نے بیوی کا ستر دیکھا اور بیوی نے خاوند کا ستر دیکھا) مارے شرم کے انجیر کے درخت کے پتوں سے اپنے جسموں کو چھپانے لگے، اسی حالت میں رب کی طرف سے ندا آئی کہ اے آدم وحوا! کیا ہم نے تم کو اس درخت سے منع نہ کیا تھا اور کیا تم سے نہ کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اس کے فریب میں نہ آنا۔ یہ حضرات عذر کے سوا اور کیا عرض کر سکتے تھے پھر فرشتوں کو حکم ہوا کہ ان سب کو زمین پر اتار دو۔

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کو ہندوستان میں شہر سراندیب کے اس پہاڑ پر اتارا گیا جس کو نود کہتے ہیں اور حضرت حوا کو ساحل عرب پر جدہ میں اتارا گیا۔ شیطان کو جنگل میسان میں پھینکا گیا جو کہ بصرہ سے کچھ فاصلے پر ہے یا جہاں آج یاجوج ماجوج کی دیوار قائم ہے۔ سانپ کو سجستان یا اصفہان میں پھینکا گیا وہاں اب بھی سانپ زیادہ ہوتے ہیں اور مور کو مرج الہند میں پھینکا گیا۔

☆ کس کو کیا ملا؟

تفسیر نعیمی جلد اول ص 304 پر نقل ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو کھیتی باڑی کرنے اور معاش حاصل کرنے کی تکلیف دی گئی، حضرت حوا کو حیض وحمل اور کمی عقل اور نقصان میراث میں ملی۔ سانپ کے پاؤں غائب کر دیئے گئے اور اس کو پیٹ کے بل چلایا گیا اور اس کی غذا مٹی قرار دی گئی۔ مور کے پاؤں بدشکل کر دیئے گئے اور ابلیس کی صورت مسخ کر دی گئی اور نہایت رسوا کر کے دنیا میں رکھا گیا۔

☆ ہند کی سرزمین ہری بھری کیوں؟

تفسیر نعیمی جلد اول ص 304 پر نقل ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہند کی سرزمین اس لیے عمدہ اور ہری بھری ہے اور عود، ترپھل وغیرہ خوشبوئیں اس لیے وہاں پیدا ہوئی ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام جب اس سرزمین پر آئے تو ان کے جسم پر جنتی درخت کے پتے تھے، وہ پتے زمین پر تشریف لانے کے بعد ہوا سے اڑ کر جس درخت پر پہنچے وہ ہمیشہ کے لیے خوشبودار ہو گیا۔

☆ حضرت آدم علیہ السلام جنت سے کیا لائے؟

تفسیر نعیمی جلد اول ص 305 پر نقل ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنے ساتھ تین قسم کے جنتی میوے لائے۔ایک وہ جو پورے کھا لیے جاتے ہیں، دوسرے وہ جن کا اوپری حصہ کھا لیا جاتا ہے اور گھٹلی پھینک دی جاتی ہے، جیسے کھجور اور آم۔تیسرے وہ جن کا اوپری چھلکا پھینک دیا جاتا ہے اور اندرونی حصہ کھا لیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ حجر اسود جو اب خانہ کعبہ میں نصب ہے، وہ بھی آپ ساتھ لائے۔ایک عصا لائے جو بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ آیا جس کی لمبائی دس گز تھی، اپنے ساتھ لے کر آئے اور کچھ سونا، چاندی اور کچھ کھیتی باڑی وغیرہ کے اوزار بھی ساتھ لائے۔تفسیر عزیزی میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے سب سے پہلے کپڑا بننے کا کام کیا اور بعد میں کھیتی باڑی کے کام میں مشغول رہے۔آپ نے ہمیشہ بارش کا پانی پیا۔کنوئیں کا پانی کبھی نہ پیا۔سب سے پہلے آپ نے ہی چاندی سے روپیہ اور سونے سے اشرفیاں بنائیں۔

☆زمین پر تشریف لانے کے بعد گھبراہٹ ہوئی:

تفسیر نعیمی جلد اول ص 305 پر نقل ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے تو آپ کو بہت وحشت اور گھبراہٹ ہوئی۔حضرت جبرئیل

علیہ السلام بحکم الٰہی زمین پر آئے اور بلند آواز سے اذان کہی، جب حضرت آدم علیہ السلام نے محبوب کبریا ﷺ کا نام سنا تو ان کی گھبراہٹ دور ہوگئی۔

طحاوی شریف جلد اول میں نقل ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے اور رات کے وقت اندھیرا چھا گیا۔جس سے آپ کا دل گھبرانے لگا کیونکہ جنت میں تو رات ہے ہی نہیں۔آپ نے اسی گھبراہٹ میں ساری رات گزاری۔ جیسے صبح کی روشنی نمودار ہوئی۔آپ نے شکرانے میں دو رکعت نماز پڑھی۔رب تعالیٰ کو حضرت آدم علیہ السلام کی ادا اتنی پسند آئی کہ قیامت تک اُمّت مصطفی کے لیے اسے فجر کی نماز بنا دیا۔

☆پوری زمین پر پانی ہی پانی تھا:

ابن عساکر اور تفسیر عزیزی میں نقل ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے تو پوری دنیا میں پانی ہی پانی تھا۔صرف ایک مقام پر زمین ظاہر ہو رہی تھی اور وہ جگہ وہ ہے جس جگہ پر آج کعبۃ اللہ شریف موجود ہے۔اس لیے اس سرزمین کا ایک نام ام القریٰ یعنی زمین کی اصل بھی ہے(تذکرۃ الانبیاء، ص148)

☆اپنی بھول پر بہت روئے:

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا اپنی بھول پر بہت روئے اور گریہ زاری فرمائی۔علماء فرماتے ہیں کہ آپ اپنی بھول پر تین سو برس تک ندامت کے آنسو بہاتے رہے(تذکرۃ الانبیاء،ص78)

تفسیر نعیمی جلد اول ص 312 پر نقل ہے کہ کائنات میں پانچ ہستیاں بہت روئیں:

1......حضرت آدم علیہ السلام اپنی بھول پر بہت روئے۔

2......حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں بہت روئے۔

3......حضرت یحییٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خوف سے بہت روئے۔

4......حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، اپنے بابا جان رحمت عالمیان ﷺ کے وصال کے بعد بہت روئیں۔

5......حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ واقعہ کربلا کے بعد بہت روئے۔

تفسیر عزیزی میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حضرت آدم علیہ السلام کی گریہ وزاری پر رونا آ گیا اور روتے روتے بارگاہ رب العزت میں حضرت آدم علیہ السلام کی سفارش کی۔تب رحمت الٰہی نے حضرت آدم علیہ السلام کی

دستگیری فرمائی اوران کواپنے محبوب رحمت للعالمین ﷺ کا نام یاددلایا۔ وہ دس محرم الحرام عاشورہ کا دن اور جمعہ تھا۔

چنانچہ تفسیر عزیزی، تفسیر خزائن العرفان اورتفسیر روح البیان نے طبرانی حاکم ابونعیم اورامام بیہقی کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمراورحضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ارشادفرماتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی پریشانی انتہا کو پہنچ چکی تو ان کوایک دن یادآیا کہ میں نے اپنی پیدائش کے وقت عرش اعظم پرلکھادیکھا تھا کہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' جس سے معلوم ہوا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا وہ درجہ ہے کہ ان کا نام عرش اعظم پررب کے نام کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ تدبیر یہی آئی کہ انہیں کے وسیلہ سے دعا کروں چنانچہ اس دعا کے ساتھ یہ بھی عرض کیا:

اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ تَغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ

یعنی یارب میں تجھ سے تیرے بندۂ خاص محمد مصطفی ﷺ کی عزت اورمرتبہ کے طفیل اوراس بزرگی کے صدقے میں جوانہیں تیرے دربار میں حاصل ہے، مغفرت چاہتا ہوں۔ تب فوراً جواب دیا: اے آدم! تم نے اس محبوب کوکہاں سے جانا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے سارا ماجراعرض کیا۔ حکم الٰہی آیا کہ اے

آدم! وہ محبوب سب پیغمبروں سے پہلے ہیں، تمہاری اولاد میں سے ہیں۔ اگر وہ نہ ہوتے تو تم کو بھی پیدا نہیں کیا جاتا (تفسیر نعیمی جلد اول، ص 312)

☆ بھول معاف ہونے کے بعد:

تفسیر نعیمی جلد اول ص 312 پر نقل ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر تشریف لائے تب ان کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا تھا۔ بھول معاف ہونے کے بعد ان کو حکم ہوا کہ چاند کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کا روزہ رکھو جسے ایام بیض کہتے ہیں، چنانچہ آپ نے ہر ماہ تین روزے رکھے اور ہر دن میں جسم کا تہائی حصہ اصلی رنگ پر آتا رہا۔ پندرہ تاریخ کو تمام جسم مبارک اصلی رنگ پر آ گیا۔ یہ تینوں روزے حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے تک فرض رہے۔ اسلام میں بھی کچھ زمانے ہر مہینے کے یہ تین روزے فرض رہے۔ اب فرض تو نہیں مگر سنت ہیں (بعض صوفیاء اور بزرگوں کا یہ معمول ہے کہ وہ ہر ماہ تین روزے پابندی سے رکھتے ہیں)

بھول معاف ہونے کے بعد عرفات کے مقام پر حضرت حوا سے حضرت آدم علیہ السلام کی ملاقات ہوئی اور ایک دوسرے کو پہچانا۔ عرفات کا معنی ہے معرفت یعنی جاننا، پہچاننا، اسی لیے اس میدان کو عرفات کہتے ہیں یعنی پہچاننے کی

جگہ۔ حضرت آدم علیہ السلام جب جنت سے تشریف لائے تھے تو ان سے عربی زبان بھی سلب کرلی گئی تھی یعنی بھلا دی گئی تھی۔ اتنے روز تک سریانی زبان میں کلام فرمایا۔ بھول معاف ہونے کے بعد عربی زبان پھر عطا ہوئی۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تمام عالم کے جانوروں کو آواز دی کہ اے جانورو! حق تعالیٰ نے تم پر اپنا خلیفہ بھیجا ہے۔ اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو۔ دریائی جانوروں نے اپنا سر اٹھا کر اطاعت ظاہر کی اور خشکی کے جانور آپ کے آس پاس جمع ہوگئے۔ حضرت آدم علیہ السلام ان پر ہاتھ پھیرنے لگے جن پر ان کا ہاتھ پہنچ گیا، وہ اہلی اور خانگی رہا جیسے گھوڑا، اونٹ، بکری، کتا اور بلی وغیرہ اور جس پر آپ کا ہاتھ نہ پہنچا، وہ جنگلی وحشی رہا۔ آپ کو ہرن بہت پسند آیا، آپ نے ہرنی پر محبت سے ہاتھ پھیرا، تا قیامت اس ہرنی کی اولاد میں مشک ہوتا رہے گا، یہ دست پاک حضرت آدم علیہ السلام کی برکت ہے۔

☆ شیطان کے لیے اب بھی موقع ہے:

تفسیر روح البیان جلد اول صفحہ نمبر 142 پر نقل ہے کہ شیطان نے ابتدائی طور پر حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کردیا اور پیٹھ پھیر کر کھڑا ہوگیا۔ فرشتوں نے ایک سجدہ پہلے کیا اور پھر اسے کھڑے دیکھ کر دوسرا سجدہ بطور

شکر کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں شیطان نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہا کہ تم رب تعالیٰ سے کلام کرتے وقت میری سفارش بھی کردینا۔ آپ نے جب رب تعالیٰ کے حضور عرض کیا تو رب تعالیٰ نے کہا: ابلیس کو جا کر کہہ دو کہ آدم علیہ السلام کی قبر کو جا کر سجدہ کردو۔ میں تمہارے گناہ معاف کردوں گا۔ یہ کہنے لگا: زندہ آدم کو سجدہ نہیں کیا تو اب مردہ آدم کو سجدہ کیسے کروں؟ اس طرح اس نے انکار کیا (تذکرہ الانبیاء، صفحہ نمبر 61)

بعض روایات میں ہے کہ رب تعالیٰ ایک لاکھ سال کے بعد ابلیس کو جہنم سے نکال کر اور حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکال کر پھر اسے کہا جائے گا۔ آدم علیہ السلام کو سجدہ کر، لیکن یہ پھر انکار کردے گا پھر اسے جہنم کی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ (تفسیر روح البیان، جلد اول، ص 142)

معلوم ہوا کہ نبی کو اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد قبر کی زندگی میں سب سے پہلے مردہ کہنے والا شیطان لعین ہے۔ اب بھی اس کے چیلے، انبیاء کرام علیہم السلام کو مردہ کہہ رہے ہیں جو کام گرو نے سب سے پہلے کیا، اس کے چیلے آج بھی نبی کو مردہ کہہ بھی رہے ہیں اور کتابوں میں بھی لکھ رہے ہیں۔

مفسر شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی جلد اول کے صفحہ نمبر 313 پر فرماتے ہیں: ان آیات سے یہ باتیں معلوم ہوئیں۔

1......مقبولان بارگان کے وسیلے سے دعا مانگنی جائز اور سنت آدم علیہ السلام ہے۔

2......دعا میں ''بحق'' فلاں کہنا جائز ہے۔

3......اپنے رب سے معافی مانگتے وقت گریہ وزاری بہت فائدہ مند ہے۔

4......شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

5......شیطان تم سے غافل نہیں۔

شیطان کی فریب کاری اور حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ اس کی دشمنی کا بیان فرما کر بنی آدم کو متنبہ اور ہوشیار کیا جا رہا ہے کہ وہ شیطان کے وسوسے، اغوا اور اس کی مکاریوں سے بچتے رہیں جو حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ ایسی فریب کاری کر چکا ہے، وہ ان کی اولاد کے ساتھ کب درگزر کرنے والا ہے۔اس میں مومن، کافر، ولی، عالم، پرہیزگار سب سے خطاب ہے، کوئی اپنے آپ کو ابلیس سے محفوظ نہ جانے۔

یاد رہے کہ جو دشمن دیکھ رہا ہے اور تم اسے نہیں دیکھ رہے، اس سے اللہ تعالیٰ کے بچائے بغیر خلاصی نہیں ہوسکتی۔

1......تم شیطان کے مکروفریب اور اس کی حیلہ سازیوں سے ہوشیار ہو جاؤ کیونکہ جب تمہیں اس کی حیلہ سازیوں کا علم ہوگا تو وہ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے

گا۔جس طرح چور کو جب معلوم ہو جاتا ہے کہ مالک مکان کو میرے آنے کا علم ہو گیا ہے تو وہ بھاگ جاتا ہے۔

2......شیطان کے مکروفریب سے بچنے کے لیے صرف اللہ تعالیٰ کی پناہ لی جائے۔اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں۔ ہر وقت تعوذ پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں شیطان مردود سے تاکہ اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد ہمارے ساتھ ہو جائے۔

مگر ہائے افسوس! آج ہم شیطان کی باتوں میں آ گئے۔ہم ماں باپ سے زیادہ محبت فرمانے والے کریم پروردگار کی نافرمانی میں پڑ گئے۔نفس و شیطان نے ہمیں دھوکہ میں ڈال دیا۔ہم اپنے حقیقی دشمن کے دام فریب میں آ گئے۔یہی وجہ ہے کہ ہم پستی کی طرف دھکیل دیئے گئے لیکن اب بھی کچھ نہیں بگڑا۔سچی توبہ کر کے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر لیں، اپنے رب کو منا لیں تو ضرور کرم کی نگاہ ہو گی۔

آیئے! ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔محبوب خدا ﷺ کا وسیلہ پیش کر کے رب تعالیٰ کی چادر رحمت میں آ جائیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو مکرِ شیطان سے محفوظ رکھے۔آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ

شیطان کی دشمنی اور
اس کی چالبازیاں

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ نحل سے آیت نمبر 98 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات! اس بات میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ وہ اپنی انتہائی کوشش سے بندے کو اخروی کامیابی سے روکتا ہے۔ وہ اپنے پیروکاروں کو اس لیے اپنی طرف بلاتا ہے تاکہ وہ جہنمی ہو جائیں۔ لہذا تم ہوشیار رہو اور اسے اپنا دشمن ہی رکھو کیونکہ وہ ہلاک کرنے والا کتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی چاہت یہ ہے کہ بندے کا ایمان چھن جائے اور وہ ہمیشہ کے لیے جہنم کا ایندھن بن جائے پھر وہ ظاہری فسق اور اپنی جان پر ظلم (یعنی گناہ) کرنے والا ہو جائے اور شیطان کی ادنیٰ چاہت یہ ہے کہ (اگر بندہ سلب ایمان اور ظاہری فسق سے بچ جائے تو کم از کم) وہ بھلائی کے کاموں سے رک جائے اور بلند مراتب اور عملی درجات حاصل نہ کرے اور شیطان ان آخری دو باتوں کی طرف اسی وقت آتا ہے جب سلب ایمان اور ظاہری فسق میں مبتلا کرنے سے مایوس ہو جائے۔ ہم اس کے شر سے بار بار اللہ کریم کی پناہ طلب کرتے ہیں اور اس کا ہمیں حکم بھی دیا گیا ہے چنانچہ سورۂ نحل آیت نمبر 98 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

ترجمہ: تو جب تم قرآن پڑھو تو اللہ کی پناہ مانگو شیطان مردود سے۔

☆شیطان کون ہے؟

تفسیر خازن جلد 3 کے صفحہ نمبر 142 پر امام خازن علیہ الرحمہ مذکورہ آیت کے تفسیر میں فرماتے ہیں: شیطان سے مراد ابلیس ہے۔ایک قول یہ ہے کہ اسم جنس ہے جس کا اطلاق تمام سرکش شیاطین پر ہوتا ہے کیونکہ انہیں تمام انسانوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالنے کی قدرت حاصل ہے۔

☆ابلیس کیوں کہا جاتا ہے؟

امام خازن علیہ الرحمہ تفسیر خازن جلد اول کے صفحہ نمبر 45 پر فرماتے ہیں کہ

امام واحدی علیہ الرحمہ اس ارشاد باری تعالیٰ: **فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ** (یعنی: تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے) کے تحت بیان کرتے ہیں۔اکثر اہل لغت واہل تفسیر فرماتے ہیں کہ ابلیس کو یہ نام اس وجہ سے دیا گیا کیونکہ وہ اللہ کریم کی رحمت سے مایوس ہو گیا تھا۔

تفسیر طبری جلد اول صفحہ نمبر 262 پر نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ابلیس نافرمانی کا ارتکاب کرنے سے پہلے ملائکہ میں سے ایک مَلَک تھا جس کا نام عزازیل تھا لیکن وہ زمین کا رہنے والا تھا اور زمین پر رہنے والے ملائکہ کو جن کہا جاتا ہے اور ملائکہ میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو

اجتہاد اور علم میں اس سے بڑھ کر ہوتا، پس جب اس نے اللہ کریم کی بارگاہ میں تکبر کیا اور حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور اللہ کریم کی نافرمانی کی تو اللہ کریم نے اسے دھتکار دیا اور ملعون قرار دے کر شیطان بنا دیا اور اس کا نام ابلیس رکھ دیا۔

☆ شیطان انسان کا دشمن کیوں؟

شیطان کی انسان سے دشمنی بہت پرانی ہے۔ اس نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا کو جنت سے لغزش دے کر اس سے الگ کر دیا پھر اولادِ آدم کو بہکانے لگ گیا حتیٰ کہ نیند کی حالت میں بھی بندہ شیطان کی دشمنی سے محفوظ نہیں رہ سکتا مگر اس کے سوا جس پر اللہ کریم کا خاص فضل و کرم ہو۔

تفسیر بیضاوی میں امام بیضاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ شیطان کی دشمنی کا ثبوت ہے اور انسان کو دنیا کی طرف مائل کرنے اور خواہشات کی پیروی کرانے کے لیے اپنے پیروکاروں کو بلانے کے شیطانی مقصد کا بیان ہے۔ قرآن مجید سورۂ فاطر کی آیت نمبر 6 میں اللہ کریم فرماتا ہے۔

القرآن: اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لَکُمۡ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوۡہُ عَدُوًّا

ترجمہ: بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن سمجھو

کتاب الحدیقۃ الندیۃ (مترجم) صفحہ نمبر 190 پر نقل ہے کہ حضرت سلمی علیہ الرحمہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت واسطی علیہ الرحمہ کا یہ قول نقل فرماتے ہیں: پس تم بھی کسی ایسی ہستی کی مدد لے کر شیطان کو اپنا دشمن سمجھو جو اس کے خلاف تمہاری مدد فرمائے لیکن جہاں تک ممکن ہو، اس سے بچو کہ وہ تمہارے مقابلے میں آ جائے کیونکہ وہ اپنی مدد کے لیے اپنے گروہ کو بھی بلا لیتا ہے اور اس کے مددگار دنیادار، دنیا سے محبت کرنے والے اور دنیا پر اترانے والے ہیں۔

محترم حضرات! معلوم ہوا کہ شیطان ہمارا بہت بڑا دشمن ہے۔ ہم اس سے غافل ہیں مگر وہ ہم سے غافل نہیں۔ ہم بہت کمزور ہیں لہذا شیطان مردود سے مقابلے کے لیے اپنے رب سے ہمیں ہر وقت مدد طلب کرنی چاہیے۔ اس کے علاوہ ایک اور طریقہ شیطان کو دور کرنے کا ہمیں حدیث شریف میں بتایا گیا ہے۔

☆ شیطان کو دور کرنے کا طریقہ:

حدیث شریف = جامع ترمذی، ابواب الطہارۃ میں حدیث نمبر 57 نقل ہے۔ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! شیطان میرے اور میری نماز وقرأت کے

درمیان حائل ہوجاتا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ خَنْزَب نامی شیطان ہے، جب تم اسے محسوس کروتو "اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم" پڑھ لیا کرو اور بائیں طرف تین دفعہ تھوک دیا کرو۔ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب میں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے مجھ سے دور فرما دیا۔

حدیث شریف = موسوعۃ لابن ابی الدنیا، جلد 4 کے صفحہ نمبر 536 پر حدیث نمبر 22 نقل ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: شیطان اپنی توتھنی (مونہہ اور ناک) انسان کے دل پر ڈالے رکھتا ہے۔ اگر وہ اللہ کریم کے ذکر میں مصروف ہوجائے تو یہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور اگر اللہ کریم کا ذکر کرنا بھول جائے تو اس کے دل میں سرگوشیاں کرتا ہے۔

محترم حضرات! ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اگر شیطان کو دور کرنا ہے تو پہلا طریقہ تین مرتبہ تعوذ پڑھ کر بائیں طرف تھتکار دیں اور دوسرا طریقہ اللہ کریم کے ذکر میں مصروف رہنا ہے، اللہ کریم اور اس سے تعلق پیدا کرنے والی چیزوں کے علاوہ دنیا کی ہر شے شیطان کا پھندا ہے۔ اللہ کریم کا ذکر ہی شیطان سے بچنے کا محفوظ راستہ ہے اور اس صورت میں شیطان کا کوئی بس نہیں چلتا۔

☆ شیطان کی گزرگاہوں کو تنگ کردو:

حدیث شریف = مسند امام احمد ابن حنبل جلد 4 کے صفحہ نمبر 313 پر حدیث نمبر 12593 نقل ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان انسان (کے جسم) میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔تم اس کی گزرگاہوں کو بھوک سے تنگ کردو۔

محترم حضرات! آپ ﷺ نے یہ بات اس لیے فرمائی کیونکہ بھوک شہوت کو ختم کردیتی ہے اور شیطان کی گزرگاہیں شہوات ہیں اور وہ شہوات ڈالنے کے لیے انسان کو تمام اطراف سے گھیر لیتا ہے۔

☆ شیطان ہر راستے پر گھات لگا کر بیٹھتا ہے:

خود شیطان کا یہ قول ہے جسے قرآن مجید کی سورۂ اعراف کی آیت نمبر 16-17 میں بیان کیا گیا۔

القرآن: لَاَقۡعُدَنَّ لَهُمۡ صِرَاطَكَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَيۡنِ اَيۡدِيۡهِمۡ وَمِنۡ خَلۡفِهِمۡ وَعَنۡ اَيۡمَانِهِمۡ وَعَنۡ شَمَآئِلِهِمۡ

ترجمہ: میں ضرور تیرے سیدھے راستے پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا پھر ضرور میں ان کے پاس آؤں گا ان کے آگے اور ان کے پیچھے اور ان کے داہنے

اوران کے بائیں۔

حدیث شریف = نسائی، کتاب الجہاد میں حدیث نمبر 3136 نقل ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: شیطان انسان (کو بھٹکانے) کے ہر راستے پر گھات لگا کر بیٹھ گیا۔ اسلام کے راستے پر بیٹھا تو اس سے کہنے لگا: کیا تو اپنا اور اپنے آباؤ اَجداد کا دین چھوڑ کر مسلمان ہو جائے گا؟ انسان نے اس کی بات نہ مانی اور اسلام لے آیا۔

پھر وہ ہجرت کے راستے پر آ بیٹھا اور کہنے لگا: کیا تو اپنا وطن چھوڑ کر ہجرت کرے گا؟ پھر بھی ابن آدم نے اس کی بات نہ مانی اور ہجرت کر لی۔

پھر وہ جہاد کے وقت راستے میں آ بیٹھا اور کہنے لگا: کیا تو جہاد کرے گا؟ حالانکہ یہ تو محض جان و مال کا ضیاع ہے تو جنگ کرے گا تو مارا جائے گا اور تیری بیویاں آگے نکاح کر لیں گی اور تیرا مال و متاع تقسیم کر لیا جائے گا۔ اس کے باوجود ابن آدم نے اس کی بات نہ مانی اور جہاد میں مصروف ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: جس نے ایسا کیا اور اسے موت نے آ لیا تو اللہ کریم کے ذمۂ کرم پر ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل فرما دے۔

☆ انسانوں اور جنوں کے شیاطین:

یاد رکھئے! ہم نے شیطان کی کمینگی اور ملت اسلامیہ سے اس کی دشمنی کے متعلق جو وضاحت کی ہے، اس کے مطابق جس طرح شیاطین جنوں میں ہوتے ہیں، اسی طرح انسانوں میں بھی ہوتے ہیں چنانچہ سورۂ انعام کی آیت نمبر 112 میں اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

القرآن: وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن کیے ہیں آدمیوں اور جنوں میں کے شیطان۔

الحدیقۃ الندیۃ (مترجم) کے صفحہ نمبر 196 پر نقل ہے۔ حضرت امام واحدی علیہ الرحمہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: شیاطین سے مراد انسانوں اور جنوں میں سے سرکش افراد ہیں اور ہر متکبر و سرکش انسان اور جن کو شیطان کہتے ہیں۔

علماء کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں: شیطان جنات میں بھی ہوتے ہیں اور انسانوں میں بھی ہوتے ہیں۔ جب بندۂ مومن کسی جنوں میں سے شیطان کو عاجز کر دے اور اس پر شیطان کا کوئی بس نہ چلے تو وہ کسی سرکش انسان کے پاس چلا جاتا ہے جو حقیقت میں انسانوں میں سے شیطان ہوتا ہے اور وہ اس کو اس بندۂ

مومن کو فتنے میں مبتلا کرنے پر ابھارتا ہے، جس نے اس جنوں میں سے شیطان کو عاجز کر دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے۔

حدیث شریف = تفسیر طبری جلد 5 کے صفحہ نمبر 315 پر حدیث نمبر 13773 نقل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے استفسار فرمایا: تو نے شیطانی انسانوں اور جنوں کے شر سے اللہ کریم کی پناہ طلب کی؟ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: کیا انسانوں میں بھی شیطان ہوتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں! وہ شیطان جنوں سے بھی زیادہ شریر ہوتے ہیں۔

الجامع لاحکام القرآن جلد 4 کے صفحہ نمبر 49 پر نقل ہے کہ حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: شیطانی انسان مجھ پر شیطانی جنوں سے زیادہ سخت ہیں، اس لیے کہ جب میں شیطانی جن کے شر سے اللہ کریم کی پناہ طلب کرتا ہوں تو وہ مجھ سے دور بھاگ جاتا ہے لیکن شیطانی انسان میرے پاس آجاتا ہے اور کھلے عام مجھے نافرمانی کی طرف کھینچتا ہے۔

اب آپ کی خدمت میں شیطان کے مقاصد عرض کرتا ہوں تاکہ ہمیں معلوم ہوجائے کہ ان مقاصد کے تحت مسلمانوں پر حملہ کرتا ہے۔

☆شیطان کے مقاصد:

شیطان کے مقاصد یہ ہیں۔

1......انسان کا ایمان چھیننا

2......ہمیشہ کے لیے اسے جہنم میں دھکیلنے کی کوشش کرنا

3......ظاہری فسق وفجور میں مبتلا کرنا

4......ظلم وزیادتی کا مجسمہ بنانا

5......نیکی کے کاموں سے روک کر اعلیٰ مراتب ودرجات سے گرا دینا

اب ان مقاصد کے ضمن میں ترتیب اور کچھ باتیں عرض کرتا ہوں۔

1: پہلا مقصد انسان کا ایمان چھیننا:

انسان کے پاس سب سے قیمتی اور انمول دولت اس کا ایمان ہے۔ایمان ہی ہر چیز کی بنیاد ہے۔اگر ایمان نہ رہے تو کوئی بھی نیکی قابل قبول نہیں لہذا شیطان بندے کا ایمان چھیننے کے لیے اپنی پوری طاقت صرف کر دیتا ہے اور آخر دم تک ایمان چھیننے کی کوشش کرتا ہے۔اس ضمن میں ایک واقعہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جسے کتاب ''الحدیقۃ الندیۃ''(مترجم) کے صفحہ نمبر 200 پر علامہ عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمہ نے نقل فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جس نے کئی سال اللہ کریم کی عبادت کی، یہاں تک کہ اس کے پاس جنون میں مبتلا افراد کو علاج کے لیے لایا جاتا تھا۔ وہ انہیں دم کرتا تو وہ شفایاب ہوجاتے۔ ایک دفعہ ایک معزز گھرانے کی عورت کو جنون کا مرض لاحق ہوگیا۔عورت کے بھائی اسے اس عابد کے پاس لے آئے۔ چنانچہ وہ خاتون اس عابد کے پاس رہنے لگی۔ شیطان عابد کے سامنے اس عورت کی خوبیاں بیان کرتا رہا، یہاں تک کہ وہ عابد اس عورت سے زنا کر بیٹھا، جس سے وہ حاملہ ہوگئی۔ جب اس کا حمل ظاہر ہوا تو عابد نے اس عورت کو قتل کر کے دفن کر دیا۔

جب وہ ایسا کر چکا تو شیطان وہاں سے چلا گیا اور اس عورت کے کسی بھائی سے ملاقات کر کے اسے عابد کے فعل کی خبر دی اور یہ بھی بتادیا کہ اس نے تمہاری بہن کو فلاں فلاں جگہ دفن کیا ہے۔ پھر فرداً فرداً دوسرے بھائیوں کے پاس آیا اور انہیں بھی سارا ماجرا کہہ سنایا۔ جب ایک بھائی دوسرے سے ملا اور اسے بتایا کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور مجھے ایسی بات بتائی جس کو بیان کرنا مشکل ہے۔ سب بھائی ایک دوسرے سے ایسی باتیں کرنے لگے۔ کسی طرح یہ خبر بادشاہ کو پہنچ گئی۔ لہذا بادشاہ اور دیگر لوگ اس عابد کی طرف چل دیے اور اس سے حقیقت حال جاننے کی کوشش کرنے لگے۔ عابد نے اپنے فعل کا اقرار کرلیا جس کے سبب

اسے پھانسی دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ جب اسے تختۂ دار پر لٹکایا جانے لگا تو شیطان اس کے سامنے ظاہر ہو کر کہنے لگا: میں وہی ہوں جس نے تیرے لیے اس معاملے کو آراستہ کیا اور تجھے یہاں تک پہنچایا۔ اب تو اگر میری بات مان لے تو میں تجھے اس مصیبت سے نجات دلا سکتا ہوں۔ عابد نے کہا: مجھے منظور ہے۔ تو شیطان نے کہا: بس ایک مرتبہ مجھے سجدہ کر دو، چنانچہ جب عابد نے شیطان کو سجدہ کیا تو ساتھ ہی اسے قتل کر دیا گیا۔ اسی کے متعلق اللہ کریم کا یہ فرمان ہے۔

القرآن: كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ (سورۂ حشر، آیت 16)

ترجمہ: شیطان کی کہاوت جب اس نے آدمی سے کہا: کفر کر، پھر جب اس نے کفر کر لیا، بولا میں تجھ سے الگ ہوں۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا رب ہے۔

محترم حضرات! شیطان مردود ابن آدم پر بہت زیادہ حیلے استعمال کرتا ہے تاکہ اسے کفر کی آگ میں ڈال دے جس طرح وہ خود اس میں مبتلا ہے۔ جان کنی کے وقت جب انسان بہت تکلیف میں ہوتا ہے، اس وقت بھی ظاہر ہو کر حدیث

شریف میں آیا ہے کہ والدین کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ عیسائی ہوجا، یہودی ہوجا، اسلام سے باز آجا۔

☆شیطان کا دھوکہ:

جب انسان کی موت کا وقت قریب ہوتا ہے، انسان پر پیاس کا اتنی شدت سے غلبہ ہوتا ہے کہ انسان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ کاش مجھے تمام دریاؤں کا پانی مل جائے تو میں پی جاؤں۔ ایسے حال میں شیطان اپنے ہاتھ میں پانی کا پیالہ لے کر آجاتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ یہ پانی کا پیالہ میں تجھے دے دیتا ہوں، صرف تو ایک لمحے کے لیے خدا کا منکر ہوجا۔

لیکن پختہ ایمان والا مومن اسے کہتا ہے کہ اے مردود شیطان یہاں سے بھاگ جا، مجھے تیری اور تیرے پانی کی ضرورت نہیں۔ شیطان یہ جھڑک سنتے ہی بھاگ جاتا ہے۔ اللہ کریم کے فضل و کرم سے مومن پر کیا ہوا آخری وار بھی خطا ہوجاتا ہے (موت کا منظر، ص 67)

☆ایک بزرگ کا محفوظ رہنے کا واقعہ:

کتاب دقائق الاخبار ص 10 پر نقل ہے: حضرت ابوذکریا زاہد علیہ الرحمہ پرنزع کی حالت میں سکرات موت کے وقت ان کے ایک دوست نے کلمہ طیبہ کی

تلقین کی تو آپ نے مونہہ پھیر لیا۔ جب دوسری مرتبہ تلقین کی تو پھر آپ نے مونہہ پھیر لیا، جب تیسری مرتبہ تلقین کی تو آپ نے کہا: میں نہیں کہتا۔ دوست کو یہ کلمہ بڑا شاق گزرا۔ اس ظاہری حالت پر بہت پریشان تھا۔ وہ بزرگ تھوڑی دیر کے لیے ہوش میں آئے تو پوچھا کہ تم مجھے کوئی بات کہہ رہے تھے؟ حاضرین نے کہا کہ ہم نے آپ پر تین مرتبہ کلمہ پیش کیا۔ آپ نے فرمایا: میں نہیں کہتا، آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ مجھے کلمہ پیش کرنے کے متعلق تو علم نہیں البتہ انکار کرنے کا واقعہ یہ ہے کہ میرے پاس شیطان آتا تھا اور پانی کا پیالہ لے کر میری دائیں جانب آیا اور پانی کو حرکت دے کر مجھے کہنے لگا: کیا تجھے پانی کی ضرورت ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا صرف اتنا کہہ دو عیسیٰ (علیہ السلام) خدا کا بیٹا ہے، تو میں تجھے پانی پلا دوں گا۔ تو میں نے اس سے مونہہ پھیر لیا پھر دوسری مرتبہ وہ میرے پاؤں کی طرف آیا اور کہنے لگا کہ پانی کی ضرورت ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ اس نے پھر کہا: صرف اتنا کہہ دو کہ عیسیٰ (علیہ السلام) خدا کا بیٹا ہے تو میں تمہیں پانی دے دوں گا، میں نے مونہہ پھیر لیا۔ پھر اس نے تیسری مرتبہ کہا کہ صرف اتنا کہہ دو کہ خدا کوئی نہیں ہے۔ میں نے اسے کہا کہ میں نہیں کہتا۔

تو یہ سن کر اس نے پیالہ توڑ دیا اور پشت پھیر کر بھاگ گیا۔ میرا مونہہ پھیرنا اور یہ کہنا کہ میں نہیں کہتا، شیطان مردود سے تھا نہ کہ تم سے۔ پھر انہوں نے بلند

آواز سے کلمہ شہادت پڑھا اور اپنی جان، جان آفرین کے سپرد کر دی۔

محترم حضرات! صرف موت تک نہیں بلکہ قبر کے اندر جب سوالات کیے جاتے ہیں، اس وقت بھی وہ منکر نکیر کے پیچھے ظاہر ہوتا ہے، جیسا کہ نوادر الاصول جلد 2 کے صفحہ نمبر 221 پر حضرت حکیم ترمذی علیہ الرحمہ، حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں: جب مردے سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ شیطان اس پر ظاہر ہوتا ہے اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہے، یعنی میں تیرا رب ہوں۔ اس لیے ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ میت کے لیے جواب میں ثابت قدم رہنے کی دعا کریں۔

رب تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ بالخیر بالایمان فرمائے۔ آمین

☆ایمان کی سلامتی کا ذریعہ:

کامل شیخ کے ہاتھوں میں ہاتھ دینے سے موت کے وقت ایمان سلامت رہتا ہے۔ کامل شیخ کی نظر اور ان کی دعائیں موت کے وقت ایمان کی سلامتی کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ چنانچہ میں آپ کو اس ضمن میں مفسر قرآن حضرت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ کا ایک واقعہ سناتا ہوں۔ امام رازی علیہ الرحمہ کے وصال کا وقت جب آیا، عین جان کنی کے عالم میں شیطان ان کے پاس آکر کہنے لگا:

خدا کی وحدانیت پر دلیل پیش کریں۔امام رازی علیہ الرحمہ نے ایک دلیل دی، شیطان نے اسے رد کر دیا، پھر دوسری دلیل دی، شیطان نے اسے بھی رد کر دیا، یہاں تک کہ امام رازی نے سو دلیلیں دیں۔شیطان مردود نے سب کو رد کر دیا۔ آپ پریشانی کے عالم میں تھے کہ دوسری طرف آپ کے شیخ حضرت نجم الدین کبریٰ علیہ الرحمہ لوٹے میں پانی لے کر وضو فرما رہے تھے۔وضو فرماتے ہوئے آپ نے کشف کے ذریعہ امام رازی علیہ الرحمہ کو پریشان دیکھا۔اپنے مرید کو پریشان دیکھ کر حضرت نجم الدین کبریٰ علیہ الرحمہ کو جلال آ گیا اور جلال کے عالم میں پانی زور سے دیوار پر ماتے ہوئے فرمایا: رازی! شیطان سے کہہ کیوں نہیں دیتا کہ بغیر دلیل کے اللہ کو مانتا ہوں۔

یہ آواز جب امام رازی علیہ الرحمہ کے کان میں پہنچی تو آپ نے شیطان سے کہا، مردود دفع ہو جا، میں بغیر دلیل اللہ کو مانتا ہوں، یہ جواب سن کر شیطان فورا دفع ہو گیا۔

معلوم ہوا کہ ایمان کی حفاظت کا ایک بہترین نسخہ کامل شیخ کے ہاتھوں میں ہاتھ دینا ہے لہٰذا ضرور مرنے سے پہلے پہلے شیخ کامل کے مرید بن جائیے۔

☆ شیطان کی اولاد اوران کے کام:

الحدیقۃ الندیۃ (مترجم) صفحہ نمبر 205 پر امام عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت امام مجاہد علیہ الرحمہ سے منقول ہے۔ابلیس کی پانچ قسم کی اولاد ہے۔اس نے ان میں سے ہر ایک کو الگ الگ معاملہ سونپ رکھا ہے اور پھر ان کے نام ذکر کئے:

1۔ ثَبْر 2۔اَلْاَعْوَر 3۔مَبْسُوْط

4۔ دَاسِم 5۔زَلَنْبُوْر

1۔ثبر:

یہ مصائب کی طرف لے جاتا ہے جو ہلاکت و بربادی، گریبان چاک کرنے، رخسار پیٹنے اور زمانۂ جاہلیت کے کام کی طرف لے جاتا ہے۔

2۔الاعور:

یہ زنا پر ابھارتا ہے، نیز اسے آراستہ وپیراستہ کرتا ہے۔

3۔مبسوط:

یہ جھوٹ پر اکسانے پر مقرر ہے۔

4۔داسم:

یہ آدمی کے ساتھ اس کی زوجہ (یعنی بیوی) کے پاس جاتا ہے اور اسے زوجہ میں عیب دکھا کر اس پر غضب دلاتا ہے۔

5۔ زلنبور:

یہ بازار میں مقرر ہے، اسی کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے کی حق تلفی کرتے ہیں۔

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ جو شیطان نماز میں وسوسے ڈالتا ہے، اس کا نام ''خَنْزَب'' ہے اور جو شیطان وضو میں وسوسے ڈالتا ہے، اس کا نام ''وَلْهَان'' ہے۔

☆ مومن اور کافر کے شیاطین:

حدیث شریف = احیاء العلوم جلد 3 کے صفحہ نمبر 45 پر حدیث شریف نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ایک مومن اور ایک کافر کے شیطان کی آپس میں ملاقات ہوئی۔ کافر کا شیطان ہٹا کٹا، بالوں میں تیل لگا ہوا اور لباس پہنے ہوا تھا جبکہ مومن کا شیطان دبلا پتلا، پراگندہ بال اور ننگا تھا۔

کافر کے شیطان سے مومن کے شیطان نے پوچھا: تجھے کیا ہوا؟ اس نے

بتایا کہ میں ایک ایسے بندے کے ساتھ ہوں کہ جب وہ کھانا کھاتا ہے تو بسم اللہ پڑھ لیتا ہے لہذا میں بھوکا رہ جاتا ہے۔ جب کچھ پینے لگتا ہے تو بسم اللہ پڑھ لیتا ہے لہذا میں پیاسا بھی رہ جاتا ہوں۔ جب وہ سر میں تیل لگانے لگتا ہے تو بسم اللہ پڑھ لیتا ہے، میں ایسے ہی پراگندہ بال رہ جاتا ہوں اوراسی طرح جب وہ لباس پہننے لگتا ہے تو بسم اللہ پڑھتا ہے اور میں برہنہ رہ جاتا ہوں۔ یہ سن کر کافر کا شیطان بولا: میں تو ایک ایسے شخص کے ساتھ ہوں جو ایسا کچھ نہیں کرتا جو تم نے بیان کیا۔ (یعنی بسم اللہ نہیں پڑھتا) لہذا میں اس کے کھانے، پینے اور پہننے کے تمام کاموں میں شریک ہوجاتا ہوں۔

☆اہل اللہ سے شیطان ڈرتا ہے:

1۔نسائی (مترجم) جلد اول، صفحہ نمبر 372 پر حدیث نمبر 1218 نقل ہے۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ میں تجھ سے اللہ کریم کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر تین دفعہ فرمایا: میں تجھ پر اللہ کریم کی لعنت بھیجتا ہوں اور اپنا ہاتھ مبارک پھیلایا جیسے کسی چیز کو پکڑتے ہیں۔ جب آپ ﷺ نماز ختم کر چکے تو ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم

نے آپ ﷺ کو نماز میں ایسے عمل فرماتے سنا جو آپ ﷺ پہلے کبھی نہیں کرتے تھے اور ہم نے آپ ﷺ کو ہاتھ پھیلاتے دیکھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کریم کا دشمن ابلیس میرے مونہہ کے پاس آگ کا ایک شعلہ لایا۔ میں نے تین بار کہا: میں تجھ سے اللہ کریم کی پناہ مانگتا ہوں۔ بعد ازاں میں نے تین بار کہا: میں تجھ پر اللہ کریم کی لعنت بھیجتا ہوں (جب وہ پیچھے نہ ہٹا) تو میں نے اسے پکڑنا چاہا (اگر اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا کا خیال نہ ہوتا تو میں اسے باندھ دیتا پھر صبح ہوتی اور مدینہ منورہ کے بچے اس سے کھیلتے)

محترم حضرات! حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اتنا طاقتور شیطان محبوب خدا ﷺ کے سامنے اتنا کمزور ہے کہ آپ ﷺ کے ڈر سے بھاگ گیا۔

2۔ صحیح بخاری میں حدیث نمبر 3683 نقل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عمر جس راستے پر چلتے ہیں، شیطان اس راستے کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔

معلوم ہوا کہ شیطان اللہ کے نیک بندوں سے ڈرتا ہے اور بعض اوقات اپنے راز بھی کھول دیتا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے اس نے راز اگل دیا اور پھر سر پیٹنے لگا۔ وہ راز بھی سن لیجئے۔

☆ابلیس کے تین ہتھیار:

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم جلد 3 کے صفحہ نمبر 123 پر نقل فرماتے ہیں۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے ابلیس آیا۔اس کے سر پر کئی رنگوں کی ٹوپی تھی۔جب وہ آپ کے قریب ہوا تو ٹوپی اتار کر رکھ دی اور کہا: اے موسیٰ! آپ پر سلام ہو۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: تو کون ہے؟ کہا: میں ابلیس ہوں۔آپ نے فرمایا: اللہ کریم تجھے زندہ نہ رکھے! تو کیوں آیا ہے؟ کہا آپ کو اللہ کے ہاں ایک خاص مقام ومرتبہ حاصل ہے۔اس لیے آپ کی خدمت میں سلام عرض کرنے حاضر ہوا ہوں۔آپ نے پوچھا: میں تیرے سر پر جو چیز دیکھ رہا ہوں، وہ کیا ہے؟ بولا: یہ ٹوپی ہے جس کے ذریعے میں لوگوں کے دلوں کو اچک لیتا ہوں۔آپ نے پوچھا وہ کون سا عمل ہے کہ جب انسان کرتا ہے تو تُو اس پر غالب آ جاتا ہے؟ شیطان نے کہا: جب وہ اپنے آپ پر اتراتا ہے (یعنی تکبر کرے) اپنے اعمال کو زیادہ جانے اور گناہوں کو بھول جائے، پھر اس نے کہا: اے موسیٰ علیہ السلام! میں آپ کو تین باتیں بتاتا ہوں۔

1......کسی غیر محرم عورت کے ساتھ علیحدگی اختیار نہ کرنا کیونکہ جو شخص ایسی عورت کے ساتھ علیحدگی میں ہوتا ہے جو اس کے لیے حلال نہیں تو میں خود وہاں

موجود ہوتا ہوں، اپنے چیلوں کو نہیں بھیجتا یہاں تک کہ میں ان دونوں کو ایک دوسرے کے فتنے میں مبتلا کر دیتا ہوں۔

2......جب بھی اللہ کریم سے کوئی وعدہ کرو تو اسے پورا کرنا۔

3...... جب صدقہ کا مال نکالو تو اسے خرچ کر دینا (یعنی مستحقین تک پہنچا دینا) کیونکہ جب کوئی شخص صدقہ کیا ہوا مال الگ کر کے رکھتا ہے اور اسے خرچ نہیں کرتا، وہاں بھی میں اپنے کارندوں کو بھیجنے کے بجائے خود جاتا ہوں یہاں تک کہ اسے راہ خدا میں خرچ کرنے میں رکاوٹ بن جاتا ہوں پھر شیطان یہ کہتا ہوا واپس ہو گیا کہ...... ہائے افسوس! موسیٰ علیہ السلام کو یہ بات معلوم ہو گئی جس کے ذریعے انسان کو ڈرایا جاتا ہے۔

☆ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے:

حدیث شریف = مسلم شریف (مترجم) حدیث نمبر 6981 نقل ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیا تمہارا شیطان تمہارے پاس آیا تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: کیا میرے ساتھ شیطان بھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! میں نے عرض کی: کیا ہر انسان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! میں نے عرض

کی: یارسول اللہ ﷺ کیا آپ کے ساتھ بھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! لیکن میرے پروردگار نے اس کے خلاف میری مدد کی اور اس نے اسلام قبول کرلیا۔

محترم حضرات! آپ نے شیطان مردود کی دشمنی، اس کا مکروفریب، اس کے ہتھیار اور اس کی چالبازیوں کے متعلق سنا۔ یقیناً اللہ کریم کی مدد شامل حال نہ ہو تو کوئی شیطان سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ دعا ہے رب تعالیٰ سے کہ وہ شیطان کے مقابلے میں ہماری مدد فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

مریض کی عیادت کے فضائل

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَاِذَا مَرِضۡتُ فَهُوَ يَشۡفِيۡنِ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہٗ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ شعراء سے آیت نمبر 80 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رب تعالیٰ اپنے بندوں کی آزمائش فرماتا ہے۔ کبھی مال دے کر آزماتا ہے

تو کبھی مال لے کر آزماتا ہے، کبھی اولاد سے کر آزماتا ہے تو کبھی اولاد لے کر آزماتا ہے۔ کبھی صحت دے کر آزماتا ہے تو کبھی بیماری میں مبتلا فرما کر آزماتا ہے پھر جو اس آزمائش پر پورا اترتا ہے یعنی صبر و شکر سے کام لیتا ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہوتا ہے تو رب تعالیٰ بھی اس سے راضی ہو جاتا ہے اور جو ناراض ہوتا ہے تو رب تعالیٰ بھی اس سے ناراض ہوتا ہے۔

محترم حضرات! بیماریاں دو قسم کی ہیں، ایک روحانی دوسری جسمانی۔ سب سے خطرناک اور مہلک بیماری روحانی بیماری ہے۔ روحانی بیماریوں میں سب سے مہلک بیماری نفاق ہے یعنی زبان میٹھی اور دل میں دشمنی و بغض کو نفاق کہتے ہیں۔ یہ جس کو لگ جائے، وہ شخص دونوں جہاں میں ہلاک و برباد ہو جاتا ہے لیکن روحانی بیماریوں کا آسان اور بہترین حل بھی ہے جس میں کچھ مال بھی خرچ نہیں کرنا پڑتا اور وہ حل صرف اور صرف سچی توبہ ہے جو کہ آناً فاناً میں بندے کو روحانی امراض سے شفا نصیب کر دیتی ہے۔ بہرحال! ہمارا یہ عنوان نہیں، ورنہ اس پر اور بھی کچھ گزارشات کرتے۔ ہمارا عنوان جسمانی بیماری اور بیمار کی عیادت کے فضائل ہے۔ آیئے سب سے پہلے جانتے ہیں کہ کیا بیماری بھی رحمت باری تعالیٰ ہے۔

☆ بیماری بھی رحمت باری تعالیٰ ہے:

محترم حضرات! اگر ہم احادیث کا مطالعہ کریں تو کئی احادیث بیماری کے فضائل پر ہمیں نظر آتی ہیں۔ ان میں سے چند آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

1۔ حدیث شریف = امام طبرانی علیہ الرحمہ معجم الصغیر میں حدیث پاک نقل فرماتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیمار کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں (از کتاب: تحسین العیادۃ)

2۔ حدیث شریف = امام احمد علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ تین دن تک بیمار رہتا ہے تو وہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہوجاتا ہے جیسے آج ہی پیدا ہوا ہو۔

(از کتاب: تحسین العیادۃ)

3۔ حدیث شریف = امام طبرانی علیہ الرحمہ طبرانی شریف میں حدیث پاک نقل فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مریض کی دعا مقبول اور گناہ معاف ہوتے ہیں (از کتاب: تحسین العیادۃ)

محترم حضرات! ان تینوں احادیث سے معلوم ہوا کہ بیمار کے گناہ مٹا دیئے

جاتے ہیں۔ بیمار گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہوجاتا ہے جیسے آج ہی پیدا ہوا ہواور بیمار کی دعا قبول ہوتی ہے۔

لہذا ثابت ہوا کہ جسمانی بیماری رحمت اور اللہ تعالیٰ کا انعام ہے بشرطیکہ بندہ صبر وشکر سے کام لے کر راضی برضا یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی رہے۔ ہمارے بزرگوں کی تو یہ شان ہے کہ وہ بڑی سے بڑی تکلیف اور بیماری کا خندہ پیشانی کے ساتھ استقبال کرتے ہیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پہلے آرام وصحت، مال ودولت، اولاد اور ہر طرح کی خوشیاں عطا کرکے آزمایا۔ اس میں بھی آپ ثابت قدم رہے، اس کے بعد آزمائش کا دوسرا دور شروع ہوا کہ زمین کے نیچے سے قدرتی آگ نے آپ کے باغات، کھیتیاں، اونٹ، بکریاں اور چرواہے جلا کر راکھ کردیئے۔ جب آپ کو پتا چلا تو آپ نے کہا: سب مال ودولت اللہ نے ہی عطا کیا تھا، وہی اس کا مالک حقیقی ہے۔ جب وہی اس کا حقدار ہے تو اسے حق پہنچتا ہے جب چاہے لے لے۔ مجھے اس میں کچھ کہنے کی مجال نہیں ہے۔ (تذکرۃ الانبیاء، ص 264)

تیسرا آزمائش کا مرحلہ یہ تھا کہ آپ کی اولاد ایک مکان میں تھی، وہاں زلزلہ آیا، مکان گر گیا۔ آپ کی اولاد فوت ہوگئی۔ اس کے باوجود آپ کی زبان پر یہی تھا، سب کچھ رب تعالیٰ کا ہے، جو چاہے کرے۔

چوتھا اور آخری آزمائش کا مرحلہ یہ تھا۔ آپ کو شدید بخار ہوا۔ پھر سر سے لے کر قدم تک آبلے پڑ گئے۔ شدید خارش ہوئی۔ سخت بیماری کے عالم میں اٹھارہ برس گزار دیئے۔ اس حال میں بھی زبان پر جاری تھا ''سب کچھ اللہ کا ہے جو چاہے کرے''

محترم حضرات! ہم جیسے کم ہمت اور ناتواں لوگ ان کی برابری تو نہیں کر سکتے مگر کم از کم اتنا تو کر سکتے ہیں کہ تکلیف اور بیماری کے وقت کسی سے شکوہ شکایت نہ کریں اور صبر واستقلال سے کام لیں۔ ویسے بھی بے صبری اور شکوہ شکایت سے مصیبت اور بیماری ٹل تو نہیں جاتی اور نہ ہی ختم ہو جاتی ہے بلکہ نقصان یہ ہوتا ہے کہ ملنے والا ثواب جاتا رہے گا۔ اب ہم اپنے اصل موضوع کی طرف چلتے ہیں۔ ہمارا موضوع ''بیمار کی عیادت پر ملنے والا اجر'' ہے چنانچہ اس موضوع سے متعلق احادیث آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں تاکہ ہم بھی اچھی اچھی نیتیں کر کے اپنے بیمار مسلمان بھائی کی عیادت کریں۔

☆اسلام میں مریض کی عیادت کی اہمیت:

حدیث شریف = مسلم شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے ابن آدم! میں بیمار ہوا، تو نے میری عیادت کیوں نہیں کی؟ بندہ عرض کرے گا۔ مولا! تو تو رب العالمین ہے، بھلا میں تیری عیادت کیسے کرتا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا تجھے خبر نہیں ہوئی تھی کہ میرا افلاس بندہ بیمار ہے۔ پھر بھی تو نے اس کی عیادت نہیں کی۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ تو اس کی عیادت کو جاتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔

محترم حضرات! امام نووی علیہ الرحمہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ رب تعالیٰ نے بیماری کو اپنی ذات کی طرف اضافت فرمائی اور مراد بندے کی ذات کو لیا، اس سے بندے کی شرافت کو ظاہر کرنا مقصود ہے اور یہ بتانا کہ بیمار حالت مرض میں رب تعالیٰ سے بہت قریب ہوتا ہے۔

☆ مریض کی عیادت آخرت کی یاد:

حدیث شریف = صحیح ابن حبان اور مسند البزار میں حدیث پاک نقل ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: بیماروں کی عیادت کیا کرو اور جنازوں میں شرکت کیا کرو۔ یہ باتیں تم کو آخرت کی یاد دلائیں گی۔

محترم حضرات! بیمار کی عیادت اور جنازوں میں شرکت کرنے میں دینی،

دنیاوی اور اخروی بہت سے فوائد ہیں۔ان میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ آدمی جب اپنی آنکھوں سے بیمار کی تکلیف دہ حالت دیکھتا ہے تو کچھ دنیا سے بے رغبتی اور غم کی کیفیت پیدا ہونے لگتی ہے جس کی وجہ سے وہ یہ بات سوچنے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ ایک دن میرا بھی یہی حال ہونے والا ہے۔تندرستی اور جوانی سدا نہیں رہتی۔ جب یہ تصور وخیال بار بار ذہن میں پیدا ہوتا رہے گا تو دل دنیا کے عیش وآرام اور لذتوں سے اچاٹ ہوجائے گا اور آخرت کی یاد بڑھتی چلی جائے گی۔

☆مریض کی عیادت اسلامی حق ہے:

حدیث شریف = ترمذی شریف اور نسائی شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: مسلمان کے مسلمان پر چھ قسم کے حقوق ہیں۔ لوگوں نے عرض کی: وہ کیا ہیں یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا: جب مسلمان سے ملاقات کرو۔ جب نصیحت کی باتیں سننے کی خواہش کرے تو اس کو نصیحت کرو۔

چھینک کر الحمدللہ کہے تو اس کے چھینک کا جواب (يَرْحَمُكَ اللّٰهُ) دو۔ جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو اور جب انتقال کرجائے تو اس کے جنازہ میں شرکت کرو۔

محترم حضرات! حقوق کی فہرست میں مریض کی عیادت کو بھی اہمیت حاصل ہے۔ مریض کی عیادت دلوں کو کدورتوں سے پاک کر دیتی ہے۔ دل کا زنگ دور ہوتا ہے۔ عیادت کرنے سے عیادت کرنے والے اور مریض کے تعلقات اگر استوار ہیں تو اس میں مزید استواری اور مضبوطی آتی ہے۔ تعلقات اگر خراب ہیں تو خرابی دور ہو کر استواری آتی ہے۔ تعلقات پہلے سے زیادہ مستحکم بن جاتے ہیں۔

☆ چار کام کرنے والا جنت میں جائے گا:

حدیث شریف = صحیح ابن حبان میں حدیث شریف نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کون ہے جس نے آج روزہ رکھا؟ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج کس نے مسکین کو کھانا کھلایا؟ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ میں نے، پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ آج کس نے جنازہ میں شرکت کی ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ میں نے، پھر نبی پاک ﷺ نے سوال فرمایا کہ آج کس نے مریض کی عیادت کی ہے؟ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ میں نے، اس کے بعد حضور

اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب یہ عمدہ خصلتیں کسی میں ایک دن میں جمع ہوجائیں تو وہ ضرور جنت میں جائے گا۔

محترم حضرات! ہم سب بھی کوشش کریں، کبھی نہ کبھی دن میں یہ چار کام ضرور کریں۔ ماہ رمضان میں یہ کام آسانی سے ہوسکتے ہیں۔ اگر ہم نے یہ کام کرلیے تو جنت کے حقدار بن جائیں گے۔

☆جنت میں مسکن بنالیا:

حدیث شریف = ترمذی شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔فرمایا: جب کوئی شخص مریض کی عیادت کو جاتا ہے تو آسمان سے پکارنے والا پکار کر کہتا ہے تو اچھا ہے اور تیری روش بڑی پاکیزہ ہے۔تو نے جنت میں اپنا مسکن بنالیا۔

محترم حضرات! مریض کی عیادت کرنا کتنا پاکیزہ عمل ہے کہ آسمان والے اس پاکیزہ روش سے خوش ہوکر اس کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

☆عیادت کرنے والا جنت کے باغ میں:

حدیث شریف = مسلم شریف اور ترمذی شریف میں نقل ہے۔حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کو جاتا ہے تو لوٹنے تک جنت کے باغ و بہار میں

سیر کرتا رہتا ہے اور جنت کے میوے اور پھلوں کو چننے میں مصروف رہتا ہے۔

محترم حضرات! مطلب یہ کہ رحمت الٰہی کے پھل و پھول سے اپنا دامن بھر لیتا ہے۔ مریض کی عیادت مومن کی روحانی غذا ہے جس سے روح کو خاص فرحت اور سکون حاصل ہوتا ہے۔

☆ باوضو عیادت کرنے کا فائدہ:

حدیث شریف = امام ابو داؤد، ابو داؤد میں حدیث نقل فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ جس نے خوب اچھی طرح وضو کرکے اپنے مسلمان بھائی کی ثواب حاصل کرنے کی غرض سے عیادت کی تو اس کو جہنم سے ستر سال کی دوری پر کر دیا جائے گا یعنی جہنم سے اس طرح دور کر دیا جائے گا کہ دور کا واسطہ بھی نہ رہے۔

☆ عیادت کرنے والے پر ستر ہزار فرشتے صبح و شام درود بھیجتے ہیں:

حدیث شریف = ترمذی شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی مسلمان صبح کے وقت کسی مسلمان کی عیادت کو گیا تو ستر

ہزار فرشتے شام تک اس پر درود بھیجتے ہیں اور اگر شام کو عیادت کی تو صبح تک درود بھیجتے ہیں یعنی اس کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ ہے۔

محترم حضرات! معصوم فرشتوں کی دعائیں رب تعالیٰ رد نہیں فرماتا۔ پھر ایک دو یا سو فرشتے نہیں بلکہ ستر ہزار مل کر بارہ بارہ گھنٹوں تک عیادت کرنے والے کے حق میں بخشش و رحمت کی دعائیں مانگتے ہیں۔ یہ بڑے نصیب کی بات ہے۔

☆عیادت کرنے والا رحمت میں غرق رہتا ہے:

حدیث شریف = صحیح ابن حبان میں حدیث شریف نقل ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مسلمان اپنے بھائی کی عیادت کو جاتا ہے تو وہ جنت کے باغ و بہار میں چلتا ہے اور جب مریض کے پاس بیٹھ جاتا ہے تو ہر طرف سے اس کو رحمت گھیر لیتی ہے۔

☆تھوڑی دیر کی عیادت ہزار سال کے عمل کے برابر:

حدیث شریف = امام ابن ابی الدنیا کتاب المرض والکفارات میں حدیث پاک نقل کرتے ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی

پاک ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی نے کسی مریض کی عیادت کی اور جا کر اس کے پاس تھوڑی دیر بیٹھا تو رب تعالیٰ اس کو ایک ہزار سال کے ایسے عمل کا اجر وثواب عطا فرماتا ہے جس میں پلک جھپکنے کے برابر بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا شائبہ نہیں پایا جاتا۔

محترم حضرات! سبحان اللہ! محبوب خدا ﷺ کے صدقے وطفیل ان کے غلاموں پر کتنا انعام ہے کہ اجر وثواب کے پیمانے بھر بھر کر دیئے جا رہے ہیں۔ سچ فرمایا ہمارے امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ نے:

وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا
ہم مفلس کیا مول چکائیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے

☆عیادت کرنے والے کو بیک وقت تین فائدے:

حدیث شریف = امام طبرانی معجم الاوسط میں حدیث پاک نقل فرماتے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عمرو اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ (کوئی مسلمان) کسی مریض کی عیادت کو جاتا ہے تو رب تعالیٰ اس پر 75 ہزار فرشتوں سے سایہ کرواتا ہے اور ہر قدم اٹھانے پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ہر قدم رکھنے پر ایک گناہ مٹایا جاتا ہے اور ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے اور جب مریض

کے پاس جا کر بیٹھ جاتا ہے، رحمت اس کو ڈھانپ لیتی ہے، جب تک وہاں بیٹھا رہتا ہے، اسی حالت میں ہوتا ہے جب اپنے گھر لوٹ جاتا ہے تو اس کی حالت ختم ہو جاتی ہے۔

☆مریض سے اپنے لیے دعا کرواؤ:

حدیث شریف = ابن ماجہ میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ جب مریض کے پاس جاؤ تو اس سے دعا کے لیے کہو کیونکہ مریض کی دعا ملائکہ کی دعا کی طرح ہے۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ مریض مستجاب الدعوات ہوتا ہے۔ اس کی دعا رد نہیں کی جاتی۔ مریض کی دعا ملائکہ کی دعا کی مانند ہے۔ اس لیے حضور اقدس ﷺ نے عیادت کرنے والوں کو حکم دیا، جب تم مریض کے پاس عیادت کے لیے جاؤ تو اس سے دعا کے لیے کہو۔ اپنے لیے اور دوسرے مسلمانوں کے لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ اس کو بھی نہ بھولیں۔

☆عیادت کرنے والا مریض کے لیے دعا کرے:

حدیث شریف = ترمذی شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت عبداللہ

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا: جو کسی شخص کی عیادت کو گیا اور اس کے پاس سات مرتبہ "اَسْاَلُ اللّٰهُ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ" پڑھ لیا تو اگر اس (مریض) کی موت (مقدر) نہیں ہے تو رب تعالیٰ اس کو اس مرض سے عافیت عطا فرمائے گا۔

حدیث شریف = بخاری اور مسلم میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے اپنے گھر والوں کی عیادت فرمائی تو اپنے دائیں ہاتھ کو بدن پر پھیرا اور فرمایا: سب کے پالنے والے مولا! تکلیف دور کر دے، شفا دے دے، تو ہی شفا دینے والا ہے۔ شفا دراصل تیری ہی شفا ہے، ایسی شفا عطا فرما کہ بیماری کا نشان بھی باقی نہ رہے۔

محترم حضرات! پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے عام لوگوں کو ترغیب دی ہے کہ جب عیادت کی غرض سے جاؤ تو اللہ تعالیٰ سے اس کی صحت و شفا کی دعا کرو۔ ان شاء اللہ دعا قبول ہوگی۔ اگر اس کی موت نہیں لکھی تو دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کو اس مرض سے چھٹکارا عطا فرمائے گا۔ اس حدیث میں مریض کی پیشانی یا بدن پر ہاتھ پھیرنے کا ذکر نہیں، مگر دوسری حدیث شریف میں دعا کے ساتھ یہ بھی آیا ہے کہ حضور ﷺ مریض کے بدن پر اپنا دست کرم

پھیرتے اور دعا کے وقت اپنا ہاتھ اس کی پیشانی یا سر یا تکلیف کے مقام پر رکھ کر شفا کی دعا پڑھتے اور یہ بھی ثابت ہے کہ مریض کا نام بھی دعا میں لے، چنانچہ مسلم شریف کی حدیث پاک میں ہے۔ حضور ﷺ جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے تو یوں دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اشْفِ سَعْدًا، اَللّٰھُمَّ اشْفِ سَعْدًا، اَللّٰھُمَّ اشْفِ سَعْدًا،

یعنی اے اللہ! سعد کو شفا دے، اے اللہ سعد کو صحت عطا فرما، اے اللہ، سعد کو اچھا کر دے

مگر ایک بات یاد رہے کہ مریض اگر غیر محرم ہے تو اس کے بدن، ہاتھ یا پیشانی پر ہاتھ نہ رکھا جائے۔

☆ مریض کے پاس دل بہلانے والی بات کرنا:

حدیث شریف = بخاری شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ ایک بار ایک دیہاتی شخص کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور جب بھی بیمار کو دیکھنے کے لیے تشریف لے جاتے تو فرماتے یہ کوئی پریشانی کی بات نہیں۔ ان شاء اللہ اس تکلیف سے

گناہوں سے پاکی حاصل ہوگی۔

محترم حضرات! سنت یہی ہے کہ مریض کے پاس تسلی تشفی کی باتیں کریں تاکہ اس کی گھبراہٹ اور وحشت دور ہو، ایسی باتیں ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔ جیسے آج کل لوگوں کی عادت ہے مثلاً مریض کے پاس بیٹھ کر دنیا بھر کے مریضوں کے وحشت ناک قصے، ان کی پریشانیوں کے تذکرے کہ بھئی فلاں کو بھی یہ بیماری ہوئی تھی، بے چارہ اسی بیماری میں دنیا سے چلا گیا۔ ایک اور شخص کو بھی یہ بیماری ہوئی تھی۔ زندگی بھر کے لیے محتاج ہوگیا۔ ایسی باتیں کر کر کے مریض کو بالکل مایوس کر دیا جاتا ہے۔ خاص طور پر عورتوں میں یہ عادت زیادہ پائی جاتی ہے، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مریض کو موت سے پہلے اپنی موت نظر آنے لگتی ہے۔ ایسی باتوں سے بچ کر مریض کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے اسے تسلی دیتے ہوئے یہ کہنا چاہیے کہ فکر مت کرو، کوئی پریشانی کی بات نہیں۔ ان شاء اللہ آپ جلد شفایاب ہوجائیں گے۔ کسی مسلمان کا مصیبت میں دل بہلانا بھی عبادت ہے اور اگر اچھی تسلی بخش گفتگو کا سلیقہ نہیں ہے تو خاموشی سے مزاج پرسی کر کے واپس آجانا چاہیے۔

☆ مریض کی عیادت پر جدید تحقیق:

نیو یارک کے اسپتالوں میں ایک عجیب مشاہدہ کیا گیا وہ مریض جو اسپتالوں میں تنہا پڑے رہتے تھے، ان کو بہترین علاج اور نگہداشت کے باوجود پوری طرح فائدہ نہیں ہو رہا تھا جن مریضوں کو ملنے والے اور بیمار پرسی کرنے والے آتے رہتے تھے، ان میں تندرستی کی رفتار دوسروں سے بہتر پائی گئی۔

ان مشاہدات کے بعد نیو یارک کے پادریوں نے اسپتالوں میں جانا شروع کر دیا۔ وہ مریضوں سے ملتے، ان کی بیماریوں کے بارے میں گفتگو کرتے اور آخر میں ان کے ساتھ مل کر ان کی صحت یابی کے لیے التجا کرتے اور عیادت کرنے والوں کی توجہ پانے والے اکثر لاعلاج مریض بھی شفایاب ہونے لگے۔

حقیقت یہ ہے کہ مریض کا ذہن پریشان ہوتا ہے۔ وہ ایسی بیماری کے تفکرات کی وجہ سے کسی بھی ترکیب کو آزمانے کو تیار ہوتا ہے۔ اسلام نے مریض کی ذہنی کیفیت کو سب سے پہلے محسوس کیا اور اس کے بارے میں مفید مشورے دیے جن سے مریض کے ذہن کو اطمینان اور سکون میسر آجاتا ہے۔

ہمارے آقا و مولا ﷺ کا وہ مشہور واقعہ جسے جگہ جگہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بڑھیا روزانہ اپنے مکان سے نبی پاک ﷺ پر کچرا پھینکا کرتی تھی۔ آپ ﷺ صبر کرتے رہے، ایک دن کچرا نہیں پھینکا گیا تو نبی کریم ﷺ نے

لوگوں سے دریافت فرمایا کہ وہ بڑھیا ٹھیک تو ہے؟ لوگوں نے کہا: وہ بیمار ہے۔ یہ سن کر محبوب کبریا ﷺ اس بڑھیا کی عیادت کے لیے اس کے گھر تشریف لے گئے۔ بڑھیا نے جب جان عالم ﷺ کو دیکھا تو آپ کے اخلاق حسنہ سے متاثر ہو کر مشرف بہ اسلام ہو گئی۔

الحمدللہ! مریض کی عیادت اور دیگر اسلامی طریقے ہمیں حضور ﷺ کی برکت سے ملے ہیں۔ جن پر تحقیق کر کے غیر مسلم بھی فوائد حاصل کر رہے ہیں۔ آخر میں ایک اہم بات عرض کرتا چلوں کہ جب بھی کسی مریض کی عیادت کے لیے جائیں تو یہ تین نیتیں ضرور کریں، پہلی نیت یہ ہونی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے مریض کی عیادت کے لیے جارہا ہوں۔ دوسری نیت یہ ہونی چاہیے کہ ثواب حاصل کرنے کے لیے مریض کی عیادت کے لیے جارہا ہوں۔ تیسری نیت یہ ہونی چاہیے کہ مریض کی دل جوئی کے لیے جارہا ہوں۔ یہ نیتیں ہوں گی تو اجر و ثواب ملے گا، ورنہ ثواب نہیں ملے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنی رضا والے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

شکر کی فضیلت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ
صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ ابراہیم سے آیت نمبر 7 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ اتنی نعمتیں کہ اگر

ہم شمار کرنا چاہیں تو شمار نہیں کر سکتے۔ایک ایک نعمت اس کی شان وعظمت کی ہمیں یاد دلاتی ہے۔سب سے بڑھ کر حیرت کی بات یہ ہے کہ اگر ہمارا کوئی غلام یا نوکر ہماری نافرمانی کرے تو ہم اس کو ڈانٹ کر اس کا کھانا روک لیتے ہیں مگر شان پروردگار دیکھیے ہم رات دن اس کی نافرمانی کرتے ہیں مگر وہ اپنی نعمتیں ہم پر جاری وساری رکھے ہوئے ہے۔اس کے باوجود ہم اس کی نعمتوں کا پوری طرح شکر بھی ادا نہیں کرتے حالانکہ شکر کرنے سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔یہ میں نے نہیں کہتا۔نعمتوں کی برسات کرنے والا خالق کائنات خود اپنے کلام میں فرماتا ہے۔

القرآن:لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِيۡدَنَّكُمۡ

ترجمہ:اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا

(سورۂ ابراہیم،آیت 7)

مفتی محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔اس آیت سے معلوم ہوا کہ شکر سے نعمت بڑھتی ہے،شکر کی اصل یہ ہے کہ آدمی نعمت کا تصور اور اس کا اظہار کرے اور حقیقت شکر یہ ہے کہ منعم کی نعمت کا اس کی تعظیم کے ساتھ اعتراف کرے اور نفس کو اس کا خوگر بنائے۔

یہاں ایک باریکی ہے وہ یہ کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کے طرح طرح کے فضل وکرم واحسان کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کے شکر میں مشغول ہوتا ہے۔اس سے نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں اور بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی چلی جاتی ہے۔یہ مقام بہت برتر ہے۔

☆شکر کی توفیق اور نعمتوں میں اضافہ:

حدیث شریف = شعب الایمان میں حدیث نمبر 4526 نقل ہے۔

حضرت عطارد قرشی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو شکر کی توفیق عطا فرماتا ہے تو پھر اسے نعمت کی زیادتی سے محروم نہیں فرماتا کیونکہ اس کا ارشاد ہے: لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ترجمہ: اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا۔

☆صرف ہمارے جسم میں کتنی نعمتیں ہیں؟

1......اعضائے جسمانی میں سب سے بڑی نعمت دماغ ہے۔

2......دوسری نعمت دل ہے۔

3......تیسری نعمت دو آنکھیں ہیں۔

4......چوتھی نعمت دو کان ہیں۔

5......پانچویں نعمت ناک ہے۔

6......چھٹی نعمت زبان ہے۔

7......ساتویں نعمت دونوں ہاتھ ہیں۔

8......آٹھویں نعمت دو پاؤں ہیں۔

9......نویں نعمت دانت ہیں۔

10......دسویں نعمت سانس کا با آسانی لینا ہے۔

11......گیارہویں نعمت پیٹ ہے۔

12......بارہویں نعمت ریڑھ کی ہڈی ہے اس کے علاوہ بھی جسم میں نعمتیں ہیں۔

☆اعضائے جسمانی کا شکر کیا ہے؟

حلیۃ الاولیاء میں تیسری جلد کے صفحہ نمبر 279 پر نقل ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابو حازم علیہ الرحمہ سے عرض کی: اے ابو حازم! آنکھوں کا شکر کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ان کے ذریعے کوئی اچھی بات دیکھو تو اسے عام کرو اور بری بات دیکھو تو اسے چھپا لو۔

اس نے عرض کی، کانوں کا شکر کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اگر ان کے ذریعے اچھی بات سنو تو اسے یاد کرلو اور اگر بری بات سنو تو پوشیدہ رکھو۔

اس نے عرض کی ہاتھوں کا شکر کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ان سے ایسی چیز حاصل نہ کرو جو ان کے لیے جائز نہیں اور ان میں جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے اس کو نہ روکو۔

اس نے عرض کی، پیٹ کا شکر کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: پیٹ کا شکر یہ ہے کہ اس نچلے حصے میں کھانا ہو جبکہ اوپری حصہ علم سے لبریز ہو۔

اس نے عرض کی: شرمگاہ کا شکر کیا ہے؟ فرمایا: جیسا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے چنانچہ سورۂ مومنون کی آیت نمبر 6 اور 7 میں ہے۔

ترجمہ: مگر اپنی بیوی یا شرعی باندیوں پر جو ان کے ہاتھ کی مالک ہیں کہ ان پر کوئی ملامت نہیں جو ان دو کے سوا کچھ اور ہے، وہی حد سے بڑھنے والے ہیں۔

اس نے کہا پاؤں کا شکر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اگر تم کسی ایسے زندہ کو دیکھو جس پر تمہیں رشک ہو تو ان پاؤں سے اس شخص جیسے عمل کرو اور اگر کسی ایسے مردہ کو دیکھو جس سے تم بیزار ہو تو ان پاؤں کو اس شخص جیسے عمل سے روک لو۔ اس طرح تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے والے بن جاؤ گے۔

اور جس نے صرف زبانی شکر کیا بقیہ اعضاء سے نہ کیا تو اس کی مثال اس شخص

جیسی ہے جس کے پاس ایک کپڑا ہو اور وہ اس کا ایک کنارہ پکڑ لے لیکن پہنے نہیں تو وہ کپڑا اسے سردی، گرمی، برف اور بارش سے بچنے کا فائدہ نہ دے گا۔

☆ ناشکرے انسان پر چڑیا بازی لے گئی؟

حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اے انسان! شکر ادا کرنے میں چڑیا تجھ پر بازی لے گئی تو تو اپنے پروردگار کی نعمتیں کھانے کے بعد بھی شکر ادا نہیں کرتا مگر کبھی تو نے چڑیا کو دیکھا ہے۔ وہ پانی کا قطرہ یا دانہ اپنے مونہہ میں لے کر پہلے آسمان کی طرف سر اٹھا کر اس نعمت کا شکر ادا کرتی ہے پھر اپنے پیٹ میں نعمت داخل کرتی ہے۔

☆ حضرت نوح علیہ السلام کو شکر گزار بندہ کیوں کہا گیا؟

کتاب الزہد کے صفحہ نمبر 89 میں حضرت امام احمد ابن حنبل علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن مسعود ثقفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کو (قرآن پاک میں) عَبۡدًا شَكُوۡرًا (یعنی بڑا شکر گزار بندہ) اس لیے فرمایا گیا کہ آپ علیہ السلام جب بھی نیا لباس پہنتے یا کھانا تناول فرماتے تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے۔

☆ دنیا و آخرت کی بھلائی:

حدیث شریف = طبرانی معجم الکبیر جلد نمبر 11 کے صفحہ نمبر 109 پر حدیث نمبر 11275 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جسے چار چیزیں عطا کی گئیں اسے دنیا و آخرت کی بھلائی عطا کی گئی۔

1......اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والی زبان۔

2......مصیبت پر صبر کرنے والا بدن۔

3......شوہر کے مال اور عزت میں خیانت نہ کرنے والی بیوی۔

4......شکر کرنے والا دل۔

☆ آقا و مولا ﷺ کی شکر گزاری:

حدیث شریف = صحیح مسلم میں حدیث نمبر 2819 نقل ہے کہ حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے (رات کی) نماز میں اتنا طویل قیام فرمایا کہ قدم سوجھ گئے۔ عرض کی گئی آقا ﷺ! آپ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟ آپ ﷺ تو بخشے بخشائے ہیں۔ ارشاد فرمایا: کیا میں (اپنے رب کا) شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 2 صفحہ نمبر 254 پر اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں یعنی میری یہ نماز مغفرت کے لیے نہیں بلکہ مغفرت کے شکریہ کے لیے ہے۔خیال رہے کہ ہم لوگ عبد ہیں۔حضور ﷺ عبدہ ہیں۔ ہم لوگ شاکر ہو سکتے ہیں۔حضور ﷺ شکور ہیں یعنی ہر طرح ہر قسم کا اعلیٰ شکر کرنے والے بندے ہیں۔

☆ذکر الٰہی بھی شکر ہے:

کتاب الزہد کے صفحہ نمبر 330 پر نقل ہے کہ حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی: اے اللہ! تیرا شکر کس طرح کرنا چاہیے؟ ارشاد ہوا: اے موسیٰ! تمہاری زبان ہمیشہ میرے ذکر سے تر رہے۔

محترم حضرات! معلوم ہوا کہ اپنی زبان کو ہمہ وقت ذکر اللہ سے تر رکھنا بھی شکر ہے ہمیں بھی چاہیے کہ اگر ہم رب کا بے حد شکر ادا کرنا چاہتے ہیں تو فضول گفتگو اور فضول کاموں سے بچ کر کثرت سے اپنے رب کا ذکر کریں تا کہ ہمارا نام بھی شکر گزار بندوں میں آ جائے۔

☆اپنے سے کم تر کو دیکھو:

حدیث شریف = کتاب الزہد کے صفحہ نمبر 502 پر حدیث نمبر 1433 نقل ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر جاننا چاہے تو اپنے سے کم نعمت والوں کو دیکھے، زیادہ والوں کو نہ دیکھے۔

محترم حضرات! نبی پاک ﷺ کا یہ فرمانا کہ تم میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر جاننا چاہے تو اپنے سے کم نعمت والوں کو دیکھو۔ زیادہ والوں کو نہ دیکھو مگر ہمارا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ ہم زیادہ نعمت والوں کو دیکھتے ہیں جس سے ناشکری اور احساس کمتری جیسی بیماری پیدا ہوتی ہیں۔ اگر ہم اپنے سے کم نعمت والوں کو دیکھیں تو شکر گزاری جیسی نیک خصلت ہمارے اندر پیدا ہوگی اور وہ اس طرح کہ کار کا مالک، موٹر سائیکل والے کو دیکھے، موٹر سائیکل والا صرف سائیکل چلانے والے کو دیکھے، سائیکل چلانے والا پیدل چلنے والے کو دیکھے اور پیدل چلنے والا معذور کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔

بنگلے کا مالک، فلیٹ میں رہنے والے کو دیکھے، فلیٹ میں رہنے والا زمین کے چھوٹے سے گھر میں رہنے والے کو دیکھے۔ زمین پر چھوٹے سے گھر میں رہنے والا جھونپڑی میں رہنے والے کو دیکھے اور جھونپڑی والا کھلے آسمان تلے رہنے والوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔

اس ضمن میں حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ کی شکایت سنئے تا کہ شکر ادا کرنے کا جذبہ مزید بیدار رہو۔

☆حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ کی حکایت:

مشہور روحانی شخصیت حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ جمعہ کے دن شاندار جبہ قبہ زیب تن کیے مسجد میں تشریف لے گئے۔ جب نماز ختم ہوئی اور مسجد سے باہر تشریف لائے تو آپ کی جوتی چوری ہو چکی تھی۔ آپ فرماتے ہیں۔ مجھے بہت افسوس ہوا، بہر حال ننگے پاؤں مسجد سے باہر آیا۔ بہت عجیب محسوس ہو رہا تھا کہ اتنا اچھا لباس اور پاؤں میں جوتی نہیں مگر جیسے ہی مسجد کے دروازے پر پہنچا تو ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے پاؤں ہی نہیں ہیں یعنی وہ شخص معذور ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اسے دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا ان الفاظ میں شکر ادا کیا: اے میرے مولا! تیرا شکر ہے کہ میری جوتی چوری ہوئی مگر پاؤں تو سلامت ہیں۔

☆صابر و شاکر کون؟

حدیث شریف = ترمذی میں حدیث نمبر 2520 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا: دو خصلتیں ایسی ہیں کہ اگر کسی بندے میں پائی جائیں تو اللہ

کریم اسے صابر وشا کر لکھ دیتا ہے اور جس میں نہ ہوں تو اسے صابر اور شا کر نہیں لکھتا۔ جس نے دینی کاموں میں اپنے سے بہتر کسی شخص کو دیکھ کر اس کی اقتداء کی اور جس نے دنیا کے معاملے میں اپنے سے کسی کمتر کو دیکھ کر اللہ کریم کے فضل پر اس کا شکر ادا کیا تو اللہ کریم اسے صابر وشا کر لکھ دیتا ہے اور جس نے دینی امور میں اپنے سے کم تر اور دنیاوی امور میں برتر کو دیکھا اور پھر جن نعمتوں سے محروم ہے، ان پر افسوس کیا تو اللہ کریم اسے صابر وشا کر نہیں لکھے گا۔

☆شکر گزار کی حکایت:

شعب الایمان جلد 4 صفحہ نمبر 112 پر نقل ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ایک شخص کو دنیا کی دولت سے بہت نوازا گیا اور پھر سب کچھ جاتا رہا تو وہ اللہ کریم کی حمد وثناء کرنے لگا، یہاں تک کہ اس کے پاس بچھانے کے لیے صرف ایک چٹائی رہ گئی مگر وہ پھر بھی رب تعالیٰ کی حمد وثناء میں مصروف رہا۔ ایک دوسرے مالدار شخص نے چٹائی والے سے کہا! اب تم کس بات پر اللہ کریم کا شکر ادا کرتے ہو؟ اس نے کہا: میں ان نعمتوں پر اللہ کریم کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اگر ساری دنیا کی دولت بھی دے دوں تو وہ نعمتیں مجھے نہ ملیں۔ ان سے پوچھا وہ کیا؟ جواب دیا: کیا تم اپنی آنکھ، زبان، ہاتھوں اور پاؤں کو نہیں

دیکھتے (کہ یہ اللہ کریم کی کتنی بڑی نعمتیں ہیں)؟

محترم حضرات! واقعی اگر کبھی ہم تنہائی میں بیٹھ کر سوچیں کہ ہمارے جسم میں آنکھ، ناک، کان، دماغ، دل، ہاتھ اور پاؤں کتنی بڑی نعمتیں ہیں۔صرف انہی نعمتوں کا ہم شکرادا کرتے رہیں تو بھی صحیح معنوں میں شکرادانہیں ہوسکتا۔ چنانچہ حضرت یونس بن عبید علیہ الرحمہ کا ایک شخص کو سمجھانے کا اور شکر گزاری کی تلقین کا انوکھا انداز ملاحظہ فرمائیں۔

☆اصلاح کا انوکھا انداز:

حلیۃ الاولیاء جلد 3 ص 25 پرنقل ہے کہ ایک شخص حضرت یونس بن عبید علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنی تنگدستی کی شکایت کرنے لگا تو آپ نے اس سے پوچھا: جس آنکھ سے تم دیکھ رہے ہو، کیا اس کے بدلے ایک لاکھ درہم تمہیں قبول ہے؟

اس نے عرض کی: نہیں۔فرمایا: کیا تیرے ایک ہاتھ کے عوض لاکھ درہم؟ اس نے کہا: نہیں، پھر فرمایا: تو کیا پاؤں کے بدلے میں؟ جواب دیا: نہیں۔راوی بیان کرتے ہیں کہ آپ علیہ الرحمہ نے اسے اللہ کریم کی دیگر نعمتیں یاد دلانے کے بعد ارشاد فرمایا ”میں تو تمہارے پاس لاکھوں دیکھ رہا ہوں اور تم محتاجی کی

شکایت کررہے ہو؟''

محترم حضرات! اس میں کوئی شک نہیں کہ جس کے اعضاء سلامت ہیں، وہ کروڑ پتی ہے بلکہ میں تو کہتا ہوں ہمارے اعضاء انمول ہیں۔ ان کا مول کوئی نہیں چکا سکتا۔ لہذا ہمیں تو ہر وقت اللہ کریم کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اعضاء سے بڑھ کر بھی ایک نعمت ہے جو تمام نعمتوں کی سردار ہے۔ وہ نعمت ایمان کی دولت ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں۔

☆ ایمان، اللہ کی عظیم نعمت ہے:

تاریخ مدینہ دمشق جلد نمبر 67 کے صفحہ نمبر 241 پر نقل ہے۔ حضرت احمد بن ابوحواری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابومعاویہ اسود علیہ الرحمہ سے عرض کی۔ اے ابومعاویہ! ایمان اللہ کی کتنی بڑی نعمت ہے۔ ہم اس سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہم سے یہ نعمت سلب نہ فرمائے۔ انہوں نے ارشاد فرمایا: نعمت عطا کرنے والے پر حق ہے کہ وہ جس کو نعمت عطا فرمائے، پوری عطا فرمائے۔

حلیۃ الاولیاء جلد 4 کے صفحہ نمبر 71 پر نقل ہے۔ حضرت وہب بن منبہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ تین نعمتیں سب سے بڑی ہیں۔

1۔ ایمان: جس کے بغیر ہر نعمت نامکمل ہے۔

2۔تندرستی: جس کے بغیر زندگی ناخوشگوار ہے۔

3۔مال و دولت: جس کے بغیر زندگی گزارنا دشوار ہے۔

محترم حضرات! واقعی ہم ایمان والے کتنے خوش نصیب ہیں ورنہ کتنے لوگ اس قیمتی اور بڑی نعمت سے محروم ہیں۔

اس وقت دنیا میں سات ارب سے زائد انسان ہیں۔ان میں سے صرف ایک ارب 80 کروڑ مسلمان ہیں۔مطلب یہ کہ دنیا میں بڑی آبادی دولت ایمانی سے محروم ہے اور ہم مسلمان جتنا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں، کم ہے کہ اس نے ہمیں دولت ایمان نصیب فرمائی ہے اور اس نعمت پر جب جب موقع ملے، سجدۂ شکر بھی کریں کیونکہ نعمت کے ملنے پر سجدۂ شکر ادا کرنا سنت رسول ہے۔

☆خوشی پر سجدۂ شکر سنت ہے:

حدیث شریف = ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوٰۃ پر حدیث نمبر 1394 نقل ہے۔حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔جب رسول کریم ﷺ کو کوئی خوشی حاصل ہوتی تو آپ سجدۂ شکر ادا فرماتے۔

خوشی بھی ایک نعمت ہے لہذا مطلوبہ نعمت ملنے پر سجدۂ شکر ادا کرنا چاہیے تاکہ نعمتوں میں خوب اضافہ ہوتا رہے اور یہ بات میں نہیں کہتا، محبوب پروردگار ﷺ

کی حدیث شریف اس پر گواہ ہے۔

☆شکر سے نعمت بڑھتی ہے:

حدیث شریف = حلیۃ الاولیاء جلد 7 کے صفحہ نمبر 356 پر حدیث نمبر 10840 نقل ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ایک شخص کو تین نصیحتیں فرمائیں۔

1......موت کو کثرت سے یاد کرو، یہ ذکر تجھے موت کے ماسوا سے کھینچ کر نکال لے گا۔

2......دعا کو اپنے اوپر لازم کرلو، کیونکہ تم نہیں جانتے کہ کب تمہاری دعا قبول کرلی جائے۔

3......شکر کو بھی خود پر لازم کرلو کیونکہ شکر سے نعمت بڑھتی ہے۔

محترم حضرات! بس آخر میں یہی پیغام لے کر اٹھیے کہ ہر وقت ہماری زبان پر ''الحمدللہ'' ہی ہونا چاہیے۔اس کی بہت فضیلت ہے۔

امام ابن ابی الدنیا علیہ الرحمہ اپنی کتاب الشکر للہ کے صفحہ نمبر 22 پر نقل فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ بن قرہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو شخص نیا کپڑا پہنتے وقت ''بِسۡمِ اللّٰهِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ'' کہہ لے، اسے بخش دیا جاتا ہے اور جو کھانا کھاتے وقت ''بِسۡمِ اللّٰهِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ'' کہہ لے، وہ بھی بخشا جاتا

ہے اور جو پانی پیتے وقت ''بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ'' کہہ لے، اس کی بھی مغفرت فرمادی جاتی ہے۔

نعمتوں کے ساتھ ساتھ اس کی قدر بھی کرنی چاہیے ورنہ وہ نعمت چھین لی جاتی ہے مثلاً کھانے کو ضائع کرنا، پانی کو بلاضرورت بہانا، پھینکنا...... اسی طرح دیگر نعمتوں کا ضیاع بہت بڑی محرومی ہے۔ اُمّت پر شفقت کرنے والے آقا ﷺ نے ہمیں نعمتوں کی قدر کرنا سکھایا ہے چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے۔

☆نعمتوں کی قدر کرو:

حدیث شریف = شعب الایمان جلد 4 کے صفحہ نمبر 136 پر حدیث نمبر 4557 نقل ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور روٹی کا ایک ٹکڑا گرا ہوا دیکھا، تو اسے (اٹھا کر) پونچھا اور ارشاد فرمایا ''اے عائشہ! اللہ کریم کی نعمتوں کی قدر کیا کرو۔ اس لیے کہ جب یہ کسی اہل خانہ سے روٹھ کر چلی جاتی ہیں تو دوبارہ لوٹ کر نہیں آتیں۔''

اللہ کریم ہم سب کو اپنا صابر و شاکر بندہ رکھے اور ناشکری سے محفوظ رکھے۔

آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

بدگمانی خطرناک باطنی بیماری

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ حجرات سے آیت نمبر 12 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ شیطان بنی آدم کو نقصان

پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا، جہاں وہ لوگوں کو مختلف برائیوں کی طرف دھکیلتا ہے، وہیں ایک یہ بھی برائی انسان کے اندر پرورش پا رہی ہے اور اس برائی کا نام ''بدگمانی'' ہے۔اس برائی کا تعلق باطن ہے، یہ باطنی بیماری ہے جس سے بچنے کا حکم ہمیں اللہ کریم نے قرآن پاک میں دیا ہے چنانچہ سورۂ حجرات کی آیت نمبر 12 میں ارشاد ہوتا ہے۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ

ترجمہ: اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو! بے شک کوئی گمان گناہ ہوجاتا ہے۔

امام بیضاوی علیہ الرحمہ کثرت گمان سے ممانعت کی حکمت بیان کرتے ہوئے تفسیر بیضاوی میں لکھتے ہیں تاکہ مسلمان ہر گمان میں محتاط ہوجائے اور غور وفکر کرے کہ یہ گمان کس قسم سے ہے۔

امام رازی علیہ الرحمہ تفسیر کبیر میں اس آیت میں بعض گمانوں کو گناہ قرار دینے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کیونکہ کسی شخص کا کام دیکھنے میں تو برا لگتا ہے مگر حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا کیونکہ ممکن ہے کہ کرنے والا اسے بھول کر کر رہا

ہو یا دیکھنے والا غلطی پر ہو۔

☆ گمان کسے کہتے ہیں؟

ہر وہ خیال جو کسی ظاہری نشانی سے حاصل ہوتا ہے، گمان کہلاتا ہے۔ مثلا دور سے دھواں اٹھتا دیکھ کر آگ کی موجودگی کا خیال آنا۔ (مفردات امام راغب صفحہ نمبر 539)

☆ گمان کی دو اقسام ہیں:

1......حسن ظن (یعنی اچھا گمان)

2......سوئے ظن (یعنی برا گمان، اسے بدگمانی کہتے ہیں)

پھر ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں۔

چنانچہ حسن ظن تو واجب ہوتا ہے جیسے اللہ کریم کے ساتھ اچھا گمان رکھنا اور کبھی مستحب جیسے مومن صالح کے ساتھ نیک گمان۔

اسی طرح سوئے ظن (بدگمانی) کی بھی دو قسمیں ہیں۔

1......جائز 2......ممنوع

1۔ پہلی جائز صورت:

فاسق معلن کے ساتھ ایسا گمان کرنا جیسے افعال اس سے ظہور میں آتے

ہوں، یعنی ظاہر ہوتے ہوں۔

امام قرطبی علیہ الرحمہ الجامع لاحکام القرآن کی جلد 8 کے صفحہ نمبر 238 پر لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص نیک ہو تو اس کے متعلق بدگمانی جائز نہیں اور جو علانیہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو اور فسق (گناہ) میں مشہور ہو تو اس کے بارے میں بدگمانی کرنا جائز ہے۔

لیکن یاد رہے کہ اہل معصیت اور علانیہ گناہ کرنے والوں سے بدگمانی جائز ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ ہم ان کی بدگوئی یا عیب اچھالنا شروع کر دیں بلکہ ایسی صورت میں اللہ کریم کی رضا کے لیے صرف دل میں انہیں برا سمجھا جائے۔

☆ دوسری جائز صورت:

جب نقصان میں مبتلا ہونے کا قوی احتمال ہو مثلاً کسی شخص نے کسی کے ساتھ کاروباری شراکت کی یا خرید و فروخت کی یا اس سے کرائے پر کوئی چیز لی یا کسی بھی طرح کا مالی معاملہ طے کیا اور سامنے والے کی کسی مشکوک حرکت کی وجہ سے دل میں بے اختیار بدگمانی پیدا ہوئی اور اس نے اس بدگمانی کی بنیاد پر ایسی احتیاطی تدابیر اختیار کیں، جس سے سامنے والے کو کوئی نقصان نہ پہنچے تو جائز ہے کیونکہ اگر حقیقتاً سامنے والے کی نیت درست نہ ہو اور یہ شخص حسن ظن ہی قائم کرتا

رہ جائے تو نقصان میں مبتلا ہونے کا قوی امکان ہے۔

☆ بدگمانی کی ممنوع صورت:

جیسے اللہ کریم کے ساتھ برا گمان رکھنا اور نیک مومن کے ساتھ برا گمان رکھنا۔

اللہ کریم سے بدگمانی کا مطلب یہ ہے کہ یہ گمان رکھنا کہ اللہ کریم مجھے رزق نہیں دے گا یا میری حفاظت نہیں فرمائے گا یا میری مدد نہیں کرے گا۔(الحدیقۃ الندیۃ، جلد دوم، ص 7)

☆ بدگمانی جرم ہے:

نبی پاک ﷺ نے جہاں اپنے غلاموں کو دیگر باطنی بیماریوں سے آگاہ فرمایا، وہیں بدگمانی جیسے جرم سے بھی آگاہ فرمایا ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

☆ بدگمانی بدترین جھوٹ ہے:

حدیث شریف = بخاری شریف کتاب النکاح میں حدیث نمبر 5143 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: بدگمانی سے بچو، بے شک بدگمانی بدترین جھوٹ ہے۔

☆بدگمانی حرام ہے:

حدیث شریف = شعب الایمان جلد 5 کے صفحہ نمبر 297 پر حدیث نمبر 6706 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان کا خون، مال اور اس سے بدگمانی (دوسرے مسلمان) پر حرام ہے۔

☆برا گمان مت رکھو:

حدیث شریف = تفسیر درمنثور جلد 7 کے صفحہ نمبر 566 پر یہ حدیث شریف نقل ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً مروی ہے: جس نے اپنے مسلمان بھائی سے برا گمان رکھا، بے شک اس نے اپنے رب سے برا گمان رکھا۔

☆بدگمانی پر حکم شرعی کب لگے گا؟

کسی شخص کے دل میں کسی کے بارے میں برا گمان آتے ہی اسے فعل حرام کا مرتکب قرار نہیں دیا جائے گا کیونکہ محض دل میں برا خیال آ جانے کی بناء پر قابل عتاب ٹھہرانے کا مطلب کسی انسان پر اس کی طاقت سے زائد بوجھ ڈالنا ہے اور یہ بات شرعی تقاضے کے خلاف ہے۔ اللہ کریم سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 286 میں ارشاد فرماتا ہے:

القرآن: لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا

ترجمہ: اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔

بدگمانی کے حرام ہونے کی دو صورتیں ہیں۔

1......جب انسان اس بدگمانی کو دل پر جمالے (یعنی اس کا یقین کرلے)

2......اس کو زبان پر لے آئے یا اس کے تقاضے پر عمل کرلے۔

1۔ بدگمانی کو دل پر جمالینا:

تفسیر روح المعانی میں علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: کہا گیا ہے کہ جس چیز کی ممانعت ہے، وہ اسی (یعنی برے) گمان کو دل پر جمالینا ہے اور اس بدگمانی کے سبب کسی اچھی صورت کے ساتھ تاویل کرکے اسے زائل کرنے سے باز رہنا ہے۔

شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ عمدۃ القاری کی جلد 14 کے صفحہ نمبر 96 پر لکھتے ہیں۔ گمان وہ حرام ہے جس پر گمان کرنے والا مصر (ڈٹا ہوا) ہو اور اسے اپنے دل پر جمالے، نہ کہ وہ گمان جو دل میں آئے اور قرار نہ پکڑے۔

مثلاً شیطان نے کسی مسلمان بھائی کے دل میں کسی نیک شخص کے بارے

میں ریا کاری کا گمان ڈالا تو اس مسلمان بھائی نے اس گمان کو فوراً جھٹک دیا اور مسلمان بھائی کے بارے میں مخلص ہونے کا حسن ظن قائم کرلیا تو اب اس کی گرفت نہیں ہوگی اور نہ ہی یہ حرام کا مرتکب کہلائے گا۔ اس کے برعکس اگر دل میں بدگمانی آنے کے بعد اس کو نہ جھٹلایا اور وہ بدگمانی اس کے دل میں قرار پکڑے رہی حتیٰ کہ یقین کے درجے پر پہنچ گئی کہ فلاں شخص ریا کار ہی ہے تو اب بدگمانی کرنے والا گناہ گار ہوگا، چاہے اس بارے میں زبان سے کچھ نہ بولے۔

☆ بدگمانی کو زبان پر لے آنا یا اس کے تقاضے پر عمل کرنا:

الحدیقۃ الندیۃ جلد 2 صفحہ نمبر 13 پر نقل ہے کہ علامہ عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: شک یا وہم کی بناء پر مومنین سے بدگمانی اس صورت میں حرام ہے، جب اس کا اثر اعضاء پر ظاہر ہو یعنی اس کے تقاضے پر عمل کرلیا جائے مثلاً اس بدگمانی کو زبان سے بیان کر دیا جائے۔

تفسیر روح المعانی جلد 26 صفحہ نمبر 429 پر علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: جب بدگمانی غیر اختیاری ہو تو جس چیز کی ممانعت ہے، وہ اس کے تقاضے کے مطابق عمل کرتا ہے یعنی مظنون (یعنی جس کے بارے میں دل میں گمان

آئے) کو حقیر جاننا یا اس کی عیب گوئی کرنا یا اس بدگمانی کو بیان کردینا۔

مثلاً آپ کی دعوت میں نہ پہنچنے والے مسلمان بھائی نے ملاقات ہونے پر اپنا کوئی عذر پیش کیا مگر آپ کے دل میں شیطان نے وسوسہ ڈالا کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے اور آپ نے اس گمان کی پیروی کرتے ہوئے فوراً بول دیا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو تو ایسی بدگمانی حرام ہے۔

☆ محترم حضرات بدگمانی بڑھتی جارہی ہے:

والدین و اولاد، بھائی و بہن، میاں و بیوی، ساس و بہو، سسر و داماد، نند و بھاوج بلکہ تمام اہل خانہ و خاندان نیز استاد و شاگرد، سیٹھ اور نوکر، تاجر و گاہک، افسر و مزدور، حاکم و محکوم الغرض ایسا لگتا ہے کہ تمام دینی و دنیوی شعبوں سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کی اکثریت اس وقت بدگمانی کی خوفناک آفت کی لپیٹ میں ہے۔ کسی کو موبائل پر فون کریں اور وہ ریسیو نہ کرے تو بدگمانی...... شوہر کی توجہ بیوی کی طرف کم ہوگئی تو فوراً ساس سے بدگمانی...... بیٹے کی توجہ کم ہوگئی تو فوراً بہو سے بدگمانی...... کسی فیکٹری سے اچھی نوکری سے فارغ ہوگئے تو دفتر کے کسی فرد سے بدگمانی...... کاروبار میں نقصان ہوگیا تو قریبی کاروباری حریف سے سے بدگمانی...... تنظیمی طور پر خلاف توقع بات ہوگئی تو ذمہ داران سے

بدگمانی......جس سے قرض لیا اور وہ رابطے میں نہیں آ رہا یا جس سے مال بک کروالیا وہ مل نہیں رہا تو فورا بدگمانی......کسی نے وقت دیا اور آنے میں تاخیر ہوگئی تو بدگمانی......کسی کے پاس تھوڑے عرصے میں گاڑی، اچھا مکان اور دیگر سہولیات آ گئیں تو فورا بدگمانی......کسی کو شہرت مل گئی تو بدگمانی۔

آپ غور کرتے چلے جائیں تو شب وروز نہ جانے کتنی مرتبہ ہم بدگمانی کا شکار ہوتے ہوں گے۔ پھر یہ ابتداً پیدا ہونے والی بدگمانی اس شخص کے عیبوں کی ٹوہ میں لگاتی، حسد پر ابھارتی، غیبت اور بہتان پر اکساتی اور آخرت برباد کرتی ہے۔اسی بدگمانی کی وجہ سے بھائی بھائی میں دشمنی ہوجاتی ہے۔ساس بہو میں ٹھن جاتی ہے۔میاں بیوی میں جدائی ہوجاتی ہے۔ بھائی بہنوں کے درمیان قطع تعلقی ہوجاتی ہے،بہن بہن کے درمیان قطع تعلقی ہوجاتی ہے اور یوں ہنستے بستے گھر اور خاندان اجڑ جاتے ہیں۔

محترم حضرات! اب آپ کی خدمت میں چند واقعات پیش کرتا ہوں جس میں ہماری اصلاح کا خزانہ موجود ہے۔

☆ولی کی طاقت:

امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ اپنے ملفوظات کے

چوتھے حصے کے صفحہ نمبر 364 پر یہ حکایت نقل ہے کہ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمہ بخارا میں حضرت امیر کلال علیہ الرحمہ کا شہرہ سن کر خدمت میں حاضر ہوئے۔آپ نے دیکھا کہ مکان کے اندر خاص لوگوں کا مجمع ہے اور اکھاڑے میں کشتی ہورہی ہے۔حضرت امیر کلال بھی موجود ہیں اور کشتی میں شریک ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمہ شریعت کے سخت پابند تھے۔ان کے دل میں اس فعل کے متعلق گمان پیدا ہوا حالانکہ اس کشتی میں شرعاً (آج کل کی کشتیوں کی مثل بے پردگی) اور کوئی ناجائز بات بھی شامل نہ تھی۔یہ گمان پیدا ہونا ہی تھا کہ حضرت خواجہ نقشبند کو غنودگی آ گئی، دیکھا کہ حشر کا میدان ہے، ان کے اور جنت کے درمیان دلدل کا ایک دریا حائل ہے۔یہ گزر کر اس کے پار جانا چاہتے تھے چنانچہ اس میں اترے اور جتنا زور لگاتے، اتنا دھنستے چلے جاتے، یہاں تک کہ بغلوں میں دھنس گئے۔

اب نہایت پریشان ہوئے کہ کیا کریں۔اتنے میں دیکھا کہ حضرت امیر کلال علیہ الرحمہ تشریف لائے اور ایک ہاتھ سے باہر نکال کر دریا کے پار پہنچا دیا۔پھر آپ کی آنکھ کھل گئی اور اس سے پہلے کہ آپ کچھ کہتے، حضرت امیر کلال علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اگر ہم کشتی نہ لڑیں تو یہ طاقت کہاں سے آئے (یعنی ہمارا لڑنا اللہ کریم کی رضا اور جہاد کی تیاری کے لیے ہے) یہ سن کر آپ فوراً ان کے

قدموں میں گر گئے اوران کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے۔

☆شاہی دربار میں سفارش:

حضرت فرید الدین عطار علیہ الرحمہ اپنی کتاب تذکرۃ الاولیاء کے صفحہ نمبر 109 پر لکھتے ہیں کہ دو درویش طویل سفر کے بعد حضرت ابوعبداللہ خفیف علیہ الرحمہ سے ملنے پہنچے تو معلوم ہوا کہ آپ شاہی دربار میں جلوہ فرما ہیں۔ یہ سن کران دونوں نے سوچا کہ یہ کس قسم کے بزرگ ہیں جوشاہی دربار میں حاضری دیتے ہیں حالانکہ اللہ والے تو شاہی درباروں سے دور رہتے ہیں۔

بہرحال یہ دونوں بازار کی طرف نکل گئے اور اپنی جیب سلوانے کے لیے ایک درزی کی دکان پر پہنچے۔اسی دوران درزی کی قینچی گم ہوگئی اوراس نے ان دونوں کو چوری کے شبہ میں گرفتار کروادیا۔ جب پولیس دونوں کو لے کر شاہی دربار میں پہنچی تو حضرت ابوعبداللہ خفیف علیہ الرحمہ نے بادشاہ سے ان کی سفارش کرتے ہوئے فرمایا: یہ دونوں چور نہیں ہیں لہذا ان کو چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ آپ کی سفارش پران دونوں کورہا کردیا گیا۔اس کے بعد آپ نے ان دونوں درویشوں سے فرمایا کہ تم سوچتے تھے کہ میں کس قسم کا بزرگ ہوں جوشاہی دربار میں رہتا ہوں تو سنو میں اسی وجہ سے شاہی دربار میں رہتا ہوں۔ یہ دونوں یہ بات

سن کر معذرت کرنے لگے اور آپ کے عقیدت مندوں میں شامل ہو گئے۔

☆ گمانوں سے بچو:

امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ کے ملفوظات کے دوسرے حصے کے صفحہ نمبر 222 پر نقل ہے۔ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ایک گدڑی پہنے مدینہ طیبہ سے کعبۂ معظّمہ کو تشریف لے جاتے تھے اور ہاتھ میں صرف ایک تاملوٹ (ٹین کا برتن) تھا۔حضرت شفیق بلخی علیہ الرحمہ نے دیکھا (تو) دل میں خیال کیا کہ یہ فقیر، اوروں پر اپنا بوجھ ڈالنا چاہتا ہے۔یہ وسوسہ شیطانی آنا تھا کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شفیق! گمانوں سے بچو، بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔نام بتانے اور دل میں آنے والے وسوسے پر آگاہی سے نہایت عقیدت ہوگئی اور امام کے ساتھ ہو لیے۔راستہ میں ایک ٹیلہ پر پہنچ کر امام نے اس ٹیلہ سے تھوڑا ریت لے کر ٹین کے برتن میں گھول کر پیا اور حضرت شفیق بلخی علیہ الرحمہ سے بھی پینے کو فرمایا۔انہیں انکار کا چارہ نہ ہوا۔ جب پیا تو ایسے نفیس لذیذ خوشبودار ستو تھے کہ عمر بھر میں بھی نہ دیکھے نہ سنے۔

محترم حضرات! میں نے آپ کی خدمت میں بزرگوں کے تین واقعات پیش کیے جس میں بدگمانی سے بچنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔اب آپ کے

سامنے بدگمانی کی ہلاکت خیزیوں سے بچنے کے چند علاج پیش کرتا ہوں۔

1...... بدگمانی سے بچنے کا پہلا علاج یہ ہے کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کی خوبیوں پر نظر رکھیں جو اپنے مسلمان بھائیوں کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہے، اسے سکون قلب نصیب ہوتا ہے اور جو بدگمانی کی عادت قبیح میں مبتلا ہو، اس کا دل وحشتوں کی آماج گاہ بنا رہتا ہے۔

2...... بدگمانی سے بچنے کا دوسرا علاج یہ ہے کہ اپنے آپ کو نیکی پر ثابت قدم رکھیے کیونکہ جو خود نیک ہوتا ہے، وہ دوسروں کے بارے میں بھی اچھے گمان رکھتا ہے۔ جو خود برے کاموں میں مشغول رہتا ہے، اسے دوسرے بھی اپنے جیسے دکھائی دیتے ہیں۔

3...... بدگمانی سے بچنے کا تیسرا علاج یہ ہے کہ بتقاضائے بشریت اگر کسی مسلمان کے متعلق دل میں برا گمان آئے تو اس کو بالکل دل میں جگہ نہ دیں، فورا تعوذ پڑھ کر جھٹک دیں۔

محترم حضرات! اپنے آپ کو بدگمانی سے بچانے کے ساتھ ساتھ ایسے افعال کے ارتکاب سے بھی اجتناب کی کوشش کیجیے جن کے سبب دوسروں کے بدگمانی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو، مثلا تین آدمی ایک جگہ موجود ہوں تو دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر کانوں میں مونہہ رکھ کر باتیں نہ کریں کہ اس سے تیسرے شخص کو بدگمانی

پیدا ہوگی کہ یہ دونوں میرے متعلق کوئی گفتگو کر رہے ہیں چنانچہ حدیث شریف میں بھی اس سے بچنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

حدیث شریف = صحیح بخاری میں حدیث نمبر 288 پر نقل ہے۔حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تین آدمی ہوں تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی سرگوشی نہ کریں۔

امام ملا علی قاری علیہ الرحمہ مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ المفاتیح کی جلد 8 صفحہ نمبر 699 پر اس حدیث شریف کے تحت لکھتے ہیں تاکہ وہ یہ گمان نہ کرے کہ یہ دونوں میرے خلاف سرگوشی کر رہے ہیں۔

☆ یہ میری زوجہ ہے:

حدیث شریف = صحیح بخاری کتاب الاعتکاف میں حدیث نمبر 2038 نقل ہے۔مولا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کریم کے محبوب ﷺ مسجد میں (معتکف) تھے اور آپ کے پاس ازواج مطہرات موجود تھیں۔وہ اپنے کمروں میں چلی گئیں تو آپ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ٹھہرو میں بھی (تھوڑی دور تک) تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔آپ ان کے ساتھ چلے تو دو انصاری صحابہ ملے جو آپ کو دیکھ کر آگے بڑھ گئے۔آپ نے ان

دونوں کو بلا کر ارشاد فرمایا یہ (میری زوجہ) صفیہ ہے۔

انہوں نے عرض کی سبحان اللہ! یارسول اللہ ﷺ! (یعنی یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم آپ سے بدگمانی کریں) آپ نے ارشاد فرمایا: شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا ہے تو میں نے خوف محسوس کیا کہ کہیں وہ تمہارے دل میں کوئی وسوسہ نہ ڈال دے۔

شارح بخاری امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فتح الباری جلد 4 کے صفحہ نمبر 242 پر لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسے کاموں سے بچا جائے جو کسی کو بدگمانی میں مبتلا کر سکتے ہوں۔علماء ومقتدیٰ ہستیوں کو بطور خاص ہر اس کام سے بچنا چاہیے جس کی وجہ سے لوگ ان سے بدظن ہوجائیں اگرچہ اس کام میں ان کے لیے خلاصی کی راہ موجود ہو کیونکہ بدظن ہونے کی صورت میں لوگ ان کے علم سے نفع نہیں اٹھا پائیں گے۔

☆ شخصیات اور مذہبی لوگ ان کاموں سے خصوصا بچیں۔

شخصیات اور مذہبی لوگ ان کاموں سے خصوصاً بچیں، مثلاً مسجد میں موبائل کے استعمال سے بچیں، کانوں میں ہینڈ فری نہ لگا کر رکھیں ورنہ دیکھنے والوں کو گمان ہوگا کہ گانا وغیرہ سن رہا ہوگا۔ ائمہ حضرات سنت غیر موکدہ اور نوافل بھی پابندی سے پڑھیں ورنہ عوام الناس کو گمان ہوگا کہ امام صاحب پوری نماز نہیں

پڑھتے۔ اس کے علاوہ بھی کئی کاموں سے بچیں اور خاص طور پر محتاط رہیں تا کہ کسی کو بھی بدگمانی کا موقع نہ ملے تا کہ مذہبی شخصیات اور مذہبی حلیے والے لوگوں سے عوام الناس بدظن نہ ہوں کیونکہ اس سے پھر دین پر عمل کرنے والوں سے عوام کٹ جاتی ہے۔ ہمارے کام تو ایسے ہونے چاہیے کہ لوگ ہمارے قریب آئیں۔

اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہر گمان خصوصاً بدگمانی سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

شرم وحیاء

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَرِیْشًا

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ اعراف سے آیت نمبر 26 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

موجودہ مادیت کے دور میں چند برائیاں ایسی ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو پستی کی طرف دھکیل دیا ہے۔ان برائیوں میں سب سے بڑی برائی بے حیائی ہے اور آپ تمام حضرات میری اس بات کی تصدیق کریں گے کہ بے حیائی کے سیلاب نے ہماری پوری قوم کو تباہ و برباد کر دیا۔حیادار اور نیک انسان کتنا بچے، کوئی گھر، کوئی گلی، کوئی علاقہ، کوئی محلہ، کوئی شہر، کوئی گاؤں اور کوئی ملک بے حیائی سے پاک نہیں۔انسان ادھر نظر اٹھائے تو بے پردہ عورت، ادھر نظر پڑے تو بے پردہ عورت، کیا کریں کہاں جائیں؟ خواتین کے ایسے باریک لباس کہ شرم کو بھی شرم آ جائے، نہ دوپٹہ اور چادر کا ٹھکانہ اور نہ اپنی عزت کی پرواہ، نیک اور صالح مسلمان کا تو رہنا سہنا اور راہ چلنا دشوار ہو گیا ہے آیئے آج ہم حیاء اور شرم کے متعلق کچھ سنتے ہیں تا کہ ہم اپنے گھر والوں کو تو کم از کم اس آفت سے بچائیں۔

☆حیاء کی دو قسمیں ہیں:

تنبیہ الغافلین کے صفحہ نمبر 258 پر نقل ہے۔حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حیاء کی دو قسمیں ہیں۔

1......لوگوں کے معاملہ میں حیاء۔

2......اللہ کریم کے معاملہ میں حیاء

☆لوگوں کے معاملہ میں حیاء کا مطلب:

لوگوں کے معاملہ میں حیاء کا مطلب یہ ہے کہ تو اپنی نظر کو حرام کردہ اشیاء سے بچا۔

☆اللہ کریم کے معاملہ میں حیاء کا مطلب:

اللہ کریم کے معاملہ میں حیاء کا مطلب یہ ہے کہ تو اس کی نعمت کو پہچان اور اس کی نافرمانی کرنے سے حیاء کر۔

☆اللہ کریم سے حیاء کی مثال:

حدیث شریف = امام ملا علی قاری علیہ الرحمہ مرقاۃ المفاتیح جلد 8 کے صفحہ نمبر 8044 پر نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: میں بند کمرے میں غسل کرتا ہوں تو اللہ کریم سے حیاء کی وجہ سے سمٹ جاتا ہوں۔

☆حیاء اسلام کا خلق ہے:

اسلام میں حیاء کو بہت اہمیت دی گئی ہے چنانچہ سنن ابن ماجہ کی حدیث نمبر 4181 میں فرمایا گیا ہے: بے شک دین کا ایک خلق ہے اور اسلام کا خلق حیاء ہے یعنی ہر اُمّت کی کوئی نہ کوئی خاص خصلت ہوتی ہے جو دیگر خصلتوں پر غالب

ہوتی ہے اور اسلام کی وہ خصلت حیاء ہے۔اس لیے کہ حیاء ایک ایسا خلق ہے جو اخلاقی اچھائیوں کی تکمیل،ایمان کی مضبوطی کا باعث اور اس کی علامات میں سے ہے۔

اب آپ کے سامنے حیاء کی اہمیت پر احادیث بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا تا کہ ہم مزید حیاءدار بن جائیں۔

☆ایمان کی علامت:

حدیث شریف = صحیح مسلم شریف میں حدیث نمبر 35 نقل ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایمان کے ستر سے زائد شعبے (علامات) ہیں اور حیاء ایمان کا ایک شعبہ ہے۔

☆حیاء ایمان سے ہے:

حدیث شریف = مسند ابی یعلیٰ جلد 6 صفحہ نمبر 291 پر حدیث نمبر 7463 نقل ہے۔فرمایا: حیاء ایمان سے ہے۔

یعنی جس طرح ایمان مومن کو کفر کے ارتکاب سے روکتا ہے،اسی طرح حیاء باحیاء کو نافرمانیوں سے بچاتی ہے۔یوں مجازاً اسے ''ایمان'' فرمایا گیا۔جس کی مزید وضاحت وتائید حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے ہوتی

ہے جس کو امام حاکم علیہ الرحمہ نے اپنی مستدرک جلد اول صفحہ نمبر 176 پر حدیث نمبر 66 نقل فرمایا ہے: بے شک حیاء اور ایمان دونوں آپس میں ملے ہوئے ہیں تو جب ایک اٹھ جائے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔

☆حیاء خیر ہی خیر ہے:

حدیث شریف = صحیح مسلم شریف میں حدیث نمبر 37 نقل ہے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: حیاء صرف خیر (یعنی بھلائی) ہی لاتی ہے۔

محترم حضرات! آپ نے احادیث سنیں کہ حیاء ایک بہت بڑا سرمایہ ہے۔ اسے بھلائی بھی فرمایا گیا، کہیں اسے ایمان کہا گیا۔ کہیں اسے ایمان کا شعبہ بھی فرمایا گیا مگر افسوس کہ آج ہمارے معاشرے میں بے حیائی کے نت نئے انداز جنم لے رہے ہیں، جن کی وجہ سے ماحول تباہی کی طرف جا رہا ہے جن میں سے چند مثالیں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

☆ہر گھر سنیما گھر بن گیا:

اولاد کی صحیح تربیت اس کے گھر کے ماحول سے ہوتی ہے۔ یہ اس وقت ممکن ہے جب گھر میں اچھا اور نیک ماحول ہو، مگر فی زمانہ ہر گھر میں ٹی وی چل رہا ہوتا

ہے جس پر انڈین ڈرامے اور فلمیں بڑی پابندی سے روزانہ دیکھی جاتی ہیں۔ ان ڈراموں اور فلموں میں لڑکیوں کے باریک اور آدھے لباس ہوتے ہیں، بے ہودہ باتیں ہوتی ہیں۔ ناچ اور گانا ہوتا ہے، اسکرین کے سامنے والدین، لڑکا، لڑکی سب بیٹھے ہوتے ہیں۔ کوئی شرم نہیں، کوئی حیاء نہیں، والدین اپنی اولاد کو سامنے بٹھا کر یہ مناظر دیکھ رہے ہوتے ہیں پھر کیا ہوتا ہے۔ بیٹی جوان ہو کر ایسے لباس پہنتی ہے، چادر اور برقعہ پہننے سے انکار کر دیتی ہے بالآخر وہ والدین کے ہاتھوں سے نکل جاتی ہے۔

☆مخلوط تعلیمی نظام:

جوان لڑکی اب چادر اور چار دیواری سے نکل کر مخلوط تعلیم کی نحوست میں گرفتار ''بوائے فرینڈ'' کے چکر میں پھنس گئی۔ اسے جب تک چادر اور چار دیواری میں رہنے کی سعادت حاصل تھی، وہ شرمیلی تھی اور اب بھی جو چادر و چار دیواری میں ہوگی وہ ان شاء اللہ باحیاء ہی ہوگی۔

دوسری بیماری جو لڑکیوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ لڑکیاں رومانی ناول، غیر اخلاقی افسانے اور عشقیہ وفسقیہ مضامین خوب پڑھتی ہیں اور بعض تو لکھتی بھی ہوں گی، بے ہودہ غزلیں اور گانے سنتی اور گاتی ہیں۔ سب سے بڑی

نحوست یہ آن پڑی کہ ہر لڑکی کے ہاتھ میں اب موبائل آ گیا۔ بس موبائل کیا نوجوان لڑکی آزاد ہوگئی۔ اب وہ اپنی تباہی خود تیار کر رہی ہے۔ بدنصیب والدین جو اپنی جوان بیٹیوں کو موبائل دلا دیتے ہیں۔ وہ موبائل نہیں دلاتے بلکہ اپنی تباہی کا سامان دلا کر دیتے ہیں۔ بس اب لڑکیاں آئمو، واٹس اپ اور فیس بک پر نامحرم لڑکوں کے ساتھ گفتگو میں اپنا وقت گزار رہی ہوتی ہیں بالآخر نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ والدین کی زندگی بھر کی کمائی، ان کا پلا پلایا جگر کا ٹکڑا انہیں چھوڑ کر ایک نامحرم لڑکے کے ساتھ گھر سے بھاگ جاتا ہے اور یوں والدین کی عزت کا جنازہ نکل جاتا ہے اور وہ کچھ نہیں کر سکتے۔

والدین اپنی اولاد کو پہلے سے نہیں سنبھالتے اور پھر جب کوئی لڑکی اپنی مرضی سے کسی کے ساتھ ''منسوب'' ہوجاتی ہے تو اب ماں باپ سر پکڑ کر روتے ہیں جو باپ لڑکی کو کالج بھیجتے ہیں، فلمیں ڈرامے دیکھنے سے نہیں روکتے غالباً ان کی یہ دنیوی سزا ہوتی ہے، شاید بازی ہاتھ سے نکل چکی، اب اس کی خواہش میں آپ کا رکاوٹ ڈالنا خودکشی یا قتل وغارت گری کی نوبت بھی لا سکتا ہے۔

☆رسم حنا میں بے حیائی:

آج کل جس شایان شان طریقے سے یہ رسم ادا کی جارہی ہے، اس پر جتنا

رویا جائے، وہ کم ہے اور یہ کھلم کھلا رب تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔اس رسم کو خاص الخاص نوجوان لڑکیوں سے مختص کر دیا گیا ہے۔وہ اس طرح کہ بارات سے ایک دن پہلے نوجوان لڑکیاں اور پھر ساتھ بینڈ باجے والا اور نوجون وغیرہ دولہا کے گھر جاتے ہیں۔تمام راستے میں نوجوان لڑکیاں جو اپنے والد کی غیرت کا خون سرخی کے طور پر اپنے ہونٹوں پر سجا کر اور بے پردہ ہوکر اور جذبات بھڑکانے والے لباس پہن کر ہاتھ میں پلیٹیں وغیرہ پکڑ کر تمام غیر محرموں کے سامنے سے گزرتی ہیں۔دولہا کو مہندی لگائی جاتی ہے، دلہن کی بہن دولہا کا ہاتھ پکڑ لیتی ہے، جوتے چھپائے جاتے ہیں۔بعض دفعہ ان بے ہودہ مناظر کو دیکھ کر سر شرم سے جھک جاتے ہیں۔اس طریقے سے اس رسم کے ساتھ مسلمانوں کی غیرت کا جنازہ خود مسلمانوں کی اولاد اپنے ہاتھوں سے نکالتی ہے۔

☆شادی کی تقریبات میں بے حیائی:

پہلے دور میں شادی کی تقریبات میں دو شامیانے لگائے جاتے ہیں۔ایک مردوں کے لیے دوسرا عورتوں کے لیے۔

دور ترقی کرتا گیا، یوں سمجھ لیجئے کہ بربادی کی طرف بڑھتے گئے۔اس کے بعد ایک شامیانہ باندھا جانے لگا اور درمیان میں ایک قنات لگادی گئی۔ یہاں

تک بھی خیر تھی مگر دور مزید ترقی کرتا گیا۔ ہم تیزی سے تباہی کی طرف بڑھتے گئے۔ ایک شامیانہ لگایا جانے لگا، درمیان سے قنات ہٹادی گئی۔ اب بڑے بڑے شادی لان بک کروانے لگے۔ اس میں بھی پہلے دو پورشن ہوتے تھے۔ اب یہ بھی ختم ہوگئے۔ اب تو شرم وحیاء کا جنازہ اس طرح نکل چکا ہے کہ اب کوئی رکاوٹ نہیں۔ مرد جہاں چاہے بیٹھے، عورت جہاں چاہے بیٹھے۔ آپ کرسی پر بیٹھے ہیں۔ آپ کے برابر میں آ کر عورت بیٹھ جائے۔ کوئی کہنے والا نہیں۔ آپ شرما جائیں مگر عورت نہیں شرماتی کیونکہ وہ اس کو عیب ہی نہیں سمجھتی۔

ایسی تقریبات منعقد کرنے والوں کو سوچنا چاہیے اور اللہ کریم کے رسول ﷺ کے اس ارشاد پر غور کرنا چاہیے۔

حدیث شریف = مسند امام احمد ابن حنبل دوسری جلد کے صفحہ نمبر 351 پر حدیث نمبر 5372 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: تین شخص ہیں جن پر اللہ کریم نے جنت حرام فرمادی ہے۔ ایک تو وہ شخص جو ہمیشہ شراب پیے اور دوسرا وہ شخص جو اپنے ماں باپ کی نافرمانی کرے اور تیسرا وہ دیوث (یعنی بے حیا) کہ جو اپنے گھر والوں میں بے غیرتی کے کاموں کو برقرار رکھے۔

☆ دیوث کسے کہتے ہیں؟

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مشکوٰۃ شریف کی شرح مراۃ المناجیح جلد 5 کے صفحہ نمبر 337 پر فرماتے ہیں کہ جو اپنی بیوی بچوں کو زنا یا بے حیائی، بے پردگی، اجنبی مردوں سے اختلاط، بازاروں میں زینت سے پھرنا، بے حیائی کے گانے ناچ وغیرہ دیکھ کر باوجود قدرت کے نہ روکے، وہ بے حیاء دیوث ہے۔

معلوم ہوا کہ باوجود قدرت اپنی زوجہ، ماں، بہنوں اور جوان بیٹیوں وغیرہ کو گلیوں، بازاروں، شاپنگ سینٹروں، مخلوط تفریح گاہوں میں بے پردہ گھومنے پھرنے، اجنبی پڑوسیوں، نامحرم رشتے داروں، غیر محرم ملازموں، چوکیداروں، ڈرائیوروں سے بے تکلفی اور بے پردگی سے منع نہ کرنے والے سخت احمق، بے حیاء، دیوث، جنت سے محروم اور جہنم کے حقدار ہیں۔ایک بات یاد رہے کہ اگر مرد اپنی حیثیت کے مطابق منع کرتا ہے اور وہ نہیں مانتیں تو اس صورت میں اس پر نہ کوئی الزام اور نہ وہ دیوث ہے۔

☆عورتوں کی اصلاح نرمی اور حکمت عملی سے:

جس قدر ہو سکے مرد اپنی بیوی، بہن اور ماں کو بے پردگی سے روکے۔ یہ حدیث شریف میں ہر مسلمان کو حکم دیا گیا ہے۔صحیح بخاری میں حدیث نمبر 893 نقل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم سب اپنے متعلقین کے سردار و حاکم

ہواور حاکم سے روزِ قیامت اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

اس حدیث پاک کے تحت مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ نزہۃ القاری جلد 2 کے صفحہ نمبر 530 پر فرماتے ہیں۔مراد یہ ہے کہ جو کسی کی نگہبانی میں ہو۔ اس طرح عوام سلطان اور حاکم کے اولاد ماں باپ کے تلامذہ (شاگرد) اساتذہ کے، مریدین پیر کے رعایا ہوئے۔ یونہی جو مال زوجہ یا اولاد یا نوکر کی سپردگی میں ہو۔اس کی نگہداشت ان پر واجب ہے۔ یاد رہے نگہبانی میں یہ بھی داخل ہے کہ رعایا گناہ میں مبتلا نہ ہو۔

معلوم ہوا کہ بیوی بے پردہ گھومے گی اور شوہر نے نہ روکا تو قیامت کے دن شوہر سے پوچھا جائے گا۔ ماں اور بہنیں بے پردہ گھومیں گی تو کل قیامت کے دن بڑے بھائی سے پوچھا جائے گا کہ تو نے انہیں کیوں نہیں روکا؟ گھر کے نگہباں، شوہر اور بڑے بھائی پر لازم ہے کہ وہ بے پردگی وغیرہ کے معاملات میں عورتوں کو روکیں، مگر حکمت عملی کے ساتھ روکیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ اپنی زوجہ یا ماں، بہنوں پر اس طرح سختی کر بیٹھیں جس سے گھر کا امن تباہ و برباد ہو جائے، حکمت عملی اور نرمی کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

☆ بے حیائی پر فخر (معاذ اللہ):

کسی شخص نے مجھے بتایا کہ ہمارے ایک قریبی دوستی رشتے داری کی وجہ سے ایک مہندی کی تقریب میں پھنس گئے۔ انہوں نے بتایا کہ مہندی کی تقریب میں تھوڑی دیر بعد اسٹیج پر چڑھ کر نوجوان لڑکیوں نے تمام مرد وخواتین کے سامنے ڈانس کرنا شروع کیا۔ مجھ سے آگے دو افراد بیٹھے تھے۔ ان میں سے ایک دوسرے کو کہنی مار کر کہتا ہے کہ دیکھو وہ سامنے جو لڑکی بہترین ڈانس کر رہی ہے، جانتے ہو وہ کون ہے؟ ارے وہ میری بیٹی ہے (معاذ اللہ)

محترم حضرات! افسوس کی بات ہے کہ جوان بیٹی نامحرموں کے سامنے ڈانس کر رہی ہے اور باپ فخر کر رہا ہے۔

☆جب تجھے حیاء نہیں تو تُو جو چاہے کر:

حدیث شریف = الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان جلد 2 صفحہ نمبر 3 پر حدیث شریف نمبر 606 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جب تجھے حیاء نہیں تو تُو جو چاہے کر۔

☆ہمیں لباس ستر چھپانے کے لیے دیا گیا مگر:

سورۂ اعراف کی آیت نمبر 26 میں اللہ کریم فرماتا ہے

القرآن: یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْكُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ

سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا

ترجمہ: اے آدم کی اولاد! بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک لباس وہ اتارا کہ تمہاری شرم کی چیزیں چھپائے اور ایک وہ کہ تمہاری آرائش ہو

محترم حضرات! اللہ کریم نے تو ہمیں شرم کی چیزیں چھپانے کے لیے لباس عطا فرمایا مگر افسوس کہ ہم لباس پہن کر بھی شرم کی چیزیں ظاہر کر رہے ہوتے ہیں۔ عورتوں کا ایسا باریک لباس کہ پہننا اور نہ پہننا برابر۔ مگر اب یہ بیماری مردوں میں بھی آ گئی۔ ہمارے نوجوان اتنی ٹائٹ پینٹ پہنتے ہیں کہ اللہ کی پناہ۔ یہی نہیں بلکہ اب تو چھوٹی ٹی شرٹ اور چھوٹی پینٹ اتنی نیچے پہنتے ہیں کہ ذرا زمین کی طرف جھکے اور نماز میں کبھی سجدے میں گئے تو پیچھے کا حصہ نظر آ رہا ہوتا ہے۔ ان نوجوانوں کو دیکھ کر دیکھنے والے اپنی نگاہیں جھکا لیتے ہیں مگر ان نوجوانوں کو شرم نہیں آتی، آخر حیاء اور شرم کہاں چلی گئی۔

☆ ہم اپنی شرم گاہوں کی کہاں تک حفاظت کریں؟

حدیث شریف = ابو داؤد شریف میں حدیث نمبر 4017 نقل ہے۔ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ہم اپنی شرم گاہوں کی کہاں تک حفاظت کریں؟ ارشاد فرمایا: زوجہ اور کنیز کے سوا (اپنی شرم گاہ) کسی پر ظاہر نہ

ہونے دو۔عرض کیا گیا اگر تنہائی میں ہوں تو؟ ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ کا زیادہ حق ہے کہ اس سے حیاء کی جائے''

☆مرد کا پردہ کیا ہے؟

سورۂ نور کی آیت نمبر 30 میں مردوں کا یہ پردہ بیان کیا گیا۔

القرآن: قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۚ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ

ترجمہ: مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لیے بہت ستھرا ہے۔ بے شک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے۔

محترم حضرات! اس آیت میں مردوں کو شرم وحیاء کے باعث نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا گیا، لہذا نظروں کی حفاظت بہت ضروری ہے۔ چلتے پھرتے ہوئے ہر عورت کو دیکھنا یہ ناجائز ہے جیسا کہ حدیث شریف میں فرمایا گیا۔

حدیث شریف = ترمذی شریف میں حدیث نمبر 2777 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اے علی! نظر کو نظر کے پیچھے نہ لگاؤ (غیر محرم عورت کو نہ

دیکھو) تیرے لیے پہلی (نظر معاف) جبکہ دوسری (معاف) نہیں ہوگی۔

محترم حضرات! اس حدیث شریف سے پتہ چلا کہ اگر کسی نامحرم پر ایک نظر غلطی سے پڑ جائے تو نظر پڑتے ہی فوراً نگاہوں کو جھکا لیا جائے دوبارہ نہ دیکھا جائے، یہ گناہ ہے۔

☆عورتوں کا پردہ:

سورۂ نور کی آیت نمبر 31 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا

ترجمہ: اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے۔

معلوم ہوا کہ جن جن سے شریعت نے پردے کا حکم دیا ہے مثلاً ماموں زاد، خالہ زاد، چچازاد، پھوپھی زاد، دیور وغیرہ ان سے پردہ کرنا واجب ہے۔ اسی طرح مرد کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی بھابھی، خالہ زاد، چچازاد، پھوپھی زاد، ممانی چچی، تائی وغیرہ نامحرم عورتوں سے بے تکلف نہ ہو۔

ہوسکتا ہے کہ میری باتیں آپ کو عجیب لگیں مگر یاد رہے شریعت کا یہی حکم ہے اور اسی پر عمل کر کے ہم معاشرے کو باحیاء بنا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو باحیاء مسلمان بنائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ

حضرت بابا فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ یونس سے آیت نمبر 10 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات! برصغیر پاک و ہند میں جن مقدس اور برگزیدہ ہستیوں نے اپنے علم وعمل کے ذریعے اسلام کی نورانی شمع روشن کی اور اس کی نور بکھیرتی کرنوں سے تاریک دلوں کو جگمگایا، بھٹکتے ذہنوں کو مرکز رشد و ہدایت پر جمع کیا۔ پیاسی نگاہوں کو عشق و محبت کے جام سے سیراب کیا۔ سلگتے دلوں کو آداب شریعت کی چاندنی سے ٹھنڈک بخشی۔ ان میں آسمان ولایت کے آفتاب خواجہ غریب نواز اور حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمہم اللہ کے نور نظر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمہ کا اسم گرامی ہے۔ آج کی اس محفل میں آپ کے سامنے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ کی سیرت مبارکہ کے مختلف گوشے بیان کرنے کی سعادت کروں گا۔

☆ ولادت:

کتاب حیاتِ گنج شکر کے صفحہ نمبر 258 پر نقل ہے کہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ 571ھ بمطابق 1175ء میں ملتان شریف کے قصبہ کھوال میں پیدا ہوئے۔

☆ نام ونسب:

کتاب سیر الاقطاب کے صفحہ نمبر 186 پر نقل ہے کہ آپ کا اصل نام مسعود

ہے جبکہ فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمہ کے لقب سے دنیا بھر میں جانے جاتے ہیں۔آپ کا سلسلہ نسب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

☆ خاندانی پس منظر:

کتاب سیر الاولیاء کے صفحہ نمبر 119 پر نقل ہے کہ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمہ کا خاندانی تعلق کابل کے بادشاہ فرخ شاہ سے تھا۔جب تاتاری فتنہ دنیائے اسلام پر غلبہ پانے کے لیے خون کی ندیاں بہا رہا تھا۔اس کی سفاک اور خونخوار تلوار نے اسلامی ممالک کو تخت وتاراج کیا یہاں تک کہ کابل پر حملہ آور ہوا تو حضرت بابا فرید علیہ الرحمہ کے جدامجد نے ان سے جنگ کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔کابل کی ویرانی کے بعد حضرت بابا فرید علیہ الرحمہ کے دادا جان شیخ شعیب علیہ الرحمہ اپنے اہل وعیال سمیت کابل سے ہجرت کر کے لاہور پہنچے پھر کچھ عرصہ ''قصور'' میں قیام فرمایا۔قصور کے قاضی نے سلطان وقت کو خبر دی کہ ایک اعلیٰ خاندان کا ممتاز عالم ان کے شہر میں سکونت پذیر ہے۔سلطان نے انہیں کسی اعلیٰ منصب پر فائز کرنا چاہا لیکن شیخ شعیب علیہ الرحمہ نے انکار کر دیا۔ سلطان نے اصرار کر کے آپ کو کھتوال (کوٹھے وال) کا قاضی مقرر کر دیا۔

☆ والدہ کا مقام ومرتبہ:

کتاب سیر الاولیاء صفحہ نمبر 156 پر نقل ہے کہ حضرت بابا فرید علیہ الرحمہ کے والد حضرت شیخ جمال الدین علیہ الرحمہ آپ کے بچپن میں ہی انتقال کر چکے تھے۔ والدہ ماجدہ حضرت بی بی قرسم خاتون رحمتہ اللہ علیہا نے حضور بابا فرید علیہ الرحمہ کی پرورش فرمائی۔ بابا فرید علیہ الرحمہ کی والدہ ماجدہ، عابدہ، زاہدہ اور تہجد گزار ہونے کے ساتھ ساتھ ولایت کے اعلیٰ مرتبے پر فائز تھیں۔

ایک رات آپ کی والدہ نماز تہجد ادا فرما رہی تھیں کہ ایک غیر مسلم چور موقع پا کر جونہی گھر میں گھسا، اسی وقت اندھا ہو گیا۔ اس نے گڑگڑا کر یوں عرض کی: اگر اس گھر میں کوئی مرد ہے تو وہ میرا باپ اور بھائی ہے اور اگر کوئی عورت ہے تو وہ میری ماں اور بہن ہے۔ بہرحال وہ جو بھی ہے، مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ اس کی بزرگی نے مجھے اندھا کیا ہے لہذا اسے چاہیے کہ میرے حق میں دعا کرے تاکہ میری بینائی واپس آ جائے۔ بابا فرید علیہ الرحمہ کی والدہ نے اسی وقت اس کے لیے دعا فرمائی جس کی برکت سے اس کی بینائی واپس آ گئی اور یوں وہ شخص وہاں سے چلا گیا۔ جب صبح ہوئی، اس نے اپنے گھر والوں سمیت اسلام قبول کر کے آئندہ چوری نہ کرنے کا پختہ عزم کر لیا۔

☆ بھائی بہن:

آپ تین بھائی بابا فریدالدین مسعود، حضرت اعزالدین محمود، حضرت نجیب الدین متوکل رحمہم اللہ اور ایک بہن حضرت ہاجرہ تھیں۔ یہ آپ کی وہی خوش نصیب بہن ہیں جن کی آغوش میں کامل ولی حضرت علی احمد المعروف صابر کلیری علیہ الرحمہ نے آنکھ کھولی۔

☆تربیت کا انداز:

کتاب محبوب الٰہی کے صفحہ نمبر 52 پر نقل ہے کہ حضرت بابا فریدالدین علیہ الرحمہ کو بچپن سے شکر بہت پسند تھی۔ والدہ ماجدہ نے پہلی بار جب آپ کو نماز کی تلقین کی تو فرمایا! بیٹا نماز پڑھا کرو۔ اللہ کریم راضی ہوتا ہے اور عبادت گزار بندوں کو انعامات سے نوازتا ہے۔ تم نماز پڑھو گے تو تمہیں شکر ملا کرے گی۔ آپ جب نماز ادا فرماتے تو والدہ آپ کے مصلے کے نیچے شکر کی ایک پڑیا رکھ دیا کرتیں۔ آپ پابندی سے نماز ادا فرماتے اور نماز کے بعد شکر کی صورت میں اپنی دلی مراد کی تکمیل کا نظارہ اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرماتے۔ ایک دن آپ کی والدہ مصروفیات کے باعث جائے نماز کے نیچے شکر رکھنا بھول گئیں۔ آپ نماز سے فارغ ہوئے تو والدہ نے پوچھا بیٹا! شکر ملی؟ سعادت مند بیٹے نے عرض کی: جی ہاں! مجھے ہر نماز کے بعد شکر مل جاتی ہے۔ یہ سنتے ہی آپ کی والدہ اشکبار

آنکھوں سے اپنے پروردگار عالم کا خوب شکر ادا کرنے لگیں۔

محترم حضرات! اگر ماں نیک ہو اور نماز کی پابند ہو تو اولاد کو بھی اس راستے پر گامزن کرتی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا کہ اگر والدہ کی اچھی تربیت ہو تو اولاد خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ بنتی ہے۔ اگر والدہ کامل واکمل ہو تو اولاد غوث اعظم علیہ الرحمہ بنتی ہے اور اگر والدہ کی اچھی تربیت ہو تو اولاد بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ بنتی ہے۔

☆ گنج شکر کہنے کی وجہ:

آپ کو گنج شکر کہنے کی کئی وجوہات ہیں جن میں سے دو مشہور وجوہات یہ ہیں۔

1 ......ملفوظات اعلیٰ حضرت کے صفحہ نمبر 482 پر نقل ہے کہ حضرت بابا فرید الدین علیہ الرحمہ کو ایک مرتبہ 80 فاقے ہو چکے تھے۔ نفس بھوکا تھا۔ ''الجوع الجوع'' (ہائے بھوک، ہائے بھوک) پکار رہا تھا۔ اس کے بہلانے کے لیے کچھ سنگریزے (یعنی کنکر) اٹھا کر مونہہ میں ڈالے۔ ڈالتے ہی شکر ہوگئی، جو کنکر مونہہ میں ڈالتے، شکر ہو جاتا، اسی وجہ سے آپ گنج شکر مشہور ہیں۔

2 ......دوسری وجہ یہ ہے کہ جسے حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ

نے اپنی کتاب اخبار الاخیار کے صفحہ نمبر 53 پر نقل فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ کچھ سوداگر اونٹوں پر شکر لادے جا رہے تھے۔ آپ (یعنی بابا فرید علیہ الرحمہ) نے دریافت فرمایا: اونٹوں پر کیا چیز ہے؟ ایک سوداگر کہنے لگا؟ اونٹوں پر نمک لدا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: تم کہتے ہو تو نمک ہی ہوگا۔ جب قافلہ منزل مقصود پر پہنچا اور سامان کھولا گیا تو اس میں شکر کے بجائے نمک نکلا۔ یہ دیکھ کر سوداگر سمجھ گئے کہ یہ ہمارے جھوٹ بولنے کی شامت ہے لہذا الٹے قدم آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ہم سے غلطی ہوگئی ہے، معاف فرما دیجئے۔ اصل میں اونٹوں پر نمک نہیں بلکہ شکر تھی۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: تم کہتے ہو تو شکر ہی ہوگی، سوداگروں نے واپس آ کر دیکھا تو تمام نمک شکر میں تبدیل ہو چکا تھا۔

☆تعلیم وتربیت:

کتاب محبوب الٰہی کے صفحہ نمبر 53 پر نقل ہے کہ حضرت بابا فریدالدین شکر علیہ الرحمہ کا خاندان شرافت اور علمی وجاہت میں ممتاز تھا۔ اس لیے بچپن ہی سے ان کی تعلیم وتربیت کا اہتمام خاندانی روایات کے مطابق ہوا۔ آپ نے بارہ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرلیا تھا۔ کھتوال (کوٹھے وال) میں عربی وفارسی اور دینیات کی ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اٹھارہ برس کی عمر میں ملتان

گئے۔ جوان دنوں علوم ومعارف کا مرکز اور علم ظاہر وباطن کا سنگم تھا۔ جہاں آپ نے علوم دینیہ کی منازل طے کیں۔

ایک دن مشہور بزرگ حضرت شیخ جلال الدین تبریزی سہروردی علیہ الرحمہ حضرت بابا فرید علیہ الرحمہ کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ کو ایک انار بطور تحفہ عطا فرمایا۔ بابا فرید روزے سے تھے۔ اس لیے تناول نہ کر سکے لہذا اسے دوسرے درویشوں نے کھالیا۔ بعد افطار آپ کو انار کے چھلکے میں ایک دانہ انار کا ملا۔ آپ نے وہ دانہ کھالیا، کھانے کے بعد ایسا محسوس ہوا کہ روحانیت کی روشنی سے ان کا وجود جگمگا اٹھا۔ بعد میں جب یہ واقعہ بابا فرید نے اپنے مرشد حضرت قطب الدین بختیار کا کی علیہ الرحمہ کو سنایا تو انہوں نے فرمایا: ساری برکت اور روحانی فیض اسی ایک دانہ میں تھا۔ باقی پھل میں کچھ نہ تھا۔

☆ شرف بیعت کا واقعہ:

کتاب سیر الاولیاء صفحہ نمبر 121 پر نقل ہے کہ دوران طالب علمی حضرت بابا فرید علیہ الرحمہ مسجد میں تشریف لے جاتے اور قبلہ رخ بیٹھ کر اپنے اسباق یاد کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت قطب الدین بختیار کا کی علیہ الرحمہ ملتان شریف میں جلوہ گر ہوئے اور اسی مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے تشریف لائے۔ حضرت

بابا فرید حسب عادت مطالعہ میں مصروف تھے کہ ایک خوشگوار احساس نے آپ کو نظر اٹھانے پر مجبور کر دیا۔ نظر اٹھنے کی دیر تھی کہ ایک ولی کامل کے روشن اور نورانی چہرے کی زیارت سے آنکھیں ٹھنڈی ہونے لگیں چنانچہ بے ساختہ احترام میں کھڑے ہوئے اور قریب آ کر دوزانو بیٹھ گئے۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ نے تحیۃ المسجد سے فارغ ہو کر دریافت فرمایا: کیا پڑھ رہے ہو؟ عرض کی: فقہ کی کتاب ''النافع'' ہے، فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے اس کتاب سے نفع ہوگا؟ عرض کی: حضور! نفع تو آپ کی نظر کرم سے ہوگا۔ جواب سن کر حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ بہت خوش ہوئے اور شفقت فرماتے ہوئے آپ کو اپنے مریدوں میں شامل فرما لیا۔ جب حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ ملتان شریف سے روانہ ہوئے تو آپ بھی پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ یہ دیکھ کر حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ نے فرمایا: پہلے خوب علم دین حاصل کرو پھر میرے پاس دہلی آنا کیونکہ بے علم زاہد شیطان کا مسخرہ ہوتا ہے۔

محترم حضرات! حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ علم دین حاصل کرنا بہت ضروری ہے، بغیر علم کے انسان شیطان کا کھلونا بن جاتا ہے۔ ہمارے جتنے بھی بزرگان دین گزرے ہیں۔ وہ سب کے سب مفتی، شیخ الحدیث، مفسر قرآن اور عالم دین گزرے ہیں۔ کوئی بھی پیر بے علم

نہیں گزرا۔ یہ تو موجودہ دور میں چند نام نہاد پیر پیدا ہو چکے ہیں جنہیں نہ نماز کے شرائط معلوم ہیں، نہ فرائض معلوم ہیں اور نہ ہی غسل کا صحیح طریقہ معلوم ہے۔ سب سے زیادہ افسوس ان اندھے عقیدت مندوں پر ہے جو اندھی عقیدت میں ان کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں۔

☆تحصیل علم کے لیے سفر:

حضرت بابا فرید علیہ الرحمہ نے اپنے مرشد کی بات پر عمل کرتے ہوئے تحصیل علم کی غرض سے بغداد شریف، شام، دمشق، سیستان، بخارا اور ایران سمیت مختلف مقامات کے سفر کیے۔

☆تحصیل علم کے بعد مرشد کی بارگاہ میں:

حضرت بابا فرید علیہ الرحمہ تحصیل علم کے بعد دیارِ مرشد دہلی پہنچے۔ انہی دنوں سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ بھی اچانک دہلی تشریف لائے۔ خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ سے فرمایا: تم نے اپنے مرید "فرید الدین مسعود" کے بارے میں بتایا تھا۔ وہ کہاں ہے؟ حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ نے عرض کی: حضور! وہ عبادت و ریاضت میں مشغول ہے۔ ارشاد فرمایا: اگر وہ یہاں نہیں آیا تو ہم اس کے پاس

چلتے ہیں۔حضرت قطب الدین بختیار کاکی عرض گزار ہوئے: حضور! اسے یہیں بلوا لیتے ہیں لیکن حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے فرمایا: نہیں! ہم خود اس کے پاس جائیں گے۔

حضرت بابا فرید جس کمرے میں محوذکر و عبادت تھے، اچانک وہاں مسحور کن خوشبو پھیل گئی۔آپ نے گھبرا کر اپنی آنکھیں کھولیں تو سامنے پیرومرشد حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کھڑے تھے اور فرما رہے تھے۔فرید! اپنی خوش بختی پر ناز کرو کہ تم سے ملنے عطائے رسول آئے ہیں۔تم سے ملنے سلطان الہند آئے ہیں۔حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی پہلی نظر جب بابا فرید پر پڑی تو حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ سے فرمایا: قطب الدین! تمہارے دام میں ایسا شہباز آیا ہے کہ جس کا آشیانہ آسمان کی بلندیوں میں ہے۔

حضرت بابا فرید نے جب خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کو دیکھا تو احتراماً کھڑے ہونے کی کوشش کی مگر سخت مجاہدے اور ریاضت سے ہونے والی کمزوری کی وجہ سے لڑکھڑا کر گر پڑے۔جب اٹھنے کی سکت نہ پائی تو بے اختیار آنسو رواں ہوگئے۔خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے آپ کا دایاں بازو جبکہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ نے بایاں بازو پکڑ کر اوپر اٹھایا پھر

حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے دعا کی: الٰہی! فرید کو قبول کر اور کامل ترین درویشوں کے مرتبہ پر پہنچا۔ آواز آئی: فرید کو ہم نے قبول کرلیا، فرید فرید عصر اور وحید دہر ہے (اقتباس الانوار صفحہ نمبر 444، انوار الفرید ص 325)

☆ پاک پتن میں جلوہ گری:

کتاب حیات گنج شکر کے صفحہ نمبر 342 پر نقل ہے کہ حضرت بابا فرید علیہ الرحمہ شہرت سے دور بھاگتے ہوئے مختلف مقامات کو چھوڑ کر نکلے۔ بالآخر سفر کرتے کرتے دریائے ستلج کے کنارے ایک گمنام اور چھوٹی سی جگہ ''اجودھن'' (پاک پتن شریف) کی حدود میں داخل ہوئے تو یہاں کے باشندوں کو جوگیوں اور جاگروں کا معتقد اور درویشوں سے دور بھاگتا ہوا پایا لہذا آپ نے یہاں قیام کا فیصلہ فرمایا اور جامع مسجد کے قریب مکان بنا کر اہل خانہ کے ساتھ رہنے لگے۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک تقریباً 70 برس تھی۔ لیکن جس طرح ممکن نہیں کہ مشک ہو اور خوشبو نہ پھیلے، سورج چمکے اور اجالا نہ ہو، اسی طرح یہ ممکن نہ تھا کہ خاندان چشت کا یہ آفتاب معرفت کسی مقام پر چمکے اور لوگ اس کی نورانی کرنوں سے فیض یاب نہ ہوں، چنانچہ کچھ ہی عرصہ بعد آپ کی شہرت چہار سو پھیل گئی کہ پاک پتن میں ایک ایسا آفتاب طلوع ہوا ہے جو اپنی نورانی نظر ڈال کر ظاہر و

باطن کومنور کر دیتا ہے۔شہرت سے گھبرا کر یہاں سے بھی کوچ کا ارادہ فرمایا تو خواب میں پیرومرشد کی جانب سے پاک پتن میں ہی قیام کاحکم ملا۔

☆جوگی کی شرارتوں کا خاتمہ:

کتاب سیر الاقطاب کے صفحہ نمبر 190 پر نقل ہے کہ قیام اجودھن کے ابتدائی ایام کا واقعہ ہے کہ آپ جنگل میں تشریف فرما تھے۔ایک بوڑھی عورت سر پر دودھ کی ہانڈی لیے گزری۔آپ نے دریافت فرمایا: اماں کہاں سے آ رہی ہو؟ کہاں جارہی ہو؟ سر پر کیا ہے؟ اس نے روتے ہوئے کہا: اے اللہ کے بندے! اس قصبے میں ایک جوگی ہے جو غریبوں پر مصیبت ڈھاتا ہے۔اس کے حکم سے کوئی ذرا بھی انکار کرتا ہے تو وہ اس پر بلا نازل کر کے تباہ کر دیتا ہے۔جس سے جو چاہتا ہے، اپنے چیلوں کے ذریعے منگواتا ہے، کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ یہ دودھ اسی کے حکم پر لے جارہی ہوں۔اگر نہ جاؤں گی تو میرے گھر پر جو دودھ ہے، سب ابھی خون ہوجائے گا۔

اس گفتگو کی وجہ سے جو تاخیر ہوگئی ہے، معلوم نہیں، اس کی کیا سزا ملے گی؟ جوگی کے ظلم کی داستان سن کر آپ نے اماں کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا: بیٹھ جائیے! گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ یہ سارا دودھ خوشی سے فقراء میں تقسیم کر دیجئے۔آپ

کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

اسی دوران جوگی کا ایک چیلا وہاں پہنچا اور اس نے بوڑھی عورت کو ڈانٹنا چاہا۔ آپ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: خاموشی سے بیٹھ جا۔ وہ جونہی بیٹھا، اس کی زبان بند ہوگئی۔ اتنے میں دوسرا چیلا آ پہنچا۔ وہ بھی خاموشی سے بیٹھ گیا۔ اسی طرح اس کے سارے چیلے آتے گئے اور بیٹھتے گئے۔ اگر کوئی اٹھنا چاہتا تو اٹھ نہ پاتا۔ اتنے میں جوگی بھی وہاں آ پہنچا۔ اپنے شاگردوں کی بے بسی دیکھ کر آگ بگولا ہوگیا اور جادو کے ذریعے انہیں چھڑانے کی کوشش کرنے لگا مگر جادو کارآمد نہ ہوا۔ جب جوگی کا کوئی حربہ کام نہ آیا تو بالآخر مجبور ہو کر عاجزی کرنے لگا: میرے شاگردوں کو چھوڑ دیجئے۔ آپ نے فرمایا: ایک شرط پر رہائی ہوگی تو اس علاقے کو چھوڑ کر چلا جا اور کبھی ایسی ظالمانہ حرکتوں کا ارادہ نہ کرنا۔ جوگی سے شرط مان لی اور اسی وقت سارا سامان لے کر اجودھن سے چلا گیا۔ اس طرح جوگی کے فتنے اور ظلم سے اجودھن کے سادہ لوح انسانوں کو نجات ملی۔

☆ آپ جیسا کوئی نظر نہیں آتا:

کتاب انوار الفرید کے صفحہ نمبر 261 پر نقل ہے کہ سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کے نواسے حضرت وحید الدین چشتی علیہ الرحمہ اجمیر

سے پیدل چل کر پاک پتن تشریف لائے اور بابا فرید علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور مرید ہونے کے لیے عرض کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: میں تو ایک ریزہ آپ کے گھر سے مانگ کر لایا ہوں۔ یہ خلاف ادب ہے کہ آپ کو میں اپنا مرید بناؤں؟ یہ سن کر حضرت وحیدالدین علیہ الرحمہ آپ کے قدموں میں گر گئے اور نہایت ہی عاجزی سے عرض کی: اے آقا! مجھے آپ جیسا کوئی نظر نہیں آتا۔ میں کہاں جاؤں؟ کس سے بیعت کروں؟ میں تو ہرگز آپ کو نہیں چھوڑوں گا اور آپ ہی سے بیعت کروں گا۔

☆میں جوڑنے والا ہوں:

کتاب ''اللہ کے سفیر'' کے صفحہ نمبر 337 پر یہ واقعہ نقل ہے کہ ایک مرتبہ بابا فرید علیہ الرحمہ کی خدمت میں ایک عقیدت مند نے بطور تحفہ قینچی پیش کی تو آپ نے سمجھانے کے لیے ارشاد فرمایا: مجھے قینچی نہ دو کیونکہ میں کاٹنے والا نہیں ہوں۔ اگر مجھے دینا ہے تو سوئی اور دھاگہ دیا کرو کیونکہ میں تو جوڑنے والا ہوں۔

محترم حضرات! واقعی اللہ والے کبھی کاٹتے نہیں، کبھی توڑنے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ وہ تو جوڑنے والے ہوتے ہیں۔ ان کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ مومنوں کے دلوں کو اپنے فیض سے جوڑ دیتے ہیں۔

☆ بابا فرید کی مبارک عادت:

1......آپ صاف ستھرا رہنا پسند فرمایا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ہر روز غسل فرماتے تھے (انوار الفرید ص139)

2......جو بھی نذرانہ آتا لوگوں میں تقسیم فرمادیا کرتے حتیٰ کہ قیمتی قیمتی لباس بھی تقسیم فرمادیتے اور خود سادہ اور پیوند لگا لباس زیب تن فرماتے۔

(اخبار الاخیار ص52)

3......آپ اپنے استعمال میں ایک چادر رکھا کرتے تھے جسے زمین پر بچھا کر تشریف فرما ہوجاتے۔ رات آتی تو اسے چارپائی پر بچھا لیتے۔

(فوائد الفواد، ص127)

4......آپ اکثر روزہ رکھتے اور افطار کے وقت ایک گلاس پانی میں منقیٰ کے چند دانے ڈال کر شربت کی صورت میں نوش فرماتے۔

(اخبار الاخیار ص52)

5......روزانہ رات بھر بارگاہ رب العزت میں مناجات اور نوافل و عبادت میں مصروف رہتے تھے اور ماہ رمضان میں روزانہ رات کو دو قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے (ہشت بہشت ص645)

6...... ابتداء میں آپ صوم داؤدی (یعنی ایک دن چھوڑ کر روزہ) رکھا کرتے تھے۔ایک دن شیخ علی میرٹھی بابا علیہ الرحمہ تشریف لائے۔کھانا کھاتے وقت دل میں خیال آیا، اگر حضرت بابا فرید علیہ الرحمہ روزانہ روزہ رکھتے تو کتنا اچھا ہوتا۔حضرت بابا فرید علیہ الرحمہ نے نور باطنی سے یہ بات جان لی لہذا فرمایا: آج سے یہ عہد کرتا ہوں کہ ہمیشہ روزہ رکھا کروں گا پھر اپنے اس عہد پر آخری عمر تک قائم بھی رہے۔

☆بابا فرید علیہ الرحمہ کی زبان:

1......ہشت بہشت کے صفحہ نمبر 556 پر نقل ہے کہ خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ایک مرتبہ بابا فرید علیہ الرحمہ کی خدمت میں چند لوگ حاضر ہوئے اور بطور امتحان کچھ سوالات کیے۔آپ کے پاس اس وقت لکڑیوں کا ایک گٹھا رکھا ہوا تھا۔ایک نے سوال کیا کہ درویش کو کس قدر روحانی قوت حاصل ہوتی ہے؟ آپ نے لکڑیوں کے گٹھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔اگر اس گٹھے کو کہے تو یہ سونے کا بن جائے۔یہ کلمات آپ کی زبان سے ابھی نکلنے نہ پائے تھے کہ لکڑیوں کا گٹھا سونے کا بن گیا۔

2......ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں ایک حاجت مند آیا اور عرض کرنے

لگا کہ میری بچی کی شادی ہے۔ میری مدد فرمائیے۔ آپ نے زمین سے گھاس کا ایک ٹکڑا اٹھایا اور زور سے پڑھا ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' اور گھاس کے ٹکڑے پر پھونک ماری۔ حاجت مند نے کیا دیکھا کہ گھاس کا وہ ٹکڑا سونے کا بن گیا۔ بابا فرید علیہ الرحمہ نے یہ سونے کا ٹکڑا حاجت مند کو دیتے ہوئے فرمایا: اسے جا کر بازار میں بیچ دو اور جو رقم آئے، بیٹی کی شادی میں لگا دینا۔ حاجت مند بڑا خوش ہوا کہ چلو بچی کی شادی کے لیے بندوبست بھی ہو گیا اور گھاس کو سونا بنانے کا نسخہ بھی مل گیا۔

اس شخص نے عشاء کی نماز کے بعد گھاس کو جمع کیا اور بسم اللہ شریف پڑھتا رہا اور گھاس پر پھونک مارتا ساری رات پڑھتا رہا اور پھونک مارتا رہا مگر گھاس ہے کہ سونا بننے کا نام نہیں لیتی بالآخر فجر کی نماز میں حضرت بابا فرید علیہ الرحمہ کی خدمت میں آ کر سارا ماجرہ سنایا۔ بابا فرید علیہ الرحمہ نے فرمایا: بے شک تو نے بھی اللہ کا نام لیا اور میں نے بھی اللہ کا نام لیا مگر فریدالدین جیسی زبان کہاں سے لاؤ گے۔

محترم حضرات! واقعی اللہ والے اپنے رب کے ایسے مقرب بندے ہوتے ہیں کہ ان کی زبانوں کی اللہ کریم لاج رکھتا ہے۔ وہ اگر کسی بات پر قسم اٹھالیں تو اللہ کریم ان کی قسموں کو پورا کرتا ہے۔

☆بابافریدعلیہ الرحمہ کے بال مبارک کی کرامت:

کتاب خزینۃ الاصفیاء جلد 2 کے ص 131 پر نقل ہے کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں بابافریدعلیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ اس دوران آپ کی داڑھی مبارک سے ایک بال گرا جو میں نے فوراً اٹھالیا اور آپ سے اجازت لے کر اسے محفوظ کرلیا اور اپنے آپ حفاظت کے ساتھ رکھ لیا۔ دہلی میں جب بھی کوئی بیمار ہوتا تو میں بابافریدعلیہ الرحمہ کا بال مبارک اس مریض کو دے دیتا، بال مبارک کو اپنے پاس رکھتے ہی مریض شفایاب ہوجاتا پھر وہ بال مبارک میں اپنے پاس دوبارہ رکھ لیتا۔

☆بابافریدعلیہ الرحمہ کے ملفوظات:

1......جسم وتن کی (ہر) خواہش پوری مت کرو، وہ بہت مونہہ پھیلاتا ہے۔

2......موت کو کبھی اور کسی جگہ بھی نہ بھولو۔

3...... جو آفت و بلا آپڑے اسے نفسانی خواہش اور گناہ کا نتیجہ سمجھنا چاہیے۔

4......بہت سارے گناہ گار قیامت کے دن بزرگان دین کی دست بوسی کی برکت سے بخشے جائیں گے اور دوزخ کے عذاب سے نجات حاصل کریں گے۔

(ہشت بہشت ص382)

5......ہر شخص سے خلوص اور ہمدردی کا برتاؤ ہونا چاہیے۔

6......جس انسان کا دل کینہ، بغض، عداوت سے پاک نہیں، وہ معرفت کی راہ میں ناکام رہے گا۔

7......مجاہدہ کے بغیر روحانی ترقی نہیں۔

8......جس آنکھ میں آنسو اور دردِ دل نہیں، وہ محبت الٰہی کا مزہ نہیں چکھ سکتا۔

9......خلافت اس شخص کو دینی چاہیے، جو علم، عقل اور عشق تینوں کا حامل ہو (محبوب الٰہی، ص85)

10......جو آدمی چار چیزوں سے بھاگتا ہے، اس سے چار چیزیں دور کر دی جاتی ہیں۔

☆ جو زکوٰۃ نہیں دیتا، اسے مال سے محروم کر دیا جاتا ہے

☆ جو صدقہ اور قربانی نہیں کرتا اس سے آرام چھین لیا جاتا ہے

☆ جو نماز نہیں پڑھتا مرتے وقت اس کا ایمان چھین لیا جاتا ہے اور

☆ جو دعا نہیں کرتا، اللہ کریم اس کی دعا قبول نہیں فرماتا (ہشت بہشت، ص220)

11......اطمینان قلب چاہتے ہو تو حسد سے دور رہو

(انوارالفرید،ص432)

12......جس دل میں علمائے کرام اور مشائخ عظام کی محبت ہو ان کی محبت کا ایک ذرہ گناہوں کے ڈھیر کو جلا کر ختم کر سکتا ہے

(سوانح بابا فرید ص 57)

☆وصال باکمال:

کتاب ہشت بہشت ص 553 پر نقل ہے: شعبان 663ھ بمطابق مئی 1265ء میں بابا فرید علیہ الرحمہ کی بیماری نے شدت اختیار کی۔ شدید تکلیف میں بھی آپ باجماعت نماز ہی ادا کرتے رہے نیز اوراد و وظائف اور نوافل میں کمی نہ آنے دی، یہاں تک کہ محرم الحرام 664ھ کا چاند نظر آ گیا۔ مرید حاضر خدمت ہوئے تو انہیں دعاؤں سے نوازا۔ 4 محرم الحرام کو صبح سے ہی قرآن مجید کی تلاوت شروع فرما دی۔ یہاں تک کہ پانچ مرتبہ قرآن ختم فرمایا۔ اس کے بعد ذکر و اذکار میں مشغول ہو گئے۔ جب ذکر سے فارغ ہوئے تو مریدین قریب آ کر بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا: باہر جا کر بیٹھ جاؤ۔ جب میں بلاؤں تو اندر آ جانا۔ دیر بعد آواز آئی کہ اب دوست کا دوست سے ملنے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ سب لوگ اندر آ گئے۔ عشاء کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد آپ پر

غشی طاری ہوگئی۔ ہوش آیا تو پوچھا: کیا عشاء کی نماز پڑھ چکا ہوں؟ عرض کی گئی: جی ہاں، فرمایا: دوبارہ پڑھنا چاہتا ہوں۔ یہ کہہ کر وضو کیا اور نماز ادا کی پھر دوبارہ بے ہوشی طاری ہوگئی، ہوش آیا تو تیسری مرتبہ نماز پڑھنے کی خواہش کا اظہار فرمایا اور وضو کر کے نماز پڑھی پھر دو نفل کی نیت باندھ لی۔ جب پہلی رکعت کے سجدے میں پہنچے تو بلند آواز سے ''یا حی یا قیوم'' کہا اور اپنی جان جان آفرین کے سپرد کردی۔ پھر یہ آواز آئی جسے سب لوگوں نے سنا کہ روئے زمین پر امانت تھی سو اللہ کریم کے سپرد ہوئی۔ انتقال کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی، ایک کہرام مچ گیا۔ اتنے لوگ جمع ہوئے کہ نماز جنازہ کا انتظام شہر سے باہر کرنا پڑا۔

آپ کے خلیفہ مولانا بدرالدین اسحاق علیہ الرحمہ نے نماز جنازہ پڑھائی پھر جسد اقدس کو شہر میں لایا گیا۔ لحد کے لیے کچی اینٹوں کی ضرورت پڑی تو آپ کے گھر کا دروازہ توڑ کر اینٹیں نکالی گئیں۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جس رات بابا فرید علیہ الرحمہ کا وصال ہوا۔ ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہیں اور یہ ندا آرہی ہے کہ فرید الحق حق سے جا ملے اور اللہ کریم آپ سے خوش ہے (ہشت بہشت، ص553)

☆جنتی دروازہ:

کتاب ذکر حبیب ص 421 پر نقل ہے: حضرت پیر سید غلام حیدر علی شاہ جلال پوری چشتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کی طبیعت ناساز تھی۔ حضرت بابا فرید علیہ الرحمہ کو حکم ہوا کہ عطار کی دکان سے جا کر نسخہ بندھوا لائیں۔ آپ علیہ الرحمہ بیٹھے دکان میں نسخہ بندھوا رہے تھے کہ شور ہوا۔ ایک بزرگ پالکی میں سوار ہو کر آ رہے ہیں اور منادی (ندا کرنے والا) ان کے آگے آگے ندا کر رہا ہے، جو ان کی زیارت کرے گا (ان شاء اللہ) وہ جنتی ہوگا۔ لوگ جوق در جوق زیارت کو جا رہے تھے لیکن حضرت بابا فرید علیہ الرحمہ نے التفات (یعنی توجہ) ہی نہ کی بلکہ جب پالکی نزدیک آئی تو دکان کے اندر کے حصے میں تشریف لے گئے۔ ہر چند لوگوں نے اصرار کیا مگر آپ علیہ الرحمہ نے توجہ نہ فرمائی۔ جب پالکی گزر گئی تو آپ نسخہ لیے مرشد کامل کی خدمت بابرکت میں حاضر ہونے کے لیے روانہ ہوئے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ نے دیر سے آنے کی وجہ دریافت کی تو آپ علیہ الرحمہ نے جواب میں تمام واقعہ عرض کر دیا۔

حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ اپنے باادب مرید کی یہ بات سن کر بہت خوش ہوئے اور جوش میں آ کر فرمایا: اے فرید! اس کی زیارت کرنے سے لوگ آج کے دن جنتی ہوتے ہیں تو تمہارے دروازے سے قیامت تک جو بھی گزرے گا (ان شاء اللہ) وہ جنتی ہوگا۔

کتاب خزینۃ الاصفیاء جلد 2 کے صفحہ نمبر 136 پر نقل ہے۔ ایک مرتبہ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ اپنے مرشد کریم حضرت بابا فرید علیہ الرحمہ کے مزار پرانوار پر حاضر ہوئے تو خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اس دروازے (جنتی دروازے) پر جلوہ فرما ہیں اور ارشاد فرمارہے ہیں کہ نظام الدین! جو شخص اس دروازے میں داخل ہوگا اسے امان ملے گی۔ اس دن سے اس دروازے کا نام ''بہشتی دروازہ'' پڑ گیا۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مشکوٰۃ کی شرح مراۃ المناجیح جلد 8 کے صفحہ نمبر 257 پر فرماتے ہیں کہ عوام میں مشہور ہے کہ جو پاک پتن شریف میں حضرت بابا فرید علیہ الرحمہ کے مقبرہ کے بہشتی دروازے میں داخل ہوجائے، وہ جنتی ہے وہاں بھی مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اسے جنتی اعمال کی توفیق دے گا اور

اس دروازے میں داخلہ کی برکت سے گزشتہ گناہ صغیرہ معاف فرمادے گا۔ گناہ کبیرہ سے بچنے کی توفیق دے گا۔

اللہ کریم ہم سب کو بابا فرید علیہ الرحمہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور بابا فرید علیہ الرحمہ کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

امام ربانی مجدد الف ثانی

علیہ الرحمہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ یونس سے آیت نمبر 10 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دین اسلام پر جب بھی کٹھن وقت آیا، جب بھی دشمنان اسلام نے اس دین کو مٹانے کی سازشیں تیار کیں۔ جب بھی باطل قوتوں نے فتنے پھیلانے کی کوشش کی اس وقت اللہ کریم نے اپنے کسی نہ کسی ایسے مجاہد بندے کو بھیجا ہے، جس نے اللہ کریم کی نصرت اور سرورِ کونین ﷺ کی نگاہ کرم سے باطل قوتوں کی سازشوں کا بھرپور مقابلہ کیا ہے، وہ اگرچہ تن تنہا ہوتا ہے مگر اللہ کریم کی مدد سے اسے بھرپور کامیابی نصیب ہوتی ہے۔

ہر صدی میں کوئی نہ کوئی ایسا مرد کامل ضرور اٹھتا ہے جو کہ اسلام کی مسخ شدہ صورت کو آئینہ کی طرح صاف کر دیتا ہے۔ حضور ﷺ کے وصال کے ایک ہزار برس کے بعد جب اکبر بادشاہ کے فتنے نے سر اٹھایا۔ اکبری فتنے نے دین اسلام کی صورت کو مسخ کر دیا۔ ہر مذہب میں ایک ایک شادی کی جانے لگی، کلمہ طیبہ تک کو بدل دیا گیا۔ اکبر کو سجدہ کیا جانے لگا۔ گائے کی قربانی پر پابندی عائد کر دی گئی۔ مساجد شہید کروا کر مندر اور گردوارے تعمیر کروائے جانے لگے۔ مقدمات کے فیصلوں میں شرعی احکامات کو مکمل پس پشت ڈال دیا گیا۔ باطل رسومات گھر گھر پھیلنے لگیں۔ ایسا لگتا تھا کہ دین اسلام مٹ جائے گا۔ مخلوق دست بدعا تھی کہ مولا! اپنے کسی خاص بندے کو بھیج جو تیرے دین کی حفاظت کرے، تشنہ نصیبوں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ سرہند کی سرزمین پر رحمت کی گھٹا چھاتی ہے۔

امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے 971ھ میں حضرت شیخ عبدالاحد فاروقی کے گھر سرہند شریف میں امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کی ولادت ہوتی ہے۔شاعر نے کیا خوب اس کی منظر کشی کی:

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمئ احرار

مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا اصل نام احمد، کنیت ابو البرکات اور لقب بدرالدین ہے۔آپ کا شجرۂ نسب 29 واسطوں سے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

☆والد ماجد کا مقام:

آپ کے والد کا نام حضرت شیخ عبدالاحد فاروقی ہے۔آپ اپنے دور کے جید عالم اور ولی کامل تھے۔اکابر علماء و مشائخ سے استفادہ فرمایا۔کئی کتب بھی تصنیف فرمائیں اور 80 سال کی عمر میں 1007ھ میں وصال فرمایا۔آپ کا مزار سرہند شریف میں شہر کے مغربی جانب واقع ہے۔

☆حضرت شاہ کمال کیتھلی علیہ الرحمہ کی بشارت:

مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ ایک مرتبہ بچپن میں شدید بیمار ہوئے۔ والدہ ماجدہ گھبرا گئیں اور گھبراتے ہوئے حضرت شیخ شاہ کمال کیتھلی علیہ الرحمہ کی خدمت میں دعا کی درخواست بھجوائی۔ حضرت نے ارشاد فرمایا: مطمئن رہو، اس بچے کی عمر دراز ہوگی۔ یہ عارف و کامل ہوگا اور اس کے دامن سے کئی اللہ والے فیض حاصل کریں گے۔

☆تعلیم و تربیت:

آپ نے اپنے والد حضرت شیخ عبدالاحد علیہ الرحمہ سے کئی علوم حاصل کیے۔ والد ماجد کے علاوہ دوسرے اساتذہ سے بھی استفادہ (یعنی فائدہ حاصل) کیا مثلاً مولانا کمال کشمیری علیہ الرحمہ سے بعض مشکل کتابیں پڑھیں۔ حضرت مولانا شیخ محمد یعقوب صرفی کشمیری سے کتب حدیث پڑھیں اور سند لی۔ حضرت قاضی بہلول بدخشی علیہ الرحمہ سے قصیدۂ بردہ شریف کے ساتھ ساتھ تفسیر وحدیث کی کئی کتابیں پڑھیں۔ 17 سال کی عمر میں آپ نے علوم ظاہری سے سند فراغت پائی۔

(حضرات القدس، دفتر دوم، ص36)

☆حلیہ مبارک:

آپ کی رنگت گندمی مائل بہ سفیدی تھی۔ پیشانی کشادہ اور چہرۂ مبارک خوب ہی نورانی تھا۔ ابرو دراز، سیاہ اور باریک تھے۔ آنکھیں کشادہ اور بڑی جبکہ بینی (یعنی ناک) باریک اور بلند تھی۔ لب (یعنی ہونٹ) سرخ اور باریک، دانت موتی کی طرح ایک دوسرے سے ملے ہوئے اور چمکدار تھے۔ داڑھی مبارک خوب گھنی، دراز اور چوکور تھی۔ آپ کا دراز قد اور نازک جسم تھا۔ آپ کے جسم پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔ پاؤں کی ایڑیاں صاف اور چمکدار تھیں۔ آپ ایسے نفیس (یعنی صاف ستھرے) تھے کہ پسینے سے ناگوار بو نہیں آتی تھی (حضرات القدس، دفتر دوم ص 171)

☆دعوت حق کا آغاز:

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے یوں تو قیام آگرہ کے زمانے ہی سے دعوت کا آغاز کر دیا تھا لیکن 1008ھ میں حضرت خواجہ محمد باقی باللہ نقشبندی علیہ الرحمہ سے بیعت کے بعد باقاعدہ کا مشروع فرمایا۔ اکبری دور کے آخری سالوں میں لاہور اور سرہند شریف میں رہ کر خاموشی اور دور اندیشی کے ساتھ اپنے کام میں مصروف رہے۔ اس وقت علانیہ کوشش کرنا موت کو دعوت دینے کے مترادف

تھا۔آپ نے حکمت عملی سے کام لیا۔

محترم حضرات! ایک بات یادر کھئے گا کہ اکبر بادشاہ کے والد ہمایوں دین دار آدمی تھے اور شروع میں اکبر بادشاہ بھی سنی صحیح العقیدہ تھا۔ بعد میں گمراہ ہوگیا۔ میں آپ کو اس کے والد کے دور کی طرف لے جاتا ہوں تا کہ معلومات میں کچھ اضافہ ہو۔

☆اکبر کا باپ نصیرالدین محمد ہمایوں دیندار تھا:

اکبر کے والد ہمایوں بادشاہ کی دین داری کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ ایک مرتبہ ہمایوں بادشاہ اپنے ہاتھ میں لاٹھی لیے محل کی سیڑھی اتر رہا تھا۔اچانک اذان ہوگئی اذان کے احترام میں ہمایوں بادشاہ اپنے محل کی سیڑھی پر ہی بیٹھ گیا۔ جیسے ہی اذان ختم ہوئی۔ ہمایوں بادشاہ پھر سیڑھیاں اترنے لگا کہ یکا یک اس کا پاؤں پھسلا اور محل کی سیڑھیوں سے گرا۔اسی حالت میں ہمایوں بادشاہ کا انتقال ہوگیا۔

محترم حضرات! ہمایوں کے اس فعل سے معلوم ہوا کہ وہ اذان کا احترام کرنے والا شخص تھا اور اذان کا احترام دین دار لوگوں کا ہی شیوہ ہے۔ہمایوں کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا اکبر، یہ بادشاہ بنا۔ 963ھ میں ہمایوں کا انتقال ہوا اور

963ھ میں اکبر تخت نشین ہوا۔ یہ سن کر آپ کو حیرت ہوگی کہ تخت نشینی کے وقت اکبر کی عمر صرف 12 سال تھی۔

☆اکبر بادشاہ حضرت سلیم چشتی علیہ الرحمہ کا معتقد تھا:

اکبر کی زندگی کا دور اول تخت نشینی کے سال 963ھ سے 983ھ تک ہے۔

اس دور میں اکبر دین دار سنی صحیح العقیدہ مسلمان نظر آتا ہے اس وقت وہ احکام شریعت کو باادب سنتا، جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا، مسجد میں جھاڑو لگاتا، علماء و مشائخ کی نہایت تعظیم وتوقیر کرتا، امور سلطنت کی انجام دہی کے لیے علماء، قاضی اور مفتی مقرر تھے اور رات میں علماء وفضلا کا دربار میں اجتماع لگتا۔ اکبر کو سب سے زیادہ عقیدت مشہور بزرگ ولی کامل حضرت سلیم چشتی علیہ الرحمہ سے تھی۔ مورخین نے لکھا کہ اکبر بادشاہ کو نکاح کے بعد اولاد نہیں ہوتی تھی چنانچہ اس نے حضرت سلیم چشتی علیہ الرحمہ سے دعا کی درخواست کی۔ حضرت سلیم چشتی علیہ الرحمہ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اکبر بادشاہ کو لڑکے سے نوازا۔ چنانچہ اکبر بادشاہ نے اپنے لڑکے کا نام حضرت سلیم چشتی علیہ الرحمہ کی نسبت سے سلیم رکھا جو آگے چل کر شہزادہ سلیم کے نام سے مشہور ہوا۔

☆عہد اکبری کا دوسرا دور:

983ھ تک اکبر سنی صحیح العقیدہ تھا مگر 984ھ کے بعد اکبر بادشاہ گمراہیت کی طرف بڑھنے لگا۔ چاروں طرف سے علمائے سوء نے گھیرے میں لے لیا۔ بالآخر 990ھ میں ''دین الٰہی'' کا آغاز کیا جو کہ دین اسلام سے بالکل متصادم تھا۔علماء سوء کی موجودگی میں قرآنی آیات اور احادیث کی من گھڑت تاویلیں کیں جس کی چند جھلکیاں میں آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں۔

1......اکبر کے درباری ملا عبداللہ سلطان پوری نے حج کے اسقاط کا فتویٰ دیا۔

2......اکبر کے درباری ملا سعید نے داڑھیاں منڈوانے کے سلسلہ میں ایک حدیث گڑھی۔

3......بادشاہ کے لیے سجدۂ تعظیمی کو جائز قرار دیا گیا۔

4......لا الہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ کلمہ پڑھنے کا حکم دیا گیا۔

5......سود کو حلال قرار دیا گیا۔

6...... چار وقت سورج کی پرستش لازم قرار دی گئی۔

8......مساجد کو مندروں میں تبدیل کر دیا گیا۔

9......روزہ رکھنے کی ممانعت قرار دی گئی۔

10......خنزیر کے گوشت کو جائز قرار دیا گیا۔

11 ...... ماتھے پر قشقہ لگانا، گلے میں زنار پہننا اور غسل جنابت نہ کرنا دین الٰہی کا شعار قرار دیا گیا۔ (مجدد الف ثانی ص46 تا70)

☆دین الٰہی کے خاتمہ کے لیے مجدد صاحب کا کردار:

دورِ اکبری میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی اصلاحی و تبلیغی سرگرمیاں خاموش طریقہ سے جاری رہیں اور جب اکبر کی موت کے بعد 21 اکتوبر 1605ء میں نورالدین محمد جہاں گیر تخت نشین ہوا تو حضرت مجدد صاحب بھی پوری تیاری اور عزم و حوصلہ کے ساتھ کھلم کھلا میدان عمل میں اتر پڑے۔ اس وقت آپ کی عمر چالیس سال ہو چکی تھی۔ علم ظاہر و باطن میں کمال پیدا کر لیا تھا۔

آگرہ کے علمائے سوء نے جب دین الٰہی کو خاک میں ملتا دیکھا تو دوبارہ سرگرم ہو گئے اور حسد کی بناء پر مجدد صاحب کی شکایتیں جہاں گیر کے دربار میں کرنے لگے۔ بالآخر جہاں گیر نے آپ کو اپنے دربار میں طلب کر لیا۔ مجدد صاحب نے جہاں گیر کے دربار میں داخل ہوتے وقت الٹا پاؤں رکھا اور سجدۂ تعظیمی بھی نہ کیا۔ جس پر آپ کو قید کر لیا گیا۔ ایک سال تک آپ قلعہ گوالیار کی جیل میں رہے۔ آپ کا مکان لوٹ لیا گیا۔ قلعہ گوالیار میں بھی دوران اسیری آپ دین الٰہی کی تردید اور دین اسلام کی دعوت و تبلیغ کرتے رہے، جس کے نتیجہ

میں پورا قید خانہ کفر و شرک اور فسق و فجور سے تائب ہو کر مسلمان ہو گیا۔ یہ صورت حال دیکھ کر جہاں گیر نے آپ کو قید خانہ سے رہا کر دیا۔

دوسری طرف خواب میں جہاں گیر کو رسول اللہ ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ نبی پاک ﷺ اپنی انگلی اپنے دانتوں میں دبائے جہاں گیر سے فرما رہے ہیں کہ تو نے کتنے عظیم انسان کو قید کیا ہوا ہے۔

بالاخر جہاں گیر نے آپ علیہ الرحمہ کی رہائی کا پروانہ جاری کیا مگر مجدد صاحب نے مشروط رہائی پر رضامندی کا اظہار فرمایا اور جہاں گیر سے فرمایا کہ میں اس وقت تک جیل سے باہر نہیں نکلوں گا جب تک ان شرائط پر عمل نہیں ہو گا۔

☆ مجدد صاحب کی شرائط:

1......سجدہ تعظیمی کروانا بند کیا جائے۔

2......ہند میں شہید کی گئیں مساجد کی تعمیر کروائی جائیں۔

3...... بادشاہ اپنے ہاتھ سے گائے ذبح کرے اور گائے کا ذبح عام کیا جائے۔

4......مقدمات کے فیصلے شرعی احکامات کے مطابق کیے جائیں اور ہر جگہ قاضی اسلام مقرر کیے جائیں۔

5......غیر مسلموں سے جزیہ وصول کیا جائے۔

6......باطل رسومات کو بالکل ترک کیا جائے۔

7......تمام قیدی جو شریعت پر عمل کرنے کی وجہ سے قید کیے گئے ہیں، انہیں رہا کیا جائے۔

بادشاہ نے یہ تمام شرائط تسلیم کیں اور آپ قلعہ گوالیار کی جیل سے باہر آئے۔ یوں اسلام کا پرچم مجدد صاحب نے سر بلند فرمایا۔

محترم حضرات! مجدد صاحب نے اسلام کے تحفظ کے لیے بڑی بڑی قربانیاں دی ہیں جن کا ذکر آپ نے سنا۔ اب آپ کی خدمت میں مجدد صاحب کی شریعت پر پابندی اور آپ کی کچھ کرامتوں کا ذکر کرتا ہوں۔

☆سنت پر عمل کا انعام:

کتاب زبدۃ المقامات کے صفحہ نمبر 207 پر نقل ہے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ دیگر معاملات کی طرح سونے جاگنے میں بھی سنت کا خیال فرمایا کرتے تھے۔ ایک بار رمضان المبارک کے آخری عشرے میں تراویح کے بعد آرام کے لیے بے خیالی میں الٹی کروٹ پر لیٹ گئے۔ اتنے میں خادم پاؤں دبانے لگا۔ آپ کو اچانک خیال آیا کہ سیدھی کروٹ لیٹنے کی سنت چھوٹ گئی

ہے۔نفس نے سستی دلائی کہ بھولے سے ایسا ہو جائے تو کوئی بات نہیں ہوتی لیکن آپ اٹھے اور سنت کے مطابق سیدھی کروٹ پر آرام فرما ہوئے۔آپ فرماتے ہیں اس سنت پر عمل کرتے ہی مجھ پر عنایات، برکات اور سلسلے کے انوار کا ظہور ہونے لگا اور آواز آئی سنت پر عمل کرنے کی وجہ سے آپ کو آخرت میں کسی قسم کا عذاب نہ دیا جائے گا اور آپ کے پاؤں دبانے والے خادم کی بھی مغفرت کردی گئی۔

محترم حضرات! دیکھا آپ نے کہ محبوب کبریا ﷺ کی سُنّت پر عمل کی کیسی برکتیں ہیں۔ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی سنتوں پر خوب عمل کریں۔

☆حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایصال ثواب کرنے کا اشارہ:

مجدد صاحب اپنے مکتوبات دفتر دوم حصہ ششم مکتوب نمبر 36 کی دوسری جلد کے صفحہ نمبر 85 پر فرماتے ہیں کہ پہلے اگر میں کبھی کھانا پکاتا تو اس کا ثواب حضور ﷺ،مولا علی،حضرت بی بی فاطمہ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کی ارواح کو پیش کرتا تھا۔ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ تشریف فرما ہیں۔ میں نے آپ ﷺ کی خدمت بابرکت میں سلام عرض کیا تو آپ ﷺ میری

جانب متوجہ نہ ہوئے اور چہرۂ انور دوسری جانب پھیر لیا اور مجھ سے فرمایا۔ میں عائشہ کے گھر کھانا کھاتا ہوں جس کسی نے مجھے کھانا بھیجنا ہو، وہ عائشہ کے گھر بھیجا کرے۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے توجہ نہ فرمانے کا سبب یہ تھا کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایصال ثواب نہ کرتا تھا۔ اس کے بعد سے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بلکہ تمام امہات المومنین کو بلکہ سب اہلبیت کو شریک کیا کرتا ہوں اور تمام اہلبیت کو اپنے لیے وسیلہ بناتا ہوں۔

محترم حضرات! معلوم ہوا کہ حضرت مجدد صاحب کا وہی طریقہ تھا جو ہم اہلسنت و جماعت کا ہے کہ ہر ہستی کو ایصال ثواب کیا کرتے تھے۔

☆ بدعقیدہ کا خواب میں علاج فرمایا:

کتاب حضرات القدس دفتر دوم کے صفحہ نمبر 167 پر نقل ہے کہ ایک شخص بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان بالخصوص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے معاذ اللہ کینہ رکھتا تھا۔ ایک دن وہ مکتوبات امام ربانی کا مطالعہ کر رہا تھا کہ اس میں یہ عبارت پڑھی ''حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا کہنے کو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو برا کہنے کے برابر قرار دیا ہے۔ تو وہ آپ علیہ الرحمہ (یعنی مجدد صاحب) سے رنجیدہ ہو گیا

اور مکتوبات امام ربانی زمین پر پھینک دی۔ جب وہ شخص سویا تو حضرت مجدد صاحب اس کے خواب میں تشریف لے آئے۔ آپ نہایت جلال میں اس کے دونوں کان پکڑ کر فرمانے لگے "تو ہماری تحریر پر اعتراض کرتا ہے اور اسے زمین پر پھینکتا ہے۔ اگر تو میرے قول (یعنی بات) کو معتبر نہیں سمجھا تو آ! میں تجھے مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے پاس لے چلوں، جن کی خاطر تو صحابہ کرام کو برا کہتا ہے۔ پھر آپ اسے ایسی جگہ لے گئے جہاں ایک نورانی چہرے والے بزرگ تشریف فرما تھے۔ مجدد صاحب نے نہایت عاجزی سے اس بزرگ کو سلام کیا پھر اس شخص کو نزدیک بلا کر فرمایا۔ یہ تشریف فرما بزرگ مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ ہیں، سن! تجھ سے کیا فرماتے ہیں، اس شخص نے سلام کیا۔ مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے اسے سلام کا جواب دینے کے بعد فرمایا۔ خبردار! رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سے نفرت نہ رکھو، ان کے بارے میں کوئی گستاخانہ جملہ زبان پر نہ لاؤ۔ پھر مجدد صاحب کی جانب اشارہ کرکے اس سے فرمایا۔ ان کی تحریر سے ہرگز نہ پھرنا (یعنی مخالفت نہ کرنا) اس نصیحت کے بعد اس کے دل سے صحابہ کرام کا کینہ دور نہ ہوا تو مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اس کا دل ابھی تک صاف نہیں ہوا۔ یہ فرما کر مجدد صاحب سے مولا علی نے تھپڑ رسید کرنے کا حکم فرمایا: مجدد صاحب نے اس شخص کی گدی پر تھپڑ مارا تو دل سے صحابہ کرام کی نفرت ڈھل گئی۔ جب صبح

وہ بیدار ہوا تو اس کا دل صحابہ کرام کی محبت کا گلستان بن چکا تھا اور مجدد صاحب کی محبت میں بھی سو گنا اضافہ ہو چکا تھا۔

محترم حضرات! اس سے معلوم ہوا کہ جب کوئی مسلمان اکابرین کی کتابیں پڑھتا ہے تو مصنف کی نگاہ اس پر ہوتی ہے اور مصنف کا فیض بھی ملتا ہے۔

☆مجدد صاحب کے چالیس معمولات:

کتاب حضرات القدس دفتر دوم ص 80 تا 92 پر مجدد صاحب کے چالیس معمولات نقل کیے ہیں جو کہ آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

1......سفر ہو یا حضر، سردی ہو یا گرمی آپ آدھی رات کے بعد بیدار ہو جاتے اور مسنون دعائیں پڑھتے۔

2......پابندی سے تہجد ادا فرماتے اور تہجد میں طویل قرأت کرتے۔

3......وضو میں کسی سے مدد نہ لیتے۔

4......وضو میں مسواک فرماتے اور بعد میں مسواک کو کان پر لگا لیتے۔

5......وضو کے دوران تمام سنت و مستحبات کا خوب خیال فرماتے۔

6...... اعضائے وضو دھوتے وقت اور وضو کے بعد مسنون دعائیں

پڑھتے۔

7......نماز کے لیے عمدہ لباس زیب تن فرماتے۔

8......نماز فجر کی سنتیں گھر میں ادا فرماتے۔

9......فجر کے فرض مسجد میں جماعت کثیرہ (بہت بڑی جماعت) کے ساتھ ادا فرماتے۔

10......نماز سے فراغت کے بعد مسنون دعائیں پڑھتے۔

11......نماز کے بعد ذکر، تلاوت قرآن کا حلقہ قائم کرتے اور ابتدائی طالب علموں کی تربیت فرماتے۔

12......آپ اکثر خاموش رہا کرتے۔

13......بعض اوقات آپ پر گریہ طاری ہوجاتا اور آنکھوں سے آنسو رواں ہوجایا کرتے۔

14......نماز چاشت پابندی سے ادا فرماتے۔

15......آپ نہایت کم کھانا تناول فرماتے۔

16......کھانے سے پہلے اور بعد کی دعائیں پڑھتے۔

17......(دن میں) کھانے کے بعد تھوڑی دیر کے لیے قیلولہ فرماتے۔

18......اذان سن کر جواب دیتے۔

19......نماز ظہر کے بعد پھر ذکر الٰہی کا حلقہ قائم کرتے، اس کے بعد ایک دو سبق کی تدریس فرماتے۔

20......تحیۃ المسجد پابندی سے ادا فرماتے۔

21......نماز مغرب کے بعد اوابین کے چھ نوافل ادا فرماتے۔

22......نماز وتر کی ادائیگی کے بعد سنت کے مطابق قبلہ رخ ہو کر سیدھا ہاتھ سیدھے رخسار کے نیچے رکھ کر آرام فرما ہوتے۔

23......سورج یا چاند گرہن ہونے پر نماز کسوف وخسوف ادا فرماتے۔

24......رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف فرماتے۔

25......ذوالحجہ کے ابتدائی عشرے (یعنی شروع کے دس دن) میں مخلوق کے کنارہ کش ہو کر عبادت کا اہتمام فرماتے۔

26......کثرت سے درود پاک پڑھتے اور خصوصاً شب جمعہ مریدوں کے ساتھ مل کر ایک ہزار درود پاک کا نذرانہ پیش کرتے۔

27......سفر وخضر میں تراویح کی مکمل بیس رکعت خشوع وخضوع سے ادا فرماتے۔

28......رمضان میں کم از کم تین مرتبہ قرآن مجید کا ختم فرماتے۔

29......آپ چونکہ حافظ قرآن تھے اس لیے اکثر تلاوت قرآن کا سلسلہ

جاری رہتا۔

30......دورانِ سفر بھی تلاوت فرماتے اور اگر اس دوران آیت سجدہ آجاتی تو فوراً سواری سے اتر کر سجدۂ تلاوت ادا فرماتے۔

31......انفرادی نماز میں رکوع و سجود کی تسبیحات پانچ، سات، نو یا گیارہ مرتبہ تک ادا فرماتے۔

32......سفر کے لیے اکثر پیر یا جمعرات کے دن کا انتخاب فرماتے۔

33......کپڑا پہننے، آئینہ دیکھنے اور دیگر معمولات میں جو مسنون دعائیں مروی ہیں، ان کا اہتمام فرماتے۔

34......جب کوئی بزرگ آپ سے ملاقات کے لیے تشریف لاتے تو آپ تعظیماً کھڑے ہو جاتے۔

35......سلام میں ہمیشہ پہل فرماتے۔

36......علامہ بدرالدین سرہندی فرماتے ہیں۔ مجھے علم نہیں کہ کبھی کوئی شخص سلام میں آپ سے سبقت لے گیا ہو۔

37......سر پر عمامہ شریف سجائے رکھتے۔

38......پاجامہ ہمیشہ ٹخنوں سے اوپر ہوا کرتا۔

39......نماز کی تمام سنتوں اور مستحبات کا خوب اہتمام فرماتے۔

40......قبلہ رو بیٹھ کر وضو فرماتے۔

☆مجدد صاحب اور اعلیٰ حضرت میں پانچ ملتی جلتی صفات:

1......مجدد صاحب اور اعلیٰ حضرت رحمہم اللہ دونوں کا نام ''احمد'' ہے۔

2......دونوں بزرگوں نے اپنے اپنے والد سے علم دین حاصل کیا۔

3...... دونوں بزرگوں کی تمام عمر اسلام کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کی سرکوبی میں گزری۔

4......دونوں بزرگوں نے کبھی بھی باطل کے آگے سر نہیں جھکایا۔

5......دونوں بزرگوں کا وصال ماہ صفر المظفر میں ہوا۔

☆اپنے وصال کی پہلے سے خبر دی:

کتاب حضرات القدس دفتر دوم صفحہ نمبر 167 پر نقل ہے کہ مجدد صاحب نے اپنے انتقال سے بہت پہلے ہی اپنی زوجۂ محترمہ سے فرمادیا تھا کہ مجھ پر ظاہر کر دیا گیا ہے کہ میرا انتقال تم سے پہلے ہو جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ اپنی زوجہ سے پہلے انتقال کر گئے۔

12 محرم الحرام کو فرمایا اب چالیس، پچاس دن کے اندر اس عالم فانی سے

سفر کرنا ہے چنانچہ 28 صفر المظفر 1304ھ بمطابق 1624ء کو 63 برس کی عمر میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

☆غسل کے وقت:

آپ کے خلیفہ حضرت خواجہ بدرالدین سرہندی فرماتے ہیں کہ جب مجدد صاحب کے غسل کی تیاری کی تو ہم نے کیا دیکھا کہ ناف پر ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور تختۂ غسل پر مسکرا رہے ہیں۔ خواجہ محمد سعید نے آپ کے ہاتھ پیر سیدھے کیے اور غسل دیا، دوران غسل بھی مجدد صاحب مسکرا رہے تھے۔

آپ کی نماز جنازہ آپ کے شہزادے حضرت خواجہ محمد سعید علیہ الرحمہ نے پڑھائی۔ اس کے بعد شہزادۂ مرحوم حضرت خواجہ محمد صادق علیہ الرحمہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ یہ وہی مقام تھا جہاں مجدد صاحب نے اپنی زندگی میں ایک نور دیکھا تھا اور وصیت فرمائی تھی۔ میری قبر میرے بیٹے کی قبر کے سامنے بنانا کہ میں وہاں جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری دیکھ رہا ہوں۔ اس قبے (یعنی گنبد) میں پہلے خواجہ محمد صادق علیہ الرحمہ کی 1025ھ میں تدفین ہوئی۔ اس کے بعد مجدد صاحب علیہ الرحمہ کو ان کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ اب اس مزار شریف کو دوبارہ تعمیر کیا گیا ہے

شاعر آپ کے مزار پر حاضری کے وقت کہتا ہے۔

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار
اس خاک کے ذروں سے ہے شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہاں گیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمئ احرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

اللہ کریم سے دعا ہے کہ ہم سب کو امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

حضور سیدی داتا گنج بخش لاہوری علیہ الرحمہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ
صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ یونس گیارہویں پارہ سے ایک آیت کا حصہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔قبل اس کے کہ متذکرہ آیت کے تحت کچھ عرض کیا جائے، رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات! برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی روشنی پھیلانے میں صوفیاء کرام رحمہم اللہ کا بہت بڑا کردار ہے۔ان کی کوششوں کا ثمر ہے کہ ہم اور آپ آج مسلمان ہیں۔ انہی صوفیاء کرام رحمہم اللہ میں ایک روحانی و علمی شخصیت میں سے ایک حضرت سید علی ہجویری ہیں جسے دنیا داتا گنج بخش لاہوری علیہ الرحمہ کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے، آیئے آج ان کی سیرت سے ہم روشنی حاصل کرتے ہیں اور مختصر وقت میں ان کی زندگی کے کچھ گوشے سننے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

☆ آپ کا اصل نام اورنسب:

آپ کا اصل نام سید علی، کنیت ابوالحسن اور لقب داتا گنج بخش ہے۔آپ کا سلسلۂ نسب اس طرح ہے۔حضرت سید علی بن عثمان بن سید علی بن عبدالرحمن بن شاہ شجاع بن ابوالحسن علی بن حسین اصغر بن سید زید شہید بن حضرت امام حسن بن حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم۔ آٹھویں پشت میں آپ کا شجرۂ نسب حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

(مقدمہ کتاب کشف المحجوب (مترجم) صفحہ نمبر 8)

☆ ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت کم وبیش 400ھ میں غزنی شہر (مشرقی افغانستان) کے محلہ جَلّاب میں ہوئی۔ کچھ عرصے بعد آپ کا خاندان محلہ ہجویر میں منتقل ہوگیا (مدینۃ الاولیاء، ص 81)

☆حلیہ مبارک:

آپ بڑے جاذب نظر، پرکشش اور نورانی شخصیت کے مالک تھے۔ سوانح عمری حضرت داتا گنج بخش کے صفحہ نمبر 24 پر آپ کا حلیہ مبارک یوں نقل کیا گیا ہے۔

آپ کا قد درمیانہ، جسم سڈول (یعنی متناسب اور خوبصورت) اور گھٹا ہوا (یعنی مضبوط) تھا۔ جسم کی ہڈیاں مضبوط اور بڑی تھیں۔ فراخ سینہ اور ہاتھ پاؤں مناسب تھے۔ چہرہ سرخ وسفید، چمکدار رنگت، کشادہ جبین (پیشانی) اور بال سیاہ گھنے تھے۔ بڑی اور خوبصورت آنکھوں پر خمدار گھنی ابروتھی۔ پتلی خوبصورت ناک اور درمیانے ہونٹ اور رخسار بھرے ہوئے تھے۔ چوڑے اور مضبوط شانوں پر اٹھتی ہوئی گردن، داڑھی مبارک گھنی تھی۔ آپ کے چہرے کو جو دیکھتا، اسے خدا تعالیٰ یاد آجاتا۔

☆علمی ومتقی گھرانا:

کتاب معارف ہجویریہ جلد دوم کے صفحہ نمبر 50 پر نقل ہے کہ حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ کے والد حضرت عثمان علیہ الرحمہ اپنے وقت کے جید عالم اور عابد و زاہد تھے۔ شاہان غزنیہ کے زمانے میں دنیا کے کونے کونے سے علماء و فضلاء، شعراء اور صوفیاء غزنی میں جمع ہو گئے تھے، جس کی وجہ سے غزنی علوم و فنون کا مرکز بن چکا تھا۔ حضرت عثمان علیہ الرحمہ نے بھی یہاں رہائش اختیار فرمائی۔ آپ کے ماموں کو زہد و تقویٰ کی بناء پر تاج الاولیاء کے لقب سے شہرت حاصل تھی، غرضیکہ آپ کا خاندان شرافت و صداقت اور علم و فضل کی وجہ سے مشہور تھا۔

☆حصول علم:

''اللہ کے خاص بندے'' کتاب کے صفحہ نمبر 459 پر نقل ہے کہ حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ، حضرت سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ کے قائم کردہ دینی مدرسہ میں تقریباً بارہ تیرہ سال کی عمر میں زیر تعلیم تھے۔ آپ تعلیم حاصل کرنے میں ایسے مشغول ہو جاتے کہ صبح سے شام ہو جاتی مگر پانی تک پینے کی فرصت نہ ملتی۔

ایک روز سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ کا گزر اس مدرسہ کے قریب سے ہوا تو

وہ اس عظیم درس گاہ میں تشریف لائے۔تمام طلباءزیارت کے لیے دوڑے لیکن حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ مطالعہ میں اس قدر منہمک تھے کہ آپ کو سلطان محمود غزنوی کی آمد کی خبر ہی نہ ہوئی۔استاد صاحب نے پکارا: دیکھو علی! کون آیا ہے؟ اب کیا تھا کہ ایک طرف سلطان محمود غزنوی اور دوسری طرف ایک کمسن طالب علم۔عجیب منظر تھا،سلطان نے اس نوعمر طالب علم پر ایک نظر ڈالی لیکن تجلیات کی تاب نہ لاتے ہوئے فوراً نظریں جھکا دیں اور مدرس سے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! یہ بچہ خدا کی طرف راغب ہے۔ایسے طالب علم اس مدرسہ کی زینت ہیں۔

☆آپ کے اساتذہ:

کشف المحجوب کے صفحہ نمبر 12 پر ان اساتذہ کے نام درج ہے جن سے آپ نے ظاہری علوم حاصل کئے۔ان میں سات نام قابل ذکر ہیں۔

1۔حضرت ابو العباس احمد بن محمد اشقانی علیہ الرحمہ

2۔حضرت ابو القاسم علی بن عبد اللہ گرگانی علیہ الرحمہ

3۔حضرت ابو العباس احمد بن محمد قصاب آملی علیہ الرحمہ

4۔حضرت ابو عبد اللہ محمد بن علی داستانی بسطامی علیہ الرحمہ

5۔حضرت ابو سعید فضل اللہ بن محمد مہینی علیہ الرحمہ

6۔حضرت ابواحمد مظفر بن احمد علیہ الرحمہ

7۔حضرت ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری علیہ الرحمہ

تحصیل علم کے بعد بزرگان دین کا طریقہ رہا ہے کہ وہ کامل شیخ کی تلاش میں نکلتے تاکہ ان کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اپنے رب کا قرب حاصل کر لیں۔

☆شرف بیعت:

مقدمہ کشف المحجوب کے صفحہ نمبر 13 پر ہے کہ حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ سلسلۂ جنیدیہ میں بیعت ہوئے۔ یہ وہی سلسلہ ہے جس میں ہمارے حضور غوث الاعظم علیہ الرحمہ بیعت ہوئے تھے۔ حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ، حضرت ابوالفضل محمد بن حسن ختلی علیہ الرحمہ سے شرف بیعت ہوئے۔

حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ کا سلسلۂ طریقت یوں ہے۔ آپ مرید تھے حضرت شیخ ابوالفضل محمد بن حسن ختلی علیہ الرحمہ کے، وہ مرید تھے حضرت شیخ ابوالحسن علیہ الرحمہ حضری کے، وہ مرید تھے حضرت شیخ ابوبکر شبلی علیہ الرحمہ کے، وہ مرید تھے حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کے، وہ مرید تھے حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ کے، وہ مرید تھے حضرت معروف کرخی علیہ الرحمہ کے، وہ مرید تھے حضرت داؤد طائی علیہ الرحمہ کے، وہ مرید تھے حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ

کے، وہ مرید تھے حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کے اور حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ براہ راست مولا علی رضی اللہ عنہ سے شرف بیعت اور خلافت کی دولت سے مالا مال تھے۔ یوں دس واسطوں سے حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ کا سلسلہ طریقت مولا علی رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

☆ مرشد کے حکم پر لاہور روانگی:

مقدمہ کشف المحجوب کے صفحہ نمبر 50 پر ہے کہ حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ بیعت ہونے کے بعد کافی عرصہ سلوک کی منازل طے کرتے رہے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی معرفت کی تکمیل ہوئی، جب آپ کے شیخ کی نظر ولایت نے دیکھا کہ میرا مرید کامل ہو چکا ہے تو آپ نے حکم دیا: اے سید علی! لاہور روانہ ہو جاؤ اور وہاں جا کر رشد و ہدایت کا فریضہ انجام دو۔ مرشد کا حکم سن کر آپ نے عرض کی: حضور! وہاں تو پہلے ہی سے میرے پیر بھائی اور آپ کے مرید حضرت شاہ حسین زنجانی علیہ الرحمہ موجود ہیں اور وہ تو قطب بھی ہیں تو پھر مجھے روانہ کرنے کی کیا حکمت؟ مرشد نے فرمایا: تم اس بات کو رہنے دو اور فوراً لاہور روانگی کی تیاری کرو۔

مرشد کا حکم پا کر حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ بڑی مشقتوں سے پہاڑی

راستے طے کرتے ہوئے پہلے پشاور اور پھر غالباً 431ھ بمطابق 1041ء کو لاہور میں جلوہ گر ہوئے۔جس دن آپ لاہور جلوہ گر ہوئے۔اسی دن آپ نے ایک جنازہ دیکھا۔لوگوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ جنازہ لاہور کے قطب حضرت شاہ حسین زنجانی علیہ الرحمہ کا ہے۔اس وقت آپ کو اس سوال کا جواب مل گیا کہ جب لاہور میں پہلے ہی ایک قطب موجود ہے تو میرے جانے کی کیا ضرورت اور مرشد کے حکم کی حکمت بھی معلوم ہوگئی۔

☆پہلی مسجد کی تعمیر اور کرامت کا ظہور:

بزرگوں کی عادت ہے کہ وہ تبلیغ دین کی ابتداء مسجد سے کرتے ہیں۔حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ نے بھی مسجد سے ہی تبلیغ دین کا آغاز کیا۔ چنانچہ مقدمہ کشف المحجوب صفحہ نمبر 56 پر درج ہے کہ حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ نے لاہور تشریف لاتے ہی اپنی قیام گاہ کے ساتھ ایک چھوٹی سی مسجد تعمیر کرائی۔اس مسجد کی محراب دیگر مساجد کی بہ نسبت جنوب کی طرف کچھ زیادہ مائل تھی، لہذا لاہور میں رہنے والے اس وقت کے علماء کو اس مسجد کی سمت کے معاملے میں تشویش لاحق ہوئی، چنانچہ ایک روز داتا صاحب نے تمام علماء کو اس مسجد میں جمع فرمایا اور خود امامت کے فرائض انجام دیئے۔نماز کی ادائیگی کے بعد حاضرین سے فرمایا:

دیکھئے کہ کعبہ شریف کس سمت میں ہے؟ یہ کہنا تھا کہ مسجد و کعبۃ اللہ کے درمیان سارے پردے اٹھ گئے اور تمام حاضرین نے جاگتی آنکھوں سے محراب مسجد کے عین سامنے کعبۃ اللہ کو دیکھا۔

اس طرح داتا صاحب علیہ الرحمہ کی زندہ کرامت تمام لوگوں نے دیکھی۔

اب آپ کی خدمت میں ایک اور کرامت داتا صاحب علیہ الرحمہ کی سناتا ہوں۔

☆جادوگر کا قبول اسلام:

تذکرہ علمائے لاہور صفحہ نمبر 59 پر درج ہے۔رائے راجو ایک بہت بڑا ہندو جادوگر تھا۔لوگ اسے اپنے جانوروں کا دودھ دیا کرتے تھے اور اگر کوئی اسے دودھ کا نذرانہ نہ دیتا تو وہ اس کے جانوروں پر ایسا جادو کرتا کہ جانوروں کے تھنوں سے دودھ کے بجائے خون نکلنے لگتا۔ایک دن ایک بوڑھی عورت رائے راجو کے پاس دودھ لے جارہی تھی کہ حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ نے اسے بلا کر فرمایا کہ یہ دودھ مجھے دے دو اور جو اس کی قیمت بنتی ہے، وہ لے لو۔

اس بوڑھی عورت نے کہا کہ ہمیں بہر صورت یہ دودھ رائے راجو کو دینا ہی پڑتا ہے ورنہ ہمارے جانوروں کے تھنوں سے دودھ کی بجائے خون آنے لگتا ہے۔اس پر حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ نے مسکرا کر فرمایا: اگر تم یہ دودھ مجھے

دے دو تو تمہارے جانوروں کا دودھ پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ جائے گا۔ یہ سنتے ہی اس عورت نے آپ کو دودھ پیش کر دیا۔ جب وہ اپنے گھر گئی تو یہ دیکھ کر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اس کے جانوروں میں اس قدر دودھ تھا کہ تمام برتن بھر جانے کے بعد بھی تھنوں سے دودھ ختم نہیں ہو رہا تھا۔ جب آپ علیہ الرحمہ کی یہ زندہ کرامت لوگوں میں عام ہوئی تو گردونواح سے لوگ دودھ کا نذرانہ لے کر آپ علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ ایک طرف تو لوگوں کی عقیدت کا یہ حال تھا اور دوسری طرف رائے راجو یہ ماجرا دیکھ کر آگ بگولا ہو رہا تھا۔ آخر کار آپ علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور انہیں مقابلے کے لیے للکارتے ہوئے کہنے لگا کہ اگر آپ کے پاس کوئی کمال ہے تو دکھائیں۔ آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا: میں کوئی جادوگر نہیں۔ میں تو اللہ کریم کا ایک عاجز بندہ ہوں۔ ہاں! اگر تمہارے پاس کوئی کمال ہے تو تم دکھاؤ۔ یہ سنتے ہی وہ اپنے جادو کے زور پر ہوا میں اڑنے لگا۔

آپ یہ دیکھ کر مسکرائے اور جوتے ہوا میں اچھال دیئے، جوتے رائے راجو کے ساتھ ساتھ ہوا میں اڑنے لگے۔ آپ علیہ الرحمہ کی یہ کرامت دیکھ کر رائے راجو بہت متاثر ہوا اور نہ صرف توبہ کر کے دائرۂ اسلام میں داخل ہو گیا بلکہ آپ کے ہاتھ پر بیعت بھی کی اور آپ کی صحبت بابرکت سے فیضیاب ہوا۔ حضور داتا

صاحب علیہ الرحمہ نے اس کا نام احمد رکھا اور شیخ ہندی کا خطاب عطا فرمایا۔ شیخ ہندی کی اولاد اس وقت سے آج تک خانقاہ کی خدمت کے فرائض انجام دیتی آرہی ہے۔

☆صبر کی برکت سے الجھن دور ہوگئی:

حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ اپنی کتاب کشف المحجوب کے صفحہ نمبر 65 پر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ایک علمی الجھن کا شکار ہوا تو حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کے مزار کا رخ کیا۔ تین ماہ تک حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں رہا مگر مسئلہ حل نہ ہوا۔ آخر کار اس مشکل کے حل کے لیے میں نے کھدرا لباس پہنا، عصا اور وضو کا برتن تھاما اور خراساں کی جانب رخت سفر باندھ لیا۔ راستے میں ایک گاؤں آیا تو میں نے وہیں رات گزارنے کا فیصلہ کرلیا۔ گاؤں میں، میں ایسی جگہ پہنچا جہاں جاہل صوفی مجھے نظر آنے لگے۔ انہوں نے بڑے سخت لب ولہجہ میں مجھ سے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے نہایت ہی نرم لہجے میں جواب دیا: مسافر ہوں۔ رات گزارنے کے لیے ٹھہرنا چاہتا ہوں۔ وہ سب قہقہے لگا کر ہنس پڑے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے: لگتا تو صوفی ہی ہے لیکن ہم میں سے نہیں ہے۔ اس پر میں نے جواب دیا: تم لوگوں نے بالکل درست کہا ہے

۔ بے شک میں آپ لوگوں میں سے نہیں ہوں پھر مجھے انہوں نے نچلی منزل پر ٹھہرایا اور خود بالا خانے میں چلے گئے۔ کھانے کے وقت میرے آگے پھپھوندی لگی سوکھی روٹی رکھ دی اور خود بالا خانے میں مرغن غذائیں کھاتے ہوئے مجھ پر آوازیں کسنے لگے۔ میں نے صبر کیا۔

کھانے سے فراغت کے بعد انہوں نے خربوزے کھائے اور چھلکے میرے سر پر پھینکنے لگے۔ مجھے غصہ بہت آیا مگر میں نے صبر کیا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: اے اللہ! اگر میں تیرے محبوبوں کا لباس پہننے والوں میں سے نہ ہوتا تو ضرور ان سے کنارہ کش ہو جاتا۔

اسی رات وہ الجھن میری دور ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو بلند و بالا مقام تکلیفوں پر صبر و شکر کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

☆ دیوان اپنے نام سے منسوب کرلیا:

فوائد الفواد (مترجم) پانچویں مجلس کے صفحہ نمبر 118 پر نقل ہے کہ حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ نے عربی اشعار پر مشتمل ایک مکمل دیوان مرتب فرمایا تھا جسے ایک شخص نے مانگ کر لے گیا اور اس پورے دیوان کو اپنے نام سے منسوب کرلیا۔ ولی کامل کی ایسی دل آزاری کے سبب وہ بے ایمان ہو کر مرا چنانچہ داتا

صاحب علیہ الرحمہ نے اس کے برے خاتمے کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: وہ شخص جو میرا دیوان لے گیا تھا، بے ایمان دنیا سے گیا۔

محترم حضرات! اس سے معلوم ہوا کہ کسی بھی مسلمان کی دل آزاری نہیں کرنی چاہیے، خصوصا اللہ والوں کی دل آزاری سے بچنا چاہیے ورنہ برے خاتمہ کا اندیشہ ہوتا ہے۔

☆ کشف المحجوب کی مقبولیت:

داتا صاحب علیہ الرحمہ نے یوں تو کئی کتابیں تصنیف فرمائیں مگر فی زمانہ آپ کی صرف ایک کتاب ''کشف المحجوب'' منظر عام پر موجود ہے چنانچہ کتاب سید ہجویر کے صفحہ نمبر 166 پر درج ہے کہ حضرت ابوسعید ہجویری علیہ الرحمہ جو کہ حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ کے رفیق تھے اور آپ علیہ الرحمہ نے حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں ان امور سے متعلق استفسار فرمایا:

1......طریق تصوف کی حقیقت

2......مقامات صوفیاء کی کیفیت

3......صوفیاء کے عقائد کی وضاحت

4......صوفیاء کے رموز وارشادات

5......دلوں میں محبت الٰہی کے ظہور کی کیفیت

6......محبت الٰہی کی معرفت میں رکاوٹ بننے والے عقلی اور نفسانی حجابات

7......ان رکاوٹوں کو دور کرنے کے طریقے

چنانچہ حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ نے ان تمام باتوں کا تفصیلی جواب دینے کے لیے "کشف المحجوب" کے نام سے عظیم الشان کتاب تصنیف فرمائی۔

☆ کن بزرگوں نے "کشف المحجوب" سے استفادہ کیا:

1......حضرت سیدنا فرید الدین عطار علیہ الرحمہ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "تذکرۃ الاولیاء" لکھنے کے لیے کشف المحجوب سے استفادہ کیا۔

2......امام جامی علیہ الرحمہ نے بھی "کشف المحجوب" سے استفادہ کیا۔

3......مشہور بزرگ حضرت شرف الدین یحییٰ منیری علیہ الرحمہ نے بھی کشف المحجوب سے استفادہ کیا۔

4......کتاب سید ہجویر کے صفحہ نمبر 231 پر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ کا ارشاد نقل ہے "جسے پیر نہ ملتا ہو تو وہ کشف المحجوب کا مطالعہ کرے تو پیر مل جائے گا"

محترم حضرات! حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ نے کشف المحجوب لکھ کر اُمّت

مسلمہ پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔اس کتاب میں آپ نے نفس وشیطان کے ایسے دھوکوں کی نشاندہی فرمائی ہے جن کے ذریعے نفس وشیطان انسان کو سیدھی راہ سے ہٹا دیتے ہیں، حکایات اور نصیحت آموز کلمات کے ذریعے صبر وقناعت اور صدق و اخلاق جیسے حسین اخلاق اپنانے پر ابھارا ہے۔ اس کتاب میں بلا مبالغہ علم ظاہری اور علم باطنی موجود ہیں۔

اس کتاب میں آپ علیہ الرحمہ نے اپنے حنفی ہونے پر فخر فرمایا ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بھرپور محبت وعقیدت کا اظہار فرمایا ہے جس کا اندازہ آپ اس واقعہ سے لگائیے۔

☆خواب میں دیدار مصطفی ﷺ:

حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ کشف المحجوب کے صفحہ نمبر 101 پر فرماتے ہیں۔ میں ایک روز سفر کرتا ہوا ملک شام میں موذن رسول حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے روضے پر حاضر ہوا۔ وہاں میری آنکھ لگ گئی اور میں نے اپنے آپ کو مکہ معظّمہ میں پایا۔کیا دیکھتا ہوں کہ سرورکونین ﷺ قبیلہ بنی شیبہ کے دروازے پر موجود ہیں اور ایک عمر رسیدہ شخص کو کسی چھوٹے بچے کی طرح اٹھائے ہوئے ہیں۔ میں فرط محبت سے بے قرار ہوکر آپ ﷺ کی طرف لپکا اور آپ کے مبارک

قدموں کو بوسہ دیا۔ دل ہی دل میں اس بات پر بڑا حیران بھی تھا کہ یہ ضعیف شخص کون ہے؟ اتنے میں اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ قوت باطنی اور عطائی علم غیب کے ذریعے میری حیرت واستعجاب کی کیفیت جان گئے اور مجھے مخاطب کرکے فرمایا:

یہ ابوحنیفہ ہیں اور تمہارے امام ہیں۔

حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ اپنا یہ خواب بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اس سے مجھے معلوم ہوگیا کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا شمار ان لوگوں میں ہے جن کے اوصاف، شریعت کے قائم رہنے والے احکام کی طرح قائم و دائم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حسن اخلاق کے پیکر جان کائنات ﷺ ان سے اس قدر محبت فرماتے ہیں اور آپ ﷺ کو جوان سے محبت ہے، اس سے یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ آپ ﷺ امام اعظم رضی اللہ عنہ کو اٹھائے ہوئے ہیں اور چلا رہے ہیں لہذا ماننا پڑے گا کہ امام کی حنفیت کو رسول اللہ ﷺ چلا رہے ہیں اور جسے رسول اللہ ﷺ گود میں اٹھا کر چلائیں، وہ کبھی بھٹک نہیں سکتا۔

☆ حضرت خضر علیہ السلام سے داتا صاحب کی گہری دوستی:

حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ نے حضرت خضر علیہ السلام کی صحبت میں رہ کر

ظاہری و باطنی علوم حاصل فرمائے، نیز آپ علیہ الرحمہ کی حضرت خضر علیہ السلام سے بہت ہی گہری دوستی تھی۔

☆حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کی تین شرطیں:

کتاب المیز ان الخضر یہ کے صفحہ نمبر 15 پر نقل ہے۔حضرت علی خواص علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کی تین شرطیں ہیں جس میں یہ تین شرائط نہ ہوں، وہ آپ علیہ السلام سے ملاقات نہیں کرسکتا اگرچہ جن و انس سے زیادہ عبادت گزار ہو۔

1......وہ سنت کا عامل ہو، بدعتی نہ ہو۔

2......دنیا پر حریص نہ ہو۔اگر وہ ایک روٹی بھی دوسرے دن کے لیے بچا کر رکھے، تب بھی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات نہیں کر سکے گا۔

3......مسلمانوں کے لیے اس کا سینہ بالکل صاف ہو، نہ تو اس کے دل میں کینہ ہو، نہ ہی حسد اور نہ ہی وہ کسی پر تکبر کرتا ہو۔

☆وصال باکمال:

ساری زندگی دین کی خدمت کرنے کے بعد بالآخر 20 صفر المظفر 465ھ کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔آپ کا مزار پرانوار لاہور میں بھاٹی دروازے

کے بیرونی حصے میں ہے۔

☆بعد از وصال بھی نوازتے ہیں:

حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ وصال کے بعد بھی اپنے چاہنے والوں کو نوازتے ہیں۔امیر، غریب، عالم، ان پڑھ، عوام، خواص، پیر، فقیر حتیٰ کہ کاملین تک کو خوب نوازتے ہیں۔اس کی ایک جھلک آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

☆سلطان الہند خواجۂ خواجگان پر عطا کی بارش:

رسول پاک ﷺ کے حکم کو پا کر خواجہ صاحب مدینہ پاک سے ہند کی طرف روانہ ہوئے۔سفر کرتے کرتے لاہور پہنچے۔ وہاں لوگوں کا مذہبی حلیہ دیکھا۔ لوگوں کے چہروں پر داڑھیاں، سر پر ٹوپیاں اور عمامہ ہیں۔آپ سوچنے لگے کہ ان کو دیندار کس نے بنایا۔کسی شخص کو پکڑ کر خواجہ صاحب نے پوچھا کہ تمہیں دیندار کس نے بنایا ہے؟ یہ سن کر اس شخص نے کہا: حضور! آپ تو آج یہاں تشریف لائے ہیں۔آپ سے پہلے یہاں بہت بڑے بزرگ حضرت داتا گنج بخش لاہوری علیہ الرحمہ تشریف لا چکے ہیں۔ یہ ان کی برکتیں ہیں۔ یہ سن کر خواجہ صاحب فرمانے لگے: مجھے ان کے مزار پر لے جاؤ،لوگ آپ کو داتا صاحب کے مزار پر لے گئے۔

خواجہ صاحب نے داتا صاحب کے مزار پر کشف فرمایا: جس سے معلوم ہوا کہ داتا صاحب بہت بڑی ہستی ہیں لہذا فیض حاصل کرنے کی غرض سے داتا صاحب کے مزار پر عبادت و ریاضت کرنے لگے۔ بالاخر دن گزرتے گزرتے چالیسواں دن آ گیا، مگر داتا صاحب عطا کرنے میں کچھ تنگی فرما رہے ہیں۔ بس یہ خیال گزرا کہ اچانک خواجہ صاحب کو اونگھ آئی، کیا دیکھا کہ داتا صاحب جلوہ گر ہیں اور فرماتے ہیں: اے سید حسن! تم نے دیکھا ہوگا کہ اگر مانگنے والے دے دیا جائے تو پھر وہ کہاں ٹھہرتا ہے۔ وہ تو لے کر رخصت ہو جاتا ہے۔ تمہاری عبادت، تمہاری تلاوت، تمہارا ذکر و اذکار کرنا ہمیں اتنا پسند آیا کہ ہمارا دل یہ چاہتا تھا کہ تم یہیں بیٹھ کر عبادت و ریاضت کرو۔ اس لیے ہم تمہیں عطا نہیں کر رہے تھے مگر جب تمہارے دل میں یہ خیال آیا کہ ہم دینے میں کچھ تنگی کر رہے ہیں تو پسار و اپنا دامن۔

یہ سن کر خواجہ صاحب نے اپنا دامن پسار دیا۔ اتنا دیا، اتنا دیا کہ جب آنکھ کھلی تو کسی نے پوچھا: داتا صاحب نے کیا دیا۔ فرمانے لگے "گنج بخش" خزانے عطا کر دیئے۔ "فیض عالم" مجھے ہی کیا داتا صاحب تو سارے عالم کو فیض دیتے ہیں۔ ان کی شان یہ ہے کہ "مظہر نور خدا" خدا تعالیٰ کے نور کے مظہر ہیں۔ "ناقصاں پیر کامل" ناقصوں کے لیے کامل پیر ہیں۔ "کاملاں را راہنما" صرف

ناقصوں کے لیے ہی پیر کامل نہیں ہیں بلکہ کاملین کی بھی رہنمائی فرماتے ہیں۔بس اتنا سمجھ لیجیے کہ داتا صاحب نے اتنا دیا، اتنا دیا کہ ''دینے والا جانے اور لینے والا جانے'' آج بھی خواجہ صاحب کا یہ شعر داتا صاحب کے مزار پر لکھا ہوا ہے۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصاراں پیر کامل کاملاں را راہنما

معلوم ہوا کہ جو داتا صاحب سلطان الہند خواجۂ خواجگان کی جھولی بھر سکتے ہیں، ان کے لیے ہم جیسے گناہ گاروں کی بگڑی بنانا کوئی بڑی بات نہیں۔

ایک سوال ذہن میں آتا ہے کہ ''داتا'' تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے پھر سید علی ہجویری علیہ الرحمہ داتا کیسے ہو گئے؟

سب سے پہلی بات یاد رکھئے گا کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں کوئی نام داتا نہیں ہے۔لفظ داتا فارسی زبان کا لفظ ہے، اس کے معنی ہیں ''عطا کرنے والا'' ہم اہلسنت سید علی ہجویری علیہ الرحمہ کو حقیقی داتا نہیں مانتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے داتا مانتے ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ ''علی'' ہے **وھوالعلی العظیم** تو دنیا میں اتنے علی ہیں، وہ کون ہیں تو اس میں تطبیق یوں قائم ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کو کسی نے ''علی'' نہیں بنایا جبکہ دنیا میں جتنے علی ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہیں۔

دوسری مثال سے بھی سمجھ لیں: اللہ تعالیٰ ''مولانا'' ہے تو دنیا میں اتنے مولانا

گھوم رہے ہیں، وہ کون ہیں؟ ان کو مولانا کہنا تو شرک ہوگیا؟ تو اس میں بھی یہی تطبیق قائم ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ''حقیقی مولانا ہے'' اور بندے اس کی عطا سے مولانا ہیں۔

جب حقیقی اور عطائی کا فرق سمجھ آ گیا تو شرک بھی نہ ہوا۔

☆صوفی کون؟

حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں:

1......صوفی وہ ہے جو دونوں جہاں میں بجز ذات الٰہی کے کچھ نہ دیکھے

2...... پاکیزہ اخلاق کا نام تصوف ہے جس کے جتنے پاکیزہ اخلاق ہوں گے وہ اتنا ہی بڑا صوفی ہوگا۔

3......شیخ ابوالحسن نوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ صوفی وہ ہے جس کے قبضہ میں کچھ نہ ہوا اور وہ خود بھی کسی کے قبضے میں نہ ہو۔

☆چار باتیں حضرت حاتم الاصم علیہ الرحمہ کی:

حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ کشف المحجوب میں حضرت حاتم الاصم علیہ الرحمہ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جب سے مجھے چار باتوں کا علم حاصل ہوا ہے، میں عالم کے تمام علوم سے بے پرواہ ہوگیا ہوں:

1......میں نے جان لیا ہے کہ میرا رزق مقدر ہو چکا ہے، جس میں نہ کمی ہوسکتی ہے نہ زیادتی۔لہذا زیادہ کی خواہش سے بے نیاز ہوں۔

2......میں نے جان لیا ہے کہ خدا تعالیٰ کا مجھ پر جو حق ہے جسے میرے سوا کوئی ادا نہیں کرسکتا لہذا اس کی ادائیگی میں مشغول ہوں۔

3......موت ضرور آنی ہے جس سے راہ فرار اختیار نہیں کرسکتا لہذا میں نے اسے پہچان لیا ہے۔

4......میں نے جان لیا ہے کہ میرا کوئی مالک ہے جو ہمہ وقت مجھے دیکھ رہا ہے، میں اس سے شرم کرتا ہوں اور نافرمانیوں سے باز رہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ داتا صاحب کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان کے فیضان سے مالامال فرمائے۔آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

گناہوں کی نحوستیں

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مَنۡ یَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا یُّجۡزَ بِہٖ وَلَا یَجِدۡ لَہٗ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیۡرًا

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ نساء سے آیت نمبر 123 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات! انسان کو اللہ کریم نے اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے۔انسان کی زندگی کا مقصد کھیل کود، تفریح، مال دنیا جمع کرنے میں لگے رہنا۔ فرائض وواجبات کی ادائیگی میں کوتاہی اور دنیا کی محبت میں غرق ہوجانا نہیں ہے بلکہ ہماری زندگی کا اولین مقصد رب تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا ہے۔اور رب تعالیٰ کی رضا صرف اور صرف اچھے اعمال کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔مگر شیطان انسان کو اچھے اعمال سے روکتا ہے اور گناہوں کی طرف دھکیلتا ہے کیونکہ اس میں اللہ کریم کی ناراضی ہے۔کتنی خوب بات بیان کی گئی کہ رب تعالیٰ نے اپنے ولیوں کو انسانوں میں پوشیدہ رکھا، اپنی رضا کو نیکیوں میں پوشیدہ رکھا اور اپنی ناراضی کو گناہوں میں پوشیدہ رکھا۔

اب سنتے ہیں کہ گناہ کسے کہا جاتا ہے؟ گناہ کی تعریف کیا ہے؟

☆ گناہ کسے کہتے ہیں؟

دین سے دوری کی بناء پر آج ایک مسلمان کا گناہوں سے بچنا تو دور کی بات ہے اس کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ کون کون سے کام گناہ ہیں، اس لاعلمی کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے چہار جانب گناہوں کا بازار گرم ہے جس طرف نظر اٹھایئے، بے عملی و بے راہ روی کا دور دورہ ہے حالانکہ احکام خداوندی سے مونہہ موڑنے کا

نتیجہ سوائے تباہی و بربادی کے کچھ نہیں ہے۔ چنانچہ اچھے اور برے کام کی پہچان حدیث شریف میں یوں بیان کی گئی۔

حدیث شریف = مسلم شریف میں حدیث نمبر 2553 نقل ہے۔ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نیکی اور گناہ کے متعلق پوچھا (کہ یہ کیا ہیں؟) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ سے مراد ہر وہ بات ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو برا سمجھے کہ لوگ اس پر مطلع ہوں۔

مفسر شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مشکوٰۃ کی شرح مراۃ المناجیح جلد 6 صفحہ نمبر 639 پر نقل فرماتے ہیں کہ امام نووی علیہ الرحمہ نے حضرت وابصہ ابن معبد اسدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ نیکی اور گناہ کیا ہوتے ہیں؟ فرمایا اپنے دل سے فتویٰ لیا کرو، جسے تمہارا دل نیکی کہے، وہ نیکی ہے، جسے تمہارا دل گناہ کہے وہ گناہ ہے۔

سبحان اللہ! کتنی بہترین کسوٹی عطا فرمائی گئی کہ جس کام کے کرنے کے بعد تمہارا دل مطمئن ہو کہ یہ اچھا کام ہے تو سمجھ لو کہ تم نے اچھا اور نیک کام کیا ہے اور جس کام کے کرنے کے بعد تمہارا دل کھٹکے، بے چین رہے، اطمینان نہ ہو تو سمجھ لو کہ تم نے برا اور گناہ کا کام کیا ہے۔

☆ گناہ آخر گناہ ہے؟

محترم حضرات! گناہ چھوٹا ہو یا بڑا، گناہ آخر گناہ ہوتا ہے کیونکہ گناہ چاہے کتنا ہی چھوٹا ہوا گر اس پر پکڑ ہوئی تو خدا کی قسم! اس کا عذاب نہ سہا جا سکے گا۔

حضرت بلال بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ گناہ کے چھوٹا ہونے کو نہ دیکھو بلکہ یہ دیکھو کہ تم کس کی نافرمانی کر رہے ہو (الزواجر عن اقتراف الکبائر جلد 1، ص 27)

☆ گناہ کرنے والوں سے اللہ کا ارشاد:

امام ابن جوزی علیہ الرحمہ بحر الدموع کے صفحہ نمبر 14 پر نقل فرماتے ہیں کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے ابن آدم! تو کتنا مجبور ہے! مجھ سے مانگتا ہے تو میں عطا نہیں کرتا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تیرے حق میں کیا بہتر ہے پھر جب تو مجھ سے مانگنے میں اصرار کرتا ہے تو میں تجھ پر رحم و کرم کی نظر فرماتا ہوں اور تیری مانگی ہوئی چیز تجھے عطا فرما دیتا ہوں، پھر جب تو میری عطا کردہ شے پا کر میری نافرمانی کرنے لگتا ہے تو میں تجھے ذلیل و رسوا کر دیتا ہوں۔ میں کس قدر تیری بہتری چاہتا ہوں اور تو میری کتنی نافرمانیاں کرتا ہے! قریب ہے کہ میں تجھ سے ایسا ناراض ہو جاؤں کہ اس کے بعد کبھی راضی نہ ہوں۔

اس کے بعد مزید ایک فرمان کچھ یوں نقل فرماتے ہیں کہ اے میرے بندے! تو کب تک میری نافرمانی کرتا رہے گا حالانکہ میں نے تجھے اپنا رزق کھلایا اور تجھ پر احسان کیا، کیا میں نے تجھے اپنے دست قدرت سے پیدا نہیں فرمایا؟ کیا میں نے تجھ میں روح نہیں پھونکی؟ کیا تو نہیں جانتا کہ میں اپنی اطاعت کرنے والوں کے ساتھ کیسا معاملہ فرماتا ہوں اور اپنی نافرمانی کرنے والوں کی کیسی گرفت فرماتا ہوں؟ کیا تجھے حیاء نہیں آتی کہ مصائب میں مجھے یاد کرتا ہے مگر خوش حالی میں بھول جاتا ہے؟ نفسانی خواہشات نے تیری چشم بصیرت کو اندھا کر دیا ہے تو کب تک سستی کرے گا؟ اگر تو اپنے گناہ سے توبہ کرے گا تو میں تجھے اپنی امان دوں گا۔

☆ گناہ نفاق کی علامت ہے:

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ نور العرفان میں سورۂ توبہ کی آیت نمبر 81 کے تحت فرماتے ہیں جس کو گناہ آسان معلوم ہوں اور نیکی کا کام بھاری معلوم ہو تو سمجھو اس کے دل میں نفاق ہے (یعنی منافقت ہے) رب تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔

محترم حضرات! فی زمانہ یہی حال ہے کہ گناہ آسان معلوم ہوتے ہیں اور

نیکی کا کام بھاری بوجھ معلوم ہو جاتا ہے۔ نیکی کے کام میں نہ دل لگتا ہے اور نہ ہی نیکی کا کام کرنے کا ذوق وشوق رہا۔ ہم سب ذرا سوچیں! کہیں ہمارے دل میں نفاق تو داخل نہیں ہو گیا۔ ہمارے دل سے کہیں ایمان کی حرارت کم تو نہیں ہو گئی؟

☆ گناہ بھلایا نہیں جاتا:

ہم رات دن گناہوں میں بدمست ہوتے ہیں مگر ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ یہ گناہ لکھا بھی جاتا ہے ہمارے دائیں اور بائیں فرشتے مقرر ہیں جو ہماری نیکیاں اور بدیاں لکھتے ہیں۔ ہم اگرچہ گناہ اور نیکیاں بھول جاتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے یہاں لکھا رہ جاتا ہے چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے۔

حدیث شریف = مصنف عبدالرزاق کتاب الجامع جلد 10 کے صفحہ نمبر 189 پر حدیث نمبر 20430 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے، نیکی پرانی نہیں ہوتی اور گناہ بھلایا نہیں جاتا، جزا دینے والا (یعنی اللہ تعالیٰ) کبھی فنا نہ ہوگا لہذا جو چاہے کرو (مگر یاد رکھو) جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔

☆ گناہ خلوت میں ہو یا جلوت میں، گناہ ہے:

گناہ خلوت (یعنی تنہائی) میں ہو یا جلوت (لوگوں کے سامنے) میں ہو، گناہ ہی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی نافرمانی کرنے والے بندوں پر سخت غضب

فرماتا ہے۔ محترم حضرات! غور فرمایئے! یہ وہ لوگ تھے جو ظاہری طور پر تو نیک تھے اور ہم ہیں کہ علی الاعلان گناہ کرتے پھرتے ہیں اور ذرا نہیں شرماتے، ہمارا کیا بنے گا؟ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ایک ارشاد سنئے اور اس پر خوب غور کیجئے۔

الزواجر عن اقتراف الکبائر جلد 1 کے صفحہ نمبر 27 پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ایک فرمان کچھ یوں نقل ہے۔ آپ فرماتے ہیں اے گناہ گار! تو گناہ کے انجام بد سے کیوں بے خوف ہے؟ حالانکہ گناہ کی طلب میں رہنا گناہ کرنے سے بھی بڑا گناہ ہے، تیرا دائیں، بائیں جانب کے فرشتوں سے حیا نہ کرنا اور گناہ پر قائم رہنا بھی بہت بڑا گناہ ہے یعنی توبہ کیے بغیر تیرا گناہ پر قائم رہنا اس سے بھی بڑا گناہ ہے۔ تیرا گناہ کر لینے پر خوش ہونا اور قہقہہ لگانا اس سے بھی بڑا گناہ ہے حالانکہ تو نہیں جانتا کہ اللہ تیرے ساتھ کیا سلوک فرمانے والا ہے؟ اور تیرا گناہ میں ناکامی پر غمگین ہونا اس سے بھی بڑا گناہ ہے۔ گناہ کرتے ہوئے تیز ہوا سے دروازے کا پردہ اٹھ جائے تو تو ڈر جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی اس نظر سے نہیں ڈرتا جو وہ تجھ پر رکھتا ہے، تیرا یہ عمل اس سے بھی بڑا گناہ ہے۔

☆ گناہوں کی اقسام:

گناہوں کی بنیادی طور پر دو اقسام ہیں، ایک گناہ صغیرہ اور دوسری گناہ کبیرہ۔

گناہ صغیرہ:

گناہ صغیرہ سے مراد چھوٹے گناہ ہیں، صغیرہ گناہ مختلف نیکی کے کام کرنے مثلاً نماز، روزہ اور حج وغیرہ کی ادائیگی سے معاف ہوجاتے اور یہ عبادات ان گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتی ہیں۔ حدیث شریف میں بھی اس کا بیان موجود ہے۔

حدیث شریف = مسلم شریف، کتاب الطہارۃ میں حدیث نمبر 233 نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ پانچوں نمازیں اور جمعہ اگلے جمعہ تک اور ماہ رمضان اگلے ماہ رمضان تک (ہونے والے) گناہوں کا کفارہ ہیں جبکہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے۔

☆ گناہ کبیرہ:

کبیرہ گناہوں کی دوصورتیں ہیں۔ اگر ان کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حقوق سے ہوتو سچی توبہ کرنے سے معاف ہوجاتے ہیں اور اگر ان کا تعلق بندوں کے حقوق سے ہوتو حق کی ادائیگی یا صاحب حق کے معاف کیے بغیر معاف نہیں ہوتے۔

☆ گناہوں کی تعداد:

محترم حضرات! گناہوں کے صغیرہ وکبیرہ ہونے کے اعتبار سے ان کی صحیح تعداد بیان کرنا بہت مشکل ہے البتہ! کبیرہ گناہوں کی پہچان حاصل کرنے کے لیے امام ذہبی علیہ الرحمہ کی کتاب ''الکبائر'' اور امام ابن حجر ہیتمی علیہ الرحمہ کی کتاب ''الزواجر عن اقتراف الکبائر'' کا مطالعہ مفید ہے کیونکہ ان دونوں کتابوں میں بہت سے کبیرہ گناہوں کا تذکرہ کیا گیا ہے، چنانچہ امام ابن حجر ہیتمی علیہ الرحمہ اپنی کتاب الزواجر جلد اول کے صفحہ نمبر 24 پر سترہ کبیرہ گناہوں کا ذکر فرمایا ہے۔

1: چار کبیرہ گناہوں کا تعلق دل سے ہے:

1۔شرک، 2۔گناہ پر اصرار، 3۔اللہ کریم کی رحمت سے مایوسی، 4۔اللہ کریم کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہونا

2: چار کا تعلق زبان سے ہے:

1۔زنا کی تہمت لگانا، 2۔جھوٹی گواہی دینا، 3۔جادو کرنا (جادو ہر اس کلام کو کہتے ہیں جو انسان یا اس کے بدن کے کسی حصہ (کی حالت) کو بدل دے)، 4۔جھوٹی قسم اٹھانا

3: تین کا تعلق پیٹ سے ہے:

1۔ یتیم کا مال ظلماً کھانا، 2۔ سود کھانا، 3۔ ہر نشہ آور چیز پینا

4: دو کا تعلق شرم گاہ سے ہے:

1۔ زنا، 2۔ لواطت

5: دو کا تعلق ہاتھوں سے ہے:

1۔ قتل کرنا، 2۔ چوری کرنا

6: ایک کا تعلق پاؤں سے ہے:

1۔ جہاد سے فرار ہونا (میدان جہاد سے بھاگنا)

7: ایک گناہ کا تعلق پورے جسم سے ہے:

1۔ وہ کبیرہ گناہ والدین کی نافرمانی کرنا ہے۔

☆ گناہوں کے دس نقصانات:

بحر الدموع کے صفحہ نمبر 30 پر نقل ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ہرگز دھوکے میں نہ پڑنا۔

ترجمہ: جو ایک نیکی لائے تو اس کے لیے اس جیسی دس ہیں اور جو برائی لائے

تو اسے بدلہ نہ ملے گا مگر اس کے برابر (سورۂ انعام آیت نمبر 160)

کیونکہ گناہ اگرچہ ایک ہی ہو، اپنے ساتھ دس بری خصلتیں لے کر آتا ہے۔

1...... جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو غضب دلاتا ہے اور وہ اسے پورا کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔

2...... وہ (یعنی گناہ کرنے والا) ابلیس ملعون کو خوش کرتا ہے۔

3...... جنت سے دور ہو جاتا ہے۔

4...... جہنم کے قریب آ جاتا ہے۔

5...... وہ اپنی سب سے پیاری چیز یعنی اپنی جان کو تکلیف دیتا ہے۔

6...... وہ اپنے باطن کو ناپاک کر بیٹھتا ہے۔

7...... اعمال لکھنے والے فرشتوں یعنی کراماً کاتبین کو تکلیف دیتا ہے۔

8...... وہ نبی کریم ﷺ کو روضۂ مبارک میں رنجیدہ کر دیتا ہے۔

9...... زمین و آسمان اور تمام مخلوق کو اپنی نافرمانی پر گواہ بنا لیتا ہے۔

10...... وہ تمام انسانوں سے خیانت اور رب تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے۔

☆ گناہ دل کو سیاہ کر دیتے ہیں:

حدیث شریف = ابن ماجہ کتاب الزہد میں حدیث نمبر 4244 نقل ہے۔

فرمایا: مومن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ بن جاتا ہے پھر اگر وہ توبہ کرلے اور (گناہ سے) الگ ہوجائے اور بخشش کرتا ہے تو اس کا دل صاف کردیا جاتا ہے اور اگر (توبہ نہ کرے بلکہ) گناہوں میں زیادتی کا مرتکب ہو تو وہ نکتہ پھیل جاتا ہے۔

الزواجر کے مقدمہ میں علامہ ابن حجر ہیتمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ وہ سیاہ نکتہ (گناہوں کی کثرت کی وجہ سے آہستہ آہستہ) پورے دل کو سیاہ کردیتا ہے اور یہ وہی زنگ ہے جسے اللہ کریم نے اپنی کتاب میں اس طرح ذکر فرمایا ہے چنانچہ سورۂ مطففین کی آیت نمبر 14 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ

ترجمہ: کوئی نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھادیا ہے ان کو کمائیوں نے

صوفیا فرماتے ہیں کہ گناہوں کی کثرت سے دل سیاہ ہوجاتا ہے اور دل کے سیاہ ہونے کی نشانی یہ ہے کہ پھر نصیحت کی بات اثر نہیں کرتی۔ اب ہم سب خود اپنا محاسبہ کرلیں کہ ہمارے دلوں پر نصیحت کی باتیں کتنی اثر کرتی ہے؟

☆ گناہوں کی نحوست سے لعنت برستی ہے:

الزواجر جلد اول صفحہ نمبر 28 پر نقل ہے کہ حضرت وہب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی طرف وحی فرمائی: بندہ جب میری اطاعت کرتا ہے تو میں اسے راضی ہوجاتا ہوں اور جب میں اس سے راضی ہوجاتا ہوں تو اسے برکتیں عطا فرماتا ہوں (بعض روایتوں میں ہے کہ میری برکت کی کوئی انتہا نہیں) اور جب بندہ میری نافرمانی (یعنی گناہ) کرتا ہے تو میں اس سے ناراض ہوجاتا ہوں اور جب میں اس سے ناراض ہوتا ہوں تو اس پر لعنت کرتا ہوں اور میری لعنت اس کی سات پشتوں تک پہنچتی ہے۔

محترم حضرات! (الامان والحفیظ) دیکھا آپ نے گناہوں کی نحوست اللہ تعالیٰ کی لعنت کی صورت میں برستی ہے اور یہ لعنت سات پشتوں تک پہنچتی ہے۔ ہم اس بات سے پناہ مانگتے ہیں کہ ہمارا شماران لوگوں میں ہو جن پر اللہ کریم نے لعنت فرمائی ہے۔

☆ گناہوں کی نحوست، برے خاتمے کا سبب:

سبع سنابل کے صفحہ نمبر 34 پر علامہ عبدالواحد بلگرامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ اور حضرت شیبان راعی علیہ الرحمہ دونوں ایک جگہ اکھٹے ہوئے۔ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ ساری رات روتے رہے۔

حضرت شیبان راعی علیہ الرحمہ نے سبب گریہ دریافت کیا تو فرمایا: مجھے برے خاتمے کا خوف رلا رہا ہے۔ آہ! میں نے ایک شیخ سے چالیس سال علم حاصل کیا۔ اس نے ساٹھ سال تک مسجد الحرام میں عبادت کی مگر اس کا خاتمہ کفر پر ہوا۔ حضرت شیبان راعی علیہ الرحمہ نے کہا: اے سفیان! وہ اس کے گناہوں کی شامت تھی آپ اللہ کریم کی نافرمانی ہرگز مت کرنا۔

☆گناہوں پر اصرار کی نحوست، حالت کفر میں موت کا سبب:

تفسیر روح البیان جلد 3 کے صفحہ نمبر 51 پر سورۂ انعام کی آیت نمبر 70 کے تحت فرماتے ہیں گناہوں پر اصرار کرنا بھی ایسا عمل ہے جس سے حالت کفر میں موت ہوسکتی ہے۔ حضرت ابو اسحاق فزاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ایک شخص اکثر ہمارے پاس بیٹھا کرتا اور آدھا چہرہ ڈھانپ کر رکھتا تھا۔ ایک دن میں نے اس سے کہا کہ تم ہمارے پاس بکثرت بیٹھتے ہو اور اپنا آدھا چہرہ ڈھانپ کر رکھتے ہو۔ مجھے اس کی وجہ بتاؤ۔ اس نے کہا: میں کفن چور تھا۔ ایک دن ایک عورت کو دفن کیا گیا تو میں اس کی قبر پر آیا، جب میں نے اس کی قبر کھود کر اس کے کفن کو کھینچا تو اس نے ہاتھ اٹھا کر میرے چہرے پر تھپڑ مار دیا۔ پھر اس شخص نے اپنا

چہرہ دکھایا تو اس پر پانچ انگلیوں کے نشان تھے۔ میں نے اس سے کہا: اس کے بعد کیا ہوا؟ اس نے کہا: پھر میں نے اس کا کفن چھوڑ دیا اور قبر بند کر کے اس پر مٹی ڈال دی اور میں نے دل میں پختہ ارادہ کر لیا کہ جب تک زندہ رہوں گا کسی کی قبر نہیں کھودوں گا۔ حضرت ابو اسحاق فزاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ میں نے یہ واقعہ امام اوزاعی علیہ الرحمہ کو لکھ کر بھیجا تو انہوں نے مجھے لکھا کہ اس سے پوچھو! جن مسلمانوں کا انتقال ہوا کیا ان کا چہرہ قبلے سے پھرا ہوا تھا؟ اس کفن چور نے کہا کہ اکثر کا چہرہ قبلہ سے پھرا ہوا تھا۔ میں نے اس کا جواب امام اوزاعی علیہ الرحمہ کو لکھ کر بھیجا تو انہوں نے مجھے تحریر بھیجی جس پر تین مرتبہ ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ'' لکھا ہوا تھا اور ساتھ میں یہ تحریر تھا ''جس کا چہرہ قبلے سے پھرا ہوا تھا، اس کی موت دین اسلام پر نہیں ہوئی۔ تم اللہ تعالیٰ سے اس کے عفو، مغفرت اور اس کی رضا طلب کرو۔

☆ بعض مصیبتیں، گناہوں کے سبب آتی ہیں:

القرآن: وَمَاۤ اَصَابَكُمۡ مِّنۡ مُّصِيۡبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتۡ اَيۡدِيۡكُمۡ

ترجمہ: اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا (سورۂ شوریٰ آیت نمبر 30، پارہ 25)

تفسیر: مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ یہ خطاب مومنین مکلفین سے ہے جن سے گناہ سرزد ہوتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ دنیا میں جو تکلیفیں اور مصیبتیں پہنچتی ہیں، اکثر ان کا سبب ان کے گناہ ہوتے ہیں۔ ان تکلیفوں کو اللہ کریم ان کے گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے اور کبھی مومن کی تکلیف اس کے رفع درجات کے لیے ہوتی ہے۔

محترم حضرات! ذرا سوچئے! ہم جن مصیبتوں میں مبتلا ہیں۔ خصوصاً بے برکتی، تنگ دستی، ذلت و رسوائی، مہلک بیماریاں، دشمن کا خوف، ظالم حکمران، نافرمان اولاد کہیں یہ مصیبتیں درج ذیل گناہوں کی وجہ سے تو نہیں......؟؟

1......ہم نے نمازوں کو بوجھ جان کر اسے وقت پر باجماعت ادا کرنا چھوڑ دیا۔

2...... روزے ہم اس لیے ترک کر دیتے ہیں کہ ہمیں بھوک اور پیاس برداشت نہیں ہوتی۔

3......ہم زکوٰۃ کو ٹیکس سمجھتے ہیں اور اسے پوری طرح ادا نہیں کرتے۔

4...... ہم نے رمضان کے عمرے کو فیشن بنالیا اور فرض حج کو مشقت کا باعث سمجھ کر اسے ترک کر دیا۔

5...... والدین نے اپنی اولاد کی اسلامی اصولوں کے مطابق تربیت نہیں کی۔

6......اولاد ماں باپ کو بوجھ سمجھتی ہے اور انہیں کوئی اہمیت نہیں دیتی۔

7 ...... بھائی اپنے سگے بھائی سے فقط مال کی وجہ سے محبت اور غریب بھائی سے تعلقات بھی نہیں رکھتا۔

8......سگی بہن اگر غریب ہے تو بھائی اس کے گھر جانا بھی گوارا نہیں کرتا۔

9......والدین اپنی مالدار اولاد کو غریب اولاد پر ترجیح دیتے ہیں۔

10 ......بیوی شوہر کا قبلہ بن چکی ہے۔

11 ......بیوی اپنے شوہر کی ناشکری ہے۔

12 ......نوجوان لڑکا باپ کو دور اور دوست کو قریب کرتا ہے۔

13 ......والدین اپنی نوجوان اولاد اور بہو کے ساتھ بیٹھ کر فلمیں، ڈرامے دیکھتے ہیں۔

14 ......موسیقی عام ہو چکی ہے، کوئی بھی مسلمان اپنے کانوں کو موسیقی سے محفوظ نہیں رکھ سکتا۔

15......دعوتوں میں بے دریغ کھانا ضائع کیا جاتا ہے۔

16......شادی بیاہ میں خوب فضول خرچی ہوتی ہے۔

17......خود پسندی بڑھ رہی ہے، ہر چیز میں دکھاوا پیدا ہو چکا ہے۔

18......مال کمانے کی لالچ بڑھتی جارہی ہے۔اس سے غرض نہیں کہ حلال ہے یا حرام

19......لسانیت کی بنیاد پر بھائی بھائی کے اوپر اسلحہ تھانے کھڑا ہے۔

20......جس مومن کی عزت کو بیت اللہ سے بھی بڑھ کر فرمایا اس کو سرعام گولیاں ماری جاتی ہیں۔

21......مسلمان بھائی کا مال دوسرے پر حرام ہے۔مگر اس کے باوجود اسلحہ کے زور پر دوسرے مسلمان کو لوٹ لیا جاتا ہے۔

22......اخبارات پر مقدس نام اور کلمات لکھے ہوتے ہیں مگر ہم چند روپے کے عوض اسے ردی میں فروخت کر دیتے ہیں۔

23......نقص والے مال کو اچھا ظاہر کر کے اپنے بھائی کو دھوکہ دے کر فروخت کرتے ہیں۔

24......حسد اور عداوت کی بناء پر اپنے ہی مسلمان بھائی پر، اس کے گھر پر اور کاروبار پر کالا علم کرواتے ہیں۔

25......سیٹھ صاحب اپنے ملازمین کو ان کا اصل حق نہیں دیتے۔

26......رعایا کی نیت خراب ہو چکی ہے جبکہ حکمران عیاش اور مکار ہو چکے ہیں۔

27...... ملازمین اپنے سیٹھ سے تنخواہ لینے کے باوجود سیٹھ کی جانب سے منگوائی جانے والی اشیاء پر کمیشن رکھتے ہیں اور سو والی چیز کا ڈیڑھ سو بل بنوا کر پچاس کی ڈنڈی مارتے ہیں۔

28......میڈیا پر بے دریغ اسلام اور شعائر اسلام کا مذاق اڑایا جارہا ہے۔

29......مسلمان اپنے علماء کی غیبت کرتے ہیں اور ان کو برے القاب سے یاد کرتے ہیں۔

30......قرآن مجید کو غلاف میں لپیٹ کر رکھ دیا، کبھی اس کی تلاوت پابندی سے نہیں کی اور نہ ہی اس کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

31......ہم نے اپنے آقا و مولا ﷺ کی سنتوں کو چھوڑ کر یہود و نصاریٰ کے طریقوں کو اپنا لیا ہے۔

32...... سٹے بازی، جوا، ویڈیو گیم، شطرنج، اسنوکر اور دیگر بے ہودہ کھیل گلی گلی کھیلے جارہے ہیں۔

33......سود کا نام منافع، شیئرز کا نام کاروبار، شراب کا نام وسکی، جھوٹ کا نام

ٹکنیک اور خنزیر کا نام دنبہ رکھ کر ان چیزوں کو خوب استعمال کیا جا رہا ہے۔

ہم سب اپنا محاسبہ کریں کہ کہیں ہم ان میں سے کسی گناہ میں ملوث تو نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو پھر مصیبتیں، پریشانیاں، تکالیف، بیماریاں، رزق میں بے برکتی، گھروں میں پریشانیاں، محبتوں کا خاتمہ انہی گناہوں کی وجہ سے تو نہیں؟ ذرا سوچیں۔

☆ گناہوں کی نحوست دنیاوی نقصانات کی صورت میں:

جنتی زیور کے صفحہ نمبر 143 پر نقل ہے کہ گناہوں سے آخرت کا نقصان اور عذاب جہنم کی سزاؤں اور قبر میں قسم قسم کے عذابوں میں مبتلا ہونا تو ہر شخص جانتا ہے مگر یاد رکھئے! گناہوں کی نحوست سے آدمی کو دنیا میں بھی طرح طرح کے نقصان پہنچتے رہتے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

1......روزی کم ہو جانا

2......بلاؤں کا ہجوم

3......عمر گھٹ جانا

4......دل میں اور بعض مرتبہ تمام بدن میں اچانک کمزوری پیدا ہو کر صحت خراب ہو جانا

5......عبادتوں سے محروم ہوجانا

6......عقل میں فتور پیدا ہوجانا

7......لوگوں کی نظروں میں ذلیل وخوار ہوجانا

8......کھیتوں اور باغوں کی پیداوار میں کمی ہوجانا

9......نعمتوں کا چھن جانا

10...... ہروقت دل کا پریشان رہنا

11......اچانک لاعلاج بیماریوں میں مبتلا ہوجانا

12......اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، نبیوں اور نیک بندوں کی لعنتوں میں گرفتار ہوجانا

13...... چہرے سے ایمان کا نور نکل جانے سے چہرے کا بے رونق ہوجانا

14......شرم وغیرت کا جاتا رہنا۔

15...... ہرطرف سے ذلتوں، رسوائیوں اور ناکامیوں کا ہجوم ہوجانا

16......مرتے وقت مونہہ سے کلمہ نہ نکلنا

یہ سب گناہوں کی نحوست سے دنیاوی نقصان ہوا کرتے ہیں۔

☆ گناہ کے باوجود عنایتیں رب کی طرف سے ڈھیل ہے:

حدیث شریف = مسند امام احمد ابن حنبل جلد 6 صفحہ نمبر 122 پر حدیث نمبر 17313 نقل ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کسی بندے کو دیکھو کہ اللہ کریم اس کو عطا فرماتا ہے اور وہ اپنے گناہ پر قائم ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈھیل ہے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت مقدسہ تلاوت فرمائی۔

ترجمہ: پھر جب انہوں نے بھلا دیا جو نصیحتیں ان کو کی گئی تھیں، ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے، یہاں تک کہ جب خوش ہوئے، اس پر جو انہیں ملا تو ہم نے اچانک انہیں پکڑ لیا اب وہ آس ٹوٹے رہ گئے (سورۂ انعام، آیت 44)

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ نور العرفان میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: معلوم ہوا کہ تمام عذابوں میں سخت تر عذاب دل کی سختی ہے جس سے تعلیم نبی اثر نہ کرے۔ اس (آیت مبارکہ) سے معلوم ہوا کہ گناہ و معاصی کے باوجود دنیاوی راحتیں ملنا اللہ کریم کا غضب اور عذاب ہے کہ اس سے انسان اور زیادہ غافل ہو کر گناہ پر دلیر ہو جاتا ہے بلکہ کبھی خیال کرتا ہے کہ گناہ اچھی چیز ہے ورنہ مجھے یہ نعمتیں نہ ملتیں، یہ کفر ہے (یعنی گناہ کو جان بوجھ کر اچھا کہنا اور اچھا سمجھنا کفر

ہے) یہ بھی معلوم ہوا کہ نیکوکار (یعنی نیک بندوں) پر تکالیف آنا رحمت الٰہی کا ذریعہ ہے کہ اس سے اس صالح (یعنی نیک بندے) کے درجات بلند ہوتے ہیں۔

☆ گناہوں سے سچی توبہ کر کے رحمت کی چادر میں آ جائیں:

محترم حضرات! آپ نے گناہوں کی نحوستیں سنیں واقعی آج یہ اُمّت پوری دنیا میں جو مشکلات میں گھری ہوئی ہے، یہ صرف اور صرف گناہوں کی کثرت اور دین سے دوری کی وجہ سے ہے۔

آیئے گناہوں سے سچی توبہ کر کے رحمت الٰہی کی چادر میں آ جایئے اور جس قدر ہو سکے، گناہوں سے بچیں اور اللہ کریم کو راضی کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے صالحین بندوں کے صدقے گناہوں سے بچنے کی طاقت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

قابل رشک خواتین

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَمَرۡیَمَ ابۡنَتَ عِمۡرٰنَ الَّتِیۡۤ اَحۡصَنَتۡ فَرۡجَهَا فَنَفَخۡنَا فِیۡهِ مِنۡ رُّوۡحِنَا وَصَدَّقَتۡ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتۡ مِنَ الۡقٰنِتِیۡنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰاھِدِیۡنَ وَالشّٰاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ مریم سے آیت نمبر 12 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا

فرمائے۔

عورت بھی اللہ کریم کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔اللہ کریم نے عورت کو بھی مراتب عطا کیے ہیں، کہیں عورت ماں کی صورت میں نظر آتی ہے۔ کہیں عورت بیٹی کی صورت میں نظر آتی ہے، کہیں عورت بہن کی صورت میں نظر آتی ہے تو کہیں بیوی کی صورت میں نظر آتی ہے ہر ایک کو اللہ کریم نے الگ الگ فضیلتوں سے نوازا ہے۔

اگر عورت ماں ہے تو اس کے پاؤں تلے جنت رکھ دی گئی، اگر بیٹی ہے تو اس کی اچھی پرورش، تربیت اور نکاح پر جنت کی بشارت دی گئی۔ اگر بہن ہے تو حسن سلوک پر اللہ تعالیٰ کی رضا رکھ دی گئی اور اگر بیوی ہے تو حقوق ادا کرنے پر مغفرت کی بشارتیں دی گئیں۔

مگر افسوس کہ آج عورت نے اپنے حقیقی مقام کو نہیں سمجھا جن جن اسلامی قوانین کا اسے پابند بنایا گیا ہے۔ وہ سارے اسلامی قوانین عورتیں توڑے جا رہی ہیں، یہی وجہ ہے کہ آج ذلت و رسوائی نے عورت کو گھیرے میں لے لیا ہے مگر پہلے کی خواتین کیسی ہوا کرتی تھیں، وہ عظیم مائیں تھیں، وہ عظیم بیٹیاں تھیں، وہ عظیم بہنیں تھیں اور وہ عظیم زوجہ بن کر قابل رشک خواتین کی تصویر پیش کیا کرتی تھیں۔ آیئے میں آپ کے سامنے ان قابل رشک خواتین کے کچھ واقعات پیش

کرتا ہوں جنہیں سن کر آپ بھی رشک کریں گے۔

☆ آپ ﷺ سلامت ہیں تو ہر مصیبت ہیچ ہے:

تاریخ طبری کے صفحہ نمبر 1435 پر یہ واقعہ نقل ہے کہ غزوۂ احد کے دن جب یہ خبر مدینۂ منورہ پہنچی کہ مسلمانوں کو اس غزوہ میں بہت تکلیف پہنچی ہے اور بہت سے مسلمان شہید بھی ہو گئے اور ساتھ ساتھ شیطان نے یہ افواہ بھی پھیلا دی کہ نبی پاک ﷺ بھی شہید ہو چکے ہیں تو مدینہ منورہ کی عورتیں بے قرار ہو کر اپنے گھروں سے نکل کھڑی ہوئیں، جب ایک انصاری خاتون باہر تشریف لائیں تو صحابہ کرام نے انہیں بتایا کہ آپ کے شوہر شہید ہو چکے ہیں۔ آپ نے اس خبر کی بالکل پرواہ نہ کی بلکہ بے تابانہ پوچھا کہ مجھے بتایا جائے کہ میرے سرکار ﷺ کیسے ہیں؟

پھر کسی نے راستے میں بتایا کہ آپ کے والد بھی شہید ہو چکے ہیں۔ آپ نے اس خبر کی بالکل پرواہ نہ کی بلکہ بے تابانہ پوچھا کہ مجھے بتایا جائے کہ میرے سرکار ﷺ کیسے ہیں؟

پھر آگے راستے میں کسی نے آپ سے کہا کہ آپ کے پیارے بھائی بھی شہید ہو چکے ہیں، آپ نے اس خبر کی بھی پرواہ نہ کی بلکہ بے تابانہ پوچھا: مجھے

بتایا جائے کہ میرے سرکار ﷺ کیسے ہیں؟ جواب دیا گیا کہ خیریت سے ہیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے ان کا جائے مقام بتادو تا کہ میں اپنی آنکھوں سے ان کا والضحیٰ والا چہرۂ انور دیکھ لوں۔ کسی نے کہا: آگے تشریف فرما ہیں۔ یہ سن کر بے اختیار آگے بڑھیں اور رحمت کونین ﷺ کا پرنور جلوہ جب اپنی آنکھوں سے دیکھا تو بے ساختہ بول اٹھیں ''**کل مصیبۃ بعدک جلل**'' یعنی آپ کے ہوتے ہوئے ہر مصیبت چھوٹی ہے۔

محترم حضرات! صحابیات کو اپنے آقا و مولا ﷺ سے اس قدر محبت تھی کہ ان کے نزدیک دنیاوی لحاظ سے ہر رشتہ دار کی محبت کا درجہ، محبت رسول سے حقیر و کمتر تھا لہذا پیارے مصطفی ﷺ کی موجودگی میں آنے والی ہر مصیبت انہیں آسان محسوس ہوتی تھی۔ محبت رسول ان پر اتنی غالب آچکی تھی کہ بڑی سے بڑی مصیبت چہرۂ مصطفی ﷺ کو دیکھ کر بھول جایا کرتے تھے۔ اسی کو امام اہلسنت علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں۔

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آگئے ہو سب غم بُھلا دیئے ہیں

☆ کنگن، رسول اللہ ﷺ پر قربان کردیئے:

سنن ابوداؤد میں حدیث شریف نقل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک عورت آئی۔ اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی، جس کے ہاتھ میں سونے کے موٹے موٹے کنگن تھے۔ آپ ﷺ نے اس عورت سے پوچھا: کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس عورت نے عرض کی: جی نہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس بات سے خوش ہو کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہیں ان کنگنوں کے بدلے آگ کے کنگن پہنا دے؟

یہ سنتے ہی اس نے وہ کنگن رسول اللہ ﷺ کے آگے ڈال دیئے اور کہا یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہیں۔

محترم حضرات! ان صحابیہ کی عظمت کے قربان جایئے کہ جیسے ہی اپنے آقا ﷺ کی زبان سے عذاب الٰہی کی وعید سنی فوراً سونے کی مالیت نہیں بلکہ اخروی انجام کو پیش نظر رکھ کر کنگن اپنے آقا ﷺ کے قدموں میں قربان کر دیئے۔ کاش ہماری مسلمان بہنیں بھی اپنے زیور کی مالیت کا مکمل حساب و کتاب کرنے کے بعد ہر سال پوری پوری زکوٰۃ ادا کریں اور یہ بات ذہن نشین رہے کہ زکوٰۃ دینے سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔

☆ صابر و شاکر ماں:

بخاری شریف میں یہ واقعہ نقل ہے۔حضرت ام سُلَیم رضی اللہ عنہا ہمارے آقا ومولا ﷺ کے سب سے چھوٹے خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ایک مرتبہ ان کا بچہ شدید بیمار تھا۔حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کام وغیرہ کی غرض سے باہر تشریف لے گئے۔

آپ کی غیر موجودگی میں بچے کی طبیعت بگڑتی چلی گئی حتیٰ کہ اس کا انتقال ہوگیا۔حضرت ام سلیم نے اس کی لاش کو ایک الگ کمرے میں لٹا کر کپڑا اوڑھا دیا اور خود روزانہ کی طرح کھانا پکایا، پھر خوب اچھی طرح بناؤ سنگھار کر کے شوہر کے آنے کا انتظار کرنے لگیں۔

جب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رات کو گھر تشریف لائے تو بچے کے بارے میں دریافت فرمایا: آپ نے جواب دیا: آج وہ بہت آرام سے ہے۔حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ یہ سمجھ کر کہ بچے کی طبیعت سنبھل گئی ہے، مطمئن ہو گئے۔پھر آپ فوراً کھانا لے آئیں۔حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اچھی طرح کھانا کھایا۔ پھر آپ نے زوجہ سے صحبت فرمائی۔ جب سب کاموں سے فارغ ہو چکے تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھے ایک مسئلہ تو بتایئے کہ اگر ہمارے پاس کسی کی کوئی امانت ہو اور وہ اپنی امانت ہم سے لے لے،تو کیا ہم کو برا ماننے یا ناراض ہونے کا کوئی حق ہے؟ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہرگز نہیں!

امانت والے کو اس کی امانت خوشی خوشی لوٹا دینی چاہیے۔

شوہر کا یہ جواب سن کر حضرت ام سلیم نے کہا کہ اے میرے سرتاج! آج ہمارے گھر میں یہی معاملہ پیش آیا کہ ہمارا بچہ یقیناً ہمارے پاس خدا تعالیٰ کی امانت تھا، آج خدا تعالیٰ نے اپنی وہ امانت واپس لے لی اور ہمارا بچہ انتقال کر گیا۔ یہ سن کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے صبر کا گھونٹ بھرا اور شکوہ شکایت سے محفوظ رہے۔

صبح حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں نماز فجر کے لیے گئے اور رات کا پورا ماجرا آقا ومولا ﷺ کی خدمت میں عرض کر دیا۔ آقا و مولیٰ ﷺ نے حضرت ابوطلحہ کے لیے دعا فرمائی کہ تمہاری رات کی اس صحبت میں اللہ تعالیٰ خیر وبرکت عطا فرمائے۔ اس دعائے نبوی کا یہ اثر ہوا کہ اسی رات میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے حمل ٹھہر گیا اور ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ رکھا گیا اور ان عبداللہ کے بیٹوں میں بڑے بڑے علماء پیدا ہوئے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب صبح حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے یہ تمام واقعہ بارگاہ رسالت میں عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کل رات تم پر بڑی مبارک رات تھی، سبحان اللہ کیا عظیم رات تھی۔ میں نے ابوطلحہ کی بیوی (ام سلیم) کو جنت میں دیکھا ہے۔

☆مردوں کے ثواب میں سے حصہ:

اسدالغابہ جلد 5 کے صفحہ نمبر 398 پر نقل ہے۔ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! میں بہت سی عورتوں کی قاصد کی حیثیت سے حاضر ہوئی ہوں۔ ہماری عرض یہ ہے کہ ''اللہ کریم نے آپ کو مردوں اور عورتوں دونوں کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا ہے، چنانچہ ہم عورتیں بھی آپ پر ایمان لائی ہیں اور آپ ﷺ کی پیروی کا عہد کیا ہے۔ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ عورتیں پردہ نشیں بنا کر گھروں میں بٹھا دی گئی ہیں۔ ہم اپنے شوہروں کی خواہشات پوری کرتی ہیں۔ ان کے بچوں کو گود میں لیے پھرتی ہیں، ان کے گھروں کی رکھوالی اور ان کے مال وسامان کی حفاظت کرتی ہیں جبکہ مرد حضرات جنازوں اور جہادوں میں شرکت کر کے اجرِ عظیم حاصل کر لیتے ہیں۔ آپ ہمیں بتایئے کہ ان مردوں کے اجر وثواب میں سے ہم عورتوں کو بھی حصہ ملے گا یا نہیں؟

یہ سن کر شفیق ومہربان آقا ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا کہ دیکھو اس عورت نے اپنے دین کے بارے میں کتنا اچھا سوال کیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اسماء! تم سن لو اور جا کر بقیہ عورتوں کو بتا دو کہ

اگر وہ اپنے شوہروں کی خدمت گزاری کر کے ان کو خوش رکھیں اور ہمیشہ شوہروں کی خوشنودی طلب کریں اور ان کی فرمانبرداری کرتی رہیں تو انہیں بھی مردوں کے اعمال کے برابر ہی ثواب ملے گا۔ یہ سن کر حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا خوشی و مسرت سے سرشار، تکبیر لگاتی ہوئی واپس تشریف لے گئیں۔

محترم حضرات! حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کیسی قابل رشک خاتون تھیں جنہوں نے اجر و ثواب کی کمی کا احساس کیا اور آج ہماری عورتیں انہیں نئے نئے خوبصورت لباس اور جیولری اور بناؤ سنگھار سے فرصت ہی نہیں۔ ان کی نظریں آسائشوں پر لگی ہوئی ہیں۔ اے کاش! ہماری خواتین کو بھی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا صدقہ نصیب ہو جائے۔ دوسری جانب گھر کا کام کاج، شوہر کی خدمت اور بچوں کو پالنے میں نفلی عبادت کا وقت نہ ملنے والی اسلامی خواتین کی بھی حوصلہ افزائی فرمائی گئی ہے کہ وہ اپنے مشن کو جاری رکھیں اور فرائض و واجبات کو ہرگز نہ چھوڑیں تو انہیں بھی مردوں کے اعمال کے برابر ثواب ملے گا۔

☆ قابل رشک ماں:

اسد الغابہ جلد 5 کے صفحہ نمبر 442 پر یہ واقعہ نقل ہے کہ حضرت خنساء رضی اللہ عنہا شرف صحابیت سے سرفراز ہیں۔ محرم الحرام 14 ھ میں جنگ قادسیہ کے

خون ریز معرکہ میں یہ قابل رشک ماں اپنے چاروں جوان بیٹوں کے ساتھ تشریف لے گئیں جس وقت میدان جنگ گرم ہوا تو اس ماں نے اپنے چاروں بیٹوں کو حکم دیا کہ اے میرے بچو! جاؤ اور آخری دم تک راہ حق میں لڑو۔

ماں کا حکم سنتے ہی چاروں بھائی گھوڑوں کی باگیں اٹھائے رجز پڑھتے ہوئے یکے بعد دیگرے شہید ہو گئے۔ والدہ نے ان کی شہادت کی خبر سنی تو کہا ''اللہ کریم کا شکر ہے کہ میرے فرزندوں نے پیٹھ نہیں پھیری۔ اللہ کریم نے ان کی شہادت کا شرف مجھے بخشا۔ اس ذات رحیم سے مجھے امید ہے کہ وہ اپنی رحمت کے سائے میں میرے بچوں کے ساتھ مجھے بھی جگہ عطا فرمائے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس واقعہ سے بے حد متاثر ہوئے اور چاروں بیٹوں کی تنخواہیں، انہیں عطا فرمانے لگے۔

محترم حضرات! وہ کیسی قابل رشک ماں تھی جس پر اپنی زندگی بھر کی کمائی چار جوان بیٹے راہ حق میں قربان کر دیئے اور شہادت کے بعد بھی نوحہ نہ کیا، صبر کے ساتھ دعا کی اور آج ہماری مائیں ہیں جو اپنے بیٹے کو کام کاج کے لیے لندن اور امریکہ اکیلے بھیجنے کے لیے تیار ہیں مگر دین کی راہ میں دو تین گھنٹے کے لیے بھیجنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ہائے افسوس! آج دین مظلوم ہو گیا اور مال و دولت کی اہمیت بڑھ گئی۔

☆باپ سے بڑھ کر محبت رسول ﷺ:

اصابہ جلد 5 کے صفحہ نمبر 85 پر نقل ہے۔ فتح مکہ سے قبل ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے والد ابوسفیان حالت کفر میں اپنی بیٹی سے ملنے مدینہ منورہ آئے۔ گھر میں داخل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کے بچھونے پر بیٹھنے کا ارادہ کیا۔ یہ دیکھ کر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے جلدی سے جلدی سے آگے بڑھ کر بستر رسول الٹ دیا۔ ابوسفیان نے سخت جلال میں کہا: بیٹی تمہارا باپ اس قابل نہیں کہ وہ تمہارے شوہر کے بچھونے پر بیٹھے۔ یہ سن کر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ کسی عام ہستی کا بچھونا نہیں ہے بلکہ یہ بچھونا طیب و طاہر آقا ﷺ کا بچھونا ہے اور آپ مشرک ہیں اور مشرک ناپاک ہوتا ہے لہذا آپ قابل نہیں کہ پاکیزہ اور طیب و طاہر بچھونے پر بیٹھیں۔

محترم حضرات! یہ ہے اپنے آقا و مولیٰ ﷺ سے حقیقی محبت و عقیدت کا اظہار کہ والد کی محبت بھی محبت رسول پر غالب نہ آنے دی۔ حقیقت میں یہ وہی لوگ تھے جن کا ایمان محبت رسول کی برکت سے کامل و اکمل تھا۔ مفتی اختر رضا خان صاحب نے کیا خوب فرمایا۔

نبی سے ہو جو بیگانہ اسے دل سے جدا کردے

پدر، مادر، برادر ، جان و مال ان پر فدا کردے

☆بعد وفات پردہ:

اسد الغابہ جلد 5 کے صفحہ 524 پر نقل ہے: حضرت خاتون جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کا وقت جب قریب آیا تو آپ نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا: مجھے کھلے جنازے سخت ناپسند ہیں کیونکہ ان میں عورتوں کی بے پردگی (یعنی جنازہ لے جاتے وقت عورتوں کے سینے کا ابھار ظاہر ہوتا ہے) حضرت اسماء نے کہا میں نے حبشہ میں ایک طریقہ دیکھا ہے۔ آپ کہیں تو اس کو پیش کروں؟

آپ نے اجازت مرحمت فرمائی۔ حضرت اسماء نے خرمے کی چند شاخیں منگوائیں اور ان پر کپڑا تانا جس سے پردہ کی صورت پیدا ہوگئی۔ اسے دیکھ کر سیدہ خاتون جنت بے حد خوش ہوئیں۔ پھر حسب وصیت آپ کا اور آپ کے بعد بی بی زینب کا جنازہ بھی اسی طریقے سے اٹھایا گیا۔

محترم حضرات! یہ پرورش رسول تھی جو خاتون جنت میں ظاہر ہو رہی تھی، وصال کے بعد بھی پردے کی فکر ہے مگر آج کل کی مسلمان عورتیں اپنی زندگی میں بھی اپنے پردے کو بھلا بیٹھی ہے۔ باریک لباس چست لباس پہن کر گلے میں

باریک دوپٹہ لٹکائے، بعض تو بغیر دوپٹہ کے گلیوں اور بازاروں میں بے پردہ گھوم رہی ہوتی ہیں۔ فی زمانہ مغربی طرز زندگی سے متاثر خواتین نے پردے کو بوجھ اور مصیبت سمجھنا شروع کردیا ہے بلکہ اسلام دشمن قوتوں نے بے پردگی کے ذریعے فحاشی وعریانی کو عام کرنے کے لیے کئی نام نہاد مسلمان خواتین کو خرید کر آزادی نسواں کے نعرے لگانے پر مقرر کر رکھا ہے۔

کاش! آج کے دور کی مسلمان بہنیں بھی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اتباع میں باپردہ اور باحیاء ہوجائیں تو بلامبالغہ ہمارے معاشرے سے 75 فیصد گناہوں کا خاتمہ ہوسکتا ہے ہے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا رنگ خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ کی پیاری ماں میں نظر آتا ہے۔

☆ پاکیزہ دامن کا دھاگہ:

گیارہویں صدی کے مجدد شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب اخبارالاخیار کے صفحہ نمبر 40 پر تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ خشک سالی ہوئی، لوگوں نے بہت دعائیں کیں مگر بارش نہ ہوئی۔ پھر خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ نے اپنی والدہ محترمہ کے پاکیزہ دامن کا ایک دھاگہ اپنے ہاتھ میں لے کر بارگاہ الٰہی میں عرض کی: یااللہ! یہ اس خاتون کے دامن کا دھاگہ ہے جس پر کبھی

بھی کسی نامحرم کی نظر نہ پڑی۔ اس کا وسیلہ تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں مولا! باران رحمت کا نزول فرما۔ ابھی خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ نے یہ جملہ کہا ہی تھا کہ بارش برسنے لگی۔

محترم حضرات! یہ خواتین تھیں جو سیدہ خاتون جنت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نقش قدم پر چلنے والیاں تھیں۔ آج بھی اگر ہماری مسلمان مائیں، بہنیں حیا کے تقاضوں کو پورا کر کے اللہ کریم کی اطاعت میں عمر بسر کریں تو وہ بھی بلند مقام حاصل کر سکتی ہیں۔

☆صبر اور نماز سے مدد:

اصابہ صفحہ نمبر 9 پر ہے۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے بیٹے محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ مصر میں 38ھ میں شہید ہوئے۔ بعد شہادت دشمنوں نے ان کی لاش کو ایک گدھے کی کھال میں بند کر کے جلا دیا تھا۔ جب حضرت اسماء کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے نہایت صبر سے کام لیا اور مصلے پر کھڑی ہو گئیں۔

محترم حضرات! یہ صبر کا اعلیٰ درجہ ہے کہ بیٹے کی شہادت اور بعد شہادت لاش کو بے دردی کے ساتھ جلا دینا مگر زبان میں شکوہ شکایت لائے بغیر نماز سے مدد حاصل کی۔ اے کاش! ہماری ماؤں، بہنوں میں ایسا انقلاب برپا ہو جائے کہ وہ

مصیبتوں اور پریشانیوں پر واویلا کرنے کے بجائے صبر اور نماز سے مدد حاصل کرنے والی بن جائیں۔

☆زمین کے فرشتے تیرے انتظار میں ہیں:

امام غزالی علیہ الرحمہ مکاشفۃ القلوب کے صفحہ نمبر 90 پر نقل فرماتے ہیں کہ فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے اپنا ایمان لانا فرعون سے پوشیدہ رکھا ہوا تھا۔ جب کسی طرح اسے خبر ہوئی تو اس نے آپ کو دین موسیٰ علیہ السلام سے پھر جانے کا حکم دیا۔ لیکن آپ نے اس کا کہا نہ مانا۔ آپ کے انکار پر وہ غصہ میں آ گیا اور اس نے طرح طرح کی سزائیں دینے کا حکم جاری کیا۔ آخر کار کیل لائے گئے اور حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے بدن میں ٹھونک دیا گیا۔ لیکن آپ کے پائے استقامت میں ذرہ برابر بھی لغزش پیدا نہ ہوئی بلکہ آپ فرماتی ہیں: اے فرعون! تو نے اگرچہ میرے بدن پر قابو پالیا لیکن میرا دل میرے رب کی حفاظت میں ہے۔ اگر تو میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے، تب بھی میرے ایمان اور محبت الٰہی میں اضافہ ہی ہوگا۔

ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے سامنے سے گزرے تو حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے ان کو آواز دی اور کہا: اے اللہ کے نبی! مجھے بتایئے کہ میرا

رب مجھ سے راضی ہے یا ناراض؟ انہوں نے فرمایا: اے آسیہ! آسمان کے فرشتے تیرے انتظار میں ہیں اور اللہ کریم ان کے سامنے تجھ پر فخر فرما رہا ہے، تو اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کا سوال کر۔

یہ سن کر حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے بارگاہ رب العزت میں دعا مانگی۔ اے میرے رب! میرے لیے جنت میں ایک گھر تعمیر فرما دے اور مجھے فرعون، اس کے عمل اور ظالم قوم سے نجات عطا فرما۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرعون اپنی بیوی کو دھوپ میں سزا دیتا تھا۔ جب سزا دینے والے چلے جاتے تو فرشتے اپنے پروں سے ان پر سایہ کرتے اور وہ جنت میں اپنا گھر اپنی آنکھوں سے دیکھا کرتی تھیں۔

اے میری ماؤں اور بہنو! اگر کبھی دین کے کام میں کوئی رکاوٹ یا تکلیف کا سامنا ہو تو حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی تکلیفوں کو یاد کر لیا کرو۔ آپ کو حوصلہ ملے گا اور آپ کا دل مطمئن ہو جائے گا کہ ہماری تکلیفیں کچھ بھی نہیں ہیں۔ اصل تکالیف تو حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے اٹھائی ہیں۔

☆ جہنم کی آگ پر صبر نہیں ہو سکتا:

امام محمد غزالی علیہ الرحمہ مکاشفۃ القلوب کے صفحہ نمبر 661 پر روایت فرماتے ہیں کہ سابقہ زمانے میں جب کوئی شخص روزی کمانے کے لیے سفر پر روانہ ہوتا تو اس کے گھر کی عورتیں عرض کرتیں:

''صرف رزق حلال کے لیے کوشش کرنا، حرام کی طرف نظر بھی نہ کرنا، کیونکہ ہم بھوک و فاقہ پر تو صبر کر سکتے ہیں لیکن (حرام کھا کر) ہم سے جہنم کی آگ پر صبر نہیں ہو سکتا''

محترم حضرات! وہ کیسی خدا تعالیٰ سے ڈرنے والی عورتیں تھیں جو اپنے مردوں کو حلال روزی کی طرف راغب کرتی تھیں اور آج ایسا وقت آ گیا کہ عورتیں مردوں سے کہتی ہیں کہ ہم کچھ نہیں جانتیں، ہماری تمام خواہشات کو پورا کرو، جو بھی کرو، کہیں سے بھی کما کر لاؤ، بس ہمیں مال چاہیے۔ یہاں تک کہ بعض عورتیں جن کے مرد حلال اور کم روپے کماتے ہیں، وہ اپنے مردوں کو یہ طعنہ تک دیتی ہیں کہ فلاں کو دیکھو کتنا پیسہ بنا لیا اور ایک تم ہو کہ آج اپنا اچھا وسیع گھر نہ بنا سکے۔ بالآخر مرد طعنہ سن سن کر حرام کمائی کی طرف چلا جاتا ہے۔

☆ثواب کی خوشی میں تکلیف بھول گئی:

کیمیائے سعادت کے صفحہ نمبر 738 پر امام غزالی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں

کہ شیخ فتح موصلی علیہ الرحمہ کی زوجہ محترمہ کو ایک مرتبہ زوردار ٹھوکر لگی، جس سے پیر کا ناخن ٹوٹ گیا، لیکن آپ کے چہرہ پر مسکراہٹ تھی۔ شیخ فتح موصلی علیہ الرحمہ نے دریافت فرمایا: کیا ناخن ٹوٹنے سے درد نہیں ہو رہا؟ عرض کی کہ تکلیف پر ملنے والے اجر و ثواب کی اتنی خوشی ہے کہ درد کا احساس ہی نہ رہا۔

محترم حضرات! یہ قابل رشک عورتیں تھیں جو اجر و ثواب ہی کی حرص میں رہتی تھیں ان کو صرف اور صرف آخرت کی فکر ہوا کرتی تھی۔ کبھی پریشانی پر شکوہ شکایت نہ کیا۔

☆عبادت گزار لونڈی:

کتاب **تنبیه المغترین** کے صفحہ نمبر 158 پر نقل ہے کہ حضرت حسن بن صالح علیہ الرحمہ کا طریقہ تھا کہ آپ اور آپ کی لونڈی رات کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قیام کیا کرتے تھے۔ اتفاقاً کسی ضرورت کے باعث آپ نے اس لونڈی کو بیچ دیا۔ پس جب وہ دوسرے لوگوں کے پاس پہنچی حسب معمول عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد نماز شب شروع کی تو نداء کی کہ لوگو! اٹھو، نماز پڑھو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو صبح پڑھیں گے۔

جب کچھ دن یہی معمول رہا تو وہ آپ کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کی کہ

آپ نے مجھے ایسے لوگوں کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے کہ جو تمام رات سوتے رہتے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ ان کو آرام کرتا دیکھ کر کہیں میری ہمت بھی پست نہ ہو جائے۔ یہ سن کر آپ کو اس پر رحم آ گیا اور آپ نے اسے دوبارہ خرید لیا۔

محترم حضرات! جن کو ذکر الٰہی کی حلاوت نصیب ہو جائے، جن کو یادالٰہی کی چاشنی لگ جائے جن کے دلوں میں عشق الٰہی کی شمع روشن ہو جائے، انہیں اپنے پیارے اللہ کے ذکر کے بغیر سکون محسوس ہی نہیں ہوتا۔ وہ یاد الٰہی کے بغیر ادھورے ہوتے ہیں۔ اے کاش! ہماری ماؤں بہنوں کو بھی یادالٰہی کی حقیقی چاشنی نصیب ہو جائے۔ آمین

☆ نیک شوہر یا مال:

حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کی زوجہ حضرت فاطمہ بنت عبدالملک کے پاس ایک بیش بہا اور بے مثل گوہر تھا۔ جوان کو ان کے والد عبدالملک نے دیا تھا۔ ایک روز حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم اپنا تمام زیور (مع اس گوہر کے) یا تو بیت المال میں جمع کرادو یا مجھے ناپسند کرو تاکہ میں تمہیں خود سے جدا کردوں (یعنی طلاق دے دوں) کیونکہ مجھ سے یہ نہیں دیکھا جاتا کہ میں اور تم اور تمہارا زیور ایک گھر میں ہوں۔

آپ کی زوجہ محترمہ نے کہا کہ آپ میرا تمام زیور شوق سے بیت المال میں داخل کر دیجئے۔ میں زیور کے مقابلے میں آپ کو ترجیح دیتی ہوں۔ چنانچہ آپ نے ان کا تمام زیور لے کر بیت المال میں داخل کر دیا۔ جب آپ کا انتقال ہو گیا اور (حسب وصیت) یزید بن عبدالملک تخت پر بیٹھا تو اس نے آپ کی زوجہ محترمہ (اپنی بہن فاطمہ) سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں تمہارا تمام زیور بیت المال سے واپس لے کر تم کو دے دوں۔ مگر آپ نے انکار کر دیا اور کہا کہ جو چیز میں اپنی مرضی سے اپنے شوہر کی زندگی میں دے چکی ہوں تو اب ان کے انتقال کے بعد بھی واپس نہیں لوں گی۔

محترم حضرات! حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے چونکہ آپ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی مثل روئے زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیا تھا لہذا آپ کو عمر ثانی کہا جاتا ہے۔ خلیفہ بننے کے بعد آپ نے موجودہ دور کے حکمرانوں کے برعکس دنیا سے بالکل کنارہ کش ہو چکے تھے۔ اپنا تمام مال ومتاع بیت المال میں جمع کروا دیا تھا۔ اپنی زوجہ کے بارے میں بھی یہی خواہش تھی کہ وہ بھی اللہ کریم کی بارگاہ میں مقبول بننے میں رکاوٹ ڈالنے والی ہر چیز سے دور ہو جائیں لہذا اسی مقصد کے تحت انہیں قیمتی گوہر بیت المال میں جمع کروانے کا حکم فرمایا۔ بصورت دیگر انہیں

علیحدہ ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

اگر حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کی بیوی کی جگہ کوئی آج کل کی عورت ہوتی تو شور شرابا مچا دیتی اور شوہر کا جینا دوبھر کر دیتی مگر وہ کیسی سعادت مند بیوی تھی جس نے مال کو نہ دیکھا، اپنے شوہر کی اطاعت اور خوشنودی کو دیکھا۔ اے کاش! ہماری مسلمان بہنوں کو بھی شوہر کی ایسی اطاعت نصیب ہو جائے تو پھر ہمارا معاشرہ خوشحال معاشرہ بن جائے۔

محترم حضرات! آپ نے قابل رشک خواتین کے حالات سنے، کیا ان خواتین کا جذبہ تھا جن کا مقصد صرف اور صرف اللہ کریم کی رضا اور خوشنودی تھا۔ ان خواتین نے اپنی آخرت کو سنوارنے کا سامان تیار کر رکھا تھا۔ ان کے اندر عبادت کا ذوق وشوق، علم دین حاصل کرنے کی لگن، شوہر کی اطاعت وخدمت اور گناہوں سے بچنے کا عظیم جذبہ تھا۔

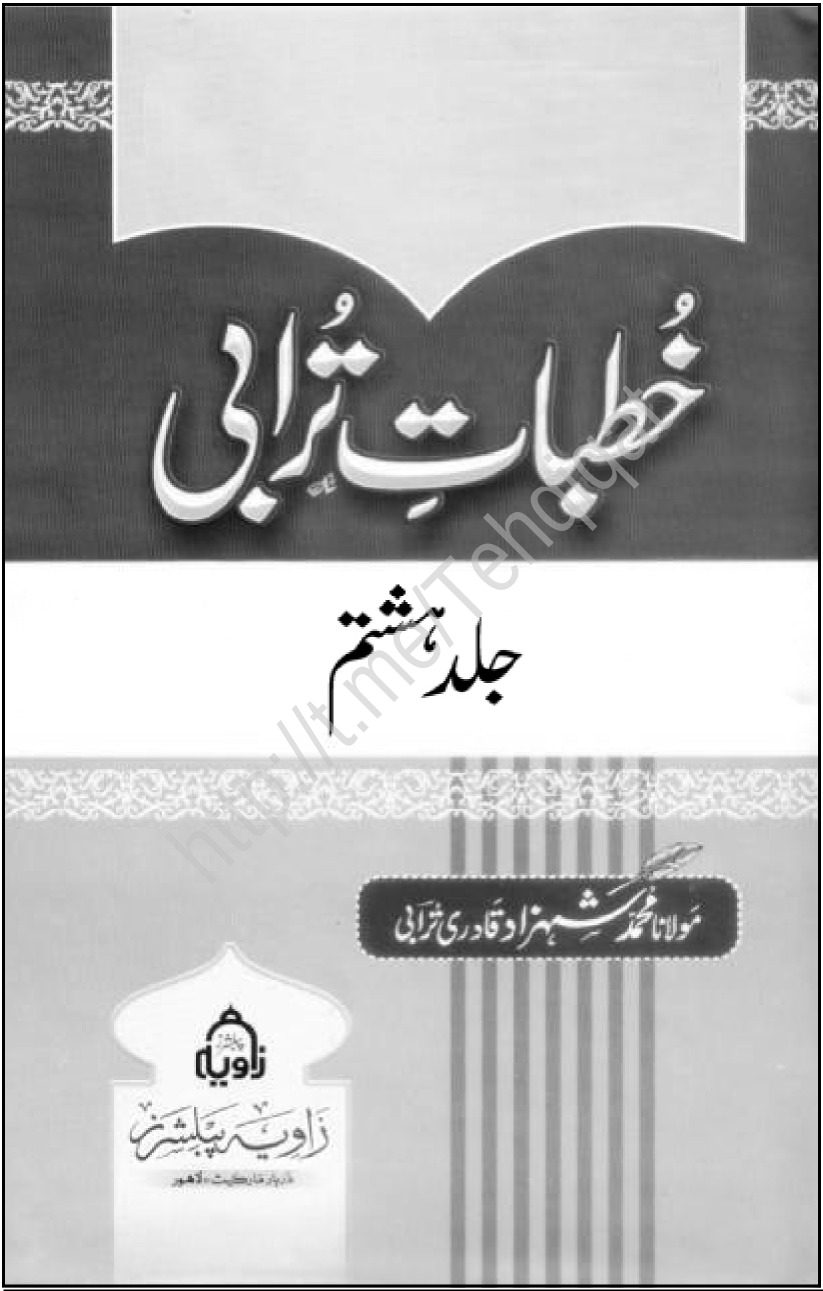
فی زمانہ ہماری خواتین میں یہ باتیں دور دور تک نظر نہیں آتیں۔ ان میں سب سے بڑا قصور والدین کا ہے جنہوں نے اپنی بچیوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس نہیں کروایا۔ بچی کیا کرتی ہے؟ کہاں جاتی ہے؟ موبائل پر کس سے باتیں کرتی ہے؟ کسے ایس ایم ایس کرتی ہے؟ والدین کو اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پھر یہی بچیاں ناآشنا افراد کے ساتھ گھروں سے بھاگ کر والدین

کی عزت کا جنازہ نکالتی ہیں۔

خدا کرے کہ ہمارے والدین میں دینی شعور بیدار ہو، انہیں اس چیز کا احساس ہو جائے کہ ہمیں اپنی بچیوں کی دنیا و آخرت دونوں سنوارنی ہیں۔ انہیں ایسا بنانا ہے کہ ان کی بچی جہاں بھی جائے، ان کے اخلاق و کردار کی تعریف ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رب کریم ہماری بہن، بیٹیوں کو اسلاف کی زندگی کا عملی نمونہ بنادے اور ان کی جان و مال، عزت و آبرو اور عقیدے کی حفاظت فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيۡنَآ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ


خطباتِ ترابی
جلد ہشتم
مولانا محمد شہزاد قادری ترابی
زاویہ
زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ، لاہور

فہرست

خطبات ترابی ''ایک قیمتی سرمایہ''

از قلم: حضرت علامہ محمد سلیم رضوی

(نگران بزم رضویہ اہلسنت و جماعت' کراچی)

خطابت دراصل ایک فن ہے، جس کا مقصود سامع کے دل و دماغ میں اپنی غایت ومنشاء کا آثار دینا ہے۔ اس انداز پر کہ وہ آپ کی دعوت پر لبیک کہنے کے لئے مجبور ہو جائیں اور آپ کے پیغام کو قبول کرنے کو اپنی نجات و بھلائی کا واحد راستہ جانیں۔ دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں ہر دور میں خطابت نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ وعظ و نصیحت بصورت بیان وخطاب سنت انبیاء وسنت خیرالوریٰ امام الانبیاء علیہ وسلم ﷺ ہے۔ اس لحاظ سے دینی وعظ وخطاب سنت وعظیم طاعت ہے جس پر کئی احادیث واقوال بزرگان دین بطور شہادت پیش کئے جاسکتے ہیں۔ چند ایک ملاحظہ فرمائیں کیونکہ سردست کلام میں اختصار ملحوظ ہے۔

''نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہے''

''جو کسی کو نیکی کی دعوت دے، اسے ہر کلمہ کے بدلے ایک سال کی مقبول عبادت کا ثواب ملے گا''

درج بالا ارشاد اس خیال کو تقویت دیتے ہیں کہ ہمیں بحیثیت خادم دین (جو خطابت کا اہل ہو) اس طرف خصوصی توجہ کرنی چاہئے۔ لیکن گزشتہ کچھ سالوں میں

عوام کا مزاج کچھ بدل سا گیا ہے۔عوام نے زیادہ شور مچانے اور عجیب وغریب باتیں کرنے والے کو''بہترین خطیب'' گردانا شروع کر دیا ہے۔اختتام بیان پر اگران شعلہ بیان خطیبوں کے سامعین کو پوچھ لیا جائے،خطاب کیسا رہا تو زمین وآسمان کی قلابیں ملاتے نہیں تھکتے،لیکن اگر عنوان ہی پوچھ لیا جائے تو شاید نہ بتا سکیں۔خیر میں عرض کر رہا تھا کہ خطابت کی اہمیت کے حوالے سے......اللہ عزوجل کا یہ خاص کرم رہا کہ اہل سنت و جماعت کے پاس ہر دور میں بہترین خطیب رہے ہیں جنھوں نے اپنے اعجاز کلام،زور بیان اور خداداد صلاحیتوں اور مقبولیت عامہ کے ذریعہ مسلک حق کا خوب خوب دفاع کیا۔گویا وہ آہنی دیوار تھے جس سے ٹکرا کر بدمذہبیت اور الحاد کی بے شمار منہ زور آندھیاں ختم ہوگئیں اور غریب اہل سنت محفوظ رہ گئے۔اگر میں ان خطباء کے نام لوں تو شاید ایک رسالہ تیار ہو جائے،فی الحال چند بزرگوں کا نام محض اپنے قلم برداشتہ لکھ رہا ہوں تاکہ برکت بھی شامل ہو اور عوام اپنے حافظہ کی بنیاد پر اکابرین کو پہچانیں۔

امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے بے شمار افراد کو حمایت دین اور غلبۂ اسلام کے حوالے سے تیار کیا۔آپ کے خلفاء،معتقدین میں درج ذیل احباب فن خطابت میں یدطولیٰ رکھتے ہیں۔

☆ صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی

☆ شیر بیشۂ سنت مولانا ہدایت رسول قادری

☆ محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی

☆ صدرالشریعہ مولانا امجد علی اعظمی (اگرچہ خطابت آپ کی فیلڈ نہیں تھی، آپ درس وتدریس میں مشغول رہتے مگر چند خطابات ایسے کئے کہ علماء بھی دنگ رہ گئے اور اعلیٰ حضرت آپ کے خطاب پر اعتماد رکھتے تھے۔ یہ شہادتیں اس جانب اشارہ کرتی ہیں کہ صدرالشریعہ بہترین خطیب تھے۔ اگرچہ زیادہ خطاب نہیں کئے)

☆ حضرت عبدالاحد

☆ حضرت شاہ عبدالعلیم میرٹھی (مبلغ اسلام)

☆ شیر بیشۂ سنت مولانا حشمت علی خان

☆ حضرت شاہ احمد مختار صدیقی میرٹھی

☆ سلطان الواعظین علامہ ابوالنور محمد بشیر صاحب (کوٹلی)

☆ غزالئ زماں علامہ سید سعید احمد کاظمی

☆ خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحب

☆ پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری رضوی رحمھم اللہ

موجودہ دور میں بھی بہت سے علماء بذریعہ خطابت خوب اسلام کے پیغام کو عام کر رہے ہیں جیسے علامہ خادم حسین رضوی، علامہ ڈاکٹر اشرف آصف جلالی، پیرزادہ رضا ثاقب مصطفائی، علامہ ڈاکٹر عرفان شاہ مشہدی و دیگران روشن ناموں میں ایک نام علامہ شہزاد قادری ترابی کا بھی ہے۔ علامہ شہزاد قادری ترابی علمی حلقوں میں بے حد معروف ہیں۔ آپ کی اصل پہچان آپ کا وہ تحریری کام ہے جو خون جگر سے آپ

نے ترتیب دیا ہے۔ یہ تو مجھے معلوم نہیں کہ اس شعبہ میں آپ نے قدم کب اور کیسے رکھا مگر ماشاءاللہ تصانیف کی تعداد دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اس کے پیچھے سالوں کا سفر ہے، کئی راتوں کی قربانیاں ہیں کیونکہ تصنیف کے لئے جو یکسوئی اور تنہائی درکار ہے، وہ ایک مقبول عام خطیب کے لئے اکثر مفقود ہوتی ہے اس لئے آپ کی کتب دیکھ کر دل سے بس یہی ایک دعا نکلتی ہے۔

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

احقر کو یہاں آپ کی کتابوں پر تبصرہ کرنا مقصود نہیں ورنہ میں ثابت کر دیتا کہ آپ نے اپنی کتب کے ذریعہ بہت بڑے خلاء کو پر کر دیا ہے۔ گویا کہ ایک فرض تھا جماعت پر جس سے علامہ شہزاد قادری ترابی نے سبکدوش کر دیا۔ اللہ پاک انہیں اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔ مسلک اعلیٰ حضرت کے شیدائی معتدل مزاج علامہ شہزاد قادری ترابی کا قلم کلک رضا کا عکس و پرتو ہے اور علامہ ترابی مظہر فیض رضا...... میں اپنی بات کا رُخ حضرت کی خطابت کی طرف اس شعر کو بیان کر کے کر رہا ہوں۔

دل اعداء کو رضا تیز نمک کی دھن ہے
اک ذرا اور چھڑکتا رہے خامہ تیرا

یہ حقیقت ہے کہ عوام میں مقبول زیادہ وہی ہوتا ہے جو بہترین خطیب ہوتا ہے، لیکن یہاں معاملہ برعکس ہے۔ علامہ شہزاد قادری ترابی اپنی تصانیف اور ندرت کلام اور اچھوتے انداز پر مبنی لٹریچر کی بنیاد پر خطابت کی دنیا میں آئے۔ ایک سبب شاید خطابت کی طرف مائل ہونے کا یہ بھی رہا ہوگا کہ آپ کے پیرومرشد پیر طریقت رہبر

شریعت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ (جن کا ابھی حال میں وصال باکمال ہوا ہے، قارئین دعائیں مغفرت و بلندیٔ درجات میں یاد رکھیں) ایک بہترین اور مقبول زمانہ خطیب تھے۔لیکن میں آج بھی حیرت زدہ ہوں کہ آخرکس طرح علامہ شہزاد قادری ترابی خطابت وتصنیف دونوں شعبوں میں کام کررہے ہیں، نہ صرف کررہے ہیں بلکہ مثالیں قائم کررہے ہیں۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا کرم بذریعہ مصطفی ﷺ و اولیاء کرام علیہم الرضوان ہے ورنہ خطابت و تصانیف کے درمیان تعلقات کچھ زیادہ خوش گوار نہیں۔ جتنے بھی مصنفین گزرے ہیں، عام طور پر وہ خطیب نہیں تھے اور جب لوگوں نے خطابت کے ساتھ تصانیف کا ذخیرہ چھوڑا ہو، وہ لوگ چندہی ہیں جنہیں انگلیوں پر گنا جاسکتا ہے اور قاعدہ ہے کہ

الشاذ کالمعدوم

خیر اللہ کرے علامہ شہزاد قادری ترابی کا قلم اور زبان یوں ہی خدمت دین کے لئے چلتے رہیں اور خطبات ترابی اس حوالے سے بہت ممتاز ہے کہ یوں تو خطابت پر مارکیٹ میں بہت ہی کتابیں ہیں لیکن بعض تو چند عنوانات پر مشتمل ہیں اور بعض اتنی دقیق ہیں کہ مبتدی مستفیض نہیں ہوسکتا۔ یہ علامہ شہزاد قادری ترابی کا احسان ہے کہ انہوں نے خطابت کے میدان میں نو واردوں کو ’’ہتھیار‘‘ فراہم کردیا ہے۔اب یہ ان پر منحصر ہے کہ وہ اس ہتھیار کو کیسے استعمال کرتے ہیں۔ ’’خطبات ترابی‘‘ ایک قیمتی سرمایہ ہے۔جس سے بہت سے احباب اس وادیٔ پرخار میں اترنے کا حوصلہ پاسکتے ہیں۔علامہ شہزاد قادری ترابی کی خطابت کے چند تخصصات جو میرے مشاہدے میں

آئے، بیان کرتا ہوں، جو بلا شبہ ان کے پیرومرشد کے فیض کی برہان ہے۔

☆ آپ اپنے اور سامعین کے وقت کا خیال رکھتے ہوئے مقصدیت سے پُر گفتگو کرتے ہیں۔ حصول لطیفے، ذاتی واقعات اور موضوع سے انحراف فقیر نے کبھی نہیں دیکھا۔

☆ آپ نے خطابت کو طلب مال وشہرت کا ذریعہ نہیں بنایا، اپنا سیکریٹری نہیں رکھتے، عوام کی دسترس میں رہتے ہیں، عوام وخواص ہر ایک کو وقت دیتے ہیں اور اکثر جگہ سے بغیر لفافے کے لوٹ آتے ہیں، ماتھے پر شکنیں نہیں پڑنے دیتے۔

☆ آپ تہذیب یافتہ ستھری زبان استعمال کرتے ہیں۔ اپنے بدترین دشمن کو بھی گالی نہیں دیتے، نہ بے ہودہ طریقہ اپناتے ہیں، ہاں کبھی کبھی جذبات کا اظہار بھی کرتے ہیں، کیونکہ آپ ایک کھرے اور سچے عاشق رسول ﷺ ہیں۔

☆ آپ اپنے خطابات میں اصلاح احوال پر بے حد زور دیتے ہیں۔ آپ دراصل ہنگامۂ قیامت بپا کرنا چاہتے ہیں تا کہ اہل سنت اپنے مرتبہ ومقام کو پہچان کر اپنے حقوق حاصل کرسکیں۔

☆ آپ عام فہم انداز میں بیان کرتے ہیں۔ اپنی علمیت جھاڑنا اور مشکل الفاظ سے لوگوں کو مرعوب کرنے کے قائل نہیں، تحریر ہو یا تقریر، آسان الفاظ کا چناؤ کرتے ہیں تا کہ ایک کم پڑھا لکھا آدمی بھی مقصود کو پالے، ہم ان کی اس حکمت کو سلام پیش کرتے ہیں۔

☆ آپ اپنی خطابت سے دوسروں کو دینی کاموں میں مضبوط کرتے ہیں۔

جہاں جاتے ہیں،عوام میں دوران بیان خوب حوصلہ افزائی سے نوازتے ہیں۔ مجھے وہ وقت آج بھی یاد ہے جب ''بزم رضویہ'' کے ابتدائی ایام تھے اور آپ ''ہماری بزم'' کہہ کر میرے حوصلوں کو اوج ثریا نصیب کرتے تھے۔

☆ آپ بیان میں کسی قسم کے تصنع یا بناوٹ سے کام نہیں لیتے بلکہ اپنے مخصوص انداز بیان سے مخاطب ہوتے ہیں۔آپ کسی کی نقل نہیں اتارتے بلکہ قدرتی انداز میں بیان کرتے ہیں۔مجمع کی تعداد دیکھ کر بیان نہیں کرتے بلکہ مجمع کم ہو یا زیادہ،دل سے بیان کرتے ہیں۔

☆ آپ ایک نڈر اور بے باک مبلغ ہیں۔اپنے پیرومرشد کی طرح حق بات کہنے سے ڈرتے ہیں نہ جھجکتے ہیں۔مسلک کی طرف آنکھ اٹھانے والوں کی آنکھ پھوڑ دینا آپ کا وطیرہ ہے۔میرے مطابق تو آپ ''اغیار و کفار'' کے لئے ایک ننگی تلوار ہیں جس نے نیام میں رہنا نہیں سیکھا،انداز مصلحانہ اور دھیما ہی رکھتے ہیں۔

☆ آپ کے پیش نظر غلبۂ اسلام کی جدوجہد ہے۔اس لئے آپ اپنی خطابت سے اپنے ہی بھائیوں پر کیچڑ نہیں اڑاتے،فروعی اختلاف کو بنیاد بنا کر کردار کشی نہیں کرتے۔آپ اپنی خطابت سے توڑتے نہیں،جوڑتے ہیں۔

بس یہی پرانی بات روک رہا ہوں،پھر کبھی اس تشنہ مضمون کی تکمیل کی طرف دھیان کروں گا۔دعا گو ہوں کہ اللہ پاک آپ کو مزید عروج دے اور ان کا اقبال ہمیشہ بلند رکھے۔یہ چرک اہل سنت پر ہمیشہ تاباں رہیں۔آمین

غلامانِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی کائنات پر حکومت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ آل عمران سے آیت نمبر 31 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر سب سے بڑا احسان فرمایا کہ انہیں اپنا پیارا حبیب ﷺ عطا فرمایا۔ نبی پاک ﷺ بلاشبہ سب سے عظیم اور سب سے بڑی نعمت ہیں اور ہم اس نعمت کا جتنا شکر ادا کریں، کم ہے۔ ہمارے ذہنوں میں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں رب تعالیٰ نے ایسا پیارا محبوب کیوں عطا فرمایا؟ جواب اس کا یہ ہے کہ اس لیے عطا فرمایا کہ ہم اُن کی اطاعت اور غلامی کریں، ان کے ارشادات پر عمل کریں، ان کے نقش قدم پر چلیں اور ان کی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال لیں۔

قرآن مجید میں رب تعالیٰ نے کئی مقامات پر اپنی اور اپنے محبوب ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا، حتیٰ کہ ایک مقام پر اپنے محبوب ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا چنانچہ سورۂ نساء کی آیت نمبر 80 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا، بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔

اس آیت میں حضور ﷺ کے حکم اور ان کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کا حکم اور اطاعت قرار دیا گیا۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری یہ فقط حضور ﷺ کی اطاعت نہیں بلکہ حضور ﷺ کی اطاعت خدا تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

اب آیئے جو آیت میں نے خطبہ میں تلاوت کی، سورۂ آل عمران آیت نمبر 31 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

ترجمہ: اے محبوب! تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہوجاؤ، اللہ تمہیں محبوب رکھے گا۔

اس آیت کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی کی تیسری جلد کے صفحہ نمبر 373 پر فرماتے ہیں کہ (اس آیت میں اللہ کریم نے اپنے محبوب ﷺ سے فرمایا) اے نبی ﷺ! آپ لوگوں سے فرمادو جو آپ کے بغیر وسیلہ میری محبت کا دم بھرتے ہیں یا جو اپنے آپ کو اللہ کا پیارا جان کر آپ ﷺ سے بے نیاز ہونا چاہتے ہیں، یا جو آپ کی اطاعت کے سوا دوسرے اسباب سے خدا تعالیٰ تک پہنچنا چاہتے ہیں، ان سب کو اعلان عام کردو کہ اے عیسائیو! اے یہودیو! اے ہندوؤ! اے بت پرستو! اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو مجھ سے مقابلہ نہ کرو، نہ میری برابری کا دم بھرو، نہ مجھ سے آگے آگے چلو بلکہ غلام بن کر میرے پیچھے چلے آؤ۔ اپنے اقوال، افعال، اعمال، غرض زندگی کے ہر شعبہ

کو میری مثل بنادو اور مجھ میں فنا ہو جاؤ تو اب تم رب کے طالب بننا چاہتے ہو۔ پھر معاملہ برعکس ہوگا کہ رب تمہیں اپنا محبوب بنالے گا اور تم جو چاہو گے وہ کرے گا۔

محترم حضرات! اس آیت سے ایک اور سوال کا جواب مل گیا اور وہ سوال یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں۔ قرآن مجید سے ثابت ہے، حضرت نوح علیہ السلام نجی اللہ ہیں، قرآن مجید سے ثابت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں، قرآن سے ثابت ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبیح اللہ ہیں، کہیں نہ کہیں سے ثابت ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں، قرآن مجید سے ثابت ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہیں، قرآن مجید سے ثابت ہے مگر حضور ﷺ کا حبیب خدا ہونا قرآن مجید کی کون سی آیت سے ثابت ہے؟

اس سوال کا جواب اسی آیت میں ہے کہ جو شخص حضور ﷺ کی اطاعت و غلامی کرے، اس کو **یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰهُ** کا یعنی اللہ کے محبوب ہونے کا مژدہ سنایا گیا تو ذرا سوچیں جس رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و غلامی کرنے والا محبوب خدا بن جائے تو خود اس رسول کی محبوبیت کا کیا عالم ہوگا۔

اب یہ دیکھنا کہ **یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰهُ** کا معنی کیا ہے۔ مفتی احمد یار نعیمی علیہ

الرحمہ نے تفسیر نعیمی میں اس کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ ''جو بندہ چاہے گا رب ویسا کرے گا''یعنی جو حضور ﷺ کی سچی غلامی کرتا ہے،تو پھر کائنات میں اس کا سکہ چلتا ہے،ساری دنیا اس کے حکم کے تابع ہوجاتی ہے پھر اسے سرکار ﷺ کی غلامی پر ایسا انعام ملتا ہے کہ جو یہ کہتا ہے رب تعالیٰ ایسا ہی فرما دیتا ہے۔بادشاہ صرف انسانوں اور سلطنتوں پر حکومت کرتے ہیں اور غلامان مصطفی انسانوں،جانوروں، چاند،سورج،دریا،سمندروں اور سمندروں کے اندر مچھلیوں حتیٰ کہ دلوں پر بھی ان کی حکومت ہوتی ہے۔اب میں آپ کے سامنے صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ کے ایمان افروز واقعات بیان کرتا ہوں،جنہیں سن کر آپ کو اندازہ ہوجائے گا کہ جنہوں نے محبوب خدا ﷺ کی سچی اطاعت وغلامی کی، رب تعالیٰ نے کائنات کو ان کا غلام بنا دیا۔

1۔سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

اور سرکار ﷺ کی غلامی:

خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ذات سے کون ناواقف ہے آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی حکومت میں بے شمار کارنامے انجام دے کر تاریخ میں ایک باب رقم کیا آج کل کے دور میں جس طرح امریکہ نام

نہاد سُپر پاور ہے اس دور میں قیصرو کسریٰ سُپر پاور ہوتی تھیں' قیصرو کسریٰ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے نام سے کانپتے تھے جِدھر آپ رضی اللہ عنہ کی نگاہِ مبارک اُٹھ جائے وہ ملک فتح ونُصرت پاتا تھا۔ ہر طرف آپ کی عظمت کا جھنڈا لہرا رہا تھا ہر طاقت کو جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اُٹھتی آپ رضی اللہ عنہ نے اُسے نیست و نابود کر دیا۔

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک وفد بیت المقدّس بھیجا وہ وَفد کوئی عام آدمیوں کا نہیں بلکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا وَفد تھا یہ وَفد بیت المقدّس پہنچا یہ اُس دور کی بات ہے جب بیت المقدّس پر پادریوں کا قبضہ تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیت المقدّس کو پادریوں کے چُنگل سے آزاد کرانا چاہتے تھے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پادریوں سے کہا کہ ہم امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جانب سے یہ پیغام لائے ہیں کہ تم لوگ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ یہ سُن کر پادریوں نے کہا ہم لوگ صرف تمہارے امیر المومنین کو دیکھنا چاہتے ہیں کیونکہ جو نشانیاں ہم نے فاتح بیت المقدّس کی اپنی کتابوں میں پڑھی ہیں کیا وہ نشانیاں تمہارے امیر میں موجود ہیں؟

اگر موجود ہوئیں تو ہم بغیر جنگ و جدل کے بیت المقدّس تمہارے حوالے کر دیں گے یہ سُن کر مسلمانوں کا یہ وَفد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت

میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا آپ رضی اللہ عنہ کو سُنایا۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنا ستر پیوند سے لبریز جُبّہ پہنا، عمامہ شریف پہنا اور جانے کے لیے تیار ہو گئے سارے صحابہ کرام علیہم الرضوان، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کرنے لگے حضور! وہاں بڑے بڑے لوگ ہوں گے، بڑے بڑے پادری ہوں گے آپ رضی اللہ عنہ اچھا عمامہ اور نیا لباس پہن لیں۔ ہمارے بیت المال میں کوئی کمی نہیں۔

انسانی فطرت کا بھی یہی تقاضہ ہے کہ جب بندہ کوئی بڑی جگہ جاتا ہے تو وہ اچھا لباس پہنتا ہے تاکہ اُس کا وقار بلند ہو۔

مگر اللہ اکبر! صحابہ کرام علیہم الرضوان کی یہ بات سُن کر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو جلال آ گیا اور فرمانے لگے کہ کیا تم لوگ یہ سمجھے کہ عمر کو عزت حکومت کی وجہ سے ملی ہے یا اچھے لباس کی وجہ سے ملی ہے؟

نہیں عمر کو عزت حضور ﷺ کی غلامی کی وجہ سے ملی ہے آپ فوراً سواری تیار کر کے روانہ ہوئے جیسے ہی آپ رضی اللہ عنہ بیت المقدّس پہنچے تو حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا حُلیہ مبارک دیکھ کر، سرکارِ اعظم ﷺ کے غلام کو دیکھ کر پادریوں کی چیخیں نکل گئیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قدموں میں گِر پڑے اور ساری بیت المقدّس کی چابیاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے

کر دیں اور کہنے لگے کہ ہمیں آپ سے جنگ نہیں کرنی کیونکہ ہم نے جو حُلیہ فاتح بیت المقدس کا کتاب میں پڑھا ہے یہ وہی حُلیہ ہے اس طرح بغیر جنگ کے بیت المقدّس آزاد ہو گیا۔

اُن (ﷺ) کے جو غلام ہو گئے
وقت کے امام ہو گئے
نام لیوا اُن کے جو ہوئے
اُن کے اُونچے نام ہو گئے

دریائے مصر غلامِ مصطفیٰ ﷺ کے اشاروں پر

درِ مصطفیٰ ﷺ کے غلام امیر المومنین سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مصر کا دریائے نیل خشک ہو گیا۔ مصری رعایا مصر کے گورنر صحابی رسول حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں فریاد لے کر حاضر ہوئی اور عرض کی کہ اے امیر! ہمارا یہ دستور تھا کہ جب دریائے نیل خشک ہو جاتا تھا تو ہم لوگ ایک خوبصورت کنواری لڑکی کو دریا میں زندہ درگور کر کے دریا کی بھینٹ چڑھایا کرتے تھے اس کے بعد دریا پھر جاری ہوا کرتا تھا اب ہم کیا کریں؟

گورنر نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اسکے رحمت والے رسول ﷺ کا

رحمت بھرا دینِ اسلام ہرگز ہرگز ایسے ظالمانہ اور جاہلانہ فعل کی اجازت نہیں دیتا تم لوگ انتظار کرو میں امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خط لکھتا ہوں وہاں سے جو حکم ملے گا اس پر عمل کیا جائے گا۔

چنانچہ گورنر کا قاصد مدینہ الرسول ﷺ آیا اور دریائے نیل خشک ہونے کا حال سُنایا۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ خبر سُن کر نہ گھبرائے نہ پریشان ہوئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ قاصد کو یہ کہہ کر بھی روانہ کر سکتے تھے کہ تم لوگ قرآن مجید کی تلاوت کرو، نوافل پڑھو اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرو کہ اللہ تعالیٰ دریائے نیل کو دوبارہ جاری فرمادے میں تو تمہاری طرح کا ایک انسان ہوں میرے پاس کیوں آئے ہو بس دُعا کرو عبادت کرو اللہ تعالیٰ تمہارے حال پر رحم فرما کر دریائے نیل دوبارہ جاری فرمادیگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قاصد سے یہ نہ کہا بلکہ نہایت ہی سکون اور اطمینان کے ساتھ ایک ایسا تاریخی خط لکھا جیسے کوئی آدمی ایک انسان کو خط لکھ کر اُس سے مُخاطب ہوتا ہے ایسا تاریخی خط دریائے نیل کے نام لکھا جو تاریخِ عالم میں بے مثل و بے مثال ہے۔

الیٰ نیل مصر من عبداللّٰہ عمر بن الخطاب: اما بعد فان کنت تجری بنفسک فلا حاجۃ لنا الیک وان

کنت تجری باللہ فانجر علی اسم اللہ۔

اے دریائے نیل ! اگر تو خود بخود جاری ہوا کرتا تھا تو ہم کو تیری کوئی ضرورت نہیں ہے اور اگر تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے جاری ہوتا تھا (تو میں امیر المومنین ہو کر تجھ کو حکم دیتا ہوں) کہ تو پھر اللہ تعالیٰ کے نام پر جاری ہو جا۔

(بحوالہ، کتاب: ازالۃ الخفاء جلد دوئم صفحہ نمبر 166)

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس خط کو لفافے میں بند کر کے قاصد کو دیا اور فرمایا اس کو دریائے نیل میں ڈال دیا جائے چنانچہ جوں ہی آپ رضی اللہ عنہ کا خط دریائے نیل میں ڈالا گیا تو دریا فوراً جاری ہو گیا اور ایسا جاری ہوا کہ آج تک خشک نہیں ہوا۔

چاہیں تو اشاروں سے اپنے کایا ہی پلٹ دیں دنیا کی
یہ شان ہے خدمت والوں کی سردار ﷺ کا عالم کیا ہوگا

اللہ اکبر! یہ دریا کب سے خط پڑھنا سیکھ گیا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خط کو پاتے ہی آپ کے حکم کو پاتے ہی جاری ہو گیا میری سمجھ میں بات یہی آتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے آقا ﷺ کے ایسے سچّے غلام تھے کہ آپ کا حکم دریاؤں پر بھی چلتا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زمین پر حکمرانی

حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ اپنی کتاب طبقات الشافعیہ میں نقل فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں مدینے شریف میں ایک شدید زلزلہ آیا اور زمین ہلنے لگی۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کچھ دیر خدا تعالیٰ جل جلالہٗ کی حمد وثناء کرتے رہے مگر زلزلہ ختم نہ ہوا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ کہہ سکتے تھے کہ اے مدینے والو! آیتِ کریمہ پڑھو، سورۂ یٰس پڑھو، توبہ واستغفار کرو کیونکہ زلزلہ گناہوں کی وجہ سے آتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے آپ رضی اللہ عنہ نے یہ نہ کہا۔

اللہ اکبر! غلامِ مصطفی ﷺ ہو تو ایسا ہو زمین پر حکمرانی ہو تو ایسی ہو آپ رضی اللہ عنہ جلال میں آ گئے اور آپ نے اپنا دُرّہ زمین پر مار کر فرمایا کہ **''اقدّی الم اعدل علیک قلتقرت من وقتھا''** اے زمین ساکن ہو جا کیا میں نے تیرے اُوپر انصاف نہیں کیا ہے؟ یہ فرماتے ہی فوراً زلزلہ ختم ہو گیا اور زمین ٹھہر گئی۔

(بحوالہ کتاب: ازالۃ الخفاء، صفحہ نمبر 172، جلد 2)

علماء فرماتے ہیں کہ اس وقت کے بعد سے آج تک مدینے شریف کی زمین پر زلزلہ نہیں آیا۔

سورج پر غلامِ مصطفی ﷺ کا حکم

ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کپڑا سی رہے تھے سورج نے گرمی دکھائی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سورج کو فرمایا محمد ﷺ کے غلاموں سے تیزی تو سورج نے گرمی سمیٹ لی۔

(بحوالہ کتاب: بحر العلوم شرح مثنوی ۱۲)

یہ زمین اور سورج کو کس نے بتا دیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کے غلام ہیں یہ تمہیں اشارہ کریں تو رُک جانا۔ وجہ یہی ہے کہ جب بندہ محبوبِ کبریا ﷺ کا سچّا غلام بن جائے تو اللہ تعالیٰ کائنات کی ہر چیز کو اس کا فرمانبردار بنا دیتا ہے۔

غلامِ مصطفی ﷺ کی نورانی بصیرت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینہ طیبہ میں منبر پر کھڑے ہو کر ایران کے علاقہ نہاوند میں لڑنے والی فوج کے امیر حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو پیش آنے والے خطرہ سے آگاہ کیا اور اُنہیں افواج کو خطرات سے باہر لانے کی

تدابیر بتائیں۔نہاوند سے مدینہ طیبہ کی مسافت تقریباً پانچ سو فرسخ ہے ۔ہمارے حساب سے جس کے پندرہ سومیل بنتے ہیں۔انسانی عقل پندرہ سومیل تک انسانی آواز کے پہنچنے کو محال تصّور کرتی ہے مگر امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجدِ نبوی میں منبر پر کھڑے ہوکر نہاوند میں حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو اپنی آواز پہنچا کر خطرات سے متنبہ کر کے اس محال کو ممکن بنادیا ہے۔

اس میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تین کرامتیں ہیں:

(۱) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینے میں رہ کر پندرہ سومیل دور تک نہاوند شہر میں جنگ اپنی آنکھوں سے دیکھی۔

(۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آواز کا پندرہ سومیل دور تک پہنچنا۔

(۳) حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو اپنی آواز سُنانا۔

یہ نورانی بصیرت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو صرف اور صرف سرکار اعظم ﷺ کی غلامی کے طفیل نصیب ہوئی۔

اس واقعہ سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ جس آقا ﷺ کے غلاموں کی بصیرت کا یہ عالم ہو تو سرکارِ اعظم ﷺ کی بصارت کا کیا عالم ہوگا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی دریا پر حکمرانی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مدینے شریف میں کوئی ایسا آدمی نہ ملا جو لشکرِ اسلام کی کمان کر سکے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی شام کے محاذ پر مصروفیت اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے انکار کی وجہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے متفقہ طور پر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو فوج کا سپہ سالار نامزد کر دیا۔

یہ غازی یہ تیرے پُراسرار بندے
جنہیں تُو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دونیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ایران کی فتح پر مامور کیا گیا۔آپ کے ساتھ چوبیس ہزار کا لشکر تھا اسکے برعکس ساسانی لشکر کی تعداد تین لاکھ سے زائد تھی۔قادسیہ کے مقام پر جب لشکرِ اسلام فروکش ہوا تو اس وقت تعداد تقریباً تیس ہزار تھی۔قادسیہ ایرانیوں کے دارالسلطنت مدائن سے چند میل کے فاصلے پر تھا ایرانی ٹڈی دل لشکر کے سپہ سالار نے یہ فاصلہ چار ماہ میں طے کیا اس کی غرض لڑائی کو محض ٹالنا تھا وہ غلامانِ مصطفی ﷺ کے اوصافِ حمیدہ کو سن کر پہچان گیا تھا کہ ہم اگرچہ تعداد میں ان سے زیادہ ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کے غلام ہم پر

ضرور غالب آئیں گے۔

جنگِ قادسیہ اسلامی تاریخ کے نشیب و فراز میں بہت اہمیت کی حامل ہے ۔حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جنگِ قادسیہ میں بیماری کے باوجود جس انداز سے اسلامی لشکر کی کمان کی ،اسکی مثال تاریخِ عالم میں ملنے سے قاصر ہے ہر طرح کے اسلحہ سے لیس ایرانی فوج کو ایسی شکست سے دوچار کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آفتاب و نجوم کے پجاریوں کے قدم پھر نہ جمنے دیئے اور کسی بھی محاذ پر غلامانِ مصطفی ﷺ کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ مُسلم لشکر میں سب سے پہلے شعراء وخطباءِ عرب نے اپنی آتش فشانی سے تمام فوج میں آگ لگادی۔ بعد از جرأت وشجاعت کے پیکر آگے بڑھے اور تقریباً چار معرکوں کے بعد ان اکڑی ہوئی گردنوں اور فخر سے پھولے ہوئے سینوں کو جُھکانے میں کامیاب ہوگئے حالانکہ ان کے مقابلے میں مادّی وسائل تقریباً بہت کم رکھتے تھے لیکن اخلاص اور تڑپ ان کے سینوں میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

مٹایا قیصر وکسریٰ کے استبداد کو جس نے
وہ کیا تھا دورِ حیدر فقر ابو ذر صدق سلیمانی

حضرت سعد رضی اللہ عنہ قادسیہ کو زیرِ نگیں کرنے کے بعد بابل، کوثر اور بہرہ شہر کو فتح کرتے ہوئے جب دجلہ کے کنارے پہنچے تو اہلِ فارس نے دریائے

دجلہ پر موجود پُل توڑ دیئے اور سب کشتیاں وغیرہ اُٹھالیں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جب یہ منظر دیکھا تو سارے مجاہدین اسلام کو کودنے کا حکم دیا اور کیوں نہ ہو یہ وہ جماعت تھی جس نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں عرض کی تھی۔

تعالیٰ یہ شیوہ ہی نہیں ہے باوفاؤں کا
پیا ہے دودھ ہم نے اپنی غیرت والی ماؤں کا
نبی ﷺ کا حکم ہو تو کود جائیں ہم سمندر میں
جہاں کو محو کردیں نعرۂ اللہ اکبر میں

جب سارے مجاہدین دریا میں کودنے کے لیے تیار ہوگئے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے سب کو روک لیا اور کہنے لگے کہ اے جماعتِ مجاہدین! تم یہ نہ سمجھنا کہ سعد تم کو دریا میں کودنے کا حکم دے کر تمہیں مروانا چاہتا ہے؟

سنو! سب سے پہلے دریا میں سعد کا گھوڑا جائے گا پھر تم لوگوں کے گھوڑے جائیں گے یہ کہتے ہوئے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے سمیت دریا میں کود پڑے آپ کے پیچھے سارے مجاہدین گھوڑوں سمیت دریا میں کود گئے۔

اس موقع پر شاعر بول اٹھا:

دشت تو دشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

سارا دریا ''بِسۡمِ اللّٰهِ مَجۡرِىٰهَا وَمُرۡسٰهَا'' کی صداؤں سے گونج اُٹھا۔ اللہ اکبر! جب غلامانِ مصطفی ﷺ کا قافلہ گھوڑوں سمیت دریا میں دوڑ رہا تھا تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ گھوڑے دریا پر نہیں بلکہ زمین پر دوڑ رہے ہیں اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے پانی کی بجائے مٹی اُڑ رہی تھی۔

اللہ، اللہ تاریخِ عرب میں اس دن کا نام یوم الماء رکھا گیا اس خارج از قیاس وعقل حالت کو دیکھ کر ایرانی دیوان آمدند، دیوان آمدند (دیو آگئے، دیو آگئے) کہتے ہوئے جس طرف مونہہ آیا بھاگ کھڑے ہوئے جب آپ رضی اللہ عنہ مدائن میں داخل ہوئے تو ہر طرف سناٹا تھا بے اختیار زبان پر یہ آیت جاری ہوگئی جس کا ترجمہ یوں ہے کہ:

''وہ لوگ کتنے ہی باغ اور چشمے (یعنی نہریں) اور کھیتیاں اور عمدہ مکانات اور آرام کے سامان جس میں وہ خوش رہا کرتے تھے، چھوڑ گئے (یہ قصّہ) اِس طرح ہوا اور ہم نے ایک دوسری قوم کو ان کا وارث بنا دیا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے سارے مجاہدین کو جمع کر کے فرمایا کہ کیا کسی

مجاہد کی کوئی چیز دریا میں گر تو نہیں گئی؟

سارے مجاہدین خاموش تھے ایک غریب مجاہد کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا کہ حضور! میرا پانی پینے کا لکڑی کا کٹورا پانی میں گر گیا ہے یہ سُن کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ دریا کے قریب جا کر دریا کو مخاطب کرتے ہیں جیسے کوئی انسان دوسرے انسان کو مخاطب کرتا ہے، اے دریا! میرے ایک ساتھی کا پیالہ تیرے پاس ہے وہ پیالہ تو ہمارے حوالے کر دے۔ یہ معاملہ دیکھ کر سارے مجاہدین حیرت کرتے ہوں گے کہ آج ہمارے سپہ سالار کو کیا ہو گیا ہے؟

فطری بات ہے کہ اگر کوئی دریا کو حکم دے تو سب کو حیرت ہو گی کہ نہ اس کے کان ہیں نہ اس کی زبان ہے پھر بھی آواز لگاتے ہیں آخر کیا بات ہے۔

یکا یک ایک موج نے پانی کا پیالہ باہر پھینک دیا سارے مجاہدین یہ دیکھ کر حیران ہو گئے اور حیرت کی انتہا نہ رہی کسی نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے عرض کی حضور! یہ دریا کب سے آپ کا حکم مانتا ہے؟

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایسا جواب دیا کہ ان کا جواب گرہ میں باندھنے کے لائق ہے آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا اے جماعتِ مجاہدین! جس دن سے میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم ماننا شروع کیا ہے یہ ساری کائنات میرا حکم مانتی ہے۔

مدائن سے جس قدر مالِ غنیمت حاصل ہوا تھا اس سے قبل کسی معرکہ میں نہ ہوا تھا کسی نے اپنے اشعار میں کیا خوب کہا ہے

وا ملنا علی المدائن خیلا
بحرھا من بد من اریضاً
فانتشلنا خذائن المرکسرٰی
یوم ولو اوحاص مناجر یضاً

ترجمہ: ہم نے مدائن پر گھوڑوں کو جھکا دیا کہ مدائن کا دریا ان کا میدان کی طرح خوشنما تفریح کی جگہ تھی۔ پھر ہم نے کسرٰی کے خزانوں کو نکال دیا۔ جب لوگوں نے پشت پھیری اور کسرٰی مغموم ہو کر ہم سے بھاگا۔

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کا شیر سے خطاب

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ یمن کے حاکم تھے۔ سرکارِ اعظم ﷺ نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کو مکتوبِ گرامی دے کر یمن کی طرف روانہ فرمایا یہ جنگل میں راستہ بھول گئے۔ اچانک ایک شیر سامنے آ گیا اور آپ جانتے ہیں کہ شیر کا کام صرف انسان کو کھانا ہے جوں ہی شیر حملے کے لیے سمٹنے لگا' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اے شیر! میں سرکارِ اعظم ﷺ کا غلام ہوں حملہ نہ کر۔ یہ جُملہ سُنتے ہی شیر کی ساری رعونت اور درندگی کافور ہوگئی اور وہ ایک سدھائے ہوئے کتّے کی طرح پاؤں میں لوٹنے لگا اور پھر سیدھے راستے پر یعنی جنگل سے باہر چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ (بحوالہ: الشفاء فصل، الایات فی ضروب الحیوانات)

یہاں میں اُن لوگوں سے ایک سوال کروں گا جو یہ کہتے ہیں کہ توحید ہی سب کچھ ہے سرکارِ اعظم ﷺ سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا؟

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ صحابئ رسول ہیں صحابی سے بڑھ کر توحید کو کون جان سکتا ہے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو غلامِ مصطفی ﷺ کہہ کر یہ بتا گئے کہ اے مسلمانو! جس نبی ﷺ کا نام لینے سے مشکل دور ہوجائے تو اُس ذاتِ پاک مصطفی ﷺ کا کیا عالم ہوگا۔

دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے شیر سے یہ کیوں نہ کہا کہ اے شیر مجھے چھوڑ دے میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں؟

بالفرض اگر حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ یہ کہہ دیتے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں تو ضرور شیر یوں کہتا کہ جناب عالی! میں نے آپ سے پہلے جتنے لوگوں کو کھایا وہ کس کے بندے تھے وہ بھی تو اللہ تعالیٰ کے بندے تھے۔

اللہ، اللہ قربان جایئے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کے جواب پر کہ آپ رضی

اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ میں سرکارِ اعظم ﷺ کا غلام ہوں یہ ثابت کرتا ہے کہ حقیقت میں رب جل جلالہ کا بندہ وہی ہے جو سرکارِ اعظم ﷺ کا غلام ہے۔

یَا عَبدِی کہہ کہ آقا ﷺ نے ہمیں
اپنا بندہ کرلیا پھر تجھ کو کیا

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ اور عرشِ الٰہی کے نظارے

حارثہ کا ایمان: حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو ان کے من کی دنیا ہی بدل گئی، نور کے سانچے میں ایسے ڈھلے کہ فرشتوں کا بھی دیدار کرنے لگ گئے، ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ کے قریب سے گزرے، اس وقت آپ کسی اجنبی سے گفتگو میں مصروف تھے، حضرت حارثہ نے اسے نہ پہچانا اور سلام کئے بغیر پاس سے گزر گئے۔ اس لیے کہ کہیں گفتگو میں خلل نہ پڑے۔ جب واپس آئے تو حضور علیہ السلام نے پوچھا۔

تم نے ہمیں سلام کیوں نہیں کیا تھا؟

عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ کسی شخص سے مصروفِ گفتگو تھے، میں نے بیچ میں دخل دینا مناسب نہ سمجھا، اس لیے خاموشی سے گزر گیا۔ فرمایا! کیا تو نے اس شخص کو دیکھا تھا۔ عرض کی: ہاں فرمایا! وہ جبرئیل امین تھے، کہہ رہے تھے

اگر یہ سلام کرتا تو ہم بھی سلام کا جواب دیتے، یہ بہت نیک اور جوانمرد شخص ہے، عام معرکوں میں حصہ لے چکا ہے اور یہ انہی بہادروں میں سے ہے جو جنگ حنین میں استقلال کے ساتھ ڈٹے رہے تھے ان کے پائے استقامت میں کوئی لغزش نہیں آئی تھی۔قدرت نے ان کی اولاد اور ان کے لئے جنت کا رزق مقدر فرما دیا ہے۔

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ دربار نبوی ﷺ میں باریاب ہوئے!۔۔۔۔۔

حضور ﷺ نے پوچھا: "**کیف اصبحت یا حارثۃ**"

"آج تمہاری قلبی کیفیات اور روحانی واردات کا کیا عالم ہے؟ کن حالات میں صبح کی ہے؟

عرض کی: میں نے اس حال میں صبح کی ہے کہ مجھے یقین ہے میں مومن برحق ہوں۔آپ نے پوچھا: "ہر کسی کی ایک حقیقت ہوتی ہے، تیرے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ یعنی اپنے دعوے کی دلیل پیش کرو"۔

عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں دنیا اور اس کی خواہشوں سے کنارہ کش ہو چکا ہوں رات، بیداری میں اور دن روزے سے گزرتا ہے اور نگاہ کی تیزی اور دور بینی کا یہ عالم ہے۔

"کانی انظر الی عرش ربی بارزا و کانی انظر الی اھل الجنة یتزاورون فیھا والی اھل النار یتعاوون فیھا"۔

"گویا میں اپنے رب تعالیٰ کا عرش علانیہ دیکھ رہا ہوں اور جیسے اہل بہشت کو ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہوئے اور اہل دوزخ کو چیختے ہوئے دیکھ رہا ہوں"۔

حضور ﷺ نے فرمایا: **"ھذا عبد نور اللّٰہ قلبہ"**

(مفتاح دارالسعادۃ، ص162)

"یہ وہ بندہ ہے جس کے دل کو اللہ پاک نے منور فرما دیا ہے"۔

جس کے غلاموں کا یہ عالم ہو تو اُن کے آقا سرکارِ اعظم ﷺ کی بصیرت کا کیا عالم ہوگا۔

سرکارِ اعظم ﷺ کے غلام اور جنگل کے جانور

50ھ میں غلامانِ مصطفی ﷺ افریقہ کے صحراؤں تک اسلام اور انسانیت کا پیغام لیکر پہنچ چکے تھے، دس ہزار مجاہدین کا لشکر جب اس جگہ خیمہ زن ہوا، جہاں بعد میں قیروان کے نام سے ایک شہر آباد ہوا تو اس جگہ جنگل میں غلامانِ مصطفی

ﷺ کو ایک فوجی چھاؤنی قائم کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی، یہ جگہ خونخوار درندوں، خوفناک سانپوں اور جنگلی جانوروں کا مسکن تھی۔

حضرت عُقبہ بن نافع جو امیرِ لشکر تھے، اس وقت کو خاطر میں لائے بغیر ایمانی قوت سے سرشار جنگل کے کنارے پر کھڑے ہوگئے اور بلند آواز سے ساکنانِ جنگل کو خطاب کیا جیسے کوئی انسانوں کو مخاطب کررہا ہو۔

ایتھا الحیات والسباع انا اصحاب رسول اللّٰہ نازلون ھنا، ارحلوا عنا ضمن وجلتاہ بعد ذالک قتلناہ۔(کامل ابنِ اثیر، جلد 3، صفحہ 466)

اے سانپو اور درندو! ہم اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کے غلام ہیں اور غلامانِ مصطفی ہوکر تم کو حکم دیتے ہیں کہ یہاں سے کسی اور جگہ منتقل ہوجاؤ، کیونکہ ہم یہاں چھاؤنی بنانا چاہتے ہیں، آج کے بعد ہم نے کسی کو بھی دیکھ لیا تو قتل کردیں گے۔

اس روز وہاں کے مقامی باشندوں نے بھی دیکھا، میری زباں میں یوں سمجھ لیں کہ غلامانِ مصطفی ﷺ کا حکم سُننا تھا کہ سانپ بھی جارہا تھا، بچھو بھی جارہا تھا، شیر بھی جارہا تھا، زہریلے جانور بھی جارہے تھے یہاں تک کہ جانور اپنے بچے پشتوں پر لاد کر جنگل سے نکل رہے تھے، دیکھتے ہی دیکھتے سارا جنگل خالی ہوگیا یہ حیرت انگیز اور عجیب منظر دیکھ کر وہ لوگ مسلمان ہوگئے۔

حضرت عُمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ اور جانوروں میں محبت

امیرالمومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کا دور تاریخ کا سنہری باب ہے آپ علیہ الرحمہ کے انصاف کے دور دور تک چرچے تھے لوگ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عدل وانصاف کی مثالیں دیا کرتے تھے۔ شیر جو کہ بکری کو دیکھتے ہی جھپٹتا ہے اور آناً فاناً میں بکری کو ہڑپ کر جاتا ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کے دور میں شیر اور بکری ایک ہی گھاٹ میں پانی پیتے تھے۔

آپ علیہ الرحمہ سے کسی نے عرض کی یاامیرالمومنین! یہ شیر جو کہ بکری کا کام تمام کر دیتا ہے لیکن یہ کیا وجہ ہے کہ آپ کے دورِ حکومت میں شیر اور بکری ایک ہی گھاٹ میں پانی پیتے ہیں۔ اللہ اللہ، آپ علیہ الرحمہ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ جب سے میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے دوستی کر لی ہے اِن جانوروں نے بھی آپس میں دوستی کر لی ہے۔

اللہ اکبر! جب بندے کو اللہ تعالیٰ سے سچّی محبت ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ جانوروں کو بھی آپس میں ایک دوسرے کا مُحب بنا دیتا ہے یہ وہ عظمت ہے جو صرف اور صرف سرکارِ اعظم ﷺ کی سچی غلامی سے نصیب ہوتی ہے۔

سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو انعام

مَنَاقِبُ الغَوثِ الاعظم رضی اللہ عنہ میں نقل کیا گیا ہے کہ تاجدارِ بغداد پیرِ لاثانی قُطبِ رَبّانی حضرتِ سَیِّدُ نا حُضُورِ غَوثُ الاعظم رضی اللہ عنہ اپنے چند مُریدین کے ساتھ عراق کے کُردِستانی علاقہ میں اسلام کی دعوت کیلئے تشریف لے گئے ۔ یہ پوری بستی کئی لاکھ افراد پر مُشتمل تھی اور اُن کا مذہب عیسائیت تھا۔طبیعت کے لحاظ سے بہت سخت قوم تھی ۔اِسلام کا پیغام آنے کے باوجود سینکڑوں برس گزر جانے کے بعد بھی اُس قوم کے لوگ عیسائیت پر قائم تھے۔آپ رضی اللہ عنہ نے اُن کو دعوت دی۔آپ کی اس دعوتِ اِسلامی پر اُن کا ایک پادری سامنے آیا۔اور وہ اُس قوم کا بہت بڑا عالم مانا جاتا تھا۔وہ کچھ عرصہ بغداد شریف اور مصر میں بھی رہ چکا تھا۔اُس نے مُسلمان عُلمائے کرام سے کچھ حدیثیں بھی سُن رکھی تھیں ۔آپ رضی اللہ عنہ سے مُخاطب ہو کر کہنے لگا ،کیا آپ کے نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے:

’’عُلماءِ اُمّتی کانبیاءِ بنی اسرائیل‘‘

ترجمہ:’’میری اُمّت کے عُلماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہوں گے‘‘۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم کو اِس میں شک ہے؟ وہ کہنے لگا،

حضرت سیدنا عیسیٰ روحُ اللہ علیہ السلام جو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے ۔اُن کو اللہ تعالیٰ نے یہ مُعجزہ دیا تھا کہ وہ ٹھوکر سے مُردہ کو زِندہ کر دیتے تھے۔اب اِس حدیث کی رُو سے آپ کے نبی ﷺ کی اُمّت کے عُلمائے کرام میں سے آپ رضی اللہ عنہ ہیں۔لہٰذا بنی اسرائیل کے پیغمبروں کی طرح ہوئے۔وہ تو ٹھوکر سے مُردہ کو زِندہ کر دیتے تھے تو ہم تو جب جانیں کہ آپ بھی مُردہ کو زندہ کر کے دِکھائیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا: بِلا شُبہ ہمارے آقا ﷺ کی اُمّت کے عُلمائے رَبّانیین یعنی اولیاء اللہ کی شان یہی ہے۔یہ تو کوئی مُشکل بات نہیں،تم کون سے مُردہ کو زندہ دیکھنا چاہتے ہو؟

چُنانچہ قریب ہی ایک قبرستان میں آپ اُن کے ہمراہ تشریف لے گئے۔اُنہوں نے ایک پُرانی سی قبر کی طرف اِشارہ کر کے کہا،کہ اِس مُردہ کو زِندہ دیکھنا چاہتے ہیں۔آپ اُس قبر کے قریب تشریف لے گئے اور آپ نے اس قبر کو ٹھوکر مارتے ہوئے اِرشاد فرمایا: ''**قُم باِذن اللہ**'' یعنی ''اللہ کے حُکم سے اُٹھ''

فوراً ہی قبر شَق ہوئی اور مُردہ باہر سر نکال کر کھڑا ہو گیا اور آپ کی خِدمت میں السلام علیکم عرض کرنے کے بعد کہنے لگا''کیا قیامت آ گئی؟''

آپ نے فرمایا،نہیں۔یہ تو صرف اس پادری کے استفسار کی بناء پر ایسا کیا گیا ہے اب بتا تُو کس وقت کا آدمی ہے۔وہ کہنے لگا،

''میں حضرت سیدنا دانیال علیہ السلام کے وقت کا ہوں اور اُنہیں کے مذہب پر مجھے موت آئی۔میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مُبارک زمانہ سے بھی بہت پہلے کے دور سے تعلق رکھتا ہوں''۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ اِس کو ہمارے دینِ پاک کی حدیثِ مبارک کے سلسلہ میں یہ صداقت دکھائی تھی اور وہ حدیث غوث پاک نے ارشاد فرمائی۔یہ سن کر اُس نے عرض کی''یہ حدیثِ مُبارک برحق ہے،دینِ اسلام حق ہے،تمام انبیاء علیہم السلام اسی دین کی بشارت دیتے رہے۔پھر آپ نے ارشاد فرمایا''اچھا تم واپس قبر میں چلے جاؤ،تمہیں قیامت تک وہیں رہنا ہے''۔

وہ قبر میں واپس چلا گیا۔اور قبر حُکمِ الٰہی سے بند ہوگئی۔

آپ کی یہ شانِ کرامت دیکھ کر وہ پادری اور اُس کی ساری قوم جو کئی لاکھ پر مُشتمل تھی،علاوہ چند گھرانوں کے سب کی سب مُسلمان ہوگئی۔اور یہ ایسی جنگجو قوم تھی کہ جس سے آس پاس کے مُسلمان سَلاطین بھی جنگ وجدل کے خطرات سے دو چار ہی رہتے تھے۔فوجی طاقت کے ذریعے اس قوم کو زیر کرنا آسان نہ تھا۔عباسی حُکمران بھی اسی قوم کے ہاتھوں تنگ تھے۔مگر شہنشاہِ بغداد حُضور غوث

الاعظم رضی اللہ عنہ کی رُوحانی کرامت نے انہیں اسلام کی صداقت کا ایسا عملی ثبوت دیا کہ وہ ساری کی ساری کئی لاکھ پر مشتمل نصرانی قوم حلقہ بگوش اسلام ہوگئی ۔

قلبِ مُردہ کو بھی ٹھوکر سے جِلا دو مُرشد رضی اللہ عنہ

تم نے ٹھوکر سے ہے مُردوں کو جِلا یا یا غوث رضی اللہ عنہ

مُصنف مناقب الغوث الاعظم مزید آگے فرماتے ہیں، اس کے بعد اس قوم میں سے ایسے مجاہدین پیدا ہوئے جنہوں نے اسلام کے لیے بڑی بڑی فتوحات حاصل کیں۔اُن میں سے ایک فاتح، مُجاہد اِسلام حضرت سُلطان صلاح الدین ایوّبی رحمتہ اللہ علیہ بھی اِسی کُرد قوم سے تعلق رکھتے تھے۔اِن کے والد بھی اُسی دوران اپنی برادری کے ساتھ مُسلمان ہوکر حضورغوثِ پاک سے بیعت ہوئے تھے۔اور بعد میں مُلک شام کے زنگی سلاطین کے بہت بڑے فوجی جرنیل بنے۔

ایک بار بغدادِ مُعلّی حاضر ہوکر اپنے دس سالہ بیٹے حضرت سُلطان صلاح الدین ایوبی کو آپ رضی اللہ عنہ کی خدمتِ بابرکت میں پیش کردیا اور عرض کی، یا حضرت! اس بچے کے سَر پر اپنا نُورانی ہاتھ رکھ دیں اور اِس کے لیے دُعا فرمادیں کہ یہ اِسلام کا عظیم مُجاہد اور فاتح بَنے۔چُنانچہ حُضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اِس بچّے کے سر پر دَستِ مُبارک پھیرا۔اور دُعا فرمائی اور پھر ارشاد فرمایا، کہ یہ بچّہ

تاریخِ عالم کی ایک عظیم نامور شخصیت ہوگا۔اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ سے بہت بڑی اسلام کی فتح کرائے گا۔

چُنانچہ پھر دُنیا نے دیکھا کہ حضرت سُلطان صَلاحُ الدین ایُّوبی جو سُلطان نورالدین زنگی کی افواج میں ترقی پا کر جرنیل بنے۔اور پھر صلیبی جنگوں کے دوران سُلطان کی اچانک وفات کے بعد سُلطان بنائے گئے اور پھر سُلطان بن جانے کے بعد حضرت سُلطان صلاح الدین ایّوبی نے جو عظیم کارنامے انجام دیئے وہ تاریخِ اسلام کا زریں باب ہیں۔

صلیبی جنگوں میں بیت المقدس کی تاریخی فتح اُنہی کے ہاتھ سے ہوئی اور یورپ کے بڑے بڑے عیسائی بادشاہوں کا لشکر بھی ان کی مُجاہِدانہ شان کے سامنے نہ ٹھہر سکا۔حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی نے جنگ میں سارے یورپ کو ہرادیا۔اور یہ سب کچھ تاجدارِ بغداد حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی شانِ کرامت اور دُعاوں کا نتیجہ تھا۔اور اب بھی بغدادِ مُعلّٰی کی پُر نُور فَضاؤں سے آپ کا فیض پُوری دُنیا میں جاری ہے اور اِن شاء اللہ تا قیامت دُنیا میں آپ کا فیض جاری وساری رہے گا۔

مَزرعِ چِشت و بُخارا عِراق و اجمیر
کون سی کِشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

مِٹ گئے مٹتے ہیں مِٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مِٹے گا کبھی چرچا تیرا

یہی حضرت سُلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ جب بیت المقدس کو فتح کرنے کیلئے نکلے تو ان کے ساتھ جذبہ ایمانی اور جذبہ جہاد سے سرشار سترہ ہزار فوج تھی جنگ سے ایک دن پہلے حضرت نے سترہ ہزار افواج سے خطاب کیا:

''اے مجاہدو! یہاں سے مصر بہت دور ہے مگر جنت قریب ہے اگر اب بھی کسی کو مصر جانا ہے تو وہ مصر چلا جائے اور جسے جہاد کرنا ہے وہ ہمارے ساتھ چلے''۔

اللہ اللہ یہ سُننا تھا کہ ساری کی ساری فوج نے حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی کی آواز پر لبیک کہا۔

مسلمانوں کی جذبہ جہاد سے سرشار سترہ ہزار فوج نے تین لاکھ یہودیوں کو شکست دی۔ آخر کار مسلمانوں نے بیت المقدس فتح کر لیا یہ وہ بیت المقدس ہے جہاں سے سرکار اعظم ﷺ کا سفر معراج شروع ہوا۔

اسلامی تاریخ کے اعتبار سے سفر معراج کی شب رجب کے مہینے کی ستائیسویں رات ہے اور اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی غلامی کی بدولت یہ انعام دیا کہ جس دن حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی نے بیت

المقدس فتح کیا اُسی دن رجب کے مہینے کی ستائیس تاریخ تھی۔

حضرت ابراھیم بن ادھم علیہ الرحمہ کی مچھلیوں پر حکومت

حضرت اِبراھیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ بَلخ کے بادشاہ تھے اور وسیع سلطنت کے مالک تھے۔آپ کی بڑی ہی ٹھاٹھ کی زندگی تھی۔جب آپ سُوار ہوتے تھے تو آپ کے خُدّام چالیس ڈھالیں سَونے کی اور چالیس گُرز (ہتھوڑے) سَونے کے آپ کے آگے اور پیچھے لے کر چلتے تھے۔ایک رات آپ اپنے شاہی بِستر پر سو رہے تھے۔تو آدھی رات کے وقت آپ کو چھت پر آہٹ معلوم ہوئی۔آپ نے آواز دے کر پوچھا کہ چھت پر کون ہے؟کسی نے جواب دیا کہ میرا اُونٹ کھو گیا ہے،میں اپنا اُونٹ تلاش کر رہا ہوں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا،کہ اُونٹ کا چھت پر کیا کام،کیا کبھی اُونٹ چَھت پر بھی مِلا ہے؟کسی نے جواب دیا،''اے غافِل!تُو اللہ تعالیٰ کو اَطلَسی لِباس،نرم نرم بستر اور شاہی تخت پر تلاش کرنا کون سی دانائی ہے؟حضرتِ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ پر اِس غیبی آواز کا بے حد اَثَر ہوا۔دِل چوٹ کھا کر رہ گیا۔

صُبح جب آپ اپنے تختِ شاہی پر بیٹھے اور دربارِ عام ہو رہا تھا تو ایک اَجنبی دَربار میں داخِل ہوا۔اُس نَوارِد کا کچھ ایسا رُعب و دبدبہ تھا کہ اُسے اندر داخل

ہوتے ہوئے کوئی روک نہ سکا۔ یہ اَجنبی جب دَربار میں داخِل ہوا تو کہنے لگا کہ یہ مُسافِر خانہ مجھے پسند نہیں! بادشاہ بولا کہ یہ مُسافِر خانہ کب ہے، یہ تو میرا مَحَل ہے ۔

اُس اجنبی نے پوچھا کہ یہ بتائیے کہ آپ سے پہلے یہ مَحَل کِس کے پاس تھا؟ بادشاہ بولا، میرے والد صاحب کے پاس۔ اَجنبی نے پوچھا، اور آپ کے والد صاحب سے پہلے یہ مَحَل کِس کے پاس تھا؟ بادشاہ نے جواب دیا، میرے دادا جان کے پاس۔ اَجنبی نے پوچھا، آپ کے دادا جان سے پہلے کس کے پاس تھا؟ بادشاہ نے جواب دیا، میرے دادا جان کے والِد صاحب کے پاس۔ اَجنبی نے کہا تو گویا آپ سے پہلے اِس میں آپ کے والد رہتے تھے اور آپ کے والِد سے پہلے آپ کے دادا اس میں رہتے تھے اور آپ کے دادا سے پہلے اُن کے والِد اس میں رہتے تھے۔ تو عالی جاہ! آپ خود ہی فرمایئے کہ مُسافر خانہ اور کس کو کہتے ہیں؟ مُسافِر خانہ وُہی تو ہوتا ہے جس میں ایک جائے اور دُوسرا آئے۔ یہ کہہ کر وہ اَجنبی باہر نِکل گیا۔ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے دِل پر سخت چوٹ لگی۔ وہ لرز گئے اور تخت سے اُترے اور اُس اَجنبی کے پیچھے دوڑے۔ یہاں تک کہ اُسے پالیا۔ اور اُس سے دریافت کیا، آپ کون ہیں؟ تو اُس نے جواب دیا کہ میں خِضر علیہ السلام ہوں۔ حضرتِ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے دِل پر اِن

واقعات کا ایک گہرا اثر ہوا۔اور دُنیوی سلطنت کو خیر باد کہہ دیا۔اپنا شاہی لباس چرواہے کو پہنا دیا اور خود نے چرواہے کا لباس پہن لیا اور جنگل میں نکل گئے۔

آپ نو سال تک ایک غار میں مُجاہدے اور رِیاضتیں کرتے رہے۔حتّٰی کہ آسمانِ ولایت کے ایک درخشندہ سِتارے بن کر چمکے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا یہی واقِعہ لکھ کر یہ بھی لکھا ہے کہ آپ ایک مرتبہ دریا کے کنارے بیٹھے اپنے ہاتھ سے اپنا لِباس سی رہے تھے کہ وہاں سے ایک اَمیر آدمی کا گُزر ہوا اُس امیر آدمی نے آپ کو جب اِس حال میں دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ سے اپنا لِباس سی رہے ہیں۔تو دِل میں کہنے لگا کہ انہوں نے سَلطنت چھوڑ کر اِس فقیری میں کیا حاصِل کیا؟ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ اُس کے اِس خیال پر مُطّلَع ہوگئے۔اور آپ نے جھٹ اپنے ہاتھ کی سُوئی دریا میں ڈال دی اور پھر بُلند آواز سے نعرہ لگایا اور فرمایا، ’’اے مچھلیو! میری سُوئی مجھے واپس لادو‘‘۔اُس اَمیر نے جب یہ واقعہ دیکھا تو مُتعجّب ہوا اور سوچنے لگا کہ اِتنے بڑے دریا میں پھینکی ہوئی چھوٹی سی سُوئی بَھلا واپس کیسے مِل سکتی ہے؟

مولانا روم فرماتے ہیں ؎

ہزاروں مَچھلیاں اپنے اپنے مونہہ میں ایک ایک سونے کی سُوئی لیے ہوئے دریا سے باہر نکل آئیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے یہ سَونے کی سُوئیاں

نہیں چاہئیں۔ مجھے تو اپنی سُوئی چاہیے۔ چُنانچہ پھر ایک چھوٹی مچھلی اپنے مُونہہ میں آپ کی سُوئی پکڑے ہوئے لائی اور آپ کے آگے ڈال دی۔ اُس اَمیر آدمی نے جب یہ کرامت دیکھ لی تو حیران رہ گیا۔ حضرتِ ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے اُس اَمیر سے جو کچھ فرمایا اس کو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

آپ نے اُس اَمیر کی طرف توجہ فرما کر کہا کہ بتاؤ مجھے وہ حُکومت اچھی تھی یا یہ حُکومت؟

(تذکرۃ الاولیاء و مثنوی شریف)

مطلب یہ کہ جب میں بادشاہ تھا تو صرف انسانوں پر حکومت کرتا تھا لیکن اَب میری حکومت سمندر کی مچھلیوں پر بھی ہے اَب تو بتا وہ حکومت اعلیٰ تھی یا یہ حکومت بہتر ہے۔

شیخ سعدی علیہ الرحمہ اور بُزرگ

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ کی شخصیت سے کون ناواقف ہے آپ ایک ولی کامل اور عاشقِ رسول ﷺ بُزرگ تھے آپ کی ایمان افروز نصیحتیں جنہیں پڑھ کر مسلمانوں کے دلوں میں یادِ الٰہی عزوجل اور عشقِ مصطفی ﷺ کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ ایک جنگل سے گُزر رہے تھے آگے چلتے ہوئے آپ نے دور

سے ایک عجیب منظر دیکھا کہ ایک نورانی چہرے والے بُزرگ شیر کے اُوپر سوار ہو کر تشریف لا رہے ہیں اور ان کے ہاتھ میں ایک دُرَّہ ہے جس سے وہ شیر کو مارتے ہیں۔

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب وہ بُزرگ میرے قریب آئے تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ جسے میں چمڑے یا کپڑے کا دُرَّہ سمجھ رہا تھا وہ دُرَّہ نہیں بلکہ سانپ تھا۔

اُن بُزرگ نے سانپ کو ہاتھ میں لپیٹ کر رکھا تھا اور شیر کو مارنے کے لیے استعمال کرتے تھے میں نے اُن بُزرگ سے پوچھا کہ حضور! یہ کیا ماجرا ہے یہ شیر جنگل کا سب سے خطرناک چیر پھاڑ کرنے والا جانور اور سانپ سب سے زہریلا جانور جو ایک ڈنک مارے تو آدمی ہلاک ہوجائے۔کیا آپ اِن جانوروں سے نہیں ڈرتے؟

اللہ، اللہ، خوفِ خدا عزوجل ہو تو ایسا ہو، اطاعتِ رسول ﷺ ہو تو ایسی ہو

اُن بُزرگ نے فرمایا کہ اے سعدی! جب سے میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے ڈرنا شروع کیا ہے یہ سارے کے سارے جنگل کے جانور مجھ سے ڈرتے ہیں یہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

اے سعدی! تو بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے ڈرنا شروع

کر دے یہ کائنات پھر تجھ سے ڈرے گی۔ (بوستانِ سعدی، ص 80)

سرکارِ اعظم ﷺ نے مُنہ چوم لیا

حضرت امام سخاوی علیہ الرحمہ اور دیگر محدّثین سے منقول ہے کہ حضرت محمد بن سعد علیہ الرحمہ سونے سے پہلے ایک مقررہ تعداد میں درود پاک پڑھا کرتے تھے۔ اُنہوں نے ایک رات سرکارِ اعظم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ نے میرے گھر کو منور فرمایا ہے اور مجھ سے فرما رہے ہیں "اپنا مُونہہ قریب کر جس سے تو مجھ پر درود بھیجا کرتا ہے تاکہ میں اس پر بوسہ دوں"۔ فرماتے ہیں کہ مجھے بڑی شرم آئی۔

میں اپنا مُونہہ سرکارِ اعظم ﷺ کے دَہَن مبارک کے قریب کیسے کروں؟ پَس میں اپنا رُخسار (گال) آپ ﷺ کے مُنہ مبارک کے قریب لے گیا۔ آپ ﷺ نے میرے رُخسار پر بوسہ دیا۔ جب میں بیدار ہوا تو میرا سارا گھر مُشک کی خوشبو سے مہک رہا تھا اور آٹھ دن تک مُعطر رہا اور میرے رُخسار سے بھی آٹھ دن تک خوشبو آتی رہی۔

(بحوالہ: جذبُ القُلُوب)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو سرکارِ اعظم ﷺ کی غلامی پر ناز

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مجدد دین وملت، پروانہ شمع رسالت عظیم المرتبت شاہ احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی ہستی وہ عظیم ہستی ہے جنہوں نے اپنی ساری عمر حضور ﷺ کی شان وعظمت کا ڈنکا بجانے میں گزار دی۔

آپ علیہ الرحمہ کا بچپن بھی بے مثال، آپ کی جوانی بھی بے مثال، آپ کا بڑھاپا بھی شیر کی طرح تھا۔ جو حضور ﷺ کی غلامی میں ایسا نڈر کہ ہر آنے والے فتنوں کا قلع قمع کیا۔ آپ علیہ الرحمہ کی یہ شان تھی کہ اگر ایک سوال بھی کوئی حضور علیہ السلام کی ذات پر اُٹھاتا اس ایک سوال کے جواب میں آپ علیہ الرحمہ کتابوں کی کتابیں لکھ ڈالتے۔

آپ کی خدمات میں محبوب کریم ﷺ کی وہ نعتیں جو آدمی پڑھے تو اس کی آنکھوں سے عشق کے آنسو رواں ہو جائیں تو خود لکھنے والے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا کیا مقام ہوگا۔

آپ علیہ الرحمہ نے سینکڑوں نعتیں لکھیں، قرآنِ مجید فرقانِ حمید کا ترجمہ کنز الایمان کے نام سے فرمایا جو اپنے اندر عشق کا سمندر رکھتا ہے آپ کے ہزاروں فتاویٰ پر مبنی فتاویٰ رضویہ بھی ایک عظیم کارنامہ ہے اس کے علاوہ ایک ہزار سے زائد تصانیف بھی تحریر فرمائیں۔

مگر اللہ اکبر، کبھی اپنے کلام پر ناز نہ کیا، کبھی ترجمۂ قرآن پر ناز نہ کیا، کبھی

فتاویٰ رضویہ لکھنے پر ناز نہ کیا، کبھی سینکڑوں کتابوں پر ناز نہ کیا اگر ناز کیا تو صرف محبوب کریم ﷺ کی سچّی غلامی پر ناز کیا۔ آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

خوف نہ رکھ رضاؔ ذرا تو تو ہے عَبدِ مصطفیٰ ﷺ
تیرے لیے امان ہے تیرے لیے امان ہے

محبوب کریم ﷺ کی سچّی غلامی اُن کے عشق پر اس قدر ناز تھا کہ وہ عشق اور غلامی کو اپنی زندگی کا معیار سمجھتے تھے۔

دوسری جگہ آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

لحد میں عشقِ رُخِ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سُنی تھی چراغ لے کے چلے

کیا مطلب کہ حضور ﷺ کی غلامی یہ وہ نعمت ہے کہ جو اندھیری قبر کا چراغ ہے جو اسے اپنا تا ہے وہ قبر کو روشن کرتا ہے اپنی عاقبت کو سنوارتا ہے اپنا ٹھکانہ جنت بنا تا ہے۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو
سرکار ﷺ کی غلامی پر انعام

شہزادہ اعلیٰ حضرت تاجدارِ اہلسنت حُضور مُفتی اعظم ہند شاہ محمد مُصطفیٰ رضاؔ

خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ۱۴ مُحرم الحرام ۱۴۰۲ھ رات ایک بجکر چالیس منٹ پر بریلی شریف میں وِصال ہوا۔ بعد وِصال آپ کے چہرہ زیبا پر آثارِ تبسُّم تھے اور آپ حضرتِ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے ان دو اشعار کے مصداق تھے ؎

یاد داری کہ وقت زادن تو
ہَمہ خَنداں بُودند تو گِریاں
آں چُناں زی کہ وقت رَفتن تو
ہَمہ گِریاں بُودند تو خَنداں

ترجمہ: اے انسان! تجھے یاد ہے کہ جب تُو پیدا ہوا تھا تو سب ہنس رہے تھے اور تُو رو رہا تھا۔ لیکن وقتِ رخصت (موت) تیری شان یہ ہونی چاہیے کہ تُو ہنس رہا ہو اور سب رو رہے ہوں۔

ہندوستان کے جلیلُ القدر محدثین مفسّرین اور مشائخ اور خاندان کی موجودگی میں حُضور مُفتیِ اعظم ہند کو غُسل دیا جارہا تھا تمام ملبُوسات اُتار لیے گئے اور ایک چادر آپ کے جسمِ مُبارک پر ڈال دی گئی اچانک ہوا چلی اور جسمِ اطہر پر پڑی ہوئی چادرِ مُبارک ہَوا کی وجہ سے ہِلنے لگی۔ قریب تھا کہ بے پردگی ہوجاتی۔ حُضور مُفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں حَرکت پیدا ہوئی اور ہاتھ بتدریج اُٹھا جس کو تمام حاضرین نے سَر کی آنکھوں سے دیکھا۔ حُضور مُفتی اعظم

ہندرحمۃ اللہ علیہ نے اس اُڑنے اور کھسکنے والی چادر کو اَنگُشتِ شہادت اور بیچ والی اُنگلی کی گِرفت میں لے لیا اور پھر بتدریج ہاتھ مُبارک نیچے آگیا اور جسمِ مُبارک پر چادر تن گئی اور آپ نے تا فراغتِ غُسل چادر کو اپنے دستِ مُبارک سے نہ چھوڑا۔ جب کفن زیب تن کرنے کا وقت آیا تو چادر دَستِ پاک سے چھوڑ دی۔

(ماہنامہ ''اِستقامت'' کانپور، رجب المرجب ۱۴۰۳ھ مفتی اعظم ہند نمبر)

لمحہ فکریہ!

یہی وہ غلامی ہے کہ جسے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اپنایا تو اُنہوں نے ساری دنیا پر حکومت کی جسے بُزرگانِ دین نے اپنایا تو اُنہوں نے لوگوں کے دلوں پر حکومت کی۔ دنیا پر حکومت کوئی بڑی بات نہیں، لوگوں پر حکومت کوئی بڑی بات نہیں، تخت و تاج کوئی بڑی بات نہیں، مال و دولت کوئی بڑی بات نہیں۔

اصل میں جو دولت ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی غلامی کی دولت ہے جسے کوئی اپناتا ہے تو وہ لوگوں کے دِلوں پر حکومت کرتا ہے چاند و سورج پر حکومت کرتا ہے، ہواؤں پر حکومت کرتا ہے، سمندر کی مچھلیوں پر حکومت کرتا ہے یہاں تک کہ ساری دنیا پھر اس کے تابع ہو جاتی ہے۔

مگر افسوس آج ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کو پسِ پُشت ڈال دیا اسی لیے آج ہم پَستی کا شکار ہو گئے ہم روز بروز پَستی میں جا رہے ہیں ہماری عزت و شان

ختم ہوتی جارہی ہے ہم نے محبوب کریم ﷺ کی غلامی کو چھوڑ کر انگریزوں کے طریقوں کو اپنالیا ہے، غیروں کے فیشن کو اپنالیا ہے ہمیں حضور ﷺ کی غلامی میں زندگی گزارنے میں شرم محسوس ہوتی ہے یہ اس لیے کہ آج ہم نے حضور ﷺ سے رشتہ توڑ لیا کل جو ہماری حضور ﷺ سے وابستگی تھی آج وہ کمزور پڑ گئی ہے۔

آج کے والدین ایسے ہیں کہ اگر بچہ محبوب کریم ﷺ کے طریقوں کو اپنائے اُن کی غلامی میں زندگی گزارے تو اُسے اچھی نظروں سے نہیں دیکھتے اور اگر بچہ پینٹ شرٹ اور ٹائی پہن کر آجائے تو اسے کہتے ہیں کہ دیکھو آج ہمارا بیٹا کتنا ہوشیار لگتا ہے ہمارا بیٹا پکّا انگریز لگتا ہے۔

مسلمانو! یاد رکھو آج اگر ہم نے اپنی حالت کو نہ سُدھارا تو یہ ہماری اولادیں ہمیں ماریں گی کل ہمیں دھکے دے کر اپنے گھروں سے نکال دیں گی ہمیں بے وقوف سمجھیں گی اس لیے ہم اپنی اولادوں کو محبوبِ کریم ﷺ کی غلامی کی طرف رغبت دلانی ہوگی یہی ہمارا ہتھیار ہے۔

کسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کے پاس ایسی کونسی طاقت ہے کہ فتوحات کا تانتا باندھ رکھا ہے اور ہر کسی کو چیلنج کرتے ہیں کہ تو بھی آجا، تو بھی آجا؟ یعنی آج کل کی زبان میں یوں سمجھ لیں کہ وہ کون سا میزائل ہے ، وہ کون سا ایٹم بم ہے کہ بڑی سے بڑی طاقت کو چیلنج کیا ہوا ہے؟

اللہ، اللہ غلامی ہو تو ایسی ہو، اپنے آقا ﷺ کا غلام ہو تو ایسا ہو ایسا عمدہ

جواب دیا کہ قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو ایک پیغام دے دیا کہ اے کُفّار و مشرکین! ہماری طاقت کا راز سنو ہماری طاقت کا راز یہ ہے کہ تمہارے بادشاہوں نے تمہیں زندگی سے محبت کرنا سکھایا ہے اور ہمارے محبوب کریم ﷺ نے ہمیں موت سے محبت کرنا سکھایا ہے اور جس شخص کو موت سے محبت ہو جائے وہ نا قابلِ تسخیر انسان بن جاتا ہے۔

آج ہمیں زندگی سے محبت ہو گئی ہے؟ کیوں کہ ہم نے محبوبِ کریم ﷺ کی غلامی کو چھوڑ دیا ہے آج ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے غلام ہیں مگر عمل بالکل نہیں اور دعویٰ بغیر دلیل کے بیکار ہو جاتا ہے۔

نمازیں ہم نے چھوڑ دیں، روزے ہم چھوڑتے ہیں، سنتوں پر عمل ہم نہیں کرتے، غیروں کے طریقوں اور فیشن کو ہم اپناتے ہیں پھر بھی کہتے ہیں کہ ہم حضور علیہ السلام کے غلام ہیں۔

دوسری طرف ٹی وی، انٹرنیٹ، ڈش انٹینا نے مسلمانوں کو حضور ﷺ کی غلامی سے دور کر دیا ہے آج ہم اور ہماری بہنیں سب ان کاموں میں مُبتلا ہیں اس لیے گلی گلی بربادی نظر آ رہی ہے کوئی کہتا ہے کہ میری جوان بیٹی فلاں لڑکے کے ساتھ بھاگ گئی؟ میری بیٹی کی پسند سے شادی نہ کروائی اس لیے اس نے زہر پی لیا، عورتوں کا لباس ایسا لگے کہ پہننا نہ پہننا برابر ہے۔ ہماری شرم و حیا کے جنازے نکل گئے ہماری غیرت کا انتقال ہو گیا ایسا لگتا ہے ہم کسی اسلامی ملک

میں نہیں بلکہ کسی انگریز ملک میں رہتے ہیں جتنی تباہی انگریز نے سوسال میں نہیں پھیلائی اس نے دس سالوں میں انٹرنیٹ اور ڈش انٹینا کے ذریعے پھیلائی ہے ہمارا نوجوان بھری جوانی میں بوڑھا ہوجاتا ہے،اسکی جوانی برباد ہوگئی ہے،اس کی ذات آج شادی کے قابل بھی نہیں اپنے ہاتھوں سے خودکو برباد کردیا۔

اے مسلمانو! آج انگریز کامیاب ہوگیا یہود ونصاریٰ کامیاب ہوگئے وہ آج آرام سے بیٹھے ہیں مسلمانوں کو اِن غلط چکروں میں ڈال کر وہ آرام سے سورہے ہیں اُنہیں معلوم ہے کہ اب مسلمان خودبخود برباد ہوتا جائے گا اسے کسی بندوق سے مارنے کی ضرورت نہیں ،اسے کسی ایٹم بم سے مارنے کی ضرورت نہیں ،اسے کسی بھوک اور افلاس سے مارنے کی ضرورت نہیں اس کے اندر شیطانی ہَوس ڈال دو اسے بے حیائی کے کاموں میں لگا کر حضور ﷺ سے وابستگی چُھڑ والواور آج وہ کامیاب ہوگیا ہے۔

اے میرے بھائیو! اب بھی کچھ نہیں بگڑا ،اب بھی وقت باقی ہے کہیں وہ وقت نہ آجائے کہ یہ لوگ ہم پر مُسلّط ہوجائیں ہمیں اپنا غلام نہ بنالیں،اگر اب بھی ہم نہ سُدھرے تو بدمذہب ہماری داستان مٹادیں گے کیونکہ ان کا مِشن ہے کہ مسلمانوں کے جسم سے روح نکال دو وہ روح حضور ﷺ کی سچّی غلامی،اُن سے عشق،اُن سے سچّی وابستگی ہے وہ نکال دو یہ بے جان ہوجائیں گے یہ کھوکھلے ہوجائیں گے۔

آج پوری دنیا کے مسلمان بربادی کے دوراہے پر کھڑے ہیں ہمیں پوری دنیا میں مارا جارہا ہے، پوری دنیا میں کاٹا جارہا ہے، کشمیر میں ہمیں مارا جارہا ہے ، ہماری ماؤں بہنوں کی بے حرمتی کی جارہی ہے، افغانستان میں مسلمانوں کا قتلِ عام جاری ہے، عراق کو لہو لہان کیا جارہا ہے ، چیچنیا میں ہم پر مظالم ڈھائے جارہے ہیں، فلسطین میں ہمارے نوجوانوں کو خون سے نہلایا جارہا ہے مگر افسوس کہ ہم بدعملی کا شکار ہوگئے ہیں۔ حضور ﷺ کی غلامی چھوڑنے کی وجہ سے ہم پر یہ وقت آپہنچا۔

مسلمانو! آج سے ہم سب ملکر عہد کریں کہ زندگی گزرے گی تو فقط محبوب کریم ﷺ کی غلامی میں اور سر کٹائیں گے تو وہ بھی حضور ﷺ کی غلامی میں کٹائیں گے۔

ہم اپنی غلامی کو سنتوں پر عمل کرکے ثابت کریں ہمارا لباس حضور ﷺ کی سُنّت کے مطابق ہونا چاہیے، ہمیں اپنا چلنا، پھرنا، اُٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، سونا، جاگنا، سب کا سب سنتِ رسول ﷺ کے مطابق کرنا ہوگا تو وہ وقت آئے گا کہ جب ہم راستے سے گزریں تو لوگ کہیں گے دیکھو! محبوب ﷺ کا غلام جا رہا ہے ہماری کھوئی ہوئی عزت دوبارہ لوٹ آئے گی۔ ٹی وی ، وی سی آر، ڈش انٹینا بدعملی والے کام سب کے سب ہمیں چھوڑنے ہوں گے۔

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، خوش اخلاقی ان ہتھیاروں کو کسی صورت نہیں چھوڑنا

ہے ہم خود اس پر عمل نہ کریں بلکہ دوسروں کو بھی اس کی طرف راغب کریں ورنہ اگر ہم عمل کرتے رہے اور دوسروں کو اپنی اولادوں کو اپنے گھر والوں کو اس کی دعوت نہ دی تو یہ بھی ہمارے او پر وبال بنے گا اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم خود بھی محبوب کریم ﷺ کی غلامی میں زندگی گزاریں اور اپنی اولادوں، گھر والوں اور دوستوں کو بھی اس کی دعوت دیں یہی وہ کام ہے جو مشائخ نے انجام دیئے اور پوری دنیا کے مسلمانوں کے دلوں پر حکومت کی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے وہ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے و طفیل ہم سب کو گناہوں سے بچا کر اپنے حبیب ﷺ کی غلامی میں زندگی بَسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دوسروں کو بھی یہ دعوت دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین، ثم آمین، بجاہ حبیبک سید المرسلین ﷺ

میں غلامِ مصطفی ﷺ ہوں میری عظمتیں نہ پوچھو
مجھے دیکھ کر جہنم کو بھی آ گیا پسینہ

ظہور امام مہدی رضی اللہ عنہ نشانیاں اور ان کے کارنامے

ظہور امام مہدی رضی اللہ عنہ نشانیاں اور ان کے کارنامے

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ یَسْئَلُوْنَکَ عَنْ ذِی الْقَرْنَیْنِ-قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَیْکُمْ مِّنْہُ ذِکْرًا○

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ کہف سے آیت نمبر 83 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام

مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے انبیاء اور رسل علیہم السلام کو دنیا میں بھیجا تا کہ وہ بھٹکی ہوئی انسانیت کو ہدایت کے نور کی طرف لائیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی پاک ﷺ تک اور آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان، تابعین، تبع تابعین اور صالحین کی صورت میں یہ سلسلہ جاری ہے اور صبح قیامت تک جاری رہے گا۔

اس کے ساتھ ساتھ جب بھی لادین ابلیسی قوتوں نے اہل حق کے راستے میں فساد ولا دینیت کا محاذ کھولا تو انہی خاصانِ خدا نے حق کا پرچم بلند کیا اور اس پرچم کی سربلندی کے لیے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے۔ وقت گزرتا رہا، خاصان خدا اسلام کا تحفظ کرتے رہے۔ پھر ایک وقت وہ بھی آئے گا کہ کائنات میں شیطانی قوتوں کا دور دورہ ہوگا۔ حق اور باطل کا امتیاز مشکل ہو جائے گا۔ مسلمانوں پر خوب ظلم وستم ہوگا، فتنے عام ہو جائیں گے۔ ایسے پُر آشوب دور میں ہر مسلمان رو رو کر اپنے رب کی بارگاہ میں دعا کریں گے کہ اے مولا! کسی مددگار کو بھیج جو ہمیں اس ظلم سے نجات دلائے۔ ایسے میں اولاد فاطمہ میں سے ایک شہزادہ پیدا ہوگا جسے دنیا امام مہدی رضی اللہ عنہ کے نام سے پکارے گی۔ وہ کیا

کام سرانجام دیں گے؟ وہ کون سا انقلاب برپا کریں گے؟ احادیث میں امام مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا کیا نشانیاں بتائی گئی ہیں؟ وہ تمام آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں تا کہ آپ کے ایمان میں تازگی پیدا ہو۔

☆تفسیر میں امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ذکر:

القرآن: وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِى الْقَرْنَيْنِ-قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا۝

ترجمہ: اورتم میں سے ذوالقرنین کے (بارے) میں پوچھتے ہیں، تم فرماؤ، میں تمہیں اس کا مذکورہ پڑھ کر سنا تا ہوں۔ (سورۂ کہف، آیت 83)

مفسر قران مفتی محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔ ذوالقرنین کا نام اسکندر ہے۔ یہ حضرت خضر علیہ السلام کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ انہوں نے اسکندریہ بنایا اور اس کا نام اپنے نام پر رکھا۔ حضرت خضر علیہ السلام ان کے وزیر اور صاحب لواء تھے۔ دنیا میں ایسے چار بادشاہ ہوئے ہیں جو تمام دنیا پر حکمران تھے۔ دو مومن حضرت ذوالقرنین اور حضرت سلیمان علیہما السلام اور دو کافر نمرود اور بخت نصر اور عنقریب ایک پانچویں بادشاہ اور اس اُمّت سے ہونے والے ہیں جن کا اسم مبارک

حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ ہے۔ان کی حکومت تمام روئے زمین پر ہوگی۔

☆احادیث میں امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ذکر:

1۔امام مہدی رضی اللہ عنہ اہل بیت میں سے ہونگے:

حدیث شریف = جامع ترمذی، کتاب الفتن میں حدیث نمبر 2230 نقل ہے۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی، یہاں تک کہ میرے اہل بیت (آل اولاد) میں سے ایک شخص عرب کا بادشاہ ہوجائے۔جس کا نام میرے نام (یعنی محمد ﷺ) کے مطابق ہوگا۔

2۔امام مہدی رضی اللہ عنہ زمین کو عدل سے بھر دیں گے:

حدیث شریف = سنن ابو داؤد، کتاب المہدی میں حدیث نمبر 4282 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی بچے گا تو اللہ تعالیٰ اسی دن کو دراز فرمادے گا تاکہ میرے اہل بیت سے ایک شخص کو پیدا فرمائے گا جس کا نام

اور ولدیت میرے نام اور ولدیت کے مطابق ہوگی۔وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا (یعنی پوری دنیا میں عدل وانصاف ہی کی حکمرانی ہوگی) جس طرح وہ (اس سے پہلے) ظلم وزیادتی سے بھری ہوگی۔

☆امام مہدی رضی اللہ عنہ کا نورانی چہرہ:

حدیث شریف = سنن ابوداؤد میں حدیث نمبر 4285 نقل ہے۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہدی (رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہوگا (یعنی میری نسل سے ہوگا) اس کا چہرہ خوب نورانی، چمک دار اور ناک ستواں و بلند ہوگی۔زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح پہلے وہ ظلم وجور سے بھری ہوگی۔(مطلب یہ ہے کہ مہدی رضی اللہ عنہ کی خلافت سے پہلے دنیا میں ظلم وزیادتی کی حکمرانی ہوگی اور عدل وانصاف کا نام ونشان تک نہ ہوگا)

☆امام مہدی رضی اللہ عنہ کب آئیں گے؟

مستدرک للحاکم مع تعلیقات الذہبی میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آخری زمانے میں فتنے برپا ہوں گے اور لوگ ان میں اس طرح چھٹ جائیں گے جس طرح سونا کان میں چھانٹا جاتا ہے۔پس تم اہل شام کو برا

مت کہو، البتہ جولوگ ان میں برے ہیں، ان کو برا کہو۔ ان میں اولیاء اللہ بھی ہیں، عنقریب ان پر آسمان سے سیلاب آئے گا جو ان کی جمعیت غرق کردے گا (وہ اتنے کمزور ہوجائیں گے) کہ اگر ان پر لومڑیاں بھی حملہ کریں تو وہ بھی ان پر غالب آجائیں گی۔ ایسے وقت میں میرے اہل بیت سے ایک شخص تین جھنڈوں کے ساتھ آئے گا، ان کے لشکر کی تعداد کا اندازہ زیادہ سے زیادہ پندرہ ہزار، کم از کم بارہ ہزار لگایا جائے گا۔ ان کا علامتی لفظ اُمّت اُمّت ہوگا۔ وہ ساٹھ جھنڈوں پر مشتمل فوج سے مقابلہ کریں گے، جن میں ہر جھنڈے کے تحت لڑنے والا حکومت کا طلب گار ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو ہلاک کردے گا اور مسلمانوں کے تفرقہ کو مٹا کر ان کے اندر الفت بھردے گا اور ان کو خوشحالی سے سرفراز فرمائے گا۔

☆ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت:

حدیث شریف = امام حاکم علیہ الرحمہ مستدرک میں حدیث شریف نقل فرماتے ہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اُمّت کے ایک شخص مہدی (رضی اللہ عنہ) سے رکن حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اہل بدر کی تعداد کے مثل یعنی 313 افراد بیعت خلافت کریں گے۔ بعد ازاں اس خلیفہ کے پاس عراق کے اولیاء اور شام کے ابدال

آئیں گے۔ بیعت خلافت کی خبر مشہور ہو جانے پر اس خلیفہ سے جنگ کے لیے ایک لشکر شام سے روانہ ہو گا۔ یہاں تک کہ یہ لشکر جب مکہ مدینہ کے درمیان بیداء میں پہنچے گا، زمین کے اندر دھنسا دیا جائے گا۔

☆امام مہدی رضی اللہ عنہ کی مدت سات، آٹھ یا نو برس ہوگی:

حدیث شریف = مجمع الزوائد، جلد 7 کے صفحہ نمبر 317 پر حدیث شریف نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اُمّت میں سے ایک مہدی (رضی اللہ عنہ) ہوگا (اس کی مدت خلافت) اگر کم ہوئی تو سات یا آٹھ یا نو سال ہوگی۔ میری اُمّت اس کے زمانہ میں اس قدر خوشحال ہوگی کہ اتنی خوشحالی اسے کبھی نہ ملی ہوگی۔ آسمان سے (حسب ضرورت) موسلا دھار بارش ہوگی اور زمین اپنی تمام پیداوار کو اگا دے گی۔ ایک شخص کھڑا ہو کر مال کا سوال کرے گا تو مہدی رضی اللہ عنہ کہیں گے (اپنی حسب خواہش خزانہ میں سے جا کر) خود لے لو۔

☆خراسان کی طرف سے آنے والا قافلہ:

حدیث شریف = سنن ابن ماجہ میں حدیث نمبر 4084 نقل ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ جب تم خراسان کی طرف سے سیاہ پرچموں (کا قافلہ) آتے ہوئے دیکھوتو اس میں ضرور شامل ہوجانا۔اگر چہ برف پر گھسٹ کر آنا پڑے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے۔

☆امام مہدی رضی اللہ عنہ مکۃ المکرمہ میں:

حدیث شریف = سنن ابو داؤد، کتاب المہدی میں حدیث نمبر 4286 نقل ہے۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا، رسول خدا ﷺ کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ ایک خلیفہ کی وفات کے وقت (نئے خلیفہ کے انتخاب پر مدینہ کے مسلمانوں میں) اختلاف ہوگا۔ایک شخص (یعنی مہدی) اس خیال سے کہ کہیں لوگ مجھے خلیفہ نہ بنادیں) مدینہ سے مکہ چلے جائیں گے اور انہیں (مکان) سے باہر نکال کر حجر اسود و مقام ابراہیم کے درمیان ان سے بیعت (خلافت) کرلیں گے (جب ان کی خلافت کی خبر عام ہوگی) تو ملک شام سے ایک لشکر ان سے جنگ کے لیے روانہ ہوگا (جو آپ تک پہنچنے سے پہلے ہی) مکہ و مدینہ کے درمیان بیداء (چٹیل میدان) میں زمین کے اندر دھنسا دیا جائے گا (اس عبرت خیز ہلاکت کے بعد) شام کے ابدال اور عراق کے اولیاء آکر آپ سے بیعت خلافت کریں

گے۔ بعدازاں ایک قریشی النسل شخص (یعنی سفیانی) جس کی نہال قبیلہ کلب میں ہوگی، خلیفہ مہدی اوران کے اعوان وانصار سے جنگ کے لیے ایک لشکر بھیجے گا۔ یہ لوگ اس حملہ آور لشکر پر غالب ہوں گے۔ یہی (جنگ) کلب ہے اور خسارہ ہے، اس شخص کے واسطے جو کلب سے حاصل شدہ غنیمت میں شریک نہ ہو (اس فتح و کامرانی کے بعد) خلیفہ مہدی رضی اللہ عنہ حضرت داد و دہش کریں گے اور لوگوں کوان کے نبی کی سنت پر چلائیں گے اور اسلام مکمل طور پر زمین میں مستحکم ہوجائے گا (یعنی دنیا میں پورے طور پر اسلام کا رواج وغلبہ ہوگا) بحالت خلافت مہدی رضی اللہ عنہ دنیا میں سات سال اور دوسری روایات کے اعتبار سے نو سال رہ کر فوت ہوجائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔

☆مسلمانوں میں قتل عام:

امام سیوطی علیہ الرحمہ الحاوی للفتاویٰ جلد 2 کے صفحہ نمبر 76 پر نقل فرماتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ لوگ اکھٹے حج (ادا) کریں گے اور بغیر امام کے عرفات میں اکھٹے ہوں گے۔ پس منیٰ میں ان کے نزول کے دوران ایک فتنہ انہیں کتے کی طرح دبوچ لے گا (جس کی وجہ سے مختلف) قبائل ایک دوسرے پر چڑھائی کردیں گے، پس وہ

ایک دوسرے کوقتل کریں گے، یہاں تک کہ گھاٹی خون سے بہنے لگے گی (اس گھبراہٹ کے عالم میں) وہ سب سے بہتر ہستی کو پناہ لینے کے لیےان کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے جبکہ وہ کعبۃ اللہ سے اپنا چہرہ لگائے رو رہے ہوں گے، گویا میں ان کے آنسوؤں کو دیکھ رہا ہوں۔پس وہ ان کی خدمت میں عرض کریں گے: آپ ہمارے پاس تشریف لائیں تاکہ ہم آپ کی بیعت کریں۔ وہ فرمائیں گے: تم پر افسوس تم نے کتنے ہی عہد توڑے ہیں اور کتنے ہی خون بہائے ہیں! پس وہ مجبوراًان کی بیعت قبول فرمائیں گے۔اگر تم اس ہستی کو پالوتوان کی بیعت کرنا، کیونکہ وہ زمین میں مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گےاور آسمان میں بھی مہدی ہوں گے۔

☆امام مہدی رضی اللہ عنہ امامت فرمائیں گے:

حدیث شریف = صحیح مسلم، کتاب الایمان میں حدیث نمبر 242 نقل ہے۔حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے ہوئے سنا: میری اُمّت میں سے ایک جماعت قیامِ حق کے لیے کامیاب جنگ قیامت تک کرتی رہے گی۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ان مبارک کلمات کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: آخر میں عیسٰی ابن مریم

علیہ السلام آسمان سے اتریں گے تو مسلمانوں کا امیر (مہدی) ان سے عرض کرے گا، تشریف لائیے، ہمیں نماز پڑھائیے (اس کے جواب میں عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے)(اس وقت)امامت نہیں کروں گا۔تمہارا بعض بعض پر امیر ہے(یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت امامت سے انکار فرمادیں گے)اس فضلیت و بزرگی کی بناء پر جو اللہ تعالیٰ نے اس اُمّت کو عطا کی ہے۔

امام مہدی رضی اللہ عنہ کی آمد کے وقت پوری دنیا سے پیٹرول کا خاتمہ ہوجائے گا۔تمام ایٹم بم میزائل اور دیگر اسلحہ کا خاتمہ ہوجائے گا۔ وہی قدیم دور پھر آجائے گا جو آج سے پندرہ سوسال پہلے کا تھا،گھوڑے،تلواروں اور نیزوں کا دور پھر آجائے گا اور اسی طرح دوبدو زمینی جنگ ہوگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اسی موقع پر تشریف لائیں گے اور حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر جنگ لڑیں گے۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پہچان کیا ہوگی، کیونکہ بہت سے لوگ مسیح ہونے کا دعویٰ کرتے کرتے دنیا کو اندھیروں سے نکالنے کے بجائے گمراہی میں دھکیل کر چلے گئے۔اہلِ حق سچے مسیح کو کیسے پہچانیں گے؟ زبان نبوت جواب دیتی ہے۔

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پہچان کیسے ہوگی؟

حدیث شریف = سنن ابو داؤد، کتاب الملاحم میں حدیث نمبر 4326 نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: میرے اور ان کے یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں اور وہ نازل ہوں گے۔ جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لینا۔ ان کا قدوقامت درمیانہ اور رنگ سرخ وسفید ہوگا۔ ہلکے زرد رنگ کے دو کپڑوں میں ہوں گے۔ سر کے بال اگرچہ بھیگے نہ ہوں، تب بھی (چمک اور صفائی کی وجہ سے) ایسے ہوں گے کہ گویا ان سے پانی ٹپک رہا ہے۔ اسلام کی خاطر کفار سے قتال کریں گے۔ پس صلیب توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ لینا بند کردیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں اسلام کے سوا تمام مذاہب کو ختم کردے گا اور (انہی کے ہاتھوں) مسیح دجال کو ہلاک کرے گا۔ پس عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس سال رہ کر وفات پائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔

☆ حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کہاں نازل ہوں گے؟

تاریخ ابن عساکر، مختصر تاریخ دمشق کی جلد اول کے صفحہ نمبر 229 پر نقل ہے۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام دمشق کے مشرقی دروازہ پر سفید پل کے پاس اس طرح نازل ہوں گے کہ ان کو ایک بادل

نے اٹھا رکھا ہوگا۔ وہ اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کاندھوں پر رکھے ہوئے ہوں گے۔ ان کے جسم پر دو ملائم کپڑے ہوں گے، جن میں سے ایک کو تہہ بند بنا کر باندھا ہوا ہوگا۔ دوسرا چادر کے طور پر اوڑھ رکھا ہوگا، جب سر جھکائیں گے تو اس سے چاندی کے موتی (کی طرح پانی کے قطرے) ٹپکیں گے۔

☆حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور کے حالات کیا ہوں گے؟

حدیث شریف = صحیح مسلم، کتاب الفتن مین حدیث نمبر 2937 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ایک روایت کے آخر میں ارشاد ہے (اور عیسیٰ ابن مریم نازل ہوکر اس (دجال) کو قتل کریں گے) اس کے بعد لوگ چالیس برس تک زندگی سے اس طرح لطف اندوز ہوں گے کہ نہ کوئی بیمار مرے گا، نہ کوئی بیمار ہوگا (جانور بھی کسی کو نہ مالی نقصان پہنچائیں گے کہ نہ جانی حتیٰ کہ) آدمی اپنی بکریوں اور جانوروں سے کہے گا: جاؤ گھاس وغیرہ چرو۔ (یعنی چرنے کے لیے انہیں بغیر چرواہے کے بھیج دے گا) اور وہ بکری دو کھیتوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے کھیت کا ایک خوشہ بھی نہ کھائے گی (بلکہ صرف گھاس اور وہ چیزیں کھائے گی جو جانوروں ہی کے لیے ہیں تاکہ زراعت کا

نقصان نہ ہو) اور سانپ اور بچھو کسی کو تکلیف نہ دیں گے اور آدمی زمین میں ہل چلائے بغیر ہی ایک مد گندم بوئے گا تو اس سے سات سو مد (گندم) پیدا ہو گا۔

حدیث شریف = کنز العمال میں حدیث نمبر 38859 نقل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسیح علیہ السلام کے نزول کے بعد زندگی بڑی خوشگوار ہوگی۔ بادلوں کو بارش برسانے اور زمین کو نباتات اگانے کی اجازت مل جائے گی۔ حتیٰ کہ اگر تم اپنا بیج ٹھوس اور چکنے پتھر میں بھی بوؤ گے تو اگ آئے گا اور (امن وامان کا) یہ حال ہوگا کہ آدمی شیر کے پاس سے گزرے گا تو شیر نقصان نہ پہنچائے گا اور سانپ پر پاؤں رکھ دے گا تو وہ نقصان نہ پہنچائے گا (لوگوں کے درمیان) نہ بخل ہوگا، نہ حسد اور نہ بغض۔

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وصال:

حدیث شریف = کنز العمال شریف میں حدیث نمبر 39728 نقل ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے خیال ہوتا ہے کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی تو کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ کے برابر میں دفن کی جاؤں؟ آپ ﷺ نے

فرمایا: وہ جگہ تمہیں کیسے مل سکتی ہے؟ وہاں میری، ابوبکر کی، عمر کی اور عیسیٰ بن مریم کی قبر کے علاوہ کسی کی جگہ نہیں ہے۔

حدیث شریف = سنن ترمذی، کتاب المناقب میں حدیث نمبر 3617 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ تورات میں محمد (ﷺ) کی صفات لکھی ہوئی ہیں اور (یہ کہ) عیسیٰ ابن مریم ان کے پاس دفن کیے جائیں گے۔

☆حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال کے بعد کیا حالات ہوں گے؟

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عیسیٰ ابن مریم نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے اور چالیس سال (دنیا میں) رہیں گے۔ لوگوں میں اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میری سنت کے مطابق عمل کریں گے اور ان کے وصال کے بعد لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وصیت کے مطابق (قبیلہ) بنی تمیم کے ایک شخص کو آپ کا خلیفہ مقرر کریں گے جس کا نام "مقعد" ہوگا۔ مقعد کی موت کے بعد لوگوں پر تیس سال گزرنے نہ پائیں گے کہ قرآن پاک لوگوں کے سینوں اور ان کے مصاحف سے اٹھالیا

جائے گا۔

(البرزنجی، الاشاعۃ لاشراط الساعۃ، صفحہ نمبر 240)

حدیث شریف = مسلم شریف میں حدیث نمبر 7373 نقل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال کے ایک زمانہ بعد جب قیام قیامت (قیامت کے قائم ہونے) کو صرف چالیس برس رہ جائیں گے، ایک خوشبودار ٹھنڈی ہوا چلے گی، جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے سے گزرے گی جس کا اثر یہ ہوگا کہ مسلمان کی روح قبض ہوجائے گی اور کافر ہی کافر رہ جائیں گے اور انہیں پر قیامت قائم ہوگی۔

حدیث شریف = ابن ماجہ میں حدیث نمبر 4066 نقل ہے کہ دابۃ الارض ظاہر ہوگا۔ یہ ایک جانور ہے۔ اس کے ہاتھ میں عصائے موسیٰ علیہ السلام اور انگشتریٔ سلیمان علیہ السلام ہوگی۔ عصا سے ہر مسلمان کی پیشانی پر ایک نشان نورانی بنائے گا اور انگشتری سے ہر کافر کی پیشانی پر ایک سخت سیاہ دھبا...... اس وقت تمام مسلم و کافر اعلانیہ ظاہر ہوں گے۔

یہ علامت کبھی نہ بدلے گی، جو کافر ہے ہرگز ایمان نہ لائے گا اور جو مسلمان ہے، ہمیشہ ایمان پر قائم رہے گا۔

محترم حضرات! میں نے آپ کے سامنے مختصر امام مہدی رضی اللہ عنہ اور

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد، نشانیوں اور ان کے کاموں کا ذکر کیا تا کہ ہمارے علم میں اضافہ ہو لہذا میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں اس دعا کے ساتھ کہ اے میرے مولا! ہماری نسلوں میں ایسے لوگ پیدا فرما جو امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر کفار سے جنگ لڑیں اور ان کے قدموں پر قربان ہو جائیں۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

دجال کون ہے؟ کب آئے؟

اور وہ کہاں ہے؟

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا
صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۃ بنی اسرائیل سے آیت نمبر 51 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات! آج کی اس نشست میں آپ کے سامنے کائنات کے سب

سے بڑے فتنے کا ذکر کروں گا۔ جب سے دنیا معرض وجود میں آئی ہے، اس فتنے سے بڑھ کر کوئی فتنہ پیدا ہی نہیں ہوا اور نہ ہی پیدا ہوگا اور میری یہ بات حدیث شریف سے ثابت ہے جس کو آگے چل کر میں آپ کے سامنے حوالے کے ساتھ بیان کروں گا۔ اس خطرناک اور بڑے فتنے سے میری مراد ''فتنۂ دجال'' ہے۔ دجال عربی زبان میں جعلساز، ملمع ساز اور فریب کار کو بھی کہتے ہیں۔ ''دجل'' کسی نقلی چیز پر سونے کا پانی چڑھانے کو کہتے ہیں۔ دجال کا یہ نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ جھوٹ اور فریب اس کی شخصیت کا نمایاں ترین وصف ہوگا۔ وہ ظاہر کچھ کرے گا، اندر کچھ ہوگا۔ اس کے تمام دعوے، منصوبے، سرگرمیاں اور پروگرام ایک ہی محور کے گرد گردش کریں گے اور وہ ہے دجل اور فریب۔ اس کے ہر فعل پر دھوکہ دہی اور غلط بیانی کا سایہ ہوگا۔ اس کی کوئی چیز، کوئی قول، اس شیطانی عادت کے اثر سے خالی نہ ہوگا۔

اب دجال کی حقیقت اور اس کی نشانیاں حدیث شریف کی روشنی میں سنتے ہیں۔

☆ دجال کون؟ اور اس کی نشانیاں؟

حدیث شریف = ابن ماجہ، کتاب الفتن میں باب فتنۃ الدجال میں حدیث

نمبر 4077 نقل ہے۔حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب سے اللہ تعالیٰ نے ذریت آدم کو پیدا کیا، دنیا میں کوئی فتنہ دجال کے فتنہ سے بڑا نہیں ہوا اور اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا، اس نے اپنی اُمّت کو دجال سے ڈرایا ہے اور میں آخری نبی ہوں اور تم بہترین اُمّت ہو (اس لیے) وہ لامحالہ تمہارے ہی اندر نکلے گا۔ اگر وہ میری موجودگی (زندگی) میں نکلا تو ہر مسلمان کی طرف سے اس کا مقابلہ کرنے والا میں ہوں اور اگر میرے بعد نکلا تو ہر مسلمان اپنا دفاع خود کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کا محافظ و نگہبان ہوگا۔ وہ شام و عراق کے درمیان ایک راستہ پر نمودار ہوگا۔ پس وہ دائیں اور بائیں (ہر طرف) فساد پھیلائے گا۔ اے اللہ تعالیٰ کے بندو! تم اس وقت ثابت قدم رہنا۔ میں تمہارے سامنے اس کی وہ علامات بیان کیے دیتا ہوں جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے بیان نہیں کیں۔ وہ سب سے پہلے تو یہ دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں پھر یہ دعویٰ کرے گا کہ میں تمہارا رب ہوں (مگر اسے دیکھنے والے کو پہلے ہی نظر میں ایسی تین چیزیں نظر آجائیں گی جن سے اس کے دعوے کی تکذیب کی جا سکتی ہے۔

1...... ایک تو یہ کہ وہ آنکھوں سے نظر آرہا ہوگا (حالانکہ تم اپنے رب کو مرنے سے پہلے نہیں دیکھ سکتے) تو اس کا نظر آنا ہی اس بات کی دلیل ہوگا کہ وہ

رب نہیں۔

2......دوسری یہ کہ وہ کانا ہوگا، حالانکہ تمہارا رب کانا نہیں۔

3......تیسری یہ کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ''کافر'' لکھا ہوگا جو ہر مومن پڑھ لے گا، خواہ وہ لکھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔

محترم حضرات! آپ نے حدیث شریف سماعت کی۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی مبارک زبان سے دجال کو بڑا فتنہ اور اس کی کچھ نشانیاں بیان فرمائیں۔ اب میں آپ کی خدمت میں دجال کی مزید نشانیاں احادیث کی روشنی میں عرض کرتا ہوں۔

☆ دجال کا حلیہ:

حدیث شریف = صحیح مسلم کتاب الفتن میں حدیث نمبر 2937 نقل ہے۔ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: وہ ایک نوجوان مرد ہوگا۔ اس کے بال چھوٹے اور گھنگھریالے ہوں گے اور وہ ایک آنکھ سے نابینا (کانا) ہوگا۔

حدیث شریف = صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال میں حدیث نمبر 6709 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ وہ کعبے کا طواف کر رہے ہیں کہ اس دوران انہیں دجال دکھایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ بھاری بھرکم جسم، سرخ رنگت، گھنگھریالے بال اور ایک آنکھ سے نابینا ہے۔ اس کی آنکھ لٹکے ہوئے انگور کے دانے جیسی ہے۔

حدیث شریف = ابن ماجہ، کتاب الفتن میں حدیث نمبر 4077 نقل ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس (دجال) کی پیشانی پر لفظ کافر لکھا ہوگا اور ہر ایمان والا چاہے پڑھا لکھا ہوگا، یا ان پڑھ وہ اس لفظ کو پڑھ سکے گا۔

مذکورہ بالا احادیث صراحت کے ساتھ دجال کے خدوخال پیش کرتی ہیں۔ احادیث کے مطابق دجال ایک نوجوان ہوگا، وہ تنومند اور بھاری بھرکم ہوگا۔ اس کا رنگ سرخ ہوگا۔ اس کے بال گھنگھریالے اور بہت چھوٹے (کٹے ہوئے) ہوں گے۔ اس کی دونوں آنکھوں میں عیب ہوگا۔ وہ ایک آنکھ سے اندھا ہوگا۔ اس کی دوسری آنکھ اس طرح ہوگی جیسے انگور کا لٹکتا ہوا دانہ۔ اس کی پیشانی پر دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ ''کافر'' لکھا ہوگا۔

ان تمام احادیث سے ثابت ہوا کہ دجال کسی ملک یا تہذیب کا نام نہیں۔ جیسا کہ میڈیا پر بعض نام نہاد مذہبی اسکالر کہتے پھرتے ہیں کہ دجال امریکہ اور

اسرائیل ہیں، بلکہ دجال ایک انسان کا نام ہے جو کہ اس اُمّت کی آزمائش کے لیے بھیجا جائے گا۔

☆ دجال اس وقت کہاں ہے؟

یہودیت کی ایک مذہبی دستاویز میں لکھا ہے۔ ''مسیح (یعنی الدجال) کی روح اس جگہ جہاں وہ قید ہے، رویا کرتی ہے، یہودیوں کے احوال پر غمگین رہتی ہے اور بار بار ملائکہ سے جو اسے قید کیے ہوئے ہیں، پوچھتی ہے کہ اسے نکلنے کی اجازت کب ملے گی؟

محترم حضرات! ایک بات آپ کے ذہن میں رہے کہ اگرچہ یہودی ہمارے آقا ومولا ﷺ پر ایمان نہیں لائے مگر وہ بھی اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ نبی آخرالزماں ﷺ کی زبان ایسی صداقت والی ہے کہ جو بات ان کی زبان سے نکلتی ہے، حقیقت میں ایسا ہی ہوتا ہے۔

اب آیئے تمام تحقیقات کو پس پشت ڈال کر بارگاہ رسالت کی جانب چلتے ہیں اور ان سے پوچھتے ہیں کہ دجال کہاں ہیں؟

حدیث شریف = صحیح مسلم، کتاب الفتن کے باب قصۃ الجساسۃ میں حدیث نمبر 2942 نقل ہے۔ جب اللہ کے رسول ﷺ نماز پڑھ چکے تو وہ منبر

پر تشریف فرما ہوئے اور مسکراتے ہوئے فرمایا: تمام لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہیں پھر فرمایا: جانتے ہو میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے تمہیں نہ تو کسی چیز کا شوق دلانے کے لیے جمع کیا ہے اور نہ کسی چیز سے ڈرانے دھمکانے کے لیے اکھٹا کیا ہے بلکہ میں نے تمہیں یہ بتانے کے لیے جمع کیا ہے کہ تمیم داری پہلے عیسائی تھا، وہ آیا۔ اس نے بیعت کی اور اسلام میں داخل ہو گیا۔ اس نے مجھے ایسا واقعہ سنایا، جو ان باتوں سے تعلق رکھتا ہے جو میں تمہیں دجال کے بارے میں بتایا کرتا ہوں۔

اس نے مجھے بتایا کہ وہ لخم اور جذام قبیلہ کے تیس آدمیوں کے ہمراہ ایک بحری جہاز میں سمندر کے سفر پر روانہ ہوا۔ سمندر کی لہریں مہینہ بھر انہیں ادھر ادھر دھکیلتی رہیں یہاں تک کہ وہ ایک جزیرے میں داخل ہوئے۔

جب وہ جزیرے میں داخل ہوئے تو ان کو ایک جانور ملا جس کے جسم پر بہت سے بال تھے۔ بالوں کی کثرت کی وجہ سے انہیں اس کے آگے پیچھے کا کچھ پتہ نہ چل رہا تھا۔ انہوں نے کہا کہ تیرا ناس ہو تو کیا چیز ہے؟ اس (جانور) نے کہا میں جساسہ ہوں۔ انہوں نے پوچھا: یہ جساسہ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: اے لوگو! فلاں مقام میں موجود اس آدمی کی طرف جاؤ، وہ تمہاری خبریں سننے کا بڑے

تجسس سے انتظار کر رہا ہے۔

بیان کرنے والا بتاتا ہے کہ جب اس نے آدمی کا ہم سے ذکر کیا تو ہمیں خوف لاحق ہوا کہ یہ جانور شیطان نہ ہو پھر ہم تیزی سے چلے اور اس مقام میں داخل ہو گئے۔ وہاں ہم نے بھاری بھرکم قد کاٹھ کا ایک آدمی دیکھا جس کے گھٹنوں سے ٹخنوں تک بندھی ایک لوہے کی زنجیر تھی اور اس کے ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ بندھے تھے۔ ہم نے پوچھا ''تیرا ناس ہو تو کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: میرا پتہ تمہیں چل جائے گا۔ یہ بتاؤ کہ تم کون ہو؟ ہم نے کہا کہ ہم عرب سے آئے ہیں۔ ہم جہاز میں سوار ہوئے۔ سمندر میں طوفان آ گیا۔ مہینہ بھر لہریں ہمیں دھکیلتی رہیں۔ یہاں تک کہ اس جزیرے کے کنارے لے آئیں۔ ہم کشتی میں بیٹھ کر جزیرے میں داخل ہوئے۔ یہاں ہمیں ایک جانور ملا جس کے بدن پر بہت بال تھے، بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کے آگے پیچھے کا کچھ پتا نہیں چل رہا تھا۔ ہم نے اس سے پوچھا: یہ جساسہ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: فلاں مقام پر موجود اس آدمی کی طرف جاؤ۔ وہ تمہاری خبریں سننے کا بہت شوق سے انتظار کر رہا ہے۔ ہم تیزی سے تمہاری طرف آئے اس ڈر سے کہ کہیں یہ شیطان نہ ہو۔

اس نے کہا: مجھے بسیان کے نخلستان کا حال بتاؤ؟ ہم نے کہا: اس نخلستان

کے بارے میں کون سی بات پوچھنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: میں جاننا چاہتا ہوں کہ کیا اس کے درختوں پر پھل آتے ہیں یا نہیں؟ ہم نے کہا: ہاں آتے ہیں۔ اس نے کہا وہ زمانہ قریب ہے جب ان درختوں پر پھل نہیں آئیں گے۔

اس نے پوچھا: مجھے طبریہ کی جھیل کے بارے میں بتاؤ۔ہم نے پوچھا: اس کی کون سی بات جاننا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: کیا اس میں پانی ہے؟ ہم نے کہا ہاں۔اس میں بہت پانی ہے۔وہ بولا: اس کا پانی بہت جلد ختم ہو جائے گا۔پھر اس نے کہا مجھے زغر کے چشمہ کے بارے میں بتاؤ۔ہم نے پوچھا: کون سی بات معلوم کرنا چاہتے ہو؟ زنجیر میں جکڑے آدمی نے کہا: کیا چشمہ میں پانی ہے اور لوگ اس پانی سے کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں؟ ہم نے کہا: اس میں بہت پانی ہے اور شہر کے رہنے والے اس سے کھیتوں کی آبیاری کرتے ہیں۔

پھر اس نے پوچھا مجھے نبی الامیین ﷺ کے بارے میں بتاؤ۔اس نے کیا کیا ہے؟ ہم نے کہا: وہ مکہ سے نکل کر یثرب (مدینہ) میں آ گئے ہیں۔اس نے پوچھا: کیا عربوں نے اس کے ساتھ جنگ کی، ہم نے کہا ہاں! اس نے پوچھا: اس نے ان کے ساتھ کیا کیا؟ ہم نے بتایا کہ وہ اردگرد کے عربوں پر غالب آ چکے ہیں اور انہوں نے ان کی اطاعت قبول کر لی ہے۔اس پر اس نے کہا: کیا واقعی ایسا ہو چکا ہے؟ ہم نے کہا ہاں! اس پر اس نے کہا: ان کے لیے یہی بہتر ہے کہ وہ اس

کی اطاعت قبول کرلیں۔

اب میں تمہیں اپنے بارے میں بتاتا ہوں۔ میں دجال ہوں۔ مجھے عنقریب خروج کی اجازت مل جائے گی۔

محترم حضرات! اس حدیث شریف سے اتنا معلوم ہوگیا کہ دجال کسی اور سیارے میں نہیں۔ نہ زمین سے ہٹ کر کسی طبقہ میں ہے بلکہ وہ اسی زمین پر کسی جزیرے میں مقید ہے۔ مذکورہ بالا حدیث شریف میں بیان کیے گئے دجال کے تین سوالات پر غور کرتے ہیں۔

☆ دجال کے تین سوالات:

1 ...... بیسان میں واقع کھجوروں کے باغ میں پھل آتے ہیں یا نہیں؟

2 ...... طبریہ کی جھیل میں پانی ہے یا نہیں؟

3 ...... زغر کے چشمہ سے لوگ کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں یا نہیں؟

1۔ بسیان کا باغ:

بسیان فلسطین میں ایک جگہ کا نام ہے۔ اسے سب سے پہلے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مشہور کمانڈر صحابی حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے فتح کیا تھا۔ 1924ء میں خلافت عثمانیہ کے سقوط کے بعد

جب جزیرۃ العرب کے حصے ہوئے تو یہ اردن کا حصہ بن گیا۔ 1948ء تک یہ اسلامی ملک اردن کا حصہ تھا۔ مئی 1948ء میں اسرائیل نے بسیان سمیت اردگرد کے علاقے پر قبضہ کرلیا اور تا حال یہ اسرائیل کے قبضہ میں ہے جو دجالی ریاست ہے۔ یہ علاقہ قدیم زمانے میں کھجوروں کے باغات کے لیے مشہور تھا جس کی تصدیق صحابی رسول نے کی......لیکن اب یہاں پھل پیدا نہیں ہوتا۔

مشہور مورخ علامہ یاقوت حموی اپنی کتاب ''معجم البدان'' میں فرماتے ہیں: میں کئی مرتبہ بسیان گیا ہوں لیکن مجھے وہاں صرف دو پرانے کھجوروں کے باغ ہی نظر آئے ہیں۔

محترم حضرات! اس سے معلوم ہوا کہ یہاں کے باغ پہلے پھل دیتے تھے۔ 626ھ تک جو علامہ حموی کی تاریخ وصال ہے، ان درختوں نے پھل دینا بند کردیا تھا۔ اللہ اکبر! یہ دجال کی اس بات کی تصدیق ہے کہ ''وہ زمانہ قریب ہے جب ان درختوں نے پھل نہیں آئیں گے'' گویا دجال کے خروج کی تین بڑی علامتوں میں سے ایک علامت پوری ہوگئی ہے۔

2۔ بحیرۂ طبریہ کا پانی:

دجال کا دوسرا سوال یہ تھا کہ بحیرۂ طبریہ کا پانی خشک ہوچکا ہے یا نہیں؟ گویا

اس پانی کے خشک ہونے کا دجال کے خروج سے ضرور کوئی تعلق ہے۔بحیرۂ طبریہ اسرائیل کے شمال مشرق میں اردن کی سرحد کے قریب واقع ہے۔اس کی لمبائی 23 کلومیٹر، زیادہ سے زیادہ چوڑائی 13 کلومیٹر اور انتہائی گہرائی 157 فٹ ہے۔اس کا کل رقبہ 166 مربع کلومیٹر ہے۔اس پر اس وقت اسرائیل کا قبضہ ہے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ اس کا پانی بھی بغیر کسی ظاہری وجہ کے رفتہ رفتہ خشک ہوتا جارہا ہے۔اسرائیلی حکومت خلیج عقبہ سے پانی کی پائپ لائنوں کے ذریعے یہاں پانی پہنچاتی ہے،لیکن بحیرہ طبریہ کا پانی میٹھا اور سمندر کا پانی کڑوا ہے۔اس لیے اسے میٹھا کرنے کے لیے بڑے بڑے پلانٹ نصب کرنے پڑے ہیں جس سے بڑے پیمانے پر اخراجات آتے ہیں۔بحیرہ طبریہ کے خشک ہوتے ساحلوں کی تصویریں کئی سال پہلے مختلف ویب سائٹس پر بھی شائع ہوچکی ہیں۔اس کا خشک ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ دجال کی زبانی اس کے خروج کی دوسری علامت بھی پوری ہوچکی ہے۔

3۔زغر کا چشمہ:

دجال کا تیسرا سوال، جو درحقیقت اس کو خروج کی اجازت ملنے کا وقت قریب آنے کی تیسری علامت ہے، زغر کے چشمے کے بارے میں تھا۔ زغر

دراصل حضرت لوط علیہ السلام کی صاحبزادی کا نام ہے۔آپ کی دو صاحبزادیاں تھیں۔''ربہ'' اور ''زغر'' ...... بڑی صاحبزادی کو انتقال کے بعد جس جگہ دفنایا گیا، وہاں قریب ہی ایک چشمہ تھا جس کا نام ''عینِ ربہ'' پڑ گیا۔عربی میں چشمے کو ''عین'' کہتے ہیں۔ چھوٹی صاحبزادی کے انتقال پر انہیں بھی ایک چشمے کے قریب دفن کیا گیا تو اس کا نام ''عین زغر'' (زغر کا چشمہ) پڑ گیا۔ یہ جگہ بھی اسرائیل ہی میں بحر مردار کے مشرق میں ہے۔دجال کی تفتیش اور تجسس کے عین مطابق یہ تیسری جگہ بھی اسرائیل میں واقع ہے اور اس کا پانی پوری طرح خشک ہوتے ہی اسے خروج کی اجازت مل جائے گی۔

محترم حضرات! معلوم ہوا کہ دجال مشرق کی جانب ایک جزیرے میں ہے، فرشتوں کی قید میں ہے اور وقت سے پہلے ساری دنیا کے سیٹلائٹ مل کر بھی اسے تلاش نہیں کر سکتے، نہ پوری دنیا کے یہودی مل کر اسے چھڑوا سکتے ہیں۔

☆ دجال کی طاقت:

1۔دجال کے ساتھ کون ہوگا؟

حدیث شریف = صحیح مسلم، کتاب الفتن میں حدیث نمبر 2944 نقل ہے۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

ارشاد فرمایا: دجال کے ساتھ اصفہان کے ستر ہزار یہودی ہوں گے جو ایرانی چادریں اوڑھے ہوئے ہوں گے۔

2۔دجال کے پاس کیا ہوگا؟

حدیث شریف = صحیح بخاری، کتاب الانبیاء میں حدیث نمبر 3266 نقل ہے۔رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس (دجال) کے پاس آگ اور پانی ہوں گے (جو) آگ (نظر آئے گی وہ) ٹھنڈا پانی ہوگا اور (جو) پانی (نظر آئے گا وہ) آگ (ہوگی)

حدیث شریف = صحیح بخاری، کتاب الفتن میں حدیث نمبر 6705 نقل ہے۔اس (دجال) کے پاس روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کا دریا ہوگا (مطلب یہ کہ اس کے پاس پانی اور غذا وافر مقدار میں ہوں گے) نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ان باتوں کے لیے وہ نہایت حقیر ہے لیکن اللہ تعالیٰ اسے اس کی اجازت دے گا (تاکہ لوگوں کو آزمایا جاسکے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہیں یا دجال پر)

3۔دجال کی رفتار:

حدیث شریف = صحیح مسلم، کتاب الفتن میں حدیث نمبر 2937 نقل ہے۔حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے پوچھا: اے اللہ

کے نبی ﷺ! وہ اس زمین پر کتنی تیزی سے چلے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس طرح ہوا بادلوں کو اڑا لے جاتی ہے۔

4۔ خدائی کا دعویٰ:

حدیث شریف = ابن ماجہ، کتاب الفتن میں حدیث نمبر 4077 نقل ہے۔ حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ (دجال) ایک بدو سے کہے گا۔ اگر میں تمہارے باپ اور ماں کو تمہارے لیے دوبارہ زندہ کروں تو تم کیا کہو گے؟ کیا تم شہادت دو گے کہ میں تمہارا خدا ہوں۔ بدو کہے گا: ہاں! چنانچہ دو شیاطین اس بدو کے ماں اور باپ کے روپ میں اس کے سامنے آ جائیں گے اور کہیں گے: ہمارے بیٹے اس کا حکم مانو، یہ تمہارا خدا ہے۔

5۔ چالیس دن میں پوری دنیا گھوم لے گا:

حدیث شریف = مسلم شریف میں حدیث نمبر 2942 نقل ہے۔ دجال کا ظاہر ہونا کہ چالیس دن میں حرمین طیبین کے سوا تمام روئے زمین کا گشت کرے گا۔ چالیس دن میں پہلا دن سال بھر کے برابر ہوگا اور دوسرا دن مہینے بھر کے برابر، تیسرا دن ہفتہ کے برابر اور باقی دن چوبیس چوبیس گھنٹے کے ہوں گے اور وہ

بہت تیزی کے ساتھ سیر کرے گا جیسے بادل جس کو ہوا اڑاتی ہے۔

6۔زمین اس کے حکم سے سبزہ اگائے گی:

حدیث شریف = ترمذی شریف میں حدیث نمبر 2237 نقل ہے کہ (دجال) زمین کو حکم دے گا، وہ سبزے اگائے گی۔ پانی آسمان سے برسائے گا اوران لوگوں کے جانور لمبے چوڑے خوب تیار اور دودھ والے ہوجائیں گے اور ویرانے میں جائے گا تو وہاں کے دفینے شہد کی مکھیوں کی طرح دل کے دل (ڈھیر کے ڈھیر) اس کے ہمراہ ہوجائیں گے۔

7۔یہ سب جادو ہوگا:

حدیث شریف = مسلم شریف میں حدیث نمبر 2934 نقل ہے۔اسی قسم کے بہت سے شعبدے (نظر بندی کے کھیل) دکھائے گا اور حقیقت میں یہ سب جادو کے کرشمے ہوں گے اور شیاطین کے تماشے جن کا حقیقت سے کچھ تعلق نہیں۔ اسی لیے اس (دجال) کے وہاں سے جاتے ہی لوگوں کے پاس کچھ نہ رہے گا (دجال) حرمین شریفین میں جب جانا چاہے گا ملائکہ اس کا مونہہ پھیر دیں گے، البتہ مدینہ منورہ میں تین زلزلے آئیں گے، کہ وہاں جو لوگ بظاہر مسلمان بنے ہوں گے، وہ باطنی طور پر کافر ہوں گے اور وہ جو علم الٰہی میں دجال پر ایمان لا کر

کافر ہونے والے ہیں۔ان زلزلوں کے خوف سے شہر سے بھاگیں گے اور اس (دجال) کے فتنہ میں مبتلا ہوں گے۔

8۔دجال محاصرہ کرے گا:

حدیث شریف = مسند احمد اور مسند جابر بن عبداللہ میں حدیث نمبر 14954 نقل ہے۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پس مسلمان شام کے ''جبل دخان'' کی طرف بھاگ جائیں گے اور دجال وہاں آ کر ان کا محاصرہ کر لے گا۔یہ محاصرہ بہت سخت ہوگا اور ان کو سخت مشقت میں ڈال دے گا۔پھر فجر کے وقت عیسٰی ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے۔وہ مسلمانوں سے کہیں گے:اس خبیث کذاب کی طرف نکلنے سے تمہارے لیے کیا چیز رکاوٹ ہے؟ مسلمان کہیں گے کہ یہ شخص جن ہے لہذا اس کا مقابلہ مشکل ہے۔

9۔حضرت عیسٰی علیہ السلام دجال کا تعاقب کریں گے:

ابن ماجہ کی حدیث پاک میں ہے کہ (حضرت عیسٰی علیہ السلام) کو جب معلوم ہوگا تو آپ دجال کو قتل کرنے آگے بڑھیں گے اور زور سے سانس لیں گے) دجال، حضرت عیسٰی علیہ السلام کی سانس کی خوشبو سے پگھلنا شروع ہوگا۔

جیسے پانی میں نمک گھلتا ہے وران کی سانس کی خوشبو حد بصر (نظر کی انتہا) تک پہنچے گی، وہ بھاگے گا، یہ تعاقب فرمائیں گے اور اس کی پیٹھ پر نیزہ ماریں گے۔ اس سے وہ جہنم واصل ہوگا۔

صحیح مسلم، کتاب الفتن میں حدیث نمبر 2937 میں ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام دجال کو **باب الد** (لد کے دروازے) پر قتل کردیں گے۔

محترم حضرات! اس طرح اس بہت بڑے فتنے جس کی ہر نبی نے خبر دی، اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ذریعے اس اُمّت کو اس سے نجات دلائے گا۔

☆دجال کے فتنے سے بچنے کا راستہ:

ہمارے آقا ومولا ﷺ نے ہمیں ہر قسم کے فتنوں سے بچاؤ کے راستے بتائے ہیں، وہیں سب سے بڑے فتنے فتنۂ دجال سے بھی بچنے کے طریقے بتائے ہیں لہذا اس حوالے سے احادیث آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

حدیث شریف = ابن ماجہ، کتاب الفتن میں حدیث نمبر 4077 نقل ہے۔حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ سے پوچھا گیا کہ (دجال کے زمانہ میں ہم بھوک اور پیاس کا کیسے سامنا کریں گے؟) ان دنوں

کون سی چیز لوگوں کے لیے حیات بخش ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تسبیح (سبحان اللہ کہنا)، تحمید (الحمدللہ کہنا)، تکبیر (اللہ اکبر کہنا) کھانے پینے کی جگہ ان کے اندر سرایت کر جائے گی۔

حدیث شریف = ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب خروج الدجال میں حدیث نمبر 4323 نقل ہے۔ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورۂ کہف کی ابتدائی یا آخری دس آیتوں کی تلاوت کیا کرو۔ یہ تمہیں دجال کے فتنے میں مبتلا ہونے سے بچالے گی۔ (مفہوم حدیث)

محترم حضرات! اہل ایمان کو چاہیے کہ وہ سورۂ کہف مکمل حفظ کرلیں یا کم از کم ابتدائی یا آخری دس آیات یاد کرلیں تاکہ فتنۂ دجال سے ہماری حفاظت ہو۔
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہر فتنے خصوصا فتنۂ دجال سے محفوظ فرمائے اور مسلمانوں کی جان و مال، عزت و آبرو بالخصوص عقیدہ و ایمان کی حفاظت فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

مومن سے بغض و کینہ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّمَا یُرِیۡدُ الشَّیۡطٰنُ اَنۡ یُّوۡقِعَ بَیۡنَکُمُ الۡعَدَاوَۃَ وَالۡبَغۡضَآءَ فِی الۡخَمۡرِ وَالۡمَیۡسِرِ وَیَصُدَّکُمۡ عَنۡ ذِکۡرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ فَہَلۡ اَنۡتُمۡ مُّنۡتَہُوۡنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۃ المائدۃ سے آیت نمبر 91 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا

فرمائے۔

ہر گناہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے اور نافرمانی جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔
کچھ گناہوں کا تعلق ظاہر سے ہوتا ہے جیسے قتل، چوری، غیبت، رشوت، شراب نوشی وغیرہ اور کچھ کا تعلق باطن سے ہوتا ہے، جیسے حسد، تکبر، ریا کاری، بدگمانی۔ مسلمان کو دونوں قسم کے گناہوں سے بچنا ضروری ہے لیکن باطنی گناہوں سے بچنا ظاہری گناہوں کی نسبت زیادہ مشکل ہے کیونکہ ظاہری گناہ کو پہچاننا آسان ہے جبکہ باطنی گناہ کی شناخت اس وجہ سے دشوار ہے کہ یہ سر کی آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتے۔ انہیں صرف محسوس کیا جاسکتا ہے۔ انہی باطنی گناہوں میں سے بغض وکینہ بھی ایک باطنی مرض ہے۔ یہ وہ خطرناک گناہ ہے جس نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو تباہ و برباد کردیا ہے۔ آج آپ کی خدمت میں بغض وکینہ کی تعریف، اس کے نقصانات اور اس کا علاج بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا تا کہ ہم میں سے کسی کے دل میں اپنے مسلمان بھائی کا بغض وکینہ پیدا نہ ہو اور اگر ہے تو نکل جائے اور ہمارا دل اللہ کریم کے نور کا آئینہ بن جائے۔ سب سے پہلے جانتے ہیں کہ کینہ کسے کہتے ہیں؟

☆ کینہ کسے کہتے ہیں؟

لسان العرب پہلی جلد کے صفحہ نمبر 888 پر تحریر ہے کہ دل میں دشمنی کو روکے رکھنا اور موقع پاتے ہی اس کا اظہار کرنا کینہ کہلاتا ہے۔

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم کی تیسری جلد کے صفحہ نمبر 223 پر کینے کی تعریف کچھ یوں فرماتے ہیں کہ کینہ یہ ہے کہ انسان اپنے دل میں کسی کو بوجھ جانے، اس سے دشمنی و بغض رکھے، نفرت کرے اور یہ کیفیت ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے۔

مثلاً کوئی شخص ایسا ہے جس کا خیال آتے ہی آپ کو اپنے دل میں بوجھ سا محسوس ہوتا ہے۔ نفرت کی ایک لہر دل ودماغ میں دوڑ جاتی ہے۔ وہ نظر آ جائے تو ملنے سے کتراتے ہیں اور زبان، ہاتھ یا کسی بھی طرح سے اسے نقصان پہنچانے کا موقع ملے تو پیچھے نہیں رہتے تو سمجھ لیجئے کہ آپ اس شخص سے کینہ رکھتے ہیں اور اگر ان میں سے کوئی بات بھی نہیں بلکہ ویسے ہی کسی سے ملنے کو جی نہیں چاہتا تو یہ کینہ نہیں کہلائے گا۔

☆مسلمان سے کینہ رکھنے کا شرعی حکم:

اب اپنے مسلمان بھائی سے بلا وجہ کینہ و بغض رکھنے کا شرعی حکم سنتے ہیں۔

سنیوں کے امام، امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ جلد 6 کے صفحہ نمبر

526 پر فرماتے ہیں کہ مسلمان سے بلا وجہ شرعی کینہ وبغض رکھنا حرام ہے۔
یعنی کسی نے ہم پر نہ تو ظلم کیا اور نہ ہی ہماری جان و مال وغیرہ میں کوئی حق تلفی کی پھر بھی ہم اس کے لیے دل میں کینہ رکھیں تو یہ ناجائز وحرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے اور اگر کسی نے ہم پر کوئی ظلم کیا ہو یا ہمارا کوئی حق تلف کیا ہو جس کی وجہ سے ہم اس سے دل میں کینہ رکھیں تو یہ حرام نہیں ہے

☆بغض وکینہ کی نحوستیں:

محترم حضرات! کینہ وہ مہلک (یعنی ہلاک کر دینے والی) باطنی بیماری ہے جس میں مبتلا ہونے والا دنیا وآخرت کا نقصان اٹھاتا ہے اور اس کے مضر (یعنی نقصان دہ) اثرات سے اس کے آس پاس رہنے والے افراد بھی نہیں بچ پاتے اور یوں یہ بیماری عام ہو کر معاشرے کا سکون برباد کرکے رکھ دیتی ہے۔خاندانی دشمنیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچی جاتی ہیں، ذلیل ورسوا کرنے اور مالی نقصان پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔اپنے مسلمان بھائی کی خیر خواہی کرنے کے بجائے اسے تکلیف پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔اس کے خلاف سازشیں کی جاتی ہیں جس سے فتنہ وفساد جنم لیتا ہے،موجودہ دور میں اس کی مثالیں کھلی آنکھوں سے دیکھی جاسکتی ہیں مگر احادیث میں اس کی سخت وعیدیں

بیان کی گئی ہیں جن میں سے چند آپ کی خدمت میں بیان کرتا ہوں۔

☆ قبر کالے سانپوں سے بھری ہوئی تھی:

کتاب موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب القبور جلد 6 کے صفحہ نمبر 83 پر نقل ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کچھ لوگ گھبراہٹ کے عالم میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ہم حج کی سعادت پانے کے لیے نکلے تھے۔ ہمارے ساتھ ایک آدمی بھی تھا، جب ہم ذات الصفاح (یمن کی طرف واقع ہے) کے مقام پر پہنچے تو وہ انتقال کر گیا۔ ہم نے اس کے غسل وکفن کا انتظام کیا پھر اس کے لیے قبر کھودی اور اسے دفن کرنے لگے تو دیکھا کہ اس کی قبر کالے کالے سانپوں سے بھری ہوئی تھی۔ ہم نے وہ جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ قبر کھودی تو دیکھتے ہی دیکھتے وہ بھی کالے سانپوں سے بھر گئی۔ چنانچہ ہم نے اسے وہاں بھی نہیں دفنایا اور آپ کے پاس حاضر ہو گئے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اس کا کینہ ہے جو وہ (اپنے مسلمان بھائی کے لیے) اپنے دل میں رکھا کرتا تھا، جاؤ اور اسے وہیں دفن کر دو۔

محترم حضرات! دیکھا آپ نے کہ سفر حج جیسی عظیم سعادت سے مشرف ہونے والے شخص کو بھی سینے کے کینے کی وجہ سے سانپوں بھری قبر میں دفن

ہونا پڑا۔ مذکورہ حکایت میں ہم جیسے لوگوں کے لیے عبرت ہے جن کا ظاہر بڑا صاف اور پاکیزہ دکھائی دیتا ہے مگر باطن بغض و کینے اور طرح طرح کی غلاظتوں سے آلود ہوتا ہے۔ آج ہمارا حال یہ ہے کہ مذہبی حلیہ ہونے کے بعد جو ہماری تحریک سے وابستہ نہیں اس سے ہم نفرت کرتے ہیں جو ہمارے پیر کا مرید نہیں اس سے نفرت کرتے ہیں، جو ہمارے ساتھ تھا، آج اللہ کریم نے اسے عزت و شہرت دی۔ ہم اس سے نفرت اور دشمنی شروع کر دیتے ہیں۔ میں فتویٰ نہیں لگا تا مگر ہر انسان کے دل میں ایک مفتی موجود ہے، خود اس سے پوچھ لیجئے کہ کیا ہم کینہ جیسی مہلک بیماری میں مبتلا نہیں ہیں؟ خود ہی جواب آ جائے گا......اور اگر جواب ہاں میں آئے تو سوچئے گا کہ کہیں ہماری قبر بھی کینۂ مسلم کی وجہ سانپوں سے بھر دی گئی تو ہم کہاں جائیں گے؟ ہمیں کون بچائے گا؟

یاد رہے کہ بغض و کینہ آج کل کی پیداوار نہیں بلکہ بہت پرانی بیماری ہے جو ہم سے پہلی اُمّتوں میں بھی پائی جاتی تھی چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے۔

☆ پچھلی اُمّتوں کی بیماری:

حدیث شریف = طبرانی المعجم الاوسط جلد 6 کے صفحہ نمبر 348 پر حدیث نمبر 9016 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عنقریب میری اُمّت کو

پچھلی اُمّتوں کی بیماری لاحق ہوگی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: پچھلی اُمّتوں کی بیماری کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تکبر کرنا، اترانا، ایک دوسرے کی غیبت کرنا اور دنیا میں ایک دوسرے پر سبقت کی کوشش کرنا نیز آپس میں بغض رکھنا، بخل کرنا، یہاں تک کہ وہ ظلم میں تبدیل ہو جائے اور پھر فتنہ وفساد بن جائے۔

☆ مومن میں دو بیماریاں جمع نہیں ہوسکتیں:

حدیث شریف = طبرانی المعجم الاوسط جلد 3 کے صفحہ نمبر 301 پر حدیث نمبر 4653 نقل ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک چغل خوری اور کینہ پروری جہنم میں ہیں۔ یہ دونوں کسی مسلمان کے دل میں جمع نہیں ہوسکتے۔

محترم حضرات! جہنم کے عذابات بڑے خوفناک ہیں۔ ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ احادیث میں جو مضامین موجود ہیں ان کے مطابق دنیا کی آگ سے ستر گنا تیز آگ جہنم کی ہوگی جو کھالوں کو جلا کر کوئلہ بنا دے گی۔ ہڈیوں کا سرمہ بنا دے گی۔ اس پر شدید دھواں جس سے دم گھٹے گا، اندھیرا اتنا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دے گا۔ بھوک و پیاس سے نڈھال بیڑیوں میں جکڑے جہنمی کو جب پینے کے لیے ابلتی ہوئی بدبودار پیپ دی جائے گی تو مونہہ کے قریب

کرتے ہی اس کی تپش سے مونہہ کی کھال جھڑ جائے گی۔کھانے کو کانٹے دار تھوہڑ لے گا۔لوہے کے بڑے بڑے ہتھوڑوں سے اسے پیٹا جائے گا۔ ہائے اگر مومن کے بغض کی وجہ سے ہمیں جہنم کی دھکتی ہوئی آگ میں ڈال دیا گیا تو ہمارا کیا ہوگا؟

☆بُغض والے کی بخشش نہیں ہوتی:

حدیث شریف = صحیح مسلم میں حدیث نمبر 2565 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر پیر اور جمعرات کے دن لوگوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں، پھر بغض وکینہ رکھنے والے دو بھائیوں کے علاوہ ہر مومن کو بخش دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے: ان دونوں کو چھوڑ دو، یہاں تک کہ یہ اس بغض وحسد سے واپس پلٹ آئیں۔

محترم حضرات! اس حدیث شریف کو سن کر مسلمانوں کا کینہ اپنے سینہ میں پالنے والوں کے لیے رونے کا مقام ہے۔کریم پروردگار کی طرف سے ہر پیر اور جمعرات کو بخشش کے پروانے تقسیم ہوتے ہیں لیکن کینہ پرور اپنی باطنی بیماری کی وجہ سے بخشش سے محروم رہ جاتے ہیں۔

☆شب برأت میں بھی محرومی:

حدیث شریف = شعب الایمان جلد 3 صفحہ نمبر 382 پر حدیث نمبر 3835 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کریم (ماہ) شعبان کی پندرہویں رات اپنے بندوں پر (اپنی قدرت کے شایان شان) تجلی فرماتا ہے۔ مغفرت چاہنے والوں کی مغفرت فرماتا ہے اور رحم طلب کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے جبکہ کینہ رکھنے والوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔

محترم حضرات! شعبان کی پندرہویں رات ایسی بابرکت رات ہے کہ اس رات صبح صادق تک صدائیں لگ رہی ہوتی ہیں کہ ہے کوئی بخشش کا طلب گار کہ اسے بخش دیا جائے مگر اس رات بھی کینہ رکھنے والا محروم رہ جاتا ہے حالانکہ اس رات تو کسی کو بھی محروم نہیں رکھا جاتا۔ یہ ایسی نازک رات ہے جس کے متعلق حدیث میں فرمایا گیا۔

☆ نازک فیصلوں کی رات:

حدیث شریف = تفسیر درمنثور جلد 7 کے صفحہ نمبر 402 پر حدیث شریف نقل ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی فرمان رسول اللہ ﷺ میں یہ بھی ہے کہ شعبان کی پندرہویں رات میں مرنے والوں کے نام اور لوگوں کا رزق اور (اس سال) حج کرنے والوں کے نام لکھے جاتے ہیں۔

افسوس کہ کینہ پرور اس مبارک رات بھی بخشش سے محروم رہ جاتا ہے بلکہ کینہ پرور تو جنت کی خوشبو سے بھی محروم رہے گا چنانچہ حلیۃ الاولیاء میں ہے۔

☆جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا:

حلیۃ الاولیاء جلد 8 کے صفحہ نمبر 108 پر نقل ہے کہ حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمہ نے خلیفہ ہارون رشید کو ایک مرتبہ نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اے حسین وجمیل چہرے والے! یاد رکھ! کل بروز قیامت اللہ کریم تجھ سے مخلوق کے بارے میں سوال کرے گا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا یہ خوبصورت چہرہ جہنم کی آگ سے بچ جائے تو کبھی بھی صبح وشام اس حال میں نہ کرنا کہ تیرے دل میں کسی مسلمان کے متعلق کینہ یا عداوت ہو۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اس حال میں صبح کی کہ وہ کینہ پرور ہے تو وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھ سکے گا۔ یہ سن کر خلیفہ ہارون رشید رونے لگے۔

☆ایمان کو برباد کرنے والی بیماری:

حدیث شریف = ترمذی شریف، کتاب صفۃ القیٰمۃ میں حدیث نمبر 2518 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں پچھلی اُمّتوں کی بیماری حسد اور بغض سرایت کرگئی۔ یہ مونڈ دینے والی ہے۔ میں نہیں کہتا کہ یہ بال

مونڈتی ہے بلکہ یہ دین مونڈ دیتی ہے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 6 کے صفحہ نمبر 615 پر اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔ اس طرح کہ دین و ایمان کو جڑ سے ختم کر دیتی ہے۔ کبھی انسان بغض وحسد میں اسلام ہی چھوڑ دیتا ہے، شیطان بھی انہیں دو بیماریوں کا مارا ہوا ہے۔

محترم حضرات! ایک مسلمان کے پاس ایمان سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں۔ اسی طرح ایک مسلمان کے لیے ایمان کی سلامتی سے اہم کوئی شے نہیں ہو سکتی لیکن اگر وہ بغض وحسد میں مبتلا ہو جائے تو ایمان چھن جانے کا اندیشہ ہے۔ اسی لیے صوفیاء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں کا بغض و کینہ سے حفاظت کے لیے دعا مانگیں جو کہ سورۂ حشر کی آیت نمبر 10 میں بیان فرمائی گئی۔

وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

ترجمہ: اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ اے رب ہمارے! بے شک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔

اس دعا کو عربی میں مخارج کے ساتھ یاد کر لیجئے اور اگر یاد نہ ہو سکے تو ترجمہ

ہی پڑھ لیا کریں۔ یہ دعا وقتاً فوقتاً پڑھنا بہت مفید ہے۔

☆بغض رکھنے والے کی دعا بھی مقبول نہیں:

درۃ الناصحین کے صفحہ نمبر 70 پر نقل ہے۔ حضرت فقیہ ابواللیث سمرقندی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ تین اشخاص ایسے ہیں جن کی دعا قبول نہیں کی جاتی۔

پہلا......حرام کھانے والا

دوسرا......کثرت سے غیبت کرنے والا

تیسرا......وہ شخص کہ جس کے دل میں اپنے مسلمان بھائیوں کا کینہ یا حسد موجود ہو۔

محترم حضرات! ایک مسلمان کے لیے دعا اپنے رب سے حاجات طلب کرنے کا بہترین وسیلہ ہے۔ اسی کے ذریعے بارگاہ الٰہی سے بندے کو درد کی دوا، بیماری سے شفا، مشکلات سے چھٹکارا، رنج والم سے نجات اور من کی مرادیں اور آخرت کا خزانہ ملتا ہے مگر اپنے مسلمان بھائی سے بغض وکینہ رکھنے والا دعا کی قبولیت سے بھی محروم ہوجاتا ہے۔

☆کینہ سے جنم لینے والی آٹھ ہلاکت خیز چیزیں:

کیمیائے سعادت جلد 2 کے صفحہ نمبر 606 پر امام محمد غزالی علیہ الرحمہ

فرماتے ہیں کہ غصے سے کینہ پیدا ہوتا ہے اور کینے سے آٹھ ہلاکت خیز چیزیں جنم لیتی ہیں: ان میں سے ایک یہ ہے کہ کینہ پرور حسد کرے گا یعنی کسی کے غم سے شاد ہوگا اور اس کی خوشی سے غمگین۔

دوسرا یہ کہ شماتت کرے گا یعنی کسی کو کوئی مصیبت پہنچے گی تو خوشی کا اظہار کرے گا۔

تیسرا یہ کہ غیبت، جھوٹ اور فحش کلامی سے اس کے رازوں کو آشکارا کرے گا۔

چوتھا یہ کہ بات کرنا چھوڑ دے گا اور سلام کا جواب نہیں دے گا۔

پانچواں یہ کہ اسے حقارت کی نظر سے دیکھے گا اور اس پر زبان درازی کرے گا۔

چھٹا یہ کہ اس کا مذاق اڑائے گا۔

ساتواں یہ کہ اس کی حق تلفی کرے گا اور صلح رحمی نہیں کرے گا، یعنی اقربا سے مروت نہیں کرے گا اور رشتہ داروں کے حقوق ادا نہیں کرے گا اور ان کے ساتھ انصاف نہیں کرے گا اور طالب معافی نہیں ہوگا۔

آٹھواں یہ کہ جب اس پر قابو پائے گا اس کو ضرر (یعنی نقصان) پہنچائے گا اور دوسروں کو بھی اس کی ایذا رسانی پر ابھارے گا۔ اگر کوئی بہت دیندار ہے اور

گناہوں سے بھاگتا ہے تو اتنا تو ضرور کرے گا کہ اس کے ساتھ جو احسان کرتا تھا اس کو روک دے گا اور اس کے ساتھ شفقت سے پیش نہیں آئے گا اور نہ اس کے کاموں میں دلسوزی کرے گا اور نہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں شریک ہوگا اور نہ اس کی تعریف کرے گا اور یہ تمام باتیں آدمی کے نقصان اور اس کی خرابی کا باعث ہوتی ہیں۔

☆کینہ پرور بے سکون رہتا ہے:

کینہ پرور کے شب و روز رنج و غم میں گزرتے ہیں اور وہ پست ہمت ہوجاتا ہے۔ دوسروں کی راہ میں روڑے اٹکاتا ہے اور خود بھی ترقی سے محروم رہتا ہے۔
امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ دنیا میں کینہ پرور اور حاسدین سب سے کم سکون پاتے ہیں۔(تنبیہ المغترین، ص184)

محترم حضرات! ہر انسان سکون کا متلاشی ہوتا ہے مگر نادان کینہ پرور کو خبر ہی نہیں ہوتی کہ سکون کی راہ میں رکاوٹ ایک چیز اس نے اپنے سینے میں پال رکھی ہے جس کا نام کینہ ہے، کینہ پرور انسان کے دل کو چین وسکون کیونکر نصیب ہوگا، وہ تو ہر وقت بے چین ہی رہتا ہے۔

☆لوگوں کے دل بغض کے بچھوؤں سے لبریز:

تذکرۃ الاولیاء کے صفحہ نمبر 22 پر حضرت فرید الدین عطار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت امام جعفر صادق علیہ الرحمہ تارک الدنیا (یعنی گوشہ نشین) ہو گئے تو حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ نے حاضر خدمت ہو کر کہا: تارک الدنیا ہونے سے مخلوق آپ علیہ الرحمہ کے فیوض و برکات سے محروم ہو گئی ہے! آپ علیہ الرحمہ نے اس کے جواب میں مندرجہ ذیل دو شعر پڑھے۔

ذهبت الوفاء ذهاب امس الذاهب
والناس بين مخاتل وموارب
يفشون بينهم المودة والصفا
وقلوبهم محشوة بعقارب

ترجمہ: وفا گزشتہ رات چلی گئی۔ اور مختار اور محارب کے درمیان لوگ۔ وہ شفقت اور رحم کی طرف سے الگ ہیں۔ اور ان کے دل بغض کے بچھوؤں سے بھرے ہوئے ہیں۔

محترم حضرات! دیکھا آپ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ الرحمہ لوگوں کی منافقت والی روش سے تنگ آ کر خلوت (تنہائی) میں تشریف فرما گئے۔ اس پاکیزہ دور میں بھی یہ صورت حال ہونے لگی تھی تو اب جو حال بے حال ہے اس کا شکوہ کس سے کریں۔ آج کل تو اکثر لوگوں کا حال ہی عجیب ہو گیا ہے۔ جب

باہم ملتے ہیں تو ایک دوسرے کے ساتھ نہایت تعظیم کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ حضرت حضرت کرتے ہیں۔ ہاتھوں کو چومتے ہیں۔ خوب حال احوال پوچھتے ہیں۔ ہرطرح کی خاطر داری اور مہمان نوازی کرتے ہیں۔ بظاہر مسکرا مسکرا کر گفتگو کرتے ہیں مگر اپنے دل میں بغض و کینہ رکھتے ہیں۔ پیچھے سے برائیاں کرتے ہیں اور جڑیں کاٹتے ہیں، حالانکہ اُمّت کے مددگار آقا ﷺ کی ہمیں اس سے بچنے کی تعلیم دی ہے چنانچہ حدیث شریف سماعت فرمایئے۔

☆تمہارے دل میں کسی کے لیے کینہ و بغض نہ ہو:

حدیث شریف = ترمذی شریف کتاب العلم میں حدیث نمبر 2687 نقل ہے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے میرے بیٹے! اگر تم سے ہو سکے کہ تمہاری صبح و شام ایسی حالت میں ہو کہ تمہارے دل میں کسی کے لیے کینہ و بغض نہ ہو تو ایسا ہی کیا کرو۔

☆افضل کون؟

حدیث شریف = سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد میں حدیث نمبر 4216 نقل ہے۔حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کی گئی کہ لوگوں میں سے کون افضل ہے؟ فرمایا: ہر سلامت دل والا، سچی

زبان والا۔لوگوں نے عرض کی: سچی زبان والے کوتو ہم جانتے ہیں۔ یہ سلامت دل والا کیا ہے؟ فرمایا: وہ ایسا ستھرا ہے جس پر نہ گناہ ہو، نہ بغاوت، نہ کینہ اور نہ حسد۔

محترم حضرات! یہ سلامت دل ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتا۔خوش نصیب ہی ایسا دل پاتے ہیں جس میں کسی مسلمان کا بغض و کینہ نہیں ہوتا۔ وہ دل اللہ کریم کے نور کا آئینہ ہوتا ہے۔ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ نے کیا خوب بات ارشاد فرمائی کہ مسلمان بھائی کی طرف سے دنیوی امور میں صاف دل ہو، سینہ کینہ سے پاک ہو، تب اس میں انوار مدینہ آئیں گے۔یہی نہیں بلکہ اگر کسی کا سینہ مومن کے کینہ سے پاک ہو اور وہ نفلی عبادات نہ بھی کرے تو بلند و بالا مقام پر فائز ہو جاتا ہے چنانچہ اس ضمن میں حدیث پاک سنیئے۔

☆بلند و بالا مقام:

حدیث شریف = شعب الایمان میں حدیث نمبر 6605 نقل ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی تمہارے پاس اس راستے سے ایک جنتی آدمی آئے گا۔اسی وقت ایک انصاری صاحب وہاں آئے جن کی داڑھی وضو کے پانی

سے تر تھی۔انہوں نے بائیں ہاتھ سے اپنی جوتیاں اٹھا رکھی تھیں۔

دوسرے دن پھر نبی پاک ﷺ نے پہلے دن کی طرح ارشاد فرمایا اور وہی شخص آئے، تیسرے دن بھی ایسا ہی ہوا۔حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس انصاری کے پاس پہنچا اور پوچھا: کیا آپ میری مہمان نوازی کر سکتے ہیں؟ انہوں نے حامی بھر لی اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ میں تین راتیں ان کے پاس رہا۔ اس دوران میں نے انہیں رات کو قیام کرتے (یعنی نوافل ادا کرتے ہوئے) نہیں دیکھا۔ہاں یہ ضرور دیکھا کہ جب وہ بستر پر کروٹیں بدلتے تو ذکراللہ کرتے، یہاں تک کہ نماز فجر کا وقت ہو جاتا اور وہ اچھی بات کرتے یا خاموش رہتے۔ جب تین راتیں اسی طرح گزر گئیں تو میں نے ان کے عمل کو کم جانا، چنانچہ میں نے ان سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آئے گا، پھر تینوں مرتبہ آپ آئے تو میں نے سوچا کہ آپ کے پاس رہ کر آپ کا عمل دیکھوں، لیکن مجھے تو آپ کا کوئی زیادہ عمل دکھائی نہیں دیا۔جب میں واپس ہونے لگا تو انہوں نے مجھے بلایا اور کہا: میرا عمل تو وہی ہے جو آپ دیکھ چکے ہیں لیکن میں نے اپنے دل میں کسی مسلمان کے لیے کینہ نہیں رکھا اور نہ ہی کسی مسلمان کو ملنے والی نعمت الٰہی پر حسد کرتا ہوں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہی وہ وصف ہے جس نے

آپ کو اس مقام پر پہنچا دیا ہے۔

☆بغض وکینہ دور کرنے کا نسخہ:

حدیث شریف = مؤطا امام مالک جلد 2 کے صفحہ نمبر 407 پر حدیث نمبر 1731 نقل ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مصافحہ کیا کرو، کینہ دور ہوگا اور تحفہ دیا کرو، محبت بڑھے گی اور بغض دور ہوگا۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 6 کے صفحہ نمبر 368 پر اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں: یہ دونوں عمل بہت ہی مجرب (یعنی تجربہ شدہ) ہیں جس سے مصافحہ کرتے رہو، اس سے دشمنی نہیں ہوتی۔اگر اتفاقاً کبھی ہوبھی جائے تو اس کی برکت سے ٹھہرتی ہیں۔یونہی ایک دوسرے کو ہدیہ دینے سے عداوتیں ختم ہوجاتی ہیں۔

☆بے جا سوچنا چھوڑ دیجئے:

بعض حکماء کا قول ہے: تین چیزوں میں غور نہ کر۔

1......اپنی مفلسی وتنگدستی (اور مصیبت) پر، اس لیے کہ اس میں غور کرتے رہنے سے تیرے غم میں اضافہ اور حرص میں زیادتی ہوگی۔

2......تیرے اوپر ظلم کرنے والے کے ظلم پر غور نہ کر کہ اس سے تیرے دل

میں کینہ بڑھے گا اور غصہ باقی رہے گا۔

3......دنیا میں زیادہ دیر زندہ رہنے کے بارے میں نہ سوچ کہ اس طرح تو مال جمع کرنے میں اپنی عمر ضائع کردے گا اور عمل کے معاملے میں بہانے تلاش کرے گا۔

محترم حضرات! اس سے معلوم ہوا کہ اپنے آپ کو مصروف رکھا جائے، جس قدر ہو سکے، فضول سوچ سے بچا جائے اور اپنی سوچ کو دنیاوی تفکرات میں جان کھپانے کے بجائے آخرت کے معاملات میں غور وفکر کرنا چاہیے اور مسلمانوں سے صرف اور صرف اللہ کریم کی رضا کے لیے محبت کیجئے تا کہ اس کی برکتیں ہم پر نازل ہوں۔ چنانچہ حدیث شریف سنئے۔

پچھلے گناہ معاف:

حدیث شریف = شعب الایمان جلد 5 کے صفحہ نمبر 270 پر حدیث شریف 6624 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کی طرف محبت بھری نظر سے دیکھے اور اس کے دل یا سینے میں عداوت نہ ہو تو نگاہ لوٹنے سے پہلے دونوں کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

محترم حضرات! کتنا چھوٹا عمل مگر خوشخبری کتنی بڑی عطا کی جارہی ہے مگر

افسوس کہ آج ہمارا معاملہ الٹ ہو چکا ہے۔ہم اپنے مسلمان بھائی کو محبت کی نظر سے کیا دیکھیں گے بلکہ ایک دوسرے کو عجیب وغریب نظروں سے دیکھتے ہیں۔ آنکھیں دکھاتے ہیں، راہ چلتے دھکے دیتے ہیں، گالیاں دیتے ہیں اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں جبکہ حقیقی مسلمان کا یہ کام نہیں ہے وہ تو اگر کسی سے نفرت بھی کرتا ہے تو اللہ کریم کی رضا کے لیے کرتا ہے اور محبت بھی کرتا ہے تو فقط اللہ کریم کی رضا کے لیے کرتا ہے اور اس کا یہ کتنا عظیم ہے۔حدیث شریف سنئے۔

☆افضل عمل:

حدیث شریف = ابوداؤد، کتاب السنۃ میں حدیث نمبر 4599 نقل ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سب سے بہتر عمل اللہ کریم کے لیے محبت کرنا اور اللہ کریم کے لیے دشمنی کرنا ہے۔

محترم حضرات! شارحین کرام اللہ کریم کے لیے دشمنی کرنے کا مطلب یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص دین کا دشمن ہو، بدعقیدہ ہو، شان رسالت میں بے ادبی کرتا ہو، تعظیم رسول ﷺ سے منع کرتا ہو، صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہلبیت اطہار رضی اللہ عنہما سے عداوت رکھتا ہو، اولیاء کرام رحمھم اللہ سے عداوت رکھتا ہو، ان کی بے ادبی کرتا ہو، ایسا شخص اگرچہ عالم، فاضل، قاری، حافظ، غازی اور

بظاہر مذہبی حلیے والا ہی کیوں نہ ہو۔ اس سے اللہ کریم کی رضا کے لیے نفرت رکھی جائے، نیز ان بدعقیدہ عناصر کی صحبت سے بھی بچا جائے تا کہ ان کے اثرات ہمارے ایمان کو نقصان نہ پہنچائیں۔

بس خلاصہ کلام یہی ہے کہ مسلمان بھائی سے نفرت نہیں اور بدعقیدہ بدمذہب سے محبت نہیں۔ مسلمان بھائی سے بلا وجہ شرعی بغض وعداوت حرام ہے اور بدعقیدہ بدمذہب سے کینہ رکھنا واجب ہے۔

اللہ کریم ہم سب کو کینۂ مومن سے محفوظ رکھے اور ہمارے قلب کو اپنی تجلیات کا مرکز بنا دے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

سنت کی اہمیت اور اس کے فوائد

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ آل عمران سے آیت نمبر 31 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات! جو آیت مقدسہ میں نے خطبہ میں تلاوت کی، اس کے شان نزول کے متعلق مختلف روایتیں ہیں، چنانچہ تفسیر خازن اور تفسیر کبیر میں اس آیت کا شان نزول یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ جماعت قریش پر گزرے، جنہوں نے بت گاڑے ہوئے تھے اور انہیں آراستہ کر رہے تھے اور ان کے سامنے سجدہ میں گرتے تھے تو فرمایا: اے گروہ قریش! تم نے اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کی مخالفت کی؟ قریش نے کہا کہ ہم ان بتوں کو اللہ کی محبت میں پوجتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اس کے قریب کر دیں۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

ترجمہ: اے محبوب! تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ، اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ گناہ تمہارے بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی کی تیسری جلد کے صفحہ نمبر 373 پر اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ (اس آیت میں اللہ کریم نے اپنے محبوب ﷺ سے فرمایا) اے نبی ﷺ! آپ لوگوں سے فرمادو جو آپ ﷺ کے بغیر وسیلہ میری محبت کا دم بھرتے ہیں یا جو اپنے آپ کو اللہ کا پیارا جان کر آپ سے بے نیاز ہونا چاہتے ہیں، یا جو آپ کی اطاعت کے سوا دوسرے

اسباب سے خدا تعالیٰ تک پہنچنا چاہتے ہیں، ان سب کو اعلان عام کر دو کہ اے عیسائیو! اے یہودیو! اے ہندوؤ! اے بت پرستو! اگر تم خدا سے محبت کرنا چاہتے ہو تو مجھ سے مقابلہ نہ کرو، نہ میری برابری کا دم بھرو۔ نہ مجھ سے آگے آگے چلو بلکہ غلام بن کر میرے پیچھے چلے آؤ۔ اپنے اقوال، افعال، اعمال، غرض زندگی کے ہر شعبہ کو میری مثل بنا دو اور مجھ میں فنا ہو جاؤ تو اب تم رب کے طالب بننا چاہتے ہو۔ پھر معاملہ برعکس ہوگا کہ رب تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا اور تم جو چاہو گے وہ کرے گا اور پھر تمہیں یہ خطاب آئے گا۔

کی محمد (ﷺ) سے وفا تو نے، تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

کیونکہ میں رب کا محبوب ہوں اور محبوب کے غلام بھی محبوب ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی تمہارے سارے گناہ معاف فرما دے گا کیونکہ اللہ کریم بڑا غفار اور ارحم الراحمین ہے۔ تم اپنے آپ کو اس کی مغفرت اور رحمت کا اہل بناؤ پھر لطف دیکھو اور یہ بھی اعلان کر دو کہ اے لوگو! اللہ و رسول کی اطاعت کرو اور فرائض و واجبات میں ان کی پیروی لازم جانو۔ اگر وہ اس سے مونہہ موڑیں تو وہ کافر ہیں اور اللہ کریم کافروں کو دوست نہیں رکھتا، خواہ کچھ بھی کریں۔ رب تعالیٰ کے دشمن ہی رہیں گے۔

☆ ایک لطیف نکتہ:

کچھ لوگوں کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کو ہم محبوب خدا کہتے ہیں۔ یہ قرآن مجید کی کون سی آیت سے ثابت ہے؟ اس سوال کا جواب بھی اس آیت میں پوشیدہ ہے۔ فرمایا: کہ تم میرے نبی ﷺ کے اطاعت گزار بن جاؤ، اللہ تم کو اپنا محبوب بنا لے گا۔ الفاظ آیت کے سماعت فرمالیں "یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰهُ" یعنی اللہ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا۔ معلوم ہوا کہ جو نبی پاک ﷺ کی اطاعت کرے، وہ اللہ کریم کا محبوب بن جائے تو خود نبی کریم ﷺ کی محبوبیت کا کیا عالم ہوگا۔

☆ مقام محبوبیت کی دوسری جھلک:

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ سے اس قدر محبت فرماتا ہے کہ جگہ جگہ قرآن مجید میں اپنی اطاعت کے ساتھ ساتھ اپنے محبوب ﷺ کی اطاعت کا بھی حکم دیا اور سورۂ نساء کی آیت نمبر 80 میں تو کمال ارشاد فرمایا۔

القرآن: مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔

امام واحدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کا محبوب خدا ﷺ کی اطاعت کرنا اللہ کریم ہی کی اطاعت کرنا ہے۔

محترم حضرات! اتباع کا سب سے آسان معنی رسول اللہ ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنا ہے۔اب آیئے آپ کی خدمت میں سنت کی اہمیت،فضیلت اور اس کی افادیت بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

☆سنت کی تعریف:

نبی پاک ﷺ کے قول،فعل اور تقریر (یعنی کسی عمل پر سکوت فرمانے) کو سنت کہتے ہیں۔

☆سنت پر عمل جنت کا راستہ ہے:

حدیث شریف = مستدرک جلد 5 کے صفحہ نمبر 142 پر حدیث نمبر 7155 نقل ہے۔حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص حلال کھائے،سنت پر عمل کرے اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں،وہ جنت میں داخل ہوگا۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ایسے لوگ تو اس وقت بہت ہیں۔آپ نے فرمایا:عنقریب میرے بعد بھی ایسے لوگ ہوں گے۔

محترم حضرات! حدیث شریف میں جنت میں لے جانے والا عمل ''سنت پر عمل کرنا'' بیان ہوا۔اس کا معنیٰ یہ ہے کہ خواہ کوئی بھی کام ہو، اپنے تمام کاموں کو سنت کے مطابق کرلے مثلاً کھانا کھائے تو سنت کے مطابق، پانی پیئے تو سنت کے مطابق، لوگوں سے ملے تو سنت کے مطابق، لباس پہنے تو سنت کے مطابق، گھر میں داخل ہو تو سنت کے مطابق، گھر سے نکلے تو سنت کے مطابق، بیت الخلاء جائے تو سنت کے مطابق، نکلے تو سنت کے مطابق، راستے میں چلے تو سنت کے مطابق، سوئے تو سنت کے مطابق......الغرض کہ اپنی زندگی کے تمام معمولات کو سنت کے سانچے میں ڈھال لے تاکہ جنت میں محبوب خدا ﷺ کا پڑوس نصیب ہو۔

☆سو شہیدوں کا ثواب:

حدیث شریف = امام بیہقی علیہ الرحمہ الزہد الکبیر کے صفحہ نمبر 118 پر حدیث نمبر 207 نقل فرماتے ہیں۔حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے فسادِ اُمّت کے وقت میری سنت پر عمل کیا تو اس کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہوگا۔

علامہ عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمہ الحدیقۃ الندیۃ کے صفحہ نمبر 397 پر فرماتے

ہیں کہ مذکورہ حدیث شریف میں فسادِ اُمّت کے وقت سنت پر عمل کی بات ہوئی یعنی اُمّت، نفسانی خواہشات اور (بری) بدعات کی پیروی کے سبب فساد میں مبتلا ہوجائے گی۔ اس حیثیت سے کہ ان کے دل اعمال اور معاملات میں شیطانی وسوسوں اور عقلی اختراعات (یعنی من گھڑت باتوں) ہی سے مطمئن ہوں گے۔ باوجودیکہ انہیں سنت نبویہ، مقادیر (یعنی فیصلۂ الٰہیہ) اور حدودِ شرعیہ کا بھی علم ہوگا اور وہ یہ گمان کریں گے کہ ہم اچھا کام کررہے ہیں۔ ایسے حالات میں جو اپنے عمل کی سنت کے ذریعے حفاظت کرے گا تو اس کے لیے اللہ کریم کے پاس قیامت کے دن سو شہیدوں کا ثواب ہوگا اور یہ اس لیے کہ جس طرح کفار سے لڑکر شہید ہونے والے کو مشقت پیش آتی ہے، اسی طرح سنت پر عمل کرنے اور اسے زندہ کرنے والے کو بھی مشقت پیش آتی ہے، یوں کہ تعاون کرنے والا کوئی نہیں ہوتا جبکہ رکاوٹیں بے شمار ہوتی ہیں۔

☆سنت سے محبت کریم آقا ﷺ سے محبت:

حدیث شریف = جامع ترمذی، ابواب العلم میں حدیث نمبر 2678 نقل ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! اگر تم سے ہوسکے کہ تمہاری صبح وشام ایسی حالت میں ہو کہ تمہارے

دل میں کسی کے لیے کینہ وبغض نہ ہوتو ایسا ہی کیا کرو۔

پھر ارشاد فرمایا: اے میرے بیٹے! یہ میری سنت ہے اور جس نے میری سنت سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی، وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

امام قسطلانی علیہ الرحمہ مواہب اللدنیہ جلد 2 کے صفحہ نمبر 499 پر فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ کی محبت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی سنت سے محبت کی جائے اور آپ ﷺ کی حدیث پاک کو پڑھا جائے۔ بے شک جس کے دل میں ایمان کی مٹھاس داخل ہو، وہ جب اللہ کے کلام سے کوئی کلمہ یا رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث سنتا ہے تو اس کی روح، دل اور جان اس کلمہ کو اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں اور یہ کلمہ اس پر اس طرح غالب آ جاتا ہے اور اس کو یوں ڈھانپ لیتا ہے کہ اس کا ہر بال سماعت اور اس کے جسم کا ہر ذرہ بصارت بن جاتا ہے تو وہ کُل کے ساتھ کُل کو سنتا اور کُل کے ساتھ کُل کو دیکھتا ہے۔

☆صحابہ کرام علیہم الرضوان کا سنت پر عمل کا جذبہ:

صحابہ کرام علیہم الرضوان اپنے آقا ومولا ﷺ کے افعال، اعمال، اقوال اور احوال الغرض ہر سنت کے سچے شیدائی تھے اور آپ ﷺ کی بھرپور اتباع

کرتے تھے۔اس کی چند مثالیں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

1......مسند امام احمد ابن حنبل جلد 2 کے صفحہ نمبر 268 پر نقل ہے۔حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ایک مرتبہ ہم حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے تو آپ راہ چلتے ہوئے ایک جگہ سے ہٹ کر گزرے۔ہم نے سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: میں نے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کو ایسا ہی کرتے دیکھا تھا تو میں نے (ان کی ادا کو ادا کرنے کے لیے) ایسا کیا۔

2......الترغیب والترہیب جلد اول کے صفحہ نمبر 55 پر نقل ہے۔حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع ایک جگہ کسی درخت کے نیچے قیلولہ (یعنی دوپہر کے آرام) کے لیے تشریف لے جاتے اور فرمایا کرتے: میرے آقا و مولا ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

3......مسند امام احمد ابن حنبل جلد اول کے صفحہ نمبر 120 پر نقل ہے: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک بار ایک مقام پر پہنچ کر پانی منگوایا اور وضو کیا پھر یکا یک مسکرائے اور رفقاء سے فرمانے لگے: جانتے ہو، میں کیوں مسکرایا؟ پھر اس سوال کا جواب خود ہی دیتے ہوئے فرمایا: ایک بار رسول اللہ ﷺ نے اسی جگہ پر وضو فرمایا تھا اور بعد فراغت مسکرائے تھے۔

حضرت امام بیہقی علیہ الرحمہ نے ''المدخل'' میں فرمایا کہ حضرت ابوجعفر محمد

بن علی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان جب آپ ﷺ سے کوئی بات سنتے تو اس پر پورا پورا عمل کرنے میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سب سے آگے ہوتے۔

''المدخل'' ہی میں ہے کہ امام مالک علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے حکم اور قول و فعل کی اتباع کرتے اور اس کا اہتمام اس قدر کرتے کہ اس اہتمام کے ساتھ کبھی کبھی آپ رضی اللہ عنہ کی عقل کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہونے لگتا۔

محترم حضرات! یہ تو آپ نے سنت کی اہمیت، فضیلت اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا سنتوں پر عمل کرنے کا جذبہ سماعت فرمایا۔ اب آپ کی خدمت میں سنتوں سے مونہہ موڑنے والوں کے متعلق وعیدیں پیش کرتا ہوں۔

☆سنتوں سے مونہہ موڑنے والا:

حدیث شریف = صحیح مسلم، کتاب النکاح میں حدیث نمبر 3403 نقل ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے جس نے میری سنت سے مونہہ موڑا، وہ مجھ سے نہیں۔

علامہ عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمہ الحدیقۃ الندیۃ (مترجم) کے صفحہ نمبر 415

پر اس حدیث شریف میں سنت سے مونہہ موڑنے والے کو فرمایا ''وہ مجھ سے نہیں'' اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ میری ملت اور دین سے شمار نہ ہوگا کیونکہ اس نے سنت کو چھوڑ کر برے طریقہ کو اپنایا اور پھر مونہہ موڑنے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ وہ سنت کو سنت مانتے ہوئے مونہہ موڑتا ہے تو وہ فاسق اور بدعتی ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ اگر سنت کو حق نہ مانے اور اس کو حقیر جانے، تو وہ کافر ہے۔

☆چھ افراد پر لعنت:

حدیث شریف = الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان جلد 7 کے صفحہ نمبر 501 پر حدیث شریف نمبر 5719 نقل ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: چھ طرح کے لوگوں پر میں لعنت کرتا ہوں اور اللہ بھی ان پر لعنت فرماتا ہے اور ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے۔ چھ اشخاص یہ ہیں:

1......کتاب اللہ میں اضافہ کرنے والا

2......تقدیر کو جھٹلانے والا

3......میری اُمّت پر ظلم کے ساتھ تسلط کرنے والا کہ اس شخص کو عزت دیتا

ہے، جس کو اللہ نے ذلیل کیا اور اس کو ذلیل کرتا ہے جس کو اللہ کریم نے عزت عطا فرمائی۔

4......اللہ کریم کے حرم (یعنی حرم مکہ) کو حلال ٹھہرانے والا۔

5......میرے اہلبیت کی حرمت جس کا اللہ کریم نے حکم دیا ہے، اس کو پامال کرنے والا

6......میری سنت کو چھوڑنے والا۔

محترم حضرات! آپ نے سنت کو چھوڑنے کے متعلق احادیث سنیں، بڑی سخت وعیدیں ہیں مگر افسوس کہ موجودہ دور میں سنتوں پر عمل بالکل چھوڑ دیا گیا ہے۔ ہم اس قدر غافل ہو گئے کہ ہمیں یہ تک خبر نہیں کہ کس چیز کا سنت طریقہ کیا ہے اور اگر کسی کو معلوم بھی ہے تو عمل کرنے میں شرماتے ہیں۔ چست پینٹ شرٹ پہننے میں، کانوں میں بالیاں پہننے میں، لمبے لمبے بال رکھ کر اس میں پونی باندھنے میں، ہاتھوں میں کڑے اور چھلے پہننے میں نہیں شرماتے مگر داڑھی رکھنے میں، عمامہ اور ٹوپی پہننے میں، اسلامی لباس پہننے میں، بیٹھ کر پانی پینے میں شرماتے ہیں کہ لوگ کیا کہیں گے؟ ارے نادان! آج تو جس کی سنتوں پر عمل کرنے میں شرماتا ہے، کل انہیں آقا و مولا ﷺ کی بارگاہ میں شفاعت کا سوال کرنے جانا پڑے گا تو بتا اگر اس دن محبوب کبریا ﷺ کے سامنے تجھ سے اس متعلق پوچھ لیا

گیا تو تُو کیا کیا جواب دے گا؟ اس دنیا میں جن لوگوں نے سنتوں پر عمل کیا، ان کا مقام دونوں جہانوں میں بلند ہو گیا جن کی زندہ مثال حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ ہیں۔ آپ خود اس بات کو بیان فرماتے ہیں۔

☆ حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ کا بلند مرتبہ کیوں؟

رسالۂ قشیریہ کے صفحہ نمبر 31 پر نقل ہے۔ حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ میں ایک بار خواب میں رسول پاک ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے بشر! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کریم نے تمہیں تمہارے ہم عصر اولیاء سے بلند مرتبہ کیوں عطا فرمایا؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں اس کا سبب نہیں جانتا۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس وجہ سے کہ تم میری سنت کی پیروی کرتے ہو، صالحین کی خدمت کرتے ہو، اپنے مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی (یعنی انہیں نصیحت) کرتے ہو اور میرے صحابہ کرام اور اہل بیت سے محبت کرتے ہو۔ یہی سبب ہے کہ جس نے تمہیں ابرار (صالحین) کی منازل تک پہنچا دیا ہے۔

☆ مقام کتنا اعلیٰ ملا:

حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ نے جوتی پہننا ترک کر دی۔ اس لیے آپ حافی

کے نام سے موسوم ہو گئے۔ یعنی ننگے پاؤں والا......لوگوں نے آپ سے ننگے پاؤں پھرنے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ توبہ کے وقت میں ننگے پاؤں تھا لہذا اب جوتی پہننے میں مجھ کو شرم آتی ہے۔ نیز اللہ کریم فرماتا ہے کہ "اے لوگو! میں نے زمین کو تمہارے لیے فرش بنا دیا ہے" پس بادشاہ کے فرش پر جوتی پہن کر چلنا خلاف ادب و تہذیب ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء، صفحہ نمبر 78)

حضرت امام احمد ابن حنبل علیہ الرحمہ وقت کے امام، مجتہد اور ولی اللہ ہونے کے باوجود اکثر حضرت بشر حانی علیہ الرحمہ کی خدمت میں آیا کرتے تھے، چنانچہ آپ کے شاگرد آپ سے عرض کرنے لگے: حضور! آپ باوجود علم فقہ، حدیث اور اجتہاد میں بے نظیر عالم ہونے کے آپ ایک دیوانہ کے پاس جاتے ہیں؟ امام احمد ابن حنبل علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا: میں تمہاری نسبت اپنے علم کو بہتر جانتا ہوں لیکن حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ، اللہ تعالیٰ کو مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔

محترم حضرات! سبحان اللہ! محبوب خدا ﷺ کی سنتوں پر عمل کی برکت سے حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ کو کتنا بڑا مقام ملا کہ حضرت امام احمد ابن حنبل علیہ الرحمہ جیسی ہستی ان کی خدمت میں حاضری دیتی تھی۔

☆سنت کی نیت سے دو رکعت بخشش کا ذریعہ:

تاج الاولیاء صوفی باصفا حضرت شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمہ رات میں نبی کریم ﷺ کی ادا کو ادا کرنے کی نیت سے دو رکعت تہجد کے پڑھتے تھے۔ یہ آپ کا روزانہ کا معمول تھا۔ وصال کے بعد کسی نے اچھے حال میں آپ کو دیکھ کر پوچھا: حضور! بخشش کا ذریعہ کون سی عبادت بنی۔ آپ فرمانے لگے: ساری زندگی روزے، تلاوت، فاقے، مجاہدات اور دیگر عبادات کیں، مگر جب رب تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوا تو فرمایا: اے جنید! رات کو اٹھ کر دو رکعت تہجد کے جو میرے حبیب ﷺ کی سنت کی نیت سے پڑھتا تھا، ہم نے اس کے سبب سے تیری بخشش فرمادی۔

(تذکرۃ الاولیاء)

محترم حضرات! ہمارے اکابرین اپنے آقا و مولا ﷺ کی سنتوں کو تلاش کیا کرتے تھے اور پھر چھوٹی چھوٹی سنتوں پر بھی سختی سے عمل کیا کرتے تھے، انہیں سنتوں سے بے حد محبت ہوا کرتی تھی اور کیوں نہ ہو، سنت سے محبت حضور ﷺ سے محبت ہے۔ نبی پاک ﷺ کی سنت فلاح کا راستہ ہے، ہدایت کا نور ہے، کامیابی اور کامرانی کا راستہ ہے، معرفت الٰہیہ کا خزانہ ہے، قرب الٰہی کا ذریعہ

ہے،قربِ رسول ﷺ کا وسیلہ ہے،محبت رسول کی نشانی ہے،عاشقوں کے دلوں کا چین ہے، بیماریوں سے بچاؤ کا ذریعہ ہے،ظلمت کے اندھیرے میں نور ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ رب تعالیٰ کی رضا کا باعث ہے۔

افسوس ہے ہم مسلمانوں پر کہ ہم نے اپنے محسن آقا ﷺ کی سنتوں کو پس پشت ڈال دیا ہے۔آج ہم سنتوں پر عمل کرنے میں شرم محسوس کرتے ہیں۔اغیار کے فیشنوں کو اپنانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ہم نے اپنا آئیڈیل انہیں بنالیا جو نہ کبھی ہمارے تھے، نہ کبھی ہمارے ہوں گے اور ہمارے وہ آقا ﷺ جو کہ پیدا ہوتے ہی سجدہ میں تشریف لے کر اُمّت کی بخشش کے لیے دعائیں کرتے رہے۔ساری زندگی صحرا میں،مجلس میں،مسجد میں، اپنے درِ دولت میں حتیٰ کہ دیدار کبریا کے وقت بھی اپنی گنہگار اُمّت کی بخشش مانگتے رہے بلکہ وصال کے وقت بھی جب قبر انور میں رکھا تو بھی اُمّت کی بخشش کی دعا مانگ رہے تھے اور عنقریب ایک وقت وہ بھی آنے والا ہے جسے روزِ محشر کہا جاتا ہے جس دن ماں، باپ، بہن، بھائی، اولاد، بیوی حتیٰ کہ جگری دوست بھی مونہہ پھیر لیں گے،کوئی کام نہ آئے گا، نہ کوئی سہارا نہ ہوگا، اس دن بھی ڈوبتوں کو تیرانے والے، گرتوں کو سنبھالنے والے، روتوں کو ہنسانے والے، اُمّت کی کشتی پار لگانے والے محسن آقا و مولا ﷺ اس دن بھی ہمارے لیے بخشش کا وسیلہ ہوں گے۔ ہماری

شفاعت فرمائیں گے، میزان پر ہمارے پلڑے بھاری کروائیں گے۔ اپنے نورانی ہاتھوں سے جام کوثر پلائیں گے، سلم سلم کی صدا بلند کرتے ہوئے پل صراط سے پار کروائیں گے، محشر کی سخت گرمی میں اپنے دامن کی ٹھنڈی ہوا عطا فرمائیں گے۔ آج ہم ان کی سنتوں کو بھول گئے۔

محترم حضرات! آج عہد کریں کہ ہم فرائض و واجبات کے ساتھ ساتھ محبوب کبریا ﷺ کی سنتوں پر عمل کریں گے۔

اللہ کریم ہم سب کو سنتوں کا پیکر بنائے اور ایسا پیکر بنائے کہ محشر میں یہ آواز ائے۔

مزہ جب ہے سرکار محشر میں کہہ دیں
وہ دیکھو ہمارا غلام آ گیا ہے

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

موت اور
اس کی سختیاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلاَنَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ ال عمران سے آیت نمبر 185 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات! اس دنیا پر اگر نظر ڈالیں تو ایک سے بڑھ کر ایک عقل مند،

دانش وراور اعلیٰ صلاحیتوں کا مالک انسان نظر آئے گا۔ یہی وجہ ہے کہ آج کسی بات پر بھی پوری دنیا متفق نہیں ہوسکی۔ ہر بات میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ایک گھر ہے تو اس میں رہنے والوں میں اختلافات ہیں، ایک خاندان ہے تو اس خاندان کے لوگوں میں اختلافات ہیں، ایک تنظیم ہے تو اس تنظیم کے لوگوں میں آپس میں اختلافات ہیں، حتیٰ کہ جس رب تعالیٰ نے کائنات کو پیدا فرمایا، اس رب تعالیٰ کو ایک ماننے میں بھی آپس میں اختلافات ہیں۔کوئی دو خدا مانتا ہے، کوئی تین خدا مانتا ہے تو کوئی سینکڑوں خدا مانتا ہے......مگر ایک ایسی چیز بھی ہے جس میں کسی کو اختلاف نہیں اور وہ چیز موت ہے۔

دنیا کا ہر انسان اس بات پر متفق ہے کہ ایک دن موت ضرور آنی ہے۔ مسلمان بھی کہتا ہے کہ موت آنی ہے تو ہندو بھی کہتا ہے کہ موت آنی ہے، عیسائی بھی کہتا ہے کہ موت آنی ہے تو یہودی بھی کہتا ہے کہ موت آنی ہے، پارسی بھی کہتا ہے کہ تو سکھ بھی کہتا ہے کہ موت آنی ہے، حتیٰ کہ لادین لامذہب بھی کہتا ہے کہ ایک دن موت آنی ہے، موت ایک ایسی حقیقت ہے کہ اسے کوئی نہیں جھٹلاسکتا۔

ہر انسان اس حقیقت کو جانتا ہے کہ میں دنیا میں اسی لیے آیا ہوں کہ مجھے ایک دن اس دنیا سے جانا ہے۔ مجھے موت ضرور آئے گی، موت سے میں کسی صورت بھی نہیں بچ سکتا۔ اسی کو رب تعالیٰ نے اپنے کلام کی سورۂ آل عمران کی

آیت نمبر 185 میں بیان فرمایا:

القرآن: كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ

ترجمہ: ہر جان کو موت چکھنی ہے

تفسیر نعیمی جلد چہارم کے صفحہ نمبر 432 پر نقل ہے کہ كُلُّ نَفْسٍ میں تمام فرشتے، جنات، حیوانات اور انسان داخل ہیں۔ کوئی اس سے خارج نہیں یعنی ہر جاندار جسم کو موت برداشت کرنی ہے۔ اس پر یقینا نازل ہونی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سورۂ رحمن کی آیت ''كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَان'' نازل ہوئی تو فرشتے بولے، صرف زمین والوں کو فنا ہے، ہم تو زمین والے نہیں، مگر جب یہ آیت نازل ہوئی ''كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ'' تو فرشتے بولے: ہم بھی فنا ہو جائیں گے۔

محترم حضرات! یقینا موت ایک ایسا جام ہے جسے ہر جاندار نے پینا ہے، موت ایک دروازہ ہے جس سے ہر جاندار نے گزرنا ہے، موت ایک ایسا مزہ ہے جسے ہر جاندار نے چکھنا ہے، کسی نے کتنی پیاری نصیحت کی۔

موت ٹھہری آنے کی ہے آئے گی

جان ٹھہری جانے کی ہے جائے گی
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

☆روح قبض کرنے کے لیے

حضرت عزرائیل علیہ السلام کا انتخاب:

مفسر قرآن علامہ عبدالرزاق بھترالوی اپنی کتاب موت کا منظر کے صفحہ نمبر 21 پر نقل فرماتے ہیں: جب اللہ کریم نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا ارادہ فرمایا تو جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ زمین سے ہر قسم کی مٹی لے کر آؤ۔ سفید، سیاہ، سرخ، سخت نرم، میٹھی، کھاری وغیرہ......خیال رہے جتنے رنگوں کی مٹی حضرت آدم علیہ السلام میں رکھی گئی، آپ علیہ السلام کی اولاد میں اسی طرح وہ تمام رنگ اور صفات موجود ہیں۔ اسی لیے کوئی سیاہ، کوئی سفید، کوئی سرخ، کوئی نرم خو اور کوئی تند و تیز وغیرہ......غرض کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام زمین پر خاک اٹھانے کے لیے تشریف لائے۔ جب خاک اٹھانا چاہی تو زمین نے وجہ پوچھی......آپ نے بتایا کہ اللہ کریم زمین پر اپنا ایک خلیفہ بنانا چاہتا ہے۔ پھر اس کی اولاد کو زمین میں بسایا جائے گا۔ ان میں کوئی نیک ہوں گے، وہ جنت میں جائیں گے اور کوئی

گنہگار و کفار ہوں گے، وہ جہنم میں جائیں گے۔

آپ علیہ السلام نے جب یہ واقعہ بیان کیا تو زمین نے منت سماجت کرتے ہوئے عرض کیا کہ آپ مجھ سے مٹی لے کر نہ جائیں۔ میں نہیں چاہتی کہ میرا کچھ حصہ جہنم میں چلا جائے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام زمین کی آہ وزاری سن کر واپس چلے گئے اور اللہ کریم کی بارگاہ میں زمین کی فریاد کو پیش کر دیا۔

اللہ کریم نے پھر حضرت میکائیل علیہ السلام کو بھیجا، ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آیا۔ وہ بھی زمین کی فریاد اور آہ وزاری سن کر واپس چلے گئے۔

پھر اللہ کریم نے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو بھیجا۔ آپ جب زمین پر تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ بھی وہی کیفیت درپیش آئی جو پہلے دونوں فرشتوں کے ساتھ پیش آ چکی تھی۔ آپ بھی زمین کی عاجزی اور آہ وزاری کو دیکھ کر چلے گئے۔

پھر اللہ کریم نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو بھیجا۔ آپ جب زمین پر تشریف لائے، مٹی اٹھانی چاہی تو زمین نے حسب معمول پھر عاجزی اور آہ وزاری کی لیکن حضرت عزرائیل علیہ السلام نے کہا کہ تیری بات مانوں یا رب تعالیٰ کے حکم کو مانوں...... آپ علیہ السلام نے زمین کی کوئی فریاد نہ سنی بلکہ مٹی لے گئے۔ اسی وجہ سے روح قبض کرنے کی ذمہ داری آپ کو سونپی گئی۔

بچے کی روح قبض کرنی ہو، اس کے والدین اس کے قریب رو رہے ہوں اور اس کے اقرباء رنج والم کی تصویر بنے ہوئے ہوں، ایسے نازک مراحل میں حضرت عزرائیل علیہ السلام جیسی ہستی روح قبض کر سکتی ہے وہ اقربا اور والدین کو روتے چلتے ہوئے دیکھ کر فرماتے ہیں: میرا کوئی جرم نہیں، میں تو حکم مولا کا پابند ہوں۔ میں تو بار بار چکر لگاؤں گا، تم اپنی فکر کرو۔

☆ حضرت عزرائیل علیہ السلام کو دو مرتبہ ترس آیا:

تفسیر عزیزی میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ اللہ کریم نے حضرت عزرائیل علیہ السلام سے پوچھا: اے عزرائیل! تو جو اتنی ارواح قبض کرتا ہے، کیا تجھے کسی پر کبھی رحم و ترس بھی آیا ہے؟ عزرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے مولا! جب تو نے میرے ذمہ روحوں کو قبض کرنا لگا دیا ہے تو اگر میں ترس کھاتا رہوں اور رحم کرتا رہوں تو روح کیسے قبض کروں۔ مجھے کبھی کسی پر ترس نہیں آیا البتہ دو مرتبہ مجھے یہ خیال ہوا کاش کہ اس کی روح کے قبض کرنے کا حکم نہ دیا جاتا۔ ایک مرتبہ تو ایک کشتی دریا میں تھی، مجھے حکم ہوا کہ ان تمام کی روحوں کو قبض کر لیا جائے، کشتی کو توڑ دیا جائے البتہ ایک عورت اور اس کا شیر خوار بچہ ہے، ان کی روحوں کو قبض نہ کیا جائے، ان کی روحوں کو قبض نہ کیا۔ وہ

کشتی کے ایک تختے پر سوار دریا کی تند و تیز موجوں کو عبور کرتے ہوئے کنارے کی طرف رواں دواں ہیں لیکن کنارے کے قریب پہنچنے پر حکم ہوا کہ عورت کی روح قبض کر لی جائے۔ اس وقت میرے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ شیر خوار بچہ اب کدھر جائے گا اور اپنی زندگی کیسے بسر کرے گا، اس بچہ پر مجھے ترس آیا اور میں نے خیال کیا کہ کاش اس عورت کی روح کے قبض کرنے کا حکم نہ ملتا تو بہتر تھا۔

دوسرا مجھے کافر بادشاہ بخت نصر شداد پر ترس آیا، جب اس نے تیرے مقابلے میں اپنی جنت تیار کرائی۔ اس کے تیار ہونے پر دیکھنے کے لیے گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہا ہے، ابھی اس کے گھوڑے کے دو پاؤں اس کی جنت کے اندر تھے کہ مجھے حکم ہوا کہ اس کی روح قبض کر لوں۔ اس وقت مجھے خیال ہوا کہ اگرچہ کافر تھا، خدائی کا دعویٰ بھی کیا لیکن بڑی محنت سے اس نے جنت تیار کرائی، بڑا مال خرچ کیا، کاش کہ وہ اسے دیکھ لیتا اور اس کے بعد مرتا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عزرائیل تمہیں معلوم ہے کہ میں نے اس بچے کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: اے باری تعالیٰ مجھے نہیں معلوم...... اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب وہ تختہ دریا کے کنارے پر پہنچا، وہاں دھوبی کپڑے دھو رہا تھا، اس نے بچے کو دیکھ کر پکڑ لیا اور پیار و محبت سے

پرورش کی۔ بچہ جب بڑا ہوا تو میں نے اس کو ایسی نظر عطا فرمائی کہ وہ زیر زمین خزانے دیکھ لیتا تھا۔ اس طرح اس نے بہت خزانہ جمع کیا، اپنی فوج بنائی، آہستہ آہستہ وہ تمام روئے زمین کا بادشاہ بن گیا۔ پھر اس نے خدائی کا دعویٰ کر دیا اور میرے مقابل جنت و دوزخ بنانے کا کام شروع کر دیا۔ جب وہ اپنی خود ساختہ جنت تیار کرا کے دیکھنے کے لیے گیا تو میں نے اس کی روح قبض کرنے کا حکم دیا۔ اے عزرائیل یہ وہی بچہ تھا جو کسمپرسی کی حالت میں تھا تو تمہیں اس پر رحم آیا تھا لیکن میری مہربانیوں سے وہ عظیم بادشاہ بن کر میرے مقابل خدا بن گیا۔ میں نے اس کے غرور و تکبر کو توڑ دیا۔

اللہ تعالیٰ کے اس کلام کو سن کر حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کی:

اے رب کریم! جن حکمتوں کو تو جانتا ہے، وہ میں نہیں جانتا۔

☆موت کی جگہ انسان خود ہی پہنچ جاتا ہے:

شرح الصدور میں امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ امام ابن شیبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ملک الموت (حضرت عزرائیل علیہ السلام) حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں آئے اور ان کے ساتھیوں میں سے ایک کو بڑے گھور کر دیکھنے

لگے۔ جب آپ چلے گئے تو اس شخص نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ کون تھا؟ آپ نے فرمایا: یہ ملک الموت تھے۔ اس نے عرض کی: حضور! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ میری روح نکالنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تمہارا کیا ارادہ ہے۔ اس نے عرض کی کہ حضرت ہوا کو حکم دیں کہ مجھے سرزمین ہند میں پہنچا دے۔ آپ علیہ السلام نے ہوا کو حکم دیا تو اس شخص کو سرزمین ہند میں چھوڑ آئی پھر حضرت ملک الموت تشریف لائے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے دریافت کیا کہ تم میرے ایک ساتھی کو گھور کر کیوں دیکھتے تھے۔ انہوں نے عرض کی کہ حضرت میں اس پر تعجب کر رہا تھا کہ مجھے حکم دیا گیا کہ میں اس کی روح ہند میں قبض کروں اور یہ آپ کے پاس بیٹھا ہے، یہ ہند کیسے پہنچے گا۔

محترم حضرات! اس روایت سے واضح ہوا کہ انسان نے جہاں مرنا ہوتا ہے، وہاں جانے کے لیے بے تاب ہوتا ہے اور ہر حال میں وہاں پہنچ جاتا ہے۔ جیسے یہ شخص سرزمین ہند میں جونہی وقت مقررہ پر پہنچا، اسی وقت اس کی روح قبض کر لی گئی۔

☆ ملک الموت کا مختلف صورتوں میں آنا:

شرح الصدور میں امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک مرتبہ ملک الموت سے فرمایا: تم مجھے اپنی وہ صورت دکھاؤ جس صورت میں کفار کی روحوں کو قبض کرتے ہو؟ ملک الموت نے کہا کہ یہ آپ کی طاقت سے باہر ہے لیکن آپ کے اصرار پر انہوں نے وہ صورت دکھائی شروع کی اور فرمایا کہ آپ اپنا مونہہ موڑ لیجئے۔ اب جو آپ نے دیکھا تو ایک سیاہ شخص ہے، سر میں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں۔اس کے جسم سے اور تمام مساموں اور مونہہ سے بھی آگ کے شعلے نکل رہے ہیں۔اس کے کانوں سے بھی آگ نکل رہی ہے۔ یہ حال دیکھ کر آپ علیہ السلام پر غشی طاری ہوگئی۔اب جو دیکھا تو آپ اپنی شکل میں موجود تھے۔

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت سے فرمایا کہ اگر کافر کو فقط تمہاری شکل ہی دیکھنے کی تکلیف دی جائے تو اس کے لیے یہی تکلیف کافی ہے۔ اگرچہ اسے اور کوئی تکلیف ورنج نہ بھی ہو۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ صورت دکھائیں جس میں تم مومنوں کی روح نکالتے ہو؟ ملک الموت نے عرض کیا: آپ مونہہ پھیریئے۔ آپ نے مونہہ پھیرنے کے بعد دیکھا تو آپ کے سامنے ایک حسین وجمیل نوجوان تھا جس کا جسم مہک رہا تھا، جس کے کپڑے سفید

تھے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر مومن کو اور کوئی راحت نہ ہو بلکہ صرف تمہارے دیدار کی راحت دے دی جائے تو اس کے لیے کافی ہے۔

☆انبیاء کرام علیہم السلام کی روح قبض کرنا:

شرح الصدور (مترجم) کے صفحہ نمبر 59 پر امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرشتوں نے کہا کہ اے اللہ! تیرے بندے ابراہیم علیہ السلام کو موت سے بہت ڈر لگتا ہے، رب تعالیٰ نے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ جب دوستوں سے ملے ہوئے زائد عرصہ ہوجاتا ہے تو ایک دوسرے کی ملاقات کے مشتاق ہوجاتے ہیں۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ اطلاع ملی تو آپ نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی کہ اے مالک ومولا! میں تیری ملاقات کا مشتاق ہوں۔اللہ کریم نے ان کے لیے ایک پھول بھیجا۔آپ نے وہ پھول سونگھا اور سونگھتے ہی روح قبض ہوگئی۔

☆حضرت داؤد علیہ السلام کا جان پیش کرنا:

شرح الصدور میں امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام بہت ہی غیرت مند انسان تھے۔جب آپ گھر سے باہر نکلتے

تو دروازوں کو تالے لگا دیتے تا کہ کوئی گھر میں نہ جائے۔ایک دن جب واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ گھر میں ایک شخص کھڑا ہے۔آپ نے پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں وہ ہوں، جو بادشاہوں سے نہیں ڈرتا، کوئی میرے لیے حجاب نہیں۔حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا: قسم ہے خدائے رحمن کی! تم تو ملک الموت معلوم ہوتے ہو۔میں تم کو خوش آمدید کہتا ہوں (یہ کہہ کر) آپ علیہ السلام نے کمبل اوڑھا اور آپ کی روح مبارک قبض ہوگئی۔

☆ ملک الموت بارگاہ موسیٰ علیہ السلام میں:

شرح الصدور (مترجم) کے صفحہ نمبر 116 پر نقل ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پہلے پہل ملک الموت کھلم کھلا لوگوں کے پاس تشریف لاتے، جب وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو انہوں نے طمانچہ مارا جس سے ان کی آنکھ نکل گئی۔وہ اپنی آنکھ لے کر بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوگئے اور عرض کی: مولا! تیرے بندے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آنکھ نکال دی ہے۔اگر تیری بارگاہ میں ان کے لیے بزرگی نہ ہوتی تو میں ضرور ان پر سختی کرتا۔رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جاؤ، میرے بندے سے کہو: وہ اپنا ہاتھ بیل کی پشت پر رکھ دے، ان کے ہاتھ کے

نیچے آنے والے ہر بال کے بدلے ایک سال عمر بڑھا دوں گا۔ جب ملک الموت نے انہیں یہ پیغام سنایا تو انہوں نے فرمایا: اس کے بعد کیا ہوگا؟ عرض کی: موت......ارشاد فرمایا: تو ابھی روح قبض کرلو۔ چنانچہ ملک الموت نے ان کو سونگھا تو ان کی روح قبض ہوگئی۔ حضرت یونس علیہ السلام فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھ انہیں واپس عطا فرمادی۔ اسی دن سے ملک الموت پوشیدہ طور پر تشریف لانے لگے۔

☆ ملک الموت بارگاہ رسالت میں:

طبرانی معجم الکبیر جلد 3 صفحہ نمبر 128 پر حدیث نمبر 2890 نقل ہے۔ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے والد امام حسین رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی پاک ﷺ کے وصال کے روز حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عرض کی: آپ ﷺ کیسا محسوس کر رہے ہیں؟ ارشاد فرمایا: اے جبرئیل علیہ السلام! بے چینی میں ہوں۔ اتنے میں ملک الموت نے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! یہ ملک الموت ہیں اور آپ ﷺ سے اجازت کے طلب گار ہیں۔ انہوں نے آپ سے پہلے نہ کبھی کسی سے اجازت مانگی، نہ آپ کے بعد کسی

سے مانگیں گے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انہیں اجازت ہے۔

چنانچہ ملک الموت آپ ﷺ کے سامنے باادب کھڑے ہوکر عرض گزار ہوئے: اللہ کریم نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ آپ ﷺ کی اطاعت کروں۔ اگر آپ مجھے اپنی روح لے جانے کی اجازت دیں گے تو میں ایسا کروں گا، اگر ناپسند فرمائیں گے تو نہیں کروں گا...... آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ملک الموت! تم ایسا ہی کرو گے۔ عرض کی: جی ہاں مجھے یہی حکم دیا گیا ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اللہ کریم آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ملک الموت! جس بات کا تمہیں حکم دیا گیا ہے، تم وہ کرلو۔

☆ ملک الموت کا اہلبیت سے اجازت مانگنا:

شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب مدارج النبوت کی دوسری جلد میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی پاک ﷺ کے وصال کے دن حق تعالیٰ نے ملک الموت کو حکم فرمایا کہ زمین پر میرے حبیب ﷺ کے حضور حاضر ہو۔ خبردار! بغیر اجازت کے حاضر نہ ہونا اور بغیر آپ ﷺ کی اجازت کے روح قبض نہ کرنا تو حضرت

ملک الموت نے دروازے کے باہر اعرابی کی صورت میں کھڑے ہو کر عرض کی:

اے معدن رسالت، ملائکہ کے مقام آمد و رفت اہل بیت نبوت تم پر سلام ہو، مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں داخل ہوں، تم پر خدا کی رحمت ہو۔

اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضور ﷺ کے سرہانے موجود تھیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ حضور ﷺ اپنے حال میں مشغول ہیں۔اس وقت ملاقات نہیں فرما سکتے۔ دوسری مرتبہ پھر اجازت مانگی، یہی جواب ملا...... تیسری مرتبہ با آواز بلند اجازت مانگی، جس سے تمام گھر والوں پر لرزہ طاری ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے چشمان کرم کھولیں اور فرمایا: کیا بات ہے؟ انہوں نے صورت حال عرض کی تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ! تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون ہے؟ یہ لذتوں کو توڑنے والا، خواہشوں اور تمناؤں کو کچلنے والا، اجتماعی بندھنوں کو کھولنے والا، بیویوں کو بیوہ کرنے والا اور بچوں اور بچیوں کو یتیم کرنے والا ہے۔

☆ اختیارات مصطفی ﷺ:

بخاری شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر شریف پر تشریف فرما ہو کر ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے ایک بندے کو اختیار دیا، وہ یا تو

دنیاوی زندگی اوراس کی زیب وزینت اورعیش کواختیار کرے، یارب کی ملاقات کو،تو اس بندے نے دنیا کو چھوڑ کر اپنے رب کی ملاقات کو پسند فرمایا۔

محترم حضرات! آپ نے انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح کو قبض کرنے کے واقعات پڑھے۔ کیا شان ہے ان خاص بندوں کی کہ ملک الموت بغیر اجازت ان کی بارگاہ میں نہیں آتے۔ باادب ان سے گفتگو کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ محبوب کبریا ﷺ کو تو اختیار بھی دے دیا گیا کہ جس چیز کو چاہیں، اختیار کریں۔

اس سے بڑھ کر کمال یہ ہے کہ تصدیق وعدۂ الٰہیہ "**كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ**" کے لیے محض ایک آن انبیاء کرام علیہم السلام کو موت طاری ہوتی ہے پھر فوراً ان کو ویسے ہی حیات عطا فرمادی جاتی ہے۔

(تفسیر صاوی جلد اول،ص 340)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وصال کے بعد اپنی قبر میں نماز پڑھنا، معراج کی رات مسجد اقصیٰ میں حضور ﷺ کے پیچھے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا جسم و جسمانیت کے ساتھ نماز پڑھنا پھر آسمانوں پر انبیاء کرام علیہم السلام کا موجود ہونا، اس بات کی دلیل ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام بعد از وصال بھی حیات ہیں۔

☆ملک الموت روزانہ دیکھتے ہیں:

کتاب العظمۃ کے صفحہ نمبر 161 پر نقل ہے: حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت ملک الموت علیہ السلام روزانہ پانچ پانچ مرتبہ گھروں کو غور سے دیکھتے ہیں اور روزانہ ہر آدمی کے چہرے کو ایک بار دیکھتے ہیں۔اسی وجہ سے انسان کو جھرجھری آتی ہے۔

☆موت کی سختی:

1......تاریخ بغداد میں ہے۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اگر کسی کو ایک ہزار تلواریں ماری جائیں تو اس کی تکلیف کم ہے، روح نکلتے وقت کی تکلیف اس سے بڑھ کر ہے۔

2......موسوعۃ ابن ابی الدنیا جلد 5 کے صفحہ نمبر 446 پر نقل ہے۔حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: موت مومنین پر دنیا و آخرت کی شدید ترین ہولناکی ہے۔موت آروں کے چیرنے، قینچیوں کے کاٹنے اور ہانڈیوں میں ابالنے سے بڑھ کر ہے۔اگر کوئی مردہ زندہ ہو کر لوگوں کو موت کی سختیاں بتا دیتا تو لوگ زندگی سے نفع اٹھاتے نہ نیند کی لذت پاتے۔

ڈھل جائے گی یہ جوانی جس پہ تجھ کو ناز ہے

تجھے بجالے چاہے کتنا چار دن کا ساز ہے
روح جسم سے نکلنی ہے ضرور
قبر میں میت اترنی ہے ضرور
جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

3......طبقات ابن سعد میں ہے۔حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اے بیٹا! موت کی تکلیف بیان سے باہر ہے۔البتہ میں تمہیں کچھ بیان کیے دیتا ہوں۔میں نے اسے یوں پایا جیسے میرے کاندھوں پر بھاری بھرکم پہاڑ رکھ دیا گیا ہو اور گویا میرے پیٹ میں کانٹے دار شاخ پیوست کردی گئی ہو اور میں سوئی کے ناکے سے سانس لے رہا ہوں۔

بے وفا دنیا پہ مت کر اعتبار
تو اچانک موت کا ہوگا شکار
موت آئی پہلواں بھی چل دیئے
خوب صورت نوجواں بھی چل دیئے
دبدبہ دنیا ہی میں رہ جائے گا

حسن تیرا خاک میں مل جائے گا
جگہ دل لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جاء ہے تماشا نہیں ہے
بچپن میں پھر تجھ کو خوب کھلایا
جوانی نے پھر تجھ کو مجنوں بنایا
بڑھاپے نے پھر تجھ کو کیا کیا دکھایا
اجل تیرا کردے گی بالکل صفایا
جگہ دل لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جاء ہے تماشا نہیں ہے
یہی تجھ کو دھن ہے رہوں سب سے بالا
وہ زینت نرالی وہ فیشن نرالا
جیا کرتا ہے کیا یوں ہی مرنے والا
تجھے حسنِ ظاہر نے دھوکے میں ڈالا
جگہ دل لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جاء ہے تماشا نہیں ہے

4......موسوعۃ ابن ابی الدنیا جلد 5 کے صفحہ نمبر 453 پر نقل ہے۔ حضرت

شہر بن حوشب علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ اللہ کریم کے حبیب ﷺ سے موت اور اس کی سختیوں کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: موت کی آسان تر تکلیف اس کانٹے دار شاخ کی طرح ہے جو اون میں ہو، پس جب اس شاخ کو کھینچا جائے گا، اس کے ساتھ اون ضرور آئے گی۔

زمانے میں عبرت کے ہر سوء نمونے
مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ و بُو نے
کبھی غور سے بھی یہ دیکھا ہے تُو نے
جتنے محل تھے ہوئے سب وہ سُونے
جگہ دل لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جاء ہے تماشا نہیں ہے
مکیں ہوگئے لامکاں کیسے کیسے
ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے
زمیں کھا گئی نوجواں کیسے کیسے
جگہ دل لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جاء ہے تماشا نہیں ہے

5......موسوعۃ ابن ابی الدنیا جلد 5 کے صفحہ نمبر 329 پر نقل ہے۔ حضرت

میسرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اگر موت کی تکلیف کا ایک قطرہ بھی آسمان وزمین والوں پر ڈال دیا جائے تو سبھی مرجائیں جبکہ محشر کی ایک گھڑی کی تکلیف اس تکلیف سے ستر گنا زیادہ ہوگی۔

☆نظر روح کا تعاقب کرتی ہے:

مسند بزار جلد 9 کے صفحہ نمبر 120 پر حدیث نمبر 3669 نقل ہے۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے وقت وفات نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے۔روح قبض ہونے کے بعد ان کی آنکھ کھلی رہ گئیں تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک بڑھا کر انہیں بند کردیا۔ تمام گھر والے رونے لگے۔آپ نے انہیں تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: جب روح نکلتی ہے تو نظر اس کا پیچھا کرتی ہے اور ملائکہ موجود ہوتے ہیں۔اہل خانہ جو بھی کہیں ملائکہ اس پر آمین کہتے ہیں، پھر بارگاہ الٰہی میں عرض کی: اے اللہ! ابو سلمہ کا درجہ بلند فرما کر اسے ہدایت یافتہ لوگوں میں پہنچا دے اور ان باقی رہنے والوں میں اس کا صحیح جانشین مقرر فرما اور اسے اور ہمیں قیامت میں بخش دے۔

محترم حضرات! معلوم ہوا کہ جب روح بدن سے نکلتی ہے تو نظر اس کا تعاقب کرتی ہے اور اس وقت میت کی آنکھیں بند کرتے ہوئے جو دعا مانگی

جائے، قبول ہوتی ہے۔

☆ پاک اور خبیث روح:

حدیث شریف = مسلم شریف میں حدیث نمبر 2872 نقل ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب روح مومن پرواز کرتی ہے، دو فرشتے اس کا استقبال کرتے ہیں۔آپ ﷺ نے اس روح کی خوشبو اور مشکبار ہوا کا تذکرہ کیا پھر فرمایا: وہ فرشتے اسے اوپر لے کر چڑھتے ہیں تو اہل آسمان کہتے ہیں: یہ پاک روح زمین کی طرف سے آئی ہے، اے روح! اللہ کریم تجھ پر اور اس جسم پر رحم فرمائے، جس میں تو رہی۔ پھر فرشتے اسے بارگاہ رب العزت میں پیش کرتے ہیں۔خدائے رحمن ارشاد فرماتا ہے: اسے لے جاؤ۔

اور جب کوئی کافر مرتا ہے تو اس کے بدن سے بدبو نکلتی ہے اور فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔اہل آسمان کہتے ہیں: یہ خبیث روح زمین کی طرف سے آئی ہے پھر کہا جاتا ہے: اسے بھی قیامت تک کے لیے واپس لے جاؤ۔

☆ موت کے وقت نیک و بد کی علامات:

موت کے وقت بعض ایسی علامات پائی جاتی ہیں جن سے انسان کا پتا چلتا ہے کہ وہ نیک ہے یا برا...... ان علامات پر حدیث پاک شاہد ہے۔ایک مشہور

حدیث پاک جسے حکیم ترمذی علیہ الرحمہ نے نوادر الاصول اور امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے شرح الصدور میں نقل فرمایا ہے۔

حدیث شریف = حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مرنے والے میں اگر تم تین علامتیں دیکھو،اس کی پیشانی پر پسینہ آئے، آنکھوں میں نمی دیکھواور نتھنے پھیل جائیں تو یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے (یعنی اللہ کریم نے میت پر رحم کر دیا ہے) اور اگر وہ اس طرح آواز نکالے جس طرح نوجوان اونٹ جس کا گلا گھونٹا گیا ہو، رنگ پھیکا پڑ جائے، جھاگ نکلنے لگیں تو یہ اللہ کریم کے عذاب نازل ہونے کی علامات ہیں۔

محترم حضرات! موت کے وقت مومن کی پیشانی پر پسینہ آنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ مومن کو بوجہ شدت موت پسینہ آ جاتا ہے جو اس کی پیشانی پر نمودار ہوتا ہے، اس کی وجہ سے اسے گناہوں سے آزادی مل جاتی ہے اور اس کے درجات بلند ہوتے ہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ پسینہ آنے سے اس طرف اشارہ ہوتا ہے کہ اس شخص نے دنیا میں مشقت برداشت کر کے رزق حلال حاصل کیا اور اپنے نفس کو تنگی میں ڈال کر نمازیں ادا کیں اور روزے رکھے۔یہی کام اللہ کریم کو پسند ہیں اور اس کی مقبولیت کی علامات ہیں۔جن سے واضح ہو رہا ہے کہ یہ شخص اللہ کریم کے حضور

نیک اعمال لے کر جارہا ہے۔

آنکھوں میں نمی کا آنا اس کی اپنے رب کی بارگاہ میں شرمساری کی دلیل ہے، وہ دنیا میں بھی اپنے رب کی یاد میں روتا تھا، آج بوقت رخصت بھی اس کی آنکھوں میں نمی ہے۔اللہ کریم ہمیں بھی رحمت والی موت عطا فرمائے۔آمین

☆جنازہ لے جاتے وقت مردے کی پکار:

حدیث شریف = بخاری شریف، کتاب الجنائز میں حدیث نمبر 1314 نقل ہے۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب لوگ جنازے کو اپنے کاندھوں پر اٹھاتے ہیں تو اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے: جلدی چلو...... اور اگر برا ہوتا ہے تو کہتا ہے: ہائے ہلاکت! مجھے کہاں لیے جاتے ہو......انسان کے علاوہ ہر شے اس کی آواز سنتی ہے اور اگر انسان سن لے تو یقینا بے ہوش ہوجائے۔

کتاب الزہد کے صفحہ نمبر 186 پر نقل ہے۔حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب مردے کو چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ پکار کر کہتا ہے: اے میرے گھر والو! اے میرے پڑوسیو! اے میرا جنازہ اٹھانے والو! دنیا تمہیں دھوکہ میں نہ ڈالے، جیسے مجھے دھوکہ میں ڈالا اور تم سے نہ کھیلے جیسا اس نے مجھ

سے کھیلا، یقیناً میرے اہل خانہ میرے بوجھ (گناہوں) سے کچھ بھی نہیں اٹھائیں گے۔

اے میرے عزیز مسلمانو! اچھے اعمال کرو، اللہ کریم سے ڈرو، زندگی پر مت پھولو، دنیا کے طالب مت بنو، اور نہ ہی اس کی طرف رغبت کرو کیونکہ دنیا مکار ہے۔ پہلے مغالطہ دیتی ہے پھر آرزوؤں میں پھنساتی ہے۔ دنیا سے محبت کرنے والوں کے لیے دنیا خوبصورت ہے جیسے دلہن کا سجا ہوا چہرہ سب کی نگاہ اس پر پڑتی ہے۔ تمام دل اسی کے عاشق ہوتے ہیں۔ بہت سے عاشقوں کو اس نے خاک میں ملا دیا اور جس نے دنیا پر اطمینان کیا، اس کو دنیا نے رسوائی اور ذلالت کا ذائقہ چکھایا۔

بھائیو! خواب غفلت سے جاگو اور بے ہوشی سے دور بھاگو۔ اس سے پہلے کہ لوگ تم سے کہیں کہ فلاں شخص بیمار ہے اور مرض شدید میں گرفتار ہے، کوئی دوا بتادو یا ڈاکٹر کو بلا دو پھر ڈاکٹر تمہارے لیے آئیں مگر تم میں شفا کی امید نہ پائیں پھر یہ مشہور کریں کہ فلاں شخص نے وصیت کی اور اپنے مال کو یوں تقسیم کیا اور جس کے پاس سے اپنا لینا تھا، اس سے مال لیا۔

پھر لوگ کہیں گے کہ لو فلاں شخص کی زبان بند ہو گئی، نہ بھائیوں سے کچھ بولتا ہے، نہ ہمسایوں سے کچھ بولتا ہے، نہ کسی کو پہچانتا ہے اور نہ لب کھولتا ہے، اس کی

پیشانی پر پسینہ آ گیا آہ! لذتوں کو غارت کرنے والی موت قریب ہے، جس کا ایک جھٹکا تلوار کے ہزار وار سے شدید ہے۔ زندہ آدمی کے جسم کو آرے اور قینچیوں سے کاٹا جائے تو اس کی تکلیف کم ہے، موت کا جھٹکا اس سے شدید ہے۔

پھر شور اٹھا کہ ارمانوں کا خون کر دینے والی موت نے اسے آ گھیرا ہے۔

روتے روتے لوگوں نے کہنا شروع کیا...... بھائی چلا گیا، میرا لخت جگر چلا گیا، میرا باپ چلا گیا، میرا شوہر چلا گیا، میرا جگری دوست چلا گیا، نماز جنازہ کا اعلان کر دو۔ پھر ہمارے بدن سے خوبصورت لباس اتروا لیا جائے گا اور کفن پہنا دیا جائے گا اور جنازہ تیار کروا دیا جائے گا۔ نماز جنازہ کے بعد ہمارے ناز اٹھانے والے اپنے کاندھوں پر لاد کر ہمیں اندھیری قبر کی طرف لے جائیں گے۔

قبر تیار ہے، کسی نے آواز دی...... جلدی قبر میں اتارو، دیر مت کرو...... ہائے دنیا کے نرم و نازک بستر پر لیٹنے والے کو فرش خاک پر لٹا دیا گیا...... حسین و جمیل لباس پہننے والے کو کفن میں لپیٹ دیا گیا...... ایئر کنڈیشن اور پنکھے کے بغیر تڑپ جانے والے کو اندھیری قبر میں جہاں سوئی کے ناکہ کے برابر بھی ہوا یا روشنی داخل ہونے کی جگہ نہیں...... دفن کر دیا گیا...... ناز اٹھانے والے...... محبت کرنے والے زور زور سے آوازیں لگا رہے ہیں...... ارے ادھر بھی مٹی ڈالو...... ارے ادھر بھی مٹی ڈالو...... کوئی جگہ خالی مت چھوڑو...... ہمیں اندھیری

قبر میں چھوڑ کر تمام لوگ گھر لوٹ آئے۔

عزیزان گرامی! اب بھی وقت ہے......غفلت کی نیند سے بیدار ہو جائیے۔ اب بھی کچھ نہیں بگڑا......اب بھی توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے......اب بھی سانسیں چل رہی ہیں......

خدارا! مرنے سے پہلے قبر و آخرت کی تیاری کر لیجئے۔ اگر یہ وقت غفلت میں گزر گیا تو پھر کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی دانشمندی عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

اولیاء اللہ کا حافظہ اور قوت حافظہ بڑھانے والی چیزیں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد و صلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ نمل سے آیت نمبر 40 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ کریم نے اپنے بندوں کو کئی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ ایسے ایسے

صلاحیت یافتہ انسان کہ جب ہم ان کی خداداد صلاحیتیں دیکھتے ہیں تو حیرت زدہ رہ جاتے ہیں، انہیں صلاحیتوں میں ایک خداداد صلاحیت انسان کا حافظہ ہے۔ یہ بھی رب کائنات کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ بے مثال قوت حافظہ اور ذہانت اس اُمّت کا خاصہ ہے جسے امام زرقانی علیہ الرحمہ نے بھی بیان فرمایا: امام زرقانی علیہ الرحمہ، زرقانی شریف جلد 7 کے صفحہ نمبر 478 پر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کریم نے اس اُمّت کو حفظ اور یادداشت کی وہ غیر معمولی صلاحیت عطا فرمائی ہے جس سے گزشتہ اُمّتیں محروم تھیں۔

محترم حضرات! واقعی یہ ارشاد حق ہے کیونکہ اُمّت مسلمہ میں ہر زمانے میں ایک مخصوص طبقہ ایسا آرہا ہے کہ جنہیں اللہ کریم قوت حافظہ کی ایسی دولت عطا فرماتا ہے کہ چاروں طرف نہ صرف ان کا شہرہ ہو جاتا ہے بلکہ وہ ایسے حیران کن کارنامے سرانجام دیتے ہیں کہ دنیا انگشت بدنداں (حیران) رہ جاتی ہے۔ اب آپ کی خدمت میں ان ہستیوں کے متعلق بیان کرتا ہوں جن کو رب تعالیٰ نے عظیم الشان حافظہ سے نوازا ہے۔

☆صرف پڑھ کر سورۂ انعام حفظ کرلی:

حضرت ابوالمعالی محمد بن علی حلبی علیہ الرحمہ کو اللہ کریم نے تیز ترین حافظہ سے نوازا تھا۔ایک مرتبہ آپ علیہ الرحمہ کو کسی نے سورۂ انعام حفظ کرنے کا مشورہ دیا تو آپ نے صرف ایک مرتبہ پڑھ کر یہ سورت حفظ کر لی۔ یاد رہے کہ سورۂ انعام میں 20 رکوع اور 165 آیتیں ہیں اور فقط ایک بار پڑھ کر حفظ کر لینا آپ علیہ الرحمہ کے تیز ترین حافظے کی دلیل ہے۔

(الدرر الکامنۃ، جلد 4،ص 86)

☆ تین دن میں حفظ قرآن:

حضرت ہشام بن محمد کلبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میرے چچا مجھے قرآن مجید حفظ نہ کرنے پر سرزنش (یعنی ڈانٹ ڈپٹ) کیا کرتے تھے۔ایک دن میں اپنے کمرے میں گیا اور یہ قسم کھائی کہ جب تک قرآن پاک یاد نہ کرلوں، باہر نہیں نکلوں گا۔اس طرح میں نے تین دن میں قرآن پاک حفظ کرلیا۔(المنتظم، جلد 10،ص 140)

☆ پندرہ پاروں کے پیدائشی حافظ:

حضرت بختیار کاکی علیہ الرحمہ کی عمر جس دن چار برس چار مہینے چار دن کی ہوئی (تو) تقریب ''بسم اللہ'' مقرر ہوئی،لوگ بلائے گئے،حضرت خواجہ غریب

نواز علیہ الرحمہ بھی تشریف فرما ہوئے۔ ''بسم اللہ'' پڑھانا چاہی مگر الہام ہوا کہ ٹھہرو! حمید الدین ناگوری آتا ہے، وہ پڑھائے گا۔ ادھر ناگور میں قاضی حمید الدین ناگوری علیہ الرحمہ کو الہام ہوا کہ جلد جا! میرے ایک بندے کو ''بسم اللہ'' پڑھا! قاضی حمید الدین ناگوری تشریف لائے اور آپ سے فرمایا: صاحبزادے پڑھئے! بسم اللہ الرحمن الرحیم ...... حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ نے ''اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم ...... اور ساتھ ہی پندرہ پارے زبانی سنا دیئے۔ قاضی حمید الدین ناگوری اور خواجہ غریب نواز رحمہم نے فرمایا: صاحبزادے آگے پڑھیئے! فرمایا: میں نے اپنی ماں کے پیٹ میں اتنے ہی سنے تھے اور اسی قدر ان (یعنی امی جان) کو یاد تھے۔ وہ مجھے بھی یاد ہو گئے (ملفوظات اعلیٰ حضرت، صفحہ نمبر 481)

☆ قرآن ناظرہ پڑھ کر حفظ ہو گیا:

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ کی سیرت میں ہے کہ آپ علیہ الرحمہ نے جب (ناظرہ) قرآن مجید ختم کیا تو اس وقت سارا قرآن آپ کو بلا ارادہ حفظ ہو چکا تھا۔ (مہر منیر، صفحہ نمبر 65)

☆ ستر ہزار حدیثوں کا کمسن حافظ:

حضرت محمد بن سلام علیہ الرحمہ نے حضرت سلیمان بن مجاہد علیہ الرحمہ سے فرمایا: اگر آپ کچھ دیر پہلے آجاتے تو میں آپ کو وہ بچہ دکھاتا جو ستر ہزار حدیثوں کا حافظ ہے۔ حضرت سلیمان علیہ الرحمہ کے دل میں اس بچے سے ملاقات کا شوق پیدا ہوا، بالاخر اس خوش نصیب بچے جن کا نام امام بخاری علیہ الرحمہ تھا، اس کو ڈھونڈھ لیا اور ملاقات ہوئی تو امام بخاری علیہ الرحمہ سے فرمایا کیا: کیا آپ کو ستر ہزار حدیثیں یاد ہیں؟ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے عرض کیا: حضور! مجھے ستر ہزار سے زیادہ حدیثیں یاد ہیں اور یہی نہیں بلکہ تمام راوی میں سے اکثر راویوں کی تاریخ پیدائش، رہائش اور تاریخ وفات بھی یاد ہے۔

(ارشاد الساری، مقدمۃ المؤلف، جلد اول، صفحہ نمبر 59)

☆ قرآن سے ہزار سے زائد مسائل نکالتے رہے:

ایک مرتبہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے اپنے استاد حضرت امام محمد علیہ الرحمہ کے یہاں ایک رات قیام فرمایا...... جب رات ہوئی تو امام شافعی علیہ الرحمہ نوافل کی ادائیگی کے لیے اللہ کریم کی بارگاہ میں کھڑے ہو گئے جبکہ امام محمد علیہ الرحمہ بستر پر ہی لیٹے رہے...... جب فجر کا وقت ہوا تو امام محمد علیہ الرحمہ نے وضو کیے بغیر نماز ادا فرمائی...... امام شافعی علیہ الرحمہ کو اس پر بڑا تعجب ہوا......

آپ نے بغیر وضو نماز ادا کرنے کا سبب پوچھا تو حضرت امام محمد علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا: آپ نے ساری رات نوافل ادا کر کے اپنے لیے عمل کیا جبکہ میں نے نبی پاک ﷺ کی تمام اُمّت کے لیے یہ عمل کیا کہ بستر پر لیٹے لیٹے قرآن مجید سے ایک ہزار مسائل کا حل نکالا۔ یہ سن کر امام شافعی علیہ الرحمہ فرمانے لگے: تب سے ہی میں اپنی شب بیداری پر اپنے استاد کی شب بیداری کو ترجیح دیتا ہوں۔ (مناقب الامام الاعظم، جلد2، ص159)

☆صفحہ نمبر اور لائن نمبر بھی یاد تھا:

ایک مرتبہ امیر عبداللہ بن طاہر کے دربار میں امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاد حضرت امام اسحاق بن راہویہ علیہ الرحمہ کی ایک عالم صاحب سے کسی علمی مسئلہ پر گفتگو جاری تھی۔ اسی دوران ایک کتاب کی عبارت پر دونوں میں اختلاف ہوا تو امام اسحاق بن راہویہ علیہ الرحمہ نے امیر عبداللہ بن طاہر سے وہ کتاب منگوانے کے لیے ارشاد فرمایا...... جب کتاب آ گئی تو آپ نے امیر عبداللہ سے فرمایا: اس کتاب کا صفحہ نمبر گیارہ اور لائن نمبر سات ملاحظہ فرمالیں۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ جو میں کہہ رہا ہوں، وہی درست ہے۔ جب امیر عبداللہ نے کتاب کھولی تو صفحہ نمبر گیارہ کی لائن نمبر سات پر آپ کی بات کو درست پایا۔ اس پر وہ بے حد

حیران ہو کر کہنے لگا: میں آپ کے عظیم الشان حافظہ کا تو پہلے ہی سے معترف تھا لیکن اس سے زیادہ مجھے آپ کے اس مشاہدے پر حیرت ہے۔

(تاریخ ابن عساکر جلد 8، ص 127)

ایک مرتبہ حضرت اسحاق بن راہویہ علیہ الرحمہ نے اپنے حافظہ کے متعلق ارشاد فرمایا: میں جو بھی سن لیتا ہوں، مجھے وہ چیز یاد ہو جاتی ہے اور میں یاد کی ہوئی کوئی بھی بات، کبھی نہیں بھولتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا: مجھے ستر ہزار احادیث مبارکہ اس طرح یاد ہیں کہ گویا وہ میرے سامنے لکھی ہوئی ہیں۔ (المنتظم جلد 11، صفحہ نمبر 260)

☆سونگھ کر دوا کے اجزاء تیار کر لیے:

حضرت خلیل نحوی علیہ الرحمہ کے دور میں ایک طبیب آنکھ کی بیماری کے لیے خاص دوا دیا کرتا تھا جس سے لوگوں کو جلد شفا مل جاتی تھی۔ جب اس طبیب کا انتقال ہو گیا تو لوگوں کو بڑی پریشانی ہوئی کیونکہ وہ طبیب کسی خاص طریقے سے دوا بناتا تھا اور کسی دوسرے کو اس کا علم نہ تھا۔ جب حضرت خلیل نحوی علیہ الرحمہ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے لوگوں سے فرمایا: اس دوا کا کوئی نسخہ معروف ہے؟ لوگوں نے عرض کی: جی نہیں! پھر آپ نے پوچھا: کیا وہ برتن موجود ہے جس میں

وہ دوا بنایا کرتا تھا؟ لوگوں نے کہا...... جی ہاں وہ موجود ہے۔ پھر آپ علیہ الرحمہ نے وہ برتن منگوایا اور اسے سونگھنے لگے...... یوں آپ نے سونگھ سونگھ کر اس دوا کے پندرہ اجزاء معلوم کر لیے اور ان اجزاء کو منگوا کر دوا تیار کی۔ جب لوگوں نے اس دوا کو استعمال کیا تو انہیں اسی طرح فائدہ ہوا جس طرح پہلے ہوتا تھا۔ پھر کچھ عرصے کے بعد اس طبیب کا نسخہ لکھا ہوا مل گیا۔ جب اس نسخے کو حضرت خلیل نحوی علیہ الرحمہ کے نسخے سے ملایا گیا تو یہ بات سامنے آئی کہ طبیب 16 اجزاء سے یہ نسخہ بنایا کرتا تھا اور موجودہ دوا میں سوائے ایک جزء کے باقی پندرہ اجزاء بالکل مواقف تھے۔ (بغیۃ الوعاۃ جلد اول، ص 559)

☆ پورا بیان سنا دیا:

تاریخ بغداد جلد 10 کے صفحہ نمبر 164 پر نقل ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے خاص شاگرد حضرت عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ کے ایک دوست بیان کرتے ہیں: میں اور حضرت عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ کسی مقام سے گزر رہے تھے۔ قریب ہی ایک بزرگ کسی موضوع پر بیان فرما رہے تھے...... ہم دونوں بھی شریک ہو گئے۔ انہوں نے کافی طویل بیان فرمایا لیکن جب بیان ختم ہوا تو حضرت عبداللہ ابنِ مبارک علیہ الرحمہ نے فرمایا: مجھے پورا بیان یاد ہو چکا

ہے......آپ کی یہ بات سن کر وہاں موجود ایک شخص نے کہا: اگر یہ بات ہے تو ذرا سناؤ......آپ علیہ الرحمہ نے اپنے حافظہ کی بنیاد پر مکمل بیان سنا دیا۔

☆ سات دن میں قرآن مجید حفظ کرلیا:

مناقب الامام الاعظم جلد 2 صفحہ نمبر 155 پر نقل ہے۔امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں امام محمد علیہ الرحمہ نے علم حاصل کرنے کی درخواست کی، کم عمری کی وجہ سے امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے آپ کو پہلے قرآن کریم حفظ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا......آپ واپس تشریف لے گئے۔لیکن سات دن ہی گزرے تھے کہ امام محمد علیہ الرحمہ پھر امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں پہنچ گئے...... امام اعظم نے آپ کو دیکھ کر فرمایا......میں نے کہا تھا کہ آپ پہلے قرآن مجید حفظ کریں پھر آیئے گا؟ آپ نے نہایت ادب سے عرض کی: حضور! میں قرآن پاک سات دن میں حفظ کر چکا ہوں۔

امام اعظم علیہ الرحمہ آپ کی قوت حافظہ دیکھ کر بے حد متاثر ہوئے اور آپ کو اپنی شاگردی میں قبول فرمالیا۔ یہ وہی امام محمد علیہ الرحمہ ہیں جن کے شاگردوں میں امام شافعی علیہ الرحمہ جیسی ہستیاں شامل ہیں۔ یوں امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ، امام شافعی علیہ الرحمہ کے دادا استاد ہوئے۔

☆اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا حیرت انگیز حافظہ:

حیات اعلیٰ حضرت جلد اول کے صفحہ نمبر 210 پر نقل ہے کہ خلیفۂ اعلیٰ حضرت محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جواب مکمل کرنے کے لے جزئیات فقہ (یعنی فقہ کی کتابوں سے مسئلوں کے جوابات) کی تلاشی میں جولوگ تھک جاتے، وہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ کی خدمت میں عرض کرتے اور حوالہ جات طلب کرتے تو اسی وقت آپ فرمادیتے کہ ردالمحتار، کی جلد فلاں کے فلاں صفحہ پر فلاں لائن میں ان الفاظ کے ساتھ جزیہ موجود ہے۔ درمختار کے فلاں صفحہ پر فلاں لائن میں یہ عبارت ہے۔ عالمگیری میں بقید (یعنی کسی قید کے ساتھ) جلد فلاں کے صفحہ نمبر فلاں پر فلاں لائن میں یہ الفاظ موجود ہیں۔

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ایک ایک کتاب فقہ کی اصل عبارت مع عبارت مع صفحہ وسطر بتادیتے اور جب کتابوں میں دیکھا جاتا تو وہی صفحہ وسطر و عبارت پاتے جو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے زبان سے فرمایا تھا۔

☆ایک رات میں دوجلدیں حافظے میں محفوظ کرلیں:

حیات اعلیٰ حضرت جلد اول کے صفحہ نمبر 213 پر نقل ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ (ہند کے ایک علاقے) پیلی بھیت میں حضرت وصی احمد (محدث) سورتی

علیہ الرحمہ کے گھر مہمان تھے، ایک دن دوران گفتگو فقہ کی کتاب ''**عقود الدریة فی تنقیح الفتاوی الحامدیة**'' کا ذکر ہوا۔

یہ کتاب محدث سورتی کی لائبریری میں موجود تھی۔ کتاب کا نام سنتے ہی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا: میں نے (یہ کتاب) نہیں دیکھی (بریلی واپس جاتے ہوئے یہ کتاب میرے ساتھ کردیجئے گا۔ حضرت محدث سورتی نے اسے بخوشی قبول کیا اور کتاب لا کر اعلیٰ حضرت کو پیش کردی مگر ساتھ میں یہ بھی فرمایا: جب ملاحظہ فرمالیں تو بھیج دیجئے گا۔ اس لیے کہ آپ کے یہاں تو بہت کتابیں ہیں مگر میرے پاس یہی گنتی کی چند کتابیں ہیں جن سے میں فتاویٰ دیا کرتا ہوں۔ اعلیٰ حضرت نے اسے قبول فرمالیا۔

آپ کی اسی دن بریلی روانگی تھی مگر ایک جاں نثار مرید کی دعوت کی وجہ سے ایک دن مزید قیام کرنا پڑا۔ رات میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ''**عقود الدریة**'' کا مطالعہ فرمایا جب دوسرے دن بریلی واپس جانے کا وقت آیا تو آپ نے محدث سورتی علیہ الرحمہ کو یہ کتاب واپس کردی اور ارشاد فرمایا: ارادہ تو بریلی لے جانے کا تھا اور اگر کل ہی جاتا تو اس کتاب کو ساتھ لیتا جاتا۔ لیکن جب کل جانا نہ ہوا تو شب میں اور صبح کے وقت پوری کتاب دیکھ لی...... اب لے جانے کی ضرورت نہ رہی۔

حضرت محدث سورتی نے انتہائی حیرت سے فرمایا......بس ایک مرتبہ دیکھ لینا کافی ہوگیا؟ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا: اللہ کریم کے فضل وکرم سے امید ہے کہ دو تین مہینہ تک تو جہاں کی عبارت کی ضرورت ہوگی، فتاویٰ میں لکھ دوں گا اور مضمون تو ان شاء اللہ عمر بھر کے لیے محفوظ ہوگیا۔

☆ایک ماہ میں حافظ قرآن:

حیات اعلیٰ حضرت جلد اول کے صفحہ نمبر 208 پر نقل ہے کہ حضرت سید ایوب علی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ ایک روز اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا کہ بعض ناواقف حضرات میرے نام کے آگے حافظ لکھ دیا کرتے ہیں حالانکہ میں اس لقب کا اہل نہیں ہوں ۔سید ایوب علی صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اسی روز سے قرآن مجید کا دور شروع کر دیا جس کا وقت غالباً عشاء کا وضو فرمانے کے بعد سے جماعت قائم ہونے تک مخصوص تھا...... روزانہ ایک پارہ یاد فرمالیا کرتے تھے۔یہاں تک کہ تیسویں روز تیسواں پارہ یاد فرمایا۔ایک موقع پر فرمایا کہ میں نے کلام پاک بالترتیب بکوشش یاد کرلیا اور یہ اس لیے کہ ان بندگان خدا کا (جو میرے نام کے آگے حافظ لکھ دیا کرتے ہیں، ان کا) کہنا غلط ثابت نہ ہو۔

☆وراثت کا مسئلہ منٹوں میں حل کر دیا:

کتاب تجلیات امام احمد رضا میں یہ واقعہ نقل ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے خلیفہ محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: چونکہ میں نے حساب کی تعلیم اسکول سے حاصل کی تھی لہذا حساب کتاب میں مہارت تھی تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ میراث والے استفتاء میرے سپرد فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ پندرہ بطن کا مناسخہ آیا۔ ظاہر ہے کہ مورث اعلیٰ کی پندرہویں پشت میں درجنوں ورثاء ہوں گے۔ مجھ کو اس کے جواب میں دو رات ایک دن مسلسل محنت کرنی پڑی۔ آنہ پائی سے درجنوں ورثاء کے حق کو قلمبند کیا۔ نماز عصر کے بعد بیٹھا کہ استفتاء سنادوں۔ وہ بہت طویل تھا۔ فلاں مرا اور فلاں کو وراثت چھوڑا، پھر فلاں مرا اور اس نے اتنے وارث چھوڑے۔ صرف ناموں کی تعداد اتنی تھی کہ فل اسکیپ سائز کے دو صفحے بھرے ہوئے تھے۔ جب میں استفتاء میں پڑھ رہا تھا تو دیکھا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی انگلیاں حرکت میں ہیں۔ ادھر استفتاء ختم ہوا، ادھر بلا کسی تاخیر کے ارشاد فرمایا کہ آپ نے فلاں کو اتنا اور فلاں کو اتنا حصہ دیا ہے پھر درجنوں نام بنام لوگوں کا حصہ بتادیا...... میں حیران و ششدر کہ استفتاء کو بیس مرتبہ تو میں نے پڑھا۔ ہر ایک نام کو بار بار پڑھ کر قلمبند کیا لیکن مجھ سے صرف سب زندہ ورثاء کے نام پوچھے جائیں تو بغیر استفتاء اور جواب دیکھے نہیں بتا سکتا۔ کیا شان ہے اعلیٰ حضرت کی کہ ایک بار استفتاء سنا تو درجنوں ورثاء

کا ایک ایک نام یاد رہا اور ہر ایک کا صحیح حصہ اس طرح بتا دیا کہ جیسے کئی مہینے تک کوشش کر کے حصہ و نام کو رٹ لیا گیا ہو۔

محترم حضرات! آپ نے بزرگانِ دین کے حیرت انگیز واقعات سنے، اللہ کریم کی قدرت کا عظیم شاہکار ہے۔ عقل دنگ حیران رہ جاتی ہے۔ کوئی سورۂ انعام کو صرف پڑھتا ہے تو یاد ہو جاتی ہے۔ کسی بزرگ نے تین دن میں، کسی بزرگ نے سات دن میں، کسی نے ایک ماہ میں اور کسی نے تین ماہ میں مکمل قرآن مجید حفظ کر لیا اور کسی نے تو اپنی ماں کے پیٹ میں ہی پندرہ پارے حفظ کر لیے۔ کسی بزرگ نے بہت کم عمر میں ستر ہزار احادیث یاد کر لیں اور ایسے ایسے مفتی، عالم اور مجدد ہیں جن کو کتاب کی جلد نمبر، صفحہ اور لائن بھی یاد ہوتی تھی کہ یہ مسئلہ کس مقام پر ہے۔ یہ ہمارے اکابرین کا حافظہ تھا اور ہمارے حافظہ کا یہ حال ہے کہ صبح ہم نے ناشتہ میں کیا کھایا تھا...... ہم سے کوئی رات کو پوچھے تو سوچ میں پڑ جاتے ہیں...... یعنی ہمیں ناشتہ بھی یاد نہیں رہتا۔ ہم اتنا بھولتے ہیں کہ بعض دفعہ بار بار یاد دلانا پڑھتا ہے، طلباء دو دو تین تین دن یاد کرتے ہیں پھر جب کلاس میں جاتے ہیں، بھول جاتے ہیں۔ ہمارے حافظہ کا بہت برا حال ہے، جن وجوہات کی بناء پر بھولنے کی بیماری پیدا ہوتی ہے، ان میں سرفہرست گناہ ہے۔ گناہوں کی نحوست ہمارے ظاہر و باطن دونوں ہی کے لیے تباہ کن

ہے، بالخصوص بھولنے کی بیماری کوتقویت دینے والا سب سے بڑا سبب گناہ ہی ہے۔اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ گناہوں سے حافظہ کمزور ہوتا ہے۔اس کے متعلق اللہ والوں کے اقوال ملاحظہ فرمائیے۔

1......حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں سمجھتا ہوں کہ بندہ گناہوں کی عادت اپنانے کی وجہ سے نسیان علم (یعنی علم بھول جانے) کا شکار ہوتا ہے (اقتضاء العلوم العمل، صفحہ نمبر 61)

2......حضرت یحییٰ بن یحییٰ علیہ الرحمہ نے حضرت امام مالک علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں سوال کیا: قوت حافظہ کے لیے مفید ترین چیز کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: اے ابوعبداللہ! قوت حافظہ کے لیے سب سے مفید ترین ترک گناہ (یعنی گناہ چھوڑنا) ہے۔(الجامع فی الحدیث علی حفظ العلم، صفحہ نمبر 89)

3......حضرت وکیع علیہ الرحمہ نے ایک موقع پر فرمایا: گناہ چھوڑ کر قوت حافظہ پر مدد حاصل کرو (روضۃ العقلا، صفحہ نمبر 39)

☆کن چیزوں سے بھولنے کی بیماری پیدا ہوتی ہے:

1......حضرت ابراہیم شافعی علیہ الرحمہ نے (بھولنے کی بیماری کی وجوہات کے حوالے سے) تین باتیں ذکر فرمائی ہیں:

☆......ننگے جسم سونا

☆......بکثرت نیند کرنا

☆...... چاشت کی وقت سونا (الکشف والبیان ص28)

2......گلاب کے تنکے سے دانتوں کا خلال کرنے سے دماغ کمزور ہوتا ہے (قلائد العقیان صفحہ نمبر 2)

3......امام شامی علیہ الرحمہ نسیان (یعنی بھولنے کی بیماری) کا سبب بننے والی اشیاء کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: شلوار یا عمامے کو تکیے بنانے سے نسیان (بھول جانے کی بیماری) پیدا ہوتی ہے۔(ردالمحتار، کتاب الطہارۃ جلد اول، ص428)

4......امام محمد بن یوسف الصالحی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں: عمامہ بیٹھ کر باندھنے اور شلوار کھڑے ہو کر پہننے سے محتاجی اور بھول جانے کا مرض پیدا ہوتا ہے۔(سبل الہدی والرشاد جلد 7 ص 282)

5...... بدنگاہی نسیان کا سب سے بڑا سبب ہے چونکہ بدنگاہی کی وجہ سے دل میں شہوت ابھرتی ہے لہذا بدنگاہی سے ہمیشہ بچتے رہنے میں عافیت ہے۔ اللہ کریم کے خوف سے بدنگاہی نہ کرنے والے کو حلاوت ایمانی نصیب ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے اپنے رب سے روایت کرتے ہوئے فرمایا: بدنگاہی شیطان کے تیروں میں

سے زہر میں بجھا ہوا ایک تیر ہے، جو اسے (یعنی بدنگاہی کو) میرے خوف سے چھوڑ دے گا، میں اسے ایسا ایمان عطا فرماؤں گا جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا

(طبرانی معجم الکبیر جلد 10،ص 173)

☆ حافظے کو مضبوط کرنے والے کام:

1 ...... امام ابراہیم زرنوجی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مسواک کرنا، شہد کا استعمال رکھنا، گوند مع شکر استعمال کرنا، نہار منہ اکیس دانے کشمش کھانا بھی حافظ کو قوی کرتا ہے اور انسان کو بہت سے امراض سے شفا دیتا ہے۔ نیز ان چیزوں کو کھانا بھی قوت حافظہ کو قوی کرتا ہے جو کہ بلغم اور دیگر رطوبات کو کم کرتی ہیں (راہ علم، صفحہ نمبر 87)

2...... امام محمد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: نبی پاک ﷺ اکثر کدو شریف تناول فرمایا کرتے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ کثرت سے کدو تناول فرماتے ہیں تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا: بے شک کدو دماغ کو بڑھاتا اور عقل میں اضافہ کرتا ہے۔

(اخلاق النبی وآدابہ، حدیث نمبر 363،ص 126)

3......ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں کمزور حافظے کی شکایت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: گائے کا دودھ استعمال کرو کیونکہ اس سے دل بہادر اور نسیان دور ہوتا ہے۔

(الجامع لاخلاق، صفحہ نمبر 458)

4......امام شعبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اچھی خوشبو سے عقل میں اضافہ ہوتا ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اچھی خوشبو لگانے والے کی عقل میں اضافہ ہوتا ہے اور صاف ستھرے کپڑے پہننے والے کے دکھ درد میں کمی آتی ہے (محاضرات الادبار جلد 4، صفحہ نمبر 374)

5......حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: لوبیا کھانے سے عقل میں اضافہ ہوتا ہے (سیر اعلام النبلاء جلد 8، صفحہ نمبر 400)

6......حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم مہندی سے خضاب کرو، یہ اسلام کا خضاب ہے۔ عقل میں اضافہ کرتا ہے، نظر کو جلا بخشتا ہے، دردسر دور کرتا ہے، مومن کو زینت دیتا ہے، تمہیں چاہیے کہ زرد رنگ (کا خضاب) اختیار کرو کہ یہ ایمان کا خضاب ہے۔ (المنہیات، لمضاب بالسواد صفحہ نمبر 198)

7......امام محمد غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: چار چیزیں عقل کو بڑھاتی ہیں۔

☆فضول گوئی سے بچنا

☆مسواک کرنا

☆صالحین کی صحبت اختیار کرنا

☆علماء کی مجلس میں حاضر ہونا (احیاء العلوم، جلد 2 صفحہ نمبر 27)

9......حضرت جعفر بن محمد علیہ الرحمہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں: دوپہر میں سونا عقل میں اضافہ کرتا ہے۔ (آکام المرجان فی احکام المرجان صفحہ نمبر 176)

10......حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو مسلمان تلاوت قرآن کا عادی ہو، اس پر ان شاء اللہ یہ حالت (یعنی بڑھاپے میں بھول جانے کی بیماری) طاری نہ ہوگی

(نور العرفان، پارہ 17، سورۂ حج، تحت الآیۃ نمبر 5)

11...... 41 دن تک روزانہ 21 مرتبہ "**یَاعَلِیْمُ**" پانی پر پڑھ کر پئیں، ان شاء اللہ حافظہ روشن ہو جائے گا۔

محترم حضرات! یہ گیارہ چیزیں حافظے کو مضبوط کرنے کے حوالے سے میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیں۔ بس دعا صرف اتنی ہے کہ رب کریم ہمیں عمل

کی دولت سے مالا مال فرمائے اور گناہوں سے بچنے میں ہماری مدد فرمائے۔

آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

حلال کی برکتیں
اور حرام کی نحوستیں

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ بقرہ سے آیت نمبر 172 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تمام تعریفیں اس کریم پروردگار کے لیے جو عالمین کا پالنے والا ہے۔ انسان، جانور اور دیگر مخلوق چاہے، وہ کہیں بھی ہو، رب تعالیٰ انہیں رزق عطا فرماتا ہے۔سمندروں میں مچھلیوں اور بلوں میں چیونٹیوں کو رزق عطا فرماتا ہے۔ کسی بھی مخلوق کو رزق سے محروم نہیں فرماتا۔ ہر مخلوق اسی کا دیا ہوا رزق کھاتی ہے حتیٰ کہ ہر مذہب کے ماننے والوں کو رب تعالیٰ رزق عطا فرماتا ہے مگر ایمان والوں کو حلال چیزیں کھانے کا حکم دیا ہے چنانچہ سورۃ البقرہ آیت نمبر 172 میں ارشاد فرماتا ہے۔

القرآن: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ

اس آیت کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی میں فرماتے ہیں

''يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا'' کے خطاب میں جن وانس سارے مسلمان داخل ہیں۔فرشتے اس سے خارج کیونکہ فرشتے کھانے پینے سے پاک ہیں مگر جنات کے لیے طیب روزی اور ہے، انسانوں کے لیے کچھ اور ہے۔ان کی طیب روزی کوئلہ وہڈیاں وغیرہ ہیں۔

محترم حضرات! موجودہ دور میں حلال وحرام کی تمیز ختم ہوگئی۔ طیب اور خبیث رزق کی تمیز ختم ہوگئی، بس مال آنا چاہیے۔ حلال ہو یا حرام، ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں۔ راتوں رات مالدار بننے کی خواہش نے حلال وحرام کی تمیز ختم کردی مگر یاد رہے برکت صرف اور صرف حلال ہی میں ہے۔ حلال کم ہو مگر برکت والا رزق ہے، حرام زیادہ ہوگا مگر اس میں برکت نہیں ہوگی۔ اب آپ کی خدمت میں حلال کمانے کے فضائل و برکات اور حرام کمانے کی نحوستیں بیان کرتا ہوں تاکہ حلال روزی کمانے اور حرام سے بچنے کی ہمیں ترغیب نصیب ہو۔

☆ رزق حلال کمانے والا راہ خدا میں ہے:

حدیث شریف = طبرانی المعجم الاوسط جلد 5 کے صفحہ نمبر 137 پر حدیث نمبر 6835 نقل ہے۔ ایک دن صبح سویرے حضور ﷺ، صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ تشریف فرماتھے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ایک طاقتور اور مضبوط جسم والے نوجوان کو روزگار کے لیے بھاگ دوڑ کرتے دیکھ کر کہا کاش! اس کی جوانی اور طاقت اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف ہوتی...... تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایسا مت کہو! کیونکہ اگر وہ محنت وکوشش اس لیے کرتا ہے کہ خود کو سوال کرنے سے بچائے اور لوگوں سے بے پرواہ ہوجائے تو وہ یقیناً اللہ کریم کی راہ

میں ہے اور اگر وہ اپنے ضعیف والدین اور کمزور اولاد کے لیے محنت کرتا ہے تا کہ انہیں لوگوں سے بے پرواہ کردے اور انہیں کافی ہو جائے تو بھی وہ اللہ کریم کی راہ میں ہے اور اگر وہ فخر کرنے اور مال کی زیادہ طلبی کے لیے بھاگ دوڑ کرتا ہے تو وہ شیطان کی راہ میں ہے۔

☆ چہرہ چودھویں رات کے چاند

حدیث شریف = مصنف ابن ابی شیبہ جلد 5 کے صفحہ نمبر 285 پر حدیث نمبر 7 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جس نے خود کو سوال سے بچانے، اپنے بال بچوں کے لیے بھاگ دوڑ کرنے اور اپنے پڑوسی پر مہربانی کرنے کے لیے حلال مال طلب کیا، وہ اللہ کریم سے اس حال میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوگا۔

☆ بڑا عبادت گزار:

احیاء العلوم جلد دوم کے صفحہ نمبر 231 پر امام غزالی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھ کر استفسار فرمایا: تم کیا کرتے ہو؟ اس نے عرض کی: میں عبادت کرتا ہوں۔ استفسار فرمایا: تمہاری کفالت کون کرتا ہے؟ عرض کی: میرا بھائی۔ ارشاد فرمایا: تمہارا بھائی تم سے بڑا عبادت گزار

ہے۔

☆شہداء کے درجے میں:

حدیث شریف = امام بیہقی علیہ الرحمہ نے سنن الکبریٰ جلد 9 کے صفحہ نمبر 43 پر حدیث نمبر 17824 نقل فرمائی ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو اپنے اہل وعیال کے لیے رزق حلال کی تلاش کرے تو وہ راہ خدا میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے اور جو بقدر کفایت دنیا کی حلال چیزیں حاصل کرے تو وہ شہداء کے درجے میں ہے۔

☆دل روشن ہوجاتا ہے:

حدیث شریف = امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم جلد 2 کے صفحہ نمبر 345 پر نقل فرماتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جو چالیس دن تک حلال کھاتا ہے، اللہ کریم اس کا دل روشن فرما دیتا ہے اور اس کے دل سے اس کی زبان پر حکمت کے چشمے جاری فرما دیتا ہے

☆بخشش کی نوید:

حدیث شریف = طبرانی المعجم الاوسط جلد 5 کے صفحہ نمبر 337 پر حدیث نمبر 7520 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جس نے رزق حلال کی تلاش میں

تھک کر شام کی، وہ اس حال میں رات گزارے گا کہ بخش دیا گیا ہوگا اور صبح اس حال میں کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوگا۔

☆مستجاب الدعوات بننے کے لیے:

حدیث شریف = طبرانی المعجم الاوسط جلد 5 کے صفحہ نمبر 34 پر حدیث نمبر 6495 نقل ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں گزارش کی کہ آپ ﷺ بارگاہ رب العزت میں دعا کیجئے کہ وہ مجھے مستجاب الدعوات (یعنی جس کی دعائیں قبول ہوں) بنادے۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے کھانے کو پاکیزہ بناؤ۔ تمہاری دعائیں قبول ہوں گی۔

☆حلال کا پہلا لقمہ:

امام محمد غزالی علیہ الرحمہ اپنی کتاب احیاء العلوم جلد 2 کے صفحہ نمبر 116 پر ایک بزرگ کا قول نقل کرتے ہیں کہ مسلمان جب حلال کھانے کا پہلا لقمہ کھاتا ہے، اس کے پہلے کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں اور جو شخص طلب (رزق) حلال کے لیے رسوائی کے مقام پر جاتا ہے، اس کے گناہ درخت کے پتوں کی طرح جھڑتے ہیں۔

☆عبادت کے نو حصے طلب حلال میں ہیں:

حدیث شریف = قوت القلوب جلد 2 کے صفحہ نمبر 472 پر نقل ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عبادت کے دس حصے ہیں۔ جن میں سے نو حصے طلب حلال میں ہیں۔

☆ ہاتھوں کی کمائی سب سے بہتر:

حدیث شریف = صحیح بخاری میں حدیث نمبر 2072 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی نے بھی کوئی کھانا اس سے بہتر نہیں کھایا کہ اپنے ہاتھوں کی (حلال) محنت سے کما کر کھائے اور اللہ کریم کے پیغمبر حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں سے کام کر کے کھاتے تھے۔

حدیث شریف = مسند امام احمد ابن حنبل جلد 4 کے صفحہ نمبر 141 پر نقل ہے۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ یارسول اللہ ﷺ! کون سی کمائی زیادہ پاک اور اچھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: آدمی کا اپنے ہاتھ سے کوئی کام کرنا اور ہر تجارت جو پاکبازی کے ساتھ ہو۔

محترم حضرات! آپ نے حلال روزی کمانے کی فضیلت سماعت فرمائی۔ سبحان اللہ! کیا برکتیں ہیں حلال روزی کمانے کی کہ بندہ اپنے رب کا محبوب بن

جاتا ہے مگر یہ سب کچھ اس مسلمان کے لیے ہے جو حلال کمائی کے ساتھ ساتھ پنجگانہ نماز باجماعت بھی پابندی سے ادا کرے ورنہ اگر کوئی نمازیں چھوڑ دے اور رات دن مال کمانے میں لگا رہے تو وہ کبھی بھی بیان کردہ برکتوں کو نہیں پاسکتا۔ احادیث میں بیان کردہ برکتیں، فضیلتیں صرف اور صرف انہیں ملیں گی جو رزق حلال کے ساتھ ساتھ فرائض و واجبات کی بھی پابندی کرتا رہے گا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں سیٹھ صاحب نماز کے لیے چھٹی نہیں دیتے۔ ہمیں اپنی کمپنی کے منیجر نماز کے لیے نہیں جانے دیتے، یاد رہے فرائض و واجبات کے لیے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی، ہاں اگر کسی دکان یا کمپنی میں روکا جاتا ہے تو پھر رزق دینے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔ ایسی نوکری چھوڑ دیں۔ رب تعالیٰ ضرور کرم فرمائے گا۔

یہاں ایک بات اور بھی عرض کرتا چلوں کہ جس دکان یا دفتر میں نماز کا وقت دیا جاتا ہے، وہاں لوگ اس کا ناجائز فائدہ بھی اٹھاتے ہیں۔ نماز پڑھنے کے بہانے جا کر بڑی دیر بعد آتے ہیں۔ پوچھنے پر بتاتے ہیں کہ ہم تو نماز کے لیے گئے تھے حالانکہ نماز تو پندرہ یا بیس منٹ میں ختم ہوجاتی ہے مگر ملازمین کافی وقت لگا دیتے ہیں جس سے نماز پر انگلی اٹھائی جاتی ہے۔ کوشش یہی کرنی چاہیے کہ نماز پڑھتے ہی دکان یا دفتر میں آجائیں۔ اب آپ کی خدمت میں حرام کمائی کی

نحوست اور اس کا وبال احادیث کی روشنی میں پیش کرتا ہوں تاکہ ہمارے مسلمان حلال کو مضبوطی سے تھام لیں اور حرام سے بچ جائیں۔

☆ چالیس دن کی نمازیں نامقبول:

حدیث شریف = فردوس الاخبار جلد 4 کے صفحہ نمبر 343 پر حدیث نمبر 6263 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے حرام کا ایک لقمہ کھایا، اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں کی جائیں گی اور اس کی دعا چالیس دن تک نامقبول ہوگی۔

☆ لقمۂ حرام کی سزا:

امام محمد غزالی علیہ الرحمہ مکاشفۃ القلوب کے صفحہ نمبر 10 پر نقل فرماتے ہیں کہ منقول ہے کہ انسان کے پیٹ میں جب حرام کا لقمہ پڑتا ہے، زمین و آسمان کا ہر فرشتہ اس پر اس وقت تک لعنت کرتا ہے جب تک وہ حرام لقمہ اس کے پیٹ میں رہے اور اگر اسی حالت میں مرگیا تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

☆ دعا کی قبولیت میں رکاوٹ:

حدیث شریف = صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ میں حدیث نمبر 1015 نقل ہے کہ جب نبی پاک ﷺ نے دنیا پر مرمٹنے والے کا ذکر کیا تو ارشاد فرمایا: بعض

اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بکھرے بال، گرد آلود چہرے اور سفر کی مشقت برداشت کرنے والا شخص اپنے ہاتھ اٹھاتا ہے اور دعا کرتا ہے: اے میرے رب! اے میرے رب! اس کی دعا کیسے قبول کی جائے گی؟ جبکہ اس کا کھانا حرام، لباس حرام اور غذا حرام ہے۔

☆حرام کمانے والے کا نہ فرض قبول نہ نفل:

حدیث شریف = امام ذہبی علیہ الرحمہ اپنی کتاب الکبائر کے صفحہ نمبر 134 پر حدیث شریف نقل فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیت المقدس پر اللہ کا ایک فرشتہ ہے، جو ہر رات ندا دیتا ہے کہ جس نے حرام کھایا۔ اس کے نفل قبول ہیں، نہ فرض۔

☆نماز قبول نہ ہوگی:

حدیث شریف = مسند امام احمد ابن حنبل جلد 2 کے صفحہ نمبر 417 پر حدیث نمبر 5736 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے دس درہم میں کپڑا خریدا اور اس کی قیمت میں ایک درہم حرام کا ہو تو جب تک وہ کپڑا اس (کے جسم) پر ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں فرمائے گا۔

☆آگ اس کی زیادہ حقدار ہے:

حدیث شریف = ترمذی شریف کتاب السفر میں حدیث نمبر 614 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ہر وہ گوشت (جسم) جو حرام سے پروان چڑھے آگ اس کی زیادہ حقدار ہے۔

☆حرام کمانے والے کے لیے جہنم کا دروازہ:

حدیث شریف = قوت القلوب جلد 2 کے صفحہ نمبر 475 پر نقل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ اس نے کہاں سے مال کمایا تو اللہ تعالیٰ کو اس بات کی پرواہ نہیں کہ وہ اسے جہنم کے کس دروازے سے داخل کرے۔

☆دھوکا وخیانت سے محفوظ تجارت:

حدیث شریف = مسند امام احمد ابن حنبل جلد 6 کے صفحہ نمبر 112 پر حدیث نمبر 17266 نقل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سب سے زیادہ پاکیزہ کھانا وہ ہے، جو آدمی اپنے ہاتھ کی کمائی اور دھوکا وخیانت سے محفوظ تجارت سے کھائے۔

محترم حضرات! آپ نے مال حرام کی نحوست دیکھی کہ حرام کھانے والے کی نہ نمازیں قبول ہوتی ہیں، نہ فرض قبول ہوتے ہیں، نہ نفل قبول ہوتے ہیں۔ معلوم

ہوا حرام کمانے اور کھانے والا اگر نمازی ہو، حافظ ہو، حاجی ہو اور خوب صدقات و خیرات کرتا ہو، اس کی کوئی عبادت قبول نہیں۔ یہ میں نہیں کہتا بلکہ حدیث شریف میں ایسے شخص کے متعلق بیان فرمایا گیا ہے۔

☆ مال حرام کے سبب تمام نیکیاں ختم:

حدیث شریف = امام ذہبی علیہ الرحمہ کتاب الکبائر کے صفحہ نمبر 136 پر حدیث شریف نقل فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن کچھ لوگوں کو لایا جائے گا، جن کے پاس تہامہ پہاڑوں کی مثل نیکیاں ہوں گی، یہاں تک کہ ان کو لایا جائے گا تو اللہ کریم ان کی نیکیوں کو اڑتی ہوئی خاک کی طرح کر دے گا پھر انہیں جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ ﷺ! یہ کیسے ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ نماز پڑھتے، زکوٰۃ دیتے، روزہ رکھتے اور حج کرتے ہوں گے لیکن جب انہیں حرام چیز پیش کی جاتی، تو لے لیتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو مٹا دے گا۔

محترم حضرات! آپ نے حدیث پاک سماعت کی، عبرت کا مقام ہے، اتنی نیکیاں ہونے کے باوجود جہنم میں ڈالا جائے گا۔ وجہ صرف اور صرف مال حرام، پہاڑوں کے برابر ساری نیکیاں خاک کر دی جائیں گی مگر افسوس کہ آج ہم

مسلمانوں میں حلال وحرام کی تمیز ختم ہوگئی۔

☆اہل خانہ کی وجہ سے حرام کی طرف:

حدیث شریف = کتاب الزہد الکبیر میں امام بیہقی علیہ الرحمہ حدیث نمبر 439 نقل فرماتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی کی ہلاکت اس کی بیوی، ماں، باپ اور اولاد کے باعث ہوگی۔ وہ اسے مفلسی کی عار دلائیں گے اور ایسے کام کرنا پڑیں گے جو اس کے بس سے باہر ہوں گے اور وہ ایسے راستوں پر چل پڑے گا جن میں اس کا دین چلا جائے گا اور وہ ہلاک ہوجائے گا۔

محترم حضرات! اس حدیث شریف کو پیش نظر رکھ کر موجودہ دور کو دیکھئے، مجھے کئی بار ایسے لوگ ملے جو یہ بات بتاتے ہیں کہ میں کئی برس سے ایمانداری کے ساتھ نوکری کررہا ہوں، اولاد اب جوان ہوگئی ہے۔ وہ مجھ سے کہتی ہے کہ ابا! تم اتنے برس سے نوکری کرتے ہو، ہم وہی پرانے گھر میں رہتے ہیں۔ تم ایمانداری میں رہ گئے۔ تم نے کچھ نہیں بنایا، فلاں کو دیکھو بنگلے اور کروڑوں کے فلیٹ بنالیے۔ گاڑی خرید لی اور آپ وہیں کے وہیں ہیں۔ یہ کہہ کر بیوی، بچے اور والدین اس کو عار دلاتے ہیں بالآخر وہ حرام کی طرف بڑھتا ہے۔ حرام کماتا ہے،

حرام کھاتا اور کھلاتا ہے اور یوں تباہی کے گڑھے میں گرجاتا ہے۔

☆خوف خدا ختم کرنے والا کھانا:

امام محمد غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم جلد 2 کے صفحہ نمبر 352 پر نقل فرماتے ہیں: ایک نیک آدمی کسی ابدال کے پاس کھانا لے کر گیا مگر انہوں نے نہ کھایا۔ اس نے وجہ پوچھی تو فرمایا: ہم صرف حلال کھاتے ہیں، اسی کی وجہ سے ہمارے دل سیدھے رہتے ہیں اور ہم ہمیشہ ایک حالت میں رہتے ہیں اور غیبی دنیا کے سربستہ راز ظاہر کرتے ہیں اور آخرت کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ اگر ہم تین دن تک وہ کھانا کھالیں جو تم کھاتے ہو تو علم الیقین کے جس مقام پر ہم فائز ہیں، اس پر برقرار نہیں رہیں گے اور ہمارے دلوں سے خوف خدا اور مشاہدہ ختم ہوجائے گا۔ اس شخص نے عرض کی: میں ہمیشہ روزے رکھتا ہوں اور ہر ماہ تیس قرآن مجید ختم کرتا ہوں تو ابدال نے اپنے پاس موجود جنگلی ہرن کے دودھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ مشروب جو تم دیکھ رہے ہو، اسے میں رات کو پیتا ہوں۔ یہ مجھے تمہارے 300 رکعات نماز میں 30 بار قرآن کریم ختم کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

محترم حضرات! ہمارے اسلاف کس قدر حلال اور حرام میں احتیاط کرتے

تھے، وہ ہمیشہ پاک اور طیب غذا کھایا کرتے تھے مگر ایک ہم ہیں جو مال میں ملاوٹ کرتے ہیں، وزن پورا نہیں کرتے، جعلی ادویات بیچتے ہیں، تاریخ میعاد کو مٹا کر اشیاء فروخت کرتے ہیں۔ پاکستانی چیز کو جاپانی اور کوریا کی کہہ کر بیچتے ہیں، گاہک کا دھیان ادھر ادھر ہو جائے تو اچھے مال کے ساتھ عیب والا مال بھی ڈال دیتے ہیں، کوئی مشینی چیز ہمارے پاس مرمت کے لیے آتی ہے تو اس کے جاپانی انجن یا بیٹری نکال کر پاکستانی بیٹری لگا کر اوپر سے رقم بھی وصول کرتے ہیں۔ سیونگ اکاؤنٹ میں پیسے رکھ کر خوب سود کھاتے ہیں، کاروبار میں خوب سود کا لین دین کرتے ہیں، مال امپورٹ کرتے ہیں تو ڈیوٹی چوری کرتے ہیں، پوری ڈیوٹی ادا نہیں کرتے، ٹیکس چوری کرتے ہیں، ملازم ہے اور مالک نے کوئی چیز مارکیٹ سے منگوائی تو ملازم زیادہ ریٹ کا بل بنوا کر مالک کو دھوکا دیتا ہے۔ کپڑا بیچنے والا کھینچ کھینچ کر کپڑا ناپ کر بیچتا ہے۔ چپل اور جوتوں کے ڈبوں سے اصل سائز کا اسٹیکر لگا کر جیسے تیسے چپل اور جوتے گاہک کے پاؤں میں گھسیڑ دیتے ہیں، قرض کے بہانے رقم بٹور کر پیسہ ہڑپ کر جاتے ہیں۔ کوئی اگر کسی کام کے کرنے کے لیے پیسے دے تو کھا جاتے ہیں۔ سرکاری ملازمین ہیں تو صرف دفتر میں حاضری لگا کر گھر آ کر آرام کرتے ہیں اور بعض سرکاری ملازمین نے تو ایسی سیٹنگ کی ہوئی ہے کہ وہ تو حاضری لگانے بھی نہیں جاتے، کوئی اور لگا لیتا ہے۔ اداروں میں کام

کرنے والے تنخواہ کے علاوہ کھانچے مار مار کر رقم بٹورتے ہیں۔ رشوت کا لین دین کرتے ہیں اور اس کے علاوہ کئی ایسے راستے ہیں جو حرام کی طرف جاتے ہیں لہذا ان تمام چیزوں سے بچنا چاہیے تاکہ حرام کا لقمہ ہمارے پیٹ میں نہ جائے۔

حرام کی نحوستوں میں سے ایک بڑی نحوست جو دنیا میں آدمی دیکھتا ہے، وہ یہ ہے کہ حرام کا پیسہ بیماریوں میں، ڈکیتیوں میں اور دیگر مصیبتوں میں ضائع ہو جاتا ہے۔ حرام کا مال راس نہیں آتا، یہ تو دنیاوی چھوٹا سا وبال ہے، اس کے علاوہ وبال الگ ہیں۔

رب تعالیٰ ہم سب کو حلال روزی کے آسان ذرائع عطا فرمائے اور لقمۂ حرام سے ہم سب کو محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

رشوت کی نحوستیں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ
صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ نساء سے آیت نمبر 29 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے حلال طیب رزق میں خوب برکت رکھی ہے۔حلال تھوڑا ہو مگر بابرکت ہوتا ہے۔حرام کثیر ہو،مگر اس میں برکت نہیں ہوتی،حرام سے پرورش پانے والا اللہ تعالیٰ کو بھی ناپسند ہے،موجودہ دور میں مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد حرام میں مبتلا ہے۔مختلف لوگ حرام کی مختلف اقسام میں مبتلا ہیں کیونکہ حرام کی کئی اقسام ہیں۔ان میں سے ایک معروف قسم رشوت بھی ہے،یہ بھی معاشرے میں عام ہوچکی ہے۔لوگ جس سیٹ یا جس عہدہ پر متمکن ہوتے ہیں،اس کی ان کو تنخواہ ملتی ہے اور ساتھ ہی اس عہدہ کی مراعات سے بھی خوب مستفیض ہورہے ہوتے ہیں اور جس کام کے لیے ان کی تعیناتی ہوئی،وہی کام کرانے لوگ جب ان کے پاس جاتے ہیں تو کچھ دیئے بغیر ان کا کام ہونا بہت مشکل ہوتا ہے،کوئی تو برملا مانگ لیتا ہے۔کوئی اسے چائے پائی کا نام دیا ہے،جب ان کو کہا جائے تو کہتے ہیں: یہ ہمارا حق ہے۔اب سوال یہ ہے کہ اگر یہ تمہارا حق ہے تو جو حکومت کی طرف سے تمہیں ملتا ہے،وہ کیا ہے۔اس کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ سب سے پہلے ہم رشوت کی تعریف رشوت کے اصطلاحی معنیٰ،قرآن مجید اور احادیث میں رشوت کی مذمت ہمارے علم میں ہونی چاہئے کہ ہم اس گناہ سے بچیں۔ان سب سے پہلے رشوت کی تعریف سنتے ہیں۔

☆رشوت کی تعریف:

لغت میں اس کا معنی مزدوری (کمیشن) کے ہیں۔اصل میں چوزہ جب اپنی ماں کی طرف اپنا سر اس لیے بڑھائے تا کہ وہ اسے چوگا دے،تو اسے عربی میں کہا جاتا ہے''**رَشَاالْفَرُخُ**''یعنی چوزے نے اپنی ماں کی طرف دانا کھانے کے لیے سر بڑھایا۔

(فی بیان الرشوۃ واقسامہا للقاضی وغیرہ،ص13)

☆اصطلاحی معنی:

وہ مال وغیرہ جسے کوئی شخص کسی حاکم وغیرہ کو اس لیے دے تا کہ وہ فیصلہ اس کے حق میں دے دے، یا جو وہ چاہتا ہے، اس کے بدلے اس سے کروالے۔
(فی بیان الرشوۃ واقسامہا للقاضی وغیرہ،ص13)

☆رشوت اور ہدیہ میں فرق:

امام ابونصر بغدادی علیہ الرحمہ نے شرح قدوری میں ذکر کیا ہے،رشوت اور ہدیہ میں فرق یہ ہے کہ آدمی رشوت اپنی مدد کروانے کے لیے دیتا ہے،جبکہ ہدیہ میں کوئی شرط نہیں ہوتی۔

اب قرآن مجید سے رشوت کی مذمت سنتے ہیں۔

القرآن: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (سورۂ نساء، آیت نمبر 29)

ترجمہ: اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔

امام قاضی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: باطل سے مراد وہ ہے جسے شریعت نے ناجائز کیا ہو، جیسے غصب، سود اور جوا۔ قرآن مجید میں سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 188 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن:

وَ لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَاۤ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

ترجمہ: اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لیے پہنچاؤ کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر کھا لو جان بوجھ کر۔

امام بقاعی علیہ الرحمہ کہتے ہیں ''تُدْلُوْا بِهَا'' کا معنی ہے کہ تم لوگ حکام

کے پاس خفیہ مال بطورِ رشوت لے کر نہ جاؤ، کہ یہ رشوت بصیرت کو اندھا کر دینے والی ہے۔

اب احادیث کی روشنی میں رشوت کی مذمت بیان کرتا ہوں تا کہ بات آپ کے ذہنوں میں باآسانی بیٹھ جائے۔

☆ رشوت دینے، لینے والے اور ان کے دلال پر لعنت:

حدیث شریف = مسند امام احمد جلد 5 کے صفحہ نمبر 279 پر حدیث شریف نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی لعنت رشوت دینے والے اور لینے والے اور ان کے دلال پر۔

☆ رشوت لینے اور دینے والے دونوں جہنمی:

حدیث شریف = الترغیب والترہیب جلد 3 کے صفحہ نمبر 180 پر حدیث شریف نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں جہنم میں ہیں۔

☆ کب رشوت دینا جائز ہے؟

درمختار و ردالمحتار میں ہے: اگر جان و مال آبرو کے تلف یا نقصان ہونے کا

اندیشہ ہو، ان کے بچانے کے لیے رشوت دیتا ہے یا کسی کے ذمے اپنا حق ہے جو بغیر رشوت دیے وصول نہیں ہوگا اور یہ اس لیے رشوت دیتا ہے کہ میرا حق وصول ہوجائے، ایسی صورت میں رشوت دینا جائز ہے۔ مگر رشوت لینا جائز نہیں۔

اسی طرح جن لوگوں سے زبان درازی کا اندیشہ ہو، جیسے بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ سر بازار کسی کو گالی دینے یا بے عزتی کرنا، ان کے نزدیک ایک معمولی بات ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کو اس نیت سے کچھ دے دینا کہ ایسی حرکتیں نہ کرے (اپنی زبان بند رکھیں) جائز ہے۔ ایسی صورت میں رشوت دینا جائز ہے مگر لینا جائز نہیں۔

☆ رشوت قوم کے وقار کو ختم کردے گی:

حدیث شریف = مسند امام احمد ابن حنبل کی جلد 9 میں حدیث شریف نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس قوم میں زنا ظاہر ہوگا، وہ قحط میں مبتلا ہوگی اور جس قوم میں رشوت کا ظہور ہوگا، وہ (دوسری اقوام کے) رعب میں گرفتار ہوگی۔ (الترغیب والترہیب (مترجم) جلد دوم، صفحہ نمبر 131، مطبوعہ ضیاء القرآن لاہور)

☆ فیصلہ کرانے میں رشوت:

حدیث شریف =الترغیب والترہیب (مترجم) جلد دوم کے صفحہ نمبر 131 پر حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی پاک ﷺ نے کوئی فیصلہ کرانے میں رشوت لینے والے اور رشوت دینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

اس حدیث پاک سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو رشوت کی بنیاد پر فیصلے کرتے ہیں، بے قصور غریب ہے، مجرم مالدار ہے، مگر وہ رشوت کی بنیاد پر اپنے آپ کو چھڑوالیتا ہے، یہ کوئی نئ بات نہیں۔ آپ کو روزانہ کورٹ، کچہریوں میں یہ مناظر دیکھنے کو ملیں گے۔ اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین

☆ قیامت کے دن ہاتھ بندھے ہوئے ہوں گے:

حدیث شریف =الترغیب والترہیب (مترجم) جلد 2 کے صفحہ نمبر 131 پر حدیث شریف نقل ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص دس افراد کا (بھی) حاکم بنا، پھر ان کے درمیان فیصلے کرتا رہا۔ لوگوں نے اس کے فیصلے پسند کیے ہوں یا ناپسند، (قیامت کے دن) اسے اس حال میں پیش کیا جائے گا کہ اس کے ہاتھ بندھے ہوئے ہوں گے۔ اب اگر (دنیا میں فیصلہ کرتے وقت) اس نے عدل کیا ہوگا، رشوت

نہیں لی ہوگی اور ظلم نہیں کیا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کو آزاد فرما دے گا اور اگر اللہ تعالیٰ کے نازل فرمودہ احکام کے خلاف فیصلہ کیا ہوگا، رشوت وصول کی ہوگی اور ناانصافی کی ہوگی تو اس کا بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ کے ساتھ باندھا جائے گا پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا تو یہ جہنم کی تہہ تک پانچ سو سال میں نہ پہنچ سکے گا (اس سے زیادہ عرصہ گرتا ہی چلا جائے گا)

شیخ ابراہیم بن نجیم المصری علیہ الرحمہ اپنی کتاب فِي بَيَانِ الرِّشْوَةِ میں فرماتے ہیں کہ رشوت لینا مطلقاً گناہ کبیرہ ہے۔ لینے والا حرام خور ہے، مستحق سخت عذاب جہنم ہے، رشوت دینا اگر مجبوری کی وجہ سے ہو، مثلاً اپنے اوپر سے ظلم کو دور کرنے کے لیے ہو تو حرج نہیں اور اپنا آتا وصول کرنے کو ہو تو حرام ہے اور لینے دینے والے دونوں جہنمی ہیں اور دوسرے کا حق دبانے یا اور کسی طرح ظلم کے لیے رشوت دے تو سخت تر حرام اور مستحق اشد غضب وانتقام ہے۔

☆ رشوت کو اپنا حق سمجھنا کیسا ہے؟

ملفوظات اعلیٰ حضرت میں ہے کہ کسی نے پوچھا۔ رشوت بھی اپنی خوشی سے دی جاتی ہے بلکہ چودھری سے تو مانگا اور مدعی نے انکار کیا۔ پھر جب چوہدری کا بہت اصرار ہو تو اس نے سب دے دیئے جس سے معلوم ہوا کہ وہ ناخوش تھا اور یہ

کہ خوشی سے دیتا ہوں، جھوٹ تھا اور رشوت تو بغیر طلب خود دی جاتی ہے پھر یہ کیوں جائز ہوا؟ اور وہ تو حرام ہی ہے اور چودھری کو جو پہلے لینا حرام تھا، اس کی وجہ بھی نیت رشوت ہوگی؟

جواب: انسانی خواہش وہاں تک معتبر ہے، جہاں تک نہی شرعی (یعنی شرعی ممانعت) نہ ہو، رشوت شرع نے حرام فرمائی ہے، وہ کسی کی خوشی سے حلال نہیں ہوسکتی۔ مجمع الزوائد میں صحیح حدیث میں فرمایا: رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں جہنمی ہیں۔

چودھری جو صلح ہوجانے پر صلح کرانے کا معاوضہ لیتے ہیں، وہ رشوت نہیں ہے بلکہ ایک جائز اجرت ہے۔ جاہلان بے خرد ایسی جگہ حق کا لفظ بولتے ہیں یہاں تک کہ رشوت خوار بھی یہی کہتا ہے کہ ہمارا حق دلوایئے، یہ کفر ہے کہ حرام کو حق کہا...... ورع کا مرتبہ وہی ہے جو تم نے کہا کہ ظاہر انداز سے مظنون ہوتا ہے کہ اس کا یہ دینا حقیقتاً خوشی سے نہ ہو، اگرچہ بظاہر صاف کہہ رہا ہے کہ میں خوشی سے دیتا ہوں، مگر شریعت مطہرہ میں زبان **مظہر مافی الضمیر** مانی گئی ہے۔ وہ جو کچھ ہے، قیاسی دلالت ہے اور یہ کہ خوشی سے دیتا ہوں، صریح تصریح ہے۔

☆رشوت عام ہو چکی ہے:

محترم حضرات! آپ نے رشوت کی نحوستیں احادیث کی روشنی میں سماعت فرمائیں۔اس کے بعد کچھ مسائل بھی سنے،موجودہ دور میں ایسا لگتا ہے کہ اکثر کاموں میں رشوت لازمی قرار دے دی گئی ہے اور اس کا نام بھی اب بدل دیا گیا ہے۔کہیں تحفہ کہہ کر،کہیں چائے پانی،کہیں بچوں کی مٹھائی اور کہیں اپنا حق کہہ کر وصول کی جاتی ہے۔صرف ایک سینٹرل جیل میں کسی ایک قیدی سے ملنے جائیں تو قیدی تک پہنچنے میں آٹھ مقامات پر چائے پانی وصول کیا جاتا ہے اور باقاعدہ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر چائے پانی کی صدائیں بلند ہوتی رہتی ہیں۔

کسٹم ہاؤس آپ جائیں تو وہاں بھی یہی حال ہے کہ ہر کاؤنٹر پر کچھ نہ کچھ جناح صاحب دینے ہی پڑتے ہیں اور بالآخر کلکٹر آف کسٹم کو بڑی اماؤنٹ (بڑی رقم) دینی پڑتی ہے جو کہ کسی سے بھی چھپی ہوئی نہیں ہے۔

قتل کا مجرم اپنے آپ کو چھڑانے کے لیے رشوت دے کر باعزت بری ہو جاتا ہے اور جس پر فقط الزام ہے،بے قصور ہے،وہ رشوت نہ دینے کی وجہ سے جیل میں چکی پیستا رہتا ہے۔سالہا سال تک جیل میں سڑتا رہتا ہے۔اس کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا۔معلوم ایسا ہوتا ہے جیسے رشوت دے کر انسان ہر چیز خرید

سکتا ہے، گواہ خرید سکتا ہے۔ پولیس والوں کو خرید سکتا ہے، پورا تھانہ خرید سکتا ہے، جج خرید سکتا ہے اور بہت کچھ خرید سکتا ہے۔ بس رشوت بھاری بھر کم ہونی چاہیے۔

آپ راستے سے گزریں تو سڑکوں پر ٹریفک پولیس والے عوام کو روکتے ہیں اور یہ مناظر دنیا دیکھتی ہے کہ جیسے ہی ٹریفک پولیس والے نے ہاتھ دیا، گاڑی والا اپنی حیثیت کے مطابق پچاس یا سو کا نوٹ ہاتھ میں رکھ لیتا ہے اور جیسے ہی ٹریفک پولیس کے قریب پہنچتا ہے، وہ نوٹ پکڑا کر آگے نکل جاتا ہے۔

آپ کو سرکاری ملازمت چاہیے تو رشوت دینی ہوگی۔ آپ کو اپنی اولاد کو اچھے نمبروں سے کامیاب کروانا ہے تو آپ کو رشوت دینی ہوگی۔ آپ کو حج اور عمرہ کا کوٹہ چاہیے، آپ کو رشوت دینی ہوگی۔ اپنا کام جلدی کروانا ہے، آپ کو رشوت دینی ہوگی۔ خواری سے بچنا ہے، رشوت دینی ہوگی۔ جلدی شناختی کارڈ بنوانا ہے، رشوت دینی ہوگی۔ نادرا کا نکاح نامہ، برتھ سرٹیفکیٹ، پاسپورٹ آپ کو جلدی بنوانا ہے، آپ کو رشوت دینی ہوگی۔ ایسا لگتا ہے کہ کوئی کام بغیر رشوت کے جلدی ہو ہی نہیں سکتا۔ ہر طرف رشوت کا بازار گرم ہے۔ ہر طرف حرام خوری پھیلی ہوئی ہے۔ اب آپ بتائیے کہ جہاں یہ حال ہو، وہاں روزی میں برکت کہاں ہوگی؟ وہاں بیماریاں کہاں جان چھوڑیں گی؟ وہاں مصیبتیں اور پریشانیاں کہاں جان

چھوڑیں گی؟ وہاں راحت وسکون کہاں ہوگا؟ یہ تو دنیاوی نحوستیں ہیں۔آخرت کا وبال تو اس سے بھی کہیں زیادہ ہے۔کون ہے جو جہنم کا عذاب سہہ سکے؟ ہم تو اتنے کمزور ہیں کہ معمولی سی گرمی بھی ہم سے برداشت نہیں ہوتی۔گرم پتیلی پر ہاتھ یا انگلی لگ جائے تو ہماری چیخ نکل جاتی ہے۔ہم جہنم کا عذاب کیسے برداشت کرسکیں گے؟

آیئے توبہ کرلیجئے۔زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں، جلدی کیجئے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو معاف کرنے والا مہربان ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تمام برائیوں سے خصوصاً رشوت جیسی نحوست سے محفوظ فرمائے۔آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

ریاکاری (دکھاوا)
کے نقصانات اور
اخلاص کی برکتیں

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَوَیۡلٌ لِّلۡمُصَلِّیۡنَ ۝ الَّذِیۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ ۝ الَّذِیۡنَ هُمۡ یُرَآءُوۡنَ ۝ وَ یَمۡنَعُوۡنَ الۡمَاعُوۡنَ ۝

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ ماعون سے آیت نمبر 4 تا 7 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا

فرمائے۔

معاشرتی برائیوں نے جہاں مسلمانوں کو سخت نقصان کی طرف دھکیلا ہوا ہے، وہیں ایک مہلک برائی ریا کاری یعنی دکھاوا بھی ہے۔ ریا کاری کا مرض دن بدن تیزی سے پھیلتا جارہا ہے۔ موجودہ پرفتن دور میں ہر خاص و عام اس برائی میں مبتلا ہے۔ کوئی کم مبتلا ہے، کوئی بہت زیادہ مبتلا ہے۔ وہی محفوظ ہے جس کے دل میں اخلاص کی دولت ہے جس کے اعمال میں للٰہیت ہے، جس کی عبادت کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہوتا ہے۔ بقیہ ہر خاص و عام ریا کاری کے ذریعہ اپنے اعمال برباد کررہے ہیں۔ قرآن و حدیث میں ریا کاری کو بہت بڑی تباہ کاری ارشاد فرمایا۔ چنانچہ سورۂ ماعون میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ○ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ○ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ○ وَ يَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ○

ترجمہ: تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں، وہ جو دکھاوا کرتے ہیں۔

دوسرے مقام پر سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 264 پر ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰىۙ-كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے صدقے باطل نہ کردو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر، اس کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرے۔

تیسرے مقام پر سورۂ نساء کی آیت نمبر 38 میں ارشاد فرمایا:

القرآن: وَ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِؕ-وَ مَنْ یَّكُنِ الشَّیْطٰنُ لَهٗ قَرِیْنًا فَسَآءَ قَرِیْنًا

ترجمہ: اور وہ جو اپنے مال لوگوں کے دکھاوے کو خرچ کرتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے، اللہ اور نہ قیامت پر، اور جس کا صاحب شیطان ہوا، تو کتنا برا مصاحب ہے۔

محترم حضرات! آپ نے قرآن مجید کی آیات سماعت فرمائیں اور ریاکاری کی تباہ کاری کو بھی سماعت فرمایا۔ اس کے علاوہ احادیث میں بھی ریاکاری کی سخت مذمت بیان فرمائی گئی ہے اور ہمارے آقا ومولا ﷺ نے

اپنے غلاموں کو ریا کاری سے بچنے کی ترغیب ارشاد فرمائی ہے۔اب آیئے آپ کی خدمت میں ریا کاری کے وبال کے متعلق احادیث پیش کرتا ہوں جنہیں سن کر ہم سب اپنی اپنی اصلاح کریں اور اس برائی سے بچیں۔آیئے سب سے پہلے ریا کاری کی تعریف سنتے ہیں۔

☆ریا کاری کی تعریف:

ریاء کے لغوی معنیٰ دکھاوے کے ہیں۔ریا کاری کی تعریف کچھ یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے علاوہ کسی اور ارادے سے عبادت کرنا،گویا عبادت سے یہ غرض ہو کہ لوگ اس کی عبادت پر آگاہ ہوں تاکہ وہ ان لوگوں سے مال بٹورے یا لوگ اس کی تعریف کریں یا اسے نیک آدمی سمجھیں یا اسے عزت وغیرہ دیں۔ (الزواجر جلد 1،صفحہ نمبر 76)

حدیث شریف = امام طبرانی علیہ الرحمہ نے معجم الاوسط میں حدیث نمبر 4213 نقل کیا ہے۔حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو روتے ہوئے دیکھا تو عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اس رونے کا کیا سبب ہے؟ ارشاد فرمایا: مجھے اپنی اُمّت پر شرک کا خوف ہے۔سنو! وہ سورج،چاند،بتوں اور پتھروں کی پوجا تو نہیں کریں گے لیکن اپنے اعمال میں

دکھاوا کریں گے۔

☆جس کو دکھانے کے لیے عمل کیا،

اجر بھی اسی سے لے لو:

حدیث شریف=امام طبرانی علیہ الرحمہ معجم الکبیر میں حدیث پاک نقل کرتے ہی۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جب لوگ اپنے اعمال کو لے کر آئیں گے تو ریا کاروں سے کہا جائے گا،ان کے پاس جاؤ جن کے لیے تم ریا کاری کیا کرتے تھے اوران کے پاس اپنا اجر تلاش کرو۔

☆ریا کار حافظ،شہید اور سخی کا انجام:

حدیث شریف = ترمذی شریف حدیث نمبر 2389 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن رب تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے ان پر تجلی فرمائے گا۔اس وقت ہر اُمّت گھٹنوں کے بل کھڑی ہوگی۔سب سے پہلے جن لوگوں کو بلایا جائے گا،ان میں ایک حافظ،دوسرا شہید اور تیسرا سخی ہوگا۔

رب تعالیٰ حافظ سے فرمائے گا: کیا میں نے تجھے اپنا رسول پر اتارا ہوا کلام نہیں سکھایا تھا؟ وہ عرض کرے گا: کیوں نہیں اے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

پھر تو نے اپنے علم پر کتنا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا: یارب! میں دن رات اسے پڑھتا رہا۔ رب تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا: تیرا مقصد تو یہ تھا کہ لوگ تیرے بارے میں یہ کہیں کہ فلاں شخص قاری قرآن ہے اور وہ تجھے دنیا میں کہہ لیا گیا (اب میرے پاس کچھ نہیں ہے)

پھر سخی کو لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا۔ کیا میں نے تجھ پر اپنی نعمتوں کو اتنا وسیع نہ کیا کہ تجھے کسی کا محتاج نہ ہونے دیا؟ وہ عرض کرے گا: کیوں نہیں اے رب! اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: تو نے میرے عطا کردہ مال کا کیا کیا؟ وہ عرض کرے گا: اس مال کے ذریعے صلہ رحمی کرتا اور تیری راہ میں صدقہ کیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹا ہے، اسی طرح فرشتے بھی اس سے کہیں گے کہ تو جھوٹا ہے، پھر رب تعالیٰ اس سے فرمائے گا: تیرا مقصد تو یہ تھا کہ تیرے بارے میں کہا جائے کہ فلاں بہت سخی ہے اور وہ تجھے دنیا میں کہہ لیا گیا (اب میرے پاس کچھ نہیں ہے)

پھر راہ خدا میں مارے جانے والے کو لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا: تجھے کیوں قتل کیا گیا؟ وہ عرض کرے گا: مجھے تیری راہ میں جہاد کرنے کا حکم دیا گیا تو میں تیری راہ میں لڑتا رہا اور بالآخر اپنی جان دی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹا ہے۔ اسی طرح فرشتے بھی اس سے کہیں گے کہ تو جھوٹا

ہے...... پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: تیرا مقصد تو یہ تھا کہ تیرے بارے میں کہا جائے کہ فلاں بہت بہادر ہے اور وہ تجھے دنیا میں کہہ لیا گیا (اب میرے پاس کچھ نہیں ہے)

پھر نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے وہ پہلے تین افراد ہیں جن سے قیامت کے دن جہنم کو بھڑکایا جائے گا۔

محترم حضرات! آپ نے حدیث شریف سنی۔ ساری زندگی محنت کر کے جو حافظ بنا، دوسرا میدانِ جنگ میں لڑتے لڑتے مارا گیا اور تیسرا جو کہ ساری زندگی اپنا مال راہ خدا میں خرچ کرتا رہا مگر دکھاوے کی وجہ سے وہ جہنم کا ایندھن بن گئے۔ یہ ہے ریا کاری کی تباہ کاری...... جس نے تینوں کے اعمال غارت کر دیے، اس مضمون کو دوسری حدیث شریف میں بھی بیان فرمایا گیا۔

☆ ریا کاری سے سارے اعمال برباد:

حدیث شریف = امام ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ اپنی مصنف میں حدیث نقل فرماتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن ابی زکریا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے اپنے عمل میں ریا کاری کی، اس کا سارا عمل برباد ہو گیا۔

☆ رائی کے دانے کے برابر ریا:

حدیث شریف = الترغیب والترہیب، کتاب الاخلاص جلد اول کے صفحہ نمبر 47 پر حدیث نمبر 54 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس عمل کو قبول نہیں کرتا جس میں رائی کے دانے کے برابر بھی ریا ہو۔

☆ جہنم کی ایک وادی:

حدیث شریف = طبرانی معجم الکبیر جلد 12 کے صفحہ نمبر 136 پر حدیث نمبر 12803 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم روزانہ چارسو مرتبہ پناہ مانگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ وادی اُمّت محمدیہ کے ان ریا کاروں کے لیے تیار کی ہے جو قرآن پاک کے حافظ، غیر اللہ کے لیے صدقہ کرنے والا، اللہ تعالیٰ کے گھر کے حاجی اور راہ خدا میں نکلنے والے ہوں گے۔

☆ ریا کار کی تین نشانیاں:

امام محمد غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم جلد 3 کے صفحہ نمبر 879 پر نقل کرتے ہیں کہ مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ریا کار کی تین نشانیاں ہیں۔

1......تنہائی میں سستی کرتا ہے۔

2......لوگوں کے سامنے چست (تروتازہ) رہتا ہے۔

3...... جب اس کی تعریف کی جائے، تو زیادہ عمل کرتا ہے اور مذمت کی جائے تو عمل میں کمی کرتا ہے۔

محترم حضرات! مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے ہمیں کسوٹی عطا فرمادی۔ اب ہم سب اپنے گریبان میں جھانکیں، کہیں ان میں سے کوئی نشانی ہم میں تو نہیں ہے۔ اگر ہے تو توبہ کریں اور اس چیز کو اپنے اندر سے نکال دیں تا کہ ہم ریاکاری کی تباہ کاری سے بچ جائیں۔

☆ قیامت کے دن ریاکاروں کے نام:

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم جلد 3 کے صفحہ نمبر 880 پر نقل ہے۔ فرماتے ہیں: قیامت کے دن ریاکار کو چار ناموں سے پکارا جائے گا۔ اے ریاکار!، اے دھوکے باز!، اے نقصان اٹھانے والے!، اے بدکار!...... جا اور اپنا ثواب اس سے لے جس کے لیے تو نے عمل کیا ہے۔ ہمارے پاس تیرے لیے کوئی اجر نہیں۔

محترم حضرات! ہائے ہمارا کیا بنے گا؟ روز محشر ہمارا کیا ہوگا؟ آج ہم نمازیں، روزے، زکوۃ، صدقات، خیرات، حج، تبلیغ دین اور دیگر اعمال میں ریاکاری شامل کر لیتے ہیں۔ روز محشر اگر ہمیں یہ کہہ دیا گیا کہ جاؤ جن کو دکھانے

کے لیے تم اعمال کرتے تھے، انہی سے اجر لے لو تو ہمارا کیا ہوگا۔ ہم کہاں جائیں گے۔ کس سے فریاد کریں گے۔

☆ ریاکار کی مثال:

امام محمد غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم جلد 3 کے صفحہ نمبر 369 پر ریاکاری کو اس مثال سے سمجھاتے ہیں مثلا کوئی شخص سارا دن بادشاہ کے سامنے کھڑا رہے جس طرح خدام کی عادت ہوتی ہے، لیکن اس کا مقصود بادشاہ کا قرب حاصل کرنا نہ ہو بلکہ اس کی کسی کنیز کو دیکھنا ہو تو یہ (یعنی اس شخص کا کھڑا ہونا) بادشاہ کے ساتھ یقینا مذاق ہے...... تو اس سے زیادہ قابل حقارت ونفرت اور کیا بات ہوگی کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کے کمزور ولا چار بندے کو دکھانے کے لیے کرے جو اس کو بالذات (یعنی ذاتی طور پر) نہ نفع پہنچا سکتا ہو نہ نقصان۔

امام محمد غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم جلد 3 کے صفحہ نمبر 880 پر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرماتے ہیں۔ جب بندہ دکھلاوا کرتا ہے تو رب تعالیٰ فرماتا ہے، میرے بندے کو دیکھو، میرے ساتھ ٹھٹھا یعنی مذاق کرتا ہے۔

محترم حضرات! آج ہمارا حال ایسا ہو چکا ہے کہ اگر ہم نماز پڑھ رہے ہوں اور دوران نماز ہمیں معلوم ہو جائے کہ کوئی ہمیں دیکھ رہا ہے تو ہم اپنی نماز کو اچھا

کر لیتے ہیں۔ نہایت ہی نیچی نگاہیں کیے اپنی نمازوں کو عاجزی و انکساری والا بنا دیتے ہیں۔ لوگ اگر دیکھ رہے ہوں تو ہاتھ میں تسبیح لے کر پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ سیٹھ صاحب سخاوت کریں تو میڈیا اور پرنٹ میڈیا پر تصویر آنی چاہیے۔ اگر مسجد میں کچھ صدقہ دے دیا تو امام صاحب سے کہیں گے، میرا نام لے کر جمعہ میں دعا کروا دیجئے گا۔ فلاحی ادارے والے راشن تقسیم کریں تو لازمی اخبارات میں تصویر آنی چاہیے۔ جب تک کیمرہ اسٹارٹ نہیں ہوتا، اس وقت تک نہ نعت شروع کرتے ہیں، نہ بیان شروع کرتے ہیں۔ کوئی نیک کام کریں تو فیس بک، واٹس اپ یعنی سوشل میڈیا پر تصویر آنی چاہیے۔ کوئی اچھا کام کیا تو دل مچل رہا ہوتا ہے کہ جلد از جلد لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ما بدولت نے یہ اچھا کام کیا ہے۔ بیان کیا تو دل خواہش کرتا رہتا ہے کہ جلد از جلد لوگ تعریف کریں، علم حاصل کر لیا تو اب سب کو معلوم ہو جائے کہ میں علامہ ہوں۔ حافظ قرآن بن گیا تو بس سب کو معلوم ہو جائے کہ میں حافظ قرآن ہوں۔ حج کر لیا تو فوراً اپنے نام کے ساتھ حاجی لکھنا شروع کر دیتے ہیں تا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ میں حاجی ہوں۔ الغرض کہ کوئی نیکی نہیں چھپتی، حضور مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفی رضا خان علیہ الرحمہ اپنے کلام میں اس کو یوں بیان کرتے ہیں۔

نفس بدکار نے دل پر یہ قیامت توڑی

عمل نیک کیا بھی تو چھپانے نہ دیا

محترم حضرات! ہم تمام نیک کام کرنے والوں پر ریا کاری کا حکم نہیں لگاتے۔ یہ عبادات نیتوں پر مبنی ہوتی ہیں۔ ہر مسلمان اپنی اپنی نیتوں پر غور کرلے اور خود ہی اپنی اصلاح کرلے، بس یہ یاد رکھئے گا کہ ریا کاری یعنی دکھاوے میں تباہ کاری ہی تباہ کاری ہے۔ کامیابی اور محشر میں بلند وبالا مقام صرف مخلص مسلمان کے لیے ہے جن کے دل میں اخلاص ہوگا، وہی دل مقام بارگاہ خدا ہے۔اب آیئے اخلاص کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں۔

☆اخلاص کے بغیر ثواب نہیں ملتا:

اللہ تعالیٰ سورۃ الشوریٰ کی آیت نمبر 20 میں ارشاد فرماتا ہے۔

القرآن: مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖۚ وَ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ

ترجمہ: جو آخرت کی کھیتی چاہے، ہم اس کے لیے کھیتی بڑھائیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہے، ہم اسے اس میں کچھ دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ نہیں۔

تفسیر نور العرفان سے اس آیت مبارکہ کے مختلف حصوں کی تفسیر سماعت

فرمائیں (جو آخرت کی کھیتی چاہے) یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا اور رسول پاک ﷺ کی خوشنودی چاہے، ریا کے لیے اعمال نہ کرے (ہم اس کی کھیتی بڑھائیں) یعنی اسے زیادہ نیکیوں کی توفیق دیں گے۔ نیک کام آسان کردیں گے۔ اعمال کا ثواب بے حساب بخشیں گے (اور جو دنیا کی کھیتی چاہے) کہ محض دنیا کمانے کے لیے نیکیاں کرے، عزت و جاہ (اور شہرت و واہ واہ) کے لیے عالم، حاجی بنے (مال) غنیمت (پانے) کے لیے غازی (بنے)، (اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں) کیونکہ اس نے آخرت کے لیے عمل کیے ہی نہیں۔ معلوم ہوا کہ ریا کار ثواب سے محروم رہتا ہے مگر شرعاً اس کا عمل درست ہے، ریا کی نماز سے فرض ادا ہوجائے گا مگر ثواب نہ ملے گا۔ اس لیے "فِي الْاٰخِرَةِ" (یعنی آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں) کی قید لگائی۔

☆مخلص کے اعمال کو اللہ تعالیٰ مشہور کردیتا ہے:

حدیث شریف = مسند امام احمد ابن حنبل جلد 4 کے صفحہ نمبر 57 پر حدیث نمبر 11230 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم میں سے کوئی شخص کسی ایسی سخت چٹان میں کوئی عمل کرے جس کا نہ تو کوئی دروازہ ہو اور نہ ہی روشندان، تب بھی اس کا عمل ظاہر ہوجائے گا اور جو ہونا ہوکر رہے گا۔

محترم حضرات! اس حدیث کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 7 کے صفحہ نمبر 145 پر فرماتے ہیں کہ اس فرمان عالی کا مقصد یہ ہے کہ تم ریا کر کے ثواب کیوں برباد کرتے ہو! تم اخلاص سے نیکیاں کرو، خفیہ (یعنی چھپ کر عبادت) کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری نیکیاں خودبخود لوگوں کو بتادے گا۔ لوگوں کے دل تمہیں نیک ماننے لگیں گے۔ یہ نہایت ہی مجرب (یعنی آزمایا ہوا) ہے۔ بعض لوگ خفیہ (یعنی چھپ کر) تہجد پڑھتے ہیں۔ لوگ خواہ مخواہ انہیں تہجد خواں کہنے لگتے ہیں۔ تہجد بلکہ ہر نیکی کا نور چہرے پر نمودار ہوجاتا ہے۔ جس کا دن رات مشاہدہ ہو (یعنی دیکھا جا) رہا ہے۔ لوگ حضور غوث پاک اور خواجہ اجمیری رحمہم اللہ کو ولی اللہ کہتے ہیں کیونکہ رب کہلوا رہا ہے۔ یہ ہے اس فرمان عالی کا ظہور۔

انسان مخلص کب ہوتا ہے۔ اس بارے میں اسلاف کرام کے چار اقوال سماعت فرمائیں۔

1......حضرت یحییٰ بن معاذ علیہ الرحمہ سے سوال کیا گیا۔ انسان کب مخلص ہوتا ہے؟ فرمایا: جب شیر خوار (یعنی دودھ پیتے) بچے کی طرح اس کی عادت ہو، شیر خوار بچے کی کوئی تعریف کرے تو اسے اچھی نہیں لگتی اور مذمت کرے تو بری نہیں لگتی۔ تو جس طرح وہ اپنی تعریف و مذمت سے بے پرواہ ہوتا ہے۔ اسی طرح

انسان جب اپنی تعریف و مذمت کی پرواہ نہ کرے تو مخلص کہا جا سکتا ہے (تنبیہ المغترین، ص 24)

2...... حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمہ سے کسی نے پوچھا: آدمی کو کس طرح معلوم ہو کہ وہ مخلص ہے؟ فرمایا: جب وہ اعمال صالحہ (یعنی نیکیوں) میں پوری کوشش صرف کر دینے کے باوجود اس بات کو ناپسند کرے، میں معزز (یعنی عزت والا) نہ سمجھا جاؤں۔

(تنبیہ المغترین، ص 23)

3...... کسی امام سے پوچھا گیا: مخلص کون ہے؟ فرمایا: مخلص وہ ہے جو اپنی نیکیاں اس طرح چھپائے جس طرح اپنی برائیاں چھپاتا ہے۔

(الزواجر جلد اول، ص 102)

4...... ایک اور بزرگ سے عرض کی گئی: اخلاص کی حد کہاں تک ہے؟ فرمایا: یہ کہ تمہیں یہ خواہش ہی نہ رہے کہ لوگ تمہاری تعریف کریں (الزواجر جلد اول، ص 102)

☆ مخلص کا تھوڑا عمل:

حدیث شریف = امام حاکم علیہ الرحمہ مستدرک جلد 5 کے صفحہ نمبر 435 پر

حدیث نمبر 7914 نقل فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے دین میں مخلص ہوجاؤ۔ تھوڑا عمل بھی تمہارے لیے کافی ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی رضا اخلاص میں ہے:

حدیث شریف = امام حاکم علیہ الرحمہ مستدرک جلد 3 کے صفحہ نمبر 65 پر حدیث نمبر 3330 نقل فرماتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو دنیا سے اس حال میں مرا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے تمام اعمال میں مخلص تھا اور نماز، روزے کا پابند تھا، اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے۔

☆ اُمّت آخری زمانے میں تین گروہ میں بٹ جائے گی:

حدیث شریف = امام طبرانی علیہ الرحمہ معجم الاوسط جلد 4 کے صفحہ نمبر 30 پر حدیث نمبر 5105 نقل فرماتے ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آخری زمانہ آئے گا تو میری اُمّت تین گروہ میں بٹ جائے گی۔ ایک گروہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گا۔ دوسرا دکھاوے کے لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گا اور تیسرا گروہ اس لیے عبادت کرے گا کہ وہ لوگوں کا مال ہڑپ کر جائے۔ جب اللہ تعالیٰ بروز قیامت

ان کو اٹھائے گا تو لوگوں کا مال کھا جانے والے سے فرمائے گا: میری عزت اور میرے جلال کی قسم! میری عبادت سے تیرا کیا ارادہ تھا؟ عرض کرے گا: تیری عزت اور تیرے جلال کی قسم! لوگوں کو دکھانا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اس کی کوئی نیکی میری بارگاہ میں مقبول نہیں، اسے دوزخ میں ڈال دو۔

پھر خالصتاً اپنی عبادت کرنے والے سے فرمائے گا: میری عزت اور میرے جلال کی قسم! میری عبادت سے تیرا کیا مقصود تھا؟ وہ عرض کرے گا: تیری عزت و جلال کی قسم! میرے ارادے کو تو بہتر جانتا ہے۔ میں نے تیری رضا چاہی۔ ارشاد فرمائے گا: میرے بندے نے سچ کہا، اسے جنت کی طرف لے جاؤ۔

☆پوشیدہ عمل افضل ہے:

حدیث شریف = کنز العمال جلد اول صفحہ نمبر 227 پر حدیث نمبر 1925 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ظاہری اعمال کے مقابلے میں پوشیدہ عمل ستر گنا افضل ہے۔

☆حضرت داؤد طائی علیہ الرحمہ کا اخلاص:

معدن اخلاق حصہ اول کے صفحہ نمبر 182 پر نقل ہے۔ حضرت داؤد طائی علیہ الرحمہ مسلسل چالیس سال تک روزے رکھتے رہے مگر آپ علیہ الرحمہ کے اخلاص کا یہ عالم تھا کہ اپنے گھر والوں تک خبر نہ ہونے دی۔ کام پر جاتے ہوئے دوپہر کا کھانا ساتھ لیتے اور راستے میں کسی کو دے دیتے۔ مغرب کے بعد گھر آ کر کھانا کھالیا کرتے۔

☆نیکیاں چھپانے والا غلام:

مکاشفۃ القلوب میں امام غزالی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں: ایک شخص نے ایک غلام خریدا۔ اس غلام نے کہا کہ اے میرے آقا! میں تین شرطیں لگاتا ہوں:

1......آپ مجھے فرض نماز سے منع نہیں کریں گے، جب اس کا وقت آجائے۔

2......آپ مجھے دن کو جو چاہیں، حکم دیں۔ رات کو حکم نہیں کریں گے۔

3......اپنے گھر میں میرے لیے ایک کمرہ جدا کر دیں،، جس میں میرے سوا کوئی دوسرا داخل نہ ہو۔

اس آدمی نے کہا: میں نے یہ شرطیں قبول کیں، پھر اس آدمی نے کہا کہ اپنے

لیے کمرہ پسند کرلو۔ چنانچہ غلام نے ایک خراب سا ٹوٹا پھوٹا سا کمرہ پسند کرلیا۔ اس آدمی نے کہا کہ اے غلام! تو نے خراب و خستہ کمرہ کیوں پسند کیا؟ غلام نے جواب دیا، میرے آقا آپ نہیں جانتے کہ ٹوٹا پھوٹا کمرہ بھی اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کے ذکر کی برکت سے باغ بن جاتا ہے۔ چنانچہ وہ غلام دن کو اپنے آقا کی خدمت کرتا اور رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا۔

کچھ مدت کے بعد ایک رات کو اس کا آقا گھر میں چلتے چلتے غلام کے کمرے میں پہنچ گیا تو دیکھا کہ کمرہ روشن ہے اور غلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہے اور اس کے سر پر آسمان وزمین کے درمیان ایک روشن قندیل لٹکی ہوئی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی وانکساری کے ساتھ مناجات کررہا ہے کہ اے اللہ! تو نے مجھ پر میرے آقا کا حق اور دن کو اس کی خدمت لازم کردی ہے۔ اگرچہ مصروفیت نہ ہوتی تو میں دن رات صرف تیری عبادت میں مصروف رہتا۔ اس لیے اے میرے رب! میرا عذر قبول فرمالے۔ آقا اسے دیکھتا رہا، یہاں تک کہ صبح ہوئی اور روشن قندیل واپس چلی گئی اور مکان کی چھت مل گئی۔

یہ سارا منظر دیکھ کر آقا واپس آگیا اور سب ماجرا اپنی بیوی کو سنایا۔ دوسری رات وہ اپنی بیوی کو بھی ساتھ لے کر غلام کے دروازے پر آیا تو دیکھا کہ غلام سجدے میں پڑا ہے اور قندیل اس کے سر پر ہے، وہ دونوں کھڑے ہوئے یہ

سب منظر دیکھ رہے تھے اور رو رہے تھے۔ آخر کار صبح ہوئی تو انہوں نے غلام کو بلا کر کہا: تم اللہ تعالیٰ کی خاطر آزاد ہو، تاکہ تم جو عذر پیش کر رہے تھے، وہ دور ہو جائے اور تم یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکو۔ غلام نے یہ سن کر اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا: اے صاحب راز! راز تو کھل گیا، اب راز کھلنے کے بعد میں زندگی نہیں چاہتا...... بس اسی وقت وہ غلام گرا اور اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

محترم حضرات! آپ نے سنا کہ اس نیک غلام کی عبادت اور اس کی کرامت کا پوشیدہ راز جب کھل گیا تو اس نیک غلام نے اب زندہ رہنا گوارا نہیں کیا کہ اب لوگ میری واہ واہ کریں گے، میری تعریف کریں گے لہذا اپنے رب سے ملاقات مانگ لی۔ اے کاش ہم بھی اس نیک غلام کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے اپنے نیک اعمال کو چھپانے والے بن جائیں کیونکہ اخلاص میں جو طاقت ہے، وہ کسی چیز میں نہیں ہے۔ اخلاص کے متعلق ایک واقعہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

☆اخلاص کی طاقت:

عیون الحکایات کے صفحہ نمبر 129 پر یہ واقعہ نقل ہے۔ حضرت مبارک بن

فضالہ رضی اللہ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کسی علاقے میں ایک بہت بڑا درخت تھا۔ لوگ اس کی پوجا کیا کرتے تھے اور اس طرح اس علاقے میں کفر وشرک کی وبا بہت تیزی سے پھیل رہی تھی۔ ایک مسلمان شخص کا وہاں سے گزر ہوا تو اسے یہ دیکھ کر بہت غصہ آیا کہ یہاں غیر اللہ کی عبادت کی جارہی ہے۔ چنانچہ وہ جذبۂ توحید سے معمور بڑی غضبناک حالت میں کلہاڑا لے کر اس درخت کو کاٹنے چلا...... اس کے ایمان نے یہ گوارا نہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کی جائے۔ اسی جذبہ کے تحت وہ درخت کاٹنے جارہا تھا کہ شیطان مردود اس کے سامنے انسانی شکل میں آیا اور کہنے لگا: تو اتنی غضبناک حالت میں کہاں جارہا ہے؟ اس مسلمان نے جواب دیا: میں اس درخت کو کاٹنے جارہا ہوں، جس کی لوگ عبادت کرتے ہیں۔ یہ سن کر شیطان مردود نے کہا: جب تو اس درخت کی عبادت نہیں کرتا تو دوسروں کا اس درخت کی عبادت کرنا تجھے کیا نقصان دیتا ہے؟ تو اپنے اس ارادے سے باز رہ اور واپس چلا جا۔ اس مسلمان نے کہا: میں ہرگز واپس نہیں جاؤں گا...... معاملہ بڑھا اور شیطان نے کہا: میں تجھے وہ درخت نہیں کاٹنے دوں گا۔

چنانچہ دونوں میں کشتی ہوگئی اور اس مسلمان نے شیطان کو پچھاڑ دیا۔ پھر شیطان نے اسے لالچ دیتے ہوئے کہا: اگر تو اس درخت کو کاٹ بھی دے گا تو

تجھے اس سے کیا فائدہ حاصل ہوگا؟ میرا مشورہ ہے کہ تو اس درخت کو نہ کاٹ، اگر تو ایسا کرے گا تو روزانہ تجھے اپنے تکیہ کے نیچے سے دو دینار ملا کریں گے۔ وہ شخص کہنے لگا: کون میرے لیے دو دینار رکھا کرے گا؟ شیطان نے کہا: میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں کہ روزانہ تجھے اپنے تکیے کے نیچے سے دو دینار ملا کریں گے۔ وہ شخص شیطان کی ان لالچ بھری باتوں میں آ گیا اور دو دینار کے لالچ میں اس نے درخت کاٹنے کا ارادہ ترک کیا اور واپس گھر لوٹ آیا۔ پھر جب صبح بیدار ہوا تو اس نے دیکھا کہ تکیہ کے نیچے دو دینار موجود تھے۔

پھر دوسری صبح جب اس نے تکیہ اٹھایا تو وہاں دینار موجود نہ تھے، اسے بڑا غصہ آیا اور کلہاڑا اٹھا کر پھر درخت کاٹنے چلا۔ شیطان پھر انسان کی شکل میں اس کے پاس آیا اور کہا...... کہاں کا ارادہ ہے؟ وہ کہنے لگا: میں اس درخت کو کاٹنے جا رہا ہوں جس کی لوگ عبادت کرتے ہیں۔ میں یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ لوگ غیر خدا کی عبادت کریں۔ لہذا میں اس درخت کو کاٹ کر ہی دم لوں گا۔ شیطان نے کہا: تو جھوٹ بول رہا ہے...... اب تو کبھی بھی اس درخت کو نہیں کاٹ سکتا۔ چنانچہ شیطان اور اس شخص کے درمیان پھر سے کشتی شروع ہوگئی۔ اس مرتبہ شیطان نے اس شخص کو بری طرح پچھاڑ دیا اور اس کا گلا دبانے لگا...... قریب تھا کہ اس شخص کی موت واقع ہوجاتی۔ اس نے شیطان سے پوچھا...... یہ تو بتا کہ تو

ہے کون؟ شیطان نے کہا: میں ابلیس ہوں اور جب تو پہلی مرتبہ درخت کاٹنے چلا تھا تو اس وقت بھی میں نے ہی تجھے روکا تھا لیکن اس وقت تو نے مجھے گرا دیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت تیرا غصہ اللہ تعالیٰ کے لیے تھا لیکن اس مرتبہ میں تجھ پر غالب آ گیا ہوں کیونکہ اب تیرا غصہ اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں بلکہ دیناروں کے نہ ملنے کی وجہ سے ہے۔ لہذا اب تو کبھی بھی میرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

محترم حضرات! آپ نے اخلاص کی طاقت دیکھی۔ اللہ تعالیٰ کے دشمن شیطان کو بھی عابد نے اخلاص کی طاقت سے گرا یا۔ اخلاص کی کتنی طاقت ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اخلاص کی دولت نصیب فرمائے۔ آمین

☆ نیکی کا بدلہ:

کیمیائے سعادت جلد 2 کے صفحہ نمبر 700 پر نقل ہے۔ ایک شخص حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ کے پاس کوئی تحفہ لایا۔ آپ نے اسے لینے سے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تجھ سے یہ تحفہ نہیں لے سکتا، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کبھی تو نے مجھ سے علم کی کوئی بات سیکھی ہو اور یہ تحفہ اس نیکی کا بدلہ بن جائے۔ نتیجتاً میں ثواب سے محروم ہو جاؤں گا۔ اس نے عرض کی: حضور! میں نے کبھی بھی آپ سے علم دین نہیں سیکھا۔ آپ نے فرمایا: ہاں، یاد آیا، تیرے بھائی نے مجھ سے علم

سیکھا تھا...... یہ کہہ کر اسے واپس لوٹا دیا۔

☆ثواب ہی کافی ہے:

عیون الحکایات کے صفحہ نمبر 45 پر نقل ہے۔ امام اوزاعی علیہ الرحمہ نے ایک روز خلیفہ ابوجعفر منصور کو اس کے مطالبے پر کچھ نصیحتیں فرمائیں۔ جب امام اوزاعی علیہ الرحمہ وہاں سے جانے لگے تو خلیفہ منصور نے تحائف اور رقم وغیرہ آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہی مگر آپ نے تحائف اور رقم لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا: مجھے ان چیزوں کی ضرورت نہیں کیونکہ میں اپنی دینی نصیحتوں کو دنیوی حقیر مال کے بدلے فروخت نہیں کرنا چاہتا (یعنی مجھے میرے رب کی طرف سے ملنے والا اجر ہی کافی ہے)

☆وصال کے بعد سخاوت کا پتہ چلا:

کتاب سیر اعلام النبلاء جلد 5 کے صفحہ نمبر 336 پر نقل ہے۔ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں دو مرتبہ اپنا مال راہ خدا میں خیرات کیا اور آپ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ آپ بہت سے غرباء اہل مدینہ کے گھروں میں ایسے پوشیدہ طریقوں سے رقم بھیجا کرتے تھے کہ ان غرباء کو خبر ہی نہیں ہوتی تھی کہ یہ کہاں سے آتا ہے؟ مگر جب آپ کا وصال ہو گیا تو ان غریبوں کو پتہ چلا کہ

یہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی سخاوت تھی۔

☆فتوے پر فیس:

امام اہلسنت شاہ احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ سے ناواقفی کی بنیاد پر فیس کا پوچھ لیا۔ جواباً فرمایا: یہاں بحمد للہ فتویٰ پر کوئی فیس نہیں لی جاتی۔ کبھی ایک پیسہ نہ لیا گیا اور نہ لیا جائے گا۔ معلوم نہیں کون لوگ ایسے پست ہمت ہیں جنہوں نے یہ صیغہ کسب کا اختیار کر رکھا، جس کے باعث دور دور کے ناواقف مسلمان کئی بار پوچھ چکے ہیں کہ فیس کیا ہوگی۔

بھائیو! میں تم سے اس پر اجرت نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو سارے جہان کے پروردگار پر ہے، اگر وہ چاہے۔

☆یہاں تعویذ نہیں بکتا:

حیات اعلیٰ حضرت جلد اول کے صفحہ نمبر 1171 پر یہ واقعہ نقل ہے۔ حضرت سید ایوب علی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک صاحب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت میں مٹھائی لے کر حاضر ہوئے۔ اعلیٰ حضرت نے پوچھا: کیسے تکلیف فرمائی؟ انہوں نے عرض کیا: سلام کرنے حاضر ہوا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد اعلیٰ حضرت نے پھر پوچھا کہ کیا کوئی کام ہے؟ انہوں نے عرض کیا: حضور! طبیعت

پوچھنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ یہ سن کر اعلیٰ حضرت نے فرمایا: عنایت نوازش...... پھر تیسری مرتبہ اعلیٰ حضرت نے پوچھا کوئی کام تو نہیں ہے؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ اس کے بعد اعلیٰ حضرت نے وہ مٹھائی مکان میں بھجوادی۔

اب وہ صاحب تھوڑی دیر کے بعد ایک تعویذ کی درخواست کرتے ہیں...... اعلیٰ حضرت نے فرمایا: میں نے تو آپ سے تین بار دریافت کیا مگر آپ نے کچھ نہ بتایا...... اچھا تشریف رکھئے۔ اندر سے مٹھائی منگوائی اور تعویذ سمیت دے کر فرمایا کہ یہاں تعویذ بکتا نہیں ہے۔

محترم حضرات! ہمارے اکابرین کا کیسا اخلاص تھا۔ اس کی مخلوق سے کوئی غرض نہ تھی۔ ان کا ہر ہر عمل اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی خوشنودی کے لیے ہوتا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ مخلوق کیا دے گی دو تعریفی بول، چند ٹکے پھر دس بار سنائے گی۔ انسان اس مولا کے لیے ہر عمل کرے جو حقیقت میں اجر وثواب دینے والا ہے اور کسی کی یہ طاقت نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص کی دولت نصیب فرمائے۔ آمین

میرا ہر عمل بس ترے واسطے ہو
کر اخلاص ایسا عطا یاالٰہی

وَمَا عَلَيۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ

اُمّت کے بہترین لوگ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ الَّذِیۡنَ یَبِیۡتُوۡنَ لِرَبِّهِمۡ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا

صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ فرقان سے آیت نمبر 64 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو مٹی سے پیدا فرمایا مگر ان انسانوں میں افضل و

بہتر ایمان والے ہیں۔ ایمان والوں میں سب سے افضل و بہتر اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ ڈرنے والے مومن ہیں۔ اسی طرح اُمّت میں بھی افضل و بہتر لوگ بے شمار ہیں۔ احادیث میں ان خوش نصیبوں کا ذکر موجود ہے۔ آج میں نے مناسب سمجھا کہ ان تمام احادیث کو بیان کرنے کی عادت حاصل کروں چنانچہ اب ان خوش نصیبوں کا ذکر سنتے جائیں اور اپنا ایمان تازہ کرتے جائیں اور عمل کی بھی مکمل کوشش کریں۔

1: بہترین آدمی وہ جو دوسروں کو نفع پہنچائے:

حدیث شریف = کنزالعمال جلد 8 کے صفحہ نمبر 53 پر حدیث نمبر 44147 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے۔

محترم حضرات! لوگوں کو نفع پہنچانے کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں۔

1۔ دینی نفع   2۔ دنیاوی نفع

1۔ دینی نفع پہنچانے کی صورتیں:

جیسے کسی کو کلمہ پڑھا کر دامن اسلام سے وابستہ کرنا، کسی کو شرعی مسائل سکھا دینا، کسی کا عقیدہ مضبوط کرنا، کسی پر کوشش کر کے اسے گناہوں سے توبہ کروا دینا۔

2۔ دنیاوی نفع پہنچانے کی صورتیں:

کوئی راستہ بھولنے والے کو رستہ بتانا، راستہ میں پڑے کسی زخمی کو اسپتال پہنچانا، کسی مظلوم کی مدد کرنا، کسی بوڑھے کو سہارا دے کر اس کی منزل تک پہنچا دینا، نابینا کو سہارا دینا، ضرورت مند کی حاجت پوری کرنا، غریب لوگوں کے بچوں کو مفت پڑھانا، اپنا ہنر آگے کسی کو سکھا کر نفع پہنچانا، کسی کی جائز کام میں سفارش کرنا، اگر کوئی مسلمان پریشان ہو، اس کی پریشانی دور کرنا۔

2۔ تمہارے بہترین لوگ وہ ہیں

جو وعدہ پورا کرتے ہیں:

حدیث شریف = مسند ابی یعلیٰ اور مسند ابی سعید الخُدری جلد اول کے صفحہ نمبر 451 پر حدیث نمبر 1047 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے بہترین لوگ وہ ہیں جو وعدہ پورا کرنے والے اور نیک طبیعت کے مالک ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ گمنام اور پرہیز گار بندے کو پسند فرماتا ہے۔

حدیث شریف = بخاری شریف میں حدیث نمبر 3179 نقل ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان عہد شکنی اور وعدہ خلافی کرے، اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام

انسانوں کی لعنت ہے اور اس کا نہ کوئی فرض قبول ہوگا، نہ نفل۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 4 کے صفحہ نمبر 209 پر اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: جو مسلمان دوسرے مسلمان کے ذمہ یا اس کی دی ہوئی امان توڑے یا اس کے کیے ہوئے وعدے کے خلاف کرے، اس پر لعنت ہے۔

☆رسول اللہ ﷺ کا وعدہ:

کتاب الشفاء کے صفحہ نمبر 126 پر امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ پر فرماتے ہیں کہ حضرت ابو الحمساء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اعلان نبوت سے پہلے میں نے حضور ﷺ سے کچھ سامان خریدا۔ اسی سلسلے میں آپ کی کچھ رقم میرے ذمے باقی رہ گئی۔ میں نے آپ ﷺ سے کہا: آپ یہیں ٹھہریئے، میں ابھی گھر سے رقم لاکر اسی جگہ پر آپ کو دیتا ہوں۔ حضور ﷺ نے اسی جگہ ٹھہرنے کا وعدہ فرمالیا مگر میں گھر آکر اپنا وعدہ بھول گیا۔ پھر تین دن کے بعد مجھے جب خیال آیا تو رقم لے کر اس جگہ پر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضور ﷺ اسی جگہ ٹھہرے ہوئے میرا انتظار فرمارہے ہیں۔ مجھے دیکھ کر آپ ﷺ کی پیشانی پر بل نہیں آیا اور اس کے سوا آپ ﷺ نے اور کچھ نہیں فرمایا کہ اے نوجوان! تم نے تو مجھے مشقت میں ڈال دیا کیونکہ میں اپنے وعدے کے مطابق تین دن سے یہاں تمہارا انتظار

کررہا ہوں۔

☆وعدہ خلافی کیا ہے؟

حدیث پاک میں ہے: وعدہ خلافی یہ نہیں کہ ایک شخص وعدہ کرے اور اسے پورا کرنے کی نیت بھی رکھتا ہو پھر پورا نہ کرسکے بلکہ وعدہ خلافی تو یہ ہے کہ وعدہ تو کرے مگر پورا کرنے کی نیت نہ ہو پھر پورا نہ کرے (شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ جلد 2،ص 868،حدیث نمبر 1881)

ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور اس کی نیت پورا کرنے کی ہو پھر پورا نہ کرسکے، وعدہ پر نہ آسکے تو اس پر گناہ نہیں۔

(ابوداؤد، کتاب الادب، جلد 4،ص 388،حدیث نمبر 4995)

3: تم سب میں بہترین وہ ہے جو دنیا سے بے رغبتی رکھنے والا ہے:

حدیث شریف = شعب الایمان جلد 7 کے صفحہ نمبر 343 پر حدیث نمبر 10521 نقل ہے۔صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور پاک ﷺ سے عرض کی: ہم سب میں بہتر کون ہے؟ ارشاد فرمایا: تم میں سب سے بہترین وہ ہے جو

دنیا سے بے رغبتی اور آخرت میں رغبت رکھنے والا ہو۔

☆ دنیا سے بے رغبتی کسے کہتے ہیں؟

علامہ عبدالرؤف مناوی علیہ الرحمہ فیض القدیر جلد 3 کے صفحہ نمبر 666 پر اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔ دنیا کے فنا اور عیب دار ہونے کی وجہ سے بے رغبتی کرے اور آخرت کی بزرگی اور ہمیشہ رہنے کی وجہ سے آخرت میں رغبت رکھے، عقلمند وہ ہے جو دنیا اور دنیا کے میل کچیل سے اپنے آپ کو بچائے اور دنیا کو اپنا خادم بنائے۔ ضرورت کے مطابق دنیا جمع کرے، اور اس کے علاوہ دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرے کیونکہ کوئی دنیا سے مونہہ موڑتا ہے تو دنیا اس کے پاس ذلیل ہوکر آتی ہے، جو شخص دنیا کمانے کی خاطر جتنا دنیا کے پیچھے بھاگتا ہے، دنیا اس سے اتنی ہی بھاگتی ہے۔ جیسے سایہ سورج کی طرف مونہہ کر کے چلنے والے پیچھے پیچھے آتا اور سورج سے پیٹھ پھیر کر چلنے والے کے آگے آگے بھاگتا ہے۔ اگر یہ شخص اپنے آگے بھاگنے والے سایہ کو پکڑنے کی کوشش کرے بھی تو ناکام ہوگا۔

☆ دنیا سے بے رغبتی کی فضیلت:

حدیث شریف = مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الرقاق جلد 2 کے صفحہ نمبر 247 پر

حدیث نمبر 5178 نقل ہے۔حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک شخص بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: یارسول اللہ ﷺ! کسی ایسے کام کے لیے میری راہنمائی فرمایئے، جسے میں کروں تو اللہ کریم مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی محبت کریں۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا سے بے رغبت رہو۔اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور لوگوں کی چیزوں سے بے نیاز رہو،لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔

☆دل وجان کو راحت:

حدیث شریف = مجمع الزوائد،کتاب الزہد جلد 10 کے صفحہ نمبر 509 پر حدیث نمبر 18058 نقل ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: دنیا سے بے رغبتی دل وجان کو راحت بخشتی ہے۔

4: بہترین آدمی وہ ہے جس کے شر سے لوگ محفوظ رہیں:

حدیث شریف = شعب الایمان جلد 7 کے صفحہ نمبر 539 پر حدیث نمبر 11267 نقل ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایاں تم سب میں بہترین آدمی وہ ہے جس کے شر سے محفوظ رہا جائے اور اس سے بھلائی کی امید رکھی جائے۔

حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی علیہ الرحمہ فیض القدیر جلد 3 کے صفحہ نمبر

666 پر اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں جو شخص بھلائی کے کام کرتا ہو یہاں تک کہ لوگوں میں اسی حوالے سے جانا جاتا ہو، اسی شخص سے بھلائی کی امید رکھی جاتی ہے۔جس کی بھلائیاں زیادہ ہوں تو دل اس کے شر سے محفوظ ہوتے ہیں۔ جب آدمی کے دل میں ایمان محفوظ ہوتا ہے تو اس سے بھلائی کی امید رکھی جاتی ہے۔لوگ اس کی برائی سے محفوظ ہوتے ہیں، جب ایمان کمزور ہوتا ہے تو بھلائی کم ہوجاتی اور برائی غالب ہوجاتی ہے۔

☆ناکام شخص:

حدیث شریف = مسند اسحاق بن راھویہ جلد 2 کے صفحہ نمبر 88 پر نقل ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص فلاح نہ پائے گا جس کی عزت لوگ صرف اس کے شر کے خوف سے کریں۔

محترم حضرات! مسلمان اپنے مسلمان بھائی کا خیر خواہ ہوتا ہے، کامل مسلمان وہی ہے جس کی زبان و ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔اس لیے کوشش کریں کہ کبھی بھی ہماری زبان، ہاتھ اور مال سے کسی بھی مسلمان کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

5: بہتر وہ جن کو دیکھ کر خدا یاد آئے:

حدیث شریف = جامع الصغیر جزء 2 کے صفحہ نمبر 244 پر حدیث نمبر 3995 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم سب میں بہترین وہ ہے جس کا دیدار تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلائے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المفاتیح جلد 6 کے صفحہ نمبر 484 پر فرماتے ہیں۔ان کے چہروں پر انوار و آثار عبادت ایسے ہوں کہ انہیں دیکھتے ہی رب یاد آ جائے۔ان کے چہرے آئینہ خدا نما ہوں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ علی کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے۔اس حدیث کی شرح میں مرقاۃ جلد 8 کے صفحہ نمبر 608 پر امام ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جو مولا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھتا تھا' وہ کہہ اٹھتا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ! کیسا کریم، بہادر، حلیم، عالم اور جوان ہے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی مزید فرماتے ہیں: حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ کے مزار مقدس پر پہنچ کر دل کی دنیا بدل جاتی ہے، مصری عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے جمال کو دیکھتے ہی کہا تھا: ہا شا اللہ، یہ ہے اللہ تعالیٰ کی یاد آ جانا......

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اشعۃ اللمعات جلد 4 کے صفحہ نمبر 89 پر فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مکہ معظّمہ کے بازار میں سر

نیچا کیے جارہا تھا کہ اچانک ایک شخص پر نظر پڑی۔ میرے مونہہ سے فورا

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ لَهُ الۡمُلۡكُ وَلَهُ الۡحَمۡدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيۡءٍ قَدِيۡرٌ جاری ہوگیا۔

6: بہتر وہ ہے جو اہل وعیال کے ساتھ بہتر ہو:

حدیث شریف = شعب الایمان جلد 6 کے صفحہ نمبر 415 پر حدیث نمبر 8720 نقل ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم سب میں بہترین وہ ہے جو اپنی عورتوں اور بچیوں کے ساتھ اچھا ہو۔

☆ کامل ایمان والا:

حدیث شریف = ترمذی شریف کتاب الرضاع میں حدیث نمبر 1165 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کامل ایمان والوں میں سے وہ بھی ہے جو عمدہ اخلاق والا ہے اور تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے ساتھ سب سے اچھا ہو۔

☆ بیٹی کی فضیلت:

حدیث شریف = امام حاکم علیہ الرحمہ مستدرک کی جلد 5 کے صفحہ نمبر 248

پر حدیث نمبر 7428 نقل فرماتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: جس کے یہاں بیٹی پیدا ہوا اور وہ اسے ایذا نہ دے اور نہ ہی برا کہے اور نہ بیٹے کو بیٹی پر فضیلت دے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

7: دنیا کا بہترین سامان نیک بی بی ہے:

حدیث شریف = مسلم کتاب الرضاع میں حدیث نمبر 1467 نقل ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: دنیا کا بہترین سامان نیک بی بی ہے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 5 کے صفحہ نمبر 4 پر اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں کیونکہ نیک بیوی مرد کو نیک بنا دیتی ہے۔ وہ اخروی نعمتوں سے ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً کی تفسیر میں فرمایا کہ خدایا ہم کو دنیا میں نیک بیوی دے۔ آخرت میں اعلیٰ حور عطا فرما اور آگ یعنی خراب بیوی کے عذاب سے بچا۔ جیسے اچھی بیوی خدا کی رحمت ہے۔ ایسے ہی بُری بیوی خدا کا عذاب۔

☆ مال جمع کرنے سے بہتر:

حدیث شریف = ابوداؤد، کتاب الزکوٰۃ میں حدیث نمبر 1664 نقل

ہے۔رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں وہ بہترین چیز نہ بتاؤں جو آدمی جمع کرے، وہ اچھی بیوی ہے کہ جب اسے دیکھے تو پسند آئے اور جب اسے حکم دے تو وہ فرماں برداری کرے اور جب مرد غائب ہو تو اس کی حفاظت کرے۔

☆نیک عورت سونے سے زیادہ نفع بخش ہے:

فیض القدیر جلد اول کے صفحہ نمبر 595 پر ایک بزرگ کا قول نقل ہے۔نیک عورت سونے سے زیادہ نفع بخش ہے کیونکہ سونا خرچ ہونے کے بعد ہی نفع دیتا ہے جبکہ بیوی جب تک تمہارے ساتھ ہے۔تم اسے دیکھ کر خوش ہوتے ہو، اس سے اپنی فطرت حاجت پوری کرتے ہو۔ضرورت پڑنے پر اس سے مشورہ کرتے ہو تو وہ تمہارے راز کی حفاظت کرتی ہے۔اپنے کاموں میں اس سے مدد طلب کرتے ہو تو تمہاری اطاعت کرتی ہے، نیز تمہاری غیر موجوگی میں تمہارے اہل و مال کی حفاظت کرتی ہے۔اگر عورت میں صرف یہ بھلائی ہوتی کہ وہ تمہارے نطفے کی حفاظت اور تمہاری اولاد کی پرورش کرتی ہے تو اس کی فضیلت کے لیے اتنا ہی کافی تھا۔

8: بہتر وہ جو قرض اچھی طرح ادا کرے:

حدیث شریف = مسلم شریف میں حدیث نمبر 1600 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین شخص وہ ہے جو قرض اچھی طرح ادا کرے۔

☆ قرض اچھی نیت سے لیجئے:

حدیث شریف = بخاری شریف میں حدیث نمبر 2387 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جو لوگوں کے مال قرض لے جس کے ادا کردینے کا پختہ ارادہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اس سے ادا کرا ہی دیتا ہے اور جوان کے برباد کرنے کا ارادہ کرے تو اللہ اس پر بربادی ڈالتا ہے۔

☆ تنگ دست مقروض کو مہلت دینے کی فضیلت:

حدیث شریف = بخاری شریف، کتاب البیوع میں حدیث نمبر 2078 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے خادم کو کہہ رکھا تھا کہ جب تو کسی تنگ دست کے پاس تقاضا کو جائے تو اسے معاف کردے۔ ہوسکتا ہے کہ رب تعالیٰ ہم کو معاف کردے۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو معاف فرما دیا۔

9: سب سے بہترین پڑوسی:

حدیث شریف = ترمذی میں حدیث نمبر 1951 نقل ہے۔ رسول

اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہترین پڑوسی ہے جو اپنے پڑوسیوں کے لیے زیادہ بہتر ہے۔

علامہ عبدالرؤف مناوی علیہ الرحمہ فیض القدیر میں اس حدیث کی شرح فرماتے ہیں۔ ہر وہ شخص جو اپنے پڑوسی کا زیادہ خیرخواہ ہوگا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے افضل ہوگا۔ اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے برا پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے ساتھ برا ہو۔

☆ پڑوسی کے حقوق:

حدیث شریف = طبرانی المعجم الکبیر جلد 19 کے صفحہ نمبر 419 پر حدیث نمبر 3998 نقل ہے۔ حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! مجھ پر پڑوسی کے کیا حقوق ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو، اگر فوت ہوجائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرو، اگر قرض مانگے تو اسے قرض دے دو اور اگر وہ عیب دار ہوجائے تو اس کی پردہ پوشی کرو۔

☆ جنتی اور جہنمی عورت:

حدیث شریف = مسند امام احمد ابن حنبل جلد 3 کے صفحہ نمبر 441 پر حدیث

نمبر 9681 نقل ہے۔ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! فلاں عورت کا تذکرہ اس کی نماز،صدقہ اورروزوں کی کثرت کی وجہ سے کیاجاتاہے مگروہ اپنی زبان سے پڑوسیوں کوتکلیف دیتی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: وہ جہنمی ہے۔

اس نے پھر عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! فلاں عورت نمازوروزے کی کمی اور پنیر کے ٹکڑے صدقہ کرنے کے باعث پہچانی جاتی ہے اور اپنے پڑوسیوں کو ایذا بھی نہیں دیتی تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جنتی ہے۔

10: سب سے بہتر وہ جو کھانا کھلائے:

حدیث شریف = مسند امام احمد ابن حنبل جلد 9 کے صفحہ نمبر 240 پر حدیث نمبر 23981 نقل ہے۔رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: تم سب میں بہتر وہ ہے جو کھانا کھلائے اور سلام کا جواب دے۔

علامہ عبدالرؤف مناوی علیہ الرحمہ اس حدیث پاک کے تحت فیض القدیر جلد 3 کے صفحہ نمبر 662 پر فرماتے ہیں، کھانا کھلانا بھائیوں، پڑوسیوں اور غرباء و مساکین سب کوشامل ہے۔

☆جہنم سے دور کردے گا:

حدیث شریف = شعب الایمان جلد 3 صفحہ نمبر 317 پر حدیث نمبر 3368 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے مسلمان بھائی کو کھانا کھلایا، یہاں تک کہ وہ سیر ہو گیا اور پانی پلایا یہاں تک کہ وہ سیراب ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کھلانے والے کو جہنم سے سات خندقوں کی مسافت دور کر دے گا۔ ہر دو خندقوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔

☆ فتویٰ بھی دیتے ہیں کھانا بھی کھلاتے ہیں:

تاریخ مدینہ دمشق جلد 37 کے صفحہ نمبر 480 پر نقل ہے۔ حضرت ابراہیم تجمی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی (دیہات کا رہنے والا) حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوا۔ آپ کے گھر کے ایک جانب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فتویٰ دیا کرتے، ان سے جو بھی سوال کیا جاتا، اس کا جواب دیتے اور دوسری جانب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہر آنے والے کو کھانا کھلاتے۔ یہ دیکھ کر اس اعرابی نے کہا: جو دنیا اور آخرت کی بھلائی چاہتا ہے وہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے گھر ضرور آئے کیونکہ یہ فتویٰ، لوگوں کو فقہ سکھاتے اور یہ کھانا بھی کھلاتے ہیں۔

☆ اللہ کی رضا کی خاطر کھانا کھلایئے:

حدیث شریف = مسند الفردوس جلد اول صفحہ نمبر 363 پر حدیث نمبر 2692 نقل ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اُمّت کے بہترین لوگ وہ ہیں جو لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور اس کھلانے میں ریا کاری اور سمعہ (یعنی اس لیے کام کرنا کہ لوگ سنیں گے اور اچھا جانیں گے) نہیں ہوتا۔

11۔توبہ کرنے والے سب سے بہترین:

حدیث شریف = مسند بزار جلد 2 کے صفحہ نمبر 280 پر حدیث نمبر 700 نقل ہے۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم سب میں بہترین وہ ہیں جو فتنوں میں مبتلا ہو، توبہ کرتا ہو۔

امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فتح الباری جلد 14 کے صفحہ نمبر 399 پر فرماتے ہیں۔اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ بار بار گناہ ہوجانے کے بعد بار بار توبہ کرتے ہیں، جب کبھی آدمی سے گناہ ہو تو فوراً اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرے، توبہ ایسی نہ ہو کہ صرف زبان پر اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ہو اور دل گناہوں پر اڑا رہے، ایسی توبہ خود توبہ کی محتاج ہے۔

☆تیری توبہ قبول کرلیں گے:

مکاشفۃ القلوب صفحہ نمبر 62 پر نقل ہے۔بنی اسرائیل میں ایک جوان تھا

جس نے بیس سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی پھر بیس سال تک نافرمانی کی پھر آئینہ دیکھا تو داڑھی میں بال سفید تھے۔ وہ غم زدہ ہوگیا اور کہنے لگا: اے میرے خدا! میں نے بیس سال تک تیری عبادت کی اور بیس سال تک تیری نافرمانی کی۔ اگر میں تیری طرف آؤں تو کیا میری توبہ قبول ہوگی؟ اس نے کسی کہنے والے کی آواز سنی: تم نے ہم سے محبت کی، ہم نے تم سے محبت کی، پھر تم نے ہمیں چھوڑ دیا اور ہم نے بھی تجھے چھوڑ دیا...... تو نے ہماری نافرمانی کی اور ہم نے تجھے مہلت دی اور اگر تو توبہ کر کے ہماری طرف آئے گا تو ہم تیری توبہ قبول کرلیں گے۔

12۔ بہترین شخص جو قرآن سیکھے اور سکھائے:

حدیث شریف = بخاری شریف، کتاب فضائل القرآن میں حدیث نمبر 5027 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو خود قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 3 صفحہ نمبر 217 پر اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔ قرآن سیکھنے سکھانے میں بہت وسعت ہے، بچوں کو قرآن کے ہجے روزانہ سکھانا، قاریوں کا تجوید سیکھنا سکھانا، علماء کا قرآنی احکام بذریعہ حدیث وفقہ سکھانا، صوفیائے کرام کا اسرار ورموز قرآن بسلسلہ طریقت

سیکھنا سکھانا سب قرآن ہی کی تعلیم ہے۔

13۔بہترین لوگ جو پاکیزہ دل سچی زبان والے ہیں:

حدیث شریف = شعب الایمان جلد 4 کے صفحہ نمبر 205 پر حدیث نمبر 4800 نقل ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں بہترین وہ ہیں جو قلب محموم اور سچی زبان کے مالک ہیں۔ جب قلب محموم کے بارے میں پوچھا گیا تو رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس سے مراد وہ دل ہے جو سرکشی، حسد اور دیگر گناہوں سے پاک ہو۔عرض کی گئی: ایسا دل کسی کا ہوسکتا ہے؟ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: جو شخص دنیا سے نفرت اور آخرت سے محبت کرے، پھر عرض کی گئی: ایسا شخص کون ہوسکتا ہے؟ فرمایا: وہ مومن جو حسن اخلاق کا مالک ہو۔

14۔بہتر شخص جس کا اخلاق اچھا ہے:

حدیث شریف = بخاری، کتاب المناقب میں حدیث نمبر 3559 نقل ہے۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس کا اخلاق اچھا ہے۔

☆بہترین اخلاق والا کون؟

حدیث شریف = امام طبرانی المعجم الاوسط جلد 4 کے صفحہ نمبر 160 پر حدیث

نقل ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیا میں تمہیں دنیا و آخرت کے سب سے بہترین اخلاق والے کے بارے میں نہ بتاؤں؟ جو تم سے تعلق توڑے، تم اس سے تعلق جوڑو اور جو تمہیں محروم کرے اس کو عطا کرو اور جو تم پر ظلم کرے، اسے معاف کر دو۔

15۔ بہتر وہ شخص ہے جو اللہ کی طرف بلائے:

حدیث شریف = الجامع الصغیر صفحہ نمبر 243 پر حدیث پاک نقل ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اُمّت میں بہتر وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا محبوب بنائے۔

علامہ عبد الرؤف مناوی علیہ الرحمہ فیض القدیر جلد 3 کے صفحہ نمبر 617 پر اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے سے مراد توحید، فرمانبرداری اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کی طرف دعوت دینا ہے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا محبوب بنانے سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگوں کو تقویٰ، دنیا سے بے رغبتی اور اللہ تعالیٰ کی معرفت سکھائے اس نیک بندے کی نشانی یہ ہے کہ ان تمام نیکیوں کو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے بجالائے اور شہرت کو اپنے پاس بھی نہ آنے دے۔

☆ نیکی کی دعوت اور سایۂ عرش:

حلیۃ الاولیاء جلد 6 کے صفحہ نمبر 36 پر نقل ہے۔ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تورات شریف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔ اے موسیٰ! جس نے نیکی کا درس دیا اور برائی سے منع کیا اور لوگوں کو میری اطاعت کی طرف بلایا تو وہ دنیا اور قبر میں میرا مقرب ہوگا اور قیامت کے دن اسے میرے عرش کا سایہ نصیب ہوگا۔

☆ راہنمائی کرنے والا:

حدیث شریف = ترمذی شریف، کتاب العلم میں حدیث نمبر 2679 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیکی کی طرف راہنمائی کرنے والا بھی نیکی کرنے والے کی طرح ہے۔

16۔ بہتر وہ جس کو غصہ دیر سے آئے اور جلد چلا جائے:

حدیث شریف = ترمذی شریف، کتاب الفتن میں حدیث نمبر 2198 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور آگاہ رہو کہ (لوگوں میں) بعض وہ ہیں جن کو دیر سے غصہ آتا ہے۔ جلدی ختم ہوجاتا ہے اور بعض کو جلدی غصہ آتا ہے، جلدی ختم ہوجاتا ہے تو یہ اس کا بدلہ ہے۔ سن لو! ان میں سے بعض کو جلدی غصہ آتا

ہے، دیر سے اترتا ہے، سن لو! ان میں سے بہتر وہ ہے جن کو دیر سے غصہ آئے اور جلدی ختم ہو جائے اور برے وہ ہیں جن کو جلدی غصہ آئے، دیر سے ختم ہو۔

☆ دل کو ایمان سے بھر دے گا:

حدیث شریف = مسند احمد جلد اول کے صفحہ نمبر 70 پر حدیث نمبر 3017 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومن کے غصہ پینے سے بڑھ کر کوئی گھونٹ میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ نہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے غصہ پی لے، اللہ تعالیٰ اس کے دل کو ایمان سے بھر دے گا۔

☆ غصہ پینے کا ثواب:

حدیث شریف = ابن ماجہ ابواب الزہد میں حدیث نمبر 4189 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی بندے نے اللہ کریم کے نزدیک کوئی گھونٹ اس غصہ کے گھونٹ سے بہتر نہ پیا جسے بندہ اللہ کریم کی رضا جوئی کے لیے پی لے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 6 کے صفحہ نمبر 664 پر اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں، جو شخص مجبوری کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ کریم کی رضا جوئی کے لیے اپنا غصہ پی لے اور قادر ہونے کے باوجود غصہ جاری نہ

کرے، وہ اللہ کریم کے نزدیک بڑے درجے والا ہے۔ غصہ پینا ہے تو کڑوا مگر اس کا پھل بہت میٹھا ہے۔ غصہ کو گھونٹ فرمایا: جیسے کڑوی چیز بمشکل تمام گھونٹ گھونٹ کر کے پی جاتی ہے، ایسے ہی غصہ پینا مشکل ہے۔

محترم حضرات! میں نے آپ کے سامنے بہترین لوگوں کے متعلق احادیث بیان کیں۔ آپ نے ان خوش نصیبوں کے نام سنے جو اس اُمّت کے بہترین لوگ ہیں۔ ان احادیث کو بیان کرنے کا قصد صرف اور صرف یہ ہے کہ ہم بھی ان اعمال میں سے کچھ اعمال کو پکڑ کر ان پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین انسان بن جائیں، رب تعالیٰ کو راضی کرنے والے بن جائیں۔ اگر ہمارے ان اعمال سے رب تعالیٰ راضی ہو گیا تو ہماری دنیا اور آخرت سنور جائے گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو باعمل مسلمان بنا دے اور ہمارا ہر عمل اخلاص سے مالا مال ہو۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

بدکاری ایک سنگین جرم

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
وَلَا تَقۡرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِيۡلًا
صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَظِيۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡكَرِيۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيۡنَ وَالشَّاكِرِيۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ بنی اسرائیل سے آیت نمبر 32 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہمارے معاشرے میں جہاں دیگر گناہ زور پکڑ رہے ہیں، وہاں بدکاری بھی بڑی تیزی سے زور پکڑ رہی ہے۔ ہر گھر میں کیبل سسٹم کے ذریعہ اسکرین کے

سامنے بیٹھ کر مردوں، عورتوں، بچوں، بچیوں اور بوڑھوں کا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر تماشا دیکھنا، موبائل میں موجود عریاں تصاویر اور بازاروں میں بے پردہ لڑکیوں کا آدھے لباس میں گھومنا اور مالدار بننے کی ہوس زمانے کو بدکاری کی طرف دھکیلتی جارہی ہے پھر جن اسلامی ممالک میں بدکار عورتوں کو زنا کے پرمٹ جاری کردیے گئے ہوں۔ انہیں مخصوص علاقے اور محلے دے دیئے گئے ہوں۔ جہاں انتظامیہ اور سیکورٹی اہلکار اور حکومت ان کی حفاظت کرے، وہاں بتایئے بدکاری کیوں کر زور نہ پکڑے گی۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری نوجوان نسل تباہی اور بربادی کی طرف جارہی ہے۔ اب یہ بدکاری کا نظام اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور بیوٹی پارلرز تک میں پہنچ چکا ہے۔

محترم حضرات! یہ مسلمانوں کے کام نہیں ہیں، مسلمان تو اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کے قوانین کا پابند ہوتا ہے۔ وہ کبھی اس جانب نہیں جاسکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام قرآن مجید میں مسلمانوں کو بدکاری سے روکا ہے چنانچہ سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 32 پر ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَ سَآءَ سَبِیْلًا

ترجمہ: اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ، بے شک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی

بری راہ۔

مفسر قرآن مفتی احمد یار نعیمی علیہ الرحمہ نور العرفان میں اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ زنا (بدکاری) کے اسباب سے بچو، لہذا بدنظری، غیر عورت سے خلوت (تنہائی) عورت کے بے پردگی وغیرہ سب ہی حرام ہے۔ بخار روکنے کے لیے نزلہ روکو، طاعون سے بچنے کے لیے چوہوں کو ہلاک کرو، پردہ کی فرضیت، گانے بجانے کی حرمت، نگاہ نیچی رکھنے کا حکم، یہ سب زنا (بدکاری) سے روکنے کے لیے ہے۔

محترم حضرات! ہمارے آقا ومولا ﷺ نے جہاں ہر معاملے میں ہماری راہنمائی فرمائی، وہاں بدکاری سے بچنے کے متعلق بھی آپ ﷺ نے ہماری بھرپور تربیت فرمائی...... چنانچہ اسی ضمن میں ایک خوبصورت نوجوان کو نبی پاک ﷺ نے بدکاری سے بچاتے ہوئے اس کی جو تربیت فرمائی، وہ آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔

☆نوجوان کی توبہ:

مسند احمد جلد 8 کے صفحہ نمبر 285 پر حدیث نمبر 22274 نقل ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان دربار رسالت میں بیٹھ کر اپنے آقا ومولا ﷺ کے دیدار سے فیضیاب ہو رہے تھے کہ ایک خوبصورت نوجوان بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا

جس نے ابھی حال ہی میں جوانی کی حدود میں قدم رکھا تھا اور کچھ یوں عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! مجھے بدکاری کی اجازت دیجئے، اس کی اس بے باکی و جرأت پر تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان حیران رہ گئے اور سب کی پیشانیاں شکن آلود ہوگئیں۔ چنانچہ وہ اس نوجوان کو بارگاہ نبوت کے آداب کا لحاظ نہ رکھنے کی وجہ سے ڈانٹنے لگے تو محبوب کبریا ﷺ نے انہیں اس نوجوان کو کچھ کہنے سے منع فرمادیا اور ارشاد فرمایا: اسے میرے قریب آنے دو۔ وہ نوجوان معاملے کے حساس ہونے کی پرواہ کیے بغیر آگے بڑھا تو آپ ﷺ نے اس نوجوان کو اپنے پاس بٹھا کر بڑی نرمی اور محبت وشفقت سے کچھ یوں ارشاد فرمایا: اے نوجوان! ذرا یہ تو بتا کہ اگر کوئی شخص تیری ماں کے ساتھ ایسا کرے تو کیا تجھے اچھا لگے گا؟ نوجوان (جوش غیرت سے) کچھ یوں عرض گزار ہوا: نہیں نہیں! اللہ کی قسم! یارسول للہ ﷺ! میری جان آپ پر قربان، میں ہرگز یہ پسند نہیں کروں گا۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تجھے یہ پسند نہیں کہ کوئی تیری ماں کے ساتھ ایسا کرے تو دوسرے بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ کوئی ان کی ماں سے ایسا کرے۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم اپنی بیٹی کے لیے اسے پسند کرتے ہو؟ بولا: میں آپ ﷺ پر قربان جاؤں، میرے آقا ﷺ! ہرگز نہیں۔ ارشاد فرمایا: دوسرے لوگ بھی اپنی بیٹیوں کے لیے اسے پسند نہیں کرتے۔ پھر پوچھا: کیا اپنی

بہن کے لیے اسے پسند کرتے ہو؟ عرض کی: میں آپ پر قربان! خدا تعالیٰ کی قسم! ہرگز نہیں۔ ارشاد فرمایا: اسی طرح دوسرے لوگ بھی اپنی بہنوں کے لیے اسے پسند نہیں کرتے۔ پھر آپ ﷺ نے پھوپھی اور خالہ کے متعلق یہی سوال اس نوجوان سے پوچھا تو ہر بار اس نے نفی میں ہی جواب دیا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اسے ایک ہی بات سمجھائی کہ جب تو یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی ان کے ساتھ ایسی نازیبا حرکت کرے تو یاد رکھو جس عورت کے ساتھ تم یہ حرکت کرو گے وہ بھی تو کسی کی ماں، بیٹی، بہن، پوپھی یا خالہ ہوگی۔

محبوب کبریا ﷺ کی شفقت ومحبت کے نتیجے میں بات اس نوجوان کی سمجھ میں آ تو گئی مگر رحمت دو عالم ﷺ نے اس پر مزید کرم فرماتے ہوئے اس کے سینے پر اپنا دست نور رکھ کر بارگاہ رب العزت میں عرض کی: یا اللہ! اس کا گناہ بخش دے، اس کے دل کو پاک کر دے اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما۔ چنانچہ اس دعا کی برکت سے وہ نوجوان تمام عمر اس فعل بد سے بیزار رہا۔

محترم حضرات! اللہ کے محبوب ﷺ کی شفقت ومحبت دیکھئے کہ آج کل کا کوئی شخص ہوتا تو نوجوان پر سخت غصہ کرتا اور کہتا کہ شرم نہیں آتی۔ ایک تو گناہ کی طرف بڑھتا ہے اور اوپر سے اجازت لینے آیا ہے۔ نکل جا ادھر سے مگر قربان جائیے رحمت دو عالم ﷺ کی شفقتوں کے کہ اپنے قرب میں بلا کر بڑے قرینے

سے حکمت عملی سے سمجھایا حتیٰ کہ وہ نوجوان تائب ہو گیا۔

جس گناہ سے اس نوجوان کو محبوب کبریا ﷺ نے روکا۔ آج مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد اس گناہ میں مبتلا نظر آتی ہے اور یہ فعل بد بڑی تیزی سے مسلمانوں میں پھیلتا جا رہا ہے جس کی بناء پر امت تباہی و ہلاکت کا شکار ہوتی جا رہی ہے۔ غیر مسلم معاشروں کی طرح اگرچہ ابھی مسلم معاشروں میں یہ وبا اس قدر نہیں پھیلی کہ سرعام نظر آئے بلکہ اس برے فعل کے مرتکب دنامی کے ڈر سے رات کے اندھیروں میں چھپ کر یہ فعل کرتے ہیں مگر کتنے افسوس کی بات ہے کہ جس رب تعالیٰ سے کچھ چھپ نہیں سکتا، اس سے نہیں شرماتے۔

☆ بدکاری کے چھ نقصانات:

حدیث شریف = شعب الایمان جلد 4 کے صفحہ نمبر 379 پر حدیث نمبر 5475 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! بدکاری سے بچتے رہو، بے شک اس کے چھ نقصان ہیں۔ تین نقصان دنیا میں ہیں اور تین آخرت میں۔ دنیا کے نقصان یہ ہیں۔

1۔ بدکاری، بدکاری کرنے والے کے چہرے کی خوبصورتی ختم کر دیتی ہے۔

2۔اسے محتاج وفقیر بنادیتی ہے

3۔اس کی عمر گھٹا دیتی ہے۔

آخرت کے نقصانات یہ ہیں۔

1۔بدکاری،اللہ تعالیٰ کی ناراضی

2۔کڑے وبرے حساب

3۔جہنم میں مدتوں رہنے کا سبب ہے۔

پھرآپ ﷺ نے آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ

ترجمہ: کیا ہی بری چیز اپنے لیے خود آگے بھیجی یہ کہ اللہ کا ان پر غضب ہوا اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔(سورۂ مائدہ آیت 80)

محترم حضرات! آپ نے بدکاری کی تباہ کاریاں ملاحظہ کیں کہ اس کے سبب بندہ دنیا میں ذلیل ورسوا اور آخرت میں بھی ذلیل وخوار اور دردناک عذاب الٰہی کا حقدار ہوتا ہے۔اس فعل بد کے مرتکب کے بارے میں احادیث مبارکہ ہمارے سامنے ہیں۔کیا ہم اب بھی نہ مانیں گے۔خود کو اس گناہ کی طرف لے

جانے والے اسباب سے نہیں بچیں گے۔

یاد رکھئے! اس گناہ سے اخروی زندگی برباد ہونے کے ساتھ ساتھ دنیاوی زندگی بھی تباہ ہوسکتی ہے۔ چنانچہ دنیا میں بدکاری کی وجہ سے عذاب نازل ہونے کے متعلق عبرت کے کانوں سے احادیث سنئے۔

حدیث شریف = میری اُمّت اس وقت تک بھلائی پر رہے گی جب تک ان میں بدکاری عام نہ ہوگی اور جب ان میں بدکاری عام ہوجائے گی تو اللہ تعالیٰ انہیں عذاب میں مبتلا فرمادے گا (الزواجر جلد 2، ص 271)

حدیث شریف = میری اُمّت اس وقت تک اپنے معاملے کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے اور بھلائی پر رہے گی جب تک ان میں حرام کی اولاد عام نہ ہوگی (مسند ابی یعلیٰ، جلد 6، ص 148، حدیث نمبر 7055)

حدیث شریف = جب بدکاری عام ہوجائے گی تو تنگ دستی اور غربت بھی عام ہوجائے گی۔

(شعب الایمان، جلد 6، ص 16، حدیث نمبر 7369)

حدیث شریف = کسی قوم میں بدکاری اور سود ظاہر نہیں ہوا مگر یہ کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوگیا۔

☆ کثرت اموات:

حدیث شریف = الموطا امام مالک، کتاب الجہاد جلد 2 کے ص 19 پر حدیث نمبر 1020 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس قوم میں بدکاری عام ہوجاتی ہے وہاں اموات کی کثرت ہوجاتی ہے۔

محترم حضرات! ہم بدکاری جیسی مہلک بیماری کے اسباب ڈھونڈتے ہیں جب سبب مل جائے گا تو بیماری سے بچنا آسان ہوجائے گا اور پھر ہم پاکیزہ اور ستھری زندگی گزارنے میں کامیاب ہوجائیں گے۔

☆ بدکاری کے دو اہم اسباب:

1......اجنبی عورتوں سے بے تکلف ہونا اور انہیں چھونا و مس کرنا۔

2......اخلاق سوز ناول و کتابیں پڑھنا اور حیا سوز تصاویر اور فلمیں وغیرہ دیکھنا۔

☆ اجنبی عورتوں سے بے تکلف ہونا:

بدکاری جیسے فعل قبیح (برے کام) کا ایک سبب اجنبی عورتوں سے تعلق و دوستی پیدا کرنا، ان سے تنہائی میں ملاقات کرنا اور ان کے ساتھ گفتگو وغیرہ بے تکلفی و دل لگی کرنا بھی ہے۔

بدقسمتی سے آج کل حالات بڑے خراب ہیں۔ مردوں اور عورتوں کا اختلاط (میل جول) عام ہو چکا ہے۔ بالخصوص اس کے نظارے مخلوط تعلیمی اداروں، اسکولوں اور یونیورسٹیوں میں عام ہیں۔ آج ہماری نوجوان نسل گرل فرینڈ اور بوائے فرینڈ کے منحوس چکر میں پھنس چکی ہے اور اس چکر میں کس طرح شرم وحیا کی کشتی غرق ہوتی ہے، وہ سب پر عیاں ہے۔ یاد رکھئے! مردوں کے اس طرح بے تکلفانہ اخلاط سے گناہوں کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ پہلے زمانے میں بھی اگرچہ دوستیاں ہوتی تھیں مگر انہیں چھپانے کی کوشش کی جاتی، مگر اب تو جناب! ہر ہاتھ میں موبائل ہے، رات رات بھر باتیں ہوتی ہیں اور ملنے کے لیے تفریحی پارک اور تعلیمی اداروں کی بلند و بالا دیواریں موجود ہیں، نہ کوئی روکنے والا، نہ ٹوکنے والا۔ اب آپ خود غور فرمائیں......ایسی صورت میں کون سی چیز ہے جو اس لڑکے اور لڑکی کو اس برے کام سے روکے گی۔

☆ابھارنے والی چیز:

حدیث شریف = طبرانی معجم الکبیر جلد 8 کے صفحہ نمبر 205 پر حدیث نمبر 7830 نقل ہے۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کے ساتھ تنہائی اختیار کرنے سے بچو! اس ذات کی قسم جس

کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے...... جو شخص کسی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرتا ہے تو ان کے درمیان شیطان ہوتا ہے اور کسی شخص کا کالی اور سیاہ بدبودار کیچڑ میں لت پت خنزیر کو چھونا اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ اس کے کندھے ایسی عورت کے کندھوں کے ساتھ مس ہوں جو اس کے لیے حلال نہیں۔

معلوم ہوا کہ جہاں مرد و عورت تنہا ہوتے ہیں، وہاں شیطان بھی ہوتا ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ شیطان کا کام گناہ کی دعوت دینا ہے لہذا ہم پر لازم ہے کہ اس بے اختلاط سے خود کو بچائیں بلکہ اپنے اہل وعیال پر بھی نظر رکھیں اور ان کی اصلاح کی کوشش کریں۔

دفتروں، بینکوں اور اسپتالوں غرض جہاں بالخصوص استقبالیہ پر ماڈرن لڑکیوں کو ہی رکھا جاتا ہے...... تاکہ لوگوں کی توجہ حاصل کر کے اپنے کاروبار کو ترقی دی جائے۔ بات اگر استقبالیہ وغیرہ پر بیٹھی ہوئی لڑکی سے بات کرنے کی حد تک محدود رہتی تو نگاہیں جھکا کر بات کی جاسکتی تھی مگر اب تو نوجوان عورتوں سے ہاتھ ملانے تک کو برا محسوس نہیں کیا جاتا۔

☆ مرد کا اجنبی عورت کو دیکھنا کیسا؟

حدیث شریف = ترمذی شریف میں حدیث نمبر 1176 نقل ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورت، عورت ہے (یعنی چھپانے کی چیز ہے) جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانک کر دیکھتا ہے۔

☆ آنکھوں کی بدکاری:

حدیث شریف = مسند احمد جلد 2 کے صفحہ نمبر 84 پر حدیث نمبر 3912 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آنکھیں بھی بدکاری کرتی ہیں۔

ابوداؤد کی حدیث نمبر 2153 میں فرمایا: آنکھوں کی بدکاری دیکھنا ہے۔

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں: جو آدمی اپنی آنکھوں کو بند کرنے پر قادر نہیں ہوتا، وہ اپنی شرم گاہ کی بھی حفاظت نہیں کرسکتا۔ امام غزالی علیہ الرحمہ مکاشفۃ القلوب میں فرماتے ہیں جو کوئی اپنی آنکھوں کو نظر حرام سے پر کرتا ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں کو آگ سے بھر دے گا۔

☆ شکلوں کا بگڑنا:

حدیث شریف = طبرانی معجم الکبیر جلد 8 کے صفحہ نمبر 208 پر حدیث نمبر 7840 نقل ہے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ضرور اپنی نگاہیں نیچی رکھو گے اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو گے اور اپنے چہرے سیدھے رکھو گے یا پھر اللہ تعالیٰ تمہاری شکلیں بگاڑ دے گا۔

محترم حضرات! اگر آپ نے بلا عذر اور بغیر ارادے کے کسی بے پردہ عورت یا شہوت کے ساتھ امرد پر نظر پڑ جانے کی صورت میں فوراً اپنی آنکھوں کو جھکا لیا تو کسی فتنے کا شکار ہونے سے محفوظ رہیں گے اور حکم بھی یہی ہے کہ اچانک پڑ جانے والی نظر فوراً پھیر لے۔

☆اچانک پڑ جانے والی نظر پھیر لینے کی فضیلت:

حدیث شریف = مسند احمد جلد 8 کے صفحہ نمبر 299 پر حدیث نمبر 22341 نقل ہے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان کسی عورت کی خوبیوں کی طرف پہلی بار (بلا قصد) نظر کرے پھر اپنی آنکھ نیچی کر لے۔ اللہ تعالیٰ اسے ایسی عبادت کی توفیق عطا فرمائے گا جس کی وہ لذت بھی محسوس کرے گا۔

محترم حضرات! بدکاری صرف شرم گاہ اور آنکھوں سے ہی نہیں بلکہ ہاتھ، پاؤں اور کان وغیرہ جسم کے دوسرے اعضاء سے بھی ہوتی ہے چنانچہ اس ضمن

میں ایک حدیث پاک سنئے۔

☆ دیگر اعضاء کی بدکاری:

حدیث شریف =ابوداؤد کتاب النکاح میں حدیث نمبر 2153 نقل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاتھ بدکاری کرتے ہیں اوران کی بدکاری (حرام کو) کو پکڑنا ہے، پاؤں بدکاری کرتے ہیں اوران کی بدکاری (حرام کی طرف) چلنا ہےاور مونہہ بھی بدکاری کرتا ہےاوراس کی بدکاری بوسہ دینا ہے۔

☆ اعضاء کی بدکار کے خلاف گواہی:

قرۃالعیون کے صفحہ نمبر 389 پر نقل ہے۔جس نے کسی اجنبیہ عورت سے مصافحہ کیا تو وہ بروز قیامت اس حال میں آئے گا کہ اس کا ہاتھ آگ کی زنجیر سے گردن کے ساتھ بندھا ہوگا اور اگر اس مرد نے اجنبیہ سے بدکاری کی ہوگی تو اس کی ران اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرے گا: میں نے فلاں مہینے میں فلاں جگہ پر فلاں کے ساتھ ایسا ایسا (یعنی زنا) کیا تھا......اس وقت اس کے چہرے کا گوشت جھڑ جائے گا تو اس کا چہرہ بغیر گوشت کے ہڈی کا رہ جائے گا۔اللہ تعالیٰ اس گوشت سے فرمائے گا: میرے حکم سے پہلی حالت پر لوٹ آ۔تو وہ گوشت

دوبارہ اس کے چہرے پر جم جائے گا اور زانی کا چہرہ تارکول (ڈامر) سے بھی زیادہ سیاہ ہوجائے گا۔زانی جرأت کرتے ہوئے کہے گا: یارب! میں نے تو کبھی گناہ نہیں کیا۔اللہ تعالیٰ زبان کو حکم دے گا: گونگی ہوجا۔پس وہ گونگی ہوجائے گی تو اس وقت اس کے دیگر اعضائے بدن بولنا شروع کردیں گے۔ہاتھ کہے گا: الٰہی! میں نے حرام کو چھوا تھا۔آنکھ کہے گی: میں نے حرام کی طرف دیکھا تھا۔پاؤں کہیں گے: ہم حرام کی طرف چلے تھے۔شرم گاہ کہے گی: میں نے حرام کا فعل کیا تھا۔محافظ فرشتہ کہے گا: میں نے سنا تھا۔دوسرا فرشتہ کہے گا: میں نے لکھا تھا اور زمین کہے گی: میں نے دیکھا تھا۔تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! مجھے تیری حرام کا علم تھا۔اس کے باوجود میں نے تیری پردہ پوشی کی۔اے میرے فرشتو! اس کو پکڑ کر میرے عذاب میں ڈال دو اور اسے میری ناراضی کا مزہ چکھاؤ،جس نے بے حیائی کی اس پر میرا غضب انتہائی سخت ہوگا۔

☆شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ:

حدیث شریف = کتاب بحر الدموع کے صفحہ نمبر 227 پر حدیث شریف نقل ہے۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا تو شرک کے بعد اس کا کوئی گناہ بدکاری سے بڑھ

کرنہ ہوگا اور قیامت کے دن بدکاری کرنے والے کی شرم گاہ سے ایسی پیپ نکلے گی کہ اگر اس کا ایک قطرہ سطح زمین پر ڈال دیا جائے تو اس کی بو کی وجہ سے ساری دنیا والوں کا جینا دوبھر ہو جائے۔

☆ دورِ جدید میں بدکاری کی آفت:

محترم حضرات! دورِ جدید میں گناہوں کی نحوست کی وجہ سے جہاں دوسری بے شمار بیماریاں مختلف شکلوں میں موجود ہیں، وہیں بدکاری کے سبب انسان ایک خطرناک بیماری کا شکار ہوتا جا رہا ہے کہ ڈاکٹروں کی عقلیں دنگ ہیں، جی ہاں ڈاکٹرز کے مطابق ''ایڈز'' جیسی خطرناک بیماری اسی بدکاری کا وبال ہے۔

☆ ایڈز کیا ہے:

ایچ آئی وی ایک ایسے وائرس کا نام ہے جو بہت ہی چھوٹا ہوتا ہے۔ یہ انسانی جسم کو آماجگاہ (ٹھکانہ) بنا کر اسے متاثر کرنا شروع کر دیتا ہے۔ ایچ آئی وی کے سبب لاحق ہونے والی بیماری ایڈز کہلاتی ہے۔ یہ بیماری جسم کو اس قدر کمزور کر دیتی ہے کہ وہ مزید بیماریوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ ایڈز ایسا مرض ہے جو بذاتِ خود انسان کو نہیں مارتا بلکہ اس کی دفاعی نظام کو ناکارہ بنا کر اسے اس حد تک کمزور کر دیتا ہے کہ بہت سی بیماریاں اس پر حملہ آور ہو کر اسے

موت کے مونہہ میں دھکیل دیتی ہے۔

☆ایڈز پھیلنے کے ذرائع:

ایڈز کے پھیلاؤ کا سب سے بڑا سبب ناجائز جنسی تعلقات ہیں جو کہ عموماً ہم جنس پرستی سے متعلق ہوتے ہیں۔ایک رپورٹ کے مطابق عالمی سطح پر ایڈز کا شکار ہر سات بالغ خواتین میں صرف دو جسم فروشی میں ملوث ہوتی ہیں جبکہ پانچ گھریلو خواتین ہوتی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ بیرون ملک رہنے والے یا اکثر غیر ملکی دوروں پر رہنے والے افراد اپنی بے راہ روی کے سبب یہ مرض بطور تحفہ واپسی میں ساتھ لاتے ہیں۔ اور اپنی بیویوں میں منتقل کر دیتے ہیں۔ ماہرین کے مطابق ایڈز کے پھیلاؤ کا سبب جنسی بے راہ روی ہے۔دستیاب حقائق کے مطابق ایڈز کے پھیلاؤ میں 70 فیصد سبب جسمانی تعلقات بنتے ہیں جبکہ آلودہ خون اور آلودہ آلات (جیسے سرنج، نشتر، زنبور وغیرہ) اس حوالے سے کمتر شرح رکھتے ہیں۔ اگر حقیقت پسندانہ تجزیہ کیا جائے تو جنسی آزادی نہ رکھنے والے یا محدود رکھنے والے معاشروں میں یہ مرض اتنی تیزی سے نہیں بڑھ رہا۔ایک بین الاقوامی جائزے کے مطابق پندرہ فیصد مرد اور تین فیصد خواتین ازدواجی تعلقات سے قطع نظر جنسی تعلقات کا تجربہ کر چکے ہیں اور ان میں سے چودہ فیصد

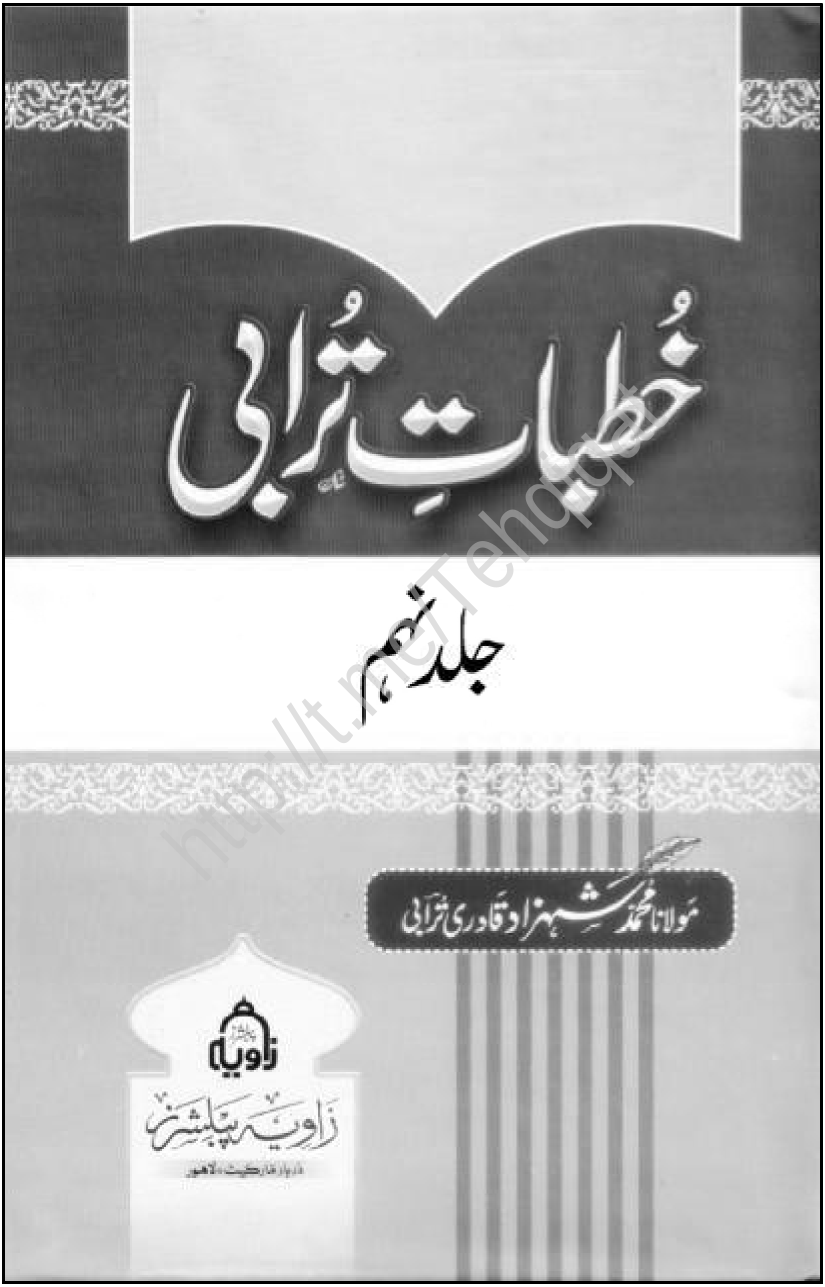
کے جنسی ساتھی ایک سے زیادہ رہے۔

ایک رپورٹ کے مطابق دنیا میں 1981ء میں پہلا ایچ آئی وی ایڈز کیس تشخیص ہونے کے بعد سے 2013ء تک ڈھائی کروڑ سے زائد افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ دنیا میں ایچ آئی وی وائرس میں مبتلا افراد کی تعداد تین کروڑ تیس لاکھ سے بڑھ چکی ہے جبکہ سالانہ لاکھوں افراد اس کا شکار ہو رہے ہیں۔

محترم حضرات! بدکاری دنیا و آخرت کی بربادی کا سبب ہے لہذا فلاح و کامیابی اسی میں ہے کہ خود کو اس برائی سے بچا کر پرہیزگاری کی زندگی بسر کی جائے۔ بس ہم صرف اتنا سوچ لیں کہ ہم کس ہستی کے غلام ہیں۔ ہمارے ہاتھوں میں کس عظیم ہستی کا دامن ہے۔ محبوب کبریا ﷺ کے غلاموں کا کام بدکاری کرنا نہیں ہے۔ ہمیں آنکھیں رب تعالیٰ نے اس لیے دی ہیں کہ ہم حرام دیکھنے سے بچ کر مکہ اور مدینہ دیکھیں۔ ہمیں دل رب تعالیٰ نے اس لیے دیا ہے ہم اس دل سے ناجائز محبتوں کو نکال کر عشق مصطفی ﷺ کا مرکز بنائیں، ہمیں ہاتھ اس لیے عطا کیے ہیں کہ ہم ان ہاتھوں سے حرام کام کرنے کے بجائے ان ہاتھوں سے قرآن مجید اور غلاف کعبہ تھامیں۔ ہمیں مونہہ رب تعالیٰ نے اس لیے عطا کیا ہے کہ ہم اس مونہہ کو نامحرم کے قریب نہیں بلکہ اس مونہہ سے حجر اسود، قرآن مجید اور مقدس مقامات کے بوسے لیں۔

الغرض کہ ہم اپنے اصل مقصد کو بھول چکے ہیں لہذا آیئے! توبہ کیجئے...... اللہ کی رحمت بہت بڑی ہے۔موت آنے سے پہلے پہلے توبہ کر لیجئے......اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ


خطباتِ ترابی
جلد نہم
مولانا محمد شہزاد قادری ترابی
زاویہ
زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ، لاہور
https://t.me/Tehqiqat

فہرست

فرشتوں کے
حالات وواقعات

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ تَرَی الۡمَلٰٓئِکَۃَ حَآفِّیۡنَ مِنۡ حَوۡلِ الۡعَرۡشِ یُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّہِمۡ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ زمر سے آیت نمبر 75 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے کئی مخلوقات پیدا فرمائی ہیں۔اس کی ذات کسی کی عبادت کی محتاج نہیں۔رب تعالیٰ نے اتنی مخلوقات پیدا فرمائی ہیں جن کا کوئی انسان شمار نہیں کرسکتا اور ایسی ایسی عجیب وغریب مخلوقات اس کائنات میں موجود ہیں جن کو دیکھ کر عقلِ انسانی دنگ حیران رہ جاتی ہے اور رب تعالیٰ کے کرشمے پر عش عش کر اٹھتی ہے، انہی مخلوقات میں سے ایک بہت بڑی مخلوق فرشتے ہیں اور فرشتوں میں بھی مختلف مرتبہ اور مختلف کاموں پر مامور فرشتے ہیں۔اہل ایمان کا یہ عقیدہ ہے کہ ملائکہ موجود ہیں (اگرچہ وہ ہمیں نظر نہیں آتے) وہ انسانوں اور جنات سے علیحدہ مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مخصوص امور کے لیے مقرر کیا ہوا ہے۔ فرشتے معصوم ہیں یعنی ان سے گناہ ممکن ہی نہیں۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ فرشتوں کے وجود کا انکار قرآن مجید کی آیات کا انکار ہے جن میں فرشتوں کا ذکر موجود ہے لہذا اگر کوئی مسلمان فرشتوں کے وجود کا انکار کردے تو دائرہ اسلام سے خارج ہوجائے گا۔

محترم حضرات! آج میں آپ کی خدمت میں فرشتوں کا وجود قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کرنے کی سعادت کروں گا اور ساتھ ساتھ فرشتوں کی تعداد اور ان کے کمالات بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

سب سے پہلے فرشتوں کا وجود قرآن مجید سے سنیے:

☆فرشتوں کا وجود قرآنی آیات سے:

القرآن: وَ جَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا (سورۂ زُخرف، آیت 19)

ترجمہ: اور انہوں نے فرشتوں کو کہ رحمن کے بندے ہیں عورتیں ٹھہرایا

القرآن: بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ (سورۂ انبیاء، آیت 20)

ترجمہ: بلکہ بندے ہیں (یہ فرشتے) عزت والے

ان کی بندگی کا یہ عالم ہے کہ

القرآن: يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ

ترجمہ: (فرشتے) رات دن اس کی پاکی بولتے ہیں اور سستی نہیں کرتے

(سورۃ الانبیاء، آیت 27)

القرآن: وَ تَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ

(سورۂ زمر، آیت 75)

ترجمہ: اور تم فرشتوں کو دیکھو گے عرش کے آس پاس حلقہ کیے اپنے رب کی

تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے۔

القرآن: لَا یَسۡبِقُوۡنَہٗ بِالۡقَوۡلِ وَ ھُمۡ بِاَمۡرِہٖ یَعۡمَلُوۡنَ

ترجمہ: (فرشتے) بات میں اس (اللہ) سے سبقت نہیں کرتے اور وہ اسی کے حکم پر کاربند ہوتے ہیں وہ جانتا ہے (سورۃ الانبیاء، آیت 27)

القرآن: یُمۡدِدۡکُمۡ رَبُّکُمۡ بِخَمۡسَۃِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ مُسَوِّمِیۡنَ (سورۂ آل عمران، آیت 125)

ترجمہ: تو تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا۔

☆فرشتوں کے وجود پر ایمان واجب ہے:

القرآن: اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡہِ مِنۡ رَّبِّہٖ وَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ؕ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ مَلٰٓئِکَتِہٖ

ترجمہ: رسول ایمان لایا اس پر جو اس کے رب کے پاس سے اس پر اترا اور ایمان والے سب نے مانا اللہ اور اس کے فرشتوں کو

☆فرشتوں کی تخلیق نور سے ہوئی:

اللہ تعالیٰ نے جنات کو آگ سے، انسانوں کو مٹی اور فرشتوں کو نور سے پیدا

فرمایا ہے۔چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

حدیث شریف = مسلم شریف کتاب الزہد میں حدیث نمبر 2996 نقل ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فرشتے نور سے پیدا کیے گئے اور جنات آگ کی لو سے اور آدم (علیہ السلام) اس شے سے جس سے تمہیں موصوف کیا جاتا ہے یعنی مٹی سے۔

☆ فرشتوں کی کثرت:

فرشتوں کی اتنی تعداد ہے کہ ان کی حقیقی تعداد کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔قرآن مجید میں فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کا لشکر فرمایا گیا چنانچہ سورۂ مدثر کی آیت نمبر 31 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ

ترجمہ: اور تمہارے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اب احادیث سنیئے:

1۔ایک پھونک سے لاکھوں فرشتے:

حدیث شریف = کنز العمال شریف جلد 6 کے صفحہ نمبر 15171 پر حدیث شریف نقل ہے۔حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ

تعالیٰ نے فرشتوں کونور سے پیدا فرمایا اور ان میں اپنی شان کے لائق پھونکتا ہے اور فرماتا ہے ہوجا تو وہ لاکھوں فرشتے بن جاتے ہیں۔ان میں بعض مکھی سے بھی چھوٹے ہوتے ہیں۔

2۔آسمانوں میں ہر جگہ فرشتے:

حدیث شریف = شعب الایمان جلد اول کے صفحہ نمبر 11 پر حدیث نمبر 5 نقل ہے۔حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آسمانوں میں کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں کسی فرشتے کی پیشانی یا قدم نہ ہو پھر پڑھا ''وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ''اور بے شک ہم صف بستہ ہیں۔

3۔حضرت جبریل علیہ السلام اپنے پروں کو جھاڑتے ہیں:

روایت = تفسیر کبیر جلد 5 کے صفحہ نمبر 395 پر امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ روایت نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرش کے دائیں طرف ایک نور کی نہر ہے۔ساتوں آسمان ساتوں زمینیں اور ساتوں سمندروں کے برابر ہے۔اس میں روزانہ سحری کے وقت

حضرت جبریل علیہ السلام نہاتے ہیں جس سے ان کی نورانیت اور حسن و جمال میں اضافہ ہوجاتا ہے پھر وہ اپنے پروں کو جھاڑتے ہیں (حضرت جبریل علیہ السلام کے چھ سو پر ہیں۔ اگر ایک پر پھیلا دیں تو آسمان کے کنارے چھپ جائیں) جو قطرہ گرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ہزاروں فرشتے پیدا فرماتا ہے جن میں سے ستر ہزار فرشتے بیت المعمور جاتے ہیں پھر قیامت تک اس میں داخل نہ ہوں گے۔

☆فرشتوں کی تعداد:

امام رازی علیہ الرحمہ تفسیر کبیر میں اس آیت ''وَ اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ'' کے تحت فرماتے ہیں:

انسان جنات کا دسواں حصہ ہے اور جن و انس خشکی کے جانوروں کا دسواں حصہ ہے اور یہ سب مل کر پرندوں کا دسواں حصہ ہے اور یہ سب مل کر دریائی جانوروں کا دسواں حصہ ہے اور یہ سب مل کر زمین کے فرشتوں کا دسواں حصہ ہے اور یہ سب مل کر پہلے آسمان کے فرشتوں کا دسواں حصہ ہے اور یہ سب مل کر پانچویں آسمان کے فرشتوں کا دسواں حصہ ہے اور یہ سب مل کر چھٹے آسمان کے فرشتوں کا دسواں حصہ ہے اور یہ سب مل کر ساتویں آسمان کے فرشتوں کا دسواں

حصہ ہے اور یہ تمام فرشتے کرسی کے فرشتوں کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ وہ سب مل کر عرش کے ایک پردے کے فرشتوں کے مقابلے میں بہت کم ہیں اور عرش کے چھ لاکھ پردے ہیں اور ہر پردے پر اسی قدر فرشتے ہیں اور یہ تمام فرشتے ان فرشتوں کے مقابلے میں جو عرش کے گرد گھومتے ہیں، ایسے ہیں جیسے دریا کے مقابلے میں قطرہ ان کی تعداد خدا ہی جانتا ہے۔

☆فرشتے صورت بھی بدل سکتے ہیں:

الحبائک فی اخبار الملائک کے صفحہ نمبر 264 پر نقل ہے۔حضرت شیخ محی الدین ابن عربی علیہ الرحمہ اپنی کتاب ''محکم'' میں فرماتے ہیں: جب کوئی فرشتہ کوئی شکل بدلتا ہے تو جس صورت میں چاہے آ سکتا ہے۔اس پر صورت کا حکم لگایا جائے گا اور اس پر اس کے احکام جاری ہوں گے اور جب بات کرے گا تو جو اس صورت کے لائق ہوگی، وہی کہے گا، اس کی پاکیزگی برقرار رہے گی۔

حضرت جبریل علیہ السلام کو نبی کریم ﷺ نے اصلی حالت میں دیکھا کہ ان کے چھ سو پر میں سے صرف دو پروں نے سارا افق بھرا ہوا ہے اور یہی جبریل علیہ السلام ہیں جن کو حضرت بی بی مریم نے بشری لباس میں دیکھا تو ایک نوجوان انسان نظر آئے جیسے سورۂ مریم کی آیت نمبر 17 میں بیان کیا گیا۔

القرآن: فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا

ترجمہ: تو ان سے ادھر ایک پردہ کرلیا تو اس کی طرف ہم نے اپنا روحانی بھیجا وہ اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا

اسی طرح حضرت جبریل علیہ السلام صحابی کی صورت میں بھی حاضر ہوتے چنانچہ اس پر حدیث شریف موجود ہے۔

حدیث شریف = امام حاکم علیہ الرحمہ مستدرک کی جلد 4 کے صفحہ نمبر 88 پر حدیث نمبر 6801 نقل فرماتے ہیں۔ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھ سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ میں نے جبریل علیہ السلام کو اپنے کمرے میں دیکھا جبکہ رسول اللہ ﷺ ان سے گفتگو فرما رہے تھے ،پس جب وہ داخل ہوئے تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: یہ کون ہے؟ فرمایا: آپ کو کس سے مشابہ معلوم ہوتے ہیں؟ میں نے عرض کی: دحیہ کلبی (رضی اللہ عنہ) سے مشابہ معلوم ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک آپ نے خیر کثیر کو دیکھا ہے۔ یہ جبریل علیہ السلام ہیں (ام المومنین فرماتی ہیں) پھر میں تھوڑی دیر وہاں ٹھہری، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! یہ جبریل آپ کو سلام کہہ رہے ہیں۔ فرماتی ہیں تو میں نے عرض کی کہ ان

پر بھی سلام ہو اور اللہ تعالیٰ انہیں جزاعطا فرمائے بھلی مہمانی پر۔

ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ فرشتے صورت بدل کر آ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اختیار عطا فرمایا ہے۔ اب آپ کے سامنے مختلف فرشتوں کے نام اور ان کے کاموں کا ذکر کروں گا۔

☆بارش کا فرشتہ:

مجمع الزوائد جلد 9 کے صفحہ نمبر 187 پر نقل ہے۔ حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بارش کے فرشتے نے رب تعالیٰ سے اجازت حاصل کی کہ وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر جا کر رسول اللہ ﷺ پر سلام پیش کرے جب یہ فرشتہ آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہمارے پاس کوئی نہ آئے، اتنے میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ (جو کہ بہت کم سن تھے) تشریف لائے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یہ حسین رضی اللہ عنہ آئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آنے دو۔ یہ آ کر حضور ﷺ پر سوار ہو کر کھیلنے لگے۔ جب فرشتے نے یہ منظر دیکھا تو عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ان سے بہت محبت کرتے ہیں۔ فرمایا: ہاں اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں۔ عرض کی: آپ کی اُمّت تو انہیں شہید کر دے گی۔ اگر آپ چاہیں تو میں

آپ کو وہ جگہ دکھادوں پھرانہوں نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور مٹی کی ایک مٹھی اٹھالی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وہ مٹی لے کر اپنی اوڑھنی میں باندھ لی۔

☆داروغۂ جنت:

الحبائک فی اخبار الملائک کے صفحہ نمبر 128 پر نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب مشرکین نے حضور ﷺ کو فاقہ کا طعنہ دیا اور کہا کہ یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے تو اس پر رسول پاک ﷺ غمگین ہوئے تو آپ کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! رب تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے: ہم نے آپ سے پہلے جتنے رسول بھیجے وہ سب کھانا کھاتے، بازاروں میں چلا کرتے تھے۔ جب جبریل علیہ السلام اور نبی کریم ﷺ گفتگو فرمارہے تھے۔ اچانک جبریل علیہ السلام کمزور ہوگئے۔ حضور ﷺ نے پوچھا: جبریل کیا بات ہے، تم کمزور کیوں ہوگئے؟ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا گیا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا پھر اچانک پہلی حالت پر آگئے اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ خوش ہوجائیں، یہ داروغۂ جنت حضرت رضوان علیہ السلام ہیں پھر حضرت رضوان علیہ

السلام نے آپ ﷺ کو سلام کیا۔

☆حضرت دیک علیہ السلام:

مجمع الزوائد جلد 8 کے صفحہ نمبر 134 پر نقل ہے۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک دیک (فرشتہ) پیدا فرمایا ہے۔اس کے پنجے ساتویں زمین پر ہیں اور اس کی کلغی عرش کے نیچے ہے۔اس کے پروں نے دونوں افق کو سمیٹا ہوا ہے۔جب رات کی آخری تہائی باقی رہتی ہے تو وہ اپنے پروں کو ہلاتا ہے پھر کہتا ہے (اے مخلوقات) ملک قدوس کی تسبیح بیان کرو" پاک ہے ہمارا رب ملک قدوس ہمارا اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔اس کی اس بات کو مغرب و مشرق کے درمیان جن وانس کے علاوہ سب سنتے ہیں۔زمین کے مرغ جب اپنے پر پھڑ پھڑاتے ہیں اور اذان دیتے ہیں تو یہ اسی وقت کرتے ہیں جب یہ اس کی (تسبیح) کی آواز سنتے ہیں"

☆منکر نکیر:

یہ دو فرشتے ہیں جنہیں نکیرین بھی کہا جاتا ہے۔یہ قبر کے سوالات پر معمور ہیں چنانچہ مشکوٰۃ شریف باب اثبات عذاب القبر میں حدیث شریف نقل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: جب قبر میں مردہ کو رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے کالی آنکھوں والے آتے ہیں، جن میں ایک کا نام منکر اور دوسرے کا نام نکیر ہے، وہ دونوں اس مردہ سے سوالات کرتے ہیں۔

☆ کراماً کاتبین:

دو فرشتے ہر انسان کے دائیں اور بائیں طرف رہتے ہیں۔ ایک نیکیاں لکھتا ہے اور دوسرا برائیاں لکھتا ہے، انہیں کراماً کاتبین کہا جاتا ہے۔ ان کا ذکر قرآن مجید میں بھی موجود ہے۔

القرآن: وَ اِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ

ترجمہ: یقیناً تم پر نگہبان بزرگ لکھنے والے مقرر ہیں جو کچھ تم کرتے ہو، وہ جانتے ہیں۔

الحبائک فی اخبار الملائک کے صفحہ نمبر 204 پر نقل ہے۔ حضرت وہب الورد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہمیں یہ بات پہنچی ہے، جب کوئی فوت ہونے لگتا ہے تو اسے کراماً کاتبین نظر آتے ہیں۔ اگر اس مرنے والے نے نیکیوں بھری زندگی گزاری تو فرشتے اس کو مخاطب کر کے کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تجھے ہماری طرف

سے جزائے خیر دے تو ہمارا بہترین ہم نشین تھا، بہت سی نیک مجلسوں میں تو نے ہمیں ہم نشین بنایا اور ہمارے سامنے نیک اعمال لایا اور نیک باتیں سنوائیں۔ اللہ تعالیٰ بہترین ہم نشین کو ہماری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے اور اگر اس نے گناہوں بھری زندگی گزاری تو اس کی تعریف کی بجائے یہ کہتے ہیں تجھے اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے ہم نشینی کی جزائے خیر نہ دے تو نے ہمیں اکثر بری مجالس میں بٹھایا اور برے اعمال ہمارے سامنے پیش کیے، بری باتیں سنائیں، تجھے ہماری طرف سے بہترین ہم نشینی کی جزائے خیر نہ دے، جب گنہگار یہ باتیں سنتا ہے تو اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں۔

☆چار مقرب فرشتے:

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ تفسیر درمنثور کی جلد 6 کے صفحہ نمبر 311 پر نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن ابن سابط علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ معاملات دنیا کا انتظام کرنے والے چار فرشتے ہیں۔ حضرت جبریل، حضرت میکائیل، حضرت عزرائیل اور حضرت اسرافیل علیہم السلام۔

1۔ حضرت جبریل علیہ السلام ہواؤں اور لشکروں پر مقرر ہیں۔

2۔ حضرت میکائیل علیہ السلام بارش اور نباتات پر مقرر ہیں۔

3۔حضرت عزرائیل علیہ السلام قبض ارواح پر مقرر ہیں۔

4۔حضرت اسرافیل علیہ السلام ان تینوں فرشتوں کو ان کے امور کی اطلاع دیتے ہیں۔

☆کعبہ کا طواف کرنے والے فرشتے:

الحبائک فی اخبار الملائک صفحہ نمبر 133 پر حدیث نمبر 489 نقل ہے۔

حضرت مقاتل رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا (فرشتوں کی عبادت گاہ کا) نام اس لیے بیت المعمور (آباد گھر) رکھا گیا کہ اس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے نماز ادا کرتے ہیں جب شام ہوتی ہے تو یہ (بیت المعمور سے) اتر کر بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں پھر (روضہ اطہر پر حاضر ہوکر) حضور ﷺ پر سلام پیش کرتے ہیں اس کے بعد واپس ہوجاتے ہیں پھر قیامت تک ان کی باری نہیں آئے گی۔

☆روحانیوں علیہم السلام:

شعب الایمان جلد 5 پر صفحہ نمبر 279 پر حدیث نمبر 3422 نقل ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ساتویں آسمان پر ایک مقام ہے جس کا نام حظیرۃ القدس ہے اس میں (بہت سے) فرشتے ہیں جن کو ''روحانیوں'' کہا جاتا

ہے جب لیلۃ القدر آتی ہے تو یہ رب تعالیٰ سے دنیا کی طرف اترنے کی اجازت مانگتے ہیں، جب ان کو اجازت دی جاتی ہے تو یہ (کسی) مسجد سے نہیں گزرتے جس میں نماز پڑھی جارہی ہو یا یہ راستہ میں کسی کا استقبال نہیں کرتے مگر ان دونوں کے لیے دعائے خیر فرماتے ہیں تو ان (مسجد والوں اور راستہ میں ملنے والوں) کو ان فرشتوں کی طرف سے برکت عطا کی جاتی ہے۔

☆ کروبیون علیہم السلام:

تاریخ دمشق الکبیر ابن عساکر جلد 43 کے صفحہ نمبر 60 پر نقل ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے وہ ہیں جن کو ''کروبیون'' کہا جاتا ہے۔ ان میں سے (ہر) ان کے کان کی لو سے ان کی ہنسلی کی ہڈی تک اترنے میں تیز پرندے کی رفتار کے حساب سے پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔

☆ قبور مومن پر مامور فرشتے:

حدیث شریف = کنزالعمال جلد 16 کے صفحہ نمبر 316 پر حدیث نمبر 42960 نقل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے دو فرشتوں کو اپنے مومن بندے کے سپرد کر رکھا ہے جو اس کے اعمال (خیر و شر) لکھتے

ہیں۔ جب یہ انسان فوت ہوجاتا ہے تو یہ دونوں فرشتے جو مومن کے سپرد کیے گیے تھے، کہتے ہیں (اے ہمارے پروردگار!) یہ شخص تو اب وفات پاچکا ہے تو ہمیں اجازت عطا فرما کہ ہم آسمان کی طرف عروج کریں تو رب تعالیٰ فرماتا ہے، میرا آسمان میرے فرشتوں سے پُر ہے، تم میری تسبیح بیان کرتے رہو تو وہ عرض کرتے ہیں۔ کیا ہم زمین پر ٹھہرے رہیں؟ تو رب تعالیٰ فرماتا ہے، زمین بھی میری مخلوق سے بھری ہوئی ہے۔ تم میری تسبیح کرتے رہو، تو وہ عرض کرتے ہیں۔ (ہم تسبیح) کہاں پر بیان کریں؟ تو رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ تم میرے (اس نیک) بندے کی قبر پر رکے رہو اور میری تسبیح، تعریف، کبریائی اور کلمہ طیبہ کہتے رہو اور یہ سب کچھ میرے (اسی نیک) بندے کے لیے قیامت کے لیے لکھتے رہو (جس طرح کہ اس کی زندگی میں تم اس کے اعمال لکھا کرتے تھے)

محترم حضرات! یہ میں نے آپ کے سامنے فرشتوں کے مختلف نام اور ان کے کام احادیث کی روشنی میں بیان کیے، اب آپ کے سامنے فرشتوں کے متعلق مزید معلومات عرض کرتا ہوں۔

☆فرشتوں کو کیوں پیدا کیا گیا؟

امام بخاری علیہ الرحمہ تاریخ کبیر کی جلد 2 کے صفحہ نمبر 8 پر نقل فرماتے

ہیں۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رب تعالیٰ نے فرشتوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے۔

☆فرشتوں کی سانسیں تسبیح ہیں:

الحبائک فی اخبار الملائک کے صفحہ نمبر 147 پر نقل ہے۔فرمان باری تعالیٰ ''يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ فرشتوں کی سانسوں کو ان کی تسبیح قرار دیا گیا ہے۔

☆فرشتے کھاتے پیتے نہیں ہیں:

الحبائک فی اخبار الملائک کے صفحہ نمبر 264 پر امام سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں۔تمام اُمّت کا اتفاق ہے کہ فرشتے نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں اور نہ نکاح کرتے ہیں لیکن جنات کھاتے بھی ہیں، پیتے بھی ہیں، نکاح بھی کرتے ہیں اور نسل کشی بھی کرتے ہیں۔

☆فرشتوں کی خوشبو:

الحبائک فی اخبار الملائک کے صفحہ نمبر 275 پر نقل ہے۔حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: فرشتوں کی خوشبو گلاب کے پھول

جیسی ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی خوشبو ناشپاتی جیسی ہے۔

☆فرشتوں کی عبادت کی حالتیں:

تاریخ دمشق الکبیر جلد 9 کے صفحہ نمبر 296 پر نقل ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو اپنی عبادت کے لیے کئی اقسام پر پیدا فرمایا ہے۔ ان میں سے بعض فرشتے جب سے پیدا کیے گئے ہیں، قیامت تک کے لیے صف بستہ کھڑے ہیں اور بعض فرشتے جب سے پیدا کیے گئے ہیں، قیامت تک کے لیے حالت رکوع میں اپنی عاجزی کا اظہار کر رہے ہیں اور کچھ فرشتے جب سے انہیں پیدا کیا گیا، قیامت تک کے لیے سجدہ میں رہیں گے۔ پس جب قیامت کا دن ہوگا تو انہیں رب تعالیٰ اپنی زیارت سے مشرف کرے گا تو جب وہ رب تعالیٰ کے جلوے کی طرف نظر کریں گے تو کہیں گے "سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ" تیری ذات پاک ہے۔ ہم نے تیری اس طرح سے عبادت نہیں کی جس طرح سے کرنے کا حق تھا (سبحان اللہ)

☆فرشتوں کا وظیفہ بوقت پرواز:

ترمذی شریف کتاب الدعوات میں حدیث نمبر 3582 نقل ہے۔ حضرت

صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کوئی فرشتہ بھی زمین سے اس وقت تک نہیں اترتا، جب تک کہ وہ ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ'' نہیں پڑھ لیتا۔

☆فرشتوں کی گفتگو:

کنزالعمال شریف جلد اول کے صفحہ نمبر 230 پر حدیث نمبر 1950 نقل ہے۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: فرشتوں کا کلام ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ'' ہے۔

☆فرشتوں کے عمامے:

عمامہ باندھنا فرشتوں کی نشانی ہے۔وہ بھی عمامہ باندھتے ہیں چنانچہ طبرانی معجم الکبیر جلد 12 کے صفحہ نمبر 292 پر حدیث نمبر 13418 نقل ہے۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: تم پر عمامے باندھنا لازم ہے، بے شک یہ فرشتوں کی نشانی ہیں اور عمامے کا شملہ پیٹھ کے پیچھے لٹکاؤ۔

محترم حضرات! فرشتوں نے مختلف مواقعوں پر مختلف رنگ کے عمامے

باندھے۔

1......میدان بدر میں فرشتے زرد اور سفید عمامے باندھے اس طرح نازل ہوئے کہ ان کے عمامے کے شملے پیٹھ کے پیچھے لٹک رہے تھے (تفسیر جلالین پارہ 4، صفحہ نمبر 60)

2......غزوۂ حنین کے دن فرشتوں نے سرخ عمامے یوں باندھ رکھے تھے کہ ان کے شملے کندھوں کے درمیان لٹک رہے تھے (سیرت حلبیہ جلد 3، ص 162)

3......غزوۂ احد کے دن فرشتوں نے سرخ عمامے باندھے ہوئے تھے (طبرانی معجم الکبیر، جلد 11، صفحہ نمبر 155)

☆فرشتوں کا حج:

الحبائک فی اخبار الملائک کے صفحہ نمبر 142 پر نقل ہے۔ حضرت عبداللہ بن طاؤس علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ بیت المعمور ساتویں آسمان پر بیت اللہ شریف کے بالمقابل ہے جس دن تم (مسلمان) بیت اللہ شریف کا حج کرتے ہو، فرشتے بھی اسی روز اس کے حج کو جاتے ہیں۔

☆فرشتوں سے حساب وکتاب:

علامہ اویسی علیہ الرحمہ اپنی کتاب تبیان الحقائق فی احوال الملائک کے صفحہ نمبر 132 پر فرماتے ہیں کہ علامہ حلیمی علیہ الرحمہ اور حضرت قونوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: فرشتے معصوم ہیں، معصوم وہ ہوتا ہے جس سے گناہ کا اندیشہ ہی نہ ہو لہذا ان کے گناہ نہیں ہیں تو ان کا حساب بھی نہیں ہوگا۔

☆ مومن کے داڑھی میں مہندی لگانے پر فرشتے خوش:

جمع الجوامع جلد 3 کے صفحہ نمبر 7 پر حدیث نمبر 729 نقل ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنی داڑھیوں کو (مہندی سے) خضاب کیا کرو کیونکہ فرشتے مومن کے خضاب سے خوش ہوتے ہیں۔

فائدہ: اس خضاب سے کالا خضاب مراد نہیں۔ یہ صرف دار الحرب میں جنگ میں جائز اور اسلام دشمن ملکوں میں کالے خضاب کرنے کا ثواب بھی ہوگا کیونکہ یہ بڑھاپے کو چھپاتا ہے جس سے دشمن خدا خوف کھاتا ہے۔

☆ حضرت آدم علیہ السلام کا جنازہ فرشتوں نے پڑھا:

الحبائک فی اخبار الملائک صفحہ نمبر 197 پر نقل ہے۔ حضرت عبداللہ بن

عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی نماز جنازہ حضرت جبریل علیہ السلام نے پڑھائی اور چار تکبریں کہیں اور مسجد خیف میں فرشتوں کی امامت کرتے ہوئے جنازہ پڑھایا۔

محترم حضرات! میں نے بہت مختصر کر کے فرشتوں کے بارے میں آپ کی خدمت میں معلومات پیش کیں، مجھے امید ہے کہ آپ کی معلومات میں اضافہ ہوا ہوگا اور کچھ نئی باتیں بھی سنی ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ رب تعالیٰ ہمیں ایسا بنا دے کہ موت کے وقت فرشتے ہم پر رشک کریں۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

ادب و تعظیم کی اہمیت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد و صلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ حجرات سے آیت نمبر 2 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا

فرمائے۔

محترم حضرات! ادب میں ہی مکمل دین ہے۔ ادب ہی چراغ راہ مبین ہے، باادب بانصیب ہے اور بے ادب کم نصیب ہے۔ اللہ والوں نے جو کچھ پایا، ادب ہی کی بناء پر پایا اور جو بے ادب ہیں، ان کے پاس جو تھا وہ بھی خاک ہوگیا۔ قرآن مجید نے بھی ہمیں ادب سکھایا اور بے ادبی سے ڈراتے ہوئے اس سے بچنے کا حکم دیا چنانچہ آپ کی خدمت میں قرآن مجید، احادیث مبارکہ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عمل سے ادب کی اہمیت بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

☆ اپنی آوازوں کو اونچی نہ کرو:

علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ تفسیر روح البیان میں نقل فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! اقرع بن حابس کو ان کی قوم کا عامل بنا دیا جائے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ قعقاع ابن معبد کو عامل بنایا جائے۔

اس گفتگو میں ان حضرات کی آوازیں بلند ہوگئیں تب یہ آیت نازل ہوئی۔

القرآن: يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اونچی نہ کرو اور ان کے حضور زیادہ بلند آواز سے کوئی بات نہ کہو جیسے ایک دوسرے کے سامنے بلند آواز سے بات کرتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہوجائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

کنزالعمال جلد اول کے صفحہ نمبر 214 پر نقل ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ کا قسم! آئندہ میں آپ سے سرگوشی کے انداز میں بات کیا کروں گا۔

ترمذی شریف کتاب التفسیر جلد 5 کے صفحہ نمبر 177 پر نقل ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ، آقا ومولا ﷺ

کی بارگاہ میں بہت آہستہ آواز سے بات کرتے حتیٰ کہ بعض اوقات حضور ﷺ کو بات سمجھنے کے لیے دوبارہ پوچھنا پڑتا کہ کیا کہتے ہو۔

ان دونوں حضرات کے عمل کو سراہتے ہوئے ارشاد فرمایا

القرآن: اِنَّ الَّذِیۡنَ یَغُضُّوۡنَ اَصۡوَاتَہُمۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ امۡتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوۡبَہُمۡ لِلتَّقۡوٰی-لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ

(سورۂ حجرات آیت 3)

ترجمہ: بے شک جو لوگ اللہ کے رسول کے پاس اپنی آوازیں نیچی رکھتے ہیں۔یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے، ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ کتاب الشفا میں فرماتے ہیں کہ امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی عزت وحرمت زندگی اور وفات دونوں میں برابر ہے۔آج بھی دربار رسالت کا وہی ادب ہے جو ان کی ظاہری حیات میں تھا۔

☆رسول اللہ ﷺ کو ایک دوسرے کی طرح مت پکارو:

القرآن: لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (سورۂ نور' آیت 63)

ترجمہ: رسول کو پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو، جیسا کہ تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ اس آیت میں صحابہ کرام کو بلکہ قیامت تک کے مسلمانوں کو بارگاہ رسالت کا ادب سکھایا گیا ہے، ان کی بارگاہ میں عرض وگزارش کرتے ہوئے ادب کو ملحوظ رکھو، ان کی شان تمہارے عام مسلمانوں کی طرح نہیں ہے کہ جس طرح چاہو پکار لو، بلکہ یہ بارگاہ اور ہے اور یہاں کے آداب بھی اور۔

تفسیر روح البیان میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس طرح نہ پکارو، جس طرح ایک دوسرے کو پکارتے ہو، ثابت ہوا کہ یا محمد یا احمد یا ابن عبداللہ، یا کہ اے بھائی، اے باپ وغیرہ خطابات سے پکارنا حرام ہے، بلکہ تفسیر ابن عباس میں ہے کہ جب بھی پکارو، یا رسول اللہ ﷺ کہہ کر پکارو، یا حبیب اللہ ﷺ کہہ کر پکارو، یا شفیع المذنبین ﷺ وغیرہ القاب سے پکارو۔

☆ وادیٔ مقدس کا ادب:

جب حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کوہ طور پر جاتے ہوئے وادی مقدس

میں پہنچے تو رب تعالیٰ نے فرمایا جسے سورۂ طٰہٰ کی آیت نمبر 12 میں بیان کیا گیا۔

القرآن: اِنِّیْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ-اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى

ترجمہ: بے شک میں تیرا رب ہوں تو تو اپنے جوتے اتار دے بے شک تو پاک وادی طویٰ میں ہے۔

تفسیر: تفسیر مدارک میں صفحہ نمبر 687 پر اس آیت کے تحت نقل ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اس آگ کے پاس تشریف لائے تو وہاں آپ علیہ السلام نے ایک سرسبز وشاداب درخت دیکھا جو اوپر سے نیچے تک انتہائی روشن تھا اور آپ علیہ السلام جتنا اس کے قریب جاتے اتنا وہ دور ہو جاتا اور جب آپ علیہ السلام ٹھہر جاتے ہیں تو وہ قریب ہو جاتا۔ اس وقت آپ علیہ السلام کو ندا فرمائی گئی کہ اے موسیٰ! بے شک میں تیرا رب ہوں تو تو اپنے جوتے اتار دے کہ اس میں عاجزی کا اظہار مقدس جگہ کا احترام اور پاک وادی کی خاک سے برکت حاصل کرنے کا موقع ہے، بے شک تو اس وقت پاک وادی طویٰ میں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مقدس جگہ کا ادب واحترام کرنا چاہیے کہ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے لہذا اگر کوئی حرمین شریفین یا دیگر مبارک زمینوں پر جوتے اتار کر ادب کے ساتھ چلے تو اسے طعنہ نہ دیا جائے کیونکہ مقدس مقامات کا

ادب خود رب تعالیٰ ہمیں سکھا رہا ہے۔

☆ادب کی بدولت ایمان ملا:

سورۂ اعراف کی آیات 110 تا 122 میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں کا ذکر موجود ہے۔ امام قرطبی علیہ الرحمہ تفسیر قرطبی جلد 4 کے صفحہ نمبر 186 پر ان آیات کے تحت فرماتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں کا آمنا سامنا ہوا تو جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں ادب سے عرض کی کہ پہلے آپ کمال دکھائیں گے یا ہم اپنا جادو دکھائیں؟

جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ ادب کیا کہ آپ کو مقدم کیا اور آپ کی اجازت کے بغیر اپنے عمل میں مشغول نہ ہوئے، اس ادب کا عوض انہیں یہ ملا کہ رب تعالیٰ نے انہیں ایمان و ہدایت کی دولت سے سرفراز فرمایا۔

اب آپ کی خدمت میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ادب بیان کرتا ہوں۔

☆موئے مبارک کا ادب:

کتاب الشفا اور نسیم الریاض میں ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کے موئے مبارک (بال مبارک) کا اس قدر ادب کیا کرتے تھے کہ انہوں نے بال مبارک اپنی ٹوپی کے اندر حفاظت سے سیے ہوئے تھے، ایک

مرتبہ دورانِ جنگ وہ ٹوپی گر گئی اور جنگ بھی گھمسان کی ہو رہی تھی مگر آپ نے اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر ٹوپی کو تلاش کر کے اٹھا لیا، جنگ ختم ہونے کے بعد کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے ایک ٹوپی کو ڈھونڈنے کے لیے اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کی، آپ نے فرمایا: میرا یہ عمل ٹوپی کے لیے نہیں بلکہ اس میں موجود بال مبارک کی تعظیم کے لیے تھا کیونکہ مجھے اسی بال مبارک کی برکت سے فتح نصیب ہوتی ہے۔

☆ دستِ مصطفیٰ ﷺ لگا تو بال نہ کٹوائے:

امام قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ کتاب الشفا میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ (صحابی رسول) کے سر کے اگلے حصے میں بالوں کی کثرت تھی، کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپ بال کیوں نہیں کٹواتے؟ یہ سن کر آپ نے فرمایا: جب سے میرے بالوں پر رحمتِ عالم ﷺ کا ہاتھ لگا ہے، اس دن سے آج تک میں نے اپنے بالوں کو نہیں کٹوایا۔

☆ مولا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی شرمگاہ کو نہ دیکھا:

تفسیر روح البیان میں علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ سورۂ اعراف کی تفسیر میں نقل فرماتے ہیں کہ مولا علی رضی اللہ عنہ نے کبھی اپنی شرمگاہ کی طرف نظر نہ کی

کیونکہ اسی نظروں سے جمال مصطفی ﷺ کو دیکھا کرتے تھے۔

☆حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دایاں ہاتھ شرمگاہ پر نہ لگایا:

تفسیر روح البیان میں علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب سے رحمت عالم ﷺ کے ہاتھ مبارک میں اپنا سیدھا ہاتھ دے کر بیعت کی، اس دن سے وہ ہاتھ کبھی آپ نے اپنی شرمگاہ پر نہیں لگایا کیونکہ یہ ہاتھ دست مصطفی ﷺ سے مس ہو چکا تھا۔

☆حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا ادب رسول:

مسلم شریف میں حدیث نمبر 5358 نقل ہے (ہجرت کے بعد) نبی پاک ﷺ (حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ) کے ہاں قیام پذیر ہوئے۔ نبی پاک ﷺ نیچے والے حصے میں قیام پذیر ہوئے اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اوپر کی منزل میں ٹھہر گئے۔ رات کے وقت حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی آنکھ کھلی تو انہیں خیال آیا کہ ہم تو محبوب خدا ﷺ کے اوپر چل رہے ہیں (یہ تو ادب کے خلاف ہے) تو وہ ایک کونے میں ہو گئے اور (ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے) اسی کونے میں پوری رات بسر کر لی

(اگلے دن) انہوں نے نبی پاک ﷺ سے اس بات کا تذکرہ کیا تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا: نیچے والی منزل میں زیادہ سہولت ہے۔حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں اس چھت کے اوپر نہیں رہ سکتا جس کے نیچے آپ موجود ہوں تو نبی پاک ﷺ اوپر کی منزل میں منتقل ہو گئے۔

☆نبی پاک ﷺ کا نام نہ مٹایا:

مسلم شریف کتاب الجہاد والسیر میں حدیث نمبر 4629 نقل ہے۔

حدیبیہ کے دن نبی پاک ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صلح کا معاہدہ تحریر کروایا۔اس معاہدہ میں ''محمد رسول اللہ'' لکھا ہوا تھا۔قریش نے اعتراض کیا کہ اس کو مٹا کر محمد ابن عبداللہ لکھا جائے لہذا حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ معاہدہ میں سے ''محمد رسول اللہ'' مٹا دیں (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دل میں اس نام کا اتنا ادب تھا کہ وہ سوچنے لگے: میری کیا مجال کہ میں محبوب خدا ﷺ کے نام کو مٹاؤں) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں اسے نہیں مٹا سکتا۔

☆ادب والا جواب:

ترمذی شریف کتاب المناقب میں حدیث نمبر 3619 نقل ہے۔حضرت

عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت قباث بن اشیم سے پوچھا: تمہاری عمر زیادہ ہے۔ یارسول اللہ ﷺ کی؟ انہوں نے فرمایا: بڑے تو رسول اللہ ﷺ ہی ہیں، بس میں تھوڑا پہلے پیدا ہو گیا تھا۔

☆ادب والا سوال:

ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ میں حدیث نمبر 1014 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی تو دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا۔ آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ کیا نماز کم ہو گئی ہے؟

☆باپ کو بھی بسترِ رسول پر نہ بیٹھنے دیا:

طبقات ابن سعد میں ہے۔ ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہیں۔ ان کے والد ابوسفیان جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ اپنی بیٹی سے ملنے ان کے گھر آئے، وہاں ایک بستر بچھا ہوا تھا، اس پر بیٹھنے لگے تو بیٹی نے فوراً باپ کو اٹھا دیا۔ باپ نے بڑے تعجب سے پوچھا بیٹی یہ بتا کہ یہ بستر میرے قابل نہیں؟ بیٹی نے جواب دیا ابا یہ بستر طیبّ و طاہر رسول ﷺ کا بستر ہے اور آپ میں شرک کی گندگی ہے لہذا میں آپ کو طیب و طاہر بستر پر نہیں بٹھا سکتی۔

☆نماز میں ادب رسول:

بخاری شریف کتاب الاذان میں حدیث نمبر 754 نقل ہے۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مسلمان نماز فجر میں تھے۔ نبی پاک ﷺ نے حجرے کا پردہ اٹھایا، صحابہ کو دیکھا کہ وہ صفوں میں تھے۔ آپ ﷺ خوشی سے مسکرانے لگے اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ (دوران نماز) ایڑیوں کے بل واپس پلٹے، نبی پاک ﷺ نے ان کی طرف اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز پوری کرو۔

محترم حضرات! یہ کیسا ادب رسول ہے کہ حالت امامت میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کی آمد کی خوشبو محسوس ہوئی تو ادب و تعظیم کے لیے حالت نماز میں پیچھے آنے لگے۔جب حضور ﷺ نے اشارہ فرمایا تو رک گئے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 2 کے صفحہ نمبر 196 پر اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نمازوں میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے چہرے کعبہ کی طرف تھے اور دل رحمت عالم ﷺ کی طرف۔ زبان قرآن میں مصروف تھی اور کان حضور ﷺ کی طرف۔اس سے ان کی نمازیں زیادہ کامل ہوئیں، حالت نماز میں ادب رسول شرک نہ تھا بلکہ کمال

توحید۔

☆وضو کا پانی زمین پر گرنے نہ دیا:

بخاری شریف کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 501 نقل ہے کہ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ سے بطحاء مکہ میں ظہر اور عصر کی نماز دو دو رکعت ادا فرمائی اور حضرت جحیفہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے آگے نیزہ گاڑ دیا۔ آپ ﷺ نے وضو فرمایا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے (ادب و تعظیم رسول میں وضو کا پانی زمین پر گرنے نہیں دیا) اس (پانی) کو لے کر (جسم پر) تبرکاً ملنا شروع کر دیا۔

☆صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضور ﷺ کی جگہ نہ بیٹھے:

امام طبرانی علیہ الرحمہ معجم الاوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں جسے امام سیوطی علیہ الرحمہ نے تاریخ الخلفاء میں نقل فرمایا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ بننے کے بعد منبر رسول کی اس سیڑھی پر کبھی نہ بیٹھے، جہاں محبوب کبریا ﷺ جلوہ گر ہوتے تھے، یہ ادب رسول ﷺ کی وجہ سے تھا۔

☆امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے

کبھی بغیر وضو حدیث بیان نہ کی:

شفا شریف میں امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ہاں جب بھی رسول پاک ﷺ کا ذکر پاک ہوتا تو آپ کا رنگ زرد ہو جاتا نیز امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے کبھی بھی بے وضو حدیث پاک بیان نہ کی۔

☆استاد کے گھر کی طرف پاؤں نہ پھیلائے:

الخیرات الحسان کے صفحہ نمبر 82 پر نقل ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ زندگی بھر اپنے استاد محترم حضرت حماد رضی اللہ عنہ کے مکان کی طرف پاؤں پھیلا کر نہ لیٹے حالانکہ آپ کے مکان اور استاد کے مکان کے درمیان تقریبا سات گلیاں پڑتی تھیں۔

☆امام مالک علیہ الرحمہ کا ادب:

احیاء العلوم جلد اول کے صفحہ نمبر 48 پر نقل ہے۔ امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ میں نے (مدینہ منورہ میں) امام مالک رضی اللہ عنہ کے دروازے پر خراسان کے گھوڑوں کا ایک ایسا ریوڑ دیکھا کہ میں نے اس سے اچھا نہیں دیکھا تھا۔ میں نے امام مالک علیہ الرحمہ سے عرض کی۔ یہ کتنا خوبصورت ہے۔ انہوں

نے فرمایا: اے ابوعبداللہ! یہ میری طرف سے تمہارے لیے تحفہ ہے۔ میں نے عرض کی: آپ اس میں سے ایک جانور اپنی سواری کے لیے رکھ لیں۔ آپ رضی اللہ عنہ فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے کہ میں اس مبارک مٹی کو جانور کے (اوپر سوار ہوکر اس کے) کھروں سے روندوں جس میں اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ (کا روضۂ انور) موجود ہے۔

☆امام مالک علیہ الرحمہ اور حدیث کا ادب:

امام قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ کتاب الشفا میں نقل فرماتے ہیں۔ امام مالک علیہ الرحمہ کی خدمت میں جب کوئی آتا تو آپ خادمہ کو بھیجتے، جاؤ پوچھو کوئی مسئلہ پوچھنا ہے یا حدیث شریف سننی ہے۔ اگر آنے والا کہتا کہ میں مسائل پوچھنے آیا ہوں تو آپ باہر تشریف لاتے اور مسائل بتادیتے اور اگر آنے والا کہتا کہ میں حدیث شریف سننے آیا ہوں تو آپ غسل فرماتے، خوشبو لگاتے، لباس تبدیل کرتے، جبہ پہنتے اور عمامہ شریف باندھ کر باہر تشریف لاتے اور آپ کے لیے خاص مسند تیار کی جاتی جس پر جلوہ گر ہوکر آپ ادب کے ساتھ حدیث رسول بیان کرتے۔ جب آپ سے پوچھا جاتا کہ اس قدر اہتمام کیوں؟ تو فرماتے یہ سب حدیث رسول کی تعظیم کے لیے ہے۔

☆ کھڑے کھڑے حدیث سننے کو بے ادبی سمجھتے:

امام قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ کتاب الشفا میں نقل فرماتے ہیں کہ امام مالک علیہ الرحمہ جب کبھی محدث ابن حازم علیہ الرحمہ کی خدمت میں آتے اور محدث ابن حازم علیہ الرحمہ حدیث شریف بیان کر رہے ہوتے اور بیٹھنے کی جگہ نہ ہوتی تو امام مالک علیہ الرحمہ رکتے نہیں تھے، آگے چلے جاتے کسی کے پوچھنے پر فرمایا کہ بیٹھنے کی جگہ نہیں تھی اور میں کھڑے کھڑے حدیث رسول سننے کو پسند نہیں کرتا (کہ یہ ادب کے خلاف ہے) اس لیے گزر جاتا ہوں۔

☆ کھڑے کھڑے حدیث پوچھنے پر سزا:

امام قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ کتاب الشفا میں نقل فرماتے ہیں کہ امام مالک علیہ الرحمہ سے قاضی جریر نے کھڑے کھڑے حدیث شریف کے متعلق سوال کیا تو امام مالک علیہ الرحمہ سے فرمایا: اسے قید کرلیا جائے، عرض کیا گیا حضور! یہ تو قاضی ہیں؟ یہ سن کر آپ نے فرمایا اسی لیے تو قید کرنے کا حکم دیا ہے کہ قاضی ہوکر حدیث شریف کا ادب کیوں نہیں کیا۔ اس نے کھڑے کھڑے کیوں حدیث شریف کے متعلق سوال کیا۔

☆ دینی کتاب بغیر وضو نہیں چھوتے:

علامہ حلوانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہم کو جو علم حاصل ہوا، اس میں علم کی تعظیم و ادب کا بڑا دخل ہے۔ میرا یہ حال تھا کہ کبھی کسی کتاب کو بلا وضو نہیں چھوتا تھا۔

☆ سترہ مرتبہ وضو کیا:

علامہ سرخسی علیہ الرحمہ کے ادب کا یہ عالم تھا کہ باوجود ریاحی امراض (ہوا خارج ہونے کا مرض) ہونے کے بغیر وضو کے ہاتھ میں کبھی دینی کتاب نہ اٹھاتے تھے، ایک مرتبہ دینی کتاب کے مطالعہ کے دوران سترہ مرتبہ وضو ٹوٹا، انہوں نے ادب و تعظیم کی خاطر سترہ مرتبہ وضو فرمایا۔

☆ ادب و تعظیم پر انعام:

فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث میں ہے کہ حضرت ابوایوب سلیمان بن داؤد علیہ الرحمہ کے انتقال کے بعد کسی بزرگ نے آپ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالٰی نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے کہا: مجھے بخش دیا گیا۔ پوچھا: کس سبب سے؟ کہا: میں ایک مرتبہ اصبھان جا رہا تھا، راستے میں اچانک بارش نے گھیر لیا۔ میرے پاس دینی کتابیں تھیں اور وہاں کوئی چھت یا سایہ دار جگہ نہ تھی، میں اپنی کتابوں کو بچانے کے لیے ان پر لیٹ گیا اور پوری رات اسی

طرح گزار دی۔صبح ہوئی تو بارش ہلکی ہوچکی تھی، اس بات پر مجھے اللہ تعالیٰ نے بخش دیا۔

☆بسم اللہ شریف کا ادب:

تذکرۃ الاولیاء میں حضرت فرید الدین عطار علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت بشیر حافی علیہ الرحمہ نشہ میں دھت کہیں جارہے تھے کہ راستے میں ایک کاغذ کے ٹکڑے پر نظر پڑی۔اس کو اٹھایا، دیکھا تو اس پر لکھا تھا''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' بشر حافی نے اس کاغذ کو بطور ادب و تعظیم صاف کیا،عطر لگایا اور اونچی جگہ رکھ دیا کیونکہ اس پر اللہ تعالیٰ کا پاک نام لکھا ہوا تھا، اسی رات کسی اللہ کے ولی کو حکم ہوا کہ بشر کو خوش خبری سناؤ کہ تو نے ہمارے نام کو معطر کر کے بلند مقام پر رکھا ہے لہذا ہم بھی بشر کو بلند مقام عطا کریں گے۔

اس اللہ کے ولی نے یہ سوچ کر کہ بشر تو شرابی کبابی ہے،کہیں میرا الہام غلط ہو، پھر دوسری مرتبہ حکم ملا پھر تیسری مرتبہ یہی فرمان ملا، وہ بشر کے گھر گئے تو وہاں پتہ چلا کہ بشر حافی شراب خانے گئے ہوئے ہیں اور جب وہ اللہ کے ولی شراب خانہ پہنچے تو کیا دیکھا کہ بشر حافی شراب کے نشے میں لیٹے ہوئے ہیں۔

اس اللہ کے ولی نے فرمایا: بشر سے کہو کہ میں تیرے لیے ایک خاص پیغام

لا یا ہوں۔ جب بشر نے آواز سنی تو ڈرتے ہوئے ننگے پاؤں دوڑے اور پیغام الٰہی سن کر تائب ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کے کامل ولی بن گئے۔ بغداد کے علاقے اعظمیہ میں آپ کا مزار ہے۔

☆ اللہ کے ولی کی تعظیم پر بخشش:

خلاصۃ العارفین میں ہے کہ ایک نوجوان جو کہ ملتان کا رہنے والا تھا، بڑا فاسق و فاجر تھا۔ انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا: رب تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا: اس نے کہا مجھے بخش دیا گیا، پوچھا بخشش کا سبب کیا بنا؟

وہ کہنے لگا: ایک دن میں راستے سے گزر رہا تھا، میں نے کیا دیکھا کہ اللہ کے ولی حضرت بہاؤ الدین ذکریا ملتانی علیہ الرحمۃ تشریف لے جا رہے تھے۔ میں نے محبت و ادب کے ساتھ ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ رب تعالیٰ نے اسی سبب سے میری بخشش کر دی۔

☆ مسجد نبوی کی تعمیرات میں ادب کی اعلیٰ مثال:

ترکی حکومت نے جب مسجد نبوی کی تعمیر کا منصوبہ بنایا تو اسلامی ممالک کے کچھ خاندان منگوائے گئے اور ان کے قسطنطنیہ کے پہلو میں ایک شہر آباد کیا، وہاں

ان کو ٹھہرایا اور ترکی حکومت نے ان سب خاندانوں کا خرچہ اپنے ذمہ لے کر اور ان خاندانوں سے ایک ایک بچہ لے کر ان کو قرآن مجید حفظ کرایا، عالم بنایا اور ان کو تعمیر کے فنون سکھائے اور یوں پچیس سال تک ترکی حکومت نے ان پانچ سو خاندانوں کا سارا خرچہ برداشت کیا پھر جب پچیس سال کے بعد وہ نوجوان فن تعمیر کے ماہر، عالم، فاضل اور حافظ قرآن بن گئے تو ان کو مسجد نبوی کی تعمیر کی خدمت میں لگا دیا اور پھر مدینہ منورہ سے باہر دور ایک سنگ تراشی کا کارخانہ لگایا گیا تا کہ سنگ تراشی کرتے وقت جان عالم ﷺ کو اس کی آہٹ سے تکلیف نہ پہنچے اور ان حفاظ نوجوانوں کو حکم جاری کیا کہ پتھر تیار کر کے مسجد نبوی میں لے جاؤ، وہاں دو دو پتھر جوڑ کر ستون بنایا جائے اور سارے کام باوضو کیے جائیں اور کام کرتے وقت تلاوت قرآن جاری رکھی جائے، اس طرح ادب و تعظیم کے ساتھ پندرہ سال میں مسجد نبوی شریف مکمل ہوئی۔

محترم حضرات! آپ نے ادب و تعظیم سے مالا مال واقعات سنے۔ واقعی جسے جو ملا ادب و تعظیم ہی سے ملا مگر آج ادب و تعظیم میں نہایت کمی آ چکی ہے۔ اگر ہم زمانے پر نظر دوڑائیں تو درج ذیل بے ادبی والے کام نظر آتے ہیں جنہیں میں آپ کی خدمت میں بیان کرتا ہوں۔

1 ......سوتے وقت اس بات کا خیال نہیں رکھا جاتا کہ قبلہ کا رخ کس جانب

ہے جس کی وجہ سے ہمارے پاؤں قبلہ کی طرف ہوتے ہیں۔

2......بیت الخلاء اور غسل خانے بنواتے وقت یہ احتیاط ختم ہوتی جا رہی ہے کہ قبلہ رخ کس طرف ہے جس کی وجہ ہم قبلہ رُخ ہو کر استنجاء کر رہے ہوتے ہیں، برہنہ نہا رہے ہوتے ہیں۔

3......تھوکنے کی بیماری اتنی عام ہوگئی کہ اب ہم میں تمیز ختم ہوگئی کہ کون سا رخ قبلہ کا ہے، وہاں نہ تھوکا جائے۔

4......بغیر وضو قرآن مجید کو اٹھا لیتے ہیں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ بغیر وضو بے ادبی سے اٹھا کر رکھ دیتے ہیں۔

5......مسجد اللہ کا گھر ہے، اس کا ادب واحترام ہر مسلمان پر فرض ہے مگر ہم مسجد میں زور زور سے گفتگو، پاؤں پھیلا کر ایسے بیٹھتے ہیں جیسے تفریح گاہ میں بیٹھے ہیں۔ ذرا یہ سوچیں کہ یہ بے ادبی قیامت کے دن بہت بڑی مصیبت بن جائے گی۔

6......زبانیں ہماری اتنی بڑی ہوگئیں کہ ہم سنت رسول مثلاً داڑھی، عمامہ اور دیگر اسلامی احکامات کی بے ادبی کرتے ہوئے اس کا مذاق اڑاتے ہیں اور پھر ایمان جیسی دولت سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

7......حرمین شریفین میں جائیں تو بے ادب لوگ کعبہ مشرفہ کی طرف پاؤں

پھیلا کر بیٹھے ہوتے ہیں،جس کلام پاک کی بیٹھ کر تلاوت کرتے ہیں، اسی کلام پاک کوسر کے نیچے رکھ کر یعنی قرآن مجید کو تکیہ بنا کر زمین پر رکھ کر سو جاتے ہیں۔

8......حرم کعبہ میں عین خانۂ کعبہ کے سامنے کھڑے ہو کر شوہر بیوی کی تصویر اور بیوی شوہر کی تصویر بناتی ہے، اس طرح حرم کعبہ کی بے ادبی ہوتی ہے۔

9......مواجہہ اقدس (سنہری جالیوں) جہاں آواز بلند کرنا سخت بے ادبی ہے، وہاں پر حاضری دیتے وقت موبائل بلند کرتے ہوئے زور زور سے آوازیں بلند کرتے ہوئے یہ کہنا کہ ''میں بارگاہ رسالت میں ہوں'' جو کہ سخت قسم کی بے ادبی اور گستاخی ہے۔

بے ادبی اتنا سخت جرم ہے، شیطان (ابلیس) نے لاکھوں سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ ایک قول کے مطابق شیطان نے چھ لاکھ سال عبادت کی اور وہ صرف ایک بے ادبی کی وجہ سے چھ لاکھ سالہ عبادت ضائع کر بیٹھا اور وہ بے ادبی تھی، یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم نہ کرنا۔

محترم حضرات! بے ادبی سے بچو ورنہ پچھتانے سے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ بے ادب چاہے کتنا ہی بڑا نمازی، حافظ، عالم، مفتی، شیخ الحدیث اور عابد ہی کیوں نہ ہو، اس کا ہر نیک عمل باطل ہے، وہ قیامت کے دن بڑا خوش ہوگا کہ آج مجھے دنیا

میں کیے ہوئے نیک اعمال کا بدلہ ملے گا۔حکم ہوگا کہ بے ادبی نے تیرے سارے اعمال غارت کر دیئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر قسم کی بے ادبی سے محفوظ رکھے اور بے ادبوں کے شر سے اور ان کی صحبت سے محفوظ فرمائے۔آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

جنوں کی دنیا

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ
صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ ذاریات سے آیت نمبر 56 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے جہاں دیگر مخلوقات پیدا فرمائیں، وہاں ایک بہت بڑی مخلوق

جنات کو بھی پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی انسانوں کی طرح اپنی بندگی اور عبادت ہی کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ اگرچہ جنات ہمیں نظر نہیں آتے، جس طرح انسان اور دیگر مخلوقات نظر آتی ہیں مگر اس مخلوق کا انکار نہیں کیا جا سکتا جہاں تک نظر نہ آنے کا معاملہ ہے تو ہمیں ہوا بھی نظر نہیں آتی مگر ہم اس کا انکار نہیں کرتے۔ اسی طرح جنات بھی اگرچہ ہمیں نظر نہیں آتے مگر ان کا وجود قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

اب آیئے جنات کے متعلق کچھ سوالات ہم سب کے ذہنوں میں پیدا ہوتے ہیں کہ جنات کون ہیں؟ جنات کی خوراک کیا ہے؟ وہ کس دن پیدا ہوئے؟ کہاں رہتے ہیں؟ کیا انسانوں سے بھی زیادہ ہیں؟ کیا یہ بھی مختلف مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں؟ کیا ان کے یہاں اولاد بھی پیدا ہوتی ہے؟ ان کو کتنی طاقت دی گئی؟ ہم ان سے دوستی کر سکتے ہیں؟ کیا یہ انسانوں کو نقصان پہنچاتے ہیں؟ اسی طرح کے مختلف سوالات کے جوابات آج کی اس نشست میں عرض کروں گا تاکہ آپ کی معلومات میں اضافہ بھی ہو اور رب تعالیٰ کے کرشمہ کو دیکھ کر اس کی تسبیح و تہلیل کریں۔

☆ جن کو جن کیوں کہتے ہیں؟

شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ عمدۃ القاری جلد 10 کے صفحہ نمبر 644 پر فرماتے ہیں۔لغت میں جن کا معنی ہے ''ستر اور خفا'' اور جن کو اسی لیے جن کہتے ہیں کہ وہ عام لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوتا ہے۔

☆ جنات کو کس چیز سے پیدا کیا گیا؟

صحیح مسلم میں حدیث نمبر 2996 نقل ہے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا: فرشتوں کو نور سے، جنات کو آگ کے شعلہ سے اور حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔

☆ پہلے انسان پیدا ہوئے یا جنات؟

لَقَطُ الْمَرْجَانُ فِیْ اَحْکَامُ الْجَّانُ (مترجم) کے صفحہ نمبر 43 پر امام سیوطی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انسانوں سے پہلے زمین پر صرف جن آباد تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ابوالجنات ''سموم'' کو پیدا فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے اسے آگ کے شعلہ سے پیدا فرما کر فرمایا: اے ابوالجن سموم! تو کوئی آرزو کر، اس نے کہا: میری تمنا یہ ہے کہ ہم سب کو دیکھیں اور ہمیں کوئی نہ دیکھے اور ہم زمین میں چھپ جائیں اور ہمارا بوڑھا بھی مرے، یہاں تک کہ اس کی جوانی واپس آجائے (ہمارا بوڑھا بھی

جوان ہوکر مرے) تو رب تعالیٰ نے اس کی یہ تمنا پوری فرمادی۔اس لیے وہ سب کو دیکھتے ہیں لیکن دوسرے لوگ انہیں دیکھ نہیں سکتے اور جب مرتے ہیں تو زمین میں غائب ہوجاتے ہیں اور اس کا بوڑھا بھی جوان ہوکر مرتا ہے، یعنی اس بچے کی طرح جسے انتہائی کم عمری میں لوٹا دیا جاتا ہے۔

☆جنات کو کس دن پیدا کیا گیا:

ابن جریر، ابو حاتم اور ابوالشیخ ''کتاب العظمۃ'' میں حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بدھ کے دن اور جنوں کو جمعرات کے دن اور حضرت آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن پیدا فرمایا۔

☆جنات کی اولاد بھی ہوتی ہے:

جنات کے یہاں بھی اولاد پیدا ہوتی ہے جس سے ان کی نسل چلتی ہے چنانچہ سورۂ رحمن کی آیت نمبر 56 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: فِيهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ

ترجمہ: ان بچھونوں پر وہ عورتیں ہیں کہ شوہر کے سوا کسی کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتیں، ان سے پہلے انہیں نہ چھوا کسی آدمی اور نہ جن نے۔

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ تفسیر کبیر جلد اول کے صفحہ نمبر 376 پر اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: جنات کی بھی اولاد ہوتی ہے۔

☆جنات کی تعداد:

کتاب العظمۃ کے صفحہ نمبر 417 پر نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چوتھی زمین کے اوپر اور تیسری زمین کے نیچے اتنے جنات ہیں کہ اگر وہ تمہارے سامنے آ جائیں تو تمہیں سورج کی روشنی دکھائی نہ دے۔

جامع البیان جلد 9 کے صفحہ نمبر 85 پر نقل ہے۔ حضرت عمرو بکالی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب انسان کا ایک بچہ پیدا ہوتا ہے تو جنات کے یہاں نو (9) بچے پیدا ہوتے ہیں۔

☆جنات کی طاقت:

اللہ کریم نے جنات کو بعض ایسے غیر معمولی اوصاف عطا کیے ہیں جو انسان میں عموماً نہیں پائے جاتے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب شہر سبا کی ملکۂ بلقیس کا تخت لانے کا حکم دیا تو ایک درباری جن نے عرض کی کہ میں اس تخت کو اتنا دور سے آپ کا اجلاس ختم ہونے سے پہلے لے آؤں گا، اس بات کو قرآن مجید سورۂ نمل کی آیت نمبر 39 میں بیان کیا گیا۔

القرآن:قَالَ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ○قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ-وَ اِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ

ترجمہ: سلیمان نے کہا اے درباریو! تم میں کون ہے کہ وہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں۔ایک بڑا خبیث جن بولا: میں وہ تخت حضور میں حاضر کردوں گا۔قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں اور میں اس پرقوت والا امانت دار ہوں۔

☆جنات کیا کھاتے ہیں:

امام مسلم اور امام ترمذی حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔میں نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: کیا (جنوں سے ملاقات کی رات) میں آپ میں سے کوئی نبی پاک ﷺ کے ساتھ تھا؟ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم میں سے کوئی حضور ﷺ کے ساتھ نہ تھا، البتہ ہم نے ایک رات مکہ میں حضور ﷺ کو گم پایا تو ہم نے کہا: معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ گرفتار کر لیے گئے

ہیں اور چھپا دیا گیا ہے۔معلوم نہیں آپ کے ساتھ کیا کیا جا رہا ہے۔ہم مسلمانوں کی جماعت نے یہ رات بہت بری حالت میں گزاری۔ جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ غار حرا کی طرف سے تشریف لا رہے تھے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا جس مشکل میں وہ تھے،تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس ایک جن نے آ کر دعوت دی۔ میں اس کے ساتھ چلا گیا اور میں نے انہیں قرآن مجید پڑھ کر سنایا پھر حضور ﷺ ہمیں لے گئے اور ان کے آثار دکھائے اور ان کی آگ کے آثار دکھائے۔ جنات نے حضور ﷺ سے زادِ سفر مانگا۔اس لیے کہ وہ کسی جزیرہ میں رہنے والے جنوں میں سے تھے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ہر وہ ہڈی تمہاری غذا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو یعنی حلال ذبیحہ کی ہڈی تم لوگوں کی غذا ہے اور ترمذی شریف کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: جنات کی غذا وہ ہڈیاں ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو اور وہ تمہارے ہاتھ آ جائے یا جس ہڈی میں گوشت لگا ہوا ہو اور ہر قسم کی لید و مینگنی تمہارے چوپایوں کا چارہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے (اسی لیے) ارشاد فرمایا:: تم لوگ ہڈی اور لید سے استنجا نہ کرو،اس لیے کہ یہ دونوں تمہارے بھائی جنوں کی غذا ہے۔

☆جنات کہاں رہتے ہیں؟

محترم حضرات! جس زمین پر ہم زندگی گزار رہے ہیں، اسی پر جنات بھی رہتے ہیں مگر وہ مختلف مقامات پر رہتے ہیں چنانچہ اس ضمن میں حدیث پاک سماعت فرمائیے۔

امام طبرانی علیہ الرحمہ معجم الکبیر جلد اول کے صفحہ نمبر 371 پر حدیث نمبر 1143 نقل فرماتے ہیں۔ حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو آپ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ میں آپ ﷺ کے پاس پانی کا برتن لے گیا تو میں نے آپ ﷺ کے پاس لوگوں کے لڑنے جھگڑنے کی آواز سنی۔ اس طرح کی آواز میں نے پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ جب نبی پاک ﷺ تشریف لائے تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں نے آپ کے پاس لوگوں کے لڑنے جھگڑنے کی آواز سنی اور اس سے پہلے میں نے ایسی آواز کسی کی زبان سے نہ سنی تھی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس مسلمان جنات اور مشرک جنات آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ ان لوگوں نے مجھ سے درخواست کی کہ میں انہیں رہنے کی جگہ دے دوں تو میں نے مسلمان جنات کو ٹیلوں و چٹانوں میں جگہ دی

اور مشرک جنات کو پشت زمین (یعنی گڑھوں، گھاٹیوں اور غاروں) میں رہنے کی جگہ دی۔

☆ بلوں میں رہنے والے جنات:

ابوداؤد کتاب الطہارۃ میں حدیث نمبر 69 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے بل (یعنی سوراخ) میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔ لوگوں نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ بل میں پیشاب کرنے سے ممانعت کی کیا وجہ ہے؟ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہا جاتا ہے کہ بل جنات کے رہنے کی جگہ ہے۔

☆ ویرانوں میں رہنے والے جنات:

کتاب ''آکام المرجان فی احکام الجان'' کے صفحہ نمبر 26 پر نقل ہے۔ حضرت علامہ بدرالدین شبلی علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں۔ اعرابیوں (یعنی عرب کے رہنے والے دیہاتیوں) کا بیان ہے کہ ہم کثیر لوگ ہوتے اور کہیں پڑاؤ کرتے تو ہمیں بہت سے خیمے اور لوگ دکھائی دیتے مگر اچانک سب کچھ غائب ہو جاتا۔ ہمیں یقین ہے کہ دکھائی دینے والے وہ لوگ جنات ہیں۔

☆ جھاڑیوں میں جنات کا بسیرا:

الکامل فی الضعفاء جلد 4 صفحہ نمبر 310 پر نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ایک شخص کو قرع میں رفع حاجت کرنے سے منع فرمایا۔ عرض کی گئی: قرع کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی جھاڑی والی جگہ میں جائے تو گویا اپنے مکان میں ہے حالانکہ وہ تمہارے بھائی جنات کے رہنے کی جگہ ہے۔

محترم حضرات! اس سے معلوم ہوا کہ سفر کرتے ہوئے راستوں میں جھاڑیوں میں پیشاب وغیرہ کرنے سے بچنا چاہیے، یہ میں نے اس لیے عرض کیا کہ میں نے اکثر سفر کرتے ہوئے لوگوں کو جھاڑیوں میں پیشاب کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس وقت تو کچھ نہیں ہوتا مگر بعد میں حالت بگڑ جاتی ہے۔

☆ جنات کی مختلف شکلیں:

علامہ بدرالدین شبلی حنفی علیہ الرحمہ اپنی کتاب اکام المرجان فی احکام الجان کے صفحہ نمبر 21 پر لکھتے ہیں: بلاشبہ جنات انسانوں اور جانوروں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں، چنانچہ وہ سانپوں، بچھوؤں، اونٹوں، بیلوں، گھوڑوں، بکریوں، خچروں، گدھوں اور پرندوں کی شکل میں بدلتے رہتے ہیں۔

☆جنات کی تین قسمیں:

امام حاکم علیہ الرحمہ مستدرک کی جلد 3 کے صفحہ نمبر 254 پر حدیث نمبر 3754 نقل فرماتے ہیں۔حضرت ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پُرنور علیہ وسلم ﷺ نے فرمایا: جنات کی تین قسمیں ہیں۔

1۔جن کے پر ہیں اور وہ ہوا میں اڑتے ہیں۔

2۔سانپ اور کتے۔

3۔جو سفر اور قیام کرتے ہیں۔

☆جن اونٹ کی شکل میں:

مسند امام احمد ابن حنبل جلد 7 کے صفحہ نمبر 342 پر حدیث نمبر 20580 نقل ہے۔حضرت عبداللہ بن مغفل المزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا،تم اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ کے قریب نماز مت پڑھو، کیونکہ اونٹ جنوں میں سے بھی پیدا کیے گئے ہیں،کیا تم ان کی آنکھوں اور ان کی پھولی ہوئی سانسوں کو نہیں دیکھتے،جب وہ بدلتے ہیں، ہاں! بکریوں کے باڑے کے قریب نماز پڑھو کیونکہ وہ رحمت کے زیادہ قریب ہیں۔

☆جن کتے کی شکل میں:

کتاب ''اکام المرجان فی احکام الجان'' کے صفحہ نمبر 24 پر نقل ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (بعض) کتے بھی جنات ہوتے ہیں اور یہی کمزور قسم کے جنات ہیں لہذا جس کے کھانے کے وقت کتا آجائے تو وہ اسے بھی کچھ کھلا دے یا اسے بھگا دے۔

☆جن انسان کی شکل میں:

کتاب ''اکام المرجان فی احکام الجان'' کے صفحہ نمبر 80 پر نقل ہے۔

حضرت یحییٰ بن ثابت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت حفص طائفی علیہ الرحمہ کے ساتھ منیٰ میں تھا کہ (ہم نے دیکھا) ایک شیخ جو سفید سر والا اور سفید داڑھی والا تھا (یعنی جس کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے) لوگوں کو فتویٰ دے رہا ہے۔ حضرت حفص علیہ الرحمہ نے مجھ سے فرمایا: اے ابوایوب! کیا تم اس بوڑھے کو دیکھ رہے ہو جو لوگوں کو فتویٰ دے رہا ہے۔ یہ عفریت جن ہے۔ یہ فرمانے کے بعد حضرت حفص علیہ الرحمہ اس کی قریب گئے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ جب حضرت حفص علیہ الرحمہ نے اس کی طرف غور سے دیکھنا شروع کیا تو اس نے اپنے جوتے اٹھائے اور بھاگنا شروع کر دیا۔ لوگ بھی اس کے

پیچھے بھاگے۔ حضرت حفص علیہ الرحمہ کہنے لگے: اے لوگو! یہ عفریت جن ہے۔

☆ کیا جنات شریعت کے مکلف ہیں؟

جس طرح انسانوں پر شرعی احکامات لاگو ہوتے ہیں، اسی طرح جنات بھی شریعت مطہرہ کے پابند ہیں۔

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ تفسیر کبیر جلد 10 کے صفحہ نمبر 665 پر لکھتے ہیں: بلاشبہ جنات بھی انسانوں کی طرح شریعت کے مکلف ہیں۔

علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ فتاویٰ حدیثیہ کے صفحہ نمبر 99 پر لکھتے ہیں۔ علامہ تاج الدین سبکی علیہ الرحمہ اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں۔ جنات ہر چیز میں نبی علیہ السلام کی شریعت کے مکلف ہیں۔ اخبار و آثار میں وارد ہے کہ مومنین جنات نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، حج کرتے ہیں، تلاوت قرآن کرتے ہیں، علوم دینیہ اور روایت حدیث انسانوں سے حاصل کرتے ہیں۔ اگرچہ انسانوں کو اس کا پتانہ چلے۔

☆ کیا جنات بھی مختلف مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں؟

جس طرح انسانوں میں مختلف مذاہب کے لوگ ہوتے ہیں، اسی طرح جنات میں بھی دین اسلام کے ماننے اور نہ ماننے والے دونوں قسم کے گروہ

موجود ہیں۔

کتاب العظمۃ صفحہ نمبر 429 پر نقل ہے۔ حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جنات میں مومن بھی ہوتے ہیں اور کافر بھی۔

الحدیقۃ الندیۃ جلد اول صفحہ نمبر 73 پر علامہ عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ ہمارے نبی پاک ﷺ جن و انس کی طرف مبعوث ہوئے ہیں تو جو آپ ﷺ کے دین میں داخل ہوا، وہ گروہ مومنین میں ہے اور دنیا و آخرت اور جنت میں ان کے ساتھ ہوگا اور جس نے آپ ﷺ کو جھٹلایا، وہ شیطان ہے اور مومنین کے گروہ سے دور اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

☆ کیا جنات میں بھی فرقے ہوتے ہیں؟

کتاب العظمۃ کے صفحہ نمبر 432 پر نقل ہے۔ حضرت اسماعیل بن عبدالرحمن سدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنوں کے بھی تمہاری طرح فرقے ہوتے ہیں جیسے رافضی، مرجیہ اور قدریہ وغیرہ۔

محترم حضرات! اس سے معلوم ہوا کہ جنات میں بھی مختلف فرقوں سے تعلق رکھنے والے ہوتے ہیں۔ مثلاً بریلوی، دیوبندی، غیر مقلد (اہلحدیث)، قادیانی، شیعہ، خارجی، منکرینِ حدیث، مرجیہ، قدریہ وغیرہ جنات ہوتے ہیں جبکہ کئی

جنات بزرگان دین سے نسبت رکھنے والے قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی وغیرہ بھی ہوتے ہیں۔ اسی طرح کئی جنات حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی بھی ہوتے ہیں۔ بس یوں سمجھ لیں کہ جس طرح انسانوں کا مذہبی معاملہ ہے، جنات کا بھی اسی طرح مذہبی سلسلہ ہے۔

☆ابلیس کے پوتے کی توبہ:

لقط المرجان فی احکام الجان کے صفحہ نمبر 216 پر نقل ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک دن ہم حضور پُرنور ﷺ کے ہمراہ کوہ تمامہ پر بیٹھے تھے۔ اچانک ایک بوڑھا ہاتھ میں عصا لیے ظاہر ہوا اور اس نے حضور پُرنور ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کیا۔ آپ ﷺ نے جواب مرحمت فرمایا اور ارشاد فرمایا: اس کی آواز جنات جیسی ہے۔ آپ ﷺ کے استفسار پر اس نے بتایا کہ میرا نام ہامہ بن ہیم بن لاقیس بن ابلیس ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو گویا تیرے اور ابلیس کے درمیان صرف دو پشتیں ہیں۔ سرورِ کونین ﷺ نے اس کی عمر پوچھی تو عرض کی: جتنی دنیا کی عمر ہے، اتنی یا اس سے تھوڑی سی کم ہے۔ یارسول اللہ ﷺ! جن دنوں قابیل نے حضرت ہابیل رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا، اس وقت میں چند برس کا بچہ ہی تھا مگر بات سمجھتا تھا۔ پہاڑوں میں دوڑتا

پھرتا تھا اور لوگوں کا کھانا اور غلہ چوری کرلیا کرتا تھا۔ لوگوں کے دلوں میں وسوسے بھی ڈالتا تھا تاکہ وہ اقارب کے ساتھ بدسلوکی کریں۔ آقا ﷺ! میں نے حضرت نوح علیہ السلام کے ہاتھوں پر توبہ کرلی ہے اور ان کے ساتھ ان کی مسجد میں ایک سال تک رہا ہوں۔ میں حضرت ہود، حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہم السلام کی مقدس صحبتوں سے مستفیض ہو چکا ہوں اور ان سے تورات شریف سیکھی ہے اور ان کا سلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں پہنچانے کا شرف حاصل کیا ہے۔ یا سید الانبیاء ﷺ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اگر تجھے نبی آخر الزماں ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہو تو میرا اسلام ان سے عرض کرنا، سو میں اپنی اس امانت سے سبکدوش ہونے کا شرف حاصل کر رہا ہوں اور یہ بھی آرزو ہے کہ مجھے آپ اپنی زبان حق ترجمان سے کچھ کلام الٰہی تعلیم فرمایئے۔

نبی پاک ﷺ نے اس کو سورۂ مرسلات، عمہ یتساءلون، سورۂ اخلاص، معوذتین (سورۂ فلق وناس) اور اذا الشّمس یہ سورتیں تعلیم فرمائیں اور یہ بھی فرمایا کہ اے ہامہ! جب تمہیں کوئی حاجت ہو، میرے پاس آجانا اور میری ملاقات نہ چھوڑنا۔

☆جن قرآن بھول جاتے تو

سرکار ﷺ سے آ کر معلوم کرتے:

حضرت خطیب بغدادی علیہ الرحمہ مالک کی روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: ہم نبی پاک ﷺ کے ساتھ جارہے تھے کہ اچانک ایک بہت بڑا (نر) اژدھا سامنے آیا اوراس نے اپنا سر کونین کے والی ﷺ کے کان مبارک پر رکھ دیا اور نبی پاک ﷺ نے اپنا مونہہ مبارک اس کے کان پر رکھ دیا اوراس نے سرگوشی فرمائی پھر ایسا لگا کہ زمین نے اسے نگل لیا ہو۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم آپ کے بارے میں ڈر گئے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ جنوں کے وفد کا قاصد تھا، جنات قرآن کی ایک سورت بھول گئے تھے تو جنوں نے اسے میری طرف بھیجا چنانچہ میں نے اسے قرآن کریم کی وہ سورت بتادی۔

(لقط المرجان فی احکام الجان ص نمبر 150)

☆کیا جنات میں بھی نیک اور بد ہوتے ہیں:

جس طرح ہمیں انسانوں میں اچھے برے ہر دو طرح کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے اسی طرح جنات میں بھی نیک و بد دونوں طرح کے جنات ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید کی سورۂ جن کی آیت نمبر 11 میں جنات کا قول حکایت فرماتا ہے۔

القرآن: وَّ اَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ- كُنَّا طَرَآىِٕقَ قِدَدًاۙ

ترجمہ: اور یہ کہ ہم میں کچھ نیک ہیں اور کچھ دوسری طرح کے ہیں، ہم کہیں راہیں پھٹے ہوئے ہیں۔

شعب الایمان جلد 4 کے صفحہ نمبر 163 پر نقل ہے۔ حضرت حلیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ زندہ، عاقل اور بولنے والی مخلوق کی دو ہی قسمیں ہیں۔ انسان اور جن۔ اور ان میں ہر گروہ کی پھر قسمیں ہیں۔ نیک اور بد...... انسانوں کو ابرار کہا جاتا ہے پھر ان میں رسول بھی ہوتے ہیں اور عام انسان بھی، جبکہ برے لوگوں کو اشرار کہا جاتا ہے پھر ان میں کچھ کافر ہوتے ہیں اور کچھ نہیں۔ برے جنات کو شیاطین کہا جاتا ہے۔

☆ نیک جنات بد مذہبوں کے گھر میں نہیں رہتے:

صفۃ الصفوۃ جلد 4 کے صفحہ نمبر 385 پر نقل ہے۔ حضرت سلمہ بن شبیب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ مکرمہ منتقل ہونے کا ارادہ کیا اور اپنا گھر بیچ

دیا۔ جب میں نے اس کو خالی کر کے خریدار کے سپرد کر دیا اور اس کے دروازے پر کھڑے ہو کر (جنوں کو مخاطب کر کے) کہا اے گھر والو! ہم تمہارے پڑوسی رہے تو تم نے ہمیں اچھا پڑوس مہیا کیا (یعنی جن ہو کر بھی نہ ستایا) اللہ تعالیٰ تمہیں بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ ہم نے تم سے بھلائی ہی دیکھی۔ اب ہم نے اپنا گھر بیچ دیا ہے اور مکہ مکرمہ منتقل ہو رہے ہیں۔ فَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ یعنی لہٰذا تم پر سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

تو گھر میں سے کسی جواب دینے والے نے جواب دیا (وہ نظر نہیں آ رہا تھا): اللہ تعالیٰ تمہیں بھی جزائے خیر عطا فرمائے' ہم نے بھی تم سے بھلائی ہی بھلائی دیکھی اور ہم بھی یہاں سے جا رہے ہیں۔ اس لیے کہ جس نے یہ گھر خریدا ہے وہ رافضی ہے جو حضرت سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہتا ہے۔

☆ جن بھی صالحین کی حفاظت کرتے ہیں:

امام بیہقی علیہ الرحمہ ''دلائل النبوۃ'' میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب خیبر سے چلے تو دو آدمیوں نے ان کا پیچھا کیا اور ایک دوسرے شخص نے

ان دونوں کا پیچھا کیا جو کہہ رہا تھا: تم دونوں واپس ہو جاؤ، واپس ہو جاؤ، یہاں تک کہ اس نے ان دونوں کو پکڑ لیا اور ان دونوں کو واپس لوٹا دیا پھر وہ پہلے آدمی سے جا ملا اور ان سے کہا: یہ دونوں شیطان ہیں اور میں ان دونوں کے پیچھے لگا رہا یہاں تک کہ میں نے ان دونوں کو تم سے واپس لوٹا دیا۔ جب تم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو تو ان کی خدمت میں میرا اسلام عرض کرنا اور عرض کرنا ہم صدقات جمع کر رہے ہیں، جیسے ہی جمع ہو گیا، ہم حضور ﷺ کی خدمت میں بھیج دیں گے۔ جب وہ صاحب مدینہ منورہ آئے تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے یہ واقعہ حضور ﷺ سے عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد سے اکیلے سفر کرنے سے منع فرما دیا۔

☆ لیموں والے گھر میں جن نہیں آتے:

امام سیوطی علیہ الرحمہ اپنی کتاب لقط المرجان فی احکام الجان کے صفحہ نمبر 150 پر نقل فرماتے ہیں کہ حضرت قاضی علی بن حسن خلعی علیہ الرحمہ کی سوانح میں کہا ہے کہ جنات ان کے پاس آتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ عرصہ دراز تک نہیں آئے تو قاضی صاحب نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو جنوں نے بتایا کہ آپ کے گھر میں لیموں تھا اور ہم ایسے گھر میں نہیں آتے جس میں لیموں ہوتا

ہے۔

☆ جنات کی موت:

محترم حضرات! جس طرح انسان اپنی مدت حیات پوری کرنے کے بعد اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جنات کو بھی موت کے گھاٹ اترنا پڑتا ہے چنانچہ تفسیر درمنثور جلد 6 کے صفحہ نمبر 542 پر نقل ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ملک الموت کے ذمہ انسانوں کی روحیں قبض کرنے کا کام لگایا گیا ہے۔ وہی ان کی روحیں قبض کرتے ہیں۔ ایک فرشتہ جنوں کی روح قبض کرنے کے لیے ہے۔ ایک فرشتہ شیاطین کی روحیں قبض کرنے کے لیے ہے جبکہ ایک فرشتہ پرندوں، وحشیوں، درندوں، مچھلیوں اور چیونٹیوں کو موت دینے پر مامور ہے اس طرح یہ چار فرشتے ہیں۔

☆ جنات کے دفن کا واقعہ:

کتاب العظمۃ کے صفحہ نمبر 422 پر یہ واقعہ نقل ہے۔ حضرت معاذ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور کہنے لگا: یا امیر المومنین! کیا میں آپ کو ایک دلچسپ بات نہ بتاؤں؟ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے

اجازت ملنے پر وہ کہنے لگا: میں ایک وسیع بیابان میں تھا کہ ہوا کے دو بگولے آئے، جو آپس میں گتھم گتھا ہوئے اور پھر جدا ہو گئے۔ میں ان کے گتھم گتھا ہونے والی جگہ پر گیا تو وہاں میں نے ایسے سانپ دیکھے کہ اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ اچانک مجھے ان سے کستوری کی خوشبو محسوس ہوئی تو میں ان سانپوں کو الٹ پلٹ کرنے لگا کہ اتنی پیاری اور پاکیزہ خوشبو کس سانپ سے آ رہی ہے؟ بالآخر معلوم ہوا کہ یہ ایک چھوٹے سے پہلے سانپ سے آ رہی ہے جو مر چکا تھا۔ میں نے گمان کیا کہ یہ ان میں سے بہتر ہے۔ چنانچہ میں نے اسے پکڑا اور اپنے عمامے میں لپیٹ کر دفن کر دیا۔ دفن سے فارغ ہونے کے بعد ابھی میں تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ ایک منادی نے مجھے آواز دی کہ تو ہدایت یافتہ ہے۔ یہ سانپ درحقیقت جن تھے جو آپس میں جھگڑتے تھے اور جس کو تم نے پکڑا اور دفن کیا تھا، وہ شہید تھا اور یہ ان سعادت مند جنوں میں سے تھا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن مجید سنا تھا۔

☆ کیا جنات سے بھی حساب ہوگا؟

محترم حضرات! محشر کے میدان میں جہاں انسان اپنے رب کی بارگاہ میں حساب اعمال کے لیے کھڑے ہوں گے، وہیں جنات بھی اپنے اعمال کے جواب

دہ ہوں گے چنانچہ سورۂ رحمن کی آیات 33 تا 35 ارشاد ہوتا ہے۔

ترجمہ: اے جن وانسان کے گروہ! اگر تم سے ہو سکے کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ جہاں نکل کر جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ تم پر چھوڑی جائے گی بے دھویں کی آگ کی لپیٹ اور بے لپیٹ کا دھواں تو پھر بدلہ نہ لے سکو گے۔

مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ خزائن العرفان میں اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں (یعنی تم) اس عذاب سے نہ بچ سکو گے اور آپس میں ایک دوسرے کی مدد نہ کر سکو گے بلکہ یہ لپٹ اور دھواں تمہیں محشر کی طرف لے جائیں گے۔ پہلے سے اس کی خبر دے دینا یہ بھی اللہ تعالیٰ کا لطف وکرم ہے تا کہ اس کی نافرمانی سے باز رہ کر اپنے آپ کو اس بلا سے بچا سکو۔

☆ جنات کو ثواب وعذاب:

جس طرح انسانوں کو حساب محشر کے بعد بارگاہ رب العزت سے بخشش کا پروانہ جاری ہوگا یا (معاذ اللہ) دخول جہنم کا حکم ملے گا۔ اسی طرح جنات کو بھی ان کے اچھے کاموں پر ثواب اور برے کاموں پر عتاب کا سامنا ہوگا چنانچہ سورۂ جن کی آیت نمبر 15 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَ اَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا

ترجمہ: اور رہے ظالم وہ جہنم کے ایندھن ہوئے۔

مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ خزائن العرفان میں اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ کافر جن آتش جہنم کے عذاب میں گرفتار کیے جائیں گے۔

دوسرے مقام پر سورۂ احقاف کی آیت نمبر 18 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ: یہ وہ ہیں جن پر بات ثابت ہو چکی ان گروہوں میں جو ان سے پہلے گزرے جن اور آدمی بے شک وہ زیاں کار تھے اور ہر ایک کے لیے اپنے اپنے عمل کے درجے ہیں اور تاکہ اللہ ان کے کام انہیں پورے بھر دے اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ عمدۃ القاری جلد 10 کے صفحہ نمبر 645 پر لکھتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جنات کی جزا وسزا کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ہاں، ان کے لیے ثواب بھی ہے اور عذاب بھی ہے۔ علمائے کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ کافر جنات کو آخرت میں

عذاب ہوگا۔

☆حاضرات کر کے جنات سے پوچھنا کیسا؟

فتاویٰ افریقہ صفحہ نمبر 177 پر نقل ہے۔ امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ (کچھ لوگ) حاضرات کر کے موکلانِ جن سے پوچھتے ہیں۔ فلاں مقدمہ میں کیا ہوگا؟ فلاں کام کا انجام کیا ہوگا؟ یہ حرام ہے تو اب جن غیب کے علم سے نرے جاہل ہیں۔ ان سے آئندہ کی بات پوچھنی عقلاً حماقت اور شرعاً حرام اور ان کی غیب دانی کا اعتقاد ہو تو کفر۔

☆عورت پر بزرگ کی سواری آتی ہے یا جنات:

مفتی محمد وقار الدین صاحب علیہ الرحمہ وقار الفتاویٰ جلد اول کے صفحہ نمبر 177 پر فرماتے ہیں۔ کسی مرد یا عورت پر کسی بزرگ کی سواری نہیں آتی۔ یہ دعویٰ فریب (یعنی دھوکہ) ہے صرف جنات کا اثر ہوتا ہے، وہ بھی کسی کسی پر۔ مگر ایسی حالت میں جنات سے سوال کرنا یا آئندہ کا حال (چھپی ہوئی خبریں) معلوم کرنا جائز نہیں ہے۔ قرآن مجید سورۂ سبا آیت 14 پر ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ

الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ

ترجمہ: پھر جب سلیمان زمین پر آیا، جنوں کی حقیقت کھل گئی اگر (یہ) غیب جانتے ہوتے تو اس خواری کے عذاب میں نہ ہوتے۔

جنات سے سوال کرنا جو خود نہیں جانتے۔ عقل کے خلاف ہے اور حکم قرآنی کے منافی ہے۔

☆ پھر جنات گزشتہ حالات کیسے بتاتے ہیں؟

یقینا بسا اوقات جنات گزشتہ حالات کی درست اطلاعات دینے میں کامیاب ہوجاتے ہیں مثلاً آپ کو دس سال قبل سخت بخار آ گیا یا آپ پندرہ سال قبل فلاں قبرستان میں ڈر گئے تھے یا آپ کے بچے کے سر پر چوٹ لگی تھی وغیرہ وغیرہ۔

گزشتہ حالات بتانے کی وجہ یہ ہے کہ یہ باتیں وہ حاضری کا جن آپ کے ہمزاد سے پوچھ لیتا ہے۔ تو ہمزاد کے ذریعے ملی ہوئی اطلاع کو "علم غیب" نہیں کہتے۔ ہر شخص کے ساتھ ایک ہمزاد بھی پیدا ہوتا ہے جو کہ کافر جن ہوتا ہے اور وہ ہر وقت ساتھ رہنے کی وجہ سے اس طرح کی باتیں دیکھتا رہتا ہے۔

محترم حضرات! میں نے بہت مختصر کرکے جنات کے متعلق معلومات آپ

کی خدمت میں پیش کیں تا کہ آپ کے علم دین میں اضافہ ہو اور آپ اس حوالہ سے دوسرے مسلمانوں کی بھی رہنمائی کرسکیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رب کریم ہم سب کو خوب علم دین حاصل کرنے اور مطالعہ کا شوق پیدا فرمائے۔آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

جادو کی حقیقت
اور اس کا علاج

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ لَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ بقرہ سے آیت نمبر 102 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ کی ذات بہت عظیم ذات ہے۔ وہ جب چاہے جسے چاہے جس وقت چاہے جو چاہے، عطا کر سکتا ہے۔ اس کے دست قدرت کو کوئی پکڑ نہیں سکتا۔ انسان کو اپنے رب کی تقسیم پر ہر وقت راضی رہنا چاہیے اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور رب تعالیٰ نے کسی کو خوب نوازا ہے تو اس کے مال و دولت، حسن و جمال اور خوشیوں سے حسد نہیں کرنا چاہیے بلکہ یہ سوچ رکھنی چاہیے کہ اسے جو ملا ہے، جتنا ملا ہے، سب کچھ میرے رب نے عطا کیا ہے تو کیا میں اللہ تعالیٰ کی عطا پر اعتراض کروں؟

محترم حضرات! پھر یہ حسد نفرت میں بدل جاتی ہے۔ دل میں نفرت کی آگ شعلے بلند کر رہی ہوتی ہے بالآخر نفرت کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لیے جادو جیسی غلیظ چیز کا سہارا لیا جاتا ہے۔ ہزاروں لاکھوں روپے خرچ کر کے جادو کروا کر اس کے خوشیوں بھرے چمنستان کو اجاڑ دیا جاتا ہے پھر بھی نفرت کی آگ ٹھنڈی نہیں ہوتی۔ جادو پر جادو کے وار جاری رکھے جاتے ہیں۔ اسے کسی صورت اُٹھنے اور سنبھلنے کا موقع نہیں دیتے اور یوں اس کو تڑپتا ہوا پریشان حال دیکھ کر اپنے دل کو تسکین پہنچاتے رہتے ہیں۔

مگر کب تک؟ پھر وہ وقت آتا ہے کہ ایسا غلیظ کام کرنے اور کروانے والے جب رب تعالیٰ کی پکڑ میں آتے ہیں تو پھر انہیں کوئی نہیں بچا سکتا۔ اللہ کرے

ایسے لوگ اپنی روش سے باز آ جائیں۔

محترم حضرات! آج کا ہمارا موضوع جادو ہے۔اس لیے ہم اپنے موضوع کی طرف چلتے ہیں اور سنتے ہیں کہ جادو کی حقیقت کیا ہے؟ کیا جادو کا کوئی وجود ہے؟ کیا جادوئی عمل سامنے والے کی زندگی اور صحت پر اثر انداز ہوسکتا ہے؟ کیا جادو کے ذریعہ کسی کو قتل کیا جاسکتا ہے؟ کیا انبیاء کرام علیہم السلام اور حضور ﷺ پر جادو کیا گیا؟ ان تمام باتوں کا قرآن وحدیث سے کہاں تک تعلق ہے۔ دلائل کی روشنی میں سنتے ہیں۔

☆جادو کے معنی:

سب سے پہلے جادو کے معنی سنتے ہیں۔عربی میں جادو کو''سحر'' کہتے ہیں۔ یہ لفظ قرآن مجید میں کئی مرتبہ بیان ہوا ہے۔ایک تحقیق کے مطابق لفظ''سحر'' قرآن مجید میں 37 سینتیس مرتبہ آیا ہے۔

☆جادو کا ثبوت قرآن مجید سے:

محترم حضرات! جادو کا وجود ہے۔اس معنی میں کہ اس کے اثرات ہوتے ہیں، خواہ یوں کہ کسی چیز پر حقیقتاً اثر ہو یا یوں کہ لوگوں کی نظر بندی ہو۔قرآن مجید فرقان حمید میں سورۂ طٰہٰ کی آیت نمبر 65 تا 70 میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے

مقابلے میں جادوگروں کے جادو کرنے کا ذکر موجود ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: قَالُوْا يٰمُوْسٰى اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِيَ وَ اِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ۝ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ عِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ۝ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ۝ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ۝ وَ اَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ؕ وَ لَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى ۝ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَ مُوْسٰى ۝

ترجمہ: جادوگر بولے اے موسیٰ! پہلے ہم ڈالیں یا تم ڈالو گے، موسیٰ نے کہا بلکہ تمہیں ڈالو جبھی ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو کے زور سے ان کے خیال میں دوڑتی معلوم ہوئیں۔ تو اپنے جی میں موسیٰ نے خوف پایا۔ ہم نے فرمایا: ڈر نہیں بے شک تو ہی غالب ہے اور ڈال جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے۔

ان کی بناوٹوں کو نگل جائے گا۔ وہ جو بنا کر لائے ہیں۔ وہ تو جادوگر کا فریب ہے اور جادوگر کا بھلا نہیں ہوتا کہیں آوے، تو سب جادوگر سجدے میں گرا لیے گئے۔ بولے ہم اس پر ایمان لائے جو ہارون اور موسیٰ کا رب ہے۔

دوسرے مقام پر سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 102 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَ لٰکِنَّ الشَّیٰطِیْنَ کَفَرُوْا یُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ

ترجمہ: ہاں شیطان کافر ہوئے، لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں۔

امام شامی علیہ الرحمہ ردالمحتار جلد اول صفحہ نمبر 44 (مطبوعہ دارالفکر بیروت) پر فرماتے ہیں۔ شرح زعفرانی میں ہے: جادو کا وجود، اس کا تصور اور اس کا اثر ہمارے نزدیک حق ہے۔

محترم حضرات! معتزلہ کے نزدیک جادو کی کوئی حقیقت نہیں اور ان کے نزدیک یہ محض نظر بندی اور شعبدہ بازی ہے۔ اس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ لیکن جمہور علماء و فقہاء کے نزدیک جادو ایک حقیقت ہے اور اس کا ذکر قرآن و حدیث میں موجود ہے۔ چنانچہ علامہ تفتازانی، شرح المقاصد، جلد 5 کے صفحہ نمبر 79 تا 81 پر فرماتے ہیں۔ معتزلہ نے کہا کہ سحر (جادو) کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ ان

کے نزدیک یہ محض نظر بندی ہے اور اس کا سبب کرتب، ہاتھ کی صفائی اور شعبدہ بازی ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ سحر فی نفسہ ممکن ہے اور رب تعالیٰ اسے پیدا کرنے پر قادر ہے اور اس کا خالق ہے۔ جادوگر صرف فاعل اور کاسب ہے اور اس کے وقوع اور حقیقت پر تمام فقہاء اسلام کا اجماع ہے۔

امام نووی علیہ الرحمہ شرح مسلم جلد 14 کے صفحہ نمبر 174 پر فرماتے ہیں کہ امام مازری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ اہل سنت اور جمہور علماء اُمّت کا مذہب یہ ہے۔ جادو کا اثبات ہے اور یہ کہ دیگر اشیاء ثابتہ کی طرح اس کی حقیقت ہے۔

مزید فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس (جادوگر) کا ذکر اپنی کتاب میں فرمایا ہے اور یہ بھی ذکر فرمایا ہے کہ اس کو سیکھا جاتا ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ جادو ان چیزوں میں سے ہے جن سے کفر کیا جاتا ہے اور یہ کہ اس کے ذریعہ میاں بیوی کے درمیان جدائی کرادی جاتی ہے اور یہ تمام چیزیں اس میں ممکن نہیں، جس کی حقیقت نہ ہو اور یہ حدیث (جس میں حضور ﷺ پر جادو کرنے کا ذکر ہے) بھی جادو کے اثبات کو واضح کرتی ہے۔

☆ حدیث میں حضور ﷺ پر جادو کا ذکر:

حدیث شریف = بخاری شریف، (مترجم) کتاب بدء الخلق میں حدیث

نمبر 3038 نقل ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ پر جادو کر دیا گیا تو آپ ﷺ کی یہ حالت ہوگئی کہ آپ کو کچھ نہ کرنے کے باوجود خیال ہوتا کہ میں نے یہ کام کر دیا ہے حالانکہ وہ (کام) کیا نہ ہوتا۔ایک دن آپ میرے پاس تھے۔آپ دعا کرتے رہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ کریم نے مجھے اس سے شفایابی کا نسخہ سکھایا (میں نے عرض کیا: وہ کیا یارسول اللہ ﷺ) آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس دو آدمی آئے، ان میں سے ایک میرے سر کے پاس اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا۔ پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے پوچھا، اس آدمی کو کیا تکلیف ہے؟ دوسرے نے کہا: اس پر جادو کیا گیا ہے۔ پوچھا کس نے کیا؟ جواب دیا: لبید بن اعصم یہودی نے۔ پوچھا: کس چیز سے؟ کہا: کنگھی اور کنگھی سے نکلنے والے بالوں کو نر کھجور کی جھلی میں رکھ کر۔ پوچھا: وہ کہاں ہے؟ جواب دیا: ذروان کے کنویں میں۔ راوی کا بیان ہے کہ نبی پاک ﷺ (اپنے صحابہ کے ساتھ) اس کنویں پر تشریف لے گئے۔ واپسی پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔اس کنویں کے پاس شیاطین کے سروں کی مثل درخت تھے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے: میں نے عرض کی: آپ نے اس کو ظاہر کیا؟ فرمایا: نہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے عافیت دی اور شفا بخشی

اور میں اس بات سے ڈرا کہ کہیں اس کی وجہ سے لوگوں میں شر (فتنہ) نہ پھیلے پھر آپ ﷺ نے اس جادو کی چیز کو دفن کرنے کا حکم دیا۔

تفسیر خازن جلد 4 کے صفحہ نمبر 428 پر امام خازن علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ لبید بن اعصم یہودی اور اس کی بیٹیوں نے حضور ﷺ پر جادو کیا اور حضور ﷺ کے جسم مبارک اور ظاہری اعضاء پر اس کا اثر ہوا۔ البتہ دل، عقل اور اعتقاد پر کچھ اثر نہ ہوا۔ چند دنوں بعد حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے عرض کی: ایک یہودی نے آپ پر جادو کیا ہے اور جادو کا جو کچھ سامان ہے، وہ فلاں کنویں میں ایک پتھر کے نیچے دبایا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور انہوں نے کنویں کا پانی نکالنے کے بعد پتھر اٹھایا تو اس کے نیچے سے کھجور کے درخت کے نرم حصے سے بنی ہوئی تھیلی برآمد ہوئی جس میں حضور ﷺ کے وہ موئے مبارک جو کنگھی سے برآمد ہوئے تھے اور نبی پاک ﷺ کی کنگھی کے چند دندانے اور ایک ڈورا یا کمان کا چلہ جس میں گیارہ گرہیں لگی تھیں اور ایک موم کا پتلا تھا جس میں گیارہ سوئیاں چبھی ہوئی تھی۔ یہ سب سامان پتھر کے نیچے سے نکالا اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ رب تعالیٰ نے سورۂ فلق اور سورۂ ناس نازل فرمائیں۔ ان دونوں سورتوں میں گیارہ آیتیں ہیں۔ پانچ سورۂ فلق اور چھ سورۂ ناس میں۔ ہر ایک آیت کے

پڑھنے کے ساتھ ایک ایک گرہ کھلتی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ سب گرہیں کھل گئیں اور حضور ﷺ بالکل تندرست ہو گئے۔

محترم حضرات! یہ بات یاد رہے کہ جادو کا اثر صرف حضور ﷺ کی جسمانی صحت تک محدود تھا۔ رسالت کا کوئی پہلو اس سے قطعاً متاثر نہ تھا۔ اس بات کو امام نووی علیہ الرحمہ نے بھی مسلم شریف کی شرح جلد 14 کے صفحہ نمبر 175 پر بیان فرمایا۔

امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے فرمایا: اس طرح کی جتنی روایات آئی ہیں، اس سے مراد یہ ہے کہ جادو کا اثر آپ کے جسد اطہر اور ظاہری اعضاء پر ہوا تھا۔ آپ کی عقل، آپ کے دل اور اعتقاد پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا تھا۔

محترم حضرات! آپ نے جادو کی حقیقت قرآن مجید سے سنی اور جان لیا کہ جادو حق ہے، اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اب یہ معلوم کرتے ہیں کہ کیا کسی صحابی رسول پر بھی جادو کروایا گیا؟

☆ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پر جادو کروایا گیا:

الترغیب جلد 2 کے صفحہ نمبر 303 پر نقل ہے۔ صحابی رسول حضرت خالد بن

ولید رضی اللہ عنہ بہت بہادر اور نڈر ہستی ہیں۔ بارگاہ رسالت سے آپ نے سیف اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی تلوار کا لقب پایا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پر کسی نے جادو کر دیا، جس کے باعث جنات نے آپ پر حملہ کیا تو آپ پر خوف طاری ہو گیا اور رات کے وقت آپ کو ڈراؤنے خواب آتے جس کی وجہ سے آپ بے چینی محسوس فرماتے لہذا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ کلمات "اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ" رات کو تین مرتبہ پڑھنے کی تلقین فرمائی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ لوٹ آئے اور ان کلمات کو پڑھنا شروع کیا۔ ایک مرتبہ پڑھا، دوسری مرتبہ پڑھا اور جب تیسری مرتبہ پڑھا تو آپ پر کرم ہوا۔ اس کا ذکر آپ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں اس طرح کیا۔

یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ آپ ﷺ نے جو مجھے کلمات سکھائے،

میں وہ تین مرتبہ مکمل نہ کرسکا۔ یہاں تک کہ اللہ کریم نے میری تمام تکالیف کو دور کردیا۔ وہ رات جب مجھ پر خوف مسلط تھا۔ میں نے یہ وظیفہ پڑھا تو آپ ﷺ کی تعلیم کی برکت سے مجھ میں اتنی بہادری آ گئی کہ اگر اس وقت مجھے شیر کے پنجرے میں ڈال دیا جاتا تو مجھے کوئی خوف محسوس نہیں ہوتا۔

محترم حضرات! اس روایت سے پتہ چلا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان پر بھی جادوئی حملے ہوئے اور انہیں بھی جادو کے ذریعے تکالیف دینے کی کوششیں کی جانے لگیں مگر آقا و مولا ﷺ کی رہنمائی نے انہیں ہر جادو ہر بلا سے نجات دلا دی۔

☆لوگوں میں جادو کس طرح عام ہوا؟

جامع البیان جلد اول کے صفحہ نمبر 353 پر نقل ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے دورِ حکومت سے پہلے سرکش جنات، شیاطین آسمان دنیا کے قریب جاتے اور وہاں چھپ کر فرشتوں کا کلام سنتے، فرشتوں پر جو اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہوتا، وہ ایک دوسرے کو اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچاتے۔ اس میں اس طرح کی باتیں ہوتیں کہ کون کب مرے گا؟ بارش کب ہوگی؟ جنات یہ باتیں سن کر کاہنوں اور جادوگروں کو بتادیتے۔ کاہن و جادوگر یہ باتیں لوگوں کے آگے بیان کرتے۔

بعض اوقات وہ باتیں وقوع پذیر ہوجاتیں۔ یہ کاہن لوگ جنات کی طرف سے ملنے والی خبروں کے ساتھ ساتھ اپنے پاس سے بہت سی باتیں لوگوں کو بیان کر کے ان میں فساد کروادیتے تھے۔

جادوگروں اور کاہنوں نے ان باتوں کو کتابوں میں لکھنا شروع کیا جو وہ جنات سے حاصل کرتے تھے۔ پھر جنات نے کاہنوں کو جادو کی اقسام سکھائیں اور وہ منتر سکھائے جن کے پڑھنے سے سرکش جنات، شیاطین خوش ہوں اور وہ جادوگر کے لیے کام کریں۔ اس طرح شیاطین کی مدد سے جادوگروں نے کتابیں لکھیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے تلاش کروا کر ان کتابوں کو ضبط فرمایا اور ایک صندوق میں ڈال کر اپنے تخت کے نیچے دفن کروادیا۔ جنات میں سے اگر کوئی آپ کی کرسی (تخت) کے قریب آتا تو وہ جل جاتا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کا وصال ہو گیا اور ایک عرصہ گزر گیا جس میں علمائے ربانیین بھی وصال کر گئے پھر شیطان انسانی صورت میں بنی اسرائیل کی ایک جماعت کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں تمہیں ایک نہ ختم ہونے والا خزانہ بتاؤں؟ لوگوں نے کہا: ضرور بتاؤ۔ شیطان ان لوگوں کو لے کر وہاں پہنچا جہاں سلیمان علیہ السلام کا تخت تھا۔ کہنے لگا: یہاں کھدائی کرو۔ لوگوں نے کھدائی کی تو صندوق نکلا۔ کہنے لگا: اسے کھولو۔ جب لوگوں نے صندوق کھولا تو اس میں کتابیں نکلیں جس میں جادوئی

منتر لکھے تھے۔شیطان کہنے لگا۔ یہ سلیمان علیہ السلام کا خزانہ ہے اور یہ ان کا علم (اور جادو) ہے (معاذ اللہ)...... اس کی بدولت سلیمان علیہ السلام انسانوں، پرندوں، جنات اور ہوا پر حکومت کیا کرتے تھے۔لوگوں نے شیطان کی اس گفتگو سے متاثر ہوکر جادو سیکھا اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دینے لگے۔اس طرح شیطان نے جادو کو لوگوں کے درمیان عام کر دیا اور یہ بات مشہور کر دی کہ (معاذ اللہ) حضرت سلیمان علیہ السلام جادوگر تھے۔حضور ﷺ کی آمد تک یہودی حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں یہی رائے رکھتے تھے کہ وہ نبی نہیں، جادوگر تھے۔

جب حضور ﷺ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر انبیاء کرام علیہم السلام میں کیا تو یہودی شور مچانے لگے اور اعتراض کرتے ہوئے کہنے لگے کہ آپ نبیوں کے ذکر میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر کیوں کرتے ہیں؟ وہ تو جادوگر تھے (معاذ اللہ) اس پر آیت نازل ہوئی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا، کیونکہ اکثر جادو خصوصا حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں جو جادو تھا، وہ کفریہ جادو ہوتا تھا۔اس میں کفریہ اور شرکیہ منتر ہوتے تھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

القرآن:وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ

ترجمہ: سلیمان نے کفر نہیں کیا ہاں شیاطین کفر کرتے ہیں اور لوگوں کو جادو سکھاتے۔

محترم حضرات! یہ تو آپ نے جان لیا کہ لوگوں میں جادو کس طرح عام ہوا اور کس طرح یہ بڑھتے بڑھتے ہر دور میں جاری رہا اور آج بھی لوگ اسے اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ جادو کرنا حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے اور اگر اس میں کوئی کفریہ بات ہو تو کرنے والا کافر ہو جائے گا۔ جادو ہلاک کرنے والی چیزوں میں سے ہے۔ احادیث میں جادو کرنے والوں کی سختی سے مذمت کی گئی ہے، چنانچہ آپ کی خدمت میں احادیث پیش کرتا ہوں تاکہ کوئی اگر اس مذموم کام میں ملوث ہے تو اب بھی وقت ہے، توبہ کر لے ورنہ ہلاکت و بربادی کے لیے تیار ہو جائے۔

☆ ہلاک کرنے والی چیزیں:

حدیث شریف = صحیح بخاری کتاب الوصایا میں حدیث نمبر 2766 نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد

فرمایا: سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! وہ کون سی چیزیں ہیں؟ ارشاد فرمایا۔

1......اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا

2......اس جان کو ناحق قتل کرنا جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا

3......سود کھانا

4......یتیم کا مال کھانا

5......جہاد میں پیٹھ پھیر کر بھاگنا

6......پاکباز عورتوں پر تہمت لگانا

7......جادو کرنا

☆ نجومیوں کے پاس جانا اور ان کی باتوں پر یقین کرنا:

بعض لوگ کاہنوں، نجومیوں اور رمل و جفر کے جھوٹے دعویداروں کے پاس جا کر قسمت کا حال معلوم کرتے ہیں۔ اپنا ہاتھ دکھاتے ہیں، فالنامے نکلواتے ہیں پھر اس کے مطابق آئندہ زندگی کا لائحہ عمل بناتے ہیں۔ اس طرز عمل میں نقصان ہی نقصان ہے۔

حدیث شریف = صحیح مسلم، باب تحریم الکھانۃ واتیان الکھان

میں حدیث نقل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کسی عراف (نجومی) کے پاس جا کر کسی چیز کے بارے میں دریافت کرے تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔

امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ جلد 21 کے صفحہ نمبر 155 (مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن) پر فرماتے ہیں۔ کاہنوں اور جوتشیوں (جوگیوں) سے ہاتھ دکھا کر تقدیر کا بھلا برا دریافت کرنا (اگر بطور اعتقاد ہو یعنی جو یہ بتائیں حق ہے تو کفر خالص ہے اور اگر بطور اعتقاد و تیقن نہ ہو مگر میل و رغبت کے ساتھ ہو تو گناہ کبیرہ ہے اور اگر ہزل و استہزاء (ہنسی مذاق کے طور پر) ہو تو عبث و مکروہ (بیکار اور ناپسندیدہ) ہے۔ ہاں اگر بقصد تعجیز (یعنی عاجز و ذلیل کرنا) ہو تو حرج نہیں۔

محترم حضرات! عقل بھی اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ اگر ان نجومیوں اور جعلی عاملوں کے پاس اتنا علم ہوتا تو یہ خود اپنا ہاتھ دیکھ کر اپنی قسمت کا حال معلوم کیوں نہیں کر لیتے؟ وہ خود اپنا حساب و کتاب لگا کر مالدار کیوں نہیں بن جاتے؟ معلوم ہوا کہ یہ لوگ دھوکہ باز ہیں، فریبی ہیں۔ اللہ کرے ہمارے مسلمان بھائی اور خصوصاً ہماری بہنیں اس حقیقت کو سمجھیں۔

محترم حضرات! اب آخر میں احادیث و علمائے اُمّت کے اقوال کی روشنی

میں جادو کا علاج سنتے ہیں۔

☆ جادو کے علاج:

1......عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد 14 صفحہ نمبر 64 پر علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ علامہ قرطبی علیہ الرحمہ نے حضرت وہب علیہ الرحمہ سے حکایت کیا۔ وہ فرماتے ہیں: بیری کے سات پتے لے کر ان کو دو پتھروں کے درمیان کوٹ (پیس) لیا جائے۔ پھر انہیں پانی میں ملا لیا جائے اور اس پانی پر آیۃ الکرسی پڑھی جائے اور اس میں تین گھونٹ مسحور (جس پر جادو کیا گیا ہے اسے) پلا دیئے جائیں اور باقی سے اسے غسل دیا جائے (غسل کسی ٹب وغیرہ میں کرے کہ پانی باہر نہ گرے پھر پانی جمع کر کے کیاری وغیرہ میں ڈال دیں) ان شاء اللہ جادو ختم ہو جائے گا۔

2......سنن نسائی میں حدیث نمبر 2065 نقل ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں وہ کلمات نہ بتاؤں جو (شریر جنات، جادو اور نظر بد سے) اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب میں سب سے افضل ہے؟ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ کیوں نہیں (آپ ضرور بتائیے) ارشاد فرمایا: وہ کلمات یہ دونوں سورتیں ہیں۔ سورۂ فلق اور سورۂ ناس۔

3......صحیح بخاری میں حدیث نمبر 5445 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جس نے نہار مونہہ عجوہ کھجور کے سات دانے کھالیے، اس دن اسے جادو اور زہر بھی نقصان نہ دے گا۔

4......ابوداؤد شریف کتاب الطب میں ہے: جس شخص کو جادو یا جنات کی وجہ سے برے خواب آتے ہوں، گھبراہٹ ہوتی ہو یا خوف محسوس ہوتا ہو، اسے چاہیے کہ یہ دعا پڑھ کر دم کرلے یا کروالے، شفا ہوگی۔

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ غَضَبِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنِ

5......جنتی زیور کے صفحہ نمبر 609 پر ہے کہ جادو ٹونا کے لیے یہ آیت لکھ کر مریض کے گلے میں پہنائیں اور پانی پڑھ کر پلائیں اور اسی پڑھے ہوئے پانی سے مریض کو کسی بڑے ٹب میں بٹھا کر نہلائیں اور پانی کسی کیاری وغیرہ میں جگہ ڈال دیں۔

آیت یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰی مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ- اِنَّ

اللّٰہَ سَیُبۡطِلُہٗ-اِنَّ اللّٰہَ لَا یُصۡلِحُ عَمَلَ الۡمُفۡسِدِیۡنَ

6......عجائب القرآن کے صفحہ نمبر 231 پر نقل ہے کہ سورۂ فلق اور سورۂ ناس یہ دونوں سورتیں جن وشیاطین اور نظر بد و آسیب اور تمام امراض خصوصاً جادو ٹونے کا مجرب علاج ہیں۔ ان کو لکھ کر تعویذ بنائیں اور گلے میں پہنائیں اور ان کو بار بار پڑھ کر مریض پر دم کریں اور کھانے پانی اور دواؤں پر پڑھ کر پھونک ماریں اور مریض کو کھلائیں پلائیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ہر مرض خصوصاً جادو ٹونا دفع ہوجائے گا اور مریض شفایاب ہوجائے گا۔

7......اسلامی زندگی کے صفحہ نمبر 134 پر نقل ہے۔ اگر شب براءت سات بیری کے پتے پانی میں جوش دے کر (جب پانی نہانے کے قابل ہوجائے تو) غسل کرے، ان شاء اللہ پورا سال جادو کے اثر سے محفوظ رہے گا۔

یاد رہے کہ رات مغرب کے بعد شروع ہوتی ہے لہذا چودہ شعبان کو عصر کے بعد بیری کے پتوں سے نہانے پر یہ فائدہ نہیں ہوگا بلکہ مغرب یا عشاء کے بعد نہانے پر فائدہ حاصل ہوگا۔

محترم حضرات! یہ میں نے جادو کے مختصر علاج آپ کی خدمت میں بیان کیے تا کہ آپ خود بھی اپنا علاج کرسکیں۔ بس آخر میں آپ کی خدمت میں ایک اہم بات عرض کرتا چلوں کہ جعلی عامل لوگوں کے ذہنوں میں یہ باتیں بٹھاتے ہیں اور ہر آنے والے سے کہتے ہیں کہ تم پر کالا جادو کیا گیا ہے، تمہارا روزگار

سفلی کے ذریعہ باندھا ہوا ہے، خواتین کو وہم میں مبتلا کرنے کے لیے کہتے ہیں کہ تم پر تمہاری ساس نے جادو کروایا ہے۔ ساس سے یہ کہتے ہیں کہ تم پر تمہاری بہو نے کروایا ہے۔ اس طرح عوام ان جاہل اور جعلی عاملوں کے فریب میں پھنستی چلی جاتی ہے اور یوں ان کا دھندا روز بروز چمکتا جا رہا ہے۔

میری سنی عوام سے گزارش ہے کہ خدارا! ان کی جعلی اور بناوٹی باتوں میں نہ آئیں۔ ان کی باتوں پر یقین نہ کریں۔ اگر کبھی کسی مشکل میں آ جائیں تو صرف اور صرف سنی صحیح العقیدہ عالم باعمل سے رجوع کریں جو صحیح عملیات جانتا ہو کیونکہ یہاں ایسے ایسے دھوکہ باز بھی بیٹھے ہیں جو اپنے آپ کو سنی اور فلاں فلاں بزرگ کا خلیفہ اور نسل سے بتلاتے ہیں مگر وہ بدمذہب ہوتے ہیں۔ بعض تو مسلمان بھی نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فضل و کرم کے سائے میں رکھے اور ہر مصیبت و پریشانی سے محفوظ رکھے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

موبائل کا استعمال شرعی اصولوں کے مطابق

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّ یَتَّخِذَهَا هُزُوًا-اُولٰٓىٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ لقمان سے آیت نمبر 6 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا

فرمائے۔

محترم حضرات! اگر آپ دنیاوی ترقیوں اور ایجادات پر نظر ڈالیں تو تھوڑے ہی عرصے میں ایک نت نئی ایجاد سامنے آتی ہے اور وہ نت نئی ایجاد ایسی ہوتی ہے کہ وہ پرانی چیز کی اہمیت کو کم یا ختم کر دیتی ہے، انہی ایجادات میں ایک مشہور زمانہ چیز موبائل بھی ہے۔ اب تو یہ اس قدر عام ہو چکا ہے کہ ہر چھوٹے، بڑے، مرد وعورت اور بوڑھے جوان ہر کسی کے پاس دو نہیں تو ایک موبائل تو ضرور ہوگا۔

محترم حضرات! ہر چیز کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ ایک فائدہ مند اور دوسرا نقصان دہ۔ موبائل میں بھی یہی دو پہلو موجود ہیں مگر میری ناقص تحقیق کے مطابق ہوسکتا ہے آپ میری بات سے اتفاق نہ کریں، موجودہ دور میں موبائل میں فائدہ مند پہلو کم اور نقصان دہ پہلو بہت زیادہ نظر آ رہے ہیں مثلاً کوئی موبائل پر گھنٹوں گفتگو کر کے اپنے وقت جیسی عظیم نعمت کو ضائع کر رہا ہوتا ہے اور ساتھ ساتھ اپنی قوت سماعت کو بھی نقصان پہنچا رہا ہوتا ہے۔ کوئی تنہائی میں بیٹھ کر موبائل پر گندی گندی فلمیں دیکھ کر اپنی آنکھوں کو جہنم کی آگ کا مستحق بنا رہا ہوتا ہے اور ساتھ ساتھ اپنی جوانی جیسی عظیم نعمت کو برباد کر رہا ہوتا ہے۔ کوئی پورا دن چلتے پھرتے، موٹر سائیکل اور کار میں سفر کرتے ہوئے ہینڈ فری کے ذریعے گانے سن کر اپنے

کانوں کو جہنم کی آگ کا مستحق بنا رہا ہوتا ہے، کوئی ناجائز تعلقات میں موبائل استعمال کرکے نامحرم کی آواز گھنٹوں سن کر گناہوں کا انبار لگا رہا ہوتا ہے۔ کوئی مسجد کی صفوں میں بیٹھ کر موبائل کو چیک کرنے کے لیے دیکھ رہا ہوتا ہے حقیقتاً وہ نمازیوں کو بدگمانی میں مبتلا کر رہا ہوتا ہے، کسی کو ہر دو، چار رکعتیں پڑھ کر موبائل کو بار بار نکال کر دیکھنے کی بیماری لگی ہوتی ہے۔ کوئی انڈین گانے کی ٹون لگا کر مسجد کا تقدس اور نمازیوں کی نمازیں خراب کر رہا ہوتا ہے، کوئی اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو موبائل دلا کر ان کی آنکھوں کا دشمن بنا ہوا ہے، تو کوئی اپنی جواں بچیوں کو موبائل دلا کر خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہا ہوتا ہے۔ الغرض کہ میری ناقص عقل موبائل میں فوائد کم اور نقصان زیادہ دیکھ رہی ہے۔ اب میں آپ کے سامنے موبائل کی تعریف، تاریخ اور اس سے متعلق جنرل معلومات فراہم کرتا ہوں تاکہ اس کی افادیت جان کر ہم صرف اور صرف اسے اچھے ہی کاموں کے لیے استعمال کریں۔

1۔ موبائل کی تعریف:

آکسفورڈ ڈکشنری وغیرہ میں موبائل کی تعریف یہ آئی کہ یہ Move سے نکلا ہے چونکہ یہ اِدھر اُدھر رابطے کا ذریعہ ہے اس لیے اسے موبائل کہا جاتا ہے۔

زیادہ معتبر ڈکشنریز میں موبائل کی تعریف متحرک کی گئی ہے، یعنی کسی متحرک چیز کو موبائل کہا جاتا ہے۔اس لحاظ سے ایمبولینس وغیرہ کو بھی موبائل کہا جاتا ہے۔

☆موبائل کی ایجاد کب ہوئی؟

موبائل فون کوئی بہت پرانی ایجاد نہیں کہ اس کی تاریخ معلوم کرنا مشکل ہو۔ موبائل کی ایجاد کو آج کم وبیش 28 سال ہو چکے ہیں۔اور اتنے قلیل عرصے میں شاید ہی کسی اور ٹیکنالوجی کو اتنی ترقی ملی ہو، جتنی موبائل کو ملی۔ ویب سائٹ کے مطابق 1973 میں پہلی مرتبہ ایک موبائل فون سیٹ تیار ہوا اور 1983ء میں باقاعدہ اس کا آغاز ہوا۔ پہلا دستی ٹیلی فون جب تیار ہوا تو اس کا وزن دو کلو تھا۔ نیویارک کی ایک سڑک پر جب اس دستی فون سے پہلی کال کی گئی تھی تو اس وقت یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا کہ یہ ایجاد اتنی مقبول اور اتنی عام ہو جائے گی۔

☆موبائل کی ایجاد پر خرچا:

موبائل کے موجد مارٹن نے بی بی سی کے پروگرام ’’کلک‘‘ میں بتایا کہ پہلا موبائل فون بنانے پر موٹرولا کا تقریبا دس لاکھ ڈالر خرچا آیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ان کی ٹیم کو امید تھی کہ ایک دن ہر کسی کے پاس اپنا دستی فون ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ انہیں اندازہ نہیں تھا کہ صرف پینتیس سال میں دنیا کی آدھی سے زیادہ آبادی

کے پاس اپنا موبائل فون ہوگا۔

پاکستان میں موبائل نوے کی دہائی میں آیا۔ ابتدا میں پاکستانی عوام نے اسے پسند تو بہت کیا مگر مہنگا ہونے کی وجہ سے اتنی پذیرائی نہ ملی مگر آہستہ آہستہ سستا ہوتا گیا جس سے موبائل فونز استعمال کرنے والوں کی تعداد بڑھتی گئی اور تحقیق کے مطابق 2011ء تک پاکستان میں موبائل استعمال کرنے والوں کی تعداد دس کروڑ سے بھی بڑھ گئی اور اس وقت 2018ء کے اختتام پر چودہ کروڑ سے بھی زائد ہے اور تنظیم وائرلیس انٹیلی جنس کے جائزے کے مطابق اب دنیا بھر میں چھ ارب سے زائد موبائل فون کنکشن ہو چکے ہیں۔

☆ موبائل سے انسانی جسم کو پہنچنے والے نقصانات:

موبائل فون کا زیادہ استعمال خاص طور پر ہیڈ فون کا استعمال انسانی جسم کے لیے بہت نقصان دہ ہے۔ موبائل فون سے نکلنے والی لہریں سر درد، کینسر اور ٹیومر کا باعث بھی بنتی ہے۔ عالمی ادارہ صحت کے تحت موبائل فون کے انسانی صحت پر مرتب ہونے والے منفی اثرات پر کی جانے والی تحقیق سے انکشاف ہوا ہے کہ روزانہ تیس منٹ اور اس سے زیادہ دیر تک موبائل فون کا استعمال دماغ کے کینسر کا خطرہ بڑھا دیتا ہے۔ دس سال کے طویل عرصے تک دنیا کے 13 ممالک میں

کی جانے والی تحقیق میں بتایا گیا ہے کہ موبائل فون سے نکلنے والی شعائیں انسانی دماغ پر منفی اثرات مرتب کر کے کینسر کی رسولیاں بنانے کا سبب بھی بنتی ہیں (جیو نیوز کی خبر کے مطابق ایک امریکن عورت کو انگلیوں کا کینسر فقط اس وجہ سے ہوا کہ وہ روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں ایس ایم ایس کرتی تھی)

☆موبائل فون کے سبب پیدا ہونے والی بیماریاں:

1۔سر درد
2۔کینسر
3۔مردانہ بانچ پن
4۔یادداشت کمزور ہو جاتی ہے
5۔دل کے دورے کا مرض
6۔ٹیومر
7۔کان کے کینسر کے امکانات بڑھ جاتے ہیں

☆سر کے درد میں مبتلا خاتون:

2017ء میں جب عراق زیارات پر جا رہا تھا تو ویزہ فارم کے لیے تصویر کھنچوانے اسٹوڈیو گیا تو اسٹوڈیو والے سے کچھ گفتگو ہوئی۔ دوران گفتگو موبائل کے نقصانات کا تذکرہ ہوا تو وہ مجھ سے کہنے لگا کہ کچھ عرصے پہلے میری بیوی کے سر میں شدید درد اُٹھا۔ میں اسے لے کر کئی ڈاکٹرز کے پاس گیا مگر سر درد ہر صورت باقی رہا۔ بالآخر تھک ہار کر بیٹھ گیا۔ ایک دن میں نے اپنے کسی دوست سے مشورہ

کیا کہ تمہاری بھابھی کے سر کا درد نہیں جا رہا۔ اس نے مجھے فوراً کہا کہ کیا بھابھی موبائل استعمال کرتی ہیں؟ میں نے کہا: ہاں بالکل استعمال کرتی ہیں حتیٰ کہ تکیے کے قریب موبائل رکھ کر سوتی ہیں۔ اس نے کہا: میرا مشورہ یہ ہے کہ سوتے وقت بھابھی کے قریب سے موبائل ہٹوا دو پھر مجھے بتانا۔ وہ کہنے لگا۔ میں نے ایسا ہی کیا، صرف دو یا تین دن گزرے تھے کہ میری بیوی کے سر کا درد ختم ہو گیا۔

محترم حضرات! ذرا سوچیے سوتے وقت اپنے سرہانے موبائل رکھنا کتنا نقصان دہ ہے۔ صرف رکھنا اتنا نقصان دہ ہے تو دن بھر گفتگو میں لگے رہنا، اپنے سینے سے اسے لگا کر رکھنا یا اپنے جسم سے لگا کر رکھنا جسم کو کتنا نقصان پہنچاتا ہوگا۔ میں نہیں کہتا۔ اب خود فیصلہ کر لیں کہ موجودہ دور میں ہم جتنی بیماریوں میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ کیا اس سے پہلے اتنی بیماریاں لوگوں کو ہوتی تھیں؟

☆ موبائل کو بچوں سے یا بچوں کو موبائل سے دور رکھو:

بچوں کی صحت موبائل کی لہروں سے بنسبت بڑوں کے جلدی متاثر ہوتی ہے۔ برطانوی طبی ماہرین نے والدین کو خبردار کیا ہے کہ بارہ سال سے کم عمر کے بچوں کو موبائل فون دینا خطرناک ثابت ہوسکتا ہے، موبائل فون اور صحت سے متعلق ریسرچ پروگرام سربراہ پروفیسر لاری چیلیس کا کہنا ہے کہ بارہ سال سے

کم عمر کے بچوں کو موبائل فون نہیں دینا چاہیے کیونکہ اس کا استعمال ان کے لیے نقصان دہ ہے۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ بچے مختلف معاملات میں بڑوں سے زیادہ حساس ہوتے ہیں اور ان کا جسمانی اور دفاعی نظام بڑھنے کے عمل میں ہوتا ہے، چونکہ 12 برس سے کم کا زمانہ بچے کی نشوونما کا ہوتا ہے۔ اس لیے موبائل سے نکلنے والی Radiation شعاعیں ان کے لیے زیادہ خطرے کا باعث ہوسکتی ہیں۔ ماہرین کا یہ بھی کہنا ہے کہ کم عمر نوجوانوں کو بھی موبائل پر کم سے کم گفتگو کرنی چاہیے۔ اپنے متعلقین سے رابطہ کی ان کے لیے آسان صورت یہ بتائی گئی ہے کہ وہ تحریری پیغامات یعنی ایس ایم ایس پر زیادہ انحصار کریں۔ اس سے نہ صرف ان کی صحت محفوظ رہے گی بلکہ جیب پر بھی بوجھ نہیں پڑے گا۔

مگر افسوس کہ آج چند سال کے بچوں کو موبائل دے دیا جاتا ہے، پھر کیا ہوتا ہے بچہ اندھا دھند موبائل چلاتا ہے۔ اس کی آنکھوں کی روشنی بھی متاثر ہوتی ہے اور لیزر شعاعوں سے اس کی صحت کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔ والدین کو ہم سمجھاتے ہیں تو والدین کہتے ہیں، بچہ ضد کرتا ہے، تنگ کرتا ہے، لہٰذا موبائل لے کر سکون سے ایک جگہ بیٹھا ہوتا ہے۔ ہمارا مشورہ والدین کو یہ ہے کہ وہ شروع سے ہی

بچوں کو موبائل سے اور موبائل کو بچوں سے دور رکھیں۔ اگر شروع سے دور رکھیں گے تو ان شاء اللہ بچہ آپ سے موبائل نہیں مانگے گا اور سکون سے ایک جگہ بٹھانے کے بہت سے طریقے ہیں۔ صرف موبائل نہیں ہے، اس لیے ذرا احتیاط کریں۔

☆موبائل استعمال کرتے ہوئے ان رہنما اصولوں کو اپنائیں:

اول تو موبائل بہت ہی کم استعمال کریں۔ مگر جب بھی استعمال کریں تو ان رہنما اصولوں کو اپنائیں۔

1......ہیلو کی جگہ السلام علیکم کہیں۔

2......سب سے پہلے اپنا نام لے کر تعارف کروائیں۔ پھر بات شروع کریں۔

3......ایک مرتبہ کال کریں، فون نہ اٹھے تو بار بار کال نہ کریں اور بدگمانی نہ کریں بلکہ اپنے آپ کو سمجھائیں کہ ہوسکتا ہے سامنے والا مصروف ہوگا۔

4......جس قدر ہوسکے مختصر بات کریں۔ ہوسکتا ہے سامنے والے کو کوئی ضروری کام ہو اور وہ مروت میں آپ سے نہ کہہ رہا ہو۔

5...... اگر آپ معزز شخصیات کی مجلس میں بیٹھے ہوں تو ادب کے لیے

موبائل کو سائلنٹ کر دیں۔

6...... جب بھی موبائل پر بات کریں، ہلکی آواز میں آہستہ آہستہ بات کریں، تیز تیز آواز میں جلدی جلدی گفتگو نہ کریں۔

7...... دوسروں کا موبائل اس کی اجازت کے بغیر استعمال نہ کریں۔

8...... گفتگو کرنے والے کی بات کو ریکارڈ کرنا یا موبائل کی آواز سب کے سامنے آن کر دینا تاکہ دوسرے اسے سنیں، عقلاً وشرعاً غلط ہے

9...... مصروف لوگوں کا نمبر آپ کے پاس امانت ہوتا ہے، اسے آگے نہیں دے سکتے کہ مصروف لوگ اسے ناپسند کرتے ہیں لہذا جب تک ان سے اجازت نہ لیں، دوسرے کو ہرگز نہ دیں۔

10...... اپنے ماتحت کو یہ تاکید کرنا کہ فون ملانے والے سے کہو کہ موجود نہیں یا اور کوئی بہانہ بنانا اور اس طرح رہتے ہوئے موجود نہ رہنے کی اطلاع دینا ناجائز و گناہ ہے، البتہ اگر جان، مال، عزت آبرو کی حفاظت کے لیے جھوٹ بولنے کے سوا اور کوئی چارہ نہ ہو تو توریہ کی گنجائش ہوگی۔

11...... ایسے وقت میں موبائل پر گفتگو کرنا، جس سے دوسروں کی حق تلفی لازم آتی ہے۔ درست نہیں بلکہ بعض صورتوں میں جائز نہیں مثلاً مزدور مزدوری کے دوران ملازم ملازمت کے وقت، مدرس تدریس کے وقت وغیرہ، دو چار منٹ

کی رخصت ہے۔ زیادہ لمبی بات کہ کام میں حرج کی نوبت تک پہنچ جائے، جائز نہیں۔

12......مسجد میں موبائل فون پر دنیاوی باتیں کرنا، آداب مسجد کے خلاف ہے اور بعض صورتوں میں ناجائز ہے۔

13......کسی بھی دینی ایس ایم ایس کو بغیر کسی سنی صحیح العقیدہ عالم دین یا مفتی سے تصدیق کرائے بغیر آگے نہ بڑھائیں۔

14...... مذہبی شخصیات کو فضول ایس ایم ایس نہ کریں۔ اس سے ان کو تکلیف و پریشانی ہوتی ہے۔

15......اگر کسی شخص کو ادارے یا کمپنی نے صرف ادارے یا کمپنی کے کام کے لیے موبائل دیا ہے، اس موبائل کو ذاتی استعمال میں صرف کرنا گناہ ہے۔

16......گھر کے نمبر پر اگر کسی کا فون آئے اور مرد بھی موجود ہو تو گھر کی خواتین فون ہرگز نہ اٹھائے، آپ اگر گھر کے بڑے ہیں تو سختی کریں۔

17......خواتین کو چاہیے کہ وہ اپنے موبائل پر غیر معروف نمبر سے آیا ہوا فون ہرگز ہرگز نہ اٹھائیں کیونکہ بعض بے حیا اس سرچ میں ہوتے ہیں کہ نمبر لڑکے کا ہے یا لڑکی کا ہے اور جیسے ہی پتا چلا کہ لڑکی ہے تو پھر آپ کا جینا حرام کردیں گے۔

18......خواتین کبھی بھی خود ایزی لوڈ کروانے دکان پر نہ جائیں اور نہ ہی والدہ کو بھیجیں کہ بے حیاد کانداروں کے ہاں یہ علامت ہے کہ جس پر لوڈ ہورہا ہے ، یہ نمبر لڑکی کا ہے، پھر بے حیاد کاندار یہ نمبر لکھ کر اپنے آپ رکھ لیتے ہیں اوراوباش لڑکوں کو پیسے کے عوض یہ نمبر دیتے ہیں۔

19......اپنی جوان لڑکیوں کو موبائل ہرگز نہ دلائیں ورنہ اس سے آپ کی بچی کی زندگی تباہ ہوجائے گی اور آپ کو اس وقت معلوم ہوگا جب پانی سر سے اوپر گزر چکا ہوگا۔

20......مسجد میں داخل ہوتے ہی اپنا موبائل بند کردیں، نیت یہ ہو کہ صرف اللہ تعالیٰ کی یاد دنیا سے رابطہ ختم۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت اپنا موبائل وائبریٹ پر بھی نہ رکھیں کہ اس سے نماز میں کھلبلی مچتی رہے گی اور توجہ بٹے گی۔

بیس رہنما اصولوں کے بعد اب مختصر آپ کی خدمت میں موبائل کے احکام کے بارے میں عرض کرتا ہوں تا کہ جو آپ کے ذہن میں سوالات پیدا ہوتے ہیں، ان کا جواب آپ کو آسانی سے مل جائے۔

☆ہیلو کہنے کی شرعی حیثیت:

کچھ عرصہ قبل ایک ایس ایم ایس چلا کہ ہیلو نہ کہیں یہ HELL سے نکلا ہے

اوراس کا معنی دوزخ ہے؟

1......پہلی بات تو یہ ہے کہ کسی انگلش کی کتاب میں ہیلو کا معنی جہنمی نہیں لکھا۔ تمام ڈکشنریز میں Hello کے متعلق یہی لکھا ہے کہ یہ Noun Exclamation یعنی اس کا تعلق ان الفاظ سے ہے جو اچانک بولے جاتے ہیں اور اکثر ڈکشنریز میں اس کے بولنے کے مواقع کا ذکر بھی ہے۔

2......یاد رہے کہ لغت میں Hell کا معنی جہنم ضرور لکھا ہے مگر جہنمی کی انگلش ہیلو نہیں بلکہ ڈکشنریز میں Helish لکھی ہے اور بعض ڈکشنریز میں جہنمی کے لیے Fired All استعمال کیا گیا ہے۔

3......یہ لفظ انگریزی کا ہے۔ ہم تک انگریزوں کی طرف سے پہنچا ہے۔ انگریزوں کی اکثریت عیسائی ہے اور عیسائیوں میں بھی جنت ودوزخ کا تصور پایا جاتا ہے لہذا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کو جہنمی کہتے رہیں۔

معلوم ہوا کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور نہ ہی ہیلو کہنا ناجائز حرام ہے، بس بہتر یہ ہے کہ ہائے، ہیلو کہنے کے بجائے السلام علیکم کہیں تاکہ اجر بھی ملے لیکن اگر کوئی ہیلو بھی کہتا ہے تو وہ گناہگار نہیں ہوگا۔

☆موبائل میں بغیر وضو قرآن پڑھنا، چھونا:

موبائل میں اگر قرآن مجید ہو تو قرآن کو چھونا، پڑھنا بغیر وضو جائز ہے کیونکہ اوپر شیشہ ہے جسے چھونا شیشے کو چھونا کہلائے گا، قرآن مجید کو چھونا نہیں کہلائے گا۔

جس موبائل فون میں قرآن مجید ہو تو اس موبائل فون کو بیت الخلاء اپنے ساتھ لے جانے میں کوئی حرج نہیں اور اگر کوئی اس بات کو نہیں سمجھتا تو اسے یوں سمجھائیں کہ پھر تو تو اپنے دماغ کو بھی باہر رکھ کر بیت الخلاء جا کیونکہ اس دماغ میں بھی چند سورتیں محفوظ ہیں، تو وہ کہے گا وہ تو اندر سے محفوظ ہیں؟ تو بھائی قرآن مجید بھی تو موبائل کے اندر محفوظ ہے باہر تھوڑا ہے۔

☆ موبائل میں دینی آیات لکھنا اور ڈیلیٹ کرنا:

کچھ نادان لوگ آیات و احادیث صرف اس لیے ڈیلیٹ نہیں کرتے کہ قرآن کی آیات مٹانا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے حالانکہ ایسی کوئی حدیث نہیں ہے اور ڈیلیٹ کرنا مٹانے کے زمرے میں نہیں آتا۔ اس کو یوں سمجھ لیں کہ مساجد، مدارس یا مقدس مقامات پر بلیک بورڈ بنے ہوتے ہیں جن پر آیات قرآنی اور احادیث چاک سے لکھی جاتی ہیں، جب کچھ دن گزر جاتے ہیں تو ڈسٹر سے اس بلیک بورڈ کو مٹا کر دوسرا پیغام لکھا جاتا ہے کیونکہ اگر اس کو نہ مٹایا تو نیا پیغام کیسے لکھیں گے؟ یہی صورت موبائل کی ہے کہ اگر ہم نے آیات پڑھ کر

ڈیلیٹ نہ کی تو میسج بکس مکمل بھر جائے گا لہذا اسے ڈیلیٹ کرنا ہی ہوگا لہذا اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

چنانچہ فتاویٰ رضویہ شریف جلد 23 کے صفحہ نمبر 339 (مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور) پر ہے کہ درمختار میں ہے وہ کتابیں اور کاغذات جن سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔ ان سے اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں کے مقدس نام مٹا کر باقی حصہ جلا دیا جائے۔

☆ میسج کرو تو خوشی ملے گی؟

بعض لوگ کوئی ایس ایم ایس کر کے آخر میں اپنی طرف سے لکھ دیتے ہیں کہ جو اس ایس ایم ایس کو آگے بھیجے گا اس کو خوشخبری ملے گی اور جو نہیں بھیجے گا تو نقصان اٹھائے گا۔

کبھی یہ ایس ایم ایس چلاتے ہیں جو اسلامی مہینے کی دوسرے کو سب سے پہلے مبارک باد دے گا اس پر جنت واجب ہوگی۔

یاد رکھئے! یہ ساری باتیں من گھڑت ہیں۔ حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں لہذا ایسے ایس ایم ایس کر کے مسلمانوں کو تکلیف میں نہ ڈالیں ورنہ گناہگار ہوں گے۔

☆ تلاوت، حمد اور نعت کو بطور ٹون لگانے کا حکم:

قرآنی آیات، حمد و نعت اور درود پاک کو بطور ٹون کے استعمال کرنا ناجائز و گناہ ہے۔ اس لیے کہ یہ ان مقدس کلمات مبارکہ کا بے محل استعمال ہے اور اس کو شرعاً ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ نیز قرآن کریم کلام اللہ اور اذان شعائر اللہ میں سے ہے۔ کلام اللہ اور شعائر اللہ کو کلامی مقاصد یا کلام الناس کی جگہ استعمال کرنا شرعاً روا نہیں۔ نیز حمد و نعت بھی شرعاً واجب الاحترام ہیں۔ ان میں بھی اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے اسماء اور تعریف شامل ہوتی ہے لہٰذا تلاوت، حمد، نعت اور ہر وہ چیز جو ذکر اللہ میں شمار کی جاتی ہے۔ اس کو موبائل پر رنگ ٹون کے طور پر لگانا ناجائز ہے۔ کیونکہ یہاں پر ذکر اللہ مقصود نہیں ہوتا بلکہ فون آنے کی اطلاع مقصود ہوتی ہے اور ذکر اللہ کو غیر محل میں کرنا ناجائز ہے۔

بعض لوگ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ ہم گانوں سے بچنے کے لیے اسے لگاتے ہیں۔ اُنہیں جان لینا چاہیے کہ گانوں سے اگر اس وجہ سے بچتے ہیں کہ وہ شرعاً جائز نہیں تو یہ بھی شرعاً جائز نہیں تو پھر اس کا ارتکاب کیوں؟

کوشش کریں کہ موبائل کمپنی کی سادہ سی ٹون رکھ لیں جس میں میوزک نہ ہو، یہی کمپنی کی سادہ ٹون رکھ لیں تو کوئی حرج نہیں۔

☆ تلاوت وحمد اوراذان ونعت کوالارم میں لگانے کی فقط اس صورت میں اجازت ہے کہ جب نماز کے لیے اُٹھنا ہو یا نماز کی تیاری کرنی ہو جیسے عمومی طور پر نمازی حضرات فجر میں الارم لگاتے ہیں۔

اس کے علاوہ کسی اور کام کے لیے اٹھنا تھا مثلاً کاروبار پر، ڈیوٹی پر، یا سفر پر جانا تھا تو الارم میں حمد اوراذان ونعت لگانے کی اجازت نہیں۔

☆ موبائل فون یا ایس ایم ایس کے ذریعہ نکاح اور طلاق کا مسئلہ:

موبائل فون پر نکاح نہیں ہوتا کہ نکاح میں ایک مجلس کا ہونا ضروری ہے۔ وکیل بنالیا جائے تو صورت جواز کی نکلتی ہے۔ فون یا ایس ایم ایس پر طلاق دی جائے تو واقع ہوجاتی ہے۔ طلاق کے لیے ضروری نہیں کہ وہ زبان ہی سے ہو، اگر لکھ کر دی جائے جیسے ایس ایم ایس میں پھر بھی واقع ہوجاتی ہے' اگر چہ ایس ایم ایس عورت کو ملے یا نہ ملے۔

بدائع الصنائع، کتاب الطلاق جلد 3 کے صفحہ نمبر 109 پر علامہ علاء الدین ابی بکر بن سعود کاسانی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ عورت کے پاس طلاق کی تحریر لکھ کر پہنچانا یا قاصد کے ذریعہ طلاق پہنچانا وقوع طلاق میں وہی حکم رکھتا ہے جو

زبان سے دینے کا حکم ہے، کیونکہ لکھ کر طلاق دینا زبان سے طلاق دینے کے قائم مقام ہے۔ لکھ کر طلاق دینے کی حیثیت بالکل ایسی ہی ہے جس طرح عورت کی موجودگی میں زبان سے دینے کی ہے، لہذا اگر مرد نے اپنی بیوی کو کہا: تجھے طلاق ہے یا بیوی کی عدم موجودگی میں اس کی طرف طلاق کا قاصد بھیجا تو یہ وقوع طلاق میں ایک ہی حکم رکھتے ہیں۔ اگر وہ یہ کہے کہ میں نے اس سے طلاق کا ارادہ نہیں کیا تو اس کی بات نا قابل قبول ہے کہ وہ کلام کو اس کے ظاہر سے پھیر رہا ہے۔

☆موبائل پر گیم کھیلنا:

بہت سے لوگ موبائل پر گیم کھیلتے ہیں جو کہ سوائے وقت ضائع کرنے کے سوا اور کچھ نہیں۔

حدیث شریف = امام ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ اپنی کتاب الادب کی جلد اول کے صفحہ نمبر 172 پر حدیث شریف نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان مرد جتنی چیزوں سے لہو کرتا یعنی کھیلتا ہے، سب باطل ہیں مگر کمان سے تیر چلانا، گھوڑے کو ادب سکھانا اور زوجہ کے ساتھ ملاعبت کرنا، کیونکہ یہ تینوں حق ہیں۔

البتہ اس کے بارے میں حکم شرعی یہ ہے کہ موبائل پر گیم کھیلنا عمومی طور پر جائز نہیں کہ ہر موبائل گیم میں میوزک لازمی طور پر ہوتا ہے جس کی حرمت ہر

مسلمان پر روز روشن کی طرح واضح ہے۔ ہاں اگر کوئی گیم میوزک فنکشن میں جا کر اسے سائلنٹ کر دے اور کبھی کبھار فقط ذہن فریش وغیرہ کرنے کے لیے کھیلے اور اس کھیلنے میں نماز میں تاخیر نہ ہو تو جائز ہے۔

☆ عین نماز کی حالت میں ٹون بجنا:

اگر کبھی بھولے سے فون بند نہ کرنے کی وجہ سے نماز کے دوران گھنٹیاں بجنے لگیں تو اسے احتیاط سے بند کرنے کی کوشش کیجئے۔ جیب میں ایک ہاتھ ڈال کر معمولی حرکت سے اسے بند کیا جا سکتا ہے کیونکہ دوران نماز خفیف حرکت سے نماز فاسد نہیں ہوتی یعنی فون بند کرنے کے لیے اتنی زیادہ حرکت نہ کریں کہ جس سے دوسرا دیکھنے والا یہ سمجھے کہ آپ نماز نہیں پڑھ رہے ہیں۔ تاہم ایسا بھی نہ کیجئے کہ اگر نماز میں گھنٹی بجے، جیب سے فون نکالا، کال کرنے والے کا نام یا نمبر دیکھا اور پھر اطمینان سے بند کر دیا اور انداز یہ اپنایا کہ دیکھنے والا سمجھے کہ حضرت نماز میں نہیں تو یہ عمل کثیر ہے جو نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ بعض دفعہ گانوں کی موسیقی ساری مسجد میں گونجتی رہتی ہے، اسے بند کرنا ممکن ہے۔ اس کے باوجود بند نہیں کرتے کیونکہ ہمیں علم نہیں کہ ایسے وقت کیا کرنا چاہیے وہی بات کہ ڈرتے ہیں کہ کہیں نماز ٹوٹ نہ جائے۔ حکم شرعی یہی ہے کہ ایک ہاتھ جیب میں ڈال کر موبائل بند

کر دیا جائے۔

محترم حضرات! جہاں دنیا اس موبائل کے ذریعہ فحاشی عام کرتی ہے، برائیاں عام کرتی ہے، بدعقیدگی عام کرتی ہے، وہیں ہم سب مل کر اس موبائل کے ذریعہ اسلام کا پیغام عام کریں۔ اخلاقیات کا پیغام عام کریں۔ سنتوں کو عام کریں، اچھے اسلامی عقائد کا پرچار کریں۔ شرعی مسائل کے حل عام کریں، پرچم اسلام کو بلند کریں۔ عظمت مصطفی ﷺ کے ڈنکے بجائیں، مسلمانوں کی اصلاح کریں جس قدر ہو سکے، اس موبائل کو اچھے کاموں کے لیے استعمال کریں تاکہ معاشرہ مثالی معاشرہ بن جائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو ہر طرح سے دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سے اپنے دین کا کام لے اور اسی کو ہمارے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

عظمتِ والدین

رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الَّذِیْ یَرٰىکَ حِیْنَ تَقُوْمُ ۝ وَ تَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ ۝ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ شعراء سے آیت نمبر 218 تا 220 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات! آپ جانتے ہیں کہ فتنوں کا دور ہے، اسلام دشمن اور نبی پاک ﷺ کے بے ادب عناصر روز وشب کوئی نہ کوئی ایسی بات پھیلاتے ہیں جس سے اہل حق مسلمانوں کو شدید تکلیف اور رنج پہنچتا ہے۔ انہی باتوں میں سے ایک بات یہ بھی پھیلائی جاتی ہے کہ نبی پاک ﷺ کے والدین کریمین مسلمان نہ تھے، جب سادہ لوح مسلمان یہ بات سنتا ہے تو پریشان ہوجاتا ہے، پھر وہ والدین رسول کے ایمان کے متعلق ثبوت ڈھونڈنے نکلتا ہے تا کہ اس کا یہ شیطانی وسوسہ دور ہو لہذا آج میں نے مناسب سمجھا کہ مسلمانوں کے ذہنوں سے اس وسوسہ کو دور کرنے کے لیے قرآن وحدیث اور علمائے اسلام کی کتابوں سے والدین رسول کے ایمان کو ثابت کیا جائے تا کہ وسوسے دور ہوں اور مضبوط عقائد رکھنے والوں کے ایمان میں مزید تازگی پیدا ہو۔

سب سے پہلے جو آیات میں نے خطبہ میں تلاوت کیں، ان آیات کا ترجمہ اور تفسیر آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ چنانچہ سورۂ شعراء کی آیات 218 تا 220 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: اَلَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ۝ وَ تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ ۝ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝

ترجمہ: جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو اور نمازیوں میں تمہارے دورہ فرمانے کو (دیکھتا ہے) بے شک وہی سننے والا جاننے والا ہے۔

1......اس آیت کے تحت تفسیر مدارک صفحہ نمبر 834، تفسیر خازن جلد 3، صفحہ نمبر 398 اور تفسیر جمل جلد 5 کے صفحہ نمبر 413 پر مفسرین میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں ساجدین سے مومنین مراد ہیں اور معنی یہ ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا کے زمانے سے لے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا تک مومنین کی پشتوں اور رحموں میں آپ ﷺ کے دورے کو ملاحظہ فرماتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام تک آپ ﷺ کے تمام آباؤ اجداد سب کے سب مومن ہیں۔

2......تفسیر درمنثور (مترجم) جلد 5 کے صفحہ نمبر 282 (مطبوعہ ضیاء القرآن لاہور) پر نقل ہے کہ دلائل النبوۃ جلد اول کے صفحہ نمبر 12 (مطبوعہ عالم الکتب بیروت) پر امام ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی تفسیر نقل کی ہے کہ نبی پاک ﷺ لگاتار انبیاء کی پشتوں میں منتقل ہوتے رہے، یہاں تک کہ آپ کی والدہ نے آپ کو جنا۔

آگے تفسیر درمنثور میں یہ حدیث امام سیوطی علیہ الرحمہ نے نقل فرمائی کہ امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے

رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا۔عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! جب حضرت آدم علیہ السلام جنت میں تھے تو آپ ﷺ کہاں تھے؟ حضور ﷺ مسکرائے، یہاں تک کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہوگئیں۔فرمایا: میں ان کی پشت میں تھا۔حضرت آدم علیہ السلام زمین کی طرف اترے تو اس وقت بھی میں ان کی پشت میں تھا۔حضرت نوح علیہ السلام کی پشت میں ہوتے ہوئے مجھے کشتی میں سوار کیا گیا۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں ہوتے ہوئے مجھے آگ میں داخل کیا گیا۔میرے والدین نے کبھی بدکاری نہیں کی۔اللہ تعالیٰ لگاتار مجھے پاکیزہ پشتوں سے پاک صاف اور مہذب رحموں کی طرف منتقل کرتا رہا۔جب بھی دو قبیلے بنے، میں ان میں سے بہتر میں موجود تھا۔

اس سے ثابت ہوا کہ نبی پاک ﷺ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک جن جن آباؤ اجداد میں منتقل ہوکر دنیا میں تشریف لائے، وہ سب کے سب پاک، صاف اور مہذب اور مومن تھے۔

3......تفسیر نعیمی جلد 19 کے صفحہ نمبر 474 پر مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اس آیت کی تفسیر کے تحت فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے آباؤ اجداد سب ساجدین تھے، ان میں کوئی کافر نہ تھا۔

محترم حضرات! آپ نے قرآنی آیات کی تفسیر سنی جس کے بعد آپ

باآسانی سمجھ چکے ہوں گے کہ نبی پاک ﷺ کے تمام آباؤ اجداد سجدہ کرنے والے مومن اور موحد ہیں، ان میں کوئی کافر ومشرک نہ تھا۔

☆حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں نورِ مصطفی ﷺ:

سُبل الہدیٰ والرشاد جلد اول کے صفحہ نمبر 284 پر نقل ہے۔ امام ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اپنے نورِ نظر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو نکاح کے لیے لے کر نکلے تو ایک کاہنہ کے پاس سے گزرے جس کا نام فاطمہ تھا۔ اس نے کتب پڑھ رکھی تھیں۔ اس نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر نورِ نبوت دیکھ لیا تھا۔ اس نے کہا: اے نوجوان! مجھ سے نکاح کرلو، تمہیں سو اونٹ دوں گی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ چلے گئے اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرلیا۔ کچھ دنوں بعد آپ وہاں سے گزرے اور اس عورت سے کہا: کیا مجھ سے نکاح کرے گی؟ اس نے کہا: میں نے تمہاری پیشانی میں نور دیکھا تھا۔ اب وہ نظر نہیں آرہا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے بتایا کہ میں نے نکاح کرلیا ہے۔ اس نے کہا: چلے جاؤ۔ اپنی زوجہ کو بتادو کہ ان کے شکم میں روئے زمین کی

بہترین ذات جلوہ گر ہو چکی ہے۔ بخدا! تمہارے پاس جو امانت تھی، وہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے لے لی ہے اور تمہیں علم تک نہیں۔

☆نو ماہ میں انبیاء کی سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو مبارکباد:

نعمت کبریٰ کے صفحہ نمبر 104 پر نقل ہے کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب نور محمدی میرے شکم میں جلوہ گر ہوا تو حمل کے پہلے مہینے جو کہ رجب تھا، میں اپنے گھر میں آرام کر رہی تھی کہ میں نے دیکھا۔ ایک مرد جس کے چہرے سے آثار ملاحت اور جسم سے بہترین خوشبو نیز انوار و تجلیات ظاہر تھے، وہ مجھ سے کہنے لگے۔ مرحبا یا محمد ﷺ! میں نے ان سے پوچھا۔ آپ کون ہیں؟ تو ارشاد فرمایا: میں ابوالبشر آدم ہوں، میں نے پوچھا: آپ کس لیے تشریف لائے ہیں؟ فرمایا: اے آمنہ! تمہیں مبارک ہو کہ تم سید البشر سے فیضیاب (حاملہ) ہو۔

دوسرے ماہ حضرت شیث علیہ السلام نے آکر مبارکباد دی، تیسرے ماہ حضرت ادریس علیہ السلام نے آکر مبارکباد دی، چوتھے ماہ حضرت نوح علیہ السلام نے آکر مبارکباد دی، پانچویں ماہ حضرت ہود علیہ السلام نے آکر مبارکباد دی، چھٹے ماہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے آکر مبارکباد دی، ساتویں ماہ

حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام نے آ کر مبارکباد دی، آٹھویں ماہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آ کر مبارکباد دی اورنویں ماہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آ کر مبارکباد دی اور فرمایا: اے آمنہ! تمہیں مبارک ہو، نبی مکرم رسول معظم تمہارے شکم میں جلوہ گر ہیں۔ اے آمنہ! تم سے تمام تکالیف و مصائب دور ہو گئے۔

☆بوقت ولادت تمام حجابات اٹھا لیے گئے:

کتاب نعمت کبریٰ کے صفحہ نمبر 121 پر نقل ہے کہ سیدہ ساجدہ طیبہ طاہرہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ولادت کے وقت اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے تمام حجابات اٹھا دیئے اور مجھے سرزمین شام میں بصریٰ کے محلات نظر آنے لگے۔ میں نے تین جھنڈے دیکھے جو مشرق، مغرب اور کعبہ کی چھت پر نصب کیے گئے۔

☆دوران حمل کوئی تکلیف نہ بار محسوس ہوا:

مواہب لدنیہ (مترجم) جلد اول کے صفحہ نمبر 82 پر نقل ہے۔ حضرت ابو ذکریا یحییٰ بن عایذ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نو ماہ کامل اپنی والدہ ماجدہ کے بطن مبارک میں رہے۔ اس دوران دردسر، ہاتھ پیر کی تکلیف اور پیٹ کی

آ نتوں کے درد کی وہ شکایت نہیں کرتی تھیں اور نہ کسی قسم کی ریح کی شکایت، نہ ہی کوئی ایسی شکایت جو بالعموم حاملہ عورتوں کو لاحق ہوتی ہے، حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

میں نے اس حمل سے زیادہ خفیف (ہلکا) حمل کسی عورت میں نہیں دیکھا اور نہ ہی اس سے زیادہ عظیم برکت والا کسی کا حمل دیکھا۔

☆وصال کے وقت سیدہ آمنہ کے اشعار:

مواہب لدنیہ جلد اول کے صفحہ نمبر 169 پر نقل ہے۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے وصال کا وقت قریب آیا تو حضور ﷺ ان کے سرہانے بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر شریفہ پانچ برس تھی۔ والدہ نے آپ ﷺ کا چہرۂ انور دیکھا تو یہ اشعار پڑھے اور الوداع فرمایا۔

اے بیٹا! اللہ تجھے برکت عطا فرمائے۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام مخلوق کی طرف نبی ہے تو تمام روئے زمین کے لیے اسلام جیسے دین کا اعلان کرنے والا ہے اور اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اعلیٰ دین کا کہ اللہ تعالیٰ نے بتوں کی عبادت سے منع فرمایا ہے۔

ہر زندہ پر موت آنے والی ہے، ہر نیا بوسیدہ ہونے والا ہے۔ ہر بڑا فنا ہوجائے گا۔ میں فوت ہوجاؤں گی مگر ذکر باقی رہے گا۔ یقیناً میں نے پاکیزہ بیٹا جنا ہے اور میں تمام مخلوق کے لیے خیر و برکت چھوڑے جارہی ہوں۔

امام زرقانی علیہ الرحمہ، زرقانی شریف جلد اول کے صفحہ نمبر 165 پر حضرت آمنہ کے اس فرمان کے متعلق فرماتے ہیں کہ حضرت آمنہ کے اسی فرمان سے صراحتاً ثابت ہوا کہ وہ توحید پر تھیں، ایک اللہ کو ماننے والی تھیں۔

محترم حضرات! حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ کا فرمان اس بارے میں واضح ہے کہ وہ مومنہ تھیں، مشرکہ نہیں تھیں۔ اس لیے انہوں نے حضور ﷺ کی نبوت اور دین ابراہیمی کا ذکر فرمایا اور بتوں کی عبادت کی مذمت کی لہذا ماننا پڑے گا کہ سیدہ ساجدہ طیبہ طاہرہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا مومنہ، موحدہ اور پاکیزہ ہستی تھیں۔

☆ میرے باپ تم سب کے آباء سے بہتر ہیں:

حدیث شریف = بیہقی شریف میں حدیث پاک نقل ہے: سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا: میں محمد (ﷺ) ہوں، بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن فہر بن مالک بن نضر بن

کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن نزار بن معد بن عدنان (اکیس پشتوں تک نسب نامہ بیان کرکے فرمایا) کبھی لوگ دو گروہ نہ ہوئے مگر یہ کہ مجھے اللہ کریم نے بہتر گروہ میں، تو میں اپنے ماں باپ سے ایسا پیدا ہوا کہ زمانۂ جاہلیت کی کوئی بات مجھ تک نہ پہنچی اور میں آدم (علیہ السلام) سے لے کر اپنے والدین تک خالص اور صحیح نکاح سے پیدا ہوا تو میں میرا انفس کریم (میری جان) تم سب سے افضل اور میرے باپ تم سب کے آباء سے بہتر ہیں۔

☆حضور ﷺ کے والدین کریمین کا ایمان لانا:

زرقانی شرح مواہب لدنیہ جلد اول کے صفحہ نمبر 168 پر اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ ما ثبت من السنۃ کے صفحہ نمبر 91 پر نقل فرماتے ہیں:

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے اپنے رب سے دعا کی یا اللہ! میرے والدین کو زندہ کر، تو رب تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی دعا کو قبول فرمایا، دونوں کو زندہ فرمایا اور دونوں نبی پاک ﷺ پر ایمان لائے اور پھر اپنی اپنی قبور میں چلے گئے۔

اس حدیث پاک کے متعلق بڑے بڑے فقہاء، محدثین اور علمائے اُمّت

نے اپنے اپنے تاثرات بیان کیے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1......المقاصد السنیہ کے صفحہ نمبر 9 پر نقل ہے۔امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے والدین کریمین مشرک نہیں تھے بلکہ وہ دونوں توحید پرست اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھے۔

2......الدرج المنیفہ کے صفحہ نمبر 1 پر نقل ہے کہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ بہت بڑے مشہور ائمہ کرام نے یہ اختیار کیا ہے کہ سرور کونین ﷺ کے والدین کریمین جنتی ہیں اور ان اماموں کا یہ فیصلہ ہے کہ دونوں (ماں، باپ) آخرت میں نجات یافتہ ہیں۔

3......شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ مشکوٰۃ کی شرح اشعۃ اللمعات کی جلد اول کے صفحہ نمبر 718 پر فرماتے ہیں: علمائے متاخرین نے تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ رحمت دوعالم ﷺ کے والدین کریمین مسلمان تھے بلکہ رحمت دوعالم ﷺ سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام تک سب آبائے کرام وامہات ذیشان کا مسلمان ہونا ثابت کیا ہے۔

4......تفسیر روح المعانی کی جلد 19 کے صفحہ نمبر 138 پر علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آیت پاک ''تَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ'' سے

حضور ﷺ کے والدین کریمین کے مومن ہونے پر استدلال کیا گیا ہے جیسے کہ جید علماء کا مسلک ہے۔

5......زرقانی شریف جلد اول کے صفحہ نمبر 170 پر نقل ہے۔ امام قرطبی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ سید عالم ﷺ کے فضائل مبارکہ بڑھتے ہی چلے گئے اور وصال شریف تک زیادہ سے زیادہ ہوتے گئے اور یہ سرور کونین ﷺ کے والدین کا زندہ ہو کر ایمان قبول کرنا یہ بھی ان فضائل میں سے ہی ہے۔

6......علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ تفسیر روح البیان جلد اول کے صفحہ نمبر 617 پر فرماتے ہیں کہ ہمارے آقا ﷺ کے دست اقدس پر اللہ تعالیٰ نے متعدد مردے زندہ فرمائے ہیں۔ پس جب یہ ثابت ہے تو حضور ﷺ کے والدین کریمین کے دوبارہ زندہ ہو کر ایمان قبول کرنے میں کون سی چیز مانع ہے۔

7......امام شامی علیہ الرحمہ ردالمحتار جلد 4 کے صفحہ نمبر 231 پر نقل فرماتے ہیں کہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے اعزاز و اکرام کے لیے ان کے والدین کریمین کو زندہ کیا حتیٰ کہ وہ دونوں اپنے لختِ جگر پر ایمان لائے جیسے کہ اس حدیث پاک میں ہے جس کو علامہ قرطبی اور ابن ناصر الدین شامی رحمہ اللہ نے دیگر ائمہ حدیث نے صحیح ثابت کیا ہے۔

☆دس علمائے اسلام کی تحریریں:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ اپنی کتاب شمول الاسلام میں ان علمائے اُمّت کے نام تحریر فرمائے ہیں جنہوں نے سرورکونین ﷺ کے والدین کریمین کے مومن ہونے پر تحریریں لکھی ہیں۔

1...... امام ابو حفصل عمر ابن احمد بن شاہین بغدادی علیہ الرحمہ (المتوفیٰ 358ھ)

2......شیخ احمد بن علی بن ثابت احمد بن مہدی خطیب علی بغدادی علیہ الرحمہ (المتوفیٰ 463ھ)

3...... حافظ الشان محدث امام ابوالقاسم علی بن حسن عساکر علیہ الرحمہ (المتوفیٰ 571ھ)

4......علامہ امام اجل ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبد لالہ بن احمد سہیلی علیہ الرحمہ (المتوفیٰ 581ھ)

5......امام صالح الدین صفوی علیہ الرحمہ (المتوفیٰ 764ھ)

6......امام شرف الدین مناوی علیہ الرحمہ (المتوفیٰ 757ھ)

7......امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ (المتوفیٰ 606ھ)

8......امام جلال الدین سیوطی الشافعی علیہ الرحمہ (المتوفیٰ 911ھ)

9......علامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ (المتوفیٰ 1122ھ)

10......شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ (المتوفی 1052ھ)

☆دعوت فکر:

اب چند حقائق آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں، آپ اپنے ایمان سے پوچھ کر فیصلہ کرتے جائیں۔

1......امام ابوداؤد، امام احمد اور امام حاکم رحمہم اللہ نے حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس شخص نے قرآن کو پڑھا اور اس کو پورا یاد کیا اور اس پر عمل بھی کیا تو اس کے باپ کو قیامت کے دن ایک تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی دنیا میں آئے ہوئے آفتاب کی روشنی سے بہتر ہوگی تو پھر تمہارا خود اس شخص کی نسبت کیا خیال ہے جو کہ اس پر عمل کرے۔

اے میرے دوست! ذرا سوچ کہ جب حافظ قرآن کے والد کو قیامت کے دن یہ مقام ملے گا تو جس رسول مقبول ﷺ کے صدقے قرآن ملا، ان صاحب قرآن کے والدین کو قیامت کے دن کیا کیا انعامات ملنے چاہئیں۔

2......خصائص کبریٰ (مترجم) جلد 2 کے صفحہ نمبر 133 پر نقل ہے۔ ابونعیم نے عباد بن عبدالصمد سے روایت کی، انہوں نے کہا: ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: اے کنیز! دسترخوان لاؤ تا کہ ہم

کھانا کھائیں تو وہ دستر خوان لائی پھر فرمایا: رومال لاؤ تو وہ رومال لائی جو میلا تھا۔ آپ نے فرمایا: تنور گرم کرو تو اس نے تنور گرم کیا اور حکم دیا کہ رومال کو تنور میں ڈال دو تو رومال تنور میں ڈال دیا گیا۔ جب رومال کو تنور سے نکالا گیا تو وہ دودھ کی مانند سفید تھا۔ ہم نے ان سے پوچھا: یہ کیا بات ہے کہ تنور نے کپڑے کو نہ جلایا اور خوب صاف کر دیا۔ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اس رومال سے روئے انور اور دست اقدس خشک کیا کرتے تھے تو جب یہ میلا ہوجاتا ہے تو ہم ایسا ہی کرتے ہیں کیونکہ آگ اس چیز کو نقصان نہیں پہنچا سکتی جو انبیاء کرام علیہم السلام کے چہروں سے مس ہوجاتی ہے۔

اے میرے دوست ذرا سوچ! جس کپڑے کے ساتھ جان عالم ﷺ کا دست مبارک لگ جائے، اسے تو آگ نہ جلا سکے اور جس شکم میں جان عالم ﷺ کئی ماہ جلوہ گر رہے ہوں، تو اس مبارک جسم کو آگ کیسے جلا سکتی ہے۔

3......تفسیر روح البیان جلد 5 کے صفحہ نمبر 226 پر علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام چند دن مچھلی کے پیٹ میں رہے، تین دن، یا دس دن یا چالیس دن تو مچھلی جنت میں جائے گی۔

اے میرے دوست! ذرا سوچ جس مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام چند دن جلوہ گر رہے ہوں، وہ جنت میں جائے گی تو جس شکم میں نبیوں کے

سردار ﷺ نو ماہ رہے ہوں، وہ پاک ماں جنت میں کیوں کر نہ جائے۔

4......حضرت حوا رضی اللہ عنہا (حضرت آدم علیہ السلام کی زوجہ) حضرت سارہ رضی اللہ عنہا (حضرت اسحٰق علیہ السلام کی والدہ) حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا (حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ) حضرت مریم (حضرت عیسٰی علیہ السلام کی والدہ) یہ جنت میں رہیں اور اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کی والدہ جنت میں نہ رہیں، یہ کیسے ممکن ہے؟

5......امام سیوطی علیہ الرحمہ خصائص کبریٰ (مترجم) جلد اول کے صفحہ نمبر 147 پر اور امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ کتاب الشفا میں نقل فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے جسم اقدس اور کپڑوں پر کبھی مکھی نہیں بیٹھتی تھی اور نہ جوں پڑتی تھی۔

اے میرے دوست ذرا سوچ! مشرک نجس ہوتا ہے اور میرے آقا ﷺ کے جسم اطہر پر کبھی مکھی نہ بیٹھتی تو پھر کیسے ممکن ہے، ایسا نورانی وجود کسی مشرک نجس ناپاک کے شکم میں نو ماہ رہے؟

6...... ہمارے گھر پر کوئی دودھ والا دودھ دینے آئے تو ہم چند روپے کا دودھ کسی ناپاک اور گندے برتن میں نہیں ڈالتے تو اے میرے دوست ذرا سوچ! رب تعالیٰ اپنا پیارا حبیب، اپنا پاک نور کسی ناپاک وجود میں کیسے رکھ دیتا؟

7......ایک بزرگ کے پاس ایسے ہی ایک صاحب آئے جو والدین رسول کے ایمان کے متعلق بدکلامی کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان بزرگ نے انہیں انگور پیش کیے اور کہا کہ یہ انگور کھائیے اور ایک بات پر توجہ فرمائیے، وہ یہ کہ یہ انگور کیکر کے درخت میں لگے تھے، وہ صاحب بے ساختہ کہنے لگے: یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ کیکر کے درخت میں انگور کیسے لگ سکتے ہیں؟ تو بزرگ فرمانے لگے کہ تجھ پر افسوس ہے جب کیکر کے درخت میں انگور نہیں لگ سکتے تو مشرک و پلید وجود سے کائنات کو پاک کرنے والا اللہ کا حبیب ﷺ کیسے جنم لے سکتا ہے؟

آخر میں ایک اعتراض کا جواب عرض کرتا چلوں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب فقہ اکبر میں والدین رسول ﷺ کو کافر لکھا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس بات پر کثیر علمائے اسلام کے اقوال ہیں کہ کتاب ''فقہ اکبر'' امام اعظم رضی اللہ عنہ کی کتاب ہے ہی نہیں۔ حتیٰ کہ دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس جناب انور شاہ کشمیری نے صحیح بخاری کی شرح فیض الباری جلد اول کے صفحہ نمبر 59 (مطبوعہ حجازی قاہرہ) پر یہی لکھا ہے کہ فقہ اکبر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تصنیف نہیں ہے۔

چلیں اگر اس بات کو مان بھی لیا جائے تو عبارت میں اختلاف ہے۔ اصل

عبارت فقہ اکبر کے صفحہ نمبر 15 پر یہ تحریر ہے" ووالدا رسول اللہ ﷺ ماتا علی الفطرۃ"یعنی رسول اللہ ﷺ کے والدین کریمین دونوں کا وصال فطرت (دین اسلام) پر ہوا ہے)

کسی نے تحریف کر کے سازش کے تحت عبارت کو یوں کر دیا" ووالدا رسول اللہ ﷺ ماتا علی الکفر "یعنی" ماتا علی الفطرۃ" کو معاذ اللہ" ماتا علی الکفر " کر دیا اور اس بات کو محدث مکۃ المکرمہ شیخ محمد علوی مالکی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ذخائر محمدیہ کے صفحہ نمبر 57 پر بیان کیا ہے۔

محترم حضرات! میں نے مختصر وقت میں آپ کے سامنے والدین رسول ﷺ کی عظمت اور ان کا مومن، موحد اور جنتی ہونا دلائل کی روشنی میں بیان کیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کرے دل میں اتر جائے میری بات اور اس گفتگو سے محبوب خدا ﷺ ہم سب سے راضی ہو جائیں۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

ان شاء اللہ کہنے کی اہمیت وافادیت

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوْلَہُ الرُّءْیَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ اٰمِنِیْنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ فتح سے آیت نمبر 27 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

شریعت نے ہمیں ہر نیک اور جائز کام اپنے رب کے نام سے شروع کرنے کا حکم دیا ہے۔اس سے ہمارا وہ کام بخیر و عافیت پایۂ تکمیل کو پہنچ جاتا ہے پھر ہمیں شریعت نے نیک اور جائز کام کا ارادہ کرنے پر ان شاء اللہ کہنے کا حکم دیا ہے۔ ان شاء اللہ کا معنیٰ ہے: اگر اللہ نے چاہا......(تو میں یہ کام کروں گا) گویا یہ کلمہ بول کر انسان اپنے کام میں اللہ تعالیٰ کی مشیت، رضا اور خوشنودی شامل کر لیتا ہے،جس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کرنے کی درخواست کرتا ہے اور اپنی تمام تر توانائیوں اور کوششوں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے۔

☆ان شاء اللہ کہنے کی برکت سے غیبی مدد:

مشاہدے میں آیا ہے کہ جب بندہ یہ کلمہ کہہ لیتا ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی مدد اور تائید اس کے شامل حال ہو جاتی ہے اور وہ کام خواہ کتنا ہی مشکل کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم اور نظر عنایت سے سہل و آسان ہو جاتا ہے۔یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر اس کلمہ کے استعمال کو ترک کر دیتا ہے اور اپنے عزم و ارادہ کی پختگی پر ناز و گھمنڈ کا مظاہرہ کرتا ہے اور وہ جرأت و بہادری سے اس کام پر مکمل دسترس ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو اسے بسا اوقات شدید ناکامی کے باعث سخت ندامت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔لہٰذا اسلامی تعلیمات یہی ہیں کہ

جب انسان مستقبل میں کسی کام کے کرنے کا ارادہ یا وعدہ کرے تو صدق نیت اور خلوص دل سے ''ان شاء اللہ'' کہے تا کہ مشیت خداوندی اور تائید ایزدی اس کی حامی و ناصر بن جائے۔

☆ان شاء اللہ کہنے میں ایک راز:

ان شاء اللہ کہنے میں ایک راز یہ بھی پوشیدہ ہے کہ انسان اپنے رب کے سامنے نہایت عجز و انکسار کا اظہار کرتا ہے۔ اپنی کم مائیگی اور بے سروسامانی کا اعلان کرتے ہوئے اپنے رب کے دامن لطف ورحمت سے وابستہ ہونے کا عندیہ دیتا ہے، نیز اپنی تہی دامنی اور تنگ دامانی کے باعث اپنے کریم پروردگار سے توفیق و قدرت کا ملتجی ہوتا ہے۔ گویا اپنے رب سے التماس کرتا ہے کہ اے میرے خالق و مالک! سب طاقتیں اور قدرتیں، سب قوتیں اور شوکتیں تیرے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ میں ایک بے بس اور بے کس ادنیٰ سا ضعیف انسان نہایت عاجز و ناتواں ہوں۔ تیری توفیق اور مدد شامل حال ہوئی تو میرے سامنے پہاڑ بھی رائی کے دانے کی مانند ہے لیکن اس کے برعکس اگر تیری توفیق میری رفیق کار نہ بنی تو میرے لیے رائی بھی پہاڑ ہے۔

☆ان شاء اللہ کہنے کا موقع محل:

ان شاء اللہ کہاں اور کب کہنا چاہیے لہذا اس کے موقع ومحل کے بارے میں آ گاہی حاصل کرنا ضروری ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ بعض احباب کم علمی اور نا سمجھی کی وجہ سے بے موقع اور بے محل اس کے مفہوم ومعنیٰ کے برعکس یہ کلمہ استعمال کر جاتے ہیں لہذا اس کلمہ کے استعمال کے لیے مندرجہ ذیل امور کو ذہن میں رکھا جائے۔

1 ...... ایسا کام جس کے کرنے کا ارادہ ہو، جس کا تعلق زمانہ مستقبل سے ہو۔ یعنی یوں کہہ سکتا ہے کہ میں ''ان شاء اللہ'' مسجد بنواؤں گا یا ''ان شاء اللہ'' مکان خریدوں گا۔

اس معاملے میں ایک واقعہ ہمارے شیخ تاجدار اہلسنت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری الجیلانی علیہ الرحمہ سنایا کرتے تھے۔ وہ آپ کے گوش گزار کرتا ہوں۔

ایک مرتبہ ایک شخص اپنی جیب میں رقم لے کر منڈی میں گھوڑا خریدنے جارہا تھا، راستے میں ایک ساتھی اسے ملا، وہ پوچھنے لگا: بھئی! کہاں چل دیئے؟ وہ کہنے لگا: گھوڑا خریدنے جارہا ہوں، یہ سن کر سامنے والا شخص کہنے لگا: بھائی یوں کہو: ان شاء اللہ منڈی جا کر گھوڑا خریدوں گا۔ یہ سن کر وہ کہنے لگا کہ جب میرے جیب میں رقم ہے، منڈی بالکل قریب ہے تو پھر ان شاء اللہ کہنے کی کیا ضرورت ہے؟

بس منڈی جا رہا ہوں گھوڑا پسند کر کے خرید لوں گا۔ یہ کہہ کر وہ منڈی کی طرف گیا، منڈی پہنچ کر جب اس نے گھوڑا پسند کر کے سودا کر لیا اور رقم دینے کے لیے جیسے ہی جیب میں ہاتھ ڈالا، رقم غائب یعنی جیب کٹ چکی تھی۔ اب وہ افسوس کرتا ہوا واپس اپنے گھر کی جانب جانے لگا۔

پھر راستے میں وہی ساتھی مل گیا، وہ اسے خالی ہاتھ دیکھ کر پوچھنے لگا۔ بھائی! گھوڑا کہاں ہے؟ یہ سن کر اس نے جواب میں کہا کہ جب میں ان شاء اللہ منڈی گیا، جب میں نے ان شاء اللہ سودا کیا اور جب میں نے ان شاء اللہ جیب میں ہاتھ ڈالا تو ان شاء اللہ میری جیب کٹ چکی تھی۔

سامنے والا کہنے لگا: بھائی! اب ان شاء اللہ کہنے سے کیا فائدہ؟ یہ تو اس وقت کہنا چاہیے تھا، اب موقع نہیں ہے۔

تو محترم حضرات! ان شاء اللہ کہنے کی کچھ مواقع ہوتے ہیں۔

2......کئی مرتبہ کسی کام کا نہ ارادہ ہوتا ہے، نہ اس کام کے کرنے کی نیت ہوتی ہے اس کے باوجود ان شاء اللہ کہہ دیا جاتا ہے یہ شرعاً منع ہے مثلاً کسی نے اپنے گھر پر محفل میلاد کی آپ کو دعوت دی۔ آپ کا ارادہ اور نیت جانے کی بالکل نہیں ہے۔ آپ نے اس کو ٹالنے کے لیے کہہ دیا کہ میں ان شاء اللہ آؤں گا۔ یہ گناہ ہے، اس سے بچا جائے۔

3...... اسی طرح گناہوں بھرے کاموں میں بھی ان شاء اللہ کہنا بعض صورتوں میں سخت ترین گناہ ہے اور بعض صورتوں میں کفر ہے۔

☆رب تعالیٰ نے ''ان شاءاللہ'' کہا:

اب آیئے جو آیت میں نے خطبہ میں تلاوت کی، سورۂ فتح کی آیت نمبر 27 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْیَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ

ترجمہ: بے شک اللہ نے سچ کر دکھایا اپنے رسول کا سچا خواب (اے مسلمانو!) بے شک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہوگے، اگر اللہ چاہے، امن وامان سے

اس آیت میں رب کریم نے اپنے وعدہ کو بیان کرتے ہوئے کلمہ ان شاء اللہ کے ساتھ ذکر فرمایا۔

یہ ہماری ترغیب کے لیے ہے کہ ہم ہر نیک اور جائز کام کو کرنے سے پہلے ''ان شاء اللہ'' کہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی کئی مواقع پر ''ان شاء اللہ'' کہا جسے قرآن مجید میں کئی مقامات پر بیان فرمایا گیا۔

☆انبیاءِ کرام علیہم السلام کا ''ان شاء اللہ'' کہنا:

1: حضرت یوسف علیہ السلام نے ان شاء اللہ کہا:

جب حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے فرمانروا بنے اور تختِ شاہی پر جلوہ افروز ہوئے تو اپنے والدین کریمین کو اپنے بھائیوں کو ان کی آل اولاد سمیت مصر میں سکونت اختیار کرنے کے لیے بلایا۔ جب وہ مصر کے قریب پہنچے تو آپ خود ان کے استقبال کے لیے مصر سے باہر نکلے اور انہیں مصر میں داخل ہو کر سکونت اختیار کرنے کے بارے میں یوں کہا جسے سورۂ یوسف کی آیت نمبر 99 میں بیان فرمایا۔

القرآن: وَ قَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ

ترجمہ: اور فرمایا (یوسف علیہ السلام نے) ان شاء اللہ مصر میں امن کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔

2: حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ان شاء اللہ کہا:

امام رازی علیہ الرحمہ تفسیر کبیر جلد 26 کے صفحہ نمبر 12 پر فرماتے ہیں:

حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلے خواب دیکھتے رہے، حکم ہوا: اے ابراہیم! اپنی

پسندیدہ چیز ہماری راہ میں قربان کرو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے شہزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لے کر قربان گاہ کی جانب چلے اور قربان گاہ پہنچ کر اپنے شہزادے سے پوچھنے لگے جسے قرآن مجید فرقان حمید سورۂ صافات کی آیت نمبر 102 میں یوں بیان فرمایا:

القرآن: یٰبُنَیَّ اِنِّیۡۤ اَرٰی فِی الۡمَنَامِ اَنِّیۡۤ اَذۡبَحُكَ

ترجمہ: تو والد نے کہا اے میرے بیٹے میں نے خواب دیکھا کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔

القرآن: فَانۡظُرۡ مَا ذَا تَرٰی

ترجمہ: اب تم غور کرکے بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جو جواب دیا، اسے قرآن یوں بیان کرتا ہے۔

القرآن: قَالَ یٰۤاَبَتِ افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ ۫ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ

ترجمہ: اے میرے والد! جس بات کا آپ کو حکم ہوا، وہ کیجئے۔ اللہ نے چاہا تو عنقریب آپ مجھے صابر پائیں گے۔

محترم حضرات! آپ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زبان سے ''ان شاء اللہ'' سنا۔قربانی کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے دونوں نبیوں کے لیے بہت بڑی آزمائش تھی مگر جب حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ''ان شاء اللہ'' کہا تو رب تعالیٰ نے آسانی فرمائی اور ذبح عظیم کہہ کر اپنے عظیم انعامات سے سرفراز فرمایا۔

3: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان شاء اللہ کہا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر کو چھوڑ کر مدین کی طرف روانہ ہوئے۔راستے میں ایسی جگہ سے گزرے جہاں لوگ اپنے مویشیوں کو پانی پلا رہے تھے۔آپ نے دیکھا کہ وہاں دو نیک سیرت خواتین اپنے جانوروں کو لیے پانی پلانے کے انتظار میں کھڑی تھیں۔آپ علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تمہارا کیا مسئلہ ہے؟ وہ کہنے لگیں کہ جب یہ لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا کر چلے جاتے ہیں تو باقی بچا کچا پانی ہم اپنے جانوروں کو پلا لیتی ہیں کیونکہ یہ لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلانے کے بعد کنویں کو ایک بھاری پتھر سے ڈھانک جاتے ہیں جسے اٹھانا ہمارے بس کی بات نہیں۔

وہ بھاری پتھر جسے دس آدمی بمشکل اٹھاتے اور رکھتے تھے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تن تنہا وہ پتھر اٹھایا،کنویں سے پانی نکال کر ان خواتین کے

جانوروں کو خوب سیراب کرنے کے بعد ایک کنارے آرام کی غرض سے نکل گئے۔

وہ دونوں خواتین حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیاں تھیں۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ آج تم جانوروں کو پانی پلاکر جلدی واپس آ گئی ہو؟ تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بتایا کہ اس طرح ایک نیک فرد نے ہماری مدد کی۔ اس وجہ سے آج ہم جلدی گھر لوٹ آئی ہیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی سے فرمایا: جاؤ اور اس نیک مرد کو بلا کر لے آؤ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تو حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ میرے پاس دس سال تک قیام فرمائیں تو میں اپنی ایک صاحبزادی کا نکاح آپ سے کردوں گا تو اس گفتگو میں آپ علیہ السلام نے فرمایا: جسے قرآن مجید سورۂ قصص کی آیت نمبر 27 میں بیان فرمایا ہے۔

القرآن: سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ

ترجمہ: ان شاء اللہ آپ مجھے نیک لوگوں میں پائیں گے۔

☆حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دوسرے مقام پر بھی ان شاء اللہ کہا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت خضر علیہ السلام کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت خضر علیہ السلام کے پاس علم لدنی تھا تو آپ نے حضرت خضر علیہ السلام سے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ عرصہ آپ کے ساتھ رہ کر اس علم کے بارے میں معلومات حاصل کرلوں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے علم لدنی کے ذریعہ یہ معلوم کرلیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عجیب وغریب واقعات دیکھیں گے تو خاموش نہیں رہ سکیں گے، چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام نے جب ان سے اس بات کا برملا اظہار کردیا تو جواباً حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خاموش رہنے کی یقین دہانی کراتے ہوئے ارشاد فرمایا جسے قرآن مجید سورۂ کہف کی آیت نمبر 69 میں بیان کیا گیا۔

القرآن: قَالَ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا

ترجمہ: فرمایا ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے۔

☆ان شاء اللہ کی برکت سے مطلوبہ گائے تک رسائی:

سورۂ بقرہ میں ہے کہ بنی اسرائیل میں عامیل نامی ایک مالدار شخص تھا۔ اس

کے چچازاد بھائی نے بطمع وراثت اس کو قتل کر کے کسی دوسری بستی کے دروازے پر ڈال دیا اور خود صبح اس کے خون کا مدعی بن گیا۔ لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ دعا فرمائیں، اللہ تعالیٰ حقیقت حال ظاہر فرمائے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ایک گائے ذبح کریں اور اس کے گوشت کا کوئی حصہ مقتول کے جسم کے ساتھ لگائیں تو مقتول زندہ ہو کر بتائے گا کہ اس کا قاتل کون ہے۔

بنی اسرائیل اس حکم کی تعمیل میں ٹال مٹول کرنے لگے اور گائے کے بارے میں طرح طرح کے سوال و جواب کرنے لگے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ گائے ذبح کرنے کا حکم ٹل جائے۔ کج بحثی میں اس قدر بڑھ گئے کہ ہر سوال میں استہزا کی جھلک نظر آتی ہے اور اپنے رسول معظم کی گستاخی اور بے ادبی کا پہلو نمایاں ہو رہا ہے جس میں نافرمانی اور عدم تعمیل کا عنصر غالب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہر سوال کے جواب میں سے مزید کوئی نہ کوئی سوال گھڑ لیتے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اگر بنی اسرائیل کج بحثی میں نہ الجھتے اور کوئی سی گائے بھی ذبح کر دیتے تو حکم الٰہی پر عمل ہو جاتا، مگر جوں جوں ان کا سلسلہ سوال دراز ہوتا گیا، گائے ذبح کرنے کا معاملہ پیچیدہ سے پیچیدہ تر ہوتا گیا، لیکن حکم ربی چونکہ اٹل تھا اس لیے جب بنی اسرائیل نے سمجھ لیا کہ گائے ذبح کرنا ناگزیر ہے

جس سے چھٹکارا ناممکن ہے تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں نیاز مندی کے ساتھ درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے اسی مطلوبہ گائے کے مکمل اوصاف اور خصائص دریافت کریں اور آخر میں کہا:

القرآن: وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ

ترجمہ: اور اللہ چاہے تو ہم راہ پا جائیں گے۔

(سورۂ بقرہ، آیت 70)

جب انہوں نے یہ کلمہ ان شاء اللہ کہا تو اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہوگئی، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ ان شاء اللہ نہ کہتے تو وہ کبھی بھی مطلوبہ گائے تک رسائی اور رہنمائی حاصل نہ کر پاتے (تفسیر خزائن العرفان)

☆ یاجوج ماجوج جب ان شاء اللہ کہیں گے:

سورۂ کہف کی آیات 93 تا 98 کی تفسیر میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی کی جلد 16 کے صفحہ نمبر 61 پر فرماتے ہیں کہ حضرت سکندر ذوالقرنین اپنی فتوحات کے سلسلے میں کئی ممالک پہنچے یہاں تک کہ اپنے دارالخلافہ علاقہ ایران کے شہر ہمدان سے جانب شمال دو ایسے پہاڑی سلسلے کے پاس راستے کا تمام علاقہ فتح کرتے ہوئے پہنچے یہاں ایک طرف آرمینیا کا پہاڑ

ہے، دوسری طرف آذربائیجان، ان کے درمیان بہت درازکھلا راستہ ہے جس کے پار جنگلات اور بے آباد گنجان علاقہ ہے۔اس راستے کو دونوں پہاڑوں میں تقسیم کیا تو سدین کہا گیا۔ ان دونوں پہاڑوں کے پاس ایک بڑی قوم کو آباد پایا۔

وہ قوم سکندر اور ان کے لشکر کی زبان نہ جانتی تھی لیکن حضرت سکندر ذوالقرنین ان کی زبان جانتے تھے، اس قوم نے حضرت سکندر ذوالقرنین سے عرض کی کہ اے ذوالقرنین! بے شک پہاڑوں کے اس پار سے ایک زبردست قدآور وحشی قوم یاجوج ماجوج اپنے بڑے گروہ اور افراد کے ساتھ ہماری اس سرزمین میں آکر لوٹ مار، قتل وغارت کا بازار گرم کرتے ہیں تو کیا آپ ہم پر یہ مہربانی کرسکتے ہیں کہ اس پہاڑی درے کو جو ان کے اور ہمارے درمیان ہے، ایک مکمل اور مضبوط سد یعنی رکاوٹ والی دیوار بنائیں تاکہ کبھی بھی ان لوگوں کو اس طرف آنے کا قطعاً کوئی راستہ نہ ملے اوراس کے لیے جو کچھ سازوسامان اینٹ، پتھر اور ہمارا ذاتی سامان مال ودولت جو بھی جس شکل میں ہے، وہ ہم سب کچھ آپ کو دے دیں گے چنانچہ حضرت سکندر ذوالقرنین نے لوہا، پتھر، تانبا، سلور، مٹی اور لکڑی کا میٹریل تیار کرکے تقریبا دوسونوے فٹ بلند دیوار بنادی جس کی موٹائی پچاس گز اور لمبائی ایک کوس یعنی تین میل تھی اور جب یہ دیوار تیار ہوگئی

تو اس کی شان و کیفیت ایسی تھی کہ بلندی میں وہ لوگ قد آور زور آور ہونے کے باوجود اس کو پھلانگ نہ سکتے تھے۔ سپاٹ اور چکنی دیوار تھی لہذا چڑھ بھی نہ سکتے تھے، مضبوط ایسی تھی کہ سوراخ بھی نہ کر سکتے تھے۔ یہ دیوار بحر اسود کے قریب علاقہ قفقاز میں ہے، اس کا نام سدسکندری یا دربند یا سد ذوالقرنین ہے۔

حضرت سکندر ذوالقرنین نے تبلیغ فرماتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! یہ سب کچھ میرے رب کی رحمت و کرم ہے کہ اتنی شان دار حفاظت کرنے والی دیوار بن گئی اور یہ تاقیامت رہے گی پھر ایک وقت آئے گا جب میرے رب کا وعدۂ آخرت ہوگا تو اس دیوار کی کوئی حیثیت نہ ہوگی اور توڑ پھوڑ کر رکھ دی جائے گی اور ازل سے ابد تک میرے رب کا ہر وعدہ سچا ہے، پورا ہو کر رہے گا۔

مفسرین فرماتے ہیں۔ یہ حضرت سکندر ذوالقرنین کی کرامت تھی کہ دیوار بناتے وقت آگ پھونکنے والوں کو تپش نہ لگتی تھی، وہ اطمینان سے کام کرتے تھے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں ہے کہ جب سے یہ دیوار بنی ہے، باری باری لوگ اس کو صبح سے شام تک کھودتے ہیں، جس سے وہ باریک ہوتی جاتی ہے، شام کو تھک کر کہتے ہیں، کل پھر کھودیں گے، صبح کو وہ قدرتی پھر اتنی موٹی ہوجاتی ہے، تاقیامت ایسا ہوتا رہے گا، جب فیصلہ

الٰہیہ کے مطابق دیوار کھلنے کا وقت آئے گا تو کہیں گے ان شاء اللہ باقی کل کھودیں گے۔ ان شاء اللہ کی وجہ سے وہ پھر موٹی نہ ہوگی اور تھوڑی محنت کے بعد دیوار باریک ہوکر ٹوٹ جائے گی اور سب نکل آئیں گے۔

محترم حضرات! معلوم ہوا کہ اپنے معاملات میں اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسہ اور اعتماد کرتے ہوئے کسی نیک کام کے کرنے کا ارادہ ظاہر کریں تو ان شاء اللہ کہیں۔ ہمارے اس عمل سے اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہوجائے گی اور وہ کام بحسن وخوبی انجام پذیر ہوگا۔

مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ پہلے کے لوگ ان شاء اللہ کام کے ارادے سے کہتے تھے مگر موجودہ زمانے میں کسی کام کو ٹرخانے اور ٹال مٹول کرنے اور (معاذ اللہ) جان چھڑانے کے لیے ان شاء اللہ کہا جاتا ہے اور دن بدن لوگوں کی یہ روش بڑھتی جارہی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہر نیک اور جائز کام کے کرنے سے پہلے ان شاء اللہ کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور کلمہ کی برکتوں سے ہم سب کو مالا مال فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

مسلمانوں کا قتل
اللہ کے عذاب کو دعوت دینا ہے

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ مَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاكِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ نساء سے آیت نمبر 93 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا

فرمائے۔

محترم حضرات! آج اگر آپ پوری دنیا پر نظر دوڑائیں تو کوئی ملک، کوئی شہر، کوئی علاقہ اور کوئی محلہ قتل و غارت گری سے محفوظ نہیں، ہر چیز مہنگی سے مہنگی تر ہوتی چلی جا رہی ہے، بس صرف ایک انسان کا خون ہے جو نہایت ہی سستا ہے۔ انسانی جان کی کوئی اہمیت نہیں، یہ بے دریغ گلیوں اور کوچوں میں بہایا جا رہا ہے، میں یہ بات بڑی تحقیق کے بعد کہہ رہا ہوں کہ اس وقت جانوروں کو بھی اتنی بڑی تعداد میں نہیں مارا جا رہا، جتنی بڑی تعداد میں انسانوں کا قتل ہو رہا ہے۔ آج انسان وحشی درندے سے بھی بڑھ کر ظالم ہو گیا ہے۔ بات بات پر غصے میں بندوق تان کر فائر کھول دیا جاتا ہے۔ چند روپے کے لیے، زمین کے تھوڑے سے ٹکڑے کو حاصل کرنے کے لیے، اپنی بات پر اڑ جانے اور اپنی بات کو منوانے کے لیے بندوق اٹھا کر قتل و غارت گری کا بازار گرم کیا جاتا ہے اور یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے، روزانہ اخبارات اور میڈیا پر باقاعدہ سرخیاں لگتی ہیں۔ میرے کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ انسان کو قتل کرنا ایک معمولی کام ہو چکا ہے، مگر یاد رہے یہ کام رب تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ رب تعالیٰ اس کام سے سخت ناراض ہوتا ہے چنانچہ میں سب سے پہلے آپ کی خدمت میں قرآن مجید کی آیت پیش کرتا ہوں۔ جو آیت میں نے خطبہ میں تلاوت کی سورۂ نساء

آیت نمبر 93 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَ مَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا

ترجمہ: اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اس کے لیے تیار رکھا ہے بڑا عذاب۔

اس آیت کا شان نزول تفسیر خازن، تفسیر روح المعانی، تفسیر روح البیان اور تفسیر نعیمی جلد 5 کے صفحہ نمبر 337 پر نقل ہے۔ مقیس ابن صبابہ کنانی اور اس کے بھائی ہشام ابن صبابہ مدینہ منورہ میں مسلمان ہو گئے۔ کچھ دن بعد مقیس نے اپنے بھائی ہشام کو قبیلہ بنی نجار کے محلہ میں قتل شدہ پایا مقیس حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اپنے بھائی ہشام کے قتل ہو جانے کی خبر دی۔ نبی پاک ﷺ نے ایک شخص کو جو بنی فہر کے قبیلہ سے تھا۔ مقیس کے ساتھ بنی نجار کے یہاں بھیجا کہ حضور ﷺ حکم دیتے ہیں کہ اگر تمہیں قاتل کا پتہ ہو تو اسے مقیس کے حوالے کر دو تاکہ اس سے قصاص لیا جائے اور اگر تمہیں قاتل کا پتہ نہ

ہوتو تم سب مل کر ہشام کی دیت ایک سو اونٹ مقیس کو دے دو، جب بنی نجار کو یہ پیغام پہنچا تو انہوں نے صدق دل سے کہا ''سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا'' ہم کو قاتل کا پتہ نہیں البتہ ہم دیت دیتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے سو اونٹ مقیس کے حوالے کیے۔ مقیس اور وہ رسول اللہ ﷺ کا قاصد فہری مدینہ کی طرف واپس ہوئے۔ مقیس کے دل میں بدی آئی۔ اس نے فہری کو قتل کیا اور دیت کے اونٹ لے کر مرتد ہو کر مکہ معظّمہ بھاگ گیا اور خوشی میں یہ شعر گاتا ہوا بھاگا۔

ترجمہ: میں نے فہری کو قتل بھی کر دیا اور اپنے بھائی کی دیت بھی بنی نجار کے سرداروں سے لے لی۔ مجھے اپنا بدلہ خوب مل گیا اور اب میں اپنے بتوں کی طرف رجوع کرنے میں اول ہوتا ہوں، جب یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ کو بہت صدمہ ہوا۔ اس واقعہ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

ترجمہ: اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لیے تیار رکھا ہے بڑا عذاب۔

محترم حضرات! آپ نے قرآن مجید کی آیت اور اس کا شان نزول سنا اور یہ بھی سنا کہ جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے، اب

آیئے کائنات کی ابتداء کی طرف چلتے ہیں اور سنتے ہیں کہ کائنات کا پہلا قتل کب ہوا اور یہ قتل کس نے کیا؟

☆ کائنات کا پہلا قتل:

تفسیر روح المعانی جلد 4 کے صفحہ نمبر 111 پر علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی صلبی اولاد سے قابیل اور ہابیل تھے۔ قابیل بڑا تھا، ہابیل چھوٹا تھا۔ قابیل کھیتی باڑی کرتا تھا اور ہابیل بکریاں چراتے تھے۔ قابیل کے ساتھ جولڑکی پیدا ہوئی، اس کا نام ''اقلیما'' تھا جو بہت زیادہ حسین وجمیل تھی اور ہابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی ''لیودا'' خوبصورتی میں کچھ کم تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت کے قانون کے مطابق قابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی کا نکاح ہابیل سے اور ہابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی کا نکاح قابیل سے ہونا تھا لیکن قابیل نے ایسا کرنے سے انکار کردیا۔ اس نے کہا کہ میرے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی اقلیما کا نکاح میرے ساتھ ہی ہوگا۔

جب قابیل نے ضد اور ہٹ دھرمی شروع کردی تو حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ تم دونوں اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی نہ کوئی چیز پیش کرو، جو سچا ہوگا، اس کا

صدقہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوجائے گا اور جو جھوٹا ہوگا، اس کی طرف سے پیش کیا گیا صدقہ قبول نہیں ہوگا۔

اس وقت قبولیت کی یہ علامت تھی کہ جس کا صدقہ قبول ہوجاتا، اسے قدرتی طور پر آنے والی آگ کھا جاتی اور جو قبول نہیں ہوتا تھا، اسے آگ نہیں کھاتی تھی۔ قابیل نے ایک انبار گندم اور ہابیل نے ایک بکری یا ایک دنبہ رب تعالیٰ کی راہ میں پیش کیا۔ دونوں نے یہ کہہ کر صدقہ پیش کیا کہ اے اللہ! جو اقلیما کا زیادہ حق دار ہے، اس کی قربانی قبول فرما۔

آسمانی آگ نے ہابیل کے صدقہ کو کھا کر قبولیت بخش دی اور قابیل کے صدقہ کو آگ نے نہ کھا کر رد کر دیا۔ قابیل کے دل میں حسد، بغض وعناد کی آگ بھڑک اٹھی، اس نے ہابیل کو قتل کرنے کی دھمکی دی۔

چنانچہ جب حضرت آدم علیہ السلام مکۃ المکرمہ تشریف لے گئے تو ان کے پیچھے قابیل نے حضرت ہابیل کو شہید کر دیا، یہ روئے زمین پر پہلا قتل تھا۔ اس لیے قابیل نہیں جانتا تھا کہ وہ اپنے بھائی کو کیسے قتل کرے تو شیطان مردود نے اس کے سامنے ایک پرندے کا سر پتھر پر رکھ کر دوسرے پتھر سے پھوڑ دیا۔ قابیل کو پتہ چل گیا کہ اس طرح قتل کرنا ہے، حضرت ہابیل چونکہ بکریاں چراتے تھے۔ ایک درخت کے نیچے سوئے ہوئے تھے۔ قابیل نے ان کے سر پر پتھر مار کر

انہیں شہید کر دیا۔اس وقت حضرت ہابیل کی عمر بیس سال تھی۔

قتل کرنے کے بعد قابیل کا تمام جسم کالا ہوگیا۔حضرت آدم علیہ السلام جب واپس تشریف لائے تو آپ نے قابیل سے پوچھا: تمہارا بھائی کہاں ہے؟ اس نے کہا: میں کوئی ذمہ دار تو نہیں تھا۔آپ علیہ السلام نے فرمایا: تو نے اسے قتل کر دیا ہے۔اسی لیے تیرا جسم سیاہ ہو چکا ہے۔

☆قتل کے بعد قابیل کی پریشانی:

قابیل نے جب حضرت ہابیل کو شہید کر دیا تو اب پریشان تھا کہ لاش کا کیا کروں؟ اسی طرح چھوڑ دینے پر ڈر تھا کہ درندے کھا جائیں گے تو وہ اپنے بھائی کی لاش کو بوری میں ڈال کر پھرتا رہا، یہاں تک کہ لاش میں بو پیدا ہوگئی۔اسے چھپانے کا کوئی طریقہ معلوم نہیں ہو رہا تھا کہ کیا کروں؟

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ تفسیر کبیر کی جلد 11 کے صفحہ نمبر 209 پر نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دو کوے بھیجے، وہ دونوں لڑے، ایک نے دوسرے کو مار ڈالا اور اپنی چونچ اور پنجوں سے زمین کو کریدا اور مردہ کوے کی لاش کو اس گڑھے میں ڈال کر اوپر مٹی ڈال دی۔اس سے قابیل کو پتہ چل گیا کہ میں نے بھی ایسا ہی کرنا ہے۔

علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن فضالہ سے مروی ہے کہ جب قابیل نے ہابیل کوقتل کردیا تو اس کی عقل زائل ہوگئی۔ دل میں سمجھنے کی صلاحیت ختم ہوگئی اور وہ پاگل ہوگیا، یہاں تک کہ اسی حال میں ذلیل ورسوا ہوکر مرگیا۔

☆ قابیل کو ہر قتل پر عذاب ہوگا:

علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمہ تفسیر روح المعانی اور علامہ رازی علیہ الرحمہ تفسیر کبیر میں حدیث شریف نقل فرماتے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جوشخص بھی ظلماً قتل ہوگا۔ اس کے قتل کا عذاب آدم علیہ السلام کے پہلے ''قاتل بیٹے'' (قابیل) پر بھی ہوگا کیونکہ سب سے پہلے اسی نے قتل کی ابتداء کی (یعنی جس طرح قتل کرنے والے کو قتل کا عذاب ہوگا، اسی طرح قتل کی ابتداء کرنے والے کوبھی عذاب ہوتا رہے گا۔)

الامان والحفیظ! محترم حضرات! کسی مسلمان کوقتل کرنا کتنا سخت گناہ اور سنگین جرم ہے۔ ہمارے آقا ومولا ﷺ اپنے غلاموں کو اس سنگین گناہ سے باز رہنے کی تلقین فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے جو عظیم

خطبہ دیا، وہ اُمّت مسلمہ کے لیے ایک ابدی وصیت نامہ ہے، اس میں اس بات پر سب سے زیادہ زور دیا گیا کہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کا خون نہ بہائیں۔

چنانچہ بخاری شریف، باب حجۃ الوداع میں حدیث نمبر 4406 (مطبوعہ دارالسلام) نقل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے خون، تمہارے مال اور (محمد بن سیرین کی روایت کے مطابق) تمہاری آبروئیں ایک دوسرے کے لیے ایسی ہی حرمت رکھتی ہیں، جیسے تمہارے اس مہینے میں تمہارے اس شہر (مکہ) اور تمہارے اس دن (یومِ عرفہ) کی حرمت ہے۔ تم سب اپنے پروردگار سے جا کر ملو گے پھر وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا۔ لہذا میرے بعد پلٹ کر ایسے کافر یا گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ خوب اچھی طرح سن لو کہ جو لوگ یہاں موجود ہیں، وہ ان لوگوں تک یہ بات پہنچا دیں جو موجود نہیں، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ جس کو یہ بات پہنچائی جائے، وہ اصل سننے والے سے زیادہ اسے محفوظ رکھے۔ پھر فرمایا یاد رکھو، کیا میں نے پیغام پہنچا دیا؟

☆ایک ناحق قتل پر رب تعالیٰ کا جلال:

حدیث شریف = مجمع الزوائد، کتاب الفتن میں حدیث نمبر 12301 نقل ہے۔حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک موقع پر سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر آسمان و زمین کے تمام لوگ کسی ایک مسلمان کو قتل کرنے کے لیے جمع ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو گنتی اور حساب کے بغیر عذاب دے گا۔

☆ مومن کی حرمت:

حدیث شریف = ابن ماجہ، ابواب الفتن میں حدیث نمبر 3932 (مطبوعہ دارالسلام) نقل ہے۔حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کعبہ کا طواف کررہے تھے اور (کعبے سے خطاب کرتے ہوئے) فرمارہے ہیں کہ تو کتنا پاک ہے! اور تیری خوشبو کتنی اچھی ہے! تو کتنا عظیم ہے! اور تیری حرمت کتنی بڑی ہے! قسم اس رب کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے۔یقیناً ایک مومن کی حرمت رب تعالیٰ کے نزدیک تیری حرمت سے بھی زیادہ عظیم ہے۔اس کے مال کی بھی، اس کے خون کی بھی اور اس بات کی بھی کہ ہم اس کے بارے میں اچھے گمان کے سوا کوئی اور گمان کریں۔

☆پوری دنیا کا ختم ہوجانا:

حدیث شریف = سنن نسائی کتاب المحاربۃ میں حدیث نمبر 3992 (مطبوعہ دارالسلام) نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک پوری دنیا کا ختم ہوجانا کسی مسلمان کے قتل سے بہتر ہے۔

☆قاتل کا فرض قبول ہے نہ نفل:

حدیث شریف = ابو داؤد، کتاب الفتن میں حدیث نمبر 4270 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کسی مومن کو ظلم سے (ناحق) قتل کیا تو رب تعالیٰ اس کی کوئی نفلی اور فرض عبادت قبول نہیں فرمائے گا۔

محترم حضرات! قتل کی وعیدیں تو آپ نے سنیں۔ مومن کو قتل کرنا تو بہت سنگین جرم ہے۔ فقط اس کی جانب ہتھیار سے اشارہ کرنا بھی جرم ہے چنانچہ اس ضمن میں حدیث رسول سُنیے:

☆اپنے بھائی کی جانب ہتھیار سے اشارہ بھی مت کرو:

حدیث شریف = مسلم شریف میں حدیث نمبر 2617 نقل ہے۔ حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے۔ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ شاید شیطان اس کے ہاتھ کو ڈگمگا دے اور وہ (قتل ناحق کے نتیجے میں) جہنم کے گڑھے میں جا گرے۔

محترم حضرات! آج ہمارا حال یہ ہو چکا ہے کہ ہم ہتھیار دکھا دکھا کر مسلمانوں کو ڈراتے اور دھمکاتے ہیں، آنکھیں دکھاتے ہیں، اسلحہ تان کر مسلمانوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آج تو یہ بدبخت بہت خوش ہیں کہ ہمیں کوئی پکڑنے والا نہیں مگر جب تمہاری سانس بند ہوگی، اس وقت تمہیں اس ظلم کا مزہ چکھنا ہوگا۔

ایک بات اور بھی یاد رہے کہ بعض لوگ ملک سے باہر، شہر سے باہر، علاقے سے باہر بیٹھ کر مسلمانوں کا قتل عام کرواتے ہیں، اپنی سیٹ بچانے کے لیے، اپنا عہدہ بچانے کے لیے اور اپنی آمدنی جاری رکھوانے کے لیے قتل و غارت گری کا بازار گرم کرتے ہیں، وہ بھی سن لیں، وہ بھی عذاب الٰہی سے نہیں بچ سکتے۔

☆قتل کا حکم کرنے والے کے لیے آگ کے انہتر حصے:

حدیث شریف = مجمع الزوائد، کتاب الفتن میں حدیث نمبر 12320

نقل ہے۔ حضرت مرثد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص کسی کو قتل کے ارتکاب کا حکم دے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آگ کے ستر حصے کیے جائیں گے تو قتل کا حکم دینے والے کے لیے انہتر (69) حصے ہوں گے اور قتل کرنے والے کا ایک حصہ اور وہی اس کے لیے کافی ہو جائے گا۔

اے باہر بیٹھ کر ملک میں قتل عام کروانے والو! اے اپنی سیٹ بچانے کے لیے بے گناہ لوگوں کا خون بہانے والو! اے خودکش بمبار تیار کر کے بے گناہ لوگوں کے گھروں کو اجاڑنے والو! اے خودکش دھماکہ میں کم سن بچوں کو استعمال کرنے والو! کان کھول کر سن لو! اللہ تعالیٰ کی پکڑ بہت شدید ہے، اس نے تمہارے لیے آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے اور سنو!

حدیث شریف = مجمع الزوائد کتاب الفتن میں حدیث نمبر 12322 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن قاتل اور مقتول کو لایا جائے گا تو مقتول کہے گا کہ اے میرے رب! اس سے پوچھ کہ اس نے مجھے کس بات پر قتل کیا؟ قاتل (ایک اور شخص کی طرف اشارہ کر کے) کہے گا کہ مجھے اس نے حکم دیا تھا۔ چنانچہ دونوں کے ہاتھ پکڑ کر انہیں آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

اے دشمنان اسلام کے اشاروں پر بم دھماکے کروانے والو! اسلام کا نام

لے کر لوگوں کو گمراہ کرنے والو! چند ٹکوں کے لیے ماؤں کی گودیں اجاڑنے والو! اپنے من کو ٹھنڈا کرنے کے لیے ننھے منے بچوں کو یتیم کرنے والو! سن لو، کل قیامت کے دن تمہیں گھسیٹ گھسیٹ کر جہنم کی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ ان ظالموں کے متعلق اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ نے چودہ سو سال پہلے ارشاد فرمایا، چنانچہ حدیث شریف سنیے:

☆ آخری زمانے کا ایک گروہ:

حدیث شریف = طبرانی المعجم الکبیر جلد 11 کے صفحہ نمبر 99 پر حدیث نمبر 11169 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: آخری زمانے میں ایسے گروہ آئیں گے جن کے چہرے انسانوں اور دل شیطانوں کے ہوں گے۔ وہ خونخوار بھیڑیوں کی طرح ہوں گے۔ ان کے دلوں میں رحم نام کی کوئی چیز نہ ہوگی۔ وہ اپنی سفا کانہ کارروائیوں سے کثرت کے ساتھ خون بہائیں گے، کسی برے کام یعنی ظلم وزیادتی کی پرواہ نہیں کریں گے۔

☆ ظالم حجاج بن یوسف:

حجاج بن یوسف کے ظلم وستم سے کون ناواقف ہوگا۔ بات بات پر قتل کر دیا

کرتا تھا۔اس کے ظلم وستم کے بارے میں علماء اور محققین فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن تمام اُمتیں اپنی اپنی قوم کے ظالم بادشاہ کو پیش کریں اور مسلمان صرف حجاج بن یوسف کو پیش کریں تو یہ تمام ظالموں پر بازی لے جائے گا۔

حجاج کے ظلم کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ لوگوں کو قتل کرنا اس کے لیے معمولی بات ہوتی تھی۔وہ جمعہ کے دن اتنا کہہ دیتا کہ نماز جمعہ ختم ہونے کے بعد تمام نمازی سیدھی جانب والے دروازے سے باہر نکلیں اور اگر کوئی الٹی جانب والے دروازے سے باہر نکلا تو اس کا قتل مجھ پر حلال ہوگا لہذا قتل کے خوف سے لوگ اس کی بات پر عمل کرتے تھے۔

بہر حال حجاج بن یوسف نے بے شمار لوگوں کو قتل کیا مگر جب وہ مرا،مرنے کے بعد کسی نے اسے خواب میں دیکھا تو حجاج بن یوسف نے بتایا کہ مجھے قبر میں ایک ایک قتل کے بدلے ستر مرتبہ قتل کیا جاتا ہے(الامان والحفیظ)

محترم حضرات!یہ تو قبر میں وبال ہے۔قیامت کے دن کی سختیاں تو اس کے علاوہ ہیں۔رب تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور ہمیں ہر قسم کے گناہ سے محفوظ رکھے۔آمین

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

وہ کام جس کو کرنے
والے ہم ہیں نہیں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ
صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمدوصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ فاطر سے آیت نمبر 29 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات! نبی پاک ﷺ نے ہر موقع پر اپنے غلاموں کی تربیت

فرمائی ہے، اچھے اعمال پر جنت کی خوشخبری عطا فرمائی اور برے اعمال پر دوزخ کے عذاب سے ڈرایا، احادیث ان چیزوں سے مالا مال ہیں۔ کئی مقامات پر نبی پاک ﷺ نے ایسے اعمال کا ذکر فرمایا جن کو کرنے والوں کے بارے میں خاص طور پر فرمایا کہ وہ ہم میں سے نہیں۔

آج کی نشست میں آپ کے سامنے صرف ان احادیث کو بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا جن میں نبی پاک ﷺ نے خاص طور پر ارشاد فرمایا کہ فلاں فلاں کام کرنے والے ہم میں سے نہیں۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ’’وہ ہم میں سے نہیں‘‘ کا مطلب کیا ہے؟ کیا وہ ہم میں سے نہیں...... کا معنی یہ تو نہیں ہے کہ وہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے؟

☆ ’’وہ ہم میں سے نہیں‘‘ کا مطلب:

علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ ابوداؤد شریف کی شرح کی جلد 5 پر صفحہ نمبر 85 پر فرماتے ہیں کہ ’’وہ ہم میں سے نہیں‘‘ سے مراد یہ ہے کہ وہ ہماری سیرت پر عمل پیرا نہیں۔ ہماری دی ہوئی ہدایت پر گامزن نہیں اور ہمارے اخلاق سے آراستہ نہیں۔

محترم حضرات! آپ نے ’’وہ ہم میں سے نہیں‘‘ کا مطلب سمجھ لیا، اب

آپ کی خدمت میں احادیث پیش کرتا ہوں۔ سنتے ہیں اور اپنی اصلاح کا سامان کرتے ہیں۔

1۔ جو خوش الحانی سے قرآن نہ پڑھے، وہ ہم میں سے نہیں:

حدیث شریف = بخاری شریف کتاب التوحید میں حدیث نمبر 7527 نقل ہے۔ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو خوش الحانی سے قرآن نہ پڑھے، وہ ہم میں سے نہیں۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اس حدیث پاک کے تحت مراۃ المناجیح جلد 3 کے صفحہ نمبر 266 پر فرماتے ہیں کہ جو شخص قرآن مجید خوش الحانی سے نہ پڑھے، وہ ہمارے طریقہ سے خارج ہے۔ معلوم ہوا کہ بری آواز والا بھی بقدر طاقت عمدگی سے قرآن شریف پڑھے کہ خوش آوازی قرآن مجید کا زیور ہے، جس سے تلاوت میں کشش پیدا ہوتی ہے، لوگوں کے دل مائل ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ تبلیغ دین کا ذریعہ ہے یا جسے اللہ تعالیٰ قرآن کا علم دے اور وہ لوگوں سے بے نیاز نہ ہو جائے بلکہ اپنے کو ان کا محتاج سمجھے، وہ ہمارے طریقہ یا ہماری جماعت سے خارج ہے۔ عالم صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کا محتاج ہے اور باقی

مخلوق عالم دین کی حاجت مند ہے۔اس لیے معلوم ہوا کہ قرآن پڑھ کر بھیک مانگنا یا علماء کا مالداروں کے دروازوں پر ذلت سے جانا ممنوع ہے۔اللہ تعالیٰ علمائے دین کو کفایت بھی دے قناعت بھی دے۔

☆قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو:

حدیث شریف = ابن ماجہ، کتاب الصلاۃ میں حدیث نمبر 1342 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: قرآن کریم کو اپنی آوازوں سے زینت دو۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اس حدیث کے تحت مراۃ المناجیح جلد 3 کے صفحہ نمبر 269 پر فرماتے ہیں کہ خوش الحانی اور بہترین لہجے، غمگین آواز سے تلاوت کرو اور ہر حرف کو اس کے مخرج سے صحیح ادا کرو مگر گا کر تلاوت کرنا جس سے مد شد میں فرق آجائے، حرام ہے۔

☆قرآن موسیقی کی طرز پر نہ پڑھو:

مسند احمد جلد 9 کے صفحہ نمبر 252 پر روایت نمبر 24025 نقل ہے۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں چھ چیزوں سے خوفزدہ ہوں۔

1......بیوقوفوں کی حکمرانی

2......رشوت کے فیصلوں

3......سپاہیوں کی کثرت

4......قطع رحمی

5......ایسی قوم سے جو قرآن کو موسیقی کی طرز پر پڑھے گی

6......قتل ناحق

معلوم ہوا کہ قرآن خوش الحانی سے پڑھنا جس میں لہجہ خوشنما، دلکش، پسندیدہ، دل آواز، غافل دلوں پر اثر ڈالنے والا ہو مگر موسیقی کی طرز پر نہ ہو

☆ کاش یہ آواز تلاوت میں استعمال ہوتی:

مراۃ المناجیح جلد 3 کے صفحہ نمبر 270 پر ایک حکایت نقل ہے۔ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کسی مجلس سے گزرے، جہاں ایک گویّا (گانا گانے والا) بہت اچھی آواز سے گا رہا تھا، آپ نے فرمایا: کاش! یہ آواز قرآن شریف کی تلاوت میں استعمال ہوتی۔ یہ خبر گانا گانے والے کو پہنچ گئی۔ اس نے سچی توبہ کی اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہنے لگا حتیٰ کہ قرآن مجید کا عالم و قاری بن گیا۔

2: سنت سے بے رغبتی کی، وہ ہم میں سے نہیں:

حدیث شریف = بخاری، کتاب النکاح میں حدیث نمبر 5063 نقل ہے۔ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میری سنت سے بے رغبتی کی، وہ مجھ سے نہیں۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اس حدیث کے تحت مراۃ المناجیح جلد اول کے صفحہ نمبر 151 پر فرماتے ہیں جو کسی سنت کو برا جانے، وہ اسلام سے خارج ہے یا جو بلا عذر سنت چھوڑنے کی عادت بنالے، وہ میرے پرہیزگاروں کی جماعت سے خارج ہے۔

☆ حدیث میں "سنت" سے کیا مراد ہے؟

علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ عمدۃ القاری کی جلد 14 کے صفحہ نمبر 5 پر اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں سنت سے مراد طریقہ ہے اور طریقہ فرض، نفل، اعمال اور عقائد سب کو شامل ہے۔

☆ سنت پر عمل بخشش کا ذریعہ بنا:

سیر اعلام النبلاء جلد 13 کے صفحہ نمبر 269 پر نقل ہے کہ حضرت ھبۃ اللہ طبری علیہ الرحمہ کو انتقال کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ رب تعالیٰ نے آپ

کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ آپ نے جواب میں فرمایا کہ رب تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی۔عرض کی: مغفرت کا سبب کیا بنا؟ آپ نے فرمایا: سنت پر عمل کرنے کی وجہ سے۔

محترم حضرات! آپ نے سماعت فرمایا کہ سنت پر عمل کی وجہ سے مغفرت کردی گئی۔آج ہماری سانسیں چل رہی ہیں۔ ہمارے جسم میں جان ہے تو کیوں نہ اس موقع کو غنیمت جان کر اپنی زندگی کے ہر کام کو سنت کے مطابق کرلیں۔کیا معلوم یہی کام ہماری بھی بخشش ونجات کا ذریعہ بن جائے۔اب آخر میں آپ کی خدمت میں سنت سے محبت کرنے والوں کے لیے جس انعام کا اعلان کیا گیا، اس انعام کے متعلق سنیے۔

☆جنت میں تاجدار کائنات ﷺ کا پڑوس:

حدیث شریف =مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان جلداول کے صفحہ نمبر 55 پر حدیث نمبر 175 نقل ہے۔سید عالم ﷺ نے ارشادفرمایا: جس نے میری سنت سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی، وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

3۔عورت کواس کے خاوند کے خلاف ابھارنے والا:

حدیث شریف = ابو داؤد، کتاب الطلاق میں حدیث نمبر 2175 نقل ہے۔سرورِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو عورت کو اس کے خاوند یا کسی غلام کو اس کے آقا کے خلاف ابھارے، وہ ہم سے نہیں۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اس حدیث کے تحت مراۃ المناجیح جلد 5 کے صفحہ نمبر 101 پر نقل فرماتے ہیں کہ خاوند بیوی میں فساد ڈالنے کی بہت صورتیں ہیں:

عورت سے خاوند کی برائیاں بیان کرے، دوسرے مردوں کی خوبیاں ظاہر کرے کیونکہ اس کا دل کچی شیشی کی طرح کمزور ہوتا ہے، یا ان میں اختلاف ڈالنے کے لیے جادو تعویذ گنڈے کرے، سب حرام ہے اور غلام یا لونڈی کو بگاڑنے کے معنی یہ ہیں کہ اسے بھاگ جانے پر آمادہ کرے، اگر وہ خود بھاگنا چاہیں تو ان کی امداد کرے۔ بہر حال دو دلوں کو جوڑنے کی کوشش کرو، توڑو نہ۔

☆ جدائی ڈالنے والے کو ابلیس نے چمٹا لیا:

حدیث شریف = صحیح مسلم شریف میں حدیث نمبر 2813 نقل ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان پانی پر اپنا تخت بچھاتا ہے پھر اپنے لشکر بھیجتا ہے۔ ان لشکروں میں ابلیس کے

زیادہ قریب اس کا درجہ ہوتا ہے، جو سب سے زیادہ فتنہ باز ہوتا ہے۔ ایک لشکر واپس آ کر بتاتا ہے کہ میں نے فلاں فتنہ برپا کیا تو شیطان کہتا ہے: تو نے کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر ایک اور لشکر آتا ہے اور کہتا ہے: میں نے ایک آدمی کو اس وقت تک نہیں چھوڑا، جب تک اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی نہیں ڈال دی۔ یہ سن کر ابلیس اسے اپنے قریب کر لیتا ہے اور کہتا ہے: تو کتنا اچھا ہے؟ اور اپنے ساتھ چمٹا لیتا ہے۔

محترم حضرات! موجودہ دور میں میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈلوانا کتنا عام ہو چکا ہے، کہیں پڑوس کی عورتیں بیوی کو بھڑکاتی ہیں، کہیں بیوی کی سگی بہنیں اور ماں شوہر کے خلاف بھڑکاتی ہیں، کہیں کوئی حسد کا مارا یا حسد کی ماری عورت جادو کے ذریعہ جدائی ڈلواتی ہے۔ یہ تمام باتیں کس قدر عام ہو چکی ہیں کہ گھر ٹوٹنے کی شرح بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ کسی نے اس پرفتن دور کا نقشہ کھینچتے ہوئے کتنی پیاری بات کہی کہ ”توڑنے کے لیے سینکڑوں بیٹھے ہیں مگر بنانے کے لیے صرف ایک ہوتا ہے“

4: بدشگونی لینے والا ہم سے نہیں:

حدیث شریف = مسند بزار جلد 9 کے صفحہ نمبر 52 پر حدیث نمبر 3578

نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے بدشگونی لی یا جس کے لیے بدشگونی لی گئی یا جس سے کہانت کی یا جس کے لیے کی گئی یا جادو کرنے اور کروانے والا ہم سے نہیں۔

محترم حضرات! شگون کا معنی ہے فال لینا یعنی کسی چیز، شخص، عمل، آواز یا وقت کو اپنے حق میں اچھا یا برا سمجھنا۔

☆عوام میں رائج بدشگونی کی فہرست:

1......سیدھی آنکھ پھڑکے تو بدشگونی لیتے ہیں کہ اب کسی سے جھگڑا ہوگا۔

2......کالی بلی یا کالا کتا آگے سے گزر جائے تو بدشگونی لیتے ہیں کہ اس راستے سے نہیں گزرنا چاہیے، راستہ بدلنا چاہیے ورنہ حادثہ ہوگا۔

3......کبھی اخبارات میں شائع ہونے والے ''یہ دن کیسا رہے گا''، ''یہ ہفتہ کیسا رہے گا'' پڑھ کر اس سے بدشگونی لے کر غمگین و رنجیدہ ہوجاتے ہیں۔

4......کبھی بلی کے رونے کو منحوس سمجھتے ہیں، کبھی رات کے وقت کتے کا آواز نکالنا منحوس سمجھتے ہیں۔

5......بیوہ عورت کو دلہن کے سر پر ہاتھ نہیں پھیرنے دیتے کہ یہ بدشگونی ہے۔

6...... حاملہ عورت کو میت کے قریب نہیں آنے دیتے کہ اس سے پیدا ہونے والے بچے پر برا اثر پڑے گا۔

7......سورج گرہن کے موقع پر حاملہ عورت کو چھری یا قینچی استعمال نہیں کرنے دیتے۔بدشگونی یہ لیتے ہیں کہ اس کا بچہ معذور پیدا ہوگا۔

8......صبح سویرے یا پہلا گاہک سودا لیے بغیر چلا جائے تو اس سے بدشگونی لیتے ہیں کہ اب تو پورا دن منحوس گزرے گا۔

9......خالی قینچی چلانے اور چابیاں گھمانے پر یہ کہتے پھرتے ہیں کہ یہ فعل منحوس ہے۔

10......اگر کوئی دن تکلیفوں والا گزر جائے تو بدشگونی لیتے ہیں کہ صبح صبح فلاں شخص ملا تھا، وہ منحوس انسان تھا کہ اس کا مونہہ دیکھنے کے بعد پورا دن منحوس گزرا ہے۔

محترم حضرات! یہ ہندوؤں کے کام ہیں۔مسلمانوں کا اس سے کوئی واسطہ نہیں۔مسلمان تو تقدیر پر ایمان رکھتا ہے،اس کا اس بات پر پکا یقین ہوتا ہے کہ وہی ہوگا جو میرا رب چاہے گا۔

5۔مسلمان کو دھوکا دینے والا ہم سے نہیں:

حدیث شریف = مسلم شریف، کتاب الایمان میں حدیث نمبر 101 نقل ہے۔ رسول محتشم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے ہمارے ساتھ دھوکا کیا، وہ ہم سے نہیں۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 5 کے صفحہ نمبر 254 پر فرماتے ہیں۔ اس حدیث میں ہمارے ساتھ دھوکا کیا، سے مراد تمام مسلمان ہیں یا اہل عرب یا اہل مدینہ یعنی جس نے مسلمانوں کو یا اہل عرب کو یا اہل مدینہ کو دھوکہ دیا، وہ ہماری جماعت سے نہیں۔

محترم حضرات! مسلمانوں کے ساتھ دھوکہ بازی کرنا قطعاً حرام اور گناہ کبیرہ ہے جس کی سزا جہنم کا عذاب عظیم ہے مگر افسوس کہ آج سب سے زیادہ دھوکہ بازی مسلمانوں کے اندر ہے اور ہم دھوکہ دینے کے مختلف طریقہ کار اختیار کر رہے ہیں۔

☆ قرض کے بہانے رقم دبالینا:

کئی ایسے لوگ ہیں جن کی قرض لیتے وقت ہی یہ نیت ہوتی ہے کہ قرض لے کر واپس کرنا ہی نہیں ہے۔ قرض حاصل کرنے کے لیے دھوکہ دیتے ہوئے خوب گڑگڑاتے ہیں۔ منت سماجت کرتے ہیں، پھر وہ رحم کھا کر رقم بطور قرض دیتا

ہے تو اسے لے کر فوراً غائب ہو جاتے ہیں، واپس دینے کا نام تک نہیں لیتے۔

☆ چائنا کا مال جاپانی کہہ کر فروخت کرنا:

کئی ایسے دکاندار ہیں جو چائنا کے مال کو جاپانی کہہ کر فروخت کرتے ہیں۔ اس طرح جھوٹ بول کر یا جاپانی اسٹیکر لگا کر وہ اپنے مسلمان بھائی کو دھوکہ دیتے ہیں۔ دھوکہ تو غیر مسلم کو بھی نہیں دینا چاہیے پھر ایسی حرکت کر کے اپنے آپ کو بہت ہوشیار تصور کرتے ہیں اور لوگوں سے کہتے پھرتے ہیں کہ دیکھا میں نے فلاں کو کیسا بے وقوف بنایا۔ یاد رہے ایسے کام سے ہماری ہی آخرت کا نقصان ہے۔ مومن کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ ایسے کام کرے۔

☆ ناپ تول میں ڈنڈی مار کر دھوکہ دینا:

گاہک کی نظر ذرا بھی اِدھر اُدھر ہوئی، دکاندار یا ریڑھی والے نے تول میں کمی کر دی یا کچھ دانے فروٹ کے گلے سڑے ڈال دیے، کپڑے والے کھینچ کھینچ کر کپڑا تھان میں سے کم ناپ کر گاہک کو دے دیا۔ ظالمو! اگر گاہک نہیں دیکھ رہا تو کیا ہوا؟ اس کا رب تو دیکھ رہا ہے۔ اس کا نقصان تمہیں بے برکتی کی صورت میں ہوتا ہے۔

☆ مالداروں کا ڈیوٹی اور ٹیکس چوری کرنا:

بڑے بڑے بزنس مین لاکھوں روپے کمانے کے چکر میں حکومت کو دھوکہ دیتے ہوئے ڈیوٹی اور ٹیکسز چوری کرتے ہیں۔ اس طرح کافی منافع بٹورتے ہیں۔ یہ معزز دھوکے باز کہلاتے ہیں۔ ان کی ان حرکتوں سے ملک کو نقصان پہنچتا ہے۔ اگر کوئی یہ کہہ کر ڈیوٹی اور ٹیکس چوری کرے کہ حکومت بھی تو چور ہے، اس نے بھی تو ملک کو لوٹا ہے، یہ بات محشر میں تمہیں نہیں بچا سکے گی۔ اس لیے کہ ہر شخص اپنے اعمال کا خود بارگاہ رب العزت میں جوابدہ ہے۔

6۔ جو ہم پر تلوار اٹھائے وہ ہم سے نہیں:

حدیث شریف = مسلم شریف کتاب الایمان میں حدیث نمبر 99 نقل ہے۔ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو ہم پر تلوار سونتے، وہ ہم سے نہیں۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اس حدیث کے تحت مراۃ المناجیح جلد 5 کے صفحہ نمبر 254 پر فرماتے ہیں: جو شخص کسی مسلمان پر تلوار سونت لے، اگرچہ اس کے قتل کا ارادہ نہ بھی کرے، تب بھی مسلمانوں کی جماعت (یعنی طریقے) سے خارج ہے کیونکہ اس نے مسلمانوں کا سا کام نہ کیا، مسلمان پر ظلماً ہتھیار اٹھانا بھی حرام ہے۔

7۔ جو برائی سے منع نہ کرے، وہ ہم سے نہیں:

حدیث شریف = ترمذی، کتاب البر والصلۃ میں حدیث نمبر 1928 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے، ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے، اچھی باتوں کا حکم نہ کرے اور بری باتوں سے منع نہ کرے، وہ ہم سے نہیں۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 6 صفحہ نمبر 560 پر حدیث پاک کے اس حصے (جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے، ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے) کے تحت فرماتے ہیں: یعنی اپنے سے چھوٹوں پر رحم نہ کرے، اپنے سے بڑوں کا ادب نہ کرے، چھوٹائی بڑائی خواہ عمر کی ہو، خواہ علم کی خواہ درجہ کی! یہ فرمان بہت عام ہے۔ خیال رہے صَغِیْرَنَا اور کَبِیْرِنَا فرما کر یہ بتایا کہ چھوٹے بڑے مسلمانوں کا ادب ان پر رحم (کرنا) چاہیے، یہ قید بھی زیادتی اہتمام کے لیے ہے ورنہ کافر ماں باپ کا بھی مادری ادب، کافر چھوٹے بھائی پر بھی قرابت داری کا رحم چاہیے جیسا کہ فقہاء کے فرامین اور دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے، یوں ہی ان کے حقوق قرابت ادا کرے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح میں حدیث پاک کے اس حصے (اچھی باتوں کا حکم نہ کرے اور بری باتوں سے منع نہ کرے) کے تحت فرماتے ہیں: ہر شخص اپنی طاقت اور اپنے علم کے مطابق دینی احکام لوگوں میں جاری

کرے۔ یہ صرف علماء کا ہی فرض نہیں، سب پر لازم ہے۔ حاکم ہاتھ سے برائیاں روکے، عالم عام زبانی تبلیغ سے یہ فرض انجام دیں۔ فی زمانہ اس سے بہت غفلت ہے۔

8۔ بے صبری کرنے والا ہم میں سے نہیں:

حدیث شریف = بخاری شریف، کتاب الجنائز میں حدیث نمبر 1297 نقل ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو اپنے مونہہ پر طمانچے مارے، گریبان چاک کرے اور زمانہ جاہلیت کی طرح واویلا مچائے، وہ ہم سے نہیں۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اس حدیث پاک کے تحت مراۃ المناجیح جلد 2 کے صفحہ نمبر 502 پر فرماتے ہیں۔ میت وغیرہ پر مونہہ پیٹنے، کپڑے پھاڑنے، رب تعالیٰ کی شکایت، بے صبری کی بکواس کرنے والا ہماری جماعت یا ہمارے طریقے والوں سے نہیں ہے۔ یہ کام حرام ہیں۔ ان کا کرنے والا سخت مجرم (ہے) اس حدیث پاک کی تائید قرآن کریم فرمارہا ہے:

القرآن: وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ۝

(سورۂ بقرہ، آیت 155/156)

ترجمہ: اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا۔

☆ آواز سے رونا منع ہے:

بہار شریعت جلد اول کے صفحہ نمبر 855 پر نقل ہے۔ آواز سے رونا منع ہے اور آواز بلند نہ ہو تو اس کی ممانعت نہیں بلکہ حضور ﷺ نے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر (بغیر آواز کے) روئے یعنی غم کی وجہ سے صرف آنسو تشریف لائے۔

☆ غیر جنس سے مشابہت کرنے والا ہم میں سے نہیں:

حدیث شریف = مسند احمد، مسند عبداللہ بن عمرو جلد 2 کے صفحہ نمبر 640 پر حدیث نمبر 6892 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو عورت مردوں کی اور جو مرد عورتوں کی مشابہت اختیار کرے، وہ ہم سے نہیں۔

☆ صبح و شام غضب الٰہی میں:

حدیث شریف = شعب الایمان جلد 4 کے صفحہ نمبر 356 پر حدیث نمبر 5385 نقل ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مرد اور مردوں سے مشابہت کرنے والی عورتیں صبح و شام اللہ تعالیٰ کی

ناراضی اوراس کے غضب میں ہوتے ہیں۔

محترم حضرات! آج کے دور میں مشابہت کس قدر عام ہوچکی ہے۔ مردوں نے پینٹ شرٹ اتار کر عورتوں کے کپڑے پہن لیے، عورتوں نے پینٹ شرٹ اٹھا کر خود پہننا شروع کر دیا۔ مردوں نے بال بڑھانے شروع کر دیے۔ عورتوں نے چھوٹے بال یعنی بے بی کٹ بال رکھنا شروع کر دیے۔ عورتوں نے کانوں سے بالیاں نکال کر پھینک دیں، مردوں نے اسے اٹھا کر پہننا شروع کر دیا، ایسی کئی مثالیں ہیں جو معاشرے میں آپ کو نظر آئیں گی۔

خدارا! ایسے کاموں سے بچیئے۔ یہ کام اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والے ہیں۔ ایسے کام کرنے والوں پر رب تعالیٰ غضب ناک ہوتا ہے۔ ایسے کاموں سے دنیا میں بھی تباہی اور آخرت میں بھی بربادی ہے۔

10۔ جس نے سلام کا جواب نہ دیا، وہ ہم سے نہیں:

حدیث شریف = الاذکار، کتاب السلام کے صفحہ نمبر 208 پر حدیث نمبر 707 نقل ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے سلام کا جواب دیا، ثواب پائے گا اور جس نے سلام کا جواب نہ دیا، وہ ہم سے نہیں۔

محترم حضرات! جب کوئی مسلمان سلام کرے تو اس کا جواب فوراً اور اتنی آواز سے دینا واجب ہے کہ سلام کرنے والا سن لے۔ سلام کرنے والے کی بڑی

فضیلت ہے۔

☆سلام میں پہل کرنے والے کے لیے 90 رحمتیں:

حدیث شریف = مسند بزار جلد اول صفحہ نمبر 437 پر حدیث نمبر 308 نقل ہے۔سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب دو مسلمان ملاقات کرتے ہیں اور ان میں سے ایک اپنے ساتھی کو سلام کرتا ہے تو ان میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب (یعنی پیارا) وہ ہوتا ہے جو اپنے ساتھی سے زیادہ گرم جوشی سے ملاقات کرتا ہے، پھر جب وہ مصافحہ کرتے (یعنی ہاتھ ملاتے) ہیں تو ان پر سو رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ ان میں سے نوے رحمتیں (سلام میں) پہل کرنے والے کے لیے ہیں۔

محترم حضرات! سلام کا جواب فوراً دینا واجب ہے۔ بلا عذر تاخیر کی تو گنہگار ہوا اور یہ گناہ جواب دینے سے دفع (یعنی دور) نہ ہوگا بلکہ توبہ کرنی ہوگی۔

بدمذہب اور غیر مسلم کو سلام نہ کیا جائے وہ اگر سلام کریں تو صرف ''وعلیکم'' کہہ دیا جائے۔

11۔جس نے تنگدستی کے خوف سے شادی نہ کی، وہ ہم سے نہیں:

حدیث شریف = جامع الاحادیث جلد 7 کے صفحہ نمبر 165 پر حدیث نمبر

2163 نقل ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے تنگدستی کے خوف سے شادی نہ کی ،وہ ہم سے نہیں۔

☆شادی تنگدستی کوختم کرتی ہے:

حدیث شریف = تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ نمبر 189 پر نقل ہے۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی محبوب کبریا ﷺ کی بارگاہ میں تنگدستی کی شکایت لے کر حاضر ہوا تو حضور ﷺ نے اسے شادی کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

☆نکاح کرو، اللہ تمہیں غنی کردے گا:

حدیث شریف = کنزالعمال، کتاب النکاح جلد 8 کے صفحہ نمبر 203 پر حدیث نمبر 45576 نقل ہے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں نکاح کا حکم دیا ہے۔اس کی اطاعت کرو، رب تعالیٰ نے تمہارے ساتھ جو غنا (مالداری) کا وعدہ کیا ہے، اللہ تعالیٰ اسے پورا فرمائے گا

☆تین آدمیوں کی مدد اللہ کے ذمۂ کرم پر ہے:

حدیث شریف = ترمذی شریف، کتاب فضائل القرآن میں حدیث نمبر 1661 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین آدمیوں کی مدد رب تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر ہے۔نکاح کرنے والا جو پاکدامنی کا ارادہ رکھتا ہو، مکاتب

غلام جو مال دینے کا ارادہ رکھتا ہو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا۔

12۔ جو نکاح پر قدرت رکھتا ہو پھر بھی نہ کرے، وہ ہم سے نہیں:

حدیث شریف = دارمی، کتاب النکاح جلد 2 کے صفحہ نمبر 177 پر حدیث نمبر 2164 نقل ہے۔ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو نکاح پر قدرت ہونے کے باوجود نکاح نہ کرے، وہ ہم سے نہیں۔

☆ کب نکاح کرنا سنت ہے؟

بہار شریعت جلد 2 کے صفحہ نمبر 4 پر مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ اگر مہر، نان ونفقہ دینے اور ازدواجی حقوق پورے کرنے پر قادر ہو اور شہوت کا بہت زیادہ غلبہ نہ ہو تو نکاح کرنا سنت موکدہ ہے۔

ایسی حالت میں نکاح نہ کرنے پر اڑے رہنا گناہ ہے۔ اگر حرام سے بچنا یا اتباع سنت یا اولاد کا حصول پیش نظر ہو تو ثواب بھی پائے گا اور اگر محض حصول لذت یا قضائے شہوت ہو تو ثواب نہیں ملے گا۔ نکاح بہر حال ہو جائے گا۔

☆ نکاح کے فوائد:

احیاء العلوم جلد 2 کے صفحہ نمبر 32 پر حجۃ الاسلام امام محمد غزالی علیہ الرحمہ

فرماتے ہیں: نکاح کے فوائد بے شمار ہیں۔ان میں سے نیک اولاد کا ہونا،شہوت کا ختم ہونا، گھر کی دیکھ بھال اور قبیلے کا بڑھنا بھی ہے اور ان کے نان ونفقہ کا بندوبست کر کے ان کے ساتھ رہنے میں مجاہدے کا ثواب حاصل کرنا ہوتا ہے۔

اگر بیٹا (اولاد) نیک ہو تو اس کی دعا سے برکت حاصل ہوگی اور اگر فوت ہو جائے تو (بروز قیامت تیرا) شفیع ہوگا۔

محترم حضرات! میں نے مختصر طور پر بارہ ایسے لوگ جن کے متعلق رسول پاک ﷺ نے فرمایا، وہ ہم سے نہیں، ان کا ذکر کیا،ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی ان کاموں سے مکمل بچیں، جن سے بچنے کا حکم ہمیں رسول رحمت ﷺ نے دیا ہے تا کہ دونوں جہاں میں ہم سرخرو ہوں اور ہمارا نام بھی اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندوں میں ہو۔

رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں نیکیوں بھری زندگی نصیب فرمائے اور گناہ بھرے کاموں سے بچنے کی سعادت نصیب فرمائے۔آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

نیک اعمال پوشیدہ رکھو

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنۡ تُبۡدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا ہِیَ-وَ اِنۡ تُخۡفُوۡہَا وَ تُؤۡتُوۡہَا الۡفُقَرَآءَ فَہُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاہِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ بقرہ سے آیت نمبر 271 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے جن وانس کو صرف اور صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے لہذا یہ ثابت ہوا کہ ہماری پیدائش کا مقصد عیش پرستی، مال جمع کرنا، لالچ اور طمع میں مبتلا رہنا، فضول کاموں میں وقت ضائع کرنا، رب تعالیٰ کی نافرمانیوں والے کام کرنا نہیں بلکہ ہماری پیدائش کا مقصد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے۔عبادت میں بھی سب سے اہم بات یہ ہونی چاہیے کہ ہم نیک آدمی کہلوانے کے لیے عبادت نہ کریں۔لوگوں کو دکھانے کے لیے عبادت نہ کریں۔معاشرے میں نام کمانے کے لیے عبادت نہ کریں بلکہ ہماری عبادت کا مقصد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا ہونا چاہیے۔اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کی بجائے کسی اور کو دکھانے، دوسروں سے داد وستائش پانے یا اپنا نام چمکانے کی نیت سے کوئی عمل کرے گا تو ایسا شخص ثواب سے محروم ہو کر ریا کاری کی تباہ کاری میں مبتلا ہو جائے گا لہذا جو بھی نیک عمل کیا جائے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا جائے۔

☆ چھپا کر نیکی کرنا رب تعالیٰ کو بہت پسند ہے:

جو آیت میں نے خطبہ میں تلاوت کی ارشاد باری تعالیٰ ہوا:

القرآن: اِنۡ تُبۡدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ-وَ اِنۡ تُخۡفُوۡهَا وَ

تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ يُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ -وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (سورۂ بقرہ، آیت 271)

ترجمہ: اگر خیرات علانیہ دو تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر چھپا کر فقیروں کو دو یہ تمہارے لیے سب سے بہتر ہے اور اس میں تمہارے کچھ گناہ گھٹیں گے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

اسی سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 274 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ -وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

ترجمہ: وہ جو اپنے مال خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں چھپے اور ظاہر ان کے لیے ان کا نیگ (اجر) ہے ان کے رب کے پاس ان کو نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔

اس آیت کے تحت علامہ علاؤ الدین علی بن محمد بغدادی علیہ الرحمہ تفسیر خازن میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ چھپا کر صدقہ دینا علانیہ دینے سے افضل ہے۔ اس لیے کہ رب تعالیٰ نے نفقۂ لیل (رات میں

خرچ کرنے) کو نفقۂ نہار (دن میں خرچ کرنے) پر اور نفقۂ سر (پوشیدہ خرچ کرنے) کو نفقۂ علانیہ (ظاہر کر کے خرچ کرنے) پر مقدم فرمایا ہے۔ (تفسیر خازن جلد اول، ص 214)

☆ نیکیاں چھپانے کے بارے میں احادیث:

قرآن مجید کی دو آیات بیان کرنے کے بعد اب احادیث رسول کی طرف چلتے ہیں۔ احادیث میں بھی نبی پاک ﷺ نے اپنے غلاموں کو پوشیدہ یعنی چھپا کر نیکیاں کرنے کی ترغیب اور اس کی فضیلت بیان فرمائی ہے چنانچہ چند احادیث سنتے ہیں۔

☆ نیک اعمال پوشیدہ رکھو:

حدیث شریف = جامع صغیر کے صفحہ نمبر 512 پر حدیث نمبر 8405 نقل ہے۔ محبوب خدا ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو کوئی نیک اعمال پوشیدہ رکھنے کی استطاعت رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ ایسا ہی کرے (یعنی اپنے نیک اعمال کو پوشیدہ رکھے)

☆ ستر درجے افضل:

حدیث شریف = کنز العمال شریف جلد اول کے صفحہ نمبر 227 پر حدیث

نمبر 1925 نقل ہے۔حضورﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کو نگہبان فرشتے بھی نہ سن سکیں۔اس ذکر پر جسے وہ سن سکیں، ستر درجہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

☆پوشیدہ عمل افضل ہے:

حدیث شریف = شعب الایمان جلد 5 کے صفحہ نمبر 376 پر حدیث نمبر 7012 نقل ہے۔حضورﷺ نے ارشاد فرمایا: ظاہری عمل کے مقابلے میں پوشیدہ عمل افضل ہے۔

☆سب سے طاقتور چیز:

حدیث شریف = شعب الایمان جلد 3 کے صفحہ نمبر 244 پر حدیث نمبر 3441 نقل ہے۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا تو وہ کانپنے لگی تو رب تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا فرما کر انہیں زمین میں گاڑ دیا تو وہ ساکن ہوگئی۔یہ دیکھ کر فرشتوں کو پہاڑوں کی طاقت پر تعجب ہوا اور انہوں نے عرض کی: اے رب! کیا تو نے پہاڑوں سے زیادہ طاقتور کوئی چیز پیدا فرمائی ہے؟ رب تعالیٰ نے فرمایا: ہاں! وہ لوہا ہے۔پھر فرشتوں نے عرض کی: کیا لوہے سے طاقتور کوئی چیز بھی پیدا فرمائی ہے؟ فرمایا: ہاں! وہ آگ ہے۔

پھر فرشتوں نے عرض کی۔ آگ سے بھی طاقتور چیز پیدا فرمائی ہے؟ فرمایا: ہاں! وہ پانی ہے پھر فرشتوں نے عرض کی: کیا پانی سے طاقتور کوئی چیز پیدا فرمائی ہے؟ فرمایا ہاں! وہ ہوا ہے۔ فرشتوں نے پھر عرض کی: کیا ہوا سے طاقتور چیز بھی پیدا فرمائی ہے۔ فرمایا ہاں! ابن آدم! جب اپنے دائیں (سیدھے) ہاتھ سے صدقہ دے اور بائیں (یعنی الٹے) ہاتھ کو خبر نہ ہو۔

محترم حضرات! آپ نے چند احادیث سماعت فرمائیں۔ کہیں پوشیدہ عمل کو ستر درجے افضل فرمایا گیا، کہیں پوشیدہ عمل کو افضل واعلیٰ فرمایا گیا، کہیں سب سے طاقتور چیز فرمایا گیا، یقیناً پوشیدہ عمل یعنی چُھپا کر نیکیاں کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کو بہت پسند ہے۔

نبی پاک ﷺ نے اپنے اصحاب کی ایسی تربیت فرمائی تھی کہ وہ ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہی کی نیت کرتے تھے چنانچہ اس ضمن میں، میں آپ کو جانشین محبوب کبریا، خلیفۂ اکبر، یار غار، ساتھیٔ مزار حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا واقعہ سناتا ہوں تاکہ چھپا کر نیکیاں کرنے کا جذبہ بڑھے اور اخلاص نصیب ہو۔

☆صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا پوشیدہ عمل:

کنز العمال، کتاب الفضائل جلد 6 کے صفحہ نمبر 221 پر یہ واقعہ نقل ہے۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ رات کے وقت مدینۂ منورہ کے کسی محلے میں رہنے والی ایک نابینا بوڑھی عورت کے گھریلو کام کاج کر دیا کرتے تھے۔ آپ اس کے لیے پانی بھر کر لاتے اور اس کے تمام کام سرانجام دیتے۔ حسب معمول ایک مرتبہ بڑھیا کے گھر آئے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ سارے کام ان سے پہلے ہی کوئی کر گیا تھا۔ بہر حال دوسرے دن تھوڑا جلدی آئے تو بھی وہی صورت حال تھی کہ سب کام پہلے ہی ہو چکے تھے۔ جب دو تین دن ایسا ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ کو بہت تشویش ہوئی کہ ایسا کون ہے جو مجھ سے نیکیوں میں سبقت لے جاتا ہے؟ ایک دن آپ دن ہی میں آ کر کہیں چھپ گئے، جب رات ہوئی تو دیکھا کہ خلیفۂ وقت جانشین رسول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور اس نابینا بڑھیا کے سارے کام کر دیئے۔ آپ رضی اللہ عنہ بڑے حیران ہوئے کہ خلیفۂ وقت نائب رسول ہونے کے باوجود ایسی انکساری! یہ معاملہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی تو ہیں جو مجھ سے نیکیوں میں سبقت لے جاتے ہیں۔

محترم حضرات! ذرا غور کیجیے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفۂ وقت ہونے کے باوجود خلافت کی اتنی ذمہ داریاں ہونے کے باوجود اس نابینا

بڑھیا کے گھر کا روزانہ پابندی سے چھپ کر کام کر دیا کرتے تھے۔ حقیقت میں یہ وہی ہستی تھے جنہوں نے مینارۂ نور بن کر دکھایا۔ آج چودہ سو سال سے زیادہ کا عرصہ گزر جانے کے باوجود ہم ان کے عمل سے چھپ کر نیکیاں کرنے کی تعلیم لے رہے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ بزرگان دین نے بھی اپنے اعمال سے اُمّت کو چھپا کر نیکیاں کرنے کی ترغیب دلائی، آیئے حضرت عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ کا ایک ایمان افروز واقعہ سنتے ہیں۔

☆ حضرت عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ کا پوشیدہ عمل:

تاریخ بغداد جلد 10 کے صفحہ نمبر 158 پر یہ واقعہ نقل ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد خاص حضرت عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ (رومیوں کے مقابلے میں جہاد کے لیے) طرطوس جاتے ہوئے شہر رقہ کے ایک مسافر خانے میں قیام فرماتے تھے تو ایک نوجوان آپ کے پاس آیا کرتا تھا، آپ کی ضروریات پوری کرتا اور کچھ احادیث کی سماعت کر لیتا تھا۔ ایک مرتبہ جب آپ وہاں پہنچے تو وہ نوجوان ملنے نہیں آیا۔ آپ جلدی میں تھے تو لشکر کے ساتھ چلے گئے، جب جنگ سے فارغ ہو کر واپس رقہ پہنچے تو لوگوں سے اس نوجوان کا حال دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ کسی کا اس پر قرض چڑھ گیا تھا، قرض خواہ نے

اسے جیل میں ڈلوادیا ہے۔ پوچھا: اس پر کتنا قرض ہے؟ لوگوں نے جواب دیا، دس ہزار درہم۔ آپ علیہ الرحمہ نے رات میں قرض خواہ کو اپنے پاس بلوایا اور اسے دس ہزار درہم دے کر قسم دی کہ جب تک عبداللہ زندہ ہے۔ تم اس کے بارے میں کسی کو نہیں بتاؤ گے اور کہا کہ صبح تم اس نوجوان کو قید سے آزاد کروادینا۔ آپ علیہ الرحمہ اس کے بعد وہاں سے روانہ ہو گئے۔ نوجوان قید سے آزاد ہو کر جب شہر آیا تو آپ علیہ الرحمہ کی آمد کی اطلاع ملی اور معلوم ہوا کہ کل یہاں سے روانہ ہو گئے ہیں۔ یہ نوجوان اسی وقت پیچھے روانہ ہوا اور چند منزل بعد ملاقات ہوگئی۔ آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا: کہاں تھے؟ میں نے تمہیں مسافر خانے میں نہیں دیکھا۔ عرض کی: حضور! قرض کے سبب قید خانے میں تھا پھر تمہیں آزادی کیسے ملی؟ عرض کی: مجھے معلوم نہیں، کسی نے میرا قرض ادا کر دیا، جس کی وجہ سے مجھے رہائی ملی۔ آپ نے فرمایا: اے نوجوان! خدا کا شکر ادا کرو، اللہ کریم نے کسی کو تیرا قرض ادا کرنے کی توفیق دی ہوگی۔ اس نوجوان کو اس حسن سلوک کا پتا اس وقت چلا جب آپ علیہ الرحمہ کا وصال ہو چکا تھا۔

محترم حضرات! یہ ہمارے اسلاف تھے اور ایک ہم ہیں کہ جب تک تصویر بنوانے والا یا کیمرہ لے کر ویڈیو بنوانے والا نہ آجائے۔ اس وقت تک امداد تقسیم نہیں کرتے۔ امداد وصول کرنے والی غریب خواتین اور غریب مردوں کی بڑی

بڑی تصاویر اپنے ساتھ لگواتے ہیں۔شہرت حاصل کرنے کے لیے ان غریبوں کی عزت کا جنازہ نکلواتے ہیں، پورا شہر ان غریبوں کو امداد وصول کرتے ہوئے دیکھتا ہے۔

یتیم خانوں، اسپتالوں اور دیگر مقامات پر اگر کوئی جگہ دیتے ہیں تو اپنے نام کی بڑی بڑی تختیاں لگواتے ہیں۔ مسجدوں میں کوئی کام کرواتے ہیں، تو امام صاحب سے کہتے ہیں کہ جمعہ کی نماز کے بعد میرا نام لے کر دعا کروا دیجئے گا۔ اب تو سوشل میڈیا کا دور دورہ ہے، واٹس اپ اور فیزبک عام ہے۔اب تو ایک نیکی بھی کرتے ہیں تو فوراً واٹس اپ اور فیزبک کے گروپوں میں چلا دیتے ہیں اور خود ہی سب کو تاکید کرتے چلے جاتے ہیں کہ ذرا شیئر کرتے رہنا۔انہی حالات کا نقشہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ یوں کھینچتے ہیں۔

نفس بدکار نے دل پر یہ قیامت توڑی
عمل نیک کیا بھی تو چھپانے نہ دیا

ہمارے اسلاف اپنی نیکیوں کو ایسے چھپاتے جس طرح ہم اپنے گناہوں کو چھپاتے ہیں، اس زمن میں ایک واقعہ حضرت ابوالحسن محمد بن اسلم طوسی علیہ الرحمہ کا آپ کو سناتا ہوں۔

☆بند کمرے میں چھپ کر عبادت:

حلیۃ الاولیاء جلد 9 کے صفحہ نمبر 254 پر یہ واقعہ نقل ہے۔حضرت ابوعبداللہ بن قاسم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں بیس برس سے زیادہ عرصہ حضرت ابوالحسن محمد بن اسلم طوسی علیہ الرحمہ کی صحبت میں رہا مگر جمعۃ المبارک کے علاوہ کبھی آپ علیہ الرحمہ کو دو رکعت نفل پڑھتے بھی نہ دیکھ سکا۔آپ ریا کاری کے خوف سے ایک بار فرمانے لگے: اگر میرا بس چلے تو میں کراماً کاتبین (یعنی اعمال لکھنے والے دونوں بزرگ فرشتوں) سے بھی چھپ کر عبادت کروں۔

آپ علیہ الرحمہ پانی کا کوزہ لے کر اپنے کمرۂ خاص میں تشریف لے جاتے اور اندر سے دروازہ بند کر لیتے تھے۔میں کبھی بھی یہ جان نہ سکا کہ آپ علیہ الرحمہ کمرے میں کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ ایک دن آپ کا چھوٹا بیٹا زور زور سے رونے لگا۔آپ کی زوجہ اسے خاموش کروانے کی کوشش کر رہی تھیں۔ میں نے کہا: آپ کا بیٹا آخر اس قدر کیوں رو رہا ہے؟ بی بی صاحبہ نے فرمایا: اس بچے کے والد (حضرت ابوالحسن طوسی علیہ الرحمہ) اس کمرے میں داخل ہو کر تلاوت قرآن کرتے ہیں اور روتے ہیں، تو یہ بھی ان کی آواز سن کر رونے لگتا ہے۔آپ علیہ الرحمہ اپنے اس کمرۂ خاص سے عبادت کرنے کے بعد باہر نکلنے سے پہلے اپنا

مونہہ دھوکر آنکھوں میں سرمہ لگا لیتے تا کہ چہرہ اور آنکھیں دیکھ کر کسی کو اندازہ نہ ہونے پائے کہ یہ روئے تھے۔

☆میرا نام کسی پر ظاہر نہ فرمائیں:

بُستان المحدثین کے صفحہ نمبر 252 پر نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو اسمٰعیل بن نجید نیشا پوری علیہ الرحمہ کے شیخ ابو عثمان حیری علیہ الرحمہ کو مجاہدین کے لیے کچھ رقم کی ضرورت پڑی لیکن کہیں سے کچھ انتظام نہ ہوسکا، تو شیخ نے حضرت ابن نجید علیہ الرحمہ سے ضرورت کا بیان فرمایا۔ آپ علیہ الرحمہ نے فوراً دو ہزار درہموں کی تھیلیاں لا کر شیخ کے قدموں پر ڈال دیں۔ شیخ بے حد خوش ہوئے اور بھری مجلس میں اس کا اعلان فرما دیا اور لوگوں نے خوب واہ واہ کی مگر ابن نجید علیہ الرحمہ کو انتہائی صدمہ ہوا کہ افسوس! میرا یہ عمل خیر لوگوں پر ظاہر ہوگیا۔ بے تابانہ بھری مجلس میں شیخ سے عرض کیا کہ حضور! مجھے میرا مال واپس کر دیجیے، میں ابھی اس کو راہ خدا میں خرچ کرنا نہیں چاہتا۔ شیخ نے فوراً درہموں کی تھیلیاں ابن نجید علیہ الرحمہ کے سامنے ڈال دیں۔ آپ تھیلیاں اٹھا کر گھر لے آئے۔ حاضرین مجلس میں خوب چہ میگوئیاں ہوئیں۔ جب رات ہوئی اور شیخ اکیلے رہ گئے تو حضرت ابن نجید علیہ الرحمہ پھر دو ہزار درہموں کی تھیلیاں لے کر شیخ کی خدمت میں حاضر

ہوئے اورعرض کیا کہ میرے شیخ! آپ اس مال کو پوشیدہ طور پرخرچ فرمائیں اور میرانام ہرگزکسی پرظاہرنہ فرمائیں۔یہ سن کرشیخ ابوعثمان حیری علیہ الرحمہ پرحالت گریہ طاری ہوگئی اورفرمانے لگے کہ اے ابن نجید علیہ الرحمہ تیری ہمت پر صد آفرین ہے۔

☆نیکیاں چھپانے کا کیا مقصد ہے؟

نیکیاں چھپانے کا مقصد ان کو ضائع ہونے سے بچانا ہے کیونکہ نفس و شیطان انسان کے کھلے دشمن ہیں جو انسان کونیکیاں کرنے نہیں دیتے اور اگر ہمت کرکے کوئی نیکی کربھی لےتو یہ اسے پوشیدہ نہیں رہنے دیتے۔شیطان کے بہکاوے میں آکرانسان کے دل میں اپنی نیکیوں کےاظہارکی خواہش پیدا ہوتی ہےتو وہ لوگوں کواپنے نیک اعمال بتا کر، نیک نامی کی داد پاکرتکبر، حب جاہ اور ریا کاری میں جاگرتا ہے۔اس لیے جب بھی کوئی نیک عمل کرنے کی سعادت نصیب ہوتو اس نیک عمل کوکرلینے کے بعد پوشیدہ رکھنے ہی میں عافیت ہے کہ دکھاوے وغیرہ کی نحوست سے نیکیاں برباد ہوجاتی ہیں۔اس لحاظ سے اپنے نیک اعمال کو پوشیدہ رکھنا اعمال بجا لانے سے زیادہ مشکل ہے جیسا کہ الترغیب والترہیب کی پہلی جلد پرحدیث نمبر 56 نقل ہے۔حضرت ابودرداءرضی اللہ عنہ

سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک عمل کر کے اسے ریا کاری سے بچانا عمل کرنے سے زیادہ مشکل ہے اور آدمی کوئی عمل کرتا ہے تو اس کے لیے ایسا نیک عمل لکھ دیا جاتا ہے جو تنہائی میں کیا گیا ہوتا ہے اور اس کے لیے ستر گنا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے پھر شیطان اس کے ساتھ لگا دیتا ہے (اور اسے اکساتا رہتا ہے) یہاں تک کہ آدمی اس عمل کا لوگوں کے سامنے ذکر کر کے اسے ظاہر کر دیتا ہے تو اب اس کے لیے یہ عمل (مخفی کے بجائے) علانیہ لکھ دیا جاتا ہے اور اجر میں ستر گنا اضافہ مٹا دیا جاتا ہے۔ شیطان پھر اس کے ساتھ لگا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ دوسری مرتبہ لوگوں کے سامنے اس عمل کا ذکر کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ لوگ بھی اس کا تذکرہ کریں اور اس عمل پر اس کی تعریف کی جائے تو اسے علانیہ سے بھی مٹا کر ریا کاری میں لکھ دیا جاتا ہے۔ پس بندہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے، اپنے دین کی حفاظت کرے اور بے شک ریا کاری شرک (اصغر) ہے۔

☆ایک جملے میں دو حج ضائع:

کتاب فضائل دعا کے صفحہ نمبر 281 پر نقل ہے کہ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ ایک شخص کے یہاں دعوت میں تشریف لے گئے۔ میزبان نے خادم سے کہا: ان برتنوں میں کھانا کھلاؤ جو میں دوبارہ (دوسرے) حج میں لایا ہوں۔

حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ نے فرمایا: مسکین! تو نے ایک جملے میں اپنے دو حج ضائع کردیئے۔

☆آہ! ہمارا کیا ہوگا؟

آہ! ہمارا کیا ہوگا؟ ہم تو ایک نیکی بھی چھپا نہیں سکتے۔ اگر کبھی نیکی کا کام ہوبھی جائے تو دل بار بار خواہش کرتا رہتا ہے کہ بس! جلد سب کو پتا چل جائے، تھوڑا علم پڑھ لیا تو دل خواہش کرتا رہتا ہے کہ لوگ ہمیں علامہ کہیں، قرآن مجید حفظ کرلیا تو دل خواہش کرتا رہتا ہے کہ لوگ ہمیں حافظ صاحب، حافظ صاحب کہیں۔

یادرہے اپنے نام کے ساتھ بلاضرورت القابات لگانا دراصل اپنی خوبیاں بیان کرکے اپنے مونہہ سے اپنی تعریف کرنا ہے اور یہ جائز نہیں۔ ہاں! اگر اس کی حاجت ہوتو وقت حاجت، بقدر ضرورت تحدیث نعمت کے طور پر یا کسی اور درست نیت سے ان خوبیوں کا اظہار کیا جاسکتا ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ ملفوظات کے صفحہ نمبر 141 پر فرماتے ہیں۔ خودستائی (یعنی اپنے مونہہ سے اپنی تعریف کرنا) جائز نہیں مگر وقت حاجت، اظہار حقیقت تحدیث نعمت (یعنی بوقت حاجت اپنے بارے میں حقیقت کا اظہار کرنا نعمت کا

چرچا کرنا ہے)

اگر حاجت شرعی نہ ہو تو بلاوجہ اپنے نام کے ساتھ القابات لگا کر بلاواسطہ یا بالواسطہ اپنی خوبیاں لوگوں پر ظاہر کرنا تاکہ لوگ بنظر تحسین دیکھیں اور ادب و احترام بجالائیں، یہ ممنوع ہے اور اگر ریاکاری کی نیت نہیں ہے تو لکھنا جائز ہے۔ یونہی کسی اور نے لکھ دیا تو بھی کوئی حرج نہیں، مطلب یہ کہ ہر مسلمان اپنے دل سے پوچھے تو خود بخود اندر کا مفتی جواب دے دے گا۔

☆ایک حرف کا ثواب جاتا رہا:

تفسیر روح البیان جلد 3 کے صفحہ نمبر 355 پر علامہ اسمعیل حقی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ میرا گھر راستے میں تھا۔ایک رات میں نے سحری کے وقت اٹھ کر گھر کے بالا خانے میں سورۂ طٰہٰ کی تلاوت کی۔ جب میں نے اس سورت کو ختم کیا تو تھوڑی دیر کے لیے وہیں سو گیا۔خواب میں، میں نے آسمان سے ایک شخص کو اترتے دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں ایک صحیفہ ہے۔ اس نے وہ صحیفہ میرے سامنے کھولا تو اس میں سورۂ طٰہٰ تھی اور ہر حرف کے نیچے دس دس نیکیاں لکھی ہوئی تھی، سوائے ایک حرف کے۔میں نے اس حرف کو دیکھا کہ وہ اپنی جگہ سے مٹا ہوا ہے اور اس کے نیچے کوئی نیکی بھی درج نہیں۔ میں نے کہا: اللہ

تعالیٰ کی قسم! میں نے یہ حرف بھی پڑھا تھا لیکن اس حرف کا نہ مجھے ثواب ملا ہے اور نہ ہی یہ حرف نامۂ اعمال میں لکھا گیا ہے۔ تو اس شخص نے کہا کہ تو نے سچ کہا، تو نے اس حرف کو پڑھا ہے اور ہم نے اسے لکھا بھی تھا مگر ہم نے عرش سے ایک منادی کو ندا کرتے سنا کہ اس حرف کو مٹا دو اور اس کا ثواب بھی ختم کر دو تو ہم نے اس کو مٹا دیا۔ وہ بزرگ کہتے ہیں کہ میں خواب میں رونے لگا اور کہنے لگا کہ تم نے یہ معاملہ کیوں کیا؟ تو اس شخص نے کہا: دوران تلاوت تیرے سامنے سے ایک شخص کا گزر ہوا اور تو نے اس کو سنانے کے لیے یہ حرف زور سے پڑھا تھا۔ اس لیے اس کا ثواب جاتا رہا۔

محترم حضرات! ہم اگر اپنے اوپر غور کریں تو ہمارا کوئی عمل ریاکاری سے خالی نہیں، اخلاص دور دور تک نظر نہیں آتا، مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ اب بھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ اب بھی کچھ نہیں بگڑا۔ اٹھیے اور توبہ کیجئے جو لوگ سچے دل سے اپنے رب کی بارگاہ میں رجوع کرتے ہیں۔ رب تعالیٰ انہیں خالی نہیں لوٹاتا۔ اس کریم کی بارگاہ سے کوئی ناامید نہیں لوٹتا۔ اٹھیے اور عہد کر لیجیے کہ ان شاء اللہ آئندہ اپنا ہر عمل اللہ کریم کی رضا کے لیے کریں گے اور اپنی نیکیوں کو ایسے چھپائیں گے جیسے گناہوں کو چھپاتے ہیں۔ نام و نمود، حب جاہ اور ریاکاری کو قریب بھی نہیں آنے دیں گے۔

اے میرے اللہ! ہم بہت کمزور ہیں مگر تو بہت طاقت والا ہے، تو ہمیں نفس و شیطان کی شرارتوں سے بچا کر اپنے نیک بندوں میں شامل فرما لے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

صالحین کا کلمہ حق بلند کرنا

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد و صلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ بنی اسرائیل سے آیت نمبر 44 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عرصہ دراز سے یہ دستور چلا آرہا ہے کہ جب کبھی ظلم نے سر اُٹھایا تو اللہ تعالیٰ

کے نیک بندوں نے ظلم کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور جب بھی شریعت کے خلاف کام ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں نے کلمۃ الحق بلند کیا چاہے وہ قید خانہ ہو یا بادشاہوں کے محلات ہوں ہر جگہ بہادری اور ایمانی طاقت کے ساتھ بادشاہوں اور عام مسلمانوں کی اصلاح کی۔

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی شان یہ ہے کہ اُنہوں نے کبھی بھی خلاف شریعت کام میں بادشاہوں اور مالداروں کی ہاں میں ہاں نہ ملائی بلکہ بھرے درباروں میں اِن کی پکڑ کی۔

اِن خاصانِ خدا کو کبھی اپنی موت کا خوف نہ رہتا تھا اور کیوں ہو جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ سے ڈرتا ہو، ان کی محبتوں کو سینوں میں سجاتا ہو ان کو کہاں پھر دنیاوی حکمرانوں کا خوف ہوسکتا ہے۔

جب یہ خاصان خدا اپنے سروں پر حضور علیہ السلام کی سنت عمامہ، چہروں پر داڑھی شریف اور جسم پر محبوب ﷺ کی سنتوں بھرا لباس زیب تن کر کے جب بادشاہوں کے سامنے کھڑے ہو جاتے تو بڑی بڑی طاقتوں اور رعب و دبدبے کے مالک کانپ اُٹھتے تھے۔ یہ سب محبوب کریم ﷺ کی سچی غلامی کا نتیجہ ہے۔

آج کی محفل میں ان کا ذکر ہوگا جنہوں نے کلمۃ الحق بلند کرنے کے لیے اپنی جان و مال اور اولاد تک کو قربان کر دیا مگر کلمۃ الحق پر ڈٹے رہے۔ تاریخ شاہد ہے

کہ جب جب ظلم کی آندھیاں چلیں اور اسلام کو مٹانے کی ناپاک سازشیں ہوئیں تو خاصان خدا اٹھے اور دین اسلام کو بچایا اور علی الاعلان کلمۃ الحق بلند کیا جن کو دنیا کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔

سرکارِ اعظم ﷺ اور کلمۃ الحق:

محترم حضرات حضور ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہماری نگاہوں کے سامنے ہے کہ جب عرب ہی نہیں بلکہ دنیائے انسانیت، بداعمالیوں اور بدکرداریوں کے خوفناک سمندر میں غرق ہو رہی تھی اور ہر طرف سیاہ کاریوں کے بادل گناہ اور پاپ کی موسلا دھار بارش برسا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے بندے، اللہ تعالیٰ کے باغی اور اس قدر سرکش ہو چکے تھے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ ان کی بربریت کے شر و فساد سے لرزہ براندام ہو رہا تھا، کوئی حق کو سننے، حق کو دیکھنے، حق کو سوچنے کا بھی روادار نہیں تھا۔

حضور ﷺ کے عزم مصمم پر غور کریں کہ ایسے پر آشوب ماحول اور اتنے حوصلہ شکن حالات میں بھی حق کی دعوت کا پرچم بلند کیا۔ تمام عزیز و اقارب نے بھی آپ ﷺ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ آپ ﷺ کا سوشل بائیکاٹ کیا گیا۔ آپ ﷺ کو شعب ابی طالب کی تنگ و تاریک گھاٹی میں محصور کر دیا گیا۔

یہاں تک کہ اہل مکہ نے دانہ پانی بند کر کے اپنی دانست میں ہر طرح سے مجبور کر دیا۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کے شفیق چچا ابو طالب کے قدم بھی ڈگمگانے لگے اور انہوں نے بھی اپنی قوم کی دھمکیوں سے مرعوب و خائف ہو کر ایک دن یہ کہہ دیا۔

''اے میرے بھتیجے ﷺ! تم براہ کرم مجھ بوڑھے چچا کی سفید داڑھی پر رحم کھاؤ اور چند دنوں کے لیے تبلیغ حق بند کر دو ورنہ میں پورے ملک عرب کے علم بغاوت بلند کر دینے کی تاب نہیں لاسکتا۔''

ایسے حوصلہ شکن حالات میں بھی حضور ﷺ نے اپنی پیغمبرانہ استقامت کے ساتھ اپنے چچا کو جواب دیا کہ اے میرے چچا! اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر وہ لوگ میرے سیدھے ہاتھ میں سورج اور الٹے ہاتھ میں چاند لا کر رکھ دیں۔ جب بھی میں اس کام کو ہرگز نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے (یعنی اسلام کو) غالب کر دے یا میں اس کام میں اپنی جان دے دوں!

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور مدینے کا گورنر:

مدینہ منورہ کا اموی گورنر مروان بن الحکم روضۂ رسول ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو دیکھا کہ ایک شخص قبر انور سے چمٹا ہوا پڑا ہے۔ مروان نے اس کی گردن پکڑ کر اٹھایا اور کہا کہ اے شخص! تجھے کچھ خبر ہے؟ تو کیا کر رہا ہے؟ تو اس شخص نے سر

اٹھا کر جواب دیا کہ ہاں! میں خوب جانتا ہوں کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ اے مروان! میں مٹی اور پتھر کے پاس نہیں آیا ہوں بلکہ میں حضور ﷺ کے دربار میں حاضر ہوا ہوں۔

اے مروان! جب پرہیزگار لوگ حاکم بنیں تو رونے کی کوئی ضرورت نہیں لیکن جب نااہل دین کے والی بنیں تو رونا چاہیے۔ مروان یہ گرما گرم کلمۃ الحق سن کر خاموشی کے ساتھ چلا گیا۔ حضرت مطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ بزرگ جنہوں نے مروان گورنر کو جھنجھوڑ کر ڈانٹ دیا۔ یہ جلیل القدر صحابی حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے (وفاء الوفاء)

امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید پلید:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد جب یزید تخت خلافت پر متمکن ہوا تو اس نے لوگوں پر ظلم کرنا شروع کر دیا، شراب عام ہوگئی اور طرح طرح کے گناہ سرعام ہونے لگے۔

ایسے پرفتن اور بھیانک دور میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کلمۃ الحق بلند کیا اور یزید کو بہت سمجھایا کہ وہ اس طرح کی شرمناک حرکتوں سے باز آ جائے مگر وہ نہ مانا۔

یہاں تک کہ جب اس نے زبردستی لوگوں سے اپنی بیعت لینا شروع کی تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اس کی مخالفت کی اور علی الاعلان اس کے خلاف آواز بلند کی۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے رفقاء اولادوں اور گھر والوں کو تین دن تک بھوکا پیاسا رکھا گیا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک ایک کر کے سارے رفقاء کو شہید کر دیا مگر آپ کلمۃ الحق سے نہ ہٹے۔ رفقاء کے بعد آپ کی اولادوں کو جوان صاحبزادوں کو یہاں تک کہ شیر خوار صاحبزادے کو بھی بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا مگر حق بات سے پیچھے نہ ہٹے۔ آخر کار اپنی گردن کٹا دی۔

یزید کا غرور خاک میں ملا دیا اور آنے والے مسلمانوں کو یہ سمجھا گئے کہ حق کی خاطر کٹ جانا مگر جھکنا نہیں کیونکہ جو سر حق کے لیے کٹتا ہے وہ بلند ہو جاتا ہے اور جو باطل کے سامنے جھکتا ہے، وہ مٹ جاتا ہے۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ حجاج کے سامنے:

جہاں حق گوئی کی بات آتی ہے وہاں ایک مبارک نام حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا آتا ہے جنہوں نے ظالم کے سامنے حق گوئی سے کام لے کر تاریخ

میں ایک باب رقم کیا۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ کو مکہ کے گورنر خالد بن عبداللہ قشیری نے گرفتار کیا پھر بھی وہ حق کا پرچم بلند کرنے سے باز نہ آئے تو انہیں حجاج بن یوسف کے پاس کوفہ لے جایا گیا۔ حجاج نے ان سے کافی بحث و مباحثہ کیا اور آخری میں حجاج نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے کہا:

حجاج نے کہا میرے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ حجاج وہ ظالم بادشاہ ہے جس کے ظلم کا یہ حال تھا کہ وہ اس طرح کہتا تھا کہ دائیں دروازے سے باہر نکلنا۔ اگر بائیں دروازے سے باہر نکلے تو تمہاری گردن اڑانا مجھ پر حلال ہوگا۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ کل قیامت کے دن ساری قوموں کے ظالم پیش کیے جائیں اور اُمّت مسلمہ حجاج بن یوسف کو پیش کرے تو یہ ایک سب پر سبقت لے جائے گا۔ اس بات سے اس کے ظلم کا اندازہ لگائیے۔

حجاج نے کہا پھر بھی......

حضرت سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں تو اتنا جانتا ہوں کہ کتاب اللہ کی نافرمانی تمہارا دستور زندگی بن چکا ہے۔ اپنے نفس کے اشارے پر تم وہ کام کرتے ہو جس سے تمہاری ہیبت اور دبدبہ قائم ہو اور یہ بات تمہیں تباہ کر کے رکھ دے گی۔

حجاج نے کہا کہ اے سعید! تم پر افسوس ہے۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس پر افسوس جو جنت سے محروم کر کے دوزخ میں ڈال دیا گیا ہو۔

حجاج کے حکم پر حضرت سعید رضی اللہ عنہ کے سامنے مال و جواہرات کا انبار لگایا جاتا ہے۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ مال کو دیکھ کر فرمانے لگے کہ اگر تم نے یہ مال و جواہرات اس لیے جمع کیے ہیں کہ انہیں فدیہ میں دے کر روز قیامت اپنے کیے سے چھٹکارا پاسکوں تو اچھی بات ورنہ اتنا دہشت ناک دن ہوگا کہ دودھ پلانے والی ماں شیر خوار بچے کو بھول جائے گی۔

حجاج نے عود جلانے اور بانسری بجائے جانے کا حکم دیا اور کہا: تم نے کبھی تفریح کا سامان دیکھا ہے؟

حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ نغمہ ماتم ہے۔ بانسری کی آواز نے اس آنے والے دن کی یاد دلا دی۔ جب صور پھونکا جائے گا اور عود ایک کاٹے ہوئے درخت کی لکڑی ہے جو ہوسکتا ہے کہ ناحق کاٹی گئی ہو اور اس کے تاران بکریوں کے پٹھوں سے بنائے گئے ہیں جو ان کے ساتھ قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے۔

حجاج غصہ ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تمہیں اسی طرح قتل کروں گا کہ آج تک میں نے نہ کسی کو قتل کیا ہے اور نہ آئندہ کروں گا۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم میری دنیا بگاڑو گے، میں تمہاری آخرت برباد کردوں گا۔

حجاج کہتا ہے کہ سعید! اپنے لیے موت کی جو صورت چاہو، پسند کرلو۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حجاج آخرت میں اپنے لیے قتل کی جو صورت پسند ہے، وہی اختیار کرلو۔

حجاج کہتا ہے کہ تو کیا چاہتا ہے کہ میں تمہیں معاف کردوں۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر تو مجھے معاف کردے گا تو یہ معافی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوگی تم تو بہرحال نہ اس سے بری الذمہ ہو گے اور نہ کوئی تمہارا انصاف قابل قبول ہوگا۔

حجاج حکم دیتا ہے کہ اسے لے جاؤ اور قتل کردو۔ یہ سن کر حضرت سعید رضی اللہ عنہ ہنس پڑتے ہیں۔ حجاج کہتا ہے کہ تم کس بات پر ہنسے؟

حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ...... اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں تمہاری جسارت اور تمہارے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کا حلم دیکھ کر مجھے تعجب ہوا۔ قتل ہونے سے پہلے حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت پڑھا اور کہا: اے حجاج!

اب قیامت کے روز تم سے ملاقات ہوگی اور پھر حضرت سعید رضی اللہ عنہ ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں۔

اے اللہ تبارک وتعالیٰ! میرے قتل کے بعد ظالم حجاج کو کسی شخص کے قتل پر قدرت نہ دینا۔

پھر حضرت سعید رضی اللہ عنہ کے سر کو تن سے جدا کر دیا گیا۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ کا مبارک خون اس طرح اڑا کہ حجاج کے دربار کی دیواروں کو رنگین کر دیا۔ حجاج کے دربار میں بڑے بڑے ماہرین بیٹھے تھے۔ ماہرین نے کہا کہ حضرت سعید رضی اللہ عنہ کا اس طرح خون اڑنا یہ ثابت کرتا ہے کہ حضرت سعید رضی اللہ عنہ کو موت کا بالکل ڈر نہ تھا بلکہ وہ موت سے محبت کرتے تھے۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ ان کی شہادت کے بعد حجاج کسی کو بھی قتل نہ کر سکا اور وہ سخت بیمار ہوا۔ رات دن پریشان رہتا۔ رات کو نیند نہیں آتی تھی، دن کو چین نہیں آتا تھا۔ اسے صرف حضرت سعید رضی اللہ عنہ کا نورانی اور مبارک چاند سا چہرہ نظر آتا تھا اور وہ روتا رہتا تھا اور یہ کہتا رہتا تھا کہ میں نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ کو کیوں قتل کیا؟ اس نے میرا کیا بگاڑا تھا، اس کا کیا قصور تھا؟

اس کشمکش میں بالآخر یہ ظالم بادشاہ جس کا نام حجاج بن یوسف تھا، مر گیا۔

ظلم جب حد سے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے

ظلم کی ٹہنی کبھی پھلتی نہیں

ناؤ کاغذ کی سدا چلتی نہیں

امام اعظم رضی اللہ عنہ اور خلیفۂ وقت:

خلیفہ منصور نے ایک بار دوسرے علماء کرام کے ساتھ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو بھی بلایا اور پوچھا۔

یہ حکومت جو اللہ تعالیٰ نے اس اُمّت میں مجھے عطا کی ہے، اس کے متعلق آپ لوگوں کا کیا خیال ہے؟ کیا میں اس کا اہل ہوں؟

کروڑوں حنفیوں کے امام، امام اعظم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اپنے دین کی خاطر راہ راست تلاش کرنے والا غصے سے دور رہتا ہے۔ اگر آپ اپنے ضمیر کو ٹٹولیں اور اپنے ضمیر سے سوال کریں تو آپ کو خود معلوم ہو جائے گا کہ آپ نے ہم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی خاطر نہیں بلایا ہے، بلکہ آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کے ڈر سے آپ کی منشاء کے مطابق بات کہیں اور عوام کے علم میں آ جائے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ آپ اس طرح خلیفہ بنے ہیں کہ آپ کی خلافت پر اہل فتویٰ میں سے دو آدمیوں کا اجماع بھی نہیں ہوا۔

جب امام اعظم رضی اللہ عنہ گھر واپس چلے آئے تو خلیفہ منصور نے اپنے وزیر ربیع کو ایک تھیلا درہم دے کر امام اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور کہا کہ یہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کو دینا اور اگر وہ قبول کرلیں تو ان کی گردن کاٹ دینا اور اگر قبول نہ کریں تو چھوڑ دینا۔

جب ربیع، امام اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس درہم کا تھیلا لے کر پہنچا تو اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی اور وہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا جملہ سن کر دیکھتا رہ گیا۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے ربیع سے فرمایا کہ خواہ میری گردن بھی کیوں نہ ماردی جائے، میں تو اس مال کو ہاتھ نہ لگاؤں گا۔

اسی طرح ایک دوسرے عالم حضرت ابن ابی ذنب علیہ الرحمہ کے پاس جب ربیع پہنچا تو انہوں نے کہا کہ اس مال کو خود میں منصور کے لیے حلال نہیں سمجھتا۔ تو اپنے لیے کیسے حلال سمجھوں؟

امام اعظم رضی اللہ عنہ اور خلیفہ منصور:

ایک بار خلیفہ منصور نے امام اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم میرے تحفے کو کیوں قبول نہیں فرماتے؟ اللہ، اللہ، امام ہو تو ایسا ہو۔ مجاہد ہو تو ایسا ہو، کلمۃ الحق بلند کرنے والا ہو تو ایسا ہو۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا......

آپ نے اپنے مال میں سے مجھے کب تحفہ دیا تھا کہ میں نے اسے قبول نہ کیا ہو۔ آپ نے تو مسلمانوں کے بیت المال میں سے مجھے تحفہ دیا، اس مال میں سے تحفہ دیا جس پر صرف مسلمانوں کا حق ہے جو کہ صرف اور صرف مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے خرچ کیا جاسکتا ہے۔ ان کے مال میں میرا کوئی حق نہیں ہے۔ میں نہ ان کے دفاع کے لیے لڑنے والا ہوں کہ ایک سپاہی کا حصہ پاؤں نہ ان کے بچوں میں سے ہوں کہ بچوں کا حصہ مجھے ملے اور نہ فقیروں میں سے ہوں کہ جو کچھ فقیر کو ملنا چاہیے، وہ مجھے ملے۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ کو عہدے کی پیشکش:

خلیفہ منصور کے دورِ حکومت میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کو بار بار قاضی کا عہدہ پیش کیا گیا۔ یہاں تک کہ سلطنت عباسیہ کے قاضی القضاء (چیف جسٹس) کا عہدہ پیش کیا گیا لیکن امام اعظم رضی اللہ عنہ اس کو ٹالتے رہے۔

ایک مرتبہ بڑے نرم انداز میں معذرت کرتے ہوئے کہا: قاضی بننے کے لیے وہی شخص موزوں ہوسکتا ہے جو اتنی ہمت رکھتا ہو کہ آپ پر اور آپ کی اولادوں اور سپہ سالاروں پر قانون نافذ کرسکے۔ مجھ میں یہ ہمت نہیں ہے۔ مجھے تو جب آپ بلاتے ہیں تو واپس نکل کر ہی میری جان میں جان آتی ہے۔

ایک دوسرے موقع پر خلیفہ منصور نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کو قاضی کے عہدے کو قبول کرنے پر مجبور کیا تو امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس قابل نہیں کہ قاضی کے عہدے پر فائز ہوسکوں۔

یہ سن کر خلیفہ منصور کہنے لگا کہ اے ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ! تم جھوٹ بولتے ہو۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ منصور صاحب فیصلہ آپ نے ہی کردیا کہ میں جھوٹا ہوں اور جھوٹا شخص قاضی کے عہدے پر فائز ہونے کے لائق نہیں ہوتا۔

خلیفہ منصور نے کہا کہ میں قسم کھا کر یہ کہتا ہوں کہ تمہیں قاضی بنا کر ہی رہوں گا۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا کہ میں قسم کھا کر یہ کہتا ہوں کہ میں قاضی کا عہدہ قبول نہیں کروں گا۔

اللہ اللہ! کیا شان ہمارے امام کی بادشاہ کی قسم کے آگے اپنی قسم کھا رہے ہیں۔ یہی شان ہے ایک مردِ حق کی، اصل میں بادشاہت یہی ہے۔

ایک بار انکار پر کروڑوں حنفیوں کے امام، امام اعظم رضی اللہ عنہ کو تیس کوڑے مارے گئے۔ یہاں تک کہ امام صاحب کا جسم مبارک لہولہان ہوگیا۔ خلیفہ منصور کے چچا عبدالصمد بن علی نے اس کو سخت ملامت کی۔ یہ تم نے کیا کیا،

اپنے اوپر ایک لاکھ تلواریں کھنچوالیں۔ یہ عراق کا امام ہے۔ بلکہ تمام اہل مشرق کا امام ہے۔

خلیفہ منصور نے نادم ہوکر فی تازیانہ ایک ہزار درہم کے حساب سے تیس ہزار درہم امام اعظم علیہ الرحمہ کو بھجوائے لیکن امام اعظم رضی اللہ عنہ نے لینے سے انکار کردیا۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ اگر آپ اپنے لیے نہیں لیتے تو اسے لے کر خیرات کر دیجیے۔

امام صاحب نے جواب دیا کہ کیا خلیفہ کے پاس کوئی مال حلال بھی ہے؟ ان تمام باتوں سے جب خلیفہ منصور کو یقین ہوگیا کہ یہ شخص میرے کسی سنہرے جال میں نہیں آنے والا، اس پر میرا بس نہیں چل سکتا تو منصور انتقام پر اتر آیا۔ امام صاحب کو کوڑوں سے پٹوایا، جیل میں قید کردیا، کھانے پینے کی سخت تکلیفیں دیں پھر ایک مکان میں نظر بند کر دیا اور منصور نے ظلم کی انتہا کر دی۔

خلیفہ اور اس کی حکومت کی جانب سے پے در پے تکلیفیں سہتے سہتے امام اعظم رضی اللہ عنہ کا آخری وقت آ گیا تو انہوں نے وصیت کی کہ بغداد کے اس حصے میں انہیں دفن کیا جائے جسے خلیفہ منصور نے شہر بسانے کے لیے لوگوں کی ملکیت پر قبضہ کر لیا تھا۔

منصور نے جب اس وصیت کا حال سنا تو چیخ اٹھا...... ابوحنیفہ! زندگی اور

موت میں تیری پکڑ سے مجھے کون بچائے۔

آخر کار اس آخری وصیت کے بعد امام اعظم رضی اللہ عنہ کو زبردستی قید خانے میں زہر دیا گیا جس کے پینے سے آپ کا وصال ہوا۔

آہ! آپ کے وصال پر زمین، آسمان، جن وانس اور در و دیوار روتے ہوں گے کہ آج علم کا سمندر چلا گیا۔ آج جہالت سے نکال کر علم کے سفر کی طرف قوم کو لانے والا کروڑوں مسلمانوں کا امام چلا گیا۔ آہ! آج منصور نے علم کے چراغ کو بجھا دیا۔ علم کی دنیا اندھیری کر دی۔

آپ کے وصال کے بعد ایک چھوٹی بچی اپنے والد سے پوچھنے لگی جو کہ امام صاحب کے گھر کے ساتھ والے مکان میں رہتی تھی، کہنے لگی کہ بابا جان! سامنے گھر کے اندر ایک ستون تھا، وہ ستون کہاں گیا؟ یہ سن کر وہ شخص رو پڑا اور کہنے لگا: اے میری بیٹی! وہ ستون نہیں تھا، وہ تو امام اعظم رضی اللہ عنہ تھے جو ساری ساری رات قیام میں کھڑے رہتے تھے۔ آج ان کا وصال ہو گیا۔

امام مالک علیہ الرحمہ اور خلیفہ بغداد:

وفاء الوفاء میں ہے کہ حضرت علامہ امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ خلیفہ بغداد منصور مسجد نبوی میں حاضر ہوا اور سیدنا امام مالک علیہ الرحمہ سے

گفتگو کرتے ہوئے اس کی آواز کچھ بلند ہوگئی تو حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے ڈانٹ کر فرمایا کہ اے منصور! اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اونچی نہ کرو اور ان کے حضور بات چِلّا کر نہ کرو۔ جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چِلّاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

(سورۂ حجرات' آیت 2)

اے خلیفہ منصور! حضور ﷺ کا ادب و احترام آج بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ ظاہری حیات مبارکہ میں تھا۔ اس لیے روضہ رسول ﷺ کے پاس خبردار ہرگز بلند آواز سے گفتگو مت کرنا۔ امام مالک علیہ الرحمہ کی ڈانٹ سن کر خلیفہ منصور بالکل خاموش ہوگیا پھر نہایت ہی پست آواز سے عرض کیا۔ عالیجاہ! میں حضور علیہ السلام کے دربار میں سلام عرض کر چکا، کیا اب میں روضۂ انور کی طرف اپنا رخ کر کے دعا کروں؟ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے جواب دیا۔ تم اپنا چہرہ حضور ﷺ سے کیوں اور کس طرح پھیرو گے؟ جبکہ وہ بارگاہ خدا میں تمہارا اور تمہارے جدامجد حضرت آدم علیہ السلام کا بھی وسیلہ ہیں۔ تم حضور ﷺ کی طرف ہی مونہہ کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو اور ان کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ بناؤ تو اللہ تعالیٰ، حضور ﷺ کے وسیلے سے تمہاری دعاؤں کو قبول فرمائے گا اور اللہ

تعالیٰ کے اس پیغام کو یادرکھو۔

القرآن ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو (اے محبوب ﷺ) تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول (ﷺ) بھی سفارش فرمائیں تو ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت معاف کرنے والا مہربان پائیں۔(سورۂ نساء، آیت نمبر 64)

خلیفہ بغداد اور قاضی سوار علیہ الرحمہ:

خلیفہ بغداد منصور کے دورِ حکومت میں حضرت قاضی سوار بن عبداللہ علیہ الرحمہ بصرہ کے قاضی تھے۔ کچھ لوگوں نے دربارِ خلافت میں چغلی کھائی کہ قاضی صاحب لوگوں کی شخصیت سے متاثر ہوکر اور مونہہ دیکھ کر فیصلہ دیا کرتے ہیں۔

خلیفہ منصور نے آپ کو دربارِ خلافت میں جواب دہی کے لیے طلب کیا۔ قاضی صاحب جیسے ہی دربار میں منصور کے سامنے کھڑے ہوئے منصور کو ایک دم چھینک آ گئی۔ قاضی صاحب نے منصور کی چھینک پر یرحمک اللہ نہیں کہا۔

یادرکھیے! جب بھی کسی کو چھینک آئے اور وہ الحمدللہ کہے تو الحمدللہ سننے والے پر واجب ہے کہ وہ چھینک کے جواب میں یرحمک اللہ کہے۔ جواب نہ دینے والا گنہگار ہوگا۔

خلیفہ منصور نے ناراض ہوکر پوچھا کہ آپ نے میری چھینک پر یرحمک اللہ کیوں نہیں کہا؟

اللہ اللہ جرأت ہوتو ایسی ہو، حق کہنے والا ہوتو ایسا ہو، مردحق ہوتو ایسا ہو، نہ کسی کا ڈر، نہ بادشاہ کے دربار میں گستاخی کا ڈر...... قاضی سوار بن عبداللہ علیہ الرحمہ نے برجستہ جواب دیا۔ اس لیے نہیں کہ آپ نے الحمدللہ نہیں کہا تھا۔ خلیفہ منصور نے کہا کہ میں نے دل میں الحمدللہ کہہ لیا تھا۔ قاضی صاحب نے کہا کہ (بس سمجھ لو کہ) میں نے بھی دل میں یرحمک اللہ کہہ دیا تھا۔

خلیفہ منصور حضرت قاضی سوار بن عبداللہ علیہ الرحمہ کی بے خوفی اور حاضر جوابی سے بے حد متاثر ہوا اور کہا کہ آپ جائیں اور اپنے عہدہ پر برقرار رہئے۔ جب آپ مجھ سے مرعوب نہیں ہوئے اور میری ہاں میں ہاں نہیں ملائی تو پھر مجھے یقین ہے کہ آپ کسی شخصیت سے مرعوب نہیں ہوسکتے اور ہرگز ہرگز کسی کا مونہہ دیکھ کر کسی کے دباؤ سے کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے۔

حضرت ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ اور محمود غزنوی علیہ الرحمہ:

مجاہدوں کے شہنشاہ ہندوستان کے بادشاہ حضرت سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ کو تاریخ شہنشاہ اور سلطان کے نام سے یاد کرتی ہے۔ سلطان محمود غزنوی

علیہ الرحمہ خود ایک اللہ والے انسان تھے۔ پنج گانہ نمازوں کے ساتھ ساتھ تہجد گزار بھی تھے۔ حضور علیہ السلام پر روزانہ ایک لاکھ مرتبہ درود وسلام پڑھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے آپ کو بہت محبت تھی۔

جب محمود غزنوی کو معلوم ہوا کہ خرقان میں ایک درویش جلوہ فرما ہیں جن کا نام ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ ہے تو ان سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہوا۔ دل اللہ تعالیٰ کے ولی کے دیدار کو مچلنے لگا۔ آنکھیں اللہ کے ولی کو دیکھنے کو ترسنے لگیں۔ شیخ ابوالحسن علیہ الرحمہ کے پاس سلطان نے پیغام بھیجا کہ دربار میں تشریف لائیں اور ہمارے غریب خانے کو شرف بخشیں۔ شیخ صاحب علیہ الرحمہ کی طرف سے محمود غزنوی کو انکار میں جواب ملا اور یوں شیخ صاحب علیہ الرحمہ کی بے نیازی کا علم سلطان کو ہوا۔

آخر محمود غزنوی خود ایک لشکر کے ساتھ باغی کو سزا دینے کا بہانہ بنا کر خرقان حاضر ہوا۔ شہر کے باہر پڑاؤ ڈالا اور شیخ صاحب کو بلوانے کے لیے قاصد بھیجا اور یہ بھی کہا کہ اگر شیخ صاحب انکار کریں تو انہیں قرآن مجید کی یہ آیت سنانا۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور جو تم میں صاحب امر ہیں، (اس کی اطاعت کرو)

قاصد نے شیخ صاحب علیہ الرحمہ کو قرآن مجید کی یہ آیت سنائی۔ اللہ اکبر، شیخ

صاحب علیہ الرحمہ نے قاصد کی بات سن کر جو بات کہی، وہ ایمان کو روشن کردے۔شیخ صاحب نے فرمایا: جاؤ! محمود سے کہہ دو، بے شک قرآن مجید کا حکم سچا ہے۔لیکن میں ابھی اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی اطاعت اور غلامی میں ہوں،اس کے بعد تمہاری باری ہے۔

سلطان محمود غزنوی نے جب شیخ صاحب کی یہ بات سنی تو اس کا ایمان مزید تازہ ہوگیا۔دیدار کے لیے دل پہلے سے بھی زیادہ بے قرار ہوگیا،صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا،قدم نہ رک سکے۔سلطان چل کر خود شیخ صاحب علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔شیخ صاحب نے بیٹھے بیٹھے سلام کا جواب دیا۔

شیخ صاحب علیہ الرحمہ کے ساتھ گفتگو کے بعد سلطان نے کہا: حضور کچھ نصیحت فرمادیے۔

شیخ صاحب نے کہا: چار باتوں کا خیال رکھو،اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا۔

1......جس چیز کا شریعت میں منع ہے،اس سے بچو۔

2......باجماعت نماز کا اہتمام کرو۔

3......سخاوت کو شیوہ بناؤ۔

4......اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر شفقت ومہربانی کرو۔

سلطان نے کہا کہ حضور! میرے لیے دعا فرمائیں۔

آپ نے اس کے لیے دعا فرمائی کہ...... اللہ تعالیٰ تمہاری عاقبت کومحمود کردے۔

سلطان نے اشرفیوں کی ایک تھیلی شیخ کو پیش کی، شیخ صاحب نے جواب میں جوکی ایک سوکھی روٹی سلطان کودی اور کہا کہ اسے کھاؤ......سلطان نے ایک لقمہ توڑ کر مونہہ میں رکھا لیکن حلق سے نیچے نہ اتر سکا۔

شیخ صاحب نے کہا کہ محمود کیا تمہارے حلق میں یہ لقمہ اٹکتا ہے؟ سلطان نے جواب دیا......جی ہاں!

شیخ صاحب نے فرمایا! محمود سن......جس طرح سوکھی روٹی کا ٹکڑا تیرے حلق سے نہیں اترتا، اس طرح یہ اشرفیاں میرے حلق سے نیچے نہیں اتریں گی۔ اسے میں نگل نہیں سکوں گا۔ ان اشرفیوں کو اٹھالو، ہم ان کے خواہش مند نہیں۔

سلطان نے کہا......حضور کچھ قبول فرمائیں۔

شیخ صاحب نے فرمایا کہ میرے لیے یہ حرام ہے۔ سلطان نے کہا کہ اگر میرا نذرانہ قبول نہیں تو کچھ تبرک عنایت فرمائیں۔ شیخ نے اپنا ایک مبارک کرتا محمود کو دیا اور کہا کہ جب بھی سخت پریشانی آئے، اس کرتے کو پہن کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سربسجود ہو کر دعا کرنا، اللہ تعالیٰ ضرور تمہاری دعا قبول فرمائے گا۔

جب سلطان رخصت ہونے لگا تو شیخ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ تعظیماً کھڑے

ہو گئے۔اس پر سلطان نے حیران ہو کر پوچھا:

جب میں حاضر ہوا تھا تو میری طرف مطلقاً توجہ نہ فرمائی تھی،کوئی کرم بھی نہیں فرمایا،کوئی گنتی میں بھی نہ لائے،کوئی شفقت بھی نہ فرمائی،اب یہ تعظیم وتکریم کیسی؟

شیخ صاحب نے جواب دیا...... جب تم یہاں آئے تھے تو تم میں شاہانہ جاہ و جلال،سلطنت اور ملک گیری کی بوتھی اور فقیر کی آزمائش بھی مدنظر تھی۔لہذا فقیر کو تمہاری کوئی پرواہ نہ تھی لیکن اس وقت تم عاجزی وانکساری لے کر جا رہے ہو لہذا مجھے تمہارے عجز وانکساری کی تعظیم کرنی پڑی۔حضور علیہ السلام کائنات کے بادشاہ ہو کر بھی عجز وانکساری کو پسند فرماتے اور غرور وتکبر کو ناپسند فرماتے۔

سلطان یہ سن کر آبدیدہ ہو گیا اور رو پڑا اور شیخ سے عاجزی وانکساری کے ساتھ رخصت ہوا۔

شیخ صاحب علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد سلطان محمود شیخ صاحب کو یاد کرتا رہتا۔ان کے فراق میں روتا رہتا۔جب بھی شیخ صاحب کی یاد آتی،ان کے جبے یعنی کرتے کو دیکھ کر روتا رہتا۔

ایک مرتبہ سلطان نے کسی ملک پر حملہ کیا۔عین جنگ کی حالت میں مسلمانوں کو باطل نے پیچھے دھکیل دیا،گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی۔ایسا لگتا تھا

کہ مسلمانوں کو شکست ہو جائے گی، یہ دیکھ کر سلطان سخت پریشان ہوا۔ سلطان کو اس وقت شیخ صاحب کا جبہ یاد آیا کہ شیخ صاحب نے کہا تھا کہ سخت مشکل کے وقت اسے پہن کر دعا کرنا۔ اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول فرمائے گا۔

سلطان نے فوراً جبہ منگوایا اور تعظیم کے اس کو بوسہ دیا اور پہن کر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے کہ اے اللہ تعالیٰ! ان کافروں کو نیست و نابود فرما۔ دیکھتے ہی دیکھتے کافروں کو شکست اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ اسی وقت سلطان کو خواب میں شیخ صاحب کی زیارت ہوئی۔ شیخ صاحب سخت ناراض تھے۔ محمود نے عرض کی حضور! خادم سے کوئی خطا ہوگئی ہے کہ آپ مجھ سے کیوں ناراض ہیں؟

شیخ صاحب نے محمود سے کہا کہ آج تو نے میرے جبے کی توہین کردی۔ سلطان نے کہا کہ حضور! میں سمجھا نہیں...... شیخ صاحب نے فرمایا کہ تو نے یہ دعا کیوں کی کہ اے اللہ تعالیٰ ان کافروں کو نیست و نابود کردے بلکہ اگر تو یہ دعا کرتا کہ اے اللہ تعالیٰ! ان سب کافروں کو اسلام کی دولت سے مالا مال کردے تو اللہ تعالیٰ ان سب کافروں کو ایمان کی دولت سے مالا مال فرما دیتا۔

سلطان کو یہ سن کر بڑا افسوس ہوا......

شیر اہلسنت علیہ الرحمہ اور حکومت برطانیہ:

اہلسنت و جماعت کے بہت بڑے عالم شیر اہلسنت، تحریک آزادی کے عظیم رہنما حضرت علامہ مولانا محمد فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمہ نے سب سے پہلے (یہ تاریخ میں ایک ریکارڈ ہے کہ) انگریز کے خلاف 1857ء میں جہاد کا فتویٰ دیا۔ آپ کا فتویٰ دینا تھا کہ مسلمان دیوانہ وار سڑکوں پر نکل آئے اور شوق شہادت میں جام شہادت نوش کرنے کے لیے بے قرار ہو گئے۔ فتویٰ دینے کے بعد مجاہد اہلسنت علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمہ کو برٹش حکومت نے گرفتار کرلیا۔

گرفتار ہونے کے بعد جب آپ کو عدالت میں پیش کیا گیا تو جو آپ کا جج تھا، وہ کسی وقت میں آپ سے فارسی پڑھتا تھا یعنی آپ کا شاگرد تھا۔

چنانچہ جج نے سماعت سے پہلے مجاہد اہلسنت کے کان میں کہا کہ آپ صرف اتنا کہہ دیں کہ میں نے انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ نہیں دیا، میں آپ کو رہا کرادوں گا۔

یہ کہہ کر جج اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ جج سمجھا کہ مولانا میری بات سمجھ گئے ہوں گے اور وہ کہیں گے کہ انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ میں نے نہیں دیا۔ کارروائی

جب شروع ہوئی اور جب جج نے مجاہد اہلسنت سے پوچھا کہ آپ نے انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا ہے۔

اللہ اللہ مجاہد ہو تو ایسا ہو، حق پر قائم ہو تو ایسا ہو، جان جائے مگر حق بات سے پیچھے نہ ہٹے، نہ موت کا ڈر، نہ زندگی سے محبت، نہ کوئی پریشانی، نہ کوئی خطرہ بلکہ بڑے جوش وجذبے کے ساتھ شیر کی طرح گرج دار لہجے میں جواب دیا ہاں! میں نے ہی انگریز حکومت کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا ہے۔

آپ کو حق بات کی سزا یہ ملی کہ برطانوی حکومت نے آپ کو کالا پانی (جزائر انڈیمان) بھیج دیا جہاں تکلیفیں، صعوبتیں برداشت کر کے آخر کار آپ کا وہیں وصال ہوا۔

مگر افسوس! صد افسوس! کہ تاریخ نے ایسی مجاہد ہستی کو فراموش کر دیا، تاریخ میں تو ان لوگوں کا نام لیا جاتا ہے، بقول شاعر:

منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

مگر تحریک آزادی کے عظیم رہنما حضرت علامہ مولانا محمد فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمہ کا نام تک نہیں لیا جاتا۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور فتنۂ قادیانیت:

انگریزوں کے ڈالر سے آبیاری کیا ہوا پودا جسے صاف الفاظ میں مرزا غلام قادیانی کہا جاتا ہے، وہ یہود ونصاریٰ کی سرپرستی میں پوری طاقت کے ساتھ مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ کر فقط زبان سے کلمہ پڑھتے ہوئے، مسلمانوں کا سا چہرہ حلیہ اپنائے جب میدان میں آیا تو بریلی شریف کی چٹائی پر بیٹھنے والے مردِ مجاہد امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے حق کی آواز بلند کرتے ہوئے سب سے پہلے مرزا غلام قادیانی کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا۔

اس کی طاقت کی پرواہ نہ کی اور یہ بھی نہ سوچا کہ مرزا یہودیت کا ایجنٹ ہے۔ مجھ پر ظلم کیا جائے گا، انگریز حکومت مجھے سزا دے گی۔ تن تنہا نہ کوئی طاقت، نہ کوئی اسلحہ، نہ کوئی فوج، نہ کوئی خزانہ، بلکہ ایک مدینے کے تاجدار ﷺ کی غلامی پر بھروسہ کرتے ہوئے یہ کام سرانجام دیا۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور تحریک آزادی:

تحریک آزادی کے سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ اور ان کے تلامذہ خلفاء کی خدمات قابل ذکر ہیں۔ انہوں نے انیسویں صدی کے آخر سے مسلمانوں کے سیاسی حالات کا بنظر غائر مطالعہ کیا اور تحریر و تقریر کے ذریعے اپنی اصلاحات اور تجاویز پیش کیں جو 1921ء میں کلکتہ سے

شائع ہوئیں۔ اس سے قبل 1897ء میں پٹنہ کے اجلاس میں اسی موضوع پر تقریر فرمائی۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے آخری دور میں سیادت نے ایک نیا رخ اختیار کرلیا تھا۔ تقریبا 1919ء میں گاندھی کے ایماء پر تحریک ترک موالات کا آغاز ہوا۔ انجام سے بے نیاز ہوکر ہندو مسلم شیر وشکر ہو رہے تھے یعنی آپس میں بھائی بھائی تک کا جملہ استعمال کرتے تھے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اس بات کے خطرناک نتائج سے آگاہ فرمایا اور ایک معرکتہ الآرا رسالہ المحجۃ المؤتمنہ فی آیۃ الممتحنۃ (1339ھ، 1920ء) تحریر کیا۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے المحجۃ المؤتمنہ میں کفار ومشرکین سے اختلاف اور ان کے ساتھ سیاسی اتحاد کے خطرناک نتائج سے آگاہ کیا اور اس مسئلہ پر مذہبی، تہذیبی، سیاسی، معاشی نقطہ نظر سے تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔

1359ھ بمطابق 1940ء میں مطالبہ پاکستان کے اعلان کے ساتھ ساتھ علماء اہلسنت نے اپنی مساعی تیز تر کردیں۔ ان کے خلوص اور جوش کا اندازہ مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ کے اس عزم سے ہوتا ہے۔

پاکستان کی تجویز سے جمہوریت اسلامیہ کو کسی طرح دست بردار ہونا منظور نہیں ہے۔ محمد علی جناح پاکستان بنائے نہ بنائے، ہم ضرور پاکستان بنائیں گے۔

(حیات صدر الافاضل،ص 186،مکتوب 2)

مطالبہ پاکستان کی تائید اور حمایت کے سلسلے میں 1936ھ/ 1946ء کو آل انڈیا سنی کانفرنس کا چار روزہ اجلاس (27 اپریل تا 30 اپریل) بنارس میں ہوا جس میں پاک و ہند کے دو ہزار سے زائد علماء و مشائخ نے شرکت کی۔ اس اجلاس میں یہ متفقہ قرارداد پاس کی گئی۔

یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پرزور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء مشائخ اہلسنت، اسلامی تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار ہیں (کتاب مذکور صفحہ نمبر 190)

اس کے ساتھ ساتھ حکومت اسلامیہ کے لیے لائحہ عمل مرتب کرنے کے لیے تیرہ علماء مشائخ کی ایک کمیٹی مقرر کردی گئی جو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے تلامذہ خلفاء اور مریدین پر مشتمل تھی۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد بھی ان کے متبعین نے پاکستان کو اسلامی ریاست بنانے کے سلسلے میں بہت کوشش کی اور کررہے ہیں۔

یہ سب کی سب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی تیار کردہ پالیسی تھی جسے ان کے خلفاء اور مریدین نے سرانجام دیا۔

اللہ اکبر! کیا شان ہے ان خاصان خدا کی حضور ﷺ سے لے کر صحابہ کرام

علیہم الرضوان، تابعین، اولیاء کرام کی جنہوں نے جان کی پرواہ کیے بغیر حق کو بلند کیا۔

حضور علیہ السلام کو شعب ابی طالب کی دشوار گھاٹیوں میں قید کیا گیا۔ طائف کے میدان میں جسم اطہر کو لہولہان کر دیا گیا، مگر حق بات کہنے سے پیچھے نہ ہٹے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو گرم تپتی ہوئی ریت پر لٹایا مگر حق سے پیچھے نہ ہٹے، کسی کو آگ کے تندور میں ڈال دیا گیا مگر حق بات سے پیچھے نہ ہٹے، کسی کے جسم کو آروں سے کاٹا گیا مگر حق بات سے پیچھے نہ ہٹے۔ کسی کو پھانسی کے پھندے پر لٹکا دیا گیا مگر حق بات سے پیچھے نہ ہٹے، کسی کو کربلا کی تپتی ہوئی سرزمین پر بھوکا پیاسا شہید کیا گیا مگر حق بات سے پیچھے نہ ہٹے، ان کی اولادوں کو شہید کر دیا گیا مگر پیچھے نہ ہٹے۔

مگر افسوس! آج ہم کس قدر کمزور ایمان والے ہو گئے ہیں جو صرف بدمذہبوں کی چند جھوٹی باتوں سے متاثر ہو کر حق کو چھوڑ دیتے ہیں، اپنے مسلک کو چھوڑ دیتے ہیں۔

ہمیں مال و دولت کا لالچ دیا جاتا ہے، ہماری غربت سے بدمذہب فائدہ اٹھاتے ہیں، اپنی لڑکیوں سے ہم پروار کرتے ہیں اور ہم صرف عورت اور مال کی

خاطر اپنے حق مذہب سے پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔

ہم ذرا سوچیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کو کیا مونہہ دکھائیں گے؟

آج ہم ان خاصان خدا کی ایمان افروز داستانوں کو پڑھنے کے بعد یہ عہد کریں کہ ہم کو دنیا کی کوئی طاقت اپنے حق مذہب سے نہیں ہٹا سکتی۔، جان لٹا دیں گے مگر حق سے پیچھے نہیں ہٹیں گے اور جب تک ہمارے دم میں دم ہے، ہم دوسروں کو بھی یہی پیغام دیں گے کہ جان جائے مگر محبوب ﷺ کی غلامی کا پٹّہ ہماری گردنوں میں رہے،غوث وخواجہ کی وفاداری رہے،اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے مسلک پر رہیں اور اسی پر ہمیں استقامت عطا ہو۔

اے میرے اللہ عزوجل! ہم سب کو اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے! حق لکھنے،حق بولنے اور حق کو پھیلا کر اس پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرما۔

آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

کیا مرنے کے بعد مومن خاک ہو جاتا ہے؟

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ هُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّ مُسْتَوْدَعٌ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ انعام سے آیت نمبر 98 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو تخلیق فرمایا۔ ہر ہر شے اس کی پیدا کردہ ہے۔ جب ہم کائنات میں موجود اشیاء کو دیکھتے ہیں تو ہمیں اس کی قدرت کے کرشمے نظر آتے ہیں، ہر جاندار کو وہ رزق عطا فرماتا ہے۔ ہر شے اس کے حکم کے تابع ہے۔

موجودہ ترقی یافتہ دور میں دین سے دوری کے سبب اپنی عقلوں کے گھوڑے دوڑانے والے لوگ یہ کہتے پھرتے ہیں کہ انسان مرنے کے بعد ختم ہوجاتا ہے حالانکہ یہ ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ انسان مرنے کے بعد ختم ہوجاتا ہے۔ اسی لیے وہ اپنے مردوں کو جلا دیتے ہیں جبکہ مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ انسان کبھی ختم نہیں ہوتا۔ سب سے پہلے انسان عالم ارواح میں ہوتا ہے پھر ماں کے پیٹ میں منتقل ہوتا ہے پھر ماں کے پیٹ سے دنیا میں منتقل ہوتا ہے پھر اس کے بعد موت آتی ہے تو قبر میں منتقل ہوتا ہے اور بالآخر قبر سے میدان حشر میں منتقل ہوگا۔

یاد رہے موت فنائے روح نہیں یعنی روح کبھی فنا اور ختم نہیں ہوتی بلکہ وہ جسم سے جدا ہوتی ہے۔ روح ہمیشہ زندہ رہتی ہے جب انسان اس دنیا سے جاتا ہے تو قبر میں بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی روح کا تعلق کسی نہ کسی طرح جسم سے رہتا ہے۔

☆روح کا جسم سے پانچ مختلف مقامات پر تعلق:

شرح الصدور (مترجم) کے صفحہ نمبر 412 (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی) پر امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ روح کا جسم سے پانچ مختلف مقامات پر تعلق ہوتا ہے۔

1...... ماں کے پیٹ میں

2...... پیدائش کے بعد

3...... نیند میں، یہاں ایک طرح کا تعلق ہوتا ہے اور ایک طرح کی جدائی

4...... برزخ میں، یہاں اگرچہ موت کی وجہ سے وہ جسم سے جدا ہو جاتی ہے مگر مکمل طور پر تعلق ختم نہیں ہوتا کہ جسم کی طرف توجہ ہی نہ رہے اور

5...... بروز قیامت اٹھائے جانے کے وقت، یہاں روح کو جسم کے ساتھ تمام تعلقات سے بڑھ کر تعلق ہوگا ماقبل جتنے بھی تعلق تھے، ان کو اس سے کوئی نسبت نہیں کیونکہ اس تعلق کے بعد نہ نیند ہے، نہ موت اور نہ ہی فنا۔

☆روح کی چار اقسام ہیں:

شرح الصدور (مترجم) کے صفحہ نمبر 424 (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی) پر نقل ہے۔ امام نسفی علیہ الرحمہ اپنی کتاب بحر الکلام کے صفحہ نمبر 254 پر فرماتے

ہیں کہ روح کی چار قسمیں ہیں۔

1......حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح کہ وہ اپنے اجسام سے جدا ہوتی ہیں تو ان صورتوں کی مثال مشک وکافور جیسی ہوجاتی ہیں اور وہ جنت میں کھاتی، پیتی اور لطف واندوز ہوتی ہیں اور رات کو عرش کے نیچے معلق قندیلوں میں ٹھہرتی ہیں۔

2......شہداء کی روحیں، یہ جسم سے نکل کر سبز پرندوں کے پوٹوں میں چلی جاتی ہیں۔ جنت میں کھاتی، پیتی اور لطف واندوز ہوتی ہیں اور رات کو زیر عرش لٹکی قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں۔

3......نیک مسلمانوں کی روحیں، یہ جنت کے صحن میں ہوتی ہیں، وہاں سے نہ کھاتی پیتی ہیں، نہ لطف اندوز ہوتی ہیں، بس جنت کا نظارہ کرتی ہیں۔

4......نافرمانوں کی روحیں، یہ زمین وآسمان کے درمیان فضا میں رہتی ہیں، جبکہ کافروں کی روحیں کالے پرندوں کے پوٹوں میں ساتویں زمین کے نیچے سجین میں ہوتی ہیں۔ ان کا اپنے جسم سے تعلق ہوتا ہے لہذا روحوں پر عذاب ہوتا ہے تو جسم اس سے تکلیف اٹھاتے ہیں جیسا کہ سورج آسمان میں ہے اور اس کی روشنی زمین میں۔

محترم حضرات! معلوم ہوا کہ روح کو فنا نہیں، وہ کہیں بھی ہو، اس کا تعلق کسی

نہ کسی طرح جسم سے رہتا ہے۔

☆ کس کا جسم قبر کی مٹی کھاتی ہے؟

قبر کی مٹی ہر مسلمان کا جسم نہیں کھاتی۔صرف فاسق وفاجر اور کفار کے اجسام کی قبر کو مٹی کھاتی ہے۔تین دن میں پیٹ پھٹ جاتا ہے۔اس کے بعد آنکھ ابل کر باہر آجاتی ہے۔انسان کے جسم میں کچھ جراثیم ہوتے ہیں جو انسان کے جسم کے اندرونی حصے کو کھاتے ہیں لیکن جب انسان زندہ ہوتا ہے تو اس میں ایک ایسی قوت ہوتی ہے جو ان جراثیم سے لڑتی ہے اور جسم کے اندرونی حصے کو ان کے اثر سے محفوظ رکھتی ہے۔اس قوت کو قوت مدافعت کہتے ہیں پھر جب انسان مرجاتا ہے تو یہ قوت ختم ہوجاتی ہے اور وہ کیڑے جسم کو کھانا شروع کردیتے ہیں پھر جب انسانی جسم پھول کر پھٹ جاتا ہے تو وہ کیڑے اس گندگی کو بھی کھالیتے ہیں بالآخر ہڈیاں رہ جاتی ہیں پھر وہ کیڑے ایک دوسرے کو کھاتے ہیں، پھر دو کیڑے رہ جاتے ہیں۔ان میں سے بھی ایک دوسرے کو کھا کر آخر میں ایک رہ جاتا ہے اور بالآخر وہ بھی بھوکا مرجاتا ہے۔

☆ کیا انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام قبر کی مٹی کھاتی ہے؟

انبیاءکرام علیہم السلام اپنی قبروں میں جسم وجسمانیت کے ساتھ زندہ ہیں۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْت والے ارشاد خداوندی کی تکمیل کے لیے صرف ایک آن کے لیے ان کی روح ان کے بدن سے نکالی جاتی ہے پھر ان کی روح ان کے بدن میں لوٹا دی جاتی ہے۔

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات
مثل سابق وہی جسمانی ہے

حدیث شریف = ابوداؤد شریف کتاب الصلوٰۃ میں حدیث نمبر 1034 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے اجسام کو کھائے۔

حدیث شریف = ابوداؤد، کتاب الحج میں حدیث نمبر 2041 نقل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی ایسا نہیں جو مجھے سلام کرے مگر اللہ تعالیٰ میری روح کو واپس لوٹا دیتا ہے تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دوں۔

☆انبیاء کرام علیہم السلام کا قبور میں نماز پڑھنا:

حدیث شریف = مسلم شریف کتاب الفضائل میں حدیث نمبر 6158 نقل ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا، وہ قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

☆حضور ﷺ کا بعد از وصال تصرف فرمانا:

حدیث شریف = ترمذی شریف ابواب المناقب میں حدیث نمبر 1771 نقل ہے۔ حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں: میں ام المومنین حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ وہ رو رہی تھی، میں نے پوچھا: آپ کیوں رو رہی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی پاک ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک اور سر انور گرد آلود تھے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا بات ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں ابھی حسین (رضی اللہ عنہ) کی شہادت میں شریک ہوا ہوں۔

محترم حضرات! رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا کہ میں ابھی حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) کی شہادت میں شریک ہوا ہوں۔ اس بات کی طرف دلالت کرتا ہے کہ

حضور ﷺ بعد از وصال بھی حیات ہیں کیونکہ ''وصال'' کے بعد ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے لیے حیات کی ضرورت ہوتی ہے۔

دوسری بات یہ ثابت ہوئی ہے کہ حضور ﷺ وصال کے بعد بھی اپنے رب جل جلالہ کی عطا کی ہوئی طاقت سے جب چاہیں، جہاں چاہیں تشریف لے جاسکتے ہیں۔

☆حیات انبیاء کے متعلق علمائے اسلام کے ارشادات:

1......امام ابن الحاج علیہ الرحمہ نے مدخل میں اور امام قسطلانی علیہ الرحمہ مواہب لدنیہ جلد دوم کے صفحہ نمبر 387 پر فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء نے فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کی زندگی اور وفات میں کوئی فرق نہیں۔ سرورکونین ﷺ اپنی اُمّت کو دیکھتے ہیں اور ان کے حالات و نیتوں اور ارادوں اور دل کی باتوں کو جانتے ہیں۔ یہ سب حضور ﷺ پر بالکل عیاں ہیں، اس میں کوئی پوشیدگی نہیں۔

2......علامہ شرنبلانی حنفی علیہ الرحمہ اپنی کتاب نورالایضاح ومراقی الفلاح میں فرماتے ہیں اور محققین علمائے کے نزدیک یہ بات ثابت شدہ ہے کہ حضور ﷺ زندہ ہیں۔ آپ ﷺ کو جملہ لذائذ وعبادات کا رزق دیا جاتا ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ ان لوگوں کی نگاہوں سے آپ ﷺ چھپے ہوئے ہیں

جومقامات عالیہ سے قاصر ہیں۔

3......شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ شرح فتوح الغیب کے صفحہ نمبر 333 پر تحریر فرماتے ہیں۔حضرات انبیاء کرام علیہم السلام دنیاوی حقیقی زندگی کے ساتھ زندہ اور باقی اور عمل درآمد فرمانے والے ہیں۔اس میں کسی کو شک وشبہ نہیں۔

4......علامہ امام سبکی علیہ الرحمہ شفاء السقام کے صفحہ نمبر 206 پر لکھتے ہیں۔ شہداء کی زندگی بہت اعلیٰ ہے۔زندگی اور رزق کی یہ قسم ان لوگوں کو حاصل نہیں ہوتی، جو ان کے ہم مرتبہ نہیں اور انبیاء کی زندگی سب سے اعلیٰ ہے۔اس لیے کہ وہ جسم وروح دونوں کے ساتھ ہے جیسی کہ دنیا میں تھی اور ہمیشہ رہے گی۔

☆اولیاء اللہ اور دیگر کے اجسام کو بھی قبر کی مٹی نہیں کھاتی:

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ان کے اجسام حتیٰ کہ ان کے کفن بھی قبر میں سلامت رہتے ہیں۔ان کا دنیا سے رخصت ہونا ایسا ہے جیسے ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہونا ہے۔یہی اسلامی عقیدہ ہے چنانچہ اس ضمن میں احادیث اور علمائے اسلام کی مستند کتابوں سے ان کے ارشادات، آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

شرح زرقانی علی المؤطا، باب جامع الجنائز کی جلد 2 کے صفحہ نمبر 84 (مطبوعہ مکتبہ تجاریہ کبریٰ مصر) پر امام زرقانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہر جسم بوسیدہ نہیں ہوتا۔ اولیاء اللہ، باعمل علماء، شہداء، طالب ثواب موذن، باعمل حافظ قرآن، سرحد (اسلامی سرحد) کا پاسبان، طاعون میں صبر کے ساتھ اور اجر چاہتے ہوئے جاں بحق ہونے والا اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ان کے بدن قبر کی مٹی نہیں کھاتی۔

حدیث شریف = کتاب الفروس بماثور الخطاب میں حدیث نمبر 1112 نقل ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: جب حافظ قرآن مرتا ہے تو رب تعالیٰ زمین کو فرماتا ہے کہ اس کا گوشت نہ کھانا، زمین عرض کرتی ہے۔ اے رب! میں اس کا گوشت کیسے کھاؤں گی جبکہ تیرا کلام اس کے سینے میں ہے۔

محترم حضرات! اب آپ کی خدمت میں حیات اولیاء کے متعلق علمائے اسلام کے ارشادات پیش کرتا ہوں۔

1......امام ملا علی قاری علیہ الرحمہ مشکوٰۃ کی شرح مرقات جلد 3 کے صفحہ نمبر 241 (مطبوعہ امدادیہ ملتان) پر لکھتے ہیں کہ اولیاء اللہ کی دونوں حالتوں (حیات وممات) میں اصلاً فرق نہیں۔ اس لیے کہا گیا کہ وہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے

دوسرے گھر میں تشریف لے جاتے ہیں۔

2......امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ شرح الصدور، باب زیارت القبور کے صفحہ نمبر 100 پر نقل فرماتے ہیں کہ امام ابو القاسم قشیری علیہ الرحمہ اپنے رسالے میں بسند خود حضرت ابو سعید خراز علیہ الرحمہ سے راوی ہیں کہ میں مکہ معظّمہ میں تھا۔ باب بنی شیبہ پر ایک شخص مردہ پڑا پایا۔ جب میں نے اس کی طرف نظر کی تو وہ مجھے دیکھ کر مسکرایا اور کہا: اے ابو سعید! کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے زندہ ہیں۔ اگرچہ فوت ہو جائیں، وہ تو ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہوتے ہیں۔

3......امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ شرح الصدور میں نقل فرماتے ہیں کہ امام ابو علی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک فقیر کو قبر میں اتارا اور ان کا سر خاک پر رکھ دیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی غربت پر رحم فرمائے۔ اتنے میں فقیر نے آنکھیں کھول دیں اور مجھ سے فرمایا: اے ابو علی! تم مجھے اس کے سامنے ذلیل کرتے ہو جو میرے ناز اٹھاتا ہے۔ میں نے عرض کی: اے میرے سردار! کیا موت کے بعد زندگی ہے؟ فرمایا: میں زندہ ہوں اور رب تعالیٰ کا ہر پیارا زندہ ہے، بے شک وہ وجاہت و عزت جو مجھے قیامت کے دن ملے گی، اس سے میں تیری مدد کروں گا۔

4......قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ اپنی کتاب تذکرۃ الموتیٰ والقبور (اردو) کے صفحہ نمبر 75 (مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور) پر لکھتے ہیں کہ اولیاء اللہ کا فرمان ہے کہ ہماری روحیں ہمارے جسم ہیں یعنی ان کی ارواح جسموں کا کام دیا کرتی ہیں اور کبھی اجسام انتہائی لطافت کی وجہ سے ارواح کی طرح ظاہر ہوتے ہیں۔ امام ابن ابی الدنیا نے مالک سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی روحوں کو قوت عطا فرماتا ہے تو وہ قبروں میں نماز ادا کرتے ہیں اور قرآن مجید بھی پڑھتے ہیں۔

5......علامہ عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمہ کشف النور میں اصحاب القبور کے صفحہ نمبر 103 (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی) پر فرماتے ہیں۔ میرے نزدیک وہ شخص سراسر جاہل ہے جو بعض گمراہ فرقوں کی طرح یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ روحیں عارضی ہیں اور موت کے سبب وہ ایسے زائل ہوجاتی ہیں جیسے مردے سے حرکات وسکنات زائل ہوجاتی ہیں اور وہ گمراہ فرقے یہ سمجھتے ہیں کہ جب اولیاء اللہ انتقال کرجاتے ہیں تو وہ مٹی ہوجاتے ہیں اور زمین کی مٹی کے ساتھ مل کر ان کی روحیں ختم ہوجاتی ہیں لہذا ان کی قبروں کی کوئی تعظیم نہیں۔ اس وجہ سے یہ لوگ ان کی توہین وتحقیر کرتے ہیں اور ان کی زیارت، ان سے برکت حاصل کرنے والوں پر اعتراض کرتے ہیں۔

مزید فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت ارسلان دمشقی علیہ الرحمہ کے مزار کی زیارت کے لیے جا رہا تھا تو میں نے خود اپنے کانوں سے ایک شخص کو یہ کہتے سنا: تم ان مٹی کے ڈھیروں پر کیوں جاتے ہو؟ یہ تو سراسر بے وقوفی ہے۔ اس کی بات سن کر مجھے انتہائی تعجب ہوا۔ میں نے دل میں کہا: کوئی مسلمان ایسی بات نہیں کہہ سکتا۔

محترم حضرات! ان تمام دلائل و براہین سے واضح ہو گیا کہ اولیاء اللہ رحمہم اللہ اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ نماز بھی پڑھتے ہیں، قرآن بھی پڑھتے ہیں اور اپنے پاس آنے والوں کو پہچانتے ہیں۔

☆ کیا مردے سنتے ہیں؟

کچھ لوگوں کے ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب کسی انسان کے جسم سے روح نکل جاتی ہے تو کیا روح نکل جانے کے بعد بھی وہ سننے کی طاقت رکھتا ہے؟ کیا ہماری آواز اس کے کانوں تک پہنچتی ہے؟ آیئے احادیث کی روشنی میں اس کا جواب سنتے ہیں۔

حدیث شریف = مسلم شریف میں حدیث نمبر 2873 نقل ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے بدر میں قتل

ہونے والے کفار ومشرکین (کی لاشوں کے پاس) کھڑے ہوکر ارشاد فرمایا:
اے فلاں بن فلاں! کیا تم نے اپنے رب کے وعدے کو پورا پایا ہے۔
سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ ایسے جسموں سے کیسے گفتگو فرما رہے ہیں جن میں روحیں ہی نہیں؟ ارشاد فرمایا: جو میں نے کہا ہے، وہ تم سے زیادہ سنتے ہیں البتہ یہ جواب نہیں دے سکتے۔

محترم حضرات! اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ مردے سنتے ہیں اور اس حدیث میں کفار کے مرنے کے بعد ان کے سننے کا ذکر فرمایا گیا، جب کفار مردے اتنا سنتے ہیں تو مسلمان مردے کتنا سنتے ہوں گے؟ اور مسلمان مردے کتنا سنتے ہیں؟ حدیث سنیے:

حدیث شریف = مسلم شریف (مترجم) میں حدیث نمبر 7087 نقل ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور لوگ واپس جاتے ہیں تو ان کے قدموں کی چاپ بھی (مردہ) سنتا ہے۔

حدیث شریف = حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح فصل فی زیارۃ القبور جلد اول کے صفحہ نمبر 341 (مطبوعہ نور محمد کارخانہ کراچی) پر نقل ہے۔ علامہ ابن عبدالبر نے استذکار اور تمہید میں بسند صحیح حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ

سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص بھی اپنے کسی ایسے مسلمان بھائی کی قبر سے گزرتا ہے جو اسے دنیا میں پہچانتا تھا اور اسے سلام کرتا ہے، تو صاحب قبر اسے پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

حدیث شریف = حضرت حکیم ترمذی علیہ الرحمہ نوادر الاصول کے صفحہ نمبر 75 (مطبوعہ دار صادر بیروت) پر حدیث شریف نقل فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا سے مسلمان کا جانا ایسا ہے جیسے بچے کا ماں کے پیٹ سے نکلنا، اس دم گھٹنے اور اندھیری جگہ سے اس کھلی فضا میں آنا۔

محترم حضرات! میں نے آپ کی خدمت میں چند احادیث پیش کیں، جن سے واضح ہوگیا کہ مردے سنتے ہیں۔ قبرستان سے گزرنے والے کا سلام سنتے ہیں اور اس کا جواب بھی دیتے ہیں، جسے دنیا میں پہچانتے تھے۔ قبر میں بھی اسے پہچانتے ہیں۔ اب اس کی تائید میں علمائے اسلام کے اقوال پیش کرتا ہوں تا کہ آپ کا ایمان مزید پختہ ہو۔

1 ...... علامہ عبدالرؤف مناوی علیہ الرحمہ التیسیر شرح جامع صغیر جلد 2 کے صفحہ نمبر 502 (مطبوعہ مکتبۃ الامام شافعی ریاض) پر فرماتے ہیں۔ پاک روحیں جب جسم سے جدا ہوتی ہیں تو ملاء اعلیٰ سے مل جاتی ہیں اور ان کے لیے کوئی پردہ

نہیں رہتا، سب کچھ ایسا دیکھتی سنتی ہیں جیسے سامنے حاضر ہے۔

2......کشف الغطاء کے صفحہ نمبر 66 پر نقل ہے۔ مومنین کی روحیں ہر شب جمعہ، روز عید، روز عاشوراء اور شب برأت کو اپنے گھر آ کر باہر کھڑی رہتی ہیں اور ہر روح غمناک بلند آواز سے ندا کرتی ہے کہ اے میرے گھر والو! اے میری اولاد! اے میرے قرابت دارو! صدقہ کر کے ہم پر مہربانی کرو۔

3......گیارہویں صدی کے مجدد شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ مشکوٰۃ کی شرح اشعۃ اللمعات جلد اول کے صفحہ نمبر 716 (مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر سندھ) پر فرماتے ہیں۔ میت کے دنیا سے جانے کے بعد سات دن تک اس کی طرف سے صدقہ کرنا مستحب ہے۔ اس سے میت کو نفع پہنچتا ہے، مومنین کی روحیں شب جمعہ اپنے گھر آتی ہیں اور انتظار کرتی ہیں کہ اس کی طرف سے صدقہ کیا جاتا ہے یا نہیں۔

4......سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ تفسیر عزیزی، پارہ 30 کی آیت، ان کتاب الابرار لفی علیین کے تحت صفحہ نمبر 193 (مطبوعہ مسلم بک ڈپو دہلی ہند) پر فرماتے ہیں کہ ارواح انبیاء، اولیاء اور عام مومن بعض علیین اور بعض آسمان و زمین اور بعض چاہ زمزم میں رہتی ہیں مگر ان روحوں کا قبر سے بھی ایک تعلق رہتا ہے جس کے سبب زائرین، عزیزوں اور

دوستوں کے آنے کا انہیں علم ہوتا ہے اور ان سے انہیں انس حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے کہ مکان کی دوری و نزدیکی روح کے لیے اس ادراک سے مانع (رکاوٹ) نہیں ہوتی۔

5...... برصغیر کی عظیم علمی شخصیت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب فیوض الحرمین (مترجم) کے صفحہ نمبر 42 (مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز قرآن محل کراچی) پر فرماتے ہیں۔

جب نیک مسلمان انتقال کرتا ہے، نہ وہ گمتا ہے، نہ اس کا کمال ختم ہوتا ہے بلکہ بدستور اسی حال پر رہتا ہے، عوام کا خیال یہ ہوتا ہے کہ وہ عالم سے گم ہوگیا حالانکہ وہ خدا کی قسم گما نہیں بلکہ پہلے سے بھی زیادہ طاقتور اور نفع بخش ہوگیا۔

☆نوجوان کا قبر کے اندر سے جواب:

تاریخ ابن عساکر جلد 45 کے صفحہ نمبر 190 پر امام ابن عساکر علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانۂ مبارک میں ایک نوجوان بہت متقی و پرہیزگار و عبادت گزار تھا، حتیٰ کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی اس کی عبادت پر تعجب کیا کرتے تھے۔ وہ نوجوان نماز عشاء مسجد میں ادا کرنے کے بعد اپنے بوڑھے باپ کی خدمت کرنے کے لیے جایا کرتا تھا۔

راستے میں ایک خوبرو عورت اسے اپنی طرف بلاتی اور چھیڑتی تھی، لیکن یہ نوجوان اس پر توجہ دیے بغیر نگاہیں جھکائے گزر جایا کرتا تھا۔ آخر کار ایک دن وہ نوجوان شیطان کے ورغلانے اور اس عورت کی دعوت پر برائی کے ارادے سے اس کی جانب بڑھا، لیکن جب دروازے پر پہنچا تو اسے اللہ کریم کا یہ فرمان عالیشان یاد آ گیا۔

القرآن: اِنَّ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا اِذَا مَسَّهُمۡ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیۡطٰنِ تَذَکَّرُوۡا فَاِذَا هُمۡ مُّبۡصِرُوۡنَ

ترجمہ: بے شک جب شیطان کی طرف سے پرہیزگاروں کو کوئی خیال آتا ہے تو وہ فوراً حکم خدا یاد کرتے ہیں پھر اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

اس آیت پاک کے یاد آتے ہی اس کے دل پر اللہ تعالیٰ کا خوف اس قدر غالب ہوا کہ وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر گیا۔ جب یہ بہت دیر تک گھر نہ پہنچا تو اس کا بوڑھا باپ اسے تلاش کرتا ہوا وہاں پہنچا اور لوگوں کی مدد سے اسے اٹھوا کر گھر لے آیا۔ ہوش آنے پر باپ نے تمام واقعہ دریافت کیا۔ نوجوان نے پورا واقعہ بیان کر کے جب اس آیت پاک کا ذکر کیا تو ایک مرتبہ پھر اس پر خوف خدا کا شدید غلبہ ہوا اور اس سے ایک زوردار چیخ ماری اور اس کا دم نکل گیا۔

راتوں رات ہی اس کے غسل وکفن ودفن کا انتظام کردیا گیا۔صبح جب یہ واقعہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ اس کے باپ کے پاس تعزیت کے لیے تشریف لے گئے اوراس سے فرمایا کہ"آپ نے ہمیں اطلاع کیوں نہیں دی؟ (تاکہ ہم بھی اس کے جنازے میں شریک ہوجاتے) اس نے عرض کی: امیر المومنین! اس کا انتقال رات میں ہوا تھا (اورآپ کے آرام کا خیال کرتے ہوئے بتانا مناسب معلوم نہ ہوا) آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اس کی قبر پرلے چلو۔چنانچہ وہاں پہنچ کرآپ رضی اللہ عنہ نے یہ مبارکہ پڑھی۔

القرآن: وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِۚ

ترجمہ: اور جواپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے،اس کے لیے دوجنتیں ہیں۔

تو قبر میں سے اس نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا یاامیر المومنین! بے شک میرے رب نے مجھے دوجنتیں عطا فرمائی ہیں۔

محترم حضرات! ان تمام دلائل سے واضح ہوگیا کہ مردے سنتے ہیں اور مرنے کے بعد روح کا تعلق بدن سے کسی نہ کسی طرح رہتا ہے اور یہ سب اللہ

تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے ہیں۔اب آیئے آخر میں آپ کی خدمت میں مردوں کو ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کی بھی جو برکتیں ملتی ہیں، ان کا بھی ذکر کرتا ہوں تا کہ آپ کے ذہن میں مکمل بات بیٹھ جائے اور صحیح اسلامی عقیدہ واضح ہو جائے۔

☆ایصال ثواب اور دعا سے میت کو فائدہ:

حدیث شریف = طبرانی معجم اوسط جلد اول کے صفحہ نمبر 509 پر حدیث نمبر 1879 نقل ہے۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: میری اُمّت، اُمّت مرحومہ (رحم کی گئی اُمّت) ہے۔ یہ اپنی قبروں میں گناہ گار داخل ہوگی اور قبروں سے نکلے گی تو اس پر گناہ نہیں ہوں گے۔اس کے لیے مسلمانوں کے استغفار کرنے کے سبب گناہوں کو مٹا دیا جائے گا۔

حدیث شریف = مسلم شریف کتاب الزکوٰۃ میں حدیث نمبر 1004 نقل ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میری والدہ اچانک انتقال کر گئیں اور وصیت نہ کر سکیں۔ میرے خیال میں اگر انہیں بولنے کی مہلت ملتی تو وہ صدقہ

کرتیں۔اب اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو انہیں اس کا ثواب (قبر میں) ملے گا؟ارشادفرمایا:ضرور ملے گا۔

☆مرحومین کوایصال ثواب پہنچنے پرخوشی اورنہ پہنچنے پرغم:

حدیث شریف = امام طبرانی علیہ الرحمہ معجم اوسط میں حدیث شریف نقل فرماتے ہیں۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی شخص مرجاتا ہے اور اس کے عزیز واقارب اس کے لیے صدقہ وایصال ثواب کرتے ہیں تو حضرت جبریل علیہ السلام نورانی طشت میں رکھ کراس مردے کے پاس لے جاتے ہیں اورقبر کے کنارے کھڑے ہوکر پکارتے ہیں کہ اے قبر کی گہرائی میں رہنے والے! تمہارے گھر والوں نے یہ تحفہ تمہیں بھیجا ہے۔اسے قبول کرلو۔مردہ اسے حاصل کر کے خوش ہوگا اور دوسروں کوخوشخبری سنائے گا۔اس کے پڑوسیوں میں جس کے لیے کوئی ہدیہ(ایصال ثواب)نہیں بھیجا گیا ہوگا۔وہ یہ سن کررنجیدہ اورمغموم ہوگا۔

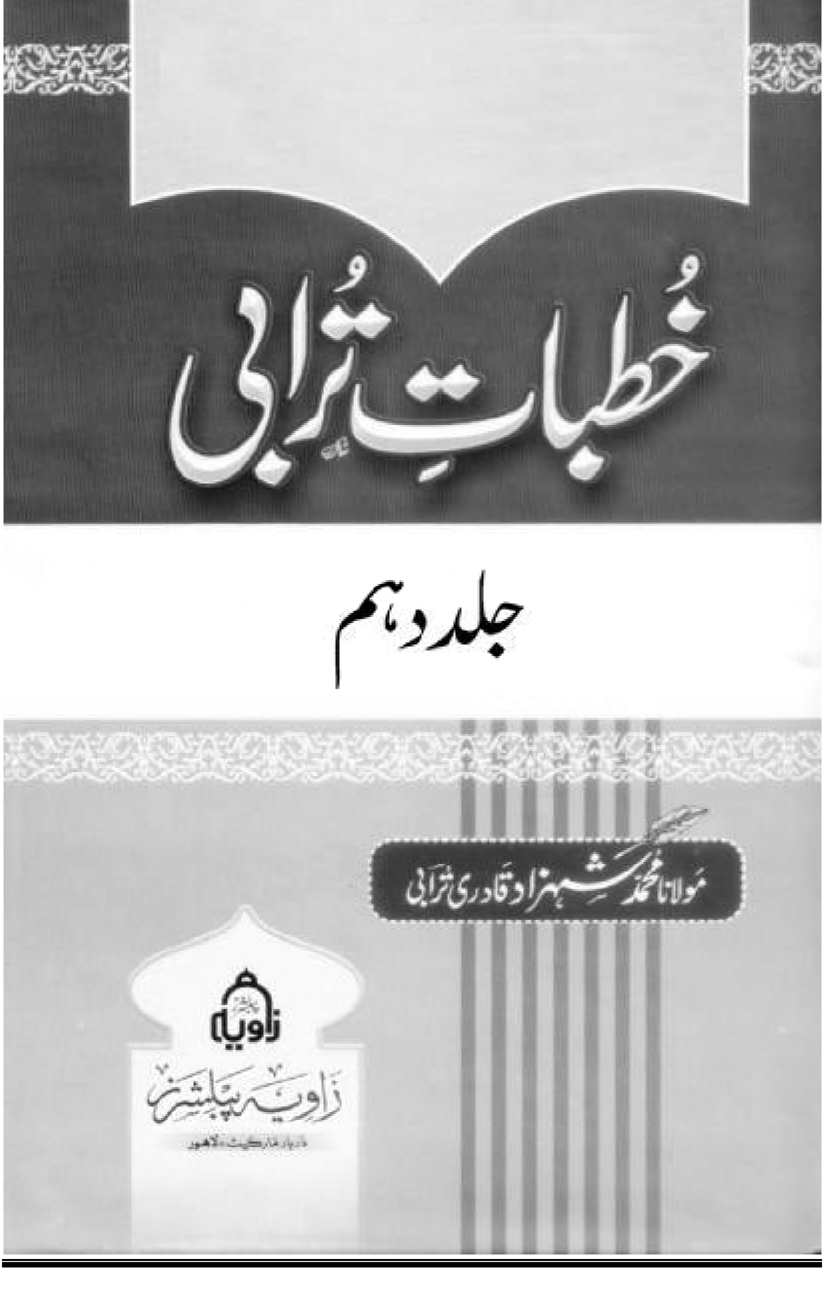
محترم حضرات!آپ نے احادیث سنیں کہ مردہ کو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کس نے ہمیں ایصال ثواب کیا اورکس نے ہمیں ایصال ثواب نہیں کیا،جنہوں

نے ایصال ثواب کیا، ان کے مرحومین قبر میں خوش ہوتے ہیں اور جنہوں نے ایصال ثواب نہیں کیا، ان کے مرحومین قبر میں غمگین ہوتے ہیں۔ اس پورے بیان سے آپ نے باآسانی سمجھ لیا کہ ہر انسان کے جسم کو قبر کی مٹی نہیں کھاتی اور خصوصاً اللہ کے نیک بندوں کا تو کفن تک سلامت رہتا ہے اور وہ اپنے چاہنے والوں فیض بھی دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رب کریم ہمیں صحیح اسلامی عقیدے پر کاربند رکھے، بدعقیدگی اور بدعقیدہ عناصر کے شر سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔

آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ


خطباتِ ترابی
جلد دہم
مولانا محمد شہزاد قادری ترابی
زاویہ
زاویہ پبلشرز

فہرست

محبت الٰہی کی چاشنی

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ بقرہ سے آیت نمبر 165 کا کچھ حصہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت مقامات و درجات میں سب سے انتہائی درجہ رکھتی ہے اور اس بات پر اُمّت کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنا

فرض ہے۔ نبی پاک ﷺ نے کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ کی محبت کو ایمان کی شرط قرار دیا ہے چنانچہ اس ضمن میں چند احادیث آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

☆ایمان کیا ہے؟

حدیث شریف = مسند امام احمد ابن حنبل کی جلد 5 کے صفحہ نمبر 470 پر حدیث نمبر 16194 نقل ہے۔ حضرت ابو رزین عقیلی رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! ایمان کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ایمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ تمہارے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہوں۔

☆مومن کون؟

حدیث شریف = مسند امام احمد بن حنبل کی جلد 4 کے صفحہ نمبر 412 پر حدیث نمبر 13150 نقل ہے۔ فرمایا: تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے۔

☆اللہ کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو:

حدیث شریف = ترمذی شریف کتاب المناقب میں حدیث نمبر 3814 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے اس لیے محبت کرو کہ وہ اپنی نعمتیں کھلاتا ہے اور مجھ سے محبت اس لیے کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت فرماتا ہے۔

محترم حضرات! ان احادیث سے ثابت ہوا کہ ہمارا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا اور کوئی بھی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں بن سکتا جب تک اسے اپنی جان، مال، اولاد، بیوی، والدین، بہن، بھائی اور تمام دوستوں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ محبوب نہ ہوجائیں اور اس کا عملی نمونہ ہماری ذات میں نظر آنا چاہیے کیونکہ زبان سے تو ہر لمحہ ہر شخص یہ کہہ دیتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کائنات کی ہر شے سے زیادہ محبوب ہیں مگر جب عمل کی بات آتی ہے تو کہیں بھی اس دعوے کی دلیل نظر نہیں آتی لہذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اس دعوے کو دلیل سے بھی ثابت کرکے دکھائیں جیسا کہ ہمارے صحابہ کرام علیہم الرضوان اور بزرگان دین رحمہم اللہ نے اپنے عمل سے ثابت کرکے پوری دنیا پر واضح کردیا کہ ہمارے لیے اپنی جان، مال، اولاد، والدین سے بڑھ کر اگر کوئی شے ہے تو وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت ہے۔

☆اللہ سے محبت کرنے والوں کے چہرے:

تفسیر کبیر جلد 2 کے صفحہ نمبر 176 پر امام رازی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کا تین آدمیوں پر گزر ہوا جن کے بدن کمزور اور رنگ بدلا ہوا تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے اس حال کا سبب کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی دوزخ کی آگ کا خوف۔ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ خوف خدا رکھنے والوں کو جہنم سے امان نصیب کرے۔ پھر آپ علیہ السلام کا گزر ان کے علاوہ دیگر تین اشخاص پر ہوا جو ان سے بھی زیادہ کمزور تھے اور رنگ ان سے بھی زیادہ بدلا ہوا تھا۔ استفسار فرمایا: تمہاری اس حالت کا سبب کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جنت کا شوق۔ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ تمہیں وہ عطا کرے، جس کے تم امیدوار ہو۔

پھر آپ علیہ السلام تین اور آدمیوں کے پاس سے گزرے جو سابقہ دونوں گروہوں سے زیادہ کمزور اور متغیر رنگ والے تھے اور ان کے چہروں پر گویا نور کے آئینے تھے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے ان سے فرمایا: تمہاری اس حالت کا سبب کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے جب یہ سنا تو تین مرتبہ فرمایا: مقرب تم ہی ہو یعنی اللہ تعالیٰ کے

قریب تم ہی ہو۔

محترم حضرات! اس حکایت سے معلوم ہوا کہ جہنم کا خوف رکھنے سے جہنم سے چھٹکارا ملتا ہے۔ جنت کی طلب رکھنے سے جنت جیسی نعمت ملتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے محبت وہ چیز ہے جس سے رب تعالیٰ کا قرب ملتا ہے۔ چہرے نور کی طرح چمک رہے ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے صرف اور صرف رب تعالیٰ کی محبت میں اس کے عشق میں اس کی عبادت کیا کرتے تھے۔ایسی ہی مثال حضرت رابعہ بصریہ کی سیرت میں بھی ملتی ہے۔

☆محبت الٰہی کے سبب عبادت:

احیاء العلوم (مترجم) جلد 5 کے صفحہ نمبر 55 پر امام غزالی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ نے حضرت رابعہ بصریہ سے فرمایا۔ آپ کے ایمان کی کیا حقیقت ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کی جہنم کے خوف اور جنت کی محبت کی وجہ سے نہیں کی کہ میری حالت برے مزدور جیسی ہو بلکہ میں نے اس کی عبادت صرف اس کی محبت اور اس کے شوق کی وجہ سے کی ہے پھر انہوں نے محبت کے بارے میں کچھ اشعار کہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

1 ...... میں تجھ سے دو باتوں کی وجہ سے محبت کرتی ہوں ایک عشق اور دوسرا تو ہی محبت کا اہل ہے۔

2...... عشق والی محبت یہ ہے کہ میں تیرے سوا سب کو چھوڑ کر تیرے ذکر میں مشغول ہوں۔

3...... اور محبت کا اہل تو ہی ہے کیونکہ تو نے حجابات و پردے اٹھا کر مجھے اپنا دیدار عطا فرمایا۔

4...... میرے لیے اس محبت میں کوئی تعریف ہے، نہ اس میں بلکہ دونوں میں تعریف تیرے ہی لیے ہے۔

☆ محبت کا بدلہ دیدار الٰہی:

قُوۡتُ الۡقُلُوۡب جلد 2 کے صفحہ نمبر 93 پر نقل ہے۔ حضرت ابوالحسن علی بن موفق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے جنت میں داخل کیا گیا ہے تو میں نے وہاں ایک شخص کو دستر خوان پر بیٹھے ہوئے دیکھا جس کے دائیں بائیں دو فرشتے اسے انواع و اقسام کی چیزیں کھلا رہے ہیں اور وہ کھا رہا ہے اور ایک شخص کو دیکھا کہ جنت کے دروازے پر کھڑا ہے۔ لوگوں کے چہروں کو دیکھ کر بعض کو داخل ہونے دیتا ہے اور بعض کو واپس لوٹا دیتا ہے۔

فرماتے ہیں پھر میں ''حظیرۃ القدس'' کی جانب بڑھا تو عرش کے خیموں میں ایک شخص نظر آیا جو دیدار الٰہی میں مستغرق تھا اور آنکھ نہیں جھپکتا تھا۔ میں نے (خازن جنت) حضرت رضوان علیہ السلام سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ جواب دیا: یہ معروف کرخی ہیں، جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت جہنم کے خوف اور جنت کے حصول کے لیے نہیں بلکہ محض اس کی محبت کی وجہ سے کی۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے انہیں قیامت تک اپنی طرف دیکھنے کی اجازت عطا فرما دی ہے۔

☆محبت الٰہی کے ثمرات:

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم جلد 5 کے صفحہ نمبر 14 پر حضرت ہرم بن حیان علیہ الرحمہ کا فرمان نقل فرماتے ہیں کہ مومن کو جب اپنے رب کی معرفت ہو جاتی ہے تو وہ اس سے محبت کرتا ہے اور جب اس سے محبت کرتا ہے تو اس کی رحمت کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور جب اس کی رحمت کی طرف متوجہ ہونے کی حلاوت و مٹھاس پا لیتا ہے تو دنیا کی طرف خواہش کی نگاہ سے اور آخرت کی طرف سستی کی نگاہ سے نہیں دیکھتا اور اس بات سے اسے دنیا میں تھکاوٹ اور آخرت میں راحت ملے گی۔

محترم حضرات! حقیقت یہی ہے کہ محبت الٰہی ہی سب کچھ ہے جو اسے

پالے، پھر وہ کسی چیز کا طالب نہیں رہتا پھر اسے ہر آن مولا کے جلوے نظر آتے ہیں، وہ عشق الٰہی میں کھویا ہوا رہتا ہے پھر اسے کسی چیز میں لطف نہیں آتا، سوائے اپنے مولا کے ذکر کے۔ ہمیں اپنی دعاؤں میں اللہ تعالیٰ سے اس کی محبت کا سوال کرنا چاہیے کیونکہ محبت الٰہی مانگنا سنت ہے۔ محبوب کبریا ﷺ اپنی دعاؤں میں محبت الٰہی مانگتے تھے چنانچہ حدیث شریف آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

☆ محبت الٰہی کے لیے دعا:

ترمذی شریف کتاب الدعوات میں حدیث نمبر 3501 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ اس طرح دعا کیا کرتے تھے۔ اے اللہ! مجھے اپنی محبت عطا فرما اور جو تجھ سے محبت کرتا ہے، اس کی محبت اور جو تیری محبت کے قریب کردے، اس کی محبت عطا فرما اور اپنی محبت کو میرے نزدیک ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنا۔

☆ خدا سے محبت کرنے والے میدان محشر میں:

امام قرطبی علیہ الرحمہ اپنی کتاب التذکرہ کے صفحہ نمبر 215 پر نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن تمام امتوں کو ان کے انبیائے کرام علیہم السلام کی طرف نسبت کرکے پکارا جائے گا، کہا جائے

گا، اے اُمّت عیسٰی! اے اُمّت موسیٰ! اے اُمّت محمد! مگر جن پر محبت الٰہی کا غلبہ ہوگا، ان کو اس طرح پکارا جائے گا۔ اے اللہ کے دوستو! اللہ تعالیٰ کی طرف آؤ۔ تو قریب ہوگا کہ خوشی کے مارے ان کے دل نکل جائیں۔

محترم حضرات! کتنی عظیم بشارت ہے روز محشر اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں کے لیے کہ امتوں کو ان کے انبیاء کی طرف نسبت کر کے پکارا جائے گا اور رحمن سے محبت کرنے والوں کو رب تعالیٰ کا دوست کہہ کر پکارا جائے گا اور اس وقت ان محبان رحمن پر ایسی کیفیت طاری ہوگی کہ وہ محسوس کریں گے کہ کہیں اس خوشی کے مارے ہمارے دل نہ نکل جائیں۔ یہ ان خوش نصیبوں کے لیے محشر کے دن انعام ہوگا جنہوں نے ہر کام محبت الٰہی میں کیا اور عشق رحمن میں وہ ہر آن مبتلا رہے۔

☆عشق الٰہی کی چاشنی:

قُوۡتُ الۡقُلُوۡب جلد 2 صفحہ نمبر 86 پر نقل فرماتے ہیں۔ حضرت زلیخا جب ایمان لے آئیں اور حضرت یوسف علیہ السلام کی زوجیت میں داخل ہوگئیں تو وہ آپ علیہ السلام سے الگ ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہوگئیں اور اللہ تعالیٰ کی ہو رہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام دن کے وقت انہیں بلاتے تو وہ آپ

کو رات کا کہہ دیتیں اور جب آپ انہیں رات کے وقت بلاتے تو وہ دن پر ٹال دیتیں اور ان سے عرض کرتیں "میں اللہ تعالیٰ کی معرفت سے قبل آپ سے محبت کرتی تھی لیکن جب سے مجھے اس کی معرفت حاصل ہوئی ہے۔ اس ذات کی محبت نے میرے دل میں اپنے سوا کسی کی محبت کو باقی نہیں چھوڑا اور میں اس محبت کا بدل نہیں چاہتی۔ آپ علیہ السلام نے ان سے فرمایا: مجھے اللہ نے ہی اس کا حکم دیا ہے اور مجھے خبر دی ہے کہ تیرے بطن سے دو لڑکے پیدا فرمائے گا اور ان دونوں کو منصب نبوت عطا فرمائے گا۔ یہ سن کر انہوں نے عرض کی اگر اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے اور مجھے اس کا ذریعہ بنایا ہے تو حکم الٰہی کے سامنے سرخم تسلیم ہے چنانچہ انہوں نے خلوت لے لی۔

☆ تفسیر روح البیان جلد 8 کے صفحہ نمبر 388 پر نقل ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں جو شخص خالص محبت الٰہی کا مزہ چکھ لیتا ہے تو یہ اس کو طلب دنیا سے دور کر دیتا ہے اور اس کو تمام انسانوں سے وحشت دلاتا ہے۔

☆ محب محبوب کے ساتھ ہوگا:

ترمذی شریف کتاب الزہد پر حدیث نمبر 2392 نقل ہے۔ ایک اعرابی

نے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوکر عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! قیامت کب آئے گی؟ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ عرض کی: میں نے اس کے لیے بہت زیادہ نمازیں اور روزے تو جمع نہیں کیے البتہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے ارشاد فرمایا: آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرے گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے اسلام لانے کے بعد مسلمانوں کو جتنا اس بات پر خوش ہوتے دیکھا، اتنا کسی اور بات پر خوش ہوتے نہ دیکھا۔

(مسند امام احمد جلد 4، صفحہ نمبر 398، حدیث نمبر 13066)

محترم حضرات! ہمارے پاس تو کوئی نیک عمل نہیں، نہ نمازیں ہیں، نہ روزے ہیں، نہ زکوٰۃ جیسا عمل ہے، نہ حج ہیں، نہ صدقات وخیرات ہیں۔ اگر کوئی چیز ہے تو وہ صرف اور صرف اللہ کریم اور رسول کریم ﷺ کی لازوال محبت ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ یہی محبت ہمیں جنت میں لے جائے گی۔

☆ محبت الٰہی کسے نصیب ہوتی ہے؟

کتاب الزہد کے صفحہ نمبر 69 پر نقل ہے کہ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جو اپنے رب کو پہچان لیتا ہے۔ وہ اس سے محبت کرتا ہے اور جو دنیا کو پہچان لیتا ہے وہ اس سے بے رغبتی اختیار کرتا ہے اور مومن لہو ولعب میں پڑ کر غفلت کا شکار نہیں ہوتا، پس اگر وہ غور وفکر کرتا ہے تو غمزدہ ہو جاتا ہے۔

☆ اللہ سے محبت کرنے والا موت سے محبت کرتا ہے:

اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والا اس کی ملاقات کے لیے بے چین رہتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ موت محبوب کی ملاقات کا سبب ہے چنانچہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے وصال کا قصہ سنیے۔

ترمذی شریف کتاب الزہد میں حدیث نمبر 2357 نقل ہے۔ جب ملک الموت علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ان کی روح قبض کرنے کے لیے آئے تو آپ نے ان سے فرمایا: کیا تم نے کسی دوست کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے دوست کو موت دیتا ہو؟ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: کیا تم نے کوئی محب دیکھا ہے جو اپنے محبوب کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہو؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے موت کے فرشتے! اب روح قبض کرلو۔

محترم حضرات! یہ مقام وہی پا سکتا ہے جو اپنے مولائے کریم کی محبت میں

ڈوب چکا ہو، جس نے عشق الٰہی کا مزہ چکھ لیا ہو پھر اس کا رب تعالیٰ کے علاوہ کوئی محبوب نہیں ہوتا کہ اس کی طرف توجہ کرے۔

☆محبت الٰہی پر انعام:

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم جلد 5 کے صفحہ نمبر 93 پر نقل فرماتے ہیں۔
منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داوٗد علیہ السلام سے ارشاد فرمایا: اے داوٗد! زمین والوں کو یہ بات پہنچا دو کہ میں اس کا حبیب ہوں جو مجھ سے محبت کرتا ہے اور اس کا ہم نشین ہوں، جو میرے پاس بیٹھتا ہے اور اس کا انیس ہوں جو میرے ذکر سے مانوس ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہوں جو میری مصاحبت اختیار کرتا ہے اور اس کو اختیار کرتا ہوں جو مجھے اختیار کرتا ہے اور اس کی بات مانتا ہوں، جو میری اطاعت کرتا ہے۔

جو بندہ اپنے دل اور یقین کے ساتھ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ میں اس کو اپنی ذات کے لیے قبول کر لیتا ہوں اور اس سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ میری مخلوق میں کوئی بھی اس سے آگے نہیں بڑھتا۔ جو میری سچی جستجو کرے گا، وہ مجھے پا لے گا اور جو غیر کی جستجو کرے گا، وہ مجھے نہیں پائے گا۔

اے اہل زمین! تم جس دھوکے میں ہو، اسے چھوڑ کر میرے اکرام،

مصاحبت اور ہم نشینی کی طرف آؤ۔ تم مجھ سے محبت کرو۔ میں تمہاری وحشت دور کروں گا اور تمہاری محبت کی طرف جلدی کروں گا کیونکہ میں نے اپنے محبوبوں کے خمیر کو اپنے خلیل ابراہیم، اپنے نبی موسیٰ اور اپنے صفی محمد مصطفی ﷺ کے خمیر سے پیدا فرمایا ہے اور میں نے اپنے مشتاقوں کے دل اپنے نور سے پیدا کیے اور انہیں اپنے جلال سے آسودہ کیا ہے۔

منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی صدیق بندے کی طرف الہام فرمایا: میرے بندوں میں سے کچھ بندے ایسے ہیں جو مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ وہ میرے مشتاق ہیں اور میں ان کا مشتاق ہوں۔ وہ مجھے یاد کرتے ہیں اور میں ان کا چرچا کرتا ہوں۔ وہ میری طرف دیکھتے ہیں اور میں ان پر نظر رحمت فرماتا ہوں۔ اگر تم ان کے راستے پر چلو گے تو میں تم سے محبت کروں گا اور اگر تم نے ان کے راستے سے انحراف کیا تو میں تم سے ناراض ہو جاؤں گا۔ (احیاء العلوم، جلد 5، ص 94)

☆ میں اہل محبت کے لیے ہوں:

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم جلد 5 کے صفحہ نمبر 212 پر نقل فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ شبلی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ

السلام کی طرف وحی فرمائی۔ اے داوٗد! میرا ذکر ذاکرین کے لیے، میری جنت اطاعت گزاروں کے لیے اور میرا دیدار اہل شوق کے لیے ہے اور میں خود اہل محبت کے لیے ہوں۔

☆محبت دنیا محبت الٰہی کو کمزور کرتی ہے:

دلوں میں محبت الٰہی کے کمزور ہونے کا ایک سبب محبت دنیا کی پختگی ہے اور اس میں اہل، مال، اولاد، اقارب، جائیداد، چوپائے، باغات اور تفریحی مقامات کی محبت بھی شامل ہے حتیٰ کہ جو شخص پرندوں کی خوش آوازی اور نسیم سحر کے جھونکوں سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ وہ بھی دنیاوی نعمتوں کی طرف متوجہ ہے جس کی وجہ سے وہ محبت الٰہی میں کمی کے درپے ہوتا ہے تو جس قدر دنیا سے مانوس ہوگا، اسی قدر اللہ تعالیٰ سے انسیت کم ہوگی اور جس قدر انسان کو دنیا میں دیا جاتا ہے اور اسی قدر آخرت میں سے کم کر دیا جاتا ہے۔ جس طرح انسان مشرق کے جتنا قریب آئے گا، لازمی طور پر اتنا ہی مغرب سے دور ہو جائے گا اور جتنا اس کی ایک بیوی کا دل خوش ہے۔ اتنا ہی اس کی سوتن کا دل تنگ ہوتا ہے اور دنیا اور آخرت دو سوتنیں ہیں اور دونوں مشرق اور مغرب کی طرح ہیں اور اہل دل کے لیے یہ بات یقینی طور پر آنکھ کے مشاہدے سے بھی زیادہ واضح اور منکشف ہوتی

ہے۔

محترم حضرات! حاصل کلام یہ کہ ہمارے دلوں میں جتنی دنیا کی محبت بڑھے گی۔اس قدر اللہ تعالیٰ کی محبت کم ہوتی جائے گی، اگر ہمیں اپنے دل کو یادالٰہی کا آبگینہ بنانا ہے تو پھر دنیا کی محبت کو دل سے نکالنا ہوگا۔ یہاں ایک اور بات بھی عرض کرتا چلوں کہ اللہ تعالیٰ سے سچی محبت کرنے والے آزمائش میں مبتلا کیے جاتے ہیں، ان پر مصیبتیں اور تکالیف آتی ہیں۔ یہ بات میں نہیں کہتا بلکہ محبوب کبریا ﷺ کے ارشادات میں یہ بات موجود ہے چنانچہ آپ کی خدمت میں حدیث شریف پیش کرتا ہوں۔

☆محبوب کو آزمائش میں ڈالا جاتا ہے:

حدیث شریف = فردوس الاخبار جلد 2 کے صفحہ نمبر 151 پر حدیث نمبر 976 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کو آزمائش میں ڈال دیتا ہے، پس اگر صبر کرے تو اس کو چن لیتا ہے اور اگر راضی رہے تو اس کو برگزیدہ بنالیتا ہے۔

حدیث شریف = فردوس الاخبار جلد 1 کے صفحہ نمبر 151 پر حدیث نمبر 973 نقل ہے۔سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے

سے محبت کرتا ہے تو اس کو آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے اور جب اس سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے تو اس کو خالص کر لیتا ہے۔ عرض کی گئی: اس کو خالص کر لینے کا کیا مطلب ہے؟ ارشاد فرمایا: اس کے پاس اہل اور مال نہیں رہنے دیتا۔

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے فرمایا کہ جب تم خود کو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا دیکھو اور وہ تمہیں آزمائش میں ڈالے تو جان لو کہ وہ تمہیں برگزیدہ بنانا چاہتا ہے۔ اس کے بعد امام غزالی علیہ الرحمہ ایک حکایت نقل فرماتے ہیں۔

☆ حکایت:

کسی مرید نے اپنے شیخ سے کہا: میں کچھ محبت محسوس کرتا ہوں۔ شیخ نے فرمایا: بیٹا! کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے علاوہ کسی اور کی محبت میں مبتلا کیا اور تم نے اللہ تعالیٰ کو اس پر فوقیت دی؟ مرید نے جواب دیا نہیں۔ شیخ نے فرمایا: تب تم محبت کی طمع نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ آزمائش میں ڈالے بغیر کسی بندے کو محبت عطا نہیں فرماتا۔

محترم حضرات! ہمارے اسلاف بڑی بڑی آزمائشوں میں مبتلا کیے گیے وہ محبت الٰہی کی اس معراج کو پہنچ گئے تھے کہ ان کو آزمائشوں، مصیبتوں اور تکلیفوں

میں بھی لطف آتا تھا، وہ آزمائشوں، مصیبتوں اور تکلیفوں کو یہ کہہ کر خوشی خوشی سینے سے لگاتے تھے کہ یہ ہمارے پیارے اللہ کی طرف سے آئی ہے۔

☆مصیبت پہنچنے پر خوشی:

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم جلد 5 کے صفحہ نمبر 166 پر نقل فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ نے حضرت رابعہ بصریہ رحمتہ اللہ علیہا کے سامنے کہا: اے اللہ تعالیٰ! ہم سے راضی ہوجا۔ حضرت رابعہ بصریہ نے فرمایا: تمہیں اللہ تعالیٰ سے حیاء نہیں آتی کہ اس سے رضا کا سوال کرتے ہو اور تم اس سے راضی نہیں ہو۔ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں۔ وہاں موجود حضرت جعفر بن سلیمان علیہ الرحمہ نے پوچھا: بندہ کب اللہ تعالیٰ سے راضی کہلاتا ہے؟ حضرت رابعہ بصریہ نے فرمایا: جب وہ مصیبت پہنچنے پر اتنا ہی خوش ہو، جتنا نعمت ملنے پر خوش ہوتا ہے۔

محترم حضرات! واقعی اگر کسی کو محبت الٰہی کی مٹھاس مل جائے، عشق الٰہی کی لذت اگر کسی کو لگ جائے تو وہ اپنے محبوب پروردگار کی جانب سے آنے والی ہر چیز کو نعمت سمجھتا ہے۔ ہمارے اسلاف نے جب اسے اپنایا تو وہ فنا فی اللہ کے مرتبے پر فائز ہو گئے اور ہم صرف زبانی محبت کے دعوے کرتے رہے۔ ہمارے کردار سے کہیں بھی عشق الٰہی نظر نہیں آتا۔ ہمارے عمل میں کہیں بھی محبت الٰہی نظر نہیں آتی۔ ہمارا تو وہ حال ہے کہ پورا سال نعمتیں ملیں اور ایک دن تکلیف

آ جائے تو شکوہ شکایت شروع کر دیتے ہیں، سب کو جا کر بتا دیتے ہیں کہ ہمیں تکلیف پہنچی ہے۔ اے کاش! ہم بھی اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے والے بن جائیں یا پھر اہل محبت سے محبت کرنے والے بن جائیں۔

☆ اہل محبت سے محبت:

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم جلد 5 کے صفحہ نمبر 119 پر نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے سے محبت کی، اس نے اللہ تعالیٰ ہی سے محبت کی اور جو اللہ تعالیٰ کی تعظیم بجالانے والے کی تعظیم کرے، وہ اللہ تعالیٰ ہی کی تعظیم کرتا ہے۔

سبحان اللہ! کیا شان ہے اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں کی کہ جو ان سے محبت کرے، وہ بھی خدا تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ یہ انعام ہے اللہ تعالیٰ کی سچی محبت پر جو ہمارے اسلاف کو ملا، رب تعالیٰ ہمیں بھی ان کے صدقے اپنی سچی محبت نصیب فرمائے اور دونوں جہانوں میں خیر اور بھلائی ہمارا مقدر کر دے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

مہمان نوازی کے فضائل وبرکات

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ○

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ ہود سے آیت نمبر 69 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ ماں کی گود سے لے کر قبر تک کے تمام معاملات اور زندگی کے ہر ہر پہلو کا بیان اس دین میں موجود ہے۔ دین اسلام نے کسی چیز کو بھی نامکمل نہیں چھوڑا، یہی نہیں بلکہ انسانی حقوق وآداب بھی مکمل طور پر اس دین میں موجود ہیں۔ ہمارے رہبر و راہنما آقا و مولا ﷺ نے ہمیں ہر کسی کے حقوق بتائے اور سکھائے مثلا مومنوں کے حقوق، والدین کے حقوق، بڑوں اور چھوٹوں کے حقوق، میاں بیوی کے حقوق، اولاد کے حقوق، پڑوسیوں کے حقوق، رشتہ داروں کے حقوق اور مہمانوں کے حقوق کھول کھول کر ہمیں بتائے اور ہماری تربیت فرمائی۔ آج کی نشست میں آپ کے سامنے مہمان نوازی کے فضائل اور آداب بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

منقول ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مہمان نوازی فرمائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی کا ذکر رب ذوالجلال نے قرآن مجید فرقان حمید سورۂ ہود کی آیت نمبر 69 میں فرمایا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

القرآن: وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ۝

ترجمہ: اور بے شک ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر آئے۔ انہوں نے سلام کہا تو ابراہیم نے سلام کہا۔ پھر تھوڑی ہی دیر میں ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے۔

☆تفسیر روح البیان جلد 4 کے صفحہ نمبر 161 پر اس آیت کے تحت علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ سادہ رو، نوجوانوں کی حسین شکلوں میں فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حضرت اسحق اور حضرت یعقوب علیہما السلام کی پیدائش کی خوشخبری لے آئے۔ فرشتوں نے سلام کہا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی جواب میں سلام کہا پھر تھوڑی ہی دیر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت ہی مہمان نواز تھے اور بغیر مہمان کے کھانا تناول نہ فرماتے۔ اس وقت ایسا اتفاق ہوا کہ پندرہ روز سے کوئی مہمان نہ آیا تھا۔ آپ کو اس کا غم تھا اور جب ان مہمانوں کو دیکھا تو آپ نے ان کے لیے کھانا لانے میں جلدی فرمائی، چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے یہاں گائے بکثرت تھیں۔ اس لیے بچھڑے کا بھنا ہوا گوشت سامنے لایا گیا۔

☆اللہ نے آپ کو کس وجہ سے خلیل بنایا؟

امام بہاء الدین محمد بن احمد مصری شافعی علیہ الرحمہ اپنی کتاب ''**اَلْمُسْتَطْرَف فِیْ کُلِّ فَنِّ مُسْتَطْرَف**'' (مترجم) جلد اول کے صفحہ نمبر 431 پر نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کی گئی: اللہ تعالیٰ نے آپ کو کس وجہ سے خلیل بنایا؟ ارشاد فرمایا: تین وجوہات کی بناء پر۔

1...... مجھے جب بھی دو چیزوں میں اختیار دیا گیا تو میں نے غیر اللہ کے مقابلے میں اسے اختیار کیا جو مجھ پر اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔

2......جس چیز کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے لیا ہے، میں نے کبھی اس کے لیے اہتمام نہیں کیا اور

3......میں کبھی صبح اور رات کا کھانا مہمان کے بغیر نہیں کھایا۔

محترم حضرات! سبحان اللہ! کیا شان ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کہ خلیل اللہ بننے کی ایک وجہ یہ ہے کہ کبھی آپ علیہ السلام نے صبح اور رات کا کھانا مہمان کے بغیر نہیں کھایا۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ علیہ السلام ایک ایک میل پیدل مہمان کو تلاش کرنے کے لیے تشریف لے جاتے اور مہمان ملنے پر خوش ہوتے، اسے اپنے گھر لے آتے اور اس کے ساتھ کھانا کھاتے۔

ہمارے آقا و مولا ﷺ نے بھی اپنے غلاموں کو مہمان نوازی کی تعلیم دی۔ احادیث کی مختلف کتابوں میں نبی پاک ﷺ کے ارشادات موجود ہیں چنانچہ

چند احادیث آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

☆مہمان کی عزت کرو:

حدیث شریف: ترمذی شریف (مترجم) ابواب صفۃ القیامۃ جلد دوم کے صفحہ نمبر 166 پر حدیث نمبر 390 نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اسے مہمان کی عزت کرنی چاہیے۔

☆اچھی طرح مہمان نوازی کرنی چاہیے:

حدیث شریف: ترمذی شریف (مترجم) ابواب البر واصلۃ جلد اول کے صفحہ نمبر 918 پر حدیث نمبر 2033 نقل ہے۔ حضرت ابوشریح عدوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میری آنکھوں نے دیکھا اور کانوں نے سنا جب نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جس شخص کا اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان ہے، اسے اپنے مہمان کی اچھی طرح مہمان نوازی کرنی چاہیے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پوچھا: پرتکلف مہمانی کب تک ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک دن اور ایک رات۔ ضیافت تین دن اور تین رات تک ہے۔ اس کے بعد صدقہ ہے۔

☆جنت کی خوشخبری:

حدیث شریف =الترغیب والترہیب کے صفحہ نمبر 285 پر حدیث شریف نقل ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: جو بندہ نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھےاورمہمان کی میزبانی کرے، وہ جنت میں داخل ہوگا۔

☆رحمتوں کی برسات:

حدیث شریف =الترغیب والترہیب کے صفحہ نمبر 285 پر حدیث شریف نقل ہے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔نبی پاک ﷺ نے ارشادفرمایا: تم میں سے جب تک کسی کا دسترخوان بچھا رہے (مہمان کھاتے رہیں) تب تک فرشتے اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔

☆خیروبرکت کا نزول:

حدیث شریف =الترغیب والترہیب کے صفحہ نمبر 285 پر حدیث شریف نقل ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول رحمت ﷺ نے فرمایا: جس گھر میں (مہمان وغیرہ کو) کھانا کھلایا جاتا ہو، اس (گھر) میں خیروبرکت اس سے بھی تیزی اور جلدی سے آتی ہے، جتنی جلدی اور تیزی سے

اونٹ کی کوہان پر چھری چلتی ہے(کوہان کا گوشت چونکہ لذیذ ہوتا ہے، اس لیے اسی کو کاٹتے ہیں اور چونکہ نرم ہوتا ہے، اسی لیے چھری تیزی سے چلتی ہے)

☆جو حاضر ہو، مہمان کے سامنے پیش کر دے:

حدیث شریف =الترغیب والترہیب کے صفحہ نمبر 287 پر حدیث شریف نقل ہے۔حضرت عبداللہ بن عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے چند اصحاب، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لائے تو انہوں نے روٹی اور سرکہ پیش کیا اور کہا: تناول فرمائیے کہ میں نے حضور ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ سرکہ بہترین سالن ہے، ہلاکت ہے اس آدمی کے لیے کہ جس کے پاس اس کے کچھ بھائی آئیں اور وہ گھر میں موجود چیزوں کو ان کے سامنے پیش کرنے میں اپنی تحقیر سمجھے اور ان کے لیے بھی بربادی ہے جن کے سامنے کچھ پیش کیا جائے اور وہ اسے حقیر خیال کریں۔

محترم حضرات! معلوم ہوا کہ گھر میں جو کچھ موجود ہو، وہ مہمان کو پیش کر دیا جائے۔اگر کوئی اسے اپنی تحقیر سمجھے تو یہ اس کے لیے بربادی ہے اور مہمان کو چاہیے کہ جو کچھ پیش کیا جائے، اسے حقیر خیال نہ کرے ورنہ اس کے لیے بھی بربادی ہے۔

موجودہ دور میں تو یہ حال ہے کہ میزبان جو کچھ حسب حیثیت مہمان کی خدمت کر سکا، اس نے کی، مگر مہمان جب وہاں سے لوٹتا ہے تو پھر جگہ جگہ میزبان کی برائیاں شروع کر دیتا ہے اور یہ کہتا پھرتا ہے کہ اس نے تو کوئی ڈھنگ کا کھانا ہمیں نہیں کھلایا۔ ارے اس نے جو میزبانی کی، اسے میزبانی کہتے ہیں، اس نے تو جان چھڑائی یہ کہہ کہہ کر میزبان کو بدنام کیا جاتا ہے۔ یاد رہے یہ مہمان کے لیے بربادی ہے۔ مہمان کو اس کام سے بچنا چاہیے اگر میزبان کی تعریف نہیں کر سکتا تو برائیاں بھی نہ کرے۔

☆ آنے والے کی خدمت جنتی اعمال میں سے ہے:

حدیث شریف = الترغیب والترہیب کے صفحہ نمبر 286 پر نقل ہے کہ حضرت حمید الطویل رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ان کی بیماری کی حالت میں کچھ لوگ ان کی عیادت کو آئے تو انہوں نے اپنی کنیز سے فرمایا، جلدی سے کچھ نہ کچھ ہمارے ان دوستوں کے لیے لے کر آؤ چاہے روٹی کا ایک ٹکڑا ہی ہو کیونکہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اچھے اخلاق جنتی اعمال میں سے ہیں۔

☆ بدلا مت لو:

حدیث شریف = سنن ترمذی کتاب البر والصلۃ حدیث نمبر 2013 نقل ہے۔ ترمذی ابی الاحوص جشمی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ یہ فرمائیے کہ میں ایک شخص کے یہاں گیا، اس نے میری مہمانی نہیں کی۔ اب وہ میرے یہاں آئے تو اس کی مہمانی کروں یا بدلا دوں۔ ارشاد فرمایا بلکہ تم اس کی مہمانی کرو۔

☆ مہمان کو دروازے تک رخصت کرنا سنت ہے:

حدیث شریف = ابن ماجہ کتاب الاطعمۃ میں حدیث نمبر 3358 نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سنت یہ ہے کہ مہمان کو دروازے تک رخصت کرنے جائے۔

☆ مہمان اتنا نہ ٹھہرے کہ میزبان تنگ ہو جائے:

حدیث شریف = ترمذی شریف (مترجم) ابواب البر واصلۃ جلد اول کے صفحہ نمبر 918 پر حدیث نمبر 2034 نقل ہے۔ حضرت ابو شریح کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ضیافت تین دن ہے۔ پر تکلف مہمان نوازی ایک دن اور ایک رات ہے اور اس کے بعد جو کچھ اس پر

خرچ کیا جائے، صدقہ ہے اور مہمان کے لیے اتنا ٹھہرنا جائز نہیں جن سے صاحب خانہ تنگ ہوجائے۔

محترم حضرات! اچھے اخلاق میں بھی یہ شامل ہے کہ ہر معاملہ میں صرف مہمان کے لیے نہیں بلکہ تمام معمولات زندگی میں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ ہم کسی مسلمان پر بوجھ نہ بنیں، ہماری وجہ سے کوئی تکلیف میں نہ آجائے، وہ اگرچہ ہمیں نہیں بول رہا مگر ہمیں خود سوچنا چاہیے کہ کہیں ہم بوجھ تو نہیں بن رہے۔ اس بات کا خاص خیال رکھا جائے۔

☆مہمان کو کھانا کھلانے میں جلدی کرو:

امام غزالی علیہ الرحمہ کیمیائے سعادت کے صفحہ نمبر 220 پر حضرت حاتم اصم علیہ الرحمہ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جلدی شیطان کا کام ہے مگر پانچ کاموں میں جلدی کرنی چاہیے۔

1......مردہ کی تجہیز میں

2......لڑکیوں کے نکاح میں

3......قرض ادا کرنے میں

4......گناہوں سے توبہ کرنے میں

5......مہمان کو کھانا کھلانے میں

معلوم ہوا کہ مہمان کو بھوکا زیادہ دیر نہ بٹھایا جائے بلکہ اس کو کھانا کھلانے میں جلدی کی جائے، نہ جانے کب سے اس نے کھانا نہ کھایا ہو، اسے کھانے کی حاجت ہو اور آپ اس کو باتوں میں لگا کر اس کی بھوک کا مزید امتحان لے رہے ہوں لہذا کوشش کرنی چاہیے کہ جیسے ہی کھانا تیار ہو جائے۔ جلد از جلد مہمان کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔

☆مہمان نوازی سے رزق میں برکت ہوتی ہے:

"**اَلْمُسْتَطْرَف فِیْ کُلِّ فَنٍّ مُسْتَطْرَف**" کے صفحہ نمبر 431 پر امام بہاؤ الدین محمد بن احمد مصری شافعی علیہ الرحمہ ایک بزرگ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: دسترخوان رزق آنے کا سبب ہے یعنی جو مہمان نوازی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر فراخی کرتا ہے۔

محترم حضرات! واقعی کسی نے سچ کہا کہ مہمان، مہمان نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتا ہے۔ اس کے آنے سے میزبان کے گھر میں، رزق میں اور اعمال میں خیر و برکت ہوتی ہے۔

☆مہمان کے ہاتھ بھی میزبان دھلائے:

"**اَلْمُسْتَطْرَف فِیْ کُلِّ فَنٍّ مُسْتَطْرَف**" کے صفحہ نمبر 436 پر حضرت امام بہاء الدین محمد بن احمد مصری شافعی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ امام شافعی علیہ الرحمہ اپنے استاد امام مالک علیہ الرحمہ کے مہمان بنے تو حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے خود اپنے ہاتھوں سے ان کے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور ان سے فرمایا: یہ دیکھ کر گھبراؤ نہیں بلکہ اس بات کو ذہن نشین کرلو کہ مہمان کی خدمت کرنا میزبان پر لازم ہے۔

☆ بھلائی سے محروم:

حدیث شریف = الترغیب والترہیب کے صفحہ نمبر 287 پر حدیث شریف نقل ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اس شخص کے اندر کوئی بھلائی نہیں، جو مہمان نوازی نہ کرتا ہو۔

محترم حضرات! اس حدیث پاک میں ان لوگوں کے لیے درس عبرت ہے جو مہمان کو دیکھ کر مونہہ بگاڑتے ہیں، خدمت تو دور کی بات، بس یہی دھن سوار ہوتی ہے کہ یہ مہمان یہاں سے کسی اور کے پاس چلا جائے۔ مرے دل سے کھانے کا پوچھیں گے اور مہمان شرما شرمی میں ایک بار منع کردے تو دوبارہ نہیں پوچھیں گے۔ موجودہ دور میں امیر سے زیادہ غریبوں میں مہمان نوازی کثرت

سے پائی جاتی ہے۔شہروں سے زیادہ گاؤں والوں میں مہمان نوازی کثرت سے پائی جاتی ہے۔ واقعی اسی مہمان نوازی کی برکت سے ان کے دسترخوان سجے رہتے ہیں۔ان کے رزق میں برکت ہی برکت ہوتی ہے اور جو مہمان نوازی نہیں کرتا، اس شخص کے اندر کوئی بھلائی نہیں، وہ بھلائی اور رحمت سے محروم رہ جاتا ہے۔ ہمارے آقا و مولا ﷺ کیسے مہمان نواز تھے کہ اگر گھر میں کچھ نہ ہوتا تو قرض لے کر بھی مہمان نوازی فرماتے۔

☆محبوب خدا ﷺ نے قرض لے کر مہمان نوازی کی:

امام غزالی علیہ الرحمہ کیمیائے سعادت کے صفحہ نمبر 218 پر نقل فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے غلام ابو رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا: فلاں یہودی سے کہو کہ مجھے آٹا قرض دے، میں رجب کے مہینے میں ادا کردوں گا کہ ایک مہمان میرے پاس آیا ہوا ہے۔ یہودی نے کہا، جب تک کچھ گروی نہیں رکھواؤ گے، نہ دوں گا۔

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں واپس آیا تو حضور ﷺ کی خدمت میں اس کا جواب عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: واللہ میں آسمان میں امین ہوں، زمین میں امین ہوں، اگر وہ دے دیتا تو میں ادا کردیتا۔اب میری وہ

زرہ لے جاؤ اور گروی رکھوادو۔ میں گیا اور زرہ گروی رکھوا کر لایا۔

☆صحابہ کرام علیہم الرضوان میں مہمان نوازی کا جذبہ:

مسلم شریف کتاب الاشربہ میں حدیث نمبر 5359 نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: میں فاقے کا شکار ہوں، نبی پاک ﷺ نے اپنی زوجہ محترمہ کو (کھانا بھجوانے) کا پیغام بھیجا تو انہوں نے جواب بھجوایا، اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے۔ میرے پاس صرف پانی ہے۔ نبی پاک ﷺ نے دوسری زوجہ محترمہ کو پیغام بھیجا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ یہاں تک کہ تمام ازواج نے یہی جواب بھجوایا کہ اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ہمراہ مبعوث فرمایا ہے۔ میرے پاس صرف پانی ہے۔

نبی پاک ﷺ نے (اپنے اصحاب سے) فرمایا: کون آج (اس شخص) کی مہمان نوازی کرے گا، اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا۔ ایک انصاری (حضرت ابو طلحہ) کھڑے ہوئے اور عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! میں۔ پھر وہ انصاری اس شخص کو لے کر اپنے گھر چلے گئے اور اپنی زوجہ سے دریافت کیا۔ کیا تمہارے

پاس (کھانے کے لیے) کچھ ہے۔ زوجہ (حضرت ام سلیم) کہنے لگی، صرف بچوں کے حصے کا کھانا ہے۔ وہ انصاری (حضرت ابوطلحہ اپنی زوجہ سے) بولے، تم انہیں کسی چیز سے بہلا دینا۔ جب ہمارا مہمان آئے تو چراغ بجھا دینا اور یوں ظاہر کرنا کہ جیسے ہم کھانا کھا رہے ہیں چنانچہ ان کی زوجہ نے ایسا ہی کیا، یہاں تک کہ مہمان نے کھانا کھالیا۔ اگلے دن وہ انصاری (حضرت ابوطلحہ) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کل کی تمہاری مہمان نوازی تمہارے رب کو بہت پسند آئی۔

محترم حضرات! اس حدیث پاک سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کی عطا سے اپنے درِ دولت میں جلوہ گر ہو کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی مہمان نوازی کو جان لیا اور ان کی اگلی رات کی مہمان نوازی پر رب کی رضا اور قبولیت کو بھی جان لیا۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ میں مہمان نوازی کا کیسا جذبہ تھا کہ پورا گھر بھوکا رہا مگر مہمان کو پیٹ بھر کر کھلایا اور ان کی زوجہ کا بھی جذبہ کتنا عظیم ہے کہ اف تک نہ کیا۔ اگر ان کی جگہ آج کل کی کوئی خاتون ہوتی تو شوہر سے کہتی کہ اتنا کیا کماتے ہو کہ مہمان کو بھی لے آتے ہو، ہم اور بچے بھوکے رہیں اور مہمان کھائے ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ تم اپنے مہمان کو

سنبھالو، میں بچوں کو لے کر اپنی ماں کے گھر جا رہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور ہماری گھر کی خواتین کو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا جیسا جذبہ نصیب فرمائے۔

اب آخر کی طرف چلتے ہیں اور آخر میں مہمان کے لیے ضروری باتیں اور آداب پیش کرتے ہیں جن کو ملحوظ خاطر رکھنا مہمان کے لیے ضروری ہیں جسے بہار شریعت میں مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ نے بیان کی ہیں۔

☆مہمان کے لیے چار ضروری باتیں:

بہار شریعت جلد 3 حصہ 16 کے صفحہ نمبر 394 (مطبوعہ المکتبۃ المدینہ کراچی) پر نقل ہے کہ مہمان کو چار باتیں ضروری ہیں:

1...... جہاں بٹھایا جائے وہیں بیٹھے۔

2...... جو کچھ اس کے سامنے پیش کیا جائے، اس پر خوش ہو، یہ نہ ہو کہ کہنے لگے، اس سے اچھا تو میں اپنے ہی گھر کھایا کرتا ہوں یا اسی قسم کے دوسرے الفاظ جیسا کہ آج کل اکثر دعوتوں میں لوگ آپس میں کہا کرتے ہیں۔

3......بغیر اجازت صاحب خانہ وہاں سے نہ اٹھے۔

4...... اور جب وہاں سے جائے تو اس کے لیے دعا کرے۔ میزبان کو

چاہیے کہ مہمان سے وقتاً فوقتاً کہے کہ اور کھاؤ مگر اس پر اصرار نہ کرے، کہ کہیں اصرار کی وجہ سے زیادہ نہ کھا جائے اور یہ اس کے لیے مضر ہو، میزبان کو بالکل خاموش نہ رہنا چاہیے اور یہ بھی نہ کرنا چاہیے کہ کھانا رکھ کر غائب ہو جائے بلکہ وہاں حاضر رہے اور مہمانوں کے سامنے خادم وغیرہ پر ناراض نہ ہو اور اگر صاحب وسعت ہو تو مہمان کی وجہ سے گھر والوں پر کھانے میں کمی نہ کرے۔

میزبان کو چاہیے کہ مہمان کی خاطر داری میں خود مشغول ہو، خادموں کے ذمہ اس کو نہ چھوڑے کہ یہ حضرت ابراہیم کی سنت ہے۔ اگر مہمان تھوڑے ہوں تو میزبان ان کے ساتھ کھانے پر بیٹھ جائے کہ یہی تقاضائے مروت ہے اور بہت سے مہمان ہوں تو ان کے ساتھ نہ بیٹھے بلکہ ان کی خدمت اور کھلانے میں مشغول ہو۔ مہمانوں کے ساتھ ایسے کو نہ بٹھائے جس کا بیٹھنا ان پر گراں ہو۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ رب کریم ہم سب کو مہمان نواز بنائے اور اتنا عطا فرمائے کہ ہم اس کے بندوں میں تقسیم کرتے رہیں اور ہر قسم کی تنگی اور محتاجی سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

غیبت ایک سنگین جرم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا-اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ حجرات سے آیت نمبر 12 کا کچھ حصہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات! ہمارا معاشرہ مختلف برائیوں میں گھرا ہوا ہے اور روز بروز ان برائیوں میں اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے اور اس کی نحوستیں پورے معاشرے پر پھیلتی جارہی ہیں۔ انہی معاشرتی برائیوں میں ایک مہلک برائی ہرسو پھیلی ہوئی ہے، ہماری کوئی نشست، ہمارا کوئی گھر، ہماری کوئی محفل اور ہماری کوئی گفتگو اس برائی سے خالی نہیں اور اس برائی کا نام غیبت ہے۔ ہمارا پورا معاشرہ اس برائی کے لپیٹ میں ہے، ماں باپ، بھائی بہن، میاں بیوی، ساس بہو، سسر داماد، نند بھاوج بلکہ اہل خانہ و خاندان نیز استاد و شاگرد، سیٹھ و نوکر، تاجر و گاہک، افسر و مزدور، مالدار و نادار، حاکم و محکوم، دنیا دار و دین دار، بوڑھا یا جوان الغرض تمام دینی و دنیوی شعبوں سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کی بھاری اکثریت اس وقت غیبت کی خوفناک آفت کی لپیٹ میں ہے۔

سب سے پہلے ہم غیبت کی تعریف سنتے ہیں کیونکہ جب کسی گناہ کے متعلق معلومات ہوگی تو ہم باآسانی اس سے بچ سکیں گے۔ آج ہماری اکثریت کو غیبت کی تعریف تک معلوم نہیں۔ وہ یہ کہہ کر غیبت کرتے ہیں کہ بھئی! اس میں ایسی بات ہے تبھی تو ہم بیان کررہے ہیں۔ جھوٹ تھوڑی بول رہے ہیں حالانکہ یہ شیطان کا دھوکہ ہے کیونکہ غیبت کہتے ہی اسے ہیں کہ انسان کے اندر موجود پوشیدہ عیب کو اس کی برائی کے طور پر بیان کیا جائے ورنہ اگر عیب نہ ہو تو پھر تہمت

کہلائے گی اور یہ مضمون حدیث شریف میں موجود ہے۔ آیئے حدیث شریف سنتے ہیں۔

☆غیبت کی برائی:

حدیث شریف = مشکوٰۃ المصابیح کتاب الادب میں حدیث نمبر 4828 نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ سب نے عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ ہی خوب جانیں۔ فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کا ناپسندیدہ ذکر کرنا۔ عرض کیا گیا: فرمایئے تو اگر میرے بھائی میں وہ عیب ہو، جو میں کہتا ہوں۔ فرمایا: اگر اس میں ہو جو تو کہتا ہے تو تو نے اس کی غیبت کی اور اگر اس میں وہ نہ ہو، جو تو کہتا ہے تو تو نے اس پر بہتان لگایا۔

اس حدیث پاک کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 6 کے صفحہ نمبر 456 پر فرماتے ہیں۔ کسی کے خفیہ عیب اس کے پیٹھ پیچھے بیان کرنا، عیب خواہ جسمانی ہو یا نفسانی، دنیاوی ہو یا دینی یا اس کی اولاد کے یا گھر کے خواہ زباں سے بیان کرو یا قلم سے یا اشارہ سے، غرض کسی طرح سے لوگوں کو سمجھا دو حتیٰ کہ کسی لنگڑے یا ہکلے کے پس پشت نقل کرنا لنگڑا کر چلنا ہکلا کر بولنا

سب کچھ غیبت سے ہے۔

سائل غیبت اور بہتان میں فرق نہ کر سکے، وہ سمجھے کہ کسی کو جھوٹا بہتان لگانا غیبت ہے۔ اس لیے انہوں نے یہ سوال کیا کیا وہ وما یکرہ کے لفظ سے دھوکہ کھا گئے۔

سبحان اللہ! کیا نفیس جواب ہے کہ غیبت سچے عیب بیان کرنے کو کہتے ہیں۔ بہتان جھوٹے عیب بیان کرنے کو، غیبت سچ ہوتی ہے مگر حرام ہے۔ اکثر گالیاں سچی ہوتی ہیں مگر بے حیائی اور حرام ہیں۔ سچ ہمیشہ حلال نہیں ہوتا، خلاصہ یہ ہے کہ غیبت ایک گناہ ہے بہتان دو گناہ۔

☆غیبت کیا ہے؟

اَلزَّوَاجِر عَنِ اقْتِرَافِ الْکَبَائِر جلد 2 کے صفحہ نمبر 19 پر نقل ہے۔ حضرت امام احمد بن حجر مکی علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں۔ انسان کے کسی ایسے عیب کا ذکر کرنا جو اس میں موجود ہو، غیبت کہلاتا ہے۔ اب وہ عیب چاہے، اس کے دین، دنیا، ذات، اخلاق، مال، اولاد، بیوی، خادم، غلام، عمامہ، لباس، حرکات وسکنات، مسکراہٹ، دیوانگی، ترش روئی اور خوش روئی وغیرہ کسی بھی ایسی چیز میں ہو جو اس کے متعلق ہو۔

جسمانیت میں غیبت کی مثالیں:

اندھا، لنگڑا، گنجا، ٹھگنا، لمبا، کالا اور زرد وغیرہ کہنا۔

دین میں غیبت کی مثالیں:

فاسق، چور، خائن، ظالم، نماز میں سستی کرنے والا اور والدین کا نافرمان وغیرہ کہنا۔

مزید آگے چل کر نقل فرماتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ غیبت میں کھجور کی سی مٹھاس اور شراب جیسی تیزی اور سرور ہے۔

محترم حضرات! اب احادیث کی روشنی میں غیبت کی تباہی سنتے ہیں تاکہ ہم اس گناہ سے بالکل دور رہیں اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈریں۔

☆ چہروں اور سینوں کو نوچنے والی قوم:

سنن ابوداؤد میں حدیث نمبر 4878 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے۔ میں شب معراج ایسی قوم کے پاس سے گزرا جو اپنے چہروں اور سینوں کو تانبے کے ناخنوں سے نوچ رہے تھے۔ میں نے پوچھا: اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ لوگوں کا گوشت کھاتے (یعنی غیبت کرتے) تھے اور ان کی عزت خراب کرتے تھے۔

☆سینوں سے لٹکے ہوئے لوگ:

شعب الایمان جلد 5 کے صفحہ نمبر 309 پر حدیث نمبر 6750 نقل ہے۔
نبی پاک ﷺ نے فرمایا: معراج کی رات میں ایسی عورتوں اور مردوں کے پاس سے گزرا جو اپنی چھاتیوں کے ساتھ لٹک رہے تھے۔ تو میں نے پوچھا۔ اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کی: یہ موںہہ پر عیب لگانے والے اور پیٹھ پیچھے برائی کرنے والے ہیں اور ان کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

القرآن: وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ

ترجمہ: خرابی ہے اس کے لیے جو لوگوں کے موںہہ پر عیب کرے، پیٹھ پیچھے بدی کرے (سورۃ الھمزہ، آیت 1)

☆پہلوؤں سے گوشت کاٹ کر کھلانے کا عذاب:

امام بیہقی علیہ الرحمہ دلائل النبوۃ جلد 2 کے صفحہ نمبر 393 پر حدیث نقل کرتے ہیں۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرور کونین ﷺ کا فرمان ہے: جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے پہلوؤں سے گوشت کاٹ کر خود ان کو ہی کھلایا جارہا تھا۔ انہیں کہا جاتا، کھاؤ، تم اپنے بھائیوں کا گوشت کھایا کرتے تھے۔ میں نے

پوچھا: اے جبرئیل یہ کون ہیں؟ عرض کی آقا! یہ لوگوں کی غیبت کیا کرتے تھے۔

☆غیبت زنا سے بھی سخت تر ہے:

شعب الایمان جلد 5 کے صفحہ نمبر 306 پر حدیث نمبر 6741 کا نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غیبت زنا سے سخت تر ہے۔ لوگوں نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! غیبت زنا سے زیادہ سخت کیوں کر ہے؟ فرمایا: مرد زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے اور غیبت کرنے والے کی مغفرت نہ ہوگی، جب تک وہ معاف نہ کردے جس کی غیبت کی ہے۔

☆یہ بدبو کیا ہے؟

مسند امام احمد بن حنبل جلد 5 کے صفحہ نمبر 309 پر حدیث نمبر 6750 نقل ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم سرور کائنات ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک بدبو اٹھی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جانتے ہو کہ یہ بدبو کیا ہے؟ یہ ان کی بدبو ہے جو مسلمانوں کی غیبت کرتے ہیں۔

☆ایمان کو کاٹنے والی چیز:

الترغیب والترہیب کتاب الادب جلد 3 کے صفحہ نمبر 405 پر حدیث نمبر

4362 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غیبت اور چغلی ایمان کو اسی طرح کاٹ دیتی ہے جس طرح چرواہا درخت کو کاٹ دیتا ہے۔

☆ قبر میں عذاب:

طبرانی معجم الاوسط جلد 2 صفحہ نمبر 35 پر حدیث نمبر 2413 نقل ہے۔ حضور ﷺ ایک قبر کے پاس تشریف لائے جس میں میت کو عذاب ہو رہا تھا تو ارشاد فرمایا: یہ لوگوں کا گوشت کھاتا (یعنی غیبت کرتا) تھا۔ پھر ایک تر ٹہنی منگوائی اور اسے قبر پر رکھ کر ارشاد فرمایا: امید ہے کہ جب تک یہ تر رہے گی، اس کے عذاب میں کمی رہے گی۔

☆ پست قد کہنا بھی غیبت ہے:

ابوداؤد شریف کتاب الادب میں حدیث نمبر 4875 نقل ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی۔ آپ کے لیے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی فلاں فلاں خوبیاں ہی کافی ہیں۔ بعض راویوں نے کہا یعنی ان کا پست قد ہونا۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر اسے سمندر میں گھولا جائے تو اسے بھی بدبودار کر دے۔ آپ رضی اللہ عنہا سے عرض کی: میں نے تو ایک انسان کی حکایت ہی بیان کی

ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں کسی انسان کی حکایت کو پسند نہیں کرتا، خواہ مجھے اتنا اتنا مال بھی ملے۔

☆ لمبے دامن والی کہنا بھی غیبت ہے:

موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا جلد 7 کے صفحہ نمبر 145 پر حدیث نمبر 216 نقل ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی پاک ﷺ کے پاس بیٹھی تھی، میں نے ایک عورت کے بارے میں کہا: یہ لمبے دامن والی ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو کچھ تیرے مونہہ میں ہے، نکال پھینک۔ تو میں نے مونہہ سے گوشت کا ٹکڑا نکال کر پھینکا۔

محترم حضرات! ان دونوں احادیث میں ہم سب کے لیے اصلاح کا پیغام ہے جو چھوٹے قد والے کو ٹھنگو، لمبے قد والے کو لمبو، بھاری بدن والے کو موٹو، کالے رنگ والے کو کالو، زبان میں لکنت والے کو ہکلا اور جس کی ایک آنکھ درست نہ ہو اسے کانا کہتے ہیں۔ یاد رہے یہ تمام الفاظ کسی کے پیٹھ پیچھے اس کے لیے استعمال کرنا غیبت ہے۔ یہاں ایک بات کہی جاتی ہے کہ مولانا صاحب! ہم تو سامنے بھی بولتے ہیں؟ یاد رہے سامنے سامنے کسی کے مونہہ پر اس کو ٹھنگو، لمبو، موٹو، کالو، کانا یا ہکلا کہنا اس کا دل دکھانا ہے اور مسلمان کا دل دکھانا کتنا بڑا گناہ

ہے، لہذا ہم سب کو چاہیے کہ نام لے کر گفتگو کریں تا کہ ہم غیبت جیسی مہلک بیماری سے بچ جائیں۔

☆غیبت کا وبال:

موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا جلد 4 کے صفحہ نمبر 340 پر حدیث نمبر 31 نقل ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ نے ایک دن لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا، جب تک میں اجازت نہ دوں، تم میں سے کوئی شخص افطار نہ کرے۔ لہذا لوگوں نے روزہ رکھا۔ یہاں تک کہ جب شام ہوئی تو ہر آدمی آتا اور عرض کرتا: یارسول اللہ ﷺ! میں پورا دن روزے سے رہا ہوں۔ لہذا مجھے افطار کرنے کی اجازت دیجیے۔ تو آپ ﷺ اسے اجازت عطا فرمادیتے۔ یہاں تک کہ ایک شخص آیا اور عرض گزار ہوا، یارسول اللہ ﷺ! میرے گھر والوں میں سے دو نوجوان لڑکیاں بھی ہیں، جنہوں نے روزہ رکھا ہے اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے سے شرماتی ہیں۔ آپ انہیں افطار کرنے کی اجازت عطا فرمادیجیے۔ حضور ﷺ نے اس سے چہرۂ اقدس پھیر لیا۔ وہ دوبارہ آیا مگر آپ ﷺ نے چہرۂ اقدس پھیر لیا۔ وہ پھر آیا تو آپ ﷺ نے اس سے رخ انور پھیرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ ان دونوں نے

روزہ رکھا ہی نہیں اور اس کا روزہ کیسے ہوسکتا ہے جو آج پورا دن لوگوں کا گوشت کھاتا (یعنی غیبت کرتا) رہا ہو؟ جاؤ اور انہیں حکم دو کہ اگر واقعی انہوں نے روزہ رکھا ہے، تو قے کریں۔ وہ آدمی واپس چلا گیا اور جا کر انہیں حضور ﷺ کا حکم سنایا۔ جب انہوں نے قے کی تو دونوں کی قے میں خون کا لوتھڑا نکلا۔ وہی شخص دوبارہ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور صورت حال بتائی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر یہ دونوں اپنے پیٹوں میں اس کو باقی رکھتیں تو ان دونوں کو جہنم کی آگ کھا جاتی۔

☆ غیبت نیکیوں کو کھا جاتی ہے:

الترغیب والترہیب، کتاب الادب جلد 3 کے صفحہ نمبر 406 پر حدیث نمبر 4364 نقل ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب بندے کے پاس اس کا کھلا ہوا نامۂ اعمال لایا جائے گا تو وہ عرض کرے گا، اے میرے رب! میں نے جو فلاں فلاں نیکیاں کی تھیں، وہ کہاں گئیں؟ میرے صحیفہ میں تو نہیں۔ تو رب کریم فرمائے گا، تو نے جو غیبتیں کی تھیں، اس وجہ سے مٹا دی گئی ہیں۔

☆ غیبت کا تائب آخر میں جنت میں جائے گا:

رسالۂ قشیریہ صفحہ نمبر 194 پر نقل ہے منقول ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ

علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ جو غیبت سے توبہ کر کے مرا وہ آخری شخص ہوگا جو جنت میں جائے گا اور جو غیبت پر اصرار کرتے ہوئے (یعنی غیبت پر قائم رہتے ہوئے) مرا وہ پہلا شخص ہوگا جو جہنم میں داخل ہوگا۔

☆غیبت سننے والا بھی غیبت کرنے والوں میں سے ہے:

احیاء العلوم جلد 3 کے صفحہ نمبر 180 پر امام غزالی علیہ الرحمہ حدیث پاک نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سننے والا بھی غیبت کرنے والوں میں سے ایک ہے۔

محترم حضرات! اگر کوئی آپ کے سامنے غیبت کرے اور آپ تعجب کے طور پر اسے سنیں تا کہ غیبت کرنے میں غیبت کرنے والے کا لطف دوبالا ہو حالانکہ سننے والا خاموش ہے لیکن وہ بھی غیبت کرنے والے کے ساتھ شریک ہے۔ اگر آپ بچنا چاہتے ہیں تو اس کو زبان سے روکیں، اگر وہ آپ کی بات نہ مانے تو آپ کسی اور بات میں مشغول ہو جائیں اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کم از کم دل میں برا جانیں اور اس پر لازم ہے کہ اس مجلس سے چلا جائے جبکہ کوئی مجبوری نہ ہو ورنہ معذور ہے اور یاد رہے کہ اگر زبان سے کہے، خاموش ہو جا جبکہ دل اس

کو پسند کر رہا ہو، یہ منافقت ہے۔

☆ قطب مدینہ علیہ الرحمہ کی مجلس:

آج کل جہاں عام لوگوں کی بیٹھک میں خوب غیبتیں ہوتی ہیں، وہاں دین دار لوگوں کی محفلیں بھی اس برائی کی زد میں ہیں۔ غیبت کرنے والا مزے سے غیبت کر رہا ہوتا ہے اور محفل میں موجود لوگ کھل کھلا کر ہنس رہے ہوتے ہیں اور اسی طرح سب کے سب غیبت جیسے گناہ میں شریک ہوتے ہیں مگر ہمارے اسلاف کا معاملہ بالکل اس کے برعکس تھا۔

حضور قطب مدینہ حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمہ کی مجلس میں کبھی دنیاوی گفتگو اور کسی کی غیبت نہیں ہوتی تھی۔ اگر کوئی آپ کی مجلس میں غیبت کرتا تو آپ فوراً زور زور سے درود پاک پڑھنا شروع کر دیتے، جس کے باعث وہ غیبت چھوڑ دیتا اور درود پاک پڑھنا شروع کر دیتا۔

محترم حضرات! اب آپ کی خدمت میں غیبت کے متعلق بزرگان دین کے ارشادات پیش کروں گا۔

☆ غیبت کرنے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی:

تنبیہ الغافلین کے صفحہ نمبر 95 پر حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی علیہ الرحمہ کا

ارشاد نقل ہے۔آپ فرماتے ہیں۔تین آدمیوں کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

1......جو مال حرام کھاتا ہو۔

2......جوکہ مسلمانوں سے حسد رکھتا ہو۔

3......جو بکثرت غیبت کرتا ہو۔

☆ غیبت کرنے والا اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے:

5......**تنبيه المغترين** کے صفحہ نمبر 197 پر نقل ہے۔حضرت بکر مزنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ لوگوں کے عیبوں کا وکیل بنا ہوا ہے (یعنی سب کی پولیں کھولتا اور غیبتیں کرتا پھرتا ہے) تو جان لو کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے اور اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر کا شکار ہے۔

☆غیبت گویا نیکیاں پھینکنے کی مشین ہے:

تنبیہ المغترین کے صفحہ نمبر 193 پر نقل ہے۔حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔غیبت کرنے والے کی مثال اس شخص جیسی ہے جو منجنیق (یعنی پتھر پھینکنے کی ہاتھ سے چلائی جانے والی پرانے دور کی مشین) کے ذریعے اپنی نیکیوں کو مشرق و مغرب ہر طرف پھینکتا ہے۔

☆جس کی غیبت کی جائے، وہ فائدے میں:

تنبیہ المغترین کے صفحہ نمبر 192 پر نقل ہے۔حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بندے کو قیامت کے دن جب اس کا نامۂ اعمال دیا جائے گا تو وہ اس میں ایسی نیکیاں دیکھے گا جو اس نے نہ کی ہوں گی۔عرض کرے گا: اے میرے رب! یہ میرے لیے کہاں سے آ گئیں؟ کہا جائے گا: یہ وہ نیکیاں ہیں جو لوگوں نے تمہاری غیبت کی تھی۔

☆غیبت کرنے والے کوتحفہ:

منہاج العابدین کے صفحہ نمبر 65 پر نقل ہے۔حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کو کسی نے کہا کہ فلاں نے آپ کی غیبت کی ہے تو آپ علیہ الرحمہ نے غیبت کرنے والے آدمی کو کھجوروں کا ایک تھال بھر کر روانہ کیا اور ساتھ ہی کہلا بھیجا کہ سنا ہے آپ نے مجھے اپنی نیکیاں ہدیہ کی ہیں تو میں نے ان کا بدلہ دینا بہتر جانا، اس لیے کھجوریں حاضر کی ہیں۔

☆غیبت ایمان میں فساد پیدا کرتی ہے:

کتاب الکبائر جلد دوم کے صفحہ نمبر 56 پر نقل ہے۔حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔غیبت بندۂ مومن کے ایمان میں اس سے بھی جلدی فساد پیدا کرتی ہے، جتنی جلدی آکلہ (یعنی اعضاء کو کھا جانے والی) بیماری اس کے جسم کو

خراب کرتی ہے۔مزید فرماتے ہیں۔اے ابن آدم! تم اس وقت تک ایمان کی حقیقت کونہیں پاسکتے، جب تک لوگوں کے ان عیوب کوتلاش کرنا ترک نہ کردو جو تمہارے اندر پائے جاتے ہیں۔

☆ عالم کی غیبت کرنے والا:

مکاشفۃ القلوب کے صفحہ نمبر 71 پر نقل ہے۔حضرت ابوحفص کبیر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔جس نے کسی فقیہ (عالم) کی غیبت کی تو قیامت کے روز اس کے چہرے پر لکھا ہوگا: یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہے۔

محترم حضرات! افسوس آج کل علماء کی بکثرت غیبت کی جاتی ہے،جس کو استنجا کرنانہیں آتا، اپنا نام لینا صحیح نہیں آتا، وہ بھی بڑے بڑے علماء کی غیبت کرتا ہے اور کہتا پھرتا ہے کہ ان مولویوں نے کیا کیا؟ انہوں نے تو مسلک کا بیڑا غرق کیا ہے؟ فلاں مولوی تو بڑا سست اور کاہل ہے، وہ تو جلسے میں عوام دیکھ کر پاگل ہوجاتا ہے، فلاں مولوی تو پیٹو ہے، پیسے کا بھوکا ہے، فلاں مولوی خواہ مخواہ اپنی علمیت سب کے سامنے جھاڑتا ہے۔ یہ تمام الفاظ غیبت میں شامل ہیں۔علمائے اہلسنت کے لیے ایسے الفاظ بولنا جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

اس سے بڑھ کر افسوس کی بات یہ ہے کہ اب گروہ بندی بڑھ گئی۔علمائے

اہلسنت میں سے ہم جسے پسند کرتے ہیں یا ہم جس کی تنظیم وتحریک میں ہیں تو اب دیگر علمائے اہلسنت کے خلاف غیبتوں کا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں کہ بھئی! جو کیا ہمارے قائد نے کیا، جو کام کیا ہمارے امیر اور راہنما نے کیا......فلاں مولوی اس نے دین ومسلک کو بیچ ڈالا (معاذ اللہ) یہ لوگ تو ناسور ہیں، ایسی ایسی باتیں کی جاتی ہیں۔ خدارا میرے مسلمانو! اپنے آپ کو غیبت جیسی برائی سے بچاؤ، ورنہ محشر میں ہمارا نامہ اعمال بالکل خالی ہوگا اور سر پر گناہوں کا گٹھڑا ہوگا۔

☆غیبت کب جائز ہے؟

1......مظلوم یعنی جس پر ظلم کیا گیا ہو، وہ ایسے شخص کو شکایت کرے جس کے متعلق اسے یقین ہو کہ وہ ظلم کو ختم یا کم کر سکتا ہے۔

2......کسی شخص کو برے کام سے روکنے کے لیے مدد طلب کرتے ہوئے ایسے شخص سے تذکرہ کرنا جس کے متعلق برائی مٹانے کی قدرت کا یقین ہو۔ مثلا اصلاح کی نیت سے بتانا کہ فلاں اس برائی میں ملوث ہے، آپ اسے سمجھایئے جبکہ وہ اعلانیہ گناہ کرتا ہو وگرنہ ایسا کرنا غیبت ہے جو کہ حرام ہے۔

3......مسلمانوں کو فتنے اور شر سے بچانے کے لیے کسی شر پسند کا نام لے کر تذکرہ کرنا تا کہ لوگ اس کے فتنے اور شر سے بچیں مثلا بد مذہب، بدعقیدہ اور گمراہ

شخص جو اپنی تحریروں اور تقریروں سے مسلمانوں کو گمراہ کرتا ہو، شر پھیلاتا ہو، اس کا بھی ذکر کرنا غیبت نہیں۔ اسی طرح کسی کی بہن بیٹی کے لیے کسی ایسے شخص نے رشتہ بھیجا جو شراب پیتا ہے، جوا کھیلتا ہے اور آپ سے لڑکی والے پوچھنے کے لیے آئیں تو لڑکی والوں کو لڑکے کے ان افعال سے آگاہ کرنا بھی غیبت نہیں۔

محترم حضرات! اس پورے بیان میں آپ نے احادیث اور بزرگانِ دین کے ارشادات غیبت کے متعلق سنے۔ اس کا نچوڑ یہ نکلا کہ غیبت سود سے بڑھ کر ہے، غیبت زنا سے بڑھ کر ہے، غیبت کرنے والے دوزخ میں مردار کھا رہے تھے۔ غیبت کرنے والے دوزخ میں اپنے چہروں اور سینوں کو تانبے کے ناخنوں سے نوچ رہے تھے۔ غیبت کرنے والے دوزخ میں اپنی چھاتیوں کے ساتھ لٹک رہے تھے۔ غیبت کو سمندر کے پانی میں ڈال دیا جائے تو اسے بھی بدبودار کر دے، غیبت کرنے والوں کی فضا بدبودار تھی، غیبت کرنے والوں کو قبر میں شدید عذاب دیا جا رہا تھا، غیبت ایمان کو ایسے کاٹ دیتی ہے جیسے چرواہا درخت کو کاٹ دیتا ہے، غیبت نیکیوں کو کھا جاتی ہے، غیبت کرنے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی، غیبت کرنے والا اللہ کا دشمن ہے، غیبت ایمان میں فساد پیدا کرتی ہے اور غیبت سننے والا بھی انہی عذاب کا حق دار ہے۔

محترم حضرات! آیئے ہم سب مل کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کریں

اور جن کی غیبت ہم نے کی، ہو سکے تو ان سے معافی مانگ لیں اور آئندہ اس گناہ سے دور رہیں ورنہ صرف تباہی ہی تباہی ہے۔ اے ہمارے رب! تو ہمیں ہر گناہ سے خصوصاً غیبت سے محفوظ فرما اور گناہوں سے بچنے میں ہماری غیب سے مدد فرما۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيۡنَآ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ

گستاخ رسول کی

شرعی سزا

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْا اَوْ یُصَلَّبُوْا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْہِمْ وَ اَرْجُلُھُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ-ذٰلِکَ لَھُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ مائدہ سے آیت نمبر 33

تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ بات ہر مسلمان جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات اور اس میں موجود ہر شے کو اپنے حبیب ﷺ کے لیے پیدا فرمایا اور بندوں کو اپنے حبیب ﷺ پر ایمان لانے اور ان کی تعظیم و تکریم کرنے کا اور بے ادبی سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو انبیاء کرام علیہم السلام کی بے ادبی سخت ناپسند ہے۔ مخلوق میں کوئی شخص خواہ وہ کتنا ہی عابد و زاہد ہو، اگر وہ انبیاء کرام علیہم السلام کا بے ادب ہے تو اس کی عبادت اور ریاضت اس کے مونہہ پر دے ماری جاتی ہے۔ قرآن مجید گواہ ہے شیطان کتنا بڑا عابد و عالم تھا، لاکھوں برس کی عبادت اس کے پاس تھی مگر اللہ تعالیٰ کے نبی کی بے ادبی نے پل بھر میں اسے عابد و عالم سے شیطان مردود بنا دیا۔ اسی طرح سورۂ قلم اور سورۂ لہب گواہ ہیں، اللہ تعالیٰ نے گستاخ رسول پر کتنا جلال فرمایا اور کس طرح ان کی مذمت فرمائی۔

محترم حضرات! یاد رہے نبی پاک ﷺ کی شان میں ذرہ برابر بھی بے ادبی اور گستاخی بہت بڑا جرم ہے اور ایسے مجرم کی سزا صرف اور صرف سزائے موت

ہے۔آیئے گستاخ رسول کی شرعی سزا کے متعلق سب سے پہلے قرآن مجید سے دلائل پیش کرتا ہوں۔

☆ گستاخ رسول کی سزا قرآن سے:

سورۂ مائدہ پارہ 6 کی آیت نمبر 33 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

القرآن: اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیۡنَ یُحَارِبُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ یَسۡعَوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ فَسَادًا اَنۡ یُّقَتَّلُوۡۤا اَوۡ یُصَلَّبُوۡۤا اَوۡ تُقَطَّعَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَ اَرۡجُلُہُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ اَوۡ یُنۡفَوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ-ذٰلِکَ لَہُمۡ خِزۡیٌ فِی الدُّنۡیَا وَلَہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ

ترجمہ: جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے پھرتے ہیں، ان کی سزا یہی ہے کہ وہ چن چن کر قتل کئے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں مخالف طرفوں سے کاٹے جائیں یا وہ (وطن کی) زمین سے نکال دیئے جائیں۔ یہ ان کی رسوائی دنیا میں ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

محترم حضرات! آپ نے قرآنی آیت اوراس کا ترجمہ سنا،اس آیت میں فسادی کی سزاسزائے موت بیان کی گئی لہذا معلوم ہوا کہ جب فسادی کی سزا قتل ہے تو پھر گستاخ رسول سے بڑھ کرکون فسادی ہوگا لہذا توہین رسالت کا مرتکب بھی واجب القتل ہے۔

☆ گستاخ رسول کی سزا حدیث میں:

بڑی سادگی سے محبت بھرے لہجے میں میڈیا پر کچھ لوگ یہ بات کہہ دیتے ہیں کہ حضور ﷺ رحمۃ للعالمین بن کر تشریف لائے، آپ ﷺ نے تو اپنے دشمنوں کو بھی معاف کر دیا لہذا گستاخ رسول کو بھی ہمیں معاف کر دینا چاہیے؟

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ حضور ﷺ کی ذات اس کائنات میں رحمت بن کر تشریف لائی، جنہوں نے فتح مکہ کے موقع پر اپنے سخت سے سخت مخالفین کے بھی عام معافی کا اعلان کیا مگر اپنی شان میں گستاخی کرنے والوں کو معاف نہیں کیا، احادیث کی روشنی میں دلائل سنیے۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے گستاخ کو قتل کرنے کا حکم دیا:

مسلم شریف کتاب الحج میں حدیث نمبر 3312 نقل ہے۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال جب حضور ﷺ مکہ

میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنے سرانور پر خود (آہنی ٹوپی) پہن رکھی تھی، جب آپ نے اسے اتارا تو ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ! ابن خطل (گستاخ) کعبۃ اللہ کے پردوں سے چمٹا ہوا ہے تو آپ ﷺ نے حکم دیا، اسے قتل کردو۔

☆ کعب بن اشرف (گستاخ) کو قتل کرنے کا حکم:

بخاری شریف کتاب الجہاد (مترجم) جلد 2 کے صفحہ نمبر 153 پر حدیث نمبر 281 نقل ہے۔ حضرت جابر بن رضی اللہ عنہ عبداللہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کعب بن اشرف (یہودی) کو کون قتل کرے گا کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت (تکلیف) دی ہے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ پسند فرماتے ہیں کہ میں اس کو قتل کردوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! وہ کعب بن اشرف کے پاس گئے، بہت دیر تک اس کے ساتھ محو گفتگو رہے حتیٰ کہ اس پر قادر ہوگئے اور اس (گستاخ رسول) کو قتل کردیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ گستاخ رسول اگر کافر بھی ہو تو اس کی سزا بھی قتل ہے۔

☆ گستاخ رسول کا خون رائیگاں گیا:

سنن ابو داوٴد کتاب الحدود میں حدیث نمبر 4361 نقل ہے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک نابینا صحابی کے بچوں کی ماں تھی جو حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی۔ صحابی منع کرتے مگر باز نہ آتی، ڈانٹ ڈپٹ کرتے، تب بھی نہ رکتی۔ ایک رات اس نے شان رسالت میں گستاخی کی پس صحابی نے خنجر لے کر اس کے پیٹ پر رکھا اور دباوٴ ڈال کر اسے قتل کر دیا، صبح کے وقت نبی کریم ﷺ سے اس بات کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا۔ میں ایسا کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں اور اپنے حق کی جو میرا اس پر ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے پس نابینا صحابی کھڑے ہو گئے، لوگوں کے سامنے جا بیٹھے عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں اس کا مالک تھا، وہ آپ ﷺ کی شان میں بکواس کرتی تھی۔ میں منع کرتا تو باز نہ آتی تھی۔ ڈانٹ ڈپٹ کرتا تب بھی نہ رکتی۔ میرے اس سے دو موتی جیسے بیٹے ہیں اور وہ میری غمخوار تھی۔ گزشتہ رات جب وہ آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے لگی تو میں نے خنجر لے کر اس کے پیٹ پر رکھ دیا اور اس پر دباوٴ ڈال کر اسے قتل کر دیا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا، لوگو! گواہ رہنا کہ اس کا خون رائیگاں گیا۔

☆ ابورافع کو قتل کرنے کے لیے صحابہ کو بھیجا:

بخاری شریف (مترجم) کتاب المغازی میں حدیث نمبر 1216 نقل ہے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ابورافع (گستاخ رسول) یہودی کے قتل کے لیے چند انصاری صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھیجا اور حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر فرمایا۔ ابورافع، حضور ﷺ کو تکلیف دیا کرتا تھا، وہ حجاز میں اپنے قلعے کے اندر رہتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ گئے اور قلعے کے اندر اکیلے داخل ہو کر قلعے کے سارے دروازے اندر سے بند کر کے ابورافع کو قتل کر دیا۔ واپسی میں آپ گر پڑے جس کی وجہ سے پنڈلی ٹوٹ گئی۔

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس کی اطلاع دی تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اپنا پاؤں پھیلاؤ۔ میں نے اپنا پاؤں پھیلایا تو آپ ﷺ نے میرے پاؤں پر اپنا دست مبارک پھیرا جس سے پاؤں ایسے ہو گیا جیسے کبھی اس میں تکلیف ہوئی ہی نہ تھی۔

☆ گستاخ عورت کو قتل کرنے کا حکم حضور ﷺ نے دیا:

الصارم المسلول کے صفحہ نمبر 163 پر نقل ہے۔ ایک عورت حضور ﷺ کی

شان میں گستاخی کیا کرتی تھی۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری دشمن کی خبر کون لے گا؟ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس (گستاخ) عورت کو قتل کر دیا۔

☆مشرکین میں سے ایک گستاخ کو قتل کرنے کا حکم حضور ﷺ نے دیا:

الصارم المسلول کے صفحہ نمبر 177 پر نقل ہے۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مشرکین میں سے ایک آدمی نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو حضور ﷺ نے فرمایا: میرے اس دشمن کی کون خبر لے گا؟ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، عرض کرنے لگے: یارسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں۔حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا سامان حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔

☆ گستاخ کے خلاف حضور ﷺ کی دعا:

امام ابونعیم اصفہانی علیہ الرحمہ دلائل النبوت میں نقل فرماتے ہیں کہ اعلان نبوت سے پہلے حضور ﷺ کی دو بیٹیاں جو کہ ابولہب کے دو بیٹے عتبہ اور عتیبہ کے نکاح میں تھیں جس وقت حضور ﷺ نے توحید کی دعوت شروع کی تو ابولہب نے اپنے دو بیٹوں سے کہا۔میرا تم دونوں بیٹوں سے ملنا حرام ہے۔جب تک

محمد (ﷺ) کی بیٹیوں کو طلاق نہ دے دو۔ چنانچہ دونوں نے طلاق دے دی اور عتیبہ تو جہالت میں اس قدر آگے بڑھ گیا کہ ایک دن حضور ﷺ کے سامنے آ کر شان رسالت کی گستاخی کرتے ہوئے آپ ﷺ کی طرف تھوکا جو آپ ﷺ پر نہیں پڑا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: خدایا اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط فرما۔

اس کے بعد عتیبہ ابولہب کے ساتھ ملک شام روانہ ہو گیا۔ دوران سفر ایک ایسی جگہ پڑاؤ کیا جہاں مقامی لوگوں نے بتایا کہ رات کو درندے آتے ہیں۔ یہ سن کر ابولہب نے اپنے ساتھی اہل قریش سے کہا کہ میرے بیٹے کی حفاظت کا کچھ انتظام کرو کیونکہ مجھے محمد (ﷺ) کی (عتیبہ کے خلاف) دعا کا خوف ہے۔ اس قافلے نے عتیبہ کے گرد ہر طرف اپنے اونٹ بٹھا دیئے اور سو گئے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ رات کے وقت ایک شیر آیا اور اونٹوں کے حلقے میں سے گزر کر اس نے عتیبہ کو پھاڑ کھایا۔

محترم حضرات! آپ نے احادیث سنیں، نبی پاک ﷺ نے سب کو معاف فرما دیا مگر اپنے گستاخ کو معاف نہیں کیا بلکہ جماعت صحابہ سے فرمایا، کون ہے جو اس گستاخ کو قتل کرے؟ حرم کعبہ جہاں جانور کو بھی تکلیف دینے کی ممانعت ہے مگر گستاخ رسول ابن خطل کو وہاں بھی قتل کرنے کا حکم دیا لہذا معلوم

ہوا کہ گستاخ رسول کی سزا قتل خود نبی پاک ﷺ نے تجویز فرمائی ہے۔اب اس سزا کو کوئی ختم نہیں کرسکتا۔ یہی نہیں بلکہ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے گستاخ رسول کو قتل کروایا اورانہوں نے بھی یہی سزا رکھی۔

☆ گستاخ رسول کی سزا خلفائے راشدین علیہم الرضوان کی نظر میں:

ابو داؤد شریف (مترجم) کتاب الحدود میں حدیث نمبر 958 نقل ہے۔
حضرت ابو بزرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ کے پاس تھا۔آپ کسی شخص سے ناراض ہوئے تو وہ بھی جواباً بدکلامی کرنے لگا۔ میں نے عرض کی: اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! مجھے اجازت دیں۔ میں اس کی گردن اڑادوں گا۔میرے ان الفاظ کو سن کر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سارا غصہ ختم ہوگیا۔

آپ وہاں سے کھڑے ہوئے اور گھر چلے گئے۔گھر جا کر مجھے بلوایا اور فرمانے لگے۔ابھی تھوڑی دیر پہلے تم نے مجھے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا: کہا تھا کہ آپ مجھے اجازت دیں، میں اس بے ادب کی گردن اڑادوں گا۔(یہ سن کر) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ اگر میں تم کو حکم دیتا تو تم یہ کام

کرتے؟ میں نے عرض کی۔ اگر آپ حکم فرماتے تو میں ضرور اس کی گردن اڑا دیتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، اللہ تعالیٰ کی قسم! رسول پاک ﷺ کے بعد کسی کے لیے نہیں کہ اس سے بدکلامی کرنے والے کی گردن اڑا دی جائے یعنی رسول پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کی ہی گردن اڑائی جائے گی۔

2۔فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

جواہر البحار جلد 3 کے صفحہ نمبر 240 اور الصارم المسلول کے صفحہ نمبر 195 پر نقل ہے۔ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ایسے آدمی کو لایا گیا جس نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی تھی تو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا پھر ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ یا کسی نبی کو گالی دے تو اسے قتل کر دو۔

3۔مولا علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

☆ امام عبدالرزاق علیہ الرحمہ اپنی مصنف کی جلد 5 کے صفحہ نمبر 306 پر نقل فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص حضور ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرے، اسے قتل کر دیا جائے گا۔

☆ کتاب الشفاء جلد 2 کے صفحہ نمبر 122 پر نقل ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کسی نبی کو گالی دے، اسے قتل کر دو اور جو میرے صحابہ کو گالی دے، اسے کوڑے مارو۔

☆ گستاخ رسول کی سزا صحابہ کرام علیہم الرضوان کی نظر میں:

1۔ عصماء بنت مروان (گستاخ رسول) کا قتل:

الصارم المسلول کے صفحہ نمبر 130 پر نقل ہے۔ عصماء بنت مروان نبی پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی۔ چنانچہ ایک رات صحابی رسول حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ نے اس کے گھر میں داخل ہو کر اس کو قتل کر دیا۔ صبح نماز فجر میں جب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے اردگرد دیکھا پھر فرمایا: اگر تم ایسے شخص کو دیکھنا پسند کرتے ہو جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی غیبی مدد کی ہے، تو عمیر بن عدی کو دیکھ لو۔

☆ ابو عکف (گستاخ) کا قتل:

الصارم المسلول کے صفحہ نمبر 138 پر نقل ہے کہ بنی عمرو بن عوف کا ایک شیخ

جسے ابوعکف کہتے تھے، وہ نہایت بوڑھا آدمی تھا۔اس کی عمرایک سوبیس سال تھی جس وقت رسول پاک ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہ بوڑھا لوگوں کو آپ ﷺ کی عداوت پر بھڑکاتا تھااور مسلمان نہیں ہوا تھا۔

حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے نذر مان لی کہ میں ابوعفک کو قتل کروں گا یا اسے قتل کرتے ہوئے خود مرجاؤں گا۔موسم گرما کی ایک رات ابوعکف قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے صحن میں سویا ہوا تھا۔حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ اس کی طرف آئے اور تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا۔

☆ابوجہل کا قتل:

بخاری شریف، کتاب فرض الخمس میں نقل ہے۔حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بدر کی لڑائی میں، میں صف کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔میں نے جب دائیں بائیں جانب دیکھا تو میرے دونوں طرف قبیلہ انصار کے دونوعمر لڑکے تھے۔میں نے آواز کی، کاش میں ان سے زبردست زیادہ عمر والوں کے درمیان میں ہوتا۔اتنے میں ایک نے میری طرف اشارہ کیا اور پوچھا: اے چچا! کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا: ہاں بھتیجے۔لیکن تمہیں اس سے کیا کام ہے؟ لڑکے نے جواب دیا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ رسول پاک ﷺ کو گالیاں دیتا ہے۔اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر وہ مجھے

مل گیا تو اس وقت میں اس سے جدا نہیں ہوگا۔ جب تک کہ اسے قتل نہ کر دوں یا پھر میں قتل ہو جاؤں۔

مشہور شاعر حفیظ جالندھری اس کو یوں قلم بند کرتا ہے۔

قسم کھائی ہے مرجائیں گے یا ماریں گے اس ناری کو
سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوب باری کو

☆حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور گستاخ رسول:

جواہر البحار جلد 3 کے صفحہ نمبر 241 پر نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک (عیسائی) راہب گزرا جس کے بارے میں لوگوں نے کہا کہ یہ نبی پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں اس سے گستاخانہ کلمات سن لیتا تو اس کی گردن اڑا دیتا۔

ادنیٰ سے بھی ادنیٰ ہو مسلمان تو اس سے
برداشت نہ ہو پائے گی توہین رسالت
ناموس رسالت پر نہ ہو جو مرنے کی خواہش
بیکار ہے بیکار ہے ہر ایک عبادت

☆حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ اور گستاخ رسول:

تفسیر صاوی جلد اول کے صفحہ نمبر 47 اور تفسیر خازن جلد اول کے صفحہ نمبر 72 پر نقل ہے۔ حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ نے یہود سے فرمایا کہ اگر تم نے دوبارہ بارگاہ رسالت میں ''راعنا'' کا لفظ بولا تو میں تمہیں قتل کر دوں گا (کیونکہ اس لفظ میں توہین رسالت کا شبہ پایا جاتا ہے)

آؤ کہ کریں آج سے ہم سب یہ تہیہ
گستاخ نبی کیفر کردار تک پہنچے
الجھے گا جو عشاق سے مٹ جائے گا آخر
آواز مری دشمن سرکار کو پہنچے

محترم حضرات! آپ نے احادیث اور مستند کتابوں کی روشنی میں سنا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان ایک لمحہ بھی گستاخ رسول کو برداشت نہ کرتے تھے۔ ان کے نزدیک گستاخ رسول کی سزا صرف اور صرف موت تھی۔ وہ گستاخ رسول کے ناپاک وجود کو زمین سے ختم کرنا چاہتے تھے۔ ان کے نزدیک گستاخ چاہے مسلمان ہو یا کافر، یہودی ہو یا عیسائی کسی بھی مذہب سے اس کا تعلق ہو، سزا اس کی صرف اور صرف موت ہے۔

☆ کیا ہم سب ہتھیار اٹھا کر گستاخ کو قتل کر سکتے ہیں:

یاد رہے ہر آدمی ہتھیار اٹھا کر گستاخ رسول کو قتل نہیں کرسکتا بلکہ یہ ریاست کا کام ہے کہ وہ گستاخ رسول کو گرفتار کر کے اسے سزائے موت دے ہاں البتہ اگر ریاست گستاخ رسول کو گرفتار نہ کرے اور وہ آزاد اور بے باک ہو کر گستاخیاں کر رہا ہو، کوئی پولیس، کوئی عدالت ایکشن نہ لے، ایسی صورت میں اگر کوئی عاشق رسول غلبۂ عشق رسول میں ہتھیار اٹھا کر گستاخ کا کام تمام کر دے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں لہذا ایسی صورت حال میں اس عاشق رسول کو سزا نہیں دی جائے گی بلکہ اس کے اقدام کو سراہا جائے گا۔

☆ کیا گستاخ کی توبہ قبول کی جائے گی:

اس بات پر علمائے اسلام کا اجماع ہے کہ اگر گستاخ رسول گستاخی کے بعد توبہ کر بھی لے پھر بھی اسے قتل ضرور کیا جائے گا۔

1۔ النہر الفائق شرح کنز الدقائق تیسری جلد کے صفحہ نمبر 253 پر امام سراج الدین ابراہیم بن نجیم حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ اگر کوئی شخص حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے کی وجہ سے مرتد ہوا، اگر ایسا شخص توبہ بھی کر لے تو بھی اسے قتل کر دیا جائے گا اور قتل کو ساقط کرنے میں اس کی توبہ قبول نہ ہو گی۔ خواہ وہ

توبہ کر کے آئے یا اس کی توبہ پر شہادت موجود ہو، باقی امور میں وجۂ کفر کوئی اور شے بن رہی ہو تو توبہ کا مسئلہ دیگر ہے، اہانت رسالت میں نہیں۔

2۔ بحر الرائق جلد 5 کے صفحہ نمبر 125 پر حضرت شیخ زین الدین ابن نجیم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ہر وہ شخص جو رسول پاک ﷺ سے دلی بغض رکھے، وہ مرتد ہوگا۔ اس لیے آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا بدرجہ اولیٰ مرتد ہوگا لہذا ایسے شخص کو قتل کر دیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہ ہوگی، جس کی وجہ سے قتل کو ساقط کیا جا سکے۔ یہی اہل کوفہ (احناف) اور امام مالک علیہ الرحمہ کا مسلک ہے۔

3۔ قاضی صاحب مالابد کے صفحہ نمبر 126 پر فرماتے ہیں: جو ملعون حضور ﷺ کی ذات عالیہ کی شان میں بکواس کرے یا اہانت کا مرتکب ہو یا دینی امور میں سے کسی امر کا یا حضور ﷺ کے حلیہ مبارک میں سے کسی عضو کا یا آپ ﷺ کے اوصاف میں کسی وصف کا عیب نکالے، ایسا کرنے والا خواہ مسلمان تھا یا ذمی کافر یا حربی، اگرچہ یہ سب کچھ اس نے مذاق میں کیا، وہ واجب القتل ہے اور اس کی توبہ بھی قبول نہ ہوگی۔ اس پر تمام اُمّت کا اتفاق ہے۔

4۔ امام خیر الدین رملی علیہ الرحمہ فتاویٰ خیریہ کے صفحہ نمبر 103 پر لکھتے ہیں جو حضور ﷺ کے لیے نازیبا کلمات کہتا ہے، وہ مرتد ہے اور اس کا حکم مرتدین کا

حکم ہے(یعنی قتل کیا جانا)اس کی توبہ اصلاً قبول نہ ہوگی۔

5۔ احکام القرآن میں امام ابوبکر احمد بن علی الرازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔حضرت لیث نے ایسے مسلمان کے بارے میں فرمایا جو نبی پاک ﷺ کو گالی دیتا ہے، بے شک اس (نام نہاد مسلمان) سے نہ مناظرہ کیا جائے، نہ اسے مہلت دی جائے اور نہ ہی اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے اور اسے اسی مقام پر ہی قتل کیا جائے (یعنی فوراً قتل کیا جائے گا) اور یہی حکم توہین رسالت کرنے والے یہودی ونصرانی کا ہے۔

☆قتل ہی کیا جائے گا تو پھر توبہ کا کیا فائدہ:

سب سے پہلی بات گستاخ رسول اگر غیر مسلم ہے تو اس کو اس کی توبہ کا کوئی فائدہ نہ ہوگا اور اگر کوئی مسلمان گستاخی سے توبہ کرلے تو اس کو سزائے موت دینے کے بعد اس کی سچی توبہ کی وجہ سے اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، اس طرح وہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں جلنے سے بچ جائے گا۔

اگر کسی گستاخ رسول نے توبہ نہ کی اور اپنی گستاخی پر اڑا رہا اور وہ مسلمان تھا تو اب اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی، وہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں جلے گا۔

☆صرف گستاخ کی توبہ پر کیوں زور دیا جاتا ہے:

ہمارے معاشرے میں اگر کوئی بڑا جرم کرے مثلاً کسی کو ناحق قتل کردے

اور قتل کرنے کے بعد کہے کہ میں توبہ کرتا ہوں، مجھ سے غلطی ہوگئی، میں اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہوں لہذا مجھے چھوڑ دیا جائے، کیا پولیس یا عدالت اسے چھوڑ دے گی؟

ہرگز نہیں چھوڑے گی کیونکہ یہ تو تماشا بن جائے گا، ہر جرم کرنے والا تھانے اور عدالت میں آ کر توبہ اور معافی مانگ کر چھوٹ جائے گا۔ یہی معاملہ گستاخ رسول کا ہے۔ اگر گستاخ رسول کو توبہ پر چھوڑ دیا جائے تو پھر تماشا بن جائے گا۔ گلی گلی، ملک ملک، شہر شہر گستاخیاں ہوں گی اور جب ان کو گرفتار کیا جائے گا تو گستاخ رسول کہے گا، میں توبہ کرتا ہوں۔ میں معافی مانگتا ہوں، مجھ سے غلطی ہوگئی لہذا ہمیں اور آپ کو اور نہ ہی ریاست کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ گستاخ رسول کی توبہ پر اسے رہا کر دے یا اسے پناہ دے۔

محترم حضرات! آپ نے قرآن مجید، احادیث رسول، خلفائے راشدین اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ارشادات کی روشنی میں جان لیا کہ گستاخ رسول کی سزا صرف اور صرف سزائے موت ہے اور یہ کسی عام آدمی کا بنایا ہوا قانون نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا بنایا ہوا قانون ہے اور اس قانون کو ہمارے آئین پاکستان میں 295/C کے نام سے شامل کیا گیا ہے جو کہ قرآن وسنت کے مطابق ہے اور اس قانون میں صرف نبی پاک ﷺ ہی نہیں بلکہ دیگر انبیاء مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام،

حضرت عزیر علیہ السلام اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرنے والے کی سزا 295/C کے مطابق صرف اور صرف سزائے موت ہے اور اس میں کسی کی تخصیص نہیں، چاہے مسلمان ہو یا کافر، یہودی ہو یا عیسائی، سکھ ہو یا پارسی، بدھ مت ہو یا لا دین، سب کی سزا صرف اور صرف سزائے موت ہے۔

آخر میں ایک اور اعتراض کا جواب دیتا چلوں کہ مسیحی قائدین کا کہنا ہے کہ 295/C صرف غیر مسلموں یا صرف مسیحی اقلیت کو نشانہ بنانے کے لیے بنایا گیا ہے؟

تحقیق کے مطابق جب سے یہ قانون بنا ہے، پچھلے بیس برسوں کے دوران توہین رسالت اور توہین قرآن کے الزام میں سات سو سے زائد مقدمات درج ہو چکے ہیں، جن میں سے آدھے سے زیادہ مقدمات مسلمانوں نے مسلمانوں کے خلاف درج کروائے ہیں لہذا یہ دعویٰ غلط ہے کہ 295/C کا نشانہ صرف غیر مسلم یا مسیحی بنتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو ہر قسم کی گستاخی اور بے ادبی سے محفوظ فرمائے اور بے ادبوں کے شر سے ہمیں، ہماری اولاد اور نسلوں کو محفوظ فرمائے۔

آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

نعت خوانی اور
اس کے تقاضے

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۃ الم نشرح سے آیت نمبر 4 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رسول اللہ ﷺ سے محبت سرمایۂ اہل ایمان ہے اور محبت کا بے پناہ اظہار،

محبوب ﷺ کی یاد میں تڑپنا اور مچلنا، ان کے حسن وسیرت کا بیان، ان کے معجزات وصفات کا بیان، ان کے بے مثل حلیہ کا بیان فطری امر ہے۔یہی وجہ ہے کہ دنیا کے ہر ہر گوشے میں سرکار کریم ﷺ کے چاہنے والوں کی کثرت ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

افریقہ میں جا کے دیکھا دیکھا ہندوستان
اسپین عرب امریکہ دیکھا دیکھا پاکستان
تیرے عاشق ہر جانب ہیں چین ہو یا جاپان
میرے آقا شان والے میں تیرے قربان

رسول اللہ ﷺ کی شان وعظمت بیان کرنے کو مختلف نام دیئے گئے ہیں جن میں عموماً تعریف، مدح ثناء، تحمید، توصیف، شکر اور نعت کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ لیکن کثرت کے ساتھ جو اصطلاح تعریف وتوصیف مصطفی ﷺ میں استعمال ہوئی ہے، وہ نعت ہے۔

نعت کیا ہے؟

تاج العروس میں علامہ زبیدی حنفی لکھتے ہیں:

''نعت کے مادہ ن، ع اور ت ہے۔ یہ لفظ جب باب ''فتح یفتح'' سے آئے

تو اس کے معنی وصف کے ہوتی ہیں‘‘

لسان العرب میں ابن منظور نے نعت کا معنی کسی ذات کا اپنی جنس کی دیگر انواع سے افضل ہونا لکھا ہے۔

سنن دارمی نے ’’کیف تجد نعت رسول اللہ ﷺ فی التوارۃ‘‘ لکھ کر لفظ نعت کو حضور ﷺ کی ذات پاک کے ساتھ خاص قرار دیا۔

حضور ﷺ کے اوصاف و کمالات اور حال حلیہ کے لیے لفظ نعت غالباً سب سے پہلے حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا اور اسے امام ترمذی علیہ الرحمہ نے شمائل ترمذی میں ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔

یقول ناعته لم ارقبله ولابعده مثله

یعنی اور ان کی نعت پڑھنے والا کہتا ہے، میں نے ان کی مثل نہ تو ان سے پہلے کسی کو دیکھا اور نہ ہی ان کے بعد کسی کو دیکھا۔

حاصل کلام یہ کہ وہ منظوم (یعنی اشعار میں لایا گیا) کلام جس میں حضور ﷺ کی تعریف وتوصیف بیان کی جائے، اسے عرف عام میں ’’نعت‘‘ کہا جاتا ہے۔

☆نعت خوانی کا رواج کب سے ہے؟

نعت خوانی آج کل کا رواج نہیں ہے بلکہ محفل نعت کا انعقاد چودہ سو سال پہلے سے جاری ہے۔ وہ بڑا مبارک وقت تھا، جب دور رسالت میں نبی پاک ﷺ کی زیر صدارت محفل نعت کا انعقاد ہوتا تھا جبکہ محفل نعت میں حاضرین صحابہ کرام علیہم الرضوان ہوتے تھے۔ یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا۔ آپ کی خدمت میں احادیث پیش کرتا ہوں۔

☆نعت خواں کے لیے منبر حضور ﷺ رکھواتے:

ابوداؤد کتاب الادب میں حدیث نمبر 1580 نقل ہے۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضور ﷺ، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد میں منبر رکھواتے۔ وہ اس پر کھڑے ہوکر حضور ﷺ کی تعریف وتوصیف میں اشعار پڑھتے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ بے شک روح القدس (جبریل امین) بھی حسان کے ساتھ ہیں۔ جب تک حضور ﷺ کی طرف سے لڑتے رہیں گے۔

☆نعت خواں کے لیے حضور ﷺ کی دعا:

نسائی شریف حدیث نمبر 719 نقل ہے۔ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، حضرت حسان رضی اللہ

عنہ کے پاس سے گزرے اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ مسجد میں اشعار پڑھ رہے تھے، حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ فرمائی۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تو اس وقت بھی مسجد میں اشعار پڑھے ہیں، جب تم میں بہترین ہستی (حضور ﷺ) موجود تھی، پھر حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور فرمایا، کیا تم نے حضور ﷺ سے نہیں سنا (جب میں آپ ﷺ کی شان میں اشعار پڑھتا تھا) آپ ﷺ فرماتے تھے۔ یااللہ! میری طرف سے قبول فرما۔ اے اللہ! روح القدس (جبریل امین) کے ذریعے حسان کی مدد فرما۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔

☆ نعتیہ اشعار سن کر حضور ﷺ خوش ہوئے:

سیرت ابن ہشام صفحہ نمبر 505 (مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت) پر نقل ہے۔ جب ہوازن کی فتح ہوئی تو کثیر مقدار میں مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا تو نبی کریم ﷺ نے ہوازن کے وفد سے دریافت فرمایا کہ (تمہارا سردار) مالک بن عوف کہاں ہے؟ انہوں نے بتایا کہ وہ ''ثقیفہ'' کے ساتھ طائف میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ مالک بن عوف کو خبر کردو کہ اگر وہ مسلمان

ہو کر میرے پاس آ جائے تو میں اس کا سارا مال اسے واپس دے دوں گا۔ اس کے علاوہ اس کو ایک سو اونٹ اور بھی دوں گا۔ مالک بن عوف کو جب یہ خبر ملی تو وہ حضور ﷺ کی خدمت میں مسلمان ہو کر حاضر ہو گئے اور حضور ﷺ نے ان کا کل مال ان کے سپرد فرما دیا اور وعدہ کے مطابق ایک سو اونٹ اس کے علاوہ بھی عنایت فرمائے۔ مالک بن عوف آپ ﷺ کے خلق عظیم سے بے حد متاثر ہوئے اور آپ کی مدح میں نعتیہ اشعار پر مشتمل ایک قصیدہ پڑھا جس کے دو شعر یہ ہیں۔

ما ان رایت ولا سمعت بمثله
فی الناس کلهم بمثل محمد
او فیٰ واعطی للجزیل اذا اجتدی
ومتیٰ تشا یخبرک عما فی غد

یعنی تمام انسانوں میں حضرت محمد ﷺ کا مثل نہ میں نے دیکھا، نہ سنا جو سب سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والے اور سب سے زیادہ مال عطا فرمانے والے ہیں اور جب تم چاہو، ان سے پوچھ لو، وہ آئندہ کی خبر تم کو بتا دیں گے۔

نعت کے یہ اشعار سن کر حضور ﷺ ان سے خوش ہو گئے اور ان کے اسلام کو پسند فرما کر انہیں مسلمانوں پر عامل مقرر فرما دیا۔

الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد 5 کے صفحہ نمبر 551 پر ایک روایت میں یہ ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت مالک بن عوف کے نعتیہ قصیدے لکھنے پر ان کے لیے کلمات خیر فرمائے اور انہیں بطور انعام ایک حلہ بھی عنایت فرمایا۔

محترم حضرات! آپ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا نعتیں پڑھنا احادیث کی روشنی میں سنا، نعت شریف لکھنے والوں اور پڑھنے والوں پر حضور ﷺ کی عنایتیں آپ نے دیکھیں، کس قدر خوش نصیبی ہے۔ نعت خوانوں کے لیے، نعت شریف لکھنے والوں کے لیے کہ سرکار اعظم ﷺ ان سے بے حد محبت فرماتے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ نعت پڑھنا اور لکھنا مال کمانے اور شہرت پانے کے لیے نہ ہو بلکہ صرف اور صرف نبی پاک ﷺ کو خوش کرنے کے لیے ہو۔

ہم نعت خوانی کی محفل میں جب آتے ہیں تو محفل کے آداب کا بالکل خیال نہیں رکھتے، باوضو نہیں ہوتے، مونہہ میں پان گٹکا بھرا ہوتا ہے۔ فضول باتوں اور ہنسنے میں لگے ہوتے ہیں۔ یاد رہے کہ محفل نعت کے بھی آداب ہیں اور ایک عاشق رسول کو ان آداب کو مدنظر رکھنا چاہیے۔

محفل نعت کے آداب

☆ نعت خواں باوضو نعت پڑھیں

☆محفل نعت میں باوضو شرکت کی جائے

☆نعت خواں اس تصور کے ساتھ نعت پڑھیں جیسے وہ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے محبوب اپنے رب کی عطا سے ہماری نعت کو سماعت فرما رہے ہیں۔

☆محفل نعت کے شرکاء اپنی آنکھوں کو بند کئے دوزانوں ہوکر ادب کے ساتھ نعت شریف سنیں۔

☆ایک نعت خواں جب نعت پڑھ رہا ہو اگر چہ وہ چھوٹے سے چھوٹا نعت خواں ہی کیوں نہ ہو تو اسٹیج پر موجود تمام افراد پر ضروری ہے کہ وہ ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے بات چیت کرنے سے گریز کریں۔ اگر کوئی بہت ضروری بات کرنی ہو تو نہایت ہی دھیمی آواز میں کریں۔

☆محفل نعت کے دوران شرکاء پر بھی ضروری ہے کہ وہ ادب کو ملحفوظ رکھتے ہوئے بات چیت اور آپس میں مذاق مسخری سے گریز کریں۔

☆بعض اوقات محفل نعت کے شرکاء چیخ چیخ کر نعت خواں کے ساتھ مل کر نعت پڑھتے ہیں، یہ بھی محفل نعت کے آداب کے خلاف ہے۔ نعت خواں کے ساتھ مل کر دھیمی دھیمی آواز میں نعت پڑھیں۔

☆محفل نعت میں جہاں جگہ ملے، وہیں بیٹھ جائیں، آگے جانے کی خواہش

میں لوگوں کو دھکے دے کر ان کا ذوق خراب کرنا بھی ادب کے خلاف ہے۔ اگر آگے بیٹھنے کی خواہش ہے تو پہلے آئیں۔

☆ اکثر دیکھا گیا ہے کہ نعت خواں کے اوپر نوٹ اڑائے جاتے ہیں، یہ بھی محفل کے آداب کے خلاف ہے، جو کچھ بھی دینا ہے نعت خواں کو پیش کریں، اڑانے سے گریز کریں۔

☆ محفل نعت کا آغاز اپنے مقررہ وقت پر ہو اور مقررہ وقت پر اس کا اختتام ہو کیونکہ جب وقت زیادہ ہوتا ہے تو لوگوں میں سستی اور غفلت پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے جو کہ محفل کے آداب کے خلاف ہے۔

محترم حضرات! موجودہ دور میں جو محفل نعت میں چند خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں، اب ان کو آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔

نعت خواں اور نذرانہ

اگر کسی کو محفل نعت کرنی ہو تو اس کے پاس دیگر اخراجات کے علاوہ نعت خواں حضرات کو دینے کے لیے پچاس ہزار یا ایک لاکھ روپے ہونے چاہئیں۔ ہم محفل کروانے والی انتظامیہ سے پوچھتے ہیں، کیا نعت خواں حضرات کو نذرانہ دینا ضروری ہے؟

وہ جواباً کہتے ہیں کہ ہم کیا کریں، ہر نعت خواں نے اپنا سیکریٹری رکھا ہوا ہے، جو ٹائم دینے سے قبل نذرانہ پکا کروالیتا ہے اور بعض نعت خواں حضرات نے تو گروپ بنا رکھے ہیں۔ ان کا باقاعدہ پیکیج ہے۔ پچاس ہزار سے ستر ہزار روپے کا پیکیج ہے۔ اس طرح نعت خواں اپنی فیس وصول کرتے ہیں۔ آیئے ہم سنیوں کے امام شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں یہ سوال پیش کرتے ہیں:

''زید نے اپنے پانچ روپے فیس مولود شریف کی پڑھوائی (نعت پڑھنے) کے مقرر کررکھے ہیں، بغیر پانچ روپیہ فیس کے کسی کے یہاں جاتا نہیں''

امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے جواباً ارشاد فرمایا:

زید نے جو اپنی مجلس خوانی خُصوصاً راگ سے پڑھنے کی اُجرت مُقرّر کررکھی ہے ناجائز وحَرام ہے اس کا لینا اسے ہرگز جائز نہیں، اس کا کھانا صَراحۃً حَرام کھانا ہے۔ اس پر واجِب ہے کہ جن جن سے فیس لی ہے یاد کرکے سب کو واپَس دے، وہ نہ رہے ہوں تو ان کے وارِثوں کو پھیرے، پتا نہ چلے تو اتنا مال فقیروں پر تصدُّق کرے اور آیَندَہ اس حَرام خوری سے توبہ کرے تو گناہ سے پاک ہو۔ اوّل تو سیِّدِ عالَم صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذِکرِ پاک خود عمدہ طاعات

واَجَلّ عِبادات سے ہے اور طَاعَت وعِبَادَت پر فیس لینی حَرام ۔ثانِیاً بیانِ سائل سے ظاہر کہ وہ اپنی شِعر خوانی وزَمزَمہ سَنْجی (یعنی راگ اور تَرَنُّم سے پڑھنے) کی فیس لیتا ہے یہ بھی مَحْض حَرام۔فتاویٰ عالمگیری میں ہے : گانا اور اَشعار پڑھنا ایسے اَعمال ہیں کہ ان میں کسی پر اُجرت لینا جائز نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 23، صفحہ 725-724، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

جو نعت خواں، نعت خوانی کی فیس وصول کرتے ہیں، ان کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔وہ اپنے امام کے اس فتویٰ پر غور کریں۔مال کی محبت آپ کو پیچھے نہیں ہٹنے دے گی مگر ہمت کریں اور علمائے اہلسنت کی مخالفت نہ کریں۔

اگر نذرانہ طے نہ کیا اور جو ملا، وہ خاموشی سے لے لیا تو کیا حکم ہے؟

ہوسکتا ہے کہ کسی کے ذِہن میں یہ بات آئے کہ یہ فتویٰ تو اُن کے لیے ہے جو پہلے سے طے کر لیتے ہیں، ہم تو طے نہیں کرتے ، جو کچھ ملتا ہے وہ تبَرُّکاً لے لیتے ہیں، اس لیے ہمارے لیے جائز ہے۔آیئے ہم ایسے لوگوں کو بھی سنیوں کے امام شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں لے چلتے ہیں اور امام سے اس کا جواب طلب کرتے ہیں۔

امام اہلسنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

تلاوتِ قرآنِ عظیم بغرضِ اِیصالِ ثواب وذِکر شریف میلادِ پاک حُضُور سیّدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیہِ وٰالِہٖ وَسَلَّم ضَرور مِنجُملہ عِبادات وطَاعت ہیں تو ان پر اِجارہ بھی ضَرور حَرام ومَحْذور (یعنی ناجائز)۔اور اِجارہ جس طرح صَریح عَقْدِ زَبان (یعنی واضح قول وقَرار) سے ہوتا ہے، عُرفاً شَرطِ مَعْرُوف ومَعْہُود (یعنی رائج شدہ انداز) سے بھی ہوجاتا ہے مَثَلاً پڑھنے پڑھوانے والوں نے زبان سے کچھ نہ کہا مگر جانتے ہیں کہ دینا ہوگا (اور) وہ (پڑھنے والے بھی) سمجھ رہے ہیں کہ کچھ ملے گا، اُنہوں نے اس طور پر پڑھا، اِنہوں نے اس نیَّت سے پڑھوایا، اِجارہ ہوگیا، اوراب دووجہ سے حَرام ہوا۔

1۔ایک تو طَاعت (یعنی عِبادَت) پر اِجارہ یہ خود حَرام،

2۔دوسرے اُجرَت اگر عُرفاً مُعَیَّن نہیں تو اس کی جَہالَت سے اِجارہ فاسِد، یہ دُوسرا حَرام۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 19، صفحہ 487، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

امام اہلسنت علیہ الرحمہ کے اس فتویٰ سے ظاہر ہوگیا کہ صاف لفظوں میں طے نہ بھی ہو تب بھی جہاں پختہ یقین ہو کہ چل کر محفل نعت، قرآن خوانی، آیت کریمہ، دُرُود شریف یا نعت شریف پڑھتے ہیں، کچھ نہ کچھ ملے گا رَقم نہ سہی

سوٹ پیس وغیرہ کا تحفہ ہی مل جائے گا اور مَحْفِل کروانے والے بھی جانتے ہیں کہ پڑھنے والے کو کچھ نہ کچھ دینا ہی ہے۔بس ناجائز وحَرام ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ یہ اُجرت ہی ہے اور فَریقَین (یعنی دینے اور لینے والے) دونوں گنہگار۔

نعت خوانوں پر نوٹیں لٹانا

نعت خوانوں پر نوٹیں لٹانا محفل نعت کے آداب کے خلاف ہے۔اس کے دو نقصانات ہیں۔سب سے پہلے نوٹیں لٹانے والے کا نقصان یہ ہے کہ وہ اپنے ضمیر پر غور کرلے، بار بار اٹھ کر نوٹیں لٹانے کی وجہ سے آپ کے دل میں یہ خواہش تو پیدا نہیں ہورہی کہ لوگ میری واہ واہ کریں گے۔میری سخاوتوں کے ڈنکے بجیں گے۔اگر یہ خواہش پیدا ہوگئی تو اسے ریاکاری کہا جاتا ہے جو کہ سراسر تباہ کاری ہے۔لہذا عافیت اسی میں ہے کہ نعت خواں کو خاموشی سے ایک ساتھ رقم دے دی جائے تاکہ نام ونمود، ریاکاری اور نمائشی کام سے بچ جائیں۔

دوسرا نقصان نعت خواں کا ہوتا ہے، جب نوٹوں کی بارش ہونے لگتی ہے تو نعت خواں جتنا بھی اپنے آپ کو روک لے مگر توجہ نوٹوں کی طرف جاتی ہی ہے ۔پھر اس کا یہ عالم ہوجاتا ہے کہ نوٹوں کی بارش ہونے کی وجہ سے اس کا جوش و خروش بھی بڑھ جاتا ہے۔جس شعر پر نوٹوں کی بارش تیز ہونا شروع ہوتی ہے،

نعت خواں اس شعر کی تکرار، اس کے ساتھ ساتھ اضافی اشعار، آواز بھی پہلے سے زوردار نکلنا شروع ہوتی ہے اور اس طرح اچھے خاصے نعت خواں کے اخلاص کا خون ہوجاتا ہے۔

گانوں کی طرز میں شور مچاتے ہوئے نعت پڑھنا

بعض نعت خواں گانے کی طرز پر نعت پڑھتے ہیں، ان کی نعتیں سنتے ہی ذہن میں فورا گانا آتا ہے، پوری کی پوری نعتیں مشہور اور سپر ہٹ انڈین اور پاکستانی گانوں کی طرز پر ہوتی ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ نعت خواں ہم سے کہیں کہ فلمی گانوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہے۔اور اس کی طرزیں اتنی ہوچکی ہیں کہ اب کوئی طرز گانوں سے ہٹ کر نہیں ہوسکتی۔ چلیے ٹھیک ہے مان لیتے ہیں کہ آپ کی بات صحیح ہے مگر نعت خواں اتنا تو کرسکتے ہیں کہ ان طرزوں سے تھوڑا ہٹ کر آہستہ طرز پر نعتیہ کلام پڑھیں تاکہ سننے والوں کو گانے کی طرز محسوس نہ ہو۔

زیادہ اسپیڈ سے بھی نعت نہ پڑھی جائے کیونکہ اس سے بھی نعت کا تقدس برقرار نہیں رہتا بلکہ نہایت شور شرابا ہوتا ہے اسپیڈ سے نعت پڑھنے کی عادت زیادہ تر چھوٹے نعت خوانوں میں پائی جاتی ہے۔ بڑے نعت خوانوں میں قدرے کم پائی جاتی ہے کیونکہ وہ نمبرون کی دوڑ اور اپنے البم کو سپر ہٹ کروانے

کے چکر میں نعت شریف کے آداب کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ یاد رکھئے! والیم کا ہٹ ہونا، اس کا عوام وخواص میں مقبول ہونا یہ کامیابی کی دلیل نہیں ہے بلکہ کامیابی تو یہ ہے کہ ہمارا نعت پڑھنا دربار رسالت مآب ﷺ میں منظور وقبول ہو جائے۔

ذکر کے ساتھ نعت پڑھنے کا حکم

آج کل ایک مخصوص قسم کے ذکر کا رواج عام ہو رہا ہے جس میں حلق سے ایک مخصوص آواز جو مشابہ دف ہے، صاف سنی جاتی ہے بلکہ بیان کرنے والوں نے بھی ہمیں بتایا اور دیکھا بھی گیا کہ مائیک کو دونوں ہونٹوں کے درمیان یا بالکل قریب کر کے اس طرح ذکر کرتے ہیں کہ مزامیر کے مثل آواز پیدا ہوتی ہے۔ دف ڈھول اور جھنکار کی مثل آواز سنائی دی جاتی ہے اور اسمِ جلالت (اللہ) ادا نہیں ہوتا اس پر مستزاد (اضافہ) ہے کہ چھن چھن، ڈچک ڈچک یا اس کے مشابہ کچھ آوازیں صاف سنائی دیتی ہیں جو کہ شرعاً ممنوع ہے۔

لہذا آپ کی خدمت میں عالم اسلام کے ممتاز عالم دین حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا خان علیہ الرحمہ کا فتویٰ پیش کرتا ہوں جنہیں پڑھ کر یہ بات با آسانی سمجھ میں آجائے گی کہ ذکر کے ساتھ نعت شریف پڑھنا یا سننا جائز

ہے یا نہیں؟

مفتی اختر رضا خان صاحب (جانشین حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ) فرماتے ہیں۔

آج کل ایک مخصوص قسم کے ذکر کا رواج عام ہو رہا ہے جس میں حلق سے ایک مخصوص آواز جو مشابہ دف ہے، صاف سنی جاتی ہے بلکہ بیان کرنے والوں نے یہ بات بھی بیان کی ہے کہ مائیک کو دونوں ہونٹوں کے درمیان یا بالکل قریب کر کے اس طرح ذکر کرتے ہیں کہ مزامیر کے مثل آواز پیدا ہوتی ہے۔ بارہا کیسٹ سنے گئے اور دف جیسی آواز صاف سنائی دی بلکہ بعض مروجہ طریقوں میں یہ صاف آشکار (واضح) ہے کہ محض ایک آواز مشابہ دف مسموع ہوتی ہے اور اسم جلالت ''اللہ'' ادا نہیں ہوتا، اس پر یہ مستزاد (اضافہ) ہے کہ چھن چھن یا اس کے مشابہ آواز صاف سنائی دیتی ہیں۔ ان امور سے صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ بتکلف ایسی آوازیں جو مشابہ ساز و مماثل دف ہوں، نکالتے ہیں۔ کسی مباح شعر میں ان آوازوں کی اجازت نہیں ہوسکتی کہ مزامیر شرعاً ممنوع ہیں اور اس طرح وہ آوازیں جو مشابہ مزامیر ہوں، ان کا بھی وہی حکم ہے، یعنی حرام، حرام اور حرام۔ (2صفر المظفر 1427، بمطابق 3مارچ 2006، جمعۃ المبارک)

دف کے ساتھ نعت پڑھنے کا حکم

نعت شریف پڑھنا اور سننا باعث ثواب اور عشق رسول میں اضافے کا ایک سبب ہے لیکن نعت شریف کے بھی کچھ آداب ہیں۔ اس میں شریعت کی پاسداری لازم ہے لہذا دف اگر جھانج کے ساتھ ہو تو اس کا بجانا مطلقاً ناجائز ہے۔ جھانج والی دف کے ساتھ نعت پڑھنا زیادہ ممنوع اور سخت گناہ ہے اور اگر دف کے ساتھ جھانج نہ ہو تو دف بجانے کی اجازت تین شرطوں کے ساتھ ہے۔

پہلی شرط یہ ہے کہ ہیئت تطرب (موسیقی کی طرز) پر نہ بجایا جائے یعنی قواعد موسیقی کی رعایت نہ کی جائے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ بجانے والے مرد نہ ہوں کہ ان کے لیے دف بجانا مطلقاً مکروہ ہے۔

تیسری شرط یہ ہے کہ بجانے والی عزت دار بیبیاں نہ ہوں (لونڈیاں ہوں) اور جو بچیاں وغیرہ بجائیں، وہ بھی غیر محل فتنہ (کم سن بچیاں ہوں بڑی نہ ہوں) میں نہ بجائیں تو جائز ہے۔

اور حدیث پاک میں جس دف کے بجانے کا ذکر ہے، وہ اسی انداز پر تھا مگر آج کل جو طریقہ رائج ہے اس میں دف بجانے کی مکمل شرائط نہیں پائی جاتیں، تو

ایسا دف بجانا اور اس کے ساتھ نعت پڑھنا جائز نہیں۔

(فتویٰ، دارالافتاء اہلسنت مفتی محمد نوید چشتی)

نعت خوانوں کا غیر مناسب رویہ و اخلاقیات

نعت خواں جن کی پہچان اور حوالہ سرور کونین ﷺ کی ثناء خوانی ہے، انہی آقا کریم تاجدار کائنات ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ قیامت کے دن تم میں میرے سب سے زیادہ قریب وہ ہوگا جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں گے۔

مگر افسوس، صد افسوس کہ فی زمانہ نعت خوانوں سے بات کرنے، ان کو مشورہ دینے اور ان کی اصلاح کرنے سے پہلے ہمیں کئی مرتبہ سوچنا پڑتا ہے۔ نہ جانے کیا جواب ملے؟ کہیں نعت خواں کا جواب ہماری بے عزتی کا سبب نہ بن جائے۔ ایک نعت خواں کو کسی عالم نے سمجھایا تو جواباً نعت خواں کہنے لگے، آپ ہماری شہرت سے جلتے ہیں۔ ایک نعت خواں کو ایک مرتبہ فقیر نے بہت دھیمی آواز میں اسٹیج پر فقط اتنا کہا کہ وقت مختصر ہے، خیال رکھئے گا۔ بس یہ کہنا تھا کہ نعت خواں نے بلند آواز سے اتنا شور مچایا کہ اسٹیج کے نیچے تک اس کی آواز پہنچی۔ لوگ یہ سمجھے کہ جھگڑا ہو گیا ہے۔

صوفیہ نے اتنی پیاری بات کہی کہ اگر مبلغ کسی کی اصلاح کرنے سے اپنے

دل میں بے عزتی کا خوف محسوس کرنے لگے تو یہ سامنے والے کے لیے ہلاکت ہے۔ ہمارا کردار تو اس قدر بلند ہونا چاہیے کہ ہم اپنی ذات سے اپنے کردار سے اپنے اعلیٰ اخلاق سے عوام کو متاثر کر کے ان کو دین دار بنائیں، نعت خوانی کو تبلیغ کا ذریعہ بنائیں، اس کے ذریعے نوجوانوں کو نمازی بنائیں، ان کی اصلاح کریں مگر آج کل معاملہ اس کے برعکس ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اعلیٰ اخلاق و کردار نصیب فرمائے۔ آمین

فی زمانہ چند نعت خوانوں کو چھوڑ کر سب کے سب اتنے بڑے آدمی ہو گئے ہیں کہ ان سے گفتگو کرنے کے بعد لوگ یہ کہتے ہیں کہ ملاقات سے قبل ہمارے دل میں ان کی بڑی عزت تھی مگر اب عزت ختم ہو گئی ہے، بس زیادہ نہیں کہوں گا آپ اشارے میں سمجھ جائیں۔

تصاویر سے مزین سی ڈیز اور اشتہارات

عرصہ دراز سے محفل نعت کی آڈیو، ویڈیو کیسٹوں، ویڈیو سی ڈیز اور اشتہارات پر کعبۃ اللہ شریف اور مسجد نبوی شریف کی تصاویر شائع ہوتی تھیں مگر اب کعبۃُ اللہ، مسجد نبوی اور مقدس مقامات کی تصاویر کی جگہ نعت خوانوں کی بڑی بڑی تصاویر شائع ہوتی ہیں۔ تصاویر اس انداز سے شائع ہوتی ہیں جیسے ماڈلنگ

ہو رہی ہے۔ یہ کام صرف اور صرف اپنا مذاق بنانے کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ نہ اس سے تبلیغ دین کا کوئی پہلو نکلتا ہے اور نہ ہی مسلک کو فائدہ پہنچتا ہے بلکہ عوام ان چیزوں کا مذاق اڑاتی ہے، نعت خواں حضرات محفل کی تاریخ دیتے وقت ان محافل کا انعقاد کرنے والی انتظامیہ کو سمجھائیں کہ وہ تصاویر والے اشتہارات شائع نہ کریں، صرف نعت خواں ہی نہیں بلکہ علماء کرام کی بھی تصاویر والے اشتہارات شائع نہ کئے جائیں کیونکہ اس سے مذہبی فائدہ بالکل نہیں ہوتا۔ اگر نعت خواں انتظامیہ کو سمجھا کر تصاویر شائع کروانے سے روکیں تو ضرور ان کی بات نہیں ٹالیں گے کیونکہ انتظامیہ نعت خوانوں کی محتاج ہے، نعت خواں ان کے محتاج نہیں۔

مگر افسوس کہ یہ جذبہ ہمارے نعت خوانوں میں نہیں ہے۔ معلومات کے مطابق نعت خواں خود اپنی تصاویر کے البم سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر اچھی اچھی تصاویر نکال کر انہیں پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس تصویر کو لگانا مت بھولیے گا، ایسے حضرات خود اپنے اخلاص پر غور کر لیں۔

اللہ تعالیٰ ایسے نعت خوانوں کو عقل سلیم اور قلب فہیم عطا فرمائے۔ آمین

نقیب کیسا ہونا چاہیے؟

کسی بھی تقریب کی کمپیئرنگ کرنے والے کو نقیب کہتے ہیں۔ محفل نعت میں آدھا وقت نقیب لے جاتے ہیں جو کہ اکثر اہل علم نہیں ہوتے، اس لیے مائیک

ہاتھ میں آتے ہی خلاف شرع اور بڑھا چڑھا کر اشعار بڑے زور وشور سے پڑھتے ہیں اور اگر عوام داد تحسین نہ دے تو سخت ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے نہ جانے کیا کیا کلمات کہتے ہیں۔

بعض محافلوں میں ایسے نقیب مائیک سنبھالے ہوتے ہیں، جن کے اشعار سن کر ڈر لگتا ہے کہ کہیں ہمارے ایمان کو سخت نقصان نہ پہنچے جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ محفل میں آدھا وقت نقیب لے جاتے ہیں، اس لیے نقیب کا صاحب علم ہونا بہت ضروری ہے۔ اس نے جو اشعار پڑھنے ہیں، پہلے کسی مفتی یا مستند عالم دین کو سنا دیں، وہ جن اشعار کی اجازت دیں، صرف وہ اشعار پڑھے جائیں اور ساتھ ساتھ عقائد اہلسنت پر احادیث بھی حوالے کے ساتھ بیان کریں۔

اگر ہر نقیب شور شرابہ مچانے کے بجائے احسن انداز میں علمائے اہلسنت کے نعتیہ اشعار پڑھے تو محفل کا حقیقی مقصد حاصل ہو جائے گا۔ اس سلسلے میں انتظامیہ بھی ذرا محنت کر کے علم رکھنے والے نقیب کو مدعو کرے تا کہ کوئی خلاف شرع بات نہ ہو اور کسی کو بھی انگلی اٹھانے کا موقع نہ ملے۔

علماء سے دوری

محفل نعت چار، پانچ گھنٹے تک جاری رہتی ہے مگر پیغام نہیں دیا جاتا۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ محفل نعت روح کی غذا ہے مگر اس غذا کو برقرار رکھنے کا ذریعہ علماء کرام کے بیانات ہیں۔ اول تو بہت کم محافلوں میں علماء کرام کے

بیانات رکھے جاتے ہیں اور جہاں رکھے جاتے ہیں وہاں عاَلم یہ ہوتا ہے کہ علماء کرام کو بٹھا کر رکھا جاتا ہے اور ثناء خوانوں کو خوب موقع دیا جاتا ہے۔ آخر میں انتظامیہ درخواست کرتی ہے کہ علامہ صاحب! محفل عروج پر ہے، اگر آپ مختصر بیان فرمادیں تو......

یہ ہمارا حال ہے، ہم علماء سے دور ہوگئے۔ تھوڑی دیر کے لیے ہم ذرا سوچیں کہ نعت شریف کیا ہے، نعت کی فضیلت کیا ہے، نعت سب سے پہلے کس صحابی نے لکھی اور پڑھی، نعت پڑھنا کہاں سے ثابت ہے، یہ سب ہمیں کس نے بتایا؟ تو جواب یہی آئے گا کہ علماء کرام نے بتایا۔

آج ان علماء سے اتنی دوری کہ نعت خوانوں کو ان کی مرضی کے مطابق وقت دیا جائے اور وہ نعت خواں انتظامیہ سے یہ کہہ کر کہ ہمیں دوسری جگہ جانا ہے، فوراً پڑھ کر اور لفافہ لے کر روانہ ہوجاتا ہے مگر اس عالم دین کو گھنٹوں بٹھا کر رکھا جاتا ہے، کیا یہ زیادتی نہیں؟

ہوسکتا ہے کہ کوئی یہ کہے کہ ہم تو علماء کو ٹائم دے دیتے ہیں جیسے ہی وہ آتے ہیں، انہیں مائیک دے دیا جاتا ہے اور وہ اپنی مرضی کے مطابق بیان کرتے ہیں۔ میرے بھائی یہ رویہ آپ کا مشہور اور سخت علماء کرام کے ساتھ ہوتا ہے کیونکہ وہ آپ کو مونہہ پر سنا دیتے ہیں، اس کے برعکس غیر معروف اور چھوٹے

علماء کرام کے ساتھ انتظامیہ کا سلوک کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ کیا یہ علماء سے دوری نہیں؟

لاکھوں روپے کا صحیح مصرف
نعت خوانی کی محافل یا مدارس ولٹریچر

نعت خوانی کی محافلیں اہلسنت و جماعت کا شعار ہیں۔ یہ سلسلہ جاری و ساری رہنا چاہیے، بلکہ اس جدید دور میں ہمیں اپنے مسلک کا پیغام پہنچانے، علم کی طرف لانے اور مال داروں کو مدارس اورلٹریچر پر اپنا مال خرچ کرنے کا ذہن بنانے اورنوجوانوں کی ذہن سازی کا ذریعہ ان محافلوں کو بنانا چاہیے کیونکہ اس وقت ہمارے مدارس وسائل نہ ہونے کی وجہ سے پسماندہ ہیں، لٹریچر کی اشد ضرورت ہے مگر وسائل نہ ہونے کی وجہ سے لٹریچر کا فقدان ہے۔

اگر محافلوں پر خرچ ہونے والا لاکھوں روپیہ جو کہ نعت خوانوں، نقیبوں اور لنگر پر خرچ ہوتا ہے۔ یہ روپیہ مختصر طور پر ان پر خرچ ہونے کے بعد بقیہ رقم مدارس اورلٹریچر پر خرچ کردی جائے تو اس سے ہمارے مدارس، اداروں اور ترویج و اشاعت کو تقویت ملے گی۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے محفل کا انعقاد کرنے والی انتظامیہ کا ذہن نرمی اور حکمت کے ساتھ بنایا جائے۔ اس معاملہ میں نعت خواں

اپنے نفس پر چھری چلا کر انتظامیہ کا ذہن بنائیں کیونکہ انتظامیہ ان سے متاثر ہوتی ہے، وہ ضرور ان کی باتوں پر غور وفکر کر کے عمل کرے گی۔

دوسرے مرحلے میں نعت خواں اور مہمان علماء دوران محفل حکمت عملی سے اپنے بیان کے ذریعے عوام کی ذہن سازی کریں، علم دین کی اہمیت، لٹریچر کی افادیت عوام کے ذہنوں میں بٹھائیں، تاکہ محفل نعت کا مقصد پورا ہو جائے اور عوام اہلسنت جب ان محفلوں سے اٹھیں تو اپنے اندر بیداری محسوس کریں اور دین کی خدمت کا جذبہ لے کر اٹھیں۔

عوام اہلسنت محافل سے دور کیوں؟

اس کی یوں تو کئی وجوہات ہیں مگر بنیادی دو وجوہات ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ ہمارے نعت خواں حضرات کا رویہ، ان کی ڈیمانڈیں، نعت پڑھتے ہوئے شور مچانا، عوام سے بار بار داد تحسین مانگنا، یہ کہنا کہ ہاتھ اٹھا کر بولو، ہاتھ لہرا کر بولو، جو عاشق رسول ہے، صرف وہ بولے، ایسی حرکتوں کا پڑھے لکھے، طبقے پر اچھا اثر نہیں پڑتا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ وقت کی پابندی نہیں ہوتی۔ جب دل چاہتا ہے محفل شروع کی جاتی ہے اور اختتام کا کوئی وقت نہیں ہوتا۔ اہل محبت دس بجے سے آ کر

بیٹھے ہوتے ہیں مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی ہمت جواب دے جاتی ہے۔ جب محفل طویل ہوتی چلی جاتی ہے تو وہ اٹھ کر چلے جاتے ہیں۔ عوام اہلسنت کی ان محافل سے دوری وقت کی پابندی کا نہ ہونا ہے۔ پڑھے لکھے نوجوان بھی ان محافل میں شرکت نہیں کرتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ہر کام میں وقت کی پابندی ضروری ہے اور ان محافل میں وقت کا خیال نہیں رکھا جاتا، اس لیے وہ شرکت نہیں کرتے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ درجنوں ثناء خوانوں کو مدعو کرنے کے بجائے دو یا تین نعت خواں بلائیں، تلاوت سے محفل کا آغاز کریں، بہترین قاری مدعو کریں۔ اس کے بعد وہ نعت خواں پڑھیں پھر ایک عالم دین بیان کریں۔ اس کے بعد منقبت، صلوٰۃ وسلام اور دعا پر اس محفل کا دو گھنٹے میں پابندی کے ساتھ اختتام کر دیں۔

اگر ہم نے وقت کی پابندی کا خیال رکھا اور نعت خوانی کے آداب کا ملحوظ رکھا تو ہماری محفلیں عروج پر ہوں گی اور وہ وقت بھی دنیا نے دیکھا ہے کہ جب ہمارے ثناء خواں اخلاص و آداب کو مدنظر رکھ کر محفلیں منعقد کرتے تھے تو لوگ دور دراز سے اس قدر جمع ہو جاتے تھے کہ انتظامیہ پریشان ہو جاتی تھی، دریاں کم پڑ جاتی تھی، لوگ دو دو گھنٹے کھڑے ہو کر محبت رسول ﷺ میں سرشار نعت شریف

سنتے تھے مگر جب آج وہ تمام چیزیں رخصت ہوگئیں تو باوجود تمام تر سہولیات کے عوام اہلسنت محفلوں سے دور ہوگئی۔

خواتین کا نعت پڑھنا کیسا؟

نعت خوانی اعلیٰ درجہ کی چیز ہے۔ اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی رضا کے لیے نعت شریف پڑھنا اور سننا ہر مسلمان خواہ مرد ہو یا عورت، سبھی کے لیے باعث برکت ورحمت وسعادت ہے۔

خواتین کا نعت شریف پڑھنا جائز ہے مگر کچھ شرعی قیودات ہیں۔ سب سے پہلے یہ چیز ہے کہ خواتین نعت اور بیان میں اپنی آواز پست رکھیں، غیر مردوں تک نہ پہنچے۔ چودھویں صدی کے مجدد امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی خدمت میں عرض کی گئی: چند عورتیں ایک ساتھ مل کر گھر میں میلاد شریف پڑھتی ہیں اور آواز باہر تک سنائی دیتی ہے، یونہی محرم کے مہینے میں کتاب شہادت وغیرہ بھی ایک ساتھ آواز ملا کر پڑھتی ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ جواب ارشاد فرماتے ہیں:

ناجائز ہے کہ عورت کی آواز بھی عورت (یعنی چھپانے کی چیز) اور عورت کی

خوش الحانی کہ اجنبی سے محل فتنہ ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 22، ص 240)

معلوم ہوا کہ محفل میلاد، سوئم، چہلم اور برسی کے مواقع پر عورتیں باآواز بلند خصوصا مائیک پر نعت شریف نہ پڑھیں اور نہ ہی بیان کریں کیونکہ اس سے عورت کی آواز باہر سنائی دیتی ہے، غیر مردوں تک پہنچتی ہے جو کہ گناہ ہے۔ لہذا ہماری خواتین کو احتیاط کرنی چاہیے۔ ہاں البتہ چار دیواری میں جہاں کسی غیر مرد تک آواز نہ پہنچے نعت و بیان میں حرج نہیں۔

اے مسند حسان کے وارثو!

میری آپ سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے اور نہ ہی میرے دل میں آپ حضرات کے لیے کوئی بغض و عداوت اور حسد ہے۔ آپ سے میری یہ تمام عرض گزاریاں صرف اور صرف مسلک حق اہلسنت کو نقصان سے بچانے اور محفل نعت کا اصل مقصد حاصل کرنے کے لیے ہیں۔

اے جھوم جھوم کر میرے آقا ﷺ کی نعت پڑھنے والو! ہم اس وقت ہر طرح سے کمزور ہیں۔ ایک طرف بد مذہبیت ہمیں نقصان پہنچا رہی ہے تو دوسری طرف ہمارے اپنے ہی اندر پیدا ہونے والے فتنوں نے ہمیں اندر سے کھوکھلا کر دیا ہے۔ ایسے نازک دور میں ہمارا مسلک مزید نقصان کا متحمل نہیں ہوسکتا۔

خدارا! میری بات کو سمجھو ہم کس کس محاذ پر لڑیں گے۔ ہم اب اپنا کتنا دفاع کریں گے، کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے لیے اپنی انانیت کو ختم کر دیں۔ دل میں جو حُبّ جاہ، حُبّ مال اور شہرت کا زہریلا مواد پیدا ہو رہا ہے، اس کو اپنے دل سے نکال کر فقط جلوۂ محبوب ﷺ سے اس دل کو بسا لیں اور زبان پر یہ شعر جاری ہو۔

آباد اسے کردے ویراں ہے دل عاصی
جلوے تیرے بس جائیں آباد ہو ویرانہ

آؤ اے سرور کونین ﷺ کے ثناء خوانو! اے شمع رسالت ﷺ کے پروانو! محفل نعت کے اصل مقصد کے حصول کے لیے ہمارا ساتھ دو، محفل نعت کو تبلیغ دین کا ذریعہ بنانے کے لیے، محفل نعت کو مسلک کی ترویج و اشاعت کا ذریعہ بنانے کے لیے، محفل نعت کے ذریعے انقلاب برپا کرنے کے لیے، دکھی اور پریشان عوام کو قریب لانے کے لیے، علم کی روشنی پھیلانے کے لیے اور اپنی بخشش و نجات کے لیے مل کر جدوجہد کریں۔

ہمارے مفتیان کرام اور علمائے کرام کو بھی چاہیے کہ وہ بھری مجلسوں اور بڑے جلسوں میں نعت خوانوں کے متعلق سخت الفاظ استعمال کرنے کی بجائے شفقت اور احسن طریقے سے ان کی اصلاح کریں تا کہ نعت خوانوں کے دلوں

میں مفتیان کرام اور علماء کرام کا وقار برقرار رہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ نعت خواں اپنی ذمہ داری کو احسن طریقے سے ادا کریں تا کہ پھر وہی پرسوز اور روحانی محفلوں کا انعقاد عمل میں آئے۔علماء کرام کی شکایات اور لوگوں کے اعتراضات کا خاتمہ ہو اور آپس میں ہم آہنگی پیدا ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفل نعت کا صحیح مقصد سمجھنے اور اس کے آداب کو ملحوظ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین

نعت رسول پاک ﷺ ہے نظمی کا مقصد حیات
قبر میں بھی لبوں پہ ہو سرکار ﷺ کی ثناء فقط

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

نام کیسے رکھے جائیں؟

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ - بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ حجرات سے آیت نمبر 11 کا کچھ حصہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جہاں ہمیں اللہ کریم نے بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے، وہاں ایک عظیم نعمت اولاد بھی ہمیں عطا فرمائی۔ دین اسلام وہ عظیم مذہب ہے جس نے ہمیں ہر کسی کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیا ہے۔ جہاں اولاد کے حقوق والدین پر رکھے ہیں، وہیں والدین پر اولاد کے حقوق رکھے ہیں۔ اس کی ایک فہرست ہے جس کی تفصیل میں نہیں جاتا صرف ایک حق کی بات کروں گا جس کا تعلق ہمارے آج کے عنوان سے ہے اور وہ حق ہے ''اولاد کا اچھا نام رکھنا''

مگر ہمارا معاشرہ جہاں مادیت اور تباہی کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے، وہیں نام رکھنے میں بھی ہم فخر اور بڑائی کے طلب گار رہتے ہیں مثلاً ہماری اولاد کا ایسا نام ہو جو پورے خاندان میں کسی کا بھی نہ ہو۔ ہماری اولاد کا ایسا نام ہو جو پہلے نہ سنا گیا ہو تاکہ لوگ ہماری بڑائی کریں اور تعریفوں کے پل باندھیں۔ ایسا نام ہو جو خاندان میں کسی کا نہ ہو۔ اس دوڑ میں ہم اتنے آگے بڑھ چکے ہیں کہ بغیر نام کا مطلب اور معنی دیکھے وہ نام اپنی اولاد کا رکھ لیتے ہیں۔ ہمیں یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ اس نام کا کیا معنی ہے اور اس نام کا ہماری اولاد پر کیا اثر پڑے گا۔

آیئے مختصر وقت میں نام رکھنے کے احکام، اچھے اور برے ناموں کا اثر اور اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کے پسندیدہ ناموں کا تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

☆نام بچے کے لیے پہلا تحفہ:

والدین کو چاہیے کہ وہ اپنی اولاد کا اچھا نام رکھیں کیونکہ یہ ان کی طرف سے اولاد کے لیے پہلا اور بنیادی تحفہ ہوتا ہے، جسے اولاد عمر بھر اپنے سینے سے لگائے رکھتی ہےاور اپنے نام سے جانی اور پہچانی جاتی ہے۔حدیث شریف میں بھی اسے بیان کیا گیا ہے۔

حدیث شریف = جمع الجوامع جلد 3 کے صفحہ نمبر 285 پر حدیث نمبر 8875 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی سب سے پہلا تحفہ اپنے بچے کو نام کا دیتا ہے۔اس لیے چاہیے کہ اس کا نام اچھا رکھے۔

☆نام کب رکھیں؟

نزہۃ القاری جلد 5 کے صفحہ نمبر 430 پر نقل ہے کہ افضل یہ ہے کہ ساتویں دن بچے کا عقیقہ کیا جائے اور نام رکھا جائے،عقیقہ کرنے سے پہلے بھی نام رکھنا جائز ہے۔

حدیث شریف = ترمذی شریف، کتاب الادب میں حدیث نمبر 2841 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے بچے کی پیدائش کے ساتویں دن اس کا نام رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

☆ نام کون رکھے گا؟

شعب الایمان جلد 6 کے صفحہ نمبر 400 پر حدیث نمبر 8685 نقل ہے۔
نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اولاد کا والد پر یہ حق ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اچھا ادب سکھائے۔

☆ اپنے ''کچے'' بچوں کا بھی نام رکھیں:

کچے بچے جو ماں کے پیٹ میں ضائع ہو جائیں، ان کا بھی نام رکھنے کی تاکید گئی ہے چنانچہ کنز العمال کتاب النکاح جلد 8 کے صفحہ نمبر 175 پر حدیث نمبر 45206 نقل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے کچے بچوں کا بھی نام رکھو کہ یہ کچے بچے تمہارے پیش رو (آگے آگے چلنے والے یا آگے گزرنے والے) ہیں۔

ایک حدیث پاک میں تو یہاں تک ارشاد ہوا کہ کچا بچہ نام نہ رکھنے کی صورت میں بارگاہ الٰہی میں والدین کی شکایت کرے گا کہ انہوں نے میرا نام نہ رکھ کر مجھے ضائع کر دیا چنانچہ کنز العمال کتاب النکاح جلد 8 کے صفحہ نمبر 175 پر حدیث نمبر 45207 نقل ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں

نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کچے بچے کا بھی نام رکھو کہ ان کے سبب اللہ تعالیٰ تمہارے میزان کے پلڑے کو بھاری کرے گا۔ بے شک کچا بچہ قیامت کے دن عرض کرے گا۔ اے میرے رب! انہوں نے میرا نام نہ رکھ کر مجھے ضائع کر دیا۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 2 کے صفحہ نمبر 519 پر ''سقط'' یعنی کچے بچے کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عربی میں ''سقط'' وہ بچہ کہلاتا ہے جو چھ ماہ پورے ہونے سے پہلے ماں کے پیٹ سے خارج ہو جائے۔

بہار شریعت جلد اول کے صفحہ نمبر 841 پر ہے۔ بچہ زندہ پیدا ہو یا مردہ اس کی خلقت (یعنی پیدائش) تمام (یعنی مکمل) ہو یا ناتمام (نامکمل) بہر حال اس کا نام رکھا جائے اور قیامت کے دن اس کا حشر ہوگا (یعنی اٹھایا جائے گا)

مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ بہار شریعت جلد 3 کے صفحہ نمبر 603 پر فرماتے ہیں کہ لڑکا ہو تو لڑکوں کا سا اور لڑکی ہو تو لڑکیوں کا سا نام رکھا جائے اور معلوم نہ ہو سکا کہ لڑکی ہے یا لڑکا تو ایسا نام رکھا جائے جو مرد عورت دونوں کے لیے ہو سکتا ہے۔ (مثلاً راحت، نصرت، تسلیم، نسیم، شمیم وغیرہ)

☆حضور ﷺ اچھا نام سن کر خوش ہوتے:

حدیث شریف = ابو داؤد شریف، کتاب الطب میں حدیث نمبر 3920 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ جب کسی کو عامل (زکوٰۃ وعشر وغیرہ حاصل کرنے والا ذمہ دار) بنا کر بھیجتے تو اس کا نام پوچھتے، اگر اس کا نام آپ ﷺ کو پسند آتا تو خوش ہوتے اور اُس کی خوشی آپ ﷺ کے چہرے پر دیکھی جاتی اور اگر اس کا نام ناپسند ہوتا تو اس کی ناپسندیدگی آپ ﷺ کے چہرے پر دیکھی جاتی۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 6 کے صفحہ نمبر 263 پر اس حدیث شریف کے تحت لکھتے ہیں۔اس لیے علماء فرماتے ہیں کہ اپنی اولاد کے نام اچھے رکھو۔ نام کا اثر نام والے پر پڑتا ہے۔ بُرے نام والے کو لوگ اپنے پاس نہیں بیٹھنے دیتے۔اچھے نام والے کے کام بھی ان شاء اللہ اچھے ہوتے ہیں۔

☆برے نام حضور ﷺ تبدیل فرما دیا کرتے:

کئی احادیث سے ثابت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے بہت سے نام تبدیل فرمادیے چنانچہ چند احادیث آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

1۔ حدیث شریف = ترمذی شریف، کتاب الادب میں حدیث نمبر 2848 نقل ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول

پاک ﷺ برے نام کو بدل دیتے تھے۔

2۔ حدیث شریف = جمع الجوامع جلد 5 کے صفحہ نمبر 421 پر حدیث نمبر 16151 نقل ہے۔ حضرت عتبہ بن عبد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ کے پاس جب کوئی ایسا شخص آتا جس کا نام آپ ﷺ کو ناپسند ہوتا۔ آپ ﷺ اس کا نام تبدیل فرما دیتے تھے۔

محترم حضرات! معلوم ہوا کہ برے نام اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے ناپسند فرمائے مگر موجودہ دور میں یہ رواج زور پکڑ چکا ہے کہ اپنے بچوں کا نام رکھنے کے لیے ناولوں، ڈائجسٹوں، ٹی وی ڈراموں اور فلموں کے اداکاروں کے نام بھی چن لیے جاتے ہیں حالانکہ مستحب یہ ہے کہ رب تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کے پسندیدہ نام رکھے جائیں اور وہ پسندیدہ نام کون سے ہیں۔ احادیث کی روشنی میں سنتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ نام:

حدیث شریف = مسلم شریف، کتاب الادب میں حدیث نمبر 2132 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے ناموں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمن ہیں۔

☆ نبی پاک ﷺ نے عبداللہ نام رکھا:

الاصابہ جلد 5 کے صفحہ نمبر 21 پر حدیث نمبر 6207 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے والد نے خواب میں دیکھا کہ انہیں کھجوروں کی تھیلی دی گئی۔ انہوں نے نبی پاک ﷺ سے اپنا خواب بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہاری زوجہ امید سے ہے؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! بنولیث (قبیلے) سے تعلق رکھنے والی زوجہ۔ حضور ﷺ نے فرمایا: عنقریب اس کے ہاں تمہارا بیٹا پیدا ہوگا۔

جب بچہ پیدا ہوا۔ وہ اسے نبی پاک ﷺ کی خدمت میں لائے۔ آپ ﷺ نے اسے کھجور کی گھٹی دی۔ اس کا نام عبداللہ رکھا اور اس کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔

محققین فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے انیس سے زائد خوش نصیب بچوں کا نام ''عبداللہ'' رکھا۔

☆ نبی پاک ﷺ نے عبدالرحمن نام رکھا:

اسد الغابہ جلد 6 کے صفحہ نمبر 337 پر روایت 6319 نقل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے کئی صحابہ کرام علیہم الرضوان کا نام عبدالرحمن بھی رکھا۔ چنانچہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ زمانۂ جاہلیت میں میرا نام عبد شمس (سورج کا بندہ) تھا، پھر نبی کریم ﷺ نے میرا نام عبدالرحمن رکھا۔

☆ نام رکھیں تو ''عبد'' ضرور لگائیں:

مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ بہار شریعت جلد 3 کے صفحہ نمبر 356 پر لکھتے ہیں کہ عبداللہ و عبدالرحمن بہت اچھے نام ہیں مگر اس زمانہ میں یہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ بجائے عبدالرحمن اس شخص کو بہت سے لوگ رحمن کہتے ہیں اور غیر اللہ کو رحمن کہنا حرام ہے۔ اسی طرح عبدالخالق کو خالق اور عبدالمعبود کو معبود کہتے ہیں۔ اس قسم کے ناموں میں ایسی ناجائز ترمیم ہرگز نہ کی جائے۔ اسی طرح بہت کثرت سے ناموں میں تصغیر کا رواج ہے یعنی نام کو اس طرح بگاڑتے ہیں، جس سے حقارت نکلتی ہے اور ایسے ناموں میں تصغیر ہرگز نہ کی جائے لہذا جہاں یہ گمان ہو کہ ناموں میں تصغیر کی جائے گی، یہ نام نہ رکھے جائیں، دوسرے نام رکھے جائیں۔

محترم حضرات! بعض نام اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہیں لہذا ان ناموں سے پہلے بغیر ''عبد'' لگائے پکارنا حرام ہے، وہ نام ''رحمن، قدوس، خالق، قدیر، مقتدر، رزاق، صمد، قیوم، رحیم، کریم اور عزیز'' ہیں۔

ہمارے زمانے میں یہ بلا بہت عام ہے کہ عبدالرحمن کو رحمن، عبدالخالق کو

خالق، عبدالقدوس کو قدوس اور عبدالرزاق کو رزاق کہہ کر پکارتے ہیں، یہ حرام ہے، اس سے بچنا لازم ہے۔

☆ نام محمد کی برکتیں:

محترم حضرات! نبی کریم ﷺ کے ذاتی نام نامی اسم گرامی ''محمد'' پر نام رکھنا فضیلتوں اور برکتوں کا باعث ہے۔ آیئے نام محمد کی فضیلت ہم خود اپنے آقا ومولا ﷺ کی زبان نور سے سنتے ہیں۔

1۔ باپ بیٹا دونوں جنتی:

کنز العمال شریف کتاب النکاح جلد 16 کے صفحہ نمبر 175 پر حدیث نمبر 45215 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا اور میری محبت اور حصول برکت کے لیے اس کا نام محمد رکھے تو وہ اور اس کا بیٹا دونوں جنت میں جائیں گے۔

2۔ صبح وشام برکتوں کا نزول:

کنز العمال شریف کتاب النکاح جلد 16 کے صفحہ نمبر 175 پر حدیث نمبر 45213 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جس نے میرے نام سے برکت کی امید کرتے ہوئے میرے نام پر نام رکھا، قیامت تک صبح وشام اس پر

برکت نازل ہوتی رہے گی۔

3۔دوزخ سے حفاظت:

مسند الفردوس جلد 2 کے صفحہ نمبر 503 پر حدیث نمبر 7515 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: روز قیامت دو شخص اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے کیے جائیں گے، حکم ہوگا، انہیں جنت میں لے جاؤ۔ عرض کریں گے: الٰہی! ہم کس عمل پر جنت کے قابل ہوئے، ہم نے تو جنت کا کوئی کام کیا نہیں؟ فرمایا جائے گا: جنت میں جاؤ، میں نے حلف کیا ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو، دوزخ میں نہ جائے گا۔

☆عذاب سے چھٹکارا:

کشف الخفاء جلد اول کے صفحہ نمبر 345 پر حدیث نمبر 1243 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! جس کا نام تمہارے نام پر ہوگا، اسے عذاب نہ دوں گا۔

☆ گھر اور رزق میں برکت:

المنتقی شرح مؤطا امام مالک جلد 9 کے صفحہ نمبر 456 پر نقل ہے کہ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ اہل مکہ آپس میں یہ گفتگو کیا کرتے تھے کہ جس گھر میں بھی محمد نام کا کوئی فرد ہوتا ہے تو اس گھر میں خیر و برکت ہوتی ہے اور ان

کے رزق میں کثرت ہوتی ہے۔

☆ جنت میں داخلہ:

طبرانی معجم الکبیر جلد 2 پر نقل ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن ایک پکارنے والا پکارے گا جس کا نام محمد ہو، چاہیے کہ وہ کھڑا ہوجائے اور اللہ کے نبی کے نام کی تکریم کے پیشِ نظر جنت میں داخل ہوجائے گا۔

☆ لڑکے کی خواہش ہوتو:

فتاویٰ رضویہ جلد 24 کے صفحہ نمبر 690 نقل ہے کہ حضرت ابوشعیب علیہ الرحمہ، امام عطاء علیہ الرحمہ سے روایت فرماتے ہیں کہ جو یہ چاہے کہ اس کی عورت کے حمل میں لڑکا ہوتو اسے چاہیے کہ اپنا ہاتھ عورت کے پیٹ پر رکھ کر کہے:

اِنْ کَانَ ذَکَرًا فَقَدْ سَمَّیْتُہٗ مُحَمَّدًا

یعنی اگر یہ لڑکا ہوا تو میں نے اس کا نام ''محمد'' رکھا۔ ان شاء اللہ لڑکا ہوگا۔

تفسیر روح البیان جلد 7 کے صفحہ نمبر 184 پر علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جس کی بیوی حاملہ ہو اور وہ پیٹ پر انگلی سے محمد لکھے تو رب تعالیٰ

اسے لڑکا عطا فرمائے گا۔

☆ نام محمد کے ساتھ کوئی دوسرا نام نہ ملایئے:

محترم حضرات! یاد رہے کہ محمد یا احمد نام رکھنے کے فضائل و برکات اسی وقت حاصل ہوں گے جب ان کے ساتھ کوئی دوسرا نام نہ ملایا جائے کیونکہ احادیث مبارکہ میں فضائل و برکات تنہا ''محمد اور احمد'' رکھنے کے ہیں۔

اس کا آسان طریقہ یہ ہے، عقیقہ کا نام ''محمد اور احمد'' رکھ لے اور پکارنے کے لیے بلال رضا، اویس، یاسر، ناصر وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح تمام بچوں کے نام محمد یا احمد عقیقہ میں رکھ لیں۔ اصل نام یہی رہے اور پکارنے کے لیے جو نام میں نے ذکر کیے ان ناموں سے بچوں کو پکارے۔ اس سے پہلا فائدہ یہ ہوگا کہ نام بگڑنے کا اندیشہ نہیں رہے گا اور نام محمد کی بے ادبی بھی نہیں ہوگی۔

فتاویٰ رضویہ جلد 24 کے صفحہ نمبر 689 پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ فقیر نے اپنے سب بیٹوں کا عقیقے میں صرف ''محمد'' نام رکھا پھر نام اقدس کے حفظ آداب اور باہم تمیز (یعنی پہچان) کے لیے عرف جدا مقرر کیے۔

☆ بیٹے کا نام محمد رکھو تو اس کی عزت کرو:

محترم حضرات! جب کوئی شخص اپنے بیٹے کا نام ''محمد'' رکھے تو اسے چاہیے اس نام پاک کی نسبت کے سبب اس کے ساتھ حسن سلوک کرے اور اس کی عزت کرے اور نام نہ بگاڑے، یہ میں نے اس لیے عرض کیا کہ موجودہ دور میں اگر کسی کا نام ''محمد'' ہے تو لوگ اسے بگاڑ کر ''ماند'' ''ماند'' کہہ کر پکارتے ہیں۔ یوں ہی اگر کسی کا نام ''احمد'' ہے تو اسے بگاڑ کر ''آمد'' یا ''آمند'' کہہ کر پکارتے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ نام اقدس کی بے ادبی ہے لہذا نام اقدس کی نسبت سے نام رکھا جائے تو ادب کیا جائے اور یہ حکم ہمیں رسول اللہ ﷺ نے دیا ہے، چنانچہ دو احادیث آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

حدیث شریف = الجامع الصغیر صفحہ نمبر 49 پر حدیث نمبر 706 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم بیٹے کا نام ''محمد'' رکھو تو اس کی عزت کرو اور مجلس میں اس کے لیے جگہ کشادہ کرو اور اس کی نسبت برائی کی طرف نہ کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب لڑکے کا نام ''محمد'' رکھو تو اسے نہ مارو اور نہ محروم کرو۔

☆ سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ اور نام محمد کی تعظیم:

سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ نے ایک بار اپنے وزیر ایاز کے بیٹے کو پکارا:

اے ایاز کے بیٹے! استنجے کے لیے پانی لا۔ (حالانکہ ایاز کے بیٹے کا نام محمد تھا لیکن سلطان نے ایاز کے بیٹے کہہ کر پکارا) ایاز نے تھوڑے دنوں کے بعد عرض کی کہ حضور! مجھ سے یا میرے بیٹے سے کوئی غلطی ہوگئی ہے جو آپ نے اس دن اس کا اصل نام نہ لیا؟ یہ سن کر سلطان نے فرمایا: اے ایاز! تیرے بیٹے کا نام ''محمد'' ہے، میں اس دن بے وضو تھا، میں نے کبھی بغیر وضو ''محمد'' نام کو اپنی زبان سے ادا نہ کیا۔

سبحان اللہ! ہمارے اسلاف کتنے باادب تھے، واقعی انہیں ادب ہی کی بدولت اتنا بلند و بالا مقام ملا۔

☆ نبیوں کے نام پر نام رکھو:

انبیائے کرام علیہم السلام کے ناموں پر نام رکھنا بھی باعث برکت ہے۔ اس سے بچے کی زندگی پر اچھے اثرات مرتب ہوں گے اور ہمیں یہ حکم خود امام الانبیاء ﷺ نے دیا ہے، چنانچہ حدیث شریف سماعت فرمایئے۔

حدیث شریف = نبیوں کے سالار ﷺ نے فرمایا: انبیاء (علیہم السلام) کے نام پر نام رکھو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناموں میں زیادہ پیارے نام عبداللہ و عبدالرحمن ہیں اور سچے نام حارث و ہمام ہیں اور ''حرب و مرۃ'' برے نام ہیں۔

اس حدیث شریف کے تحت علامہ عبدالرؤف مناوی علیہ الرحمہ فیض القدیر جلد 3 کے صفحہ نمبر 324 پر لکھتے ہیں۔ انبیائے کرام علیہم السلام کے ناموں پر نام رکھنے کی ترغیب اس لیے دلائی گئی کیونکہ یہ حضرات انسانوں کے سردار ہیں۔ ان کے اخلاق سب سے بہتر، ان کے اعمال تمام اعمال سے اچھے اوران کے نام تمام ناموں سے افضل ہیں لہذا ان کے نام پر نام رکھنا شرف وسعادت کا باعث ہے۔

☆ نیک شخص کے نام پر نام رکھنے کی برکت:

حدیث شریف = مسند الفردوس جلد 2 کے صفحہ نمبر 58 پر حدیث نمبر 2329 نقل ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: نیک لوگوں کے نام پر نام رکھو اور اپنی حاجتیں اچھے چہرے والوں (یعنی نیک لوگوں) سے طلب کرو۔

روایت = تاریخ ابن عساکر جلد 43 کے صفحہ نمبر 44 پر نقل ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: جس قوم میں کوئی نیک شخص انتقال کر جائے، اس کے انتقال کے بعد اس قوم میں کوئی بچہ پیدا ہو اور وہ اسی بزرگ شخصیت کے نام پر اس بچہ کا نام رکھیں، تو اللہ تعالیٰ اس اچھا نام رکھنے کے سبب ان لوگوں کے لیے اس بچے میں بھی وہی نیک صفات پیدا فرما دے گا۔

محترم حضرات! نیک لوگوں کے نام پر نام رکھنے سے کتنی برکتیں ملتی ہے مگر ہم کرکٹر، اداکار، فنکار اور گلوکاروں کے نام پر اپنے بچوں کے نام رکھتے ہیں۔ کبھی معنی پر بھی غور نہیں کرتے، کتنے افسوس کی بات ہے کہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور نام اسلام کی تعلیمات کے خلاف کام کرنے والوں کے نام پر رکھتے ہیں۔ آخر ہمیں کیا ہو گیا ہے، ہم کس راہ پر چل پڑے ہیں۔

☆لوگوں کے برے نام مت رکھو:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ جلد 23 صفحہ نمبر 204 پر لکھتے ہیں۔ کسی مسلمان بلکہ کافر ذمی کو بھی بلا حاجت شرعیہ ایسے الفاظ سے پکارنا یا تعبیر کرنا جس سے اس کی دل شکنی ہو، اسے تکلیف پہنچے، شرعاً ناجائز و حرام ہے۔ اگر بات فی نفسہ سچی ہو، ہر حق سچ ہے مگر سچ حق نہیں۔

معلوم ہوا کہ جس کا جو نام ہو، اسی نام سے پکارا جائے۔ اپنی طرف سے الٹا سیدھا مثلاً لمبو، ٹھنگو، موٹو، کالو اور پیٹو وغیرہ نہ رکھا جائے۔ عموماً اس طرح کے ناموں سے دل آزاری ہوتی ہے اور وہ اس سے چڑتا بھی ہے، لیکن پکارنے والا جان بوجھ کر بار بار مزہ لینے کے لیے اسے اسی نام سے پکارتا ہے۔ ایسا کرنے والوں کو سنبھل جانا چاہیے کیونکہ فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں چنانچہ حدیث

شریف سماعت فرمائیے۔

حدیث شریف = جمع الجوامع جلد 7 کے صفحہ نمبر 23 پر حدیث نمبر 20612 نقل ہے۔حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی شخص کو اس کے نام کے علاوہ نام سے بلایا (کسی برے لقب سے جو اسے برا لگے) اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں۔

محترم حضرات! معلوم ہوا کہ برے ناموں سے کسی کو نہیں پکارنا چاہیے، صرف اور صرف اصل نام یا کوئی محبت والا پیارا سا نام جو سامنے والے کو راحت پہنچائے، ان ناموں سے پکارنا چاہیے۔

☆ کنیت رکھنا سنت ہے:

کنیت رکھنا سنت ہے۔نبی پاک ﷺ سمیت متعدد انبیاء کرام علیہم السلام، کثیر صحابہ وصحابیات اور علمائے اُمّت نے کنیت کو اختیار کیا، سب سے پہلے یہ جانتے ہیں کہ کنیت کیا ہے؟

☆ کنیت کسے کہتے ہیں؟

التعریفات کے صفحہ نمبر 132 پر نقل ہے کہ کنیت سے مراد وہ نام جو''اب، ام، ابن یا ابنۃ'' سے شروع ہو۔

مثلاً ابوالقاسم، ابوعبداللہ، ابن ماجہ اور ابوحفص وغیرہ۔

☆ کنیت میں ''ابو'' کا معنی:

مرد کی کنیت میں ''ابو'' کا لفظ آتا ہے۔ اگرچہ ''اب'' کا لغوی معنی باپ ہے لیکن کنیت میں ہر جگہ ''ابو'' سے مراد باپ نہیں ہوتا چنانچہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 6 کے صفحہ نمبر 415 پر فرماتے ہیں: کنیت میں ''ابو'' آتا ہے، اس کے معنیٰ ہر جگہ والد نہیں ہوتے ہیں بلکہ اکثر جگہ اس کے معنی ہوتے ہیں ''والا'' جیسے ''ابوہریرہ'' بلیوں والے ایسے ہی ابوالحکم ''فیصلہ کرنے والا'' ابوبکر کے معنی ہیں اولیت والے۔

☆ اولاد نہ بھی ہو تو کنیت رکھ سکتے ہیں:

اگرچہ مشہور یہی ہے کہ جس کی اولاد ہو، وہی کنیت رکھتا ہے لیکن صاحب اولاد نہ ہونے کی صورت میں بھی کنیت رکھی جاسکتی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے ایسے صحابہ کو بھی کنیت عطا فرمائی جن کی اس وقت اولاد نہ تھی۔

چنانچہ ابن ماجہ کتاب الادب میں حدیث نمبر 3738 نقل ہے۔ حضرت حمزہ بن صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ تم اپنی کنیت ''ابویحییٰ''

رکھتے ہو جبکہ ابھی تمہارے یہاں اولاد نہیں ہے؟ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ نبی پاک ﷺ نے میری کنیت ''ابویحییٰ'' رکھی ہے۔

عمدۃ القاری جلد 15 کے صفحہ نمبر 323 پر نقل ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ان کی اولاد ہونے سے پہلے ان کی کنیت ''ابوعبداللہ'' رکھی۔

☆عورت بھی اپنی کنیت رکھے:

ابن ماجہ کتاب الادب میں حدیث نمبر 3739 نقل ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ آپ ﷺ نے میرے سوا اپنی تمام ازواج مطہرات کی کنیت رکھی ہے۔رسول پاک ﷺ نے فرمایا: تم ''ام عبداللہ'' ہو۔

☆یٰسین''، ''طٰہٰ'' نام رکھنا منع ہے:

بہارشریعت جلد 3 کے صفحہ نمبر 605 پر مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ''طٰہٰ ، یٰس'' نام بھی نہ رکھے جائیں کہ یہ مقطعات قرآنیہ سے ہیں جن کے معنی معلوم نہیں۔ظاہر یہ ہے کہ یہ اسمائے نبی ﷺ سے ہیں اور بعض علماء نے اسمائے الٰہیہ سے کہا۔بہرحال جب معنی معلوم نہیں تو ہوسکتا ہے کہ اس کے ایسے

معنی ہوں جو حضور ﷺ یا اللہ کریم کے ساتھ خاص ہوں اوران ناموں کے ساتھ ’’محمد‘‘ ملا کر ’’محمد طٰہٰ ، محمد یٰس‘‘ کہنا بھی ممانعت کو دفع (یعنی دور) نہ کرے گا۔

☆ غفورالدین‘‘ نام رکھنا منع ہے:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ جلد 24 کے صفحہ نمبر 681 پر لکھتے ہیں۔ غفورالدین (نام) بھی سخت قبیح و شنیع ہے۔ غفور کے معنی مٹانے والا، چھپانے والا، اللہ تعالیٰ غفور ذنوب ہے یعنی اپنی رحمت سے اپنے بندوں کے ذنوب (یعنی گناہ) مٹاتا عیوب چھپاتا ہے، تو غفورالدین کے معنی ہوئے دین کا مٹانے والا۔

محترم حضرات! اسی طرح بہت سے لوگ قرآن مجید سے نام نکالتے ہیں۔ اگر وہ نام کسی نبی یا نیک و صالح آدمی کا ہے، تب تو کوئی حرج نہیں لیکن بعض اوقات قرآن پاک سے کوئی ایسا لفظ نام کے لیے منتخب کر لیتے ہیں۔ جسے معنی خرابی کی وجہ سے نام کے طور پر استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً کسی نے قرآن مجید کی سورۂ ناس سے ’’خناس‘‘ کا لفظ نکال کر بیٹے کا نام رکھ لیا۔ لفظ تو قرآن مجید کا ہے مگر اس کے معنی ہیں............ اسی طرح کسی نے قرآن مجید کی سورۂ کوثر سے لفظ ’’ابتر‘‘ نکال کر اپنی بیٹی کا نام رکھ لیا۔ لفظ قرآن مجید کا ہے مگر اس کے معنی ہیں، خیر

سے محروم رہنے والا۔

لہذا بہتر یہی ہے کہ جو نام بھی پسند ہو، کسی بھی سنی صحیح العقیدہ عالم دین یا مفتی سے تصدیق کرالیں۔ اگر وہ اجازت دے دیں تو رکھ لیں ورنہ دوسرا نام تجویز کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو شریعت مطہرہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر قسم کی نافرمانی سے محفوظ فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيۡنَآ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ

کلمہ طیبہ کی فضیلت
اور مکمل تشریح

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّھُمْ کَانُوْا اِذَا قِیْلَ لَھُمْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ- یَسْتَکْبِرُوْنَ ○

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد و صلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ صافات سے آیت نمبر 35 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان پیدا فرمایا اور اپنے محبوب ﷺ کے دامن رحمت سے وابستہ فرمایا۔ حضور ﷺ کا دامن رحمت کلمہ طیبہ پڑھ کر ہمیں نصیب ہوا کیونکہ زبان سے کلمہ طیبہ پڑھ کے توحید ورسالت کا اقرار اور دل سے اس کی تصدیق کرنے کے بعد ہی بندہ دامن اسلام میں داخل ہوتا ہے۔ کلمہ طیبہ ایمان کی بنیاد ہے۔ اسی کلمہ کو بلند کرنے کے لیے ہمارے آقا ومولا ﷺ نے بڑی بڑی تکالیف جھیلیں، ہر صعوبت برداشت کی، طائف کے میدان میں پتھر کھائے، شعب ابی طالب کی دشوار گزار گھاٹیوں میں رہے تاکہ اس کلمے کی بالادستی ہو، اپنے محبوب شہر اپنی ولادت والے شہر مکۃ المکرمہ کو چھوڑ کر مدینہ طیبہ ہجرت کی تاکہ کلمے کی بالادستی ہو۔ یہی وہ کلمہ ہے جسے عشق مصطفی ﷺ سے تر زبان سے اگر کوئی پڑھے تو فلاح پا جاتا ہے۔

ہم الحمدللہ مسلمان ہیں۔ رات دن اس کلمے کا ورد رکھتے ہیں مگر کبھی ہم نے کلمہ طیبہ کے کسی حرف کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ کلمہ طیبہ کے ہر ہر لفظ میں علوم کے دریا سموئے ہوئے ہیں۔ اس کے ہر لفظ میں اسلامی عقائد موجود ہیں۔ ہر سوال کا جواب موجود ہے۔ تمام معبودان باطل کی نفی اور اللہ تعالیٰ کے واحد ہونے کا اقرار موجود ہے۔ نبی پاک ﷺ کی ذات کو رب تعالیٰ کے بعد اپنا سب کچھ ماننے کا عقیدہ موجود ہے۔ اسلام کی حقانیت کی ٹھوس دلیل اس میں موجود ہے۔ الغرض

کہ کلمہ طیبہ علوم کا سر چشمہ ہے۔

چنانچہ آج آپ کے سامنے کلمہ طیبہ کی فضیلت، اس کے ہر ہر لفظ کی تشریح پیش کرنے کی سعادت پیش کروں گا۔ آیئے سب سے پہلے کلمہ کی تعریف سنتے ہیں۔

☆کلمہ یا کلمہ طیبہ کیا ہے؟

المنجد کے صفحہ نمبر 695 پر کلمہ کے لغوی معنی قول، بات وہ بامعنی لفظ جو انسان کے مونہہ سے نکلے۔

مسلمانوں کی اصطلاح میں ''کلمۃ التوحید'' کے لیے بولا جاتا ہے جو اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے پہلا بنیادی رکن (یعنی ایمان) ہے۔ یعنی شہادت اسلام کے لیے، گویا اسلام کا عقیدہ اسی بنیاد پر قائم ہے، کیونکہ دوسرے چار ارکان کا تعلق عبادات سے ہے اور ایمان یا بنیادی عقیدہ کے بغیر عبادات کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

☆کلمہ طیبہ کا ثبوت قرآن مجید سے:

کلمہ طیبہ کے دو جزء ہیں۔ پہلا ''لا الٰہ الا اللہ'' اور دوسرا جزء ''محمد رسول اللہ'' کلمہ طیبہ کے دونوں اجزاء قرآن مجید کی دو آیتیں ہیں چنانچہ پہلا جزء سورۂ

صافات کی آیت نمبر 35 میں وارد ہوا۔

القرآن: اِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ- يَسْتَكْبِرُوْنَ○

بے شک جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو اونچی کھینچتے تھے۔

کلمہ کا دوسرا جزء سورۂ فتح کی آیت نمبر 29 میں وارد ہے۔

القرآن: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

ترجمہ: محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔

محترم حضرات! آپ نے کلمہ طیبہ کے دونوں جُزء قرآن مجید کی دو آیتوں کی روشنی میں سنے۔ اب آپ کی خدمت میں کلمہ طیبہ کی اہمیت اور فضیلت پیش کرتا ہوں۔

☆کلمہ طیبہ کی اہمیت وفضیلت:

1۔کلمہ کی اہمیت:

حدیث شریف = صحیح بخاری کتاب الایمان میں حدیث نمبر 7 نقل ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہیں (کلمہ طیبہ) گواہی دینا کہ اللہ ایک ہے۔اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا اور رمضان کے روزے۔

2۔ایمان کی سب سے افضل شاخ:

مسلم شریف کتاب الایمان میں حدیث نمبر 61 نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں۔ ان میں سب سے افضل شاخ ''لا الہ الا اللہ'' کا کہنا ہے اور ادنیٰ تکلیف دینے والی چیزوں کا راستے سے ہٹانا ہے اور حیاء ایمان کی ایک (اہم) شاخ ہے۔

3۔ایمان کو تازگی دینے والی چیز:

حدیث شریف = الترغیب والترہیب میں حدیث شریف نقل ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے ایمان کو تازہ کرتے رہا کرو۔عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم اپنے ایمان کو کس طرح تازہ کریں؟ ارشاد فرمایا: لا الہ الا اللہ'' کثرت سے کہتے رہا

کرو۔

4۔آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں:

حدیث شریف = ترمذی شریف میں حدیث نمبر 3590 نقل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا (جب) کوئی بندہ اخلاص کے ساتھ ''لا الہ الا اللہ'' کہتا ہے تو اس کلمہ کے لیے یقینی طور پر آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ یہ کلمہ سیدھا عرش تک پہنچتا ہے یعنی فورا قبول ہوتا ہے۔ بشرطیکہ وہ کلمہ کہنے والا کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو۔

5۔موت کے وقت راحت ونور:

حدیث شریف = مجمع الزوائد اور مسند ابو یعلیٰ میں حدیث پاک نقل ہے۔

حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں جسے ایسا شخص پڑھے جس کی موت کا وقت قریب ہو تو اس کی روح جسم سے نکلتے وقت اس کلمہ کی بدولت ضرور راحت پائے گا اور وہ کلمہ اس کے لیے قیامت کے دن نور رہو گا۔ (وہ کلمہ لا الہ الا اللہ'' ہے)

6۔کلمہ پر خاتمہ جنت میں لے جائے گا:

حدیث شریف = بخاری شریف میں حدیث نمبر 7410 نقل ہے۔
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر وہ شخص جہنم سے نکلے گا جس نے ''لا الہ الا اللہ'' کہا ہوگا (یعنی اس کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہوگا) اور اس کے دل میں ایک جو (کے دانے) کے وزن کے برابر بھی بھلائی ہوگی، یعنی ایمان ہوگا، پھر وہ شخص جہنم سے نکلے گا، جس نے ''لا الہ الا اللہ'' کہا ہوگا اور اس کے دل میں گندم کے دانے کے برابر بھی خیر ہوگی یعنی ایمان ہوگا۔ پھر وہ شخص جہنم سے نکلے گا جس نے ''لا الہ الا اللہ'' کہا ہوگا اور اس کے دل میں ذرہ برابر بھی خیر ہوگی۔

7۔ جس دروازے سے چاہے، جنت میں داخل ہو جائے:

حدیث شریف = مسند ابو یعلیٰ جلد اول کے صفحہ نمبر 68 پر حدیث پاک نقل ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے ''لا الہ الا اللہ'' کی گواہی اس طرح دی کہ اس کا دل اس کی زبان کی تصدیق کرتا ہو تو وہ جنت کے جس دروازہ سے چاہے، داخل ہو جائے۔

زبان سے کہہ دیا لا الہ الا اللہ تو کیا حاصل
دل و دماغ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

8۔شفاعت کلمہ پڑھنے والے کے لیے ہے:

حدیث شریف = بخاری شریف میں حدیث نمبر 657 نقل ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری شفاعت کا سب سے زیادہ نفع اٹھانے والا وہ شخص ہوگا جو خلوص دل کے ساتھ ''لا الہ الا اللہ'' کہے۔

9۔باوضو کلمہ پڑھنے والے کو بارہ مقامات عطا ہوں گے:

تذکرۃ الواعظین کے صفحہ نمبر 90 پر یہ حدیث پاک نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص خلوص دل سے باوضو ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھے گا۔اللہ تعالیٰ اس کو بارہ مقامات عطا فرمائے گا۔

1۔ جب اس کے مرنے کا وقت قریب ہوگا تو کلمہ شریف زبان پر جاری ہوجائے گا یعنی اسلام کی حالت میں انتقال کرے گا۔

2۔جان کنی کی سختی اس پر آسان ہوگی۔

3۔اس کی قبر منور ہوگی۔

4۔منکر نکیر خوش شکل بن کر سامنے آئیں گے۔

5۔قیامت کے دن شہداء کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

6۔میزان عمل میں نیکیوں کا پلڑہ بھاری ہوگا۔

7۔پل صراط پر بجلی کی مانند گزر جائے گا۔

8۔دوزخ کی آگ اس کے جسم پر حرام ہوگی۔

9۔شراب طہور (پاکیزہ شراب) سے نوازا جائے گا۔

10۔جنت میں ستر حوریں اس کی خدمت کے واسطے مامور ہوں گی۔

11۔شفاعت نصیب ہوگی۔

12۔اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔

☆کلمہ طیبہ پڑھنے کے بعد کیا حکم ہے:

تفسیر بیضاوی میں امام بیضاوی علیہ الرحمہ سورۂ بقرہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔(کلمہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ) دین کی خاص اصطلاح میں خبر رسول ﷺ کو بغیر مشاہدہ کے محض آپ ﷺ کے اعتماد پر یقینی طور پر مان لینے کا نام ایمان ہے(یعنی ان تمام چیزوں کا دل سے تصدیق کرنا اور زبان سے اقرار کرنا جو دین محمدی سے ہیں) مثلاً توحید و نبوت وغیرہ۔

محترم حضرات! دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے لیے لازمی ہے کہ تمام ضروریات دین اسلامی قطعی عقائد واعمال پر ایمان لایا جائے۔ لفظ ایمان امن سے بنا ہے یعنی ایمان والے شخص سے دوسروں کو ذرہ بھر بھی نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہیں رہتا۔

☆ کلمہ پڑھنے کے بعد اس پر ڈٹے رہو:

مسلم شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ مجھ کو اسلام کی کوئی ایسی (جامع) بات بتا دیجئے کہ آپ ﷺ کے بتانے کے بعد پھر اس سلسلے میں مجھے کسی دوسرے سے پوچھنے کی ضرورت باقی نہ رہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم یہ کہو کہ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا پھر اس بات پر ڈٹے رہو۔

☆ کلمہ پڑھنے کے بعد ہر برائی چھوڑ دو:

مسند احمد میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ سے دریافت کیا: کون سا ایمان افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: وہ ایمان جس کے ساتھ ہجرت ہو۔ انہوں نے دریافت کیا: ہجرت کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ہجرت یہ ہے کہ تم برائی کو چھوڑ دو۔

☆دعا کیا کرو کہ ایمان تازہ رہے:

امام حاکم علیہ الرحمہ مستدرک میں حدیث پاک نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایمان تمہارے دلوں میں اسی طرح پرانا (اور کمزور) ہوجاتا ہے، جس طرح کپڑا پرانا ہوجاتا ہے لہذا اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرو کہ وہ تمہارے دلوں میں ایمان کو تازہ رکھے۔

☆کلمہ پڑھنے کے بعد محبت اور دشمنی صرف اللہ کے لیے:

ابوداؤد شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اللہ تعالیٰ ہی کے لیے کسی سے محبت کی اور اسی کے لیے دشمنی کی اور (جس کو دیا) اللہ تعالیٰ ہی کے لیے دیا (جس کو نہیں دیا) اللہ تعالیٰ ہی کے لیے نہیں دیا تو اس نے ایمان کی تکمیل کر لی (یعنی اس کا ایمان کامل ہوگیا)

محترم حضرات! ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کلمہ طیبہ پڑھ کر اس پر ڈٹا رہے، دنیا کی کوئی طاقت اسے اس کلمہ سے نہ ہٹا سکے۔ دوسری چیز یہ کہ تمام

برائیوں کو چھوڑ دے، ہر وہ کام جس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی ناراضی ہے، وہ کام ہرگز نہ کرے۔ تیسری چیز یہ کہ محبت بھی اللہ تعالیٰ کے لیے کرے اور نفرت بھی اللہ تعالیٰ کے لیے ہو، چوتھی چیز یہ ہے کہ دعا کرتا رہے کہ اے میرے اللہ کریم! میرے دل میں ایمان کو ہمیشہ تازہ رکھ۔

☆بن دیکھے ایمان لانے والوں کے لیے بار بار مبارکباد:

مسند احمد میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا، اس کو تو ایکبار مبارکباد! اور جس نے مجھے نہیں دیکھا اور پھر مجھ پر ایمان لایا، اس کو بار بار مبارکباد۔

محترم حضرات! اب مختصر مختصر آپ کی خدمت میں کلمہ طیبہ کے ہر ہر لفظ کی الگ الگ تشریح اور تفسیر بیان کروں گا تا کہ مکمل کلمہ طیبہ آپ کی سمجھ میں آ جائے۔

☆لا:

''لا'' بمعنیٰ نفی کے ہیں۔ لفظ ''لا'' نفی کے لیے آتا ہے۔ کلمہ طیبہ نفی سے شروع ہو کر اثبات پر ختم ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ تمام باطل معبودوں کی نفی کر کے

پھر معبودِ حقیقی اللہ تعالیٰ کا اقرار و اعتراف اور آخر میں اپنے رسول ﷺ کی رسالت کا اقرار کا نام کلمہ طیبہ ہے۔

☆ الٰہ:

المنجد کے صفحہ نمبر 16 پر الٰہ کا لغوی معنی معبود (جس کی عبادت کی جائے) ہے۔ کلمہ طیبہ کے شروع میں الٰہ کا لفظ ''لا'' کے بعد بیان کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کی متعدد آیات میں لفظ ''الٰہ'' کو بیان کیا گیا ہے جس کے معنی معبود کے ہیں چنانچہ چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔

سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 163 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ

ترجمہ: اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی بڑی رحمت والا مہربان

دوسرے مقام پر سورۂ نساء کی آیت نمبر 171 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

ترجمہ: اللہ تو ایک ہی معبود ہے۔

تیسرے مقام پر سورۂ ص کی آیت نمبر 65 پر ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ

ترجمہ: اور معبود کوئی نہیں مگر ایک اللہ سب پر غالب۔

ان تمام آیات سے آپ لفظ ''الٰہ'' کا مطلب اور مقصد سمجھ گئے ہوں گے۔ ہمارا معبود حقیقی جس کی ہم عبادت کرتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس سے اس الزام کی بھی نفی ہوگئی جو لوگ اہلسنت و جماعت پر یہ بہتان باندھتے ہیں کہ آپ لوگ اولیاء اللہ کو ''الٰہ'' مانتے ہیں حالانکہ یہ سراسر بہتان ہے کیونکہ الٰہ کا معنی معبود جس کی عبادت کی جائے۔ ہم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو معبود مانتے ہیں اور اسی کی عبادت کرتے ہیں، جہاں تک اولیاء اللہ کا تعلق ہے، انہیں جو بھی مرتبہ، شان، عظمت عطا کی ہے، وہ اللہ تعالیٰ ہی نے عطا کی ہے۔ ہم (معاذ اللہ) ان کی عبادت نہیں کرتے۔ صرف انہیں اللہ تعالیٰ کا دوست مانتے ہیں۔

☆اسم جلالت ''اللہ'' کی تحقیق:

یہ اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے جسے اسم جلالت اور اسم اعظم بھی کہا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ دو لفظوں کا مرکب ہے مگر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں کہ اسم جلالت ''اللہ'' یہ ایک نام ہے، دو لفظوں کا مرکب نہیں ہے۔

خدائے رحمن نے قرآن مجید میں بھی اپنی ذات کا تعارف اسم جلالت ''اللہ'' سے ہی کرایا ہے بلکہ ہمیشہ صفات وکمالات ربوبیت کا ذکر بھی اسی نام سے شروع کیا ہے۔اسم جلالت ''اللہ'' قرآن مجید میں کم وبیش ستائیس سو ایک ((2701 مرتبہ بیان ہوا ہے۔اتنی کثرت سے کوئی دوسرا نام قرآن مجید میں بیان نہیں ہوا۔

☆محمد:

کلمہ طیبہ کا دوسرا جزءاسم محمد سے شروع ہوتا ہے۔نام محمد میں بڑی جامعیت ہے۔اس کے دو معنیٰ ہیں۔

1۔سب سے زیادہ تعریف کیا گیا۔

2۔بے عیب ذات۔

اب مختصر دونوں معنی کی تفصیل عرض کرتا ہوں۔

1۔سب سے زیادہ تعریف کیا گیا:

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ تعریف وتوصیف اور تعظیم کا حق،جس ذات کا ہے،وہ صرف اور صرف محبوب کبریا ﷺ کی ذات بابرکات ہے،کلمہ طیبہ نے کچھ لوگوں کے اس عقیدے کو باطل قرار دے دیا جو نبی پاک ﷺ کی تعریف و تعظیم کو اللہ تعالیٰ سے بڑھانا کہتے ہیں۔وہ لوگ اگر ''اسم

محمدؐ'' کا صحیح معنی اور مفہوم سمجھ لیں تو ان کی یہ خام خیالی دور ہوجائے گی۔

علامہ ابن عبدالبر علیہ الرحمہ استعیاب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی پاک ﷺ کی ولادت ہوئی تو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے (ساتویں دن) آپ ﷺ کا عقیقہ کیا اور آپ کا نام محمد (ﷺ) رکھا۔ ان سے کسی نے کہا: اے ابوالحارث! آپ نے ان کا نام محمد (ﷺ) کیوں رکھا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں اور تمام اہل زمین آپ ﷺ کی تعریف کریں۔

امام قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ کتاب الشفا میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نام ''محمدؐ'' کو ازل سے ہی اچھوتا بنا کر رکھا۔ پوری تاریخ انسانیت میں اس نام سے کوئی شخص موسوم نہیں ہوسکا۔

امام قسطلانی علیہ الرحمہ مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں کہ آدمی کی تصویر نام محمد کی شکل پر لکھی گئی ہے۔

نامِ محمد کی پہلی ''میم'' آدمی کا سر ہے۔

محمد کی ''ح'' آدمی کے دو ہاتھ ہیں۔

دوسری ''میم'' آدمی کی ناف ہے۔

''دال'' آدمی کے دونوں پاؤں ہیں۔

☆ رسول اللہ:

رسول اللہ کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا (اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے والا)

☆ رسول کون ہوتا ہے؟

نبی اپنے ساتھ صرف نبوت لاتا ہے مگر رسول اپنے ساتھ نبوت بھی لاتا ہے اور شریعت بھی لاتا ہے۔

☆ رسول پاک کرنے کے لیے آتا ہے:

قرآن مجید سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 151 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَ يُزَكِّيْكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ

ترجمہ: جیسا ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم میں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا۔

☆ رسول، اللہ تعالیٰ کی عطا سے غیب جانتا ہے:

قرآن مجید سورۂ جن کی آیت نمبر 27،26 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًاۙ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا۝

ترجمہ: غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا، سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ ان کے آگے پیچھے پہرہ مقرر رہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول علم غیب بھی جانتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی عطا سے علم غیب پر آگاہ ہے، غیب کی خبروں کو جانتا ہے۔ اس کے سامنے غیب کے تمام پردے ہٹے ہوئے ہوتے ہیں۔

☆ رسول مددگار بھی ہوتا ہے:

سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 55 پر ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

ترجمہ: تمہارے مددگار نہیں مگر اللہ اور رسول۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول مددگار بھی ہوتا ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ کی عطا سے غلاموں کی مدد بھی کرتا ہے۔

☆رسول کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے:

سورۂ نساء کی آیت نمبر 80 پر ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: مَنۡ يُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا، بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ رسول وہ ہے جس کا حکم خدا تعالیٰ کا حکم ہے، اس کی پیروی خدا تعالیٰ کی پیروی ہے۔اس کی رضا خدا تعالیٰ کی رضا ہے اور رسول کی ناراضی خدا تعالیٰ کی ناراضی ہے۔

☆رسول، آخری نبی ہیں:

قرآن مجید فرقان حمید سورۂ احزاب آیت 40 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ وَلٰـكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ‌ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمًا ۝

ترجمہ: محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے

رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے (یعنی خاتم النبیین) اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہمارے رسول ﷺ آخری نبی ہیں۔اب ان کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا لہذا اگر کوئی آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ کذاب ہے۔

اب آخر میں ہم سنتے ہیں کہ کلمہ طیبہ پڑھ کر بندہ کن چیزوں کا پابند ہو جاتا ہے۔

1۔تمام باطل معبودوں سے بیزاری اور صرف اللہ تعالیٰ کو معبود حقیقی ماننے کا پابند ہو جاتا ہے۔

2۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی عبادت مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر واجبات کو پابندی کے ساتھ ادا کرنے اور اس کی نافرمانی والے کاموں سے بچنے کا پابند ہو جاتا ہے۔

3۔رسول اللہ ﷺ کو رسول برحق اور آخری نبی ماننے کا پابند ہو جاتا ہے۔

4۔رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے بعد اپنا سب کچھ ماننے کا پابند ہو جاتا ہے۔

5۔رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے غیب کا جاننے والا، مددگار، بے عیب اور ان کی تعظیم وتوقیر کرنے کا پابند ہو جاتا ہے۔

6۔رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کوخدا تعالیٰ کی اطاعت اوران کی رضا کواللہ تعالیٰ کی رضا ماننے کا پابند ہوجا تا ہے۔

7۔ رسول اللہ ﷺ کو بے مثل و بے مثال اور رب تعالیٰ کا پیارا محبوب ماننے کا پابند ہوجا تا ہے۔

8۔رسول اللہ ﷺ کو اُمّت پر گواہ یعنی اُمّت کے احوال وافعال پر مطلع ہونے والا ماننے کا پابند ہوجا تا ہے۔

9۔ رسول اللہ ﷺ کی شان میں ادنیٰ سی بھی گستاخی کو کفر ماننے کا پابند ہوجا تا ہے۔

10۔ رسول اللہ ﷺ، انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام علیہم الرضوان، اہلبیت اطہار اور اولیاء اللہ کی شان میں گستاخی سے بچنے اوران سے نسبت رکھنے والی ہر چیز کا ادب کرنے کا پابند ہوجا تا ہے۔

اے ہمارے مولا! ہمیں کلمہ طیبہ والی زندگی اور کلمہ طیبہ والی موت عطا فرمائے اور جو ہم نے سنا ہمیں ان تمام باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

قرآن مجید میں
ہر شے کا علم ہے

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ نَزَّلۡنَا عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ تِبۡیَانًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَ بَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ نحل سے آیت نمبر 89 کا کچھ حصہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قرآن مجید بنی نوع انسان کے لیے ہدایت کا سرچشمہ بن کر نازل ہوا ہے،

یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب جس کی نظیر دنیا میں کہیں نہیں ملتی۔ بلاشبہ قرآن کا ظاہر بہت خوبصورت اور اس کا باطن عمیق اور گہرا ہے۔ اس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوتے اور اس کے غرائب کی کوئی انتہا نہیں، گمراہی اور جہالت کے اندھیرے اس کے بغیر ختم نہیں ہوسکتے۔ قرآن مجید وہ ناصح ہے جو کبھی دھوکہ نہیں دیتا اور ایسا راہنما ہے جو کبھی راستے سے بھٹکنے نہیں دیتا اور ایسا صادق البیان ہے جس میں ذرہ بھر بھی غلطی کا شائبہ نہیں ہوتا۔

قرآن مجید کی اثر انگیزی کا یہ عالم ہے کہ اس نے صدیوں سے آغوش غفلت میں مدہوش ہونے والی قوم کو بیدار کر دیا اور سینوں کی لاعلاج اور پرانی بیماریوں، مثلاً بغض، وعناد، شک ونفاق، حسد اور کینہ غرضیکہ ہر قسم کی مذموم صفات سے روح کو پاک کر دیا۔ قرآن کریم کو دنیا بھر میں ادبی برتری کی حامل بے مثال کتاب بھی تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس کی عظمت کو اپنے پرائے سب ہی تسلیم کرتے ہیں۔

جہاں قرآن مجید ایک طرف کتاب ہدایت اور شفاء رحمت ہے، وہیں دوسری طرف اس میں ہر شے کا روشن بیان ہے یعنی کائنات کی ہر ظاہر، پوشیدہ، زمینی، آسمانی، فرشی، انسانی، حیوانی، ملکی، ملکوتی، جناتی، روحانی، اولیٰ، آخری، شریعت کی طریقت کی معرفت وحقیقت، حلال وحرام، علم وعقل، فہم وفراست،

اعمال و عقائد تمام چیزوں کا بیان اس کتاب میں موجود ہے۔

مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ بہار شریعت میں فرماتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس پر اسلام اور احکام اسلام کا مدار ہے، اس کی تلاوت کرنا، اس میں تدبر آدمی کو خدا تعالیٰ تک پہنچاتا ہے۔ یہ مکمل و جامع کتاب ہے۔

محترم حضرات! اب آیئے ہم اسی کلام کی آیات کی روشنی میں اس کی جامعیت، اس میں پوشیدہ علوم اور ہر شے کا روشن بیان سنتے ہیں اور آخر میں علمائے اُمّت جنہوں نے اس کلام پر غور و خوض کیا، تدبر کیا، ان کے ارشادات بھی سنیں گے۔

جو آیت میں نے خطبہ میں تلاوت کی، سورۂ نحل کی آیت نمبر 89 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

ترجمہ: اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

اس آیت کے تحت مفسر قرآن مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی جلد 14 کے صفحہ نمبر 386 پر فرماتے ہیں کہ اس آیت میں فرمایا: اے نبی! ہم نے

آپ پر ایسی عظیم ازلی، ابدی، دائمی کتاب نازل فرمائی ہے جو پوری کائنات کی ہر ظاہر، پوشیدہ، زمینی، آسمانی، عرشی، انسانی، حیوانی، ملکی، ملکوتی، جناتی، روحانی، اولی، آخری شریعت کی معرفت، فہم وفراست، اعمال وعقائد تمام چیزوں کا بیان و اظہار لے کر آنے والی ہے۔

دوسرے مقام پر سورۂ قمر کی آیت نمبر 53 پر ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: كُلُّ صَغِيْرٍ وَّ كَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ

ترجمہ: ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔

☆ قرآنی علوم کو کیسے جانیں؟

شعب الایمان میں حدیث نمبر 1960 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو اولین وآخرین کے علوم کو جاننا چاہے، وہ قرآن کے معانی پر غور وخوض کرے۔

محترم حضرات! معلوم ہوا کہ قرآن مجید میں اولین وآخرین کے علوم موجود ہیں، مگر یہ علوم اسی کو نصیب ہوں گے جو اس کے معانی پر غور وخوض کرے۔ الحمدللہ! دنیا نے دیکھا، جب ہمارے اکابر، صحابہ اور مفسرین نے اس کلام پاک کے معانی پر غور وخوض کیا تو وہ کہہ اٹھے۔

☆ میرے اونٹ کی رسی:

اتحاف السادۃ المتقین باب نمبر 4 میں نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اگر میرے اونٹ کی رسی گم ہو جائے تو میں اسے قرآن سے پالوں گا۔

محترم حضرات! اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن مجید میں ہر شے کا علم ہے لیکن ہم ان علوم تک اس لیے نہیں پہنچ سکتے کہ ہمارے پاس وہ نگاہیں نہیں ہیں۔ ہم قرآن کے ظاہری علوم کو دیکھتے ہیں جبکہ ہمارے صحابہ اور اکابرین کی نظریں ظاہر کے ساتھ ساتھ قرآن کے باطنی علوم کو بھی دیکھتی تھیں۔ یاد رہے کہ قرآن مجید کے ہر ہر حرف اور ہر ہر آیت کا ظاہری بھی ہے اور باطنی بھی ہے۔ یہ میں نہیں کہتا، اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے ہمیں بتایا، چنانچہ حدیث سماعت فرمائیے۔

☆ قرآن مجید کے باطنی علوم:

اتحاف السادۃ المتقین باب 4 میں نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ ہر آیت کا ظاہر و باطن ہے اور ہر حرف کی حد ہے اور ہر حد کی مطلع ہے۔

محترم حضرات! اگر ہم قرآن مجید فرقان حمید کی کل آیات کو گنتی کریں تو (6666) چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات ہیں لہذا قرآن مجید میں (6666)

ظاہری علوم ہیں اور (6666) باطنی علوم ہیں۔

اور اگر ہم قرآن مجید کے حرف کو جمع کریں اور کل حرف کی تعداد (323760) ہے لہذا قرآن مجید میں (323760) ظاہری علوم ہیں اور (3 2 3 7 6 0) باطنی علوم ہیں اور ظاہری و باطنی علوم کو جمع کریں تو (647520) چھ لاکھ سینتالیس ہزار پانچ سو بیس علوم موجود ہیں۔

☆بارہ سال میں سورۂ بقرہ:

محترم حضرات! ہمارے یہاں درس نظامی (عالم کورس) زیادہ سے زیادہ چھ سال، سات سال یا آٹھ سال میں مکمل کروالیا جاتا ہے۔ایک عالم دین اپنی مسجد میں تفسیر قرآن کا سلسلہ شروع کرے، اگر وہ آہستہ آہستہ بھی آیت بہ آیت تفسیر بیان کرے تو بھی زیادہ سے زیادہ دس سال میں مکمل قرآن مجید کی تفسیر بیان کرلے گا۔مگر سیر اعلام النبلاء جلد اول کے صفحہ نمبر 520 نقل ہے۔حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے محبوب کبریا صاحب قرآن ﷺ کی بارگاہ سے بارہ سال میں سورۂ بقرہ (کی تفسیر) پڑھی اور جب سورۂ بقرہ مکمل ہوگئی تو آپ نے شکرانے میں ایک اونٹنی ذبح فرمائی۔

محترم حضرات! غور کیجیے کیسے کیسے علوم سورۂ بقرہ میں ہوں گے جو بارہ سال

تک سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سینے میں صاحب قرآن ﷺ نے داخل فرمائے ہوں گے۔ اگرچہ سورۂ بقرہ چند پاروں کی ہے مگر بارہ برس تک اسکو پڑھنا واضح کرتا ہے کہ کلام الٰہی ظاہری و باطنی علوم کا سرچشمہ ہے۔

دوسری بات یہ ثابت ہوئی جب قرآن مجید مکمل ہو یا کوئی سورت مکمل ہو تو شکرانہ میں لوگوں کو کھانا کھلانا، شیرینی تقسیم کرنا، یہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا طریقہ ہے کہ جنہوں نے سورۂ بقرہ مکمل ہونے پر اونٹنی ذبح کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

☆مولا علی رضی اللہ عنہ اور قرآن کا علم:

میزان الشریعہ الکبریٰ جلد اول کے صفحہ نمبر 106 پر نقل ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔ اگر میں چاہوں تو ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' کے ''ب'' کے نیچے جو نقطہ ہے اس کی تفسیر کروں تو (80) اسی اونٹ (کتابوں سے) بھر دوں۔

اتقان میں بحث نمبر 78 پر نقل ہے۔ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اگر میں سورۂ فاتحہ کی تفسیر لکھنے بیٹھوں تو ستر (70) اونٹ (کتابوں سے) بھر دوں۔

☆قرآن سے ہزار مسائل نکالتے رہے:

کتاب مناقب الامام الاعظم جلد 2 کے صفحہ نمبر 159 پر نقل ہے۔ایک مرتبہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے اپنے استاد حضرت امام محمد علیہ الرحمہ کے یہاں ایک رات قیام فرمایا، جب رات ہوئی تو امام شافعی علیہ الرحمہ نوافل کی ادائیگی کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہوگئے جبکہ امام محمد علیہ الرحمہ بستر پر ہی لیٹے رہے۔

جب فجر کا وقت ہوا تو امام محمد علیہ الرحمہ نے وضو کیے بغیر نماز فجر ادا فرمائی۔ امام شافعی علیہ الرحمہ کو اس پر بڑا تعجب ہوا۔آپ نے بغیر وضو نماز ادا کرنے کا سبب پوچھا تو حضرت امام محمد علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا۔آپ نے ساری رات نوافل ادا کر کے اپنے لیے عمل کیا جبکہ میں نے نبی پاک ﷺ کی تمام اُمّت کے لیے یہ عمل کیا کہ بستر پر لیٹے لیٹے قرآن مجید سے ایک ہزار مسائل کا حل نکالا۔یہ سن کر امام شافعی علیہ الرحمہ فرمانے لگے، تب سے ہی میں اپنی شب بیداری پر اپنے استاد کی شب بیداری کو ترجیح دیتا ہوں۔

☆امام اعظم علیہ الرحمہ کی فہم وفراست:

محترم حضرات! یہ امام محمد علیہ الرحمہ کون تھے؟ یہ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ

الرحمہ کے شاگرد تھے، ذرا سوچیں شاگرد کا یہ عالم ہے تو استاد کا کیا عالم ہوگا۔
ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ ساری زندگی قرآن وحدیث سے مسائل کا حل نکالتے رہے اور اپنی زندگی اسی کام کے لیے وقف کر دی۔ میں کسی حنفی امام کا حوالہ نہیں دیتا بلکہ ایک آزاد خیال شخص جو کہ شبلی نعمانی کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ اس کی بات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ شبلی نعمانی کہتا ہے، امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ نے قرآن وحدیث سے جو مسائل اخذ کیے، ان کی تعداد 12 لاکھ 90 ہزار سے زیادہ ہے۔

محترم حضرات! یہ وہی لوگ تھے جن کی نگاہیں قرآن مجید کے ظاہری و باطنی علوم پر تھیں۔ ہم صرف قرآن مجید پڑھتے ہیں، حافظ قرآن صرف قرآن مجید حفظ کرتا ہے، مگر یہ وہ لوگ تھے جو عارف القرآن تھے۔ قرآن مجید میں کون کون سے علوم پوشیدہ ہیں، وہ اپنی مومنانہ فراست سے اسے نکال لیتے تھے اور کیوں نہ ہو، یہ کلام ہی ایسا ہے جس میں خشک وتر کا علم موجود ہے۔ آیئے سورۂ انعام کی آیت نمبر 59 سنتے ہیں۔

القرآن: وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ

ترجمہ: اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور خشک جو اس روشن کتاب میں لکھا نہ ہو۔

اس آیت کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی جلد 7 کے صفحہ نمبر 466 پر فرماتے ہیں کہ ''وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا یَابِسٍ '' یہ عبارت معطوف ہے۔ یہاں دو احتمال ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''رطب'' یعنی تری پانی ہے اور ''یابس'' یعنی خشکی زمین ہے۔ حضرت عطا علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جو دانہ اُگ جائے، وہ رطب ہے اور جو نہ اُگے وہ یابس ہے۔ بعض نے فرمایا کہ اس سے مراد عالم کی ہر چھوٹی، بڑی کھلی پوشیدہ چیز ہے، موجود اور جو فنا ہو چکی یا آئندہ موجود ہوگی۔ آخری قول زیادہ قوی ہے (تفسیر خازن)

☆ رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی:

سورۂ کہف کی آیت نمبر 109 میں ارشاد ہوتا ہے:

القرآن: قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّیْ

ترجمہ: تم فرما دو اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لیے سیاہی ہو تو ضرور سمندر ختم ہو جائے گا اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔

اس آیت کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی جلد 16 کے صفحہ نمبر 98 پر فرماتے ہیں کہ کلمات الٰہیہ یعنی اللہ تعالیٰ کے تخلیقی شاہکار، انبیاء کرام علیہم السلام وغیرہ، سب سے بڑے کلمات انہی کے اجسام مقدسہ ہیں۔

(2) اللہ تعالیٰ کی قدرتیں

(3) حکمتیں

(4) صفات ازلی قدیمی

(5) علم

(6) معلومات باری تعالیٰ

(7) کلام الٰہی

ان کو سمجھنا تو در کنار اگر کبھی کوئی فقط لکھنے اور ضبط تحریر و مجموعہ کتاب بنانے کا ہی ارادہ کرے تو آشکار ہو جائے کہ "لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا" اگر یہ موجودہ دنیا کا پورا لبالب بھرا ہوا سمندر اپنے سات سمندر حصوں اور کروڑوں قسموں کے پانیوں کے ساتھ پورے کا پورا سیاہی بن جائے، میرے رب کے کلمات لکھنے کے لیے اور لکھنے والے لکھنا شروع کر دیں تو البتہ یقینا پورا سمندر ختم ہو جائے، پہلے اس گمان سے کہ کلمات ختم ہوں۔ یعنی کلمات کے ختم ہو جانے اور

سب لکھے جانے کا انسانی خیال و گمان صحیح نہ ہو اور سب سیاہی لکھتے لکھتے ختم ہوجائے، اگر چہ ہم سب لکھنے والے یعنی انبیاء، اولیاء، علماء، ملائکہ جنات مل کر اس پورے سمندری پانی کے برابر سیاہی بھی ختم ہوجائے گی مگر رب تعالیٰ کے کلمات و معلومات کتابت سے پھر بھی ختم نہیں ہو سکتے۔ کتاب مکمل نہیں ہو سکتی۔ اس لیے کہ حسام وا قلام اور سیاہی سب منتہی ہیں اور کلمات غیر منتہی بے انتہا، تو منتہی چیز غیر منتہی کو بھلا کس طرح ختم کر سکتی ہے۔

☆ دوسرے مقام پر سورۂ لقمان آیت نمبر 27 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَ لَوۡ اَنَّ مَا فِی الۡاَرۡضِ مِنۡ شَجَرَۃٍ اَقۡلَامٌ وَّ الۡبَحۡرُ یَمُدُّہٗ مِنۡۢ بَعۡدِہٖ سَبۡعَۃُ اَبۡحُرٍ مَّا نَفِدَتۡ کَلِمٰتُ اللّٰہِ

ترجمہ: اور اگر زمین میں جتنے پیڑ ہیں، سب قلمیں ہو جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو اس کے پیچھے سات سمندر اور تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔

محترم حضرات! اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی تفاسیر کے حوالے سے مفسرین نے جو کچھ لکھا، وہ ان کے مطالعہ اور تحریر کی حد ہے، میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔ اب آپ کے سامنے علمائے اسلام کی لکھی گئی قرآنی تفاسیر کا

ذکر کرتا ہوں جسے سن کر آپ حیران رہ جائیں گے کہ انہوں نے کلام الٰہی کی تفاسیر اتنی جلدوں میں کیسے لکھی ہوں گی۔

☆علمائے اسلام کی تفاسیر:

1......امام ابوالحسن اشعری علیہ الرحمہ نے تفسیر کی 600 چھ سو جلدیں لکھیں۔

2......امام ابوبکر بن عبداللہ علیہ الرحمہ نے صرف سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کے شروع کی پچاس آیات کی تفسیر 140 ایک سو چالیس جلدوں میں لکھیں۔

3......علامہ ادفوی علیہ الرحمہ نے تفسیر کی 120 ایک سو بیس جلدیں لکھیں۔

4......علامہ ابن نقیب علیہ الرحمہ نے تفسیر کی 100 جلدیں لکھیں۔

5......امام رازی علیہ الرحمہ نے قرآن مجید کی تفسیر تفسیر کبیر کے نام سے 32 جلدوں میں لکھی۔

6......امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمہ کے والد حضرت علامہ مولانا نقی علی خان علیہ الرحمہ نے قرآن پاک کی مختصر سورت سورۂ الم نشرح جو کہ سات آیات پر مشتمل ہے، ایک پوری جلد میں اس کی تفسیر لکھی۔

سبحان اللہ! نبی کریم ﷺ کے غلاموں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے صدقے قرآن مجید کا کیسا فہم و علم عطا فرمایا کہ انہوں نے کثیر جلدیں لکھ کر

پوری دنیا کو دنگ و حیران کر دیا۔

اب میں آپ کی خدمت میں حضرت رابعہ بصریہ رحمتہ اللہ علیہا اور حضرت عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ کی ملاقات والا واقعہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں، جس میں حضرت رابعہ بصریہ رحمتہ اللہ علیہا نے حضرت عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ کے تمام سوالات کے جوابات قرآن مجید کی آیات سے دیئے ہیں۔

☆قرآن مجید سے ہر جواب:

حضرت عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مکہ معظّمہ میں گیا اور مدینہ منورہ کے ارادے سے اپنی اونٹنی پر سوار تن تنہا جا رہا تھا اور عرب کے بابرکت ریگستان اور پہاڑوں کی گھاٹیاں عبور کرتا چلا جا رہا تھا کہ راستے میں ایک جگہ دور کچھ سیاہی نظر آئی، قریب جا کر غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک ضعیفہ عورت بیٹھی ہوئی ہے۔ میں نے حیرت کے ساتھ ان کی طرف دیکھا اور کہا:

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، تو انہوں نے جواب دیا۔

القرآن: سَلٰمٌ- قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِیۡمٍ (سورۂ یٰسں آیت 58)

ترجمہ: اُن پر سلام ہوگا مہربان رب کا فرمایا ہوا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ

آپ پر رحمت فرمائے، یہاں کیا کر رہی ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا۔

القرآن: وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ

(سورۂ مومن آیت 33)

ترجمہ: اور جس کو اللہ راستہ بھلا دے پھر کوئی اسے ہدایت دینے والا نہیں ہے۔

آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں یہ سمجھ گیا کہ یہ راستہ بھول گئی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اب کہاں کا ارادہ ہے اور کہاں جائیں گی۔

وہ کہتی ہیں:

القرآن: سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا

(سورۂ بنی اسرائیل آیت 1)

ترجمہ: پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا، مسجد حرام سے مسجد اقصا تک

حضرت عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ یہ حج سے فارغ ہو کر بیت المقدس کی طرف جا رہی ہیں۔ آپ نے پوچھا کہ یہاں

کب سے تشریف فرما ہیں۔ وہ بولیں۔

القرآن: ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا (سورۂ مریم آیت 10)

ترجمہ: تین رات اور دن

آپ فرماتے ہیں میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے پاس کھانے کے لیے کچھ نہ ہوگا۔ کیسے گزارہ کرتی ہیں؟ وہ بولیں۔

القرآن: وَ الَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَ یَسْقِیْنِ

(سورۂ شعراء آیت 79)

ترجمہ: وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں: میں نے پوچھا کہ یہاں تو پانی نہیں ہے وضو کیسے کرتی ہیں؟ وہ بولیں۔

القرآن: فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا

ترجمہ: اور پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو

(سورۂ نساء آیت نمبر 43)

آپ فرماتے ہیں میں نے پوچھا کہ میرے پاس کھانا ہے، تناول فرمائیں گی؟ تو وہ بولیں۔

القران: ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ

(سورۂ بقرہ آیت 187)

ترجمہ: پھر رات آنے تک روزے پورے کرو

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا: یہ مہینہ رمضان کا تو نہیں ہے؟ وہ بولیں۔

القران: فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ

(سورۂ بقرہ، آیت 184)

ترجمہ: پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ ہم لوگوں کے لیے تو روزہ رکھنا مباح (جائز) ہے؟ وہ بولیں۔

القران: وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

ترجمہ: تو وہ اس کے لیے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لیے زیادہ بھلا ہے اگر تم جانو

اگر تم کو ذرا بھی عقل ہو تو بار بار اس کا سوال نہ کرتے، آپ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ تم کس قبیلہ کی عورت ہو تو وہ بولیں۔

القرآن: وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ-اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا

(سورہ بنی اسرائیل آیت 36)

ترجمہ: اوراس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں ہے، بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے سوال ہونا ہے

آپ فرماتے ہیں: میں نے ان سے پوچھا کہ مجھ سے خطا ہوئی تو معافی کا طلب گار ہوں، وہ بولیں۔

القرآن: لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ-يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ

(سورۂ یوسف آیت 92)

ترجمہ: آج تم پر کچھ ملامت نہیں اللہ تمہیں معاف کرے۔

آپ فرماتے ہیں میں نے پوچھا تم کو میں اپنی اونٹنی پر بٹھا کر لے چلوں؟ وہ بولیں

القرآن: وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ

(سورۂ بقرہ آیت 197)

ترجمہ: اور تم جو بھلائی کرو اللہ اسے جانتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں: میں نے اونٹنی بٹھائی اور کہا آؤ۔ وہ بولیں۔

القرآن: قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

(سورۂ نور آیت 30)

ترجمہ: مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں۔

آپ فرماتے ہیں: میں نے آنکھیں ان کی طرف سے پھیریں اور کہا سوار ہو جاؤ، انہوں نے جیسے ہی سوار کا ارادہ کیا تو اونٹنی دوڑی اور ان کی چادر پھنس گئی۔ اپنی چادر کے پھٹنے کو دیکھ کر بولیں۔

القرآن: وَ مَاۤ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ (سورۂ شوریٰ آیت 30)

ترجمہ: اور تمہیں جو مصیبت پہونچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا

آپ فرماتے ہیں، میں نے اونٹنی کو باندھ دیا اور کہا کہ سوار ہوں پھر وہ سوار ہوئیں اور اونٹنی کی پیٹھ پر بیٹھ کر کہا۔

القرآن: سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ

مُقۡرِنِيۡنَ ۝ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ

(سورۂ زخرف آیت 13)

ترجمہ: پاکی ہے اسے جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں کر دیا اور یہ ہمارے بوتے (قابو) کی نہ تھی اور بے شک ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے

آپ فرماتے ہیں میں نے اونٹنی کی نکیل ہاتھ میں لی اور دوڑتا چلا۔ میری یہ حالت دیکھ کر بولیں۔

القرآن: وَاقۡصِدۡ فِىۡ مَشۡيِكَ وَاغۡضُضۡ مِنۡ صَوۡتِكَ

ترجمہ: اور میانہ چال چل اور اپنی آواز کچھ پست کر

آپ فرماتے ہیں: یہ سن کر میں آہستہ آہستہ چلنے لگا اور آہستہ آہستہ اشعار کہنے لگا، یہ سن کر وہ بولیں۔

القرآن: فَاقۡرَءُوۡا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ

(سورۂ مزمل آیت 20)

ترجمہ: اب قرآن میں سے جتنا آسان ہوا تنا پڑھو

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو بہت سی نیکیاں دی ہیں، یہ سن کر وہ بولیں۔

القرآن: وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَابِ

(سورۂ آل عمران آیت 7)

ترجمہ: اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے تھوڑی دور جا کر پوچھا: تمہارے شوہر ہیں وہ خفا ہوکر بولیں۔

القرآن: لَا تَسْـَٔلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ

(سورۂ مائدہ آیت 101)

ترجمہ: اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں، تو تمہیں بری لگیں

آپ فرماتے ہیں یہ سن کر میں چپ ہو گیا۔ چلتے چلتے اس کے قافلہ میں پہنچے۔ میں نے ضعیفہ سے پوچھا کہ قافلہ میں تمہارا کون ہے؟ وہ بولیں۔

القرآن: اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

ترجمہ: مال اور بیٹے دنیوی زندگی کا سنگھار ہے۔

آپ فرماتے ہیں: میں سمجھ گیا کہ ان کا بیٹا اس قافلے میں ہے۔ آپ نے پوچھا کہ اس کی پہچان کیا ہے؟ وہ بولیں

القرآن: وَ اتَّخَذَ اللّٰهُ اِبۡرٰهِیۡمَ خَلِیۡلًا

(سورۂ نساء آیت نمبر 125)

ترجمہ: اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا گہرا دوست بنایا۔

القرآن: وَ کَلَّمَ اللّٰهُ مُوۡسٰی تَکۡلِیۡمًا

"(سورۂ نساء آیت 164)

ترجمہ: اور اللہ نے موسیٰ سے حقیقتاً کلام فرمایا۔

القرآن: یٰیَحۡیٰی خُذِ الۡکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ

(سورۂ مریم آیت 12)

ترجمہ: اے یحییٰ کتاب مضبوط تھام

آپ فرماتے ہیں ان سے تین نام ظاہر ہوئے۔ میں سمجھا کہ ان میں سے کوئی نام ہوگا میں نے پکارا: اے ابراہیم، اے موسیٰ، اے یحییٰ۔ وہاں تین نوعمر لڑکے نکلے، وہ اتنے خوب صورت تھے کہ گویا چاند کے ٹکڑے ہوتے ہیں، ان لڑکوں نے پہلے اپنی ماں کو اتارا پھر مجھ سے باتیں کرنے لگے۔ بولیں۔

القرآن: اٰتِنَا غَدَآءَنَا-لَقَدۡ لَقِیۡنَا مِنۡ سَفَرِنَا ھٰذَا

نَصَبًا (سورۂ کہف، آیت نمبر 62)

ترجمہ: ہمارا صبح کا کھانا لاؤ بے شک ہمیں اپنے سفر میں بڑی مشقت کا سامنا ہوا۔

آپ فرماتے ہیں اس کے بعد وہ دیر تک چپ رہیں کیونکہ بیٹوں نے کہہ دیا تھا کہ یہاں کھانا موجود نہیں ہے۔ بعد ازاں با آواز بلند کہا۔

القرآن: فَابْعَثُوْا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَا اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ (سورۂ کہف آیت 19)

ترجمہ: تو اپنے میں ایک کو یہ چاندی لے کر شہر میں بھیجو پھر وہ غور کرے کہ وہاں کون سا کھانا ستھرا ہے کہ تمہارے لیے اس میں کھانے کو لائے۔

آپ فرماتے ہیں: یہ سنتے ہی ایک لڑکا بازار گیا اور جو کچھ ملا، میرے سامنے لا کر رکھ دیا، وہ بولیں۔

القرآن: كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَاۤ اَسْلَفْتُمْ فِى الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ (سورۂ حاقہ آیت 24)

ترجمہ: کھاؤ اور پیو رچتا ہوا صلہ اس کا، جو تم نے گزرے دنوں میں آگے بھیجا

آپ فرماتے ہیں: میں نے لڑکوں سے کہا میں اپنے اوپر اس کھانے کو حرام کرتا ہوں، جب تک یہ نہ بتاؤ کہ یہ عورت کون ہے؟ اور قرآن کی آیات کے ساتھ اس طرح واقف کیوں ہے؟

لڑکوں نے کہا یہ ہماری والدہ حضرت رابعہ بصریہ ہیں۔ چالیس برس ہو چکے قرآنی آیتوں کے سوا ان کی زبان سے کوئی لفظ نہیں نکلا اور انہوں نے اس خوف سے باتیں کرنا چھوڑ دی تھیں کہ مبادا کوئی ایسا لفظ زبان سے نہ نکلے جس کے سبب قیامت کے روز باز پرس ہوگی۔

محترم حضرات! اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن مجید کا فہم عطا فرمائے، نور قرآن سے ہمارے سینوں کو منور فرمائے اور ہم سب کو بروز قیامت قرآن مجید کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

نماز کی اہمیت وفضیلت

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ لَہُمۡ اَجۡرُہُمۡ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ-وَ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ بقرہ سے آیت نمبر 277 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا

فرمائے۔

تمام تعریفیں اس ذات کے لیے جو سارے عالمین کو پالنے والا ہے۔ حقیقت میں رب تعالیٰ ہی کی ذات عبادت کے لائق ہے۔اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔اگر ساری دنیا اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوجائے تو بھی اس کی شان میں کوئی ذرہ برابر بھی اضافہ نہیں ہوسکتا اور اگر پوری دنیا باغی ہوجائے تو بھی اس کی شان میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں ہوسکتی۔

اس کی مخلوقات میں سب سے زیادہ تعداد فرشتوں کی ہے جو ہمہ وقت اس کی تسبیح وتہلیل میں مشغول ہیں۔ جب سے رب تعالیٰ نے انہیں پیدا فرمایا ہے،کوئی قیام میں،کوئی رکوع میں اور کوئی سجدہ میں ہے۔رب تعالیٰ ہماری عبادت کا ہر گز محتاج نہیں مگر اس نے ہمیں اپنا قرب عطا کرنے کے لیے رات اور دن میں ہم پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں تا کہ بندہ اپنے رب کو راضی کر لے۔

نماز وہ عظیم الشان عبادت ہے جو ہر حال میں فرض ہے۔ یہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ذمہ ہے جسے بندوں کو پورا کرنا ہے اور جو بندے اس ذمے کو توڑتے ہیں یعنی نماز کو چھوڑ دیتے ہیں، انہیں اوندھے موہنہ جہنم میں ڈالا جائے گا۔قرآن وحدیث میں اس فرض کی بڑی اہمیت بیان فرمائی ہے،جنہیں پڑھ کر ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ نماز کی کس قدر تعلیم دی گئی ہے اور اس پر کاربند

رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

محترم حضرات! میں نے قرآن مجید فرقان حمید سورۂ بقرہ کی آیت 277 خطبہ میں تلاوت کی ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

القرآن: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ-وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

ترجمہ: اچھے کام کیے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی ان کا نیگ (انعام) ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو، نہ کچھ غم۔

محترم حضرات! آپ نے نماز کی فضیلت سنی، نمازیوں کے لیے انعام کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ نماز پڑھنے والے کتنے خوش نصیب ہیں۔

اب آپ کی خدمت میں نماز کے فضائل احادیث کی روشنی میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

☆ تمام گناہ معاف:

حدیث شریف = بخاری شریف میں حدیث نمبر 528 نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے

ہوئے سنا ہے کہ یہ بتاؤ کہ اگر تم میں سے کسی شخص کے دروازے پر ایک نہر ہو، جس میں وہ ہر روز دن میں پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو، تو تم کیا کہتے ہو، کیا اس کے بدن پر میل باقی رہے گا؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کہا، اس کے بدن پر میل باقی نہیں رہے گا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ نمازوں کی ایسی ہی مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے اس کے گناہوں کو مٹا دے گا۔

☆ بھلائی کی زندگی اور بہتری کے ساتھ وفات:

حدیث شریف = ترمذی شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ (معراج کی رات) رب تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد (ﷺ) کیا آپ جانتے ہیں کہ ملاء اعلیٰ کے ملائکہ کس بارے میں جھگڑتے ہیں؟ میں نے عرض کیا ہاں! وہ درجات، کفارات، جماعت کی طرف قدموں کے منتقل ہونے، سردیوں میں کامل وضو کرنے اور ایک نماز پڑھنے کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنے میں جھگڑتے ہیں (کہ ان اعمال کو کون اٹھا کر لے جائے) جس نے ان (نمازوں) پر پابندی کی، وہ بھلائی کے ساتھ زندہ رہے گا اور بہتری کے ساتھ فوت ہوگا اور وہ گناہوں سے اس دن کی طرح پاک ہو جائے گا، جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

☆جنت میں داخلہ:

حدیث شریف = مستدرک جلد اول صفحہ نمبر 473 پر نقل ہے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول پاک ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر بیٹھے خطبہ دیتے ہوئے فرمارہے تھے۔ اے لوگو! اپنے رب کی اطاعت کرو، پانچ نمازیں پڑھو، اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو، مہینے کے روزے رکھو، اپنے امراء کی اطاعت کرو اور اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔

☆نماز شیطان کا مونہہ کالا کرتی ہے:

حدیث شریف = امام غزالی علیہ الرحمہ مکاشفۃ القلوب کے صفحہ نمبر 383 پر امام دیلمی علیہ الرحمہ کے حوالے سے حدیث پاک نقل فرماتے ہیں کہ نماز شیطان کا مونہہ کالا کرتی ہے۔ صدقہ اس کی کمر توڑتا ہے، اللہ تعالیٰ کے لیے لوگوں سے محبت اور علم دوستی اسے شکست فاش دیتی ہے۔ جب تم یہ اعمال کرتے ہو تو شیطان تم سے اتنا دور ہو جاتا ہے کہ جیسے سورج کے طلوع ہونے کی جگہ غروب ہونے کی جگہ سے دور ہو۔

☆پوری رات قیام:

حدیث شریف = مسلم شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا: جس نے عشاء کی نماز باجماعت پڑھی گویا کہ آدھی رات قیام کیا اور جس نے فجر کی نماز باجماعت پڑھی، گویا کہ ساری رات قیام کیا۔

☆رب تعالیٰ کی حفاظت میں:

حدیث شریف = مسلم شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: جس نے فجر کی نماز پڑھی تو وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہے۔

☆فجر وعشاء کا ثواب:

حدیث شریف = مسلم شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اگر لوگ جان لیں کہ اذان اور پہلی صف میں کیا ثواب ہے، پھر بغیر قرعہ ڈالے اسے نہ پاسکیں گے تو قرعہ ہی ڈالیں اور اگر جانتے کہ دوپہر کی نماز میں کیا ثواب ہے تو اس کی طرف دوڑ کر آتے اور اگر جانتے کہ عشاء وفجر کی نماز میں کیا ثواب ہے تو ان میں گھسٹتے ہوئے بھی پہنچتے۔

☆بغیر واسطے رب سے گفتگو:

امام غزالی علیہ الرحمہ مکاشفۃ القلوب کے صفحہ نمبر 108 پر حضرت بکر بن

عبداللہ علیہ لرحمہ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا: اے انسان! اگر تو نے اپنے مالک کے حضور بغیر اجازت کے حاضر ہونا اور بغیر کسی واسطے کے گفتگو کر یعنی نماز ادا کر۔

محترم حضرات! آپ نے نماز پڑھنے کے فضائل سنے، کیا ہی انعامات اور برکتیں ہیں نماز پڑھنے کی، بس کوئی پنجگانہ نماز باجماعت کو لازم پکڑ لے! اس کے لیے دونوں جہاں میں خیر ہی خیر ہے اور جو نماز نہیں پڑھتے، ان کے لیے قرآن و حدیث میں سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں، وہ بھی سماعت فرمائیے۔

☆ بے نمازی کی سزا:

سورۂ مریم کی آیت نمبر 59 میں ارشاد ہوتا ہے:

القرآن: فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوۡفَ يَلۡقَوۡنَ غَيًّا ۙ

ترجمہ: تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے

☆ غَی کا معنیٰ:

غی کا لغوی معنی ہے گمراہی اور ناکامی (مختار الصحاح، ص 287)

جہنم کی ایک وادی ہے جس کا نام غی ہے۔نماز گنوانے والے اس وادی میں جا گریں گے۔غی جہنم کے نیچے ایک کنواں ہے جس میں دوزخیوں کے پیپ بہہ کر آتی ہے۔

☆دوسرے مقام پر سورۂ مدثر کی آیت 39 تا 43 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ○ فِيْ جَنّٰتٍ ط يَتَسَآءَلُوْنَ ○ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ○ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ○ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ

ترجمہ: مگر دہنی والے باغوں میں پوچھتے ہیں مجرموں سے تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی، وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے۔

☆بے نمازی سے اللہ تعالیٰ ناراض:

حدیث شریف = مکاشفۃ القلوب کے صفحہ نمبر 372 پر امام غزالی علیہ الرحمہ مسند بزار کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ جب میری پتلیوں کی صحت کے باوجود میری بینائی ضائع ہوگئی۔تو مجھ سے کہا گیا کہ آپ کچھ نمازیں چھوڑ دیں۔ ہم آپ کا علاج کرتے ہیں۔ میں نے کہا ایسا نہیں ہوگا کیونکہ میں نے رسول

اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز چھوڑی، وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ رب تعالیٰ اس پر ناراض ہوگا۔

☆جہنم کے دروازے پر نام:

امام غزالی علیہ الرحمہ مکاشفۃ القلوب کے صفحہ نمبر 373 پر نقل فرماتے ہیں۔ حضرت ابونعیم کی روایت ہے کہ جس شخص نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی، اللہ تعالیٰ اس کا نام جہنم کے اس دروازے پر لکھ دیتا ہے جس میں سے اسے داخل ہونا ہوتا ہے۔

☆بے نمازی کا حشر فرعون اور ہامان کے ساتھ ہوگا:

حدیث شریف = مکاشفۃ القلوب کے صفحہ نمبر 376 پر حدیث پاک نقل ہے۔ حضور ﷺ نے ایک دن کا تذکرہ فرمایا اور فرمایا: جس نے ان نمازوں (پنج گانہ نمازوں) کو پابندی سے ادا کیا، وہ نماز اس شخص کے لیے قیامت کے دن نور، حجت اور نجات ہوگی اور جس شخص نے نمازوں کو ادا نہ کیا، وہ نماز اس شخص کے لیے قیامت کے دن نور، حجت اور نجات نہ ہوگی اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

امام غزالی علیہ الرحمہ اس حدیث کے تحت مکاشفۃ القلوب میں فرماتے ہیں

کہ بعض علماء کا کہنا ہے۔ ان کافروں کے ساتھ نماز چھوڑنے والے کو اس لیے اٹھایا جائے گا کہ اگر کسی نے اپنے مال واسباب میں مشغولیت کی وجہ سے نماز نہیں پڑھی، تو وہ قارون کی طرح ہو گیا اور اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ اگر ملک کی مشغولیت میں نماز نہ پڑھی تو فرعون کی طرح ہے اور اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ اگر وزارت کی مشغولیت نماز سے روکتی ہے تو وہ فرعون کے وزیر ہامان کی طرح ہے اور اسی کے ساتھ اٹھے گا، اگر تجارت کی وجہ سے نماز نہیں پڑھی تو وہ ابی بن خلف تاجر مکہ کی طرح ہے اور اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

☆سر پتھر سے پھوڑے جانے کا عذاب:

امام غزالی علیہ الرحمہ مکاشفۃ القلوب کے صفحہ نمبر 380 پر مسند بزار کے حوالہ سے روایت نقل فرماتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ معراج کی رات ایسی قوم پر تشریف لائے جن کے سر پتھر سے پھوڑے جا رہے تھے جب وہ ریزہ ریزہ ہو جاتے تو پھر اپنی اصلی حالت میں آ جاتے اور یہی عذاب انہیں برابر دیا جا رہا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: جبریل! یہ کون ہیں؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر نماز کے وقت بھاری ہو جایا کرتے تھے، یعنی یہ نماز نہیں پڑھتے تھے۔

☆ بے نمازی بد بخت اور محروم ہے:

مکاشفۃ القلوب کے صفحہ نمبر 386 پر حدیث نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ایک دن صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا کہ تم یوں دعا مانگا کرو، اے اللہ تعالیٰ! ہم میں کسی کو بد بخت اور محروم نہ بنا۔ پھر فرمایا جانتے ہو، بد بخت اور محروم کون ہوتا ہے؟ عرض کیا گیا: کون ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا (بد بخت اور محروم وہ ہوتا ہے) جو انسان نماز چھوڑ دیتا ہے۔

محترم حضرات! یہ نماز نہ پڑھنے کے عذابات آپ نے سنے، ذرا سوچیں ہمارا کیا ہوگا اگر نماز چھوڑنے اور جان بوجھ کر قضا کرنے کے سبب ہمیں جہنم میں داخل کر دیا گیا تو ہمارا کیا ہوگا۔ ہم تو ایسے نازک ہیں کہ گرم پتیلی پر انگلی لگ جائے تو ہماری چیخ نکل جاتی ہے۔ ہم جہنم کا عذاب کیسے سہہ سکیں گے۔ اپنے نازک جسم پر رحم کیجیے، نمازوں کی سختی سے پابندی کیجیے اور باجماعت نماز کا اہتمام کیجیے۔ یاد رہے باجماعت نماز پڑھنا واجب ہے، جان بوجھ کر جماعت چھوڑنے پر بھی عذاب ہے، قیامت کے دن پوچھا جائے گا، احادیث میں باجماعت نماز کی سختی سے تاکید اور پڑھنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ آیئے احادیث سنتے ہیں۔

☆ ستائیس درجے افضل:

حدیث شریف = مکاشفۃ القلوب کے صفحہ نمبر 558 پر حدیث شریف نقل

ہے۔رسول پاک ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ تنہا نماز پڑھنے سے نماز باجماعت کو ستائیس درجے فضیلت حاصل ہے۔

☆ سینے کو عبادت سے معمور کرلیا:

حدیث شریف= نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز باجماعت ادا کی، بس گویا اس نے اپنے سینے کو عبادت سے بھرلیا۔

☆ باجماعت نماز کے لیے جلدی آنے پر انعام:

مکاشفۃ القلوب کے صفحہ نمبر 560 پر نقل ہے۔جب قیامت کا دن ہوگا تو قبروں سے ایک ایسی جماعت اٹھے گی جن کے چہرے چمکدار ستارے کی طرح ہوں گے۔فرشتے ان سے کہیں گے کہ تمہارے اعمال کیا تھے؟ وہ جواب دیں گے کہ جب ہم اذان سنتے تھے تو وضو کے لیے کھڑے ہوجایا کرتے تھے اور کسی اور کام میں مشغول نہیں ہوتے تھے۔

پھر ایک ایسی جماعت آئے گی جن کے چہرے چاند کی طرح ہوں گے۔وہ فرشتوں کے سوال کے بعد کہیں گے کہ ہم وقت سے پہلے وضو کیا کرتے تھے۔ پھر ایک ایسی جماعت آئے گی جن کے چہرے سورج کی طرح درخشندہ ہوں گے اور وہ کہیں گے کہ ہم اذان مسجد میں سنا کرتے تھے (یعنی اذان سے پہلے مسجد

میں پہنچ جاتے تھے)

☆ جماعت چھوڑنے والوں پر نبی پاک ﷺ کا جلال:

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے بعض لوگوں کو چند نمازوں میں جماعت میں نہ دیکھ کر فرمایا! میرا یہ ارادہ ہوا کہ میں کسی آدمی کو نماز پڑھانے کا حکم دوں اور میں ان لوگوں کے یہاں جاؤں جو جماعت سے رہ گئے ہیں اوران کوان کے گھروں کو جلا دوں۔

☆ اذان کی آواز سنتے ہوتو مسجد آؤ:

حدیث شریف = ابو داؤد شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یارسول اللہ ﷺ! مدینہ منورہ میں موذی جانور بکثرت ہیں اور میں نابینا ہوں تو کیا مجھے رخصت ہے کہ گھر پر ہی نماز پڑھ لیا کروں۔ فرمایا حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح سنتے ہو؟ عرض کی جی ہاں۔ ارشاد فرمایا: تو (مسجد میں) حاضر ہو۔

محترم حضرات! آج ہم معاشرے کی طرف نظر دوڑائیں تو اچھے خاصے مذہبی حلیہ والے لوگ بھی اپنے کاروبار اور سستی کی وجہ سے جماعت کو چھوڑ دیتے ہیں۔ انھوں نے یہ عادت بنا رکھی ہے کہ فجر گھر میں پڑھنی ہے۔ ظہر آرام سے

تین بجے کے بعد بغیر جماعت پڑھنی ہے اور عشاء رات دیر سے گھر میں پڑھنی ہے۔ یاد رہے جماعت واجب ہے اور بلا شرعی عذر جماعت کو چھوڑنا گناہ ہے۔ قیامت کے دن اس سے متعلق پوچھا جائے گا لہذا سچی توبہ کریں اور باجماعت نماز پڑھیں اور وہ بھی تکبیر اولیٰ یعنی پہلی تکبیر کے ساتھ امام کے پیچھے پڑھیں تاکہ واجب پر عمل ہو جائے، ہمارے اسلاف کتنے جماعت کے پابند تھے، سنیے اور ایمان تازہ کیجیے۔

☆حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بینائی لوٹ آئی:

شواہد النبوت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی بینائی جب چلی گئی۔ کوئی مسجد میں باجماعت نماز کے لیے پہچانے والا نہ ملا، جس کی وجہ سے جماعت فوت ہو گئی۔ آپ نے زاروقطار روتے ہوئے بارگاہ رب العزت میں عرض کی۔ اے میرے مولا! کہیں جماعت کا فوت ہونا میرے لیے قیامت کے دن رسوائی کا سبب نہ بن جائے۔ بس اس التجا کے بعد جب بھی نماز کا وقت ہوتا، آپ کی بینائی لوٹ آتی اور آپ باآسانی مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کرتے۔

☆حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا جذبہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا گھر مسجد نبوی سے ایک میل کے فاصلے پر تھا لیکن وہ پانچوں وقت مسجد میں آ کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ خواہ کتنی ہی گرمی اور دھوپ ہو، ان کو کچھ پرواہ نہ تھی۔ ایک مرتبہ مسجد نبوی کے قریب چند مکان خالی ہوئے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے وہاں مکان لینے کا ارادہ کیا لیکن جب حضور ﷺ نے فرمایا: نماز کے لیے آنے میں ہر قدم پر ثواب ملتا ہے، اس لیے دور سے آنے میں زیادہ ثواب ہے تو انہوں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا اور تادم آخر ایک میل دور سے آ کر مسجد میں پنج گانہ نماز باجماعت ادا کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جب بینائی جاتی رہی تو بھی کسی کا سہارا لے کر نماز کے لیے برابر مسجد میں پہنچتے تھے۔

☆ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا تقویٰ:

کیمیائے سعادت میں امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اگر جماعت نکل جاتی تو غمگین ہوتے۔ ایک بار جماعت فوت ہوئی تو کفارہ میں اس قدر صدقہ کیا کہ اس کی مجموعی مالیت دو لاکھ درہم بنتی تھی۔

☆ سات دن غم مناتے:

امام غزالی علیہ الرحمہ مکاشفۃ القلوب کے صفحہ نمبر 559 پر فرماتے ہیں کہ

اسلاف کی تکبیرِ اولیٰ فوت ہوتی تو تین دن افسوس کرتے اور جماعت فوت ہوتی تو سات دن اس کا غم مناتے۔

محترم حضرات! کیا شان ہے ہمارے اسلاف کی اور نماز باجماعت سے انہیں کتنی محبت تھی۔ اے کاش! ہمیں بھی ان کے شوق میں سے کچھ حصہ مل جائے اور ہم بھی نماز باجماعت کے پابند ہو جائیں۔ اب آیئے آخر میں سنتے ہیں کہ نماز کیا ہے؟ آخر اس میں کیا راز ہے کہ اس نماز کو رب تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو مہمان بنا کر، آسمانوں کو سجا کر لامکاں بلا کر اور اپنا دیدار کروا کر یہ تحفہ دیا۔

نماز کیا ہے؟

نماز دین کا ستون ہے۔ نماز جنت کی کنجی ہے۔ نماز مومن کی معراج ہے۔ نماز سرکارِ اعظم ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ نماز قربِ الٰہی جل جلالہ کا بہترین ذریعہ ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث ہے۔ نماز جنت کا راستہ ہے۔ نماز پریشانیوں اور بیماریوں سے نجات کا ذریعہ ہے۔ نماز بے حیائی سے روکتی ہے۔ نماز برے کاموں سے روکتی ہے۔ نماز مومن اور کافر میں فرق ہے۔ نماز ولایت کا ذریعہ ہے۔ نماز ایمان میں پختگی کا ذریعہ ہے۔

نماز خوفِ خدا جل جلالہ پیدا کرتی ہے۔ نمازی کو سرکارِ اعظم ﷺ کی

شفاعت نصیب ہوگی۔نمازی ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوگا۔نماز دلوں کا زنگ دور کرتی ہے۔نماز بندے کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رکھتی ہے۔نماز محتاجی سے بچاتی ہے۔نماز روحانیت کو پانے کا بہترین ذریعہ ہے۔نماز سے سکون وقرار نصیب ہوتا ہے۔نماز قبر کی روشنی ہے۔نماز پل صراط کا چراغ ہے۔ نمازی کو روزِ محشر سرخروئی نصیب ہوگی اور سب سے بڑا انعام نمازی کو یہ ملے گا کہ اسے جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔

جو شخص نماز کو چھوڑ دیتا ہے اس کا نام جہنم کے دروازے پر لکھ دیا جاتا ہے، بے نمازی کا حشر ہامان، فرعون اور ابی بن خلف جیسے بڑے کافروں کے ساتھ ہوگا۔ بے نمازی کو جہنم کے عبرتناک گڑھے میں ڈالا جائے گا۔ بے نمازی کو قبر اس طرح دبائے گی کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہوجائیں گی۔

بے نمازی پر قبر میں گنجا سانپ مسلط کردیا جائے گا۔ بے نمازی کی قبر میں سانپ اور بچھو چھوڑ دیئے جائیں گے۔ بے نمازی کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی اس نے کفر کیا۔(اس کو پڑھ کر ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر تو نماز چھوڑنے والے شخص کی نماز جنازہ بھی نہ پڑھی جائے؟) اس بات کی علماء نے یوں توجیح بیان کی کہ نماز کو جان بوجھ کر چھوڑنے والا کفر کے قریب پہنچ جاتا ہے یعنی کافر نہیں ہوتا لہذا اس صورت میں

اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی) نماز کو چھوڑنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی کا باعث ہے۔جس نے نماز کو چھوڑا اس نے دین کے ستون کو ڈھانے میں مدد کی۔

بے نمازی دنیا وآخرت میں ذلیل وخوار ہوگا۔ بے نمازی کو کسی عمل کا ثواب نہیں دیا جاتا۔ بے نمازی کی کوئی دعا قبول نہیں کی جاتی۔ بے نمازی جب مرے گا تو ذلیل وخوار ہوکر مرے گا۔ بے نمازی سے خنزیر بھی پناہ مانگتا ہے۔ بے نمازی جب مرے گا تو اسے ایسی پیاس لگے گی کہ اگر اس کو پوری دنیا کا پانی پلا دیا جائے تو بھی اس کی پیاس نہیں بجھے گی۔ مطلب یہ کہ بے نمازی پیاسا ہوکر مرے گا۔ بے نمازی پر نحوست طاری ہوتی ہے۔ بے نمازی کی روزی سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔ بے نمازی کی عمر سے برکت ختم ہوجاتی ہے۔ بے نمازی کے چہرے سے نور ختم کردیا جاتا ہے۔ بے نمازی کی زندگی سے سکون وقرار ختم کردیا جاتا ہے۔ بے نمازی کی نیند سے راحت ختم کردی جاتی ہے۔ بے نمازی تنگ دستی اور پریشانی کا شکار رہتا ہے۔ بے نمازی کی نزع میں سختی پیدا کردی جاتی ہے۔ بے نمازی کی قبر تنگ کردی جاتی ہے۔ بے نمازی روزِ محشر ذلیل وخوار ہوگا۔

نماز کسی صورت میں بھی معاف نہیں ہے۔ بندہ آنکھوں سے اندھا ہے۔ کانوں سے بہرہ ہے۔ منہ سے گونگا ہے۔ ہاتھ پاؤں سے معذور ہے پھر بھی اس کو

نماز معاف نہیں ہے۔نماز کھڑے ہوکر نہیں پڑھ سکتے تو بیٹھ کر پڑھیں۔اگر بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے تو لیٹ کر اشاروں کے ساتھ پڑھیں اسے کسی صورت چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان عبادت نماز میں بے حد برکتیں ہیں۔ بندہ جب اپنے پروردگار جل جلالہ کی بارگاہ میں سر جھکاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو در در کی ٹھوکروں سے نجات عطا فرما دیتا ہے۔شاعر یوں بیان کرتا ہے۔

ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
لاکھ سجدوں سے آدمی کو دیتا ہے نجات

مطلب یہ کہ نماز میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جو تو خشوع وخضوع کے ساتھ سجدہ ریز ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جھکنا تجھے در در جھکنے سے بچالیتا ہے۔ پھر اسے اپنے پروردگار جل جلالہ کے سوا کسی کی محتاجی نہیں ہوتی۔ یہ وہ شرف ہے جو صرف نمازی کو حاصل ہوتا ہے۔

نماز مومن کی معراج ہے۔مومن بندے کو نماز کے اندر وہ سکون اور حلاوت نصیب ہوتی ہے کہ وہ لذت اور حلاوت کسی اور چیز میں نہیں پاتا۔

روایتیں موجود ہیں تاریخ گواہ ہے کہ خاصان خدا نے نماز کو کسی حال میں فوت نہیں ہونے دیا۔

1 ......صحابی رسول ﷺ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نماز کے لیے صفیں درست فرما رہے تھے کہ آپ پر مجوسی نے خنجر سے حملہ کر دیا۔حملہ اتنا شدید تھا کہ آپ کے پیٹ کے اوپر سوراخ ہوگیا جس کے باعث آپ بے ہوش ہوجاتے،لیکن جب بھی ہوش آتا، نماز کا پوچھتے۔ایسی حالت میں بھی آپ نے نماز نہ چھوڑی۔

2......حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حالت نماز میں عبدالرحمن ابن ملجم نے وار کر کے زخمی کیا۔زخم بہت شدید تھا مگر اس حالت میں بھی آپ رضی اللہ عنہ نے نماز ترک نہ کی۔

3......نواسۂ رسول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے واقعہ کو کون نہیں جانتا۔کربلا کی تپتی ہوئی ریت پر تلواروں کے سائے میں دشمنوں کے نرغے میں ہونے کے باوجود تیروں سے چھلنی جسم اور زخموں سے چور چور ہونے کے باوجود آپ نے نماز ظہر ادا کی اور حالت نماز میں ہی آپ کا سر تن سے جدا کر دیا گیا۔

سجدے میں سر کٹا کے شہ تشنہ کام نے
پیغام یہ دیا ہے جناب امام نے
رشتہ خدا سے اہل وفا توڑتے نہیں
مرجاتے ہیں مگر نماز چھوڑتے نہیں

لمحہ فکریہ !!

مگر کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے اسلاف بوقت شہادت بھی نماز نہیں چھوڑتے اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم ذرا سی سردی ہو ذرا سی گرمی ہو سر یا کمر میں درد ہو یا ضروری کام ہو تو نماز کو چھوڑ دیتے ہیں۔ کسی نے بہت اچھی بات شعر میں کہی کہ

نماز سے مت کہو مجھے کام ہے
کام سے کہو مجھے نماز پڑھنی ہے

ہمارا حساب بالکل الٹا ہے۔ ہم نماز سے کہتے ہیں کہ مجھے کام سے جانا ہے۔ میرا دل نہیں چاہتا۔ مجھ میں ہمت نہیں ہے۔ بہانا یہ کرتے ہیں کہ میرے کپڑے ناپاک ہیں۔

الغرض کہ نماز ہمیں پابندی کے ساتھ ادا کرنی چاہیئے تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرخرو ہوں۔ نماز کو خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کریں تا کہ اس کی حلاوت سے ہمارے سینے پُرنور رہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو پنجگانہ نماز باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کے علاوہ نوافل کی بھی کثرت کی توفیق عطا فرمائے اور ہم جب اس پروردگار جل جلالہ کی عبادت میں ہوں۔اس وقت ہمیں موت آئے۔اور اپنے محبوب ﷺ کی محبت واطاعت میں زندگی اور موت نصیب فرمائے۔

آمین ثم آمین بجاہ حبیبک سید المرسلین ﷺ

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

بیعت کی ضرورت و اہمیت اور اس کے فوائد

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ بنی اسرائیل سے آیت نمبر 71 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

موجودہ دور مادیت کا دور ہے۔ ایک طرف بدعقیدگی کا سیلاب جوکہ

مسلمانوں کے عقیدہ وایمان کو تباہ کررہا ہے اور دوسری جانب گناہوں کا سیلاب ہے جو کہ مسلمانوں کی روحانیت کو تباہ کررہا ہے۔ اگر ہم موجودہ ماحول اور معاشرے کا جائزہ لیں تو ہمیں تزکیۂ نفس ومرتبۂ احسان کا حصول بہت مشکل نظر آتا ہے۔ ہر طرف بے راہ روی اور گناہوں کی بھرمار نظر آتی ہے۔آخر ایسا کون سا کام ہے جو ہمارے ایمان کی سلامتی کا ذریعہ بنے اور ہمارے باطن کو طیب و طاہر کردے، جس کی صحبت اور نگاہ کرم گناہوں سے زنگ آلود دل کو آئینہ کی صاف وشفاف کردے۔وہ کام صرف اور صرف کسی نیک ہستی کے ہاتھ میں ہاتھ دینا ہے۔ اس کے ہاتھ پر بیعت ہونا ہے۔ اب آیئے بیعت کے لغوی اور اصطلاحی معنی سنتے ہیں تا کہ بنیاد ہمارے ذہنوں میں راسخ ہوجائے۔

☆بیعت کے لغوی واصطلاحی معنی:

بیعت کی اصطلاح ''بیع'' سے ماخوذ ہے جس کے معنی کسی چیز کو بیچ دینے کے ہیں۔

علامہ ابن منظور افریقی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: بیعت و مبایعت دو طرفہ عہدو پیمان سے عبارت ہے، جس کے ہاتھ بیعت کی، اسے اپنا سب کچھ فروخت کردیا ہے۔اس کو اپنا دل اور نفس دے دیا ہے اور اپنی اطاعت اور مخصوص امور

اس کے سپرد کر دیئے ہیں۔

صاحب شریف التواریخ صفحہ نمبر 119 پر لکھتے ہیں کہ صوفیہ کی اصطلاح میں بیعت اس کو کہتے ہیں کہ مرید اپنا عقیدت کا ہاتھ مرشد کے ارشاد کے ہاتھ کے ساتھ منعقد کرے اور یہ انعقاد مرشد کے واسطہ سے مرشد کے مرشد کے ساتھ ہوتا ہے اور بواسطہ مولا علی رضی اللہ عنہ کے اس بیعت کا انعقاد نبی پاک ﷺ کے ساتھ ہو جاتا ہے اور یہ بیعت نبی کریم ﷺ کے فعل سے ثابت ہے۔

☆ قرآن مجید سے بیعت کا ثبوت:

یاد رہے ایمان و عمل پر بیعت لینا قرآن وسنت اور آثار صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں رسول پاک ﷺ کے صحابہ سے بیعت لینے کے عمل کو نہ صرف بیان فرمایا بلکہ اجر عظیم کی خوشخبری عطا فرمائی، یہی نہیں بلکہ اپنے حبیب ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کو اپنی بیعت قرار دیا۔ چنانچہ قرآن مجید فرقان حمید سورۂ فتح کی آیت نمبر 10 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ-يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ-فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ-وَ

مَنۡ اَوۡفٰی بِمَا عٰهَدَ عَلَیۡهُ اللّٰهَ فَسَیُؤۡتِیۡهِ اَجۡرًا عَظِیۡمًا

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے تو جس نے عہد توڑا اس نے اپنے بڑے عہد کو توڑا اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ اسے بڑا ثواب دے گا۔

تفسیر صراط الجنان جلد 9 کے صفحہ نمبر 360 پر نقل ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے ہاتھ پر بیعت کرنا صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنت ہے، خواہ بیعت اسلام ہو یا بیعت تقویٰ، یا بیعت توبہ یا بیعت اعمال وغیرہ۔

☆ پیری مریدی کا ثبوت:

سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 71 جو میں نے خطبہ میں بھی تلاوت کی، ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: یَوۡمَ نَدۡعُوۡا کُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمۡ

ترجمہ: جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

تفسیر نور العرفان میں اس آیت کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کسی صالح کو اپنا امام بنالینا

چاہیے،شریعت میں تقلید کر کے اور طریقت میں بیعت کر کے تا کہ حشر اچھوں کے ساتھ ہو۔ اگر صالح امام نہ ہوگا تو اس کا امام شیطان ہوگا۔ اس آیت میں تقلید، بیعت اور پیری مریدی سب کا ثبوت ہے۔

☆ کیا بیعت ہونا ضروری ہے:

اکثر لوگ یہ کہہ کر بیعت کو غیر ضروری سمجھتے ہیں کہ کیا بیعت ہونا ضروری ہے۔ بس نمازیں پڑھو، روزہ رکھو، زکوٰۃ دو اور دیگر فرائض و واجبات کی پابندی کرو، کامل پیر کی کیا ضرورت ہے؟

آیئے اس کا جواب ہم حضرت مولانا روم علیہ الرحمہ سے لیتے ہیں چنانچہ آپ علیہ الرحمہ مثنوی شریف میں اس سوال کا جواب یوں دیتے ہیں۔

پیر را بگزیں کہ بے پیرایں سفر
ہست بس پر آفت و خوف و خطر

ترجمہ: پیر کا دامن تھام لے کہ یہ سفر بغیر پیر کے آفتوں اور خوف وخطر سے پر ہے۔

پس رہے را کہ ندیدستی تو ہیچ
ہیں مرد تنہا زرہبر سر میچ

ترجمہ: یہ (طریقت کا) راستہ وہ ہے جو تو نے پہلے کبھی نہیں دیکھا، خبردار اس راستہ پر تنہا نہ جانا اور رہبر و مرشد سے ہرگز مونہہ نہ موڑ۔

ہر کہ او بیمر شدے در راہ شد
وزغولان گمرہ و درچاہ شد

ترجمہ: جو شخص بھی بغیر مرشد کے اس (طریقت کے) راستہ پر چلتا ہے وہ شیطانوں کی وجہ سے گمراہ اور ہلاک ہو جاتا ہے۔

گر نباشد سایہ ء پیر اے فضول
بس ترا سرگشتہ دارد بانگ غول

ترجمہ: اے ناسمجھ! اگر پیر کا سایہ نہ ہو تو شیطانی وسوسے تجھے بہت پریشان کریں گے۔

محترم حضرات! حضرت مولانا روم علیہ الرحمہ سمجھا گئے کہ پیر کا دامن تھامنے سے آفتوں سے چھٹکارا اور شیطانی وسوسوں سے حفاظت ہوتی ہے۔

☆ سالوں کی مسافت اور مہینوں میں طے:

امیر ملت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جو بغیر مرشد کے طریقت کی منزلیں طے کرتا ہے تو سالوں گزر جاتے ہیں۔ ایک چیونٹی

جو دوسرے شہر جانا چاہتی ہے تو سالوں میں وہ منزل تک پہنچے گی، اگر یہ چیونٹی کسی پرندے کے پر کو تھام لے تو وہ سالوں کے بجائے مہینوں یا ہفتوں میں پہنچ جائے گی۔ یہی بغیر مرشد کے طریقت کی منزلیں طے کرنے والے کا حال ہے کہ اس کو برسہا برس لگ جائیں گے اور اگر وہ کامل مرشد کا دامن تھام لے تو وہ کامل مرشد مہینوں میں طریقت کی منزلیں اپنے مرید کو طے کروا دیتا ہے۔

محترم حضرات! جب مرشد اور راہنما کی اتنی اہمیت ہے تو اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مرشد کس کو بنایا جائے؟ مرشد کامل میں کون کون سی شرائط ہونی چاہیے؟

☆مرشد کامل کے لیے چار شرائط:

کسی سے مرید ہونے سے پہلے، ان چار شرائط جو فتاویٰ افریقہ میں ہیں، اسے آگے بیان کروں گا، ان شرائط کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ مگر بعض لوگ مرشد کامل کا یہ معیار سمجھتے ہیں کہ پیر تعویذ گنڈے یا عملیات میں ماہر ہو، اور دنیاوی مشکلات حل کر دیا کرے۔ ہرگز ایسا نہیں! حقیقت میں پیر امورِ آخرت کے لیے بنایا جاتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ضمناً ان سے دنیوی برکتیں، مثلا بیمار کو شفاء یا مشکلوں کا حل ہونا بھی ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ مگر صرف دنیوی مسائل کے حل کے لیے مرشد کامل سے مرید نہیں ہوا جاتا۔

اس لیے کوئی کہے کہ تمہارا پیر کامل ہوتا تو تمہاری پریشانی، بیماری، جنات کے اثرات اور جادوٹونے کے معاملات حل ہوجاتے۔تو یہ بےوقوفی و نادانی ہے کہ پیر اس لیے نہیں بنایا جاتا، پیر تو آخرت کے معاملات کے لیے ہوتا ہے۔

☆چار شرائط:

بندہ کسی سنی صحیح العقیدہ، عالم شریعت وطریقت جامع شرائط پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دے،اس کی دو قسمیں ہیں۔

1۔شیخ اتصال

2۔شیخ ایصال

1۔شیخ اتصال:

شیخ کا سلسلہ حضور ﷺ تک صحیح متصل ہو کیونکہ منقطع ذریعہ سے اتصال ممکن نہیں۔بعض لوگ بغیر بیعت، محض وراثت کے زعم میں اپنے باپ دادا کے سجادہ نشین بن جاتے ہیں یا بیعت تو کی تھی مگر خلافت نہ ملی تھی، بلا اجازت مرید کرنا شروع کردیتے ہیں یا سلسلہ ہی وہ ہے کہ قطع کردیا گیا اور اس میں فیض نہ رکھا گیا۔لوگ براہ ہوس اس میں اجازت وخلافت دیتے چلے آتے ہیں یا سلسلہ فی نفسہ صحیح تھا مگر بیچ میں کوئی ایسا شخص واقع ہوا جو جامع شرائط نہ ہونے کی وجہ

سے قابل بیعت نہ تھا۔اس لیے جوشاخ چلی، وہ بیچ سے منقطع ہے۔

ان صورتوں میں اس بیعت سے اتصال ہرگز حاصل نہ ہوگا۔بیل سے دودھ یا بانجھ سے بچہ مانگنے کی بات نادانی وحماقت ہے۔

2۔شیخ سنی صحیح العقیدہ ہو:

بدمذہب و گمراہ کا سلسلہ شیطان تک پہنچے گا، نہ کہ رسول اللہ تک۔آج کل بہت سے بددینوں بلکہ بے دینوں حتیٰ کہ وہابیہ نے جوکہ سرے سے اولیاء کرام کے منکر و دشمن ہیں، گمراہ کرنے کے لیے پیری مریدی کا جال پھیلا رکھا ہے۔ ایسے عناصر سے ہوشیار رہا جائے۔

3۔مرشد عالم ہو:

کم از کم اتنا علم ضروری ہے کہ بلا کسی کی امداد کے اپنی ضروریات کے مسائل کتاب سے نکال سکے۔کتب بینی (یعنی مطالعہ کرکے) اور افواہ رجال (یعنی لوگوں سے سن سن کر) بھی عالم بن سکتا ہے۔

علم فقہ (یعنی احکام شریعت) اس کی اپنی ضرورت کے قابل کافی، اورعقائد اہلسنت سے لازمی پورا واقف ہو۔کفر و اسلام، گمراہی و ہدایت کے فرق کوخوب عارف (یعنی جاننے والا) ہو۔

4۔فاسق معلن نہ ہو:

مرشد فاسق معلن (یعنی اعلانیہ گناہ کرنے والا) نہ ہو۔اس شرائط پر اتصال کا توقف نہیں (یعنی حضور ﷺ سے تعلق کا دارومدار اس شرط پر نہیں کہ فجور وفسق باعث فسخ (منسوخ ہونے کا سبب) نہیں۔مگر پیر کی تعظیم لازم ہے اور فاسق کی توہین واجب اور دونوں کا اجتماع باطل۔(اسے امامت کے لیے آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے اور شریعت میں اس کی توہین واجب ہے)

☆دوسری قسم شیخ ایصال:

شیخ ایصال یعنی شرائط مذکورہ (یعنی جن شرائط کا ذکر کیا گیا) کے ساتھ مفاسد نفس، مکائد شیطان اور مصائد ہوا یعنی نفس کے فتنوں، شیطانی خیالوں اور نفس کے جالوں سے آگاہ ہو۔دوسرے کی تربیت کرنا جانتا ہو، اپنے متوسل پر شفقت رکھتا ہو کہ اس کے عیوب پر اسے مطلع کرے، ان کا علاج بتائے اور جو مشکلات اس راہ میں پیش آئیں، انہیں حل فرمائے۔

(فتاویٰ افریقہ، ص138)

محترم حضرات! آپ نے کامل پیر کی شرائط سنیں۔بس یاد رکھ لیجئے، جس شیخ میں یہ شرائط پائی جائیں، صرف اور صرف اسی کے ہاتھ میں ہاتھ دیا جائے ورنہ

مارکیٹ میں درجنوں ایسے پیر دستیاب ہیں، جو صرف اپنے آستانوں کو بھرنے، اپنی جیب بھرنے سے کام رکھتے ہیں، شریعت کی پابندی سے انہیں کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ایسے پیروں سے ہماری حفاظت فرمائے۔

☆مرید بننے کے فوائد:

حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفی رضا خان علیہ الرحمہ اپنے والد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کے قصیدہ ''الاستمداد علیٰ اجیاد الارتداد'' کی شرح میں فرماتے ہیں کہ علامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ نے میزان الشریعۃ الکبریٰ کی جلد اول کے صفحہ نمبر 53 پر فرمایا کہ بے شک سب ائمہ و اولیاء، علماء (مشائخ کرام رحمہم اللہ) اپنے پیروں کاروں اور مریدوں کی شفاعت کرتے ہیں، جب ان کے مرید کی روح نکلتی ہے، جب منکیر نکیر ان سے قبر میں سوال کرتے ہیں، جب حشر میں اس کا نامۂ اعمال کھلتا ہے، جب اس سے حساب لیا جاتا ہے یا جب اس کے اعمال تولے جاتے ہیں اور جب وہ پل صراط پر چلتا ہے ان تمام مراحل میں، وہ اس کی نگہبانی کرتے ہیں اور کسی جگہ بھی غافل نہیں ہوتے۔

☆موت کے وقت ایمان کی سلامتی:

محترم حضرات! دنیا دار العمل اور آخرت دار الجزاء ہے۔ انسان اس دنیا

میں ایمان اور نیکیوں کی دولت جمع کرتا ہے اور جب اس کے راہ آخرت کے سفر پر روانہ ہونے کا وقت قریب آتا ہے، تو شیطان کے ڈاکے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ اگر انسان یہ قیمتی دولت اولیاء کاملین کی حفاظت میں سونپ دے تو ان شاء اللہ ایمان محفوظ رہتا ہے۔

ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ چہارم میں ہے کہ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ کی نزع کا جب وقت آیا تو شیطان آیا کیونکہ اس وقت بھرپور کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح اس کا ایمان سلب ہو جائے۔ اس نے پوچھا اے رازی! تم نے ساری عمر مناظروں میں گزاری، بتاؤ تمہارے پاس خدا کے وجود پر کیا دلیل ہے؟

آپ نے ایک دلیل دی، وہ خبیث معلم الملکوت رہ چکا ہے، اس نے وہ دلیل علم کے زور سے توڑ دی۔ آپ نے دوسری دلیل دی، اس نے وہ بھی توڑ دی، یہاں تک کہ آپ نے 360 دلیلیں قائم کیں اور اس نے وہ سب توڑ دیں۔ اب آپ سخت پریشان و مایوس ہوئے۔ شیطان نے کہا: اب بول خدا کو کیسے مانتا ہے؟ آپ کے پیر حضرت نجم الدین کبریٰ علیہ الرحمہ وہاں سے میلوں دور کسی مقام پر وضو فرما رہے تھے اور چشم باطن سے مناظرہ بھی دیکھ رہے تھے۔ آپ نے وہاں سے آواز دی: رازی! کہہ کیوں نہیں دیتا کہ میں خدا تعالیٰ کو بغیر دلیل کے ایک مانتا ہوں۔ امام رازی علیہ الرحمہ نے یہ کہا اور حالت ایمان میں جان

جان آفرین کے سپرد کردی۔

☆ کامل مرشد کی دعاؤں کا فیضان:

کامل مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ دینے سے ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ مرید تو دن میں کام کاج میں لگا ہوتا ہے اور رات کو سوجاتا ہے مگر کامل مرشد اپنی عبادتوں اور ریاضتوں کے بعد مرید کی جان و مال اور ایمان کی سلامتی کے لیے دعا کرتے ہیں۔اس طرح بیٹھے بیٹھے مرشد کی دعاؤں کا فیضان مرید کو ملتا رہتا ہے۔

☆ تمام اولیاء اللہ رحمہم اللہ کسی نہ کسی کے مرید تھے:

محترم حضرات! ہم اگر تاریخ اسلام پر نظر دوڑائیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نبی پاک ﷺ کے دست حق پرست پر بیعت کی، تابعین نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر اولیاء اللہ رحمہم اللہ نے تابعین کے ہاتھ پر بیعت کی۔

1......حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

2......حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ نے حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

3......حضرت داؤد طائی علیہ الرحمہ نے حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

4......حضرت معروف کرخی علیہ الرحمہ نے حضرت داؤد طائی علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

5......حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ نے حضرت معروف کرخی علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

6......حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ نے حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

7۔حضرت ابوبکر شبلی علیہ الرحمہ نے حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

8......حضرت غوث اعظم علیہ الرحمہ نے حضرت ابوسعید مخزومی علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

9......حضور داتا گنج بخش علیہ الرحمہ نے حضرت ابوالفضل محمد بن حسن ختلی علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

10......خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے حضرت خواجہ عثمان ہرونی علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

11......حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ نے حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

12......حضرت بابا فرید گنج شکر علیہ الرحمہ نے حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

13......حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ نے حضرت بابا فرید گنج شکر علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

یہ ایک لمبی فہرست ہے، میں نے صرف مشہور و معروف بزرگوں کے نام آپ کے سامنے بیان کیے تاکہ آپ باآسانی سمجھ جائیں کہ پیری مریدی کوئی آج کل کی بات نہیں بلکہ صدیوں سے یہ سلسلہ چلا آرہا ہے اور اس کا مقصد صرف اور صرف فیض پہنچانا ہے، ہاں جو لوگ اسے غلط مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں، میری مراد جعلی پیر ہیں، ان کی تو ہم اہلسنت و جماعت بھی مخالفت کرتے ہیں لہذا صرف سنی صحیح العقیدہ، عالم اور جس کا سلسلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہو، اسی کامل شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا جائے۔

اب آیئے کامل شیخ کے اوصاف کے متعلق سنتے ہیں جسے حجۃ الاسلام امام محمد غزالی علیہ الرحمہ ''ایھا الولد'' میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا نائب جس کو مرشد بنایا جائے، اس کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ عالم ہو، لیکن ہر عالم بھی مرشد کامل

نہیں ہوسکتا۔ اس کام کے لائق وہی شخص ہوسکتا ہے جس میں چند مخصوص صفات ہوں۔ یہاں ہم اجمالی طور پر چند اوصاف بیان کرتے ہیں تاکہ ہر سر پھرا یا گمراہ شخص مرشد و رہبر بننے کا دعویٰ نہ کر سکے۔

آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ مرشد کامل وہی ہوسکتا ہے:

1......جو دنیا کی محبت اور دنیوی عزت و مرتبے کی چاہت سے مونہہ موڑ چکا ہو۔

2......ایسے کامل مرشد سے بیعت کر چکا ہو، جس کا سلسلہ حضرت محمد ﷺ تک پہنچتا ہو۔

3......اس شخص نے ریاضت کی ہو۔

4......رسول اللہ ﷺ کے احکامات کی تعمیل کا مظہر (یعنی احکامات الٰہیہ کی بجا آوری کے ساتھ ساتھ سنن نبویہ کی پیروی کرنے اور کروانے کی بھی روشن نظیر) ہو۔

5......وہ شخص تھوڑا کھانا کھاتا ہو۔

6......تھوڑی نیند کرتا ہو۔

7......زیادہ نمازیں پڑھتا ہو۔

8......زیادہ روزے رکھتا ہو۔

9.....خوب صدقہ وخیرات کرتا ہو۔

10......اس کی طبیعت میں تمام اچھے اخلاق ہونے چاہئیں۔

11......صبر، 12......شکر، 13......توکل، 14......یقین، 15......
سخاوت، 16......قناعت، 17......امانت، 18......حلم، 19......انکساری،
20......فرمانبرداری، 21......سچائی، 22......حیاء، 23......وقار، 24......
سکون، 25......اس شخص نے نبی پاک ﷺ کے انوار سے ایسا نور اور روشنی حاصل کی ہو جس سے تمام بری خصلتیں مثلاً کنجوسی، حسد، کینہ، جلن، لالچ، دنیا سے بڑی امیدیں باندھنا، غصہ اور سرکشی وغیرہ اس نور کی روشنی میں ختم ہوگئی ہوں۔

امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ایسے پیر بڑی مشکل سے ملتے ہیں۔ اگر یہ دولت کسی کو حاصل ہوئی اور یہ توفیق نصیب ہوئی کہ ایسا کامل مرشد مل گیا اور وہ مرشد اسے اپنے مریدوں میں شامل بھی کرلے تو اس مرید کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنے مرشد کا ظاہری و باطنی ادب کرے۔

☆ادب کی اہمیت:

محترم حضرات! اگر کوئی خوش نصیب کامل پیر کے دامن سے وابستہ ہو کر مرید ہونے کی سعادت پالے تو اسے چاہیے کہ ایسے مرشد سے خوب فیض پانے کے

لیے پیکرادب بن جائے، اس لیے کہ طریقت کے تمام معاملات کا انحصار ادب پر ہے۔

رسالۂ قشیریہ کے صفحہ نمبر 316 پر نقل ہے۔ حضرت ابو علی دقاق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: بندہ اطاعت سے جنت تک اور ادب سے خدا تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے۔

اسی رسالۂ قشیریہ کے صفحہ نمبر 319 پر نقل ہے۔ حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی مرید ادب کا خیال نہیں رکھتا، تو وہ لوٹ کر وہیں پہنچ جاتا ہے، جہاں سے چلا تھا۔

اب آپ کی خدمت میں مرشد کامل کے آداب عرض کرتا ہوں جو کہ مرید کے لیے بہت اہمیت کے حامل ہیں۔

☆ مرشد کامل کے آداب:

1......مرشد کی بارگاہ میں مریدان کی اجازت کے بغیر بات نہ کرے۔

2......ان کی مجلس میں دوسرے کی طرف متوجہ ہونا منع ہے۔

3......ان کے سامنے مرید کو ہنسنا منع ہے۔

4......مرشد کی غیر موجودگی میں اس کے بیٹھنے کی جگہ بیٹھنا منع ہے۔

5......مرشد کے کپڑوں کی، بچھونے کی اور بارگاہ کی تعظیم فرض ہے۔

6......مرشد سے اپنا کوئی حال نہ چھپائے، اپنے جان و مال کو اسی کا سمجھے۔

7......مرشد کا فرمانبردار رہے اور جان و مال سے ان کی خدمت کرے۔

8......مرشد اگر کوئی حکم دیں تو اسے فوراً بجالائے۔

9......کوئی بھی وظیفہ پڑھنا چاہے، مرشد کی اجازت لے کر پڑھے۔

10......مرشد کے مصلے (یعنی جائے نماز) پر پاؤں نہ رکھے۔

11......مرشد سے کرامت کی خواہش نہ کرے۔

12......مرشد کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرے۔

13......مرشد کی طرف سلام کے لیے اس وقت ہاتھ نہ بڑھائے، جب وہ کسی شے کے ساتھ مشغول ہوں مثلاً کچھ لکھ رہے ہوں، کھانا کھا رہے ہوں، پانی پی رہے ہوں یا فون پر بات کرر ہے ہوں تو اس حال میں باادب بیٹھ جائے۔

14......مرید کو چاہیے کہ وہ مرشد کے آگے یا برابر ہو کر نہ چلے، ہاں اگر کوئی بات کرنی ہو تو برابر ہو کر چلنے میں حرج نہیں۔

15......مرشد کی زیارت کے لیے باوضو حاضر ہو۔

16......کسی بھی بزرگ سے مرید کو جو ملے، اسے اپنے مرشد ہی کا فیض جانے۔

17......مرشد کی اولاد کی تعظیم فرض ہے۔اگرچہ بے جا حال پر ہوں۔

18...... بارگاہ مرشد سے رخصت ہوتے وقت ان سے اجازت طلب کرے۔

محترم حضرات! آداب تو اور بھی زیادہ ہیں مگر میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں، بس عمل کی توفیق مل جائے۔ آخر میں طالب ہونے کے متعلق بھی عرض کرتا چلوں۔

☆مرشد کی موجودگی یا ان کے وصال کے بعد طالب ہونا کیسا؟

اپنے مرشد کی موجودگی میں یا ان کے وصال کے بعد کسی سنی صحیح العقیدہ باعمل عالم دین سے برکت لینے کے لیے ان سے بیعت کرنا طالب ہونا کہلاتا ہے۔ طالب ہونا جائز ہے، چاہے کتنے ہی بزرگوں سے ہو مگر مرید صرف اور صرف اپنے مرشد ہی کا رہے گا، چاہے وہ حیات ہوں یا وصال کر گئے ہوں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ جلد 26 کے صفحہ نمبر 579 پر فرماتے ہیں کہ دوسرے جامع شرائط (پیر) سے طالب فیض میں حرج نہیں (یعنی طالب ہوسکتا ہے) اگرچہ وہ کسی سلسلہ صریحہ کا ہو اور اس سے جو فیض

حاصل ہو، اسے بھی اپنے مرشد کا ہی فیض جانے۔

☆غوث اعظم علیہ الرحمہ کے مریدوں پر کرم:

ہمیں جب ہمارے مرشد بیعت کرواتے ہیں تو وہ ہمیں غوث اعظم علیہ الرحمہ کا مرید بناتے ہیں، ان کے سلسلہ میں داخل کرواتے ہیں۔ اس کی بڑی برکتیں ہیں۔ چنانچہ بہجۃ الاسرار میں نقل ہے کہ حضور غوث اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بے شک میرا ہاتھ میرے مریدوں پر ایسا ہے جیسے زمین پر آسمان ہے۔

اسی بہجۃ الاسرار میں دوسرے مقام پر نقل ہے۔ حضرت شیخ ابوالقاسم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضور غوث اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جو کوئی مصیبت میں مجھ سے فریاد کرے یا مجھ کو پکارے تو میں (اللہ تعالیٰ کی عطا سے) اس کی مصیبت دور کر دوں گا اور جو کوئی میرے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو پورا فرمائے گا۔

محترم حضرات! جلدی کیجیے۔ اگر آپ اب تک کسی کامل شیخ کے مرید نہیں بنے تو وقت ضائع نہ کریں۔ موت کا کوئی بھروسہ نہیں، کسی وقت بھی آجائے۔ شیطان آپ کو وسوسوں کے ذریعہ روکے گا۔ آپ اس کے وسوسوں پر توجہ نہ دیں اور کامل شیخ کا دامن پکڑ لیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کے ایمان کی حفاظت فرمائے اور کل قیامت کے دن غوث پاک علیہ الرحمہ کے غلاموں میں ہمیں اٹھائے۔آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

توکل کی اہمیت
اور اس کی برکتیں

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ عَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہٗ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد و صلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 23 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تمام تعریفیں اس پروردگار کے لیے جو عالمین کا پالنے والا ہے، ہر شان اور رفعت اسی کو زیبا ہے۔ زمین کے اوپر اور زمین کے اندر، ماں کے پیٹ کے اندر

یا ماں کے پیٹ کے باہر ہر چیز کا رزق اسی کے ذمۂ کرم پر ہے لہذا بندوں کو چاہیے کہ وہ اپنے رب پر توکل یعنی بھروسہ رکھیں، توکل دین کی منزلوں میں سے ایک منزل اور یقین رکھنے والوں کے مقامات میں سے ایک مقام ہے بلکہ یہ قرب الٰہی رکھنے والوں کے بلند درجات میں سے ایک درجہ ہے اور توکل والوں سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے جیسا کہ سورۂ آل عمران کی آیت نمبر 159 میں فرمایا گیا ہے۔

القرآن: اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِیْنَ

ترجمہ: بے شک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں۔

محترم حضرات! کتنا بڑا مقام ہے، اس بندے کا جس کا شمار اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں میں ہو اور جس کے معاملات رب تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر ہوں۔ جس کے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہو اور وہی اس کا محب اور نگہبان ہو تو اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی کیونکہ محبوب کو نہ سزا دی جاتی ہے، نہ اپنے قرب سے دور کیا جاتا ہے اور نہ ہی اس کے لیے کسی قسم کی رکاوٹ ہوتی ہے۔

☆ توکل کب حاصل ہوتا ہے؟

محترم حضرات! جب بندے کی نگاہوں کا مرکز اس کا پروردگار بنتا ہے تو اس

کی تجلیاں اسے ہر شے میں دکھائی دیتی ہیں۔ اس کا اپنے رب پر بھروسہ قائم ہوجاتا ہے اور وہ ہر شے سے مونہہ موڑ کر صرف اسی پر توکل کرنے لگتا ہے۔ اس سے جو ملے، اس پر قناعت کرتا ہے، یہاں تک کہ ادنیٰ شے ملنے پر بھی خوش ہوتا ہے اور صبر کرتا ہے۔ ہر حال میں اس سے راضی رہتا ہے، کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ اس کے سوا اس کا چارہ ساز کوئی نہیں، اگر کوئی شے عطا نہ ہو تو سے اس کی حکمت جانتا ہے اور فراخی و تنگی کے احوال میں اس کی قدرت کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اس وقت اس کی عبادت درست قرار پاتی ہے، اس کا اپنے رب کی جانب متوجہ ہونے میں مخلص ہونا ظاہر ہوجاتا ہے۔ وہ اپنے خالق کی معرفت سے مخلوق کی معرفت پاتا ہے اور رزق صرف اپنے معبود و رازق سے ہی طلب کرتا ہے۔ جب بندہ توکل کے بلند درجے پر پہنچ جاتا ہے تو اس کا حال یہ ہوجاتا ہے کہ پھر جب بھی اسے کسی چیز کی حاجت ہوتی ہے تو اپنے رب کی بارگاہ میں ہاتھ دراز کر دیتا ہے پھر اس کے توکل کی برکت سے رب کی رحمت ایسی جوش میں آتی ہے کہ اس کے ہاتھ نیچے بھی نہیں آپاتے کہ رب تعالیٰ اس کی حاجت کو پورا فرما دیتا ہے۔

ہمارے آقا و مولا ﷺ نے ہر معاملے میں اپنے غلاموں کی تربیت فرمائی لہذا ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ آپ ارشاد فرمائیے کہ توکل کیسا ہونا چاہیے؟

☆توکل کیسا ہونا چاہیے؟

1: حدیث شریف = ابن ماجہ، کتاب الزہد میں حدیث نمبر 4164 ہے۔
نبی پاک ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔ اگر تم اللہ تعالیٰ پر اس طرح توکل (بھروسہ) کرو جیسا کہ توکل کا حق ہے تو وہ تمہیں ضرور رزق عطا کرے گا جیسا کہ پرندے کو عطا کرتا ہے کہ وہ صبح خالی پیٹ نکلتا ہے اور شام کو پیٹ بھر کر لوٹتا ہے۔

☆بڑے پیٹ والوں کو بھی رزق دیا جاتا ہے:

قوت القلوب (مترجم) جلد 2 کے صفحہ نمبر 585 پر نقل ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: پرندے کو دیکھو، فصل بوتا ہے نہ کاٹتا ہے اور نہ ذخیرہ کرتا ہے پھر بھی رب تعالیٰ اسے ہر دن نیا رزق عطا فرماتا ہے۔ اگر تم یہ کہو کہ ہمارے پیٹ پرندوں سے بڑے ہیں تو جانوروں کو دیکھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح اس مخلوق (کے تم سے بھی بڑے پیٹ) کے لیے رزق مقرر کر رکھا ہے۔

☆ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے:

مسلم شریف کتاب الایمان میں حدیث نمبر 218 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے حج کے زمانے میں تمام امتیں دکھائی گئیں، میں نے اپنی امت کو دیکھا کہ کثرت کی وجہ سے میدان اور پہاڑ بھرے ہوئے

ہیں۔ان کی کثرت نے مجھے خوش کر دیا۔مجھ سے پوچھا گیا: کیا آپ اس پر راضی ہیں؟ میں نے کہا ''ہاں'' پھر کہا گیا: ان کے علاوہ مزید ستر ہزار ہیں جو جنت میں بغیر حساب داخل ہوں گے۔ بارگاہ رسالت میں عرض کی گئ: یارسول اللہ ﷺ! وہ کون لوگ ہیں؟ ارشاد فرمایا: وہ لوگ جو اپنے بدن نہیں داغتے، کسی چیز سے بدشگونی نہیں لیتے اور نہ جھاڑ پھونک کرواتے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔

☆ایسی جگہ سے رزق جہاں گمان بھی نہیں ہوتا:

طبرانی المعجم الاوسط جلد 2 کے صفحہ نمبر 302 پر حدیث نمبر 3359 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جو شخص سب سے تعلق توڑ کر اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ ہوجاتا ہے، اللہ تعالیٰ ہر مشکل گھڑی میں اسے کافی ہوجاتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا اور جو رب تعالیٰ سے تعلق توڑ کر دنیا کی جانب توجہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے دنیا کے سپرد فرمادیتا ہے۔

محترم حضرات! اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والوں کا کتنا بڑا مقام ہے۔ جنت میں بلا حساب و کتاب داخلہ، ہر مشکل گھڑی میں اللہ تعالیٰ کی مدد اور ایسی جگہ سے رزق اسے دیا جاتا ہے، جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ واقعی توکل ایک

لازوال دولت ہے جو کہ خوش نصیبوں کو ملتی ہے۔ یہ وہ عظیم نعمت ہے جو ہر کسی کو عطا نہیں کی جاتی۔ ایک سوال یہاں پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم خود کچھ نہ کریں۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات پر بھروسہ کریں؟ کیا اس کا نام توکل ہے؟ بالاخر توکل درحقیقت کیا ہے؟ آیئے ہم امام رازی علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ان سے پوچھتے ہیں کہ توکل کیا ہے۔ آپ ہمیں بتائیں۔

☆توکل کا حقیقی معنی:

تفسیر کبیر جلد 3 کے صفحہ نمبر 410 پر سورۂ آل عمران کی آیت نمبر 159 کے تحت امام فخرالدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: توکل کا یہ معنی نہیں کہ انسان اپنے آپ کو اور اپنی کوششوں کو مہمل چھوڑ دے جیسا کہ بعض جاہل کہتے ہیں۔ بلکہ توکل یہ ہے کہ انسان ظاہری اسباب کو اختیار کرے لیکن دل سے ان اسباب پر بھروسہ نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ کی نصرت، اس کی تائید اور اس کی حمایت پر بھروسہ کرے۔

محترم حضرات! آپ نے امام رازی علیہ الرحمہ سے توکل کی حقیقت کو سنا۔ امام رازی علیہ الرحمہ کے اس کلام کی تائید اس حدیث پاک سے بھی ہوتی ہے۔

حدیث شریف = ترمذی شریف میں حدیث نمبر 2525 نقل ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں اپنے اونٹ کو باندھ کر توکل کروں یا اسے کھلا چھوڑ کر توکل کروں؟ ارشاد فرمایا: تم اسے باندھو پھر توکل کرو۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ جلد 24 صفحہ نمبر 379 پر فرماتے ہیں: توکل ترک اسباب کا نام نہیں بلکہ اعتماد علی الاسباب کا ترک (توکل) ہے یعنی اسباب کو چھوڑ دینا توکل نہیں بلکہ اسباب پر اعتماد نہ کرنے (ورب تعالیٰ پر اعتماد کرنے) کا نام توکل ہے۔

☆توکل بہترین چیز ہے:

کرامات صحابہ کے صفحہ نمبر 220 پر نقل ہے۔حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آیئے ہم اور آپ یہ عہد کریں کہ ہم دونوں میں سے جس کا بھی پہلے انتقال ہوگا، وہ خواب میں آ کر دوسرے کو اپنا حال بتائے گا۔ میں نے کہا ”کیا ایسا ہوسکتا ہے؟“ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! مومن کی روح آزاد رہتی ہے، روئے زمین میں جہاں چاہے، جاسکتی ہے۔ بعدازاں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا وصال ہوگیا۔ میں ایک دن قیلولہ کررہا تھا تو اچانک (خواب میں)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ میرے سامنے آ گئے اور بلند آواز سے سلام کیا، میں نے سلام کا جواب دیا اور ان سے دریافت کیا کہ وصال کے بعد آپ پر کیا گزری؟ اور آپ کس مرتبے پر ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں بہت ہی اچھے حال میں ہوں اور میں آپ کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ آپ ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے رہیں کیونکہ توکل بہترین چیز ہے، توکل بہترین چیز ہے، توکل بہترین چیز ہے۔

☆توکل و متوکل سے متعلق بزرگان دین کے اقوال:

1۔ایمان کی چوٹی:

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ایمان کی چوٹی اخلاص، توکل اور حکم خداوندی پر سر تسلیم خم کر دینا ہے۔

(قوت القلوب جلد 2، ص 573)

2۔توکل سے بڑھ کر کوئی مقام نہیں:

حضرت ابو محمد سہل تُستری علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ توکل سے بڑھ کر کوئی مقام نہیں۔ انبیائے کرام علیہم السلام کو حقیقی توکل عطا ہوا اور جو باقی بچا، وہ صدیقین اور شہداء کے حصے میں آیا۔ چنانچہ جو توکل سے کچھ بھی تعلق رکھے تو وہ صدیق یا شہید ہے۔ (قوت القلوب، جلد 2، ص 573)

3۔حضرت لقمان رضی اللہ عنہ کے دو فرامین:

حضرت لقمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ پر ایمان کی علامت اس پر توکل (بھروسہ) رکھنا ہے۔اس لیے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل بندے کو اس کا محبوب بنا دیتا ہے، اپنا ہر معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینے کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے بندے کو رضائے الٰہی کی موافقت نصیب ہوتی ہے اور یوں رضائے الٰہی کی موافقت سے بندہ اللہ تعالیٰ کے کرم کا مستحق بن جاتا ہے۔(قوت القلوب جلد 2،ص574)

یہ قول بھی حضرت لقمان رضی اللہ عنہ کا ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اور قضائے باری تعالیٰ کو تسلیم کرے، اپنا ہر معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے اور اللہ تعالیٰ نے جو اس کی تقدیر میں لکھا ہے اس پر راضی رہے۔تو بے شک اس نے دین کو قائم کیا۔اس نے اپنے ہاتھوں اور پیروں کو نیکیاں کمانے کے لیے ہر کام سے فارغ کر لیا اور ان نیک کاموں کے بجا لانے میں مصروف کر لیا جو بندے کے معاملے کی اصلاح کرتے ہیں۔

(قوت القلوب،جلد2،ص574)

☆توکل والوں پر طعن نہ کیا کرو:

حضرت ابو یعقوب سوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: توکل والوں پر طعن نہ کیا کرو، اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں، جنہیں خصوصیت سے نوازا گیا ہے، انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ہاں راحت پالی ہے، وہ اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا کفایت کرنے والا سمجھتے ہیں اور اب وہ دنیا و آخرت کے غموں سے بے پرواہ ہو چکے ہیں۔ مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ جس نے توکل پر طعن کیا، گویا اس نے ایمان کے معاملے میں طعن کیا، کیونکہ یہ باہم ملے ہوئے ہیں اور جس نے متوکلین کو محبوب جانا، گویا اس نے اللہ تعالیٰ کو محبوب جانا۔

(قوت القلوب، جلد 2، ص575)

☆متوکلین کا رزق:

حضرت ابو یعقوب سوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: متوکلین کے رزق اللہ تعالیٰ کے علم اور اختیار کے مطابق خاص لوگوں کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں اور انہیں مشقت نہیں کرنا پڑتی جبکہ عام لوگ مصروف رہتے اور مشقت اٹھاتے ہیں۔

(قوت القلوب، جلد 2، ص586)

☆متوکل (اللہ پر بھروسہ کرنے والوں) کا حال:

حضرت شیخ ابو طالب مکی علیہ الرحمہ اپنی کتاب قوت القلوب جلد 2 کے صفحہ نمبر 59 پر فرماتے ہیں: متوکل (یعنی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والوں) کا حال یہ ہے:

1......اس کا دل بندوں کی طرف دیکھنا ختم کر دیتا ہے۔

2......مخلوق کے قبضہ میں موجود اشیاء میں طمع (لالچ) کی فکر سے آزاد ہو جاتا ہے۔

3......اس کا دل دلوں کو پھیرنے والی اور تدبیر فرمانے والی ذات یعنی اللہ تعالیٰ سے لگ جاتا ہے۔

4......کوئی اسے حق بات کہنے اور اس پر عمل کرنے سے روک نہیں سکتا۔

5......کوئی اسے اللہ تعالیٰ کی خاطر دوستی اور دشمنی کرنے سے باز نہیں رکھ سکتا۔

6...... وہ مخلوق کی کسی عادت پر مطمئن ہوتا ہے، نہ اس کی کسی بات پر بھروسہ کرتا ہے۔ اس لیے کہ اسے یقین ہے کہ اسے رزق دینے اور نفع ونقصان پہنچانے والی ہستی اللہ الواحد کی ہے۔

☆ متوکل تین کام نہیں کرتا:

حضرت ابو محمد سہل بن عبد اللہ تستری علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ متوکل درج ذیل کام نہیں کرتا۔

1......(اگر کچھ پاس نہ ہوتو) کسی سے کچھ نہیں مانگتا۔

2......(اگر کوئی کچھ دے تو) کسی شے کو واپس نہیں کرتا۔

3......(اگر کچھ ملے تو) کچھ جمع نہیں رکھتا۔

(قوت القلوب، جلد 2، ص 668)

خلیفۂ اعلیٰ حضرت قطب مدینہ حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمہ اسی کو ان الفاظ میں بیان فرمایا کرتے تھے ''طمع نہیں، منع نہیں، جمع نہیں'' مطلب یہ کہ طمع یعنی لالچ نہیں کہ کوئی مجھے کچھ دے جائے گا، ہاں اگر کوئی کچھ ہدیہ یا تحفہ دے کر جائے تو منع نہیں کرتا اور پھر وہ ہدیہ یا تحفہ لے کر اپنے پاس جمع نہیں کرتا، لوگوں میں تقسیم کر دیتا ہوں۔

☆توکل کی انتہاء:

قوت القلوب جلد 2 ص 612 پر نقل ہے۔ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں چاہتا ہوں کہ تمام بصرہ والے میرے عیال (اولاد) ہوتے اور میرے پاس دینار کا ایک دانہ ہو (تو بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان میں کوئی بھوکا

نہ رہے گا)

حضرت ابو طالب مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، یہ قول توکل کی انتہا ہے اور یہ حال اسی وقت حاصل ہوتا ہے، جب بندہ احکام خداوندی کے سامنے اپنا سر جھکا دے اور اللہ تعالیٰ کی جیسی بھی رضا ہو، اسی پر راضی رہے۔ اس لیے کہ یہ کلام عقل سے بالاتر ہے۔

محترم حضرات! اب آپ کی خدمت میں اکابرین کا توکل بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔ آپ سنیے اور اپنے ایمان کو تازہ کیجیے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی نیت کیجیے۔

1۔ دروازے پر بیٹھنے والا گوشہ نشین:

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم جلد 4 کے صفحہ نمبر 811 پر نقل فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آ کر بیٹھا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ کسی سے سنا: اے شخص! تم نے ہجرت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے کی ہے یا اللہ تعالیٰ کے لیے؟ تم جاؤ اور قرآن سیکھو کہ تمہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے کی حاجت نہ رہے گی۔ وہ شخص چلا گیا پھر نظر نہ آیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسے تلاش کروایا تو معلوم ہوا کہ وہ گوشہ

نشین ہو چکا ہے اور عبادت میں مشغول رہتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس کے پاس تشریف لائے اور فرمایا میں تمہارا اشتیاق رکھتا ہوں پھر تم مجھ سے دور کیوں ہوئے؟ اس نے کہا: میں نے قرآن پڑھا تو مجھے آپ اور آپ کی اولاد کی حاجت نہ رہی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے، تم نے قرآن میں کیا پایا؟ اس نے سورۃ زاریات کی آیت نمبر 22 تلاوت کی۔

وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ

ترجمہ: اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے۔

پھر کہنے لگا: میرا رزق آسمانوں میں ہے اور میں اسے زمین پر ڈھونڈتا رہا۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ (یہ سن کر) رونے لگے، پھر فرمایا: تم نے سچ کہا۔

☆ توکل کی برکت سے جنت میں پہلے داخلہ:

تذکرۃ الاولیاء کے صفحہ نمبر 376 پر نقل ہے: ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ فرشتے حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمہ اور حضرت محمد واسع علیہ الرحمہ کو جنت میں لے جا رہے ہیں۔ اس بزرگ نے کہا: دیکھوں پہلے کون جنت میں جاتا ہے، چنانچہ حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمہ کو جنت پہلے میں داخل کیا اور پھر حضرت محمد واسع علیہ الرحمہ کو تب ان بزرگ نے تعجب سے پوچھا: کہ حضرت محمد

واسع علیہ الرحمہ زیادہ کامل اور عالم تھے۔ جواب ملا کہ یہ تفاوت محض اس وجہ سے ہے کہ دنیا میں حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمہ کا ایک ہی پیراہن تھا (یعنی خدا تعالیٰ پر توکل) اور حضرت محمد واسع علیہ الرحمہ کے دو پیراہن تھے۔ یعنی وہ دنیا میں ذاتی کوشش اور اسباب کو بھی مدنظر رکھتے تھے۔

☆توکل کی برکت سے غیب سے رزق:

حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ سارا سارا دن خواجہ حسن بصری علیہ الرحمہ کی مجلس میں رہ کر علم دین سیکھتے اور رات کو عبادت میں گزارتے۔ عرصہ تک یہی حال رہا۔ ایک دن آپ کی بیوی نے کہا: کہ خرچ بالکل نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کام پر جاتا ہوں جو مزدوری ملے گی، لاکر تم کو دے دوں گا۔ چنانچہ روز اسی طرح کرتے اور سارا دن عبادت میں گزار دیتے۔ شام کو خالی ہاتھ گھر چلے آتے۔ جب بیوی مزدوری کے متعلق سوال کرتی۔ تو فرماتے: جس کے ہاں میں نے مزدوری کی ہے، وہ بڑا کریم ہے۔ مجھے مانگتے ہوئے شرم آتی ہے۔ وہ کہتا ہے: جب وقت آئے گا، میں خود دے دوں گا۔ وہ کہتا ہے کہ ہر دسویں روز اجرت دیا کروں گا۔ چنانچہ نو دن تک آپ روز عبادت گاہ میں چلے جاتے اور رات کو واپس آجاتے۔ دسویں دن اس خیال سے کہ اب بیوی کو جا کر کیا جواب دوں گا۔ شرمندہ ہو رہے

تھے اور آہستہ آہستہ تشریف لا رہے تھے۔ اسی اثناء میں رب تعالیٰ نے اپنے موکل کی معرفت آپ کے گھر آٹا، گھی اور تین ہزار درہم اور دیگر ضروریات کی تمام چیزیں بھجوا دیں اور کہا کہ یہ دس دن کی مزدوری ہے۔ اگر زیادہ کام کرو گے تو اجرت (مزدوری) زیادہ دوں گا اور جب گھر کے نزدیک پہنچے اور جیسے ہی گھر کے اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ کئی قسم کے کھانے تیار ہو رہے ہیں۔ بیوی نے خوشی میں آ کر کہا کہ وہ کون نیک بخت ہے جس کا کام تم کرتے ہو۔ اس نے آج یہ چیزیں دس دن کی مزدوری کے طور پر بھیجی ہیں اور پیغام بھیجا ہے کہ کام ذرا زیادہ محنت سے کرے۔ میں مزدوری زیادہ کروں گا۔ یہ سن کر آپ آبدیدہ ہو گئے اور خیال کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے محض ایک گنہگار کی دس دن کی ناکام اور بے حضور عبادت کے عوض یہ کچھ عطا فرمایا۔ اگر زیادہ حضور قلب سے عبادت کی جائے گی تو وہ کیا کچھ نہ کرے گا۔ یہ کہہ کر بالکل ہی دنیا سے مونہہ موڑ لیا اور عبادت میں مصروف ہو گئے اور بالآخر عنایت الٰہی سے مستجاب الدعوات بزرگوں میں سے ہو گئے۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص 40)

آپ علیہ الرحمہ کا دولت خانہ بصرہ میں عین چوراہا پر تھا۔ ایک پوستین آپ ہمیشہ پہنے رہتے تھے۔ ایک دن وہ پوستین چوراہا میں چھوڑ کر آپ کہیں اور چلے گئے۔ اتنے میں خواجہ حسن بصری علیہ الرحمہ کا ادھر سے گزر ہوا۔ آپ کی پوستین کو

پہچان کر وہیں کھڑے ہو گئے۔اس خیال سے کہ کوئی اٹھا کر نہ لے جائے۔ بڑی دیر بعد حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ تشریف لائے اور خواجہ حسن بصری علیہ الرحمہ کو دیکھ کر پوچھا۔امام المسلمین! آپ کیسے تشریف لائے۔خواجہ حسن بصری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ پوستین کوکس کے بھروسہ پر چھوڑ گئے تھے۔عرض کی کہ اس کے بھروسہ پر جس نے آپ کو حفاظت کے لیے مقرر فرمایا ہے(تذکرۃ الاولیاء، ص41)

☆ایک بزرگ علیہ الرحمہ کا توکل اور امام مسجد:

احیاء العلوم میں حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ ایک بزرگ کا واقعہ لکھتے ہیں کہ وہ بزرگ مسجد میں نماز کے لیے سب سے پہلے تشریف لاتے اور پہلی صف میں بیٹھ جاتے اور نماز کے بعد سب سے آخر میں مسجد سے باہر نکلتے۔ امام صاحب نے ایک دن ان بزرگ سے پوچھا: میں آپ کو ایک عرصہ سے سب سے پہلے مسجد میں آتا اور آخر میں نکلتا دیکھتا ہوں۔آپ کو کون کھلاتا پلاتا ہے؟ یہ سن کر ان بزرگ نے کہا کہ لگتا ہے کہ مجھے آپ کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازیں دوبارہ لوٹانی ہوں گی کیونکہ جس امام کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ نہ ہو جو عالمین کا پالنے والا ہے۔اس امام کے پیچھے میری نمازیں کیسے ہوں گی؟

پھران بزرگ نے امام صاحب سے پوچھا: آپ کو کون کھلاتا پلاتا ہے؟ امام صاحب نے کہا: اللہ تعالیٰ تو بزرگ فرمانے لگے: جو رب تعالیٰ آپ کو کھلاتا ہے، وہی مجھے کھلاتا ہے۔

☆ حضرت رابعہ بصریہ رحمتہ اللہ علیہا کے والد کا توکل:

تذکرۃ الاولیاء کے صفحہ نمبر 46 پر نقل ہے۔جس رات حضرت رابعہ بصریہ پیدا ہوئیں، اس رات آپ کے والد کے ہاں اتنا کپڑا نہیں تھا جس میں آپ کو لپیٹا جاسکے اور اتنا روغن بھی نہیں تھا کہ آپ کی ناف پر چپڑ دیا جاتا۔ چراغ جلانے کے لیے تیل بھی نہ تھا مگر آپ نے وعدہ کیا ہوا تھا کہ مخلوق کے سامنے سوال دراز نہیں کریں گے۔ پریشانی کے عالم میں رات سو گئے تو خواب میں نبی پاک ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔خواب میں نبی پاک ﷺ نے آپ کو تسلی دی اور فرمایا کہ شہر بصرہ میں عیسیٰ زادان کو ایک کاغذ پر لکھ کر میرا پیغام دو کہ تو ہر رات سو مرتبہ مجھ پر درود بھیجتا ہے اور جمعہ کے دن چار سو مرتبہ درود بھیجتا ہے مگر گزشتہ جمعہ درود پاک بھیجنا بھول گیا ہے،اس کا کفارہ یہ ہے کہ پیغام پہنچانے والے کو چار سو دینار دے دو۔

صبح اٹھ کر والد رونے لگے اور خط لکھ کر ایک شخص کے ہاتھ بھیج دیا۔امیر عیسیٰ

زادان نے جب وہ خط دیکھا تو کہا کہ دس ہزار درہم اس شکرانے میں جو نبی پاک ﷺ نے مجھے یاد فرمایا۔ یہ دس ہزار درہم اپنے ہاتھوں سے فقیروں میں تقسیم کردو اور چارسو دینار میری طرف سے اور چارسو دینار ارشادنبوی کی تعمیل میں میری طرف سے قبول فرمایئے اور جب بھی تمہیں کوئی حاجت ہو، صرف اطلاع دے دینا، میں پوری کردوں گا۔

☆حضرت رابعہ بصریہ رحمتہ اللہ علیہا کا توکل:

تذکرۃ الاولیاء کے صفحہ نمبر 49 پر نقل ہے کہ ایک مرتبہ کافی بھوکے لوگ آپ کے گھر حاضر ہوئے اور کھانا طلب کیا۔ آپ کے گھر میں صرف دو روٹیاں تھیں، سوچ رہی تھیں کہ مہمانوں کا پیٹ دو روٹیوں میں کیسے بھرے گا۔ اتنے میں ایک سائل نے آ کر آواز دی۔ آپ نے وہ دونوں روٹیاں اس سائل کو دے دیں۔ مہمان حیران رہ گئے کہ دو ہی روٹیاں تھیں اور وہ بھی سائل کو دے دیں، اب ہمارا کیا ہوگا۔

اتنے میں ایک لونڈی نے دروازے پر دستک دی اور کہا کہ کدبانو نے روٹیاں بھیجی ہیں۔ آپ نے روٹیاں گنتی کیں تو اٹھارہ روٹیاں تھیں۔ آپ نے فرمایا یہ کسی اور کو دینے کو کہا ہوگا۔ یہ کہہ کر آپ نے روٹیوں سمیت لونڈی کو واپس

بھیج دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد لونڈی پھر روٹیاں لے کر آئی، آپ نے روٹیاں گنتی کیں تو بیس تھیں۔ آپ نے روٹیاں رکھ لیں اور لونڈی کو روانہ کر دیا اور روٹیوں کو مہمانوں کے آگے رکھ دیا۔

کھانا کھا کر مہمان پوچھنے لگے۔ اس واقعہ میں کیا راز ہے؟ آپ نے فرمایا: میں نے دو روٹیاں راہ خدا میں دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مولا تیرا وعدہ ہے کہ جو کوئی تیری راہ میں ایک دیتا ہے تو، تو اس کا دس عطا فرماتا ہے اور مجھے اس بات پر یقین ہے۔ اسکے بعد جب اٹھارہ آئیں تو میں سمجھ گئی کہ یہ رب کی طرف سے نہیں ہے کیونکہ اسکی طرف سے بیس ملنی چاہئیں لیکن تھوڑی دیر بعد دوبارہ بیس روٹیاں آئیں تو میں سمجھ گئی کہ رب کا وعدہ سچا ہے۔

☆توکل پر انعام:

تذکرۃ الاولیاء صفحہ نمبر 49 پر نقل ہے۔ حضرت رابعہ بصریہ رحمتہ اللہ علیہا ایک مرتبہ نماز ادا کر رہی تھیں۔ آپ کو کمزوری ہونے لگی۔ چنانچہ نیند آ گئی، اتنے میں ایک چور نے آ کر آپ کی چادر اٹھائی اور چل دیا، لیکن جب دروازے تک پہنچا تو دروازہ نظر نہ آیا، چنانچہ اس نے چادر کو رکھ دیا تو دروازہ پھر نظر آنے لگا۔ اسی طرح چند مرتبہ ہوا کہ چادر لے کر جب جانے لگا تو دروازہ نہ نظر آتا اور چادر

رکھ دیتا تو دروازہ نظر آتا بالآخر چور کو غیب سے آواز آئی، ایک دوست سو رہا ہے تو کیا ہوا۔ دوسرا دوست تو جاگ رہا ہے۔

☆حضرت حاتم اصم علیہ الرحمہ کی زوجہ کا توکل:

حضرت حاتم اصم علیہ الرحمہ نے اپنی بیوی سے فرمایا کہ میں جہاد پر جاتا ہوں۔ چار مہینے کے لیے تجھے کس قدر خرچ درکار ہوگا؟ بیوی نے کہا کہ جس قدر میری زندگی ہے، فرمایا کہ میرے ہاتھ میں نہیں۔ بیوی نے کہا کہ پھر میری روزی بھی تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ چنانچہ آپ جہاد پر چلے گئے۔ آپ کی غیر موجودگی میں ایک بڑھیا نے آپ کی بیوی سے پوچھا کہ حاتم تمہارے لیے کس قدر روزی چھوڑ گئے ہیں؟ آپ کی بیوی نے کہا کہ وہ روزی کھانے والے تھے، تشریف لے گئے۔ روزی دینے والے نہیں تھے مگر روزی دینے والا تو میری شہہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء، ص156)

☆حضرت شاہ شجاع کرمانی علیہ الرحمہ کی بیٹی کا توکل:

بادشاہ وقت نے آپ کی بیٹی کا رشتہ مانگا۔ آپ نے فرمایا کہ تین دن کی مہلت دو چنانچہ مہلت ملنے پر آپ نے مسجدوں کے گرد چکر لگانا شروع کیے۔

تیسرے روز ایک فقیر سے ملاقات ہوئی جو نہایت اچھی طرح سے نماز پڑھ رہا تھا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو کہا شادی شدہ ہو یا نہیں؟ فقیر نے جواب دیا کہ میرے جیسے بے نوا کو کون لڑکی دے گا جس کے پاس تین درہم سے زیادہ نہیں۔آپ نے فرمایا: فکر مت کرو، یہ تین درہم کافی ہیں۔ایک روٹی کے لیے، دوسرا شیرینی (مٹھائی) کے لیے اور تیسرا خوشبو کے لیے۔

چنانچہ آپ نے اپنی بیٹی کا اسی رات اس فقیر سے نکاح کر دیا۔رات کو جب لڑکی نے دستر خوان پر خشک روٹی دیکھی تو پوچھا، یہ روٹی کیسی ہے؟ فقیر نے کہا کہ مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ بادشاہ کی بیٹی میری بے نوائی میں شریک نہیں ہوسکتی۔لڑکی نے کہا: ایسا نہیں ہے بلکہ مجھے اپنے باپ پر افسوس ہے کہ جس نے میرا نکاح ایسے شخص کے ساتھ کر دیا جس کا رب پر توکل ہی نہیں۔فقیر نے کہا کہ کیا اس کا کچھ کفارہ ہوسکتا ہے؟ لڑکی نے کہا: ہاں۔اس گھر میں خشک روٹی رہے گی یا میں۔(تذکرۃ الاولیاء،ص184)

☆توکل کیا ہے؟

حضرت جعفر جلائی علیہ الرحمہ نے توکل کے متعلق ارشاد فرمایا کہ کسی چیز کے ہونے یا نہ ہونے کی دونوں حالتوں میں بلکہ نہ ہونے کی صورت میں بالخصوص

خوشی ہو۔

☆صوفیہ کا توکل:

حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ کشف المحجوب میں حضرت حاتم الاصم علیہ الرحمہ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جب سے مجھے چار باتوں کا علم حاصل ہوا ہے، میں عالم کے تمام علوم سے بے پرواہ ہو گیا ہوں۔

1...... میں نے جان لیا ہے کہ میرا رزق مقدر ہو چکا ہے، جس میں نہ کمی ہوسکتی ہے، نہ زیادتی۔لہذا زیادہ کی خواہش سے بے نیاز ہوں۔

2...... میں نے جان لیا ہے کہ خدا تعالیٰ کا جو مجھ پر حق ہے، جسے میرے سوا کوئی ادا نہیں کرسکتا لہذا اس کی ادائیگی میں مشغول ہوں۔

3......موت ضرور آنی ہے جس سے راہ فرار اختیار نہیں کرسکتا لہذا میں نے اسے پہچان لیا ہے۔

4...... میں نے جان لیا ہے کہ میرا کوئی مالک ہے جو ہمہ وقت مجھے دیکھ رہا ہے۔میں اس سے شرم کرتا ہوں اور نافرمانیوں سے باز رہتا ہوں۔

☆اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا توکل:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ پہلی بار کی حاضری

(حرمین طیبین 1295ھ) والدین کے ہمراہ تھی۔اس وقت مجھے تئیسواں سال تھا۔واپسی میں تین دن طوفان شدید رہا تھا۔لوگوں نے کفن پہن لیے تھے۔والد صاحب کا اضطراب دیکھ کران کی تسکین کے لیے بے ساختہ میری زبان سے نکلا کہ آپ اطمینان رکھیں۔خدا تعالیٰ کی قسم! یہ جہاز نہیں ڈوبے گا۔یہ قسم میں نے حدیث شریف ہی کے اطمینان پر کھائی تھی جس میں کشتی میں سوار ہوتے وقت غرق سے حفاظت کی دعا ارشاد فرمائی ہے۔ میں نے وہ دعا پڑھ لی۔ حدیث شریف میں وعدہ کیا گیا ہے اس پر کامل یقین ہے۔تین دن تک تیز ہوا یعنی طوفانی ہوا چل رہی تھی پھر زور ٹوٹا اور جہاز طوفان سے نجات پا گیا۔

بریلی میں طاعون شدت کے ساتھ تھا۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کے مسوڑھوں میں ورم آ گیا اور اتنا زیادہ ہوا کہ حلق اور مونہہ بند ہو گیا۔ مشکل سے تھوڑا سا دودھ حلق میں اتارتے۔ بخار بہت شدید تھا۔کان کے پیچھے گٹھلیاں تھیں، طبیب نے کہا: یہ طاعون ہے۔ حالانکہ میں خوب جانتا ہوں کہ مجھے طاعون نہیں لگ سکتا کیونکہ میں نے اپنے آقا و مولا ﷺ کی بتائی ہوئی دعا حفاظت کی پڑھ لی تھی۔ رات سویا تو ایک بزرگ خواب میں آئے اور فرمانے لگے: احمد رضا! مسواک کر مسواک۔ میں نے اٹھ کر مسواک کی۔مونہہ سے کچھ خون نکلا اور میں مکمل شفایاب ہو گیا۔

(حیات اعلیٰ حضرت، ص 91)

محترم حضرات! آپ نے بزرگان دین کے توکل پر مبنی واقعات سنے۔ یقیناً آپ کا ایمان تازہ ہوگیا ہوگا اور آپ اس نتیجہ پر پہنچے ہوں گے کہ توکل کی بے شمار برکتوں میں سے ایک برکت یہ بھی ہے کہ بندہ مخلوق کی محتاجی سے بچ جاتا ہے، جیسا کہ حضرت سلیمان خواص علیہ الرحمہ نے فرمایا: اگر کوئی شخص سچی نیت سے اللہ تعالیٰ پر توکل کرے تو امراء (مالدار) اور غیر امراء (غیر مالدار) سب اس کے محتاج ہوجائیں گے اور وہ کسی کا محتاج نہ ہوگا کیونکہ اس کا مالک غنی وحمید ہے (منہاج العابدین، ص 104)

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والا مسلمان سکون، اطمینان اور خوشحال زندگی گزارتا ہے۔ توکل سے ذہنی وقلبی سکون اور راحت حاصل ہوتی ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میرے شیخ اکثر مجلس میں فرمایا کرتے تھے: اپنی تدبیر اس ذات کے سپرد کردے جس نے تجھے پیدا فرمایا ہے (یعنی فقط اللہ کریم پر بھروسہ کر) تو راحت پائے گا۔ (منہاج العابدین، ص 13)

آخر ایک اہم بات عرض کرتا چلوں کہ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں توکل کی دعا کیجیے کہ اس کی رحمت بہت بڑی ہے۔ اس سے جو مانگو، وہ اپنے فضل سے عطا فرماتا ہے۔ توکل کی یوں دعا مانگیے: اے اللہ تعالیٰ! ہمیں اپنے حبیب ﷺ کے

وسیلہ سے توکل کی دولت عطا فرما اور ہمیں اپنے سوا کسی کا محتاج نہ کرنا، مجھے ہر ہر معاملے میں بس تیری ہی ذات پر بھروسہ کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ